ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین اسکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور اسکی تدوین ہیرہ تقدیر عرق ریزی کی۔ اس داستان عز نزالوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین ہین جسکی تفصیل یہ ہے

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ ”
دوم	کوچک باختر	۱ ”	ششم	صندلی نامہ	۱ ”
سوم	بالا باختر	۱ ”	ہفتم	تورج نامہ	۲ ”
چہارم	ایرج نامہ	[illegible] ”	ہشتم	لال نامہ	۱ ”

ان داستانون مین سے طلسم ہوشربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور حسب خواہش قدر دانان طبع مکرر کی نوبت آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول و ایرج نامہ جلد اول و کوچک باختر طیار ہو کر فروخت ہوتی ہین باقی جلدین بھی انشاء اللہ تعالی جلد پیش ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہو کہ ایرج نامہ جو مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب نے داستان گو نے بحسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و ملیح ترجمہ کیا

بار اول

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی
نومبر سنہ ۱۸۹۲ع

اعلان داستان طلسم ہوشربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف و آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیداکنار ہے جسکی انتہا سے شناور وہم و خیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہے سواے اس داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ و افسانہ مین اسطرح کی دلبستگی نہین ہے کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے پھر تا تمامی داستان پہونچے دل کو چین نہین پڑتا مصنف اس داستان کے علامہ و فہام خبیر باتدبیر مشہور آفاق حضرت ابو الفضل فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آج تک اس داستان کو ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق ہوئی کہ ہر شخص اسکے سننے کا [illegible] چونکہ یہ داستان عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے دستیاب ہونا اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ داستانگوئی کے اسکو بیان کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علے العموم اس داستان کے تمام و کمال سننے سے حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور سواے مجالس امرا و اصحاب مقدرت کے اسکا بیان عام طور سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحبقران از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہے کہ اگر اس داستان کو تفریح طبع کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر بوجہ حسب طریقہ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگو کی زبان سے سننا چاہین سو اولاً سے آخر تو بلا مبالغہ بیس برس مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزارہا روپیہ کا صرف درکار ہے۔ اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس داستان عظیم الشان کے کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ داستانگویون اور شاعرون کی معرفت بزبان اردو شستہ و رفتہ محاورۂ اہل مذاق مین ترجمہ کرانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کراکے تمامی ممالک مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین انگلستان بحران کی تمام شائقین عیش پسند کو سیر کرانا مالک مطبع اودھ اخبار [stain]ذا امیر والا ہمم رئیس با خلق و کرم عالیشان و سمو المکان فی الحقیقت [stain]ستان مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے اپنی ہمت عالی نہمت سے لیا اور ہزاران ہزار شکر درگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے امر بزرگ اور کار سترگ کا انصرام بھی ہو گیا یعنے اکثر دفتر حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نذر شائقین ہو گئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع ہین اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہے کہ انکا اہتمام طبع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالے تھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہو کر پیش ناظرین باتمکین ہو گئے اور تمام ناظرین داستانون کی سیر سے محظوظ و مسرور ہونگے۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جلدین ہین اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین۔ اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوشربا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو سات جلدون مین ہے اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون پر منقسم ہے۔ یہ امر بھی مسلم الثبوت ہے کہ کوئی شخص ادنی۔ اعلی۔ غریب۔ امیر تمام زمانہ مین تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب نہوگا جو داستان امیر حمزہ صاحبقران کے سننے کا تہ دل سے مشتاق نہو۔ مگر علی العموم ہر صاحب جو اس داستان کی سماعت سے بہرہ یاب نہو سکتے تھے یہی باعث تھا کہ یہ داستان معرض طبع مین نہ آئی تھی اور سواے کتبخانہ رئیسان یا زبان داستانگویان کے اسکا وجود مثل عنقا کے ناپدید تھا اب ہر شخص گھر بیٹھے اسکی سیر کرسکتا ہے اور عالم تنہائی مین دل بہلا سکتا ہے

واضح ہو کہ اگرچہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفترون کی داستانین اور انکا طرز بیان اور عجائب و غرائب طلسمات اور بہادرون کی لڑائیان اور عیارون کی عیاریان اور ساحرون کی سحرکاریان اور حسینون کی خوش ادائیان وغیرہ وغیرہ مضامین رشک سحر حلال و قابل دید ہین مگر طلسم ہوشربا سب دفترون کی جان ہے اور اسکا بیان بھی بہت ہے کہ بڑی بڑی سات جلدون مین ہے۔ جلد پنجم اسقدر ضخیم ہے کہ بڑے بڑے دو حصون پر منقسم ہے اسی طلسم ہوشربا کی ساتون جلدین بار اول طبع ہو کر نذر ناظرین ہو چکی ہین اگرچہ تعداد طبع کثیر تھی مگر بوفور خواہش خریداران فوراً دست بدست ہو گئین اور اب نوبت طبع مکرر کی آئی ہے۔ واقعی اسکے مضامین ایسے دلچسپ و دل آویز ہین کہ جسنے اسکی پہلی جلد کے عنوان کو بھی ملاحظہ کیا پھر کیا ممکن ہے کہ وہ محو نظارہ نہو کر اسکی ساتون جلدون کے مطالعہ سے اپنے کو باز رکھے۔ اول تو اصل داستان طلسم ہوشربا کی خوبیان ممکن نہین کہ بیان ہو سکین۔ ہر جلد مین نیا رنگ ہے حسن کا طرح طرح [illegible] بیان [illegible] طرز ہے [illegible] کا [illegible] اور عاشقون کا نئے انداز پر ذکر کیا ہے کی عیاریان مکاریون کی نرالی فکر۔ پہلوانون کی لڑائیان۔ بہادرون کی جانبازیان طلسمات کا بیان۔ جادوگرون کے سامان۔ وصل کی راتین حسن و عشق کی گھاتین فراق محبوب وصال نامرغوب۔ درد جدائی کی مصیبت۔ وحشت نوردی کی محنت دوسرے لائق مترجمون کی فصاحت و بلاغت نے سمند مضامین پر ایک اور تازیانہ لگا دیا۔ ہر ہر موقع پر جادو بیانی کا دریا بہا دیا ہر فقرہ مقفی و مسجع انشا پردازی کی شرح حق تو یہ ہے کہ فسانۂ عجائب کی سحرنگاری آنکھون سے گر گئی۔ بیان حسن و عشق پر عاشقون کی جان جاتی ہے۔ سامان فراق مضامین ہجر پر تصویر کی بھی آنکھون سے آنسو بہاتی ہے۔ اثنائے قصہ اور ہر جگہ صبح و شام بیان کا نیا انداز۔ باغ و صحرا کا ہر مقام پر جدا طرز۔ آرائش بزم وصال کا ہر جگہ پر نیا رنگ معشوقون اور حسینون کے سراپا کا ہر کہین دوسرا ڈھنگ۔ ہر ہر مقام پر اشعار اس مناسبت سے درج کیے ہین گویا اسی حالت کے واسطے نظم ہوئے تھے۔ اور صدہا مقام پر ان ہمہ دان مترجمون نے اشعار اور غزل وغیرہ مثنوی

مقام اپنے اپنے طبعزاد بھی تصنیف فرما کر درج کیے ہین۔ فی الواقع جسطرح یہ دفتر طلسم ہوشربا ساری داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان ہے ویسا ہی اس دفتر کا ترجمہ بھی لائق دید اور سزاوار تحسین و آفرین ہے۔ کیونکہ حضرات مترجم اس دفتر کے کیسے لائق و فائق نثار مستند روزگار ہین جنکی فصاحت بیانی اور ہمہ دانی سے تمام اہل ہند واقف و آگاہ ہین یعنی اس دفتر کی اول چار جلدون کا ترجمہ بلبل بوستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت نثار بے بدل شاعر عدیم المثیل منشی میر محمد حسین صاحب جاہ نے فرمایا ہے۔ اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ استاد سخنور ماہر ترجمہ داستان گویان کامل ہمہ دان مصائب قران جناب سید الشعراء مقبول و محبوب امرا منشی احمد حسین صاحب قمر نے فرمایا ہے۔ ہزار ہا روپیہ اس دفتر ضخیم کی تالیف و ترتیب مین مالک مطبع کا صرف ہوا ہے جب اس نادرۂ دلفریب نے ہر دل عزیز ہونے کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ اب اس اشتہار کے ذیل مین مختصر مختصر حالات ساتون جلدون کے عرض کیے جاتے ہین تاکہ ناظرین کو فی الجملہ اس دفتر کے مضامین سے آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ ساتون جلدین ایک ہی تقطیع اور ایک ہی قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہین جو صاحب اس دفتر طلسم ہوشربا کی ساتون جلدین یکمشت خرید فرمائینگے انکو بہ نسبت فرادی فرادی جلدون کے خرید فرمانے کے قیمت مین بہت تخفیف ہوگی یعنی بیس روپیہ کو یہ ساتون جلدین دستیاب ہونگی۔ اور ہر ہر جلد کی علیحدہ قیمت بھی ہر جلد کے ضمن بیان مین مندرج ہے۔ مگر یہ واضح رہے کہ پورا لطف جب ہی حاصل ہوگا جبکہ ساتون جلد کی کیفیت مجموعی سیر کیجائے کیونکہ ایک دو جلد کے مطالعہ مین پورا حال معلوم نہوگا اور سلسلۂ بیان کے قطع ہو جانے سے انتشار طبیعت باقی رہیگا۔ اب حالات کل دفتر کے بطریق اختصار مع قیمت ہر ہر جلد کے تحریر کیے جاتے ہین

جلد اول آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوشربا اور [illegible] لقا کا کوہستان مین [illegible] شریک لقا ہو کر افراسیاب جادو کو مدد [illegible] باہمی لڑائی۔ عیارون کی عیاری۔ [illegible] کی کامیابی خواجہ عمرو اور دیگر عیارون کے ہاتھ فتح طلسم ہوشربا۔ [illegible]

عمرو کا طلسم میں جانا عیاروں کے ہاتھ سے قتل کرنا ساحروں کا اور ملاقات شاہرخ
سحر چشم سے ملکہ کو کوشش کرنا افراسیاب کا عمرو اور مہرخ سے باہمی جنگ
کر کے گرفتار ہونا اسد و جمشید کا بکر بادشاہ ہونا مہرخ کا لشکر اسلام میں
شامل عمرو اور جنگ افراسیاب سے پہنچنا عمرو کا طلسم باطن میں اور
لوٹ لینا دربار افراسیاب کو عاشق ہونا ملکہ [illegible] و مہرخ چشم کا شہزادہ [illegible]
پر مقابلہ کرنا ساحروں سے شہزادہ [illegible] کا اور عاشق ہونا شہزادہ کا ملکہ [illegible]
چشم [illegible] داخل ہونا شہزادہ [illegible] کا طلسم آئینہ میں -
ملاقات عمرو کی [illegible] افراسیاب و عیاری [illegible] عمرو
[illegible] عاشق جادو [illegible]
عجیب داستانیں طول و طویل ہیں کہ تفصیل انکی مطالعہ سے معلوم ہوگی
یہ جلد [illegible] ۹۸۰ صفحہ پر ختم ہے قیمت - [illegible]

جلد دوم جانا عمرو کا سمت کوہ [illegible] لڑائیاں امیر حمزہ کی لقا سے
آنا ساحروں کا [illegible] افراسیاب - عیاریاں عیاروں کی
[illegible] شمشیر زن [illegible] اور جانا طلسم آئینہ میں
اور عاشق ہونا [illegible] مقابلہ مہرخ [illegible] جادو کا اور
عیاریاں عیاروں کی [illegible] افراسیاب جواب افراسیاب اور
باہمی [illegible] لشکر اسلام میں اور عاشق ہونا بادشاہ
لشکر اسلام پر لشکر امیر حمزہ [illegible] کوکب و افراسیاب میں باہمی مقابلے
آنا [illegible] جادو کا اور [illegible] ہونا ملکہ [illegible]
[illegible] ملاقات [illegible] ساحروں کی لڑائیاں عیاروں کی
عیاریاں حالات طلسم [illegible] داستانیں [illegible] جنکا
خلاصہ بھی [illegible] جلد [illegible] ۹۹۲ صفحہ پر ختم ہے قیمت [illegible]

جلد سوم نام افراسیاب کا [illegible] جادو کو پہنچنا [illegible] سحر ساز
کا اور آفت [illegible] لشکر [illegible] عمرو کی عیاریاں [illegible] آہن [illegible] فولاد
کو [illegible] سے مقابلہ کرنا [illegible] طلسم میں داخل ہونا [illegible] جادو کا مقابلہ
مہرخ [illegible] افراسیاب [illegible] طلسم
[illegible] طلسم [illegible] میں -
[illegible] طلسم [illegible]
داخل طلسم [illegible] داستانیں [illegible] جلد
[illegible] ۹۲۲ صفحہ پر ختم ہے قیمت [illegible]

جلد چہارم [illegible] شہزادہ قاسم کی عیاری [illegible] حاضر ہونا

افراسیاب کا خاک قبر جمشید کی سے قتل کرنا قطاس زندان اور [illegible]
[illegible] کی لڑائی اژدر کوہی کی [illegible] شیر [illegible] ہونا حالات
جہانگیر و صاحبقران [illegible] حالات [illegible] حصار [illegible] عمرو کی عیاریاں مقابلہ
مہرخ [illegible] افراسیاب - جنگ [illegible] قتل ساحران - صرصر شمشیر زن کی
عیاریاں [illegible] آہن کلاہ کا وغیرہ
[illegible] داستانیں [illegible] واقعات دیگر میں جنکا
خلاصہ بھی غیر ممکن ہے اگر [illegible] ہونا چاہئے تو کتب
[illegible] یہ جلد [illegible] صفحہ پر ختم ہے قیمت [illegible]

جلد پنجم [illegible] عیاروں [illegible] کی لڑائیاں [illegible] بڑے بڑے دو حصہ
اسمین [illegible] داستانیں ہیں اور [illegible] غضب کی ان میں لڑائیاں اور
سحر آزمائیاں ہیں [illegible] شکل ہے اس جلد کے حصہ اول کا آغاز
[illegible] افراسیاب کا آمادۂ قتل اسد غازی
ہونا [illegible] داستان شہنشاہ [illegible] اور حصہ دوم کا شروع
[illegible] اسد کا شہر [illegible] عاشق ہونا ملکہ لالان خون قبا
[illegible] اور [illegible] میان
[illegible] یہ جلد [illegible] صفحہ پر ختم ہے قیمت [illegible]

جلد ششم حالات [illegible] افراسیاب آخر عیاری
عمرو [illegible] قتل ہونا [illegible] حمزہ [illegible] کا اور بعد [illegible] لڑائیوں
[illegible] چہرہ اول اور
[illegible] ملکہ چہرہ دوم اور اشتعال جادو نقارہ نواز ملکہ چہرہ
سوم اور [illegible] ملکہ چہرہ چہارم اور ملکہ [illegible] گوہر پوش
ملکہ چہرہ پنجم [illegible] آسمان انکی دختر [illegible] اور دختر ثانی [illegible]
کا عاشق [illegible] اسلام ہونا وغیرہ حالات دیگر یہ جلد
[illegible] صفحہ پر ختم ہے قیمت [illegible]

جلد ہفتم [illegible] عجائب و غرائب سے مملو ہے آغاز
اسکا بیان [illegible] افراسیاب [illegible] اور ہر مقام پر
[illegible] اور عیاریاں عمرو کی [illegible] باتباع
[illegible] اسد غازی وغیرہ ملکہ [illegible]
[illegible] ختم
[illegible] صفحہ پر ختم ہے قیمت

جب دو جلد دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی پہلی جلد کا ترجمہ کیا اور الحمد للہ کہ پسند مالک مطبع ہوا۔ اب اسی دفتر چہارم ایرج نامہ کی جلد دوم کا ترجمہ شروع کرتا ہوں۔ خدا کی رحمت سے امیدوار ہوں کہ اس جلد دوم کا بھی ترجمہ باحسن وجوہ اختتام کو پہونچے اور پسند اصحاب شوق ہو۔ اب آپ حضرات سے بصد التجا تمنا ہے کہ جہاں کہیں اس ترجمہ میں بوجہ عدم لیاقت کمترین کے غلطی ہو دامن رحمت سے پوشیدہ فرماویں لان الخطاء عند کرام الناس مقبول و العفو من اخیارہم مامول فقط

آغاز داستان فرحت بیان پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زرجد نگار میں و عجائبات ہا کہ قابل ملاحظہ ناظرین ہیں

کہ جب شاہ عیاران عمرو بن امیہ یار وفادار اعراک کی خبر کے واسطے روانہ ہوا تھا دروازہ بارگاہ زرجد شاہ پر آیا کسی سپاہی کی صورت بنا کر کھڑا ہو رہا ایک ایک کو دیکھ رہا ہے کہ اسی اثنا میں دربار برخاست ہوا ایک ایک اٹھ کر جانے لگا سب کے بعد ایک مرد پیر با ریش سفید پیشانی پر نور لباس سفید پہنے ہوئے خادم و خدمتگار ہمراہ لے کر نکلا عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو مسلمان معلوم ہوتا ہے گلیم عیاری اوڑھ کر پیچھے اسکے روانہ ہوا وہ مرد پیر آتے آتے ایک مکان میں داخل ہوا دیکھا عمرو نے کہ مکان نہایت پاکیزہ تختوں کا چوکا لگا ہوا ہے اور ایک حجرے میں تخت علیحدہ بچھا ہوا ہے اس مرد پیر نے لباس درباری اتارا دوسری پوشاک پہنی وہ جو لوگ ساتھ آئے تھے انہیں رخصت کیا آپ تنہا رہ گیا دو غلام اسکے تھے وہ پانی وضو کیواسطے لائے کہا کہ دروازہ باہر کا بند کر دو اور وضو کرنے لگا دونوں غلاموں نے بھی وضو کیا جانماز بچھائی اس مرد پیر نے نماز شروع کی وہ دونوں غلام پیچھے اسکے کھڑے ہوئے شریک نماز ہوئے جب نماز سے فراغت ہوئی اب مرد پیر فارغ ہو کر تسبیح ہاتھ میں لیکر وظیفہ پڑھنے لگا عمرو اپنے دل میں خوش ہوا کہ جو میرا گمان تھا وہ صحیح نکلا اب اس سے کچھ حال پوچھا چاہیے اور پھر سوچا کہ ابھی ٹھہر جاؤ دیکھو یہ کچھ اسلام کا ذکر کرتا ہے یا نہیں چھپا کھڑا ہوا تھا کہ اس مرد پیر نے اپنے غلاموں سے کہا کہ [illegible] حضرت [illegible] یاد ہوتا ہے اور دل میں چند روز گذرے تو حمزہ بھی مارا جائیگا اور دین اسلام مٹ جائیگا اگر کوئی حمزہ کا دوست مجھ تک پہونچتا تو میں اسے تدبیر بتاتا یہ سنکر عمرو نے کہا الحمد للہ ای عزیز آج تیرا حال معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہے دشمن خداوند زرجد شاہ ہے تجھ کو بار کئی مرتبہ تیرے مقدمے میں کہہ چکا ہے لیکن زرجد شاہ کو اعتبار نہیں آیا اور مجھ سے کہا تھا کہ تو پوشیدہ ہو کر حال دریافت کر میں جاسوس ہوں زرجد شاہ کا جا کر اس سے تیرا حال بیان کرتا ہوں بس یہ آواز سنتے ہی اس مرد پیر کے بدن میں رعشہ پڑ گیا پیشاب تک خطا ہو گیا رنگ زرد ہو گئی قریب تھا کہ غش کھا کر گرے عمرو نے دیکھا کہ حال اسکا ابتر ہے ایسا نہو مارے صدمے کے مر جائے تو مفت ایک خدا پرست کا خون تیری گردن پر ہو بس جلدی سے گلیم عیاری اتاری اور اس مرد پیر کے سامنے آیا کہا کہ ای عزیز تو اندیشہ نکر میں عیار ہوں حمزہ کا میرا نام عمرو ہے مسلمان ہوں اب اسکی جان میں جان آئی لپٹ گیا عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا بھئی یہ کونسی ہنسی تھی کوئی ایسی بھی ہنسی ہنستا ہے اگر ایک لمحہ آپ اپنے کو اور نہ ظاہر کریں تو میں مر جاؤں غرض اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ خواجہ نہایت مشتاق تھا آپ کی ملاقات کا الحمد للہ کہ آپ سے ملاقات ہوئی یہ تو فرمائیے کہ آپ میرے ساتھ یہاں کیونکر آئے عمرو نے کہا میں دروازہ بارگاہ زرجد شاہ پر کھڑا تھا میں نے نور اسلام آپ کی پیشانی سے ساطع و لامع دیکھا ثابت ہوا کہ آپ مسلمان ہیں میں گلیم ابراہیمی اوڑھے ہوئے آپکے ساتھ چلا آیا غرض اس مرد پیر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا عمرو کو بھی کھلایا ہاتھ دھو کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے کہا کہ مجھکو خواجہ افتخار کہتے ہیں اور بہت مدت سے میں یہاں رہتا ہوں عمرو نے کہا آپ کو یہ معلوم ہے کہ اعراک کی آواز سے کیوں لوگ بیہوش ہو جاتے ہیں خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک جادوگر ہے کہ نام اسکا بقراط جادو ہے اسنے اسپر سحر کیا ہے کہ اسکی آواز سے لوگ غش کھا کر گرتے ہیں اور وہ [illegible] جب تک بقراط نہ مارا جائیگا اعراک پر کوئی غالب نہوگا عمرو نے پوچھا کہ بقراط جادو

رہتا کہان ہی خواجہ انتخار بولے کہ اعراک جس پہاڑ کیطرف سے آتا ہی وہین بقراط رہتا ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا القصہ رات
کو عمرو وہین رہا صبح کو خواجہ انتخار سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا خواجہ بو انتخار
کون ہی جو بقراط کو مارے اور اعراک کا کام تمام کرے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہان روپیہ کا صرف ہی اور تو اب بہت خسیس ہوگیا ہی
مین بیچارہ مفلس میرے پاس کیا ہی کوئی لوٹی ہیری بندھی ہوئی ہی غرض دربار مین کیا کرسکتا ہون امیر نے پچاس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر عمرو
کو دیا کہ خواجہ جسوقت تم اعراک کو مار وگے پھر روپیہ ہمسے لے لینا عمرو نے کہا انصاف مجھے اب دلوا دیجیے کہ مین خرچ کرون ملک الموت
کو رشوت دون کہ وہ قبض روح کو آئے امیر نے کہا خواجہ کفر نہ بکو روپیہ لو اور اسیوقت روپیہ منگوا کر عمرو کو دیا عمرو نے نذر زنبیل کیا
اور ایک سمت روانہ ہوا اُس روز جو اعراک میدان ادہر کرکے صحرا کو چلا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر اُسکے پیچھے چلا وہ تو صحرا مین غائب ہوگیا
عمرو تلاش کرتا ہوا صحرا اسنے بلکدار کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد عالیشان بنا ہوا ہی اور اندر اُسکے ایک ساحر بیٹھا ہوا ہی دو چار
خادم سامنے کھڑے ہین ابھی سر شام ہی کوئی دو گھڑی رات گئی ہی عمرو صورت ایک گویے کی بنکر اور دور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر گانے
بجانے لگا رباب کی آواز جو بقراط کے کان مین پہونچی بے چین ہوکر اُٹھا آکر سامنے عمرو کے کھڑا ہوا لگا رباب سننے جب خوب محظوظ ہوا تو عمرو
سے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی بس یہ سنتے ہی رباب ہاتھ سے پھینکدیا ایک آہ سرد کھینچی کہ کچھ نہ پوچھیے ستمبا اس جائے ان خدا پرستون کا
انھون نے مجھے تباہ کردیا پہلے مین خاندان کیان مین تھا وہ گھر انھون نے برباد کیا ترکستان مین آیا وہ بھی قتل ہوا لقائی خدائی مین
آیا تھا [illegible] خوب آرام پایا آخرکار خدا پرستون نے لقا کو بھی بھگایا مین اُسی کے ساتھ یہانتک آیا وہ بھی اسی حال مین گرفتار ہی یہ کہکر
رونے لگا بقراط نے [illegible] پوچھا [illegible] کیا ہی کہا کہ سربالی ربابی مجھے کہتے ہین بقراط بولا کہ ای سربالی تو خاطر جمع رکھ
خدا پرستون کا کام تمام ہوا جاتا ہی کہا کہ [illegible] لیئے کوئی عہدہ برا نہین ہوسکتا ایک عیار حمزہ کا ایسا ہی کہ آفت روزگار ہی
اُسنے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیئے ہان اگر وہ مارا جائے تو یہ خدا پرست شاید مٹین بقراط بولا ایسا ہی ہی تم خاطر جمع
رکھو دل مین سوچا کیا ہی کسطرح اُس عیار ہی کو پہلے غارت کرنا چاہیے آج کی رات عیش مین بسر کرو کل دیکھا جائیگا یہ سوچکر حکم دیا
کہ کھانا لاؤ خادمون نے حاضر کیا بقراط نے عمرو سے کہا کہ آؤ عمرو نے بھی کھایا بقراط نے بھی زہر مار کیا اب فارغ ہوکر بیٹھا
کہا کہ ای سربالی اب تم رباب بجا کر کچھ گاؤ کہ ہم نہایت مشتاق ہین عمرو نے رباب بجانا شروع کیا اور لگا الاپنے وہ تین [illegible]
کہ بقراط نہایت مسرور ہوا اور [illegible] کا گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا عمرو بولا [illegible] لون شراب بھی تو مجھے بلوائیے کہ نشہ
ہو تو کچھ بھی گلے پوچھا کیا تو شراب پیتا ہی کہا ہان تو ہماری جنم گھٹی ہی اور مین ساقی گری بھی خوب کرتا ہون بقراط نے کہا تو بھی شراب پیا
[illegible] عمرو نے شیشہ و ساغر اٹھاکر پلانا شروع کیا جب ہاتھ ٹھہرا کر شراب اونڈیلی ساتھ ہی دارو بیہوشی بھی اُسمین
ملا دی بقراط پیتا چلا جاتا ہی عمرو پلائے جاتا ہی یکبار کہا کہ بس عمرو آکر پھر گانے لگا اور خوب تالیان بجانے مین بیہوشی اُڑائی اب
بقراط مست ہوا کہا ای سربالی کیا خوب مزا آیا تو نے میرا جی چاہتا ہی کہ ناچون اور یہ ہاتھ اُٹھاکر گت پھرتا ہوا چلا تھا کہ بیہوش
ہوکر گرا عمرو نے طمانچہ مارا اور چیخ مار کر گرا خادم و خدمتگار دوڑے کہ شاید کانٹا لگ گیا جو اُٹھکر قریب آیا گرا عمرو نے سب کو قتل کیا اور
مال و اسباب جو کچھ تھا لیکر داخل زنبیل کیا اسی بقراط کو دہانے لیکر باہر برج کے آیا کہ شاید کوئی حمایتی اسکا آجائے
تو غضب ہوجائے صحرا مین لاکر ایک گڑھا کھود کر سر تلے ٹانگین اوپر کرکے گاڑ دیا اور اوپر جنگل کی لکڑیان خشک چنکر آگ
لگا کے راہی ہوا کہ بقراط کو جہنم کا مزا اُٹھ گیا اب عمرو نے راستہ لشکر حمزہ صاحبقران کا لیا یہان حسب دستور
رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اعراک دامنہ صحرا سے پیدا ہوا میدان مین آکر مبارز طلب ہوا
ابھی کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلا تھا کہ ایک مرد پیر دبلا پتلا گھوڑے کی ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین فلفل سرخ گھوڑے کی مقعد
مین رکھی ہوئی ہی تو اُسکی گرمی سے چلاتا ہی اور وہ مرد پیر دگلا پرانا پہنے ہوے پھٹی سی پگڑی سر پہ باندھے ہوے

[illegible] مڑھ کے برتلے مین پڑی ہوئی آنکھ [illegible]
[illegible] اک رعد آواز ہوا بختیارک نے
[illegible] اعراک مارا گیا لقانے کہا کیا واہیات بکتا ہی
[illegible] ہوتا ہی مگر اعراک نے جو اس مرد ضعیف کو دیکھا للکار [illegible]
[illegible] اعراک بولا کیون شامت آئی ہی دور ہو میرے سامنے
[illegible] مسلمانون کو ایذا دی ہی دیکھ تو آج کیا کرتا ہون تو جاتا کہان ہی اعراک
[illegible] ری میرے پاس تجھے لائی ہی کہا دیکھ معلوم ہوا جاتا ہی کہ کسکی قضا آئی ہی بہتر یہ ہی
[illegible] سلام قبول کر نہین ایک دم مین سر تیرا کاٹے لیتا ہون یہان تو یہ گفتگو ہی اور اہل اسلام
[illegible] ہردن ہی انجام کار اعراک نے گفتگو سے مرد پیر کی برہم ہو کر نعرہ کیا لیکن آواز نے اسکی بالکل اثر
[illegible] کہا او حرامزادے وہ وقت گیا کہ تیری آواز مین اثر تھا وہ تمام باعث لقراط جادو کے سحر کا تھا مین نے
اسے مار ڈالا تو نہین مجھے پہچانتا منم مہ سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادو گران
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامور اور یہ نعرہ کر کے حقہ آتش [illegible] کر مارا کہ اسکے سینے پڑا لباس
اسکا جلنے لگا وہ بھاگا ہی تھا کہ عمرو نے دوڑ کر تیغچہ مارا بیاض گردن [illegible] گذرا اتھا [illegible] جدا ہو گیا بختیارک پکارا کہ
صلواۃ بر محمد و آل محمد لعنت بر لات اعلے و منات [illegible] الکار [illegible] دعا [illegible]
دانند [illegible] مہ سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری [illegible] عدار [illegible]
اور اک رعد آواز کو گذار تو اداس و پریشان پھر گئے صاحبقران نے [illegible] کر عمرو [illegible] خواجہ
چہ کارے کردی مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اور ساتھ لیکر بارگاہ مین اسے بہت بہار [illegible]
کہا وہ روپیہ بھی داخل کیجیے امیر [illegible] باقی روپیہ دے دیا عمرو نے تمام حال لقراط جادو کے مارنے کا بیان [illegible]
بہت تعریف کی کہ خواجہ عیاری تمہارا حصہ ہی مگر امیر نے کہا کہ خواجہ تم جا کر خواجہ افتخار سے میرا اسلام کہو اور اسکا
بھی دریافت کرو کہ میرے سرداروں اور فرزندوں نے کیون اس کافر کو سجدہ کیا عمرو نے عرض کیا بہت خوب اور وہان
روانہ ہوا خواجہ افتخار بہت خوش ہوا عمرو نے سلام کیا اور کیفیت لقراط جادو کے مارنے کی اور اعراک کے ہلاک کرنے کی
بیان کی خواجہ افتخار بہت خوش ہوئے اب عمرو نے یہ ذکر چھیڑا کہ حمزہ صاحبقران نے آپ کو سلام کہا ہی اور پوچھا ہی
کہ اسکا کیا سبب ہی جو شخص زبرجد شاہ کو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک ساحرہ آفت زمانہ علامہ
و فاہمہ جادو اسکا نام ہی تمام زمانے کے ساحر اس سے موافق ہین سجدہ کرتے ہین خدا جانتے ہین وہ لکاتہ زبرجد شاہ
پر عاشق ہی یہ قیطول معلق بہ ہوا اسی نے بنا رکھا ہے ہین خدائی زبرجد شاہ کی اسی کے باعث سے ہی اسنے ایک لعل سحر کا
بنا کر زبرجد شاہ کے تاج مین لگا دیا ہی اس لعل کو جو کوئی دیکھتا ہی بے اختیار ہو کر سجدہ کرتا ہی عمرو نے پوچھا کہ
خواجہ صاحب پھر آپ کیونکر بچے ہوئے ہین اور سجدہ نہین کیا کہا کہ مجھکو حضرت خضر علے نبینا علیہ الصلوۃ و السلام
نے ایک تختی دی ہی کہ اسپر اسماے الہی کندہ ہین اسکی برکت سے مین سجدہ کرنے سے بچا ہوا ہون مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا
پھر عمرو نے کہا خواجہ صاحب وہ تختی آپ مجھے دیجیے [illegible] جا کر اس ملعون سے وہ تاج مع لعل چھین لاؤن اور
[illegible] ایسی [illegible] مدد [illegible] اگر وہ تختی میرے پاس نہ ہوگی تو جانا آنا میرا [illegible]
خواجہ صاحب ایک [illegible]
[illegible] کل مین تختی لا کر آپکو دیدونگا خواجہ چلا کہ [illegible]

قسم کھائی خواجہ افتخار نے وہ تختی حوالے کی دیکھا عمرو نے کہ
جانے عمرو نے اُسے اپنے بازو پر باندھ لیا خواجہ سے رخصت
گلیم عیاری اوڑھ کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا تو سناٹا ہے کوئی شخص نہیں
معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس مکان معلق میں پہنچوں
نہ جائیگا سوچتے سوچتے بڑی دیر کے بعد خیال میں گذرا کہ ای عمرو حکیم
نے واسطے ایک چنگ بنایا تھا اُسمین لٹککر جاتا تھا بس ایک بڑا سا پتنگ بنا کر بہت
پر اُڑایا تھا اور پتنگ کو غوطہ دے کر اُس قصر معلق پر گرایا اور آپ کمند پر چڑھ کر اوپر آیا
سو رہا ہے اور کوئی متنفس وہاں نہیں ہے دو ایک خدمتگاروں کو بیہوش کیا بعد اُسکے
سُنگھا کر بیہوش کیا وہ تاج اُسکے سر پر سے لیکر نذر زنبیل کیا اور ڈاڑھی پر
مونڈا چار ابرو کا صفایا کیا اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ میں باندھ دیا قضا سے ک
داخل زنبیل کر رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک تختی پہلو میں زرجمد شاہ کے ز
جانے کا قصد کرے تو اُس تختی کو سر پر رکھے اتنا بلند ہوگا کہ آسمان تک پہنچ
تو پاؤں کے نیچے رکھے زمین پر پہنچ جائیگا اور داہنے طرف جانا چاہے تو با
اڑجی پہنچگا یا
آنا چاہے تو داہنی طرف لائے اور ... پشت پر اُسے باندھ
سینے پر رکھے عمرو اُس تختی کو دیکھکر بہت خوش ہوا دل میں کہا بہت خوب ہے
کو قصر سے نیچے ڈال دیا اور آپ وہ تاج زرجمد شاہ کا اپنے سر پر رکھکر پردے
حمزہ صاحبقران کے آیا پکارا کہ حمزہ مجھے سجدہ کر صاحبقران کی نگاہ جو اُ
نظر آیا بے اختیار سجدے میں جُھکا چاہتے تھے کہ عمرو نے تختی خواجہ افتخار کی سا
عکس پڑا سجدہ کرنے سے محفوظ رہے یا تو جھکے تھے یا لاحول پڑھ کر سیدھے ہوئے ا
غضب کا سحر ہے اب لعل کو توڑو کہ سردار اور فرزند میرے قید سے نجات پائیں
سے جا کر پوچھتا ہوں جیسا وہ کہینگے ویسا عمل میں لاؤنگا یہ کہکر خواجہ افتخار کی خدم
کو جو ہوش آیا اپنے کو قصر معلق سے نیچے پایا حیران ہوا کہ مجھے یہاں کون لایا کہ اسی اثنا میں
زرجمد شاہ کے آکر موجود ہوئے مگر جو آتا ہے صورت کو زرجمد شاہ کی دیکھکر مسکرا
کہ آج تو خداوند کی عجیب قطع ہے طرفہ حیثیت ہے انجام کار بختیارک نے پوچھا کہ
آپکی یہ کیا قطع ہے تاج سر پر نہیں ڈاڑھی منڈی ہوئی ایک مونچھ ندارد ہے کیا ما
جرا ہے کہا کہ ہاں میں بھی حیران ہوں کہیں تو قصر معلق میں سوتا تھا جب آنکھ کھلی تو
یہاں ... کہتا ہے کہ ڈاڑھی مونچھیں منڈی ہوئی ہیں اسکی خبر نہیں یہ کہکر آئینہ منگوا کر دیکھا تو واقع میں ڈاڑھی
منڈی ... پائی تاج سر پر نہ دیکھا پوچھا کہ یہ کسنے میرا حال بنایا بختیارک نے کہا ای زرجمد شاہ یہ کام مرشد
... کردہ ہفت پیغمبران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ہے کہ وہ ہر ایک کافر سے خراج ڈاڑھی کا لیتا ہوا
... کافران اُنکا لقب ہے زرجمد شاہ نے کہا ای بختیارک میں مکان معلق پر ... تھا ... اگر در وا ہوئے
... بختیارک نے کہا کہ یہ مکان معلق تو سامنے معلوم ہوتا ہے وہ آ... ہوتے پھٹی سی ...

بند ہو تو دراروں کے راستے سے آوین اگر میرے کہنے پر یقین نہیں ہی تو آپ کی مونچھ مین رقعہ بندھا ہی اُسے کھولکر
دیکھیے معلوم ہو جائیگا زرجہد شاہ نے کہا ہان مین نے آئینہ دیکھا تھا تو کچھ سفیدی معلوم ہوتی تھی یہ کہکر مونچھ
پر ہاتھ جو پھیرا ہاتھ مین آیا کھولکر جو پڑھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای کافر آگاہ ہو منم عمرو بن امیہ ضمری عیار
حمزہ صاحبقران میرا دستور ہی کہ کافر سے ڈاڑھی کا خراج لیتا ہون لقا تیرے پاس موجود ہی اُس سے پوچھ
کہ وہ مجھکو ماہ بماہ خراج بھیجے جاتا ہی جب اسکے منہ پر ڈاڑھی قایم ہی تجھکو بھی لازم ہی کہ میرے واسطے خراج مقرر کر
اگر اسکے خلاف کیا تو ہمیشہ چار ابرو کا صفایا رہیگا اسکے علاوہ اور بھی سزا اسے معقول دونگا اور چاہتا مین
... گردن مار دیتا ... حمزہ صاحبقران کو کہ اُنکا حکم نہین ہی کہ مین کسی کو قتل کرون فقط سلطنت تاراج و تخت لیے
... ہوش مین آ کر دین اسلام قبول کر نہین تو اس سے زیادہ ذلیل کرونگا بس یہ پڑھ کر نہایت خفا
... ہوا اور بختیارک سے کہا کہ تو سچ کہتا ہی یہ عیار غضب کر گیا مگر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھو کسطرح
... تا ہون کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر گریہ کرینگے بختیارک نے کہا یا خداوند چاہیے تو یہی بس زرجہد شاہ
... دربار برخاست ہوا اور لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو راہی ہوئے زرجہد شاہ کھانا کھا کر سو رہا سہ پہر کو دربار مین
... ڈال کے آیا دربار کیا شام کو اور لوگ تو رخصت ہو گئے مگر بختیارک رہگیا زرجہد شاہ نے منقل منگوا کر
... دھنہ جلایا کہ جسکی خوشبو سے تمام مکان مہکنے لگا اُس وقت زرجہد شاہ نے بال دمامہ جادو چنڈال
سے کھولا آگ کو دکھایا اُس بال نے بل کھایا ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ شعلہ ہاے آتش چمکے اور ایک دیولی آسمان پر
سے نمایان ہوئی عجب شکل تھی کہ دن کو ... نظر معلوم ہوتا تھا رنگ رو سیاہ دیدار منہ پر چیچک کے غار بڑے بڑے
... ہوئے آنکھین لال لال بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے اور وہ بال نہ تھے سانپ دہری زبانین نکالے
ہوئے تھے دونون چھاتیان مانند دو مشکون کے لٹکی ہوئین منہ سے بو ایسی بداسقدر آتی تھی کہ ہزار ہزار
... لوگون کا دماغ پریشان ہوا جاتا تھا بختیارک نے جو دیکھا مارے خوف کے کانپنے لگا مگر زرجہد شاہ
اُسے دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا دوڑکر لپٹ گیا علٰحدہ لیجاکر کہا کہ ای دستگیر بیکسان وای یاور غریبان میری دستگیری کیجیے
کہ عیار حمزہ مجھکو ذلیل کر کے چلا گیا اور تاج میرا اُس لعل بے بہا سمیت لیگیا اب آپ مجھے وہ لعل منگوا دیجیے کہ
مین سامنے اپنے بندون کے بے اعتبار ہوتا ہون دمامہ جادو بولی کہ وہ لعل مین نے بارہ برس کی محنت مین
بنایا تھا اب ایسا بننا بہت مشکل ہی اور کہان تو ایسے کے تیسے نالائق کہ نالائق مین نے تجھکو منع کیا تھا کہ لقا کو
اپنے شہر مین نہ آنے دینا تو نے نہ مانا اپنے پاس اُسے بلایا لقا کے تعاقب مین خدا پرست آئے کہ وہ بلاے دربا
ہین شہر کے شہر جادوگرون کے اُنھون غارت کر دیے عیار حمزہ پرکالہ آفت ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ اُسنے میرے
شاگرد لقراط جادو کو مار کر اعراک کو قتل کر ڈالا مین اُسکے نام سے کانپتی ہون اور قطع نظر اسکے ان دنون
ایسے روز بخش میرے آسے ہین کہ وہ نہین مار سکتی ہون یہ بخوبی ... مجھ سے دفع ہو جاے تو پھر جو کچھ ہو سکیگا
کرونگی ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی اور خبردار مجھکو اب نہ بلانا یہ کہکر اُٹھی چلی گئی زرجہد شاہ نے بختیارک
کو بلایا اور کہا ای بختیارک کسی سے دمامہ جادو کے آنے کا حال بیان نہ کرنا اور ای بختیارک سُنا تمنے
کہ دمامہ جادو کیا کہہ گئی بختیارک بولا یا خداوند مین سب سُن رہا تھا وہ منہ موڑ کر آپ سے ہوا ہو گئی زرجہد شاہ
نے ... کہ وہ آیا ... کہ نقشاس عقربلی کو بلایا یہ عیار ہی اسکا بلا سے جہان آفت زمانہ
ہیتا جب وہ آیا ... اگر عمرو کو پکڑ لاے تو دولت دنیا سے نہال کر دونگا

جواب تو لدون نشناس نے عرض کیا جاتا ہون اور اُس دزد باریک کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فکر گرفتاری عمرو مین روانہ ہوا لیکن حال عمرو کا سنیے کہ یہ خواجہ افتخار کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ افتخار بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو خوب کیا تمنے جو اُس کافر کو ذلیل کیا عمرو نے کہا وہ لعل جو تاج مین زرجد شاہ کے نصب تھا لے آیا ہون اور نکال کر کمر سے پیش کیا اور پوچھا کہ اسکے توڑنے سے سرداران حمزہ ہوش مین آئینگے یا نہین خواجہ افتخار نے کہا ہرگز ہوش مین نہ آئینگے جب تک دمامہ جادو زندہ ہے کچھ نہ ہوگا عمرو نے وہ لوح جو خواجہ افتخار سے لیگیا تھا پھر خواجہ افتخار کو دیدی اور لعل بھی سپرد کیا آپ رخصت ہوکر خدمت حمزہ مین آیا کیفیت بیان کی کہا حمزہ جب تک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی یہ سب سردار ہوش مین نہ آئینگے امیر نے فرمایا خواجہ تلاش کرو دمامہ جادو کہان رہتی ہے عمرو نے کہا بہت خوب اور تلاش مین دمامہ جادو کی بلا ہر کوہ و دشت مین جستجو کرنا شروع کی ایک دن کا ذکر ہے کہ عمرو اُس پہاڑ کے پاس پہونچا جہان لقراط جادو کا بار اٹھا وہان ایک غار ہے اُسمین سے آواز صحیفۂ ابراہیمی کی آنے لگی ٹھہرا خیال کر کے جو سُنا تو بہت خوش الحانی سے کوئی پڑھ رہا ہے عمرو اندر غار کے اُتر گیا دیکھا کہ ایک درویش عبادت کیش پیراہن سفید پہنے ہوئے تہمد سفید بندھا ہوا عمامہ سر سے لپٹا ہوا ایک جریب آگے رکھی ہوئی جانماز اُگالدان ایک جانب پشت خار فولادی گھڑونچی پر دو گھڑے علیحدہ رکھے ہوئے مجھرے ڈھکے ہوئے صافی کھاروے کی اُسپر پڑی ہوئی ایک انگیٹھی مین آگ رکھی ہے دو چار حقے رکھے ہوئے دو چار خادم و خدمتگار وہ بھی گیروا لباس پہنے ہوئے درختون مین پنجرے لٹکے ہوئے کسی مین یا ہو کا جوڑا حق سرہ بول رہا ہے کسی مین طوطا بھی جی بھیجو کہہ رہا ہے کسی مین لعل صم بکم پڑھ رہے ہین شیر کی کھال پر وہ حق رسیدہ بیٹھا ہوا ہے پاس بچھے پر گھٹا سیاہ پڑا ہے عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرد باخدا ہے اس سے پتا دمامہ جادو کا معلوم ہو جائیگا پس قریب آکر سلام کیا اُس فقیر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عمرو نے دوڑ کر قدمون کو چوم لیا سامنے باادب دوزانو بیٹھ گیا شاہ جی نے پوچھا کہ بابا تم متردد کیون ہو غرض عمرو نے کہا کہ آپ کو جب نام میرا معلوم ہوگیا کام بھی منکشف ہوگیا ہوگا میرے کہنے کی حاجت کیا فقیر نے جواب کہ بابا فقیر ایسا صاحب کمال نہین ہے عمرو بولا کہ مجھکو تو یقین ہے کہ آپ صاحب کشف و کرامات ہین فقیر بولا کہ یہ تمھاری خوش فہمی ہے کیون بابا تم دمامہ جادو کی تلاش مین نکلے ہو کہا کہ عیان را چہ بیان شاہ جی بولے بابا اچھا تمکو مکان معلوم ہو جائیگا آج تو فقیر کے یہان مہمان رہو تم بھی ولی اللہ ہو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہو آج جو ٹکڑا فقیر کو میسر ہے اُسے کھاؤ عمرو کو دمبدم اعتقاد اُسکا زیادہ ہوتا جاتا ہے القصہ عمرو وہین رہگیا اُس فقیر نے دو دم کے کھانا منگوا کر سامنے رکھا عمرو نے خوب کھایا جب فراغت ہوئی تو آثار بیہوشی ظاہر ہوئے اب عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے فقیر کی طرف دیکھنے لگا وہ فقیر ایک مرتبہ جھپک کر اپنے مقام سے اُٹھا اور نعرہ کیا کہ باش ای دزد باریک گردن ساربان زادے منم نشناس عقلمند عیار زرجد شاہ جاتا کہان ہے عمرو چاہتا تھا کہ سنبھل کر کہ اُٹھ کھڑا ہو کر نشناس نے مشکین باندھلین اور پشتارے مین باندھکر لیکر روانہ ہوا اب عمرو کا منھ پشتارے [illegible] باہر نکال دیا ہے اور لیے چلا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ او ساربان زادے تونے خداوند زرجد شاہ کو ذلیل کیا ہے دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون عمرو عجز و انکسار کر رہا ہے کہ ای عزیز اگر تجھے مال کی طمع ہے تو مجھسے زر لے اور مجھے زرجد شاہ پاس نہ لیجا وہ کہہ رہا ہے کہ مین تیری ایک نہ سنونگا یہانتک کہ سامنے سے شہر زرجد نگار دکھلائی دیا عمرو کو یقین مرگ ہوا لگا دعائین مانگنے کہ ای پروردگار عالم سوا تیرے اسوقت [illegible]

مددگار نہیں [illegible] بچا اس ظالم کے ہاتھ سے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے نشناس نے کہا کہ او ساربان [illegible] تا ہی اپنے حال پر تو نے کیون خداوند کو ذلیل کیا تھا عمرو بولا او حرامزادے اگر میری زندگی ہی [illegible] مجھکو بچائیگا یہ سنکر نشناس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا دیکھون تو تیرا خدا کیونکر تجھے بچاتا ہی عمرو نے [illegible] سے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس ملعون کو سزا دے اور اگر میری حیات مستعار باقی ہی تو اس [illegible] نجات دے اب نشناس قریب شہر کے پہونچا ہی دروازہ شہر کا دکھائی دیا ہی کہ یکایک کچھ سوار [illegible] اول میر شکار جانور صید گیر لیے ہوئے خواجہ افتخار مرکب پر سوار شکار کھیلنے چلے جاتے ہین نشناس [illegible] کی قدمبوسی کو آیا خواجہ نے کہا کہ اس پشتارے مین کیا ہی نشناس نے کہا کہ خواجہ سلامت مین عجب [illegible] علامہ زمانہ کو پکڑ لایا ہون کہ جسکا زمانے مین عدیل و نظیر نہین ہی جسنے ایک زمانے کو آزار پہونچا رکھا ہی [illegible] کا ذکر ہی کہ خداوند کو ذلیل کر آیا ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار ہی یہ وہی دزد ہی کہ بارہا گردن لک لک کیا ساربان زادہ عمرو عیار ہی خواجہ افتخار نے کہا ارے یہ شخص ولی اللہ نظر کردۂ ہفت پیغمبران باج ستانندہ ریش کافران ہی تو نے بہت برا کیا جو اسے گرفتار کیا اور لوگون سے کہا کہ پکڑ لو اس حرامزادے کو چھین لو پشتارہ نشناس نے پکارا کہ خواجہ صاحب اسکو مین نے باشارۂ خداوند اسیر دام و تذویر کیا ہی اگر آپ چھڑا دیجیے گا تو خداوند آپ سے بہت ناراض ہونگے خواجہ افتخار بولے تیرا خداوند نالائق کیا ہی مجھے اس شیطان کی پروا کیا ہی لاکھ لعنت ہی زبرجد شاہ پر اور اسکے پرستار روسیاہ پر لوگون نے نشناس کو پکڑا اور اسیر کیا عمرو پکارا کہ او حرامزادے دیکھا تو نے کہ میرے خدا نے مجھے کیونکر بچا دیا اسی وقت خواجہ افتخار نے عمرو کو پشتارے مین سے نکلوایا حلقۂ کمند سے کاٹے عمرو قدمون سے لپٹا خواجہ نے حکم دیا کہ قتل کرو اس نشناس بدذات کو نشناس سمجھا کہ خواجہ افتخار مسلمان ہین پکارا کہ خواجہ سلامت مجھکو بھی مسلمان کیجیے مین نے لعنت کی زبرجد شاہ پر خواجہ افتخار نے کہا او حرامزادے مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تجھے مسلمان کے ساتھ ایک دیگ مین جوش کرین تو بھی تیرا گوشت مسلمان کے گوشت سے نہ ملیگا مجھے تو فریب دیتا ہی [illegible] ایسے گو کہ تیرا نشناس سے [illegible] اور غضبناک ہو کر کہا کہ مارو اس حرامزادے کو لوگ تلوارین پکڑ کر گرے نشناس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور وہین اسکی لاش [illegible] کر راستہ لشکر اسلام کا لیا عمرو نے خواجہ افتخار سے کہا کہ آپ خوب وقت پر پہونچے مجھے بچایا نہین تو [illegible] ہو چکا تھا خواجہ افتخار نے کہا کہ اے عمرو تو مقبول درگاہ جناب ایزدی ہی مجھے شب کو آکر حضرت [illegible] الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ نشناس عمرو کو پکڑے لاتا ہی تم اسے چھڑاؤ اور خدمت [illegible] مین جو یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا پہر رات سے تیاری چلنے کی مع اسباب و مال و عیال و اطفال [illegible] سے نکل آیا واقعی بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے تمکو اسیر پایا یہی باتین کرتے ہوئے قریب لشکر [illegible] پہونچے خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خواجہ افتخار آئے ہین سب سردارون کو استقبال کے وا [illegible] بھی دروازۂ بارگاہ تک آئے خواجہ نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اندر جا کر بادشاہ اسلام [illegible] تخت کو چوما عمرو نے کہا حمزہ مجھکو تو خواجہ صاحب نے بچایا نہین تو مارا گیا تھا نشناس کا بہنسریب مجھکو پکڑے لیے چلا تھا کہ خواجہ صاحب پہونچے اسکو مارا مجھے چھڑایا بادشاہ نے [illegible] بٹھایا اور ایک خیمہ انکے واسطے علیحدہ استادہ کرا دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ تمکو ہوا بکر اسعد کیا لقب شاہی امیر نے فرمایا خدا کا فضل ہی تمہارا عمرو رہنمتم پہونچا

ہرکارون نے جاکر زربرجد شاہ کو سجدہ کیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ نشناس عقرلی عمرو کو اسیر کیے ہوئے پشتارہ بردوش
آتا تھا اس عرصے مین خواجہ افتخار پہونچے عمرو کو چھڑا لیا اور نشناس کو قتل کیا بعد اُسکے خواجہ افتخار جاکر حمزہ کے
شریک ہوئے بختیارک نے تو پگڑی سر سے اُچھالی اور پکارا صلوٰۃ بر محمد و آل محمد لعنت بر لات اعلیٰ و منات معلیٰ
اور کیون یا خداوند مین آپ سے اکثر کہتا تھا کہ یہ خواجہ افتخار مرد مسلمان ہی آپ یقین نہ لاتے تھے اب تو آپ کو
ثابت ہوا زربرجد شاہ بولا کہ ای بختیارک مجھکو بڑا رنج نشناس کے مارے جانے کا ہی افسوس میرا رفیق قدیم مارا گیا
اور اُسی وقت اُٹھکر اندر چلا گیا اور منقل مین عود و عنبر جلایا جب خوشبو اُسکی پھیلی تو بال دمامہ جادو کا بازو پر سے
کھولکر آگ پر رکھا کہ اُس بال نے بل کھایا کہ ناگاہ پرکالہ آتش چمکے اور دمامہ جادو مثل بلاے آسمانی کے نازل ہوئی
پکارتی کہ مین تجھسے کہہ گئی تھی کہ یہ دن میرے اوپر سخت ہین مجھکو نہ بلانا تو نے نہ مانا زربرجد شاہ رونے لگا اور کہا
کہ ای مادر مہربان و ای زوجہ مشفقہ سُنا آپنے کہ نشناس عقرلی عیار بھی مارا گیا اور اب خداپرست ہمکو بھی زندہ
نہ چھوڑینگے دمامہ جادو نے کہا کہ کیا مجال اُنکی اور ایک کورہ گھڑا پانی کا منگوا کر اُسپر اسم سحر کا پڑھکر دیا اور کہا
کہ اس پانی کو مشکون مین بھروا کر گرد شہر زربرجد نگار کے چھڑکوا دے ایک حصار گرد قلعہ کے الماس کا بنکر تیار ہو جائیگا
پھر جو کوئی اہل اسلام سے ادھر آئیگا وہ مانند تصویر کے اُس حصار مین چسپیدہ ہو جائیگا تو اندرون حصار بیٹھا ہوا
عیش و عشرت کیا کر دو مہینے مجھپر بہت بھاری ہین کہ اندیشہ جان کا ہی اگر یہ دو مہینے مجھپر سے گذر گئے اور مین صحیح و سلامت
رہی تو آکر سب خداپرستون کا استیصال کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اور وہ بال اسکا جو زربرجد شاہ کے پاس تھا
چھین لیا کہ نہ یہ تیرے پاس ہوگا نہ مجھے بلائیگا اور اُسی طرح اُڑکر چلی گئی زربرجد شاہ صبح کو باہر آیا دربار کیا سقون کو
بلوا کر وہ پانی جو دمامہ جادو دے گئی تھی دیا کہ اسے مشکون مین بھرا کر گرد شہر زربرجد نگار کے چھڑک دے سقون نے
وہ پانی بھرا کر مشکون مین چہار طرف چھڑکا اُسی وقت ایک حصار الماس کا گرد شہر کے بنکر تیار ہوا لیکن عمرو نے
جاکر یہ خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یون دمامہ جادو زربرجد شاہ کے پاس آئی تھی اور کہہ گئی ہی کہ اب دو مہینے
تک مجھسے اور تجھسے ملاقات نہ ہوگی کہ بعد اسکے دوسرے دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ای شہریار گرد شہر
زربرجد نگار کے ایک حصار الماس کا بنکر تیار ہوا ہی اور جو ادھر سے شہر مین جاتا ہی مانند تصویر کے چسپیدہ
ہو جاتا ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دمامہ جادو کا سحر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر مین ہمارا جارچی جار دے کہ
کوئی شہر زربرجد نگار کی طرف نہ جاے اُسی وقت تمام لشکر مین ڈھنڈورا پٹا سب کو خبر ہوئی ایک ایک
ہوشیار ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمام فرزند اور سردار میرے جو اس کافر کو سجدہ کرتے تھے کیونکر
اس گمراہی سے نجات پائین اپنے ہوش مین آئین عرض کیا کہ خواجہ افتخار سے پوچھیے اُنھون نے بیان کیا کہ
ای شہریار وہ سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین جب تک دمامہ جادو زندہ ہی اُنھین نجات نہ ہوگی امیر نے فرمایا
کہ دمامہ جادو کہان ہی خواجہ نے عرض کیا یہ مجھکو نہین معلوم کبھی اُسنے اپنا مکان رہنے کا زربرجد شاہ کو بھی نہین
بتایا دربار برخاست کیا امیر نے عمرو سے اور شاگردان عمرو سے فرمایا کہ چارطرف پھر کر تلاش کرو پتا اسکا لگاؤ اُنھون نے ہر چند
لشکر اکبر کر باہر نکال دیا لیکن دمامہ جادو کے مکان کا کہین پتا نہ لگا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون نے عرض کیا ای شہریار یہ دو مہینے
[illegible] گذر گئی تو اُسکو قضا بھی نہین ہی اور پھر کوئی اُس سے عہدہ برا بھی نہ ہو سکیگا صاحبقران
[illegible] بیٹھے راوی استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ ایزدی مین آگے جیسا حکم ہو [illegible]
[illegible] واسطے استادہ ہوئی صاحبقران سویرے سے کھانا [illegible]

پی تی پر

داخل ہوئے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے بخضوع و خشوع و بگریہ و زاری دعا مانگنے لگے کہ خداوندا تمام بندے تیرے گرفتار سحر ہین امیدوار ہون
کہ مکان دمامہ جادوگر کا مجھے معلوم ہو تو تیری تائید سے اُس لکاتہ کو جا کر قتل کرون اور آگے جو مرضی تیری
مین راضی برضا ہون دعا مانگتے مانگتے صبح ہو گئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ آواز تسبیح و تہلیل کی آنے لگی برقع
حضرت سلیمان کا نمایان ہوا اور اُس برقع مین سے آواز آئی کہ السلام علیک حمزہ صاحبقران نے جواب
سلام دیا دوڑ کر قدمون سے حضرت کے لپٹ گئے حضرت نے سر اُس افسر صاحبقران کا اُٹھا کر سینے سے لگا لیا
اور فرمایا کہ آپ پریشان کیون ہین عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ سحر مین دمامہ جادوگر کے تمام سردار
اور فرزند میرے گرفتار ہین اور مکان اُسکا نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے فرمایا چاہ الماس مین وہ رہتی ہے سمت
مغرب جاؤ تو مکان دمامہ جادوگر کا پاؤ گے بس یہ فرما کر حضرت غائب ہو گئے صاحبقران نماز شکر پڑھ کر عبادتخانہ
سے باہر آئے سب سے حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جسکے نام فتح نکلے وہ یہان سے جائے اور
ڈالا کر احکام نکلوائے اُنھون نے علم نجوم مین دیکھ کر عرض کیا کہ خود صاحبقران تشریف لیجائین اور
ان زبردست اور ایک عیار جائے تو چاہ الماس فتح ہو امیر نے کرب اور مقبل کو ہمراہ لیا
عمرو بن امیہ نامدار کو تجویز کیا عمرو نے کہا حمزہ تو جانتا ہے کہ مین جادوگرون سے نہایت
ڈرتا ہون تمہارے ساتھ نہ جاؤنگا بلکہ مکہ معظمہ کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر تم نہ جاؤ ہم تنہا
کے جاتے ہین یہ کہکر بارگاہ مین داخل ہوئے اور رخصت ہو کر نکل آئے بادشاہ اسلام گلے مین
لپٹ کر رونے لگے اور فرمایا کہ ہماری بادشاہت آپ کے باعث سے ہے آپ اُدھر تشریف لیے جاتے ہین ہم
کیا کرینگے اگر آپ کے ساتھ چلتے تو بہت اچھا تھا صاحبقران نے کہا اے شہریار یہان افسر لشکر کا
کسکے سپرد کیا جائے حضور یہین رہین مین جاتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر انھین قدمون
سے حاضر ہونگا غرض رات بھر عجب کیفیت مین گذری صاحبقران کرب اور مقبل کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
دیکھا کہ دری کاندھے پر ڈالے ہوئے لوٹا رسی ہاتھ مین کمر بندھی ہوئی سامنے سے چلا آتا ہے
حمزہ خدا حافظ مین جاتا ہون خانہ کعبہ خط وغیرہ جو کچھ آپ کو بھیجنا ہو گا میرے نام بھیجیے گا امیر نے
کہا جاؤ مگر ہمکو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم اس وقت مین ہمکو تنہا چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا حمزہ مین ناچار ہون
جادوگرون کے قابو مین مین نہین گرا جاتا یہ کہکر سلام کر کے ایک طرف کو راہی ہوا سرحد لشکر تک بادشاہ اسلام
ساتھ ساتھ آئے آخر صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور آپ تشریف لیجائین اور قسم اپنے سر کی
دی بادشاہ آبدیدہ ہوئے صاحبقران چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا عمرو چلا آتا ہے امیر نے پکارے
خواجہ تم کہان گئے تھے کیا خانہ کعبہ کو نہین گئے عرض کیا کہ دل کو گوارا نہ ہوا اب آپ کو چاہ الماس تک پہنچا لون
تو چلا جاؤنگا فرمایا کہ خواجہ تم ہمارے عاشق ہو تمہین ہمارے بغیر چین کب آتا ہے یہ باتین کرتے ہوئے چاہ الماس
کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

رسیلے داستان ایرج نوجوان اور شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کا کو گیا تھا وہان سے خورشید ستارہ پرست کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی داخل لشکر ہوا اکبر اسعد
پھر سے کہا کہ بیٹا صاحب آپ نے اس شادی مین میری وہ آبرو کی کہ مجھکو فلک ہفتم پر بیٹھا دیا

وصل سے بھی اُس نازنین کے کامیاب ہوا اگر خوشی مجھے جب حاصل ہوگی کہ ایرج قتل ہو یا اسیر ہو اس فریبیے
قارن قہرمین کے کہنے سے شکار کو گیا آپ اُسکی فتنہ سو فیان نہین جانتے خدانخواستہ اگر آپ پر کچھ تو عدگر ہوئی تو مین
اپنی جان دونگا اور اگر جان نہ نکلی تو فقیر ہوجاونگا کس واسطے کہ یہ آفتاب پرست پر ملا کہتا ہے کہ مین ملکہ گیتی افروز
پر عاشق ہون ابھی تھوڑے دن ہوئے جو قارن قہرمین کو نامہ دیکر بھیجا تھا مگر قدرت خدا کہ وہ حرامزادہ
وہان سے جوتیان کھا آیا اگر شاہزادہ تھا ورنہ پادہ ملک قاسم یہ رسوائیان سُنتے تو اپنی جان دیدیتے یا اس
پاجی کو مار ڈالتے یہ کہکر رونے لگا نور الدہر نے کہا ای اسد برب کعبہ مین ایرج سے مقابلہ کرونگا اور مشکین باندھکر
تیرے حوالے کرونگا تو خاطر جمع رکھ یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج جو شکار کو گیا تھا
وہان سے آیا بلکہ خورشید ستارہ پرست کو بھی اپنے ساتھ لایا ہے نور الدہر نے اسد سے کہا کہ اب ضرور سامان
جنگ وجدال ہوگا لیکن ادھر ایرج جو خورشید کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا سامان دعوت مہیا کیا
خورشید نے کہا کہ ای ایرج اس دیوانے نے مجھے سخت جلایا ہے کہ مجھسے بھائی چارہ کیا اور پھر سکر یا لونکو لیگیا
ایرج نے نام اسد کا سُنکر آہ سرد کھینچی اور بولا کہ ای خورشید میرا تو جگر خون ہو رہا ہے اس دیوانے کے ہاتھ سے
کونسا ایسا رنج تھا کہ جو مجھکو نہین پہونچا ہے مین نے اقبال شاہ کی شادی کی یہ کمبخت ملکہ شور انگیز کو محافے مین سے
نکال لیگیا انجام کار اقبال شاہ کو قتل کیا مجھسے بھلا تم کیا کہتے ہو میرے سینے کو چاک کرکے دیکھو تو دل مین ہزار دل
داغ نکلینگے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین برسم ایلچی گری یہان سے جاتا ہون اور اُس دیوانے کو مار کر
چلا آتا ہون ایرج نے کہا ای خورشید وہ دیوانہ بڑا لگواشیا ہے وہ تمھارے ہاتھ نہ لگیگا تم یہ ارادہ نہ کرنا خورشید نے
نہ مانا اور ایک سفید کاغذ سر سے باندھکر مرکب پر سوار ہوکر دو چار خادم ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکارون نے خبر دی کہ
خورشید برسم ایلچی گری یہان آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ شاہزادہ نور الدہر محل مین جاچکا ہے ہر چند تاجدار تخت پر
بیٹھا ہے اسد دنگل شوکت پر متمکن ہے اسد نے خورشید کے آنے کی خبر جو سُنی سب سردارون سے خطاب کیا کہ صاحبو
تم مجھے بھائی شاہزادہ نور الدہر کا سمجھتے ہو یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک وشبہ ہم آپ کو برابر شاہزادہ نور الدہر
کے جانتے ہین اسد نے کہا کہ پھر جو کچھ مین کہونگا وہ بجالاؤگے سبھون نے عرض کیا کہ کبھی عدول حکمی نہ کرینگے ہم جان
تک دینے کو موجود ہین فرمایے جو ارشاد ہو بجالائین اسد بولا کہ بھائیو اس ستارہ پرست سے اور مجھسے کمال
دوستی اور بھائی چارہ تھا اسکی بہن مجھپر عاشق ہوئی میرا بھی دل اُسپر آگیا یہ مجھسے بگڑ کر اب شریک اُس آفتاب پرست
کا ہوا ہے اسلیے کہ مجھکو خار ہوا اور اب ایلچی بنکر آتا ہے جسوقت وہ آکر بیٹھے اور مجھسے گفتگو سخت ہونے لگے اور مین تمھین
اشارہ کرون تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا اور پکڑ لینا سبھون نے عرض کیا بہت خوب ہم حاضر ہین کہ اس اثنا مین
خورشید درانہ بارگاہ کے اندر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا اور نور الدہر کا دنگل خالی تھا بے تکلف اُسپر
بیٹھ گیا اسد جلگیا اور نعرہ کیا کہ او ستارہ پرست تیرے اختر اختران کی ایسی تیسی کی تھی تو اپنے کو بھول گیا اور
مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھ گیا نہین سُنا تو نے اس قول کو شعر تکیہ برجاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی + ایاز حد خود را بشناس تو اپنے کو دیکھ اور بھائی صاحب کے دنگل پر بیٹھنا دیکھ
اُٹھ یہان سے تیرے واسطے اور دنگل آتا ہے بھائی صاحب آئینگے تو کیا تیرے سر پر بیٹھینگے اور اگر نہ
خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے بھول گیا تیری قضا سر پر کھیلتی ہے تو نے کیا کیا کچھ ادائیان
نے تحمل کیا مین صاحبقران ہون اگر نور الدہر کے دنگل پر بیٹھ گیا تو کیا ہوا یہ دلیر ہین

...ئے تک بس یہ کہنا تھا کہ اسد نے سب سرداروں کو اشارہ کیا کہ گرفتار کر لو اسے یہ شاہزادہ نورالدہر
...ے نہیں اٹھتا ساتھ ہی اشارے کے کشیدہ رد و منارہ گردن وغیرہ سب مستعد تو بیٹھے تھے دوڑ پڑے
... گئے خورشید نے چاہا کہ اٹھے وہ بھلا ہاتھ ہلانے کی کب مہلت دیتے ہیں پکڑ لیا اور مشکیں باندھ لیں
بلا کر آہنگروں کو اسیر غل و زنجیر کیا اسد پکارا بلاؤ جلاد کو کہ اسکی گردن مارے اسی وقت جلاد حاضر ہوا اور خورشید
کو لیجا کر زیر تیغ بٹھایا اب جلاد تیغ علم کیے ہوئے منتظر حکم استادہ ہے کہ ہرمز تاجدار نے کہا ای اسد دلاور بے شاہزادہ
نورالدہر کی اطلاع کے اسکا قتل کرنا اچھا نہیں انسے اجازت لے لیجیے تو بہتر ہے اسد نے کہا ای شہریار میں نے
اجازت لے لی ہے اور جلاد سے کہا کہ دیکھتا کیا ہے جلد اسکا فیصلہ کر جلاد نے ہرمز کی طرف دیکھا بادشاہ نے
اشارہ کیا کہ ہرگز تلوار نہ مارنا اور نورالدہر سے پوشیدہ کہلا بھیجا کہ آپ جلد تشریف لائیے نہیں تو اسد خورشید
کو مارے ڈالتا ہے جلاد نے جو قتل کرنے میں تامل کیا اسد نے دیکھا کہ جلاد تاخیر کر رہا ہے اس سے کہا کہ دور ہو مردک
میں اپنے ہاتھ سے اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا خورشید نے کہا کہ ای اسد میں ایلچی گری کے بہانے سے
تجھے قتل کرنے آیا تھا معاملہ برعکس ہو گیا کہ تو ہی مجھے قتل کرنے لگا مثل مشہور ہے کہ چاہ کنندہ را چاہ در پیش معلوم ہوا
کہ میری قضا تیرے ہاتھوں تھی خیر کچھ مضائقہ نہیں اسد قریب خورشید کے پہونچا ہے تلوار کا ہاتھ بلند کیا تھا کہ اسی وقت
شاہزادہ نورالدہر برآمد ہوا اور نعرہ کیا کہ ای اسد خبردار تلوار خورشید پر نہ مارنا جو اپنے گھر آئے کوئی اسے
قتل کرتا ہے یہ رکا تھا کہ دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور ایرج نوجوان اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بولا ای ایرج
تم کیوں آئے ہو ایرج نے کہا کہ میں نے سنا تھا خورشید قتل ہوتا ہے اسکے بچانے کو آیا ہوں کوئی بھی ایلچی کو
قتل کرتا ہے نورالدہر نے کہا میں کب قتل ہونے دیتا ہوں اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ میرے قتل کرنے کو
آیا تھا خود اس امر کا مقر تھا اور آپ نے میرے ہاتھ سے اسے بچا دیا القصہ نورالدہر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگروں
کو کہ قید خورشید کی دور کریں اس وقت خورشید نے آپ قید اپنی توڑ کر پھینکدی ایرج اپنے ساتھ لیکر باہر نکلا
دونوں مرکبوں پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے لشکروں کو چلے راہ میں ایرج نے پوچھا کہ ای خورشید تم کیونکر
گرفتار ہوئے خورشید بولا کہ بھائی سب کے سب منارہ گردن کشیدہ رد وغیرہ مجھ پر یکایک آپڑے میں گرفتار ہوا
ایرج نے کہا ای خورشید نورالدہر کا اتنا اندیشہ مجھے نہیں ہے جسقدر ان لوگوں کا ہے یہ کشیدہ رد منارہ گردن
غضب کے ہیں خورشید نے کہا بھائی بلا کی بات اور ہے میدان میں سب کو مارینگے کہاں جانے پاتے ہیں اور
پہلے تو میں اس دیو لعین کو میدان میں بلاؤنگا اسکو مار کر اوروں سے سامنا کرونگا یہی باتیں کرتے ہوئے داخل
بارگاہ ہوئے پوشاک بزم پہن کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا نشے میں آکر خورشید نے حکم دیا کہ بجے
طبل جنگی اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکاروں نے آکر شاہزادہ نورالدہر کو خبر دی کہ
خورشید ستارہ پرست نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ
بجے اسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ آرا سے خبردار ہوئے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دے کر چلے گئے خورشید ستارہ پرست ایرج سے اجازت لیکر میدان
میں آیا مرکب کو جولان دیا نیزے کے ہاتھ خوب نکالے بعد اسکے نعرہ کیا کہ ای دیو لعین مجہول مکار دغا باز اگر تجھکو دعوی
شجاعت کا ہے تو آ میرے مقابلے کو کیا بھاگ بھاگ کر لڑا کرتا ہے چوروں کی طرح سر گم ہو کر لڑ تو مزہ ہے اسد نے چاہا کہ مقابلے
کو جائے نورالدہر نے منع کیا کہ ای اسد میں تجھے خورشید کے مقابلے کو نہ جانے دونگا تو خورشید سے عہدہ برآ نہ ہو سکیگا

اور وہ تیرا دشمن ہی جان سے مار ڈالیگا اور اگر تو مارا گیا تو مین دادا جان کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اسد بولا بھائی صاحب مین
خورشید سے دست وگریبان نہ ہونگا دور سے تلوار کی لڑائی لڑونگا نور الدہر بولا مین تمھین نہ جانے دونگا اسد بولا
کہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا یہی باتین تھین کہ جانب صحرا سے گرد وغبار کا تتق بلند ہوا اور نقابدار قنتورہ پوش نمایان ہوا
ایک جانب میدان مین آکر قائم ہوا خورشید کو باللہ تھا بان میدان مین مرکب پری پیکر پر سوار وجلوہ گر دیکھا عیار
کو حال دریافت کرنے کو بھیجا اسنے آکر کہا یہ لشکر اسلام ہی وہ لشکر ستارہ پرستون کا اور آفتاب پرستون کا ہی اور میدان
مین خورشید ستارہ پرست کھڑا ہوا مبارزطلبی کر رہا ہی نقابدار نے کہا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا کسواسطے کہ عمرو
سے اور مجھسے بھائی چارہ ہی مجھے کب گوارا ہی کہ میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے لڑے یہ کہکر گھوڑے کو اڑایا مقابل
خورشید ہوا خورشید تگاور زن ہوا مرکب برابر سے پیچھے ہٹگئے رانون مین مسلکر مرکبون کو پھیر کر ایک دوسرے سے
مقابل ہوا اگر خورشید نے دیکھا کہ اندر سے سحاب نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر معلوم ہوتا ہی اور ہاتھ پاؤن عمدہ [illegible]
کے ایسے مین حیران ہوکر پوچھا ای نقابدار کہ نام تو کیون میرے مقابل آکر کھڑا ہوا مجھسے تو مقابلہ ان خدا پرستون سے پڑا ہوا ہی
نقابدار بولا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا تجھکو سزا دینے آیا ہون میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے آنکھ نہین
ملا سکتا خورشید آگ ہوگیا اور کہا کہ تجھے بہت گھمنڈ ہی اپنی شجاعت کا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے لا اپنا حربہ نقابدار
پکارا کہ پیشدستی اپنا دستور نہین خورشید نے نیزہ ہاتھ مین اٹھایا خبردار خبردار کہکر نقابدار پر مارا اسنے نیزے کو نیزے کی سنان
پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے بہت دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا نہ برآیا ہاتھون سے پھینک دین تلوارین
کھینچلین خورشید نے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے پھیکی دی کہ تلوار سٹ پڑی قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالدیا زور
ہونے لگا مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھگئے کود کود کر سرگرم تلاش ہوئے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے
روشنی طرفین سے آئی تماشائیون مین باہم غل تھا کہ میان عجب تماشے کی لڑائی ہی جب تک ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا
ہم نہ جائینگے اور ایرج بھی ایک طرف خیمہ استادہ کراکر بیٹھا نور الدہر واسد وہمزۂ تاجدار ایک جانب خیمہ استادہ
کرکے بیٹھے تماشا دونون کی کشتی کا دیکھ رہے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز پہر دن باقی تھا کہ نقابدار قنتورہ پوش
نے لنگر خورشید کا اکھیڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھکر حوالے کیا اپنے عیار کے اور لشکر
سے خورشید ستارہ پرست کے پکار کر کہا کہ اب اس سے تم دست بردار ہوجاؤ اور اپنے ملک کو چلے جاؤ یہ کہکر ایک
سمت راہی ہوا ایرج کا حوصلہ نہ پڑا کہ جاکر خورشید کو نقابدار سے چھینے منھ دیکھتا رہ گیا پھر کر اپنی بارگاہ کو چلا گیا
ادھر لشکر خورشید کا حیران وپریشان ہوکر کوچ کرکے شہر اختر کو روانہ ہوا نور الدہر واسد پھر کر اپنے خیمے
مین داخل ہوئے مگر ایرج نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر بہزاد مرتد سے کہا کہ افسوس خورشید گرفتار ہوگیا اور نقابدار
اُسکو لیکر چلا گیا اگر رہتا تو مین اُس سے لڑتا عوض خورشید کا لیتا بہزاد بولا ای شہریار چلے جانا نقابدار کا بہتر ہوا
نقابدار وہ بلا ہی کہ صاحبقران تک اسکے عہدہ بر آ نہین ہوئے باوجودیکہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہین ایرج
نے کہا کیا یہ نقابدار ساحر ہی قارن قہرمین نے کہا کچھ حال اسکا نہین کھلتا کہ یہ کیا آفت ہی ایرج نے کہا خورشید
کو [illegible] اعظم کے سپرد کیا ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین نور الدہر سے مقابلہ کرونگا اُسی وقت نقارہ رزمی بجا
ہرکارے خبر لیکر خدمت مین ہمزۂ تاجدار کی حاضر ہوئے دعا وثنائے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہی
اُسکا ارادہ ہی کہ شاہزادہ عالم وعالمیان سے مقابلہ کرے نور الدہر نے فرمایا کچھ پروا نہین جو خالق چاہیگا وہ کریگا ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجے بموجب حکم کے کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکر دن تیاری جنگ کی

صبح کو فوج اسلام میدان کارزار مین آئی تخت بادشاہی قلب سپاہ مین قایم ہوا اُدھر [illegible] دلون کی کمان عظم و
شان سے دکھائی دی آسکے آگے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا تھا [illegible] صفین آراستہ ہوئے لیکن
آفتاب بھی بلند ہوا آیا مگر ابتک شاہزادہ نورالدہر کا میدان مین پتا نہین [illegible] عجب ہی کہ بھائی صاحب ابتک
معرکہ کارزار مین نہین آئے جاکر دیکھون تو سہی کہ کیا ماجرا ہی اسد [illegible] خوابگاہ مین شاہزادے کی آئے دیکھا
تو خادم و خدمتگار کھڑے ہین اور شاہزادہ دوشالہ تانے ہوئے [illegible] ہون سے کہ شاہزادہ آج ابھی تک کیون
نہین بیدار ہوا شب کو کسوقت سونے کا اتفاق ہوا تھا [illegible] سوئے تو اپنے معمول پر تھے مگر ابھی تک نہین
چونکے بلکہ نماز صبح بھی قضا ہوگئی بس اسد نے جلد [illegible] کے منھ پر سے سرکایا تو عجب حالت دیکھی کہ سراُس
افسر عالم کا کٹا ہوا الگ پڑا ہی اور خون [illegible] زلفین دونون طرف رخسارون پر لپٹی ہوئی ہین چشم حیرت
[illegible] شگاف کیا اور پکارا کہ ای طہماس بھائی صاحب کو تو کسی نے
[illegible] اور پکارا کہ ای شاہزادہ عالیوقار افسوس مجھکو کہین کا تنے نہ رکھا آخری
[illegible] وصیت بھی نہ کر گئے اور دونون ہاتھ منھ پر مارے یہ کہکر بیہوش ہوگیا اِدھر طہماس نے گریبان چاک کیا
پچھاڑین کھانے لگا اور یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ای آقائے نامدار و ای مولائے ذیوقار تم آپ تنہا سفر کر گئے اور اس
خدمتگار کو چھوڑ گئے یہ خادم اب کہان جائے کیا کرے یہ دونون اس عالم مین تھے اب ایک غلغلہ ہوا اور یہ خبر وحشت اثر
ہرمز تاجدار کو عین میدان جنگ مین پہونچی کہ شاہزادہ نورالدہر کو کوئی خوابگاہ مین آکر رات کو ذبح کر گیا
اسد اور طہماس اپنی حالت تباہ کر رہے ہین یہ سنتے ہی ہرمز نے تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور روتا پیٹتا دوڑا
کہ ہائے ہائے کیا ہوگیا پھر تو تمام فوج مین ایک حشر برپا ہوگیا سردار خاک اُڑانے لگے میدان سے پھر کر آئے
اسد اور طہماس تو دیوانے ہوکر ایک ایک کفنی گلے مین پہن کر نکل گئے ہرمز تاجدار اور تمام سردار لاش اُس
شہریار کی دیکھکر پیٹنے لگے رونا شروع کیا کوئی سر کو پیٹے ہوئے منھ سے منھ مل رہا ہی کوئی لاش سے لپٹا ہوا ہی اور محل مین
قیامت مچی ہوئی ہی آثار حشر [illegible] ن ہین القصہ کہانتک اس نوحہ و ماتم کو طول دیجئے لاش اُس شہریار کی اُٹھائی
تمام سردار کاندھا [illegible] کوہ مین دفن کیا گنبدہ بہت پر تکلف قبر پر استادہ کرایا قرآن خوان مقرر کیے
[illegible] مین کھانا پانی سب کو حرام تھا آخر گھبرا کے اخترشناس نے نورالدہر
[illegible] معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے شاہزادہ اچھی طرح سے آئیگا ہاتھ باندھ کر ہرمز تاجدار
[illegible] کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ و سالم ہی بعد چند روز کے انشاء اللہ آپ سے ملاقی ہوگا اگر اسمین
فرق نکلے تو آپ مجھکو قتل کیجیے گا بارے اس کلام سے کچھ بادشاہ کو تسکین ہوئی مگر حال سنیے ایرج کا جس وقت
اُسنے یہ سُنا کہ نورالدہر مارا گیا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو گر پڑے کہا افسوس ہی نورالدہر کی
جوانی پر قسم ہی پیر اعظم کی کہ مین اسکی جان کا دشمن نہ تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ نورالدہر مارا جائے اُداس پریشان میدان
سے پھر کر آیا لباس سیاہ اپنا اور تمام لشکر کو سیہ پوشی کا حکم دیا ایک ہفتہ اس طور پر گذرا تھا کہ ایک دن بہزاد مرتد نے
بہکایا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ غنیمت سمجھین کہ نورالدہر مارا گیا اگر وہ زندہ رہتا تو آپ کبھی اُسکے سامنے
سرسبز نہ ہوتے شکر کیجیے پیر اعظم کا کہ دشمن کا کام تمام ہوا لباس سیاہ اُتاریے بارگاہ سلیمانی ہرمز تاجدار سے
طلب کیجیے اُسمین بیٹھکر دربار کیجیے ہان اگر سرداران نورالدہر سے آپ کو خوف ہی تو بارگاہ نہ منگوائیے جانے دیجیے
ایرج نے کہا کیا خوب مین نورالدہر سے تو خوف کرتا نہ تھا سردار اُسکے کیا مال ہین اور اُسی وقت لباس سیاہ

دور کیا پوشاک نفیس پہنکر بارگاہ میں بیٹھا شاپور سے کہا کہ تم جاکر ہرمز تاجدار سے کہو کہ بارگاہ سلیمانی میرے پاس تھی مجھے لندھور نے دی تھی دیوانہ مجھسے چھین لیگیا تھا اب بارگاہ میری آپ مجھکو بھجوا دیجیے ورنہ بجبر چھین لونگا شاپور نے جاکر پیغام ایرج کا ہرمز تاجدار کو دیا تمام سرداران نورالدہر یہ پیغام سنکر درہم وبرہم ہو گئے پکار اٹھے کہ اے شہریار ہم بارگاہ نہ دینگے لڑنے اور مرنے کو موجود ہیں ہرمز تاجدار نے گھبرا کے اختر شناس سے پوچھا کہ تم کیا صلاح دیتے ہو گھبرا کے اختر شناس نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ بارگاہ کا دیدینا اچھا ہے اگر نہ دیجیے گا تو کشت وخون ہوگا اور اگر شاہزادہ زندہ وسلامت ہے تو بارگاہ پھر ہاتھ آجائیگی ہرمز تاجدار نے شاپور کو خلعت دے کر رخصت کیا اور کہا کہ تم جاؤ ہم بارگاہ بھیجے دیتے ہیں شاپور تو چلا گیا اب ہرمز تاجدار نے سب سرداروں کو سمجھایا کہ صاحبو ہم اپنے رنج والم میں گرفتار ہیں لڑنا بھڑنا کیسا خدا فضل کریگا اور شاہزادہ نورالدہر زندہ ظاہر ہوگا تو انتقام سمجھ لینا سبھوں نے عرض کیا اے شہریار ہم آپ کے مطیع ہیں جو آپ مناسب جانیں وہ کریں ہرمز تاجدار نے اسی وقت بارگاہ سلیمانی شتر اور قاطر اور چھکڑوں پر لدوا کر بھجوا دی ایرج نوجوان نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے بدستور سابق جلوس کیا دو دن کے بعد بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ مرکب پری وش نورالدہر کا بہت خوب مرکب ہے اسے آپ اپنی سواری کے واسطے ہرمز تاجدار سے منگوا لیجیے اب نورالدہر تو زندہ نہیں جو اسپر چڑھیگا ایرج نے بہزاد کے ورغلانے سے ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ مرکب پری وش نورالدہر کا مجھے بھیجدو اگر نورالدہر آئیگا تو مجھسے لے لینا یہ پیغام جو ہرمز کو پہونچا گھبرا کے اختر شناس سے صلاح لی کہ اب تم کیا کہتے ہو اسنے عرض کیا کہ حضور بھیجدینا صلاح ہے سردار مانع ہوئے کہ ایرج اسی طرح ہر روز دباؤ ڈالکے اسباب شاہزادے کا منگوائیگا جب نہ دیجیے گا تو آمادہ جنگ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک مرتبہ لڑ لیجیے جو کچھ ہونا ہو ہو جائے اور ہم تو بارگاہ دینے میں بھی راضی نہ تھے آپ نے بھیجدی گھبرا کے اختر شناس نے کہا جہانتک رفع شر کیا جائے پہلے میری صلاح یہ ہے کہ لندھور کے پاس کہلا بھیجیے کہ ایرج ناحق ہمکو تنگ کرتا ہے ہم تو شاہزادے کے غم میں بیٹھے ہیں اور وہ لوگوں کے بھڑکانے سے اسباب نورالدہر کا منگوا بھیجتا ہے آپ جانشین حمزہ صاحبقران ہیں اور بزرگ ہیں آپ اسکا تدارک کیجیے یہ پیغام گیا لندھور بن سعدان نے سنکر اسی وقت سوار ہوکر ایرج کے پاس آکر کہا کہ اے ایرج نوجوان تمکو لوگ بھڑکاتے ہیں اور تم بھڑکانے سے لوگوں کے اسباب نورالدہر کا طلب کرتے ہو غضب کرتے ہو کسی کے ورغلانے پر نہ جاؤ یا تو تم نورالدہر کے غم میں سیاہ پوش ہوئے تھے یا اب ایسے بیمروت ہو گئے یہ طریقہ اچھا نہیں اس سے باز آؤ تمھارے پاس اسباب کیا کم ہے میں نے تمکو اتنا نذر صاحبقرانی سب دے دیا کوئی چیز تمسے عزیز نہیں کی غرض ایسا سمجھایا کہ ایرج منفعل ہوا کہا کہ اچھا میں کوئی شے طلب نہ کرونگا مگر یہ کوچ کرکے یہاں سے چلے جائیں میرے سامنے نہ رہیں لندھور نے کہا اچھا یہ ہوسکتا ہے اور آکر اپنے مقام پر ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ آپ یہاں سے کوچ کرکے چلے جائیے کوئی آپ سے نہ اسباب مانگیگا نہ متعرض ہوگا ہرمز اسی وقت مع لشکر کوچ کرکے روانہ ہوا سامنے قلعہ مشتری حصار کے آیا آب وہوا یہاں کی بہت اچھی تھی یہ خبر ایرج نوجوان ہوئی کہ لشکر نورالدہر کا شہر مشتری حصار پر جاکے اترا ہے بہزاد مرتد نے کہا کہ آپ یہاں سے جائینگے وہ موقع دیکھکر یہاں آجائینگے اور آپ کے ملک لیے ہوئے اپنے تصرف میں لائینگے جس طرح اور آپ کے ملک مانند اشتہم اور مشتری حصار وغیرہ کے اپنے قبضے میں کرلیے آپ انسے کہلا بھیجیے کہ ملک باختر سے نکلکر ظلمات یا اور کسی جگہ تو چلے جاؤ ایرج نے یہی ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ اگر میری تلوار سے امان چاہتے ہو تو باختر میں نہ رہو ورنہ

عمل کرونگا جب یہ پیغام ہرمزتاجدار کو پہونچا نہایت پریشان ہوا باہم مشورہ کیا کہ کیا کرین عادی کشیدہ رو
ہ گردن ان سب کی یہ صلاح ہوئی کہ جہان سے آے تھے وہین پلٹ چلین اور ایرج سے لڑین بعضون نے
یرج کو یہان آنے دو جس وقت وہ یہان آئیگا بجھ لینگے ہرمزتاجدار نے سہیل خان گہراے اختر شناس
چالاک بن عمرو وغیرہ کو علحدہ لیجاکر شورہ کیا کہ یہ لڑنا اور مرنا تو اُس وقت مین ہو کہ جب اور کچھ تدبیر نہ ہوسکے اور مین
چاہتا ہون کہ ان سردارون مین سے کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے مگر عیار رہی سہیل خان کا شعلہ شب گرد وہ بھی وہان
موجود تھا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اگر حکم ہو تو مین ایرج کو جاکر پکڑ لاؤن جب تک شاہزادہ نورالدہر آے
ایرج کو مقید دیکھے گا سب نے اُس عیار سے کہا کہ بس یہی امر بہت خوب ہو اگر ایرج تجھسے آسکے تو پکڑ لا وہ عیار
یہ سنکر اُسی وقت روانہ ہوا اور وہ شخص جو پیغام ایرج کی طرف سے لایا تھا اُس سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہدینا
کہ ہم بعد ایک ہفتے کے ظلمات کو چلے جائینگے وہ بھی یہ جواب لیکر راہی ہوا مگر حال سُنیے شعلہ شب گرد کا یہ دامن
کوہ مین پہونچا قضاے کار ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ بہلیے قرادل ساتھ ہین شکار کھیل رہا ہے ایک آدھ
یہ کون ہے معلوم ہوا کہ یہی ایرج نوجوان صاحبقران زمان ہے بس یہ سُنتے ہی سامنے ایرج کے
ایرج نے پوچھا تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ مین نوکر ہون ملکہ گیتی افروز کا مہرو ند میرا نام ہے ایک
گیتی افروز کا [illegible] فارغ ہوگیا پوچھا کہ کہان سے آتے ہو عرض کیا کہ ملکہ نے خبر قاسم کے واسطے
نے پوچھا کہ [illegible] کیا خبر لاے بولا کہ آپ بیٹھیے تو مین جو کچھ حال ہے گذارش کرون ایرج اُسے سا
[illegible] مدارات کی مخاطب ہوا کہ اب حال بیان کرو اُسنے کہا کہ ای شہریار گیتی افروز تو
جب آپ فولاد بازرگان کے ساتھ گئے تھے اور ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تھا اُسی وقت
یہان عاشق و شیدا ہے علامت محبت چہرے سے ہویدا ہے اور اب جو آپ نے نامہ
اتحاد نامہ جب سے دیکھا ہے اور زیادہ بیقرار ہے کہ آب و دانہ چھوٹ گیا ہے مگر کیا کرے
مجبور ہے بہانہ قاسم کا ہے مگر آپ کے فراق مین رویا کرتی ہے بالفعل لوگون نے
امت چاہ الماس سے نکلا اس پتے پر ملکہ نے مجھے خبر طلسم کے واسطے بھیجا تھا
الماس سے سلامت تو نکلا ہے مگر مردے سے بدتر ہے کسواسطے کہ جو پتی [illegible]
زندگی کیونکر ہو نہایت زرد و ضعیف ہے تپ ایک دم اُسے نہین چھوڑتا دیکھا پوچھا
قاسم نے جو دیکھا کہا کہ ای مہرو ند میرا تو وقت آخر ہے گیتی افروز سے
اپنی جوانی کو برباد نہ کرو لہذا جب سے مین ظلمات سے آیا ہون آپ کی تلاش مین
ہے کہ پھولا نہین سماتا ہر مرتبہ اُس عیار کو گلے لگاتا ہے بار بار اشرفیان اور جواہر
کچھ تو مین تیرا کیا رتبہ کرتا ہون دولت دنیا سے تجھکو غنی کرونگا پھر پوچھا کہ
وند نے عرض کیا کہ حمزہ ضعیف ہوا تمام دست و پا مین رعشہ ہے عمرو اسی غم مین
ستسقا ہے کہ رب مار اگیا ایرج نے پوچھا حمزہ نے جانشین کسکو کیا کہا کہ
کے ہوتے پوتے کو کیون جانشین کیا بیان کیا کہ نو برجد شاہ نے سب
ئی نہین رہا ایرج یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای مہرو ند مین بھی
بنا اُسنے عرض کیا بہت اچھا مین آنکھون سے نامہ آپ کا لیجاؤنگا

اور زبانی بھی آپ کا اشتیاق ظاہر کرونگا ایرج نے کہا کہ اب میرے ساتھ لشکر میں چلو اُسنے کہا بہت اچھا مگر بہ
صندل چلونگا القصہ ایک خدمتگار کی شکل بنکر ایرج کے ساتھ ہوا ایرج اُسکے لیے ہوئے شادان و فرحان داخل
بارگاہ ہوا بہزاد مرتد قارن قہرمن کو بلایا اُسنے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ یہ کوکا ہے ملکہ گیتی افروز کا اسکے ہاتھوں
نامہ خوب پہونچیگا اور اُسی وقت خط خوشبو اپنے ہاتھ سے لکھکر مہر و بند کر دیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا نہایت اعزاز و اکرام
سے پیش آیا جب رات ہوئی قارن و بہزاد کو سویرے سے رخصت کیا مہر و بند علی کا پلنگ اپنے پلنگ کے برابر
بچھوایا باتیں کرنے لگا ایک دو گھڑی گذری تھی کہ ایرج سو گیا شعلہ نے موقع دیکھکر دارو بیہوشی با جھمیان تمام
ایرج کے دماغ میں پھونکی اور باندھکر پشتارہ لیکر ایرج کو چلا اب شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے صحرا میں پہونچا ہے کہ اُدھر
سے دہ دیو عیار آتا تھا جب دونوں قریب ہوئے دہ دیو نے دیکھا کہ یہ لشکر ایرج کی طرف سے پشتارہ بدوش آتا ہے
پکارا کہ تو کون ہے اور پیٹھ پر تیرے کیا ہے شعلہ نے کہا کہ تو کون ہے پوچھنے والا تو اپنے راستے چلا جا میں اپنے راستے جاتا ہوں
دہ دیو بولا میں تجھے نہ جانے دونگا جب تک مفصل حال نہ سن لونگا یہ کہکر پیچھے پر ہاتھ ڈالا شعلہ شب گرد نے جواب دیا
میں عیار ہوں سہیل خان کا ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہوں دہ دیو بولا کہ زندگی اپنی چاہتا ہے تو ایرج کو میرے
حوالے کر دے اور تو چلا جا شعلہ نے کہا میں نے کمال محنت و مشقت سے اسے اسیر کیا ہے کیونکر تجھے دے دوں
دہ دیو نے کہا میں زبردستی لونگا کب ہو سکتا ہے کہ میرے سامنے سے تو ایرج کو لیجا اور یہ کہکر پنجہ شعلہ پر
شعلہ نے اُسکا وار روکا اور اپنا پنجہ دہ دیو پر مارا دہ دیو نے پنجہ شعلہ کا چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر زمین پر دے مارا
کہ شعلہ چاروں شانے چت گرا پشتارہ ایرج کا ایک طرف گر پڑا دہ دیو چھاتی پر شعلہ کی چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا
کہ ذبح کرے شعلہ دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگا کہ اے حافظ حقیقی و اے نگہبان تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ
مجھے بچا اور میری محنت کو ٹھکانے لگا واسطہ اپنے بندگان خاص کا شعر چو عاجز رہانندہ دائم ترا + در بیں عا
شنوا نیم ترا + کہ ایک آواز پیدا ہوئی ذرا ٹھہر جا دہ دیو ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ کسکی آواز ہے کوئی
قصد کیا کہ خنجر شعلہ کی گردن پر پھیرے کہ وہ آواز نزدیک سے آئی کہ او حرامزادے نہیں مانتا
آتا ہے ایک حبشی بلند بالا قوی ہیکل سامنے سے نمودار ہوا اور پھر نعرہ کیا کہ کیوں تو اسے ذبح کرتا ہے تو کون
اور وہ کون ہے میں عیار ہوں ایرج کا اور یہ عیار ہے سہیل خان مشتری حصاری کا ایرج کو پکڑ
آپ اسکا ارادہ قتل تھا کہ آپ آ پہونچے اُس حبشی نے کہا ہاں یہ ارادہ ہے میں کب تجھے زندہ چھوڑونگا
اے ایرج اور خنجر کھینچکر دہ دیو پر دوڑا دہ دیو پر ایسا رعب غالب ہوا کہ بھاگا سامنے سے اُس
کمر پشت پر پڑا اور سینے کے پار گذر گیا وہ ہائے کرکے گرا سر اُسکا دوڑ کر کاٹ لیا شعلہ شب گرد
پشتارہ ایرج کا لیا اُسنے کہا کہ اے بہادر بڑا احسان تو نے مجھپر کیا کہ جان بخشی میری کی اب
وہ بولا کہ مجھے جانسوز بن قران کہتے ہیں یہ کہکر صحرا کو راہی ہوا شعلہ شب گرد ایرج کا پشتارہ
[illegible] ایرج [illegible] صبح کو غل ہوا کہ ایرج بستر خواب پر سے غائب ہے اور وہ خدمتگار بھی
[illegible] پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے شاپور نے بہزاد دیکھکر کہا کہ یہ عیار ہے سہیل خا
[illegible] بولا کہ چلو تعاقب میں شاید ملجائے دیلم نے کہا کہ چلیں
[illegible] چلیں تعاقب میں روانہ ہو گئے راہ میں دہ دیو کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا
[illegible] دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہے نعرہ کیا کہ

تجھکو تو ایرج کو بچاسے شعلہ شب گرد نے دیکھا کہ طرماسپ آ پہونچا گھبرا گیا سامنے پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گیا اور ایرج کا مہر
پشتارے سے باہر نکالکر خنجر گلے پر رکھ دیا اور پکارا کہ اگر اب تم آگے بڑھے تو مین نے اسے مارڈالا اب طرماسپ ٹھٹکا
کیونکر پہاڑ پر قدم رکھے مگر پہاڑ کو گھیرے ہوئے کھڑا ہی شعلہ شب گرد دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار بچا ان ظالمون
سے مجھی بچا سوا تیرے اس وقت بیکسی مین کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہی ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ پردہ بیابان سے
گرد اُٹھی اور ایک نقابدار سبز پوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور قریب آکر حال دریافت کرکے نعرہ کیا کہ
باش ای کافران بیحیا کب چھوڑتا ہون تمھین کہ تم اس عیار کو ایذا دو بہزاد مرتہ نے گھوڑے کو چمکایا کہ او نقابدار مفلوک
روزگار تو حمایتی اس عیار کا بنکر آیا ہی پہلے تجھکو مارلین تو آقا کو اپنے چھڑائین یہ کہکر تلوار اُس نقابدار پر ماری نقابدار نے
تلوار اُسکی رد کرکے جو اپنا وار کیا کہ تلوار سپر کو قلم کرکے سر پر گری کہ تا دوابرو اُتر گئی زخم کاری بہزاد مرتہ کے لگا لب
دیکھتے ہی دیلم شاطر زنگی نے سامنا کیا ارہ پشت نہنگ مارا نقابدار نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور وہی تلوار
چہاری دیلم نے گھبراکر سپر اُٹھا دی تلوار سپر کو کاٹ کر تا دوابرو اُتر گئی دیلم شاطر بھی زخمی ہوا اب طرماسپ نے
گینڈا اپنا آگے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو زخمی کیا تو سے آیا مین دیکھ تیری کیا
حالت کرتا ہون یہ کہکر برابر نقابدار کے آکر برچھا ہاتھ مین چڑھا ہوا تھا نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ نیزے پر
لیا لگی نیزہ بازی ہونے آخرکار نقابدار نے نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ غیظ و غضب مین آیا اور پکارا
کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کیا مضائقہ ہی نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی حمال بازی
یہ کہکر سات سو من کا ساطور دودستی نقابدار پر مارا نقابدار نے ضرب ساطور کو رد کیا اور تلوار ماری طرماسپ
نے ساطور پر رد کی تلوار نے ساطور کو قلم کیا طرماسپ جھکا اُڑتا ہوا گیا تلوار ساطور کو قلم کرکے جو گری پیلپا ران پر
طرماسپ کی بیٹھا کہ ران طرماسپ کی زخمی اور گردن گینڈے کی قلم ہوئی یہ بھی زخمی ہوا کشتی طار تیار ہوئی لوگ
طرماسپ کو اٹھا کر لیگئے نقابدار نے اور مبارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا نقابدار لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا
وہ چند آدمی جو تھے کہ تعاقب مین طرماسپ کے چلے آتے تھے شکست کھا کر بھاگے نقابدار نے شعلہ کو پہاڑ پر سے
اُتار کر کہا کہ ایرج کو میرے حوالے کر اور تو چلا جا شعلہ شب گرد نے کہا کہ آپ لیجیے مگر اسے چھوڑیے گا نہین اور پشتارہ
ایرج کا نقابدار کو دے کر روانہ ہوا چلا مشتری حصار کو قضا سے کار اتفاقات روزگار ادھر سے یہ جاتا تھا
اُدھر سے اسد بن کرب غازی گیروا لباس پہنے ہوئے اداس پریشان چلا آتا تھا کہ شعلہ کو جو دیکھا پوچھا
تو کہان سے آتا ہی اُسنے تمام احوال ایرج کے پکڑلانے کا بیان کیا اسد نے جو سُنا کہ ایرج نقابدار کے
پاس ہی اُسی وقت روانہ ہوا کہ چلکر ایرج کو اُس سے لیجیے اور قتل کیجیے جب قریب پہونچا دیکھا کہ بازار آراستہ ہی
خیمہ استادہ ہی سیر کرتا چلا آتا ہی دروازہ بارگاہ پر پہونچا تھا کہ نقابدار نے اسد کے آنے کا حال سُنکے دروازے
پر آکے استقبال کیا اسد نے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا ہاتھ پکڑکر اندر بارگاہ کے لیگیا بہت عزت
سے کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب دعوت سامنے موجود کیا اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حالت ہی تمھاری لباس فقیرانہ
کیون پہنا ہی اسد نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور کہا کہ ای نقابدار کیا بیان کرون شاہزادہ نورالدہر
لشکر ظفر اثر لیکر ایرج کے مقابلے کو آیا تھا ایرج نامرد نے دیکھا کہ مین مقابلہ نورالدہر کا نہین کرسکتا
رات کو کسی کو بھیجکر سر اُس شیر بیشہ شجاعت نہنگ دریاے مردانگی کا کٹوا ڈالا مین اُسکے ماتم مین فقیر ہوا ہی
یہ کہکر پھر رونے لگا نقابدار بھی خوب رویا اور کہا کہ مین نے یہ خبر سُنی تھی اگر تحقیق نہ تھا اب [illegible] معلوم ہوا افسوس

باجی نے بہت بُرا کیا یہی باتین تھین کہ بکاول نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے نوش فرمائیے کہا کہ لاؤ اور اسد کو
خطاب کیا کہ بیٹا اٹھ ہاتھ دھو کر کھانا کھاؤ اسد پھر آنکھون مین آنسو بھر لایا بولا ای نقابدار مین کیا خاک کھاؤن جہان
ایسا بھائی آنکھون کے سامنے سے اُٹھ جائے کھانا کیونکر کھایا جائے اب ہمارے کھانے کے لیے غم ہے اور پینے کو خون
جگر ہے نقابدار نے کہا سچ ہے مگر جو کچھ کھایا جائے کھالو اسد بولا ایک شرط سے کھاتا ہون اگر آپ صورت اپنی
مجھے دکھا دین اور نام اپنا بتا دین کس واسطے کہ مجھے نانا جان کی آواز سے آپ کی آواز مشابہ معلوم ہوتی ہے
نقابدار نے کہا اچھا آپ کھانا کھا لیجیے مین صورت دکھا دونگا اسد نے کھانا کھایا جب دسترخوان اُٹھا ہاتھ
دھوئے نقابدار نے سب کو ہٹا دیا نقاب منھ پر سے اُٹھائی اسد نے ٹھیک صورت صاحبقران کی پائی
کچھ فرق نہ تھا پوچھا کہ آپ کو صاحبقران سے کیا تعلق ہے کہا کہ مین بڑا بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہون عمرو بن حمزہ یونانی
مجھے کہتے ہین اسد لپٹ گیا کہ ماموجان آپ عمرو ہین شاہزادہ نورالدہر کیسے اور یہ آفتاب پرست خونی ہے اسنے بھائی صاحب
کو مار ڈالا ضرور اس سے عوض لیجیے اور اسی وقت بُلا کر قتل کیجیے نقابدار نے حکم دیا کہ جلد ایرج کو زندان خانے سے لاؤ
چوبدار گیا ایرج کو لایا ایرج قید سخت مین گرفتار بارگاہ نقابدار مین آیا نقابدار نے کہا کہ ای ایرج یہ
کیا نامردی تو نے کی کہ نورالدہر ایسے شخص کو قتل کرایا غضب ڈھایا ایرج نے جواب دیا ای نقابدار قسم ہے
مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مین مرتکب اس امر کا نہین ہوا جسکو مجھ پر گمان ہے غلط ہے جو مجھے کہتا ہے جھوٹھ کہتا ہے بہتان
لیتا ہے اسد پکارا او نابکار بیچے ہمکو تو جھوٹھا کہتا ہے جس وقت نورالدہر فرنگوشیہ مین قید ہوا اور تجھے خبر ہوئی تو نے
نامہ قتل نورالدہر مین لکھکر روانہ کیا دیکھ یہ نامہ تیرا مُہری موجود ہے اور جیب مین سے وہ نامہ نکالکر سامنے
ڈالدیا ایرج نے اپنی مُہر اُسپر دیکھی اور قسم کھا کر کہا کہ مین اس سے بیخبر ہون کسی نے مجھسے پوشیدہ میری مُہر کر دی ہوگی
اسد نے ایک اور کاغذ نکالا کہا کہ دیکھ یہ وہ نوشتہ ہے تیرا کہ نورالدہر جب قلعہ مرصع حصار مین قید تھا تو نے
قنوذ کو لکھا تھا کہ مین طرماسپ کو واسطے قتل نورالدہر کے بھیجتا ہون ایرج نے کہا تو نے اقبال شاہ کو
مار ڈالا تھا اُس غصے مین مین نے یہ مضمون البتہ لکھا تھا اس سے مجھے انکار نہین ہے اسد نے کہا پھر کیون مکرتا
تو ہی تو باعث قتل نورالدہر کا ہوا ہے مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا حکم دیا کہ لاؤ جلاد کو اسے قتل کرے اُسی وقت جلاد
آکر موجود ہوا ایرج کو نطع پر بٹھایا اسد نے کہا ایک ہاتھ لگا کہ اسکا کام تمام ہو جلاد نقابدار کے حکم کا منتظر تھا
اسد نے دیکھا کہ نقابدار کچھ تامل کرتا ہے بس برہم ہوکر خود اُٹھا اور جلاد سے کہا کہ دور ہو او مردک مین آپ
اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا ایرج کو یقین ہوا کہ اب تو مارا گیا عالم یاس مین دعا مانگنے لگا اسد قریب پہونچا
تلوار علم کی ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ پنجہ گرا اور ایرج کو اُٹھا لیگیا اسد آسمان کو دیکھکر رہگیا خنجر کھینچ کر چاہا
کہ اپنے کو ہلاک کرے نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میری جان یہ تو کیا کرتا ہے احتمال ہے کہ نورالدہر زندہ ہو
اور کوئی ساحر اُسے لیگیا ہو اور کسی شخص کو نورالدہر کی صورت بنا کر سر اُسکا کاٹ کر ڈالگیا ہو اگر وہ بفضل الٰہی
زندہ و سلامت پیدا ہوا اور اُسنے سُنا کہ اسد غم مین تیرے ہلاک ہوا وہ اپنے کو ہلاک کریگا اُس وقت باعث
اُسکے قتل کا تو ہو جائیگا دوسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو ہلاک کرنا خسر الدنیا والآخرہ ہوتا ہے تیسرے یہ کہ خدانخواستہ
نورالدہر کے دشمن مارے گئے اور تو بھی مرگیا تو موجب خوشنودی ایرج کا ہوگا کہ دشمن میرا ہلاک ہوا اس سے بہتر
یہ ہے کہ دشمن کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرو اور یہ عین نامردی ہے کہ جب کچھ نہ بس چلا تو جان پر کھیلگئے ایسا سمجھایا کہ
اسد معقول ہوا گردن جُھکالی کہ ماموجان آپ بجا فرماتے ہین جیسے آفتاب پرستون کو قتل کیجیے نقابدار نے کہا

مین موجود ہون چلو اور وہان سے کوچ کرکے سامنے لشکر ایرج کے دامنہ کوہ مین اُترا اسد نے ایک عرضی ہرمز تاجدار کو اس مضمون کی لکھی کہ ایرج کو ہمنے جا لیا تھا کہ قتل کرین اب ہم اور لقابدار بہ پہلوی مقابلے کو لشکر ایرج کے آئے ہین آپ بھی مع فوج یہان تشریف لایے مگر اتفاق کار خبر لقابدار جو القاب و انساب اور کنار تنگ وشیار رنگ کوہ تخت دریانشین کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ سعید بن حمزۂ یونانی فرزند اکبر صاحبقران با اقبال ہین خدمت مین آکر حاضر ہوئے ملازمت کی نذرین دین لقابدار نے اُنکو خلعت دیے بہت سی شفقت فرمائی یہ چارون اپنی فوج سمیت شریک ہوئے القصہ وہ عرضی اسد کی جو ہرمز تاجدار کو پہونچی خود پڑھی مضمون سے آگاہ ہوئے گھرا سے اختر شناس سے صلاح کی کہ تم کیا کہتے ہو گھرا سے اختر شناس نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ ای شہریار جانا اچھا نہین ہی ایرج اور نورالدہر دونون جلد پیدا ہوا چاہتے ہین آپ یہین رہیے شاہزادے کے ساتھ چلیے گا یہ کلام گھرا سے اختر شناس کا سنکر عادی کشیدہ رو منارہ گردن سب برہم ہوئے اور کہا کہ ای گھرا سے اختر شناس کیا کہین کہ تو مقرب شاہزادہ نورالدہر ہی اگر کوئی اور اس مقام پہ ہوتا تو اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتے تیری صلاح سے بارگاہ سلیمانی بھیجا دی نہین تو ہم ایک ستون بارگاہ بھی کسی کو نہ دیتے اور ہم تو ضرور جائینگے اسد کے شریک ہونگے اور آفتاب پرستون کو قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے لشکر اپنا لیکر اژدر کوہ کو روانہ ہوئے ہرمز تاجدار اور گھرا سے اختر شناس نے اور سردارون کو روکا نہ جانے دیا مگر عریضے کے آنے سے قبل شعلہ شبگرد عیار آیا تھا اُسنے تمام حال بیان کیا تھا ہرمز تاجدار نے شعلہ شبگرد کو تعاقب مین کشیدہ رویون کی خبر کے واسطے روانہ کیا کہ تو جا کر دیکھ کہ کیا ہوتا ہی وہ راہی ہوا لیکن حال سنیے لشکر آفتاب پرستان کا کہ جس وقت بہزاد ہرمز تند و دیلم شاطر زنگی طرماسپ بن طہماس زخمی شکست کھاے ہوئے بحال خراب مالک بن ملکوت شاہ پاس پہونچے حال بیان کیا تھا مالک بن ملکوت شاہ نے ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے انھون نے دو پہر کے بعد آکر عرض کیا کہ اسد ایرج کو قتل کرتا تھا کہ نیچہ ایرج کو اُٹھا کر لیگیا یہ سنکر سب آفتاب پرست خوش ہوئے قارن نے علم نجوم مین دیکھکر کہا کہ ایرج جلد آئیگا گھبرانے کا مقام نہین ہی دوسرا دن تھا کہ لقابدار اور اسد پہونچے تیسرے روز عادی کشیدہ رو منارہ گردن وغیرہ کے آنے کی خبر اسد نے سُنی نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو بھیجا کہ بارگاہ سلیمانی اور بہزاد ہرمز تند اور طرماسپ کو باندھ کر میرے پاس بھیجدو نہین تو ایک آفتاب پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا مالک بن ملکوت شاہ اور قارن قمر مین سوار ہوکر لندھور کے پاس آے اور کہا کہ اس وقت مین سواے آپ کے ہماری کفالت کرنیوالا اور کوئی نہین ہی آپ دستگیری کرینگے تو بچینگے لندھور نے کہا کہ مین فقط ایرج کی حفاظت کے واسطے ہون کہ اُسے کوئی گزند نہ پہونچاے اسلیے مین نہین ہون کہ تمھاری طرف ہوکر اہل اسلام سے لڑون ایک تو اسد مجھے بدنام کرتا ہی دوسرے اب تمام خلق بھی رسوا کریگی مجھسے ہرگز توقع کفالت کی نہ رکھنا مالک بن ملکوت نے کہا ابھی کل کا ذکر ہی کہ آپنے اہل اسلام کی سفارش ایرج نوجوان سے کی تھی اور اُنھون نے آپکے کہنے سے خداپرستون کو امان دی پھر اب آپ ہماری سعی کیون نہین کرتے لندھور نے کہا جو کچھ اسد نے کہلا بھیجا ہی اُسپر عمل کرو اسد اب تمھین مہلت نہ دیگا اور مین دخل نہین دے سکتا کسواسطے کہ اسد مجھکو بھی خون نورالدہر مین شریک کریگا بڑا الزام تم لوگون پر قتل نورالدہر کا ہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ہمیں قسم ہے جو ہمنے نورالدہر کو قتل کروایا ہو شیر اعظم ہمین جلا دے جو ہم اس سے آگاہ بھی ہون لندھور نے کہا ای مالک مین نے تم لوگون کے واسطے اسقدر بدنامیان اُٹھائین کہ مین خوب جانتا ہون اب کسی طرح مین تمھارا شریک نہ ہونگا چاہے اسد تمھین

زندہ رکھے چاہے قتل کرے مین اگر تمھاری سعی کو گیا وہ دیوانہ غم مین نورالدہر کے سڑی بنا ہوا ہی میری بات نہ مانی تو مجھے اُس سے لڑنا پڑیگا تم مجھے اہل اسلام سے لڑوایا چاہتے ہو مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ مین نبیرۂ صاحبقران سے لڑون بس جاؤ جو قسمت مین پڑے وہ کرو مالک بن ملکوت شاہ مایوس اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا سبھون سے حال بیان کیا بہزاد مرند نے کہا ہم تو جانتے ہین کہ لندھور ہم لوگون کا دشمن جان ہی خیر بہزاد اعظم جو بہتر جانینگے وہ کرینگے مگر بیان اسد نے نقابدار سے کہا کہ دو شخص لشکر ایرج مین بہت زبردست ہین دیلم شاطر زنگی اور طرماسپ وہ دونون آپ کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین اب جو باقی ہین آپ طبل جنگ بجوا کر اُنکا کام تمام کیجیے اور جادوی کٹیرہ و ستارہ گردن بھی آیا چاہتے ہین وہ آ جائینگے تو ایک ایک آفتاب پرست کو کچا کھا جائینگے نقابدار نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی طبل جنگی بجا ہرکارے آفتاب پرستون کے جو لگے ہوئے تھے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت مین آئے عرض کیا کہ اسد بن کرب دلاور نے طبل جنگ بجوایا ہی مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ آفتاب تابان ہمارے نگہبان ہین یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہی کل سامنا ہی خداپرستون سے ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا آپسمین بغلگیر ہونے لگا ایک ایک سے خطا معاف کرانے لگا کہ دیکھیے کل نہین معلوم کون زندہ رہے کون مارا جائے القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرا ہو گئے نقیب نہیب دے کر نکلگئے اُس وقت ارکان ہردم درکہ سرداران لاہوت شاہ سے تھا اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا جب خوب عرق عرق ہوا گھوڑا بھی عرق کر لایا روک کر گھوڑے کو کھڑا ہوا اُرخ کیا طرف لشکر اسلام کے اور نعرہ کیا کہ اے لشکر خداپرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اسد غازی نے غیظ و غضب مین آ کر نعرہ کیا کہ او نالائق آیا مین اور نقابدار سے اجازت چاہی نقابدار نے کہا کہ بیٹا تم کہان جاتے ہو مین جاتا ہون اور اسے مارتا ہون اسد پکارا اب تو مین قصد کر چکا آپ دیکھیے تماشا کہ کیا کرتا ہون نقابدار نے فرمایا کہ پروردگار کے سپرد کیا مرکب کو بڑھا کر سامنے ارکان ہردم در کے آیا بعد از تگاورزی ارکان نے نیزہ مارا اسد نے نیزہ اُسکا نیزے پر روک کر جنبہ طعن مین ہوائی کیا کہ روز روشن نظرون مین اُسکی شب تار ہو گیا جھپٹ کر وار تلوار کا کیا اسد نے تیغ اُسکی رد کر کے جو بغیظ و غضب ایک ہاتھ مارا تلوار یا سر پر چمکی تھی با زیر تنگ جاکر زمین کو بوسہ دیا مع گردن چار ٹکڑے ہو گئے اسد نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک سردار لاہوت شاہ کا کہ نام اُسکا حدید تیغ زن تھا مقابلے کو نکلا تلوار اسد پر ماری اسد نے وار اُسکا رد کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا کمرگاہ پر مارا دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک سردار نکلا آتے ہی برس پڑا اسد نے وار اُسکے رد کیے جب تھک کر ذرا ٹھہرا اسد نے جھپٹ کر جو تلوار ماری جنیو کھا گیا غرض اسی طرح شام تک سترہ سردار لاہوت شاہ کے اسد کے ہاتھ سے درک اسفل کو پہونچے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے مالک بن ملکوت شاہ نہایت اُداس کمال پریشان تھا کہ دیکھیے اس دیوانے کے ہاتھ سے کیونکر جان بچتی ہی ادھر نقابدار اسد کو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم بدلکر بزم مین بیٹھا اسد سے کہا او فرزند تم خوب لڑے خوب سرداران باخبر کو قتل کیا ناحق تمھین لوگ کمزور مشہور کرتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون دیو تک تو مین نے مارے اور زیر کیے ہین البتہ اس آفتاب پرست ایرج سے کہ یہ حرام کے تھے کہا کہا کر مسٹنڈا ہوا ہی اور لندھور بن سعدان نے اُتانہ صاحبقرانی دے کر اُسے زورون پر چڑھا دیا ہی مین عہدہ برا نہین ہوتا نقابدار نے کہا کہ واقعی تم ایسے ہی ہو

اور جسے یاد ہو مگر اب تم بیٹھو میں ان آفتاب پرستون سے سامنا کرونگا [illegible] ہی بخار اپنے دل کا نکالین اسد نے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ ماموجان جیسا مزاج مین آسے مین منع کر سکتا ہون مگر آپ کا سن لڑنے کا نہین ہے اس سے مین چاہتا تھا
کہ آپ کو تکلیف نہ ہو نقابدار نے کہا کہ بیٹا یہ لڑائی کفر و اسلام کی [illegible] تنگ ہو سکے آدمی اپنے کو اسمین صرف کرے
اگر مارا گیا شہید ہوا اگر انکو قتل کیا سعید ہوا اور بیٹا ہماری تمام عمر [illegible] مین صرف ہوئی ہم جو تمہاری مدد کو آئے ہین
تمھین بھی تو معلوم ہو کہ کوئی ہماری مدد کو آیا تھا اسد بولا اگر حضور کی یہی مرضی ہے تو بہتر آپ ہی سامنا کیجیے پس نقابدار
نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت کوس رزمی نوازش مین آیا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی اُسنے بھی
طبل جنگ بجوایا پھر چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ہے دشت نبرد ہوئے نقابدار نے مرکب
اپنا چمکایا میدان مین آیا مبارز طلب کیا حیات بن لاہوت مشت زن مقابلے کو آیا بعد از گفتگو اُسنے نیزہ مارا نقابدار
نے سنان کو سنان پر لیا دو ایک طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا حیات نے تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا پشت
شمشیر پر روکا اور اپنی ضرب کی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ہمات بن لاہوت مشت زن بھائی اُسکا مقابلے کو
آیا کئی تلوارین نقابدار پر مارین نقابدار نے وار اُسکے رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اُسکے بھی دو ٹکڑے
ہوئے الحاصل اُسی روز اٹھارہ سردار نقابدار نے قتل کیے اور دس آدمیون کو زخمی کیا شام کو دونون لشکر پھر گئے
اسد نے پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر آفتاب پرستون مین بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے اسد نے نقابدار سے کہا کہ آج ماموجان میری باری ہے نقابدار
نے کہا اچھا بھئی جاؤ خدا کے سپرد کیا اسد رہوار کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ارکان مقابل ہوا بعد از
لگاورزنی و نیزہ بازی ضرب تیغ اسد سے زخمی ہوا شلیم و قیلم زنگی مقابلے کو آئے دونون نے زخم کھائے شام
تک [illegible] سردار زخمی ہو گئے دو تین جان سے مارے گئے پھر سپہ اندازی ہوئی نقابدار نے نکلکر بہت سے سردار
مارے اور زخمی کیے قصہ مختصر چند مدت اندازی دیوان مین پہلوانان آفتاب پرستان و زہرہ پرستان زخمی ہوئے اور مارے گئے
اب کوئی ایسا نہین رہا کہ مقابلہ کر سکے اسد کا مالک بن ملکوت شاہ رونے لگا ہر ایک سے کہا کہ مین اگر زخمی
نہ ہوتا تو لڑتا اُنکو بھی ذرا مزہ لڑنے کا معلوم ہوتا زخم کاری نے مجھے ناچار کر دیا ہے یہ باتین تھین کہ خالد عیار
مشتری حصار سے آیا سلام کیا استفسار کیا کہ کہان سے آتا ہے جواب دیا مشتری حصار سے پوچھا کہ لشکر مہر تاجدار
کی کیا خبر ہے خالد بولا کہ کیا عرض کرون قیامت آیا چاہتی ہے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کیسی قیامت یہان تو
شور برپا ہے کہ ایرج نوجوان کی خبر نہین کہ کہان ہے اسد نے تمام سردارون کو مار ڈالا زخمی کیا تو ادراک خبر جسقدر
سُنتا تاہی کو تو سہی کیا ہے اُسنے کہا اسد نے نامہ مہر تاجدار کی طلب مین لکھا تھا وہ گھبرا سے اشتر شناس کے کہنے سے
نہین آسکے مگر عادی کشیدہ رو منارہ گردن بہت سے سردار انور الدہر کے آتے ہین اور جب سے چلے ہین آج
تیسرا دن ہے کہ کچھ نہین کھایا کہتے ہین کہ ہم اپنا پیٹ آفتاب پرستون کے گوشت سے بھرینگے اور قریب آپہونچے ہین بس یہ
جو مالک بن ملکوت شاہ اور آفتاب پرستون نے سُنا بدنون مین رعشہ پڑ گیا پیشاب خطا ہو گیا یقین مرگ ہوا
صلاح ہونے لگی کہ اب کیا کیجیے کیونکر جان بچے قارن قمر نے کہا کہ شہر عنطلی آباد دیکھا ہے سام بن عوج جان
یہان کا مالک ہے وہان چلیے چاہیے سب کو یہ صلاح پسند آئی کہ حقیقت مین وہ مقام امن ہے وہین چلنا بہتر ہے آدھی رات تک
رات کو بھاگ کر عنطلی آباد کو [illegible] کاردن نے خبر اسد بن کرب و لادر کو دی کہ رات کو آفتاب پرست بھاگ کر
عنطلی آباد کو روانہ [illegible] کہا مین اُنھین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ سب قاتل بھائی صاحب کے ہین انکو

دیکھ کر میری آنکھوں میں خون اترتا ہے اسی وقت مع رفقا سوار ہوا نقابدار نے ہر چند کہا کہ ہم بھی چلتے ہیں کیوں اسقدر
جلدی کرتے ہو یہ جا پہنچینگے کہاں جواب دیا کہ ناموسخان آپ تشریف لایئے گا مجھے انکی خدمتگذاری کو جانے دیجئے
کہ عنطلی آباد تک پہونچا تو آؤں یہ کہکر راہی ہوا بعد اسکے نقابدار بھی جلدی سے تیاری کر کے چل کھڑا ہوا اگر لشکر
مالک بن ملکوت شاہ کا کوئی پانچ سات کوس آیا ہوگا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی سبھوں کے دم نکلنے لگے اور اسد
روز خون آکر گرا انکا قتل کرنے مالک بن ملکوت شاہ پکار رہا تھا ایہا الناس ہے کوئی تم میں سے ایسا کہ اس دیوانے کو
روکے کہ ہم عنطلی آباد تک پہونچ جائیں کسی نے جواب نہ دیا اسد نے دو پہر تک آفتاب پرستوں کو قتل کیا بعد
اسکے آکر صحرا میں گھوڑوں کو دانہ گھاس دیا آپ بھی کچھ کھایا سب رفقا کو بھی کھلایا دو پہر رات گئے پھر مسلح و مکمل
ہوکر لشکر ایرج پر چلا یہ آفتاب پرست بھاگا کھاتے چلے آتے ہیں لاشیں تک اپنے کشتوں کی نہیں اٹھائی ہیں بڑی
رات گئے کوہستان میں آکر اترے ہیں کچھ کھا پکا کر جا بیٹھے ہیں کہ دم لیں جو پھر بوق کی آواز بلند ہوئی غل ہوا کہ دیوانہ
آیا مالک بن ملکوت شاہ کی جان پر بنگئی اسد جو آکر گرا انکا قتل کرنے مثل شیر کے چلا آتا ہے کہ منہ پر اسکے کوئی
نہیں چڑھتا لاش پر لاش گرا دی تا صبح ہونے نکل گیا القصہ آذر کو دے تا شہر عنطلی آباد تین لاکھ آفتاب پرست
قتل کیے اور ہزار ہزار سر کا ایک ایک مینار بنوایا ادھر مالک بن ملکوت شاہ بھاگا بھاگ داخل شہر عنطلی آباد
ہوا سام بن عوجان استقبال کر کے لیگیا دروازہ شہر کا بند کرا لیا پل تختہ اٹھوا دیا خندق پر آب کرا دی گولنداز
توپوں پر مستعد ہو کر بیٹھے دوسرے دن نقابدار اور اسد سامنے قلعہ [illegible] فوج پہونچے قلعہ کا محاصرہ کر لیا
رسد بند کر دی نقابدار آکر بارگاہ میں بیٹھا اسد نے کہا کہ ناموسخان [illegible] ان میں بیٹھے ہیں اب کیا ہوگا
نقابدار نے کہا ای فرزند میں انکو کب چین لینے دونگا اور حکم دیا کہ [illegible] پر چوب پڑی
آواز نقارے کی گرجی خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے [illegible] بجے رات بھر
ایک غلغلہ طرفین میں رہا صبح کو نقابدار سوار ہو کر سامنے قلعہ کے آیا تمام لشکر [illegible] دلاور
مع اپنے رفقا کے ساتھ تھا ادھر مالک بن ملکوت شاہ فیلبند دروازے پر [illegible] گرد و
اطراف میں جمع ہوئے اسد نے کہا ناموسخان میں جاکر قلعہ کو لیتا ہوں آپ تماشا دیکھیے کہا [illegible]
تجھے پہونچا تو میں روسیاہ ہونگا اسنے صاحبقران کے میں جاکر اس قلعہ کو فتح کیے لیتا ہوں یہ کہہ
[illegible] قلعہ کی طرف چلا جب نزدیک پہونچا ادھر سے گولا لگا تھا نے نقابدار گولوں کو روکتا ہوا [illegible]
ادھر گولندازوں نے ہفت فلیتے داغ کر ہاتھ رکھا دیکھا نقابدار بر لب خندق کھڑا ہوا ہے قلعہ میں [illegible]
مالک بن ملکوت شاہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کیا ای نقابدار عالیمقدار ہم آپ [illegible] ہرگز
گردن کشی نہ کرینگے ایک پندرہ روز کی مہلت میں دیجیے نقابدار نے کہا کہ اسکا اختیار اسد [illegible] کی
کو ہے میں پھرا جاتا ہوں جو اسد سے کہو اسپر عمل کرنا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اگر آپ بھی تشریف لے جائینگے تو وہ
مان جائیگا نقابدار نے کہا اچھا میں سمجھا دونگا یہ کہکر نقابدار پھر آیا اسد نے کہا ناموسخان آپنے قلعہ
لیا ہوا کیوں چھوڑ دیا کہا لڑکے جیسی وہ لوگ عاجزی کرتے تھے مجھکو رحم آگیا وہ کچھ دنوں کی مہلت مانگتے ہیں اسد نے کہا
کہ ناموسخان وہ ایک مکار ہیں اور فضولی ہیں نقابدار نے کہا کہ بیٹا میں نے ابھی زبان نہیں دی تمھارے اوپر
منحصر کیا ہے اور ای فرزند اول تو وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نور الدہر کے قتل سے آگاہ نہیں اور ایرج بھی انکا
کرتا تھا اور صاحبقران کا بھی یہی دستور تھا کہ جسنے عاجزی کی انکو رحم آجاتا تھا یہی باتیں کرتے ہوئے خیمے میں آئے

اور دو مالک بن ملکوت شاہ نے قارن قمر جبین سے کہا دیکھیے دیوانہ مہلت دیتا ہی یا نہین قارن قمر جبین نے کہا کہ مین علم نجوم مین دیکھ چکا ہون کہ پندرہ روز مین ایرج آجائیگا جس طرح اسد مہلت دے لیجیے جو وہ کہے قبول کیجیے مالک نے اختر صبا زفتار کو نقابدار کے پاس بھیجا وہ جب نقابدار کے سامنے پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکر اسد سے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہی اور دو ہفتے کی مہلت طلب کی ہی اسد نے کہا اچھا مین مہلت دیتا ہون لیکن ایک شرط سے کہ بعد پندرہ روز کے طرماسپ بہزاد و لاہوت شاہ ان سب کو باندھکر میرے پاس بھیجدے اختر صبا نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی ہوگا اسد نے کہا نوشتہ مالک بن ملکوت کا مہری مجھے لادے عرض کیا گیا اور لایا عدول حکمی نہ ہوگی غرضکہ اختر صبا گیا دوسرے دن نوشتہ مہر کیا ہوا اسد کو لاکر دیا اسد نے وہ نوشتہ اپنے پاس رکھا اور عیش و عشرت مین مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت نقابدار فتنورہ پوش جو اسے اسیر کرکے لیگیا تھا ایک مقام پر آکے مقیم ہوا خورشید کو خیمے مین اتارا اور آپ کہین چلا گیا خورشید نے دیکھا کہ خیمہ بہت پرتکلف ہی فرش نہایت متکلف کیا ہوا ہی جھاڑ کنول لگے ہوئے مین مسند بچھی ہوئی ہی کنیزین خدمت مین موجود ہین خورشید نہایت پریشان ہوا کہ تجھکو دعوی صاحبقرانی کا تھا ایک نقابدار کے ہاتھون گرفتار ہوگیا پھر اپنے دل مین کہا کہ ای خورشید یہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہی کہ بزور سحر تجھے پکڑ لایا کسواسطے کہ تو دو دو دن ایرج اور نورالدہر سے لڑا کیا انہین سے تجھپر کوئی غالب نہ ہوا یہ بیشک ساحر ہی جو تجھکو اتنا جلد زیر کرلیا ہی یا مین دل سے کرر ہاتھا کہ پردہ اٹھا اور ایک نازنین مہر تمکین باہر آئی شعر پری پندرہ یا کہ سولہ کا سن ✦ جوانی کی راتین مرادون کے دن ✦ عین شباب حسن و خوبی مین لاجواب اشعار

بھوین دست ... جلاد حسن
جبل کا مکان گوشۂ چشم مین
تبسم سے اڑ جائین بجلی کے ہوش
مژہ یا کہ جور و جفا کا خدنگ
بلائے جہان نرگس شوخ و شنگ
وہ غبغب مین اک موج آب زلال
نگہ برق شمشیر الماس رنگ
قیامت کی آمد کے جیون مین ڈہنگ
دکھاتی تھی اک جا پہ بدر و ہلال
جبین مطلع صبح ایجاد حسن
قیامت نہان گوشۂ چشم مین
ہنسے رعد پہ قہقہے کا خروش
بس یہ دیکھتے ہی شعصہ ہو

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق ✦ کہا صبر نے الفراق الفراق ✦ خورشید ہزار جان عاشق و شیدا مائل و مبتلا ہوگیا اور وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھ گئی مگر خورشید چہرے کو اسکے دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ کون ہی نہین معلوم اس نقابدار فتنورہ پوش کا ناموس ہی یا کوئی اور نازنین ہی پھر اپنے دل مین سوچا کہ ای خورشید کوئی اپنا ناموس غیر کے سامنے نہین کردیتا ہی یہ خدا جانے کیا ماجرا ہی کہ اس عرصے مین اس نازنین نے خورشید سے پوچھا کہ تم حیران و پریشان کیون ہو خورشید نے کہا کہ مجھے دعوی صاحبقرانی کا تھا اب ساری صاحبقرانی میری خاک مین ملگئی کہ نقابدار نے مجھے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا اسقدر ذلیل ہوا کہ موت مانگتا ہون اس سے مرجاتا تو اچھا تھا یہ ذلت تو مجھے نہ ہوتی اس نازنین نے کہا ای خورشید تم آزردہ نہ ہو کہ ہم نقابدارون پر حمزۂ صاحبقران کبھی غالب نہ ہوئے ہمیشہ عاجز رہے اور وہ نقابدار مین ہون اور نقابدار میرے ساتھ ہین ایک نقابدار شجرفی پوش کہ اسے نقابدار قہقہہ فیل سوار کہتے ہین کہ جہان اسکی صورت کسی نے دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہوجاتا ہی دوسرا نقابدار سیہ پوش گریان کہ اسکی صورت دیکھکر آدمی روتے روتے مدہوش ہوجاتا ہی تیسرا نقابدار زردپوش مقرہ زن کہ جہان اسنے حریف کو کوڑا مارا حریف غش کھا کر گرا چوتھا نقابدار زریان فیل سوار ہی کہ اثنائے جنگ مین اسکا یہ خاصہ ہی کہ ہر دم قد بڑھتا جاتا ہی حریف کسی طرح اسپر غالب نہین ہوتا مین ان سبکی افسر ہون وہ میرے فرمانبردار ہین نہ تجھپر کوئی غالب آیا نہ ان چارون نقابدارون پر

کسی کو آج تک غلبہ ہوا حمزہ صاحبقران ابھی ہمیشہ ہم پانچون نقابدارون سے عاجز رہے اور میرے وہ قنوٹرے
اور یا عاصب سحر کے بنے ہوئے ہین اور وہ طلسم بند ہین کہ مجھپر کوئی غالب نہین ہوسکتا اور چار دن نقابدارون کا
اسباب درست کیا ہوا ساحر مشمش کا ہی کہ تمام زمانے کے جادوگر جسکو بخدائی مانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین اور ایک
شخص فرعون شاہ مردود درد سیاہ کہ وہ اُسی ساحر مشمش کے بھروسے پر دعوی خدائی کا کرتا ہی اور اُسکا ڈر پر منور ہی
مین اُسی کی بیٹی ہون اور بیٹا ہی فرعون شاہ کا روشن تاجدار ہین اُسکی بہت بہتر ہون بلکہ فرعون خود مجھپر عاشق ہی
اسی سبب سے آج تک شادی میری نہین ہوئی نام میرا ملکہ ناہید طلعت ہی عمرو نے مجھکو مسلمان کیا ہی اور مین نے
اُسکو اپنا بھائی بنایا ہی تجھکو عاشق ہو کر اُٹھا لائی ہون اگر تو دین اسلام قبول کر تو مین تجھے چھوڑ دون اور ایسی شی دون
کہ تو بہت خوش ہو خورشید بولا کہ ای ملکہ مین خود تمپر عاشق ہوا ہون جو کچھ تم کہو بسر و چشم منظور ہی مگر دین اسلام تو
جبتک حمزہ صاحبقران سے زور آزمائی نہ کرلونگا قبول نہ کرونگا ملکہ ناہید بولی کہ خیر اگر ابھی اسلام نہین لاتے ہو
نہ سہی مگر ایرج کے طرفدار ہو کر خداپرستون سے نہ لڑو اور دوسری شرط یہ کہ سوا میرے دوسری عورت نہ کرنا
خورشید نے کہا مجھکو یہ سب شرطین قبول ہین اور مین تو ہمیشہ سے خداپرستون کا عاشق تھا اسد نے میرے ساتھ ایک
ایسا امر نالائق کیا کہ مین اُس سے بیزار ہو گیا ملکہ نے کہا خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوٰۃ اب تم اُس سے عداوت نہ کرو
کہ عمرو کے باعث سے اسد میرا بھائی ہی خورشید نے کہا کہ اب مین کبھی دشمنی نہ کرونگا اور سوا تمھارے کسی عورت کی طرف
نگاہ نہ ڈالونگا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور انگوٹھی اپنی اُنگلی سے اُتار کر خورشید کو دی خورشید نے دیکھا کہ اُس انگوٹھی مین
دو نگ ہین ایک مین آفتاب کی چمک دوسری مین مہتاب کی چمک ہی پوچھا کہ اس انگوٹھی مین وصف کیا ہی
ناہید بولی کہ نام اسکا انگشتر مہر و ماہ ہی وصف اسمین یہ ہی کہ جب کوئی ساحر سحر کرے اس انگوٹھی کو اُسکے سامنے
کرنا سحر اُسکا دور ہو جائیگا مطلق تاثیر نہ کریگا بعد اُسکے ایک تیغہ دیا کہ نام اُسکا تیغہ روئین شگاف ہی کہ اگر روئین
آہنی بدن پر پڑے تو اُسکے دو ٹکڑے ہو جائین اور ایک مرکب دے کر کہا کہ نام اسکا اسپ بادخور ہی یہ کبھی
نہ تھکتا ہی بغیر پرواز کے اُڑتا ہی خورشید یہ تینون چیزین لیکر بہت خوش ہوا تین دن ملکہ ناہید پاس صحبت آرا
رہا اور یہ عہد ہوا کہ بعد استیصال فرعون شاہ ہمارے تمھارے بالمشافہ ملاقات ہوگی القصہ چوتھے روز
خورشید ستارہ پرست ملکہ ناہید سے رخصت ہو کر شہر اخشخہ کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب غضنفر اسد سے رخصت ہو کر قید ایرج سے چھوٹ کر ایک دامنہ کوہ مین اسکے رفقا سے ملاقات ہوئی
اُنھین ساتھ لیکر ملک سجان مین گیا سعد و سعید جزیرہ نشین سے ملاقات ہوئی اُن دونون نے ملازمت اسکی
حاصل کی چند روز اسی جگہ گذرے تھے کہ خبر پہونچی ایرج نے سر نورالدہر کا عالم خواب مین کٹوا ڈالا اور ایرج
کو تجھے اٹھا کے لیگیا اب بالفعل تھا بادار سبز پوش اسعد کا شریک ہی اور اسد نے آفتاب پرستون کو مار کر تین سو
کلمہ گو نار شوا کیے ہین اور سب آفتاب پرست شہر عظلی آباد مین قلعہ بند ہین غضنفر نے سعد و سعید سے کہا کہ
غضب ہوا شاہزادہ نورالدہر مارا گیا غم مین نورالدہر کے باوا جان کی خدا جانے کیا حالت ہوگی مین تو باوا جان
پاس جاؤنگا سعد و سعید نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے چلیے اُسی وقت غضنفر آذر کوہ کو روانہ ہوا
کوچ کر کے برابر لیے سرکے پہونچا کہ دیکھا گرد و غبار کا ثق بلند ہوا اور ایک مرد پیر بہت ضعیف چار ہزار آدمی مسلح و
مکمل اُسکے ساتھ زنانی سواری بیچ مین ایک طرف کو چلا جاتا ہی غضنفر گھوڑے کو اُڑا کر قریب آیا اور اُس مرد ضعیف سے

پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ ناموس کسکا ہے جو تم لیے جاتے ہو اور یہ لوگ زرہ پوش کسکے ہیں اُس اسیر نے ایک جوان
ماہ طلعت بہ صورت کو جو دیکھا کہ آثار سروری و سالاری چہرے پہ ہویدا ہیں جھککر غضنفر کو سلام کیا اور کہا ای شہسوار میں
امیدوار ہوں کہ پہلے آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہوں بعد اُسکے اپنا حال گذارش کروں غضنفر کے ساتھ جو لوگ
تھے اُنھوں نے کہا کہ ای عزیز یہ حمزہ صاحبقران کے نواسے کا بیٹا ہے غضنفر بن اسعد اسکا نام ہے وہ مرد یہ سنتے ہی
قدموں پر غضنفر کے گر پڑا کہا کہ ہزار جانیں میری فدا ہوں آپ پر میرا نام سلیم دختر شمار ہے میں وزیر ہوں عنادل شاہ کا
عنادل شاہ بادشاہ ہے لیسرا کا وہ بھی مرد مسلمان ہے اور میں بھی دین اسلام رکھتا ہوں جسوقت لاہوت شاہ
ایرج پاس چلا ہے اُسنے نام شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لکھا تھا کہ تو جاکر عنادل شاہ کو اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آ
اور اگر وہ نہ آوے اور سرکشی کرے تو اُسے اور لیسرا کو اپنے قبضے میں لا شہاب بن فولاد اژدر گیر جب لیسرا
میں پہونچا عنادل شاہ نے مجھسے کہا کہ ای سلیم میں مرد مسلمان ہوں مجھسے دین لقا پرستی قبول کیا جائیگا میں لڑونگا
جب دیکھونگا میدان لڑائی میں اُسپر غالب نہ ہوا تو قلعہ بند ہو کر لڑونگا اور اگر قلعہ بھی اُسنے لے لیا تو اپنی جان دونگا تو
ناموس میرا لیکر قلعہ مینار حصار میں چلا جا اسلیے کہ اگر مارا جاؤں تو ناموس میرا برباد نہ ہو میں نے عنادل شاہ سے
کہا کہ آپ ایک عرضی حمزہ صاحبقران کو لکھیے اُسنے کہا کہ وہ ظلمات کو لقا کے تعاقب میں گئے ہوے ہیں یہاں لندھور
کو چھوڑ گئے ہیں وہ ایرج کے عشق میں دیوانہ ہے نور الدہر کو ظلمات سے آیا تھا اُسے ایرج نے قتل کروا ڈالا میں
کسے عرضی لکھوں خیر اگر زندگی ہے لڑونگا نہیں مارا جاؤنگا تو ناموس کو لیجا ای میرے دیر شاہ یہ ناموس عنادل شاہ کا ہے میں
قلعہ مینار حصار کو لیے جاتا ہوں غضنفر نے یہ حال سنکر سعد و سعید سے کہا کہ مدد کرنا عنادل شاہ کی ایسے وقت
میں ضروری ہے سعد و سعید نے عرض کیا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں غضنفر نے سلیم سے خطاب کیا کہ تم میرے ساتھ چلو
ناموس کو یہیں چھوڑ دو وہ بولا کہ بہت خوب میں ہمراہ رکاب ہوں بس غضنفر دوڑا ہوا لیسرا کو روانہ ہوا اُسوقت
پہونچا کہ عنادل شاہ شہاب بن فولاد اژدر گیر سے لڑکر زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا ہے اور شہاب بن فولاد یورش کر کے
گولوں کو رد کرتا ہوا لب خندق آپہونچا ہے عنادل شاہ دعائیں مانگ رہا ہے کہ ای دادرس واہی فریادرس اس وقت
بیکسی میں سوا تیرے کون حامی ہے بھیج کسی ایسے زبردست بندے کو اپنے کہ اس ظالم کو قتل کرے اور مجھے اسکی شر سے
بچاے ہنوز دعا ختم ہوئی تھی کہ دامنہ کہسار سے گرد اُڑی اور غضنفر بن اسعد پہونچا شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لب خندق
دیکھکر نعرہ کیا او نالائق آیا ہے قلعہ پر کہاں جاتا ہے شہاب نے جو نعرے کی آواز سنی قلعہ کی طرف سے پھرا پکارا کہ او
اجل رسیدہ کہاں تو آیا کہ جب میں لب خندق پہونچ چکا تھا تو نے میری آوے بازی کی خیر پہلے تجھی کو قتل کر لوں تو پھر
قلعہ والوں کا کام تمام کر دوں اُدھر سے غضنفر مانند شیر خشمناک کے آیا اِدھر سے شہاب نے گرز کو بڑھایا باہم مقابلہ ہوا
بعد ازیں گرز و گرز نے ایک کی دوسرے پر نظر پڑی غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد جوان خوبصورت ہے اٹھارہ میں یا بیس
برس کا سن ہے نقشہ درست ہاتھ پاؤں سڈول دل میں اپنے کہا کہ اگر یہ دین اسلام قبول کرے تو قابل اسکے ہے کہ رفاقت
میں رکھیے اُدھر شہاب بن فولاد نے غضنفر کو دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا ہے چودہ برس کا سن تاج کج سر پر رکھے ہوے
بھولی بھولی صورت بال ایرج سے باریک ہوے ہیں گریبان مانند [illegible] ابھی سبزہ آغاز ہے اُسکی ہوئی جرأت
و شجاعت پر [illegible] ہوئی بس دیکھتے ہی ایک محبت پیدا ہوئی غضنفر سے کہا کہ ای شہسوار آپ کون ہیں کہا کہ میں
بیٹا ہوں اسعد کا نام میرا غضنفر ہے شہاب بن فولاد اژدر گیر نے کہا کہ آپ دین لقا کا اختیار کیجیے تو باہم
صلح ہو جاے غضنفر بولا ای شہاب بن فولاد لقا قابل خدائی نہیں ہے اور بدستور لڑائی شروع کی بعد اسکے چند رکھے

وحدانیت الٰہی میں بیان کیے کہ زنگ کفر دل آئینہ تمثال سے شہاب بن فولاد کے دور ہو گیا شہاب پکارا ای
معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہے اور اُتر کر گھوڑے سے غضنفر کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لعنت کی میں نے لقا پر اور دین
آپ کا میں نے بدل و جان قبول کیا بس یہ تماشا جو عنادل شاہ نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور باہر آیا ملازمت
شاہزادے کی حاصل کی شہاب بن فولاد سے بغلگیر ہوا غضنفر قلعہ میں داخل ہوا عنادل شاہ نے سامان دعوت
مہیا کیا شہاب بن فولاد نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا عنادل شاہ نے اپنے ناموس کو بلوالیا ایک روز غضنفر شکار کو
نکلا شہاب بن فولاد بھی ہمراہ تھا پہلے تو پرندون کا شکار کیا پھر چرندون کی جانب مخاطب ہوا ایک ہرن کے پیچھے
گھوڑا ڈالا چلا اُسکے تعاقب میں وہ ہرن جاتے جاتے ایک دشت پُر فضا میں پہونچا اور درختون کی آڑ میں ہو کر غائب ہو گیا
غضنفر ہرن کو تلاش کرتا ہوا چلا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد چلی آتی ہے خوشبو سے پھولون کی دماغ
معطر ہوا جاتا ہے غضنفر ہرن کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے کہ آواز طبلے سارنگی کی کان میں آئی زردتا سارنگی کا کھینچ رہی ہے بائین کی
فلک آسمان کو پہونچ رہی ہے مجیرے کی جھنکار آ رہی ہے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر فرش نور کا ہے نازنینان
مہ جبین حسینان مہر تمکین وہان موجود ہین ناچ ہو رہا ہے غضنفر نے اپنے دل میں کہا کہ نہین معلوم یہ کون ہین چاہتا تھا کہ
اُدھر سے پھر کر اور طرف کو جاے کہ آواز پیدا ہوئی آئیے ہرن آپ کا یہان موجود ہے غضنفر اُس صحبت مین جو آیا دیکھا کہ
ایک نازنین نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہے مگر ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا ہے سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے بس پھر وہان سے
کہ اسکے پاس نہ جانا چاہیے وہ پکاری کہ اے عزیز مین تجھکو ہرن بنکر لگا لائی ہون میرا دل تجھپر آگیا ہے تو جاتا کہان ہے
غضنفر بولا او مردار ہمارے یہان جادوگر سے ہمصحبت نہین ہوتے یہ کہکر چلا تھا کہ وہ نازنین قریب آئی بولی اے عزیز
مین ساحران غنطلی آباد مین سے ہون حمزہ نے تمام ساحران غنطلی آباد کو مارا مین بھاگ کر یہان آ رہی ہون جو
خدا پرست ادھر سے گذرا مین نے اُسے قتل کیا نام میرا مہر جانہ جادو ہے لیکن ازبسکہ تجھپر دل میرا آگیا ہے اس سبب
سے تجھکو کچھ نہ کہا اب تو آ اب میرے گلے میں ہاتھ ڈالدے یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر غضنفر کی طرف دوڑی جب قریب
آئی غضنفر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا پہ لگا نہ وہ مین تن آہنی بدن تھی تلوار اسپر سے اُچٹگئی بس اسنے سحر کر کے
غضنفر کو پکڑ لیا اور اسیر سحر کر کے سامنے بٹھایا منت سماجت کرنے لگی کہ مجھے قبول کر مطلب دلی میرا بر لا مین تجھے بادشاہ
ہفت اقلیم کر دونگی غضنفر نے کہا کہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین اسنے کہا کہ مین تجھے مار ڈالونگی غضنفر بولا تیرا جو جی چاہے
وہ کر مین تیرے اختیار مین ہون اُسنے کہا خیر ابھی تو نہین تجھے قتل کرتی ہون شاید دو ایک دن مین تو سمجھ جاے یہ کہکر غضنفر
کو اُسی چبوترے پر بٹھایا اور کچھ رائی سرسون کے دانے پڑھ کر گرد اُس چبوترے کے مارے کہ ایک سد سحر قائم ہو گئی
کہ جو کوئی اُسکے قریب آے وہ بھی گرفتار سحر ہو جاے اور ظاہرا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بس وہ ساحرہ انتظام کر کے
وہان سے چلی آئی مگر غضنفر نے اب اپنے ہاتھ پاؤن مین حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ پائی اُسی چبوترے پر بیٹھا رہگیا
قضاے کار شہاب بن فولاد غضنفر کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا غضنفر کو بیٹھے ہوئے دیکھا دوڑا کہ آقا مین
آپکو چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپ یہان کہان بیٹھے ہین غضنفر نے ہر چند اشارے سے منع کیا کہ
یہان نہ آ گرفتار ہو جائیگا وہ مطلق نہ سمجھا بس اُس حد کے اندر جو پہونچا اُلٹا لٹک گیا غضنفر پکارا کہ بدبخت مین
تجھے منع کرتا رہا تو نہ سمجھا چلا آیا آخر گرفتار ہوا ارے مجھکو ایک جادوگرنی نے اسیر کیا ہے تو بھی میرے ساتھ
مبتلاے بلا ہوا خیر ناچاری ہے یہی باتین تھین کہ وہی جادوگرنی آئی شہاب بن فولاد کو دیکھا کہ جوان وضعدار
ہے کہا کہ تو اسکی پاس کیون آیا اُسنے کہا کہ مین اسکا غلام ہون تیرے سحر مین قید ہو گیا کہا کہ مین تجھے چھوڑ دونگی

تو رنج نہ کرنا اور یہ کہکر شہاب کو اپنے پاس بُلا کر بٹھایا اسباب عیش و عشرت مہیا کیا جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر اُسے دیا بات کرنے میں بوے بد جو اُسکے مُنھ سے نکلی شہاب بن فولاد کا دماغ پریشان ہو گیا کہا اولکا تہ مُنھ تیرا کاہے کو ہی کہ سنڈاس ہی اور ہٹ کر پیچھے بیٹھا وہ دوڑ کر لپٹی اسنے اُلٹا طمانچہ مارا کہ وہ دور جا کر گری اور کھسیانی ہو کر اُٹھی شہاب کو پکڑ کر غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا کہ موؤن تم سب ایک ہی بڈھے ہوئے ہو دیکھو تو تمھارا کیا حال کرتی ہون اور بھی تمھارے ساتھی آئین تو ایک مرتبہ سب کو قتل کرونگی یہ کہکر چلی گئی اتفاق کار جانسوز بن قران جو صحرا نوردی کرتا ہوا اُس دشت پر خطر مین گذرا غضنفر بن اسد کو دیکھا کہ ایک چبوترے پر بلور کے بیٹھا ہی اور ایک شخص اور اُسکے پاس ہی باقی نہ کوئی ملازم نہ خدمتگار نہ مرکب نہ جلودار حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی چلا کہ حال دریافت کرے جب قریب آیا غضنفر نے پہچانا کہ یہ جانسوز بن قران ہی پکار کر کہا ای جانسوز میرے پاس نہ آنا چبوترے پر نہ چڑھنا ورنہ گرفتار سحر ہو جائیگا مجھکو ایک جادوگرنی نے یہان قید کیا ہی اور گرد میرے ایک حصار باندھا ہی کہ جو میرے پاس آوے وہ بھی گرفتار سحر ہو جاوے دیکھ کہ یہ فولاد اژدر گیر کا بیٹا میرے پاس آیا تھا گرفتار ہو گیا جانسوز کا اور پوچھا ای شہریار وہ جادوگرنی کہان ہی مین اُسے مارونگا یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو آئی جانسوز پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ نقشا درست چست و چالاک کھڑا ہوا ہی باتین کر رہا ہی عاشق ہو گئی پکاری کہ ارے تو میرے قیدیون سے کیون باتین کر رہا ہی تو ہی کون جانسوز نے گوپھن مین پتھر دے کر مارا کہ اولکا نہ لے اسے مرجانہ جادو کے سینے پر پڑا اگر اُچٹا کیا کچھ اُسکو اثر نہ ہوا مرجانہ نے گیر کہکر ہاتھ زمین پر مارا جانسوز تا کمر زمین مین سما گیا مرجانہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ ارے موے تو نے مجھے مارا تھا مگر خیر جو تو نے کیا اچھا کیا مین تجھپر مائل ہون تو مجھے قبول کر جانسوز کا یہ عالم ہی کہ باتین کرنے مین جو اُس مردار کے مُنھ سے بوے بد آتی ہی دماغ سڑا جاتا ہی نہایت پریشان ہی جانسوز نے کہا اولکا نہ تو بہتر مجھے مار ڈال مین تجھے قبول کرونگا تیرے مُنھ مین تمام زمانے کا گو بھرا ہوا ہی مجھسے تیرے پاس نہین بیٹھا جاتا تیرے پہلو مین بیٹھنے سے مجھ پہلو پر کھانا بہتر ہی مرجانہ نے ہرچند خوشامد کی مگر جواب سخت پایا اُس وقت مرجانہ نے جانسوز کو بھی غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا ارے موؤ ابھی دیکھون تمھارے حامی کتنے آتے ہین تم سب کے کباب کرکے کھاؤنگی یہ کہکر پھر چلی گئی مگر خورشید ستارہ پرست جو لقا بیدار فتنور و لپش سے رخصت ہو کر شہر اختریہ کو چلا تھا اسی راہ سے گذرا لشکر تو پیچھے تھا یہ شکار کھیلتا ہوا آگے آگے چلا آتا تھا نگاہ اسکی غضنفر پر پڑی دیکھا کہ ایک لڑکا ٹھیک صورت اسد کی ہی پس قریب آیا اور پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی صورت اسد بن کرب غازی کی تجھ مین بہت ملتی ہی غضنفر نے خورشید کو دیکھا کہ نہایت حسین و خوبصورت ہی آثار سروری و سالاری چہرے پر ظاہر ہین پکارا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین صاحبقران لشکر ستارہ پرستان ہون نام میرا خورشید ہی وہ بولا کہ مین بیٹا ہون اسد بن کرب دلاور کا نام میرا غضنفر بن اسد ہی مرجانہ جادو کی قید مین یہان گرفتار ہون یہ دونون رفیق بھی میرے ساتھ قید ہو گئے ہین خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ ای غضنفر مجھے اور تیرے باپ سے بھائی چارہ تھا ایسی محبت میرے اُسکے تھی کہ ایک جان و دو قالب مشہور تھے لیکن اُسنے میرے ساتھ ایسی حرکت نالائق کی کہ مجھے اور اُس سے عداوت قلبی ہو گئی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مجھے تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی جو تو میری بیعت قبول کرے تو ساحرہ کی قید سے تجھے بچا دون غضنفر نے کہا ای خورشید اس ساحرہ کا مارنا بہت مشکل ہی کوئی اسپر غالب نہ ہوگا کسواسطے کہ رویین تن آہنی بدن ہی خورشید نے کہا کہ اس ایسے ہزار جادوگر ہون تو مین مار ڈالون اسکی حقیقت کیا ہی غضنفر بولا جب مین قید سے چھوٹونگا تو بیعت کرونگا ابھی تو مجھے یقین نہین کہ وہ جادوگرنی کسی کے ہاتھ سے قتل ہوگی خورشید نے کہا اچھا پہلے مین اُسے مار لون پھر تجھسے

کھناکر دن بنا دہ کہان ہی غضنفر بولا کہین گئی ہوئی ہوگی آتی ہوگی یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو ایک طرف سے نمودار ہوئی
غضنفر پکارا کہ وہ آتی ہی مرجانہ جادو خورشید نے ایک بلاے بد کو آتے دیکھا کہ کوئی سوا ریچ کا اُسکا قد ہی رنگ
سیاہ دونون چھاتیان مانند دو بیگنون کے لٹکی ہوئین آنکھین لال لال سر کے بال کھلے ہوئے بت کُہنی سے شانے تک
بندھے ہوئے جھولی کھار وے کی لگی ہوئی ہاتھ مین ناریل سب اسباب سحر درست اجی مین کہتا ہی ای خورشید حقیقت
مین اسکا مارا جانا بہت مشکل ہی مگر تجھکو جو ملکہ ناہید نے انگوٹھی اور تیغہ اور مرکب دیا ہی اُسکی آزمائش ضرور چاہیے اور
مرجانہ جادو گر تو دھیان تھا کہ اب کوئی اور آیا ہوگا یہ جو آئی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ نہایت خوبصورت ابھی پندرہ
یا سولہ برس کا سن عین شباب و جوانی بس دیکھتے ہی عاشق ہوگئی پکار کر کہا ای عزیز تو ان قیدیون سے بات نہ کر میرے
پاس آکہ مین تیری مہمانداری کرونگی مجھکو تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی خورشید پکارا او مردار تو اپنی شکل تو دیکھ کسی دیو بچے
پر عاشق ہو جس سے خوب تیری مطلب براری ہو مین تیرے قابل نہین ہون اور بہتر یہ ہی کہ ان قیدیون کو چھوڑ دے
نہین میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مرجانہ جادو بولی ای عزیز یہ شکل تو مین نے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی اصلی صورت جو تو
میری دیکھیگا تو کسی عورت کے دیکھنے کی آرزو نہ کریگا اور تیری جان کی قسم مجھے بھی اٹھارہوان سال ہی زیادہ سن میرا
نہین ہی اور تیری خاطر سے مین انھین چھوڑ بھی دونگی تو میرے پاس تو آکر بیٹھ مجھے خوش تو کر پھر جو تو کہیگا وہی کرونگی خورشید
پکارا او لکاتہ تیری قضا آئی ہی تجھکو بے مارے نہ چھوڑونگا مرجانہ بولی کہ زیادہ ناز نہ کرو نہین تو انھین کی طرح سے تمھین بھی
قید کرونگی خورشید تلوار کھینچکر جھپٹا کہ او لکاتہ کھڑی تو رہ آیا مین مرجانہ نے کہا کیا کرونگی تلوار تیری اور ناریل جو ہاتھ مین
تھا سحر کرکے خورشید پر مارا خورشید نے انگوٹھی کا عکس ڈالا ناریل سامنے آکر گر پڑا اُس ساحرہ نے پھر سحر کرکے اپنے بالون
کی رسی بناکر پھینکی وہ افعی بنکر چلی خورشید نے انگوٹھی سامنے کی وہ وہین رہگئی آگے نہ بڑھ سکی دیکھا مرجانہ نے کہ سحر تیرا
اسپر کام نہین کرتا خود ایک شیر کی صورت بنکر دوڑی انگوٹھی کا عکس جو پڑا وہ صورت اُسکی مٹگئی کتے کی طرح زمین پر
ہاتھ پاؤن مارنے لگی خورشید پکارا او مردار دیکھ اپنی ہیئت کو اُسنے دیکھا کہ یہ بھی سحر تیرا رد ہوا گھبرا کر پرواز پیدا کرکے
آسمان پر اُڑ چلی اور پکاری کہ خیر سمجھ لونگی تو جائیگا کہان جیسے ہی اُڑکر چلی خورشید نے مرکب باد خوار کو اشارہ کیا وہ
بھی آسمان پر اُڑکر چلا پہونچا برابر مرجانہ جادو کے خورشید نے تیغہ رد مین شگاف کھینچکر جو مارا دو ٹکڑے ہوئے بس تمام
تیرہ و تار ہوگیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم مرجانہ جادو
بود او روشنی ہوئی دیکھا خورشید نے غضنفر اور وہ دونون شخص جو اُسکے ساتھ اسیر تھے قید سے رہا ہوئے جانثور بن
قران تو غضنفر سے رخصت ہوکر راہی ہوا اب خورشید نے غضنفر سے کہا میری بیعت کرنے مین کیا تامل ہی غضنفر
نے کہا ای خورشید مین تیری بیعت کرنے کو موجود ہون مگر یہ مجھسے نہ ہوگا کہ تم خدا پرستون سے لڑو اور مین کھڑا
تماشا دیکھون خورشید بولا ای غضنفر مجھے خدا پرستون سے عداوت نہین ہی مین تو اُنکی مدد کرونگا نہ اُنسے لڑونگا لیکن
تم بھی یہ شرط کرلو کہ اپنے باپ سے نہ ملنا غضنفر نے کہا کہ مین اُنسے نہ ملونگا بلکہ اُنسے مجھکو تنفر ہی مگر تم بھی ایرج سے
نہ ملاقات کرنا خورشید ستارہ پرست بولا کہ مجھے اُس سے کیا سروکار غضنفر خورشید سے دست بیعت ہوا ہاتھ پر ہاتھ
مارا اور پکارا کہ مین تمھارے دوست کا دوست دشمن کا دشمن ہون القصہ دونون آپس مین بغلگیر ہوئے خورشید ستارہ پرست
اپنے خیمے مین غضنفر کو لایا اور دعوت کی غضنفر بن اسد نے بھی اپنے رفقا کو وہین بلوایا دوسرے روز غضنفر
بن اسد نے خورشید ستارہ پرست کی دعوت کی بعد فراغ دعوت دونون شریک ہوکر لشکر ایرج
پر بعزم نبرد روانہ ہوئے انکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ایرج کو بارگاہ لقا بدبار سپہر پوش سے پنجہ اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو ایرج کی کھلی اپنے کو ایک مکان نفیس مین پایا
ایک دیو سامنے استادہ نظر آیا ایرج نے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی وہ بولا کہ ہان ایرج نے کہا کہ تو نے بڑا احسان کیا جان میری
بچائی ورنہ اسد دیوانہ مجھے مار ڈالتا اب اپنا حال کہ کیون مجھے لایا ہی کیا مطلب ہی بیان کر وہ دیو رونے لگا کہ ہاے مین گشتہ
قسمت اپنا حال کیا کہون درد عشق سے مرتا ہون ایرج کے دل پر نام عشق آتے ہی ایک چوٹ لگی اور ملکہ گیتی افروز کو
یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر لایا دیو اپنا رونا بھول گیا حیران ہوکر پوچھا آپ کیون آبدیدہ ہوئے کہا کہ مین بھی عاشق ہون تیرے
مُنھ سے نام عشق سنکر دل میرا بیچین ہوگیا اپنی معشوقہ کو یاد کرکے رونے لگا کہ کوئی صورت اُسکے وصل کی ممکن نہین ہوتی
وہ دیو یہ سنکر اور زیادہ مضطر ہوا بولا کہ جب تو اپنی معشوقہ کو نہین ملے سکتا تو میری محبوبہ کو کیونکر مجھسے ملائیگا مین ناحق تجھے
لایا مثل مشہور ہی کہ پیر آپ ہی درماندہ ہی شفاعت کسکی کریگا ایرج نوجوان نے کہا تو اپنا حال تو بیان کر مین تیری
معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا وہ بولا ای شہریار سنیے حال میرا پردۂ سوم قاف مین ایک دیو ہی ملک الصبار اُسکا
نام ہی وہ وہان کا بادشاہ ہی اور میرا نام دیو سنجاب ہی مین اُسکا سپہ سالار ہون بیٹی ہی دیو الصبار کی کہ نام اُسکا
مہر آرا ہی مین اُسپر عاشق ہون دیو الصبار کو مین نے پیغام اُسکی خواستگاری کا دیا تھا اُسنے کہا کہ تو اگر آئینہ سکندری
میرے واسطے لا تو تیرے ساتھ شادی اپنی دختر کی کردون مین نے پوچھا کہ آئینہ سکندری کہان ہی اُسنے بیان کیا
کہ یہان سے کئی منزل پر ایک صحرا ہی وہان ایک طاق بلند بنا ہوا ہی اُسمین وہ آئینہ رکھا ہی اور ایک دیو ہی کہ دیو افرغم
اُسکا نام ہی وہ آئینہ اُسکے قبضے مین ہی مین وہان گیا دیو افرغم سے لڑا اُس سے مغلوب ہوا منت سماجت کرکے اُسکے
ہاتھ سے رہا ہوا چلتے وقت اُسنے کہدیا تھا کہ اب بار دگر جو آئیگا تو زندہ نہ چھوڑونگا پھر میری جرأت نہ پڑی کہ
اُدھر جاتا وزیر ہی ملک الصبار کا سلیم اختر شمار اُس سے مین نے کہا کہ علم نجوم مین تو دیکھ کہ کوئی بھی اس زمانے مین
دیو افرغم پر غالب آسکتا ہی اُسنے علم نجوم مین دیکھکر بتایا کہ پردۂ دنیا مین ایک آدمزاد ہی کہ نام اُسکا ایرج نوجوان
صاحبقران آفتاب پرستان ہی وہ آسکے تو دیو افرغم زیر ہو مین نے کہا کہ ای سلیم اختر شمار مین اُسے کیونکر پہچانون
اُسنے اپنے علم کے زور سے تصویر کھینچکر مجھکو دی کہ وہ اس صورت کا آدمی ہی مین آپ کو ڈھونڈھکے یہان اُٹھا لایا
آپ اپنے ہی حال مین گرفتار ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھکو میرے حال سے کیا مطلب ہا تو مجھے جہان دیو افرغم ہی
وہان لے چل اُسنے کہا کہ دیو افرغم مجھے مار ڈالیگا ایرج بولا تجھے دور سے بتا کر ہٹ آنا سامنے اُسکے نہ جانا کہا بہت خوب
اور اُسی وقت ایرج نوجوان کو اپنی گردن پر سوار کرکے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک بیابان پرفضا مین پہونچا
دور سے وہ طاق بتایا دیو افرغم کا نشان بتا دیا اور کہا کہ مین اب آگے نہین جا سکتا ایرج نوجوان دیو کے کاندھے سے
اُترکر آگے روانہ ہوا سیر بیابان پرفضا کی کرتا ہوا چلا جاتا تھا پہر بھر مین قریب اُس طاق کے پہونچا دیکھا کہ وہ طاق جواہر نگار
ہی اور کوئی ہزار گز اونچا ہی اور ایک آئینہ گز بھر سے گز بھر تک مدور اُسمین نصب ہی مثل آفتاب کے چمک رہا ہی ایک دیو
دراز قامت ہزار گز سے قد اُسکا کم نہ ہوگا دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی اژدہے کے کباب بنائے
ہوئے ہین نشے مین سرشار نگاہ دیو کی ایرج نوجوان پر جو پڑی دیکھا کہ ایک آدمزاد نہایت فربہ سامنے سے چلا آتا ہی
خوش ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمہ چرب بھیجا ہی پکارا کہ ای آدمزاد آ میرے حلق مین کود پڑ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ
لگاؤنگا پلپلا کر کھا جاؤنگا ایرج پکارا آیا مین حلق اپنا کھول دے آنکھین تو بند کرلین اور منھ اپنا کھولدیا ایرج نے
قریب جاکر ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالدیا اور ایک ہاتھ مین تھوڑی خاک لیکر اُسکے منھ مین ڈالدی دیو نہایت برہم ہوا کہ تو

تو مزاد دل لگی باز ہی کہ موت قریب ہی لیکن شرارت سے نہین باز آتا کہا اور حرامخوار مین تجھکو زیر کرنے اور آئینہ لینے آیا ہون مین بغیر
سخت ہون تو مجھے کہانہ سکیگا دیوافرغہ نے دیکھا کہ واقعی یا تھ آدمزاد کا نہایت زبردست ہی ایرج سے لپٹا آمادہ کشتی ہوا دونون
پیچ ہونے لگے کسواسطے کہ یہ دیو پردہ قاف مین کشتی گیر مشہور ہی کوئی دیو اس سے کشتی لڑ نہین سکتا ایرج سے دن بھر کشتی رہی
شام کو دیو نے کہا کہ او آدمزاد تو بڑا زبردست ہی کہ مجھ ایسے دیو سے دن بھر لڑا اب شام ہوئی کچھ کھالے تو پھر لڑنا ایرج نے
کہا کہ مین بغیر تیری مشکین باندھے کچھ نہ کھاؤنگا نہ سوؤنگا دیو نہایت غصے مین آیا اور پھر لڑنے لگا رات بھر کشتی رہی صبح ہوئی
دیو سنجاب دور سے دیکھ رہا ہی کہ اُسی طرح کشتی ہو رہی ہی سارا دن گذرا شام ہوگئی دیوافرغہ نے کہا او آدمزاد دو دن
گذرے ہین مین بھوکھ سے ہلاک ہون ایرج نوجوان نے کہا مین بھی تو بھوکھا ہون نہ اگہون دم نکلا جاتا ہی آئینہ مجھے دیدے
مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا آئینہ تو ہرگز نہ دونگا اور پھر ایرج سے لڑنے لگا اب تیسرے دن دیوافرغہ کی یہ کیفیت ہی کہ دم
دم مین نہین ہر اپنے کو بچا بچا کر لڑتا ہی اور کہتا جاتا ہی ای آدمزاد تو عجب بلا ہے ہی کہ نہ تجھکو بھوکھ لگتی ہی نہ پیاس اب بھی مجھکو چھوڑ دے
کہ مین کچھ کھا پی لون کہ میرا برا حال ہی ایرج نے کہا تجھے بے پچھاڑے ہوئے کبھی نہ چھوڑونگا دیو نے غصے مین آکر کہا اچھا مین
تجھی کو کھائے لیتا ہون یہ کہکر منھ کھول کر چاہا کہ ایرج کو منھ مین لے یا کاٹ کھائے ایرج نے خنجر مارا کہ دیو کو چکر آگیا
ایرج نے اُسے اُٹھا کر دے مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نہین تو مار ڈالونگا دیوافرغہ
از سر صدق آفتاب پرست ہوا اور وہ آئینہ طاق سے اُتار کر ایرج کو نذر دی دیکھا ایرج نے کہ مانند آفتاب کے آئینہ
روشن ہی اسماے الٰہی اُسپر کندہ ہین چوکھٹا اُسکا الماس کا ہی ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا دیو سنجاب کو آواز دی
کہ آکر وہ دوڑکر ایرج کے قدمون پر گرا بالصدق ہوا ایرج نے افرغہ سے بغلگیر کرایا افرغہ نے کہا ای سنجاب تو ہی
اس بہادر کو لیکر آیا تھا کہا کہ ہان میری تو جان پر بنی ہوئی تھی عشق مین دختر ملک الصبار کے بیقرار جان سے بیزار تھا
غرض اُس روز دیوافرغہ نے ایرج نوجوان کی دعوت کی دوسرے دن ایرج آئینہ سکندری کو لیکر دیو سنجاب
کی گردن پر سوار ہوکر دیوافرغہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پردہ سوم قاف مین ملک الصبار کو خبر ہوئی کہ دیو سنجاب
ایک آدمزاد کی مدد سے آئینہ سکندری لایا اور دیو آئینہ دار بھی ہمراہ ہی ملک الصبار یہ سُنکر نہایت مسرور ہوا
کہا کہ لاؤ دیو سنجاب کو لوگون نے دیو سنجاب سے کہا کہ بادشاہ بُلاتا ہی دیو سنجاب سامنے آیا سلام کیا وہ آئینہ نذر دیا
ہاتھ باندھکر کہا کہ ای شہریار میری قدرت نہ تھی کہ آئینہ لا سکتا مگر ایک آدمزاد کہ وہ صاحبقران ہی اُسنے میرے حال پہ
رحم کیا کر دیو افرغہ کو زیر کیا جب یہ آئینہ اُس سے لیا ملک الصبار نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہی عرض کیا کہ آپ چلیے
استقبال کرکے لایے اُسی وقت دیو الصبار مع اہل دربار سوار ہوکر خدمت مین ایرج نوجوان کی آیا قدم چومے
سلام کیا بہ توقیر تمام ساتھ لایا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا ایرج نوجوان نے کہا ای ملک الصبار اب تم اپنی بیٹی
کی شادی دیو سنجاب کے ساتھ کردو اُسنے کہا بہت خوب مجھے انکار نہین ہی اور سامان شادی مین مصروف ہوا
ایرج نوجوان نے پوچھا کہ دین تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ ابلیس پرست ایرج نوجوان نے مذمت ابلیس بہت کی دین
آفتاب پرستی کی مدح کی ملک الصبار از روے صدق وصفا آفتاب پرست ہوا اور تمام فوج اور رعایا کو بھی
آفتاب پرست کیا اور شادی ملکہ مہر آرا کی دیو سنجاب کے ساتھ بہت دھوم سے کردی بعد اُسکے ایرج نوجوان
نے ملک الصبار سے پوچھا کہ یہ آئینہ جو تُم اس کد و کوشش سے منگوایا سوا آرسی مصحف دیکھنے کے اور کسی کام
کا بھی ہی اُسنے کہا ای شہریار حضور اسکی صفت سے آگاہ نہین ہوسکے یہ عجیب و غریب شی ہی آرسی مصحف کا تو فقط حیلہ ہی
تھا اوصاف اسکے سُنیے یہ آئینہ ایسا ہی کہ جس مقام کا یا جس شخص کا حال دریافت کرنا منظور ہو اسمین دیکھ لیجیے جہان کی کیفیت

چاہیے دریافت کر لیجیے جو شی غائب ہی بخوبی تمام نظر آئے جبوقت سکندر نے جام جمشید کو جہان نما دیکھا یعنی تمام عالم کا حال
اُسمین معلوم ہوتا ہی حکیم ارسطو سے کہا کہ مقابل مین اس جام جہان نما کے کوئی شی ایسی بنا کہ تا قیامت میرا بھی نام رہے
ارسطو نے یہ آئینۂ اسکندری بنایا ایرج نوجوان نے جو یہ صفتین سُنین نہایت اشتیاق ہوا کہا کہ لاؤ آئینہ مین دیکھون
ملک الصبار نے آئینہ منگوایا سامنے رکھا عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہلے یہ کام کیجیے کہ کچھ خوشبو اس آئینہ کے سامنے
جلا لیجیے اور کہیے کہ ای آئینۂ سکندری تجھے قسم ہی سکندر ذوالقرنین کی کہ مجھے حال فلان شہریار یا فلان شخص کا معلوم ہو جا
ایرج نے جو کچھ ملک الصبار نے کہا تھا وہی کیا کہ کہا مجھے حال حمزۂ صاحبقران اور فرزندان حمزۂ صاحبقران کا
معلوم ہو جاے کہ شہر زبرجد نگار مین کیونکر ہین بس بمجرد اس کہنے کے اب جو آئینہ مین دیکھا تو لشکر امیر کشور کا سامنے
شہر زبرجد نگار کے نظر آیا اور فرزندان ذیوقار و سرداران نامدار بارگاہ زبرجد شاہ مین بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے
لقا اور بختیارک بھی وہین موجود تھے اور صاحبقران کو دیکھا کہ کرب غازی مقبل وفادار عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہین
ایک صحراے حول خیز و وحشت انگیز مین چلے جاتے ہین ایرج نوجوان حیران و پریشان ہوا کہ یہ کہان جاتے ہین بعد اُسکے
حال داراب کشور کشا کا دیکھا کہ مالک اژدر ہمراہ ہی اور ملک سنجان کو چلا جاتا ہی بعد اُسکے حال خورشید ستارہ پرست
کا دیکھا کہ ایک ساحرہ کو مار کر غضنفر کو چھڑا لایا ہی اور اُس سے بیعت کر رہا ہی یہ دیکھکر کمال رنج ہوا اور ایسا محو ہوا کہ پکار اُٹھا
ای خورشید ستارہ پرست ہمسے ترک محبت اور اس دیوانے سے ملاپ پھر تو دغا پائیگا یہ میل جول اس سے اچھا نہین ہی
ملک الصبار نے کہا ای شہریار آپ کس سے باتین کر رہے ہین یہ ممکن نہین کہ آپ جس شخص کو دیکھین اُس تک آواز بھی
آپ کی پہونچے اس آئینہ مین طلسم ہی ایرج نوجوان خاموش ہو رہا اور پھر حال ملکۂ گیتی افروز کا دیکھا کہ وہ نازنین مہ جبین
مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین گرد ہجوم پریزادان ماہ طلعت اور نازنینان
پری صورت کا ہی بس ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے آنسو گر پڑے رونے لگا پھر بیخود ہو کر پکار اُٹھا کہ آہ تونے یہ
کسکے غم مین اپنی حالت کی پھر ملک الصبار نے سمجھایا کہ ای شہریار مین عرض کرتا ہون کہ آپ کی کیفیت سے طرف ثانی
نہین واقف ہو سکتا آپ عبث روتے ہین ناحق اپنا جی کھوتے ہین کہا کہ ای ملک الصبار کیا اپنا حال بیان کرون مدت
سے جس شخص پر عاشق ہون اُسکو اس وقت روتے دیکھا نہین معلوم اُسپر کیا صدمہ ہی مین اس واسطے روتا تھا تونے
پکار کر غضب کیا مین اپنی معشوقہ کو دیکھ رہا تھا تونے جدا کر دیا اُسنے کہا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ ہوگی پھر ایرج نوجوان
ملکۂ گیتی افروز کا تصور کر کے رونے لگا شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا کہ او ظالم کچھ تیرے ستم کی حد بھی ہی اب تو بر سر رحم آ
مجھکو میری محبوبہ سے ملا بعد تھوڑی دیر کے خیال آیا کہ اب اپنے لشکر کا تو حال دیکھ کہ دیوانے نے کیا سلوک کیا اب جو
آئینہ کو دیکھا مالک بن ملکوت شاہ کو شہر عنطلی آباد مین قلعہ بند پایا طرماسپ اور دیلم شاطر نگی وغیرہ زخمی نظر آئے
گرد قلعہ کے نقابدار ببر پوش اور اسد غازی کو دیکھا کہ محاصرہ کیے ہوئے مع لشکر پڑے ہین بیقرار ہو گیا اور کہا کہ
ای دیو سنجاب جلد مجھے پردۂ دنیا مین جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور ملک الصبار سے کہا کہ یہ آئینہ چند روز
کے واسطے مجھے دیدو میرا ایک دشمن ہی کہ وہ مجھے پریشان کرتا ہی اور نہایت گریزپا ہی کہ مین اُسے نہین پاتا جب یہ آئینہ ہوگا
تو وہ بھاگ کر جہان جائیگا معلوم ہو جائیگا اُسے قتل کر کے بھیجدونگا دیو الصبار نے عرض کیا ای شہریار میری جو آرزو تھی
وہ پوری ہو گئی آپ آئینہ لیجاتے ہین اب اسے کیا کرونگا میرے کس کام کا ہی غرض دیو ملک الصبار سے رخصت ہوا
دیو سنجاب کی گردن پر سوار ہو کے چلا اب حال یہان کا سُنیے کہ جتنے دنون کی مہلت اسد غازی نے مالک بن ملکوت شاہ
کو دی تھی وہ دن تمام ہو گئے اسد غازی نے کہلا بھیجا کہ اب طرماسپ دلاور ہو رہا اور بہزاد مرتد کو باندھ کر میرے

پاس بھیجو ورنہ نہین تو کل سب کو قتل کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہلا بھیجا کہ آج کا دن تمام ہو جانے دیجیے کل جو
چاہیے گا وہ کیجیے گا یہ جواب تو بھیجا مگر جان پر صدمہ ہی قارن قمر بین سے کہا کہ تیرا کلام کبھی سچا نہ نکلا کل ہم سب
مارے جاینگے اور ایرج ابتک نہین آیا اُسنے پھر علم نجوم مین دیکھا اور کہا کہ اگر آج ایرج نہ آے تو مجھکو قتل کیجیے گا کہا اچھا یہ
دیکھتے ہین اب سب انتظار مین ہین آنکھین آسمان کو لگی ہوئی ہین شیر اعظم کو پکار رہے ہین کہ ای آفتاب تابان تیرے
بندے اس تاریکی غم و الم مین کور ہو رہے ہین کہ دیکھیے کیونکر شکل رہائی کی نکلتی ہی اب کوئی پہر دن باقی ہی کہ ناگاہ
ایک لکہ ابر فلک پر نمایان ہوا اور دیکھا کہ اسی طرف چلا آتا ہی اور ہوا تند ہوئی جاتی ہی جب وہ ابر قریب آیا اور
چہرہ ایرج نوجوان کا مانند آفتاب تابان کے چمکا قارن قمر بین پکارا کہ وہ زبدۂ آفتاب پرستان آپہونچا پھر تو سب نے
دیکھا کہ ایرج نوجوان ایک دیو سیاہ کی گردن پر سوار چلا آتا ہی بس نقارۂ شادمانی قلعہ پر بجنے لگا ہر ایک کو ایک عید ہوئی
یہانتک کہ اوپر قلعہ کے آکر اُترا سپہون سے ملاقات کی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا کھلوا دو
اُسی وقت دروازہ شہر کا کھلگیا ایک غلغلۂ شادی قلعہ مین برپا تھا ایرج نے اپنا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے
بیان کیا اور پوچھا کہ مین نے آسمان پر سے دیکھا تھا کہ صحرا مین بہت سے کلہ منار ہین یہ کسکے سرون کے مینار ہین اور کسنے
بنواے ہین مالک بن ملکوت شاہ رویا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان جب سے ہم آذرکوہ سے بھاگے دیوانے نے
اسقدر خون اور شبخون مارے کہ تین لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کیا دو ہی تین سو کلہ منار آذرکوہ سے تا شہر عنطلی آباد
اسد غازی نے اُنکے سرون کے بنواے ہین لشکر کا خاتمہ ہوگیا ایرج نوجوان نے کہا کہ اسکا عوض اس دیوانے
سے لیا ہو تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا دیو سنجاب کو تو پردۂ قاف کی جانب رخصت کیا اور آپ خیمہ شہر سے نکلوا کر داخل
بارگاہ ہوا ادہر ہرکارے لشکر نقابدار و اسد کے جو لگے ہوے تھے اُنھون نے آکر نقابدار اور اسد غازی سے
عرض کیا کہ ایرج آگیا اور بڑی خوشی آفتاب پرستون مین ایرج کے آنے کی ہی یہانتک کہ دروازہ شہر کا کھلگیا ہی
لشکر آفتاب پرستان بیرون شہر نکلا ہی بارگاہ ایرج نوجوان کے لیے استادہ ہو رہی ہی اسد غازی نے کہا
ماموسنجان سُنا آپ نے مین تو پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ مہلت اسی واسطے مانگی ہی کہ اس عرصے مین شاید وہ آفتاب پرست
آجاے اور وہی ہوا مین انکو مکار سمجھے ہوے تھا کبھی فرصت نہ دیتا آپ کے فرمانے سے اور سعی کرنے سے جب یہ
ہو رہا وہ بزار بچہ آگیا اب کوئی کیا کر سکتا ہی وہ زورون پر چڑھا ہوا ہی نہایت زبردست ہی نقابدار بولا ای اسد دلاور
خوب ہوا ایرج آگیا سر میدان اُسکی مشکین باندھ کر تمھین دیدونگا اسد بولا ماموسنجان ذرا بہت مشکل ہی اُسپر غالب ہونا
یہی باتین تھین کہ اور چوڑی ہرکارون کی آئی دعا و ثنا بجالا کر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہی نقابدار نے کہا
کچھ پروا نہین بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی ہمارے یہان بھی بجے نقارۂ رزمی غرض دونون طرف نقارے گڑگڑاے
لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا شب اسی بند و بست مین گذرگئی
صبح کو دونون لشکر میدان جدال و قتال مین آمادۂ پیکار صف آرا ہوئے نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج نوجوان
نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آکر اجازت میدان طلب کی اُسنے کہا کہ سپرد کیا ہی شیر اعظم
کو جاؤ اور بدلہ اپنے لشکر کے قتل کا لو ایرج سلام کر کے مرکب کو جولان دیکر میدان مین آیا سراپا دکھلایا جب خوب
عرق عرق ہوگیا اور گھوڑے کو بھی پسینا آگیا تھم کر نیزہ زمین پر گاڑا اور مبارز طلب کیا نقابدار سبز پوش نے بھی مرکب
اپنا صف سے نکالا ادہر سے ایرج نوجوان نے مرکب دوڑایا اور تنگا ورزن ہوا دونون مرکب برابر سے ہٹگئے مسلک
رانون مین بھیر کر مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نقاب سے کے باہر ریش سفید نقابدار کی

نکلی ہوئی ہے مگر عجب دبدبہ ہے کہ بوڑھا شیر ہے کہا کہ ای نقابدار تو کون ہے نام اپنا ظاہر کر نقابدار بولا ملک الموت قابض ارواح کا فرمان جواب دیا کہ خیر معلوم ہو گیا کہ تو اُس دیوانے کا بھیجا یا ہوا ہے لاحرجہ اپنا نقابدار نے کہا کہ اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین کہ پیشدستی کرین تو اپنا حملہ کر لے اُس وقت ایرج نوجوان نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر نقابدار پر مارا نقابدار سبز پوش نے نیزہ ایرج کا اپنے نیزے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کار مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا سنانین بنا مین بیکار ہو گئین نیزے ہاتھ سے ٹپک ٹپک دیے تلوارون کے قبضون کو تولا سا تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان ہین کہ کوندرہی ہین تین پہر کامل تلوار چلی آل کار یہ ہوا کہ گھوڑے نے نقابدار کے سکندری کھائی کہ تلوار ایرج نوجوان کی سر پر بیٹھی اور تا دو ابرو اُتر رہی تھی کہ نقابدار نے دستانہ مارا کہ تلوار جھنا کر نکل گئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی مگر نقابدار نے زخم کو نہ مانا اور اُسی حالت مین تلوار ایرج نوجوان پر ماری کہ سپر کو کاٹ گئی مگر ایرج بیٹھے پر جا رہا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب مارا گیا مرکب اور ایرج دونون تہ و بالا ہو کر گرے فوج آفتاب پرستون کی دوڑ پڑی کہ شاید ایرج زخمی ہوا مگر ایرج بھی جلدی سے اُٹھا اور مرکب دوسرا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اُدھر سے فوج نقابدار کی بھی آگئی اسد غازی بھی اپنے رفیقون سمیت دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی عین گرمی جنگ مین اسد بن کرب دلاور سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہو گیا تلوارین اسد غازی نے ایرج پر مارین ایرج نے تمام حملے اُسکے رد کیے اور خود جو تلوار ماری سپر کو قلم کر کے سر پر اسد کے پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی اسد غازی نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا لوگ اسد غازی کے جانون پر کھیل کر بیچ مین آگئے اسد کو سامنے سے ہٹا لیگئے شام تک تلوار چلی اب نقابدار مین بھی حالت نہین ہے زخمی لڑ رہا ہے کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے نقابدار رستے مین بیہوش ہو کر مرکب سے گرا لوگ دوڑ پڑے اور اُٹھا کر سکھپال پر ڈالا اور کوچ کر کے چلے گئے اسد بن کرب دلاور نے بھی اپنے لشکر کو ساتھ لیکر صحرا کا راستہ لیا اُدھر ایرج جو پھر کر آیا جو لوگ اسکے لشکر کے زخمی ہوئے تھے جراحون کو بلوا کر اُنکے زخمون مین ٹانکے لگوا کے پٹیان بندھوائین اور کھانا کھا کر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا کہا کہ آج ان سب خداپرستون کو قتل کرونگا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ رات کو تمام خداپرست بھاگ کر چلے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ کچھ پروا نہین بھاگ کر مجھسے کہان جائینگے جلد لشکر تیار ہو کہ دیوانہ جہان جائیگا وہین پہونچکر اسکو قتل کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ دیوانہ فلان مقام پر ہے کہا کہ مین آئینہ سکندری لایا ہون اُسمین تمام جہان کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور یہ کہکر آئینہ صندوق مین سے نکلوایا مشک و عنبر وا گر وغیرہ مجمر مین جلوا کر دھونی دی اور قسم دی کہ آئینے تجھے قسم ہے روح سکندر ذوالقرنین کی اسد غازی کا حال مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ دیوانہ کہان ہے یہ کہکر جو آئینے مین نظر کی دیکھا اسد بن کرب غازی کو کہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہے اپنے زخم کے علاج مین مصروف ہے رفیق اُسکے گرد و اطراف جمع ہین یہ کیفیت اور مخصوص سردارون کو بھی دکھائی اور اُسی وقت سوار ہو کر چلا قضا سے کار ضرغام شیر دل لشکر ایرج مین موجود تھا ایرج نوجوان کو [illegible] اسد غازی کے تعاقب مین چلا ہے بھاگا وہان سے اور قبل از ایرج خدمت اسد دلاور مین پہونچا عرض [illegible] ہوشیار ہو جیسے ایرج قریب آ پہونچا اسد غازی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور برق بھالی کر تیار ہوئے پھر [illegible] گئے دوسری بوقت مین گھوڑون پر کاٹھیان پڑ گئین تیسری بوقت مین سوار ہو بیٹھے ضرغام شیر دل بو [illegible] سے یہ پاجی آتا ہے ضرغام شیر دل نے جتنا اُس طرف کا بیان کیا اسد دوسرے راستے سے

روانہ ہوا اور پشت لشکر پر آکے شبخون گرا تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا توپین بج رہی ہین غل ہو رہا ہی کہ لینا مالک بن ملکوت شاہ
کو اور دہ ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہی اسد غازی ڈھونڈھ رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی آفتاب پرست بھاگے جاتے
پھرتے ہین اور ادھر ایرج نوجوان کچھ سردارون کو لیکر لشکر سے آگے نکل آیا ہی درہ کوہ کو گھیر کر اندر درے کے گھس پڑا
کر لیا دیو اسے کو جانے نہ پاے اور سب لینا لینا کرکے دوڑے اندر درے کے آکر جو دیکھا تو جیرون ناچتا ہی سناٹا ہی ایک
متنفس کا بھی نام و نشان نہین ہی گھوڑون کی لید رکابون کے شکستہ شیشے پرانی رسیان میخین ٹوٹی ہوئی ہانڈیان چھوٹی
ہوئین چولھے بنے ہوے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ دیوانہ میرے آنے کی خبر سنکر ابھی کہین بھاگ گیا ہی مگر جائیگا کہان
مین بغیر اسکو قتل کیے چین نہ لونگا وہ مجھسے کہین چھپ سکتا ہی یہ کہکر آئینہ نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسد میرے
لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہی سر پیٹ لیا کہا ارے یہ دیوانہ بلا کی چیز ہی اور چلا اپنے لشکر کی طرف ادھر شبرنگ عیار نے
اسد غازی کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی بوقت بھاگی کہا ای یاران بدرر دیا اور نکلکر لشکر ایرج سے صحرا کو روانہ ہوا چلتے وقت
بقال مٹھائی کے اٹھا لیے ہین گھوڑون پر سوار کھاتے چلے جاتے ہین نانبائی کی دکان سے شیرمالین کباب باقرخوانیان
لے لی ہین نوش جان کرتے ہوے چلے جاتے ہین اسد بن کرب ولا در کہتا جاتا ہی کہ میان مالک بن ملکوت شاہ
حرامزادہ ہاتھ نہ لگا یہ تو کہین کا کہین پہونچ گیا بعد گھڑی بھر کے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین پہونچا دیکھا کہ لشکر مین واویلا
وامصیبتا کی آواز بلند ہی سیکڑون آفتاب پرست مرے ہوے پڑے ہین خیمے جل رہے ہین دیوانے کا پتا بھی نہین
بہت حیران ہوا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا کہ آپ مجھکو کشتہ کرایےگا اقبال شاہ کے پاس پہونچا دیجیےگا دیکھیے منہ اس
شخص کا کالا ہو رہا ہی تنور مین جاکر چھپا تھا تو زندہ رہا ایرج بولا ای مالک بن ملکوت شاہ مین تو اس دیوانے کو
بغیر قتل کیے نہ بیٹھونگا اسمین جو کچھ ہو اور آئینہ نکالکر دریافت کیا کہ اب اسد غازی کہان ہی دیکھا کہ ایک صحرا سرسبز مین
بیٹھا ہوا وہ چیزین جو یہان سے لوٹ لیگیا ہی کھا رہا ہی بس گھوڑے کو اڑا کر اسی طرف چلا یہان ضرغام شیر دل آنکہ
درخت بلند پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک گرد جو بلند ہوئی اسنے پکار کر کہا ای شہریار ایرج آپہونچا اسد غازی تو
مسلح و مکمل بیٹھا تھا اسی وقت اور راستے سے جا کر روز خوان لشکر ایرج پر مارا لگا قتل کرنے اور لوٹنے مالک بن ملکوت
خیمے سے نکلکر ہلال غور کی جا سے ضرور کی قنات مین لیٹ رہا اسد غازی چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی مگر کہین پتا نہین
لگتا ایک ایک کو پکڑتا ہی مارتا ہی کہتا مالک بن ملکوت شاہ حرامزادہ کہان ہی جہان ہو بتا اسنے کہا کہ نہین معلوم
تلوارون سے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے ایرج نوجوان جو یہان صحرا مین پہونچا اسد غازی کو نہ پایا کہا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ ابھی لوگ یہان بیٹھے تھے کیونکہ دونے پتون کے مٹھائی کا چورا روٹیون کے ٹکڑے حلوائی کے تھال ہر طرف پڑے
ہوے ہین زانو پر ہاتھ مار الٹیٹ دست کو کاٹا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا آئینے مین جو دیکھا تو پھر اپنے لشکر مین پایا چلا وہان سے
یہان جو آیا اسد غازی جا چکا تھا لشکر کو تباہ کر چکا تھا کوئی پکارا کہ ہمکو دیوانے نے لوٹ لیا کوئی پکارا کہ ہمارے
کتنے بھر کو قتل کیا ایرج نے سر اپنا دھنا کہ ہاے کیا کرون اس دیوانے نے مجھکو دیوانہ کردیا مین تو آئینہ سکندری
سے اسکا حال دریافت کرتا ہون معلوم نہین وہ میرے آنے سے کیونکر آگاہ ہو جاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار
عیار اسکے چہار طرف لگے رہتے ہین اسکو خبر پہونچا دیتے ہین ایرج نے پھر آئینے مین نظر کی دیکھا کہ اسد غازی
بہ چشم کوہ پر بیٹھا ہوا ہی ایرج اسی طرف کو روانہ ہوا خبردار جو اسد غازی کے لگے ہوے تھے انھون نے اسد کو
خبر دی کہ ایرج آتا ہی اسد نے ضرغام شیر دل سے پوچھا کہ ای ضرغام مین جہان جاتا ہون اسکو کیونکر خبر ہو جاتی ہی
کہ مین فلان مقام پر بیٹھا ہون کیا خبردار اسکے پیچھے پیچھے میرے رہتے ہین جو اسکو خبر دیتے ہین ضرغام شیر دل نے عرض کیا

کہ اے شہریار ایرج پر دہ قاف سے آئینۂ سکندری لایا ہے وہ جہان نما ہے اُسمین آپ کا حال معلوم کرتا ہے وہی آئینہ
اُسے خبر دیتا ہے اسد یہ سنکر بہت حیران ہوا آخر جو مرضی خدا کی اور وہان سے بھاگ کر بیشۂ مرفوع مین آیا راوی کہتا ہے کہ
تین شبانہ روز ایرج نوجوان نے اسد غازی کا تعاقب کیا کہ کھانا اور پانی حرام تھا القصہ جسوقت بیشۂ مرفوع مین
پہونچا اور وہان بھی اسد غازی کو نہ پایا اسلیے کہ اسد پہلے ہی آمد ایرج کی خبر سُنکر وہان سے بھی چلا گیا تھا بہت پریشان
ہوا طرماسپ نے کہا کہ پیر و مرشد دریچھے جانے دیجیے اب اُسکے تعاقب سے کیا فائدہ وہ دیوانہ ہاتھ نہ آئیگا اُسکے
ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہے مفت مین آپ ہلاک ہوتے ہین ایرج نے کہا اے طرماسپ مین نے قسم کھائی ہے کہ
مین اُس دیوانے کو بغیر مارے صبر نہ کرونگا اسمین یا تو مین نے اُسکو مارا یا اپنی جان دی یہ کہکر پھر آئینے کو دیکھا معلوم ہوا
کہ اسد کنارے دریا اپنے رفیقون سمیت موجود ہے طرماسپ سے کہا کہ اسد دریا کنارے بیٹھا ہے ایک طرف سے
تم جاؤ ایک سمت سے دیلم شاطر زنگی جائے ادھر سے مین جاتا ہون تین طرف سے چلکر گھیر و چوتھی طرف دریا ہے یا تو
وہ دیوانہ ڈوب مریگا یا ہم اُسے مار لینگے یہ صلاح باہم ٹھہرا کر چلے شہر تک اور حضر غلام یہ خبر لیکر بدحواس اسد غازی
کے پاس آئے اور عرض کیا کہ پیر و مرشد غضب ہوا کہ ایک طرف سے ایرج اور دوسری سمت سے طرماسپ اور تیسری
جانب سے دیلم شاطر زنگی آتا ہے اب کدھر جائیے گا کسی طرف مفر نہین اور ادھر یہ دریا ہے قہار ہے خدا ہی بچائے تو بچیگا
ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی اسد غازی یہ سُنکر نہایت مضطر ہوا اور دریا کنارے آیا دیکھا تو دریاے زخار
و مواج تلاطم پیچ آفت زا کہ ایک ایک موج اُسکی کوہ کوہ اُٹھ رہی ہے نہایت تیزی سے دریا بہ رہا ہے کہ بڑے بڑے نہنگ بہتے
چلے جاتے ہین نہنگ ڈال دیجیے تو تین ٹکڑے ہو جائین دوسرا کنارہ ہم کنار عدم ہے آسمان اُسکی وسعت کے سامنے ایک
حباب ہے بس یہ صورت جو دریا کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا لیکن اپنے رفیقون سے کہا کہ اگر ایرج آگیا تو آؤ ہم دریا مین
ڈوب کر مر جائینگے زندہ تو اُسکے ہاتھ نہ آئینگے سب نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ہر ایک آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دریا کو
دیکھ رہا ہے کہ کہین کوئی جہاز یا کشتی معلوم ہو مگر کچھ نظر نہین آتا ہر ایک طرف عالم آب ہے اس اثنا مین دیکھا کہ گرد و غبار کا شور بلند
بس یقین ہوا کہ ایرج آیا بلبلا کر اسد غازی نے دعا مانگی کہ اے پروردگار عالم اگر حیات میری باقی ہے تو تو
اس آفتاب پرست سے بچا اور سب رفقا آمین کہ رہے ہین کہ تیر دعا ہدف اجابت پہ بیٹھا اور کچھ جہاز دریا مین نظر آئے
اسد غازی نے آواز دی اے جہاز والو تمھین قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ اس ظالم کے پنجے سے بچاؤ اتفاقاً وہ کشتیان
یہ جہاز ہین خواجہ جہانگرد فضل بن آشوب کے وہ فضل بن آشوب جسنے بدیع الزمان کی جان بخشی کی تھی شاہزادہ
بدیع الزمان جب زخمی ہو کر باغ مین آیا ہے اور اسنے شاہزادے کو چھپا یا ہے اور گودھر و عیار نے آکر دیکھا ہے اور جاکر
گنجاب کو خبر دی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون کہ باغ مین فضل بن آشوب
کے پلنگ پر پڑا سو رہا ہے گنجاب نے ارباب باختری کو بھیجا تھا کہ تو جا کر پکڑ لا اور فضل بن آشوب نے یہ خبر سُنکر
بدیع الزمان کو تو تہخانے مین چھپا دیا تھا اور آپ اپنے ہاتھ سے تلوار سر پہ مار کر زخمی ہو کر پلنگ پر لیٹ رہا تھا اور
ارباب باختری فضل بن آشوب کو زخمی دیکھکر چلا گیا تھا بس لوگون نے خواجہ فضل بن آشوب سے کہا کہ کچھ لوگ
کنارے دریا کے کھڑے ہوئے پکار رہے ہین اور واسطہ خدا کا دلوا رہے ہین کہا کہ دریافت کرو کون لوگ ہین جہاز اور
نزدیک آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ یہ نواسا امیر حمزۂ صاحبقران کا اسد بن کرب دلاور ہے اور وہ گرد
اُٹھتی چلی آتی ہے ایرج قتل کرانے کے لیے چلا آتا ہے فضل بن آشوب نے جو سُنا کہ یہ نواسا ہے حمزۂ صاحبقران کا
جہازون کو جلد بڑھا کر اسد غازی کو مع رفقا جلدی سے سوار کر لیا اور کہا کہ مین غلام ہون آپ کے گھر کا پاپیادہ

پڑو ۂ قاف مین حمزہ صاحبقران کے ساتھ رہا ہی اب ایرج آپ کو نہ پا سکیگا اور جلد جہازون کو آگے بڑھایا
اِدھر ایرج خوشی خوشی آیا کہ اب مار اس دیوانے کو یا دریا مین ڈبوایا جس وقت کنارۂ دریا پر پہونچا دیکھا کہ
اسد جہاز پر سوار چلا جاتا ہی اسد ایرج کو دیکھکر وہان سے بوق بجا کر پکارا کہ او کرباس فروش بچۂ بازاری تو نے
میرا کیا آئینۂ سکندری مین دیکھ دیکھکر بہت دوڑا کیا اب تعاقب مین میرے آ تو مین جانون کہ تو حلال زادہ ہی
یہ کہتا ہوا اسد غازی چلا جاتا ہی اور ایرج مایوس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی باتین سُن رہا ہی دم بخود ہی کیا کرے طرماسیب
اور دیلم بھی آ گئے ایرج نے کہا دیکھو دیوانہ وہ جاتا ہی ہماری محنت و مشقت مفت برباد ہوئی کچھ نہ کر سکے اُس
دیوانے نکلا اور یہ آنکھون کے سامنے سے چلا گیا اور دعا مانگی کہ ای نیر اعظم کوئی جہاز کشتی سمک غراب ناچنبو تو اڑا ا
کچھ تو بھیج کہ مین اُس پر چڑھ کر اس دیوانے کا تعاقب کرون کہ اُسنے بہت سے تیرے بندون کو مار ڈالا ہی کہ دیکھا جہاز کچھ
دریا مین آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اس طرف چلے آتے ہین یہان سے پکارنا شروع کیا کہ ای جہاز والو زود کہ
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کھڑا ہوا ہی تمھین بلاتا ہی اور اب اسد غازی کے جہاز بہت دور نکل گئے کچھ نہین
سی سیاہی معلوم ہوتی ہی اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد غلام فرخ بازرگان کے ہین وہ خواجہ فولاد کہ جو
ایرج کو قصر البحرین سلیمانی سے لیکر قلعہ ذوالامان مین آیا تھا اور ملکہ گیتی افروز کو دکھایا تھا اُسنے جو نام ایرج کا
سُنا جلدی جہازون کو دوڑا کر کنارے پر لایا ایرج کو سلام کیا حال پوچھا کہا کہ وہ دیوانہ بھاگا جاتا ہی مجھے تو اُس تک
پہونچا نیر اعظم نے تجھے بروقت پہونچایا خواجہ فولاد نے کہا کہ چلیے سوار ہو جیے مین تو آپ کا غلام ہون ایرج نوجوان
مع طرماسیب اور دیلم شباط زنگی سوار ہوا اور تعاقب مین اسد غازی کے چلا یہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے
آیا مین کہان جاتا ہی ایرج کی آواز جو کان مین اسد غازی کے پہونچی پھر کر جو دیکھا کچھ جہازون کے آنے کی
کیفیت معلوم ہوئی اسد نے کہا کہ یارو غضب ہوا کہ اُس پاجی کو بھی جہاز مل گئے آتا ہی تعاقب مین سب رفیقون نے
عرض کیا پیر و مرشد کچھ اندیشہ نہین ایک مرتبہ لڑ کر مر جائینگے اسد غازی نے کہا مرتا کیا نہ کرتا پھر اور کیا ہوگا سوا
اسکے مثل مشہور ہی کہ دبے پر چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہی مگر وقت دعا کا ہی اگر زندگی باقی ہی تو خدا مدد کریگا سبھون نے
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اپنے مولا علیؑ ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکارا کہ آقا باپ
میرا آپ کا نظر کردہ ہی مجھپر بھی نگاہ شفقت فرمایے آپ حلال مشکلات واقع مہات ہین مین اس دریاے ذخار
گرداب بلا مین پھنسا ہوا ہون مجھکو آکر نکالیے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے بچایے بس دعا مانگنا تھا اور
سب رفیق آمین یا رب العالمین کہتے ہین کہ یکایک سامنے سے ایک قلعہ دریا مین دکھائی دیا کہ چہار طرف
اُسکے دریا حائل ہی اور بیچ مین وہ قلعہ مانند حباب کے ہی اور قلعہ کی طرف سے ایک کشتی نمایان ہوئی اور کچھ
لوگ اُس کشتی کے پکار رہے تھے کہ اسد بن کرب غازی کس جہاز پر ہی اسد پکارا کہ مین ہون اسد بن کرب دلاور
بس وہ کشتی قریب آئی اور ایک تاجدار اُس کشتی پر سے جہاز پر آیا قدمون کو اسد غازی کے بوسہ دیا اور
کہا کہ جلد چلیے قلعہ کے اندر یہ قلعہ حضور ہی کا ہی اسد غازی نے پوچھا کہ تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی اُسنے
عرض کیا کہ مجھے سہراب دریا نشین کہتے ہین شب کو خواب مین حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ علیہ السلام تشریف فرما
ہوئے تھے مجھکو مسلمان کیا اور آپ کے آنے کی خبر دی کہ ایرج تعاقب مین آتا ہی اور فرمایا کہ اسد میرا فرزند ہی اُسے
قلعہ مین اپنے لے آؤ اور ایرج کے ہاتھ سے بچاؤ اور یہ مژدہ اسد غازی کو دو کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ
ہی اور وہ عنقریب جام جہان نما یعنی جام جم تیرے واسطے بھیجا چاہتا ہی اسد یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور

ہمراہ مہراب دریانشین کے قلعہ مین داخل ہوا فضل بن آشوب وغیرہ کو بھی اپنے قلعہ مین لے آیا اور کہا کہ ابھی
نہ جاؤ ایسا نہو کہ وہ آفتاب پرست کچھ تمکو ایذا دے اور پوشاک فقیرانہ اُتاری گولندازون کو حکم دیا کہ جہاز ایرج
کے اگر سامنے سے نمودار ہون تو مار کر گولے اُڑا دینا قلعہ مین سب انتظام درست ہوگیا گولنداز توپون پر بیٹھ گئے
دوربینین لگائے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ یکایک سامنے سے جہاز خواجہ فولاد کے نمایان ہوئے ایرج نوجوان نے
اسد غازی کو دیکھا کہ فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا ہی رفیق گرد و پیش جمع ہین اور پکار رہا ہی کہ او آفتاب پرست اب
یہان آ تو معلوم ہو ایرج نے للکارا کہ او دیوانے آیا مین کہ اِدھر سے گولہ پڑنے لگا ایک آدھ جہاز تو ٹکڑے
اُڑ گیا اب تو جہاز پیچھے بھگائے اسد نے بوق بجائی بس ساتھ ہی اسد غازی کے بارہ ہزار بوقون کی آواز بلکر
بلند ہوئی گویا صور اسرافیل پھنکا جہاز ایرج کے گولون کی زد سے ہٹکر دور کھڑے ہوئے ایرج بڑی دیر تک
دیکھا کیا کہ یہ دیوانہ مکان امن مین جا بیٹھا اب یہ ہاتھ نہ آئیگا طرماسپ نے کہا پیر و مرشد دور کیجیے چلیے جب یہان
نکلکر آئیگا اُسوقت سمجھ لیا جائیگا بس ایرج وہان سے پھر کر شہر عظلی آباد مین آیا اور لشکر کو آراستہ کرکے ملک
سبائل کو راہی ہوا کوچ بکوچ منزل بمنزل چلا جاتا ہی ایک دن صبح کا وقت ہی بہزاد مرتد کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اور دو چار سردار ہمراہ دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان ایک طرف چلا آتا ہی فوج و سپاہی دور دور
ہین کہ ایک طرف سے سیاہی ایرج کو معلوم ہوئی لندھور سے پوچھا کہ یہ سیاہی کاہے کی ہی لندھور نے کہا کہ
کوئی پہاڑ ہوگا ایرج خاموش ہوا تھا کہ بہزاد نے کہا ای شہریار لندھور آپ سے چھپاتے ہین ظاہر نہین کرتے یہ
قلعۂ اوسنوس حصار ہی عمرو کا بنوایا ہوا اسمین تمام خزانہ عمرو کا بھرا ہوا ہی جو عمرو نے تمام عمر مین پیدا کیا ہی وہ سب
اسمین ہی لوگ یہان ہین ایرج نوجوان نے کہا تم کیون چھپاتے تھے ای دارا سے ہند مجھے تمسے یہ امید نہ تھی لندھور
نے کہا کہ تم طمع کو کام فرماؤگے اور یہ مال بلاے سبے درمان آفت جہان کا ہی جو ایک کوڑی پر اپنی جان دیتا ہی
ایرج بولا خوب مجھکو تو مال و خزانہ درکار ہی مین اس قلعہ کو ضرور لونگا مال و اسباب اپنے تحت و تصرف مین لاؤنگا
لندھور بن سعدان نے کہا اول تو یہ قلعہ عیارون کے قبضے مین ہی دروازہ قلعہ کا ظاہر مین کسی طرف نہین ہی
ہاتھ آنا قلعہ کا بہت دشوار ہی مقابلہ عیارون سے ہوگا دانتون پسینہ آجائیگا اور بعد دقت ہاتھ بھی آیا
تو عمرو سے بغض لے مول لیا اس قلعہ کی طرف رخ کرنا اچھا نہین ایرج نے کہا کہ مین جہانگیر ہون بغیر اس
قلعہ کے لیے آگے نہ بڑھونگا اور خواجہ عمرو نے تو میرے پیر قطب دوران کو مارا ہی مین اُسکا دشمن جانی ہون
مال اسکا لونگا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا اسی طرف چلے لندھور نے کہا ایرج میرا کہنا مانو ادھر کا رخ نہ کرو ورنہ
بہت پچھتاؤ گے ایرج پکارا ہرچہ بادا باد اُسوقت لندھور بن سعدان نے کہا ہمارے تمھارے وعدہ ہی کہ
جو مال ملک گیری مین ہاتھ لگے اُسے ہم تم نصفا نصف بانٹ لین تمھین یہ قول یاد ہی اقرار پر اپنے قائم ہو یا نہین ایرج
بولا قول مردان جان دارد جو منھ سے کہا وہ کیا مین کیا اپنے اقرار سے پھرا جاتا ہون لندھور نے کہا خیر مین نے یاد دلا دیا
تم صاحب اقبال ہو قلعہ ضرور لوگے اسمین کچھ شک نہین القصہ ایرج کوچ کرکے قریب قلعہ کے آیا چہار طرف سے
قلعہ کا محاصرہ کر لیا فوج گرد قلعہ کے اُتر پڑی اوپر سے ایک آدھ گولہ پڑنا شروع ہوا دس بیس آدمی کام آئے گولے کی
زد سے ہٹکر اُترے سر ہنگ تکی غلام خاص خواجہ عمرو کا قلعہ پر سے پکارا کہ او آفتاب پرست تو نے احسان الٰہی
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے فراموش کر دیے بھول گیا اپنے کو یا تو بزاز کی دکان پر بیٹھکر کپڑا بیچا کرتا تھا خواجہ عمرو نے
تجھے اس مرتبے کو پہونچا دیا پہلے تو نے وہ بیوفائی کی کہ ملک عظلی آباد اُنکی زد سے چھینا اب تو یہان مال اُنکا

لینے آیا ہی تو واقعی حلال زادہ ہی سب نشانیان تجھ مین حلال زادگی کی موجود ہین ایرج نے کہا کہدو اس سے کیون
شامت آئی ہی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو خزانہ خواجہ عمرو کا چپکے سے میرے حوالے کر اور میری بیعت مین آکر موجود ہو
اور اگر اسکے خلاف کیا تو دم بھر مین قلعہ لے لونگا اور پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب عیارون کو قتل کردونگا سرہنگ
نے کہا خیر اب تو یہان آیا ہی معلوم ہوجائیگا ایرج نے سامنے سے قلعہ کے پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر باہم مشورہ کرنا شروع
کردیا ایک روز اور دیکھتا ہون اگر یہ عیار میرے پاس آکر موجود ہوا تو خیر نہین تو سمجھ لیا جائیگا یہان تو یہ صلاح و مشورے
ہین ادھر دو پہر رات گئے عیارون نے قلعہ سے باہر نکلکر لشکر ایرج کے قریب جاکر حقہاے آتشبازی جو داغ کر مارے
ہزارہا آدمی جل گئے خیمون مین آگ لگگئی بہت سا اسباب جلگیا صبح کو وہ آگ بجھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ بڑا غضب ہی
ارے دریافت کرو یہ کدھر سے آئے لوگ تو کہتے ہین اس قلعہ کا راستہ نہین ہر چند ہرکارون نے تفحص کیا کہین
سراغ نہ لگا نا چار ایرج سے آکر عرض کیا کہ ہمین نہین معلوم ہوتا کہ عیار کدھر سے آئے دوسری شب کو پھر ان عیارون
نے آکر حقے آتشبازی کے مارے کہ تمام آفتاب پرست الامان پکارے ایرج نے کہا کہ لوگ کمینگاہ مین لگے رہین
دیکھین کہ کدھر سے وہ آتے ہین اور پھر کدھر جاتے ہین لوگ کمینگاہ مین بیٹھے لیکن وہان سرہنگ کو جو خبر ہوئی
کہ عیار جاتے ہین اور حقے آتشبازی کے مار کر جلاتے ہین عیارون پر بہت درہم و برہم ہوا کہ تم کیون قلعہ سے نکلکر
باہر جاتے ہو جو کوئی تمھین آتے جاتے دیکھ لیگا اور راستہ قلعہ کا اُسے معلوم ہو جائیگا تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا
تم لوگ عمداً قلعہ ہاتھ سے گنواتے ہو خبردار اب قلعہ سے باہر قدم نہ رکھنا سبھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ہم اس ارادے
سے باز رہینگے مگر سرہنگ کی رات کو قلعہ سے باہر نکلا صورت بدلکر داخل لشکر ایرج ہوا آیا دروازہ بارگاہ پر
دیکھا تو دربار لگا ہوا ہی اور ذکر ہو رہا ہی کہ یہ عیار نہین معلوم کدھر سے آتے ہین اور جلا پھونک کر چلے جاتے ہین
شاپور شیر دل کہہ رہا ہی کہ آج رات کو آئین تو معلوم ہو جائیگا جس وقت آئینگے سب کو گرفتار کرونگا یا اگر چلا ہی
سے وہ نکلجائینگے تو راستہ ہی آمد و رفت کا معلوم ہو جائیگا ایرج کہہ رہا ہی کہ ای شاپور شیر دل ایک عیار کو بھی اگر
پکڑ لاتو اُس سے راستہ قلعہ کا معلوم ہو جاے شاپور بولا کہ پیر و مرشد مین فکر مین لگا ہوا ہون سرہنگ کی سب گفتگو
سُنا کیا اور اپنے دل مین کہا کہ یہ آفتاب پرست تو سرہنگ ہی مگر تو بھی اپنی سرہنگی اسے دکھا دے کہ یہ آفتاب پرست
بھی جانے کہ کسی عیار سے پالا پڑا تھا یہان تک اسنے صبر کیا کہ دربار برخاست ہوا اور سب سردار اُٹھ اُٹھ کر اپنی
اپنی خوابگاہون کو روانہ ہوئے اور سرہنگ ایک خدمتگار کی صورت بنکر طرماسپ کے ساتھ ہوا طرماسپ
اپنے خیمے مین آیا لباس درباری اُتارا اور کپڑے پہنے کھانا طلب کیا خادمون نے لاکر حاضر کیا اسنے کھانا کھایا اور
بستر خواب پر جاکر سو رہا سرہنگ ہی نے کھانا جو بچا تھا بیہوشی ملا کر سب کو تقسیم کردیا اندر باہر والے سب کھاکر
بیہوش ہوگئے اُس وقت سرہنگ روشنی گل کرکے پاس پلنگ کے آیا طرماسپ کو بیہوش کیا حلقہاے کمند مین
گرفتار کرکے صاف لیے ہوئے چلا گیا صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور شیر دل سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہی رات
کو کوئی عیار نہین آیا شاپور بولا آتا تو گرفتار ہو جاتا مارے ڈر کے کوئی نہین آیا یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہین تھین
کہ ایک غلغلہ بلند ہوا کہ طرماسپ بستر خواب پر سے غائب ہو گیا یہ سُنتے ہی ایرج دوڑا آکر دیکھا کہ ایک کہرام مچا
ہوا ہی ماتم برپا ہی سب لوگ طرماسپ کے رو رہے ہین ایرج نے شاپور کو طلب کیا اور تمام سرگذشت بیان کی
شاپور شیر دل نے کہا کہ عجب نہین سرہنگ ہی طرماسپ کو لیگیا ہو ایرج نے کہا کہ بڑا غضب ہی کہ عیار اپنا کام
کر جاتے ہین اور ہم نشانہ بنے بیٹھے ہین ای شاپور تم غفلت نہ کرو اور راستہ انکی آمد و رفت کا بہت جلد دریافت کرو

شاپور نے عرض کیا کہ مین کسی وقت غافل نہین ہون تمام رات آنکھون مین کاٹتا ہون اُس روز شاپور شیر دل نے
سر شام سے لوگ بٹھا دیے دستے کی چوکیان قایم کین اور آپ طلایہ کی گشت پر موجود ہوا اُس رات کو سرہنگ نکی
نقب دیکر دلیر شاطر زنگی کو پکڑ لیگیا صبح کو ایرج نے جو سُنا بہت شاپور پر خفا ہوا شاپور نے عرض کیا کہ میری کیا
خطا ہی مین اُسکی طرح قصور نہین کرتا تیسری شب کو سرہنگ نکی بہزاد مرزنگی کو اسیر کر لیگیا اب ایرج حیران ہو کر کیا کرے
شاپور شیر دل سے کہا کہ تم سے کچھ نہین ہو سکتا اُسنے کہا کہ مین مجبور ہون کسی اور کو میرا کام دیدیجیے مین اپنی جان کھپاتا ہون
اور پھر میری قسمت مین ذلت و رسوائی ہی ایرج چُپ ہو رہا مگر سرہنگ نکی تو نہین دس بارہ سردارون کو لشکر ایرج
سے لیگیا اور اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اب خیال مین گذرا کہ آج چلکر ایرج کو پکڑ لائیے اور اُس سے توبہ
کروا لیجیے کہ پھر کبھی ادھر کا رخ نکرے بس یہ تہیہ کرکے لشکر ایرج مین آیا جب دربار برخاست ہوا اور سردار اپنے
اپنے خیمون کو گئے ایرج اپنی آرامگاہ مین آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا شاپور شیر دل نے چہار طرف چوکی پہرا قایم کیا
آپ گرد خیمے کے پہر اگشت دیکر چلا گیا دو پہر رات گئی تھی کہ سرہنگ نکی نے خیمے کے گرد چکر مارنا شروع کیا پشت پر
جو خیمے کی آیا تو دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے ہین کوئی سُلپھی کھیل رہا ہی کوئی چوپسی مین مصروف ہی کوئی گنجفہ کھیل رہے ہین
شراب چل رہی ہی بس سرہنگ نکی شاپور کے ایک شاگرد کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ صاحبو غافل نہ ہونا اکثر تمہاری
طرف سے کھٹکا ہوتا ہی اور مین بھی تمہارے پاس بیٹھا ہون اُنہون نے کہا آئیے بیٹھیے شراب پیجیے حاضر ہی اُسنے ذرا سی
شراب خود پی باقی شراب مین بیہوشی ملا دی تمام فراش پی پی کر بیہوش ہو گئے اُسنے قنات چاک کرکے جھانکا دیکھا تو چھپر کھٹ
بہت تکلف کا کھنچا ہوا ہی پلنگ اُسکے نیچے بچھا ہی اور قبہ مانند برق کے تڑپ رہا ہی گرد شمعدانے موم کے کافوری روشن
ہین عطر کے شیشون کے تختے کُھلے ہوئے ہین خوشبو چلی آتی ہی خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین خدمتگار چپی پر بیٹھے ہین
نکالکر پروانہ بیہوشی کے تفنگ مین رکھکر مارے وہ جو شمع کی لو پر پڑے دھوین سے اُسکے خاصبردار خدمتگار سب
بیہوش ہو گئے سرہنگ کمال سرہنگی سے اندر آیا روشنی کو چادر عیاری سے گل کیا اب پلنگ کی طرف چلا
اتفاقات روزگار ایرج کو تو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا کہ جان اور سردار اسیر ہو گئے ہین کہین کوئی مجھے بھی نہ پکڑ لیجائے
بس آنکھ اسکی کھل گئی ایک سیاہ پوش کو سامنے آتے دیکھا دیدہ و دانستہ آنکھ اُسنے بند کر لی مردم چشم سے چلمن مژگان
ڈالدی ہاتھ کو تیار کرکے چپکا لیٹا رہا کہ یہ شخص قریب آئے تو پکڑ لیجیے سرہنگ نکی جب پلنگ کے پاس آیا ہاتھ
بڑھایا کہ دوشالہ منھ پر سے لے ایرج نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ منھ کے بل آرہا ایرج اُسکے اوپر چڑھ بیٹھا
کہا تو کون ہی سچ بتا سرہنگ نے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالیے تو کشاکش رنج و الم سے نجات پاؤن ایرج نے کہا کہ
تو حال اپنا کہو اُسنے کہا کہ ای شہریار مین غلام ہون سرہنگ نکی کا نام میرا فرخ ہی بیٹی پر سرہنگ کی عاشق ہوا
تھا اُسنے خبر سُنکر مجھے قید کیا تھا کل مجھے بلا کر کہا کہ جو تو ایرج کو جا کر پکڑ لاوے اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کر دونگا
نہین مار ڈالونگا مین نے کہا اچھا مین ایرج کے اسیر کرنے کو جاتا ہون ای شہریار یہان مین آیا تو گرفتار ہو گیا اب سے نہ رہا
اس عشق کا نتیجہ جو چاہیے سو کرے یہ کہکر رونے لگا ایرج بھی از انکہ عاشق ہی اُسکے درد سے واقف تھا کہا کہ اگر
تو آفتاب پرست ہو اور مجھے قلعہ کا راستہ بتا دے تو وعدہ کرتا ہون کہ سرہنگ نکی کی بیٹی تجھے دلوا دونگا اُسنے کہا
کہ آپ مجھے چھوڑ دین تو کل مین آپکو قلعہ مین لیجاؤنگا ایرج نے اُسے چھوڑ دیا کہا کہ جا اُسنے کہا کہ خالی ہاتھ جاؤنگا تو
سرہنگ مجھے مار ڈالیگا ایک سردار کو پکڑ کر مجھے دیدیجیے کہ مین لیے جاؤن ایرج نے اُسی وقت طیفور
صحرانشین کو بلا کر جبر و قہر آمنگین مانند حکم دے کے کیا سرہنگ نکی طیفور صحرانشین کو پشتارے مین باندھکے لیگیا

صبح کو برج پر قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو کہدو اُس کر پاس فروش بچہ بازاری سے کہ مین رات کو تیرے
ہاتھوں گرفتار ہوا تھا یون فریب دے کر چھوٹا ہون اور ایک سردار کو بھی لے آیا لوگون نے ایرج نوجوان سے جا کر تمام حال
بیان کیا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ سُنا تو نے عیار ایسے ہوتے ہین کہ کیا فریب دے کر چھوٹ گیا ہی ایک تم ہو
کہ آج تک کچھ سُراغ نہین لگایا کہ دروازہ قلعہ کا کہان ہی اور یہ عیار کدھر سے آتے جاتے ہین تم تو نام عیاری کا
نہ لو شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ زیادہ نہ فرمائین اب مین جب دروازہ قلعہ کا پتا لگا لونگا اُسی وقت آپ کو صورت
دکھاؤنگا ورنہ لشکر مین نہ آؤنگا ایرج نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم آزردہ نہ ہو مین جانتا ہون کہ تم قصور
نہین کرتے مگر مجھکو کمال رنج ہی کہ مین نے سرہنگ کو گرفتار کیا اور وہ اس فریب سے چھوٹ گیا القصہ شاپور
عیارون کو ساتھ لیکر سرِ شام سے ایک سمت کو زیر قلعہ کمینگاہ مین بیٹھا رہا رات بھر گذر گئی کوئی آتے جاتے نہ معلوم ہوا
دوسری شب کو دوسری طرف قلعہ کے گھات لگا کر بیٹھا ادھر بھی کسی آئندہ و روندہ کو نہ دیکھا ان دو شبون مین جو گذر گئین
انہین فیروز دریا باری و مرجان دریا باری کو عیار گرفتار کر لیگئے تیسری شب کو تیسری جانب قلعہ کے پہونچا
اور ایک گوشے مین بیٹھ رہا کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک سیاہ پوش نظر آیا یہ سرہنگ ہی تھا اسنے بھی دیکھا کہ
کوئی کمینگاہ مین بیٹھا ہی بس پکارا کہ افسوس مین پڑیا دارو سے بیہوشی کی بھول آیا یہ کہکر اُسی طرف پھر گیا اور بعد گھڑی بھر
کے بہت سے عیار ساتھ لیکر آیا یہان شاپور شیر دل اپنے شاگردون سے کہہ رہا ہی کہ سرہنگ بھی آیا تھا مگر پھر گیا
بیٹھے رہو شاید پھر آے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سرہنگ نے نعرہ کیا کہ او نا عیارو تم میری فکر مین بیٹھے ہو جاؤ گے کہان
میرے ہاتھ سے اور پیچھے ڈھیلچے پھینکنے لگے تلوار چلنے لگی تمام عیار شاپور کے مارے گئے شاپور خود بیجان و اصد ہزار
خرابی سے بچکر نکل گیا سرہنگ نے سب عیارون کی لاشین دور پھینکوا دین ادھر شاپور نے آکر تمام احوال
ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا ای شاپور آج شب کو ہم تمھارے ساتھ چلین اور وہان بیٹھکر دیکھین شاید
راستہ قلعہ کے جانے کا ملے کہا بہت اچھا پہنچیگا القصہ رات کو شاپور اور ایرج دونون آکر گھات کے مقام
پر بیٹھے دو پہر رات گئی ہوگی کہ دیکھا ان دونون نے ایک عیار پیدا ہوا اور مانند باد صرصر کے نکل گیا ایرج نے
شاپور سے کہا کہ دیکھا اُسکو کس چالاکی سے نکل گیا آؤ دیکھو تو شاید کہین نشان معلوم ہو یہ کہکر دونون ڈھونڈتے
ہوئے روانہ ہوئے آتے آتے ایک غار معلوم ہوا شاپور نے فتیلہ عیاری روشن کیا غار مین چلا دور تک تاریکی
معلوم ہوئی بعد اُسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک برج بلند قائم ہی اور ایک کھٹولا اُسمین لٹکا ہوا ہی ایرج نے شاپور
سے کہا کہ سبحان اللہ عمرو کیا عاقل ہی دیکھو راستہ کیا چھپا ہوا رکھا ہی کہ کوئی لاکھ تلاش کرے مگر نہ ملے شاپور نے
کہا کہ آپ یہین چھپ کر کھڑے رہین سرہنگ بھی آتا ہوگا دیکھیے کس طرح قلعہ پر جاتا ہی یہ دونون پوشیدہ
کھڑے ہین کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ سرہنگ کی پشتارہ بدوش پیدا ہوا ایرج نے شاپور شیر دل
سے کہا کہ اسے پکڑیے شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو مقدمہ ابتر ہو جائیگا پھر کچھ نہ ہو سکیگا
دیکھیے تو جاتا کیونکر ہی ادھر یہ دیکھتے تھے کہ سرہنگ نے آواز دی کہ ارے مین آیا ہون کھٹولا نیچے اُتارو
پھر اُسی کہنے کے [illegible] اور کھٹولا زنجیرون مین بندھا ہوا نیچے آیا سرہنگ اُسپر سوار ہوا
کھٹولا اوپر کھینچ گیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نہین معلوم آج سرہنگ کسکو یہان سے پکڑ لیگیا اور یہی باتین
کرتے ہوئے وہان سے اپنے لشکر مین آئے سُنا کہ رات کو مالک بن ملکوت شاہ کو کوئی لیگیا ایرج نے کہا آخر
سمجھا جائیگا اب سوا اسکے ان شاہ کے کوئی لشکر مین باقی نہین رہا سرہنگ نے سب کو اسیر کر لیا

ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج شب کو قلعہ کے اندر چلینگے اور قلعہ کو لے لینگے یارسے کھانا کھا کر سو رہے دن گذر گیا
رات کو شاپور شیر دل اور ایرج دونوں روانہ ہوئے اُسی غار میں آکر چھپ رہے دو پہر رات گئے دیکھا کہ سرنگ سے
اُسی طرح چرخ پر سے اُترا اور راہی ہو گیا ایک لمحہ بھر کے بعد شاپور نے آواز دی ارے کھٹولا نیچے پھینکو میں کچھ کام
کے واسطے آیا ہوں عیار تو وہاں موجود تھے ہی اُنھوں نے سرہنگ کے دھوکے میں کھٹولا نیچے پھینکا ایرج اور شاپور
اُسپر سوار ہوئے کھٹولا اوپر کھینچا ایک طرفۃ العین میں اوپر آ گئے بس ایرج نے نعرہ کیا کہ منم نبیرۂ آفتاب پرستان
ایرج نوجوان اور شاپور نے نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل اور تلواریں کھینچ کر عیاروں پر گرنے لگی تلوار چلنے لگی ادھر سردار جو
ایرج کے زندانخانے میں قید تھے اُنھوں نے ایرج کے نعرے کی آواز سنکر پٹک پٹک کر ہتھکڑیاں بیڑیاں گلے کے طوق
[illegible] قیدیں توڑ توڑ کر نکلے لڑنے لگے گو عیار اور سردار کا مقابلہ کیا عیار کب پہلوان کے منھ پر چڑھ سکتا ہے
طرماسپ نے چار چار کو ایک ایک ضرب میں نقش زمین کر دیا ایرج نے لاشوں پر لاشیں گرا دیں دلیر شاپور نے [illegible]
سے بہتوں کو مارا بہت سے عیار قتل ہوئے اکثر عیار چھپ رہے اکثر عیار بھاگنے کا راستہ پا کر بھاگ گئے لشکر ایرج
بھی اُسی راہ سے داخل قلعہ ہوا سرہنگ کو جو یہ حال معلوم ہوا روتا ہوا ایک سمت کو چلا گیا یہاں اب ایرج
نے مال عمرو کا ڈھونڈھنا شروع کیا کسی تہخانے میں کسی کوٹھری میں ایک پیسہ نہ نکلا ایرج نے کہا ای بہزاد یہ
پیر فقط نام ہی سُنتے تھے کہ خواجہ عمرو کا بڑا خزانہ ہی اور گنج ہیں اب وہ کہاں گئے وہ بڑا مشہور ہی کہ وہ [illegible]
سے بلکہ وہ سچ مشہور ہی بہزاد نے کہا کہ ای شہریار یہ ممکن نہیں جو خزانہ عمرو کا یہاں نہ ہو ایرج نے کہا نہیں معلوم کہاں ہی
ایک ایک گوشہ ایک ایک کونہ ہم ڈھونڈھ چکے ہر جگہ کی زمین کھود چکے اب کیا تحت الثری میں ہوگا بہزاد ڈھونڈ
رہا ہی کہ پیر و مرشد خزانہ عمرو کا یہیں ہی القصہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران ہو گئے تھے کہ وسط قلعہ میں ایک گنبد نظر
معلوم ہوا بہزاد نے کہا کہ اسے کھلواؤ القصہ اُس گنبد کو ڈھا دیا اندر اُسکے آئے وہاں بھی کچھ نہ پایا ایرج نے کہا
کہ کچھ کہیں نہیں ہی عبث میں نے لشکر کا کہنا نہ مانا خواجہ عمرو کے عیاروں کو بھی قتل کیا اور کچھ ہاتھ نہ آیا اسی اثنا
میں طرماسپ کے پاؤں کے نیچے سے ایک اینٹ سرکی طرماسپ نے اور زور کیا دو چار اینٹیں اور سرکیں گڑھا
ہو گیا ایرج نے کہا یہاں کھودو اُس جا کی زمین کو جو کھدوایا ایک دروازہ پایا اُسے جو کھولا تہخانہ معلوم ہوا روشنی
ساتھ لیکر اندر گئے دیکھا کہ انبار زر و جواہر کا لگا ہوا ہی ایرج نہایت خوش ہوا بہزاد بولا کہ دیکھا آپ نے کسقدر
خزانہ ہی ای پیر و مرشد اسنے عالم کو لوٹا ہی اسی اثنا میں ایرج نے دیکھا کہ سب مال کے اوپر ایک صندوقچہ ہی اور
اُسپر لکھا ہوا ہی کہ این جان عمرو بن امیہ ضمری ست ایرج نے بہزاد سے کہا کہ کوئی بہت تحفہ چیز معلوم ہوتی ہی یہ
کہکر صندوقچہ کھولا اُسمیں ایک چھوٹی سی ڈبیا نکلی اُسپر لکھا تھا کہ این روح عمرو است ایرج نے اُسے زور سے کھولا
آواز بھوں سے ہوئی غبار بیہوشی ہوا اُڑا ایرج سب کے سب بیہوش ہو گئے تہخانے کا راستہ اسی تہخانے کا باہر
قلعہ کے بھی ہی نقب کا منہ لگا ہوا ہی اُدھر سے سرہنگ نکل آیا کہ دیکھوں مال و خزانہ ایرج کے ہاتھ آ گیا
یا نہیں اندر جو آیا دیکھا کہ ایرج و بہزاد دونوں بیہوش پڑے ہیں دل میں کہا ای سرہنگ یہ خواجہ صاحب کی کرامت
سے دونوں بیہوش ہو گئے ہیں اب تو وہ تدبیر کر کہ مال بھی بچا رہے اور ایرج کو اسکے [illegible] باندھا اور ایک رقعہ
اسی مضمون کا لکھکر کہ منم سرہنگ [illegible] ایرج کو پکڑ کر لیے جاتا ہوں [illegible] اگر زندگی اسکی چاہتے ہو تو [illegible]
[illegible]
آ کر [illegible] ایرج کو [illegible] بہزاد کے [illegible] اور خود وہاں سے [illegible]

روانہ کیا اور یہاں بہزاد اور ایرج کو دیر ہو گئی طرماسپ نے کہا یارو چلکر دیکھو تو یہ کیا ماجرا ہے کہ جو ابتک ایرج نوجوان اندر سے نہیں نکلے یہ کہکر طرماسپ اور دیلم شباویز نگی اور مالک بن ملکوت یہ سب اندر آئے دیکھا تو مال و خزانہ تو لا انتہا ہے اور بہزاد بیہوش پڑا ہوا ہے ایرج کا نام و نشان نہیں حیران ہوئے کہ ایرج کو کیا ہو گیا دیکھا تو بہزاد کے گلے میں ایک کاغذ لکھا ہوا پڑا ہے اُسے جو کھولکر پڑھا سر پیٹا کہ افسوس فتح کی شکست ہو گئی ہائے یہ کیا ہو گیا وہان سے باہر نکلے تہخانہ اُسی طرح بند کرا دیا چوکی پہرا قائم کیا عیار جو مارے گئے تھے اُنھیں دفن کیا شاہ پر شیر دل خبر کے واسطے روانہ ہوا یہ سب حال لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ مین نے پہلے ہی ایرج کو منع کیا تھا کہ اس قلعہ پر نہ جاؤ اُسنے نہ مانا اب اسقدر غلام عمرو کے مارے گئے ہین بڑی خرابیان لاحق ہونگی مگر خاطر جمع رکھو ایرج کی جان کا اندیشہ نہیں ہے انکو یہین چھوڑیے حال سنیئے سرہنگ کی کا کہ یہ شاہ راہ تو گیا نہیں کہ ایسا نہ ہو کوئی پیچھے تعاقب مین آوے کوہ دوسری راہ سے چلا ہے اُڑا ہوا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے کنوان کہا ہین گرد سب اُسکے سامنے برابر ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہے شعر جہان میدوید از نشیب و فراز + کہ گردش نمیدید شاہین و باز + جاتے جاتے ایک صحرائے سبز و خرم مین پہنچا دیکھا تو ایک جگہ کچھ درخت گنجان ہین اور ایک فقیر پر تردید وہان بیٹھا ہوا ہے سرہنگ اُسے دیکھتا ہوا ادھر سے گزرا کہ اُس فقیر نے آواز دی کہ بابا ٹھہر اور یہ ٹھہری چیز ہے کیا لادا ہے سرہنگ پکارا او خوردسال مت سے سنے کیا میری پیٹھ پر کچھ ہے اُسنے کہا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو تیرے آگے تو سنتی بھی نہ پائیگا یہ کہکر کیسے گنگ کے لحظہ زمین پر مارا کہ پاؤن سرہنگ کے زمین نے پکڑ لیے تمام سرہنگی بھول گیا اور وہ فقیر اٹھکر پاس سرہنگ کا پکڑ کر کھینچ لیا اور خطاب کیا ایرج بتا کہ یہ پشتارہ کسکا ہے تو کون ہے سرہنگ نے کہا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین ساحران عنظلی آباد سے ہون نام میرا عنقا ہے جادو ہے جب سے شہر عنظلی آباد برباد ہوا مین یہان آ کر رہا ہون سرہنگ نے سمجھا کہ ایرج کے ہاتھ سے جو شہر عنظلی آباد لٹا ہے اور ملکہ جادو بھاگی ہے جب شاید یہ یہان آ رہا ہے یہ ایرج کا بیشک دشمن ہوگا سرہنگ نے کہا کہ اے عنقائے جادو اس پشتارے مین ایرج آفتاب پرست ہے کہ اسنے بارہ ہزار غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے مارے ہین اور مال و خزانہ اُنکا اسنے قبضہ مین لایا ہے مین اسے لیے جاتا ہون ملک سبا ال مین سلیمان شاہ فارسی کے پاس عنقائے جادو پکارا بارہا او نا عیار اگر عمرو یار اجاتا تو مین بہت خوش ہوتا اب مین کب چھوڑتا ہون مین تو خدا پرستون کے نام کا دشمن ہون یہ کہکر پشتارہ پیٹھ پر سے سرہنگ کی لے لیا اور اُسے درخت سے باندھ دیا پھر ایرج کو پشتارے سے نکالکر ہوش مین لایا ایرج نوجوان نے جو آنکھ کھولی اپنے کو ملکوتے لشکر مین اسیر پایا اور دیکھا کہ ایک جادوگر سر پر کھڑا ہے ایرج نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیون باندھا ہے اُسنے کہا کہ یہ عیار تجھے پکڑ لایا ہے مین نے اُس سے تجھے چھڑایا ہے ایرج نے زور کیا حلقہ ہائے کمند ٹوٹ گئے اور اُٹھکر جادو سے بغلگیر ہوا کہا کہ آپ نے مجھپر بڑا احسان کیا نہیں تو یہ عیار نہیں معلوم میرے ساتھ کیا کرتا اب آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ اس صحرا مین آپ نے کیون رہنا اختیار کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ کیا پوچھتے ہو مین کوتوال شہر عنظلی آباد تھا امیر حمزہ صاحبقران نے سب ساحران عنظلی آباد کو قتل کیا مالک بن نوری و شست مارا گیا مین وہان سے بھاگ کر یہان آیا ایرج نوجوان نے کہا اے عنقائے جادو اب حمزہ کا عمل شہر عنظلی آباد مین نہیں ہے وہان کا مالک مین ہون تمکو وہان کا بادشاہ کرونگا مگر اے عنقائے جادو مین عجب مرض مین گرفتار ہون کہ اُسکا علاج کسی سے نہیں ہو سکتا یہ کہکر رونے لگا یہانتک رویا کہ آنکھین لال ہو گئین ہچکی لگ گئی عنقائے جادو نے استفسار حال کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان شاید مجھسے

پھر آپ کے مرض کی دوا ہو سکے ایرج نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا ع مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان
سوزد + وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + عنقا سے جادو بولا کہ مرض آپ کا معلوم ہوا آپ کہین کسی کے عاشق
ہین اور معشوق آپ کا آپ کو نہین ملتا اُسکی جدائی مین بیقرار ہین فرمایے کہان ہی معشوق آپ کا آپ کہ عاشق ہین ایرج
نے کہا ای عنقا سے جادو تمنے خوب پہچانا واقعی مین مبتلاے درد محبت ہون اور جدائی یار مین بیقرار ہون عنقا سے جادو
نے پوچھا فرمایے کہان ہی معشوق آپ کا اگر آسمان پر ہوگا تو وہان سے بھی لا سکتا ہون ایرج نے کہا نہ آسمان پر نہ زمین
کے اندر ہی خدا پرستون کے قبضے مین ہی اُسنے کہا کہ نام و نشان بتایے مین ابھی جاکر لاتا ہون ایرج نے بیان کیا کہ ای
عنقا سے جادو تمنے سُنا ہوگا کہ نور خالص چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز بیٹی لقا خدا سے باختر کی جسکو قاسم یعنے
پوتا امیر حمزہ کا بجبر لقا سے چھین کر لیگیا تھا اب قاسم مرچکا مدت ہوئی کہ اژدہا اُسے نگلگیا لقا نے اُسے مجھے
بخش دیا اور وہ بھی مجھے چاہتی ہی میری جدائی مین تڑپتی ہی قلعہ ذو الامان مین ہی عنقا سے جادو نے کہا کہ مین ابھی
جاتا ہون اُسے اُٹھا سے لاتا ہون ایرج نوجوان کو کھانا کھلا یا سرہنگ کی ساتھ بندھا ہوا کھڑا تھا اُسے بھی دیا
ایرج نے کہا مین اسے مارے ڈالتا ہون عنقا سے جادو بولا ابھی اسکو نہ قتل کرو مین ملکہ گیتی افروز کو لے آؤن
پھر تمھین اختیار ہی جو چاہنا کرنا یہ کہکے اسم سحر کا پڑھکر اپنے اوپر دم کیا زمین پر گر کر لوٹا ایک عقاب کی صورت بن گیا ہوا
اُڑکر جانب آسمان روانہ ہوا آتے آتے قلعہ ذو الامان پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ آکر دیوار سر ابستان
پر بیٹھا اور چہار طرف دیکھنے لگا کہ ملکہ گیتی افروز کونسی ہی قضا سے کار ملکہ گیتی افروز اُسوقت چمن کی سیر بحزن صرف کرتی
تھی انھین جلیبین ہمراہ باتین شاہزادہ خاور سیاہ کی کرتی چلی آتی تھی کہ صاحبو ایسی ساعت سے وہ ہمسے جدا ہوئے
کہ پھر صورت اُنکی نہ دکھائی دی بس معلوم ہوا کہ اب قیامت کو ملاقات ہوگی ساتھ والیان کہہ رہی تھین کہ واری یہ
آپ کیا ارشاد فرماتی ہین خواجہ زادون نے جو مدت بتائی ہی اسمین تھوڑے ہی دن باقی ہین خدا فضل کرے تو اب بہت
جلد اُس شہریار سے ملاقات ہوتی ہی اس اثنا مین نگاہ ملکہ گیتی افروز کی اُس عقاب پر پڑی کہ دیوار پر بیٹھا ہوا ہی
اور چار طرف دیکھ رہا ہی کہا کہ ای دل آرام میرا تیر و کمان تو اُٹھا لا وہ جلدی سے تیر و کمان لائی ملکہ گیتی افروز نے
تیر کمان مین جوڑا ساتھ والیون سے کہا کہ صاحبو مین فال دیکھتی ہون کہ اگر اس عقاب کو مین نے مارا تو قاسم
سے ملاقات ہوگی اور جانونگی کہ قاسم زندہ ہی جو تیر میرا خالی گیا اور عقاب نہ ہدف ہوا تو امید ملاقات قطع جانیگی
ساتھ والیان سوچین کہ اگر ملکہ گیتی افروز نے تیر مارا اور عقاب پر نہ پڑا تو طرح طرح کے خیالات ملال بے دل
مین آئینگے اور عجب نہین کہ ملکہ غم مین شاہزادہ خاور سیاہ کے روتے روتے اپنی جان دیدے یہ سمجھکر
کہا کہ بالون یہ فال تو اچھی نہین ہی اسکو دور کیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہنا اُنکا نہ سُنا تیر عقاب پر مارا عقاب
کا خیال تو اور طرف تھا ملکہ گوہر ملک وغیرہ کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا سر و پا کا بالکل ہوش نہ تھا کہ تیر آکر سینے پر
جو پڑا پار گذر گیا اور عقاب نے ایک نعرہ کیا کہ افسوس مردم و بمطلب خود نہ رسیدم ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا
اپنی جان نہ دینے آیا تھا یہ صدا دیتا ہوا اُڑا چلا گیا محل مین ایک غل ہوا کہ یہ کوئی جادوگر تھا کہ ملکہ گیتی افروز
کو لینے آیا تھا خدا نے خیر کی یہ تو بڑی بلا دفع ہوئی اُسی وقت ملکہ پر تصدق اُترنے لگے مظفر بن حنیف خون آشام
نے خوان تصدق کے بھیجا سے اور عرض کرا بھیجا کہ حضور ذرا دیکھ بھال کر باہر نکلا کرین اور جنھنے اس فال کا حال سُنا
کہا کہ بی بی فال تمھاری راست آئی تمھاری کلفت کے دن بھی کٹ گئے اور قاسم بھی سلامتی سے زندہ ہین یہان تو یہ باتین
ہو رہی ہین مگر عنقا سے جادو حرامزادہ تیر کھائے ہوئے خون جاری بُرا حال آکر ایرج نوجوان کے پاس گر پڑا

اور کہا تیرے واسطے جان میری گئی ایک سیاہ پوش عورت نے مجھپر تیر مارا کہ کلیجے کو میرے ہدف کیا اور جینا دشوار کردیا
ایرج نے کہا وہی ملکہ گیتی افروز تھی جس روز سے قاسم کو اژدہا نگلگیا ہی وہ سیاہ پوش رہتی ہی یہی باتین تھین کہ
عنقاے جادو تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا ایرج نے دیکھا کہ عنقاے جادو بصورت اصلی ہوگیا جان اسمین
نہین ہی ایرج خوب اُسکے غم مین رویا حالت تباہ کی ہر دم کہتا تھا کہ ای عنقاے جادو مین بھی اپنی جان تیرے
ساتھ دونگا بعد تیرے زندہ نہ رہونگا آخرکار اُسے آگ مین جلوا دیا لوگ جو اُسکے پاس تھے اُنھین مال و اسباب
اُسکا دیکر رخصت کردیا ایک گھوڑا فقط اپنے واسطے رکھ لیا بعد اُسکے تلوار کھینچکر سرہنگ کی کو قتل کرنے اٹھا سرہنگ
نے کہا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو اسی صحرا مین سر پٹک پٹک کر مرجائیگا اور راہ اپنے لشکر کی نہ پائیگا اور جو مجھے نہ قتل کریگا
تو مین تجھے تیرے لشکر مین پہنچا دونگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہی کہا ای سرہنگ کی مین تجھے یہان
نہ چھوڑونگا لشکر مین پہنچکر چھوڑ دونگا اور ابھی تجھے چھوڑ دون تو تو مجھے صحرا مین آوارہ و سرگردان کرکے اپنی
راہ لیگا آگے بھی تو مجھے دغا کرچکا ہی مجھے تیری بات کا اعتقاد نہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور سرہنگ کی کی مشکین
باندھکر ساتھ لے لیا کہ چل آگے آگے جہان دن تمام ہوتا ہی اور رات ہوجاتی ہی سرہنگ کی کو درخت سے باندھ دیتا ہی
گھوڑے کو آب و غذا سے سیر کرکے سو رہتا ہی ایک دن کا ذکر سنیئے کہ دوپہر کے وقت ایرج تو وہان درخت کے
نیچے پڑا سو رہا ہی اور سرہنگ درخت سے بندھا ہوا ہی گھوڑا چر رہا ہی سرہنگ اپنی گرفتاری سے پریشان
ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ ای سرہنگ کی عمرو تجھے اپنا مال سپرد کرگیا تھا اُسکی حفاظت تو نہ کرسکا کیون
تو قلعہ سے باہر گیا کہ راستہ اُسکا اور دن کو معلوم ہوا اور حریف اُسمین آگئے تیری ہی نادانی سے قلعہ بھی گیا غلام بھی عمرو
کے مارے گئے اب تجھے بھی یہ آذر پرست زندہ نہ چھوڑیگا ضرور قتل کریگا مال تو گیا جان بھی گئی بس اسی خیال مین وہ رو رو کر
دعا مانگ رہا تھا کہ زنگولون کی صدا بلند ہوئی اور سامنے سے ایک عیار کو آتے دیکھا اُدھر اُس عیار نے دیکھا کہ ایک شخص
درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی اور ایک نوجوان ماہ طلعت درخت کے نیچے سو رہا ہی گھوڑا الگ لش لگاتا پھرتا ہی قریب آکر
جو دیکھا سرہنگ کی کو پہچانا ایرج نوجوان کو دیکھا سرہنگ کی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی مین تو سنون اُسنے
تمام حال بیان کیا جانسوز بن قران نے کہا خوب اب مین اسے باندھکر تیرے حوالے کرتا ہون تو جہان جی چاہے
اسے لیجا اور نکالکر داروے بیہوشی دماغ مین ایرج نوجوان کے پھونکدی کہ وہ اور بیخبر ہوگیا حلقہاے کمند سے
باندھا سرہنگ کی کو درخت سے کھولا اور کہا کہ اب تمھین اختیار ہی جہان جا ہو لیجاو سرہنگ کی نے بہت سی
دعائین دین جانسوز بن قران تو چلا گیا سرہنگ کی ایرج کو پشتارے مین باندھکر پیٹھ پر پشتارہ لگاکر ملک سبائل
کو روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ چرخ دوار کو تیرہ و تار
کردیا جب وہ گرد شق ہوئی دیکھا تو خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ کی جمعیت سے نظر آیا سرہنگ کی نے چاہا کہ راستہ
کاٹکر اور طرف سے جاے کہ اُدھر ستارہ پرستون نے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش ادھر آتا تھا اب اور طرف
کو پھرا جاتا ہی خورشید سے حال بیان کیا خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ خبردار وہ جانے نہ پاے سوارون نے
گھوڑے دوڑاے چار طرف سے گھیر لیا کہا کہ چل ہمارے ساتھ ہمارے صاحبقران نے تجھے بلایا ہی ناچار سرہنگ
سامنے آیا پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ پشتارہ کسکا ہی اُس وقت سرہنگ کی نے تمام حال بیان کیا خورشید پکارا
کہ تو اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو پشتارہ میرے حوالے کر اور جہان تیرا جی چاہے چلا جا ناچار ہوکر سرہنگ
نے پشتارہ دیدیا اور سبکبار ہوکر چلا دل مین اپنے کہا کہ ای سرہنگ کی اقبال اس آفتاب پرست کا یاور ہی

طالع مددگار ہیں تو اسکا کچھ نہیں کر سکتا اب تو چل خدمت مین عمرو بن امیہ ضمری کی بس یہ اپنے دل مین ٹھان کر کچھ غلام عمرو
کے جو ارمنوس حصار کے علاقے مین پوشیدہ تھے انکو ڈھونڈھ کر اپنے ہمراہ لیکر سیاہ لباس پہنا جہازون پر سوار ہو کر ظلمات
کا راستہ لیا ادھر خورشید ستارہ پرست نے ایرج کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اور کوچ کرکے روانہ ہوا
ادھر شاپور شیر دل کئی منزل تک ایرج کو ڈھونڈھ کر پھر گیا اتالک بن ملکوت شاہ سے آکر کہا کہ مجھے تو کہین
پتا ایرج کا نہین معلوم ہوا خدا جانے سرہنگ کدھر لیگیا اتالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ مال عمرو کا قلعہ مین سے
نکلوا کر جمع کرو اور چوکی پہرا اسپر رہے کہ تلف نہ ہونے پاے بموجب حکم کے قلعہ کو کھدوایا مال اسمین سے نکلوا کر ایک جگہ
ڈھیر کیا چار طرف پہرے مقرر کیے مگر اب حال سنیے اسد بن کرب غازی کا کہ یہ قلعہ مین سہراب دریا نشین کے
بیٹھا ہے ضرغام کو خبر کے واسطے بھیجا ہے کہ دیکھو یہ آفتاب پرست کہان ہے ضرغام نے جاکر تمام حال دریافت کرکے آکر
عرض کیا کہ قلعہ ارمنوس حصار کھدگیا سب مال عمرو کا قلعہ سے نکلکر ایک مقام پر ڈھیر ہے اور ایرج کو سرہنگ کہین
پکڑ لیگیا ہے اسد غازی نے کہا کہ غضب ہوا دادا جان کا مال تلف ہوا مین جاکر جبتلک لایا جائیگا لاؤنگا بس اپنے
رفقا سمیت قلعہ سے باہر آیا اور رات کے وقت لشکر ایرج پر شبخون آکر گرا بہت سے لوگون کو قتل کرکے بارہ ہزار
صندوق مال و جواہر کے لیگیا اور قلعہ سرنگان مین لاکر رکھا اور سہراب سے کہا کہ اسے بحفاظت رکھو اور دوسری
شب کو پھر شبخون مارکر بارہ ہزار صندوق لیگیا تیسری شب کو اور بارہ ہزار صندوق لیگیا چوتھی شب کو طرماسپ
بن طہماس خود مستعد ہوکر بیٹھا کہ اس دیوانے نے غضب کیا کہ چھتیس ہزار صندوق تین شبخون مارکر لیگیا آج جسطرح
ہوا سے لیا چاہیے کوئی دو پہر رات گئی ہوگی اسد نے برابر لشکر پہونچکر بوق بجائی بارہ ہزار بوق بجی گویا صور اسرافیل
پھنکا اور تلوار کھینچکر جوگرا لگا قتل کرنے کھاتے کو اور پیتے کو اور سوتے کو اور جاگتے کو جو دیکھا جسے نظر آیا اسے قتل کرنا شروع کیا
طرماسپ نے جو بوق کی آواز سنی گینڈے پر سوار ہوکر دوڑا برابر اسد غازی کے پہونچکر نعرہ کیا کہ او دیوانے آیا جیتا
کب تجھے چھوڑتا ہون کہ زندہ میرے ہاتھ سے نکلجاے اسد پکارا مجھے کیا غرض ہے کہ مین ہر کس و ناکس سے سامنا کرون
اور تجھ ایسے حرامزادے سے تو اگر حلالی ہوتا یعنی اپنے باپ کے طریقے پہ ہوتا تو مین مقابلہ کرتا یہ کہکر سب کو بھگایا ابرش گل اندام سکندری
اسکے زیر ران تھا ایک طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کسی کی یہ جرأت نہ پڑی کہ اسد غازی کو روکتا
طرماسپ نے تعاقب کیا یہانتک کہ اسد لشکر ایرج سے نکل آیا اور جانب صحرا چلا طرماسپ بھی تعاقب
مین اسد غازی کے راہی ہوا کوئی تین چار کوس اسد لشکر ایرج سے آیا ہوگا کہ دور سے روشنی معلوم ہوئی اسد
نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہے وہ گیا اور آکر عرض کیا کہ یہ لشکر خورشید ستارہ پرست کا اترا
ہوا ہے بس یہ سنکر خوش ہوا اور ابراہیم سے کہا کہ دیکھو طرماسپ کو لشکر خورشید سے لڑوا دیتا ہون اور یہ کہکر
لشکر خورشید پر آکر گرا اور تلوارین مارتا ہوا ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف سے نکلگیا طرماسپ جو یہان
پہونچا اپنے ہمراہیون سمیت وہ بھی لشکر خورشید پر گرا ادھر ستارہ پرست بھی تیار ہوگئے لگی تلوار چلنے تلوار چلتے چلتے
صبح ہوگئی طرماسپ نے جو دیکھا کہ یہ لشکر اسد غازی کا نہین ہے خورشید کا ہے اپنے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ خورشید دیوانے کا شریک ہوکر شبخون ہمارے لشکر پر جاکر گرتا تھا ادھر سے خورشید سوار ہو چکا تھا آفتاب پرستون
کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ طرماسپ سے مقابلہ ہوا طرماسپ للکارا کہ اے ستارہ پرست آج مجھے معلوم ہوا کہ تو دیوانے کا
شریک ہوکر شبخون آکر گرتا تھا خورشید نے کہا کہ میرا کام یہ نہین کہ شبخون کسی پر جاکر کرون البتہ تو نے میرے لشکر پر آکر تہ و بالا
کر دیا ہے مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون قصہ مختصر طرماسپ نے ساطور مارا خورشید نے ساطور کو سپر پر روکا کہ دستہ

ساطور کا سپر پر پڑا بس مرکب خورشید کا زمین مین غرق ہوگیا مگر بانگ مرکب کی جولی اور اشارہ کیا وہ طبقۂ زمین کا لیکر
نکلا اب خورشید نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کرکے سر پر طرماسپ کے پڑی تلوار تا دو ابرو اتر گئی طرماسپ نے سر
اپنا کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی کہ دو ٹکڑا ہو گیا گینڈا اور طرماسپ دونون گرے ستارہ پرستون نے طرماسپ
کو پکڑ لیا باقی آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے خورشید نے حکم دیا کہ طرماسپ کو قید کرو اسی وقت آہنگردن
کو بلا کر ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ڈلوا دین جہان ایرج قید تھا وہین اسے بھی لا کر اسیر کیا طرماسپ نے جو
ایرج کو دیکھا بہت خوش ہوا سلام کیا حال پوچھا کہ اس عیار کے ہاتھ سے کیونکر آپ نے رہائی پائی خورشید کے
ہاتھ کیونکر لگے ایرج نے تمام سرگذشت اپنی کہی کہ عنقا سے جادو کے باعث سے اس عیار کے ہاتھ سے چھوٹا اور مارا جانا
عنقا سے جادو کا مالکہ گیتی افروز کے ہاتھ سے اور سرہنگ کی کوششین باندھ کر ہمراہ لیکر جانا اور اثناے راہ مین
پھر سرہنگ کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور خورشید ستارہ پرست کا سرہنگ سے اشارہ چھین لینا بیان کیا
طرماسپ نے کہا کہ آپ سے اور خورشید سے کمال دوستی تھی پھر آپ کو خورشید نے قید کیون رکھا چھوڑ کیون نہ دیا
ایرج نے کہا اے طرماسپ مجھکو خورشید نے ابھی تک سامنے نہین بلایا اور مین نے سنا ہے کہ اب خورشید اور
غضنفر بن اسد سے کمال محبت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خورشید پھر طرفدار ستارہ پرستون کا ہوگیا طرماسپ بولا خیر جو
شہنشاہ اعظم کی مرضی لیکن یہان خورشید جو سپہر کو آرام کرکے اٹھا منہ ہاتھ دھو کر بارگاہ مین آکر بیٹھا تمام رفقا اسکے
جمع ہوئے غضنفر بن اسد مع شہاب بن فولاد اژدرگیر اور عادل شاہ کے آیا دہنی جانب خورشید کے دنگل
پر آکر متمکن ہوا خورشید نے تعظیم کی خیر و عافیت پوچھی اور کہا اے غضنفر یہ آفتاب پرست نہایت بیمروت ہے کہ عمرو ایسا
شخص جسنے اسکو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچایا اسکے ساتھ ایسی حرکت ناسزا اسنے کی کہ اسکے ناموس
ملکہ جادو کو عوجیان دریاباری کے حوالے کیے دیتا تھا وہ عورت شیرزن تھی کہ اسنے عزت اپنی بچائی عوجیان کو
مار کر چلی گئی اور اب ایرج نے قلعہ ارمنوس حصار کو کہ اسمین تمام مال عمرو کا تھا لوٹا اور بارہ ہزار غلام عمرو کے
قتل کیے ایسے نالائق بیمروت کو قتل کرنا لازم ہے غضنفر بولا آپ کو اختیار ہے حقیقت مین اسکی بیمروتیان مشہور ہین
شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ صفت نظر سلیمانی پر کیا حرکت بیہودہ کی تھی کہ اسکے جسم اقدس پر کوڑا مارا تھا جبتک
یہ پاجی ہے خورشید نے کہا مین اسے بلا کر تلقین بدین ستارہ پرستی کرتا ہون اگر اسنے میرا دین قبول کیا فبہا نہین تو
قتل کرونگا غضنفر بولا کہ ایرج دین آپ کا نہین قبول کریگا خورشید بولا کہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور
چوبدار سے کہا کہ جاکر لاؤ ایرج کو وہ زندانخانے کو روانہ ہوا اتفاقات روزگار اسد بن کرب غازی غضنفر
کی ہیئت بنا کرنے کا حال سنکر وضع اپنی بدلے ہوئے سامنے کھڑا تھا گفتگو سن رہا تھا یہ جو دیکھا کہ چوبدار ایرج کے
لینے کو جاتا ہے اپنے دل مین کہا کہ اے اسد تو جاکر عذر و معذرت کرکے خورشید سے ملجا اور ایرج کو قتل کرا لیں
اسد اپنے دل مین یہ سوچ رہا تھا کہ داروغہ زندانخانہ ایرج اور طرماسپ کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا ایسا
اسد بیتاب ہو کر بصورت اصلی بنکر رومال سے ہاتھ باندھ کر خورشید کے سامنے آیا پاس آکر قدمون پر سر رکھدیا
اور کہا اے خورشید مین تمھارا گنہگار ہون یہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرو مجھکو جدائی تمھاری کسی طرح گوارا نہین جس قدر
محبت مجھے شاہزادہ نور الدہر سے ہے اسی قدر تجھسے ہے غضنفر نے شہاب بن فولاد اژدرگیر سے کہا کہ
دیکھو بابا جان آئے اور اچھا رنگ لائے مگر خورشید نے جو اسد غازی کو قدمون پر گرے ہوئے پایا سر کو اٹھا کر
گلے سے لگایا اور بولا اے اسد بن کرب دلاور مین نے بالکل خطا تمھاری معاف کی مجھکو تجھسے کینہ کچھ نہین لیکر

کرسی جواہر نگار منگوا کر اسد غازی کو بٹھایا مگر ایرج نے جو یہ کیفیت دیکھی جلکر خاک ہوگیا بطریق آفتاب پرستان
سلام کیا خورشید نے کہا ای ایرج بہتر یہ ہی کہ دین ستارہ پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج
نے کہا ای خورشید مجھکو تمنے نہین گرفتار کیا ہی ایک عیار مکر و دغا سے مجھے اسیر کیے ہوئے لیے جاتا تھا اُس سے
تمنے مجھے چھینا ہی اگر تمکو دعوی صاحبقرانی کا ہی تو تمکو سر میدان زیر کرون تمھارا دین قبول کرون ورنہ تمھارے
اختیار مین ہون جو چاہو کرو خورشید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم تمھین چھوڑے دیتے ہین جب سر میدان زیر کرینگے
تو ستارہ پرست کر لینگے بعد اُسکے طرماسپ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دین ستارہ پرستی کے قبول کرنے مین اُسنے کہا
کہ آپنے مجھے زخمداری مین اسیر کیا ہی مجھکو بقوت بازو زیر کیجیے تو مین بھی ستارہ پرست ہو جاؤن خورشید نے
کہا بہتر ہی اور اسد غازی سے خطاب کیا کہ بھئی انکو چھوڑے دیتے ہین یہ حجت لائے ہین چاہا خداوند یہ دین
نے تو انکو سر میدان پکڑ کر تمھارے حوالے کرینگے اسد نے کچھ جواب نہ دیا چپ بیٹھا رہا خورشید نے کہا بلاؤ آہنگرون
کو کہ قید انکی دور کرین ایرج نے کہا کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہی قید کا ٹوٹنا وقت پر منحصر ہی یہ کہکر بلا کر ہاتھ کی
ہتھکڑی پاؤن کی بیڑی گلے کا طوق جھٹکا دیا کہ قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور اُٹھ کھڑا ہوا
طرماسپ نے بھی قید توڑ ڈالی خورشید نے تعظیم کی اپنے برابر بٹھا لیا صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا ساغر می
گردش مین آیا ایرج نے جو کئی جام متواتر پیے دماغ اسکا گرم ہوا خورشید سے کہا کہ ای خورشید مجھکو درد عشق نے
مار ڈالا ہائے عجب طرح کا بدقسمت ہون عنقا سے جادو کیا تھا کہ قلعہ ذو الامان مین سے ملکہ گیتی افروز کو اٹھا لا
وہ خود ہاتھ سے اُسکے مارا گیا ہائے جسوقت عنقا سے جادو تیر کھا کر میرے سامنے آکر گرا کیا تڑپ تڑپ کر اُسنے
اپنی جان دی اور مین بے نیل مقصود رہا اسد غازی نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سُنا آگ ہوگیا نعرہ کیا کہ او
کرپاس فروش بچہ بازاری یاد رکھنا تو میرے سامنے نام ملکہ گیتی افروز کا لیتا ہی دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون
اور تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے مسند کے تکیے پر روکی کہ تکیہ کٹ گیا ایرج سنبھلکر اُٹھا کہ اسد دور پہونچا
اور خورشید ستارہ پرست سے کہا کہ تو نے اسی سے اس پاجی کو چھوڑ دیا تھا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب
پر سوار ہوکر چلا یہان ایرج نے خورشید سے کہا کہ یہ دیوانہ نکلگیا مگر کہان جائیگا مار ڈالونگا اسے اور خورشید
سے رخصت ہوکر مع طرماسپ اپنے لشکر کو روانہ ہوا غضنفر نے اپنے رفیقون سے کہا کر دیکھا بابا جان خفا ہوکر
چلے گئے خورشید بولا ای غضنفر تجھے اور اسد غازی سے ایسا ربط و ضبط تھا کہ ہم اور اسد یک جان و دو قالب
تھے مگر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوا دیا اور اسوقت وہ ناحق تجھسے خفا ہوگئے غضنفر نے کہا وہ آپ سے نہین خفا ہوئے
ایرج کے کلام بیہودہ سے برافروختہ ہوکر چلے گئے اور مجھے اُنکی خفگی سے کچھ مطلب نہین آپ نے دیکھا کہ مین نے
اُنھین سلام تک نہین کیا آپنے مجھے منع کیا تھا کہ اپنے باپ سے نہ ملنا اس سبب سے نہ ملا خورشید نے کہا کہ بھئی
صادق القول ایسے ہی ہوتے ہین اور دیکھو مین نے بھی ایرج سے کچھ ارتباط نہین کیا اور اب چلکر اُس سے
مقابلہ کرتا ہون یہ آفتاب پرست جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور بھئی مین تمھین تمھارے باپ سے ملنے کو اب
منع نہین کرتا شوق سے ملو اور بھئی باپ تمھارا اس کمزوری پر ایسا بہادر ہی کہ رستم بھی اگر ہوگا تو ایسا ہی ہوگا او
عجب بے کلیجے نڈر آدمی ہی کہ مرنے سے تو ڈرتا ہی نہین اور اب تو وہ مجھسے بھی عذر خواہی کر چکا مجکو اب اُس سے
کینہ نہین رہا اور حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو انکو تو اتنا سے راہ میدان چھوڑیے حال ایرج اور طرماسپ کا
سنیے کہ یہ دوسرے روز اپنے لشکر مین آئے مال جو عمرو کا قلعہ سے نکلا تھا آدھا آپ لیا اور آدھا

لنڈھور کو دیا لنڈھور نے اپنا نصف حصہ احتیاط سے رکھوا دیا کہ بھٹی یہ مال بہت بڑے شخص کا ہے دیکھیے اسکے واسطے
کیا آفت آتی ہی قصہ مختصر ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادی اور کشیدہ رو آپہونچے
ایرج بولا کچھ پروا نہین ہی جو بیر اعظم چاہینگے وہ کرینگے اتنے مین لشکر عادیون کا مقابل لشکر ایرج اُترا ثمود عاد
خیمے مین داخل ہوا بیٹھا مسند پر غم مین شاہزادہ نورالدہر کے راگ رنگ سب کچھ ترک کردیا ہی اور کشیدہ رویون کی
طرف دیکھکر کہا کہ بجاؤ طبل جنگ بجواؤ کل یا تو ہمنے اس آفتاب پرست کو مارا یا اپنی جان دی بعد اُس شہریار کے
زندگی کو جی نہین چاہتا غضب کیا اس بدذات نے کہ ایسے شاہزادے کو قتل کرا ڈالا کشیدہ رویون نے کہا کہ کیا
ہم اپنے کو مردون مین شمار کرکے آئے ہین یا اپنے آقا کے قاتل کو مارا یا ہم بھی آقا پاس پہونچے طبل جنگ بجنے کو حکم دیا
اسیوقت نقارۂ رزمی پر ڈنکا لگا یہ خبر ایرج کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آرا ہے برابر ہوئے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر چلے گئے ثمود عاد چوب بدست گران سنگ
کاندھے پر رکھے ہوئے میدان مین آیا مبارز طلب کیا طرماسپ نے چاہا کہ مقابلے کو جاے ایرج نے نہ جانے دیا
کہا کہ مین اس دیو سے تجھے مقابلہ نہ کرنے دونگا اگر تو مارا گیا تو پھر مین تجھے کہان پاؤنگا اور مین نے تو سیکڑون دیون
کو مارا ہی مین جاکر اسکا کام تمام کرونگا یہ کہکر آپ مرکب کو چمکا کر ثمود عاد کے مقابل ہوا دیکھا ایرج کو ثمود عاد نے
آنکھون مین خون اُترا کہا کہ او آفتاب پرست بدذات تیرے دل نے کیونکر گوارا کیا کہ ایسے شاہزادے کو تو نے
مار ڈالا ایرج نے کہا ای ثمود عاد قسم ہی بیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین اس امر سے نہین آگاہ ناحق اسد نے
مجھے بدنام کیا ہی محض غلط ہی اگر مین نورالدہر کو قتل کراتا اُسکے غم مین سیہ پوش کیون ہوتا آٹھ روز تک اپنے لشکر سمیت
سیہ پوش رہا اور پھر مجھکو قاتل نورالدہر مشہور کیا ثمود عاد بولا کہ تو نے قتل نہین کرایا تو بارگاہ سلیمانی کیون طلب کی
بعد اُسکے اسباب بھی شاہزادے کا منگوا لیا تھا اس سے ثابت ہوا کہ تو ہی باعث قتل شاہزادہ نورالدہر ہی دوسرے
یہ کہ تجھکو خیال تھا کہ نورالدہر کے سامنے شوکت و شان میری خاک مین ملی ہوئی ہی یہ زندہ ہی تو مین سر نہ اُٹھا سکونگا
اس باعث سے تو نے اُسکو قتل کرایا اور اب مکر کرتا ہی ہم تو بے آقا ہو گئے بغیر مارے تجھے نہ چھوڑینگے ایرج نے کہا
خیر اگر مین نے اُسے نہین مارا تھا تو مارا دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہی لا جو حربہ تیرے پاس ہو ثمود عاد پکارا تیرے حربے سے
خدا بچایگا تو مین بھی حربہ کرونگا بس ایرج نے نیزہ اُٹھاکر خبردار خبردار کہکر ثمود عاد پر مارا ثمود نے نیزہ ایرج نوجوان کا
نیزے پر روکا لگی طعن پر طعن چلنے دو گھڑی مین ایرج نے نیزہ ثمود عاد کا ہوائی کیا ثمود نے غیظ و غضب مین
آکر چوب بدست گران سنگ سر پر چرخ دے کر ایرج پر ماری ایرج نے گرز پر روکی تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلنے لگے
زمین خوف سے شق ہو گیا مرکب تنگ تک غرق ہو گیا ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا پلک سے پلک بند ہو گئی ایرج بیہوش ہو گیا
ایک تتق گرد کا بلند ہوا ثمود عاد پکارا کہ آکر ایرج کی خبر لو دیکھو اسپر کیا گذری شاپور دوڑا گرد کے اندر گھسا پانی کا
چھینٹا دیا گرد پھٹی دیکھا ایرج کو کہ بیہوش کھڑا ہوا ہی پکارا کہ شہریار ہوشیار ہو پیچھے دیکھیے حریف لاف و گزاف کرتا ہی
ایرج کی آنکھ کھلگئی کہا ای شاپور اس عادی نے بلا کی ضرب لگائی روکی تو مین نے مگر ہاتھون مین درد ہو رہا ہی
یہ کہکر گھوڑے کو چاہا کہ زمین سے نکالے وہ اسپ گلی ہو چکا تھا پشت زین سے کود کر خشمناک ہوکر ثمود عاد پر دوڑا
اُدھر سے وہ بھی لپکا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی رات بھر کشتی رہی تماشبینون کی یہ کیفیت ہی کہ کہہ رہے ہین
یارو دیو اور آدمی کی لڑائی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی جب تک ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا ہمین کھانا پینا
حرام ہی غرض کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی مگر اب ثمود عاد کی یہ کیفیت ہی کہ دم آچکا ہی فقط اپنے جسم کے لنگر پر

لڑ رہا ہے کہ ایک مقام پر ایرج نے ہتہ مارا کہ لنگر ثمود عاد کا ٹوٹا اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر مشکیں ثمود عاد کی ایرج نے باندھ لیں طبل بازگشت بجوا کر پھرا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھا ثمود عاد کو سامنے بلایا اور کہا کہ دین میرا قبول کر ثمود عاد نے انکار کیا ایرج نے کہا بیعت میری اختیار کر وہ بولا یہ بھی نہ ہوگا مجھکو بعد شاہزادہ نورالدہر کے زندگی منظور نہیں ہے جہان اُسے تو نے قتل کرایا مجھے بھی قتل کرا ایرج نے ثمود عاد کو زندانخانے میں بھیجدیا اس اثنا میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عادیوں نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے دونوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے نقیب نہیب دے کر چلے گئے عاد بن ثمود میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایرج مقابلے کو نکلا بعد از تگادرزنی و سمنی نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ عاد بن ثمود کا ہوائی کیا عاد بن ثمود نے تلوار ماری ایرج نے وار اُسکا رد کرکے جو اپنا وار کیا تلوار سپر کو کاٹ کر خود کو دو کرکے سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی عاد بن ثمود نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر نکل گئی چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اقبالشہ کشیدہ رو یہ حال دیکھکر گینڈا بڑھا کر مقابل ہوا خوب نیزہ بازی و تیغزنی کی لیکن ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوا الغاشہ کشیدہ رو میدان میں آیا لیکن وقت جنگ زخم کھایا افران کشیدہ رو نکلا وہ بھی زخمی ہوا آج ایرج تلوار کی لڑائی لڑ رہا ہے اسلیے کہ سردار بہت ہیں کس کس کو زیر کرکے لیجائے گا آخر کار جتنے سردار تھے سب زخمی ہوگئے اب کشیدہ رو غصے میں آکر ایرج پر دوڑ پڑے یہ حال دیکھکر طہماسپ و دیلم شباط نے بھی اپنے گینڈوں کو دوڑایا لگی تلوار چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی کشیدہ رو آفتاب پرستوں کو پکڑ پکڑ کھانے لگے ایک غل آفتاب پرستوں میں ہوا کوئی منہ پر کشیدہ رویوں کے نہیں چڑھتا بھاگے جاتے ہیں مگر ایرج نوجوان اور طہماسپ و دیلم شباط نے بہت سے عادیوں کشیدہ رویوں کو قتل کیا آخر کار تاب جنگ نہ لاسکے کہ تمام عادی کشیدہ رو اپنا اپنا مال و اسباب لیکر بھاگے ایرج نے کہا شمار کرو کہ عادی اور کشیدہ رو کتنے مارے گئے اور آفتاب پرست کتنے کام آئے غرض حساب جو کیا اور لاشیں گنیں تو قریب چار ہزار کے عادی اور کشیدہ رو کام آئے تھے اور آفتاب پرست چالیس ہزار سے زیادہ اُنھوں نے کھا لیے تھے اور دس بیس ہزار لاشیں پڑی تھیں ایرج نے کہا یہ لوگ بلا ہیں انسے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا یہ نیر اعظم آفتاب تاباں کی مدد تھی کہ فتح پائی غرض یہی باتیں کرتا ہوا بالفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوا سپہدوں نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ بڑی بلا لشکر پر سے دفع ہوئی ایرج نے جواب دیا واقعی سچ ہے القصہ دوسرے دن ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے طہماسپ بن طہماس و دیلم شباط زنگی اور سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام شراب گردش میں ہے ایرج کا دم گھبرایا حکم دیا کہ سراچے سامنے سے ہٹا دو اُسی وقت خدمتگاروں نے سراچے اُٹھوا دیے چوبہا سے طلا و نقرہ پر قائم کیے گئے منقش کی ڈوریاں تکمہ ہاے لعل و یاقوت سے باندھ دی گئیں ایرج سیر سبزہ و صحرا کی دیکھنے لگا کہ جانوران خوش الحان مصروف ثنائے رب دو جہاں ہیں گلہاے بوقلموں نیرنگ عالم دکھا رہے ہیں ہوا سرد چلی آتی ہے عجب کیفیت ہے مگر کوئی دو پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایک طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جس وقت گرد شق ہوئی علمہاے ستارہ پیکر نمودار ہوے ابر اُسکے اور جلوس گذرا اور خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے دکھائی دیا اور مقابل لشکر ایرج کے آکر اُترا ہرکاروں نے آکر ایرج کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسعد دونوں آئے ہیں ایرج نے کہا کچھ اندیشہ

نہین ہی مگر خورشید ستارہ پرست جو داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت دبیر کو بلا کر کہا کہ نامہ لکھو ایرج کو کہ مال و اسباب جو عمرو بن امیہ ضمری کا تمنے لیا ہی وہ سب بجنسہ اُسی قلعہ ارمنوس حصار مین رکھوا دو جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھر کر آئینگے تو اُنسے فیصلہ کر کے لے لینا اور ملک صاحبقران عالیشان کے جو تمنے لیے ہین انھین چھوڑ دو اور مجھسے آکر بیعت کرو ورنہ مجھسے اور تمسے جنگ و جدل ہوگی دبیر نے یہ سنتے ہی نامہ تیار کیا خورشید ستارہ پرست دوسرے دن صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھا چوکی مخملی منگوا کر بچھوائی اُسپر نامہ سپر شمشیر جام شربت بیڑا پان کا رکھوا کر پکارا کہ ایہا الناس کوئی ایسا ہی ہماری بارگاہ مین کہ یہ نامہ لیکر ایرج کے پاس جاے اور ہمارے نامے کا جواب باصواب لیکر آے ہنوز کلام ختم نہ ہوا تھا کہ غضنفر بن اسد اپنے دنگل شوکت سے اُٹھا اور پکارا کہ ای خورشید مصرع کار ما نیست دیا اینکار ایم + مین جاؤنگا اور جواب نامے کا لیکر آؤنگا خورشید بولا ای غضنفر تمسے اور ایرج سے عداوت قدیم ہی تمھارے باپ کے خون کا وہ پیاسا ہی تم ہرگز نہ جاؤ تمھارا جانا مناسب نہ ہوگا غضنفر بولا کہ وہ بزاز بچہ اگر دشمن ہی تو ہو میرا کیا کریگا اور مین کچھ لڑنے جاتا ہون نامہ لیکر جاتا ہون اور مثل مشہور ہی کہ ایلچی را زوال نیست خورشید ناچار و مجبور ہو کر بولا خیر جاؤ خداوند وہی تمھارا نگہبان ہی مگر کلام سخت نہ کرنا غضنفر بولا تم تو ایلچی سے اُس سے دبے جاتے ہو بزدل ہو گئے کیا خورشید نے کہا اچھا تم گالیاں دینا دیکھون تو وہ کیا کرتا ہی غضنفر تو چند رفقا کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر خورشید کو غضنفر کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا ہی ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی ہی کہ ہمین ایک ایک دم کی خبر پہونچے القصہ غضنفر آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا اب علم نشان اُکھڑوا تا چلا آتا ہی خبر ایرج کو ہوئی کہ غضنفر خورشید کی طرف سے برسم ایلچی گری آتا ہی اور لشکر پر بدعت کر رہا ہی کہا کہ کوئی اُس سے خبر نہ ہو آنے دو یہانتک کہ غضنفر بن اسد تمام لشکر کو طی کر کے دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا تو چوبدار بہادل کھڑے ہین ہاتھی گھوڑا پالکی موجود ہی دو چار کوڑے مار کر سب کو ہٹا دیا گھوڑے پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا الطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور بن سعدان اور رفقا سے لندھور بن سعدان نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا کہ کرسی غضنفر کے واسطے لاؤ جب تک لوگ کرسی لائین یہ سیدھا دنگل طرماسپ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک لحظہ بھر کے واسطے دنگل اپنا مجھے دیدو مین بیٹھکر جواب و سوال کر کے چلا جاؤنگا پھر تم اپنے دنگل پر آ بیٹھنا طرماسپ چاہتا ہی کہ کچھ کہے کہ بہزاد مرتد دوڑا کہ او دیوانہ پن دیوانہ کیسا سودائی پن کی گفتگو کرتا ہی تیرے واسطے کرسی آتی ہی اُسپر بیٹھ جانا بس یہ سنکر غضنفر پکارا کہ او حرامزادے مرتد کیون تیری شامت آئی ہی بہزاد مرتد نے یہ کلمہ سخت جو سنا تلوار غضنفر پر ماری غضنفر نے تلوار اُسکی روک کر جوار اپنا کیا سپر کٹی اور تلوار سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی طرماسپ اُٹھا کہ او دیوانے تونے بہزاد کو زخمی کیا کہان جائیگا غضنفر نے وہی تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا غضنفر نے بائین ہاتھ سے خنجر پشت دست طرماسپ پر مارا کہ ہاتھ کے پار گذر گیا قبضہ تلوار کا ہاتھ سے طرماسپ کے چھوٹ گیا غضنفر نے پھر وہی تلوار ماری کہ کلہ طرماسپ کا زخمی ہوا زخم کاری لگا طرماسپ نے منھ پھیرا غضنفر نے اور ایک ہاتھ مارا کہ وہ شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا اتنے مین ایرج دوڑ پڑا کہ او دیوانے غضب کیا تونے کہ دو سردارون کو زخمی کیا اب کیا طرماسپ کو مار ڈالیگا جیسے ہی ایرج قریب آیا غضنفر نے اسپر بھی وہی تلوار ماری ایرج نے جھپکی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور ڈالکر زنجیر مین ہاتھ پیر اعظم آفتاب تاباں کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چھاتی پر مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او دیوانے دین آفتاب پرستی اختیار کر غضنفر نے کہا مین لاکھ لاکھ لعنت دین آفتاب پرستی پر کرتا ہون ایرج نے کہا خیر دین آفتاب پرستی اختیار نہ کر

ا بیعت مجھسے کر غضنفر پکارا کہ مین خورشید سے دست بیع ہو چکا ہون اب کیا مین ہرجائی ہون کہ ہر ایک سے بیعت
کرون ایرج نے کہا کہ مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کے بلانے کو
روانہ ہوا الشدھور بن سعدان نے غضنفر سے خطاب کیا کہ صاحبزادے کیون اپنی جان دیتے ہو بیعت کرنے مین کچھ
تمھارا نقصان نہین ہے جوانی پر اپنی رحم کرو غضنفر بولا کہ بہت آپکا دل میرے واسطے دُکھا آپ اپنا دل نہ دکھایے
مجھپر رحم نہ کھایے سبحان اللہ کیا تمھارا دل آپ نے کی ہے خوب امیر حمزہ صاحبقران کے ملک آپنے آباد کرائے
عمرو کے مال کی خوب حفاظت کی عاشق کسی پر ہو تو ایسا ہی ہو جس طرح آپ ہوئے ہین بس اب میری سعی و سفارش
نہ کیجیے گا اور ایرج سے کہا کہ تو بے مجھے قتل کر کہ اس اثنا مین جلاد کر موجود ہوا پکارا کہ کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کسکا سررشتۂ
حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے ایرج پکارا کہ جلد اس دیوانے کو قتل کر جلاد نے اُسی وقت
ریگ کا چبوترہ بنا کر نطع اُسپر ڈالدیا ہاتھ پکڑکر غضنفر کا نطع پر بٹھایا تلوار کھینچکر سرپر آ کھڑا ہوا ایرج نے کہا منتظر کسکا ہے
لگا ایک ہاتھ جلاد نے خط سیاہ گردن پر کھینچا اور تیغہ ہاتھ مین تولا اور پکارا کہ ہاتھ پر قوت رکھتا ہون تلوار باڑھ دار
ہے ایک ہاتھ مین کام تمام کرونگا ذرا سمجھکر حکم دیجیے کسواسطے کہ مار ڈالنا میرا کام ہے زندہ کرنا میرا کام نہین ہے اور
غضنفر نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی آنکھون مین آنسو بھر لایا دل کو رجوع کیا پروردگار عالم کی طرف
دعا مانگنے لگا ابھی ایرج نے تیسرا حکم قتل کا نہین دیا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور خورشید ستارہ پرست
سامنے سے نظر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا ایرج تعظیم کے واسطے اُٹھا خورشید کا ہاتھ پکڑکر اپنے برابر لاکر
بٹھالا ساقی کو اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا اور عطردان پاندان چنگیر چوگھڑے منگوا کر سامنے خورشید کے رکھے
مزاج پرسی کی پوچھا کہ آپ کیون تشریف لائے خورشید نے کہا کہ اے ایرج نوجوان مین نے غضنفر بن اسد کو برسم
[illegible] ی تمھارے پاس بھیجا تھا تمسے بعید امر ہوا کہ تمنے ایلچی کے قتل کا ارادہ کیا کسی نے بھی آج تک ایلچی کو قتل کیا ہے
[illegible] ور ہے کہ ایلچی را آزار روا نیست ایرج نے کہا کہ اے خورشید یہ ایلچی گری کو آیا تھا یا ہر ایک کو قتل کرنے آیا تھا
[illegible] ہر ادا اور طرماسب کو کہ انکا کیا حال بنایا ہے مار ہی ڈالا تھا خورشید بولا یہ تو دیوانہ تھا طرماسب کیون سودا
[illegible] ئی بنا اور عبث تکرار کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب غضنفر کو رہا کرو قتل سے باز رہو ایرج نے کہا بہت بہتر مجھے
[illegible] ہا خاطر عزیز ہے اور بلا کر آہنگرون کو کہا کہ قید غضنفر کی دور کرو اُسی وقت آہنگرون نے آکر قید کاٹ دی غضنفر
[illegible] کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش گرم ہوئی الشدھور سجدۂ شکر درگاہ جناب ایزدی مین بجا لایا کہ غضنفر بن اسد
[illegible] غضنفر چپکا سوچ مین بیٹھا ہوا ہے کہ ایک گھڑی بھر کے بعد سر اُٹھایا اور کہا کہ اے ایرج صاحبقران
[illegible] ت خورشید کی ترک کی مین جانتا تھا کہ خورشید کچھ بہادر ہے مگر یہ شجاعت و بہادری کیا باپ نے مجکو تمھاری
[illegible] چھوڑا ایا یہ بعید از جرأت و تہور ہے مین ایسے جاہل سے اور خود [illegible] دی کی بیعت نہین کرتا اب تمھاری بیعت
[illegible] نی ہون اور اُٹھا کہ لاؤ ہاتھ مین تمھاری بیعت کرون ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ آپ بیعت کیجیے خورشید
[illegible] بیٹھا ہے اور اپنے دل مین کہ رہا ہے کہ یہ عجب طرح کا دیوانہ ہے ایسا سودائی دیکھا نہ سنا بس ایرج نے
[illegible] پھیلایا غضنفر نے ہاتھ پکڑ کر منھ کی طرف کھینچا ایرج یہ سمجھا کہ شاید میرا ہاتھ آنکھون سے لگائیگا مگر
[illegible] ہاتھ پر ایرج کے تھوک دیا اور ایک طمانچہ مارا کہ او بزاز بچے ہم تیری بیعت کرینگے اور ہاتھ غضنفر
[illegible] کہ تمام بارگاہ آواز سے گونج گئی ایرج تیورا گیا اور ایک اُنگلی اسکی آنکھ پر پڑی اس وجہ سے
[illegible] اُٹھنے مین دیر ہوئی غضنفر کو دکھا گا ایک اور سردار اُٹھا کہ غضنفر کو پکڑلے مگر جو اُٹھا اُسے غضنفر نے

ایک ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوا اشلم زنگی اور فیلم زنگی وغیرہ زخمی ہوئے غضنفر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہوکر
برق بجاکر مع اپنے رفقا چل نکلا بعد ایک لمحہ کے ایرج بھی اُٹھکر دوڑا کہ کب چھوڑتا ہون اس دیوانے کو غضب کیا اسنے
جیسے ہی بارگاہ سے نکلا دیکھا دور ایک غل ہے کہ غضنفر مارے ڈالتا ہے ایرج مرکب پر سوار ہوکر چلا کہ لینا اس دیوانے
کو غضب کیا اسنے اب یہ کیفیت ہے کہ آگے آگے تو غضنفر پیچھے پیچھے ایرج نوجوان چلے جاتے ہین یہان خورشید نے
اپنے دل مین کہا کہ ایرج غصے مین ہے ایسا نہ ہو کہ غضنفر کو مار ڈالے پس یہ خیال دل مین کرکے اُٹھا بارگاہ سے باہر آیا
مرکب پر سوار ہوا اور تعاقب مین ایرج اور غضنفر کے روانہ ہوا لیکن غضنفر اُسی طرح بھاگا ہوا چلا جاتا ہے ایک
صحرا مین پہونچا تھا کہ ایرج بھی ساتھ ہی پہونچا اور للکارا کہ او دیوانے آپہونچا مین غضنفر نے ہرچند گھوڑے کو کوڑا کیا
مگر آگے نہ بڑھا اتنے مین ایرج آپہونچا اور تلوار غضنفر پر ماری غضنفر نے اپنے کو بچایا لیکن مرکب کے پچھلے دھڑ پر پڑی
کہ بیٹھا اور دونون پاؤن کٹ گئے غضنفر کود پڑا اور تیر کمان مین جوڑ کر جو مارا مرکب پر ایرج کے پڑا کہ گھوڑا مارا گیا ایرج
بھی مرکب سے کودا غضنفر نے ایک تیر اور مارا کہ وہ اپنے (?) پر پڑا تیر مار کے بھاگا ایرج بھی دوڑا اب دونون پیادہ پا
ہوے غضنفر دیا ہٹا ایرج بھی پیچھے کیونکر اُس تک پہونچے آتے آتے غضنفر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج زیر کوہ آ
پہونچا للکارا کہ او دیوانے آیا مین وہین آکر تجھے مارونگا مگر عجب عالم ہے ایرج کا کہ تلوون مین آبلے پڑ گئے ہین پاؤن تھک
گئے ہین چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ اُدھر سے خورشید پہونچا ادھر شہاب بن فولاد اژدر گیر اور عادل شاہ سب
مرتا (?) غضنفر کے پہونچے خورشید نے ایرج سے کہا کہ بس پھر جاؤ یہ شدنی نہین کہ میرے ہوتے غضنفر پر ہاتھ ڈالو
اور غضنفر کے لوگ بھی آگئے تمھارے رفیق بھی آپہونچے ناحق کشت و خون ہوگا ارادہ فاسد سے باز آؤ کل ہمارے
تمھارے سامنا ہے ایرج بولا اے خورشید تم ان لوگون سے ناحق ملتے ہو باپ نے اس دیوانے کے تمھارے ساتھ کیا
سلوک کیا جو اس سے تم فیض کو پہونچے گے بہت پچھتاؤ گے یہ نہایت فیلے (?) ہین اور مین تو تمھارے کہنے سے پھرا جاتا ہون
مگر یہ خدا کو سونپا اسے زیر نگاہ رہین تمھین معلوم کیا ہے کہ اس دیوانے نے مجھے (?) کیا ہے کچھ تمھین دغا دیگا خورشید
چپکا سنا کیا جواب نہ دیا کہ اتنے مین ایرج کے سردار سامنے سے دکھائی دیئے ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا اور خورشید
غضنفر کو ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی گردش مین آیا دو
تین جام شراب سے پیکر حکم دیا کہ شب طبل جنگ خبردار ایرج کے روانہ ہوئے اور بیان کیا کہ خورشید نے طبل جنگ
بجوایا ہے ایرج نے کہا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے
کی گرجی لشکر دونون مین تیاری ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا اسی طرح صبح ہوئی دونون لشکر
میدان جدال و قتال مین صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے خورشید اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کر نکلا
میدان مین آیا سراپا جنگ کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہوگیا گھوڑا بھی پسینے مین تر ہوگیا ٹھہر کر نیزہ گاڑا اور مبارز
طلب کیا ادھر ایرج اپنے لشکر سے نکلا گھوڑا اُڑاتا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سپرد کیا ہے خدا اعظم کو وہی تمھارا نگہبان ہے ایرج نوجوان مالک بن
ملکوت شاہ سے رخصت ہوکر مقابل خورشید ہوا خورشید یہ کہنا لگا ور زلی دوڑ پڑا دونون مرکب برابر سے جھکے
مسل سکندرانون مین ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا بعد اسکے نیزہ بازی ہوئی دونون نے بھالے سنبھالے نیزہ بازی
ہونے لگی یہانتک کہ سنانین بنانین بیکار ہوگئین اور مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا پھینک پھینک کر نیزے ہاتھون سے
تلوارین کھینچ لین لگی تلوار چلنے دونون کیسے زبردست ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو بجلیان ہین کہ کوندرہی ہین یہانتک کہ

دو پہر تلوار چلی ایک بار گھوڑے سے خورشید کے سکندری کھائی اور تلوار سر پر پہنچی کہ تا دوابرو اتر گئی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ دوڑ پڑے اور خورشید کو اٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا غضنفر بن اسد نکلا آتے ہی برس پڑا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا شہاب بن فولاد اژدرگیر نے سامنا کیا یہ بھی تا دیر لڑا لیکن مجروح ہوا سعد و سعید مقابلے کو نکلے گرفتار ہوے اب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو خورشید اور غضنفر کوچ کرکے مع لشکر چلے گئے یہان صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا حکم دیا کہ لاؤ سعد و سعید کو میرے سامنے اُسی وقت لوگ سعد و سعید کو زندانخانے سے لاے انھون نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ہندیون نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسیان اُنکے واسطے بچھوائین پوچھا کہ مین نے کیونکر تمھین زیر کیا انھون نے جواب دیا کہ تو زبردست تھا ہم تیرے ہاتھون گرفتار ہوئے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو میری رفاقت مین رہو انھون نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی آفتاب پرستی پر ایرج بولا خیر دین میرا نہین قبول کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو دونون نے کہا کہ ہمین جان دینا قبول ہی اور بیعت تیری کرنا قبول نہین ہی ایرج یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور لندھور کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ بھی انکو جہان تک سمجھانا ہو اسی وقت سمجھا دیجیے اور اگر آپ کہینگے کہ انکو تین روز قید رکھیے بعد تین روز کے قتل کیجیے گا تو مین نہ مانونگا کسواسطے کہ اکثر ایسا ہوا ہی کہ مین نے قید کیا ہی رات کو اسد آکر چھڑا لیگیا ہی اور سب مجھپر ہنستے ہین اب مین اپنے کو ہنسوانے کا نہین لندھور نے سعد و سعید کو بہت سا سمجھایا کہ تم بیعت کرلو آج ایرج صاحبقران بادشاہ دوران لعزم ہی مین نے بھی مصلحت وقت جانکر بیعت کی ہی تم بھی دست بیع ہو سعد و سعید بولے اے ہندی ہم ایرج پر عاشق نہین ہوے ہین جو بیعت کرین اور سامنے بیٹھکر نظارہ کیا کرین تو عاشق ہوا ہی بیعت کیے بیٹھا رہ لندھور یہ سنکر خاموش ہوا ایرج نے حکم دیا کہ جلادون کو اُسی وقت جلاد آکر موجود ہوے ایرج نے کہا جلد انھین چرخی پر کھینچکر تیرباران کرو میرے سامنے سے کہین نہ لیجاؤ کسواسطے کہ وہ دلاور اکثر آپڑا ہی اور چھڑا لیگیا ہی غرض اُسی وقت اُن دونون کو تیرباران کیا وہ مرد مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لندھور تو کمال متاسف اُٹھکر چلا آیا یہان لاشہ اُن مسلمانون کے لشکر سے باہر پھنکوا دیے گئے قضا کا اتفاقات روزگار ضرغام شیردل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا لاشین اُنکی دیکھکر روتا ہوا اسد غازی کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا کہ خورشید و غضنفر تو زخمی ہوکر چلے گئے سعد و سعید کو ایرج نے شہید کیا اسد یہ سنتے ہی پہلے تو اُنکے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اسکے کہا کہ آج چلکر لاشین اُنکی لائینگے دفن کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو اُنکے خون کا عوض بھی لینگے اور فرمایا کہ سب قزاق تیار رہین القصہ رات کو کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ سرخان سے باہر آیا اور کنارے دریا اُترکر اپنے تمام لشکر کو آراستہ کیا دو پہر رات گئے روانہ ہوا اور لشکر ایرج پر آکر شبخون گرا قتل کرنے لگا صیقل سپہرگردان سپہر سپہرگردان طلایہ کی گشت پر تھے دونون دوڑے کہ او دلیر اتنی مدت کے بعد تو آیا ہی کہان چھپا بیٹھا تھا آج ہم تجھے زندہ کب چھوڑتے ہین اور برابر اسد کے پہونچکر پہلے صیقل سپہرگردان نے تلوار اسد غازی پر ماری اسد نے اسکا وار روک کر سر تاک کر جگرگاہ پر ہاتھ مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے سپہر سپہرگردان دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مار ڈالا آیا ہین تجھسے عوض لینے کو یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر پہنچی کہ مرکب کے نیچے جاکر ٹھہری مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ سپہر سپہرگردان بھی مارا گیا اسد نے بہت سے زنگیون کو قتل کیا اس اثنا مین خبر ایرج کو ہوئی وہ مرکب پر سوار ہوکر دوڑا اسد غازی نے سنا کہ ایرج آتا ہی اسنے

لاشین سعد و سعید کی اُٹھوالین اور بھاگا وہان سے ایرج للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیو اب کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے اسد پکارا کہ او بزاز بچے سعد و سعید کی لاشین لینے آیا تھا اور اُنکے خون کی عوض مین سیقل سپرگردان اور سپہر سپرگردان کو مار کر چلا اب تو بچکے کیا پائیگا یہ کہکر اور گھوڑے کو تیز کیا طے فتہ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ کا راستہ لیا صبح ہو چکی تھی کہ ایرج لب دریا پہونچا دیکھا کہ دیوانہ جہاز ون پر سوار چلا جاتا ہے یہ کھڑا ہوا دیکھا کیا اسد بوق بجاتا ہوا یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ او آفتاب پرست آئینہ سکندری نکالکر دیکھ حیران کیون کھڑا ہوا ہے اور داخل قلعہ ہوا ایرج پکارا کہ او دیو اسنے ناک مین دم تو سنے کر دیا اور مجبور ہوکر وہان سے پھر کر آیا سیقل سپرگردان اور سپہر سپرگردان کی لاشین اُٹھوائین اور اُنکو جلا یا پھونکا اودھر اسد نے سعد و سعید کی لاشون کو کفن دیا اور دفن کیا اور نورالدہر کو یاد کرکے رونے لگا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو طبل جنگ بجا کر سویا تھا کہ صبح کو ایرج سے سامنا کرونگا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین استادہ دیکھا حیران ہوا کہ اس باغ مین مجھے کون لایا ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور آیا تھا کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی اُسی طرف کو چلا تھوڑی دور آیا تھا کہ ایک بارہ دری عالیشان چھت اور پردے آراستہ سائبان زربفتی آگے کھنچا ہوا نازنینان مہ جبین کا ہجوم نورالدہر کو جو دیکھا غل ہوا کہ یہ نامحرم کہان سے آیا ہے کہ اتنے مین وہ نازنین جو صاحب مسند تھی اُسنے کہا کہ ارے بُلالو اسے راہ بھولکر ادھر چلا آیا ہوگا سب نے آواز دی کہ آیئے ہماری خاتون آپ کو بُلاتی ہین نورالدہر جب قریب آیا تو وہ نازنین مسند سے اُٹھی اور کہا آیئے خانۂ ما خانۂ شماست آپ مہمان ہین ہمارے شاہزادے نے جو صورت اُسکی دیکھی مائل ہوا اندر بارہ دری کے آیا وہ نازنین دوڑکر آئی ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا اسباب عیش و عشرت سامنے مہیا کیا پوچھا کہ بھر کیون چلے تھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ راستہ بھولکر ادھر آنکلے شاہزادے نے کہا کہ مین حیران ہون کہ اپنے لشکر مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو اس باغ مین پایا خدا جانے مجھے کون یہان اُٹھا لایا وہ نازنین یہ سُنکر ہنسی اور اُسکی ساتھ والیون نے قہقہہ مارا کہ میان تم ایسے دودھ پیتے بچے ہو کہ کوئی تمھین سوتے مین اُٹھا لایا واہ واہ میان وہ بات کہو کہ کوئی یقین لائے ایسی بات نہ کہو کہ سُنکر ہنسی آئے اور اس نازنین مسند نشین نے ایک جام شراب کا بھر کر دیا کہ اسے پیو اور نام اپنا بتاؤ نورالدہر بولا کہ مین پوتا ہون صاحبقران کا نورالدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہے ایرج سے مجھسے مقابلہ تھا شب کو طبل جنگ بجا کر سویا تھا صبح کو آنکھ جو کھلی اپنے کو یہان پایا اُسنے کہا کہ ہان صاحب ایسا ہی ہوگا اگر تمھین کوئی اُٹھا لایا ہے تو جہان کہو گے وہان پہونچا بھی دیگا تم کچھ اندیشہ اپنے دل مین نہ کرو اور یہ کہکر شراب پلانی لگی نورالدہر بھی نشے مین اختلاط کرنے لگا گلے مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بوسے لے مُنھ کے برابر جو مُنھ پہونچا ایک بوسے بد مُنھ سے نکلی کہ دماغ شاہزادۂ نورالدہر کا پریشان ہو گیا بس دور ہٹ بیٹھا وہ بولی کیون صاحب یا یہ شور اشوری یا یہ جلدی تھی تم دور کیون ہٹ بیٹھے نورالدہر نے کہا کہ معلوم ہوا تو جادوگرنی ہے منھ مین سے تیرے بوسے بد آتی ہے اُسنے جواب دیا کہ ہان سچ ہے مین ساحرہ ہون نام میرا بدرہ جادو ہے بھانجی ہون دمامہ جادو کی مین ایک روز آذرکوہ کی طرف سے اُڑی ہوئی چلی جاتی تھی وقت شب تھا روشنی چراغان تھی کسی کی برات دھوم سے جاتی تھی نہین معلوم کسکی شادی تھی بس مین نے تجھکو دیکھا عاشق ہو گئی اور اُس وقت تو اپنے مکان کو چلی آئی ضبط کیا لیکن خیال جو تیرا آکر بندھا دل نے بیقراری کی اور آنکھون نے زاری کی ہر چند دل بیتاب کو سمجھایا اُسنے نہ مانا آخرکار مین نے تیری صورت کا ایک مرد بنا کر اُسکا

سر کاٹ کر تیرے پلنگ پر ڈال دیا اور تجھے لے آئی اب سب تیرے لشکر والون کو یقین ہی کہ تو مارا گیا تجھکو لازم ہی کہ
سب کی ملاقات سے امید قطع کر مجھے اپنا عاشق وشیدا جان مین تجھ پر میری جان فریفتہ ہون اور میرا ابھی چودہ برس
کا سن ہی سب باتین مجھ مین اچھی ہین صورت سیرت مین میرا مثل نہین ہی سوا اسکے کہ تو بے مہری سے متنفر سے
آئی ہی تو بے عیب ذات خدا کی ہی ایک زمانہ میری آرزو رکھتا ہی مین کسی سے التفات نہین کرتی تجھ پر البتہ میری
طبیعت آگئی ہی اگر تو مجھسے موافقت رکھیگا تو جو کچھ تو کہیگا وہی کرونگی نور الدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ لکاتہ
غضب کر آئی افسوس اسد وطہماس کی کیا حالت تیرے غم مین ہوئی ہوگی پس بدرہ جادو کو جواب دیا کہ ای
مردار تو نے تو جیتے جی مجھے مار ڈالا اور اسیر طالب وصل ہی کبھی مجھسے امید وصل نہ رکھنا مین تیری طرف
تھوکنے کا بھی نہین بدرہ جادو نے کہا کہ اگر تو مجھے رنج دیگا تو مین بھی تجھے ایذا پہونچاؤنگی نور الدہر بولا کہ
جو تو چاہے سو کر پس بدرہ جادو نے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا اور نور الدہر کے پاس آیا اور ہاتھ
پکڑ کر کہا کہ چل مین تجھے قید کرون نور الدہر نے چاہا کہ ایک طمانچہ اُسے مارے جسم مین طاقت نہ پائی وہ زنگی
کھینچتا ہوا لیگیا اور مکان تاریک مین لیجا کر بند کیا بے آب و دانہ رکھا صبح کو بدرہ جادو نے پھر اپنے سامنے بلایا
صحبت مین بٹھایا کھانا کھلایا اسباب عیش وعشرت مہیا کیا کہا دیکھ ای عزیز کیون اذیت اٹھاتا ہی جو مین کہتی ہون قبول کر
ارے دیکھ اپنا چاہنے والا نہین ملتا ہی نور الدہر نے پھر انکار کیا کہ ای مردار مین ہرگز تجھے قبول نہ کرونگا مجھکو اژدہے
کے پہلو مین بیٹھنا سانپ کے ساتھ سونا گوارا ہی اور تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی بدرہ جادو نے برہم ہوکر پھر
پکارا کہ ای شعلہ زنگی لیجا اسے میرے سامنے سے اور چاہ تاریک مین بند کر وہ زنگی تیرہ درون شاہزادے
کو لیگیا اور ایک چاہ تاریک مین لیجا کر بند کیا دو روز وہ رشک یوسف اُس چاہ مین رہا تیسرے روز بدرہ جادو
نے پھر بلایا اور کہا کہ کیون مردے اب بھی تیرا نشہ کچھ اُترا یا نہین آ مجھے قبول کر شاہزادے نے پھر انکار کیا
اُس وقت اُس ساحرہ نے کہا ای شعلہ زنگی ابھی تو اسے قتل کر اُسنے زیر تیغ بٹھایا اور چاہا کہ نور الدہر کو
قتل کرے بدرہ جادو نے منع کیا اور نور الدہر سے کہا ارے میرا جی گوارا نہین کرتا کہ تو مارا جاے مین تجھے
بہت چاہتی ہون مجھے قبول کر نور الدہر بولا کہ مین ہزار بار مرکر جیونگا مگر تجھے نہ بات کرونگا پس بدرہ جادو
خفا ہوکر سحر سے ایک عقاب کی صورت بنکر نور الدہر کو پنجون مین دبوچ کر لیکر اُڑی اور آسمان پر سے پھینکا کہ
نور الدہر آدھا زمین مین گڑ گیا دن کی دھوپ رات کی اوس جسم نازنین پر پڑنے لگی عجب ایذا مین تھا دو مہینہ
ہوا نور الدہر دعا مانگ رہا ہی کہ سواری قمرزاد کی اُدھر سے گذری نور الدہر پر نظر جو پڑی زمین مین گڑا
ہوئے دیکھا قریب نور الدہر کے آیا پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حال ہی شاہزادے نے تمام سرگذشت اپنی
بیان کی قمرزاد نے کہا کہ مین اُس لکاتہ کو مارونگا اور تجکو رہا کرونگا نور الدہر نے کہا آپ میرے ساتھ اپنے کو
نہ گرفتار کرائیے وہ ساحرہ زبردست ہی آپ اُسکا کچھ نہ کرسکینگے ناحق آپ بھی پھنس جاینگے قمرزاد نے کہا ای فرزند یہ
بھی تو گوارا نہین کہ تم گرفتار بلا رہو یہی باتین تھین کہ آندھی چلی نور الدہر بولا کہ بھاگیے وہ ساحرہ آئی ہی قمرزاد ایک
درخت کی آڑ مین تیر کو کمان مین جوڑ کر کھڑا ہو رہا اتنے مین بدرہ جادو آئی نور الدہر سے کہا کہ کیون اب تو نے سزا
معقول پائی ہے اب بھی جو مین کہتی ہون اُسے منظور کر ایسے مین خیر ہی یہ تو باتون مین مصروف تھی ادھر قمرزاد
نے نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ پشت پر اسکی بیٹھا مگر یہ ساحرہ روئین تن آہنی بدن ہی تیر ٹکرا کر اچٹ گیا بدرہ جادو نے
پھر کر جو قمرزاد کو دیکھا کہا کیون موے یہ تو نے تیر مارا تھا اور سحر کیا کہ قمرزاد وہین جم کر رہگیا اور بدرہ جادو نے

آکر ہاتھ پکڑ لیا اور نور الدہر کے پاس لائی اور دوسرے ہاتھ سے نور الدہر کو پکڑکر کھینچتی ہوئی دونون کو باغ کی طرف
لیکر چلی تھی کہ قمرزاد کے ساتھ جو دیو پری تھے وہ حملہ آور ہوئے بدرہ جادو نے اسم سحر کا پڑھ کر کہا کہ جو جہان ہو
تھا وہین جم کر رہگیا بدرہ جادو واپس باغ مین آئی قمرزاد کو لاکر سامنے بٹھایا پوچھا کہ تو اسکا کون ہے قمرزاد نے جواب دیا
کہ یہ میرا بھتیجا ہے بدرہ جادو بولی تو اسکی رہائی کو آیا تھا کہا کہ ہان بدرہ جادو بولی مین اسپر عاشق ہوکر اسے اٹھا
لائی ہون لیکن یہ میری صحبت سے انکار کرتا ہے تو ہی مجھسے ہمبستر ہو قمرزاد بولا او مردار کیا بکتی ہے ہم اہل اسلام ہین
ہمسے یہ امید نہ رکھنا تو کسی کافر کو ڈھونڈھ جو تیری حاجت بر لاوے اسنے کہا اگر یہ ہے ہوئے تو بھی اسی کا ساتھ ہے مین تم
دونون کو قتل کرونگی قمرزاد نے کہا جو تجھسے ہوسکے وہ کر ہمکو مرنا گوارا ہے لیکن تجھسے ہمصحبت ہونا گوارا نہین بدرہ جادو
یہ سنکر نہایت برہم ہوئی اور دونون کو ستون سے بندھوا دیا گرد انکے ایک حصار آتش قائم کیا اور آپ مبتلاے
خواب مرگ ہوئی دوپہر رات گئی تھی کہ اولوس حبشی ایک طرف سے پیدا ہوا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ مین اس
لکاتا کو مارتا ہون آپ نہ گھبرایئے اور تلوار کھینچکر چلا تھا کہ آنکھ بدرہ جادو کی کھلگئی اولوس کو دیکھکر پکاری کہ ارے
تو کون ہے اولوس اڑکر چلا گیا مگر اسنے پہچان لیا کہ یہ اولوس حبشی تھا رات بھر جاگا کی کہ پھر اولوس آوے تو اسے بھی
گرفتار کرون جب وہ نہ آیا تو شعلہ زنگی سے کہا کہ ان دونون کو لیجا کر اسی چاہ تاریک مین بند کر شعلہ زنگی کھینچتا
لیگیا اور دونون کو اسی چاہ تاریک مین بند کیا اور چہار جانب جنکی پہرا قائم کیا بدرہ جادو ہر روز ایک بار
نور الدہر اور قمرزاد کو اپنے سامنے بلاتی تھی اور کہتی تھی کہ میرا کام دل حاصل کرو نہین تو اسی طرح قید خانے مین
گھلا گھلا کر مار ڈالونگی مگر یہ جواب صاف دیتے ہین کہ ہمسے توقع کسی طرح کی نہ رکھ یہ پھر قید خانے مین بھیجدیتی ہے
چند دن اسی طور پر گذرے تھے کہ ایک روز ملکہ عظیمہ جادو تخت پر سوار آئی بدرہ جادو سے ملاقات کی اسنے
کہا کہ ای عظیمہ جادو تم خداپرستون سے ملی ہوئی ہو اور ہمسے بگڑی ہوئی ہو اسنے کہا کہ ای بدرہ جادو مین تو خداپرستون
کے خون کی پیاسی ہون انھون نے تو میرا گھر برباد کرادیا تمام طلسم کو ہربار کے جادوگرون کو مار ڈالا مین طلسم سے
بھاگی ہوئی تھی جب خداپرست طلسم کو برباد کر چکے ہین اسوقت پھر وہان گئی بدرہ جادو بولی ای عظیمہ جادو
کیون جھوٹ بولتی ہو ابھی کل بیٹا تمہارا آیا تھا کہ مجھے قتل کرے اور نور الدہر کو چھڑا لے میری آنکھ کھلگئی تو وہ
بھاگ گیا عظیمہ جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو وہ ایسا ہی خراب ہے بلکہ اسنے خداپرستون سے ملکر مجھے بھی تباہ کرایا
بدرہ جادو نے کہا کہ اسے تم پکڑلاؤ تو مین جانون کہ تم خداپرست نہین ہو عظیمہ جادو بولی بلالون جسوقت وہ ہاتھ لگا اسے قید
اسیر کرکے لے آؤنگی مگر آپ نور الدہر کو تو میرے حوالے کیجیے کہ مین اسے ذبح کرون یہی تو قاتل ہے تمام ساحران طلسم
کوہربار کا بدرہ جادو بولی دو چار روز تامل کرو پھر تم جو چاہنا وہ کرنا عظیمہ جادو نے کہا ای بدرہ جادو جیسا کہ مین ان
خداپرستون سے جلی ہون کوئی ایسا کم جلا ہوگا انکو پاؤن تو سیسے پر رکھکے پٹیان اڑاؤن بدرہ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو
مین تو بہت خائف ہون خداپرستون سے کہ انھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے ہین عظیمہ جادو
نے کہا بلالون کچھ اقبال ہے انکا کہ ہمین لوگون مین سے انکے شریک ہوے اور ساحرون کو قتل کرایا چنانچہ عظلی آباد مین
مین ملکہ جادو نے تمام جادوگرون کو قتل کرایا اسی طرح اور مقامون پر بھی ایسا ہی کچھ ہوا نہین تو خداپرست کیا جان
رکھتے تھے کہ ہم لوگون سے سامنا کرسکتے ایک منتر ایک اژدھر مین تو انکا کام تمام ہوتا اور ای بدرہ جادو یہ خداپرست
نحس قدم بھی ایسے ہین کہ جہان یہ پہونچے وہ ملک تباہ و برباد ہوا اسکے پاس رہے اسے بار اتارا اسیواسطے مین اور
زیادہ مصر ہون کہ اس موذی خداپرست کو مجھے دیدو کہ مین اسکے کباب لگاؤن بدرہ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو

تم اُسے براہ کہو مین بدل اُسپر مائل و مبتلا ہون میری جان اُسپر جاتی ہی ایسا حسین تو مین نے آج تک نہین دیکھا وہ مجھسے
انکار کرتا ہی مجھکو جلاتا ہی مین اُسے ایذا دیتی ہون مگر یہ نہین چاہتی کہ مار ڈالون تم اُسے کوستی ہو مجھے بُرا معلوم ہوتا ہی عظیمہ جادو
بُولی بلالون جو وہ آپ کا پیارا ہی تو ہم اُسے آنکھون پر بٹھائینگے اور بہت عزیز رکھینگے اور ای ملکہ بدرہ جادو حقیقت
مین وہ ایسا ہی صاحب جمال ہی اور آپ فرمائینگی تو مین بھی اُسے سمجھاؤنگی القصہ عظیمہ جادو نے بہت خوشامد اور
چاپلوسی کی اور دل بدرہ جادو کا ہاتھ مین لیا نورالدہر کو صحبت مین بلوایا بدرہ جادو نہایت حسین بنکر بیٹھی نورالدہر
کو سامنے بٹھایا حرکتین معشوقانہ کرنے لگی نورالدہر اُدھر سے منھ پھیرے بیٹھا ہی بالکل اعتنا نہین کرتا آخر کو بدرہ جادو
نے کہا کہ لیجا اُسے شعلہ رنگی آیا شاہزادہ نورالدہر کو لیکر چلا گیا بدرہ جادو نے آہ سرد کھینچی رونے لگی کہا ای
عظیمہ جادو دیکھا تمنے اُسے کیا بیدرد ہی کہ میری طرف دیکھتا بھی نہین مین اپنا درد کیونکر مٹاؤن اس محبت کا ستیاناس
جاے کیا بُری چیز ہی عظیمہ جادو نے اُٹھکر بلائین لین کہا کہ مین صدقے مین قربان لاکھ جانین میری پھر نثار بلاؤن
سامنے آپکے تو مین اُس سے بات نہ کرسکی اگر حکم ہو تو اب تنہائی مین جاکر اُسے سمجھاؤن کہا ای عظیمہ جادو تمھین اختیار
ہی جاؤ سمجھاؤ مین منع نہین کرتی مگر خبردار بزور بجبر اُسکے دل کو میری طرف رجوع نہ کرنا مجھ مین بھی طاقت ہی کہ بسحر اُسکی
طبیعت کو اپنی طرف رجوع کرسکون مگر ای عظیمہ جادو اسمین مزا نہین عظیمہ جادو بولی کہ واری نہین سحر سے رجوع کیا
تو پھر کیا تکلف ہی مین اُسے افسون تقریر سے تسخیر کرونگی بدرہ جادو نے کہا اچھا تم سمجھاؤ اور شعلہ رنگی سے کہا کہ ملکہ
عظیمہ جادو کو ان قیدیون کے پاس جانے دینا منع نہ کرنا اور جب یہ نورالدہر کے پاس جائین تم وہان سے سرک آنا
اُسنے کہا بہت خوب غرض بدرہ جادو جب سو رہی تب عظیمہ جادو اُٹھکر نورالدہر پاس آئی سلام کیا بیٹھی نورالدہر
سے کہا کہ ای شہریار یہ بدرہ جادو بلا سے ہے درمان آفت جہان ہی گو مین اسکا عدیل و نظیر نہین ہی مین باوجودیکہ
خود ساحرہ زبردست ہون لیکن سرنگون ہو کر اسکا سامنا نہین کرسکتی آپ مفت اپنی جان دیتے ہین اس سے جیتے
تو ایسے لگاوٹ کیجیے پھر مین سمجھ لونگی ذرا اعتبار اپنا اسپر جمالون تو پھر اس لگاوٹ کو مارون نورالدہر بولا ای عظیمہ جادو
مین کیونکر اُس سے ہنسون بولون اُسکی گندہ دہنی سے تو دماغ پریشان ہوا جاتا ہی عظیمہ جادو بُولی بلا لون جس طرح
ہو سکے آپ اُس سے التفات کرین نورالدہر نے کہا اچھا جیسا تم کہوگی ویسا ہی کرونگا لیکن اس سے صحبت
نہ ہوگی عظیمہ جادو تو چلی گئی جاکر سو رہی بدرہ جادو جو سحر کو اُٹھی منھ ہاتھ دھو کر مسند پر بیٹھی اتنے مین عظیمہ جادو
بھی اُٹھی منھ ہاتھ دھو کر آئی بدرہ جادو کو سلام کیا بدرہ جادو نے اپنے پاس بلا کر بٹھایا پوچھا کہ کیون عظیمہ جادو تم گئی
تھین کیا کیا عظیمہ جادو نے کہا ایسا کچھ کیا ہی کہ تم اُسے بلاؤگی تو معلوم ہو جائیگا بدرہ جادو بُولی سچ بتاؤ اُسے کیسے
راضی کیا عظیمہ جادو نے کہا آپ بلا لیجیے اُس سے جو کچھ سچ میرا ثابت ہو جائیگا بدرہ جادو نے صحبت عیش آراستہ کیا
حکم کیا کہ لاؤ نورالدہر کو عظیمہ جادو بُولی کہ بلالون رفتہ رفتہ رام کیجیے کچھ مین نے اُسے آپ کی طرف راغب کیا ہی
کہ اس اثنا مین نورالدہر کو ترک لیکر آئے بدرہ جادو نے اپنے سامنے بٹھا لیا جام شراب پیش کیا نورالدہر بانا
اُسکے ہاتھ سے جام نہ لیتا تھا یا آج لیکر پی گیا اسنے گزک دی وہ بھی کھا گیا اور کہا ای بدرہ کا [illegible]

ہوتے ہین جیسی تم ہو سہین پیار بھی کرتی ہو اور ایذا بھی ہو پہنچاتی ہو کیا کہتے ہین ایذا بگ
راستی کی اوس ہمارے اوپر گذری چاہ تاریک مین ہمکو بند کیا بجور و خواب ہے دانہ
اور پھر عشق و عاشقی کا دم بھرتی ہو عاشق ہم ہین کہ جو تمنے جفائین کین ہمنے اُٹھائین
جان چکے ان مصیبتون اُٹھنے بلا کی تو ملاقات نصیب ہوگی بس یہ کہکے جو شاہزادہ نے

دعائین دینے لگی ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھایا شاہزادے نے کہا کہ بس زیادہ چاہت نہ دکھا یئے الغرض شراب کا جام
چلنے لگا گرک اُڑنے لگی بدرہ جادو نے عظیمہ جادو سے کہا کہ ملکہ سبحان اللہ کیا کارنمایان کیا ہی اور کیا مجھکو ممنون احسان
کیا ہی اُس روز دو پہر رات گئے تک یہی صحبت رہی بعد اُسکے شاہزادہ الگ سورہا بدرہ جادو الگ سورہی دو روز
اسی طور پر گذرے تیسرے روز بدرہ جادو نے ملکہ عظیمہ جادو سے کہا کہ یہ مجھے بے نیل مقصود چھوڑ دیتا ہی کچھ ایسا
کرکہ مطلب دلی میرا حاصل ہو عظیمہ جادو بولی بلاؤن آج ایسا ہی ہوگا خوب اُسے شراب پلا کر مست کیجیے گا ادھر عظیمہ جادو
نے نورالدہر سے آکر کہا کہ آج اس لکاتہ کو مین مارتی ہون آپ بھی آج ذرا اُس سے لپٹیے گا اور عظیمہ جادو نے ادلوس
سے وارد سے بیہوشی لی کیونکہ ادلوس حبشی عظیمہ جادو کے پاس پوشیدہ آیا کرتا تھا القصہ اُس روز جو صحبت ہوئی عظیمہ جادو
نے تمام شراب کو آغشتہ بہ دارو سے بیہوشی کیا کھانا کھانے کے بعد لگی شراب چلنے نورالدہر آپ تو پیتا نہین بدرہ جادو
کو پلاسے جاتا ہی اور یہ نشے مین شاہزادے سے لپٹی جاتی ہی جب لوگون سے یہ نقشہ دیکھا سرک سرک گئے نورالدہر
نے بدرہ جادو کو گود مین اُٹھایا وہ تڑپنے لگی شتر غمزے بوڑسے چوچلے جتانے لگی کہ صاحب مین اس امر کی خواہان نہین ہون
تم کیا کرتے ہو نورالدہر نے بدرہ جادو کو پلنگ پر جو ڈالا تو بیہوش پایا اب نورالدہر نے عظیمہ جادو کو آواز دی
جب وہ آئی نورالدہر پکارا کہ لو صاحب اب یہ بیہوش پڑی ہی جو چاہو سو کرو عظیمہ جادو نے ادلوس حبشی کو آواز دی
جب وہ آیا کہا کہ بیٹا مار اس لکاتہ کو مگر یہ رومین تن آہنی بدن ہی ادلوس پہنکار گیا اور دو سلین بڑی بڑی اُٹھالایا ایک
بدرہ جادو کے سر کے نیچے رکھی اور دوسری سل کو چرخ دے کر جو اُسکے سر پر مارا ہزار ٹکڑے ہوئے بدرہ کا جادو
واصل جہنم ہوئی ایک شور و غوغا بلند ہوا تاریکی چھا گئی مکان سحر کے تمام کرچیان ہوکر اُڑ گئے آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من بدرہ جادو بود نورالدہر اور قمرزاد اور تمام لوگ اُسکے جو گرفتار سحر تھے رہا ہوئے تمام مال و اسباب
بدرہ جادو کا نورالدہر نے ملکہ عظیمہ جادو کو دیا اور بہت سی تعریفین کین کہ تمنے بڑا سلوک کیا کہ میری جان بخشی
کی قمرزاد شاہزادے کو اپنے ساتھ لیگیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے شاہزادے نے کہا کہ اب مجھے آذر کوہ پہنچا دیجیے قمرزاد نے تخت پر سوار کرکے دیوون کو ہمراہ کرکے روانہ کیا دیوون نے ایک صحرا مین لاکر اُتار دیا اور
بتا دیا کہ وہ سامنے آذر کوہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکر چلے گئے نورالدہر حیران اور پریشان وہان سے چل نکلا کوئی
دو کوس آیا ہوگا کہ ایک مرتبہ بجلی کڑکی اور ایک پنجہ نمودار ہوا کہ نورالدہر کو اُٹھا کے لیے چلا گیا بعد کچھ دیر کے
آنکھ جو کھلی ایک دیو کو سامنے بیٹھے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی بولا کہ ہان پوچھا کس واسطے لایا ہی اُسنے کہا مین نے
ایک مدت سے آدمی کا گوشت نہین کھایا تھا تجھے فربہ دیکھکر اُٹھا لایا کہ تیرا گوشت عمدہ ہوگا خوب مزے سے لیکر
کھاؤنگا نورالدہر بولا او حرامخوار تو میرا گوشت کیا کھائیگا مین تیرا گوشت کتون کو کھلاؤنگا تیری قضا میرے
ہاتھ سے آئی ہی اُسنے برہم ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھا کر نگلجائے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر اس زور سے دبایا کہ
تلملاکر دیو بلبلا گیا اور کہا کہ آدمزاد مجھے چھوڑ دے شاہزادے نے جھٹکا دیا کہ منہ کے
بل سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین اُسے ٹانگ پر باندھکر جو مارا بار دونا
اکو دکر چھاتی پر پوچھا او حرامزادے تو نے مجھے کھایا مین نے تجھے مارا بس بہتر
کر نہین تو جان سے مارا جائیگا وہ رونے لگا کہ مین تو خود آمادہ مرگ ہون
مگر رحم آگیا چھاتی پر سے دیو کی اُترا استفسار حال کیا کہ آخر کیون تو
یون سے رونا ہے خون کے بیچ نورالدہر نے کہا حال تو اپنا بیان کر

۱۰

اُسنے ضبط کرکے کہا کہ مین درد عاشقی مین گرفتار ہون کچھ نہ پوچھیے کہ میری کیا حالت ہی نام میرا دیو صرآت ہی مین قبر
جمشید کا مجاور ہون جام جہان نما وہان رکھا ہی اُسکی نگہبانی کیا کرتا ہون اور ایک پریزاد کہ آئینہ پری اُسکا نام ہی مین
اُسپر دلدادہ تھا وہ مجھپر فریفتہ تھی ایک دیو میرا مصاحب تھا کہ نام اُسکا دیو کلواس تھا چند روز کے بعد وہ آئینہ پری
کو لیکر بھاگا مین نے اُسکا تعاقب کیا وہ اُس پریزاد کو لیکر طلسم انارستان سلیمانی مین چلا گیا مین بھی کنارے تک طلسم کے
پہونچا تھا کہ میرے ساتھیون نے مجھے پکڑ لیا اور نہ جانے دیا اور سمجھایا کہ طلسم مین جاؤگے تو مفت مین پھنس جاؤگے
اور اُسکا کچھ نہ کرسکوگے ناچار ہوکر مین وہان سے پھر آیا شب و روز یاد معشوق مین رویا کرتا تھا ایک دن ایک دیو
نے مجھے سمجھایا کہ تو اب یونہین رو رو کر اپنی جان دیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ زلزلہ قاف کو جو کہ سلیمان حمزہ صاحبقران
یا اُسکی اولاد مین سے کسی کو اُٹھا لا کہ اُن لوگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہی اس طلسم کو بھی فتح کرینگے اور تیری معشوقہ
کو تجھسے ملا دینگے سو مین کمال تلاش مین تھا ڈھونڈھتا پھرتا تھا آپ کو اس صحرا مین دیکھا زلفین خلیلی خال ابراہیمی
پہچانا کہ آپ بھی اولاد صاحبقران ہین اُٹھا لایا اور یہ لڑنا اور دھمکانا فقط آزمائش کے واسطے تھا کہ آپ اگر اولاد
زلزلہ قاف ہین تو مجھپر غالب آئینگے واقعی آپ زبردست ہین اب اپنے حسب و نسب سے مجھے آگاہ کیجیے نورالدہر
نے فرمایا کہ مین نبیرۂ زلزلہ قاف ہون نورالدہر میرا نام ہی دیو قہقہہ سے حبشی کو کئی مرتبہ شکست دے چکا ہون لیکن مجھے
طلسم انارستان سلیمانی پر لیچل خدا چاہیگا تو اُسے فتح کرکے تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا مگر جام جہان نما تجھسے لونگا اُسنے
عرض کیا یہ ہی جان تک حاضر ہی جام آپ جب چاہین لے لین القصہ اُس روز تو دیو صرآت نے دعوت شاہزادہ
نورالدہر کی دوسرے روز اپنے کاندھے پر سوار کرکے لے اُڑا اور سامنے طلسم انارستان سلیمانی کے لاکر
اُتار دیا دیکھا شاہزادے نے کہ دور ایک قلعہ یاقوت سرخ کا معلوم ہوتا ہی اور گرد قلعہ کے خندق ہی اُسمین
بجاے آب خون جوش مار رہا ہی اور آگے قلعہ کے کوسون تک درخت انار لگے ہوئے ہین شاخون مین بڑے
بڑے انار لٹکے ہوئے ہین بعضے پھٹ گئے ہین کہ دانے اُنکے سرخ سرخ معلوم ہوتے ہین گلہاے سرخ
پھولے ہوئے ہین پتون کی سبزی پھولون کی سرخی عجب کیفیت دکھاتی ہی ہواے خوشگوار چلی آتی ہی برجون مین
سے قلعہ کے شعلہ ہاے آتش نمایان ہین نورالدہر نے دیو صرآت سے کہا کوئی گنہگار ہو تو لاؤ کہ ہم اُسے قلعہ
کی طرف بھیجین اُسنے کہا بہت اچھا یہ کہکر گیا اور ایک آدمزاد اسکے یہان بہت دنون سے قید تھا اُسکو لایا نورالدہر
نے اُسے قید سے اس شرط پر رہا کیا کہ تو دروازۂ قلعہ تک ہو پھر جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جانا وہ شخص
قلعہ کی طرف روانہ ہوا جب حد طلسم مین پہونچا یعنے اُس سرزمین پر قدم رکھا کہ جہان سے درختان انار شروع
ہوئے تھے ہواے تند چلی اور وہ انار ٹوٹ ٹوٹ کر اُس شخص پر پڑنے لگے کہ وہ آدمزاد انارون مین دبگیا
اور تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا تو اُس شخص
کا نام و نشان بھی نہ تھا شاہزادہ نورالدہر وہان سے پھر آیا اور دیو صرآت سے کہا کہ میرے واسطے ایک
راوٹی سفید کپڑے کی استادہ کراؤ کہ مین الحاح و زاری بدرگاہ جناب باری کرونگا اگر میری قسمت مین طلسم کشائی
ہی تو طلسم کو فتح کرونگا اُسنے اُسی وقت لاکر راوٹی استادہ کی نورالدہر شام سے کھانا کھاکر وضو کرکے راوٹی مین
داخل ہوا بعد نماز مغرب مین سجادے سے نہ اُٹھا اور لگا دعا مانگنے دو شبانہ روز گریہ و زاری مین بسر ہوگئی تیسری
شب ہی اب عجب عالم ہی کہ بھوک کا جدا غلبہ ہی پیاس کی الگ شدت ہی نیند کا جدا خمار ہی بلبلا کر کہا الٰہی پروردگار
واسطے اپنے بندگان خاص کا مجھے حال اس طلسم کا معلوم ہوجاے اور لوح مجھے ملے کہ طلسم کو فتح کرون اسپر

مجروح عشق کو مرہم وصل سے صحت بخشون روتے روتے تین پہر رات گذری تھی کہ آنکھ شاہزادے کی لگگئی عالم رویا مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای نور الدہر تو نہ گھبرا کیونکہ فاتح طلسم تو ہی ہی اور یہ دعا ہم تجھے دیتے ہین اسے اپنے پاس رکھ اور صبح کو تو شمال کی جانب روانہ ہو ایک حوض پر پہونچیگا وہان دیکھنا کہ ایک ہرن برابر گھوڑے کے آئیگا اور لوح اُسکے گلے مین پڑی ہوگی وہ جسوقت حوض مین پانی پی کر چلنے پر آمادہ ہو تو یہ دعا پیکان پر دم کرکے اُسے مارنا کہ وہ گریگا لوح اُسکے گلے سے لے لینا اور اگر تیرے تیر نے خطا کی اُسے نہ پڑا تو پھر وہ ہرن بارہ برس تک اُس حوض پر نہ آئیگا کام تیرا ابتر ہو جائیگا بس یہ خواب دیکھکر آنکھ شاہزادے کی کھلگئی اور ایک پرچہ دیکھا کہ اُسپر دعا لکھی ہوئی ہی پاس رکھا ہی تمام مکان نورانی ہی خوشبو آتی ہی بہت خوش ہوا کہ خواب میرا سچا ہی وضو کیا نماز صبح پڑہی وظیفہ شروع کیا تھا کہ دیو مرآت نے آواز دی کہ آقا آپ باہر آیئے مجھکو تاب آپ کی مفارقت کی نہین تین روز آپ کو بجز رد خواب بے دانہ و آب بیتے ہین شاہزادے نے جلد وظیفہ ختم کیا اور سجدۂ شکر بجا لاکر باہر نکل آیا دیو مرآت قدمون سے لپٹ گیا نور الدہر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھائی اب ہمنے طلسم فتح کیا اور ہمارا معشوق ہمسے ملا کیونکہ ہمارے بزرگون نے ہماری مدد کی یہ دعا ہمین عنایت کی دیو مرآت شاہزادے کو اپنے مقام پر لایا کھانا کھلایا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا تین روز کی زحمت اُٹھائے ہوئے تھا سو رہا جب سے پہر کو بیدار ہوا نماز پڑھی بعد اُسکے سامنے طلسم کے آیا اور شمال کی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے اُسی حوض پر پہونچا تماشا دیکھنے لگا کہ عجب بیابان پر فضا ہی کہ گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین جانوران مختلف الالوان نئی نئی آوازون سے خوش الحانیان کر رہے ہین نور الدہر محو سیر تھا کہ ایک آہوے سفید رنگ مثل برق چہندہ سامنے سے پیدا ہوا کہ تمام بال اُسکے مقیش کی چمک دکھا رہے تھے اور دونون سینگ مثل زلف محبوبان پُرپیچ و تاب کھائے ہوئے تھے اور لوح مدور مانند قرص قمر گلے مین اُسکے پڑی ہوئی ہی اور عکس آفتاب جو لوح پر پڑ رہا ہی تو لوح کی تڑپ پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہی بلکہ خیرگی کرتی ہی نور الدہر نے اپنے دل مین کہا بھئی آہو لوحدار یہی ہی اگر خدا فضل کرے تو اسکو شکار کرکے لوح پیجے طلسم کو فتح کیجے کہ اسی اثنا مین وہ ہرن اُس چشمے پر آیا پانی اُسمین سے پیا اور رقاصی کرنے لگا خوب ناچا کہ شاہزادہ نور الدہر محو ہو گیا مگر نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر پھر کمان مین پیوستہ کیا وہ ہرن اب چاہتا تھا کہ چوکڑی بھرے اور گریزان ہو نور الدہر نے اسم پیکان تیر پر دم کرکے جو مارا ہرن کے شانے پر پڑا کہ نشانہ ہو گیا ایک شانے پر پڑا تھا دوسرے شانے کو توڑ کر نکلگیا ہرن زمین پر گرا بس دوڑ کر شاہزادے نے لوح اُسکے گلے سے لے لی اور وہ ہرن تڑپ تڑپ کر مر گیا بس پھر دم اُسکے مرنے کے آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غل و شور کی صدا بلند ہوئی آوازۂ گیر و دار برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوے جادو حافظ لوح طلسم انارستان سلیمانی بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو شاہزادے نے لوح کو دیکھا بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہوا تھا کہ ای کشایندۂ طلسم و سیارا بن عجائبات اگر فضل الٰہی سے لوح تیرے ہاتھ لگی تو دیکھ گرد قلعہ طلسم کے دریا بجاے خندق معلوم ہوگا کنارے اُسکے جانب شمال کو چل کھڑا ہو تا سو قدم کے بعد ایک تختہ سنگ سفید کا دیکھیگا کہ زمین مین نصب ہی اور قلابہ اُسمین جڑا ہی یہ اسم پڑھکر تو اُسے اُکھیڑ کر الگ ہٹا جانا اُس تختہ سنگ کے نیچے سے ایک کنوان نمایان ہوگا تمام پانی اُس دریا کا اُس چاہ مین چلا جائیگا دریا خشک ہو جائیگا اُس زمین خشک مین سے ایک اسپ سفید رنگ پیدا ہوگا مگر نہایت تیز و تند مانند برق لامع سی سے پکار کے کہنا کہ ای مرکب طلسمی تو مجھے سوار کرکے اندر طلسم کے لیچل وہ بہ نگاہ غضب تجھے دیکھیگا

تو یہ اسم جو جانب شمال لوح پر لکھا ہی پڑھکر اُسپر دم کرنا کہ تیزی اور تندی اُسکی موقوف ہوجائیگی اور پاس تیرے سر جھکا کر
کھڑا ہوجائیگا تو اُسپر سوار ہونا وہ تجھے لیے ہوئے ایک مینار پاس پہونچیگا وہ مینار فولاد ناب کا تین سو گز
بلند ہی اور اُس مینار پر سے ایک زنجیر تا بہ زمین لٹکی ہوئی ہی وہ گھوڑا تجھے مینار پاس لیجا کر گرد اُسکے کاوا لگانے
لگیگا تو اُسی حالت گردش میں اُسپر تلوار مارنا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو دھڑ سے کچھ کام نہ رکھ سر اُس گھوڑے کا
اُٹھاکر اپنے دامن میں لے لینا اور زنجیر پکڑ کر اوپر مینار کے چڑھ جانا جب اوپر مینار کے پہونچنا تو یہ اسم جو بائیں جانب
لوح کے لکھا ہی پڑھکر جانب آسمان دم کرنا بعد تھوڑی دیر کے ایک مرغ عظیم الشان پیدا ہوگا اور سامنے تیرے
آکر بیٹھیگا تو سر اُس گھوڑے کا سامنے اُس مرغ کے ڈالدینا اور کہنا کہ سر اپنے دشمن کا لے تو مدت سے
خواہاں تھا کہ سر کینہ جادو کا میرے ہاتھ لگے جب تو وہ سر اُسکے سامنے پھینکدیگا وہ اُسے خوش ہوکر کھا جائیگا
بعد اُسکے وہ مرغ بزبان انسان گویا ہوگا اور تجھسے پوچھیگا کہ مطلب تیرا کیا ہی بیان کر تو کہنا کہ مجھے طلسم نا پرستان
سلیمانی میں پہونچا دے وہ کہیگا کہ آ میرے اوپر سوار ہولے تو بے تامل اُسپر سوار ہونا وہ مرغ تجھے لیکر پرواز
کریگا پھر جہاں تو پہونچیگا لوح سے غافل نہ ہونا جو عجائبات تجھے دکھائی دیں بغیر لوح کے دیکھے کام نہ کرنا بس
نورالدہر یہ دیکھکر وہاں سے پھرا اور بموجب حکم لوح عمل کیا بعد اُسکے اُسی جانور پر سوار ہوکر راہی ہوا اور
مرغ سیمرغ سے کچھ کم نہ تھا شاہزادہ جو اُسپر سوار ہوا یہ معلوم ہوا کہ گویا ہودے میں بیٹھا ہی اور وہ جانور
اسقدر بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا فراٹا ہوا کان کے برابر سے جو نکلا گیا آنکھیں شاہزادے
کی بند ہوگئیں بیہوش ہوگیا اسکو کچھ خبر نہ تھی کہ اُس مرغ نے کتنی دیر تک پرواز کی ایک مرتبہ جو آنکھ اسکی
کھلی اپنے کو ایک درۂ کوہ کے سامنے دیکھا شاہزادے نے اُترتے وقت کھینچکر خنجر اُس مرغ کی پشت پر مارا کہ
سینے کے پار گذر گیا وہ مرغ تڑپنے لگا ایک غلغلہ حشر برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من طائر جادو پیک طلسم بود جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہی
نورالدہر نے اپنے دل میں کہا کہ یہی مرغ بنکر مجھکو لایا تھا شاہزادہ اُسکے پاس سے چند قدم ہٹا تھا کہ ایک
بگولا خاک کا پیدا ہوا اور اُس لاش کو اُڑا کر آسمان پر لے گیا آواز گریہ و زاری کی بلند ہوئی نورالدہر سمجھا
کہ وارث اُسکے روتے ہوئے لاش کو اُسکی لیے جاتے ہیں یہ دیکھتا ہوا آگے روانہ ہوا جب درۂ کوہ کے
اندر آیا دیکھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی ہی درخت انار کے لگے ہوئے ہیں مگر پھل نہیں ہیں فقط پھول ہر درخت
میں پھولے ہوئے ہیں اور جانوران سرخ رنگ ہر شاخ درخت پر بیٹھے ہیں اور زمزمہ سرائی کر رہے ہیں آوازیں
اُنکی ایسی سریلی ہیں کہ کبھی ایسی صدائیں نہ سُنی تھیں نورالدہر سیر تماشا دیکھتا ہوا زمزمے اُنکے سنتا ہوا چلا آتا ہی
کہ ایک بارہ دری کے پاس پہونچا دیکھا کہ تمام بارہ دری یاقوت سرخ کی ہی اور بانواع اقسام کے ساز وہاں
رکھے ہیں اور آوازیں اُنہیں سے چلی آتی ہیں مگر کوئی بجانے والا نہیں معلوم ہوتا آپ سے آپ نکل رہی ہیں گویا
وہ ساز بارہ دری کی نواسنجی کر رہے ہیں اور کچھ طائران خوش الحان گرد اُڑتے پھرتے ہیں کچھ نازنینان پری تمثال
ایسی مصروف رقص ہیں کہ کسی آیند و روند سے اُنہیں سروکار نہیں شاہزادہ اس کیفیت کو دیکھکر مست ہوگیا
ایک دو گھڑی کا عرصہ وہاں کھڑے اُسے گذرا تھا قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑے اتنے میں ایک آواز آئی کہ
اے عزیز آیا ہی طلسم کشائی کو اور ایسی غفلت ہوش میں آ لوح کو دیکھ نہیں تو گرفتار ہو جائیگا لوح تجھسے جاتی رہیگی کہیں کا
نہ رہیگا یہ آواز جو کان میں پہونچی پردہ ہائے غفلت اُٹھ گئے ہوش میں آیا لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے عزیز باتمیز

تو اندر بارہ دری کے چلا جب تیسرے درجے مین پہونچیگا دیکھیگا کہ ایک جادوگر لباس سُرخ پہنے ہوئے بیٹھا ہے
اور آگے اُسکے ایک گلدستہ انار کے پھولونکا رکھا ہے اور ایک جانور سرخ رنگ اُس گلدستے پر بیٹھا ہوا ہے
اور ایک نازنین سُرخ پوش آگے اُس ساحر کے رقاصی کر رہی ہے اور وہ جادوگر اسم سحر کا پڑھ کر اُس نازنین اور
گلدستے پر دم کر رہا ہے اور ایک ساز بھی رکھا ہے جو خود بخود بج رہا ہے تو اُسے للکار کہ او حرام زادہ تو کیا شعبدہ بازیان
یہان بیٹھا ہوا کر رہا ہے مین ملک الموت تیری جان کا آپہونچا وہ ساحر تیری آواز سُنکر گلدستہ اُٹھا لیگا کہ تجھپر مارے
تو لوح اُسکے سامنے کرنا عکس لوح کا جو اُس گلدستے پر پڑیگا اُسمین سے شعلہ ہائے آتش چمک کر جادوگر پر گرینگے
کہ اُسکے بدن مین آگ لگ جائیگی وہ جلنے لگیگا اور تیری طرف دوڑیگا تو جھپٹ کر ایک خم شیشہ سُرخ کا سامنے
رکھا ہے اُسمین کود پڑنا پھر جہان پہونچیگا اور جو عجائبات دیکھیگا لوح کو دیکھ لینا نورالدہر نے جو کچھ حکم لوح کا
ہوا تھا وہی کیا خوف سے آتش سوزان کے خم مین کود پڑا غل شور کی صدا کان مین اسکے پہونچی کہ کُشتی مرا نام من گلنار جادو
بود نورالدہر خم مین کود کر بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا ایک میدان مین اپنے کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہے ایک سمت
کو چل نکلا جاتے جاتے ایک جگہ پر پہونچا کہ سبزہ زار تھا نہر جاری تھی تختہ لالے کا پھولا ہوا تھا ہوائے خوش چلی آتی تھی
اُس سے جو آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بیشہ ہے اُسمین درخت انار کے لگے ہین اور ہر شاخ مین انار بڑے بڑے
لگے ہین بعضے انار شق ہو گئے ہین اُنکے دانے مانند یاقوت سُرخ کے معلوم ہوتے ہین بعض انارونکے
دانے سفید مانند گوہر آبدار کے چمک رہے ہین گویا اُس لالہ زار اور سبزہ زار کی کیفیت دیکھکر وہ انار ہنس
رہے ہین اور شاخین ہوا کے جھونکون سے مستانہ وار جھومتی ہین اور ایک ایک گلاب کا درخت ہر درخت
انار کے پاس لگا ہوا ہے جسکی خوشبو سے تمام باغ مہک رہا ہے اور دماغ جان معطر ہوا جاتا ہے شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک درخت انار پاس آیا توڑنے کو ہاتھ بڑھایا تھا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ لینا اس مفسد کو کہ یہ انار توڑنے آیا ہے
ساتھ ہی اس صدا کے چارون طرف سے شاہزادے پر انار برسنے لگے عجب حالت تھی نورالدہر کی کہ جان بچانا
مشکل پڑ گیا تھا کوئی کمر سے پیٹھ پر پڑا کوئی سینے پر لگا کوئی سر پر اس زور سے پڑا کہ ہوش و قرار واقعی نہ رہی گھبرا کر لوح
کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر تو گلنار جادو کو مار کر بیشہ انار ان مین پہونچے خبردار کسی انار کو توڑنا نہین اگر توڑ لیا تو بارش
انارون کی تجھپر ہوگی تو لوح کو سپر کرکے اندر انار کے درختون کے چلا جانا خوف دل مین نہ لانا جب کوس بھر زمین
طے کر چلیگا تو ایک درخت تجھے نظر آئیگا کہ سب درختون سے بلند ہے اندر اُسکے ایک ساحر کہ تمام جسم سے اُسکے
شعلہ آتش نکل رہے ہونگے اسباب سحر اُسکے پاس ہوگا اور ایک انار آتشین اُچھال رہا ہوگا اور سحر کر رہا ہوگا
اُسکے سینے پر ایک داغ سفید ہے تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کرکے اُسپر مارنا کہ اُسی داغ سفید پر پڑے کام اُسکا
تمام ہوگا بعد اُسکے قلعہ طلسمی سامنے دکھائی دیگا پھر سامنا بادشاہ طلسم انارستان جادو سے ہوگا قصہ مختصر
شاہزادہ نورالدہر نے لوح دیکھکر موافق حکم لوح انارستان جادو کو مارا ایک دھوان اُٹھا جہان
تیرہ و تار ہو گیا ایک چار گھڑی تک یہی صورت رہی وہ لالہ زار اور انارستان آتش زار ہو گیا بعد
اُسکے آواز پیدا ہوئی کہ کُشتی مرا نام من انارستان جادو بود اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ بیشہ انار
ہے نہ وہ جادوگر ہے اپنے کو ایک میدان مین کھڑے ہوئے پایا بحکم لوح ایک سمت کو قدم بڑھایا تھوڑی دور
پہونچا ہوگا کہ دور سے ایک قلعہ نظر آیا ابھی قلعہ کے پاس نہ پہونچا تھا کہ گرد و غبار کا شق بلند ہوا اور لشکر ساحران
غدار کا دکھائی دیا ہزار ہا ساحرون کو دیکھا کہ بصورت اصلی چلے آتے ہین اور وہ جو سپہ سالار ہے اُسکے آگے

ناقوس پھنکتا ہوا گھنٹے بجتے ہوئے کوئی ساحر فیل ورگردن آتشین پہ سوار کوئی شیر واژدر آتش فشان پہ سوار
بیچ مین سب کے انارستان جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا گرد و اطراف مین اور ساحران غدار چلے آتے ہین
یا سامری یا جمشید کا غل ہے آگے تخت کے بیرقین زرّین طلائی اُسپر ہندوان کی تصویر بنی ہوئی بس ایک مرتبہ
اُن ساحرون کی نگاہ جو شاہزادہ نورالدہر پہ پڑی غل ہوا کہ طلسم کشا یہی ہے اسی نے تمام طلسم انارستان کو
فتح کیا ہے سب جادوگر دربندون کے اسی نے قتل کیے ہین تمام ساحرون کا خون اسکی گردن پہ ہے اب
یہ بچ کر نہ جانے پاے بس تمام ساحر چہار طرف سے دوڑے شاہزادے پر یورش کی کسی نے سحر سے آگ کا
دریا بہایا کسی نے پانی برسایا کسی نے تیر باران کیے کسی نے سانپ بناکر پھینکے کسی نے عقرب بھیجے کسی نے گیند
طلائی مارا کہ وہ مانند گولے کے چلا شاہزادے نے مضطر ہوکر لوح کو دیکھا اور جلدی سے اسم پڑھ کر اپنے
گرد ایک دائرہ کھینچکر بیٹھ گیا وہ سب آفتین دفع ہونے لگین سحر سے جو بلا پیدا ہوکر آتی تھی شاہزادے کے
دائرے پاس پہونچ کر پھر جاتی تھی جسنے تیر برساے تھے وہ تیر جو پھرے اُسی ساحر پہ آکر گرے کہ وہ ہدف تیر قضا
ہوگیا اور اسکے ہمراہیون کا بھی کام تمام کیا جسنے سمندر آگ کا بہایا تھا وہ اپنی آگ مین آپ ہی جل گیا
جسنے دریاے آب جاری کیا تھا وہ خود اُسمین ڈوب مرا اور غریق دریاے لعنت ہوا جسکے جادو سے عقرب
پیدا ہوئے تھے وہ نیش عقرب خود ہلاک ہوا جسکے سحر سے سانپ پیدا ہوکر دوڑے تھے وہ موذی آپ مارا گیا
غرض تمام ساحر سحر کر تھکے اسم اعظم الٰہی کی برکت سے عاجز ہوئے انارستان بدبخت تخت پر سے اُترا اور شیر کی
صورت بنکر شاہزادے پر دوڑا قریب دائرے کے جو آیا اور عکس لوح اُسپر پڑا وہ صورت مثلثی شاہزادہ
نورالدہر سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا تو مکان امن مین بیٹھا ہے اس سے باہر آ تو تجھے حال معلوم ہو جاے
شاہزادہ بے تامل اسم پڑھتا ہوا آگے بڑھا انارستان جادو اژدہا بنکر دوڑا نورالدہر نے اسم پڑھکر جو
دم کیا ایک دم مین ہیئت اُسکی مثلثی ہاتھ پانون زمین پہ مارنے لگا شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او
نابکار دیکھ شکل اپنی انارستان جادو ذلیل ہوکر سامنے سے ہٹا ساحرون سے کہا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ہے
بلوہ کرکے اسے پکڑ لو سب ساحر چہار طرف سے دوڑے اب نورالدہر نے تلوار میان سے لی اڑنے لگا
دو چار گھڑی مین کشتون کے پشتے باندھ دیے لاش پر لاش گرادی کوئی مُنہ پر شاہزادے کے نہین چڑھتا
دور سے غل کر رہے ہین شاہزادہ خود برابر تخت انارستان جادو کے پہونچا انارستان جادو نے دیکھا کہ تو اگر
مقابلہ کرتا ہے تو ہاتھ سے اسکے مارا جائیگا سحر سے پر پرواز پیدا کرکے اُڑ چلا اور کہا کہ اے طلسم کشا اور
کسی وقت تجھسے سمجھونگا شاہزادے نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہے نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر جوڑ کر
کمان مین جو مارا درمیان پرون یہ پڑا سر کو توڑ کر پار گذر گیا چرخ کھاتا ہوا زمین پہ گرا فی النار والسقر ہوا غل و شور
برپا ہوا جہان تاریک ہوگیا بیر اُسکے خاک اُڑانے لگے جتنے ساحر تھے بھاگ گئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام
انارستان جادو بود جب روشنی ہوئی ایک گنبد سبز دکھائی دیا نورالدہر اُسکے برابر آیا دیکھا کہ ایک دیو ایک
پریزاد لیے ہوئے بیٹھا ہے اور اُسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہ مین تجھپر دلدادہ ہون تو مجھے قبول کرو
کہتی ہے کہ تو مجھے مار ڈال مگر مین تجھے قبول نہ کرونگی تونے مجھے میرے تمام عزیزون سے چھڑایا یہان لیکر آیا
پھر مار کیون نہین ڈالتا دیو کہہ رہا ہے کہ تو عاشق ہے وا ہ مرا آستانہ پہ اُسکی صورت دیکھنا تجھے نصیب نہ ہوگی تجھے
یہین قید رکھونگا بس یہ کلمات سُنکر شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست تو اتنے پری کو لیکر یہان

بیٹھا ہی جائیگا کہان مین آپہونچا اُسنے دیکھا کہ ایک آدمزاد نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی پکارا کہ او آدمزاد سرسیاہ
وندان سفید شاید تو طلسم کشا ہی طلسم کے اندر آیا ہین بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور مردہ بھی تیرا کھا جاونگا
یہ کہکر دار شمشاد پکڑ کر دوڑا اور شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے حربہ اُسکا خالی دیا کہ وہ زمین پر پڑا اتنی گرد
وغبار بلند ہوا کہ شاہزادہ اُسمین چھپ گیا دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہ ہوا بعد
تھوڑی دیر کے نور الدہر تیغ در دست ابر سے نکلکر پکارا کہ اسکو تونے مارا کہ کا کام تمام کیا حریف تیرا ابھی موجود ہون
دیو نے ایکی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ اُسے اُٹھا کر حلق مین ڈال لے نور الدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منھ
کے بل آرہا ایک گھونسا جو شقیقے پر مارا تو کہنی تک ہاتھ سر مین ٹھس گیا دیو چرخ کھا کر گرا تڑپنے لگا آخر دم توڑ
توڑ کر تمام ہوا سامنے قلعہ طلسمی نظر آیا وہ نازنین یعنی آئینہ پری دوڑ کر شاہزادے کے قدمون پر گری شاہزادے
نے اُسے گلے سے لگایا ساحران طلسم آکر قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوئے دیو مرآت دور سے کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہی جب اُسنے دیکھا کہ درخت انار کے غائب ہو گئے اور طلسم ٹوٹا وہ بھی دوڑ کر آیا شاہزادہ نور الدہر
کے قدمون کو بوسہ دیا شاہزادے نے کہا لو بھئی اپنی معشوقہ کو اُسنے شاہزادے کو بہت سی دعائین دین
نور الدہر نے مال و اسباب طلسم کا نکلوایا چنانچہ تیغ زر افشان سلیمانی اور زرہ بکتر چار آئینہ اور ایک
گنج زر نکلا شاہزادے نے دیو مرآت کو وہان کا حاکم کیا تمام طلسم کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوا کے مسجدون
کی بنا پڑی سکہ نام سپہر شاہ جہاندار کے جاری ہوا البتہ اُسکے دیو مرآت شاہزادے کو قبر جمشید پر لایا جام جمشید
نذر دیا کہ یہ حاضر ہی دیکھا شاہزادہ نور الدہر نے کہ گرد قبر جمشید کے گھاسے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین
ہوا سے خوش چلی آتی ہی شاہزادہ وہان بیٹھ گیا نیند آنے لگی سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر
تخت پر سوار لوگ اُسکے ہمراہ سامنے سے نمودار ہوا اور نور الدہر سے خطاب کیا کہ ای عزیز دیکھ مین کتنا بڑا
بادشاہ جلیل القدر تھا اور سات سو برس سلطنت کی ایک ذرا سا غرور اپنی شان و شوکت پر مجھے آیا تھا اور کلمہ
تکبر لب پر لایا تھا سر کشی کی سزا پائی آرے سے چیرا گیا لاش بھی خراب رہی ای عزیز تکبر اچھا نہین ہی یہ اُسی کو زیبندہ
ہی اور اُسی کو سزاوار ہی کہ جو حاکم ارض و سما مالک ہر دو سرا ہی شعر مرا در ارسد کبریا و منی کہ ملکش قدیم است و ذاتش
غنی + آدمی جب تک زندہ ہی اُسے اپنے نیک و بد کا اختیار ہی چاہیے کہ خدا کو راضی رکھے اور خلق کو آباد و
شاد رکھے تاکہ بعد مرگ ہر ایک اُسے نیکی یاد کرے دنیا سرا سے فانی ہی اسکو ثبات نہین ہی نور الدہر یہ سنکر بہت
رویا یہانتک کہ آنکھ کھلگئی دیو مرآت نے کہا کہ آپ سو گئے تھے کہا کہ ہان مجھی نیند آگئی تھی ابھی جمشید کو خواب
مین دیکھا بہت سی اُسنے نصیحت کی مین کلمات پند سُنکر رو رہا تھا کہ آنکھ کھلگئی القصہ شاہزادے نے منھ دھویا
کہ ابکی بار دیو مرآت نے جام جہان نما آگے رکھا پوچھا کہ جام مین کیونکر کسی کو دیکھین اُسنے عرض کیا
کہ آپ جام کو پانی سے لبریز کرکے اپنے سامنے رکھیے اور خطاب کیجیے کہ ای جام جہان نما تجھے قسم ہی
روح جمشید کی مجھے فلان شخص کا حال معلوم ہو یا فلان شہر کا حال مجھپر منکشف ہو سب کیفیت آپ کو نظر
آجائیگی شاہزادہ نور الدہر نے اُسی وقت جام مین پانی بھروا کر سامنے رکھا قسم روح جمشید کی دے کر کہا
کہ مجھے حمزہ صاحبقران کا حال معلوم ہو جاسے یہ کہکر جام مین دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ امیر کشور گیر مع عمر و دو
کرب و مقبل وفادار ایک صحرا مین چلے جاتے ہین اور لشکر سامنے شہر زبرجد نگار کے پڑا ہی اور بہت سے
سردار مع شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین زبرجد شاہ کی بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی بعد اُسکے

پھر جام کو قسم دی کہ میرے لشکر کا حال مجھپر روشن ہو جاے بس لشکر اپنا سامنے شہر مشتری حصار کے دیکھا کہ بارگاہ
مین گھراے اختر شناس و جملہ سرداران نامدار بیٹھے ہین مگر اسد و طہماس کو نہ دیکھا سخت پریشان ہوا کہ ان
دونون پر کیا گذری پھر جام کو قسم دے کر حال اسد غازی کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک قلعہ وسط دریا مین
ہی اُسمین اسد مع رفقا بیٹھا ہی پھر حال طہماس بن عنقویل دیوپرور کا دریافت کیا دیکھا کہ ایک ریگستان
مین مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی قریب الموت ہی بس یہ حال اپنے رفیق صادق کا دیکھکر بیقرار ہو گیا دیو مرآت
کو دکھایا کہ یہ رفیق ہی میرا میری جدائی مین جان اپنی دے رہا ہی جلد مجھے یہان سے پہلے اسی صحرا مین پہونچا دے
اگر یہ مر گیا اور پھر مین پہونچا تو کس کام کا دیو مرآت نے یہ سنکر تمام کار و بار مال و اسباب اپنا اور مقبرۂ جمشید کا
آئینہ پری کے سپرد کیا اور بہا ایک دیو سے کہا کہ تم آئینہ پری کی اطاعت سے باہر نہ ہونا مین اس شہریار کو پہونچا کر
بہت جلد آتا ہون اور شاہزادہ نور الدہر کو مع جام اپنی پشت پر سوار کر کے پردۂ دنیا کی طرف روانہ ہوا
راوی بیان کرتا ہی کہ مقبرۂ جمشید کا مابین پردۂ قاف و پردۂ دنیا ہی بلکہ دنیا نزدیک ہی القصہ دیو مرآت
شاہزادہ نور الدہر کو طرفۃ العین مین اُسی صحرا مین لایا کہ جہان طہماس مانند ماہی بے آب تڑپتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ای پروردگار مجھے دیدار اُس شہریار عالیمقدار کا دکھا یا تہض روح کا میری ملک الموت کو
حکم دے کہ بعد ایسے تاجدار کے زندگی بیکار ہی نور الدہر یہ حال طہماس کا دیکھکے بے اختیار رو دیا پکار کر کہا
کہ ای طہماس مین زندہ و سلامت موجود ہون آنکھ کھولکر دیکھ مگر طہماس کا یہ حال تھا کہ غش طاری تھا زندگی سے
عاری تھا آنکھین بند تھین کسواسطے کہ سات روز اسپر سے بے آب و دانہ گذر رہے تھے آنکھون مین دم تھا
فقط نفس شمار کا باقی تھی نور الدہر ہر چند پکارا چلایا جب طہماس نے جواب نہ دیا تو اُسی فرش خاک پر خود
بھی بیٹھ گیا سر اپنے یار وفادار کا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد مُنھ کی رومال سے پاک کی اپنے ہاتھ سے پانی مُنھ مین ٹپکایا
ایک آدھ چھینٹا مُنھ پر دیا طہماس نے گھبرا کر آنکھ کھولدی ہوش آگیا تو صورت امید کو مہر مقصود سے مالا مال
دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر سرہانے بیٹھا ہوا ہی یقین نہ آیا عرض کیا کہ ای شہریار یہ خواب ہی یا بیداری شاہزادہ
نور الدہر نے کہا عین بیداری ہی مین زندہ ہون تم غم مین میرے کیون ہلاک ہوتے ہو مجھے ایک ساحرہ
اُٹھا لیگئی تھی اور میری صورت کا ایک آدمی کا بناکر سر اُسکا کاٹ کر میرے بستر خواب پر لٹا گئی تھی جسے تم دیکھکر
یہ سمجھے کہ نور الدہر قتل ہو گیا طہماس نے کہا ای شہریار مجھ مین طاقت گویائی نہین ہی جو کچھ عرض کرون نور الدہر
نے بغلون مین ہاتھ دیکر اُسے اُٹھا لیا طہماس قدمون پر سر رکھکے پھر بیہوش ہو گیا آخر کار شاہزادے نے
دیو مرآت سے کہا کہ اب تو مجھے اور اسے دونون کو میرے لشکر مین پہونچا دے دیو مرآت نے ایک کاندھے
پر نور الدہر اور دوسرے کاندھے پر طہماس کو بٹھایا اور لے اُڑا یہان مہر تاجدار کہ رہا ہی گھراے
اختر شناس سے کہ تم کہتے تھے کہ مین نے علم نجوم مین دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر زندہ ہی اور
بہت جلد ملاقات ہوگی ابھی تک تو کچھ ظاہر نہ ہوا نہ خبر اُس شہریار کی آئی نہ ملاقات ہوئی اب پھر نجوم مین دیکھو کہ کب
اُس شہریار کو ہم دیکھینگے گھراے اختر شناس نے پھر نجوم مین دیکھا اور کہا کہ بہت جلد ملاقات ہوا چاہتی ہی
مہر تاجدار نے کہا کہ حکم لگاؤ کب تک ملاقات ہوگی گھراے اختر شناس نے پھر نجوم مین زور دیا اور دوسرا
زائچہ کھینچا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار اگر آج سہ پہر تک ملاقات نہ ہو تو مین بھی جھوٹا اور میرا علم بھی غلط اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ وہ شہریار جانب آسمان سے آئیگا دیو اُسکو لائیگا القصہ پہر دن رہے مہر تاجدار اور

تمام سرداران نامدار باہر بارگاہ کے آکر کھڑے ہوئے اور جانب آسمان دیکھنے لگے ہر شخص کی نگاہ لڑی ہوئی ہے
کہ بعد ایک لمحہ کے دیکھا کہ آفتاب چھپ گیا روز روشن شب تاریک ہوگیا اور اُسی اندھیرے مین ایک ستارہ چمکتا ہوا
آسمان پہ نظر آیا اور دیکھا کہ وہ ستارہ زمین کی طرف نیچا ہوتا چلا آتا ہی گھبرا کے اختر شناس نے کہا کہ یہ ابر سیاہ
وہی دیو ہی اور اُسکی پشت پر وہ ستارہ با وقار نور الدہر نامدار ہی کہ اس اثنا مین وہ ابر قریب آیا کہ نور الدہر
سب کو نظر آنے لگا غل ہوا کہ وہ شاہزادہ عالیوقار آپہونچا تمام سردار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے اب دیو
زمین پر آیا نور الدہر پشت دیو سے کود اسپ سردار دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹے نور الدہر نے ہر ایک کو گلے
لگایا اور آپ ہر مز تاجدار سے قدمبوس ہوا دنگل پہ آکر بیٹھا طہماس کو گھبرا کے اختر شناس کے سپرد کیا کہ اسکا
علاج کرو طہماس کو اور کوئی مرض نہ تھا فقط درد جدائی شاہزادہ نور الدہر تھا شربت دیدار اُسکی دوا ہوگئی
دو ایک روز مین قوت و توانائی آئی طبیعت بحال ہوگئی اچھا ہوگیا بعد صحت تمام شاہزادے کی خدمت مین آیا گرد پھر الفصدق ہوا
تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ بغیر حضور کے یہ حالت میری بہم پہونچی تھی بارے خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام نے
حضور کو دیکھا نور الدہر نے اُسے خلعت عنایت کیا گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا بعد اُسکے اسد غازی کا
حال پوچھا ہر مز تاجدار نے کہا کہ ایک قلعہ ہی وسط دریا مین کہ اُسے قلعہ سرخان کہتے ہین اسد بھی ایرج
کے ہاتھ سے وہان چھپ کر بیٹھا ہی گر وہ کارنمایان اُسنے کیے کہ رستم سے بھی نہ ہوسکینگے شاہزادہ نور الدہر
نے کہا کہ وہ تو کبھی ایک جگہ چھپ کر نہ بیٹھا تھا اب کیون پوشیدہ ہوکر بیٹھا ہر مز تاجدار نے بیان کیا کہ اسد جب
کوہ یا صحرا مین قیام کرتا تھا ہیرج پاس آئینہ سکندری ہی اُسمین دیکھکر حال دریافت کرتا تھا اب اسد بھاگتے
بھاگتے مجبور ہوکر قلعہ سرخان مین جا بیٹھا نور الدہر نے کہا مین اُسکے واسطے جام جم لایا ہون یہ جام آئینے سے
بھی زیادہ ہی مین اُسے ابھی بھیجتا ہون اور شاہزادہ نور الدہر کے پاس تین تلوارین طلسمی ہین ایک
طلسم قہقہری دیو سے نکالی ہی کہ نام اُسکا تیغ جان ستان ہی دوسری طلسم خیال مین سے ہاتھ آئی ہی کہ اُسے
بلاستان کہتے ہین تیسری طلسم انارستان سے پائی ہی کہ اُسکا لقب تیغ زرافشان ہی چنانچہ جام جم
مع تیغ زرافشان سلیمانی دیو ہمرآت کو دے کر فرمایا کہ مژدہ سلامتی ہمارا مع ان تحفون کے اسد بن
کرب دلاور کو دینا دیو ہمرآت نے عرض کیا کہ مین اسد غازی کو نہین پہچانتا نور الدہر نے کہا اچھا
مین تجھے اسد غازی کو دکھائے دیتا ہون یہ کہکر جام جہان نما مین پانی بھروا کر رکھا اور کہا کہ ای
جام جہان نما تجھے قسم ہی روح جمشید کی کہ حال اسد بن کرب غازی کا معلوم ہوجاے اور صورت
اُسکی نظر آجاے بعد ایک لمحے کے اُسی قلعہ سرخان کے اندر مع رفقا اسد دلاور نظر آیا نور الدہر نے
دیو ہمرآت سے کہا کہ لے دیکھ اور پہچان لے دیو ہمرآت نے اسد غازی کو مع رفقا دیکھا عرض کیا کہ
اب مین نے پہچان لیا ابھی جا کر یہ دونون تحفے پہونچاتا ہون بس یہ کہکر جام جہان نما اور تیغ زرافشان
لیکر روانہ ہوا یہان اسد بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت قلعہ سرخان مین بیٹھا ہوا اور کہہ رہا ہی کہ
افسوس کچھ حال بھائی صاحب کا معلوم نہ ہوا کہا اے اختر شناس کہ نجومی بیبدل ہی اکثر احکام اُسکے
سچے ہوئے ہین مگر شاہزادے کے حق مین جو کچھ کہا وہ ابتک ظہور مین نہ آیا اور اس آفتاب پرست کے
واسطے دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہی یہ کہکر نور الدہر کی یاد مین رونے لگا اور تمام رفقا بھی آبدیدہ ہوئے
کہ یکایک تیز ہوا لگی چلنے اور روے آفتاب پر سیاہی آگئی غور سے جو دیکھا تو ایک دیو چلا آتا ہی اور اسی طرف

میں تمہاری ملاقات کو آیا ہوں ذرا باہر آؤ مسلسل جادو کے کان میں جو آواز آئی حیران ہوئی کہ کون تیرا ملاقاتی آیا ہے دیکھو تو سہی بس کوٹھے پر آئی دریچے سے سر باہر نکالا ادھر ایرج تو دیکھ ہی رہا تھا کہ نظر آئے اور نشانہ کروں تیر جو مارتا ہے گلے پر پڑا کہ تو تر کر نکل گیا وہ تڑپ کر گری شور گیرودار بلند ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ہر اسکے ناک اڑار تھے کوئی تدبیر بن نہ پڑی تھی آخر کار وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مسلسل جادو بود جب روشنی ہوئی ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ اب چلکر اُس دیوانے کو دیکھیے مگر اسد غازی نے جو قید سحر سے نجات پائی بھاگا ایک پہاڑ کی طرف چلا ایرج جو اسد کو ڈھونڈھتا ہوا آیا جہاں اسد مقید سحر تھا وہاں نہ پایا بلکہ دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا جاتا ہے ایرج دوڑا کہ او دیوانے کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے بچ کر آیا ہیں اور تعاقب میں اسد کے چلا لیکن اسد دبلا پتلا ہے بھاگا ہوا چلا جاتا تھا اور ایرج لیم شحیم اس سے دوڑا نہ جاتا تھا یہانتک کہ اسد جاتے جاتے ایک غار کے پاس پہونچا بے تکلف اُس غار میں کود پڑا ایرج جو وہاں پہونچا پکارا کہ او دیوانے تو اپنے پاؤں سے گور میں گیا یہ کہکر ایرج بھی اُس غار میں کودا اسد غار میں چلا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ روشنی معلوم ہوئی بس بھاگا ایرج بھی تاریکی سے نکل کر پکارا کہ او دیوانے آیا ہیں اسد پکارا کہ آؤ تو معلوم ہو ایرج جھنجھلا کر دوڑا اسد غازی کو ایک بڑا سا پتھر دکھائی دیا اپنے دل میں کہا کہ ای اسد تو اسکی آڑ میں ہو کر کھڑا رہ جب ایرج تیرے پاس آنے لگے تو تو پتھر گرا دیجو پتھر کی آڑ سے نکلنا یہ خیال اپنے دل میں کرکے کھڑا ہو رہا جب ایرج قریب آیا داہنی طرف سے چلا کہ اسد کو گرفتار کرلے اسد بائیں طرف سے نکلکر غار کی طرف چلا حیت تھرتھری کی ایرج بھی غار کی جانب روانہ ہوا اسد تو راہ طے کرکے غار پر پہنچ گیا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرستا اب تو یہاں سرگردان رہ میں تیرے مرکب پر سوار ہو کر جاتا ہوں ایرج پکارا کہ ارے برا ہے خدا میرا گھوڑا نہ لیجانا اسد غازی پکارا ارے بزرگ اب ذرا تو حیران و سرگردان رہ پھر یہ کہتا ہوا غار سے باہر آیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایرج کے مرکب کو مار ڈالا اور مرکب کو جھکاتا ہوا راہی ہوگیا ایرج جو غار سے نکلا دیکھا اسد کو جاتے ہوئے نہایت غمناک ہوا کہ افسوس یہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا اور خیال میں گذرا کہ ای ایرج پیادہ روی سے تجھے مار ڈالیگی دیوانے نے غضب کیا کہ تیرے گھوڑے کو مار کر چلا گیا اسد تو ایک طرفۃ العین میں غائب ہوگیا ایرج حیران و پریشان پہاڑ سے اترا اور مسلسل جادو کے مکان میں آیا وہاں جو تلاش کی تو کچھ لوگوں کو قید پایا بہت سا مال و اسباب اور کچھ مرکب بھی نکلے لوگوں کو قید سے رہا کیا اور مال و اسباب بھی انکو دیا اور کہا کہ جہاں تمہارا جی چاہتا چلے جاؤ کچھ لوگ تو دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم آپکے قدموں سے جدا نہ ہونگے اور وہ ایرج کے ساتھ رہے القصہ ایرج مال و اسباب ساحرہ کا اپنے قبضے میں کرکے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ اسکے رفیق اور لشکر والے ملے کہ ڈھونڈھتے ہوئے چلے آتے تھے اُن سبھوں نے حال پوچھا کہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا کہا کہ وہ ایسا مکار ہے بھلا کب ہاتھ لگتا ہے اور تمام اپنی نقل گذشتہ بیان کی سب اور بہزاد حیران ہوئے کہ دیکھیے کس گھات سے جادوگرنی کو قتل کرا کے نکل گیا ایرج جب آکر داخل لشکر ہوا کہا صاحبو سنا ہے کہ نور الدہر پھر پیدا ہوا اور ادھر آتا ہے اگر اُس سے مقابلہ ہوگیا تو دنیا نامہ اقلیم ذوالامان پر رہ جائیگا میں چاہتا ہوں کہ جو جو دلدار میں پہونچوں کہ مجھکو جدائی ملکہ گیتی افروز کی مارے ڈالتی ہے بہزاد مرتد بولا ای شہریار آپ وہاں پہونچے اور ملکہ آپ سے آملی وہ تو دشمنوں میں گرفتار ہے نہیں تو

آپ پاس ابتک چلی آئی ہوتی ایرج کی نگاہون کے نیچے تصویر ملکہ گیتی افروز کی پھر گئی بے اختیار چیخ مارکر رونے لگا
بعد گریہ وزاری کے کہا کہ ہمارا کوچ ہو ملک سبائیل کی طرف اُسی وقت بموجب حکم کوچ کی تیاری ہوئی دوسرے
دن ایرج مع لشکر روانہ ہوا بعد کئی دن کے پیش خیمہ ایک چورستے پر پہونچا لوگون نے آکر ایرج سے عرض کیا کہ یہان سے
چار راہین چار طرف گئی ہین ایک راہ نوشاباد اور بیشۂ کلنگان کو گئی ہی اور ایک ارمنوس حصار کو اور ایک
سبائیل کو اور ایک قلعۂ ذوالامان کو اب جس طرف ارشاد ہو اُس طرف چلین ایرج نے کہا اب مین پہلے ان
دونون ملکون سے فراغت کرلون تو قلعۂ ذوالامان کی طرف چلون اور طرماسپ سے کہا کہ تم باشندے ہو نوشاباد
کے جاکر وہان سے خراج لاؤ اور ہماری بیعت پر سب کو راضی کرو طرماسپ بولا بہت خوب مین جاتا ہون ایرج
نے کہا ای طرماسپ خبردار جو بیعت کرنے پر راضی ہو پھر اُسے ایذا نہ دینا طرماسپ نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا اور
رخصت ہوکر مع لشکر نوشاباد کو روانہ ہوا بعد چند روز کے قریب نوشاباد کے پہونچا مقام کیا خیمہ استادہ ہوا طرماسپ داخل شہر ہوا
اور ایک نامہ لکھکر شیردہن بن کوہ لخت کو روانہ کیا لیکن عنقوبیل دیو پرور چند روز سے واسطے شکار کے بیشۂ
کلنگان کو گیا ہوا ہی شیردہن بن کوہ لخت عنقوبیل کی بہن کا بیٹا ہی نہایت مرد فہمیدہ وسنجیدہ مسلمان با اعتقاد
بہادر دوست خود بھی نہایت جری ہی سب رعایا نوشاباد کی اُس سے راضی ہی اسنے کبھی کسی کو ایذا نہین پہونچائی
اسنے جو خبر سُنی کہ طرماسپ نوشاباد پر آتا ہی کہا کہ صاحبو تیاری کرو کہ مین طرماسپ کی دعوت کرونگا کہ میرے
بھائی کا بیٹا ہی کہ اتنے مین دوسرا چوبدار آیا اور اُسنے عرض کیا کہ طرماسپ نے نامہ بھیجا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو جب
ایلچی سامنے آیا شیردہن نے اُسے بہت تعظیم وتکریم سے بٹھایا بکمال خاطر ومدارات سے پیش آیا بعد اُسکے نامہ
اُس سے لیکر دبیر کو واسطے پڑھنے کے دیا اُسنے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریفین مہر اعظم آفتاب تابان کی بعد اُسکے
ماہ برج سپہر قطب دوران کی تھی بعد اُسکے لکھا تھا کہ ای شیردہن آگاہ ہو کہ مین فرستادۂ زبدۂ آفتاب پرستان
نظر کردۂ سپہر قطب دوران گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا ہون اور مجھے جو اُسنے یہان بھیجا ہی فقط اسلیے کہ
مین یہان کا باشندہ ہون اور تم میرے عزیز ہو مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ تمام نوشاباد کو آفتاب پرست کرکے لاؤنگا
بہتر یہ ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی میرے پاس حاضر ہو دین آفتاب پرستی اختیار کرو اور اگر یہ منظور نہین ہی تو آمادۂ جنگ
ہو شیردہن جب مضمون سے آگاہ ہوا ایلچی سے کہا کہ مین ابھی جواب لکھے دیتا ہون مجکو اطاعت مین زبدۂ آفتاب پرستان
کی کچھ انکار نہین ہی اور بیعت کرنے کو خراج دینے کو موجود ہون مگر دین اپنا ترک نہ کرونگا مسلمان سے کافر نہونگا
ایلچی یہ جواب لیکر طرماسپ کے پاس پہونچا وہ حرامزادہ یہ سُنکر نہایت برہم ہوا پھر کہلا بھیجا کہ اگر دین آفتاب پرستی
تو قبول نہ کریگا تو مین بغیر تیرے قتل کیے چین نہ لونگا اور مین بیعت کو کچھ نہین جانتا کہ بیعت کسے کہتے ہین یہ پیغام
شیردہن کو جو آیا بولا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دین اسلام ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرون ہان لشکر میرا تیار ہو
غرض حکم سنتے ہی تیاری ہوئی شیردہن لشکر کو لیکر شہر سے باہر نکلا طرماسپ نے یہ خبر سُنکر طبل جنگ بجوایا
ادھر لشکر مین شیردہن کے بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ وجدال رہی صبح کو
معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے طرماسپ گینڈے کو بڑھاکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
اُدھر سے شیردہن آکر مقابل ہوا بعد از نگاوزنی شیردہن نے کہا کہ ای طرماسپ مین نے سُنا ہی کہ جسنے
ایرج سے بیعت کی وہ امان مین رہا پھر کچھ ایرج نے اُسکے دین وآئین سے تعرض نہ کیا مین باوجودیکہ اقرار
بیعت کا کرتا ہون خراج دینے پر راضی ہون مگر تم نہین مانتے آمادۂ رزم وپیکار ہوا اچھا نہین سہی طرماسپ نے کہا

ہین نوشاباد ظہر کو بغیر قتل کیے یا آفتاب پرست کیے نہ رہونگا بیعت سے کوئی مطلب نہین نکلتا اور طہماس و عنقویل
یہ دونون پہلے لقا پرست تھے خدا پرستون نے ان دونون کو مسلمان کر لیا نہین معلوم انپر کیا جادو کیا غرض یہ ہی
کہ ای شیر دہن اگر تجھے آفتاب پرست ہونا منظور ہے تو تیری جان بخشی کرتا ہون نہین تو سر تیرا کاٹ کر خدمت
مین زبدۂ آفتاب پرستان کی بھیجا دونگا شیر دہن بن کوہ بخت نے کہا کہ مین ہرگز دین آفتاب پرستی قبول نہین
کرونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر طرماسپ حرامزادے نے نیزہ اٹھا کر مارا شیر دہن نے نیزے پر نیزہ لیا لگی نیزہ بازی
ہونے لیکن مطلب کسی کا نہ نکلا نیزے ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچ کر آمادۂ پیکار ہوئے شیر دہن
نے تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے ساطور پر روک کے جو ساطور مارا سپر کو قلم کرکے پھل ساطور کا نادوا ہو
اترا شیر دہن نے دستانہ مارا ساطور تو چھینا کر نکالیا سے خون جاری ہوا اگر شیر دہن دلاور تھے اُس عالم
زخمداری مین بھی تلوار طرماسپ پر ماری کہ اوچھا سا زخم لگا اُسنے پھر جو ساطور مارا تو شیر دہن کے شانے
پر زخم لگا شیر دہن نے بائین ہاتھ سے خنجر مارا کہ طرماسپ کی بھون پر زخم لگا اب طرماسپ نے جو ساطور مارا
تو زخم سر شیر دہن کا چار پارہ ہوگیا غش کھا کے گرا تھا کہ اس نامرد بدذات طرماسپ نے سر اُس مرد دلیر کا
کاٹ لیا اور لشکر پر شیر دہن کے دوڑ پڑا یہ دیکھکر فوج بھی اسکی فوج شیر دہن پر دوڑی تلوار چلنے لگی ہنگامہ جنگ
مشتعل ہوئی آخرکار بسبب نہ ہونے سردار کے دل فوج کا ٹوٹا اور لشکر شیر دہن نے شکست کھائی لاش اپنے
سردار کی اٹھا کر بشہ کانگان کو روانہ ہوئے طرماسپ حرامزادہ فوج شکست خوردہ کے تعاقب مین شہر
نوشاباد مین چلا آیا تمام لوگون کو وہان کے قتل کیا بچون تک کو نیزون پر اچھال اچھال کے مارا ہرچند لوگ
وہان کے چلایا کیے کہ ہم رعایا ہین ہمارا کیا قصور ہے ہمکو قتل نہ کیجیے اس ظالم نے کچھ نہ سنا انجام کار ایک اپنی
جانین بچا کر شہر سے نکلگئے اس بدذات نے شہر کو ویران کیا مال و اسباب لوٹ لیا بعد کئی روز کے خدمت مین
ایرج نوجوان کی آیا تمام مال و اسباب پیشکش کیا اور کہا کہ کسی طرح ان لوگون نے اطاعت آپ کی منظور نہ کی
مین نے تمام شہر کو قتل کیا ایرج چپ ہو رہا مگر لندھور کو پرچہ اخبار گذرا کہ شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا
طرماسپ نے اُسے ناحق قتل کیا اور شہر کو برباد کیا لندھور ایرج کے پاس آیا اور کہا ای ایرج کیا خوب
تمنے عہد کو ہمسے نباہا شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا اُسکو ناحق طرماسپ نے قتل کیا اور تم خبر نہ ہوئے
یہی ہمسے تمنے عہد و پیمان کیا تھا واہ سبحان اللہ ایرج نے طرماسپ کی طرف دیکھا کہا کہ دارا سے ہند کیا
کہتے ہین طرماسپ بولا میرا شہر تھا وہ سب میرے عزیز تھے مجھکو گوارہ نہ ہوا کہ وہ لوگ اور دین مین رہین اُنھون نے
دین آفتاب پرستی قبول نہ کیا مین نے اُنھین قتل کیا لندھور بولا کہ سنا آپنے مین نے اس واسطے آپ سے
بیعت کی تھی کہ اہل اسلام قتل ہون ایرج نہایت طرماسپ پر برہم ہوا اور کہا دور ہو میرے سامنے سے
تو نے پیمان شکن مجھے کہوایا اب خبردار میرے سامنے نہ آنا طرماسپ کو اپنے سامنے سے اُٹھوا دیا لندھور
سے کہا آپ میرے قبلہ و کعبہ ہین مین نے آپکو باپ کہا ہی قسم ہی نیر اعظم کی کہ مین نے یہ جان کر طرماسپ کو
نوشاباد پر نہین بھیجا تھا کہ یہ جا کر سب کو ناحق قتل کریگا مین یہ سمجھا تھا کہ یہ وہان کا رہنے والا ہی وہین پیدا ہوا ہی
اسکو وہان کے لوگون کا بہت پاس ہوگا اور ہر ایک کو اپنے وطن کا پاس و لحاظ ہوتا ہی برخلاف اس بدذات
کے کہ اسنے غضب کیا کہ نہ میرے کہنے کا پاس و لحاظ کیا نہ دینی کا اسے خیال رہا سچ ہی کہ طرماسپ بڑا بدذات
ہی ای رستم ہند اس نالائق نے مجھے آپ کے سامنے ذلیل کرایا اب آپ معاف کریں پھر ایسا نہ ہوگا لندھور

عذر خواہی سے ایرج کی چپ ہو رہا اور اپنے دل میں کہا کہ اب تو شیر دہن مر چکا کسی طرح زندہ نہ ہوگا کیا فائدہ کہ ایرج
سے بگاڑ لیے اور اپنے لوگوں کو سمجھایا کہ کچھ خطا اسمین ایرج کی نہ تھی یہ سب سن کر ایرج کے سامنے عذر خواہی کی مین چپ ہو رہا
کرون تو کیا کرون اب تو شیر دہن مارا جا چکا مانند شہر فرنگو شیہ اور اخشم کے نوشابا د بھی برباد ہوا سب رفیقون
نے کہا کہ ہمین کیا مطلب جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے آپ جواب دہی کر لیجیے گا لندھور بولا مین
سمجھ لونگا مگر ایرج جب قریب شہر ارمنوس حصار کے پہونچا بہزاد مرتد نے ایرج سے عرض کیا کہ اگر مجکو حکم ہو
تو مین ارمنوس حصار مین جاؤن باپ کو اپنے آفتاب پرست کر کے لاؤن ایرج نے کہا ابھی طرہ سپ جا کر
فتنہ برپا کر چکا ہی اب تو چاہتا ہی کہ کچھ فساد کرے اسنے کہا کیا مجال غلام کی کبھی خلاف نہ ہوگا ایرج نے کہا ار
بہزاد جو تیرے دل مین ہی وہ میرے ناخون مین ہی مین تجھے خوب جانتا ہون تیرا نمبر حرمزدگی اول ہی یہی باتین
تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مظفر ارمنوس حصاری تحفے لیے ہوئے آتا ہی ایرج یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا
لندھور نے کہا ای ایرج نوجوان مظفر نہایت ذی عزت شخص ہی اور ہمیشہ ان اسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہین
ایرج نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے لاؤ سب سرداران ایرج کے گئے مظفر کو باعزاز و اکرام پیشوائی
کر کے لائے مظفر نے آکر ایرج کو سلام کیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے عرض کیا کہ مجھے آپ سے بیعت کرنے مین
انکار نہین ہی مین موجود ہون ایرج بولا مجھے بھی یہی منظور ہی مظفر نے اسی وقت ایرج سے بیعت کی ایرج
نے اسے خلعت دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی شام تک عجب جلسہ رہا اب مظفر رخصت ہو کر جانے لگا تھا کہ
بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ آج مین اپنے باپ کی دعوت کرونگا ایرج بولا تجھے اختیار ہی بہزاد مرتد نے
مظفر سے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار آج غلام کو سرفراز فرمایے مظفر نے کہا اچھا بہزاد مرتد اس مومن کو اپنے
خیمہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت عیش گرم رہی یہان تک کہ جب نصف شب گذری صحبت برخاست ہوئی
اب مظفر اور بہزاد تنہا رہ گئے بہزاد نے مظفر سے کہا ای پدر بزرگوار دیکھیے کہ ایرج نے میرے پاس دلا کے
کیا آپ کی خدمت کی ہین آپ کو لازم ہی کہ اب دین آفتاب پرستی اختیار کیجیے ایرج آپ سے اور زیادہ
خوش ہوگا اور مین بھی آپ سے نہایت مسرور ہونگا اور غور کیجیے کہ دین نیر اعظم کا عجب روشن دین ہی اگر ظہور
اسکا نہ ہو تو تمام زمانہ تاریک رہے کوئی شی زمانے کی پختہ نہ ہو آفاق انھین سے روشن ہی اور ای پدر بزرگوار مجھے
آپ کے باعث سے بدنامی ہوتی ہی کہ بہزاد کا باپ مسلمان ہی اگر آپ آفتاب پرست ہو جائین میری بدنامی مٹ جائے
مظفر نے یہ سنکر کہا کہ ای بہزاد ایک تو تونے دین اسلام ترک کیا اسکی سزا پاویگا عالم کو تجھو لا کہ سن آفتاب
دیکھتا ہی آسمان و زمین سب پیدا کیے ہین تو نے ایک مخلوق کی پرستش کی خدا کو بھول گیا اور اب مجھے کہتا ہی کہ
مین حق پرستی چھوڑ کر باطل پرستی اختیار کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ لعنت ہو ادیان باطلہ پر بس لعنت کا
کرنا تھا کہ بہزاد مرتد نے تلوار کھینچ کر مظفر پر ماری وہ مومن شہید ہوا لاش اسکی تڑپنے لگی اس حرامزادے
نے لاش لے کر مین چھوڑا اور صبح کو سر لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوا اور سر مظفر کا سامنے ڈالدیا
اور کہا کہ یہ سر مظفر کا حاضر ہی کہ زبردستی مجھسے کہتا تھا کہ دین آفتاب پرستی ترک کر مجکو برا معلوم ہوا مین نے
اسے قتل کیا ایرج نے سر جو اسکا اور مومن کا دیکھا بے اختیار آنکھون سے آنسو گر پڑے اور کہا کہ او نالائق
یہ تونے کیا کیا ارے بدذات یہ تو مجھسے بیعت کر چکا تھا اور حکم دیا کہ گرفتار کرو بہزاد کو باندھ لو مگر مین اسکی
اسی وقت لوگون نے مشکین بہزاد مرتد کی باندھین ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اس نالائق کو جو چاہیے

وہ سزا دیجیے لندھور مظفر کے واسطے رو رہا تھا اور جتنے ہندی تھے دست بہ قبضہ بیٹھے ہوئے تھے مگر بہزاد کو جو باندھ کر ایرج نے لندھور کے سامنے کیا اب غصہ ہندیون کا فرو ہوا آدھر لندھور نے اپنے دل مین کہا کہ ایرج اس بہزاد مرتد ملعون کو عزیز بہت رکھتا ہی اگر تو نے اسے مار ڈالا تو ایرج بہت آزردہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسکو ایرج ہی کے حوالے کردے وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ اپنے دل مین خیال کر کے ایرج سے خطاب کیا کہ اب مظفر تو کسی طرح زندہ ہو نہین سکتا بہزاد کو مین نے مارا تو کیا حاصل ہوگا اسکا اختیار آپ ہی کو ہی آپ جو چاہے کیجیے مجھکو صرف لاشہ مظفر کا دیدیجیے کہ مین تجہیز و تکفین کرون ایرج نے حکم دیا کہ لاشہ مظفر کا لندھور کو دو اور اس نالائق بہزاد کو قید بستہ بند مین گرفتار رکھو لندھور نے لاشہ مظفر کا مین قلعہ ارندوس حصار مین دفن کرایا اور وہان حاکم اپنی طرف سے اس مصلحت سے مقرر کیا کہ اگر کوئی آفتاب پرست ایرج کی جانب سے حاکم ہوا تو وہ خدا پرستون پر ظلم کریگا مگر ایرج از لبکہ طرار سے تھا اور بہزاد مرتد سے آزردہ تھا اسکو بہی اسکے رفیق خاص اور رازدان ہین آسی بد دماغی مین حکم دیا کہ صبح کو ہم شکار کے واسطے چلینگے جانوران صید گیر تیار ہوکر آئین رات کو تیاری ہوئی صبح کو ایرج برائے صید افگنی روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا شکار کھیلنے لگا باز شاہین بحریان چھوٹین قراولون نے جھنڈ لون جہاڑیون کو ہلایا تیتر لوے بٹیر اڑنے لگے شکار ہونے لگا پرندون کا شکار خوب کھیلا اب چرندون کی جانب رخ کیا دو ایک نیلگاؤ صید ہوئے اب ہرن کی تلاش ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے مغرب کی طرف ایک آدھ کوس پر ہرن چرتے ہین ایرج گھوڑا اٹھا کر اُس طرف روانہ ہوا دیکھا کہ واقعی دس بیس ہرن مصروف چرا ہین بس اسنے ایک ہرن کو تاکا اور نیت کی کہ اگر اسکو مین نے صید کیا تو وصل سے ملکہ گیتی افروز کے کامیاب ہونگا یہ نیت کر کے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا اب آگے تو وہ ہرن ہی پیچھے اُسکے ایرج ہی ہرچند چاہتا ہی کہ اُسے صید کرے مگر وہ زد پر نہین آتا حتے کہ یہ ہرن کے تعاقب مین تنہا رہ گیا سب رفیق و ہمراہی چھوٹ گئے یہان تک کہ ہرن ایک درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا ایرج جو اُسکی تلاش مین آیا ہرن کو نہ پایا بہت پریشان ہوا جب کہین پتا نہ لگا حیران ہوکر ایک طرف کو نکلا متردد و متفکر چلا آتا ہی کہ ایک جانب سے کچھ لوگ دکھائی دیے جب وہ قریب آئے دیکھا کہ کوئی ہزار بارہ سو خاصبردار عصا ہائے زرین ہاتھون مین لیے ہوئے کچھ چوبدار لباس پرتکلف پہنے ہوئے کچھ خدمتگار پگڑیان باندھے ہوئے ایک مرد پیر ریش سفید تاج سر پر رکھے ہوئے چار قب شاہی زیب بدن کیے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہی ایک نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کہان کا بادشاہ ہی اور یہ کونسی سرزمین ہی اُسنے بیان کیا کہ یہ سرحد عزوبیہ باختر ہی یہ بادشاہ ہی یہان کا عزوب شاہ اسکا نام ہی درہ سہیل کی طرف شکار کھیلنے گیا تھا اب اپنے شہر کو جاتا ہی مگر عزوب شاہ کی نگاہ جو ایرج پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو دیکھا کہ چہرے سے فر خسروانی و دبدبہ اسکندری پیدا نور سروری و سالاری ہویدا ہی دنگ ہوگیا قریب ایرج کے آیا اور سلام کر کے پوچھا آپ کون ہین کہ مین آپ مین نشان اولاد صاحبقرانی کے پاتا ہون نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے ایرج نے کہا اے عزوب شاہ نام ہی میرا ازبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج عالیشان لندھور جو جانشین حمزہ صاحبقران ہی اُسنے میری بیعت کی اور میرے ہمراہ ہی باقی تمام ملک جو حمزہ نے اسلام آباد کیے ہین وہان کے سردارون سے خراج لیتا ہوا بیعت لیتا چلا آتا ہون اب ارادہ میرا ملک سبائل اور قلعہ ذوالامان پر جانے کا ہی شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کے

تعاقب مین یہان تک چلا آیا اپنے لوگون سے جدا ہو گیا اب ہرن بھی غائب ہو گا اسکا ٹھکانا نہ لگا راہ بھی گم کی تھی
کہ تمھین دیکھا کہو تمھارا دین و مذہب کیا ہے لقا پرست ہو یا خدا پرست اُسنے کہا کہ مین مسلمان ہون امیر کشور گیر نے
مجھے مسلمان کیا ہے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرو میرے ہمراہ رہو اُسنے کہا کہ یہ جو آپ فرماتے ہین ہرگز
مجھسے نہ ہوگا بلکہ کوئی مسلمان اپنا مذہب نہ چھوڑیگا مگر مین بیعت کرنے کو آپ کی موجود ہون اس شرط سے کہ ایک
مشکل میری آپ حل کرین ایرج نے کہا وہ مشکل بیان کرو اُسنے کہا آپ مجھے سرفراز فرمائین شہر مین تشریف لیچلین
بعد چند مہنگداری اور مہمانداری کے مشکل اپنی گذارش کرونگا ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہے چلو مین تمھارے
ساتھ ہون غروب شاہ نے عرض کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلین ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون مجھے
تخت نشینی زیبا نہین تم تخت پر سوار ہو کر چلو مین تمھارے ہمراہ ہون القصہ غروب شاہ تخت سے نیچے اترا اور گھوڑے
پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب ایرج نوجوان ہوا کوئی دو گھڑی دن رہے داخل شہر سبزہ پیہ یا شہر ہوا دیکھا ایرج
نے کہ شہر بہت آبادی ہے خلقت شاد ہے ہر طرف مسجد مدرسے بنے ہوئے ہین کار فرما نہین پاکیزہ لوگ متبرک
ہر خانقاہ اور مدرسے مین بیٹھے ہین بازار مین عجب مجمع ہے کٹورہ کھنکتا ہے چیزین عمدہ ہر دکان پر مہیا ہین
جس وقت چوک مین آیا اور یہی سمان پایا کسی کمرے مین سے رقص و غنا کی صدا آتی ہے کہین خالی ساز چھڑ رہا ہے
سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہے رنڈیان بصد کرشمہ و ناز مثل طاؤس طناز آراستہ
و پیراستہ کوٹھون پہ کرسیان بچھائے ہوئے بیٹھی ہین دھڑی مسی کی لاکھا پان کا شام و شفق کا جلوہ دکھاتا ہے چار طرف
ایک گلزار پھولا ہوا ہے ایرج سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا آتا تھا یہان تک کہ ایوان بادشاہی مین آکر پہونچا کرسی زرنگار
پہ متمکن ہوا اُسی وقت چند منتخب طائفے آکر حاضر ہوئے ساقیان سیمین ساق طاق و مشتاق جام مرصع کار ہاتھ مین
لیے ہوئے موجود ہوئے صحبت عیش آب آتش رنگ سے اور گرم ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا
تمام ایوان مین جھاڑ کنول روشن تھے شمعین کافوری جل رہی تھین عطر کے شیشون کے منہ کھلے ہوئے تھے خوشبو
سے تمام صحبت مہک رہی تھی ایرج مست و مدہوش بیٹھا ہوا تھا روپیہ اشرفی کشتیون مین بھرا ہوا پاس ایرج
کے رکھا تھا ہر ایک کو حسب لیاقت انعام و اکرام دیا جاتا تھا پہر رات گئے غروب شاہ نے کمال عجز و انکسار
سے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے گا ایرج اٹھ کھڑا ہوا نعمت خانے مین آیا انواع اقسام کی
نعمت موجود تھی بعد الفراغ طعام پھر صحبت مین آکر بیٹھا دو پہر رات گئے تک ناچ دیکھا کیا طائفون مین جسکی طرف طبیعت
کو میلان تھا اُسے طلب کیا آکر پلنگ پر لیٹا مشغول عیش و عشرت ہوا القصہ تین شبانہ روز تک یہی صحبت رہی بعد تین
روز کے ایرج نے غروب شاہ سے خطاب کیا کہ اب تم وہ مشکل اپنی بیان کرو تا کہ ہم اُسے حل کرین اُسنے
عرض کیا کہ ابھی آپ چند روز تو اور سرفراز فرمائیے پھر مین عرض کرونگا ایرج نے کہا کہ مجھکو زیادہ رہنے کی
فرصت نہین ہے مین جاؤنگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ میرا جی نہین چاہتا کہ مین آپ کو بلا مین پھنساؤن مین
بیعت آپکی کرتا ہون خراج آپ کو دیتا ہون آپ کو غرض خراج لینے سے اور بیعت کرنے سے ہے ایرج نے
کہا کہ مین صاحبقران ہون جب تک تمھاری مشکل نہ حل کرلونگا مجھکو قرار نہ آئیگا تم جلد بیان کرو کہ کیا مشکل ہے
اور ہمیشہ صاحبقران نے تو بہت لوگون کی مشکلین آسان کی ہین مین ایک تمھاری مشکل بھی آسان نہ کرسکونگا
تو کیسا صاحبقران کیونکر ٹھہرونگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ اے شہریار جس وقت لقا خدا اسکا باختر [illegible]
سے امیر کشور گیر کے بھاگ کر ملک ساحل سے شہر زراتل مین آیا تھا اور ستبہ [illegible] کشتگان [illegible] سے ایسے

طہماس بن عنقویل دیو پرور لقا کی مدد کو آیا تھا اور لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا تو حمزہ بھی طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا
اور اُسے گھوڑا لیکر میرے شہر کی طرف چلا آیا تھا میں حمزہ کو ایک صحرا میں بیہوش پڑا دیکھکر اُٹھا لایا تھا مگر
گھوڑا حمزہ کا اشقر دیوزاد صحرا میں چرا کرتا ہوا رہگیا یہان دریا میں ایک گھوڑی رہتی تھی کہ مادیان بحری
اُسکا نام تھا وہ گھوڑی ایسی زبردست تھی کہ اکثر آدمی اور گھوڑے بلکہ گینڈے اور ہاتھی تک اُسنے مار ڈالے
تھے جب وہ دریا سے نکلتی اور کسی بستی میں جا پڑتی تھی تو اُسے نیست و نابود کر دیتی تھی اُسنے گاؤن قصبے بستے
ویران کر دیے اتفاق سے وہ گھوڑی چرا کو نکلی اشقر اُسپر دوڑا اور اُس سے جفت ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اشقر
نہایت زبردست گھوڑا ہی کہ مادیان بحری اُس سے دبگئی اور حاملہ ہوئی بعد چند روز کے بچہ سیاہ رنگ
سفید پیشانی سیہ چشم ابلق سرین پیدا ہوا بچہ اسپ کا ہے کو تھا بچہ دیو معلوم ہوتا تھا جب وہ بڑا ہوا تو مادیان
نے یہ مقام اپنے بچے کو دیا اور آپ اور طرف کو چلی گئی لوگون نے کرہ بن اشقر اُسکا نام رکھا ہی اُسنے تمام
بستی دریا کنارے کی ویران کر دی ہی کوئی اُس سے سامنا نہین کر سکتا یہ اپنی مان سے بھی زیادہ زبردست
ہی کہ اکثر شیر تک اسنے مارے ہین اور اگر کبھی شہر کی طرف آجاتا ہی تو لوگ دروازے گھرون کے بند کر لیتے ہین
بعضے گھر چھوڑ کے بھاگ جاتے ہین خلائق کا ناک مین دم ہی حمزہ صاحبقران یہان ہوتے تو اُنسے جاکر
عرض کرتا وہ مقرر کچھ تدارک فرماتے شاہزادہ بدیع الزمان نے گاگون باختری کو دریاے باختر سے
پکڑا تھا اُسنے بھی بستیان ویران کر دی تھین مگر یہ گھوڑا مانند مرکب حمزہ صاحبقران کے ہی ایرج نے
جو یہ سُنا کہ یہ گھوڑا بچہ ہی اشقر دیوزاد کا اپنے دل مین کہا کہ اگر تو صاحبقران ہی تو اس گھوڑے کو گرفتار کریگا
اور اقبال یاور ہی تو اپنی پشت پر یہ تجھے سوار کریگا اور نیر اعظم نے مدد کی تو اسی گھوڑے پر چڑھکر حمزہ
صاحبقران سے مقابلہ کرونگا پس غروب شاہ سے کہا ہم اس گھوڑے کا تدارک کرینگے بتاؤ کس جگہ سے
وہ گھوڑا نکلتا ہی اور کون سا وقت ہی اُسکے نکلنے کا غروب شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار یہان سے کئی فرسنگ
دریا کے کنارے پر ایک بہت بڑا درخت برگد کا لگا ہوا ہی اور وہان سے کئی کوس تک بستی آبادی نہین ہی
اُس مقام پر سے وہ نکلتا ہی مگر آپ وہان جانے کا ارادہ نہ کرین کیونکہ وہ گھوڑا آدمخوار ہی ایرج نے کہا ای
غروب شاہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ایسے ایسے کام بہت سے کیے ہین اگر مین نے اس گھوڑے کو بھی نہ پکڑا
تو پھر دعوی صاحبقرانی کا عبث ہی اب تم مجھے وہان لیچلو یا کسی واقف کار کو ساتھ کر دو کہ مجھے وہان پہونچا آئے
وہ مقام دور سے دکھا آئے غروب شاہ بولا کہ مین ہمراہ ہون چلیے مجھے آپ سے اپنی جان زیادہ عزیز نہین ہی
اُسی وقت ایرج کو ساتھ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن مقام مذکور پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ
ایرج نے دیکھا کہ ایک دریاے ذخار موجین مار رہا ہی کمال تیزی سے بہ رہا ہی دوسرا کنارہ اُسکا ہمکنار عدم
ہی ادھر کنارے کنارے کوسون تک سبزہ زار ہی دور دور قصبے قریے ویران معلوم ہوتے ہین غروب شاہ
نے دور خیمہ استادہ کرایا رات کو وہین رہا صبح کو جو ایرج بیدار ہوا منہ ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہو کر دریا کے
کنارے آکھڑا ہوا غروب شاہ ایرج کے پاس ہی اور لوگ دور دور کھڑے ہوئے ہین ابھی آفتاب طلوع
نہ ہوا تھا کہ دریا مین ایک تلاطم پیدا ہوا غروب شاہ نے کہا کہ وہ گھوڑا نکلتا ہی یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نوجوان
نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ دیکھا دریا کا پانی پھٹا اور ایک مرکب سمند حبشی نژاد سیاہ رنگ کے نکلا کہ جسکی
ہیبت تھی کہ رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے مگر ایرج مردانہ وار آگے بڑھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ

پچھمزہ ہی کا جگر تھا کہ اشقر ایسے گھوڑے کو اپنا مطیع کیا لیکن کرہ بن اشقر نے جو دیکھا کہ آج کچھ آدمی کھڑے ہوئے ہیں
اور ایک انسان بڑھا ہوا چلا آتا ہی بس کانوں کو بچھا کر دم سے چنور کرتا ہوا اونٹ جھکا کر ہنہناتا ہوا دوڑا جتنے
آدمی تھے مع غروب شاہ وہاں سے بھاگے درختوں کی آڑ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے اور ایرج کا گھوڑا اُس مرکب
کو دیکھکے پیچھے ہٹا ہر چند ایرج نے کوڑے مارے آگے نہ بڑھا جب کہ مارنے لگا انجام کار ایرج نے گھوڑا چھوڑ دیا
وہ تو بھاگ گیا ایرج دامن گردان کر آستینیں چڑھا کر کرہ بن اشقر کی جانب چلا جب کرہ بن اشقر قریب آیا آنکھیں
غصے سے سرخ تھیں دونوں ٹاپیں اگلی اٹھا کر ایرج پر ماریں ایرج شاگرد ہی آقا کا کب صنعت قلماق کا پیترا بدلکر
خالی دیا گھوڑے کی ٹاپیں زمین پر پڑیں کہ گز گز بھر زمین میں دھنس گئی خاک وہاں سے اُڑی غروب شاہ وغیرہ سمجھے کہ
ایرج مارا گیا لیکن ایرج نے پیترا آگے بڑھایا تھا کہ یال اُسکی پکڑلے گھوڑے نے پھر منہ مارا ایرج نے
گھونسا مارا کہ منہ اُسکا پھر گیا ایرج نے کاکل اُسکی پکڑ کر جست کی کہ رو سے زمین سے پشت مرکب پر آیا اور لوٹا
چاہا کرہ بن اشقر ایرج کو لیکر مانند باد صرصر کے بھاگا ایرج بھی ایسا شہسوار تھا کہ اُسکی پیٹھ پر قائم رہا دیکھا
ایرج نے کہ دریا کی طرف گھوڑے نے رخ کیا ہی بس ایک طمانچہ منہ پر مارا کہ منہ گھوڑے کا دریا کی
طرف سے پھر گیا اب اُسنے صحرا کی راہ لی یہ عالم ہی کہ کبھی درختوں سے ایرج کو رگڑتا ہی کبھی زمین پر گر کر
لوٹتا ہی کبھی سیخ پا ہو جاتا ہی ایرج اپنے کو ہر جگہ بچاتا ہی کسی طرح گھوڑے سے جدا نہیں ہوتا مگر جب کرہ بن
اشقر دریا میں جانے کا ارادہ کرتا ہی ایرج اسقدر گھونسے اُسکے منہ پر مارتا ہی کہ وہ منہ اُدھر سے پھیر لیتا ہی
قصہ مختصر ایک شبانہ روز ایرج دلاور اور کرہ بن اشقر سے جنگ رہی آخر ایرج نے لگام منہ میں دی اور
لگا دوڑانے جہاں یہ تندی کرتا ہی ایرج گھونسا اُٹھاتا ہی گھوڑا سر ڈال دیتا ہی ڈر جاتا ہی غرض خوب ایرج
نے اُسے دوڑایا اور داہنی بائیں طرف پھیرا خوب کاوے پر لگایا دو پہر میں گھوڑا عرق عرق ہو گیا اب ایرج
نے گھوڑے کو روکا گردن پر ہاتھ مارا چمکارا نیچے اُتر پڑا ٹہلانا شروع کیا کہ عرق اُسکا خشک ہوا دانہ گھاس
منگا کر کھلایا پھر ایرج نے زین اُسپر کسا وہ تندی کرنے لگا پھر ایرج نے اُسے مارا اور چڑھ کر خوب دوڑایا
بعد تھوڑی دیر کے ٹھہرایا چمکارا پھر دوڑایا غرض تین دن کے عرصے میں گھوڑا شائستہ ہوا اور کہنا ماننے لگا
اب ایرج گھوڑے کو لیکر غروب شاہ کے پاس چلا اپنے دل میں نہایت خوش ہی کہا ای ایرج ایسا گھوڑا سوا
حمزہ صاحبقران کے اور کسی کے پاس نہیں ہی کہا پیر اعظم نے مدد کی ہی غروب شاہ گرد پھر اتصدق ہوا
پکارا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ ہی کا کام تھا کہ اس وحشی کو آپ نے رام کیا سبحان اللہ عجب کام کیا
بیشک آپ صاحبقران ثانی ہیں غرض ایرج کو شہر میں لایا پھر دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے بیعت کی مال و
خزانہ جو ایرج کے دینے کو جمع کیا تھا وہ اُسکی ایرج کے سامنے رکھدی ایرج نے اُٹھا کر پڑھی اور کہا ای
غروب شاہ ہمکو تمہارے باعث سے ایسا نادر مرکب ہاتھ لگا کہ اسکے عوض میں ہمنے یہ مال تمہیں بخشا اور تم
ہمارے ساتھ چلو غروب شاہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجائیں آپ لات زرائیل تک نہ پہونچینگے کہ غلام
اپنے ملک کا بندوبست کرکے حاضر ہوگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر ایرج نے کچھ لوگوں کو اپنے
ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کو روانہ ہوا جب قریب پہونچا ہرکاروں نے خبر مالک بن ملکوت شاہ کو دی
وہ یا منتظر بیٹھا تھا یا خوشی خوشی مع سرداران نامدار استقبال کرکے ایرج نوجوان کو لیگیا مگر جسے وہ
مرکب دیکھا خوش ہوا ایرج نے تمام حال اُس مرکب کا بیان کیا لندھور لولا ای ایرج یہ مرکب

صاحبقران کے مرکب سے بھی اچھا ہی مگر سائیس اسکے واسطے چاہیے ہی ایرج نے کہا ای دارلسے ہنگل سائیس
اسکے واسطے تلاش کرکے رکھونگا اور نام اس گھوڑے کا مین نے شبدیز بن اشقر رکھا اور حکم دیا کہ لشکر مین جاکر
جارچی جار دے کہ صبح کو جتنے سائیس اچھے ہین وہ حاضر ہون اور شامیانہ استادہ کراکے اپنے سامنے گھوڑے
کو بندھوایا اُدھر تمام لشکر بھر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ صبح کو جتنے سائیس اپنے فن مین کامل ہین آکر موجود ہون کہ
ایرج نوجوان جس سائیس کو پسند کریگا یہ گھوڑا اُسکے سپرد کریگا تمام سائیس رات سے تیاری کرنے لگے
قضارا کارضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے یہ گھوڑا بھی دیکھا سائیس کے رکھنے کی بھی خبر سنی
اسد غازی سے جاکر تمام حال بیان کیا اور عرض کیا کہ عجب مرکب ایرج لایا ہی کہ مین نے آج تک ایسا
گھوڑا نہین دیکھا سنتے ہین کہ حمزۂ صاحبقران کے مرکب کا لطفہ ہی اسد غازی نے پوچھا کہ ایرج کہان
اُس مرکب کو لایا ہی ضرغام نے عرض کیا کہ دریاے عزوبیہ باخضر سے ہم پہونچایا ہی تین دن اس گھوڑے
سے لڑا جب اسے زیر کیا اب سائیس کی تلاش ہی اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا ایسا گھوڑا اس
بزا بچے کو زیبا نہین مین جاکر اُس سے چھینے لاتا ہون فتاح نے کہا کہ بھئی دور بھی کرو جانے دو کیا فائدہ
تمھین مرکب کی کچھ کمی ہی کبھی ایسا بھی موقع ہوگا تو خیر سمجھ لینا اسد غازی نے کہا کہ چچا اس سے زیادہ قابو کا وقت
نہ ہوگا مین جاکر لاتا ہون اور اُسی وقت لباس عیاری منگواکر کپڑے سائیسون کے پہن کر پہر رات باقی
رہے سے روانہ ہوا یہان ایرج صبح کو آکر دروازۂ بارگاہ پہ کھڑا ہوا رفیق گرد اطراف مین جمع تھے
مثل سائیسون کے سامنے آے مانند مہتر قیاس و مہتر قباد مہتر حبیب مہتر عنان مہتر فریدون مہتر دمان قلمی
مہتر یزدان قلمی مہتر دودس مہتر حبیب مہتر تلبیس وغیرہ سب آکر موجود ہوئے ایرج نے دو ایک کو گھوڑے
کے پاس بھیجا جو گھوڑے کے پاس آیا گھوڑے نے قریب اپنے نہ آنے دیا دانت چمکا کر ٹاپین زمین پر مارنے لگا
آنکھین بدلنے لگا سائیس بھاگے ایرج حیران و پریشان ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اور اب کوئی سائیس گھوڑے
کی جانب اس خوف سے رُخ نہین کرتا کہ گھوڑا لگا جائیگا بلکہ دو چار سائیس ہری ہری گھانس دانہ لیے ہوئے
قریب جو اُسکے گئے کسی کو ٹاپ سے کچل ڈالا کسی پہ دانت مارکر کام اُسکا تمام کیا ایرج متردد ہی کہ اس گھوڑے
پہ کسے مقرر کیجیے کہ اس اثنا مین ایک سائیس نہایت معقول وضع نئی سر پہ لپیٹے ہوئے مرزائی سنگے ہین کمر
بندھی ہوئی پائجامہ تنگ پانچون کا پاؤن مین کوڑا ہاتھ مین سامنے سے آیا اور ایرج کو سلام کیا اور
دعا دی کہ خیر اعظم آپ کو سلامت رکھے غلام اس گھوڑے کی خدمت کریگا ایرج سوچا کہ سائیس جوان
ہی اور بہت چست و چالاک ہی کہا ای عزیز یہ گھوڑا کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا جواب دیا کہ پیر و مرشد
جو کھٹکھٹے ہین اُنکو گھوڑا اپنے پاس نہین آنے دیتا یہ گھسیارے گھوڑے کے مزاج سے واقف
کیا ہونگے فرمائیے تو مین ابھی گھوڑے کے پاس جاؤن اور خدمت اسکی کرون ایرج نے کہا اچھا اس سے
بہتر کیا ہی اسد سلام کرکے گھوڑے کی طرف چلا جب قریب اُسکے پہونچا گھوڑے نے دانت چمکاے کان
کھڑے کیے اسد نے پاس اُسکے جاکر چپکے سے کہا کہ بیٹا باپ تیرا اشقر دیوزاد میرے نانا حمزۂ صاحبقران
کی سواری مین رہا ہی مین تجھپر سوار ہونے آیا ہون تو مجھے جانتا نہین شبدیز نے جو بو اپنے سوار کی پائی
سر ڈالدیا اسد آکر اُس سے لپٹ گیا لگا گردن پر ہاتھ پھیرنے ایرج نے دیکھا کہ یہ شخص خوب ہی گھوڑا اس سے
رام ہوا ایرج نے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میان تم کہان سے آے ہو کیا نام ہی عرض کیا کہ غلام نوشاباد

رہنے والا ہی نام میرا اختر ہری بادشاہ شہر دہین ہین کو وہ تحفت کا مرکب میرے پاس رہتا تھا تمام اصطبل جسکے
حوالے تھا وہ ہاتھ سے عطر ماسپ کے بیگناہ مارا گیا مین اُس روز سے بے آقا ہوگیا نہایت پریشان تھا کہ
اب کہان جاؤنگا اور ایسا آقا کہان پاؤنگا انہی دنون سُنا مین نے کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان
مرکب دریائی لاے ہین اور اُنکو سائیس کی تلاش ہی یہ سُنکر خدمت عالی مین حاضر ہوا ہون جو حضور پرورش
فرماوینگے تو اختیار اپنا سمجھکر خدمت عالی مین حاضر رہونگا ایرج نے دیکھا کہ سائیس بہت شائستہ ہی زبان
درست گفتگو بھی اچھی کہا کہ تم یہ تو بتاؤ کہ گھوڑے نے تمکو ابتک مین اپنے پاس کیونکر آنے دیا عرض کیا اے شہریار
مزاج پہچاننا بہت مشکل ہی مہرا ایک بڑا امر یہ ہین معلوم کہ گھوڑے کو کس وقت ملتے ہین اور کب پانی پلاتے ہین
اور کیونکر دانہ دیتے ہین جیسا کہ کھلانے کی کیا ترکیب ہی اور گھوڑا جو دوڑکر آتا ہی تو عرق اُسکا کیونکر خشک
کرتے ہین اور باندھتے کیونکر ہین ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہی اور ہر فصل کے لیے ترکیب مقدم ہی ایرج
اسکی باتون سے بہت خوش ہوا کہا اچھا تم گھوڑے کے پاس رہو ہم درماہا معقول تمہارے واسطے مقرر کرینگے
کہا بہت اچھا اور تین تسلیمین کین اور کہا کہ مین بھی حضور کو خوب راضی کرونگا یہ کہکر گھوڑے کے پاس آیا اور
پھرا ہاتھ منہ مین ڈالکر ملنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ گھوڑا اس سے کان تک نہین ہلاتا نہایت خوش و خرم
باطمینان تمام بارگاہ مین داخل ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین نے تمام عمر مین ایسا سائیس
نہین دیکھا جیسا سائیس حمزہ کو قتباس ہو ابن رہا نہ ملا تھا ویسا ہی شہر اعظم نے مجکو بھی دیا یہان اسد غازی نے
کمرہ بن اشقر کو دانہ کھلا اشرف دیا پانی پلایا اور اُسکو تھان پر سے کھولا اِدھر اُدھر پھرا پھرلاکر باندھ دیا ہر روز
ایرج آتا ہی اور گھوڑے کو دیکھا کرتا ہی اسد گھوڑے کی خدمت کیا کرتا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی
ایرج اور رفیق اُسکے گھوڑے کے پاس ہین کہ اسد نے آگے بڑھکر کہا کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان گھوڑا
آپکا بے مثل ہی اور جیسے غلام نے کیا اسکو بنایا ہی کہ اب اشارے پر پھرتا ہی اگر حکم ہو تو چڑھکر
پھیرلون ایرج نے کہا کہ اچھا کیا ڈر نہ لگتا تھا ہی لیکن اُسی وقت اسد نے زین اُسپر کسا اور سوار ہو اُلگا دینا
بائین طرف پھیرنے کبھی جورالزاغ مین نشان سلانو دوڑایا گیا اپنے دل مین سوچا کہ اب ایرج تجھے کہان پائیگا
چلا ہی چل پھر خیال کیا کہ جلدی کا کام اچھا نہین ہوتا ابھی زین اسکے موافق نہین ہی زین بھی لے لے اور ایرج
کو آگاہ کرتے چل کہ وہ بھی جانے کہ اسد پھر دیگر کو بڑا الگیا غرض پھر وہان سے باگ پھیری اور گھوڑے
کو چمکاتا ہوا الٹ زین سے ہالا سے زمین آیا سلام کیا ایرج نے بہت تعریفین کین کہ اے مہتر زیبان سبحان اللہ
تمنے خوب اس گھوڑے کو آراستہ کیا اور خلعت منگواکر دیا اسد نے عرض کیا کہ پیرو مرشد گھوڑا تو حضور کا نایاب
ہی مگر زین اسکے موافق نہین ایرج نے کہا کہ زین ہمارے پاس بہت اچھا ہی کہا کہ پھر منگوالیجیے اُسی وقت
ایرج نے تحویلدار سے کہا کہ وہ زین جو مالک بن ملکوت نے تین برس کا خراج شہر فرنگستیہ کا خرچ کرکے
بنوایا ہی اُسے نکال لاکر جڑواکر کل ہم شب بیبین اشقر پر کسوا دینگے القصہ دوسرے دن وہ زین تیار ہوکر آیا
اسد غازی نے دیکھا کہ جو ہر جو کا جواہر اُسمین نصب ہی اسد نے جلدی جلدی گھوڑے پر اُس
زین کو کسا ہیکل الماس کے نگینون کی گلے مین ڈالی تمام اسباب اُسپر آراستہ کیا اب تو گھوڑے کی
اور ہی چمک دمک ہوگئی کہ جیسے دلہن خلعت عروسی پہنے ہوئے کھڑی ہی لندھور نے کہا اے ایرج یہ
گھوڑا مقابل مرکب حمزہ صاحبقران کا ہی ایسا گھوڑا الالادھر ہ مین کسی کو نہین ملا ہی باتین کہتے تھے کہ اسد

خوشی خوشی مرکب پر سوار ہوا اور وضع اصلی اپنی بنائی اور گھوڑے کا رخ میدان کی طرف کیا اب ایرج نے
وضع بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ مرزبان کیسا یہ تو اسد معلوم ہوتا ہے جان نکل گئی کہ ہاے گھوڑا لیچلا اور ہرگز
نہ چھوڑیگا نہیں پکار کر کہا کہ مہتر مرزبان اسکا زین پوش بھی آتا ہے وہ بھی اسپر ڈال لو تو گھوڑا پھیرنا اسد غازی نے
نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو مہتر کسے کہتا ہے میں تجھے بتاتا ہوں میں اسد بن کرب دلاور ہوں کہاں
اور یہ مرکب بہشتی کہاں تیرے موافق جو گھوڑا ہو تو اسپر سوار ہو اسکو تو میں لینے آیا تھا لیچلا اگر تجھ میں طاقت
ہے تو لے لے تجھسے دیکہا ہے اور یوں چھین لیجاتے ہیں یہ کہکر گھوڑے کو کوڑا کیا کرہ میں اشقر مانند باد صرصر
روانہ ہوا ایرج ہر چند پکارا کہ اسے لینا اسے مگر کون اسے پا سکتا ہے گھوڑا ایسا منہ زور سوار ویسا سرد
طرفۃ العین میں کہیں سے کہیں پہونچ گیا ایرج نے کہا میں اسے چھوڑتا کب ہوں ہر چند سبھوں نے سمجھایا کہ
دور نکل گیا جب موقع پایگا تب سمجھیگا ایرج بولا قسم ہے شہر اعظم کی میں اس دیوانے سے گھوڑا لاونگا یہ کہکر
پشت مرکب پر بیٹھ کر کوڑا کیا اور تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا اودھر اسد گھوڑے کو بھگائے ہوئے
چلا آتا ہے کوئی دس فرسخ آیا ہوگا کہ ایک ندی نظر آئی اسد غازی نے بے تکلف اسمیں گھوڑا ڈالدیا
گھوڑا ایک دم میں کلائیاں مار کر پار اتر گیا اور ایک درخت چنار کے پاس پہونچا دوپہر کا وقت تھا
سبزہ کوسوں تک دریا کی تری سے شاداب تھا خیال میں گذرا کہ اب وہ آفتاب پرست کہاں
تو دو گھڑی آسائش کر لے یہ سوچ کر گھوڑے سے اترا اسے چھوڑدیا وہ تو مصروف چرا ہوا اسد زین پوش
بچھا کر بیٹھا کچھ میوہ گرسنے نکالا کھایا پانی پیا لیٹ رہا ہوا سے خوشگوار چلی آتی تھی اسد کی آنکھ لگ گئی اودھر
ایرج سم مرکب کے نشان پر چلا آتا تھا جیسے ہی دریا سے پار اترا چند قدم آگے بڑھا ہوگا کیا دیکھا کہ اسد
پڑا ہوا سوتا ہے اور شبدیز میرا اشقر چر رہا ہے بہت خوش ہوا کہ اے ایرج گھوڑا ابھی ہاتھ لا اور دیوانے کو بھی
قتل کیا یہ خیال دل میں لا گھوڑے سے اترا اسد کی طرف دبے پاؤں چلا پھر دل میں خیال کیا ایسا نہ ہو
کہ تو دیوانے تک نہ پہونچنے پاے اور آنکھ دیوانے کی کھل جاے دو گھوڑے ہیں ایک پر چڑھ کر بھاگ جاے
یہ خیال کرکے پہلے اپنے گھوڑے کو مار ڈالا اور کرہ کو پشت کی طرف کرکے اسد پر چلا پاس آکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا
اسد کا سینہ جو دبا چونک پڑا آنکھ جو کھلی ملک الموت کو چھاتی پر سوار دیکھا یقین مرگ ہوا مگر اپنے دل میں
کہا کہ مکاری کیجیے شاید جان بچ جاے ایرج پکارا کہ اے دیوانے تو نے غضب کیا تھا کہ ایسا گھوڑا کہ جسے
تین دن کی مشقت سے زیر کرکے میں لایا تھا تو یوں لیچلا تھا اب بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اسد نے کہا کہ
اے ایرج ہر چند میں نے تجھسے دشمنی و عداوت کی مگر عجب صاحب اقبال ہے کہ میں تیرا کچھ نہ کر سکا میں نے
تجھسا اقبالمند زمانے میں نہیں دیکھا تیرا اختر اوج اقبال پر نہایت بلند ہے تو بیشک صاحبقران ہے اب میں
تجھسے بیعت کرتا ہوں اسلیے کہ تیرہ تو ظلمات کو گیا ہے نور الدہر کی ملاقات سے بھی امید قطع ہو چکی اب
ہاتھ میرا ہے اور دامن تیرا ہے دشمنی تو تو نے میری دیکھی اب دوستی بھی دیکھنا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں
کہ تو بھی یاد کرے از بسکہ میں قابل بخشنے کے نہیں ہوں مگر تیری مروت سے بعید نہیں ہے جو خطا میری معاف
کردے ایرج نے یہ کلمات اسد سے سنے نہایت خوش ہوا اور چھاتی پر سے اسد کی اترا گلے سے
لگایا کہا کہ اے اسد تو میرا بھائی ہے میں تو یہی چاہتا تھا اسد نے کہا کہ اے ایرج میں تیرا غلام ہوں تو نے
میری جان بخشی کی اب ایرج نے اسد غازی سے کہا میں نے اپنا گھوڑا تو مار ڈالا اس خوشی سے

کہ ایسا نہ ہو کہ تم سوار ہو کر چلے جاؤ اور میں تمہیں نہ پاؤں اور اگر تم نے ایسا ہی کیا ہی کہ مجھے بیابان میں حیران
چھوڑ گئے ہوا اسد بولا ای ایرج تم مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو میں آپ کا نادم ہوں کون سی حرکت بدی کی میں نے
تمہارے ساتھ نہیں کی مگر تم نے کبھی یہ خیال نہیں کیا اور مجکو بخش دیا اب میں تمہارے ساتھ پیادہ چلونگا ایرج
گرہ بن اشقر پر سوار ہوا اور اسد سے کہا کہ بھائی آؤ میرے پیچھے بیٹھ لو اسد بولا کہ آپ تشریف لے چلیں میں آپکے
ہمراہ رکاب ہوں میرا یہی باعث فخر ہی ایرج بولا ای اسد مجکو تمہارا پیادہ چلنا گوارا نہیں ہی تم بھی سوار ہو
اسد بولا مجھے پیادہ روی کی عادت ہی اسی طرح باتیں کرتا ہوا دریا کنارے تک آیا اور کئی مرتبہ ایرج
نے کہا کہ سوار ہو لو اسد نے نہ مانا جب دریا پر پہونچا تو ایرج کو بڑا اسد سے کہا کہ اگر تم سوار نہ ہوگے
تو میں بھی گھوڑے پر نہ چڑھونگا تمنے غضب کیا کہ اتنی دور میرے ساتھ پیادہ آئے اب ہم تم دونوں سوار ہو کے
دریا سے پار اتریں پھر اور کوئی صورت نکل آئیگی ہمارے لوگ آجائینگے کوئی اور سواری ہو جائیگی الگ سوار
ہو لینا اسد بولا ای ایرج حقا کہ تم بہت بامروت ہو میں تمکو ایسا خلیق نہ جانتا تھا نہیں تو ایسی حرکتیں تمہارے
ساتھ نہ کرتا اور ای زہرہ آفتاب پرستان تمکو شناوری میں خوب دخل ہی میں تیرتا ہوا تمہارے ساتھ کب
آبی پہ چلونگا میری آبرو اسی میں ہی ایرج پکارا اچھا چلو ہم تم دونوں شناوری کریں اسد بولا آپ گھوڑے
پر سوار ہوں کہا بغیر تمہارے سوار نہ ہونگا غرض کہ زبردستی اسد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سوار کر لیا
ہرچند اسد نے انکار کیا نہ مانا گھوڑا دریا میں ڈالدیا وہ مرکب اس طرح پانی پر جاتا تھا جیسے کوئی زمین
پر چلتا ہی ایرج نہایت خوش ہوا اسد سے کہتا ہی کہ ای اسد واللہ یہ گھوڑا صاحبقران کا گھوڑا ایسا ہی یون
پانی پر جاتا ہی اسد بولا کہ ای شہریار وہ بڑے بڑے دریا جو قاف میں ہیں انکو اتر گیا ہی وہ گھوڑا دیوزاد
ہی ماں اسکی پری باپ اسکا دیوزاد ہی اور وہ تو صاحبقران سے باتیں کرتا ہی اور کسکی تاب و طاقت
ہی کہ اس سے لڑکر عہدہ برآ ہو جب صاحبقران قاف گئے دیوون کو مار کر آئے تو قلعہ مغرب پر لشکر
نوشیروان کا پڑا ہوا تھا صاحبقران قلعہ میں تشریف لیگئے اشقر کو باہر چھوڑ گئے تھے اشقر نے جو
صاحبقران کو نہ پایا تو گرد و سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا وہ گھوڑا اندر لشکر کے در آیا لشکریوں نے چاہا کہ اسے
پکڑ لیں اسنے ایک ایک پر دانت مارنا شروع کیا ہزارہا آدمی رات بھر میں مار ڈالے اور کسی کے ہاتھ نہ لگا
نوشیروان حیران تھا کہ کیا کیجیے کہ اتنے میں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے اور نوشیروان سے بہت زر نقد
لیا اور اشقر کو اپنے ساتھ لیگئے ای ایرج نوجوان وہ گھوڑا تو قدرت خدا ہی مگر یہ بھی اس سے کم نہیں ہی اور
بھی یہ تمہاری قسمت کا تھا جو تمکو ملا ایسے گھوڑے کاہے کو نصیب ہوتے ہیں اسد ایرج کو باتوں میں
لگائے ہوئے ہی اور اس فکر میں ہی کہ کیونکر اسے دریا میں ڈھکیل دوں اور گھوڑا لیکر چلا جاؤں یہاں تک
کہ بیچ دریا میں پہونچا اسد نے کہا کہ ای ایرج نوجوانا آپنے مردم آبی دیکھا ہی ایرج نے کہا کہ بھئی
مردم آبی کیسا اور کہاں ہی اسد نے جواب دیا کہ وہ پانی کی تہ میں معلوم ہوتا ہی جھک کر دیکھیے ایرج ایک طرف
کو جھکا پوچھا کہ بھئی کہاں ہی مجھکو تو نہیں معلوم ہوتا اسد بولا کہ وہ ایک جگہ قائم نہیں رہتا آپ دیکھیے ابھی
وہ نکل گیا اور ایک ذرا غور سے نگاہ جمائے رہیے تو یقین ہی کہ معلوم ہو ایرج اتنا جھکا کہ ایک پاؤں
رکاب سے نکلکر پشت زین پر آگیا اسد نے ایرج کو زین دریا میں الٹ دیا آپ چل کھڑا ہوا جلد کیا
تمام اتنا دریا طی کر گئے مع شب دیز بن اشقر راہی ہوا ایرج نے یہاں کئی غوطے کھائے مگر دریا تھا چھوٹا

ڈوبتا اُچھلتا دریا کے کنارے آ گیا تمام لباس تر ہو گیا تھا کھڑا ہوا پچتا رہا تھا کہ ایرج افسوس تو اس دیو کے
قریب میں آ گیا اُسنے تجھے ذلیل کیا اور گھوڑا بھی لے گیا اگر آپ گیا ہوتا یہی مثل مشہور ہے کہ سانپ نکل گیا لکیر کو
پیٹا کر و شعر اسے ہوئے پشیمان شد و ارد سود ہ ۔ گرگ از گلہ گوسفند ربودہ ۔ کبھی اپنے دل میں کہتا ہے کہ ای ایرج
یہ دیوانہ بڑا سیانا تھا ہے تجھکو دیوانہ بنا گیا اس اثنا میں لوگ ایرج کے پہونچے اپنے آقا کو آپ بحالت ہیرو غرق
دیکھا شاپور نے کہا کہ پیر و مرشد آپ نے بحالت کر کے اپنا یہ حال کیا ایرج نے کہا ہاں کچھ بھی جو چاہو سو کہو
قصہ مختصر ایرج وہاں سے سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے
کہا کہ صد ہا مرتبہ دیوانہ تمہیں شکل دیکھا ہے مکاری پیش آیا ہے پھر تم اُسکے قریب میں آ گئے خیر یہی غنیمت ہے
کہ تمہاری جان بچی یہی باتیں تھیں کہ بہزاد مع تمام اسباب تصدق لیکر آئے گرد پھرے اور کہا کہ میرا عظم
نے آپ کی دو بارہ زندگی کی کہا کہ ہاں کچھی اُس دیوانے نے کلیجا پکا دیا کہ اسی اثنا میں لندھور بھی مع قبیلہ آیا
ایرج نے تعظیم کی اور تمام حال اسد کا بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ مکر کیا میں جو اُسے پاؤنگا تو ہرگز زندہ
نہ چھوڑونگا لندھور نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو خوب معلوم ہے کہ وہ جیسے کیا کیا ہے اور تمکو اُسکے گرفت
اُسکا جنبہ کرنے پایا تم جانو وہ جانے بلکہ اگر وہ تمہیں قتل کرنے کا ارادہ کریگا تو میں اپنے مدد و ریگر تمہیں بچا لونگا
اور اُسکی طرفداری نہ کرونگا ایک شخص سخن نا شنو ہے اسکے بیچ میں کیا کروں ایرج چپ ہو رہا لیکن اسد گھوڑا
لیے ہوئے نہایت خوش کمال بشاش اپنے رفیقوں میں آیا فتاح بلنگینہ پوش کو سلام کیا گھوڑا دکھایا
اور کہا کہ چچا دیکھا آپ نے ایسا گھوڑا اور اُس پاجی کے پاس چھوڑتا میں سائیس بنکر لایا اور تمام حال
بیان کیا فتاح اُٹھ کر لپٹ گیا اور کہا کہ ای اسد حقا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے میں تیرے باپ
کے پاس بھی رہا اگرچہ جرأت اُسکی بھی نہیں دیکھی سپاہ گری کے چھپنے فن سیکھے تھے لیکن تجھ میں دیکھ لیے
کہ ایسے زبردست سے اس طرح پیش آنا اور کچھ خوف نہ کھانا اور بہت سی تعریفیں کیں اسد غازی نے
کہا کہ عمو جان یہ سب آپ ہی کا فیضان صحبت ہے میں کیا ہوں بعد اُسکے ضرغام شیر دل سے خطاب کیا کہ
تم شاہزادہ نورالدہر کی خدمت میں جاؤ میری طرف سے آداب تسلیمات بجا لا کر عرض کرنا کہ ای شہریار ایرج
قریب ملک زرائل کے آپہونچا ہے اور ارادہ اُسکا قلعہ ذوالامان پر جانے کا ہے تعجب ہے کہ آپ بغفلت کیسے ہوئے بیٹھے ہیں
جلد تشریف لا کر روکیے اس پاجی کو کہ زرائل تک نہ پہونچ سکے اور اگر وہ زرائل پر پہونچ گیا تو وہاں سے جہازوں پر
سوار ہو کر قلعہ ذوالامان پر جائیگا اور وہاں خدا جانے کیا قیامت برپا کریگا پھر کون ایسا ہے جو اُسے روکیگا اور ناموس
صاحبقرانی کی عزت و حرمت بچائیگا آپکو آگاہ کر دیا آگے آپ کو اختیار ہے ضرغام شیر دل اُسی وقت راہی ہوا پاسے
شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے قضا سے کار اتفاقات روزگار غالب بن دلپ چہر اسد کی خبر کے واسطے چلا ہے دور سے
دیکھا کہ ضرغام شیر دل ایک طرف کو چلا جاتا ہے اپنے دل میں کہا کہ اسکو پکڑ کر ایرج کے پاس لے چلیں ایرج مجھسے
بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور سر راہ ایک سفید رومال میں کچھ نقل اور میوہ باندھ کر ڈال دیا اور آپ
پوشیدہ ہو گیا ضرغام جو وہاں پہونچا دیکھا رومال سفید کسی شخص معقول کا پڑا ہے اُسے اُٹھا لیا گرہ جو کھولی اور
نقل اور میوہ پایا دل میں کہا خدا جانے کس شخص کا گرا ہے دو چار آوازیں دیں کہ یہ رومال کسکا ہے آکے اور
لیجائے ادھر اُدھر پکار کر چل نکلا اور کہا کہ خدا نے تجکو دیا ہے خوب نقل اور میوہ نقل کرتا ہوا چلا چند قدم آیا ہوگا
کہ ایک چکر آیا اور بیہوشی نے مارا چھینک مار کر دم سے گرا غالب کمینگاہ سے نکلا اور حلقہ سے کمند سے ضرغام کو

باندھا چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹ کر پیٹھ پر لگا کر راہی ہوا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہی کہ مین نے
خبر اسد کی منگوائی ہی ذرا معلوم ہو جاے کہ فلان مقام پر ہی ابھی جاتا ہون اور اُس سے مرکب اپنا لاتا ہون
وہ تو غضب کر گیا کہ ایسا مرکب کہ جسکا مثل سوائے مرکب صاحبقران کے نہین ہی مجھسے دغا کرکے لیگیا کہ اسی اثنا
مین خالد بن دیو چہر پشتارہ بدوش پہونچا سلام کیا ایرج نے پوچھا ای خالد یہ پشتارہ کیسا ہی کہا تو اُس دیوانے کو
پکڑ لایا خالد نے کہا ای شہریار اسد تو نہین ہی مگر اسکے عیار صبا رفتار یعنے ضرغام شیر دل کو لایا ہون ایرج
نے کہا ای خالد یہ کیا اسد سے کچھ کم ہی اور سات پارچے کا خلعت دیا اور پوچھا کہ ای خالد یہ تو بلا سے بے درمان
ہی کیونکر تیرے ہاتھ لگا اُسنے سب حقیقت بیان کی ایرج بہت خوش ہوا کہا کہ اسے ہوش مین تو لا عرض کیا
کہ پہلے قید آہنی مین گرفتار کرلیجیے نہین تو یہ زہر دست ... مین توڑ کر بھاگ جائیگا ایرج نے کہا کہ بلاؤ آہنگر ولشد
کو اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے ضرغام کو اسیر غل و زنجیر کیا ... سر فع بیہوشی دیا ضرغام چھینک مار کر ہوش مین آیا
دیکھا کہ سامنے ایرج مع سرداران نامدار بیٹھا ہی اور تو بندھا ہوا ہی بس صاف خیال اسکے دل مین گذرا کہ وہ نقل ہوئی
جو تو نے کیا پایا تھا اُسی سے بیہوش ہوا اور کوئی عیار تجھے پکڑ لایا خیر ہرچہ بادا باد بس ایک اکڑ مروڑ سے اُٹھا کہ تمام
زنجیر مین فغان ہوئی غل سے زنجیر کے قریب تھا کہ لوگ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید اسنے توڑی سب دست
بہ قبضہ ہو گئے تھے ضرغام نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جو اہل اسلام تھے اُنھون نے جواب سلام کا دیا ایرج نے
کہا کہ ای مکار تو نے کیا کیا مکاریان کین ہین کہ دل پہ میرے داغ ہین اب کہہ کہ تو آپ کو کس طرح پاتا ہی ضرغام
پکارا کہ جس طرح شیر زرد باہ حیلہ گر کے دام مین گرفتار ہو جاتا ہی ایرج پکارا کہ تو نے دغا بازیان نہین کین
ضرغام نے کہا کہ مین نے آج تک دغا سے کوئی کام نہین کیا مجھے تو پہلوانی کا دعوی ہی جو شخص مجھے بہ جرأت
و بہادری زیر کرے پھر جو کچھ وہ کہیگا مین قبول کرونگا اسنے کہ مجھے زیر نہین کیا مین فقط از راہ ... دوستانہ
اُسکے ساتھ ہو گیا ہان البتہ نور الدہر سے مجھے دعوی ہمسری نہین اگر تجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھے
چھوڑ دے اور مجھسے مقابلہ کر اگر فن سپاہگری مین تو مجھ پر غالب آئیگا تو مین تیرا حلقہ بگوش ہونگا ایرج نے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہی اُسی وقت حکم دیا کہ قید اسکی کٹوا دو ہر چند عیارون نے اور لوگون نے عرض کیا کہ یہ مکاری کرتا ہی
آپ اسکے فریب مین نہ آئین ایرج نے ایک کی نہ سُنی اور قید ضرغام کی کٹوا دی اور کہا کہ لاؤ گھوڑا اور
بارگاہ سے باہر نکلا تمام اسلحہ جنگ ضرغام کو دیے آپ مرکب پر سوار ہوا اور ضرغام سے کہا کہ آؤ مجھسے سامنا کرو
ضرغام شیر دل ایرج کے پاس سے دور جا کر پکارا کہ ای آفتاب پرست مین عیار ہون مجھسے سر گرم ہو کر لڑنے
سے کیا غرض بفریب دام سے چھوٹا ایرج للکارا کہ لینا اس مکار کو نہ جانے پاے آفتاب پرست ضرغام پر
دوڑے ضرغام نے خنجر کھینچکر دو چار کو مار کر میدان پکڑا اچل نکلا اب ایرج نے تعاقب مین اُسکے گھوڑا ڈالا
اور پکارتا جاتا ہی کہ ارے لینا اس مکار کو جہان پر لوگ ضرغام کو گھیرتے تھے ضرغام دو چار دس پانچ کو
مار کر صاف نکلتا جاتا تھا یہان تک کہ تمام لشکر کو طی کرکے باہر نکلا اور ایرج بھی تعاقب مین چلا ضرغام نے نعرہ کیا
کہ او بزار بچے دیکھون کہان تک میرے تعاقب مین آتا ہی اگر بیابان مرگ تجھے نہ کیا ہو تو نام اپنا ضرغام شیر دل
نہ رکھا ہو لوگون نے ایرج سے کہا کہ پیر و مرشد جانے دیجیے اس مکار کا پیچھا نہ کیجیے ایرج نے نہ مانا چلا اُسکے
تعاقب مین اور ضرغام کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف پھرتا جاتا ہی ایرج بھی مرکب کو پھیرتا جاتا ہی کوئی دو کوس
ایرج آیا ہوگا کہ بیابان کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ایرج نے مرکب کو روکا ہرکارون سے کہا

خبر لاؤ کون آتا ہی ہرکارے مثل پیک نظر جا کر پھر آئے عرض کیا کہ باپ طہماس کا عنقویل دیو پرور آتا ہی کہا کیا ارادہ ہی
اُسکا عرض کیا کہ قصد رزم و پیکار رکھتا ہی ایرج بولا کچھ اندیشہ نہین ہی اور سپہر گرد داخل لشکر ہوا ادھر عنقویل دیو پرور
کا خیمہ استادہ ہوا عنقویل خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا مصروف شراب خواری ہوا جب نشہ خوب ہو چکا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم کوس حرب و ضرب بجا ہرکارون نے خبر ایرج کو دی ایرج نے کہا کچھ پروا نہین
ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارۂ رزمی نوازش مین آیا غرض چار پہر رات دونون لشکرون
مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دے کر چلے گئے
اُس وقت عنقویل دیو پرور نے کرگدن کو نکالا لشکر مین اسکے علم جلوہ گری پر آئے آواز باجون کی بلند ہونے
لگی سلامی اُترنے مگر عنقویل جو میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارز طلبی کی کہ ہان ہی وہ نالائق
کہ جسنے شیر دہن کو ناحق مارا یہ کہنا تھا کہ طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے ایرج کے آیا اجازت میدان
چاہی ایرج نے کہا ای طرماسپ عنقویل تیرے خون کا پیاسا ہی تو اُسکے مقابلے کو نہ جا مین جاکر اُس سے
مقابلہ کرونگا طرماسپ نے عرض کیا ای شہریار اگر مین اُسکے مقابلے کو نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ طرماسپ ڈر گیا
آپکے اقبال سے سر اسکا کاٹ کے لاؤنگا ایسا حلوہ نہین کہ عنقویل مجھے نگل جائیگا اور اگر آپ نہ جانے دینگے
تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا خنجر مار کر مر جاؤنگا ایرج ناچار ہو گیا کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہی طرماسپ
سلام کر کے گینڈا اچھکا کے میدان مین آیا عنقویل نے جو اُسے دیکھا انگاورزن ہوا برابر سے گینڈے پیا ہوگئے
مار مار کر گینڈون کو بڑھایا ایک دوسرے سے مقابل ہوا عنقویل پکارا کہ او نالائق تو نے شیر دہن کو ناحق
قتل کیا اور تمام نوشاباد پر کیا ظلم کیا ارے او نابکار کوئی بھی اپنے عزیزون اور ہم وطن والون سے
ایسا سلوک کرتا ہی جو تو نے کیا کہ زرا زرا سے بچون کو چھید چھید کر مارا حالانکہ شیر دہن تجھے خراج بھی دیتا تھا
بیعت بھی کرتا تھا تو نے جسپر بھی نہ مانا طرماسپ بولا بس زبان سنبھالکر بات کر تجھکو غیرت آئی کہ مین ایرج کی
خدمت مین ایسا معزز ہوں اور میرا عزیز آفتاب پرست تھا مین نے ہرچند کہا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اُسنے نہ مانا میرے
ہاتھ سے مارا گیا اور رہا یا پرا انکا گھانس پھونس کی طرح کٹتا ہی ہم نے کس حساب مین عنقویل پکارا او نالائق یہ
سب بندگان خدا نہ تھے تو انکو گھانس پھونس کہتا ہی اگر عوض اُنکا تجھسے نہ لیا ہوگا تو عنقویل نام اپنا نہ رکھا ہوگا
طرماسپ بولا کیون قضا آئی ہی اپنے دین قدیم پر قائم ہو چلکر ملازمت ایرج صاحبقران کی اختیار کر ورنہ تیغ
شیر دہن سے بدتر تیرا حال کرونگا عنقویل برہم ہوا کہا او بد تمیز جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ پکارا کہ
تم حربہ اپنا مجھپر کرو عنقویل بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے اُس وقت طرماسپ نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار
کہکے مارا عنقویل نے نیزہ اُسکا سینے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کسی کا مطلب
حاصل نہ ہوا نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے طرماسپ نے دوڑ کر ساطور ار اسپ سے لیا اور عنقویل پہ مارا
عنقویل نے رد کیا اور چہار دست اُٹھا کر ماری طرماسپ نے ساطور پر رد کی اور پھر ساطور مارا عنقویل نے
پھر رد کیا اور پھر چہار دست ماری اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی ایک مقام پر طرماسپ نے کر بیٹھا کر سر پہ
ساطور مارا کہ اوچھا سا زخم عنقویل کے لگا عنقویل نے بھی چہار دست ماری تو دستے پر سے ساطور کے اُچٹ کر
شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا اور وہاں سے کسنے پر آئی کہ وہ بھی زخمی ہوا وہاں سے گینڈے کے پہلو پر پڑی
کہ گینڈا اور طرماسپ دونون تہ و بالا ہو گرے عنقویل نے چاہا کہ ایک چہار دست اور مارے کہ کام

اُس کافر کا تمام کرے مگر ابھی تو قضا اسکی نہین ہی ایرج دوڑ پڑا الغرہ کیا کہ ای عنقویل یہ کیا حرکت نامردانہ ہی بس بین آپہونچا یہ تو بیہوش پڑا ہی اسکا مارنا نامردی ہی اور گھوڑا بڑھا کر قریب آیا عنقویل نے ہاتھ اپنا روکا اور کہا کہ ای ایرج اس نامرد کا مار ڈالنا ہی بہتر ہی مگر خیر تمھارے آجانے سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون ایرج نے اُسی وقت پالکی منگوا کر طرماسپ کو سوار کرایا اور عنقویل سے کہا کہ آج دن کم رہگیا ہی کل میرے تمھارے مقابلہ ہوگا وہ بولا کیا مضائقہ ہی تم بھی کل سامنا کر لینا یہ کہکر پھر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہن کر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب خوب نشہ تیز ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُدھر ایرج طرماسپ کو جولایا جراحون کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے کولا ملوایا شانہ بٹھلوایا کہ اس اثنا مین خبر ہوئی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال عنقویل دیوپرو نے گھوڑا اپنا صف سے نکالا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے ایرج نکلا بعد ارنگا ورزی ایرج نے کہا ای عنقویل تو دین آفتاب پرستی اختیار کر مین تیری بہت سفارش کرونگا اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو دین آفتاب پرستی پر اور تو میری عزت کیا کریگا تو خود بیغیرت ہی ایرج آگ ہو گیا کہا کہ معلوم ہوا حال تیرا خراب ہی سر جنگ معقول تجھے دونگا لا حملہ ہو اپنا عنقویل دیوپرو پکارا کہ ہم اہل اسلام مین سبقت نہین کرتے جو خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو اپنا وار کرینگے ایرج نے کہا خیر اور نیزہ مارا عنقویل نے نیزے پر نیزہ لیا خوب نیزہ بازی ہوئی آخرکار ایرج نے نیزہ اُسکا رد کیا عنقویل نے برہم ہو کر چوبدست ماری ایرج نے اُٹھا لی وقتا چوبدست خیال مین کرکے پکڑلی زور کشاکش ہوئے نہ گھوڑے لگے دونون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے ناکار دونون پیادہ ہوئے اور سرگرم تلاش ہوئے لگی کشتی ہونے چار پہر دن کشتی رہی شب کو بھی جدا نہ ہوئے تمام میدان مین روشنی ہو گئی افسران فوج اپنے ہمراہیون سمیت جابجا بیٹھکر کھانے منگوا کر کھانے لگے کشتی کا تماشا دیکھ رہے ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا تین شبانہ روز کشتی رہی اب چوتھے دن یہ حال ہی کہ عنقویل کا دم آچکا ہی اور زور بچا بچا کر لڑ رہا ہی مگر کہان تک بچے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے لنگ عنقویل کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا سینے پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا اُدھر لوگ عنقویل کے اُداس پریشان پھر گئے عنقویل کو اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھیجدیا آپ کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آیا دنگل شوکت پر متمکن ہوا طرماسپ کا زخم بھی قریب بصحت تھا وہ بھی آیا سلام کرکے اپنے دنگل پر بیٹھا ادھر لندھور بھی اس خیال سے آیا کہ دیکھون عنقویل گرفتار ہوا ہی اُس سے کیا گفتگو آتی ہی جب تمام دربار معمور ہو چکا ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ عنقویل کو چوبدار گیا اور لیکر آیا عنقویل نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی سے اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا ساقی جام مئے ارغوانی لبریز کرکے پاس عنقویل کے لایا اُسنے جام پھینکدیا ایرج کو غصہ آیا مگر ضبط کیا کہا کہ ای عنقویل مین نے تجھے کس طرح زیر کیا جواب دیا کہ تو زبردست تھا مین تجھسے مغلوب ہوا ایرج نے کہا اب تو دین آفتاب پرستی قبول کر اُسنے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون آفتاب پرستی پر جان دینا قبول ہی مگر آفتاب پرست ہونا قبول نہین ایرج نے کہا اچھا آفتاب پرست نہ ہو تو میری بیعت کر مین تمھین چھوڑ دونگا چاہنا میرے پاس رہنا چاہنا چلے جانا عنقویل پکارا کہ او تاجزادے مین کبھی تیری بیعت قبول نہ کرونگا اگر

شاہزادہ نورالدہر کا دشمن ہون تو تیری بیعت کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ پاجی سے آشتی کرون طرماسپ نے جو یہ کلمہ سُنا کمر سے زہر کا بجھا ساطور نکالکر دوڑا کہ ارے او زبان دراز ایرج صاحبقران کو پاجی کہتا ہے قضا تیری آئی ہے ایرج جب تک منع کرے کہ او طرماسپ یہ تو کیا کرتا ہے طرماسپ نے عشق‌قویل پر ساطور مارا عشق‌قویل اسیر غل و زنجیر تھا کیا کرتا ہاتھ اُٹھا دیے ایک طرف جھکا تھا کہ ساطور سے ہاتھ قلم ہوئے گردن پر ساطور بیٹھا کہ صاف گلا اُس مرد مومن کا کٹ گیا اور زمین پر تڑپنے لگا درجۂ شہادت پر فائز ہوا لندھور نے جو یہ دیکھا غضبناک ہوکر اُٹھا اور پکارا کہ او نالائق یہ تو نے کیا کیا اُسنے کہا کہ عشق‌قویل نے نہ دین قبول کیا نہ بیعت اختیار کی اتمام حجت ہو چکی تھی مین نے اسے مار ڈالا لندھور نے ایرج سے کہا کہ کیا بیعت شکنی پر کمر باندھی ہے یہی مجھسے آپ سے اقرار تھا ایرج طرماسپ کی حرکت دیکھکر دم بخود بیٹھا تھا ہاتھ باندھکر کہا کہ اے دادا اسے ہنود قسم ہے پیر اعظم کی مین نے اس بد ذات سے نہین کہا تھا کہ تو عشق‌قویل کو مار بلکہ مین اسے منع کرتا رہا اسنے نہ سُنا لندھور نے کہا کہ اے ایرج ہمنے بیعت فقط اہل اسلام کے بچاؤ کے واسطے کی ہے نہ کہ اہل اسلام قتل ہون اور مین دیکھتا ہون جب تک یہ دو چار بانی فساد مارے جائینگے جب تک کچھ نہ ہوگا بہزاد نے اپنے باپ کا سر کاٹ کر لا کے تمہارے سامنے رکھدیا اور تمنے کچھ نہ کہا آج سامنے میرے اس ملعون نے عشق‌قویل کو مارا مین صبر کیا جاتا ہون ایسی لوگ مجھے بدنام کرتے ہین ایرج نے کہا اے رستم زمان طرماسپ حاضر ہے جو چاہیے سو کیجیے لندھور بولا فقط تمہاری محبت سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون اگر تمہارا درمیان نہ ہوتا تو ابھی اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ایرج نے طرماسپ سے کہا کہ اگر تو نے اب ایسی حرکت کی اُسی وقت تجھے مار ڈالونگا معلوم ہوا کہ تیرا لہو سفید ہے کہ اپنے دادا کو تو نے مارا اُسکی محبت تجھے نہ آئی ہزار ہزار لعنت ہے تجھپر طرماسپ نے کچھ جواب نہ دیا لندھور نے لاش عشق‌قویل کی وہان سے اُٹھوائی فوج والون کو اُسکے بلوا کر سمجھون کو تشفی دلاسا دیا اور کہا کہ صاحبو قضا سے سب ناچار ہین اسکو یونہین مارا جانا بدا تھا تم صبر کرو لاش لیجا کر بیشۂ کلنگان مین دفن کردو وہ سب لاش کو لیکر گریان و نالان بیشۂ کلنگان کو روانہ ہوئے مگر طرماسپ نالائق نے دوسرے روز ایرج سے کہا کہ ثمود عاد مدت سے آپکی قید مین گرفتار ہے آپ نے کیون اُسے گرفتار کر رکھا ہے اُسے بلوا لیجیے بیعت کرے فبہا نہین تو قتل کیجیے ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اب ثمود عاد کے مقدمے مین کیا کہتے ہین اُسے قید مین گرفتار ہوئے عرصہ ہوا آپنے بھی اُسے سمجھانے مین کمی نہ کی ہوگی لندھور نے کہا کہ مجھے کچھ اختیار ہے مین اُسکے مقدمہ مین کچھ دخل نہ دونگا ایرج نے کہا لاؤ ثمود عاد کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا یہان ثمود عاد نے جس وقت سے سُنا تھا کہ طرماسپ نے عشق‌قویل کو مار ڈالا عجب صدمہ ہے دل مین اپنے کہ رہا ہے اے ثمود عاد کیونکر اس کا ذکر قتل کیجیے عوض خون عشق‌قویل کا لیجیے افسوس مفت مین طہماس کا باپ مارا گیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا کہ چوبدار نے آکر داروغۂ زندان سے کہا کہ لیجیو ثمود عاد کو نزدیک آفتاب پرستان نے بلایا ہے داروغہ اُسی وقت ثمود عاد کو لیکر سامنے آیا ثمود عاد نے آکر سلام کیا ایرج نے اُسے کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ اے ثمود عاد مدت سے تو میرے یہان قید ہے یا تو بیعت میری کر نہین تو آمادۂ مرگ ہو ثمود عاد نے کہا مین نورالدہر کی امید پر تھا کہ شاید وہ آکر مجھے رہا کرے اب مجکو امید قطع ہو چکی مین بیعت کیا چاہتا ہون

دین آفتاب پرستی اختیار کرتا ہون مگر اس شرط سے کہ طرماسپ کی رفاقت مین رہا کرون ایرج یہ کلمہ
سنکر بہت خوش ہوا کہا ای ثمود عاد تم ہمیشہ طرماسپ کے پاس رہا کرو مجھے اسمین کیا عذر ہی اور حکم دیا
بلاؤ آہنگرون کو کہ قید ثمود عاد کی دور کرین اُسی وقت قید ثمود عاد نے توڑ ڈالی اُٹھکر ایرج کے قدمون
کو بوسہ دیا طرماسپ کے ہاتھ چومے از روے حکمت دین آفتاب پرستی اختیار کیا ایرج نے حکم دیا
کہ ثمود عاد کی فوج کو ڈھونڈھ کر لاؤ اور خیمہ و اسباب ضروری سب اُسکے واسطے مہیا کرو القصہ ثمود عاد
رہنے لگا ایک روز طرماسپ بارگاہ سے ایرج کی اُٹھا ثمود عاد باتین کرتا ہوا چلا طرماسپ بولا کہ بھئی
ثمود عاد رات زیادہ جا چکی ہی آج ہمارے ہی خیمے مین کھانا کھاؤ اور یہین سو رہو اُسنے کہا کہ اچھا
وہان کسکا ہی اور یہان کسکا ہی سب ایک ہی غرض کھانا کھایا شراب پی ناچ خوب دیکھا دو پہر رات گئے
طرماسپ سویا ثمود عاد بھی پلنگ پر لیٹا جب دیکھا کہ طرماسپ بالکل غافل ہو گیا اُس وقت ثمود عاد
اُٹھا ساطور طرماسپ کا ہاتھ مین لیا پہرے والے نے پوچھا کہ ساطور آپ نے کیون اُٹھایا ہی بس یہ سُنکر
وہی ساطور جو اُسپر مارا پہرے والے کے دو ٹکڑے ہوے ادھر سے پھر کر خدمتگار کو مارا اب طرماسپ
کی طرف چلا مگر دل کے مارے عجب حال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ طرماسپ بیدار ہو جاے اسی خوف مین
ساطور جو طرماسپ پر مارا ساطور ہاتھ سے نکل گیا اور پیٹھ پر طرماسپ کی پڑا دو ٹکڑے تو نہو سکے
مگر زخم کاری لگا طرماسپ بیدار ہوا پکارا کہ لینا اس عادی کو جانے نہ پاے ثمود عاد اگر دوسرا
ہاتھ مارے تو اسکا کام تمام ہی مگر رشتۂ حیات اس موذی کا قطع نہ ہوا بسبب خوف کے ثمود عاد بھاگا
غل جو ہوا کہ ثمود عاد نے طرماسپ کو مارا لوگ چار طرف سے دوڑے ثمود عاد دو چار کو مار کر
طرماسپ کے کرگدن پر سوار ہو کر بھاگا قضاے کار ایرج غل و شور سُنکر بیدار ہوا کہا کہ ارے خبر تو لاؤ
یہ غل کیسا ہی ہرکارے گئے اور بعد گھڑی بھر کے آ کے عرض کیا کہ ثمود عاد طرماسپ کو مار کر بھاگا ہی
ایرج یہ سنتے ہی آگ ہو گیا کہا کہ قسم ہی سیر اعظم کی جہان یہ عادی جائیگا وہین پہونچ کر اسے مارونگا
جب تک اسے نہ مار لونگا آب و دانہ مجھپر حرام ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہو کر باہر آیا دیکھا کہ قارن بن ملوط
ٹہل رہا ہی اُسنے سلام کیا ایرج نے کہا ای قارن تم جا کر طرماسپ کو دیکھو اگر طرماسپ زندہ ہی تو اُسکے
علاج زخم مین مصروف ہو مین ثمود عاد کے پیچھے جاتا ہون القصہ قارن تو طرماسپ کی طرف راہی ہوا اور
ایرج مرکب پر سوار ہو کر تعاقب مین ثمود عاد کے چلا فوج ثمود عاد کی چلی جاتی تھی اثناے راہ مین ملی
ایرج نے نعرہ کیا کہ ثمود عاد کہان ہی سبھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم ہمسے ملاقات تک نہین ہوئی ایرج
نے اُنسے کچھ نہ کہا پھر گھوڑے کو آگے بڑھایا مگر ثمود عاد پہر ڈیڑھ پہر رات سے چلا تھا اُتنی رات برابر چلا آیا
اور دوپہر دن بھی برابر چلا گیا ایک سبزہ زار مین پہونچا وہان چشمہ آب بھی تھا ہواے سرد بھی چلی آتی تھی گینڈے
پر سے اُترا اُسے چھوڑ دیا کہ وہ تو چرنے لگا آپ ایک درخت چنار کے سایہ تلے لیٹا ابھی دو گھڑی
گذری ہونگی کہ ایرج پہونچا ثمود عاد کو دیکھا نعرہ کیا کہ باش ای عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
اسی واسطے تو نے رفاقت طرماسپ کی اختیار کی تھی کہ قابو پا کر اُسے مار دے اُسکا خون تیری گردن
پر سوار ہی بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور تلوار میان سے کھینچکر دوڑا ثمود عاد وہی درخت چنار
اُکھیڑ کر دوڑا کہا او آفتاب پرست تو آیا تو کیا کریگا قضا تیری یہان تجھے لائی ہی یہ کہکر درخت چنار

ایرج پر مارا ایرج نے اُسے خالی دیا ثمود عاد اُسکے جھونک مین گیا تھا کہ ایرج نے تلوار ماری کہ کمر پر
پڑی مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگئے لاشہ اُسکا تڑپتا ہوا چھوڑ کر نہایت خوشنود کمال مسرور وہان سے
پھر اجدھر سے فوج ثمود عاد کی آتی تھی وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
مگر فوج ثمود عاد کی جو چلی آتی تھی اور اُس مقام پر پہونچی کہ جہان لاش ثمود عاد کی پڑی تھی بس لاشہ اپنے
سردار کا دیکھا خون اُسکا لیکر منہہ پر ملا گریبان چاک کیے خوب روئے پیٹے ارادہ کیا کہ چلکر ایرج سے لڑیں
اپنی بھی جان دین وہ جو عادی عاقل تھے اُنھون نے کہا کہ ہم چاہیے ایرج پر غالب ہون یہ ممکن نہین مگر
جانا ضرور ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ لاش کو شاہزادہ نورالدہر کے پاس پہنچا دیں وہ خود خون کا عوض لینے آئیگا اُسکے
ساتھ ہو کر لیجیے تو بہتر ہی یہ صلاح کرکے لاشہ ثمود عاد کا لیکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی روانہ ہوئے
یہان نورالدہر جام جم اسد غازی کو بھیجکر عازم ہی کہ اب ایرج پر روانہ ہوا اسباب سفر تیار ہو رہا تھا
دامنہ کوہ مشتری حصار مین لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا ہوا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی شاہزادہ بیٹھا ہوا
سیر صحرا کی کر رہا ہی اور رفیق گرد و اطراف مین جمع ہین طہماس سامنے بیٹھا ہی شاہزادہ اخبار نویس سے
پوچھ رہا ہی کہ ایرج کہان تک پہونچا وہ عرض کر رہا ہی کہ نوشاباد اور بیشہ کلنگان مین ہی یہی باتین تھین
کہ دور سے کچھ لوگ سیاہ پوش معلوم ہوئے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا
اُسپر سیاہ شامیانہ تنا ہوا لوگ کاندھا بدلتے ہوئے آگے تابوت کے نکلنے کے لوٹے روشن بخورات ہوتا ہوا
حافظ صحیفے پڑھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی آوازین بلند چلے آتے ہین نورالدہر نے کہا خیر تو ہی یہ کس مرد مومن
کا تابوت ہی طہماس نے عرض کیا کہ لوگون کی وضع سے ثابت ہوتا ہی کہ نوشاباد کے ہین ہرکارون نے
دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ یہ لاش طہماس کے بھائی شیر دہن بن کوہ لخت کی ہی طہماس بہت آبدیدہ
ہوا عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بہت مرد فہمیدہ و سنجیدہ تھا نہین معلوم کیونکر مارا گیا کہ اس اثنا مین وہ لاشہ
لا کر سامنے نورالدہر کے رکھا گیا اور اُن سب نے عرض کیا کہ ای شہریار طرماسپ نے اسے ناحق مارا یہ
نوشاباد کا خراج بھی ایرج کے دینے کو راضی تھا و بیعت بھی کرتا تھا اُسنے نہ مانا یہی کہا کہ دین آفتاب پرستی
اختیار کر اس مرد مومن نے دین اسلام ترک نہ کیا آخر لا کر مارا گیا درجہ شہادت پر فائز ہوا طہماس بولا
صاحبو وہ نالائق میرا نطفہ نہین ہی وہ نطفہ شیطان ہی خیر جیتا ہون تو عوض اسکا لونگا شاہزادہ نورالدہر
نے فاتحہ اُسکے تابوت پر پڑھا لوگون کو تشفی و دلاسا دیا لاش کو سمت خانہ کعبہ روانہ کیا دو دن گذرے تھے کہ لاشہ
مظفر ارمنوس حصاری کا آیا لوگون نے رو رو کر بیان کیا کہ یہ خود ایرج کی بیعت کو گیا تھا کہ بہزاد دہر نے
اپنے خیمے مین بلا کر اسے شہید کیا نورالدہر اسکے واسطے بہت رویا اور کہا کہ ایہا الناس یہ وہ مرد بزرگ
ہی کہ صاحبقران نے اسکو اپنا باپ کہا تھا بہت معزز تھا افسوس نالائق بہزاد دہر نے اسے شہید کیا
الغرض اُسکی لاش پر بھی فاتحہ پڑھا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا اُسکے تیسرے دن لاش عنقویل دیو پیکر کی آئی
لوگون نے خاک اُڑا کر نورالدہر سے عرض کیا کہ ای شہریار اسکو طرماسپ نے مار ڈالا ایرج نوجوان سے
زیر کرکے لیگیا تھا گفتگو ہو رہی تھی عنقویل اسیر غل و زنجیر تھا کہ طرماسپ نے ساطور مارا یہ شہید ہوا سبب
یہ سنتا تھا کہ آتش غضب سینے مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا روز روشن نظر مین تاریک
ہو گیا طہماس سے کہا کہ جاؤ اُس نالائق کا سر لیکر آنا تو اپنی صورت نہین دکھانا ورنہ ہمارے سامنے نہ آنا

طہماس نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کیا کہ غلام ابھی جاتا ہی اور باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہوکر لشکر اپنا ہمراہ لیکر
چل کھڑا ہوا اثنائے راہ مین لاش ثمود عاد کی ملی معلوم ہوا کہ یہ بھی طرماسپ کی بابت ایرج کے ہاتھ سے
مارا گیا اور غصہ دونا ہوا اسپ اسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے لیکر حال سنیے لاش ثمود عاد کا کہ جب لوگ
اسکے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آئے بعد فاتحہ خوانی میت اسکی اسکے وطن کو بھجوائی اور آپ دو تین روز
کو رونے کے بعد ایرج روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج ثمود عاد کو مار کر اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ طرماسپ بیہوش
ہی اور قارن بلا طرح کچھ کردن مصروف تیمارداری ہی جراح کو بلوایا زخم اسکا دکھلایا زخم مین ٹانکے دلوائے
علاج ہونے لگا قارن نے ایرج سے عرض کیا کہ مین زخم مین ٹانکے دلوا چکا ہون آپ کے اقبال سے طرماسپ
جلد اچھا ہوجائیگا ایرج نے قارن کو خلعت دیا خود آکر بارگاہ مین بیٹھا ثمود عاد کے مارنے کا حال سبھون سے
بیان کیا سبھون نے تعریفین کین لندھور بھی بیٹھا ہوا ہی کہ ایک عیار نے آکر نامہ ہاتھ مین لندھور کے دیا
لندھور اسکے لفافے کو پڑھ رہا ہی ابھی اسے کھولا نہین ہی کہ ایرج نے ہاتھ سے لندھور کے وہ نامہ لے لیا
کہ مین دیکھون لندھور نے کہا ای ایرج تجھے جلدی کسواسطے کی مین خود تجھے دے دیتا ایرج شرمندہ ہوا
کہا کہ بیشک نادانی ہوئی آپ مجھے معاف فرمائین لندھور بولا خیریت ہی مگر نامہ جو کھولا دیکھا تو جمشید و
خورشید ظلمانی نے لکھا ہی کہ ای جانشین حمزہ صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان آگاہ ہوجیے کہ ہمارے
ملک ظلمات کے قریب ایک ملک ہی کہ نام اسکا شہر صفدریہ ہی اور صفدر شاہ وہان کا بادشاہ ہی
بیٹا اسکا خنجر خان نہایت ظالم ہی اور سپہ سالار اسکا زبردست روزگار قارن فیل زور سے دین پرستی
رکھتا ہی وہ لشکر بے پایان لیکر ہمپر چڑھ آیا ہی ہم اس سے لڑ نہین سکتے اسکے خوف سے قلعہ بند ہین اور آقا ہمارا
ملیح الزمان یہان نہین ہی امیدوار ہین کہ کفالت و معاونت ہماری کیجیے کہ شر سے اسکی ہم محفوظ رہین
نہین تو ہم سب مارے جاوینگے اور دین زہرہ پرستی اختیار کرینگے اپنے وقت مین دستگیری ہماری کرنا
ضرور ہی ایرج جو اس مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ مین جاؤنگا مدد انکی کرونگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ تم کہان
جاؤ گے میرا جانا بہتر ہی ایرج نے کہا کہ ای رستم زمان تجھے محبت کی ہی تم جیسے دوست کے دوست ہو اور دشمن کے
دشمن مجھکو بھی لازم ہی کہ مین تمھاری کفالت کرون دوسرے یہ کہ مین جہانگیر ہون ہر ملک کو اپنے زیر
حکم کرتا چلا آتا ہون اس ملک کو بھی جاکر اپنے قبضے مین لاؤنگا دشمن کو وہان سے دفع کرونگا لندھور
نے کہا اگر آپکی خوشی اسی مین ہی تو بسم اللہ مین منع نہین کرتا تشریف لیجائیے مین بھی آپکے ساتھ چلون
ایرج بولا آپ یہین تشریف رکھیے مین جلد وہان سے فراغت حاصل کرکے آتا ہون اور ہمرہان دریا بار کو
لیکر ایسے ہمراہ سوار ہوکے ساتھ لیکر روانہ ہوا وہان جمشید و خورشید ظلمانی بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا کہ
ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ لشکر صفدر شاہ کا قریب آگیا ہی ایسا نہو کہ شہر کو گھیر لے جمشید
و خورشید نے باہم مشورہ کیا کہ نامہ دار لیے ہین کو لکھ چکے ہین وہ مدد کے لیے ضرور آئینگے جب تک
ایک آدھ میدان داری کرینگے اسی اثنا مین یقین ہی کہ رستم زمان لندھور بن سعدان آجاوینگے
حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہوکر شہر سے باہر نکلکے خیمہ آراستہ ہوا دونون داخل خیمہ ہوئے اتنے مین خبر سنی کہ
لشکر مین صفدر شاہ کے طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات
دونون لشکرون مین تیاری رہی جنگ و جدال کی صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین آئے جمشید اور خورشید

نماز صبح پڑھ کر مرکبوں پر سوار ہو کر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں لشکر سے صفدر رشاہ
کے قارن فیلزور اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا جمشید ظلماتی نے مرکب اپنا صف سے
نکالا بعد از تگاورزنی نیزہ بازی ہوئی نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دن بھر تلوار چلی قریب شام جمشید ظلماتی
ہاتھ سے قارن کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے خورشید نے جراح کو بلا کر
زخم میں جمشید کے ٹانکے دلوائے پٹی بندھوا رہا تھا کہ جوڑی ہرکاروں کی آئی عرض کیا کہ لشکر حریف میں پھر
طبل جنگ بجا ہے کہا کچھ پروا نہیں پروردگار مالک و مختار ہے ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر
نقارے گرا گڑا کئے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب و نہیب دے کر چلے گئے
آج خنجر خان بن صفدر رشاہ باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ
نکالے جب خوب گھوڑا عرق عرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا آواز دی کہ کسے تمنا ہے مرگ کی کہ میرے
مقابلے کو نکلے خورشید نے مرکب اپنا بڑھایا خنجر خان بڑھ کر تگاورزن ہوا مرکب پیچھے ہٹے ہٹ گئے پھر
مسلکر الوان میں پھیر کر باگ ان کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا خنجر خان نے نیزہ مارا خورشید نے نیزہ بچا کر
رد کیا تا دیر نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہ ہوا تلواریں کھینچیں دو بجلیاں کوندنے لگیں آخر کار گھوڑے نے
خورشید کے سکندری کھائی شمشیر خنجر خان کا سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اُتر گیا چاہا دخون کی باہر آئی غش طاری ہو
لوگ جھپٹ کر آئے اور خورشید کو لیگئے کچھ دن باقی تھا اسنے اور مبارز طلب کیا جمشید نے طبل بازگشت بجوا دیا
اور خنجر خان سے کہا کہ کل ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا آج دن کم ہے گو میں زخمی ہوں مگر لڑونگا اللہ قادر و توانا
لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے خنجر خان جو پھر کر آیا بارگاہ میں بیٹھا دو چار جام شراب کے پیئے جب نشہ ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مگر جمشید و خورشید جو مجروح تھے بارگاہ میں آئے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا
کرنا چاہیئے کل سب خدا پرست ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہونگے اتنے میں خبر طبل جنگ کی پہونچی جمشید
نے کہا کہ رات کو قلعہ میں بھاگ چلیں خورشید نے کہا کہ بہتر ہے مگر اس طرح کہ آپ بھی طبل جنگ بجوا دیجئے
جسمیں حریف کو گمان رہے کہ طبل جنگ بجا ہے صبح کو مقابلہ ہوگا طبل جنگ یہاں بجا کرے آپ مع لشکر
قلعہ بند ہو جائیے صبح کو دیکھا جائیگا جمشید نے یہ صلاح بہت پسند کی اور حکم دیا کہ ہمارے یہاں جنگی
کوس حربی بجے اور خود مع لشکر قلعہ کی طرف چلا اور خیمے اسی طرح استادہ چھوڑ دیئے جسمیں یہ معلوم ہو کہ
فوج پڑی ہے کہ پانچ چار نقارچی رات بھر نقارہ پیٹا کیے خورشید و جمشید نے قلعہ بند ہو کر انتظام اپنا رات بھر میں
درست کر لیا صبح کو لشکر کفار میدان میں آیا مگر ان کو فوج کا ٹھاٹھ معلوم ہوتا ہے اور اب تک کوئی صف میدان میں
آراستہ نہ ہوئی حالانکہ رات بھر طبل جنگ بجا ہے اور اب تک نقارہ برابر پٹ رہا ہے قارن فیلزور نے کہا کہ کیا
ساری فوج کو سانپ سونگھ گیا کہ سوتے رہ گئے صفدر رشاہ سے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے وہ شب کو دغا دیکر
بھاگ گئے اتنے میں جوڑی ہرکاروں کی سامنے سے آئی اور عرض کیا کہ جمشید و خورشید رات کو بھاگ کر
قلعہ بند ہو گئے ہیں اور یہ خیمے راوٹیاں فقط دھوکے کی ٹٹیاں ہیں صرف اسلیے چھوڑ گئے کہ یہ گمان ہو فوج
پڑی ہے کوئی نہ سمجھے کہ یہ جاتے ہیں اس فریب سے نکل گئے صفدر رشاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ اس قلعہ کا محاصرہ کرو
کہیں اور نہ بھاگ جائیں غرض قارن فیلزور اور خنجر خان قلعہ پر آئے محاصرہ کر کے اُترے اور طبل جنگ
بجوا دیا دوسرے دن صبح کو یورش کی اُدھر سے گولے پڑنے لگا بہت سے لوگ صفدر رشاہ کے مارے گئے

فوج پیچھے ہٹ آئی قارن فیلزور یکہ وتنہا گرز گران سر ہاتھ مین لیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا تمام گولون کو رد کرکے
لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای خدا پرستو تم میرے ہاتھ سے بچکر اب کہان جاؤ گے سب کو نہ قتل کیا ہوگا
تو اپنا نام قارن نہ رکھا ہوگا قلعہ پر سے ماتا متوالا تیل کا گڑھا کرکٹ کا پولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے پتھر
مارنا شروع کیے اور جمشید و خورشید طلائی تاج سرون پر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات
ہوے کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اس وقت بدمین سوا تیرے ہمارا کون ہے ای کس بیکسان و ای
یاور بیغریبان ہماری مدد کر ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دے بس انکا ملہلا کر از تہ دل دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا
ہدف اجابت پر بیٹھا ابھی قارن خندق کو نہ پھاندا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک گرد اُٹھی اور جب وقت
وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر
فوج جرار لیے چلا آتا ہے بس وہ جوان جو پہونچا نعرہ کیا کہ ای قارن خبردار قلعہ کی طرف نہ جانا پہلے مجھسے سامنا
کر لے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا قارن نے جو اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا قلعے والون سے کہا کہ پہلے اُسے مار لون
تو بعد اُسکے تمسے سمجھونگا خورشید و جمشید پکارے او ملعون اب اگر تو زندہ پھریگا تو سمجھ لینا قارن غضبناک
پھر اُس جوان سے مقابلہ کیا بعد ازان نگاہ درزنی پوچھا تو کون ہے کیون انکا حمایتی بنکر آیا ہے اُسنے کہا کہ تو مجھے
نہین جانتا منم زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ سپہر قطب دوران صاحبقران جہان ایرج تو جوان قارن
نے کہا کہ یہ خدا پرست ہین تجھکو انکی طرفداری سے کیا مطلب ہے ایرج بولا کہ اسکا قصہ طویل ہے بعد فیصلے کے
بیان کرونگا قارن نے کہا مین چاہتا تھا کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جاے ایرج نے کہا کہ مین
تجھے بغیر سر جنگ دیے نہ رہونگا اُس وقت قارن خشمناک ہوا کہا معلوم ہوا حال تیرا تو بر سر پرخاش ہے
جائیگا کہان یہی گرز ہے جس سے قلعہ کا دروازہ توڑنے چلا تھا اب اس سے تیرا سر نہ توڑا ہو تو اپنا نام
قارن فیلزور نہ رکھا ہوگا یہ کہکر وہی گرز ایرج پر مارا ایرج نے ضرب کو خیال مین کر کے کلۂ عمود پر ہاتھ
ڈالکر جھٹکا دیا کہ اگر قارن گرز نہ چھوڑ دے تو ہاتھ اُکھڑ جاے گرز ہاتھ سے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تھا کہ ایرج لپٹ پڑا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا منیر اعظم کہکر اُٹھا لیا سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا مرکب سے اُتر کر چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین عیار کے حوالے کیا خنجر خان نے
جو یہ حال دیکھا دوڑ پڑا للکارتا ہوا کہ باش ای تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ قارن ایسے زبردست کو
باندھ لیا دیکھ تجھے کیونکر مارتا ہون اور برابر ایرج کے آکر تلوار ماری ایرج نے پھن سپر گری تھپکی دیکر
تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُسے بھی اُٹھا لیا صفدر شاہ نے جو یہ نقشہ دیکھا فوج کو یہ حکم دیا
کہ مار لو اسے چہار طرف سے لوگ صفدر شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے ایرج نے خنجر خان کو تو
باندھ کر عیار کے حوالے کیا آپ تلوار کھینچکر اُنکا قتل کرنے مرجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے
صفدر شاہ کے لوگون پر گرا ادھر سے جمشید و خورشید طلائی اپنی فوج ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے صفدر شاہ
کے لوگون پر گرے جنگ مغلوبہ ہوئی بہت کشت و خون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے ایرج
لڑتا ہوا صفدر شاہ کے تخت پاس پہونچا دو چار رفیق اُسکے جو منچلے اور کھلال تھے ہاتھ سے ایرج
کے مارے گئے صفدر شاہ نے دیکھا کہ ایرج قریب آگیا اُس وقت اُسنے تلوار ماری ایرج نے
تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اُٹھا لیا اور بجاے سپر ہاتھ مین لے لیا قصہ مختصر فوج

بے سردار شکست کھا کر بھاگی ایرج مظفر و منصور وہان سے پھرا خورشید و جمشید نے قدمبوسی حاصل کی عرض کیا کہ حضور قلعہ مین تشریف لیچلین کہ کچھ خدمت حضور کی ہم بجا لائین کیونکہ آپ نے ہماری جان بخشی کی ہم آپ کے ممنون احسان ہین ایرج اُنکے ساتھ داخل قلعہ ہوا ایرج نے حکم دیا کہ صفدر شاہ کو مع دونون سردارون کے قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اُسکو زندانخانے مین بھیجدیا آپ آکر ایوان بادشاہی مین بیٹھا صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی خوب ناچ دیکھا کھانا کھا کر آرام کیا بعد گذشتکے صبح کو جو بیدار ہوا خورشید و جمشید سے کہا کہ تمھاری عرضی لندھور بن سعدان کے پاس پہونچی تھی لندھور نے مجھسے بیعت کی ہی تمام اثاثہ صاحبقرانی مجھکو دیا ہی اور مین تمام ممالک حمزہ سے خراج لیتا ہون بیعت کراتا ہوا چلا آتا ہون تمھاری عرضی کو پڑھکر مین نے لندھور سے کہا کہ مین جاکر خورشید و جمشید کی مدد کرونگا وہ راضی نہ تھا مین نے اُسے اپنے لشکر کی حفاظت کو چھوڑا خود تمھاری مدد کے واسطے آیا بارے وقت پر پہونچا کہ دشمنون کو تمھارے گرفتار کیا اُن دونون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ جب یہ حضور نے ارشاد فرمائین کیا غلامو عدول حکمی ہوگی مگر بیعت کرنے کو بدل و جان حاضر ہین کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی ہمنے بیعت تمھاری قبول کی خورشید و جمشید نے اُسی وقت بیعت کی بعد اُسکے ایرج نے صفدر شاہ اور خنجر خان اور قارن فیلزور کو بلایا اُنھون نے آکر بطریق لقا پرستان سلام کیا ایرج نے اُنھین کرسیون پر بٹھایا تعظیم و توقیر کی جام شراب تواضع کیا جب وہ نشے مین آے ایرج نے خطاب کیا کہ ای صفدر شاہ تمنے لقا مین کیا خوبی دیکھی کہ تم اُسے خدائی مانتے ہو لقا وہی ہی کہ حمزہ نے اُسے ملک سبائل سے بھگایا بطفیل خدائی چھین لیے مدتون لقا میرے پاس شہر فرنگوشیہ سے ہفت منظر سلیمانی تک رہا جب مین قید مین افتشرمت جادو کی گرفتار ہوگیا اور وہ جادوگرنی میری صورت کا اور ایک شخص بناکر مار کے ڈال آئی تھی اُس وقت لقا مایوس ہوکر بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور مین ہوتا تو لقا کبھی ظلمات کو نہ جاتا قابل خدائی نیر اعظم آفتاب تابان ہی دیکھو کیا نور کیا ظہور ہی جہان دیکھو وہین موجود ہی اگر ظہور نیر اعظم کا نہ ہوتا تو زمانہ تیرہ و تار رہتا اور کوئی شی پیدا نہ ہوتی ایسا ایسا صفدر شاہ کو سمجھایا کہ اُسنے کہا ای صاحبقران جہان ایرج نوجوان مین نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا بعد اُسکے خنجر خان اور قارن فیلزور بھی آفتاب پرست ہوے ایرج نے قید اُنکی دور کرائی وہ قدمون پر گرے ایرج نے سب کو خلعت دیے بعد اُسکے اُنھون نے جاکر اپنی فوج کو بھی آفتاب پرست کیا اور ایرج سے عرض کیا کہ ہم امیدوار ہین کہ ہمارے شہر مین تشریف لیچلیے ایرج اُنکے ساتھ شہر صفدریہ مین آیا دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہی ایرج سیر و تماشا دیکھتا ہوا داخل ایوان بادشاہی ہوا صفدر شاہ نے دعوت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا جہان جہان بتخانون مین لقا کی تصویرین تھین آفتاب کی تصویرین بنوائین چہار طرف با نیر اعظم کا عمل تھا تو بتین رکھی گئین دوسرے دن صفدر شاہ نے عرض کیا کہ شہر سے قریب ایک باغ ہی کہ وہ بنایا ہوا سکندر ذوالقرنین کا ہی اور اُسمین ایک گنبد ہی مگر مدت سے بند ہی کسی نے اُسے کھلوایا نہین معلوم نہین کہ اُسمین کیا ہی اور دروازے پر اُسکے لکھا ہی کہ جو صاحبقران ہو وہ اس گنبد کو کھلواے اور اندر آے ایرج نے کہا کہ ہم وہان چلینگے اور اُسی وقت سوار ہوکر اُس باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہت سرسبز و شاداب ہی

اور گنبد سنگ سبز کا ہی نہایت صاف وشفاف اور دروازے پر سنگ سرخ نصب ہی اُسپر لکھا ہی کہ جو
صاحبقران یا اولاد صاحبقران ہو وہ اسکے اندر آسے ایرج نے دروازہ اُسکا کھلوایا اندر جاکر جو دیکھا تو
چہار طرف گلدستے رکھے ہین اور بیچ مین ایک چبوترہ نہایت بلند ہی اور چہار طرف گنبد سنگین مین ہواے سرد
چلی آتی ہی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ایرج اُس چبوترے پر بیٹھا ہواے سرد کے سبب سے لیٹ گیا مگر اپنے
دل مین کہتا ہی کہ ای ایرج تو جانتا تھا کہ کچھ تحفہ اسمین رکھا ہی اس باعث سے یہ بند ہی یہان کوئی شی معلوم نہوئی
پھر خیال مین گذرا کہ ای ایرج کوئی چیز ضرور یہ ہوگی مگر نہین معلوم کہان پوشیدہ ہی یا یہ کہ حمزۂ صاحبقران اور
اولاد حمزۂ صاحبقران کے لیے کوئی تحفہ یہان پوشیدہ ہوگا تیرے واسطے نہین ہی خیر تھوڑی دیر آرام
کرلے پھر اُٹھکر ڈھونڈھیو اسی خیال مین خواب طاری ہوا ابھی آنکھ کا لگنا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا کہ ایک
بادشاہ جلیل القدر تخت پر سوار ہی اور بہت سا جلوس اُسکے گرد و اطراف مین ہی ایرج اُسے دیکھتے ہی
اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا اگر قدمون سے لپٹا عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون
کہا کہ ای ایرج نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہی یہ باغ میرا بنوایا ہوا ہی اور جہان پر تو سوتا ہی یہان پر زمین
کھدوا ایک دروازہ معلوم ہوگا اُسے کھولنا اُسکے اندر ایک صندوقچہ ہی قفل دیا ہوا کنجی اُسکے اوپر رکھی ہی
صندوق کھولنا اُسمین تیغۂ دودم سکندری اور مہرۂ بہشت پہل یاقوت کا نکلیگا اُسمین اسماے الٰہی
کندہ ہین تیغہ تو تم لے لینا اور مہرۂ طلسم بنواکر اُسمین رکھوا دینا کیونکہ اولاد حمزہ نے طلسم فتح کیے ہین مگر طلسم
تمہارے نہین تم طلسم بنواؤ ایرج نے کہا کہ مین طلسم کس سے بنواؤن فرمایا کہ ایک حکیم قریب شہر صفدریہ کے
رہتا ہی وہ پوتا ہی حکیم ارسطاطالیس کا نام اُسکا حکیم بقراط ثانی ہی تم جاکر منت اور خوشامد اُسکی کرنا اُسے یہ مہرۂ
بہشت پہل دینا وہ طلسم کو درست کردیگا یہ طلسم زمانے مین تمہارا یادگار رہیگا اور ای ایرج تم اپنے
ہاتھ سے مسلمان کشی بہت ہوئی ہی یہ تمھین مناسب نہین ہی چاہیے تمھین اہل اسلام سے محبت پیش آؤ مگر تم نے
اُنکے ساتھ کوئی حرکت عداوت کی نہ کرو اور اگر اُنسے یہ عداوت پیش آئی تو آخر کو پشیمان ہوگے علی الخصوص اولاد
حمزہ سے کبھی دشمنی نہ کرنا کیونکہ تم وہ ایک ہو چند روز کے بعد حال کھلجائیگا ایرج نے چاہا پوچھے کہ مین
اور اولاد حمزہ کیونکر ایک ہون پھر ارشاد فرماتے کہ آنکھ کھلگئی کسی کو وہان نہ پایا مگر خوشبو سے تمام گنبد معطر
تھا ایرج حیران تھا کہ افسوس یہ معما کھلا کہ تو اور اولاد صاحبقران کیونکر ایک ہین پھر آنکھین بند کرلین کہ شاید
بار دگر سکندر کو دیکھے مگر اب کہان آخر گھبرا کر اُٹھ بیٹھا صفدر شاہ کو آواز دی کہ یہان آؤ جب وہ آیا اُس سے
پوچھا کہ یہان کوئی حکیم بقراط ثانی رہتا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ اُسے کیا جانین وہ ایک مرد عابد و زاہد ہی
اپنے مکان مین بیٹھا رہتا ہی مین بادشاہ ہون اُسنے کبھی مجھسے رجوع نہین کی نہ میرے پاس آیا اور مین بھی
کبھی اُسکے پاس نہین گیا ایرج نے کہا ای صفدر شاہ مجھکو عالم خواب مین سکندر ذوالقرنین نے اُسکو
بتایا اور اپنا تیغہ اور مہرۂ بہشت پہل عنایت کیا ہی بلاؤ بیلدارون کو کہ یہان کی زمین کھودین صفدر شاہ
نے اُسی وقت بیلدار بلواے زمین کو کھدوایا تہخانے مین سے صندوق نکلوایا اُس صندوق کو کھولا
تیغہ جو نکالکے دیکھا تو قبضہ اُسکا الماس کا اور تمام پر زمرد و یاقوت اور مروارید اعلیٰ بہت بیش قیمت
نصب تھے تیغے مین بہت بڑے بڑے جوہر مانند تخم خشخاش کے تھے تلوار کیا سانپ کی کیچلی معلوم ہوتی تھی
ایرج اُس تلوار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اُس تہخانے کو بند کروا دیا آپ وہان سے شہر مین آیا اور صفدر شاہ

کو ساتھ لیکر حکیم بقراط ثانی کے مکان پر گیا دیکھا کہ خانہ باغ نہایت پر تکلف بنا ہی اور اُسمین ایک گنبد عالیشان
ہی ایرج اندر اُسکے جو آیا دیکھا کہ حکیم بقراط ثانی عجب شکل نورانی باریش سفید عمامہ سر پر باندھا ہوا بساط
گلے مین تخت پر بیٹھے ہین اور کچھ شاگرد جامے نیمے پہنے ہوے کتابین کھولے ہوے درس ہو رہا ہی کہ ایرج
اور صفدر شاہ نے سلام کیا حکیم مذکور تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آیئے ای صفدر شاہ و ای ایرج
نوجوان ان دونون نے دوڑ کر ہاتھون کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے دونون کو دہنی بائین طرف بٹھا لیا اسباب
دعوت منگوا کر سامنے رکھا پوچھا کہ ای ایرج نوجوان کہو تیغہ دودمہ سکندری اور مہرہ ہشت پہل یاقوت
تمھارے ہاتھ لگا ایرج بولا کہ ہان اور دونون چیزین دکھائین اور عرض کیا کہ آپ اگر ایک طلسم تکلیف کر کے
بنا دیجیے اور اُسمین یہ دونون تحفے اور مال رکھوا دیجیے تو آپ کا بھی نام اور میرا بھی نشان تا قیامت رہیگا
حکیم صاحب نے کہا کہ مجھکو تمھارے آنے سے پیشتر سکندر نے خبر دی تھی مین طلسم بنانے کو موجود ہون مگر آج
آپکی دعوت ہی ایرج نے قبول کیا اُسی دم صحبت عیش آراستہ ہوئی درس موقوف رہا پریزادان ماہ طلعت
آکر مصروف رقص و غنا ہوئین تھوڑے سے وقت کھانا انواع اقسام کا مہیا ہوا ایرج نے کھایا مگر حکیم صاحب
کو دیکھا کہ سوا عبادت کے کسی بات سے سروکار نہین ہی ایرج نے خیال کیا کہ یہ مرد خوش نہاد پاکیزہ دین
و پاکیزہ اعتقاد ہی اور اس اثنا مین اکثر حکیم صاحب نے ایرج کو نصیحت کی کہ ای ایرج اہل اسلام سے
ہمیشہ محبت پیش آنا اور کبھی اُنکے قتل اور ایذا رسانی کا ارادہ نہ کرنا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی ایرج نے
پوچھا کہ حکیم صاحب مجھے اور خدا پرستون سے واسطہ کیا ہی سکندر نے بھی عالم خواب مین یہی وصیت
کی تھی کہ اہل اسلام سے عداوت نہ کرنا اور آپ بھی یہی فرماتے ہین اگر حال آپکو معلوم ہی تو بیان کیجیے
حکیم صاحب بولے کہ ای ایرج یہ اسرار الٰہی ہین ہمین انمین دخل نہین ہی مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ تم اولاد
صاحبقران مین سے ہو اور خود بھی صاحبقران ہو بعد چند روز کے تمھین کھلجائیگا ایرج نے کہا کہ حکیم صاحب
اتنا ارشاد کر دیجیے کہ مجھکو جسکے ساتھ محبت ہی اُسکا وصل بھی مجھے نصیب ہوگا یا نہین حکیم صاحب
بولے کہ بیشک اُسکا وصل تمھین میسر ہوگا بلکہ حمزہ صاحبقران خود تمھین اُس سے ملا دینگے ایرج یہ سنکر
بہت خوش ہوا بعد اُسکے کہا کہ حکیم صاحب اب آپ طلسم بنائیے جواب دیا بہتر ایک ہفتے مین طلسم
تیار ہو جائیگا آپ یہان سے تشریف لیجائین اور جو جو کچھ طلسم مین رکھنا منظور ہو وہ لا کر مجھے دیجیے ایرج
نے وہ مہرہ اور تلوار تو اُسی وقت حوالے کیا بعد اُسکے اور چند اشیا جو رشیدا اور جمشید طلائی سے منگوائین
اور صفدر شاہ سے ایک گنج زر لیا اور خیمہ اور نقارخانہ اور سلح سنجوگ چالیس ہزار جوان کا مرتب کیا
اور جس مقام پر حکیم صاحب نے کہا تھا وہان رکھدیا اب حکیم صاحب نے ایک جانب شہر صفدریہ کے
دروازے کے سامنے ایک مینار فولاد کا بزور اسماے الٰہی موکلون سے بنوایا اور اُس مینار پر ایک طاؤس
زمردین بنا کر بٹھایا اور وہ مہرہ یاقوت اُس طاؤس کے منھ مین دیا اور وہ تیغہ دودمہ سکندری اُس مینار پر
لٹکایا اور علامت طلسم کی یہ تھی کہ جس وقت شہر صفدریہ پر کوئی غنیم آئے اور شہر سے تیس کوس پر لشکر
اُسکا رہے اُس وقت وہ طاؤس مینار پر سے بلند ہو کر کہے کہ ای یاران جادو غنیم آتا ہی پس بجز داس صدا
کے بغیر اُسکے پانی برسنے لگے اہل شہر آگاہ ہو جائین کہ دشمن آتا ہی اپنی اپنی فکر مین سب مصروف ہون اور
جب دشمن سامنے شہر کے آوے ایک دیوار آہنی بہت بلند پیدا ہو شہر بالکل غائب ہو جاے حریف ناچار

اور کفیب لاجاے الحاصل جب وہ طلسم تیار ہوچکا نام اُسکا طلسم بقراطی رکھا اور اُس مینار پر کندہ کردیا
صاحبقران طلسم مین ایرج نے تیغۂ دودمۂ سکندری اور تحفہاے طلسم رکھے ہین جو کوئی زور و طاقت
جہان مین میرے برابر ہو وہ اس طلسم کو فتح کرنے کا قصد کرے اور مال و اسباب طلسمی پر قابض ہو بس ایرج وہان
دو روز اور رہا بعد اُسکے کوچ کرکے لشکر کو اپنے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان سرداران ایرج انتظار مین ایرج کے ہین کہ دیکھین کب وہ بہادر آتا ہی کہ ایک دن جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ایک نقابدار سفید پوش تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور مقابل لشکر ایرج اُتر کر خیمہ بپا کرایا دوسرے روز نقابدار نے لشکر ایرج مین ایلچی بھیجا کہ بہتر یہ ہی کہ طرماسپ کو باندھ کر ہمارے پاس بھیجدو نہین تو آمادہ جنگ ہو مالک بن ملکوت شاہ نے اُسکا جواب دیا کہ طرماسپ زخمی تھا اُسے ملک عزوبیہ باختر مین بھیجدیا ہی اور ایرج ملک ظلمات مین جمشید و خورشید ظلمانی کی مدد کو گیا ہوا ہی ابھی تک وہان سے نہین پھرا ایرج کو آلینے دیجیے پھر جو کچھ آپ کہیے گا وہ کیا جائیگا نقابدار یہ سنکر برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو میدان کارزار مین صف آرا ہوے نقیب نہیب دے کر چلے گئے نقابدار سفید پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر لشکر مین سے ایرج کے دیلمان زنگی گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ نصیر اعظم تمہارا نگہبان ہو وہ سلام کرکے گینڈا اپنا بمقابل نقابدار سفید پوش لایا نقابدار تگاور زن ہوا گینڈا اسکا تگاور سے پست ہو گیا تھا سلک رانون مین کچک مار کر گینڈے کو پھیرا مقابل نقابدار ہوا اور کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو کون ہی نقاب کو منھ پر سے اُٹھا کہ حال تیرا معلوم ہو یہ کیا برقع منھ پر ڈالکر مردان عالم کو للکارتا ہی تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی نقابدار بولا کہ او زنگی روسیاہ گندہ چشم مجھے نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب کاہے کو منھ پر ڈالتا اور او کافر ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا اور اگر نام کا تفحص ہی تو مجھے قابض روح کفار کہتے ہین بس یہ سنکر دیلمان آگ ہو گیا پکارا کہ او نقابدار معلوم ہوا حال تیرا کہ موت تیری دامنگیر ہی لا اپنا حربہ کہ حسرت دل مین نہ رہجاے نقابدار بولا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا حربہ کرونگا اُسنے کہا خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا دیلمان زنگی نہایت غضبناک ہوا اور کھینچکر گرزۂ پشت نہنگ نقابدار پر مارا نقابدار نے اُسے رد کیا اور تلوار ماری دیلمان نے بھی بڑھکر تلوار نقابدار کی روکی اور پھر گرزۂ پشت نہنگ مارا نقابدار نے پھر ضرب اُسکی روکی تین پہر تک برابر یہی رد و بدل رہی آخرکار ایک مقام پر نقابدار نے سر تا کمر ایسا ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ دیلمان زنگی مارا گیا دیلم شباط زنگی نے گریبان اپنا چاک کیا اور لاشہ آکر اُٹھایا نقابدار سے کہا تونے غضب کیا کہ بھائی کو میرے مار ڈالا اسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا دیلم شباط نہ رکھا ہوگا کل میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا نقابدار للکارا کہ اے روسیاہ مین آج ہی موجود ہون تجھکو تیرے بھائی پاس بھیجدونگا اگر تیرا

ارادہ کل کا ہی کل سہی یہ کہکر میدان سے پھرا اور دیلم شباط زنگی لاش اپنے بھائی کی لیے ہوئے روتا پیٹتا ہوا آیا لاش کو جلایا پھونکا اُس جہنمی کو دار السقر مین پہونچا دیا ادھر نقابدار داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتار کر لباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل دیلم شباط زنگی سے سامنا ہی اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہان دیلم شباط بھائی کے کریا کرم کرکے گریان و نالان مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آیا سلام کیا دنگل پہ اپنے بیٹھا مالک بن ملکوت شاہ نے اُسے خلعت ماتم پرسے کا دیا اور سمجھانا شروع کیا کہ اس اثنا مین ہرکارون نے خبر طبل جنگ بجنے کی دی دیلم شباط زنگی نے عرض کیا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوا دیجے کل مین ہون اور نقابدار یا مین نہین یا نقابدار نہین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ابھی تم ابھی رنج مین اپنے بھائی کے ہو اور لوگ سامنا کرینگے تم نہ ارادہ کرو دیلم شباط زنگی بولا پیر و مرشد نقابدار زبردستان روزگار مین سے ہی سوا میرے اور کوئی اُس سے عہدہ برآ نہین ہوسکیگا دوسرے یہ کہ میرا بھائی مارا گیا ہی زمانہ میری آنکھون مین تیرہ و تار ہی مین اس نقابدار سے جب تک عوض نہین لیتا ہون مجھے چین نہین ہی مالک بن ملکوت شاہ بولا ای دیلم اگر تم بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوگئے تو مین ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم بولا کچھ ہو کل مین سامنا ضرور کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب آکر میدان مین للکارے کہ کون سا بہادر ہی جو میدان کارزار مین آوے اور کار نمایان کرے پس نقابدار نے مرکب کو چمکایا تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آیا سرداران فوج پیادہ ہوکر سامنے ہوئے نقابدار اُن سب کو رخصت کرکے عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا دیلم تو مستعد ہی کھڑا ہوا تھا پوری بات منہ سے نقابدار کے نہ نکلی تھی کہ دیلم شباط زنگی مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر گینڈے پر سوار ہوکر مقابل نقابدار ہوا نقابدار بڑھکر گتکا درزن ہوا گینڈا دیلم شباط کا پانچ قدم اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا چابک مار کر دیلم نے گینڈا اپنا بڑھایا اور نقابدار کا بھی کیا یہان تو کچھ گفتگو ہونے لگی لیکن مالک بن ملکوت شاہ نے لوگون سے کہا کہ دیلم نقابدار پر غالب نہ ہوگا نقابدار بہت زبردست معلوم ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ از پردۂ بیابان گرد سے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردہ آسمان رسیدہ دیا ہے گرد در زمین پیچیدہ یکایک قریب آکر وہ شق ہوئی لشکر اقبال ایرج نوجوان مع مرجان دریا باری و خنجر خان و قارن فیلزور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا سردار پیشوائی کو گئے ایرج کو استقبال کرکے لائے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور اپنا مجبور سے سب نقل گذشتہ مع سکندر ذوالقرنین کے خواب مین آنے کی اور طلسم ملنے کی بیان کی بعد اسکے مالک بن ملکوت شاہ سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُسنے بیان کیا کہ اسے آئے ہوئے آج تیسرا روز ہی اور کل دیلمان زنگی اسکے ہاتھ سے مارا گیا اب دیلم شباط زنگی سے سامنا ہی اور ہمارے اور طرفدار سب کی تلاش مین ہوا ایرج بولا خیر دیکھا جائیگا اب تو مین آیا ہون لیکن دیلم شباط نے جو ایرج کو دیکھا خیال گذرا کہ ای دیلم اب نقابدار کو باندھ کر ایرج کے پاس لیچل تیکا زرا اد نقابدار اب آقا میرا آپہونچا اُسکے سامنے تیری مشکین باندھونگا خبردار رہ یہ کہکر نیزہ اُٹھا کر سینے پر

نقابدار کے مارا نقابدار نے نیزہ نگاہ مین رکھا جب انی قریب سینے کے پہونچی پکڑ کر گلوگاہ جھٹکا دیا کہ دیلم اگر
نیزہ ہاتھ سے چھوڑ نہ دیتے تو یقین تھا کہ ہاتھ اکھڑ جاے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور غضبناک ہوکر آرہ لیکر
نقابدار پر مارا نقابدار نے تلوار جو آرے پہ ماری آرے کے دو ٹکڑے ہوئے دیلم شباط زنگی نے ٹکڑا آرے کا
پھر کر نقابدار کے منھ پر مارا نقابدار نے خالی دیا اور تلوار دیلم پر ماری اُسنے سپر پر روکی سپر قلم ہوئی
دیلم شباط زنگی جھککر گینڈے کے پیچھے پہ جا رہا تلوار سے گردن گینڈے کی قلم ہوئی دیلم شباط زنگی کود پڑا اور
تلوار کھینچ مرکب نقابدار پر دوڑا کہ پی کر ڈالے نقابدار نے مرکب ترچھا کرکے تلوار خالی دی آپ بھی بچا مرکب
کو بھی بچایا کود پڑا گھوڑے سے دیلم شباط زنگی نے دیکھا کہ اسنے مرکب اپنا بچا لیا اور آپ مرکب پر سے کود پڑا
پیادہ ہو کشتی لڑ کر اسکی مشکین باندھے یہ خیال اپنے دل مین کرکے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر نقابدار پر دوڑا نقابدار
نے دیکھا کہ یہ زنگی بارادہ کشتی آتا ہی خود بھی ہتھیار رکھکے دوڑا کشتی ہوئی چار پہر دن کشتی رہی شام کے وقت نقابدار
نے لنگر دیلم شباط زنگی کا توڑا اسپر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر مشکین
باندھ لین اور طبل بازگشت بجا کر پھر گیا اپنے لشکر مین آیا بلا کر آہنگرون کو حکم دیا کہ دیلم شباط زنگی کو غل و زنجیر
مین گرفتار کرو اُسی وقت دیلم شباط کو قید آہن مین گرفتار کیا سامنے نقابدار کے لائے دیلم شباط زنگی نے
بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا کہ ای دیلم شباط زنگی لعنت کر دین آفتاب پرستی پر مسلمان ہو
دیلم شباط زنگی پکارا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین اسلام اختیار کرون جان دینا مجھے قبول ہی اور آفتاب پرستی ترک کرنا
قبول نہین ہی نقابدار نہایت برہم ہوا کہا اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور میدان خونی تیار ہو کہ وقت صبح اسے
دار پر چڑھا دینگے بموجب حکم نقابدار دیلم شباط زنگی کو زندانخانے مین لیگئے اور تیاری میدان خونی کی شروع
ہوئی لیکن ادھر ایرج دیلم شباط کے گرفتار ہو جانے سے کمال غمناک ہو کر داخل لشکر ہوا سرکاروں سے فرمایا
کہ جا کر خبر لاؤ نقابدار دیلم شباط سے کیونکر پیش آتا ہی ہرکارے گئے کوئی پہر رات گئے آکر عرض کیا کہ نقابدار
نے دیلم کو ہر چند چاہا کہ مسلمان ہو دیلم مسلمان نہ ہوا نقابدار نے اُسے زندانخانے مین بھیجدیا میدان خونی کی تیاری
ہی صبح کو اُسے دار پر چڑھا دیگا بس یہ سُنتے ہی ایرج نے کہا کہ دیلم شباط زنگی میرے سبب سے مارا جاتا ہی اگر صبح کو
اُسے چھڑا لایا یا اپنی جان بھی دی یہ کہکر نہایت غضبناک اپنی خوابگاہ مین آیا کھانا کھایا اور حکم دیا کہ مجھے چار گھڑی
رات رہے سے بیدار کر دینا یہ حکم دے کر سو رہا مگر مالک بن ملکوت شاہ نے دیکھا کہ صبح کو ایرج مستعد ہی
دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا بہت کشت و خون ہوگا خدا جانے کیا افتاد پڑے بس اسنے خالد بن دلوجہر
کو بلا کر کہا کہ ای خالد آپ نے سنا کیا کارنمایان کیے ہین یہانتک کہ اُسنے ہمارے واسطے اپنی جان دی
صبح کو عجب ہنگامے کا سامنا ہی کہ ایرج دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا خوب تلوار چلیگی اگر ایرج مارا گیا
تو آفتاب پرست شاد و برباد ہونگے اگر تجھسے ہو سکے تو جا کر دیلم شباط کو چھڑا لا خالد نے عرض کیا کہ مین
موجود ہون مجھے آج شب کو دیلم شباط کو لیجیے مالک بن ملکوت شاہ یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور اُسے
خلعت دیا خالد عیار وہان سے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے بھائی ہی دلوجہر عیار کا خروس سبز پوش
اُسکا نام ہی اُسنے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ مجھے فرمایے تو مین جا کر نقابدار کو پکڑ کر لے آؤن مالک بن
ملکوت شاہ نے اُسے بھی خلعت دے کر رخصت کیا مگر اب پہلے حال خالد بن دلوجہر کا بیان کیا جاتا ہی
کہ یہ صورت اپنی بتبدیل کر کے ایک دال موٹھ والے کی شکل بنکر نقابدار کے لشکر مین آیا سیر تماشا دیکھتا ہوا

برابر زندانخانہ دیلم کے پہونچا ادھر اُدھر آوازیں لگایا کیا ایک آدھ پیسے کی دال موٹھ بیچی جب رات زیادہ گئی سامنے زندانخانے کے آکر آواز لگائی کہ دال موٹھ گرما گرم وہ جو نگہبان و پاسبان بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے دائرہ چکارا بجا بجا کر گا رہے تھے آواز جو دال موٹھ والے کی سُنی آپس میں کہا کہ میاں خدا نے اس وقت گزک خوب بھجوائی ارے بھائیو اس سے سب خوانچہ چُکا لو آپس میں بانٹ لینا اُسی وقت بلا کر کہا کہ جو کچھ ہم تیرے خوانچے کا دیں کہا کہ پیر و مرشد خوانچہ بہت بھاری ہے دال موٹھ کے علاوہ مٹھائی چڑوے ریوڑیاں بھی ہیں سہال بھی بہت خستہ ہے وہ بولے کہ میاں کیا سیکڑوں روپیہ کا مال ہے اُسنے کہا کہ خداوند آپ ہی لوگ کھانیوالے ہیں جو چاہیے سو دیجیے بلکہ تنخواہ پر دیجیے گا شوق سے لیجیے غرضکہ پانچ روپیہ کو سب خوانچہ چکا سب نے ملا کر پانچ روپیہ اُسے دیے اور حصہ کر کے کھانا شروع کیا دو پہر رات گئے بیہوشی نے اثر دکھایا واہی تباہی بکنے لگے یہانتک کہ گالیوں پر نوبت آگئی آستینیں چڑھا چڑھا کر ایک دوسرے سے لڑنے کو اُٹھا بس جو اُٹھا لڑکھڑاتا ہوا بیہوش ہو کر گرا اب خالد نے جو میدان خالی پایا جاکر دروازہ زندان کا کھولا دیلم شباط زنگی اس سوچ میں بیٹھا ہوا تھا کہ صبح کو تو مارا جائیگا اور کبھی یہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر دیلم شباط امیر ایرج تیرے چھڑانے کو آئیگا یا کسی عیار کو تیری رہائی کے واسطے بھیجیگا قتل ہونے نہ دیگا اسی خیال میں تھا کہ دروازہ زندان کا کھلا اور ایک عیار سامنے سے نظر آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہے خالد نے پاس آکر سلام کیا کہا کہ چلیے میں آپ کو چھڑانے آیا ہوں سب نگہبان بیہوش پڑے ہیں اور قید دیلم کی کاٹی دیلم شباط زنگی ساتھ خالد عیار کے روانہ ہوا خالد تمام لشکر سے نقابدار کے نکالکر باہر لایا اب وہاں سے لشکر ایرج کو روانہ ہوا مگر اب حال خروس سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شامت زدہ صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا نقابدار کے خیمہ پاس پہونچکر ڈیرا کیا جب دیکھا کہ نقابدار کھانا کھا کر سو رہا اور نگہبان پاسبان جا بجا قائم ہیں اور سناٹا پایا یہ برگشتہ بخت اس فکر میں ہوا کہ نقابدار کو گرفتار کیجیے ہر چند چار طرف خیمے کے پھرا لیکن راہ اندر جانے کی نہ پائی ناچار ایک مقام پر بیٹھکر خنجر سے نقب کنی شروع کی ایک پہر میں دوسرا سرا نقب کا خیمے میں نکلا فرش کو چاک کر کے دیکھا کہ خیمہ مخمل سبز کا بہت پر تکلف ہے نگیرہ کھنچا ہوا ہے اُسکے نیچے پلنگ الماس نگار بچھا ہوا ہے اور چھپر کھٹ مانند برق کے چمک رہا ہے گرد تمامے کافوری و شمعی روشن ہیں عطر کے شیشوں کے منہ کھلے ہیں خوشبو سے خیمہ معطر ہو رہا ہے اور دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہیں دو خدمتگار چھپی پر بیٹھے ہیں بس اُسنے نکالکر بہوا نہ بیہوشی لڈنگ میں رکھکر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلا اور غبار بیہوشی کا اڑا دماغ میں خاصبرداروں کے گیا کہ وہ چکر کھا کر گرے بیہوشی طاری ہوئی دین و دنیا کی خبر نہ رہی اُدھر دونوں خدمتگار ٹٹی پر سر رکھ کے سو رہے اب خروس نقب سے نکلا پہلے چادر عیاری ہلاکے روشنی گل کی بعد اُسکے بیلہ عیاری کا ہاتھ میں پہنا ہاتھ کو چپ کیا برابر نقابدار کے آیا مقراض سے بند نقاب کا کاٹا اور نقاب منہ پر سے اُسکے ہٹائی بس ایک آفتاب چمکا کہ نگاہ اُسکی خیرگی کرنے لگی آنکھ جھپکا گئی ایک نازنین مہ جبین سحر آگین کو دیکھا کہ کبھی اُسنے یہ حسن و جمال نہ دیکھا تھا ہر چند چاہا ضبط کرے لیکن ضبط نہ ہو سکا تاب جمال نہ لا سکا بیہوش ہو کر گر پڑا اب صورت یہ ہے کہ اِدھر تو نقابدار پڑا سوتا ہے اور اُدھر خروس عیار بیہوش پڑا ہے ایک گھڑ خدمتگار بدہوش ہیں کہ اسی قریب صبح نقابدار کی آنکھ کھلی دیکھا تو نقاب اُلٹی ہوئی ہے حیران ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا سامنے ایک عیار کو بیہوش پڑے دیکھا یقین ہوا کہ اسنے نقاب میرے منہ پر سے اُٹھائی ہے

بس جلدی سے نقاب تو منھ پر ڈالی اور اُٹھا کہ گرفتار کرے خروس بھی بیدار ہوا دیکھا کہ اُس نازنین نے
نقاب مُنھ پر ڈالی ہی اور میرے گرفتار کرنے کو آتی ہی بس جست کرکے قنات پاس پہونچا وہ نازنین بھی جست کرکے
اسکے قریب آنے کو ہی کہ وہ اجل رسیدہ قنات پھاند کر بھاگا وہ نقابدار بھی باہر آیا اور بجلدی تمام مرکب پر
بیٹھکر تعاقب مین اُسکے للکارتا ہوا چلا کہ او نالائق جائیگا کہان میرے ہاتھ سے تو نے غضب کیا کہ بے پردہ
مجھے دیکھ لیا اب اگر تو زندہ رہا تو بیشک افشاے راز کریگا اور نعرہ نقابدار کی صدا سنکر کہ ابنا اسے یہ جانے
نہ پاے لوگ اُس عیار کو گھیرتے ہین مگر خنجر برہنہ اسکے ہاتھ مین ہی جو قریب آتا ہی اُسے یہ مارتا ہی اور بھاگا
جاتا ہی کہین جمکر نہین لڑتا کسی مقام پر نہین رُکتا اپنی جان بچاے ہوے چلا جاتا ہی اسی طرح تمام لشکر
نقابدار سے لڑتا بھڑتا نکلا اب میدان صاف مین پہونچا لشکر ایرج کا رُخ کیا مگر یہان مالک بن
ملکوت شاہ سویرے سے بیدار ہوا کہ خالد عیار دیلم شباط زنگی کو لیکر پہونچا مالک بن ملکوت شاہ
نے اُسے گلے سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آیا سردار آنے لگے مجرا کرکے بیٹھنے لگے مالک بن ملکوت شاہ
نے کہا کہ صاحبو خالد بن دیوچہر نے وہ کار نمایان کیا کہ دیلم شباط زنگی کو چھڑا لایا اسے تم سب اپنے اپنے
حسب مقدور جو کچھ ہوسکے دو سبھون نے کہا بہت خوب اکثر شخص نے حسب لیاقت منگوا کر روپیہ اشرفیان
جواہر دینا شروع کیا مگر ایرج جو بیدار ہوا شاپور سے کہا کہو دیلم شباط زنگی کی کیا خبر ہی اسنے عرض کیا کہ
آپکے آنے کے بعد مالک بن ملکوت شاہ نے خالد عیار کو بھیجا تھا کہ تو جاکر دیلم شباط زنگی کو چھڑا لا
وہ اُسی وقت کا گیا ہوا ہی زرا اُسکا راستہ دیکھیے ایرج یہ سُنکر بارگاہ کی طرف چلا جب وہان پہونچا
دیلم شباط زنگی کو بیٹھے ہوے دیکھا اُسنے ایرج کو سلام کیا قدمون سے لپٹا ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا
اور خالد بن دیوچہر کو خلعت دیا دو توڑے اشرفیون کے عطا کیے اور احوال پوچھنے لگا خالد نے تمام واقعہ
دیلم شباط کے چھڑانے کا بیان کیا کہ اتنے مین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ خروس عیار مجھسے نقابدار
کے پکڑنے کا وعدہ کرکے گیا تھا پھر اُسکا حال نہ معلوم ہوا خالد نے کہا کہ مجھسے اُس سے ملاقات نہین ہوئی یہی
باتین تھین کہ خروس سراسیمہ بدحواس اندر بارگاہ کے آیا مگر صید خائف کے مانند پیچھے پھر پھر کر دیکھتا آتا ہی
ایرج پکارا ای خروس تو اتنا بدحواس کیون ہی کچھ حال تو بیان کر اُسنے کہا ای شہریار مین نقابدار کے اسیر کرنے
گیا تھا نقب کنی کرکے اُسکے خیمے مین گیا سب کو بیہوش کیا بعد اُسکے چاہا نقابدار کو بیہوش کرون جو نقاب
کا اُسکے منھ سے اُٹھایا ایسا حسن و جمال نظر آیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین نے کہ نقابدار مجھے پکڑنے
آتا ہی بس مین بھاگا ایرج نے کہا کہ ای خروس تو نے نقاب تو اُٹھائی اور اُسکی صورت بھی دیکھی کچھ پہچانا کہ
یہ کون ہی خروس چاہتا ہی کہ کچھ کہے یکایک دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور نقابدار مانند شعلہ جوالہ اندر
بارگاہ کے آیا خروس ایرج کی طرف دوڑا کہ ای شہریار مجھے بچاے مگر اُس بدحواسی مین ٹھوکر کھاکے گرا
نقابدار نے دوڑکر تلوار ماری کہ خروس کی کمر پر پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے لاش اُسکی تڑپنے لگی
غل ہوا کہ نقابدار نے خروس عیار کو مارا چہار طرف سے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ اُٹھے ہی تھے ایرج نے سب کو
منع کیا کہ خبردار کوئی نقابدار سے متعرض نہ ہونا اور نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ میرے عیار کو میرے
سامنے مارا اگر مین تجھسے عوض لینے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہی لوگ کہینگے کہ نقابدار
اکیلا تھا ایرج نے اپنی بارگاہ مین تنہا پاکر اُسے مارا اس بدنامی کے سبب سے مین کچھ نہین کہتا اگر تو میری

بارگاہ مین نہ ہوتا اور میرے عیار کو میرے سامنے قتل کرتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی نقابدار بولا کہ ای ایرج
اس نالائق نے میرا پردہ فاش کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ وجہ تھی کہ مین نے اُسے مارا اور مین موجود ہون
جسکا جی چاہے مجھسے سمجھ لے ایرج نے کہا کہ بس اپنے لشکر مین جاؤ تمنے جو کچھ کیا خوب کیا طبل جنگ بجواؤ
کل سر میدان میرے تمھارے مقابلہ ہی نقابدار وہان سے باہر آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا
اپنے لشکر مین پہونچا اہل لشکر نے جو نقابدار کو آتے دیکھا دوڑ دوڑ کر قریب آئے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا
احوال پوچھا نقابدار نے کہا عنایت الٰہی سے سامنے ایرج کے اُس مفسد کو مارا سبھون نے تعریفین کین
کہ آپ بہادر بے نظیر ہین نقابدار بولا کہ صاحبو اسمین شک نہین کہ ایرج مرد میدان ہی کہ اُسنے
بڑی مروت میرے ساتھ کی نہین تو خوب تلوار چلتی اور مین تو واقعی مرجانے کو گیا تھا اپنے کو زندون
مین شمار کرکے نہین گیا تھا اور اب مجھسے اور ایرج سے وعدہ میدانداری کا ہوا ہی کل سامنا ہی
دیکھون پروردگار عالم کیا دکھاتا ہی یہی باتین کرتا ہوا خیمے مین داخل ہوا ملبوس رزم اُتارا لباس بزم پہنکر
بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا نقابدار نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسوقت
طبل جنگ بجا ادھر ایرج نے لاش خردوش کی اُٹھوائی بارگاہ کو پاک کرایا اُسکے وارثون کو خلعت ماتمی دیا اور
سب سے کہہ رہا ہی کہ مجھکو یہ نقابدار عورت معلوم ہوتا ہی کیونکہ آواز اسکی بہت نرم ہی دیلم شاطر بولا ای شہریار
بھلا عورت ایسی زبردست کہان کہ مجھکو ایک دن مین باندھ کر لیجاے اور اس طرح تعاقب کرکے حریف کو
مار جاے جان کا خوف نہ کرے مجھکو کبھی یقین نہ آئیگا کہ یہ عورت ہی ایرج بولا ضرور یہ عورت ہی عیار کو تعاقب
کرکے اس واسطے مار ڈالا کہ یہ افشاے راز کریگا اور لوگ بھی بولے کہ ایرج صاحبقران آپ بجا فرماتے ہین
عیار کا مار ڈالنا اُسکے عورت ہونے پر دلیل ہی ایرج بولا یہ معما کل کھل جائیگا کہ اتنے مین سامنے سے جوڑی
ہرکارون کی نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنا عرض کیا کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج نے کہا خوب ہوا
ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے غرض یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری
ہونے لگی رات بھر غلغلہ رہا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر
چلے گئے کہ کون بہادر ہی جو معرکہ آراے نبرد ہو کہ نقابدار نے مرکب کو چھیڑا تمام افسران فوج پیادہ ہوگئے اور
گرد نقابدار کے آکر کھڑے ہوے علم جلوہ گری پر آئے نقابدار نے سب کو رخصت کیا آپ برچھا ہاتھ مین
ہلاتا ہوا مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے یہانتک کہ پسینے پسینے ہوگیا اُسوقت
مرکب کو روک لیا اور دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ایرج بھی مرکب کو چمکا کر سامنے تخت مالک بن
ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جاؤ نصیر اعظم تمھارا
نگہبان ہی ایرج بمقابلۂ نقابدار چلا جس وقت برابر پہونچا نقابدار تگاور نہ ہوا ایرج کا مرکب کوئی قدم
پیچھے ہٹا اور نقابدار کا گھوڑا پانچ قدم پسپا ہوا دونون مرکبون کو راندن مین مسلکر مقابل ہوے ایرج نے
کہا ای نقابدار کل تو نے غضب کیا کہ میرے سامنے میرے عیار کو مارا آج اُسکا عوض تجھسے لونگا نقابدار
بولا مین کل ہی موجود تھا آج بھی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ایرج بولا کہ تو پہلے اپنے دل کا حوصلہ نکال لے
نقابدار نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین پیشدستی نہ کرینگے ایرج نے جواب دیا مین صاحبقران ہون پہلے
پیشدستی نہ کرونگا اُس وقت نقابدار نے نیزہ اُٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا نیزے سے پر ردکا

نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے برہم ہوکر گرز گران سر سات سو من کا
اٹھاکر دودستی ایرج پر مارا ایرج نے سر گرز پر رد کا تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلنے لگے بعد اسکے ایرج نے گرز
اپنی نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز کو گرز پر رد کا مگر دونوں ہاتھ تھرا گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پھٹ پڑا
مرکب سنگ تک زمین میں غرق ہوگیا دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے مرکب کی ٹوٹی نقابدار تو شتق گردیدہ
ہی اور ایرج پکار رہا ہی کہ آکر خبر لو نقابدار کی دیکھو کیا گذری عیار نقابدار کا دوڑا گرد کے گرد چرخ مارکر
اندر گرد کے آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہی پانی کے چھینٹے منھ پر دیے آنکھ کھلگئی عیار نے پوچھا فرمایئے
کیا حال ہی کہا کہ بچایا پروردگار عالم نے گرز بلا کی ضرب ہی اس آفتاب پرست کی یہ کہکر گھوڑے کو اٹھکی کہ زمین
سے نکلے اسکی جان پر بنی ہوئی تھی قریب الرگ تھا مرکب گر پڑا تھا انجام کار نقابدار گھوڑے پر سے کود پڑا
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر مرکب کو نکالا قائم کیا وہ گر پڑا اور تڑپنے لگا نقابدار یہ حال مرکب کا دیکھکر آگ ہوگیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے [illegible] ایرج نے اسے [illegible] آتے دیکھا کود پڑا گھوڑے
کے اوپر سے نقابدار نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے ٹھوکی دی کہ تلوار [illegible] قبضے پر ہاتھ ڈالدیا
اور لپٹ پڑا نقابدار تلوار کو ہاتھ سے چھوڑکر ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی پہر دن کشتی رہی شام کو
بھی جدا نہ ہوئے دونوں لشکروں سے روشنی آئی [illegible] ایک کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی
ان دونوں نے کھایا نہ پیا اسی طرح تمام رات کشتی رہی صبح کو وہی عالم تھا کوئی غالب مغلوب نہ
معلوم ہوتا تھا وہ دن بھی یونہیں گذرا پھر شب ہوئی القصہ اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی شام کو
ایرج نے لنگ نقابدار کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا [illegible] ادھر شاپور
شیر دل کے حوالے کیا طبل بازگشت بجا کر مراجعت کی ادھر لشکر نقابدار کا ناامید واپس گیا پریشان
پھر ادھر شاپور نے نقابدار کو لاکر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اسکے [illegible] ایرج نے [illegible] کیا
کچھ کھانا کھاکر سو رہا صبح کو مالک بن ملکوت شاہ آکر تخت پر بیٹھا سردار جمع ہونے لگے لندھور بھی اپنے
رفقا سمیت آکر داہنی طرف بیٹھا ایرج سلام کر کے دنگل شوکت پر متمکن ہوا جب تمام دربار جمع ہوچکا
ایرج نے شاپور سے کہا کہ لاؤ نقابدار کو شاپور نے زنداں سے نقابدار کو بلوایا نقابدار نے
آکر بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسی پر نقابدار کو بٹھایا اور کہا
ای نقابدار میں نے تجھکو بقوت بازو زیر کیا ہی تجھے لازم ہی کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نقابدار پکارا
کہ میں لعنت کرتا ہوں آفتاب پرستی پر ایرج نے کہا خیر اگر دین میرا نہیں قبول کرتا تو بیعت میری اختیار کر
نقابدار بولا کہ جان دینا قبول ہی مگر بیعت تیری کرنا قبول نہیں ہی ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب اسکے
منھ پر سے اٹھاؤ شاپور نے اسی وقت نقاب منھ پر سے نقابدار کے اٹھا لی اس نقاب کا اٹھنا تھا کہ
ایک آفتاب چمکا ایک نازنین مہر تمکین مہجبین کو دیکھا کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں ایرج نے
نگاہ اپنی قائم کر کے کہا کہ ای نازنین سچ بتا تو کس کی اولاد ہی [illegible] اسنے کہا کہ کیا نام اپنے باپ کا
بدنام کروں فلک نے مجھکو ذلیل کرادیا لندھور [illegible] ہوا اب نام چھپانے سے کیا حاصل
جس وقت اسنے کہا کہ میں بیٹی ہوں شیر بیشہ کارزار [illegible] مقبول دیو پیکر کی
ملکہ نیرنگ نوشابا دی [illegible] سے میں پیدا ہوئی ہوں [illegible] نوشابا دی میرا نام ہی [illegible] مقبول دیو پیکر کا

سے لینے آئی تھی کچھ نہ ہو سکا فلک نے گرفتار کرادیا مگر لاہوت بن لقا کہ جب سے نگاہ اسکی پڑی تھی عاشق ہوا آہ سرد
دل پر درد سے کھینچی یہانتک کہ صبر نہ ہو سکا پکارا ای محبوب جانی وای یار جادو وانی آپ کیون جان دینے پر آمادہ ہین
آپکے دشمنون کی جان جاے مین نے جس وقت سے کہ چہرۂ زیبا آپ کا دیکھا ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا ہون اگر آپ مجھے
قبول کیجیے اور اپنا خادم تصور کیجیے تو مین ایرج سے عرض کرکے قید سے چھڑوا دون ملکہ نے جو یہ کلمہ اُس
کافر نابکار کے مُنھہ سے سُنا نہایت برہم ہوکر پکاری کہ او اجل رسیدہ مین قید مین گرفتار نہ ہوتی تو اس عاشقی کا
مزہ تجھے چکھادیتی ارے نالائق تو اور مجھپر عاشق ہوا ہی بڑے بڑے پہلوان اور گردن کشون کی نسبتین میرے
واسطے آئین مین نے قبول نہ کیا بھلا تیری کیا حقیقت ہی لاہوت شاہ اُس حالت بیقراری مین پکارا کہ ای
معشوق جفاکار مین بیٹا ہون زہرد شاہ کا خداوندزادہ ہون مجھسا شوہر کاہے کو ملیگا اور چند کلمات ناشائستہ
زبان پر لایا بس ملکہ عرق شرم مین غرق ہو گئی غصہ دونا ہو گیا پکڑکر ہتھکڑی بیڑی جھٹکا مارا اور قید کو توڑا اور جھپٹی
لاہوت شاہ کی طرف کہ او نالائق آ کہ مین بیچ مین عزاب گرہ مثالی بیٹھا تھا کہ اسکی بھی نسبت کا پیام ایکے
ملکہ کے واسطے گیا تھا وہ للکارا کہ اوزن زبان دراز کہاں جاتی ہی خداوندزادے پہ اور تلوار ملکہ پہ ماری ملکہ
نے تلوار آنے خیال مین کرکے کھٹکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی مڑوڑکر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار اُسپر ماری کہ
کہ عزاب کے دو ٹکڑے ہوئے لاش اسکی تڑپنے لگی اور مارکر اسکو باتیغ خون آلود چلی لاہوت شاہ کی طرف
وہ جب تک اُٹھے اُٹھے ایک تلوار سر پہ ماری کہ او نالائق لے یہ پھل ہی عاشقی کا سپر کا ہاتھ بلند ہو گیا تھا تیغ نے
سپر کو کاٹا سر پہ پہنچی کہ تین اُنگل سر مین اُتر گئی لاہوت نے گھبرا کر سر کھینچا تلوار نکل گئی یہ ملعون بیہوش ہو کر گرا چاہا
اتنے کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا لاہوت پر مارے ایرج نے نعرہ کیا کہ خبردار اب وہ زخمی ہی تلوار اُسپر نہ مارنا اور
آیا مین ملکہ اب باتیغ برہنہ چلی دروازے کی طرف جو سامنے آیا وہ مارا گیا ملکہ باہر آئی گھوڑا ایرج کا موجود تھا
جلودار کو مار کر اُس گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئی ایرج جو باہر آیا کئی لاشین پڑی دیکھین گھوڑے کو اپنے نہ پایا
دیکھا کہ ملکہ اُسپر سوار چلی جاتی ہی بیتاب ہو کر کہا کہ مین اسے چھوڑتا کب ہون کہ میرے ہاتھ سے یہ زندہ جاے اور
دوسرا گھوڑا منگوا کر سوار ہو کر چلا تعاقب مین ملکہ لشکر ایرج سے باہر نکل کر چلی تھی کہ ایرج قریب پہونچ گیا اور
نعرہ کیا کہ کہاں جاتی ہی میرے ہاتھ سے ملکہ نے دیکھا کہ ایرج آپہونچا پھر کر وہی تلوار ایرج پہ ماری کہ تو آیا تو
کیا کریگا لے اسے ایرج نے سپر پر روکی کہ وار اُسکا رد ہوا اور خود تلوار ملکہ پہ ماری کہ ملکہ کی سپر قلم ہوئی اور
سر پہ پڑی کہ تا ابرو اُتر گئی ملکہ نے دستانہ مارا تلوار اُڑ چھنا کر نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی
غش کھا کر گری کہ اتنے مین ملکہ کے لوگ پہونچ گئے ایرج پر آپڑے ملکہ کو سامنے سے ایرج کے لیگئے ایرج نے پھر
تعاقب نہ کیا پھر آیا جب خیمے مین پہونچا دیکھا کہ جراح زخم مین لاہوت شاہ کے ٹانکے لگا رہا ہی مگر لاہوت شاہ
نے جو ایرج کو دیکھا پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ کہاں گئی ایرج نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئی
لشکر والے اُسکے اُسکو لیگئے پھر مین نے اُسکا تعاقب نہ کیا یہ سنتے ہی لاہوت شاہ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور کہا افسوس یہ اُسکو آپ نے زخمی نہین کیا گویا مجھے مجروح کیا اور غضب کیا آپ نے کہ اُسے
جانے دیا مین اب اُسے کہاں ڈھونڈھنے جاؤن میری جان اُسکی فرقت مین جائیگی یہ کہکے چیخین مار مار کر رونے لگا
ایرج نے دیکھا کہ اس نالائق کو خبط ہوا ہی ظاہر التسلی دینا شروع کیا کہ ای لاہوت شاہ تم گھبراؤ نہین مین
ہرکارے خبر کے واسطے بھیجتا ہون جہاں وہ ہوگی مین جاکر پکڑ لاؤنگا تم اپنا حال تباہ نہ کرو ہمکو دیکھو

کہ ہم اپنے معشوق کی جدائی میں کیسے بیقرار ہیں مگر ناچار ہو کر صبر اختیار کیا ہے تم بھی ضبط کرو اس خبط سے کچھ حاصل نہ ہوگا
یہی باتیں ہو رہی ہیں کہ چوبدار نے عرض کیا کہ ایلچی کسرنگ بن ہرزبان زرائیل کا دروازے پر حاضر ہے حکم دیا
کہ جلد اُسے لاؤ اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ہمنے اُسے نامہ لکھا تھا کہ زرائیل میں آتے ہیں اور وہاں سے
جلد ملک سبائل کو جائینگے تم ہمارے واسطے بہت سی کشتیاں جہاز تیار کر رکھو یقین ہے کہ اُسنے جہاز تیار کرائے ہونگے
مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ ضرور اسنے تعمیل حکم کی ہوگی کہ اتنے میں وہ نامہ بر سامنے آیا ایرج کو سلام کیا
نامہ پیش کیا ایرج نے دبیر سے کہا کہ پڑھو اس نامے کو دبیر نے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف لقا کی تھی بعد اُسکے
لکھا تھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستاں بموجب حکم عالی میں نے جہاز اور کشتیاں بہت سی تیار کرائی تھیں مگر لقا پرستوں
نے آکر سب کو جلا دیا جو دریا میں تھیں اُنھیں غرق کرا دیا ملاحوں کو قتل کیا مجھے زخمی کر کے چلا گیا بس یہ مضمون سنتے ہی
ایرج نہایت رنجیدہ خاطر ہوا سر کو جھکائے دیر تک چپ بیٹھا رہا بعد ایک ساعت کے سر اُٹھایا دبیر سے کہا کہ
ہماری طرف سے جواب لکھو کہ ہم روپیہ بھیجتے ہیں اور بھیجتے ہیں تم سات ہزار کشتی اور جہاز اور تیار کرو کہ لشکر
ہمارے ساتھ بہت ہے اور تمھاری کمک کے واسطے مرجان دریا باری کہ پہلوان زبردست ہے اور ہمارا رفیق
قدیم ہے اُسے بھیجتے ہیں وہ ہر حال میں تمھارا شریک رہیگا ہمارے آتے آتے جہاز اور کشتیاں تیار ہو رہیں دبیر نے
یہی مضمون نامے میں لکھا ایرج نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا کر چھکڑوں پر لدوا کر مرجان دریا باری کو سات ہزار
سوار کی جمعیت سے ہمراہ اُسکے کر کے روانہ کیا وہ نامہ بر مع مرجان دریا باری و ارابہ ہاے زر ملک زرائیل
کو راہی ہوا دوسرے روز ایرج نہایت حیران و پریشان آزردہ خاطر پژمردہ دل چپ اور سُن بیٹھا ہوا تھا تمام
دربار بے سرور تھا اور بسبب افسردہ خاطری ایرج نوجوان کے سب راگ رنگ موقوف تھا صحبت میں سناٹا تھا
کہ بہزاد ہرتند اور قارن قہرمن نے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان چلکر کنارے دریا کے سیر کیجیے دل بہلائیے
ادھر لندھور نے بھی کہا کہ ای ایرج بہتر ہے چلیے دل بہلائیے ایرج اُٹھ کھڑا ہوا اور لندھور سے کہا کہ آپ بھی
چلیے رستم زمان ساتھ ہو لیا ایرج کنارے دریا کے پہونچا سیر کرتا چلا جاتا ہے آتے آتے ایک جگہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک ٹیلہ بہت اونچا ہے اور سامنے اُس ٹیکرے کے سبزہ زار ہے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہیں
ایرج اُس ٹیلے پر چڑھ آیا اُس جگہ فرش کرایا آکر بیٹھا بہزاد ہرتند نے کہا کہ حکم ہو تو طائفے بلاے جائیں شراب
منگوائی جاے ایرج بولا بہتر ہے اور لندھور سے کہا کہ ای دارا ے ہند ہر چند چاہتا ہوں کہ دل اپنا بہلاؤں لیکن
کیونہیں معلوم کیا باعث ہے اسقدر طبیعت گھبراتی ہے کہ قابل بیان کے نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی صدمہ عظیم
مجھے پہونچیگا لندھور بولا خدا نہ کرے یہ تم کیا کہتے ہو جی ہی تو ہے کبھی خوش ہے کبھی ناخوش ہے یہی باتیں تھیں کہ جانب
مشرق کی جھاڑی سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا ایرج نے ہرکاروں سے کہا خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہے کون
آتا ہے ہرکارے روانہ ہوے لیکن گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گرد
زور آور یعنی طہماس بن عنقویل دلاور مع اسی ہزار کی جمعیت سے چلا آتا ہے اور ادھر طہماس کو ہرکاروں نے خبر دی تھی
کہ لشکر ایرج کا تو یہاں سے دور ہے مگر ایرج چند آدمیوں سے کنارے نہر بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہے طہماس نے کہا
کب چھوڑتا ہوں اس آفتاب پرست کو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے بس فوج سے خطاب کیا کہ تم یہیں ٹھہرو
میں جا کر اسکو مارتا ہوں کس واسطے کہ اگر تم لوگ ساتھ ہوگے تو میرے واسطے موجب بدنامی ہے سبب یہ کہ
ایرج تنہا تھا اور طہماس کے ساتھ فوج تھی یہ کہکر گھوڑا اُڑا کر تنہا ایرج کی طرف چلا ادھر ایرج نوجوان نے جو

طہماس کی آمد سنی اور دیکھا کہ طہماس بلکہ وہ تنہا سامنے سے چلا آتا ہی جلدی سے گھوڑے پہ سوار ہوا لندھور بھی
ساتھ اسکے اُٹھا کہ اسی اثنا مین طہماس قریب آ گیا اور نعرہ کیا کہ باش او کرپاس فروش بچہ بازاری جایگا کہان
میرے ہاتھ سے آیا مین ایرج نے کہا ای طہماس مین جانتا ہون کہ تو عنقویل کے خون کا عوض لینے آیا ہی مگر
میرے ہاتھ سے وہ نہین مارا گیا لندھور بن سعدان اسکا گواہ ہی طہماس پکارا مجکو معلوم ہی کہ اُس نالائق
طرماسپ نے مارا ہی مگر باعث قتل کا تو ہی تو ہوا پہلے تجھے مار لون بعد اُسکے اُس نابکار کا کام تمام کرون ایرج
نے کہا ای طہماس آج تم منزل سے تھکے ماندے آئے ہو آسائش کرو کل میرے تمھارے مقابلہ ہوگا طہماس للکارا کہ
او آفتاب پرست کئی لاکھین متواتر خدمت مین شاہزادۂ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان کی گئی ہین اُنکے صدمۂ
الم مین شاہزادے نے مجھسے فرمایا کہ ای طہماس جا کر اُنکے قاتل کا سر لیکر آ تو مجھے صورت اپنی دکھانا ورنہ میرے پاس
نہ آنا بنا برین اب جب تک مین تیرا اور طرماسپ کا سر لیکر نہین جاتا ہون مجھے صورت شاہزادے کی دیکھنا
نصیب نہ ہوگی اور مجھے ایک دم مفارقت شاہزادۂ نور الدہر کی گوارا نہین ایرج نے کہا تو سمجھتا ہی کہ
مین تجھسے ڈر کر یہ کلام نرم کرتا ہون خیر اگر تجھے صبر نہین ہو سکتا ہی تو جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا بس یہ کہنا تھا کہ
طہماس تو آگ ببولا ہو ہی رہا تھا اُٹھا کر ساڑھے نو سو من کا ساطور جو ایرج پر مارا ایرج نے سپر پر روکا تھا مگر
ساطور نے سپر کے دو ٹکڑے کیے سر پر آیا کہ خود دبلغہ عرقچین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر گیا ایرج نے
دستانہ مارا کہ ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا مگر ایرج مین تاب سنبھلنے کی باقی نہ رہی غش کھا کر گرا طہماس نے جوش غیظ و غضب
مین دوسرا ساطور اُٹھایا کہ ایرج پر مارے کہ لندھور نے للکارا ای طہماس خبردار اب ساطور اسپر نہ مارنا تو ویسے
ایک ہی ضرب ایسی لگائی کہ ایرج جانبر ہوتا نہین معلوم ہوتا طہماس پکارا ای ہندی تو ہرگز سعی نہ کرین کبھی
نہ مانونگا کیونکہ باپ اور بھائی میرا دونون اسکے باعث سے مارے گئے ہین لندھور بولا ای طہماس ایرج
اولاد حمزۂ صاحبقران مین سے ہی تجھے یاد نہین کہ صاحبقران نے مکرر ارشاد فرمایا ہی کہ ایرج میری اولاد
مین سے ہی جو کوئی اسے مار یگا مین اُسکی ذریات مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طہماس نے کہا کہ جہان
اسوقت آنکھون مین میری اندھیر ہی مجھے کچھ اسوقت نہین سوجھتا مین اسے ضرور مارونگا لندھور بولا ای
طہماس اگر تجکو صاحبقران کے کہنے پر خیال نہین ہی اور تو میرا کہنا نہین سنتا تو خیر مجکو امیر کشور گیر محض اسکی
حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور یہی فرمایا تھا کہ مین ایرج کو تمھارے سپرد کرتا ہون سو مین اسے قتل نہ ہونے
دونگا پہلے مجھے مار لے تو اسپر ہاتھ ڈالنا طہماس آگ ہو گیا کہا اسے سچ کہتا ہی کہ تو اسپر عاشق ہی بھلا کیون تو
اپنے کو بدنام کرتا ہی لندھور بولا یہ نہوگا کہ مین ایرج کو اپنے سامنے قتل ہونے دون طہماس پکارا کہ میرے تو
باپ اور بھائی دونون اسکے سبب سے مارے گئے ہین خیر اگر تو حمایت کرتا ہی تو لے پہلے تجکو مار کر اسے قتل کرونگا [illegible]
بولا جو تیرا جی چاہے سو کر مگر مین اپنی زندگی مین اسپر آنچ نہ آنے دونگا طہماس نے کہا ای ہندی جھنجھلا پاس [illegible]
تیر کیا اور نہین مانتا تو لے اسے یہ کہکر ایک ہی ساطور لندھور پہ مارا لندھور نے خالی دیا ساطور زمین پہ
گرا لندھور نے پانون اپنا ساطور پہ رکھ پانون کے نیچے دبا لیا اور کہا ای طہماس دیکھ باز آ اس ارادے سے
نور الدہر کو بھی ایرج کا قتل گوارا نہ ہوگا جہالت ابھی نہین قاتل تیرے باپ اور بھائی کا طرماسپ ہی ایرج کا
اسمین کچھ قصور نہین طہماس نے کہا کہ تو جو ایرج پہ پروانہ ہی وہ محبت تجھے نہین چھوڑتی مین پہلے قتل تجھے کرونگا
اور ساطور لگا کھینچنے مگر لندھور کا پانون ساطور پہ جما ہوا ہی کیونکر ساطور چھوٹے قضا سے کار ضرغام شیر دل

خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا کہ طہماس ایرج کو زخمی کر چکا ہی اب چاہتا ہی کہ اُسے قتل کرے لندھور
خارج ہی بس یہان سے بھاگا خدمت مین اسد بن کرب غازی کی آیا تمام حال بیان کیا اسد مرکب پہ
سوار ہو کر روانہ ہوا اُس وقت پہونچا کہ لندھور ساطور پاؤن سے دبائے ہوئے ہی چھوڑتا نہین اور طہماس
خشمناک ساطور کو کھینچ رہا ہی اور ایرج ایک طرف بیہوش پڑا ہوا ہی کہ اسد کو لندھور نے جو آتے دیکھا
گھبرایا کہ اب خدا ہی جان ایرج کی بچاے اسد نے نعرہ کیا کہ او ہندی تو طہماس کو نہین چھوڑتا کہ ایرج
کو مارے مین آکر ایرج کو مارتا ہون اور تلوار کھینچکر چلا لندھور نے دیکھا کہ اگر تو اسد کو روکتا ہی تو طہماس
ایرج کو مار ڈالیگا اور اگر طہماس کو روکے رہیگا تو اسد اسکا کام تمام کریگا اب ایرج کا بچنا بہت مشکل ہی
ناچار ہو کر پکارا ای پروردگار عالم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی ایرج کو بچانے والا ہی از تہ دل دعا مانگتا تھا
کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اسد قریب ایرج کے تیغ برہنہ کیے ہوئے پہونچا ہی اور لندھور پکار رہا ہی
کہ ای اسد بن کرب غازی کیا صاحبقران کا فرمانا تمھین یاد نہین ہی ایرج کو قتل نہ کرنا اسد جواب
نہین دیتا ہاتھ تلوار کا بلند کیا ہی کہ تلوار ایرج پر مارے کہ ایک بجلی کڑکی آنکھ اسد کی جھپکگئی ایک پنجہ پیدا ہوا
اور ایرج کو اُٹھا کر طرف آسمان کے لیگیا لندھور نہایت خوش ہوا ساطور طہماس کا چھوڑ دیا طہماس
نے کہا کہ بچا دیا تو نے میرے ہاتھ سے نہ چھوڑا ساطور کو کہ مین مارتا اُسے لندھور بولا ہین موجود ہون
بیچارے اسد پکارا ای لندھور ابھی تک محبت تمھاری ایرج کے ساتھ اُسی طرح چلی جاتی ہی اب تو اُسکے ڈاڑھی
مونچھین نکل آئی ہین اب زمانہ عشق و عاشقی کا گذر گیا کسی اور کو دیکھو اس سے باز آؤ تمھین نے عاشق ہو کے
ایرج کے ہاتھ سے ملک حمزہ صاحبقران کے برباد کرائے اور اب وہ ناموس صاحبقرانی کی بربادی
پر آمادہ ہی افسوس کہان گئی غیرت تمھاری بہت کچھ اسد نے کہا لندھور نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ
صاحبزادے حال اسکا حمزہ صاحبقران کے سامنے کھلجائیگا یہ بلا اُنکی مجھپر ڈالی ہوئی ہی اور پھر کر لشکر کی طرف
روانہ ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ بھئی اب جاکر لشکر ایرج کا کام تمام کرو طہماس بولا اچھا چلیے اور آکر
مقابل لشکر ایرج خیمہ برپا کیا مگر حال ایرج کا سُنیے کہ وہ جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک دیو تھا لیے ہوئے سامنے
نقابدار سفید پوش کے آیا کہا کہ آقا یہ موجود ہی نقابدار نے کہا کہ لاؤ دیو نے ایرج کو سامنے رکھدیا
دیکھا نقابدار نے کہ زخم کاری اسکے سر پر لگا ہی بیہوش و بدہوش ہی اُسی وقت جراحون کو بلایا زخم ایرج کا
دکھایا اُنھون نے عرض کیا کہ زخم بہت کاری ہی کہا کہ اچھا تم ٹانکے تو لگاؤ جراحون نے زخم کو بخیہ کیا نقابدار
نے ڈبا مرہم سلیمانی کا منگوا کر سامنے رکھدیا کہ اسکی پٹی زخم پر چڑھاؤ اُنھون نے اُسی وقت پٹی مرہم سلیمانی کی
چڑھادی ایک دو پہر کے بعد ایرج کو ہوش آیا دیکھا کہ وہان نہ طہماس ہی نہ لندھور ہی سامنے نقابدار
سفید پوش بیٹھا ہی اور کچھ دیو پری موجود ہین نقابدار سے پوچھا کہ کیا آپنے مجھے اُٹھوا منگایا ہی نقابدار
بولا کہ ہان مین نے اُٹھا منگایا ہی سواری میری اُدھر سے آتی تھی تمکو مین نے بیہوش پڑے ہوے دیکھا اور
دو شخصون کو مستعد قتل پایا بس ایک دیو سے مین نے کہا کہ اس جوان بیہوش کو اُٹھا کر لے آ یہ اولاد صاحبقران
مین سے معلوم ہوتا ہی یہ دیو تمھین اُٹھا لایا اب تم بیان کرو کہ کون ہو ایرج نے کہا زخم میرا اچھا ہولے
تو بیان کرون کہا کہ تمھارے زخم کا تو آج ہی نام و نشان بھی نہ باقی رہیگا مین نے مرہم سلیمانی کا پھاہا
چڑھوا دیا ہی مگر طاقت البتہ دو چار روز مین آئیگی القصہ تین پھاہے متواتر مرہم سلیمانی کے زخم پر چڑھوائے گئے

دوسرا دن تھا کہ زخم بالکل اچھا ہوگیا ایرج نے غسل صحت کیا آکر صحبت مین بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش پے لو
مین آیا نقابدار بولا کہ ای جوان اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور دین و مذہب تیرا کیا ہی ایرج نے کہا ای نقابدار یا ہی دنیا
نام میرا اظہر من الشمس ہی وہ جو تونے سنا ہو زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران طہمسپ انکا
ایرج نوجوان وہ میں ہون جانشین حمزہ لندھور بن سعدان میرا مطیع ہی اسنے مجھسے بیعت کی ہی اور میرا جو کچھ کسا
ساتھہ ہی تمام ممالک حمزہ پر قبضہ کرچکا ہون فقط ملک سبا کل باقی ہی نقابدار نے کہا ای ایرج وہ دونون شخص اطہماس
کون تھے جو تیرے پاس کھڑے ہوئے بحث رہے تھے کہا کہ ایک تو لندھور تھا اور دوسرا اطہماس تھا کہ جسکے اطہماس کے
ہاتھہ سے مین زخمی ہوا تھا نقابدار بولا کہ طہماس تو شاہزادہ نورالدہر کا ایک ملازم ہی جب اسکے ہاتھہ سے تو
زخمی ہوگیا تو دعوی صاحبقرانی کیا کرتا ہی ایرج بولا ای نقابدار طہماس کے ہاتھہ سے حمزہ صاحبقران بھی زخمی
ہوگئے تھے زخمی ہونے سے صاحبقرانی نہین جاتی رہتی اول تو حربہ اسکا بیٹھ ڈھنگا دوسرے یہ کہ تلوار کے آگے
پانچ برس لڑکا اور سو برس کا بوڑھا برابر ہی جسکا ہاتھہ پہلے پڑ گیا وہی غالب رہا طہماس کو جو نورالدہر نے
مطیع اپنا کیا ہی مجھے حیرت ہی کہ کیونکر اس عادی کو مطیع کیا اور خیر آج مین زخمی ہوا بار دگر تو ایسا نہوگا نقابدار
نے کہا ای ایرج سب باتین تمھاری اچھی ہین مگر خدا کو تم نہین پہچانتے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو
دین آفتاب پرستی کو چھوڑو جیسا کہ آفتاب ہی ویسا ہی ماہتاب ہی دیکھو کیا حکم پروردگار عالم ہی کہ جہان
رات ہوئی آفتاب غائب ہوجاتا ہی ماہتاب نکل آتا ہی یہ سب مخلوقات مین سے ہین خدا وہی ہی جسنے
سب کو پیدا کیا ہی ایرج بولا ای نقابدار تو میرا محسن ہی کہ مجکو اٹھوا منگایا زخم سر میرا اچھا کرایا اس سبب سے
مین کچھ نہین کہتا اب زیادہ نہ فرمایئے یہ دین کا مقدمہ ہی ہر ایک اپنے دین کو اچھا جانتا ہی اور مین تو دین
تمھارا قبول کرنے کو موجود ہون بشرطیکہ فن سپہگری مین مجھپر غالب آؤ نقابدار نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا کل
ہمارے تمھارے مقابلہ ہی ایرج نے کہا مین موجود ہون ذرا مجھ مین طاقت آلے قصہ مختصر تیسرا دن تھا ایرج
کو یہان آئے ہوئے کہ ایک ہوا سے تیز چلی لگہ ابر نمایان ہوئے اور فوج دیوون کی دکھائی دی خبر نقابدار کو پہونچی
کہ دیو عفیف بن خفیف بن عفوان راہدار چالیس ہزار دیوون سے آپ پر آیا ہی اس ارادے پر کہ آپ اولاد
زلزلۂ قاف کو جو کہ سلیمان ہین آپ سے عوض اپنے باپ اور دادا کا لے نقابدار نے کہا کچھ پروا نہین ہی جو
خالق عالم بہتر جانیگا وہ کریگا بار دگر خبر پہونچی کہ اسنے طبل جنگ بجوایا ہی نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین
بھی طبل جنگی بجے اسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ساری رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے دیو عفیف
میدان مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج نے نقابدار سے کہا کہ مین اسکے مقابلے کو جاؤنگا نقابدار مانع ہوا کہ تمھین
طاقت ابھی اچھی طرح نہین آئی ہی تم تماشا دیکھو مین جاکر اسے مارتا ہون اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر
مقابلے کو اس دیو کے نکلا دیکھا دیو نے نقابدار کو کہا کہ سن ای نقابدار اگرچہ باپ نے تیرے میرے باپ اور
دادا کو مارا ہی مگر جو تو دین ابلیس پرستی اختیار کرے تو مین تجھے کچھ نہ کہون نقابدار پکارا کہ تیرا ابلیس نالائق
کیا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ سنکر وہ برہم ہوا کہا کہ شاید قضا تیری آئی ہی خبردار رہنا اور اٹھاکر تبرزین
سر پر چرخ دیکر نقابدار پر مارا نقابدار نے خالی دیا اپنے دیو کے شانے پر سوار تھا دوسرے شانے کی طرف
ہوگیا اور اس دیو نے بھی اپنے کو بچایا مگر اسپر بھی ایک کونا تبرزین کا اس دیو کے سر پر لگا سر اسکا زخمی ہوا

حالت شانہ کشا دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا نقابدار پر بھی تبرزین کی نوک لگی کہ وہ بھی زخمی ہوا اور گرا دیو عفیف نے چاہا سوار نقابدار کو پکڑ لے کہ ایرج کو تاب باقی نہ رہی پیادہ دوڑا للکارتا ہوا کہ خبردار نقابدار پر ہاتھ نہ ڈالنا آیا ہین خشمناک ہی خدمتگذاری کو دیو نے نعرے کی آواز جو سنی ٹھہر کر دیکھنے لگا ایک جوان ماہ طلعت مہر شوکت سامنے سے گھبرایا آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہی جب ایرج قریب آیا دیو عفیف پکارا کہ تو کون ہی ایرج نے کہا کہ تو مجھے نہین کو جانتا منم زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان نیر اعظم نے مجھے ایسی قوت و طاقت جرأت بخشی ہی کہ کوئی مجھسے عہدہ برآ نہین ہوسکتا دیو عفیف نے کہا کہ کیا تو آفتاب پرست ہی ایرج نے کہا کہ ہان دیو عفیف بولا آفتاب بھی ایک بندہ خداوند ابلیس کا ہی بہتر یہ ہی کہ دین ابلیس پرستی اختیار کر ایرج پکارا کہ او شیطان پرست مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون تو بھی لعنت کر اور نیر اعظم کو سجدہ کر دیو عفیف یہ سنکر نہایت خشمناک ہوکر پکارا کہ کیا قضا تیری بھی آئی ہی لا حربہ اپنے جی کا حوصلہ نکال لے دیکھون کہ صاحبقرانی تیری کیسی ہی ایرج نے کہا تو اپنا حربہ پہلے کر لے مین بعد اسکے اپنا حربہ کرونگا دیو نے کہا کہ تجکو بڑا گھمنڈ ہی اپنی شجاعت و مردی پر لے حربہ میرا او سنبھل کہ یہ غضب ہی خداوند ابلیس کا یہ کہکر وہی تبرزین ایرج پر مارا ایرج نے پیترا بدلکر خالی دیا تبرزین زمین پر پڑا کہ در آیا زمین مین خاک اڑی دیو پکارا کہ ای آدمزاد مفت مین تو نے اپنی جان دی میرا کہنا نہ مانا ابلیس کو سجدہ نہ کیا ایرج نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کسکو تو نے مارا مین ہی ہون روح قبض کرنیوالا موجود ہون اور دوڑ کر ہاتھ سے دیو کے پھینکا تبرزین بزور صاحبقرانی چھین لیا اور کھینچکر تبرزین جو دیو عفیف کے سر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیو عفیف مارا گیا جب وہ دیو جو اسکے ساتھ تھے بگڑ بگڑ کر جیسے بگڑ بگڑ کر دوڑ پڑے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پاوے ایرج بھی انپر دوڑا ادھر سے فوج نقابدار کی کمک کو آئی لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ بہت دیو اسنے مارے ہین ہزارون زخمی کیے ہین آخرکار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا تمام مال و اسباب اسکا نقابدار کے دیوون نے لوٹ لیا ایرج کو پھیر کر خیمے مین لائے نقابدار کے زخم مین ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھائی دوسرے دن ایرج نے کہا کہ ای نقابدار تمنے جو مجھپر احسان کیا تھا مین نے اسکی تلافی کی اب تمھین لازم ہی کہ مجکو میرے لشکر مین بھجوا دو نقابدار نے کہا کہ زخم میرا اچھا ہو جاے تو میرے تمھارے کشتی ہو بعد اسکے لیکن تمھین پردہ دنیا مین بھجوا دونگا ایرج نے کہا ای نقابدار جب تک تمھارا زخم اچھا ہو اور طاقت تم مین آوے اس وقت تک لشکر میرا تباہ ہو جائیگا ہاتھ سے طہماس کے سب مارے جاینگے بہتر ہی تمھارے لڑائی پھر ہو رہیگی اب تم مجھے پردہ دنیا پر پہنچوا دو نقابدار نے کہا اچھا اسی وقت ایرج کو تخت پر سوار کیا دیوون کو حکم دیا کہ جاو شاہ کے لشکر مین اسکو پہنچا آؤ اور اس دیو کو بھی ساتھ کیا جو ایرج کو اٹھا لایا تھا القصہ دیو ایرج کو لیکر پردہ دنیا کی جانب روانہ ہوے لیکن ادھر کا حال سنیے کہ اسد نے طہماس سے کہا کہ جب تک ایرج پیدا ہو تم لشکر کا اسکے کام تمام کر دو کہا کہ بہت خوب اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہی مالک بن ملکوت شاہ نہایت پریشان ہوا سردارون نے کہا آپ اندیشہ نہ کیجیے ہم لڑنے کو اسی واسطے موجود ہین غرضکہ یہان بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو ایک ایک مسلح و مکمل ہوکر میدان جنگ مین دونون لشکر صف باندھ کر کھڑے ہوئے طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے

طوفان بن سماک اژدر گیر مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا او طہماس تو اپنے کو
بڑا بہادر جانتا ہے یہ کون سی بہادری ہے کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرتا ہے طہماس بولا کہ جیسا ظلم ایرج نے کیا ہے ویسا
کوئی نہ کریگا مین تو ایک متنفس کو بھی اس لشکر مین سے زندہ نہ چھوڑونگا طوفان نے کہا کہ کیون تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی
شجاعت کا باپ میرا پہلوان خداوند لقا کا تھا مین بھی اُسی کا بیٹا ہون کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون لا جو کچھ کہ
حربہ رکھتا ہو طہماس بولا کہ مین پیشدستی نہ کرونگا پہلے تو اپنا حربہ کر لے یہ سنکر طوفان نے نیزہ طہماس پر مارا طہماس
نے ایک دو گھڑی کی نیزہ بازی مین نیزہ طوفان کا ہوائی کیا طوفان نہایت خشمناک ہوا کھینچکر تیغۂ آبدار طہماس پر
مارا طہماس نے سپر پہ روکا وار اُسکا رد کرکے ساطور مارا کہ سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اُتر آیا طہماس نے
دستانہ مارا ساطور تو جھنا کر نکلگیا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بیہوش ہوکر گرا طہماس پکارا کہ لیجاؤ
اسے یہ اب بیکار ہوچکا لوگ طوفان کو بیہوش پاکر اُٹھا لیگئے طہماس نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ دیلم شاطر
زنگی سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ
بولا دیلم شاطر یہ عادی بہت بے ڈھب ہے حربہ اسکا کوئی رد نہین کرسکتا اگر تو ہاتھ سے اسکے ضایع ہوا تو جواب ایرج
کو کیا جواب دونگا دیلم شاطر نے جواب دیا کہ مین ایسا حلوا نہین ہون کہ کوئی مجھے کھا جائیگا مالک بن ملکوت شاہ
بولا خیر نیر اعظم تیرا نگہبان ہے جا دیلم شاطر زنگی سلام کرکے گینڈے پر سوار ہوا اور سامنے طہماس کے آیا للکارا
کہ او عادی آیا مین تیرے مقابلہ کو تو نے غضب کیا کہ ایرج کی غیبت مین اُسکے لشکر کے قتل کا ارادہ کیا یہان
ایک ایک ملازم اُسکا تیری خدمتگزاری کو موجود ہے طہماس پکارا او روسیاہ بکتا کیون ہے مین تو کھڑا ہوا ہون
تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر دیلم نے کہا نیزہ بازی تم لوگون سے کرنا ناحق ہے یہ ارہ پشت نہنگ ہے خبردار رہنا
یہ کہکر ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور ساطور دیلم پر مارا دیلم نے بھی خالی دیا
کئی مرتبہ رد و بدل ہوئی انجام کار طہماس نے ایک ساطور جو مارا ارے کے دو ٹکڑے اسکے ہو گئے اور پھر جو ساطور مارا
دیلم شاطر نے خالی دینے کا ارادہ کیا تھا مگر گینڈا اُس طرف کو نہ پھرا ساطور جو سر پر آیا سپر کا ہاتھ بلند ہو گیا تھا
مگر سپر بھی کٹی دیلم شاطر نے چاہا کہ سر و گردن بچا سکے مگر نہ بچا سکا ساطور خود کو کاٹ کر کرٹی چار انگل سر مین در آیا تھا
کہ دیلم نے سر پیچھے کھینچا ساطور گینڈے پر پڑا کہ سر گینڈے کا قلم ہوا دیلم شاطر مع گینڈے کے گرا شام قریب تھی
طہماس طبل بازگشت بجوا کر یہ کہتا ہوا پھرا کہ اے آفتاب یہ مقتول لشکر کا آج بھی پامال نہ کیا ہو تو نام اپنا
طہماس نہ رکھتا ہوا ادھر دیلم شاطر زنگی بیہوش پڑا تھا اُسے اُٹھوا کر مالک بن ملکوت شاہ نہایت اداس
کمال پریشان پھرا داخل بارگاہ ہوا جراحون کو بلوا کر زخمون مین ٹانکے لگوائے حیران و پریشان بیٹھا تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہے ناچار مجبور ہوکر مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ
بجوایا صبح کو پھر میدان مین صف آرائی ہوئی طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا نیلم زنگی مالک بن ملکوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد از تگاورزنی و نیزہ بازی نیلم زنگی نے تلوار طہماس پر ماری طہماس نے
پشت ساطور پر روک کر جو ساطور مارا نیلم نے سر پر سپر کی آڑ کی لیکن نہ بچ سکا سپر کٹی اور ساطور سر پر بیٹھا
کہ تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا ساطور تو جھنا کر نکلگیا مگر نیلم زنگی غش کھا کر گرا قیلم زنگی نے مقابلہ کیا وہ بھی
زخمی ہوا آخر کار شام تک آٹھ نو سردار زخمی ہوئے دو ایک جان سے مارے گئے شام کو دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے غرض چار میدان لڑائیون مین جتنے سردار ایرج کے تھے سب ہاتھ سے طہماس کے مجروح و مقتول ہوگئے

بدستور دربار طہماس یہ کہکر پھرا کہ کل تم سب کا خاتمہ ہی اور آکر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا
ناچ شروع ہوگیا جام شراب گردش مین آیا اسد نے کہا ای طہماس صبح کو ان سب آفتاب پرستون کو قتل کرنا
ایک کو زندہ نہ چھوڑنا عرض کیا ای شہریار ایسا ہی ہوگا آپ کے کہنے کی حاجت نہین ہی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آئے سلام کیا طبل جنگ
بجنے کی خبر دی مالک بن ملکوت شاہ مردہ تھا طبل جنگ تو بجوایا مگر عجب حالت ہی سب رسالہ دار عرض کرتے ہیں
کہ آپ نہ گھبرایئے اگر طہماس آپڑا تو ہم بھی اپنی جانین لڑا دینگے اور قطع نظر اسکے طہماس کے ساتھ فوج قلیل ہم ہم
اسے باوفا کرکے مار لینگے مالک بن ملکوت شاہ کہ رہا ہی کہ صاحبو طہماس بلاسے بے درمان آفت جہان ہی شیر اعظم
اسکے ہاتھ سے بچا ئیگا تو بچینگے نہین تو جانبر ہونا دشوار ہی موت کا سامنا ہی القصہ چار پہر رات آفتاب پرست
سوے نہین آلات حرب و ضرب درست کیا کیے ہزارہا آدمی دہشت کے مارے بھاگ گئے عجب بدحواسی تھی
جو باقی ماندہ تھے صبح کو مستعد مرگ ہوکر میدان مین آئے طہماس پہلے ہی میدان مین آچکا تھا جب لشکر آفتاب پرستونکا
آیا صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ اب تم انتظار کسکا کر رہے ہو جاؤ لوان نالائقون کو
طہماس نے گینڈا اپنا بڑھایا جب نصف میدان مین پہونچا اور آفتاب پرستون کی نگاہ پڑی ملک الموت کو دیکھا
کہ میدان مین کھڑا ہی ایک ایک مثل قالب بیجان تھا جان باقی نہ تھی مالک بن ملکوت شاہ مثل تصویر کلی تخت
پر بیٹھا ہوا تھا کہ طہماس نے نعرہ کیا ای آفتاب پرستونکو میرے مقابلے کو یہان کون ہی جو مقابلے کو جاسکے سب
دم بخود کھڑے ہوے ہین کوئی ارادہ میدان کا نہین کرتا سر جھکا لیئے ہین کہ طہماس نے پھر نعرہ کیا کہ ارے ایک ایک
میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو چار چار ملکر سامنا کرو پھر کسی نے جواب نہ دیا گویا منھ مین کسی کے زبان نہ تھی ایک
لمحہ انتظار کرکے پھر طہماس نے نعرہ کیا کہ ای کافرو اگر نہین آتے ہو تو مین خبر آتا ہون اب مالک بن ملکوت شاہ نے
دعائین مانگنا شروع کین اور سب آفتاب پرست بھی رونے لگے ایک غلغلہ یا شیر اعظم آفتاب تابان کا بلند تھا
پروردگار عالم تو کافر و مومن سب کو بچاتا ہی اور ابھی انکی قضا بھی نہ تھی طہماس چاہتا ہی کہ گینڈے کو بڑھا کر
آفتاب پرستون پر جا ے کہ ایک ہوا ے تند چلی اور لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا اور نیچے لگا اترنے اب قریب جو آیا
تو دیکھا کہ ایرج نوجوان تخت پر سوار چلا آتا ہی آفتاب پرستون مین تو جان آگئی غل ہوا کہ وہ زبدہ آفتاب پرستان
آیا وہ ایرج نوجوان آپہونچا اسد غازی طہماس کے پاس آکر پکارا کہ اتنی دیر تمنے کی کہ یہ پاجی آپہونچا طہماس
بولا کہ صاحبزادے آپنے دو اسکو خوب ہوا اسکا آنا پہلے اسے مارلون بعد اسکے ان سب کو قتل کرون کہ ایرج
جو آیا مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور اپنی سرگذشت بیان کی اسنے کہا ای ایرج اگر تم گھڑی بھر اور
نہ آتے تو یہان سب کا خاتمہ ہوچکا تھا سب سردار تمھارے زخمی ہوے اور مارے گئے ہم سب مستعد مرگ
کھڑے ہوے تھے کہ شیر اعظم نے آپکو پہونچایا ایرج نے ان دیوون کو رخصت کیا اور آپ مرکب پر سوار ہوکر
مقابلے کو طہماس کے آیا پہلے تو انکا ورزل ہوئی پھر مرکبون کو رالون مین ملکر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اور
ایرج نے کہا ای طہماس اگر مین نہ آجاؤن تو تو نے لشکر کا میرے خاتمہ کیا تھا طہماس نے کہا ای ایرج تیری تو
ذریات مین سے ایک کو باقی نہ رکھونگا تو نے باپ کو میرے قتل کرایا ہی ایرج نے کہا اسکو شیر اعظم خوب
جانتے ہین کہ مین نے تیرے باپ کو نہین قتل کرایا بلکہ مین منع کرتا تھا اور طرطاسپ اسپر سا طور مارے بیٹھا
طہماس لاچکر جیت ہی اس عذر خواہی سے کیا حاصل ہوگا اب دیکھ تو کہ تیرے ساتھ کیا کرتا ہون اس رد وزد

لندھور نے تجھے میرے ہاتھ سے بچا دیا تھا آج کون بچائیگا کہا کہ اُس روز میں زخمی ہو گیا تھا آج اُسکا عوض لونگا
بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بعد چار گھڑی کے ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے خشمناک ہو کر سیلا طو
مارا ایرج نے پھرتی کر کے بیٹھے پر ہاتھ ڈالدیا لپیٹ پڑا اور قصد کیا کہ طہماس کو باندھے نورالدہر نے اسکو لیے بیر کمر زنجیر
میں ہاتھ ڈالکر یا شیر اعظم کہکر جو بکہ مارا زمین سے اُٹھا لیا چاہتا تھا کہ سر سے بلند کرے ممکن نہ ہوا طہماس نے لنگر مارا کہ
زمین پر آگیا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ ای ایرج نورالدہر پہلوان یگانہ ہی یہ رتبہ اُسی کے واسطے ہی کہ
طہماس کو طرفۃ العین میں اٹھا لیا دوسرے کی یہ قوت نہیں قصہ مختصر طہماس بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی
کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت لڑائی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے طرفین سے روشنی آئی تمام
میدان روشن ہو گیا لوگ کرسیں کھول کھول کر بیٹھ گئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا
غالب و مغلوب کوئی معلوم نہ ہوتا تھا دو شبانہ روز اسی طرح گذرے تیسرا دن تھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر
نمایاں ہوا اور جب وہ قریب آکر شق ہوا تو نقابدار سفید پوش دکھائی دیا آکر ایک طرف کو قائم ہوا اور دیو پری
جو نقابدار کے ساتھ تھے وہ بھی کشتی دیکھنے لگے اُدھر طہماس کی فوج تماشائی ہی ادھر ایرج کی فوج نگران ہی
قضائے کار اسد بن کرب غازی جو کھڑا تھا اسکے خیال میں گذرا کہ ای اسد سب تو تماشا دیکھ رہے ہیں اور
ایرج بھی سرگرم تلاش ہی تو چلکر ایک تلوار ایرج پر مار کہ اُسکا کام تمام ہو یہ اپنے دل میں ٹھان کر گھوڑے پر سے
اُتر کر دبے پاؤں ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب ایرج کے پہونچا کھینچکر تلوار ایرج پر ماری قضا سے کا
بھنک لاسکی جو ایرج نے دیکھی طہماس کو چھوڑ کر علٰحدہ ہوا طہماس جو قد میں بہت بڑا ہی ایرج پر جھکا ہوا تھا
ایرج کے ہٹنے سے زمین پر جھکا تلوار اسد کی طہماس پر پڑی کہ پشت و شانہ طہماس کا زخمی ہوا طہماس
بیہوش ہو کر زمین پر گرا ایرج اسد پر دوڑا کہ او دیوانے تو تو مجھے قتل کرنے آیا تھا لیکن تقدیر طہماس کی
برگشتہ تھی کہ وہ زخمی ہوا دوسرے یہ کہ شکار میرا کھویا اب زخمی سے کیا لڑوں اگر یہ زخمی نہ ہوتا تو میں اسے
زیر کرلیتا کب چھوڑتا ہوں تجھے یہ کہکر اسد پر دوڑا لگا اسد کب پاتا ہی اسد دوڑ کر اپنے مرکب پر سوار ہوا
لیکن ندامت زدہ کہ ای اسد افسوس تقدیر پلٹ گئی تدبیر اُلٹی ہو گئی کیا کیا تھا اور کیا ہو گیا یہ ہاجی تو سمجھیگا
طہماس زخمی ہوا اب تو کیا صورت طہماس کو دکھائیگا یہ خیال کر کے گھوڑا اُٹھا کر ایک طرف کو روانہ ہوا ادھر
سے لوگ طہماس کے دوڑے اُدھر سے نقابدار سفید پوش آیا مرہم سلیمانی منگوا کر طہماس کے لوگوں کو دیا کہ اسے
لگاتا میں جاتا ہوں میں زخم اچھا ہو گا ایرج نے طہماس کو پالکی پر سوار کر کے لشکر بادگرد روانہ کرادیا بعد اُسکے نقابدار
سفید پوش کو ایرج اپنے خیمے میں لایا دعوت کی کہا ای نقابدار دیکھا تم نے میں یہاں ایک دن اور رہ جاتا تو
تمام لشکر میرا اس عادی کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا اور یہی یہ دیوانہ کہ جسکے ہاتھ سے طہماس زخمی ہو چکا ہی یہ ایک
میرے لشکر سے زندہ نہ چھوڑتا اور اس دیوانے نے تو مجھکو مارا تھا مگر یہ قدرت شیر اعظم کی تھی کہ میں بچ گیا ہی پیری
طہماس پر پڑی نقابدار بولا کہ سچ ہی دیکھا میں نے حال اس دیوانے کا مگر یہی کیا خوب ہوا کہ کیا ہی غرض رات کو
نقابدار ایرج کے خیمے میں رہا صحبت عیش گرم رہی صبح کو ایرج سے کہا کہ میں نے جو کچھ تمہیں آج اسکا وعدہ کیا تھا
سوا اگر ٹھہر نہیں سکتا ایک کار ضروری درپیش ہی اب تو جاتا ہوں پھر میں آؤنگا میرے آنے تک کشتی
ہو جائیگی ایرج نے کہا بہتر ہی جائیے اور دل میں کہا ای ایرج خوب ہوا جو اس سے نجات ہوئی تو خود چاہتا ہی کہ
قلعۂ ذوالامان پر جلد پہنچے حاصل کلام نقابدار سفید پوش تو رخصت ہوا اور ایرج ... کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار باوقار ہاتھ سے دمامہ جادو کے پریشان ہوکر بحالت اضطراب ہین چاہ الماس کو ڈھونڈھنے روانہ ہو
ہین عمرو بن امیہ ضمری مقبل وفادار کرب ولادر ساتھ ہین کوہ و بیابان طی کرتے چلے جاتے ہین شام کو جہان مقام
اترنے کا پاتے ہین وہان ٹھہر جاتے ہین شب بسر کرتے ہین دن کو شکار لگاکر رفع اشتہا کرتے ہین اور جو کوئی بستی
آباد ملجاتی ہی پتا چاہ الماس کا پوچھتے ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی چاہ الماس کا نہین سنا مایوس
ہوتے ہین یہانتک کہ سات شبانہ روز متواتر چلے گئے آٹھوین روز ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین
پہونچے کہ عجب طرح کا بیابان تھا ہواے گرم چل رہی تھی کہ منھ جلا جاتا تھا دھوپ اسقدر تیز کہ سر کا بھیجا پکنے لگا تھا
ہتھیار تمام جلنے لگے تھے قبضہ تلوار کا جو ہاتھ مین لگجاتا تھا پھپولا پڑجاتا تھا زبان تالو سے لگکر چھوٹنا مشکل پڑگئی تھی
دھوپ آنکھون کے سامنے ناچتی معلوم ہوتی تھی ہواے تند ایسی کہ سنگریزے اڑکر منھ مین لگتے تھے تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ بندوق سے نکلکر چھرے چلے ہوا کی تیزی سے ادھر کا ریگ ادھر جا رہتا تھا ادھر کا ادھر
آرہتا تھا کوسون نشان آب نہ تھا سیتہ سواے چشمہ آفتاب نہ تھا یا ایک آدھ چشمہ معلوم ہوا تو وہ مانند چشم کور رہتا
کہ اسمین پانی کا پتا نہ تھا اور اگر کوئی چتر پر آب پایا تو کف مارتا اژدر اسمین نظر آیا اور جو کوئی چیل بھولکر بیابان مین
آگئی ہی تو گر پڑی ہی پھڑک رہی ہی پر مار رہی ہی درخت سایہ دار منزلون نہ معلوم ہوتا تھا اور جو کوئی نظر بھی آیا تو
جیسے جلی ہوئی لکڑی کہ پتے کا اسمین پتا نہین ایک آدھ چغد اسپر بیٹھا ہوا پر پھیلاے ہوے لیج کر رہا ہی آواز
کٹ کھوڑے کی چلی آتی تھی سواے صداے چغد اور فغان بوم اور کچھ نہین سنائی دیتا تھا عجب بیابان تھا
مختصر کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان نہ انسان وہان نہ کوئی حیوان نہ رکھتی تھی ہوا قدم نہ وہان پہ نہ پرندہ تھا
آفتاب محشر گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا الامان الحفیظ تھا آسمان پر بھی سواے آفتاب کے کچھ نہین نظر آتا وہ تو
البتہ نامردی سے بیچ میدان مین کھڑا ہی اسکا بھی یہ حال ہی کہ اپنی آگ مین آپ ہی پھنک رہا ہی اور دم بھر ایک جگہ
قرار نہین افتان وخیزان بحال پریشان حمزہ صاحبقران چلے جاتے تھے ہر چند معلوم ہوتا تھا کہ ابھی گرے تو نہ اٹھینگے
اسی حالت مین پہر بھر چلے گئے قریب ہلاکت پہونچے دعا مانگنا شروع کی کہ اے قاضی الحاجات اے مجیب الدعوات
اپنے بندگان گنہگار پر رحم فرما اب تو یہ مارے پیاس کے قریب ہلاکت پہونچ گئے ہین یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ناگاہ
دور سے کچھ درخت معلوم ہوے سمجھے کہ پانی یہان ہوگا جب قریب پہونچے تو وہان بھی پانی کا پتا نہ ملا مگر
دیکھا کہ ہواے سرد چل رہی ہی بیٹھ گئے کچھ تسکین ہوئی وہان سے آگے بڑھے تھے کہ باغبان کی آواز کان مین آئی
امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہان کہین باغ معلوم ہوتا ہی تم جاکر پانی میرے واسطے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ مین اس بیابان مین
تجھسے جدا نہ ہونگا کرب نے عرض کیا کہ اے شہریار مین جاتا ہون پانی بھر کر لاتا ہون یہ کہکر گھوڑا اٹھاکر روانہ ہوا
سامنے چار دیواری باغ کی معلوم ہوئی کرب قریب آیا دروازہ ڈھونڈھنے لگا کہ ایک آواز آئی کہ صاحب
کیا ڈھونڈھتے ہو ادھر دیکھو کرب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین حوروش مہ شکین سبز لباس پہنے ہوے
نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہوئی ہی کرب دیکھتے ہی مائل ہوگیا اور اسنے آنکھ ملاکر کہا کہ صاحب کسکی تلاش ہی
کرب نے کہا کہ سواے تمھارے اور کسکو ڈھونڈھونگا اسنے کہا کہ آیئے میرے پاس کرب بولا کہ آقا میرا پیاسا ہی
پہلے اسے پانی پلا آؤن تو پھر تمھارے پاس آؤن وہ بولی کہ آپ پانی پیجیے کرب نے کہا کہ کدھر سے آؤن اسنے راہ
بتائی کرب اوپر گیا پھر وہان سے نہ نکلا یہان صاحبقران آہستہ آہستہ چلے آتے ہین کرب کو جو دیر لگی مقبل سے کہا

کہ تم جاکر دیکھو کہ کرب کیا ہوا مقبل بھی اُسی باغ کے پاس آیا اُسی نازنین کو دیکھا یہ بھی مائل ہوا لو بھاگ کر یہان ایک شخص
اس وضع کا آیا تھا پانی کی تلاش مین اُسنے جواب دیا کہ تم آکر باغ کے اندر ڈھونڈھ لو مقبل بھی اُسی راستے سے اندر گیا
پھر اُسکا حال بھی نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری یہان صاحبقران عمرو سے بستے چلے آتے ہین کہ خواجہ مقبل کو بھی دیر لگی
اب تک پھر کر نہین آیا کیا کرب کے ساتھ یہ بھی گم ہو گیا عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ مقام سحر معلوم ہوتا ہی یہ
اسی واسطے قدمون سے جدا نہ ہوا تھا اور اب کرب و مقبل کو خدا ملائیگا تو طبیعت امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجکو بھی
اُنکی طرف سے ہراس ہی یہی باتین تھین کہ سر کرب غازی اور مقبل وفادار کا کٹا ہوا آگرا یہ معلوم ہوا کہ باغ مین
سے کسی نے پھینکدیا ہی زلفین رخسارون پر پلٹی ہوئی چشم حسرت کھلی ہوئی شہرگ سے خون جاری لبس کرب کے
سر پر جو نگاہ اُس افسر عالم کی پڑی اُٹھا کر منھ سے منھ ملنا شروع کیا پکارے کہ ای کرب تم ہمکو کرب و بیقراری
مین چھوڑ گئے ہم پانی کو تمہین بھیجکر تم سے ہاتھ دھو بیٹھے ای کرب تمنے کچھ وصیت بھی نہین کی ہم زبیدۂ شیردل کو
کیا جواب دینگے وہ جو ہمسے پوچھیگی کہ میرے وارث کو کیا کیا تو شرمندہ ہونگا ای کرب بعد تمھارے زندگی ہمین
منظور نہین اور یہ کہکر خنجر کھینچا اُدھر دیکھا تو عمرو اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہی سر زمین پر دے دے مارتا ہی روتے روتے
آنکھین لال ہو گئی ہین پکار رہا ہی کہ ای حمزہ تو تو دادا کو پیار کرتا اب مجکو بھی سر اُسکا دے مین صورت تو کہو
پھر یہ شکل کہان دکھائی دیگی امیر نے فرمایا کہ بھئی لوٹنے تو اسے بیٹا کیا تھا تم تو حقدار ہو عمرو نے وہ سر لیکر پیشانی کو
بوسہ دیا آنکھین چومین پکارا کچھ بات نہین کرتے کس ظالم نے تمھارا سر کاٹا کچھ بیان تو کرو حمزہ صاحبقران نے
جواب دیا کہ بس اب یہ قیامت کو بات کرینگے ہمکو وہ ہم سر کو کلیجے سے لگا تین عمرو بولا حاضر ہو غرض کبھی امیر
سر کو لیے بیٹھے ہین اور کبھی عمرو اور امیر چیخین مار مار کر روتے ہین یہان تک کہ اُسی حالت بیقراری مین دونون نے
چاہا کہ خنجر مار کر مر جائین کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیون حرام موت مرتے ہو یہ دونون زندہ ہین
چاہ الماس مین اُنسے ملاقات ہوگی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش پاکیزہ صورت ہاتھ پکڑے ہوئے
سمجھا رہے ہین پوچھا کہ نام نامی آپ کا کیا ہی آگاہ کیجیے اُس بزرگ نے فرمایا مجھے خضر کہتے ہین بارے حضرت کے
فرمانے سے دونون کو تسکین ہوئی استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیونکر مارے گئے فرمایا کہ کشتۂ سحر ہین اور قاتل انکی
نرگس جادو ہی یہ بہن دمامہ جادو کی چاہ الماس مین تمھین یہ زندہ ملینگے اور قاسم سے بھی ملاقات ہوگی بارہ برس
اُسے قید مین ہو چکے ہین امیر نہایت خوش ہوے غم کرب کا بھول گیا قدمون پر حضرت کے سر اپنا رکھدیا تھا پھر
جو سر اُٹھایا حضرت کو نہ پایا عمرو سے کہا کہ خواجہ سر گروہی کا فرمانا جھوٹھ نہ جانو عمرو کو تسکین ہوئی اُن دونون سرون کو
وہین دفن کردیا اب وہان سے روانہ ہوے مگر یہ کہتے ہوے کہ افسوس چار رفیق تھے اب دو ہی ساتھی رہ گئے چار سے دو ہی کیا تھا
چار و ناچار چلے جاتے تھے کہ زنجیر کی جھنکار کی صدا کان مین پہنچی سامنے سے ایک دیوانے کو دیکھا کہ چلا آتا ہی
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے ہین زنجیر کمر مین لپٹی ہوئی ہی چہ دو سنگ گران کاندھے پر رکھے ہوے ہی مگر چہرہ مانند
آفتاب کے روشن ہی اُس دیوانے نے آواز دی کہ ای اجل رسیدہ کان کہان آتے ہو خبردار ادھر نہ آنا جدھر سے
آئے ہو اُسی طرف پھر جاؤ یہ مقام شیرون کا ہی ادھر آؤ گے تو مارے جاؤ گے عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر چلو سڑی سودائی
سے سامنا کرنا کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ مین اسکا سبب سودائی پن کا دریافت کرونگا
دیوانہ نے درست کیا کہ تم کیون گھبراتے ہو یہ کہکر دوڑے اُسکی طرف کہ کیا بکتا ہی ہم شیر کش ہین اسی واسطے یہان
آئے ہین کہ دیوانے کو سیانا بنائین پھر یہ سُننا تھا کہ دیوانہ آگ ہوگیا پکارا کہ امیر اسطرح مین اُتاریگا دیکھین

کیونکر جیسے بافراغت زندہ بیٹھا ہی اور چوبدست سر پر چرخ دیکر صاحبقران کے ماری امیر نے آتے چوبدست کو
خیال مین کرکے پھینکی دی کہ چوبدست ترچھی ہوئی دستے کو چوبدست کے زبردستی پکڑ لیا دیوانہ چوبدست چھوڑکر صاحبقران
سے لپٹا کشتی ہونے لگی ایک دو پہر کشتی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر کھینچکر زور کیا کہ
زمین سے دیوانے کو اٹھا لیا پھر اگر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا چھاتی پر چڑھکر صاحبقران نے فرمایا لعنت
زبرجد شاہ پر مسلمان ہو اسنے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام بیان کرین کہ آپ حمزہ صاحبقران ہین یا کوئی اور ہین
فرمایا کہ ہاں مین حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہون اسنے کہا کہ مین کتنے برس سے زبرجد شاہ
پر لعنت کر چکا ہون مسلمان ہون رات کو حضرت خضر نے مجھے بشارت دی کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین
وہی تجھے زیر کرینگے انکی غلامی اختیار کرنا بموجب ارشاد حضرت مین آپ سے لڑا اب آپ چلیے جو کچھ آش اس
ذرہ بے مقدار کو میسر ہی اسے تناول فرمایئے صاحبقران سینے پر سے اسکے اترے وہ قدمون سے صاحبقران
کے لپٹا امیر نے گلے سے لگایا فرمایا کہ حال اپنا بیان کر تو کون ہی یہین کا رہنے والا ہی یا کسی اور جگہ کا باشندہ ہی
اور روز ازل سے یہ تیری وضع ہی یا کسی سبب سے یہ سودا ہی اسنے کہا کہ حضور تشریف لے چلین مین از ابتدا تا انتہا
اپنا حال گذارش کرونگا صاحبقران نے پوچھا کہ مکان تمھارا کتنی دور ہی اسنے کہا کہ بہت قریب ہی امیر اسکے ساتھ
روانہ ہوئے کوئی ایک میل آگے ہونگے کہ ایک بیشہ سبز و خرم معلوم ہوا اندر جو اسکے آئے دیکھا کہ ایک بنگلہ خشک
پڑا ہوا ہی مفتش سے گندھا ہوا ہی اور وہ مردود اور سکانات بنے ہوئے ہین کہ اس دیوانے نے ایک آواز
زور سے دی دیکھا صاحبقران نے کہ ایک دیوانہ اور نمودار ہوا کہ بہت سی کنجیان اسکے پاس ہین اور غول
دیوانون کا اسکے پیچھے چلا آتا تھا امیر نے پوچھا کہ یہ دیوانہ کون ہی عرض کیا کہ یہ خزانہ دار ہی میرا اور غلہ بھی اسی کے
پاس رہتا ہی مشتاق دیوانہ اسکا نام ہی یہ اسی صحرا مین رہتا تھا اور کسی کو ادھر سے راہ نہ چلنے دیتا تھا مین نے آکر
اسکو زیر کیا یہ میرا رفیق ہوا امیر نے فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو کب سے یہان رہتے ہو اور کیا نام ہی تمھارا اسنے
عرض کیا کہ مین بھائی ہون زبرجد شاہ کا نام میرا ابو الہول ہی مجھکو عالم خواب مین ایک مرد بزرگ نے مسلمان کیا
جب سے مین نے شہر مین رہنا موقوف کیا اپنے کو دیوانہ بنایا یہان مسکن اپنا مقرر کیا یہ جتنے دیوانے ہین سب
میرے زیر کیے ہوے ہین زبرجد شاہ نے میرے واسطے جاگیر مقرر کر دی ہی مین یہان رہا کرتا ہون جو کافر ادھر
سے گذرتا ہی اسے مارتا ہون مار کر کنوئین مین جو دوارے ہین اسمین ڈالدیتا ہون اب آپ فرمایئے کہ اس صحرا سے
لق و دق مین کیونکر تشریف فرما ہوے امیر نے اپنے سرداروں کا گرفتار سحر ہونا زبرجد شاہ کو سجدہ نکرنا اور دمامہ جادو
کی تلاش مین چاہ الماس کو جانا تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای ابو الہول دس روز ہو گئے کہ چاہ الماس کا نام
جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی نہین سنا ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار مین
آپ کو لیچلونگا مین جانتا ہون کہ جہان چاہ الماس ہی مگر آپ نے بڑے کار دشوار پر کمر ہمت باندھی ہی صاحبقران
نے فرمایا ای ابو الہول لشکر میرا تمام تباہ ہی کل سردار گرفتار سحر ہین اور علاوہ اسکے حضرت خضر علیہ السلام نے
بھی یہ بشارت دی ہی کہ اگر اندنون مین تمنے ارادہ استیصال دمامہ جادو کا نہ کیا تو پھر اسکا مارا جانا دشوار ہی
اور وہ ایک زمانے کو تباہ کریگی ناچار ہو مین وہان سے روانہ ہوا ہون پریشانی لشکر کی مجھسے نہ دیکھی گئی جل کھڑا ہوا تاکہ
مین نے دمامہ جادو کو مار آیا اپنی جان دی اسنے عرض کیا کہ ای شہریار سنیے حال چاہ الماس کا کہ زمانہ سابق مین
سکندر ذوالقرنین یہان آیا دیکھا اسنے کہ بغیر ابر کے بجلی چمکی وہ نہایت متحیر ہوا کئی روز اسی فکر مین غلطان پیچان

آخرکار دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہان کان الماس کی ہی بس سنگ ریزے زمین کو کھدوایا دیکھا تو واقعی معدن الماس
ہی جب الماس تمام نکال لیا گیا تو ایک کنوان سا دہان بنگیا اسی سبب سے نام اُسکا چاہ الماس ہوگیا اب اُسکے
اندر دوامنہ جادو نے مسکن اختیار کیا ہی اُس کنوین مین گودیگا تو دوامنہ جادو تک رسائی ہوگی امیر نے فرمایا کہ
ای ابو الہول ہرچہ بادا باد مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین ضرور جاؤنگا اور بغیر جاے چارہ ہی کیا ہی القصہ
ابو الہول نے اُس روز تو دعوت کی امیر نے دعوت اُسکی قبول فرمائی مگر خواجہ نے کہا کہ مین کسی کی دعوت نہین
قبول کرتا ہون سفر مین ہون اور زمانہ بہت نازک ہی البتہ اگر کچھ نقد سے دعوت ہو تو کیا مضائقہ ہی امیر نے فرمایا کہ
خواجہ تم کہین نہین چوکتے ابو الہول نے عرض کیا کہ مجھے بدل منظور ہی اور ایک ہزار دینار خواجہ کی نذر کیے اور
امیر کے واسطے جلد سامان دعوت مہیا کیا کھانے قسم قسم کے تیار کراے کوئی چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ ابو الہول
خدمت امیر مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور خاصہ تیار ہی سویرے سے نوش فرمایے تو پھر استراحت فرمایے
کیونکہ آپ تھکے ہوے ہین اور پھر چاہ الماس کا بھی عزم رکھتے ہین خواجہ نے کہا ہان حمزہ سچ ہی سویرے سے
کھا پی کے سو رہو صبح تڑکے اُٹھکر چاہ الماس جانا ہی امیر نے فرمایا کہ تمکو کیا ہی تم تو اپنی دعوت کا نقد لے چکے عمرو نے
عرض کی حمزہ مین تو تمھارے ہی واسطے کہتا ہون مجھے کیا ہی القصہ امیر خاصے پر تشریف لاے اور عمرو کی صلاح
کی کہ آؤ خواجہ کھانا کھاؤ عمرو نے کہا نہین حمزہ مین نہ کھاؤنگا اگر مین نے دعوت کا نقد نہ لیا ہوتا تو خیر کیا مضائقہ
تھا ابو الہول نے کہا کہ آپ کچھ اسکا خیال نہ کیجیے ادھر امیر نے فرمایا کہ جبتک تم ہمارے کھانے مین سے کھاؤ جب بہت
اصرار کیا تو یہ بھی آ بیٹھے سب نے کھانا کھایا اور جاکر فرش خواب پر سو رہے کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ آنکھ امیر
کی کھلی دم گھبرانے لگا عمرو کو آواز دی کہ خواجہ خواجہ کیا سوتے ہو عمرو نے چونک کر جواب دیا کہ یا امیر آپ تو
نہ سوتے ہین نہ سونے دیتے ہین فرمایے کیا ارشاد ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسوقت کچھ دم گھبراتا ہی جب
آنکھ کھلی ہی کسی طرح نیند نہین آئی عمرو نے کہا کہ کسی کی یاد آگئی ہوگی الغرض باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی امیر نے ابو الہول
کو بلا کر فرمایا کہ اب مجھے وہان پہنچا دو مستعد ہوا کہ چلیے خواجہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حمزہ خدا حافظ تمکو یہ دیوانہ کنوین مین
گرانے کو لیے جاتا ہی مین دیدہ و دانستہ نہ گرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم ہمین اُس چاہ تک پہنچا کر چلے جانا ہم تمھین آپ
رخصت کر دینگے عمرو بولا اچھا چلیے چاہ الماس کو دیکھکر چلا جاؤنگا القصہ یہ تینون وہان سے روانہ ہوے کہ دیوانہ
دو چار کوس چلکر تھک گیا اور دو ہین مقام کیا گوشت شکاری کے کباب کھاے اشتہا کو رفع کیا پھر وہان سے صبح کو چل
چلتے چلتے پہر دن رہا تھا کہ ایک کوہ زرد زبرجدی کا دکھائی دیا اور فرسنگ در فرسنگ سبزہ زار نظر آیا نہرین جاری تھین
درخت میوہ دار لگے ہوے تھے گلہاے رنگا رنگ پھول رہے تھے ہواے خوش عیسی دم صبح نفس چل آتی تھی طایران
خوش الحان زمزمہ پیرائی مین مصروف تھے عجب مقام با فضا اور دلچسپ دیکھا حمزہ صاحبقران عمرو سے تعریفین
کرتے ہوے چلے آتے ہین عمرو کہتا آتا ہی کہ حمزہ یہ فضا سے روح افزا ہی الحاصل رات کو وہین مقام کیا صبح کو پھر
چل نکلے دو پہر تھی کہ ایک چمک مانند آفتاب کے زمین پر معلوم ہوئی امیر نے فرمایا کہ ابھی ایک آفتاب تو آسمان
پر ہی یہ دوسرا آفتاب زمین پر کیسا نکلا ہی ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار یہی چاہ الماس ہی آفتاب کے
عکس سے جگمگت اُسکی چمک رہی ہی صاحبقران اُسکے قریب پہونچے دیکھا کہ واقعی آفتاب کے عکس سے
جگمگت چاہ الماس کی مانند آفتاب کے تابندہ ہی اور جواہر بیش قیمت اُسمین نصب ہین چاہ زمرد دریا آہنا رکھتے
کہ ہر ایک بجاے ہر اس کی جگہ الماس آتش مانند شمع روشن تھے اور وہان چاہ سو قدم سے سو قدم تک دور تھا جب قریب

چاہ کے پہونچے عمرو نے کہا حمزہ خدا حافظ اب غلام رخصت ہوتا ہی اور رو کر پکارا کہ ای ماہ تابان سپہر صاحبقرانی
اور ای مہر درخشان بارگاہ سلیمانی عمرو کہ غلام قدیم تیرا ہی برای خدا اسکے کہنے پر عمل کر اور چاہ تہ بلا مین نہ جا
کسی طرح جی نہین چاہتا کہ تجھے تنہا چھوڑ دون اور اکیلا چاہ مین گرنے دون عالم مجبوری ہی فرمایا کہ ای یار وفادار
اور ای مونس غمخوار تو نے اپنی آنکھون سے دیکہا کہ فرزندون اور رفیقون پر میرے کیا حادثہ گذرا ہی لشکر کس آفت مین
گرفتار ہوا ہی اس زندگی سے تو مرگ ہی بہتر ہی کہ نہ کوئی رفیق و یار نہ کوئی فرزند و سردار باقی ہی سب بلای
سحر و طلسم جادو مین گرفتار ہین اور رو رو کر پکارے اشعار افسوس کہ ز رفیق ماندہ نہ ندیم + یک یک رفتند
زین گلستان چو نسیم + اکنون چکنم چرا نہ نالم بیدل + منقار بدہ ولیک گردیدہ دو نیم + ای عمرو ایک تو باقی رہگیا
ہی تو ساحرون سے بھی دشمن جان تشنۂ خون ہین اگر کوئی ساحر تجکو پا جائیگا تو مار ڈالیگا اور بہت بری طرح
پیش آئیگا اور عمرو کو گلے سے لگا کر خوب روے فرمایا کہ خواجہ مین خود نہین چاہتا کہ تم بلا مین گرفتار ہو تم جاؤ
لشکر مین اور حقیقت ہماری بیان کرو ہان اگر خدا نے فضل کیا اور ہم دام جادو پر فتحیاب ہوئے تو کیے اور
جو ہمارا خاتمہ ہوگیا تو تم وہ جو دست و پا شکستہ یعنی پردہ داران سرادق عصمت ہین انکو خانہ کعبہ مین پہونچا دینا
اور بعد ہمارے بجز تمہارے انکا اور کوئی دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو قدمون پر گر پڑا کہ ای حمزہ یہ مجکو کسی طرح
گوارا نہین ہی کہ تنہا تجکو چھوڑ دون فرمایا کہ بھی پھر ہمارے ساتھ چلو ہم تم ایک حال مین رہین عرض کیا کہ یہ بھی نہین
جی چاہتا کہ اس بلا مین دیدہ و دانستہ گرفتار ہون کوئی بھی آج تک ایسے کنوین مین گرا ہی ابو الہول پکارا کہ
یا صاحبقران عمرو کا ساتھ چلنا جلد واجبات سے ہی اگر یہ ساتھ نہ ہوگا تو کچھ نہ ہو سکیگا یہ شخص قاتل ساحران عالم ہی
عمرو نے یہ سنکر کہا کہ تو دشمن ہی معلوم ہوا کہ حمزہ کے لگا لانے کے واسطے زرجد شاہ نے تجھے یہان مقرر کیا تھا
تو چاہتا ہی کہ حمزہ کو چاہ بلا مین گرا کے اور ورطۂ ہلاکت مین گرفتار کرا کے امیر یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ خواجہ جو کچھ
کہ تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا عمرو بولا کہ مین ایسے مقدر سے درگذرا ایسے کنوین مین گرنا منظور نہین آپ اس
دیوانے کے فریب مین گرفتار ہو کر جایے مجھے جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمایے مین بادشاہ اسلام سے جا کر عرض کر دونگا
خدا حافظ جاتا ہون مگر اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر سنی کہ تیرے دشمنون کا
کام تمام ہوا تو مین بھی اپنے کو زندہ نہ رکھونگا اور مین جس وقت مین خود اپنی جان دینے پر آمادہ ہوا تو پہلے
زرجد شاہ کو واصل جہنم کرونگا پھر اپنی جان دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم ایسا ہی کروگے مین
خوب جانتا ہون اور ابو الہول سے کہا کہ بھی تم کہتے تھے چاہ الماس مین کان الماس ہی تنے خود بھی دیکھی تھی یا
فقط کانون ہی سے سنا تھا اسنے عرض کیا کہ ایک شی موجود ہی دیکھ لیجیے جھوٹ سچ میرا معلوم ہو جائیگا عمرو بولا
حمزہ کچھ تجھے خبر ہی کان الماس کہان ابو الہول دیوانہ دوڑ کر جگت پر کنوین کی چڑھ گیا جہانک کر دیکھنے لگا اور سر
اٹھا کر کہا کہ ای شہریار یہان تشریف لایے دیکھیے کہ تمام چاہ الماس سے بھرا ہوا ہی عمرو پکارا کہ ای ابو الہول ہٹ جا
کچھ خطرہ تو نہین ہی مین بھی آ کر دیکھون وہ بولا آیے مین تو کھڑا ہون اندیشہ کیا ہی عمرو نے جو نام معدن الماس کا
سنا منہ مین پانی بھر آیا صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل دیکھ تو سہی کہ حقیقت مین معدن الماس ہی یا نہین فرمایا
کہ بھی چلو عمرو دوڑا کہ ای دیوانے کہان ہی الماس اور جگت پر چڑھ آیا ابو الہول نے کہا کہ جہانک کر دیکھیے عمرو دونو
ہاتھ جگت پر رکھکر جہکا صاحبقران نے ابو الہول کو اشارہ کیا کہ ڈالدے عمرو کو کنوین مین یہ یون ہمارے
ساتھ نہ جائیگا ابو الہول نے جلدی سے عمرو کو ڈھکیل دیا عمرو غلطان پیچان کہتا ہوا چلا کہ او دیوانے بڑی دغا کی

تو نے بعد اُسکے ابوالہول کو دوا اور کہا کہ خواجہ مین بھی تو آپ کے ساتھ آیا بعد اُسکے حمزہ صاحبقران بھی یاد کر کے پروردگار عالم کو کود پڑے غلطک کھاتے چلے تھے کہ پاؤن زمین پر آشنا ہوئے دیکھا تو ایک میدان وسیع ہے عمرو اور ابوالہول دونوں کھڑے ہوئے ہین عمرو کہہ رہا ہے کہ او دیوانے یہ کیا سلوک تونے میرے ساتھ کیا اُسنے کہا کہ خواجہ مین بےتقصیر ہون باشارہ صاحبقران مین نے تمہین گرایا تھا کہ اتنے مین آواز آئی خواجہ ہم بھی تو آئے تم ہمین تنہا چھوڑے جاتے تھے خواجہ تم تو ہمارے ہر جگہ شریک رہے ہو کہین ہمین تمنے تنہا نہین چھوڑا عمرو پکارا مین تو جانتا تھا کہ آپ ہی کے اشارے سے مجکو گرایا ہے نہین تو دیوانے کی یہ قدرت نہ تھی کہ مجکو وہ ڈھکیل دیتا فرمایا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا اب چلو کوئی ملے تو اُس سے راستہ دامہ جادو کے مکان کا پوچھون یہ کہکر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور آگے ہونگے کہ ایک مرد پیر مشائخ وضع دکھائی دیا کہ بادامی عمامہ سر پر بندھا ہوا پیراہن سفید پہنے ہوئے پائجامہ قلندرے کا پاؤن مین کفش پہنے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہے آتے آتے جب قریب امیر کے پہونچا پکارا کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا وہ بولا کہ تمنے بڑا قصد کیا خدا تمہین فتحیاب کرے صاحبقران نے کہا کہ امیدوار ہون کہ آپ میرے واسطے دعا کیجیے کہا کہ بابا ہم کیا اور دعا ہماری کیا یہ کہتا ہوا برابر سے صاحبقران کے گذرا عمرو تو ڈر کے پیچھے امیر کے ہو گیا بس وہ مرد پیر کہ خضر بادیۂ ضلالت تھا اُسنے عمرو کو دوڑ کر پکڑا اور شیر کی صورت بنکر عمرو کو پیٹھ پہ ڈالکے چلا عمرو چلایا کہ ای حمزہ مجکو تو یہ نالائق پکڑے لیے چلا جلد میری خبر لے مین تو اسی واسطے یہان نہ آتا تھا کہ میرا زمانہ دشمن ہے صاحبقران نے پھر کر دیکھا کہ وہ مرد پیر کیسا ایک شیر عمرو کو پکڑے لیے جاتا ہے یقین ہوا کہ یہ ساحر ہے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار میرے یار وفادار کو کہان لیے جاتا ہے آیا مین اور دوڑ کر اسم اعظم تلوار پر دم کر کے جو شیر پر ماری اُسکی کمر پر پڑی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے شیر لگا تڑپنے صورت شیر کی شکل ہی بھی اُسکے خاک اُڑانے لگے زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا گیر و دار کی صدا بلند تھی آگ اور پانی برس رہا تھا آندھی چل رہی تھی بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذوفنون جادو دربان چاہ الماس بود اب جو روشنی ہوئی عمرو دوڑ کر قدمون پر صاحبقران کے گرا اور کہا کہ ای شہریار آپ نے کار نمایان کیا نہین تو مجھے یہ ساحر لیے چلا تھا اور ای حمزہ مین نے تو پہلے ہی جانا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + امیر نے فرمایا کہ الحمد بعد کہ پہلے پھاٹک تو توڑا ایک ساحر کو تو مارا اب وہان سے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ عجب دشت ہولناک ہے کوسون کا میدان ہے درخت کوئی نام کو نہین آندھی چل رہی ہے بگولے اُٹھ رہے ہین گرمی اسقدر ہے کہ پناہ بذات خدا جو جھونکا ہوا کا آتا ہے تمام جسم مین آگ لگا دیتا ہے پانی کا کوسون نام و نشان نہین دل مین کہا ننھے پاس کے بھنے جاتے ہین امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تمنے کبھی اور بھی تمنے ایسا میدان دیکھا تھا عمرو عرض کرتا ہے یا امیر کیا عرض کرون بڑے بڑے جنگلون مین گذر میرا ہوا بڑے بڑے میدان دیکھے لیکن آج تک ایسا ہولناک میدان نظر سے نہین گذرا نہ یہ گرمی کہین دیکھی بالکل میدان قیامت کا گمان ہوتا ہے آفتاب ہے کہ سر پر چلا آتا ہے زمین ہے کہ تانبا ہے آہن ہے پاؤن رکھا اور چھالے پڑ گئے پھر امیر ابوالہول کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کیون تمنے بھی کبھی ایسا دشت ہولناک دیکھا اُسنے بھی جواب دیا کہ یا صاحبقران اس غلام کو ایک زمانہ گذرا ہے کہ شہر مین رہنا چھوڑ کر جنگلون مین بود و باش اختیار کی ہے مگر ایسا جنگل اور ایسا ہولناک مقام آج تک نہ دیکھا یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب جاری

کہ تڑپا جاتا ہی زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑے جاتے ہین ای شہریار اگر یہی حال ہا تو زندگی بھی نہ ہوگی یہ
غلام تو کوئی دم مین مارے پیاس کے ہلاک ہوجائیگا امیر فرماتے ہین بھئی ہمارا بھی تو یہی حال ہی کہین پانی کی تلاش
کرنا چاہیے یہ سب یونہین تلاش آب مین چلے جاتے ہین مگر نہ کہین کوئی چاہ نظر آتا ہی نہ کوئی دریا دکھائی دیتا ہی
القصہ جاتے جاتے دور سے ایک دریا نظر آیا عمرو نے کہا کہ یا امیر سامنے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دریا ہی امیر نے
فرمایا کہ ہان خواجہ انداز تو ایسے ہی پاے جاتے ہین مگر کہین دریاے ریگ تو نہین ہی لیکن خیر جو کچھ ہو چلنا چاہیے
شاید پانی ملجاے بغیر پانی کے اب تو دم پہونچی ہوئی ہی یہ سب چلے جاتے ہین مگر کسی طرح قریب اُس دریا کے
نہین پہونچتے اب دن بھی بہت کم رہگیا ہی عمرو کہتا ہی یا امیر یہ دریا نہین ہی اسکی طرف جانا بیکار ہی اور اگر ہی بھی تو
دریاے سحر ہی کہ دور ہی ہوئے کسی طرح قریب اُسکے پہونچتے ہی نہین الغرض کوئی دو چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب
اُس دریا کے پہونچے ابوالہول سب سے زیادہ مارے پیاس کے بیتاب تھا سب سے پہلے وہی ایک ڈولچی
لیکر دریا کی طرف دوڑا قریب پہونچا جلدی سے ڈولچی دریا مین ڈالدی اور نکالکر جلدی سے پانی پیکر پڑا خود پانی
پی کر چاہتا تھا کہ دوسری ڈولچی بھر کر امیر کے واسطے لیچلے کہ ایک نہنگ پیدا ہوا اور جلدی سے ابوالہول کو
اپنی پیٹھ پر لیکر روانہ ہوا اب ابوالہول لگا چیخنے کہ یا امیر دوڑیے جلد آیے مجھکو یہ نہنگ لیے جاتا ہی امیر نے
کہا کہ غضب ہوا اور یہ کہکر دوڑے جاکر کود کر دریا مین اور تلوار پر اسم اعظم دم کرکے ایک ضرب جو ماری دو ٹکڑے کیا
اور ایک تلاطم برپا ہوا آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ شنی مرا نام من نہنگ جادو
بود اب جو دیکھا تو نہ دریا ہی نہ کہین پانی ہی لاش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہی پھر وہان سے روانہ ہوئے
جاتے جاتے قریب شام ایک صحراے سبز و خرم نظر آیا کہ جا بجا چشمۂ آب مصفا جاری تھا اس وہ سبزہ سبز
ہورہا ہی کہ زمرد اُسکے سامنے شرماتا ہی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین اشعار

ہر برگ گلے چو طبق اسکے در بیچ بیچ خمیدہ مینا	در دامن ہر شگوفہ باغے مینو کدہ برنگ مینا	گلہاے شگفتہ جام بردست سیرابی سبزہاے نوخیز	برخاستہ بانگ بلبل مست از لولوے تر زمرد انگیز

اور سامنے ایک کوہ زمردین دیکھا کہ گرد اُسکے لالہ کمر تک پھولا ہوا ہی اور ایک طرف کوہ طلا نظر آیا کہ مثل خورشید
چمک رہا ہی اب دن کوئی دو ہی ایک گھڑی باقی ہی ہوا سرد چلنے لگی ہی شفق پھول رہی ہی ٹکڑے ابر کے
رنگارنگ آسمان پر پھیلے ہین جانور درختون پر آآکر بسیرا لیتے جاتے ہین صاحبقران قریب کوہ طلا کے
پہونچے دامن کوہ مین دیکھا کہ گھاس مینا کاری لگی ہوئی ہی یعنی ہر برگ گیاہ پہ تحریرین طلائی ہین سبزی اور زرد
رنگ دکھا رہی ہی نہرین نہایت پاک اور لطیف جاری ہین چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہی رنگ
رنگ کی [illegible] پہاڑ سے لوٹتی ہوئی چلی آتی ہین اور اُس سبزۂ مینا کار مین ایک چبوترہ بلورین ہی کہ
اُسپر [illegible] گرد اُسکے سبزہ زار نہایت خوشنما گویا زمرد کی تحریر ہی اور اُس
سبزہ زار مین درخت [illegible] ہین کہ پتے اُسکے زمردین ہین اور شاخین چاندی کی ہین پتے
زمرد کے ہین عجب کیفیت کی جگہ ہی ابھی تمام ہوچکا ہی آفتاب سمت مغرب کو تیزی سے ساتھ
چلا جاتا ہی امیر باتو غیر صنعت کو صانع عالم کی حیران وار دیکھ رہے ہین عمرو سے فرماتے ہین کہ خواجہ
قسم ہی پروردگار عالم کی کہ کبھی ایسا مقام دلچسپ نظر سے نہین گذرا شب باشی کے واسطے اس سے بہتر
مقام نہ پایئیگا ابوالہول نے جلدی سے عمرو لودیکھے صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ ابتو نہ کچھ کھیگی نہ پیاس ہی

عمرو بولا یا امیر میرا تو مارے بھوک پیاس کے عجب حال ہے امیر فرماتے ہیں کہ خواجہ میں تمکو منع تھوڑی ہی کرتا ہوں غرض عمرو گیا اور طرح طرح کے میوے توڑ کر لایا امیر نے بھی کچھ کھائے عمرو نے بھی کچھ کھایا باقی داخل زنبیل کر لیا کہ وقت بیوقت کام آئیگا جب کھا چکے تو امیر نے فرمایا کہ خواجہ افسوس ہے کہ مکان ایسا تکلف کا لیکن نہ فرش ہے نہ پلنگ ہے نہ اسباب عیش ہے عمرو بولا حمزہ بڑے آدمی کے لیے سب جگہ سب چیزیں موجود ہو جاتی ہیں بقول شاعر

شعر منعم بدشت وکوہ و بیابان غریب نیست ٭ ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت ٭

اگر کچھ روپیہ صرف کرو سب کچھ مہیا ہو جائے صاحبقران نے ہنسکر کہا کہ خواجہ اگر یہاں مال عالم ہو تو اسباب عیش کہاں میسر ہو سکتا ہے عمرو بولا کہ حمزہ اگر روپیہ ہو تو میں اپنا ذمہ کرتا ہوں کہ جملہ اسباب عیش مہیا ہو جائے فرمایا کہ خواجہ اگر تم اسباب مہیا کر دینے کو کہتے ہو تو کچھ روپیہ بھی تمہیں قرض دو عمرو نے عرض کیا کہ کچھ حاجت قرض کی نہیں ہے آپ خط تمسک لکھدیں فرمایا قلم دوات کاغذ لاؤ عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے رکھدیا امیر نے پانچہزار روپیہ کا تمسک لکھکر مہر کر کے عمرو کو دیدیا عمرو نے اسے زنبیل میں رکھ لیا اور اسباب زنبیل سے نکالنا شروع کیا پہلے چاندنی زردوزی کی کار آگہی بچھائی اسپر تکیہ تمامی کا استادہ کیا بعد اسکے پلنگ جواہر نگار بچھا دیا پلنگ پر چادر محمودی کی بچھائی اور تکیہ سادہ مخمل کے رکھدیے چاروں گوشے پلنگ کے موتیوں کے پھندنے سے باندھ کر پلنگپوش اوپر ڈالدیا سامنے مسند بہت تکلف کی بچھائی تکیے لگائے صاحبقران والاشان کو اسپر بٹھایا کشتیاں شراب کی مہیا کیں بوتلیں شراب کی چن دیں اور جام جواہر نگار سامنے رکھدیے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا کہ ایسے مقام میں اس طرح کا سامان بعنایت الہی موجود ہو گیا اور اسوقت رنگ بیرنگ قدرت سے ٹکڑے ابر کے رنگ رنگ کر آسمان پر پھیلا دیے ہیں اسکا عکس جو آکر پڑتا ہے تو چبوترہ بلور کا شفقی رنگ کا معلوم ہوتا ہے امیر با توقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جہان سب سامان تمنے درست کر دیا ہے مناسب ہے کہ اب تم نی نوازی بھی کرو کہ مدت سے تمھیں نہیں سنا اور خواجہ سامنا الہی نالائق ہے جادوگری سے بڑا ہے خدا جانے نوزندہ تمھیں پانڈ ہیں خیر تمھیں سن تو لیں عمرو نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں اور جھوٹی ہرفت پیوندی نی کمر سے نکالکر قلفیاں اسکی درست کر کے بجانا شروع کیا ایک گھڑی بھر میں سماں بندھ گیا امیر کا یہ عالم ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بیخود ہو کے جھومنے لگے یہ عالم تھا کہ جانوران صحرائی گرد اس چبوترے کے آکر کھڑے ہو گئے تھے پرند آشیانے اپنے اپنے چھوڑ چھوڑ کر سر پر عمرو کے سایہ فگن تھے عجب کیفیت کا عالم تھا یہی کیفیت تھی کہ یکایک طرف جنوب سے ایک غبار بلند ہوا اور ایک سناٹا سا ہو گیا آوازیں چھن چھنانے کی آنے لگیں کرگس و زغن ساتھ ساتھ اسکے ہوا پر کے چلے آتے ہیں آتے آتے وہ غبار اوپر اس چبوترے کے قائم ہوا اور ایک آواز آئی کہ اے اجل رسیدگان قیامت کی تم نے کہ یہاں چلے آئے ارے کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ چاہ الیاس ہے خاص مقام رہنے کا ملکہ دمامہ جادو کا اب میں کب چھوڑتا ہوں کہ تم زندہ بچکر میرے ہاتھ سے نکل جاؤ سنتے ہی اس آواز کے سب تھر تھر کانپنے لگے عمرو نے نی نوازی موقوف کر دی الحول الحول پڑھنے لگا مارے خوف کے دونوں ہاتھ اپنے آنکھوں پر رکھ لیے امیر بھی جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنے لگے کہ غبار کسی قدر بر طرف ہوا اور ایک بہت بڑا طائر بشکل کرگس کے پیدا ہوا اور آکر قریب چبوترے کے آہستہ آہستہ امیر ذی الشان کی طرف دوڑتا ہوا زور سے چلا عمرو نے جو دیکھا کہ یہ امیر کی طرف جاتا ہے اپنے دل کو بہت سخت کر کے ایک حقہ آتشبازی کا کھینچ کر مارا وہ چلا عمرو کی طرف غضب سے امیر نے تلوار پر اسم اعظم دم کر کے یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب جو ماری

و ڈگمگو سے کہ پھر ایک آندھی چلنے لگی آواز آنے لگی کہ کشتی مرا نام من غبار جادو فرستادہ برق جادو بود یکایک ایک تیز و تند جھونکا ہوا کا آیا اور لاش اُسکی اُٹھا کر لیے چلا گیا اب غبار بالکل برطرف ہو گیا ہے آسمان صاف ہے عمرو امیر سے عرض کرتا ہے یا امیر آپ نے کیا کام کیا ہے امیر کہتے ہین کہ خواجہ مین نے کیا کیا بڑا کام تو تم نے کیا کہ حقہ آتشبازی کا مار آؤ مجھی خوب گلے سے مل تو لو زندگی کا کیا اعتبار ہے ابھی مر گئے ہوتے اور خواجہ تم نے کی جوڑی کہان پھینک دی آؤ بجاؤ اور گاؤ ذرا دل بہلے اب عمرو کے دل سے بھی خوف کم ہو گیا ہے جوڑی اٹھائی ہے اور کسی قدر درست کر کے پھر بجانا شروع کیا اور گانے لگا پھر وہی حال صاحبقران کا ہو گیا ابوالہول بھی لگا جھومنے پھر طائران وحشی آ آکر جمع ہو گئے اور سننے لگے یہی عالم تھا کہ چبوترے کو ایک گونہ حرکت سی ہوئی عمرو چارون طرف دیکھنے لگا امیر نے کہا کہ خواجہ بھی کیا ہے عمرو نے کہا کہ یا امیر کچھ زلزلے کے ایسے آثار پائے جاتے ہین امیر نے فرمایا کہ بھئی تمکو کچھ وہم ہو گیا ہے کہ اتنے مین پھر زمین کو حرکت ہوئی اور اب جو ہوئی تو پہلے سے کچھ زیادہ حرکت پائی گئی عمرو نے کہا کہ دیکھیے امیر مین جُھٹ تھوڑی کہتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جادوگر ادھر آتا ہے امیر نے کہا آتا ہے تو آنے دو جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سرمن یا نصیب ۔ عمرو نے کہا کہ یا امیر مجھے خوف معلوم ہوتا ہے آپ اسم اعظم پڑھ کر گرد چبوترے کے حصار کر دیجیے کہ خاطر جمع ہو جائے بیضرور کسی ساحر کی آمد ہے امیر اُٹھے اور اسم اعظم پڑھ کر دستک دیدی اور کہا کہ خواجہ تم خوش ہو اب کچھ خوف نہین ہے اب تو زمزمہ نوازی کرو اب عمرو پھر زمزمہ نوازی کر رہا ہے کہ یکایک اب جو دیکھتے ہین تو چبوترے کو بالکل حرکت نہین ہے لیکن سارے جنگل کو ایک تزلزل ہو رہا ہے مع کوہ طلا اور کوہ زمرد اور اشجار میوہ دار سب متزلزل معلوم ہوتے ہین اور تمام زمین گرد چبوترے کے گھومتی معلوم ہوتی ہے کہ یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور اسمین سے ایک گنبد نمایان ہوا وہ گنبد نکلکر برابر ہوا قائم ہوا اُس گنبد مین ایک کلس تھا اور اُسپر ایک شعلہ قائم تھا کہ جسکے دیکھنے سے نگاہ خیرگی کرتی تھی اور جب وہ شعلہ ہوا سے بھڑکتا تھا زلزلہ زیادہ ہوتا تھا یکایک وہ شعلہ زیادہ بھڑکنے لگا حتے کہ مثل ایک گنبد کے ہو گیا اور معلوم ہونے لگا کہ گنبد خاکی پر ایک گنبد آتشین قائم ہے گنبد کی شکل یہ تھی کہ چارون طرف سے بند تھا کہ کوئی راستہ نہ تھا اور چرخ مار رہا تھا اب زلزلہ اس انتہا کو پہونچ گیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ساری زمین مثل چاک کے گھوم رہی ہے اور عمرو کا تو یہ حال ہے کہ مارے خوف کے آنکھین بند کر لین ہین جوڑی ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے اور سارا جسم مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہے لیکن صاحبقران بغور اُس گنبد کو دیکھ رہے ہین اور دل مین خیال کرتے ہین کہ دامِ جادو تو کہین نہین آگئی کہ یکایک گنبد مین بارہ دریچیان نمودار ہوئین اور اُن دریچون مین سے بارہ ساحر پیدا ہوئے سامان سحر سے آراستہ بلا ہے بد آفت کے پرکالے جھولیان سحر کی کاندھون پر ڈالے کوئی اژدر سوار کوئی شیر سوار کوئی نہنگ سوار کوئی طاؤس سوار سبھون نے آکر چارون طرف سے چبوترے کو گھیر لیا لیکن جو آگے بڑھتا ہے اندھا ہو جاتا ہے اور کچھ نظر نہین آتا مجبور ہو پلٹ آتا ہے آپسمین اُن سب نے صلاح کی کہ شاید یہ تینون شخص جو بیٹھے ہین یہ بھی جادوگر ہین اور انھون نے یہ حصار قائم کی ہے کہ جو ہم لوگون کو آگے بڑھنے سے مانع ہے یہ خیال کر کے دور سے ترنج و نارنج سحر کے مارنا شروع کر دیے لیکن جو حربہ آتا تھا قریب چبوترے کے آکر گر پڑتا تھا کیسا کیسا سحر کرتے تھے مگر کچھ کارگر نہ ہوتا تھا آخر کار سبھون نے اپنا منہ پیٹ پیٹ لیا اور یہ کہکر پلٹے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑا ساحر زبردست ہے یہ سب برج کی طرف چلے تھے کہ امیر نے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر اور تیر کمان مین پیوستہ کر کے اسم اعظم پڑھ کر پیکان تیر

دم کرکے جو مارا پشت پر جو ایک ساحر کی پڑا تو سینے کو توڑ کر نکل گیا وہ قلعہ کرتا ہوا گرا اور تڑپ تڑپ کر تمام ہو گیا
آواز آئی کہ کشتی مرا نام ہی مسلخ جادو غلام تنزلزل جادو تھا وہ گیارہ جادوگر قریب اُس برج کے پہونچے
دیکھا تو اب گنبد میں دریچیاں نہیں ہیں فریاد کی یا خداوند تنزلزل جادو ہم اُن تینوں شخصوں کا کچھ نہ کر سکے سحر
ہمارا کارگر نہ ہوا بلکہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں شخص بھی ساحران زبردست سے ہیں
بغیر آپ کے اُنکا مارا جانا مشکل ہے یہ غلامان وفادار جان نثاری کو حاضر ہیں اگر حکم ہو تو گردنیں کٹوا دیں کہ
یکایک اس آواز کے سنتے ہی ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ برج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گیا اور ہر ٹکڑے سے
ایک جانور مہیب پیدا ہوا کسی سے نہنگ کسی سے شیر کسی سے اژدر اور اندر سے اُس برج کے ایک
جادوگر پیدا ہوا تخت ہوا پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے تاج میں بجائے پر ہما کے ایک مار سیاہ دم اونچی
کیے ہوئے استادہ تھا لنگ کھاروے کا بندھا ہوا تھا کرتا چیتے کی کھال کا گلے میں جھولی سحر کی کاندھے پر
اب وہ شعلہ جو برج پر قائم تھا اُسکے سر پر قائم ہوا ہے اور اسنے رُخ طرف امیر پاتو قہر کیا اور سامنے
سحر پڑھتا ہوا چلا ہے طرف صاحبقران کے وہ گیارہ جادوگر اسکی پشت پر ہیں اور وہ جانور جو برج کے
ٹکڑوں سے بنے ہیں وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ ہیں قریب آکر اسنے ایک اشارہ سا طرف نہنگ کے
کیا وہ جھپٹ کر چبوترے کی طرف چلا اور قریب چبوترے کے آکر غائب ہو گیا بعد اسکے اسنے
شیر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ہوکتا اور غراتا ہوا دوڑا جب قریب پہونچا نظروں سے نہان ہو گیا اور پتا
نہ لگا الغرض اسی طرح جانور تو سب قریب چبوترے کے جا جا کر غائب ہو گئے اب اسنے عاجز ہو کر ایک
چیخ ماری کہ جس سے جا بجا طبقے زمین کے شق ہو گئے اور درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گر پڑے لیکن چبوترے کو
بالکل حرکت نہ ہوئی یہ بھی سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا زبردست ساحر ہے کہ میرا سحر اسپر اثر نہیں کرتا لیکن
امیر نے دیکھتے دیکھتے پھر تیر کمان میں پیوستہ کیا اور اسم اعظم پیکان پر دم کر کے اُس شعلے پر مارا لیکن
تیر قریب اُس شعلۂ آتش کے پہونچکر ٹکرا کر گر پڑا کیونکہ یہ شعلہ حفاظت تنزلزل جادو کا ہے دمامہ جادو نے
اسے بنا دیا ہے اسلیے کہ تنزلزل شاگرد ہے دمامہ جادو کا جب تک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی طلسم اس
شعلے کا نہ ٹوٹیگا اور کام اس شعلے کا یہ ہے کہ جو حربہ تنزلزل جادو پر آتا ہے یہ اُسے رد کر دیتا ہے امیر اسنے
تیر کے خالی جانے پر متحیر ہوئے اور ایک تیر اور خاص تنزلزل جادو پر مارا دیکھا تو وہ شعلہ بڑھ کر سپر ہو گیا
اور وہ تیر ٹکرا کر گر پڑا ابھی رد و بدل ہو رہی ہے کہ امیر کا وار اُسپر اثر نہیں کرتا اور اُسکا حربہ امیر تک نہیں
پہونچتا کہ یکایک تنزلزل جادو مکار نے پکار کر کہا کہ اے شخص اگر تو مرد میدان ہے تو میدان میں آ گیا ایک
چبوترے پر بیٹھا ہوا تیر اندازی کر رہا ہے تو کس گرو کا چیلا ہے کہ جسنے تجھے پونے دو اکھر بتا دیے ہیں ایک
چوکی اپنے حفاظت کی دوسری چوٹ حریف پر مارنے کی ذرا میدان میں آ کچھ کرشمہ دکھا بس یہ سُننا تھا کہ
امیر غیظ و غضب میں آکر تیغہ عقرب سلیمانی پکڑ کر اُٹھے کہ آیا میں او کافر تجھے جادوگر بناتا ہے یہ کہکے چلے تھے
عمرو نے دیکھا کہ اس وقت کہنا میرا امیر نہ مانینگے حباب بیہوشی مارا کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہو کے گرے
دوسرا حباب ابو الہول پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوا جال الیاسی مار کر دونوں کو داخل زنبیل کیا اور آپ
گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے تنزلزل جادو حیران کھڑا ہے کہ یہ سب کہاں گئے عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
بھاگا سامنے چبوترے کے ایک درخت بہت بڑا تھا اُسکے نیچے صورت ایک جادوگر کی بنکر بیٹھ رہا

الگیا ہی روشن کی اور بوتلین شراب کی نکالکر کہین کہ اُن سب مین زہر تھا اور کچھ جام میناکار پر تکلف نکالکر قریب اُسکے رکھے اور کچھ کباب مار و عقرب کے لگانا شروع کیے اور نعرے یا ساحری یا جمشید کے بلند کیے ادھر تنزلزل جادو نے دیکھا کہ ایک آواز درخت کے نیچے سے آتی ہی جھپٹکر قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک جادوگر کباب لگا رہا ہی سمجھا کہ کوئی بھائی بند ہمارا ہی اُدھر اُس فقیر نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور کہا کہ آئیے اے تنزلزل جادو آئیے تشریف لائیے اگر کچھ تکلف نہ ہو تو شراب و کباب حاضر ہین تنزلزل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی مگر مین سخت حیران و پریشان ہون کہ مجھسے تین شخصون سے مقابلہ ہوا آخر نے میرے اُنپر تاثیر نہ کی نہ وہ مجھپر غالب آسکے لیکن بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئے درویش ہنسا اور کہا کہ بابا تم پریشان نہ ہو مین اسکا حال تجھین بتادونگا مجھے بھی معلوم ہی کہ تم بہت عرصے سے اُنکے پیچھے پریشان ہو کہ تمھین کھانے تک کا ہوش نہین ہی شراب و کباب سے سیر ہو تو مین بیان کردونگا یہ سُنکر تنزلزل نے ساغر ہاتھ مین لیا اور شیشے سے شراب اُنڈیلی درویش نے آواز دی کہ بابا ذرا سمجھکر پینا کہ یہ تیز و تند بہت ہی کہ سوا میرے دوسرا اسے پی نہین سکتا تنزلزل یہ سُنکر غصے مین آکر سارا جام غٹ غٹ چڑھا گیا شراب کے پیتے ہی آنکھون کا رنگ بدل گیا اب جو دیکھتا ہی تو فقیر غائب ادھر زہر نے کلیجا کاٹا تنزلزل جادو تڑپنے لگا اور چیخ چیخ کر تمام ہوگیا خاک اُڑی آندھی آئی زلزلہ پیدا ہوا جب گرد و غبار ہر طرف ہوا بہر بلا سے آواز آئی کشتی مرا نام ہی تنزلزل جادو بود اب وہ گیارہ جادوگر لاش اُسکی لیکے چلے اور وہی پرکالہ آتش گرد اُسکے چرخ مارتا ہوا جانب فلک روانہ ہوا اب عمرو آکر پھرتی چبوترے پر پہنچا اور امیر اور ابو الہول کو نکالکر زنبیل سے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ وہ جادوگر کہان ہی عمرو نے کہا کہ یا امیر مین نے کہا اُسے مار ڈالا اور تمام حال اُسکے مارنے کا بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ عمرو نے کہا یا امیر آپ الٹا تعریفون کو رہنے دیجیے اس سے کسی کا پیٹ نہین بھرتا امیر نے کہا کہ خواجہ یہان میرے پاس کیا ہی جو تمھین دون عمرو بولا کہ فقط آپ اقرار کر لیجیے اور ایک پرچے پر اپنے دستخط فرما دیجیے امیر نے قبول فرمایا اور امیر نے ہزار روپیہ کا تمسک لکھکر دستخط کرکے عمرو کو دیدیا اب یہ سب بیٹھے ہوئے ہین آپسمین باتین ہو رہی ہین کہ امیر نے فرمایا کہ خواجہ مقبل سونی ہو رہا ہی کچھ گاؤ اُداسی مٹاؤ عمرو نے کہا کہ غلام کو عذر کیا ہی اب نغمہ نوازی شروع ہوئی گانا ہونے لگا ایک تھوڑی سی دیر مین سماں بندھ گیا ذیروح کا کیا ذکر ہی شجر تک جھومنے لگے یہی عالم تھا کہ ایک ابر سیاہ ایک جانب سے دکھائی دیا خواجہ عمرو بغور اُس طرف دیکھنے لگے امیر نے فرمایا خواجہ خیر تو ہی عمرو ابھی کچھ جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ ہوا تیز چلنے لگی صدا رعد آسمانی کی ہزارہا بجلیان چمکنے لگین اور دیکھا کہ اُس ابر سیاہ نے اسی طرف کو رُخ کیا اور آتے آتے اُس چبوترے پر قائم ہوا اور گرجنے کی صدا بلند ہوئی اور ایک بجلی گڑگڑ کر چبوترے کے گرد پھرنے لگی عمرو تو خوف جان سے مثل بید کانپنے لگا اور امیر باوجودیکہ وہ جرأت شجاعت رکھتے تھے دیوون کو مارا تھا مگر یہ عالم تھا کہ زہرہ آب ہوا جاتا تھا جتنے کہ وہ بجلی گرد پھرتے پھرتے قائم ہوئی اور شق ہوئی یہ معلوم ہوا کہ لاکھون تارے ٹوٹے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نازنین مہر تمکین نمایان ہوئی کہ قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا اُسکا سیندور کا دونون بھوون کے بیچ مین رخسارے مانند ماہ کامل کے جلوہ گر بالا مروارید کا گلے مین دونون ہاتھون مین یاقوتون کی سمرنین کانون مین بالے الماس نگار آویزے زمرد کے پڑے ہوئے کہ چھوٹ جنکی رخسارون پر

پڑجاتی ہی کسفت حسن سر سبز نظر آتی ہی ابروے خمدار خنجر خونخوار یا کعبہ حاجت رواے عاشقان اور محراب دعاے
مشتاقان بقول شاعر شعر خوشا چشمیکہ با آن طاق ابرو آشنا گردد + ازین محراب ہر حاجت کہ میخواہی روا گردد + اور
وہ چشم سحر کار کہ سامری جسکا پرستار لب رنگین رشک لعل بدخشان دانت ہیرے کی کنیان چشمہ آبحیات دہن
چاہ بابل ذقن صراحی گلو بادۂ حسن سے مملو سینے کا ابھار آفت جان محرم کرتی کی وضع دلستان پشواز گلے مین دوپٹہ
کارچوبی اوڑھے ہوے پائجامہ اطلس سبز کا پانون مین موتیون کی پازیب پہنے ہوے بس یہ طلعت زیبا اور
جمال ہوشربا دیکھتے ہی عمرو فریفتہ ہوگیا دونون ہاتھون سے کلیجا پکڑ لیا بے اختیار پکارا کہ ای سرو گلستان رعنائی
وای نہال بوستان زیبائی آپ قدم رنجہ فرمایے مگر وہ سامنے آئی پکار کر کہا کہ ای اجل رسیدگان تم کیا اپنی
زندگی سے سیر ہوے ہو کہ یہاں چلے آئے یہ چاہ الماس ہی مقام خاص ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران کے رہنے کا اور مین خوب تمھین پہچانتی ہون کہ ایک تم مین سے حمزہ اور دوسرا ابو الہول اور
تیسرا عمرو ہی غضب کیا تم نے کہ ذوفنون جادو اور غبار جادو اور نہنگ جادو اور تزلزل جادو کو مارا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہم تو آمادۂ مرگ مہیاے قضا ہین جو چاہو سو کرو وہ نازنین بولی ہو تو بتاؤ کہ اسوقت
تم مین سے گاتا کون تھا اُسی کے باعث سے تم سب بچگئے ورنہ قتل کرتی عمرو پکارا کہ ای جان مشتاقان مین
گنہگار بانسری بجا رہا تھا اور گا رہا تھا اُسنے تیوری چڑھا کر کہا کہ نام تیرا کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ
عمرو بن امیہ ضمری یہی ہی عمرو نے نہایت آزردہ ہوکر کہا کہ تو ناحق مجھے بدنام کرتا ہی اور اُس نازنین سے
خطاب کیا کہ ای ملکہ مین ایک ادنے عیار حمزہ کا ہون ملکہ نے عمرو سے کہا کہ ای عزیز مین اسوقت اس ارادے
سے آئی تھی کہ تم سب کو قتل کرون مگر آواز بانسری کی جو کان مین پہونچی بیچین ہوگئی طبیعت قابو مین نہ رہی اُس
آواز نے دل مین راہ پیدا کی ہان جس طرح تو گاتا تھا گاے جا چپ کیون ہو رہا مین تو اسی کی مشتاق ہوکر
آئی ہون اور امیر سے خطاب کیا کہ آپ مجھے جانتے ہین کہ مین کون ہون دمامہ جادو کی بہن کی بیٹی ہون
ملکہ برق جادو مجھے کہتے ہین مین تمام گھر بار کی دمامہ جادو کے مختار ہون سب کاروبار میرے حوالے ہین
شہر زمرد مین بغیر میرے پتا نہین ہلسکتا مجکو خبر پہونچی کہ حمزہ چاہ الماس مین داخل ہوا اور کئی جادوگرون کو
مارا اور آتا ہی شہر زمرد کی طرف میرے خیال مین گذرا کہ بغیر دمامہ جادو کو اطلاع کا ہیکو کرون چلکر اُن
سب کے سر کاٹ لاؤن اور دمامہ جادو کے آگے رکھدون مگر مین تو آواز بانسری کی سُنکر خود قتل ہوگئی
یہ کہکر سامنے صاحبقران کے بیٹھ گئی اور عمرو سے مخاطب ہوئی کہ ای شخص کیا میرا آنا تجھے ناگوار ہوا کہ گاتے
گاتے خاموش ہوگیا بانسری بجانا موقوف کیا گران خاطر نہ ہو تو گاے جا عمرو بولا کہ صاحب آپکی آمد مین
روح تو خشک ہو رہی تھی گاتا کون اب خاطر جمع ہوئی ہی گاتا ہون بانسری بجاتا ہون اور آپ کے
سامنے نہ گاؤنگا تو پھر کسکو سُناؤنگا جو بُرا بھلا مجھے آتا ہی سُنیے مگر بیوفائی نہ کیجیے گا مجکو غلام اپنا جانیے گا
یہ کہکر پھر بانسری بجا کر گانے لگا پھر ملکہ سُننے لگی ایک گھڑی بھر مین بیخود ہوگئی ہوش باقی نہ رہے آنکھون سے
آنسو جاری ہوے منھ سے واہ واہ کی آواز بلند ہوئی عمرو خوب خوب بجاتا رہا اور گاتا رہا یہانتک کہ
برق جادو کا یہ حال ہوا کہ اُٹھکر گرد عمرو کے پھرنے لگی جس وقت عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھدی برق جادو
بہزار زبان تعریفین کرنے لگی اور صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار مین دوستانہ آپ سے کہتی ہون کہ
یہان سے چلے جایے دمامہ جادو سے لڑنے کا قصد نہ کیجیے دمامہ جادو بلا ہی دہر آفت روزگار ہی

اُسپر غالب ہونا ممکن نہین شہنشاہ ساحران ہی بڑے بڑے جادوگر اُس سے کانپتے ہین اگر آپ کو اپنے
اسم اعظم پر بھروسا ہی تو سُن لیجیے کچھ اسم اعظم سے نہ ہوگا دُنے اور لے ساحرون نے اسم اعظم آپ کا بند کر لیا ہی
سحر کر دیا ہی اُسکے سامنے اسم اعظم آپ کا بند کرنا کچھ بڑی بات نہین دیدہ و دانستہ گرفتار بلا نہ ہو جیسے چلے جایے
صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو مین اپنی زندگی سے خود بیزار ہون مجکو دمامہ جادو سے بے لڑے
چارہ نہین یا مین نے اُسے مارا یا مین خود مارا گیا اور تمام حال اپنے لشکر کی پریشانی کا اور سردارون کا
گرفتار سحر ہوکر زمرد شاہ کو سجدہ کرنا اور اپنا تلاش مین دمامہ جادو کی نکلنا بیان فرمایا برق جادو نے کہا
خیر آپ کو اختیار ہی مگر میری طرف سے آپ اطمینان رکھین مین آپکی مددگاری سے دستبردار نہ ہونگی
اب مین جاتی ہون ایسا نہ ہو کوئی مجکو دیکھ لے بدنام کرے اور آگاہ کیے جاتی ہون کہ آگے مکان ہی
نرگس جادو کا وہ علاقہ دمرہ ہین ہی بلکہ دمامہ جادو کی اُس سے بہت ہوشیار رہیے گا اور کریب و
مقبل دونون نرگس کی قید مین ہین اگر آپ یہان سے سلامت گذرے تو زندگی کو غنیمت جانیے گا دمامہ جادو
کی تین بہنین ہین چنانچہ ایک میری نانی خوشحال جادو وہ تو مرگئی دوسری بوتیسال جادو تیسری یہ نرگس جادو
ہی مگر بڑی آفت روزگار ہی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ ہم جانتے ہین ایک مرتبہ اور بانسری بجاؤگا تو جہان مین
عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا کہ یہ تجھے پھر سُنے صورت شکل تو تیری جیسی ہی ویسی ہی شاید تیری سیرت اسی پر
مائل ہو جاوے پکارا کہ ای جان جہان و ای روح عاشقان مین موجود ہون سُنیے اور بانسری بجا کر گانا شروع کیا
رباعی۔ من نالہ آتشین کشیدہ الستم + من سوز دل حزین کشیدہ الستم + نگذاشتی از ہستی من نام و نشان + ای
عشق ترا چنین کشیدہ الستم + اس رباعی کو ایسا بجایا اور گایا کہ اُس بحر خوبی کی صدف چشم سے گوہر اشک
علی الاتصال دامن رخسار پر گرنے لگے عمرو نے جو برق جادو کو اشکبار پایا بانسری کو ہاتھ سے رکھ دیا ملکہ
بیقرار ہوکر پکاری کہ ای خواجہ تجھین قسم ہی سر صاحبقران کی کہ ابھی سیری نہین ہوئی پھر بجاؤ عمرو نے کہا کہ
ای ملکہ مین تیرا دلدادہ ہون مجھسے عہد کرلو کہ بیوفائی نہ کروگی برق جادو نے کہا کہ یہ کیا کلام ہین ذرا اپنی
صورت تو دیکھو اگر تجکو آئینہ نصیب نہین تو کسی ظرف چینی مین مونہہ اپنی صورت دیکھ لے یہ باتین اچھی
نہین کیا کرون کہ عاشق ہون علم موسیقی کی دل میرا تجھے سنواتا ہی ورنہ کاہے کو سُنتی امیر سے کہا کہ شیخ جی
یہ اتنا بڑا عاقل ہوکر ایسے کلام زبان پر لاتا ہی امیر چاہتے ہین کہ عمرو کو منع کرین کہ خواجہ ایسی باتین نہ کرو
کہ عمرو دوڑ کر برق جادو کے قدمون پر گر پڑا کہ مجھسے قصور ہوا عفو جرائم کیجیے حالت اضطراب مین یہ باتین
مجھ سے نکلین تھین برق جادو نے سر اُٹھا لیا اور چپکے سے کہا کہ کیا مجھسے عہد لیتے ہو مین تو تم سے زیادہ بیقرار ہون
جب تک میرے تن مین جان ہی رفاقت سے تمہاری باہر نہ ہونگی کوئی صدمہ اپنے مقدور بھر نہ ہونے دونگی
اور پکار کر صاحبقران سے کہا کہ اسے سمجھا دیجیے اور غصے کا منہ بنا کر کہا بس خواجہ الگ ہٹو قصہ مختصر دو پہر رات تک
یہی صحبت رہی عمرو اپنی بیقراریان جتاتا رہا اور برق جادو بُرا بھلا کہتی رہی آدھی رات گئے برق جادو نے
کہا کہ اب مین جاتی ہون تا امکان اپنے بیخبر دمامہ جادو کو نہ ہونے دونگی یہ کہکر اُٹھی عمرو بولا کہ ای ملکہ
بغیر تمہارے زندگی کیونکر ہوگی تم مجکو قتل کرتی جاؤ برق پکاری بس داہیات نہ بک اور صاحبقران سے
کہا کہ خدا حافظ نرگس کے مکر سے ہوشیار رہیے گا اور ہنس پر سوار ہوکے روانہ ہوئی عمرو پکارا شعر مرا کشتی و
تکبیر نگفتی عجب بیگانگی دیدم اللہ اکبر + جسوقت تک برق جادو نظر آتی رہی عمرو دیکھتا رہا جب نظرون سے

غائب ہوگئی ہائے کہکر غش کھاکر زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑ کر عمرو کو اٹھایا منہہ کی گرد دامن سے جھاڑی پانی کے چھینٹے دیئے عمرو کی آنکھ کھلی ہوش آیا حیران وار چار طرف دیکھنے لگا کہ وہ غارتگر صبر و ہوش کہاں ہے جب اسے نہ دیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا شعر بس اپنا اب نہیں کچھ آہ چلتا + کہ دل کو لیگیا اک راہ چلتا + امیر نے اسکے گلے لگایا فرمایا کہ خواجہ کیوں اتنی بیقراری کرتے ہو جان اپنی کھوتے ہو اس سے حاصل کیا ہوگا یہ ہم جانتے ہیں کہ تمہیں جدائی اسکی شاق ہے مگر عالم مجبوری ہے خدا کریگا اگر ہم دمامہ جادو کی سر ہولے تو معشوق تمہارا اسمے ملجائیگا اور یہ بھی انفعال الٰہی سمجھو کہ برق جادو تمہاری دوست ہوگئی اور ابھی اسکی دوستی کا کیا اعتبار جب ہم اسکا امتحان کر لینگے تو سمجھینگے کہ ہاں وہ ہماری دوست ہے اور یوں منہ سے ہزار کہے تو کیا اعتبار ہے عمرو بولا حمزہ تو سچ کہتا ہے مگر میرے تو دل کو قرار نہیں آتا اے حمزہ بچشم انصاف کہہ کہ ایسی صورتیں بھی دیکھیں ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا کہنا اسکا زبان نہیں کہ اسکے حسن کی تعریف کیجیے مگر اختیار کیا ہے سوائے صبر کے چارہ نہیں بارے عمرو کو سمجھا کر اس بیقراری سے باز رکھا شب کو تو سو رہے صبح کو عمرو نے تمام اسباب حوالہ زنبیل کیا اور اس مقام سے مع ابو الہول آگے بڑھے تمام دن رہروی کی شام کو وہی کوہ طلا وہی سبزہ وہی چبوترہ بادر کا معلوم ہوا صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کیا خوب منزلیں بنائی ہیں کہ ایک سی ہی صورت بنائی ہیں اس مقام سے اور اس سے ایک ذرا فرق نہیں ہے عمرو بولا آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں مگر مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم دن بھر پھرے اور جہاں سے چلے تھے اسی جگہ آئے امیر نے فرمایا کہ نہیں بھی وہ مقام یہ نہیں ہے کیا ایک صورت کے مکان ہوتے نہیں ہیں اچھا ہم اب صبح کو نشان کرکے چلینگے عمرو بولا بہت اچھا شب کو وہاں آرام کیا مگر اس طرح سوتے تھے کہ امیر سوتے تو عمرو جاگتا رہا اور عمرو سویا تو امیر بیدار رہے علی الصباح فریضہ سحری ادا کرکے ایک درخت پہ تیر لگا کر روانہ ہوئے دن بھر چلے شام کو وہی مقام دکھائی دیا امیر نے تیر اپنا پہچانا معلوم ہوا کہ دن بھر پھرتے ہیں اور شام کو پھر اسی مقام پر آجاتے ہیں فرمایا کہ خواجہ دیکھو برق جادو ظاہر الو دوستی کا دم بھرتی تھی اور باطن میں ہماں ہماکو قید کر گئی عمرو بولا اگر ہم نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ وہی مقام ہے آپکو یقین نہ تھا اب صبح کو جو چلیے تو اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلیے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تم سچ کہتے تھے ہمارے کہنے میں سہو فرق نہیں ہوتا عمرو نے کہا اگر آپکو یاد نہیں آئی سرحد میں جو بند ہوئے سے دیکھیں ہیں یہ کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے القصہ ساری رات وہاں جاگکے بسر کی اور علی الصباح بعد نماز صبح اسم اعظم پڑھ کر بائیں طرف کا راستہ چھوڑ دیا داہنی طرف کو روانہ ہوئے کوئی پہر بھر چلے ہونگے کہ وہی صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز جو باہر چاہ الماس کے ملا تھا جسمیں مقبل وفادار و کرب غازی غائب ہوئے تھے پھر ملا اس صحرا میں نہ کوئی چشمہ ہے نہ چاہ ہے سبزہ لون فقط سوکھی ہوئی گیاہ ہے شدت کی دھوپ پڑ رہی ہے آگ برس رہی ہے درختوں سے زرد زرد پتے زمین پر گر رہے ہیں شاخیں سوکھ سوکھ کے کانٹا ہو گئے ہیں گل پژمردہ پڑے ہیں شاخیں بصورت اژدہا کے مسلول نظر آتی ہیں کسی میں برگ و بار کا نام نہیں فقط سوکھے ہوئے ڈنٹھل کھڑے ہیں کہیں سانپ کی چھپائی تک نہیں بادسموم کے جھونکے دل کو بریاں کیے دیتے ہیں جگر کباب ہوا جاتا ہے مسدس

وہ ٹھیکرے وہ پتھر وہ بیابان پرشرار	کانٹے زبان پہ چھپے گل میں پڑے خار	ہر قدم پہ ... رستہ ...	الغرض ...

	اکثر پرند خاک پہ گر گر کے مر گئے	دریا تمام ریگ بیابان سے بھر گئے	
کوسون گیاہ زرد ہی مانند زعفران	چنگاریوں کا ریگ بیابان ہی گمان	سنسان ہو رہا ہے بیابان کہ الامان	مارا پڑا ہی جو ادھر آیا ہی کاروان
	گرمی سے جان تک جو بچا تھی سو بال ہے	آتش کدہ دشت ہو رہا ہی گھر تا بہ کمر ہی	

تمازت و حرارت آفتاب سے امیر کی یہ حالت ہوئی کہ از سر تا پا پسینے میں غرق ہو گئے دل ڈوبنے لگا راستہ چلنا دشوار ہوا ہونٹھ آپس میں ملگئے زبان تالو سے لگگئی بات کرنا مشکل ہوا بیتاب ہو کے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ پیاس کے مارے عجب حال ہی زندگی محال ہی دم ہونٹھوں پر آگیا ہی پانی کے واسطے جستجو کرو کوئی سبیل نکالو کہین سے تھوڑا سا پانی تلاش کر کے لاؤ ادھر ابو الہول دیوانہ بھی بلبلایا کہ میرا تو کام تمام ہوا جاتا ہی حلق خشک ہو رہا ہی زبان میں کانٹے پڑ رہے ہین عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار میں جاتا ہوں اگر کہین کوئی چشمہ یا چاہ نظر آتا ہی تو مین ابھی پانی لاتا ہون آپ آہستے آہستے دل کو ٹھنڈا کیجیے یہ کہکے بسرعت تمام روانہ ہوا اور طرفۃ العین میں امیر کی نظروں سے غائب ہوگیا اب حال امیر کا سنیے کہ یہ بحال پریشان چلے جاتے ہین جاتے جاتے کچھ درخت ایک جگہ پر معلوم ہوئے ابو الہول سے کہا کہ مقرر یہان پانی ہوگا آؤ بھی جلدی چلو بزودی قدم اٹھاؤ یہ کہکے اُن درختوں کے پاس پہونچے دیکھا تو پتے اُنکے پانی نہ ہونے کے سبب سے مرجھا گئے ہین جب ہوا چلتی ہی تو وہ پتے سوکھ سوکھ کے گر پڑتے ہین پانی کا کہین نام بھی نہین امیر مایوس ہوے اور ابو الہول سے کہا خدا جانے عمرو کہان گیا نہین معلوم کہین پانی ملا بھی یا نہین ملا اُسنے عرض کیا ای شہریار آپ نے مقبل و کریب کی طرح عمرو کو بھی اپنے ہاتھ سے کھویا یہ وہی صحرا ہے چاہ الماس ہی جہان اُن دونون کو آپ نے پانی کے واسطے بھیجا تھا اور وہ زندہ پھر کر نہ آئے بلکہ اُنکے سر نظر آئے پیر و مرشد اس صحرا کا ایک ایک مقام سحر بند اور طلسم بستہ ہی جو آپ سے جدا ہوا پھر اُسکا ملنا دشوار ہی خدا جانے خواجہ عمرو کہان گئے کہان نہین پانی خدا ہی اُنکو جیسے زندہ ملا یگا تو ملینگے صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول تو سچ کہتا ہی عمرو کو مین نے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے کھویا افسوس صد ہزار افسوس غرض امیر عالیشان اور ابو الہول ایسے ہی کلمات حسرت و افسوس کہتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت اور خوش قطع دوڑتا چلا آتا ہی سینگ اُسکے زلف مہوشان عنبرین مو کی طرح بل کھائے ہوے چہرہ مانند چہرۂ مہوشان روشن گردن مثل ہلال کے سپر توفگن جوڑ بند نور کے سانچے مین ڈھلے ہوے پیٹھ اُسکی مانند شب تار کے پیٹ اُسکا مثل صبح سفید رگ و پے سے شوخی و چالاکی ہویدا مگر انداز سے کچھ حسرت و یاس ہویدا اُس ہرن نے جو نہین دیکھا امیر حمزہ کے پاس آگیا اور قدم میمنت لزوم سے اپنی آنکھیں ملنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول بھی دیکھتے ہو کیا اچھا پیارا ہرن ہی ذرا تم اسکی محبت و الفت تو دیکھو کہ میرے قدموں سے لپٹا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کسی کا پالو ہی شاید اپنے مالک کے شبہے مین میرے پاس آیا ہی نہین تو یہ بڑی وحشی قوم ہوتی ہی آدمی کی پرچھائین سے ہزارون کوس رم کر جاتے ہین کسی کو اُنکے نقش قدم بھی نہین نظر آتے ہین ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار سچ ہی نہایت خوبصورت اور غریب ہرن ہی مجھے بھی اسکی اس حرکت پر تعجب ہوتا ہی کہ بھلا یہ جانور صحرائی غیر آدمی سے اس طرح لپٹا کیا جانے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی شعر بغیر چارہ گرفتار دام ہو جائے + ہمیشہ رم جو کرے یون وہ رام ہو جائے + اتنے مین نظر ابو الہول کی اُس ہرن کی آنکھوں پر جو پڑی تو دیکھا ہرن امیر حمزہ کا صاحبقران کے قدموں پر منہ ملتا جاتا ہی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہین ابو الہول نے

عرض کیا

عرض کی ای شہریار ذرا ملاحظہ تو فرمایئے یہ کیا ماجرا ہے کہ ہرن رو رہا ہے اب امیر نے جو دیکھا تو فی الحقیقت اسکی آنکھوں سے دو سیلاب اشک جاری ہیں امیر کو اسکے حال پر رحم آیا اپنا دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرنے لگے وہ ہرن یہ عنایت و شفقت امیر کی دیکھکر اور زیادہ رونے لگا اور سر ہلانے لگا گویا کہ کچھ اشارے سے کہنے لگا اسکی اس غربت اور حالت پر قریب تھا کہ امیر بھی رونے لگیں ابو الہول نے پھر عرض کیا کہ ای امیر ملاحظہ تو کیجیے کہ ہرن روتا بھی جاتا ہے اور کچھ اشارہ بھی کر رہا ہے گویا مانند انسان کے بولا چاہتا ہے مجھے عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں یہ ستم رسیدہ بلا کشیدہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو نہیں ہیں آپ نے انھیں پانی لانے کے واسطے بھیجا تھا وہاں آفت میں پھنسے کسی ساحر کافر نے انھیں ہرن بنا دیا ذرا کسی تدبیر سے دریافت تو فرمایئے اور نہیں تو ہرن کیسا ہی پالو ہو مگر اس طرح کبھی نہ لپٹیگا ابو الہول کا یہ کہنا تھا کہ ہرن نے سر ہلایا گویا اقرار کیا ہاں میں عمرو ہی ہوں تو سچ کہتا ہے امیر نے جب یہ حال دیکھا تو خود بہ نفس نفیس اسکی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای ہرن تجھکو قسم ہے حضرت سلیمان کی سچ بتا کہ تو کوئی آہوے صحرائی ہے یا جیسا ابو الہول نے بیان کیا تو عمرو بن امیہ ضمری ہے ہرن نے پھر سر ہلایا کہ ہاں میں عمرو ہوں جب صاحبقران کو معلوم ہوا کہ درحقیقت ابو الہول دیوانہ سچ کہتا تھا یہ جنگلی ہرن نہیں ہے بلکہ ہمارا آہوے حرم عمرو بن امیہ ضمری ہے تو اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکے اسم اعظم پڑھکے دم کیا برکت اسم اعظم وہ ہرن فورًا زمین پر گرکے لوٹا اور لوٹ پوٹ کے اپنی ہیئت اصلی یعنے انسان کی صورت بنگیا اب جو دیکھا تو وہ ہرن نہیں ہے خواجہ عمرو ہیں امیر نہایت خوش ہوے اپنے گلے سے لگالیا ہنس کے پوچھنے لگے کہ ای خواجہ یہ کس نے تمہیں انسان سے حیوان بنا دیا تھا تم تو خود ماشاء اللہ بڑے طرار و فرار ہوشیار شاہ عیاران عیار ہو سیکڑوں کو تم خود انسان سے حیوان بنا دیتے ہو تمپر یہ کیا مصیبت پڑی کس دام بلا میں پھنسے کہ اچھے بھلے آدمی سے ہرن بنگئے خواجہ نے عرض کی کہ ای امیر بالتوقیر کیا گذارش کروں عجب آفت کا سامنا ہو گیا تھا بڑی مصیبت میں پھنسا تھا مگر بفضل ایزدی و تائید سرمدی سے بچگیا جب میں پانی لینے کے واسطے چلا تھا تو بہت جگہ میں نے پانی کی جستجو اور تلاش کی مگر کوئی سبیل نہ ہوئی اسی طرح غریق بحر تفکر چلا جاتا تھا کہ راہ میں ایک ایسی نازنین مہ جبین کو دیکھا جسکے دیکھنے سے انسان کی بھوک پیاس جاتی رہے وہ لب نہر ناز و انداز سے پانی پیے چلی جاتی ہے کہ دیکھتے ہی سینے میں پانی بھر آیا میں نے اس سے پانی طلب کیا اسنے کچھ جواب نہ دیا میں سمجھا کہ شاید اسنے نہیں سنا اور آگے بڑھکے میں نے پانی مانگا اسنے باردگر بھی کچھ جواب نہ دیا مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ اپنے غرور حسن کے سبب سے اتنی دور سے جواب نہیں دیتی اسکے پاس جاکے کہا کہ ای گل باغ محبوبی و ای سرو روان گلستان خوبی بقول شخصے شعر اک بوسہ ہم نے مانگا راہ سوالا دادی + کچھ تو سخن سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی + ہم نے دو تم سے پانی مانگا تشنہ پانی دینا تو درکنار جواب بھی نہ دیا اسوقت ہماری زبان میں مارے پیاس کے کانٹے پڑگئے ہیں برائے خدا تھوڑا سا پانی ہمیں دو شعر ما بسا تشنہ لبیم آہ تو ای آب حیات + لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی + یہ سنتے ہی اسنے ایک چھینٹا پانی کا ایسا میرے منہ پر دیا کہ میں بیہوش ہوکے گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا تو اپنے تئیں آدمی سے جانور بنا ہوا پایا دل گھبرایا مگر کیا چارہ تھا ادھر نکل آیا آپکو آتے دیکھا جان میں جان آئی آپکے پاس آیا خدا نے پھر مجھے حیوان سے انسان بنایا قید سے چھڑایا اگر میں یہ جانتا کہ وہ کم بخت یہ ساحرہ ہے تو چاہے مارے پیاس کے میرا دم بھی نکلجاتا مگر میں کبھی اس لکاتہ سے پانی

بلکہ نہ جاتا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر جو ہوا سو ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے و لے
بخیر گذشت ہ گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب کبھی کہیں ہمسے الگ نہ ہو جانا عمرو نے کہا کہ ای شہریار
کیا مجھے خبط ہی کہ میں آپ سے جدا ہو جاؤنگا آپ کو پیاس سے بیقرار دیکھکر میرے جی میں آیا کہ جہان سے
ممکن ہو آپ کے لیے پانی لاؤن اب انشاء اللہ تعالے کبھی ایسا نہ ہوگا مجھے تو یہ دلوانہ بہتر ہی کہ آپ سے
ایک دم جدا نہیں ہوتا ہی الغرض امیر و خواجہ اور ابو الہول تینون باتین کرتے ہوے چلے جاتے ہین اب
یہ حال ہی کہ راستہ نہین چلا جاتا دہوپ کی حدت پیاس کی شدت ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہی جاتے
جاتے سامنے ایک باغ دکھائی دیا ذہن میں آیا کہ اس باغ میں چلکر درختون کے سایے میں تھوڑی دیر دم لیجے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے چمنون کی سیر کیجے اگر ممکن ہو تو پانی بھی پی لیجے راہ کا کسل دور ہو دل کو سرور ہو غرض
دل میں یہ تصور کرکے اس طرف کو بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ اب ایک باغبان کے بولنے کی آواز معلوم ہوئی
اسکی آواز سنکے دل کو اور بھی سہارا ہوا اب جلدی جلدی قدم اُٹھاتے دوڑتے ہوے دروازۂ باغ پر پہونچے
دیکھا کہ یاقوت سرخ کا ترشا ہوا پھاٹک لگا ہوا ہی چار دیواری بلور کی ہی پھاٹک کے دونون طرف
صحنچیان بہت معقول بنی ہوئی ہین وہان کی ہوا سے روح افزا سے دل کو فرحت ہوئی تھوڑی دیر ٹھہر کے
اندر گئے دیکھا کہ چمن آراستہ و پیراستہ ہین ہر طرف سبزہ خوابیدہ ہی گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہوا ہی دو رویہ
روشون پر مہندی کی ٹٹیان لگی ہوئی ہین ہر جگہ سرو و شمشاد ایک پاؤن سے کھڑے ہین گویا چمن کا پہرا
دے رہے ہین کہین سنبل اپنے بال کھولے کھڑا ہی کسی جگہ نرگس شہلا چار طرف بچشم حیران نگران ہی کہین
لالے کا داغ دل دہر کی صبا کو بات کرتا ہی کہین گل شبو جلوہ افگن ہی کہین گل مہندی اور گل دوپہریا کا جوبن ہی
کسی جگہ سورج مکھی گل خورشید پر چشمک زن ہی کہین گلاب کا تختہ کھلا ہوا ہی قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہی
کسی مقام پر گل داؤدی اور گل جعفری اور گل عباس کا جدا جدا جلوہ ہی کسی جگہ گل صد برگ اپنا رنگ روپ
دکھاتا ہی کہین بیلا چنبیلی موتیا جوہی کے تختے لگے ہوے ہین کوسون تک مہک جا رہی ہی کسی چمن
مین گل ہفت رنگ بصد جلوہ گری اپنا رنگ دکھا رہے ہین کہین غنچے مسکراتے ہین کسی جگہ گل شگفتہ اپنا
جوبن دکھاتے ہین بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان مہک رہی ہین کہین شمشاد پر قمری کوکو کر رہی ہی
عشق شمشاد کے دم بھر رہی ہی کسی جگہ فاختہ کا نعرۂ حق سرہ بلند ہی کہین پپیہے کا شور ہی کہین شہد کا نذر رہی
مرغان چمن کی نواسنجی سے کان پڑے آواز نہین سنائی دیتی کہین زمرد و یاقوت و الماس تراش نادرہ
مین چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے اپنا لطف دکھا رہے ہین سیر کرنے والے کے دل کو ہر روش
بہار ہے ہین غرضکہ امیر حمزۂ کشور گیر ہر چمن کی سیر کرتے ہوے لطف نسیم تازہ اُٹھاتے ہوے چلے جاتے تھے
ناگاہ ایک طرف کچھ مالنین دکھائی دین کہ لہنگے باولے کے پہنے ہوے سرخ دوپٹے اوڑھے ہوے
الٹے چھوٹے پاؤن مین پڑے ہوے جڑاؤ پتے کانون مین پاکیزہ صورتین بیلچے ہاتھون مین
لیے کمر کمر میں اُنکے طلائی اور دستے نقرئی تھے روشین بنا رہی ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک قصر زمردنگار
بنا ہوا ہی کہین اسمین یاقوت احمر جڑا ہوا ہی کسی جگہ لعل شب چراغ نصب ہی ستون اُسکے الماس کے تراشے
ہوے ہین محرابین مثل محراب ابروے نازنینان خوش تماش ہین رفعت مین آٹھواں آسمان ہی
عجب قصر عالیشان ہی آگے اُسکے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی منقش کی جھالر لگی ہوئی ہی مقیش نقرئی طلائی

چارطرف لنگ رہے ہین آدبیزۂ مروارید آویزان ہین مطلا کار چوبین استادہ ہین اندرون قصر عالیشان زیرسائبان
فرش مخمل زردوزی کا نہایت نفیس و پرتکلف بچھا ہوا ہی ایک طرف قصر مین ایک چھپرکھٹ نہایت عمدہ
جڑاؤ لگا ہوا ہی طرح طرح کا شیشہ آلات نصب ہی جھاڑ کنول مردنگین بیکھے وڈ الے جوڑ اسلے قرینے سے
اپنے اپنے مقام پر لگے ہوے ہین میزون پر کنٹر شیشے قرابے عطر کے رکھے ہوے ہین کہین عطر وگلاب
کی خوشبو اُڑ رہی ہی کہین کیوڑا مہک رہا ہی کسی جگہ موتیے اور سہاگ کی خوشبو فتنہ برپا کر رہی ہی کسی مقام پر
عطر حنا اور عنبر مشام جان کو تازگی بخش رہا ہی زیر سائبان دسترخوان بچھا ہوا ہی ہر طرح کا کھانا مہیا ہی دنیا کی
نعمتین موجود ہین اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا بیٹھی کھانا کھا رہی ہی گرد اُسکے بہت سی انیسین
جلیسین بھی اُسکے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہین امیر دیکھکر حیران ہوے خیال مین گذرا کہ شاید یہ
کسی بادشاہ کا ناموس ہی ناحق یہان چلے آے واپس چلنے کا قصد کیا اُدھر سے پلٹے ہی تھے کہ کسی کی نظر
پڑ گئی اُسنے دوسری سے کہا دوسری نے تیسری سے کہا ایک مرتبہ غل ہوا کہ ارے دیکھنا یہ کون لوگ نامحرم
بے پوچھے گچھے بیجا شاہ حرم محترم بادشاہی مین گھس آے صاحبقران نے جواب دیا کہ صاحبو معاف کرو
ہمین معلوم نہ تھا نادانستہ ادھر چلے آے دروازے پر کوئی حاجب دربان بھی منع کرنے والا نہ تھا کہ ہمکو
معلوم ہوتا کہ یہان زنانہ ہی اتنے مین وہ نازنین مسندنشین کھانا چھوڑکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ
اے شہریار آپ شوق سے تشریف لایے اسے اپنا گھر خانہ تصور فرمایے تکلیف کو راہ نہ دیجیے یہان تھوڑی دیر
توقف کیجیے اگر آپ تشریف لاے تو کیا قباحت ہوئی بسر و چشم تشریف رکھیے مصرع اے آمدنت باعث آبادی ما +
اے شہریار ہمارے یہان اسقدر پردہ نہین کرتے ہین اسی وجہ سے کسی کو دروازے پر نہین بٹھلاتے یہ کہکر اُٹھی
اور تا لب فرش لینے کو آئی صاحبقران نے جو یہ صورت زیبا اور محبت اُس پریچہرہ کی دیکھی دلدادہ و فریفتہ
ہوگئے ہرچند عمرو نے منع کیا کہ اے حمزہ تمہین خدا جانے یہ کون بلا ہی مگر چونکہ امیر حمزہ صاحبقران دلدادہ
ہو چکے تھے خواجہ عمرو کا کہنا نہ سُنا اور اُسکی طرف بڑھے جب پاس اُسکے پہونچے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اُسنے بھی ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیا اور ناز و کرشمہ کے ساتھ باتین کرتی ہوئی دسترخوان پر لیجا کے بٹھادیا اور عرض کیا کہ اے شہریار
جب سے آپ چاہ الماس مین رونق افروز ہوے ہین مین ہزار جان سے آپ پر شیدا ہون جب سے
آپ کا جمال باکمال نظر آیا ہی دلدادہ و مبتلا ہون جہان تک میرا بس چل سکیگا مین آپ کی کفالت و رہبری
کرونگی ہمیشہ آپ کی اطاعت گزار و فرمانبردار رہونگی اے شہریار یہان کے جتنے باشندے ہین سب مکار و
دغاباز فیلسوف جعلساز ہین انکے فریب سے جانبری مشکل ہی یہان کے لوگون سے ذرا خوب ہوشیار رہیےگا
اور اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی صحراے وحشت خیز اور دشت بلا انگیز سے تشریف لاے ہین
کیونکہ چہرہ آپ کا تمتمایا ہوا ہی عرق آیا ہوا ہی یہان کی باد صرصر سے گل رخسار پژمردہ ہو رہے ہین
یقین ہی کہ کھانا پانی بھی کہین نہ میسر آیا ہوگا خیر یہ جو کچھ ماحضر ہی اسکو تناول فرمایے پھر تھوڑی دیر
استراحت کیجیےگا گو کہ یہ کھانا آپ کے قابل تو نہین مگر بقول شاعر مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف + آپکا
ایک نوالہ اور ایک دانہ بھی چکھ لینا باعث میرے عز و افتخار کا ہوگا امیر یہ محبت و مروت اُس مہر طلعت
کی دیکھکے اور بھی خوش ہوے اور اُسکے اصرار سے چاہا کہ ہاتھ قاب مین ڈالین اور کچھ نوش فرمائین ناگاہ
پس پشت سے ایک صدا آئی صاحبقران خبردار کھانا نہ کھانا امیر نے جو یہ آواز سُنی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا

ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کہاں سے آئی یہ کون شخص ہے اور یہ کیا راز ہے مگر کوئی صدا دینے والا دکھائی
نہ دیا اُس نازنین عشوہ ساز دغا باز نے جو یہ دیکھا تجاہل عارفانہ کر کے پوچھا کہ اے شہریار آپ نے ہاتھ کیوں کھینچا
امیر نے فرمایا کیا تو نے یہ صدا نہیں سُنی کہ کوئی منع کرتا ہے خبردار کھانا نہ کھانا اُسنے کہا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے
کہ یہاں کے لوگ بڑے جعلساز و مکار و دخیل ہیں نہیں چاہتے کہ آپ کو راحت ملے آپ کچھ دل میں ایسی
ایسی آوازوں کا خیال و وسواس نہ کیجیے خاصہ نوش فرمائیے صاحبقران نے اُسکے سمجھانے سے پھر
ہاتھ بڑھایا کہ نوالہ بنا کے مُنھ میں رکھیں پھر صدا آئی کہ اے عزیز تو عجب طرح کا نادان ہے دوست دشمن کو
نہیں پہچانتا خیرخواہ و بدخواہ کو نہیں جانتا ارے پھر تجھسے کہے دیتے ہیں کہ اسمیں دغا ہے خبردار خبردار اور
زنہار زنہار کھانا نہ کھانا صاحبقران نے پھر نوالہ ہاتھ سے ڈالدیا اُس ماہ پیکر نے کہا کہ اے شہریار آپ نے
بڑا وہم ہے میں نے دو مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ یہاں کے لوگ آپ کی راحت نہیں چاہتے آپ کو میرے
کہنے کا کچھ اعتبار نہ ہوا اور صدائے نامعلوم کا خیال ہوا اگر آپ جانتے ہیں کہ یہاں پر کوئی میرا دوست
خیرخواہ ہے تو بھلا اُسے بلائیے تو دیکھیں وہ کون مجھسے زیادہ آپ کا خیرخواہ ہے صاحبقران نے اُسکے
کہنے سے ہر چند آواز دی کہ اے شخص تو کون ہے سامنے آ مجھے اپنی صورت تو دکھا مگر کوئی نہ دکھائی دیا نہ کچھ
جواب ہی ملا جب اُس دلربا نے یہ دیکھا تو عرض کیا کہ اے شہریار عالی وقار یہاں ہزار طرح کی بلائیں ہیں
آپ مطلق ایسی صداؤں پر کان نہ رکھیے اپنا کام کیجیے کھانا نوش فرمائیے صاحبقران نے اپنے دل میں
کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا کارخانے سحر کے ہوتے ہیں کوئی صدا تو دیتا ہے مگر معلوم نہیں ہوتا واقعی یہ
آواز مجھے بہکاتی ہے یہ خیال کر کے مستعد ہوئے کہ اب کیسی ہی آواز آئیگی مگر میں دھیان میں نہ لاؤنگا بے تکلف
کھانا کھاؤنگا اور نوالہ بنا کر منھ کی طرف لیگئے چاہتے ہیں کہ نوالہ منھ میں رکھیں کہ ایک مرتبہ ایک آواز غضبناک
آئی کہ اے امیر ہمنے دو دفعہ منع کیا اور تجھکو کچھ اثر نہ ہوا یہ نہ جانا کہ کوئی دوست ہمارا ہمیں سمجھاتا ہے دھوکا کھانے
اور دام فریب میں پھنسنے سے بچاتا ہے کوئی سبب تو ایسا ہے کہ ہم تجھے بار بار منع کرتے ہیں ہر مرتبہ تیری
جان بچاتے ہیں کھانا کھانے سے باز رکھتے ہیں اور تو اُسکے عوض میں گویا زخم پر نمک چھڑکتا ہے کہ ہمکو بار بار
میں رسوا کرنیکے لیے سامنے بلاتا ہے واہ کیا عقل ہے اور کیا فہم ہے اسی عقل کے بھروسے پر [illegible]
میں آیا ہے اور ایسی منزل دشوار گذار میں قدم رکھا ہے سچ ہے بے عقل و دانش [illegible] ارے
غافل عقل سے جاہل اس کھانے میں عوض نمک کے زہر ملا ہوا ہے اگر ایک نوالہ بھی کھائیگا تو فوراً مر جائیگا
دیکھ اے حیران و پریشان اور پہچان یہ نرگس جادو ہے اسنے دام تزویر بچھایا ہے کھانے میں زہر ملایا ہے
یہاں کا ہر ایک جادوگر بہت بسبب تیرے مار ڈالنے کا بندوبست ہے اور اگر تجھکو میرے کہنے کا اب بھی
یقین نہ ہو تو اسم اعظم پڑھ طرفۃ العین میں حال معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے یہ باتیں سُنکے فوراً ہاتھ سے
نوالہ پھینکدیا اور بسم اللہ کہکے اسم اعظم پڑھنے لگے امیر کا اسم اعظم پڑھنا تھا کہ دفعتہً اُسکی وہ صورت زیبا
بگڑ گئی اور ایک عجیب کریہ منظر صورت نظر آئی کہ امیر کو کلیۃً نفرت ہو گئی چاہا کہ گرفتار کریں لیکن وہ ہاتھ نہ لگی
کود کر الگ جا کھڑی ہوئی اور پکاری کہ اے حمزہ معلوم ہوا کوئی ہم میں سے تیرا شریک ہے مگر وہ میرے ہاتھ
سے کہاں جائیگا امیر تلوار کھینچکر دوڑے کہ او لکاتہ کھڑی تو رہ کہاں جاتی ہے میرے ہاتھ سے نرگس جادو
نے کہا کہ اے حمزہ میں تجھے مار چکی تھی مگر تیرے دوست نے تجھکو بچا دیا اور مجھکو بھلا تو کیا پائیگا سوا افسوس کے

کچھہ نہ ہاتھہ آئیگا یہ کہکر تھوڑی سی خاک اٹھاکر اپنے دونون بازوون پر ملی خاک کے ملتے ہی دونون طرف دو پر پیدا ہوے شعر اُسکے پرون کو دیکھکے عقل جا بجا ہوا + سمجھے کیا یہ پر جنھین نرگس نے وا کیا + اور یہ کہتی ہوئی بالائے ہوا پرواز کرگئی کہ پہلے تیرے دوست و خیر خواہ کو تلاش کرکے گرفتار کرلون پھر تجھسے سمجھ لونگی تو میرے ہاتھہ سے زندہ و سالم بچکر کہان جائیگا قیامت تک تجھے یہان سے نجات نہ ہوگی اور طرفۃ العین مین نظرون سے غائب ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ یہ لکاتہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی یہی غنیمت سمجھیے کہ اسوقت جان بچگئی مگر ای حمزہ کیا جلدی آپ بھی ہر ایک پر عاشق و فریفتہ ہو جاتے ہین جسکی کچھہ انتہا نہین اور اپنے دل مین یہ سمجھتے ہین کہ بس اب اس سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین اُسکو دعا دیجیے جسنے ایسے وقت مین آپکی جان بچائی آپ کو آپکے دشمن جانی اور عدوے روحانی کے ہاتھہ سے نجات دلوائی امیر نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ تو سچ ہی مگر خیال تو کرو کچھہ ذہن تو دوڑاؤ کہ یہ جو آواز کسی دمساز کی آتی تھی کیون تھا عمرو نے کہا کہ ای امیر یہ کوئی فرشتہ جان بخش تھا اور کون تھا اب سنیے کہ نرگس جادو تو اُدھر پرواز کرگئی اِدھر امیر شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لیے کھڑے تھے دل مین خیال آیا کہ اگر ایک شکار خالی گیا تو اور شکارون کو کیون جانے دیجیے اُسکی اُسمین جلیبین جتنی تھین وہ سب ابھی وہین تھین امیر اُنپر تلوار لیکر دوڑے جو جادوگرنیان تھین وہ تو اُڑگئین جنکو سحر مین کچھہ دخل نہ تھا وہ اپنی اپنی جان بچاکے بھاگ گئین اور امیر حمزہ مع خواجہ عمرو اور ابوالہول دیوانہ کے اُس قصر سے نکل کے دروازے کی طرف راہی ہوے ایک مقام پر پہونچے وہان ایک صداے دردناک کان مین آئی کہ کوئی شخص کہرہا ہی کہ ای پروردگار عالم و ای خالق ذوالکرم صدقہ اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے ہمکو نجات دے اور ایک مرتبہ صورت ہمارے آقاے ولی نعمت اور خداوند سکندر صولت امیر حمزہ صاحبقران کی دکھادے پھر تجھے اختیار ہی چاہے زندہ رکھ چاہے ہمارا دم نکال لے یہ صداے دردناک سنتے ہی حمزہ صاحبقران بیچین ہوگئے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ آواز تو گوش آشنا معلوم ہوتی ہی خدا جانے کون دوست ہمارا ہمپر جان فدا کرنیوالا اس بلاے آفت میں ہی نہین معلوم کیا مصیبت ہی جو اُسکی یہ حالت ہی آؤ چلو دیکھین کیا ماجرا ہی یہ کہکے اُس آواز کی طرف چلے اتنے مین پھر آواز آئی کہ ای قاضی الحاجات و ای جلال نہامات تو سب کے دل کی آرزو برلاتا ہی ہماری بھی مراد دلی برلا کہ ہمین ہمارے آقا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کی صورت دکھا یہ سنکے امیر کے دل کی بیچینی اور دونی ہوگئی اُسی طرف جلدی جلدی قدم اُٹھائے دیکھا کہ ایک حجرہ بنا ہوا ہی اُسی مین سے یہ صداے حسرت خیز اور آواز درد آمیز آتی ہی دوڑکے دروازے پر حجرے کے پہونچے دیکھا کہ قفل دیا ہوا ہی چاہا کہ کھولین مگر کسی طرح وہ قفل نہ کھلا چاہا کہ توڑ ڈالین کسی طرح نہ ٹوٹا آخرکار اسم اعظم پڑھکے قفل پر جو دم کیا تو فوراً قفل کھلکر گر پڑا امیر نے دروازہ وا کیا اندر جاکے جو دیکھا کہ دو شخص پیچ پیچ کھاکر زمین پر چت پڑے ہین اور سینون پر اُنکے دو پتھر مثل کوہ گران کے رکھے ہوے ہین وہ بحالت گریہ و زاری جناب باری سے یہ دعا مانگ رہے ہین قریب جاکے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ وہ دونون مقبل وفادار اور کرب غازی ہین پہچانا تھا کہ جلدی سے اُنکے ہاتھہ پاؤن کھولے مگر اُن مین اسقدر سکت اور قوت نہ تھی کہ اُٹھہ سکین ہاتھہ پاؤن کھولنے پر بھی وہ اُسی طرح پڑے رہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اُنپر دم کیا اللہ کی برکت اسم اعظم اُنمین قوت آگئی اور وہ دونون اُٹھکے امیر کے قدمون سے لپٹگئے امیر نے اُنھین قدمون پر سے اُٹھاکے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تمکو

ہم تو تمھارے سر کٹے ہوئے دیکھکے بہت پریشان ہوئے تھے چاہا تھا کہ خنجر مارکے مرجائیں مگر قضا نہ تھی حضرت خضر
علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے تمھارے زندہ رہنے کی خبر دی تھی ہمین حرام موت سے محفوظ رکھا دونون نے
اپنی سرگذشت عرض کی کہ ہم جو اُس باغ مین پانی لینے کو گئے نرگس جادو نے ہمین گرفتار کیا ہمسے طالب وصل ہوئی
ہمنے انکار کیا اُسنے آزردہ ہوکے اس حجرے مین قید کیا دوسرے دن بلاتی تھی اور نہایت دلجوئی و مدارات
سے کھانا کھلاتی تھی آرام دیتی تھی آنکھین بچھاتی تھی پھر غمزہ و کرشمہ ناز و ادا سے ادھر اُدھر کی باتین عشق عاشقی
کی گھاتین حسن و عشق کے افسانے محبت و الفت کے قصّے بیان کرکے طالب وصل ہوتی تھی جب ہم کسی طرح
اُسکے داؤ پر نہ چڑھتے تھے اُسکی باتون کا جواب صاف دیتے تھے تو پھر ہمین اسی کیفیت سے جس طرح
آپنے ملاحظہ کیا قید کرتی تھی ہمین نہین معلوم اُسنے کسکے سر کاٹکے بیرون باغ ڈلوا دیے تھے امیر نے کہا
معلوم ہوتا ہی اُسنے تمھاری صورتون کے لوگ سحر سے بنالیے ہونگے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
اب تم ہمارے ساتھ چلو القصہ امیر حمزہ صاحبقران مقبل وفادار اور کرب غازی کو ساتھ لیکر روانہ ہوے
ہرچند چاہتے تھے کہ اُس باغ سے نکلین مگر دروازہ نہین معلوم ہوتا تھا چار جانب دیوارین اُس باغ کی
آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھین غرض چہار طرف بہت سر ٹکرایا مگر کہین راستہ نکلنے کا نہ پایا عمرو نے
کہا کہ ای حمزہ نرگس جادو آپ کو قید کر گئی ہی آپ کس خیال مین ہین اسم اعظم پڑھیے گا تو راستہ یہان سے
نکلنے کا پیدا ہوگا ورنہ یہین پھڑک پھڑک کے دم نکلجائیگا قیامت تک راستہ نظر نہ آئیگا امیر حمزہ نے
ایک جانب دیوار پر اسم اعظم پڑھکے دم کیا فوراً آواز تڑاقے کی آئی اور دروازہ باغ کا دکھائی دیا امیر مع
ہمراہیون کے باہر آئے ایک طرف کو روانہ ہوے چند قدم آئے ہونگے اب جو پیچھے پھرکے دیکھا تو اُس باغ کا
کہین نام و نشان بھی نہ پایا جہان ہزارون طرح کے گل بوٹے تھے وہان ایک کانٹا تک نہین دکھائی دیتا
جہان قمری و بلبل کا شور تھا وہان زاغ و زغن کا شور تک نہین سُنائی دیتا بلکہ ایک صحراے مہیب اور
دشت عجیب نظر آتا ہی عمرو نے عرض کیا کہ ای صاحبقران دیکھیے ابھی یہان کیا تھا کیا ہوگیا فرمایا ہان ای
خواجہ سحر کے کارخانے ایسے ہی ہوتے ہین جہان سواے خس و خاشاک کے اور کچھ نظر نہین آتا وہان ایک
دم مین گلشن پر فضا کھلجاتا ہی جہان باغ پر فضا ہوتا ہی وہان ساعت بھر مین سواے خس و خاشاک
کے اور کچھ نہین دکھائی دیتا ہی جس جنگل مین ایک قطرہ پانی کا کہین نہین ملتا وہان طرفۃ العین مین دریاے
زخار اور بحر مواج موجین مارتا ہی جس مقام پر پانی کے سوا کچھ اور نہین ہوتا چشم زدن مین کف دست میدان
ہوجاتا ہی غرض آپس مین یہی باتین کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک فیل کوہ عدیل دکھائی دیا
کہ ایک ایک دانت اُسکا نو نو گز کا تھا اور کان اُسکے مثل فراشی پنکھون کے تھے جھسونڈا بھی بیس گز سے کم نہ تھا
مستک بھی دس بارہ گز کی چوڑی تھی دونون کنپٹیون سے مستی بہ رہی تھی امیر کو دیکھتے ہی وہ فیل مست دوڑا
سب لوگ اُسکو اپنی طرف حالت غیظ و غضب مین آتے دیکھکر پیچھے ہٹ ہٹ گئے مگر شاہ شاہان سلطان السلاطین
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کشورستان حمزہ صاحبقران اسی فیل کی طرف بڑھے قریب آکے اُسنے جھسونڈا
دوڑایا کہ امیر کو لپیٹ لے امیر شیر گیر نے اس رو سے ایک وار شمشیر آبدار کا کیا کہ جھسونڈا اُسکا دانتون سمیت
کٹگیا وہ ہاتھی پیچھے ہٹا اور دوڑکر دونون دانت امیر پر مارے امیر نے حملہ اُسکا خالی دیا اور جھپٹ کر ایک
تلوار جو ماری تو وہ جو باقی ماندہ اُسکے دانت تھے مثل شمع مومی کے کٹکے گر پڑے وہ ہاتھی سامنے سے بھاگا

اور تھوڑی دور جاکے پھر پلٹ پڑا اب جو امیر نے دیکھا تو دونوں دانت اُسکے سلامت درست پائے پھر وہ مثل حملۂ اول کے صاحبقران پر جھپٹا امیر نے اُسی طرح سے پھر حملہ اُسکا خالی دیکر چاہا کہ تلوار ماریں عمرو کلیم عیار نے ادھر سے سامنے کھڑا یہ کل کیفیت دیکھ رہا تھا آواز دی کہ حمزہ اس ہاتھی کو یوں نہ ماریے گا بلکہ اسم اعظم پڑھ کے تلوار ماریے امیر حمزہ صاحبقران نے موافق کہنے عمرو کے اسم اعظم پڑھ کے ایک تلوار جو اُسکی کمر پر جھپٹ کر بھرا رحیتی و چالاکی ماری سو وہ ہاتھی دو ٹکڑے ہوا اور غلغلہ دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مہر زرق جادو دربان نرگس جادو بود صاحبقران بعد اس مرحلہ عظیم کے آگے روانہ ہوئے یکایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار کہاں جائیگا اگر ہزار جانیں لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت نہ لیجائیگا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک دیو مہیب صورت دار شمشاد ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے جب قریب امیر کے آیا امیر اُس سے بھی مقابل ہوئے اُسنے ایک دار شمشاد ماری امیر نے حربہ اُسکا خالی دیا دار شمشاد اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے گر پڑی زمین میں در آئی خاک اُڑی دیو اُس حالت غیظ و غضب میں چونکہ از خود رفتہ تھا سمجھا کہ اسکی جھپٹ سے امیر کا کام تمام ہو گیا پکارا کہ افسوس ای حمزہ گوشت تیرا کرکرا ہو گیا کھانا بھی نصیب نہ ہوا امیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نے فرمایا کہ او کافر الکفر ہوش میں آ حواس کی باتیں کر ایسا خود رفتہ اور مختل الحواس ہو کے نہیں لڑتے ہیں تو نے کسکو مارا کسکا کام تمام کیا کسکا گوشت کرکرا ہو گیا تجھکو کھانا نہ نصیب ہوا دیکھ کہ میں تیرا حریف موجود ہوں اُسکو اور بھی غصہ آیا چاہتا تھا کہ ابکی مرتبہ ایک ایسا وار کرے کہ اگر کوہ گران بھی ہو تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے امیر حمزہ صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور کھینچ تمام ایک ہاتھ جو اُسکی کمر پہ مارا وہ ملعون ایک ہی وار میں دو ٹکڑے ہو گیا غلغلہ قیامت برپا ہوا بعد دو گھڑی کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو باغبان نرگس جادو بود صاحبقران چاہتے تھے کہ آگے روانہ ہوں دفعۃً ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر نمایاں ہوا بجلی چمکنے لگی دیکھا کہ برق جادو چلی آتی ہے جسوقت کہ وہ قریب آئی صاحبقران کو تسلیم بجا لائی اور عرض کیا کہ کنیز نے آپ کو اسقدر سمجھا دیا تھا کہ نرگس جادو بہت مکارہ ہے اُسکے فریب میں نہ آئیے گا مگر آپ نے بالکل میری گذارش کو دل سے بھلا دیا اور اُسکے کہنے سے کھانا کھانے پر آمادہ ہو گئے اگر اُس کھانے کا ایک نوالہ بھی آپ خدا نخواستہ نوش فرما لیتے تو نصیب اعدا اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے فورًا پانی ہو کے بہجاتے جب میں نے دیکھا کہ آپ اُسکی باتوں میں مصروف ہو کر کھانا کھایا چاہتے ہیں مجھسے کسی طرح ضبط نہ ہو سکا مجبور ہو کے آپ کو آواز دی کہ ہرگز یہ کھانا نہ کھائیےگا ورنہ پچھتائیےگا آپ نے تامل کیا پھر اُسکے دام فریب میں گرفتار ہو کر نوالہ اُٹھا کے کھانے کا قصد کیا پھر میں نے آواز دی کہ زنہار یہ کھانا نہ کھائیےگا اسمیں فریب ہے آپ نے پھر تامل کیا جب اُسنے مکاری کی باتیں کیں پھر آپ کھانے پر راضی ہو گئے جب تیسری مرتبہ آپ کھانے کی طرف متوجہ ہوئے میں بے اختیار ہو کے پکاری کہ اسمیں زہر ملا ہوا ہے اس کھانے کو تناول نہ فرمائیے اور دیکھیے یہی نرگس جادو ہے اُسوقت آپ خبردار ہوئے اور کھانے سے ہاتھ کھینچا وہ آپ کے پاس سے بھاگ گئی اور ای شہریار اُسوقت جو کلمات گستاخانہ حالت اضطراب و بیقراری میں میری زبان سے آپ کی شان میں نکلے ہیں براے خدا معاف فرمائیےگا صاحبقران نے فرمایا ای برق جادو تم کیا کہتی ہو سچ پوچھو تو ہمپر تمھارا بڑا احسان ہے کہ تمنے ہماری جان بچائی ورنہ اب تک تو دست کا خاتمہ ہو گیا تھا ہمیں تمسے کچھ ملال اور جائے شکایت نہیں ہے پھر برق جادو نے عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای خواجہ میں

سمجھے تو بڑا عقلمند بنا تھی تو نے بھی صاحبقران کو کچھ نہ سمجھایا اور کھانا کھانے کو منع نہ کیا شاید تیرے بھی
ذہن میں آیا کہ دسترخوان پر دنیا کی نعمتیں اور طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے ہیں اگر حمزہ عالیشان کھانے کھاتے
تو میں بھی خوب بڑھ بڑھ کے ہاتھ لگاؤنگا میں کیوں منع کروں اگر انہیں منع کرونگا تو میں بھی بھوکا رہونگا
انہیں نہ کھانے میں آئیگی ارے اسی عقل و دانش پر سر برندہ جادوگران نام رکھا ہی بھلا تو نے جادوگرون
کو کیونکر مارا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ برق جادو میں نے تو ایک چیونٹی کو بھی کبھی نہیں مارا ناحق سے مجھے
لوگون نے بدنام کیا ہی اور حمزہ ستمگر کسکی ہین اس سن مین بھی جہان کوئی اچھی صورت دیکھی وہین لٹو ہوگئے
ہمیشہ سے انکی یہی عادت ہی شہر بشہر دربدر پانی ہی حسینون مین انہی مزہ عشق کا لوٹتے ہین سنے واقعی اگر تم نہ خبردار
ہوشیار کردو تو بیشک سب کا کام ہی تمام ہوچکا تھا پھر برق جادو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار
میں تو اب زیادہ ٹھہر نہیں سکتی جاتی ہون مگر آپ اب نرگس جادو کے فریب میں نہ آئیے گا ہر وقت خوب
خبردار و ہوشیار رہیے گا اور اگر آپ نے اسے مار لیا تو کر دمامہ جادو کی ٹوٹ جائیگی بڑا دشمن آپ کا دفع ہوگا یہ کہہ کے
وہ بسوے آسمان روانہ ہوئی صاحبقران آگے چل نکلے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہمین یقین کلی ہوا کہ برق جادو
ہماری دوستدار ہی عمرو نے عرض کیا یہ میری آواز پر عاشق ہی مانند بلکہ جادو کے یہ بھی جانفشانی کریگی
[illegible] تے ہوئے چلے جاتے ہین کہ پھر وہی صحرا لاجہان مقبل و کرب گم ہوئے تھے پیاس کے مارے عجب
[illegible] بیقراری مین عمرو سے کہا کہ خواجہ کہین سے پانی لاؤ اب پیاس کے مارے حلق خشک ہوا جاتا
[illegible] نے عرض کیا کہ ای حمزہ اب مین بار دگر آفت مین گرفتار ہونے نہ جاؤنگا ایک مرتبہ جو پانی لینے گیا تو
آدمی سے جانور بنگیا آخر خدا نے آپ تک پہونچا دیا کہ ببرکت اسم اعظم مین اپنی ہیئت اصلی پر آیا اگر اب کی مرتبہ
مین پھر پانی کی جستجو مین گیا تو یقین ہی کہ زندہ و سالم بچکر نہ آؤنگا میری بلا سی جان جائیگی آپ کا کچھ نہ جائیگا
اپنی زندگی سے ہاتھ دھوؤن تو پانی پینے کو جاؤن امیر چپ ہو رہے مگر پیاس سے زبان مین کانٹے پڑے ہین
بات نہیں کیجاتی بدن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین ناگاہ دور سے کچھ جانور اڑتے ہوئے دیکھے کچھ درخت
دکھائی دیے اسی طرف جلدی جلدی دوڑے جب وہان پہونچے دیکھا پانی تو نہیں ہی مگر ادہر ادہر دو گاؤن بسے
ہوئے ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پیرزال کورے گھڑے مین پانی بھرے ہوئے ایک گاؤن سے دوسرے
گاؤن مین لیے جاتی ہی صاحبقران نے کہا کہ خواجہ اس سے پانی لیا چاہیے عمرو نے بھی سوچا کہ اب کیا
اندیشہ ہی بیابان مین کچھ تنہا تو نہیں ہون جو کچھ خوف ہو چلکے اس سے پانی لانا چاہیے یہ اپنے دل مین سوچ کے
پکارتا ہوا دوڑا کہ اری بڑھیا تھوڑا سا پانی دیتی جا جب یہ کہتا ہوا اسکے قریب پہونچا وہ بولی کچھ دیوانہ ہوا ہی
کھالنس کھا گیا ہی ہرگز اسمین سے ایک قطرہ پانی کا نہ دونگی مین بڑی محنت سے بھر کے لائی ہون اگر تجھکو
ایسی ہی پانی کی خواہش ہی تو اس قصبے سے جاکے لے آ مجھ بڑھیا سے کیون مانگتا ہی عمرو نے کہا ارے
مادر مہربان آقا میرا حمزہ صاحبقران اسوقت پیاس سے بیقرار ہی ایک تھوڑا سا پانی دیدے آخر
تیرے بھی بال بچے ہین یا نہیں تجکو رحم نہیں آتا وہ دیکھ حمزہ صاحبقران آپہونچے ترس کھا کے یہ پانی انہیں
پلا دے مین اسکے عوض مین بہت سا پانی تجھے بھر لا دونگا اتنے مین صاحبقران بھی قریب آگئے اس بڑھیا کو
سلام کیا اور بے اختیار ہو کر اس سے پانی مانگا اسنے جو صورت امیر با توقیر کی دیکھی بیساختہ کہا کہ لو بیٹا پانی حاضر ہی
پیو اور بڑا سا آبخورہ ہاتھ مین تھا وہ بھر کر امیر با توقیر کو دیا اور کہا کہ لو پیو امیر پیاس کے مارے بیتاب تو ہو ہی رہے تھے

جلدی سے آبخورہ اُسکے ہاتھ سے لیا چاہتے ہین کہ یکایک آواز آئی کیون ای حمزہ تو بیچارا اپنے ہاتھ سے اپنی
جان دیا چاہتا ہی فریب مین آ کے جام زہر ہلاہل پیا چاہتا ہی ہوشیار ہو یہ پیر زال نرگس جادو ہی اور یہ پانی
زہر ہلاہل ہی صاحبقران زمان نے یہ صدا سنتے ہی آبخورہ زمین پر دے مارا فوراً دھوان اُٹھا زمین
پکنے لگی اُتنی جگہ سیاہ ہو گئی امیر کو یقین ہوا کہ بیشک یہ پانی زہر آلود تھا اگر ایک قطرہ بھی اسکا حلق سے
اُتر جاتا تو فوراً دم نکل جاتا خدا نے خوب بچایا شعر آیا تھا لینے حضرت دل آپ کو وہ ترک ✦ یہ کیسے آج خوب بچے
خیر ہو گئی ✦ یہ آواز سُنکے نرگس جادو یعنے اُس بنی ہوئی بڑھیا ستم کی پڑیا نے جو اِدھر اُدھر خیال کیا تو دیکھا کہ
ایک درخت کی ٹہنی پر ایک لال بیٹھا ہوا بول رہا ہی ابھی اسنے امیر حمزہ صاحبقران زمان کو ہوشیار کیا پانی
پینے سے روکا میرے دام فریب سے بچایا بگاڑی کراو گیسو بریدہ مین نے تجھے بچایا اور برق جادو اب مجھے
معلوم ہوا تو اس سے ملی ہوئی ہی مین بھی حیران تھی کہ کون ہمارے یہان سے اسکا شریک ہوا ہی اب معلوم ہوا
کہ تو ہی خیر سمجھا جائیگا کیون ای برق جادو دماسہ جادو نے تجھے اسی واسطے پالا تھا اور اپنے سارے گھر کا
مالک و مختار کر دیا تھا کہ تو اُسکے سارے گھر کو برباد کر دے مین پہلے تجھی کو گرفتار کرکے سزا دونگی بعد اُسکے
حمزہ سے سمجھ لونگی صاحبقران دوڑے کہ او لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتی ہی اور چاہتے تھے کہ
عقرب سلیمانی کا وار کرین فوراً وہ ساحرہ بزور سحر اژدہا سے آتش فشان کی صورت بنکے امیر حمزہ صاحبقران
پر دوڑی منہ سے قلاب آتشین چھوڑے کہ تمام خس و خاشاک صحرا کے جلنے لگے صاحبقران زمان نے اسم اعظم
پڑھکے دم کیا فوراً وہ اژدہے کی صورت مشکی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پاؤن مارنے لگی صاحبقران نے
فرمایا او مردار ذرا اپنی ہیئت کذائی تو دیکھ نرگس جادو نے جو دیکھا کہ صورت میری اصلی ہو گئی دل مین
نہایت شرمندہ ہوئی حیران ہو کے سامنے سے بھاگی امیر تو قہر با شمشیر برہنہ دوڑے نرگس جادو نے
دیکھا کہ اب امیر کے ہاتھ سے میری جان بچتے نہین معلوم ہوتی اسم [illegible] کا پڑھکے اپنے دونون شانون پر
دم کیا دونون طرف دو پر پیدا ہوئے پرواز کرکے آسمان کی طرف چلی جو پکارا کہ حمزہ اگر نرگس جادو آپکے
ہاتھ سے اسوقت بچکے صحیح و سالم نکل گئی تو برق جادو رسوا ہوگی قتل ہوگی حمزہ یہ زندہ بچکے نہ جانے پائے
صاحبقران نے جلدی سے ایک تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا جیسے ہی نرگس جب وہ اڑنے کے قابل تھی
کہ تیر چھپ اور اسفل سے اعلیٰ تک گذر کر مغز کو توڑکے باہر نکلا یا چرخ کھا کر زمین پر گری شور و غل کی آواز
بلند ہوئی گرد اُڑی اندھیرا چھا گیا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تلاطم بپا ہوا آواز آئی کشتی ہی مارا نام مین نرگس جادو
بود بعد تھوڑی دیر کے گرد و غبار بیٹھا اندھیرا دور ہوا تلاطم برطرف ہوا روشنی ہوئی کالی کلی برق جادو سامنے آئی
سلام کیا ایک سو ایک تختی الماس کی نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار عالمپناہ ارشاد شاہان سلطان
سلطانان زمان لقا صفات ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپنے بڑا کار نمایان کیا کہ مین لکا نہ
شوخ دیدہ گیسو بریدہ نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اگر کہین یہ آج بچکر چلی جاتی تو مجکو دماسہ کے سامنے خوب
رسوا کرتی مجکو تو یقین ہو گیا تھا کہ آج کسی طرح یہ بھید چھپ نہین سکتا ضرور افشا سے راز ہو گیا مگر خداوند کریم
آپ کو سلامت با کرامت رکھے کیا ہی تیر مارا ہی کہ یہ لکا نہ ہدف تیر قضا ہو گئی تمام کھٹکا اسکے خوف و اندیشہ کا گیا
سارا قصہ پاک ہو گیا مگر ای شہریار دیکھیے پھر آپ اسکے دام فریب مین آ گئے تھے پانی پیا ہی چاہتے تھے
اگر مین نہ ہوتی تو اُسنے آپکے دشمنون کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا اور مین تو کہین کی نہ تھی پوشیدہ آپکے ہمراہ تھی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ برق جادو تمنے خوب وقت پر آگاہ کیا نہین تو ہمارا کام تمام ہو چکا تھا یہ احسان بالاے احسان ہے شعر تا حشر نہ بھولیگی یہ امداد تمھاری + ہوگی نہ فراموش کبھی یاد تمھاری + اُسنے عرض کیا ای شہریار مین کنیز ہون ہر وقت راہ اسلام مین سر دینے اور جان نثار کرنے کو موجود ہون خدا آپ کو فتحیاب کرے اور ای شہریار اب آگے سرامہ جادو کا مکان ہے وہ دمامہ جادو کی بیٹی ہے مین وہ ایک جگہ کھیلکر بڑی ہوئی ہون مجھسے اُس سے کمال محبت و اتحاد ہے وہ علم سحر مین اپنا روزگار ہے دنیا مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی بڑے بڑے ساحر اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین خبردار اُسکے چار طرف پھرتے ہین سب جگہ جا سے آتے ہین اگر اُسکو آپنے مار لیا تو گویا دمامہ جادو کو مارا مگر مارنا اُسکا کچھ آسان نہین نہایت دشوار ہے آپکو ہر وقت اور ہر ساعت اُسکے مکر و فریب سے نہایت ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے اُسسے سوا خواجہ عمرو کے اور چاہیے کوئی مار سکے تو یہ امر بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے صاحبقران نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ سُنا خواجہ تمنے برق جادو کیا کہتی ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ صاحبقران عورت کے کہنے پر اعتماد نکرنا چاہیے اسے سودا ہو گیا ہے بھلا مین اُسے کیونکر قتل کرسکونگا اول تو مجھے اُسکا ٹھکانا نہین معلوم دوسرے راہ نہین کدھر سے اُس تک پہونچون برق جادو نے کہا کہ خواجہ پتا اُسکے مکان کا تم مجھسے سُن لو یہان سے سامنے سیدھے چلے جانا ایک دو کوس پر جاکے تمھین دریاے سیماب ملیگا اُس دریا کو طی کرکے تھوڑی دور اور آگے بڑھنا وہان ایک پہاڑ زمرد کوہ نام سے پکارتے ہین سرامہ جادو کا مکان ہے اور وہان سے شہر زمرد بہت ہی قریب ہے عمرو نے کہا کہ ای صاحبقران آپکو معلوم ہے کہ مین تین چیزون سے بہت ڈرتا ہون ایک تو دریا سے کہ جہان اُسمین غڑپ غڑپ ہوا پھر کچھ نہین ہو سکتا کیسا ہی کوئی تیراک چابک و چالاک ہو مگر جہان سر سے ذرا بھی پانی اونچا ہوا اور اُسکے حواس باختہ ہوے غوطے کھانے لگا ادھر غوطے کھاے اُدھر زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا کشتی عمر ڈوبنے لگی جان کا کہین تھل بیڑا نہ لگا چت پٹ لکڑی ملاحی پالتی سب بھول گیا آخر اُسی گرداب بلا مین تڑپ تڑپ کے غرق چاہ فنا ہو گیا دوسرے لقا بدار سے کہ جہان اُسنے چشم حیا پر برقع بیحیائی کا ڈال لیا شرم و حجاب اُسسے باقی نہین رہتا تیسرے ساحر سے کہ جہان اُسنے کچھ پڑھکر پھونکا کیسا ہی مرد میدان و شیر نیستان ہو مگر کچھ بہادری اور دلاوری اُسکی پیش رفت نہین جاتی مثل ایک گوشت کے لوتھڑے کے محض بیکار ہو جاتا ہے یا کیسا ہی عیار طرار فرار ہو لیکن ساحر کے آگے نہ کچھ اُسکی عیاری چل سکتی ہے نہ کوئی طراری کام آتی ہے حمزہ مین دیوانہ نہین ہون کہ مفت مین اپنی جان دون بھلا جنکا اچھا خاصہ خود شہر کے منہ مین اُسکا لوالہ بنتے کو گھس جاؤن لو یہ استعفا مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا سکندر رتبت ارسطو فطرت سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو خدا نے برق جادو کو کیسی توفیق و ہمت دی کہ اُسنے پھر رحم کیا اور یہ کبھی ہماری شکل سے بھی واقف نہ تھی دوستی اور ملاقات تو شے دیگر ہے چشم انصاف سے دیکھو یہ ہمارے ساتھ کیسی جانبازی و جان نثاری کر رہی ہے تمھین تو چاہیے کہ اور اُسکی تعریف و توصیف اور شکر گزاری کرو اور اُسکا دل بڑھانے کو ہزار ہزار تحسین و آفرین کہو لیکن بقول مصرع آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو ہے نہ کہ بخلاف اُسکے اور اُلٹے طعنہ زنی کرتے ہو یہ امر تمھاری فہم و فراست و عقل و کیاست سے نہایت بعید معلوم ہوتا ہے خواجہ نے امیر کی توقیر کر کے تو کچھ جواب نہ دیا مگر برق جادو کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ مین تو جانتا تھا تم میری دوست ہو مگر واہ واہ واہ کیا خوب حق دوستی ادا کیا سبحان اللہ

برق جل کے کہنے لگی جسکو کیا کام ہی جو تیرے جی مین آئے شدہ تو کہ معلوم ہوا کہ مجھے کچھ نہ ہوا ہی نہ ہوگا بعد اسکے
صاحبقران زمان سے گذارش کیا کہ اب مین نے آپ کو خدا کریم کے سپرد کیا بس مین زیادہ نہین ٹھہر سکتی
اب مین سرامہ جادو کے پاس جاتی ہون یہ کہکے اڑ کر چلی گئی بعد اسکے جانے کے امیر با توقیر نے عمرو سے ارشاد کیا
کہ خواجہ برق جادو تو جا چکی اب کہو سرامہ جادو کو کیونکر مارو گے عمرو بولا کہ حمزہ کیا آپ مجھے چاہ الماس مین
اسی واسطے لائے تھے کہ ہر جگہ پر اول دیجیے اور ہر ایک بلا مین مجھے ڈالیے واہ آپ کیا حق شناسی اور قدردانی
فرماتے ہین اپنے رفیق قدیمی اور خیرخواہ صمیمی کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے اور اسکی جان کو جان سمجھنا چاہیے
اس بیچارہ کی رفاقت اور جان نثاری کا یہی صلہ ہی جو آپ سے حاصل ہو رہا ہی گو کہ مین یہ جانتا ہون کہ اب
یہان سے نکلکر نہ جا سکونگا مگر اپنی جان تو بچا سکونگا مین آپ کی رفاقت سے درگذرا بقول شخصے جیتے جی کی
کمائی اگر جان ہی تو جہان ہی مثل مشہور ہی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر اپنی ہی جان نہ ہوگی
تو کسی کی رفاقت کیا کام آئیگی بقول شاعر شعر آہین کیا جو تربت پہ میلے رہے + یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے +
امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر تم سرامہ جادو کو مارو گے تو مین وعدہ کرتا ہون
کہ دو لاکھ روپیہ نقد تمکو دونگا عمرو بولا اے شہریار مین روپیہ سے درگذرا مجھے روپیہ نہین چاہیے اگر میری
جان صحیح و سلامت ہی تو ایسا ایسا دو لاکھ روپیہ بہت سا ہو رہیگا اور اگر خدا نخواستہ مین ہی نہ ہوا تو بتاؤ وہ
روپیہ میرے کس کام آئیگا میرے بعد لوگ اسکا حصہ بخرا کر لینگے کسی سے یہ بھی تو نہ ہوگا کہ میری قبر مین وہ
روپیہ کو رکھدے اور مین نہین جانتا کہ مین نے کیا دشمنی آپ کے ساتھ کی ہی کہ آپ ہر وقت میرے درپی
قتل ہین اسطرح کے تو امور اپنے دشمن قوی اور حریف زبردست کے ساتھ کرتے ہین کہ یہ کسی طرح
مارا جاسے معلوم ہوا کہ آپ میرے دشمن جانی ہین چاہتے ہین کہ کسی طرح یہ دفع ہو آپ ایسا میرا دشمن جہان
مین پیدا نہ ہوگا امیر عالیشان نے ارشاد کیا خواجہ تم جو چاہو میری نسبت اسوقت گمان فاسد کرو مگر واقعی امر
تو یہ ہی کہ سوا تمہارے اور کسی کا یہ کام نہین اور اسپر کیا موقوف ہی جب امیر کو کوئی آفت دیکھینگے مقرر ہمارے
شریک ہوگے عمرو نے جواب دیا کہ اچھا اگر یہی منظور ہی تو بھلا دو لاکھ روپیہ مین میرا کیا ہوگا مین خود کیا
کھاؤنگا کیا پیونگا بال بچون کو کیا دونگا قرضہ کسکا ادا کرونگا کم سے کم چار لاکھ روپیہ تو دیجیے کہ کچھ میرا بھلا تو ہو
حاتم دوران امیر عالیشان نے منظور فرمایا کہ اچھا ہم چار ہی لاکھ روپیہ دینگے تم منزل مقصود کا ارادہ کرو جب
امیر نے چار لاکھ روپیہ دینا منظور کر لیا تو عمرو نے ایک فرد چار لاکھ کی لکھی ہوئی نکالی امیر کے ہاتھ مین دی کہ اسپر
مہر کر دیجیے امیر نے جو فرد کو ملاحظہ فرمایا تو اسمین لکھا ہوا تھا منکہ امیر حمزہ صاحبقران ابن عبدالمطلب ساکن
شہر مکہ کا ہون جو کہ مبلغ چار لاکھ روپیہ سکہ رائج الوقت کہ نصف اسکے مبلغ دو لاکھ روپیہ ہوتے ہین خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری سے بمقام چاہ الماس بطور قرض کے لیکے اپنے تحت تصرف مین لایا لہذا اقرار کرتا ہون اور لکھے
دیتا ہون کہ عندالطلب دیکھتے ہی فرد ہذا کو زر مذکور مع اصل و سود عمرو کو دیدیے اور اگر ایسا نا خلاف اسکے ظہور مین
آسے تو خواجہ موصوف کو اختیار ہی کہ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے وصول کر لین مجھکو کوئی عذر و حیلہ
نہ ہوگا لہذا یہ چند کلمے بطریق تمسک کے لکھدیے کہ سند ہو اور عند الحاجت کام آوے فقط امیر فرد کو دیکھتے ہی
متبسم ہوے اور چاہتے تھے کہ کچھ کہین مقبل نے التماس کیا جلدی مہر کر دیجیے امیر نے مقبل کے کہنے سے اس
کاغذ پر مہر فرمائے عمرو کے حوالے کیا خواجہ نے اسے بحفاظت تمام زنبیل مین رکھ لیا اور صاحبقران کو مع

مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے ساتھ لیکر روانہ ہوا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا ان سب کو تو وہان ایک مقام پر پوشیدہ کر دیا اور اپنی صورت ایک کلاونت کی بنائی کہ جامہ جکن کا گلے مین اُسپر سبز و سرخ ریشم کی بوٹیان بڑی ہوئین گول پگڑی سر پر اُسپر گوشوارہ ایک انگشتی شال کے حاشیہ کا بندھا ہوا دوپٹہ ہمدوسہ کیا ہوا دونون کاندھون پر پائجامہ قلندرے کا دھویا ہوا پانؤن مین عصا ہاتھ مین ایک پیر ضعیف منحنی اندام پست قامت بنکر دامن کوہ سے نکلکے سامنے دریاے سیماب کے آیا دیکھا کہ پر مواج دریاے زخار بہ رہا ہی نہین معلوم کہان سے کہان تک تھا مگر عرض اُسکا عرض کیا جاتا ہی کہ کوئی تین کوس کا ہوگا اُس دریا کو دیکھکر ہاتھ پانؤن مین لرزہ ہوا اور دل ڈوبنے لگا اُس پار دریا کے ایک طرف زمردکوہ ہی اور ایک جانب مکان سراسر جادو کا معلوم ہوتا ہی لب دریا اُسکا پائین باغ ہی دیوار باغ کی گنگا جمنی ایک اینٹ چاندی کی ایک اینٹ سونے کی زیر دیوار باغ تیس چالیس مورپنکھیان کہ سرون پر اُنکے طاؤس بنے ہوے سینے اُنکے زمرد کے مالے مروارید سفید کے منہ مین لیے دونون بازو کھولے ہوے نظر آتے ہین کہ ہر مورپنکھی پر تکیہ تمامی کا کھنچا ہوا چھال منقش کی گرد موسے تھا سین آویزان کچھ ملاحیان پھلکے زربفت کے پہنے ہوے دوپٹون کی گاتیان بندھی ہوئی جوڑون مین پھلکا لگا ہوا لوٹ بچھوے پانؤن مین پہنے ہوے ڈانڈین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوے ٹھیکے سپید در کے ہاتھون پر دیے ہوے کشتیون پر سامنے استادہ ہاتین عمرو اس پار ایک مقام پر چادر بچھا کر بیٹھ گیا اور کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نی کی نکالکے تفلیان اُسکی درست کر کے بجانے لگا اور باواز بلند یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

کیوں نہ جائے کو دہان چاہیے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین اُنکی ستم سے خالی
کوچۂ اُس حور شمائل کا ہی جنت میری
ذکر تو میرا بہ طور گیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے لوٹی گئی دولت میری
وہ میان تو بیرا بہر حال اُنھین رہتا ہی
پھر جہنم ہی نہ میلا نہ ہی جنت میری
آپ اشرتا تم بہت کیون تیر کیان آنے سے
میری عزت کا سبب ہو گئی ذلت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجکو قرار
اے جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

خاک سے کوچۂ جانان کی ہی طینت میری
ای مسیحا یہ نقاہت سے ہی صورت میری
کرتے ہین خانۂ اغیار مین دعوت میری
پاس جز داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین دیکھتے ہین کیا گل و بلبل کو حضور
اُنکے دل مین ہی محبت کہ عداوت میری
بخیلا آرزوئین گشتہ ہوئی ہین لاکھون
کون ہی پاس اگر ہی بھی تو حسرت میری
وہ نہ آئے تو گیا مین بھی نہ اُنکے گھر پر
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

مجھسے فرماتے ہین وہ سنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرۂ باغ جنان کون سنے
لیسکے چرخ حسکو وہ ہی دولت میری
دل کو وہ لیگئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اسمین خو آپ کی ہی اسمین ہی خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہی تو
روز عاشور ہوئی ہی شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھون سے بخشا
بڑھ گئی اُنکی نزاکت سے نقاہت میری
گر اُنھین بھی کوئی لیجائیگا آنسا بیرحم

آواز بانسری کی جو اُنکے کان مین پہونچی ایک نے دوسری سے کہا لوا کیا اچھی صدا ہی آ نزدیک چلکر سنین غرض اپنی اپنی مورپنکھیان کھے کر اس پار لائین ادھر خواجہ عمرو نے گوشۂ چشم سے دیکھا کہ میرے گانے کا اثر پیدا ہوا سبکی سب سنتے کو چلی آئین اور بھی جی کھولکے اور جان توڑ کے گانے بجانے لگا وہ سب کی سب بیتاب ہو ہو کر کشتیون سے اُتر اُتر کے نیچے آئین چار طرف سے عمرو کو گھیر کر بیٹھ گئین اور سنتے سنتے یہ عالم محویت بہم پہونچا کہ روپیہ اشرفی چھلا انگوٹھی عمرو کی چادر پر پھینکنے لگی ہین

اور جب عمرو چپکا ہوتا ہے یہ پھر نہین کرتی ہین اور گواتی ہین چار چھ گھڑی تک عمرو نے خوب گا بجا کے بانسری ہاتھ سے
رکھی اُن سبھون نے پوچھا اے عزیز تو کہان کا رہنے والا ہے اور یہان کیونکر آیا یہان تو کوسون اور منزلون
آدمی کا نام نہین اشعار کہان تھی راہ ہوا کس طریق سے آنا + مگر ہے سر حد ملک صدمہ یہ ویرانا + اُداس دھوپ
دُھندھی چاندنی نکلتی ہے + ہوا ہمیشہ یہان ڈر سے تیز چلتی ہے + عمرو نے جواب دیا صاحبو مین زرجد شاہ کا
کلاونت ہون شہر زرجد نگار مین رہتا تھا وہان خدا پرست آ گئے ہوئے ہین ایک ہنگامہ ہو رہا ہے گانے
بجانے کو کون پوچھتا ہے اب کوئی قدر دان اور جوہر شناس نہ رہا ناچار ہو کر اُس شہر سے نکلا سفر اختیار کیا
شہر بہ شہر پھرنے لگا اتفاق کار اب مین نے سُنا کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو علم موسیقی سے نہایت
ذوق رکھتی ہین اور چاہ الماس مین رہتی ہین راہ پوچھتے پوچھتے ادھر آیا پہلے کو چاہ الماس مین گیا یہان
تو خوبی طالع سے پہونچا ہون مگر حیران ہون کہ اس دریا سے کیونکر گذرون اور کس طرح ملکہ کی حضوری
حاصل کرون اُن سبھون نے جواب دیا اے عزیز قسمت تیری بہت اچھی ہے اب تو ایسی جگہ پہونچا ہے کہ
دولت دنیا سے نہال اور زر و جواہر سے مالا مال ہو جائیگا دمامہ جادو سے بہتر ہماری ملکہ ہے وہ اسقدر
دیگی کہ پھر تجھے یہان سے وہان جانے کی حاجت نہ رہیگی عمرو نے پوچھا تمہاری ملکہ کا کیا نام ہے یہ کس خاندان
سے ہے سب نے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ ملکہ سرامہ جادو کا مکان ہے یہ شہر زمرد کی رونق اور چشم و چراغ
ملکہ دمامہ جادو کی ہے بلکہ دمامہ جادو تو پیر ہو چکی اُسکو اب ان چیزون کا کہان مزہ ہے مگر یہان ملکہ سرامہ جادو
صاحب ہمت و سخاوت ہے جسکو چاہے ایک دم مین نہال کر دے لاکھ دو لاکھ دیدینا اُسکے سامنے کچھ بات نہین
اور علم موسیقی کی تو عاشق ہے اور خود بھی اس فن مین نہایت دخل رکھتی ہے + اگر تیرا ذکر سُنیگی اور تو اُسکے سامنے
گائیگا تو تجھے طرفۃ العین مین مالا مال کر دیگی اور پھر عمر بھر ایک دم اپنے سے جدا نہ کریگی عمرو نے کہا شعر
کب لگاتا ہے کوئی اس دل بیمار کا مول + سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے عرض مال کا مول + صاحبو بھلا مجھ
وطن آوارہ غریب بدنصیب کا کون اُسکے آگے ذکر کریگا جو وہان تک میری رسائی ہوگی مجھے تو تم ایسے کچھ
سُننے والے قدر دان سمجھاتے ہین جو مجھے سُنکے اپنا دل خوش کر لیتے ہین مجھے اُسکے عوض مین کچھ دیتے ہین
کہ اپنا پیٹ پالتا ہون اور بال بچون کی پرورش کرتا ہون ان سبھون نے ایک زبان ہو کر کہا لو اور سُنو
واہ میان جی واہ یہ خوب کہی کہ ہم ایسے لوگ تمھین سُنکے دل خوش کر لیتے ہین وہی کچھ ایسا تمھین دیتے ہین کہ
تمھاری بسر ہو جاتی ہے بھلا ہماری اوقات ہی کیا ہے جو ہم تمکو کچھ دینگے اور تم تو بادشاہ وزیرون کی صحبت
کے آدمی ہو غریبون سے تمھارا کیا کام نکلسکتا ہے اور بالفرض کہ یہ بھی سہی تو ہمنے کبھی ایک دن تمھین
سُنا لیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم اپنے مرتبے کے واسطے آپ ہی تمھارا ذکر اپنی
ملکہ سے کرینگے وہان تم گئے اور روزگار نا سُننے مین آیا تم خاطر جمع رکھو یہین بیٹھے رہو کہین جانا نہین ہم ابھی
ملکہ سے جا کے کہتے ہین اور تمھین یہان سے لیے جاتے ہین عمرو نے کہا ساحری تمھارا بھلا کرے کہ مجھ
غریب پر تمنے ترس کھایا القصہ وہ یہ کہہ کے عمرو کو وہین بٹھا کے خدمت مین سرامہ جادو کی گئین وہ وقت
ہے کہ سرامہ جادو اپنے محل مین بیٹھی ہوئی ہے گرد و پیش اُسکے انیسین جلیسین ہمرازین محرمین سب باہم
جمع ہین گائنین موجود ہین سازندے بیٹھے ہین گانا ہو رہا ہے سرامہ جادو کہہ رہی ہے اے صاحبو مین نے
زر کثیر اُٹھایا بڑی بڑی دور سے نامی گویون کو بلوایا مگر کسی کو اچھا نہ پایا آج تک کوئی ایسا نہین پایا جسکے سُننے

محویت ہو جاے بیہوشی و خود فراموشی کا عالم دل پر چھائے معلوم ہوا اب کوئی اچھا گانے والا نہ رہا فقط نام ہی نام باقی رہگیا اور یہ جو لوگ میرے پاس ہین اُنسے اچھا تو مین خود گا لیتی ہون سب نے کہا بلا لین آپ کا تو مثل نہین ہی ہمنے یہ گلا کسی کا دیکھا ہی نہین اسطرحکا آج تک کوئی سُنا ہی نہین آپ کے سامنے کیا کوئی گائیگا کیا کوئی بجائیگا اس زمانے مین صرف آپ کے دم سے یہ فن زندہ ہی ورنہ سوا آپ کے اور کوئی نظر بھی نہین آتا ہی چہار طرف سے لوگ تعریفین کر رہے ہین ملکہ نشۂ باد و کبر و نخوت سے جھوم رہی ہی اُسمین اُن ملاحنیون نے آکے سلام کیا اور ہاتھ باندھ کے کھڑی ہو گئین سر اسمہ جادو نے جو انکو خلاف وقت حاضر دیکھا پوچھا خیر باشد آج تم سب کی سب کیون کھڑی ہو کیا کچھ کام ہی سب نے دست ادب باندھ باندھ کے عرض کیا قربانت شوم یہان اسوقت ہم لونڈیون نے جو گانے بجانے کی صحبت دیکھی ہم بھی آ کھڑے ہوے کہ حضور کو سُنلین اور آج ہمنے بھی ایک گویے کو سُنا ہی کہ تمام عمر نہ سنا تھا اس معلومات کا شخص کبھی نہ دیکھا تھا کیا خوب گاتا اور کیا بجاتا ہی اگر حضور سُنین تو اُسے بہت پسند کرین یقین ہی کہ اپنے پاس سے عمر بھر جدا نہ کرین سر اسمہ جادو انکے کلام سے بہت قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنے لگی دور ہو حرامزادیو تو بھی ایسی ہو گئین کہ گانے کا اچھا برا جاننے لگین شعر عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل + چھچھوندر لگاوے چنبیلی کا تیل اری مردار تم تو کہیا جانو یا علم موسیقی کے راگ مالون کو پہچانو بس زیادہ نہ جہاٹ مارو اتنا جھوٹھ نہ بولو ان سبھون نے عرض کیا بلا لین حضور یہ تو سچ فرماتی ہین کہ ہم بھلا اسکے پردے کی باتون کو کیا جانین اچھا برا کیا پہچانین لیکن ہم بھی تو حضور ہی کا نمک کھاتے ہین آپکی صحبت ہر وقت دیکھتے بھالتے ہین اس فن کو گو کہ نہین جانتے مگر رس تو ضرور سہی حضور کے فیضان صحبت سے کچھ تو ہم بھی ضرور سمجھ لیتے ہین اگر حضور کو ہمارے عرض کرنے کا یقین نہین تو آپ اُسے بلوائین اور ایک آدھ تان سُنین پھر حضور کو لونڈیون کا جاننا نہ جاننا آپ ہی معلوم ہو جائیگا ہمارا جھوٹھ سچ کھل جائیگا اگر اچھا ہو گا سُنیے گا برا ہو گا کچھ دیکے رخصت کیجیے گا اور کنیزین اُس سے وعدہ کر کے آئی ہین کہ ہم اپنے مالک کو تیرا گانا سُنوا دینگے حضور اُسے بلا کے سُن لین پسند آئے نہ آئے سے کچھ مطلب نہین سر اسمہ جادو نے اسقدر اصرار ملاحنیون کا سُنکے حکم دیا کہ اچھا تمہاری خوشی ہی تو اُسے جا کے بلا لاؤ بس یہ سُنتے ہی سب دعائین دیتی ہوئین خوشی خوشی روانہ ہوئین یہان عمرو بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی اب دن بھی تھوڑا سا باقی ہی کہ سامنے سے وہ ملاحنیان آئین اور کہا چلو صاحب ہم تمہارا ذکر کر آئے بڑی مشکل سے ملکہ راضی ہوئی ہین انکو ہمارے کہنے کا ہرگز اعتبار نہ تھا مگر اب آبرو ہماری تمہارے ہاتھ ہی ذرا ملکہ کے سامنے خوب گانا بجانا لیکن ایسا نہ کرنا کہ جی لگا کے نہ گاؤ تو مفت مین ہمین بھی ذلت ہو کہ واہ اسی گانے بجانے کی تعریفین کرتی تھین اور تمہین بھی کچھ قدر قلیل ہی فائدہ ہو عمرو نے کہا کہ مین اپنے فائدے کے لیے آپ ہی جان توڑ کے گاؤنگا تمہارے کہنے کی کیا ضرورت ہی ایسا تھوڑی کرونگا کہ مین بھی بے نیل مقصود پھر آؤن اور تمہین بھی ذلت دلواؤن غرض وہ سب کی سب عمرو کو ساتھ اپنے کشتی پر سوار کر کے اُس پار لائین داخل باغ کیا عمرو نے دیکھا کہ باغ نہایت خرم و شاداب پھولا پھلا لاجواب درخت عجیب میوہ ہاے غریب روشین آراستہ چمن پیراستہ کیاریان پیاری پیاری ہر طرف نہرین جاری طائران خوش الحان شاخون پر چہچہہ زن کبک دری روشون پر قہقہہ زن ہواے روح افزا چل رہی ہی نکہت گل سے دماغ جان معطر ہو جاتا ہی نہر چھوٹنے مین نسیم عنبر شمیم کے دل کو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہوتا ہی عمرو سب طرف کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ سامنے ایک بارہ دری عالیشان دکھائی دی

در اسکے زمرد سبز کے تراشے ہوئے چھت یاقوت سرخ کی بنی ہوئی آگے سائبان مخمل سرخ کا کھنچا ہوا جھالر پیش
کی اسمین لگی ہوئی اسمین موتی ٹنکے ہوئے چوبین اسکی جواہر نگار مرصع کار تمام بارہ دری مثل فردوس کے بجی ہوئی
قریب آٹھ سو عورتون کے وہان موجود ہر ایک از پاتا فرق دریاے جواہر مین غرق لباس رنگ رنگ کا
پہنے ہوئے کھڑی ہین اور ایک مسند جواہر نگار پر ایک جادوگرنی کو بیٹھے دیکھا کہ رنگ مانند آبنوس کے سیاہ
بڑے بڑے گومڑے ماتھے پر اور گالون پر کمال بدصورت نہایت کریہ منظر لباس شاہانہ پہنے ہوئے عمرو نے
سامنے جاکر سلام کیا ہاتھ اٹھاکے دعا دی کہ اعلی اعلی مراتب رہین چراغ ملکہ دامہ جادو شہنشاہ ساحران کا
ہمیشہ روشن رہے اسنے ایک کبر و نخوت سے عمرو کو دیکھا کہا اچھا بیٹھ جا احوال پوچھا تو کون ہی کہان سے آیا ہی
عمرو نے جو ان ملاحینون کے سامنے کہا تھا وہی اسکے بھی بیان کیا وہ بولی کہ یہ ملاحینان بہت تیری تعریف
کرتی ہین عمرو پکارا بلائین لون تمام عمر یہی کرتے گذری ہی حضور سے زیادہ ذالستدار کون ہی غلام بھی
آپ کا نام سنکے آیا ہی حضور کی پسند آؤن تو جانون کہ مجھے بھی کچھ آتا ہی کہا خیر ہم سنینگے اور حکم دیا کہ کوئی
جاکر ہمشیرہ برق جادو کو بلا لاے جب تک وہ نہ آئیگی ہم اسکا گانا نہین سُنینگے ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ آسمان پر
بجلی چمکی اور برق جادو ہنس پر سوار نمایان ہوئی سامنے آکر سلام کیا سرامہ اٹھ کھڑی ہوئی برق جادو سے
لپٹ گئی اور کہا ہمشیرہ مین انتظار مین تھی ابھی تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا بہن ابتو چار چار چھ چھ دن گذر جاتے ہین
کہ تمھاری صورت بھی نہین دیکھنے مین آتی خیر تو ہی ملاقات نہونے کا کیا سبب ہی برق بولی کہ ہمشیرہ تمھین کیا
معلوم تم اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہو ساری بلا تو ہمارے سر ہی تمھاری والدہ صاحبہ نے تمام کاروبار
ہمارے سپرد کیا ہی ہمین فرصت عیش و عشرت کی کہان ایک دم لینے کی تو مہلت نہین تمھارے پاس تک
کیونکر آسکین تمام چاہ الماس کا بندوبست میرے حوالے ہی اور آجکل حمزہ چاہ الماس مین آیا ہوا ہی
تمھاری خالہ نرگس جادو کو مار چکا ہی چاہ الماس مین قیامت برپا ہی خداپرستون کا زور ہو رہا ہی عجب طرح کے
تلاطم کا شور ہی مین اس فکر مین ہون کہ کسی طرح اُسے گرفتار کرکے ملکہ دامہ جادو شہنشاہ ساحران کے
پاس لیجاؤن تاکہ سرخرو ہون نہین تو دیکھیے کیا ہوتا ہی سرامہ نے پوچھا ہمشیرہ حمزہ نے خالہ امان کو کیونکر
مارا وہ تو علامۂ دہر آفت روزگار تھین برق بولی بہن یہ مین نہین جانتی کہ حمزہ نے ایسی زبردست
ساحرہ کو کیونکر مارا اسی سبب سے میرے ہوش و حواس اور بھی بجا نہین ہین کہ جب اُن ایسی رسیدہ
جہان دیدہ کو مار اُتارا تو بھلا اور کسی کی کیا حقیقت ہی سرامہ جادو بولی کہ ہمشیرہ تم اپنے دل مین کچھ
تردد اور اندیشہ نکرو ایک طرفۃ العین مین مین اُسکو مار لونگی وہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہی نہین معلوم کہ
خالہ نرگس جادو کس سبب سے ماری گئین اور یہ ہنگامے اُنکے دم سے رہینگے اسکا غم و اندیشہ کیا ہی کوئی اپنے کو
کہان تک غم مین گھلا دے آخر کوئی دم آسائش و آرام بھی کرے یا نہ کرے بہن آج ایک گویا آیا ہی لوگ اسکی
بہت تعریفین کرتے ہین ہمنے بغیر تمھارے اُسے سُنا نہین خوب ہوا کہ تم عین وقت پر آگئین آؤ بیٹھو اسکا گانا
سنو برق جادو بولی کہ ملکہ اس وقت گرمی بہت ہی آؤ کوٹھے پر چلکے بیٹھو سرامہ جادو اٹھ کھڑی ہوئی اور
برق جادو کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر آکے ٹہلنے لگی اب دن کوئی ایک گھڑی بھر باقی ہی عجب سہانا وقت ہی
آسمان پر شفق پھولا چاہتی ہی طائر اپنے اپنے نشیمنون کی راہ لیے رہے ہین آفتاب غروب ہونے کو ہی
چاندنی نکلنے کو ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی سامنے دریا لہرین مار رہا ہی تختہ گلاب کا کھلا ہوا

معلوم ہوتا ہے نگینہ تمامی کا کھنچا ہوا ہے فرش بادلے کا بچھا ہوا ہے سرامہ جادو مسند پر آکے بیٹھی کہا لاؤ اس کلاونت کو مصنوعی کلاونت یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے آکر سلام کیا برق جادو حیران حیران دیکھنے لگی پہچانا نہیں اپنے دل میں خیال کر رہی ہے کہ گویا چاہ الماس میں کدھر سے آیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا سوچتے سوچتے دل میں آیا کہ کہیں یہ وہی دزد باریک گردن لک لک یا مکار عیار عمرو بن امیہ ضمری تو نہیں ہے پھر غور سے دیکھا جب بھی نہ پہچانا عمرو نے ملکہ برق جادو کو دیکھا کہ عجب عالم ہے چہرہ مانند ماہ تابان اور مہر درخشان کے روشن ہے ٹیکا سیندور کا پیشانی پر گویا ہاتھ میں ماہ تابان کے چراغ دیدیا ہے شاخ گل سے دست و بازو پنجہ پنجۂ مرجان چاند سا سینہ پیشتر از آب روان کی پیتے ہوئے چھاتیان مانند کاسۂ حباب کے اسمین سے معلوم ہوتی ہیں دوپٹہ چاند تارے کا گردن سے ڈھلکا ہوا کاندھے پر پڑا ہوا غرض سرامہ جادو نے عمرو سے خطاب کیا کہ اے کلاونت ہمشیرہ بھی انگی اب تو کچھ گا عمرو نے عرض کیا بالجان ابھی میں حاضر ہوں اور سازندوں سے جو وہاں تھے کہا کہ ہان بھیا تم ذرا ساز ملاؤ کہ سماں بندھ میرا دوشالہ بیہ میں کچھ کہہ سکوں سبھوں نے کہا بہت اچھا ہم موجود ہیں اور سب ساز اپنے ملانے لگے عمرو نے جوڑی ہفت بیوندی نے کی نکالے لگے قلقلیان ملائیں جب ساز ملتا اسنے بانسری بجانا شروع کی اور یہ غزل گانے لگا غزل

موتے ہیں ہم آپکے کوچے میں آنے کے لیے
خضر دل موجود ہی رستہ بتانے کے لیے
سہتے ہیں کیا کیا ستم گردون سے ہم بلبل نوا
سب سے رخصت ہو چکے ہیں غربت میں جانے کے لیے
آپکے نقش قدم کی ہے تلاش اسواسطے
لوگ ابد اسوقت ہیں بستی بسانے کے لیے
خون کا ارمان اٹھے دم میں لکھون قتل ہون
منتظر بیٹھے ہیں کب تیرے آنے کے لیے
دیدہ و دل دونون تیری راہ میں قربان ہیں
آنکھیں روشن کو ملیں ہیں الم اٹھانے کے لیے
انکی چشم و لب کے فتنے میں ہے سب نابود بود
دوست آمادہ ہیں آفت میں پھنسانے کے لیے

دل وہ دل ہے جو ہو تیر کا ناز اٹھانے کے لیے
آرزو کرتے ہیں سب جنت میں جانے کے لیے
دل سے باتیں ہوں تو سکیں تیرے نہیں ممکن ہی
مشق کرتے ہیں تمھارے ناز اٹھانے کے لیے
دل میں جا دیتے ہیں یا دعارض پر نور کو
چاہیے تھوڑی سی جا تربت بنانے کے لیے
لاش اپنے دلبر کی دفن کر کے آئے ہیں
آپ بیٹھیں تھوڑا مہندی لگانے کے لیے
ہے جو اہل حشر میں برپا قیامت ایک دن
ہے وہ تیری یاد کو یہ ناز اٹھانے کے لیے
سر واہی کرتے کیا عجب مرجاؤں میں
قتل کرتے کے لیے وہ یہ جلانے کے لیے
کیوں نہ دیوانوں میں شور حشر برپا ہو جنون

سر وہ سر ہی جو ہو تیرے آستانے کے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہے کو راہ عشق میں
سینہ الم زخم ہے تیرے ناز اٹھانے کے لیے
قبر کا ہے دھیان بیٹھے جا ہیں سارے خیال
اٹھتے ہیں ہم گھر میں لگانے کے لیے
اپنے در سے تم اٹھا کے دیتے ہو عشاق کو
جستجو ہی ڈھونڈھ سے پانی کو بہانے کے لیے
اب لبوں پر دم ہے جلدی کہیں روز وصال
کشتہ تیر جفا ہے شاید ہی آنے کے لیے
مجکو تقسیم ازل سے بس یہ دو تحفے ملے
ہوتی ہیں ٹھنڈی ہوائیں نیند آنے کے لیے
میرے عصیان کی گواہی کر رہے ہیں عفو تن
جاتے ہیں رگ گاہ وہ بستری کا پڑھانے کے لیے

ایسا گایا ایسا بجایا کہ سب محو ہوگئے مع سرامہ جادو کے سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور برق جادو کہ اسکی نے نوازی پر عاشق تھی اسے دریافت ہوا کہ یہ اور کوئی نہیں عمرو ہے بے اختیار رو رہی تھی اس رخسارہ زیبا پر جو آنسو جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الماس کی تختی پر گوہر بے بہا غلطان ہیں یا صدف کے منہ سے گوہر آبدار نکل رہے ہیں یا ماشاء اللہ قدرت نے عروس بنانے کے لیے موتیوں کا سہرا منہ پر ڈالا ہے واہ واہ کی آواز بلند ہے اور سرامہ جادو ہزار ہزار تحسین و آفرین کر رہی ہے عمرو نے جب بانسری کو بجا کے ہاتھ سے رکھدیا سرامہ جادو نے کہا اے عزیز میں ملکہ دامہ جادو کے سر کی قسم کھا کے کہتی ہوں کہ تو اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا چونکہ مجھے بھی علم موسیقی کا شوق ہے اور ہمیشہ اسی کا ذوق ہے میں نے بڑی بڑی دور سے بڑے بڑے نامی گویوں کو بلوا کے سنا اگر کسی کو صاحب کمال اوسد

صاحب تاثیر نہ پایا ای شخص فی الحقیقت تو صاحب کمال اور یگانۂ آفاق ہی آج تیرا ثانی دنیا مین کوئی نہین ہی کہکے
ایک مالا مروارید سفید کا نہایت بیش قیمت تھا موتی اُسکے گول سڈول قد مین بعینہ کبوتر شیرازی کے برابر تھے
اپنے گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا خلعت عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو توڑے اشرفیون کے اسے دو پھر کہا کہ
ابھی مین نے تجکو کچھ نہین دیا ہی تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک کرونگی تو نے ایک عمر مین آج میرے دل کو
محظوظ و مسرور کیا ہی عمرو بولا قربانت شوم تمام عمر مین مین نے ایک قدردان پایا ہی مین ابھی اچھی طرح
سے نہین گایا ہون کسی روز گاؤنگا اور تنہا بھلا کیا گاتا مثل مشہور ہی اکیلا نہ روتا بھلا نہ ہنستا بھلا سنگتی کوئی
میرے ساتھ نہین ہی اگر سنگت میری درست ہو اور ہمراہی میرے میرے ساتھ ہون پھر سنیئے کیسا گاتا ہون
اور دیکھیے کہ مین کیا کرتا ہون سر اسمہ جادو نے کہا کہ ساتھی تیرے کہان ہین اسنے عرض کیا بلبیان لون ہین
ہین اُسنے پوچھا یہان کہان اسنے عرض کیا کہ دریا پار حاضر ہین مین اُنکو ایک جگہ بٹھا کر یہان آیا تھا اگر حضور کا
حکم ہو تو اُنکو جاکے بلا لاؤن سر اسمہ بولی ایسا نہ ہو کہ تو وعدہ و حیلہ کرکے چلا جاے اور پھر نہ آے تو مین جیسے
اچھی طرح سننے کا اشتیاق ہی رہجاے عمرو نے گذارش کیا ای ملکۂ آفاق آپ سا قدردان کہان پاؤنگا در بدر
خاک چھانتے چھانتے آپ تک پہونچا ہون میری آرزو تو یہ ہی کہ تمام عمر اب ان قدمون سے جدا نہ ہون سر اسمہ
نے کہا تو پتا بتا دے ہمارے آدمی جاکے بلا لائینگے عمرو نے کہا ای ملکہ وہ زنان وہ کسی کے بلانے سے نہ آئینگے وہ
تو سپاہی وضع ہین مجکو اپنا بزرگ نہین جانتے بڑے بانکے ٹیڑھے ہین مین ہی جاؤنگا تو وہ آئینگے اور مین
ابھی جاکے اُنھین لیے آتا ہون کیا کچھ دیر تھوڑی ہوگی شہر یہان سے مین بیک صبا کی طرح سے + گیا اور دم
مین اُنھین لیکے آیا + سر اسمہ جادو نے اور دو توڑے دیے اور کہا میرے سر کی قسم کہا کہ دغا تو نہ کریگا پھر
آئیگا عمرو نے دوڑکے سر اسمہ کے قدمون پر ہاتھ رکھدیا کہ مین ضرور اُنھین لیکے حاضر ہونگا اس امر مین کبھی
دغا نہ کرونگا اور پھر بکمال ادب ملتمس ہوا کہ ای ملکۂ گیتی ستان دریا مین ہزار ہا دن بابین صدہا آفتین ہوتی ہین
مجکو آتے جاتے اندیشہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی گذربال وغیرہ غلام کو نہ کہا جاے سر اسمہ جادو نے ایک انگوٹھی
اپنے ہاتھ سے اُتار کے دی کہ اسے پہن لے اسکے باعث سے کوئی جانور موذی تیری طرف رُخ بھی نہ کریگا
اب جاکر جلدی اپنے ساتھیون کو لا میرے سر کی قسم دیر نہ کرنا دیکھون کتنا جلدی آتا ہی اور ملاحنیون
سے کہا کہ جلد اسے اُس پار پہونچا دو اور فورًا اسکو اسکے ساتھیون سمیت لے آؤ مین تمہین انعام دونگی
ملاحنیان عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوئین باتین کرتی ہوئین کہ دو میان کلاونت تمنے ہماری سر اسمہ جادو کی
داد دہش دیکھی ہمارے کہنے کی تصدیق ہوئی ملکہ تمسے بہت محظوظ ہوئین خواجہ عمرو نے کہا ابھی کیا ہی دیکھیو
تو کیسا اُنکو راضی کرتا ہون بھلا وہ بھی کیا یاد کرتی ہین زندگی بہر تو انکو کسی نے ایسا خوش کیا ہوگا جیسا
مین کرونگا غرض یہی باتین چیتین کرتا ہوا کشتی پر سوار ہوکر پار اترا کہا تم کشتی یہین لگائے رہو مین ابھی اپنے
ہمراہیون کو لیکے آتا ہون وہ سامنے درۂ کوہ مین میرے منتظر بیٹھے ہوے ہین عمرو اُن سب سے یہ کہکر ادھر
روانہ ہوا یہان دامن کوہ مین مقبل وفادار کرب غازی ابو الہول دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ خدا جانے عمرو کو کیا ہوا جو صبح سے ابھی تک نہین آیا نہین معلوم
اُسنے کیا کیا کہان گیا ابو الہول بولا کہ وہ اپنے داؤن گھات مین لگا ہوگا آپسمین ابھی یہی باتین تھین کہ ایک
کلاونت کو دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہی قریب آکر سلام کیا دعا دی کہا علیک السلام مراقب رہین قربانت شوم

حضور یہاں کوہستان مین کہاں بیٹھے ہین غلام کا مکان یہاں سے بہت قریب ہی وہان تشریف لیچلیے آرام سے
استراحت فرمایے جو کچھہ ماحضر ہو اُسے نوش فرمایئے غلام کی عزت کو بڑھایئے امیر حیرت زدہ اُسکی
طرف دیکھہ رہے ہین ہرگز نہین پہچانتے آخرکار پوچھا ای شخص تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ ملکہ دماسہ جادو شہنشاہ
ساحران کا کارپرداز ہون شہر زمہردین دھوم پڑی ہوئی ہی کہ حمزہ بیابان الماس مین آیا ہی ذو فنون جادو
اور نرگس جادو کو مار چکا ہی اب ملکہ دماسہ جادو نے ساحرون کو حکم دیا ہی کہ حمزہ کو مع اُسکے ہمراہیون کے
پکڑ لاؤ ساحر چارطرف ڈھونڈتے پھرتے ہین مین بھی تلاش مین حمزہ کی نکلا ہون کہ اگر کہین کسی مقام پر کسی صحرا
کسی درکوہ مین ملجاے تو اُسے گرفتار کرکے بحضور ملکہ لیجاؤن اور انعام مین بہت سا روپیہ پاؤن امیر حمزہ
صاحبقران پکارے دور ہو مردک میرے سامنے سے تو بھلا حمزہ کو کیا گرفتار کریگا تونے کبھی حمزہ کو دیکھا بھی ہی
کچھہ پہچانتا بھی ہی اُسنے کہا معلوم ہوا حمزہ تو ہی ہی بیٹھا تو رہ مین جاکر جادوگرون کو لاتا ہون تجھے گرفتار کراتا ہون
یہ کہکر بھاگا صاحبقران عالیشان نے فرمایا لینا اسے جانے نہ پاے مقبل دوڑا قریب پہونچکر مین ہاتھہ ڈالدیا
اور کہا کہ چل آ وہ بولا کہ مجھے اسوقت اکیلا جانکر گھیرا ہی جانتے ہو کہ یہان میرا کوئی حمایتی نہین ہی یاد رکھو کہ اگر مین نے
یہین کھڑے کھڑے ایک آواز دی تو ابھی سیکڑون دل کے دل جادوگرون کے مثل ٹڈی دل کے اسی کوہ
صحرا سے نکل آئینگے اور تمکو فورًا گرفتار کرلیجائینگے کہ تمہارا کہین پتا بھی نہ معلوم ہوگا امیر بآتوقیر یہ باتین سنکے چین بچین
ہوگئے کہنے لگے مقبل مار دو تو اسے مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران ہاتھہ اُٹھایا کہ
طمانچہ مارے عمرو نے کہا اوکاکا کیون شامت آئی ہی مجھے نہین پہچانتا یہ کہکے اپنی بائین آنکھہ کا تل دکھایا مقبل
نے جلدی سے ہاتھہ عمرو کا چھوڑ دیا امیر پکارے مقبل تو نے چھوڑ کیون دیا اسے کیون نہ مارا کیا یہ جادوگر ہی
عمرو پکارا حمزہ یہ تو مجھے کیا ماریگا تو اٹھکر آ تو معلوم ہو جاے امیر بآتوقیر خشمناک ہوکر چاہتے ہین اُٹھین کہ
مقبل پکارا شہریار یہ خواجہ سلامت ہین امیر نے جو سُنا تو دوڑکر ہاتھہ پکڑ لیا کہ خواجہ تمہین مین نے نہین
پہچانا تھا کہو آج صبح سے جو غائب تھے تو کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ حضرت بڑی مشقت سے سراسمہ جادو تک
پہونچا ہون فرمایا الحمد بسر عمرو بولا چلو اُسنے تمہین بلایا ہی بہت اُسکو تمہارا اشتیاق کر کے تمہین لینے کو آیا ہون امیر
بآتوقیر نے ارشاد کیا ای خواجہ کیا واہیات بکتے ہو وہ لڑکا ہی میری کس چیز کی مشتاق ہوگی عمرو نے گذارش کیا
اس سے کیا غرض ہی آپ کو چلنا ہوگا بغیر آپ کے جانے ہوسکے سراسمہ کا دو قتل نہ ہوگی اگر چلنا ہی تو چلیے
نہین تو مین اپنی جان کیون بلا مین گرفتار کرون امیر نے کہا اچھا چلو مین چلنے کو موجود ہون مگر اسی صورت سے
جاؤنگا کہا نہین صورت ضرور تبدیل کیجائیگی پوچھا کہ اچھا کون سی صورت میری بناؤ گے کہا گویا بناؤنگا اور مجھکو
اپنا باپ کہنا فرمایا مردود کیا جھک مارتا ہی دور ہو میرے سامنے سے میری تیرے باپ بنانے کا بھی باپ ہوں عمرو نے
کہا اچھا باپ نہ بتانا تو اُستاد کہنا امیر نے فرمایا مین تجھے اُستاد بھی نہین کہونگا خواجہ نے کہا کہ اچھا کچھہ نہ کہنا
مگر جو مین کہون اُسکی تعمیل مین تو فرق نہ لانا امیر نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی بس خواجہ عمرو نے تین چار دستے
زنبیل سے نکالے امیر نے پوچھا یہ کیا سانگ ہی عمرو نے کہا دیکھیے تو سہی اور ایک ایک دستہ مقبل کو بہت
وا لولو کو دیا اور ایک صاحبقران کے سامنے رکھہ دیا اور ایک جوڑی طنبورے کی نکال کے رکھدی
امیر نے پوچھا کہ یہ کیا ہی کہا یہ لباس پہلیے اور طنبورہ اُٹھا لیجیے امیر نہایت برہم ہوے کہا مین صاحبقران زمان
ہون مجکو سزاوار نہین ہی کہ مین طنبورہ ہاتھہ مین لون عمرو نے کہا حمزہ اگر دریاے سیماب سے پار اُترنا ہی اور

سرامہ جادو کو مار کر شہر زمرد میں پہنچتا ہے تو یہ اختیار کرو نہیں تو تمہیں اختیار ہے مجھ سے شکایت نہ کرنا مجھ سے پھر کچھ
نہ ہو سکیگا اور حمزہ ملکہ گردیہ بانو پر عاشق ہو کر کیوں گویے بنکر گئے تھے اب اسقدر انکار کرتے ہو فرمایا کیا
تو نے یہ قول حکیموں کا نہیں سنا کہ عشق از قسم جنون است جب انسان مرض عشق میں مبتلا ہوتا ہے خود رفتہ اور
دیوانہ ہو جاتا ہے تو حالت خود رفتگی و دیوانگی میں سب فعل اُس سے ظہور میں آتے ہیں جو افعال و کردار باعث
اُنکی ننگ و ذلت کے ہوتے ہیں اُنہیں وہ اپنی عزت و حرمت کا سبب سمجھتا ہے نصیحت کو دشنام سمجھتا ہے بدنامی
کو اپنا نام جانتا ہے ہر شئے بھی تک وہ ہوتی ہے کہ جس طرح ہو خواہ رسوائی ہو خواہ کچھ خطرہ ہو مگر معشوق تک
گذر ہو کسی کے روکے سے نہیں رکتا منع کیے سے نہیں مانتا شعر لاکھ روکیں رہ الفت کے تھکا نیوالے +
جانے ہیں کوچہ محبوب میں جانیوالے + اُس زمانے میں جو کچھ ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوۃ آئندہ را احتیاط اب تو
سب کیسے میں کبھی گویا نہ بنونگا اور جو شکل چاہے تو بنا عمرو نے کہا تمہیں اختیار ہے ساحر تمہاری تلاش میں پھر
رہتے ہیں تمہیں اور تمہارے ساتھ والوں کو پکڑ لیجاینگے اور میں تو سرامہ جادو کا کلاونت بنا ہوا ہوں یا
کوئی صورت بنکر بچ جاؤنگا لیکن تم کسی طرح نہیں بچ سکتے صاحبقران نے فرمایا او بد ذات دزد باریک گرد
الک لک پاسار بان زادے کیا اور کوئی عیاری تجھے یاد نہ تھی جو گویا بنکے گیا عمرو نے کہا آپ کا اجارہ نہیں ہے
جو موقع میں نے دیکھا وہ کیا اور اب کچھ نہیں ہو سکتا امیر نے مکرر قسم کھائی کہ میں بھی ہرگز گویا نہ بنونگا طنبورہ
ہاتھ میں نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر یہ شکل نہ بنوگے کام خراب ہوگا بہت ذلیل ہوگے فرمایا کچھ ہو مگر میں گویے
کی صورت نہ بنونگا اور جسکی شکل تیرا جی چاہے مجھے بنا دے عمرو نے کہا اچھا اگر گویے کی صورت بننے سے
انکار ہے تو غلام کی صورت تمہیں بناؤنگا کہ غلاف طنبورے کے تمہارے پاس رہینگے سب کی جوتیاں لیکے تمہیں
بیٹھنا ہوگا کپڑے پھٹے پرانے نہایت بوسیدہ پہناؤنگا فرمایا یہ سب مجھے گوارا ہے مگر گویا بننا طنبورہ اٹھانا ناگوار
ہے کہا بہت اچھا اور کرب سے خطاب کیا کہ تو لباس اپنا پہن کرب نے کہا آپ نے مجھکو آبرو دی ہے میں نے
کبھی ایسا لباس نہیں پہنا عمرو بولا کہ او ناشدنی تو بھی حمزہ کی طرح عذر کرتا ہے میں جلدی کیوں شامت آئی ہے
کرب غازی ناچار ہوا عمرو نے دستیچہ کھولکر ایک نیم آستینہ کا نکالکر کرب کو پہنایا پگڑی باندھی سر پر
باندھی اُسپر طرہ مقیش کا لگایا کمر بند طلائی کمر سے باندھا پائجامہ کمخواب کا پہنایا مقبل وفادار اور ابو الہول کو بھی
کو بھی ایسا ہی بنایا کرب سے کہا کہ طنبورہ ہاتھ میں لے کرب بولا میں طنبورہ بجانا کیا جانوں ایسا نہ ہو تار اسکے
میرے ہاتھ سے ٹوٹ جائیں کہا کہ جو تار تو نے توڑے تو تجھسے برا کوئی نہیں اور بجانے کا طریقہ یہ ہے کہ تار پر آہستہ
سے انگلی مارنا کہ اُنمیں سے آواز پیدا ہو ایک دو تین ایک دو تین اور جو خلاف اسکے کیا اور کوئی
تار توڑا تو گردن تیری توڑ ڈالونگا کرب نے ناچار طنبورہ اٹھا کر دامن میں چھپایا اور تونبا اسکا چھاتی پر رکھا
طنبورہ زرد کمر پتلے رنگ کا تھا تار اسکے چار پانچ پوری چڑھے ہوئے تھے مقبل سے کہا کہ تو بھی طنبورہ اٹھا لے
مقبل نے کہا مجھسے طنبورہ اٹھوا کر شامت اپنی لائے ہو میں بھلا طنبورے کی قدر کیا جانوں مثل مشہور ہے
شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ عمرو نے آنکھیں نکالکے کہا او کالا تو بھی صاحبقران کی طرح تکرار کرتا ہے مقبل بولا
میں سچ کہتا ہوں میں کیا جانوں طنبورہ کیا شئے ہے اٹھا کے تیرے سر پر مارونگا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا عمرو
پکارا کہ اٹھا طنبورے کو نہیں تیرا سر توڑ دونگا مقبل بھی مجبور ہو کر طنبورہ اٹھا لیا بانسنگر کے کاندھے پر رکھا
ڈھولک ابو الہول کو دی ہر چند اُسنے بھی تکرار کی کہ میں ڈھولک بجانا کیا جانوں ایک ہاتھ ایسا مارونگا

ڈھولک چھٹ جائیگی عمرو نے کہا کہ اچھا جو تو ڈھولک نہین لیتا تو یہین پڑا رہ ہمارے ساتھ نہ چل جادوگر تجھے پکڑ لیجائینگے تو اُسنے سمجھ لیا نہ حمزہ یہان ہوگا نہ مین ہونگا الہوا لہول ناچار ہو کر اُسنے بھی ڈھولک کا تسمہ گلے مین لپیٹ کر سپر کی طرح اُٹھا لیا عمرو نے امیر سے کہا ای امیر یہی وضع آپ بھی بن لیجیے یہ وضع بہت اچھی ہی صاحبقران نے کہا کہ مین قسم کھا چکا ہون یہ وضع کبھی نہ بنونگا طنبورہ ستار کچھ ہاتھ مین نہ لونگا عمرو بولا خیر آپ کو ذلیل ہی ہونا منظور ہی مین ناچار ہون یہ کہکر ایک پائجامہ سکیبی کا اُسکے گھٹنون پر لال سوسی کے پیوند لگے ہوے انگرکھا موٹی دھوتر کا کہ اُسکے بھی دونون شانون پر گاڑھے کے پیوند تھے پہننے کو دیا چادر گاڑھے کی اوڑھنے کو دی اس ہیئت سے صاحبقران کو لیچلا چلتے وقت آئینہ ہاتھ مین دیا کہ ذرا صورت اپنی دیکھیے امیر نے فرمایا کہ یہ وضع مجھے پسند ہی مگر وہ طرح ناگوار ہی القصہ عمرو بن امیہ ضمری سب کو اپنے ساتھ لیکر دریا کنارے آیا ملاحون نے کہا خوب جلدی آئے عمرو نے کہا اب چلو ملکہ راہ دیکھتی ہوگی اُنھون نے سب کو سوار کرکے لاکر پار اُتار دیا کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ سرامہ جادو کا مصنوعی کلال یعنی عمرو بن امیہ ضمری اپنے ساتھیون سمیت داخل باغ ہوا اُسوقت فراش ماہ نے چاندنی کا فرش صحن باغ مین بچھا رکھا تھا اور درختون کے گچھے تمامی سے مہندے ہوے تھے اور ہر شاخ درخت مین گیند مغیشی آویزان تھے کنارے دریا کے چراغان تھا ہر جگہہ اور ہر مقام پر عجب طرح کا سامان تھا عمرو سیر کرتا ہوا خدمت سرامہ جادو مین چلا یہان سرامہ بیٹھی ہوئی برق جادو سے باتین کر رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ کیون بہن اس گویّے کی کیا اچھی آواز ہی برق کہہ رہی ہی کہ ای ہمشیرہ ہمنے تمام زمانے کے گانے والون کو سُنا مگر ایسا کسی کو نہ پایا یہ تو دنیا مین اپنا ثانی نہین رکھتا گانا کاہے کو ہی سحر ہی اور سچ پوچھو تو سحر سے بھی زیادہ ہی کہ ہم لوگ جادوگر مشہور ہین اور جادو کی ہمارے سامنے کوئی اصل وحقیقت نہین دن رات اسی شغل مین ہماری بسر ہوتی ہی ہمپر کسی دوسرے جادوگر کا جادو چلنا دشوار ہی مگر یہ ایسا جادوگر ہی کہ اپنے گانے کے سحر سے ہمارے دل کو چھین کر رکھا ہی بلا کا شخص ہی اور طرہ یہ کہ نہ اُسکا بیان کوئی سنگتی نہ ساتھی اکیلے اس طرح گانا بجانا اُسی کا کام ہی سرامہ جادو بولی سچ ہی مگر دیکھیے اپنے ساتھ سنگت والون کو لیئے کیا ہی آتا ہی یا نہین برق جادو بولی کہ بہن تمنے اُسے ایسا مالا مال کیا ہی کہ وہ ضرور ہی آئیگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ عمرو سامنے سے دکھائی دیا برق نے سرامہ سے کہا لو بہن وہ آگیا دیکھو وہ چلا آتا ہی برق نے کہا ساحری اسے لایا مین سمجھ چکی تھی کہ یہ گیا ہی اب نہ آئیگا عمرو نے قریب آکے سلام کیا دعا دی کہ چراغ خاندان ساحری وجمشید کا روشن رہے اعلی اعلی مراتب ہون یہ جوڑی زہرہ ومشتری کی تا دور فلک برقرار رہے کبھی کوئی آسیب نہ آسے برق نے مقبل وکرب کو پہچانا مگر امیر با توقیر کو نہین جانا ہر طرف دیکھنا شروع کیا کہ حمزہ صاحبقران کہان ہین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ امیر با توقیر لباس گدائی پہنے ہوے برابر کفش کن کے کھڑے ہوے ہین برق نہایت شرمندہ ہوئی دل مین کہنے لگی کہ لعنت ہی اس دزد بارک گردن لک لک پا ساربان زادے عمرو بن امیہ ضمری عیار پر کیا بری طرح امیر کو لایا ہی سرامہ جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا دیکھتی ہو برق نے جواب دیا بہن مین دیکھتی ہون کہ لڑکے اس گویے کے بہت خوبصورت ہین لباس بھی اچھے اچھے پہنے ہوے ہین سرامہ جادو نے کہا یہ صاحب کمال ہی روپیہ اُسنے بہت پیدا کیا ہی اگر لڑکے اسکے عمدہ لباس پہنے ہوے ہین تو کیا تعجب ہی قاعدے کی بات ہی اچھی غذا کھانے سے اچھی صورت ہو جاتی ہی غرض سرامہ جادو نے عمرو کو بلاکے بٹھایا مقبل وکرب وغیرہ بھی پاس آکر

بیٹھ گئے سر اسمہ بولی کہ میان گویے بڑی دیر مین تم آئے خیر ہم مشتاق ہین اب تو تمھارے ساتھ والے بھی آ گئے
جلدی کچھ گاؤ عمرو نے مقبل وفادار و کرب غازی کی طرف دیکھا اُنھون نے گردنین نیچی کر کے سب کی آنکھ بچا کر
عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمھارا افشاے راز ہوگا خوب چپتیان پڑینگی ہم کو ناحق یہ صورت بنا کے لاے اگر سر اسمہ
نے کوئی فرمایش کی تو ہم تو کچھ جانتے نہین کیا ہوگا عمرو نے چپکے سے کہا مین جس طرح تعلیم کرون وہ تم کرو
انھون نے کہا ہم سے کچھ نہ ہوگا کیونکہ ان لوگون نے سب کی آنکھین بچا کے عجب چپکے چپکے یہ باتین کین مگر
اتفاقات روزگار انکی سرگوشیون پر سر اسمہ جادو کی نظر پڑ گئی بیساختہ پوچھنے لگی کیون کیا ہے اب کس بات کا
تردد ہے آپس مین کیا قیل و قال ہے کس امر کی تکرار ہے عمرو نے عرض کیا قربانت شوم یہ لوگ مجکو خاطر مین نہین لاتے
جسوقت انکا جی چاہتا ہے گاتے بجاتے ہین جب نہین جی چاہتا کوئی ہزار سر پٹکے یہ صم بکم کی طرح بیٹھے رہتے ہین
اسوقت مین ہر چند کہتا ہون کہ تم ساز بجاؤ مین گاؤن یہ میرا کہنا نہین مانتے میری آبائی طرح وضع کو انھون نے
چھوڑ دیا ہے سپاہ گری پر کمر باندھی ہے بانکپن اختیار کیا ہے بزرگون کے طریقہ کو ہاتھ سے دیا ہے سر اسمہ جادو نے
جواب دیا اچھا اگر یہ اسوقت نہین گاتے بجاتے تو نہ سہی میٹھے اسلئے کچھ سرکار نہین مین تمھاری مشتاق ہون فقط تمھیں
گاؤ جسوقت انکا جی چاہیگا یہ بھی شریک ہو جاینگے عمرو یہ سنکے بطور سابق اور سازندون کو شریک کر کے
گانے لگا دورہ جام گردش مین آیا عمرو نے کہا قربانت شوم یہ کیا انصاف ہے کہ شراب بھی عنایت نہین ہوئی
شعر خم کے خم ساقی مہوش نے دیے غیرون کو [illegible] واے قسمت ہمین محروم رہے محفل مین یہ سر اسمہ جادو
بولی کیا تجھے بھی اس سے شوق ہے اسنے عرض کیا بلبلیان لون یہ تو ہماری جنم گھٹی ہے کہا ارے اسے بھی دو
عرض کیا قربانت شوم اگر مجکو دیجیے تو اس طرح دیجیے کہ مین جسے چاہون اُسے دون اور شراب
کو آراستہ کر کے آپ کے واسطے لاؤن کہ آپ بھی پیین تو کہین کہ ہان شراب ایسی ہوتی ہے اس ذائقہ
کی شراب آپ نے پی نہین ہے عمر بھر نہ پی ہو سر اسمہ جادو نے کہا اس بنی ہوئی شراب کو تو کیا بنائیگا اسنے کہا
بلبلیان لون اسکا تال میل کوئی نہین جانتا اسے مین ملا جلا کر آپ کے واسطے نکال لونگا سر اسمہ نے کہا
ارے سب شرابخانہ اسکے حوالے کر دو ہم بھی دیکھین کیسی شراب بناتا ہے سب میخانہ عمرو کے حوالے
کر دیا گیا اُسنے سب مین دارو بیہوشی ملا کے پہلے علحدہ والون کو تقسیم کی بعد اُسکے کچھ شراب مین خوشبو
ملا کے گلابیان بھر مین مُنہ اُنکے تمامی سے باندھ طرے اُس پر لگا کے کشتیون مین رکھوا کر سامنے لایا
سر اسمہ جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی پھڑک گئی برق جادو سے کہا بہن دیکھتی ہو اسکے سلیقہ کو بہت بڑا عقلمند
معلوم ہوتا ہے اُسنے کہا کہ اسنے صحبتین اچھی اچھی دیکھی ہین جہاندیدہ بوڑھا آدمی ہے سر اسمہ جادو نے
کہا کہ مین اسکو اب عمر بھر اپنے پاس سے جانے نہ دونگی تعویذ گلو بنا کر رکھونگی ایک دم اپنے پاس سے
جدا نہ کرونگی برق جادو نے جواب دیا کہ یہ لوگ کسی کے پاس نہین رہتے بیوفائی کر کے چلے جاتے ہین
سر اسمہ جادو نے کہا یہ سب کہنے کی باتین ہین جب نوکر کو راحت سے رکھوگی اُسکی قدر و منزلت کروگی
تو ہرگز نہ جائیگا غرض عمرو نے گانا شروع کیا جام شراب گردش مین آیا خواجہ نے ایک سادی گلابی ملکہ
برق جادو کے آگے رکھدی اور ایک اپنے واسطے رکھلی باقی سب مین بیہوشی ملا کے صحبت بھر کو تقسیم دی کہ اس
شراب کو پیو دیکھو مین نے اسمین کیا کاریگری کی ہے سب نے اسکے تئین خوب بیت بھر بھر کے پی ایک دو گھڑی کے
بعد سب ساحرون کے دماغون مین بیہوشی نے اثر کیا عجب عالم ہوا نشہ دارو سے بیہوشی سے خود رفتہ و مدہوش ہوکر

اول قل اور واہیات بکنے لگے عمرو اور بھی زور زور سے گانے لگا سرامہ جادو ایسی بیخود ہوئی کہ ناچتی تھی گرتی پڑتی دو قدم چلی تھی کہ پاؤں لڑکھڑایا بیہوش ہو کر گر پڑی چہار طرف سے لوگ اٹھے کہ ملکہ کو اٹھا لیں جو اٹھکر چلا وہ خود بیہوش ہو کر گر پڑا ایک طرفۃ العین میں ساری صحبت کی صحبت بیہوش ہو گئی برق جادو تو ہوش میں تھی جب اسنے دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہی اسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ارے سُن تو سہی تو صاحبقران عالیشان کو کسی صورت بناکے لایا ہی اور دوڑکر قدموں پر امیر کے گر پڑی کہ خدا کے واسطے یہ کیا رسوائی ہوتی ہے بھلا آپ کو کس ذلت سے لایا ہی عمرو بولا ای ملکہ میں نے ہر چند چاہا کہ اچھی طرح سے بیچلوں مگر انھوں نے میرا کہنا نہ مانا یہ غلاموں کی وضع قبول کی ملبوس ہاتھ میں نہ لیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان سے عرض کیا کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہی اسلیے کہ سرامہ جادو کا مارا جانا مجھسے نہ دیکھا جائیگا مجھے اور اس سے کمال درجہ محبت تھی مگر از بسکہ میں نے راہ اسلام میں قدم مارا ہی اگر میری جان بھی کام آسے تو آپ پہ نثار کرنے کو موجود ہوں پھر کسی اپنے بیگانے کی کیا حقیقت ہی اور اب سرامہ جادو کے مارے جانے سے شہر زمرد میں ہلچل پڑ جائیگی قیامت برپا ہوگی دمامہ جادو اپنی حالت نہایت تباہ کریگی آپ کا پوشیدہ ہونا مشکل ہو جائیگا یہ کہکے برق جادو تو وہ سے ہوا ہوا ہو گئی ادھر عمرو نے جھٹ پٹ کمر سے خنجر نکالکے سرامہ جادو کو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے اُسی خنجر خونچکان سے اور سب اُسکی ساتھ والی جادوگرنیوں کا بھی کام تمام کیا سرامہ جادو اور اُن جادوگرنیوں کا مارا جانا تھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سنگ باران ہونے لگا آندھی سیاہ چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سب مکانات جو سحر کے بنے ہوئے تھے کہیں ہو کے اُڑ گئے بڑی دیر تک یہ تلاطم برپا رہا جب بعد کئی ساعت کے یہ سب کیفیتیں برطرف ہوئیں روشنی ہوئی تو اب نہ وہ باغ ہی نہ وہ مکان ہی نہ دریا کا کہیں نام و نشان ہی صاف میدان معلوم ہوتا ہی یا جو کچھ اصلی اسباب تھا وہ باقی ہی عمرو نے وہ سب اسباب سمیٹ کر زنبیل کیا اور امیر حمزہ صاحبقران سے التماس کیا کہ اب جلد کہیں چلکے پوشیدہ ہو جیے ایسا نہ ہو ملکہ دمامہ جادو آجاسے تو کچھ بناسے نہ بن پڑے امیر با تو قیر مع عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے جانب صحرا روانہ ہوسے انھیں تو صحرا میں جانے دیجیے

جب تک وہ ٹکلے داستان مصیبت بیان شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے

راوی کہتا ہی کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو شہر زمرد میں تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی ہی اور صورت دمامہ کی پہلے ہی بیان ہو چکی ہی مسیح

زلف سیاہ تھی شب عصیان ناز و چشم	ابرو ہلال خنجر جلاد آشکار	پلکیں تمام وادی ظلم و ستم کے خار	ایمان کی خزان رخ گلرنگ کی بہار
	آنکھ تھی تیرگی ہی خال سیاہ کی	اللہ ہی سمت کے سیاہی گناہ کی	
تھیں شب سحر تیغ دست ستم کی نگاہیاں	جنبش ابرو کی بھی لبوں کا تھا گمان	غنچہ دہنی ادا جو یکتا کے دہن نشان	قاصدان حق کے نفس کی ایک ایک نگہ تھا
	آنکھ میں جو نظر ... چھپے ہو	اپنے تیغ بکر و غرور خودی سے پیچ ہو	
رنگ اُسکا تھا آگ کی سیاہی ...	تھی انکھیں ... کفر کی اللہ کی پناہ	تنگ عرق سے تھی متعفن وہ بارگاہ	جمشید سامری کی حسب دشمن اللہ
	یہ بن لبوں ... قیامت کا حال تھا	... دوزخ سقر میں سمانا محال تھا	

رخساروں پر داغ چیچک کے گڑھے پڑے ہوسے اور پھر گود ے میں ایک ایک مہاسہ اُبھرا ہوا گویا پہاڑ کے اندر اپنے اپنے غاروں میں سور کھڑے ہوسے ہیں اس شکل و شمائل پر لباس شاہانہ نہایت تکلف سے پہنے ہوسے

قمقمہ تھا سینچ کا تاج سات کنگروں کا سر پر رکھا ہوا کہ ہر کنگرے سے اُسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں اور وہ شعلے
صورتیں عجیب و غریب پیدا کر کے آواز دیتے ہیں کہ یا خداوند سامری یا خداوند جمشید اور پھر وہ دیکھے آپ ہی آپ
غائب ہو جاتے ہیں اور گرد تخت دامہ جادو کے نو سو جادوگر سردار نو لاکھ جادوگر دان کے شان و شوکت
سے دنگلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ کسی کے دنگل میں چار شیر آتشیں لگے ہوئے ہیں اور اُن شیروں کے
منھ سے شعلۂ آتشیں نکل رہے ہیں کسی کے دنگل میں اژدہے بیٹھے ہوئے ہیں کہ جب وہ اژدہے سانس
لیتے ہیں کوسوں تک صحرا کے درخت جل جاتے ہیں جب دم کشی کرتے ہیں منزلوں سے پہاڑ کھنچکے اُنکے منھ میں
سما جاتے ہیں کسی کی کرسی میں فیل آتشیں لگے ہیں کسی کی دسوں انگلیاں مانند پنجہ ہائے شمع کے روشن ہیں اور
کسی کے منھ سے شرارے نکل رہے ہیں کسی کی ناک میں سے دھواں اُٹھ رہا ہے کسی کے کان سے شرارات
نکل رہے ہیں کسی کے موئے سر کے عوض میں مار سیاہ لپٹے ہوئے بل کھا رہے ہیں کسی کی پیشانی پر اژدہے
سے بچھو بجائے ابرو بیٹھے ہوئے نیش زنی کر رہے ہیں گلے سے شانوں تک سب بندھے ہوئے ہیں جنگلوں میں
پڑے ہوئے ہیں دھوتیاں سرخ تافتوں کی بندھی ہوئیں بنارسی دوپٹے اوڑھے ہوئے آنچل دونوں کاندھوں
پر پڑے ہوئے وہ ہیبتناک شکلیں اُنکی کہ اگر رستم بھی ایک نظر دیکھلے زہرہ آب ہو جاوے سب گرد تخت ملکہ
دامہ جادو کے بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں باہم ذکر ہو رہا ہے کہ سنا ہے حمزہ شہر زبرجد نگار سے چاہ المأس
کو چلا ہے اور عمرو عیار بھی اُسکے ساتھ ہے کسی نے کہا میں نے سنا ہے کہ ابوالہول دیوانہ بھی اُس خداپرست کے ساتھ ہے
اور وہ ہادی ہوا ہے اور اقرار کیا ہے کہ میں چاہ المأس میں پہنچا دونگا ایک بولا کہ حمزہ کیا اپنی جان سے بیزار ہے
جو ادھر کا ارادہ کیا ہے اور اگر بالفرض کہ یہاں آئیگا بھی تو فوراً مارا جائیگا ایک نے جواب دیا کہ حمزہ نے شہر
کے شہر ساحروں کے غارت کر دیے وہ اپنے زعم میں سمجھتا ہے کہ میں سب کو غارت کر دونگا لوگ تو یہ باتیں
کر رہے ہیں مگر دامہ جادو نام سے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری کے تھرا رہی ہے اور دل
کہہ رہا ہے کہ صاحبو یہ دونوں بلا سے بدتر ہیں آفت جان ہیں خداوند سامری و خداوند جمشید انہیں اپنی حفاظت
میں رکھے اور میرے تو چند ایام نحوست فرجام ہیں وہ سب نکلنے فقط ایک ہفتہ اور باقی ہے پھر کبھی اگر طفیل خداوند
سامری و کرم جمشید کے گذر گیا تو پھر میں ایک خداپرست کو زندہ نہ چھوڑونگی ایک ایک کو چن چن کے قتل کرونگی
پھر ابد الآباد تک دین اسلام کا کہیں نام و نشان نظر نہ آئیگا کوئی خدائے آسمانی کا نام بھی نہ جانیگا یہاں ابھی
آپس میں یہ باتیں ہو رہی ہیں یکایک ایک شور و غل برپا ہوا ایک طرف سے بلند ہوا دامہ جادو نے متحیر ہو کے
پکارے کوئی دیکھے کہ یہ غل کیسا ہے خبر تو لو کچھ سامعہ جب ملکہ دامہ جادو نے دیکھنے کو اپنے
دنگلوں کو سے دوڑایا ہوں جیسے تعجیل تمام اُٹھ کھڑے ہوئے دریافت حال کو چلے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پلنگ پر
لاش ملکہ سرامہ جادو کی ڈالے ہوئے اُسکی ساتھ والیاں چلاتی ہوئی چلی آتی ہیں کہ آج شہر زمرد ویران ہو گیا
آج چراغ آپکے گھر کا بجھ گیا آج ہمارے سروں کا تاج اُٹھ گیا ملکہ دامہ جادو نے جو لاش پر نظر پڑی جگر
اپنی بیٹی ملکہ سرامہ جادو کی دیکھی بےساختہ مضطرب و بیتاب ہو کر لپٹ گئی اور چلانے لگی کہ بیٹا تم کہاں گئیں ہائے کس نے تجھے
قتل کر دیا ہائے انجمن میری بےچراغ ہو گئی ہائے لقمہ پہ میری جاگ سے گئی ہائے ای چشم و چراغ میرے
گھر کو اندھیرا کر گئیں ہائے ای سرامہ تو نے میری پریشانی و تنہائی پر نظر نہ کی مجھکو اکیلا چھوڑ گئیں آج گھر میرا ویران
ہو گیا ہائے یہ کیا سامان ہو گیا باغ میرا شمشان ہو گیا ہائے ای لال تیرے مرنے سے شہر زمرد میں خاک اُڑنے لگی

پاس وحشت بدستے لگی ہائے ای لاڈلی بہن تمنے اپنے مرنے کی ہمسے خبر بھی نہ کی چپکے سے عدم کی راہ لی ہائے بہن کدھر چلی اب کسکو بیٹی کہکے پکارونگی ہائے اب کسکے سر پر اپنا سر وارونگی ہائے سراسمہ تم میری گر گئیں اس بیابان کو چھوڑکر بن کھانے کے پیسے چھوڑ گئیں ہائے ای بیٹا آج کل ہمارا ماتم بخش آئے تھے ہم سمجھے تھے کہ ہم مرجائینگے تم ہماری مٹی عزیز کروگی ہم یہ نہ جانتے تھے ہمشیرہ تم چل بسوگی ہمسے پہلے تمہیں مرینگی غرض اسی طرح سے بین کرکے رو رہی تھیں جب زیادہ محبت مادری نے زور کیا منھ سے منھ ملنا شروع کیا کچھ ٹکریں کھانے لگی پیٹتے پیٹتے منھ سوج گیا اسی حالت میں ملکہ برق جادو بھی پہونچی کوکہ اسی نے عمرو کو سراسمہ کے مکان کا رستہ بتایا تھا اور یہ بذات خود اسیر حمزۂ عالیمقام کی طرفدار ہی مگر چونکہ یہ اور سراسمہ جادو ساتھ کھیلکے بڑی ہوئی تھیں اور ساتھ کھیلنے کی بڑی محبت ہوتی ہے یہ دونوں آپسمیں یکجان و دو قالب تھیں گھڑی بھر اسکو بغیر اسکے چین نہیں آتا تھا اسکو بغیر اسکے کوئی سیر کوئی تماشا نہ بھاتا تھا مصرع یہ اسپر تصدق وہ اسکی فدائی * بچپنے کی محبت نے جو زور کیا خون نے جوش مارا دل قابو سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی بیساختہ ہائے ہمشیرہ کہکے لاش سے لپٹ گئی اور بصد گریہ و زاری و بہزار نالہ و بیقراری یہ بین کرنے لگی کہ ہائے ای بہن تمکو کیا ہوگیا تمنے کچھ ہماری محبت و الفت کا بھی خیال نہ کیا ہمسے منھ موڑ لیا ساتھ چھوڑ دیا ہائے ای بہن تمہیں تو بغیر میرے کہیں چین نہ آتا تھا آج کیا ہوگیا کہ ہمسے بے کہے سنے اور ہمیں بغیر ساتھ لیے راہی ملک عدم ہوگئیں ہائے بہن اب ہمیں بھی اپنے پاس بلالو اکیلی سفر نہ کرو اب ہمیں ایک لحظہ بھر زندگی دشوار ہے تمہارے بلانے کا انتظار ہے ہاں بہن خوب سو چکیں اب بیدار ہو نیند سے ہشیار ہو کچھ منھ سے جواب دو کہ تسلی دل خانہ خراب ہو ہائے وہ کون ظالم تھا جسے تمہاری جوانی پر رحم نہ آیا ہائے میری تقدیر یہ آج سو گئی میں بن بہن کی ہوگئی اور اسی حالت بیقراری و نوحہ و زاری میں پکاری کہ ارے لوگو اتنا ثواب لینا کہ مجھے بھی انکے ساتھ دفن کر دینا میں اور یہ یکجان و دو قالب تھے آپسمیں ملاوٹ طالب تھے مجھسے اور انسے عہد تھا کہ جہاں جائینگے ہم تم ساتھ جائینگے اب یہ کیا بدعہدی انھوں نے کی کہ خود چلی گئیں ہمکو چھوڑ گئیں اور چاہا کہ سر زمین پر دے مارے لوگ لپٹ گئے غرض ایسا روئی کہ حالت غیر ہوگئی دامہ اپنا رونا بھول گئی لوگوں نے دامہ سے کہا کہ یہ دونوں آفتاب و مہتاب شہر زمرد کی تھیں سراسمہ جادو تو مر چکی اب برق جادو کو غنیمت جانیے انکو پھوٹی آنکھ کا دیدہ سمجھیے اپنا رونا موقوف کیجیے برق جادو کو تسلی دیجیے کہ حالت انکی تباہ ہے اور اگر آپ بھی اپنا حال تباہ کرینگی تو انکو کون روکیگا انکی زندگی غنیمت جانیے ہمارا کہنا مانیے بس دامہ جادو نے اپنا رونا موقوف کرکے برق جادو کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا بیٹا تو کیوں اپنے کو ہلاک کرتی ہے اس پیٹنے سے کیا فائدہ ہے تیرے رونے سے سراسمہ زندہ نہ ہوجائیگی اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا صبر کرو ہمارا جگر دیکھو کہ یہ تو جیتے ہمارے پیٹ میں رہی اپنا لہو چٹا چٹا کر ہمنے اسکو پالا تھا ہمارے دل کی کیا حالت ہوگی مگر ناچار صبر کیا تو بھی اب صبر و شکر کر برق جادو نے کہا کہ خالہ اماں آپ جو فرماتی ہیں بجا فرماتی ہیں آپ کا حق بطرف ہے مگر میں تو سوا ملکہ سراسمہ جادو کے اور کسیکے پاس بیٹھتی اٹھتی بھی نہ تھی میری تو آنکھوں کے نیچے انکی صورت پھر رہی ہے اور یہ کہکے پھر پکاری کہ ہائے ای بہن ملکہ سراسمہ جادو تم جہان سے اٹھ گئیں ہم رہ گئے ایسی جگہ تم جا بسیں کہ وہاں سے کوئی جاکے پھر نہیں آسکتا نہ کسی کا کچھ حال معلوم ہوسکتا ہے مصرع نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے * وہ تمہاری محبتیں یاد آتی ہیں دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے ہائے ای بہن کیا تمنے اسی واسطے ہمسے محبت بڑھائی تھی کہ آپ چلی جاؤگی ہمسے کہ

اپنی بالین پر آ نہ پاؤگی بہن کچھ وصیت تو نہ کر گئی ہو تین ہائے ای بہن آخری وقت بین ہمنے تمہین نہ دیکھا دمامہ جادو اور جتنے بھر ساحر تھے سب کے سب ملکہ برق جادو کے بین جانگداز پہ بے اختیار رو رہے تھے آخر دمامہ نے کہا کہ بیٹیا رونا تو عمر بھر کا ہے شعر؎ سوقت یاد آئینگی یہ جان کھو بیٹھے + جب تک جینگے انکی جدائی پہ روئینگے اب آخری خدمت تو سرامہ جادو کی کرلو انہین جلا پھونک دو برق جادو نے تڑپ کے جواب دیا کہ خالہ امان مین انکو کبھی نہ جلاؤنگی یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا مین انکو زمین مین دفن کرونگی پھر ابر انکے اپنی بھی قبر بناؤنگی مگر مین سخت جان ہون دم نہ نکلیگا نہین خنجر قمر بہ ملکہ کی جھاڑو دیا کرونگی دمامہ بولی اچھا بیٹیا تمہارا جسطرح جی چاہے توکرو ہم منع نہین کرتے گو کہ یہ طریقہ خدا پرستون مسلمانون کا ہے مگر تمہیں بہر طور تمہاری خوشی منظور ہے برق جادو چیخ مار کر رو دی اور کہنے لگی کہ کیون بہن ہم اسی واسطے زندہ رہگئے کہ تمہاری قبر بنوائین تمہین دفن کرائین یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے منھ پر مارے کہ ہائے سرامہ کچھ بات کرو منھ سے بولو ایسی کیا ہم سے خفا ہو کہ ہماری بات کا جواب بھی نہین دیتین اور ہان سچ ہے تم بہت ہم سے خفا ہوا چاہو کہ تمہارے قاتلونکو ہم نے نہین ڈھونڈھا مگر ہمشیرہ یہ سمجھ لو کہ کیا ہم انہین چھوڑ دینگے ہین ہو تو تم بتاؤ کہ قاتل تمہارا کون ہے اس بین سے ہر طرف اور بھی کہرام برپا ہوا آخر کار بطور خدا پرستون کے دفن کا سامان ہونے لگا صندوق چوب صندل سفید کا بنوایا گیا اسمین لاش اُس لکاتنی کی رکھی اور جہان کہ یہ سرامہ جادو پیدا ہوئی تھی اُسی مکان مین لاکر دفن کیا پختہ قبر بنوائی گئی اُس پر ایک بہت بھاری مکلل بمغرق کار چوبی کمخواب کا شامیانہ استادہ کرایا شمعین جلنے کے لئے گرد و پیش قبر کے روشن کردائے اب برق جادو قبر سے لپٹی ہوئی رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ بہن مجھے بھی اپنے پاس بلا لو مین تمہارے بغیر زندگی کیونکر بسر کرونگی دمامہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا کہ بیٹیا بس جانے دو آؤ چلو یہان سے برق جادو نے کہا کہ خالہ امان کہان جاؤن میرا جانے آنے کا تو ٹھکانا انہین کے پاس تھا آپ تشریف لیجائیے مین یہین بیٹھی رہونگی شاید یہ کبھی کچھ بات کرین تو کوئی تو جواب دینے والا مصاحب اور انیس انکے پاس چاہیے دمامہ جادو نے کہا کہ بیٹیا لو اور سنو یہ بیتابیان تو ان کو مارے ڈالتی ہے اب سرامہ کیا زندہ ہوگی جو تو اسکی بات کا جواب دیگی اور کہین مردے بھی زندہ ہوئے ہین کیسی کیسی صورتین خاک مین ملگئین کیسے کیسے عاشق و معشوق آن واحد مین جدا ہوگئے مسدس

باغ دنیا مین نئے پھول کھلا کرتے ہین
راست دن اہل زمین انکا گلا کرتے ہین
جو بناتے تھے سدا راتون کو زلف کاکل
پھول ہین انکی لحد پر تہ صدا سے بلبل
جنکے مین پڑتے کبھی لالۂ خودرو نشان
دل مایوس کے مانند وہی ہین ویران
عطر و عنبر سے بسی جنکے تھی مشت ختن
اسی شاد پہ کیا کیا ہے یاس ہنسی
تاج شاہانہ جو اورون کا پہنا ہے افسوس
قبر مین کرم اسی جسم کو کھاتین افسوس

فصل گل ہین گل و بلبل کو جدا کرتے ہین
سیکڑون قافلے پردیس مین لٹجاتے ہین
انکی تربت پہ نہین سایۂ نخل سنبل
فاتحہ پڑھنے کو کاہے جو صبا آتی ہے
قبر بین سیکڑون ٹھنڈین جگرون کی ہین وہان
سونی ڈیوڑھی ہے تو سنسان حلوہ خانہ ہے
ہائے افسوس کسی نے نہ اُٹھین دی تھی
ہائے جو لوگ بسر کرتے تھے گلزار مین
راہ دیکھ کے یا قبرون کو لگا ہے افسوس
پیچھے چلتا تھا جن نامدارون کے نزدیک

آسمان ظلم و ستم روز بنا کرتے ہین
پاس آغوش کے ایک آن جو رہتے تھے جدا ہین
دوست رکھتے تھے جو پھولون کو بستر مخمل
رحم کر کے کبھی چادر جو وہ دیتا ہی ہے
ایک دن تھے سبھی آباد جو شاہون کے مکان
جنکی کیا ہے اُداسی کہین ویرانہ ہے
ایک شب بھی نہ ہوا سیج سے دقت جو کبھی
تھے سبزہ بھی ہی اب اُگتے ہین لو ان پر
پاس جنکے رہتا تھا گلشن بھی نہ انہین افسوس
تشنہ قبرون اب انکے سرون کے نزدیک

جنہین شاہانہ رہا کرتا تھا اکثر سامان
پڑے رہتے ہین فاعتبروا دیکھلے سب پیر و جوان
جنہین شرم آتا تھا اکیلے مین جنکو دم بھر
پھر گیا زیرِ فلک حلق پہ اُنکے خنجر
جو بخودے فقیرون کو دیتے تاج دلوا
ظلمتِ قبر سے حیران ہین اب وہ کیا کیا
جامِ جم ہے نہ وہ آئینہ اسکندر رہا
ہین سلیمان کہان اور کدھر لشکر ہی
نخوتِ کبر کی ہر وقت جو بیٹھے تھے سراپ
آج تابوت اُٹھاتے ہین اُسی کا احباب
اب کدھر یوسفِ کنعان ہین کہان ہیں وہ جمیل
باغِ جنت تھا اب بادِ خزان سے پامال
جنکا سر رکھتے تھے زانو پہ حسینانِ جہان
اس گلِ باغ تمنا ہین اُنہین پہ خندان
ہو گیا خاک بدم بھر نہ ہوا کیا دیکھو
بھر لا اس آئینے کی سیر کچھ ایسا دیکھا

خانۂ گور کی صورت وہ مکان ہین ویران
سینے عبرت سے نہ کیون چاک ہون لوگو کی
گوشۂ قبر مین تنہا ہین وہی رشکِ قمر
ناز اُٹھاتے تھے سدا جنکے پرستارون نے
شاہ جو تھے اُنہین کشکول گدائی بخشا
ہیکلین جسکے گلو کی رہین زینت کسے لیے
ساغرِ چشم بعینہ نگہِ مست در رہی
جن مطیع اُسکے تھے کیا حال کہون شوکت کا
منہ چھپاے ہین کفن سے وہ کچھ ایسا ہی حجاب
پوچھے اتنا تو کوئی کسلیے منہ موڑ آسکے
ایسا ہی ہے عشق کا کچھ اُسکے زلیخا کو خیال
نہ کبھی گاہی بتا اور نہ مکان باقی ہی
ڈھیلا اس سر کے تلے رکھتے ہین ایسا پیر و جوان
فرشِ سنجاب کا ہر وقت جہان دیکھا ہی
شیشۂ عمرِ سکندر پہ شکستہ دیکھا
آب دنیا سے کبھی سیر تو نگر نہ ہوے

طاق کسری کا اسی واسطے باقی ہی نشان
ڈھیر مٹی کے ہین یا قصر مین سردارون کے
تنگ ہوتے تھے گریبان کی جو تنگی سے بشر
ظلم قاتل کے سہے اب اُنہین چار دن نے
اُنکے اپنے گھرون مین جو لگاتے تھے سدا
آج ہین قبر کے تعویذ حفاظت کے لیے
کل جو تھا صاحبِ زر آج ہی بیکس رہی
اب نشان تک نہین ملتا ہی کہین تربت کا
کل جدائی کی نہ جس شخص کی لا سکتے تھے تاب
جا کے کیون گورِ غریبان مین اُسے چھوڑ آئے
کیا ہوئی سرسے زلیخا کے وہ شادی کا خیال
نام کو مصر مین تربت کا نشان باقی ہی
جنکے گھر مین تھین ہمیشہ سے مرادین بہ جہان
خس و خاشاک کا اب ڈھیر وہان دیکھا ہی
عقل حیران ہی کیا جاکے تماشا دیکھا
ایک دن بھی تو لبِ ساغرِ جم تر نہ ہوے

بیٹا اب قبر کو چھوڑ دے گھر مین چلے بیٹھ ایسا ہی ہے تو گھر مین جا کر خوب سا دل اپنا لگا کر دیکھیو برق جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ رہی ہے قالہ اماں آپ کیا کہتی ہین کہ کا گھر کسکا وہ اب میرا گھر یہی ہے جہان بیٹھی ہون مین مجھین اس اکیلے گھر مین تنہا چھوڑ کے نہ جاؤنگی آپ ناحق اسقدر اصرار کرتی ہین ہان اسکے قاتلون کو ڈھونڈھ ہوا ہے اگر وہ ہاتھ لگجائینگے تو مجھے بھی بلا لیجیو گا برق جادو نے وہ حال بنایا کہ دمامہ جادو کو یقین کلی ہو گیا کہ اگر یہ یہان چھوڑ کے چلی گئی تو بیشک یہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگی غرض سمجھا بجھا کے اُسے قبر سے پھر اسکے اپنے گھر لیگئی لیکن ہر وقت اسے خوف لگا ہی رہتا ہی کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے کو ملکہ سر اسمہ جادو کے غم مین ہلاک کرے اس خیال سے اسے چھوڑ کر گھر سے کہین نہین جاتی ایک دن اس مکارہ دمامہ نے کہا کہ اے برق جادو کہین سیر کو جا کے دل کو بہلا کہ کچھ تو غم غلط ہو رنج و الم بھولے اور جادوگرون سے اشارہ کیا کہ اسے کہین لیجا کر کسی مقام کی سیر کرا لاؤ بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے جادوگر ملکہ برق جادو کو اپنے ہمراہ لیکے ایک طرف روانہ ہوے اور برق جادو اُنسے جدا ہوکے امیر حمزہ صاحبقران کی ملاقات کو روانہ ہوئی اب یہان کا حال سُنیے کہ جب ملکہ دمامہ جادو سر اسمہ جادو کو گاڑ تو پ کے اپنے مکان پر آکے بیٹھی تو لوگون نے عرض کیا کہ حمزہ نے چاہ الماس مین داخل ہو کر پہلے ذوفنون جادو کو مارا بعد اسکے نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اب جب سر اسمہ جادو کو مارا ہے تو آپ کو خبر ہوئی مگر نہین معلوم حمزہ نے ان تینون کو کیونکر مارا اسکے تئین وہ سحر بالکل نہین جانتا پھر کس طرح نرگس جادو اور سر اسمہ جادو پر غالب ہوا دمامہ جادو نے جواب دیا کہ تم لوگ نہین جانتے حمزہ مالک باطل السحر ہے اُسنے لاکھون جادوگرون کو اسی طرح قتل کیا ہے تم توقف کرو

مین پہلے اُسکی تدبیر کرلون تو حمزہ کو بھی گرفتار کرنے جاؤن اور تم سب کو چارون طرف روانہ کردون کہ جسکے ہاتھ لگے
وہ اُسے پکڑ لائے یہ کہکر اسباب سحر طلب کیا جب موجود ہوا سیندور شراب طائر صحرائی کالے ماش سوہن پھول گیندے
گڑیا دو پان کا بیڑا ارتھی لونگین سب چیزین لاکر رکھین تگنین دُہرے بچھائے اور سب سے پہلے اُسنے بچہ خوک کو
ذبح کیا اور خون اُسکا ایک تھال مین لیا اور اُسی خون خوک سے جو کاڑھا تھا خون پانی مین ملا کر اُس سے وہ
مخمس العین بنائی بنا وضو کے جسکو بیچ مین بیٹھکر ایک سوا لاکھ بار گرد پلین پڑھ پڑھ کر اُسکا خون چھڑکا اور اسم
سحر پڑھنے لگی پھر اُس کا بچہ خوک جو ایک طرف مرا ہوا پڑا تھا پھر دمسنے ماش کے پڑھ پڑھ کے مارے کہ وہ بزور
سحر زندہ ہو کے اُسکے سامنے کھڑا ہوا اُسنے اُسکی پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا گلے مین ہار ڈالے اور پھر کچھ اسم
سحر پڑھنے لگی کہ وہ خوک گرد پھرنے لگا ایک ساعت چکر مارتے تھے کہ دامہ نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گیا اور منھ کھولکر
کھڑا رہا دامہ نے وہ اُسکے کھانے کے سامان کیا وہ اُسنے کھا لیے پھر اُسکے سات قرابے شراب سیندور کے
کے اُسکو پلائے بنگالی جو ڈہیر بجانے کو بیٹھے تھے اُنکی جان پر صدمہ تھا اور دل مین کہتی تھی کہ یہ بچہ خوک تو
اتنا سا ہے سات کرہا ڈہیر مین بھوک کے کدن کھا گیا اور اتنے بڑے بڑے سات قرابے شراب نہیر ڈیٹے
کون پی گیا گرا پار ڈہیر بجا رہے تھے جب دامہ ہاتھ سے اشارہ کرتی تھی تو زور زور سے بجانے لگتے تھے نہین تو
آہستہ آہستہ بجا رہے تھے یہان تک کہ اُس خوک نے کو بائی کے جماہی لی منھ پر اُسکا کھلا دامہ نے کچھ پڑھا موم
لیکے اُسمین ڈال دیا اُسنے منھ بند کر لیا اور پھر دامہ جادو کے آس پاس چکر مارنے لگا ایک سوا ایک چکر لگائے تھے
کہ اُسنے اشارہ کیا وہ کھڑا ہو گیا اور منھ کھولدیا دامہ نے وہ موم اُسکے منھ سے نکال لیا وہ خوک سوا گز بڑا اور
مثل مردہ صد سالہ کے ہو گیا اُسنے بنگالیون سے اشارہ کیا کہ تم لوگ اب چلے جاؤ وہ اُسی وقت اپنا اپنا باجا
لیکے بھاگ گئے دامہ نے اُس موم کا ایک پتلا بنایا اور اُسکے منھ پر اور سینے پر سوئیان چبھوئین اور ایک
شیشے مین اُس پتلے کو رکھکے منھ پر شیشے کے کوری مٹی کا سکورا رکھکے موم سے بند کر دیا اور کچھ پڑھکر زمین مین
دفن کر دیا بعد اُسکے پھر نہا دھو کے اپنے مقام پر آکے بیٹھی چند ساحرون کو طلب کیا ساحر حاضر دربار ہوئے
بعد سلام و دعا کے سب نے دست ادب باندھ کے عرض کیا ای شہنشاہ ساحران ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے کیون
غلامون کو یاد کیا ہے دامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے بزور سحر حمزہ کو بیکار کر دیا ہے یعنے اسم اعظم اُسکا
بند کر لیا ہے اب تم سب جاؤ اور جہان جسے وہ ملجائے فوراً بیہوش و غش اُسے گرفتار کر لاؤ اور مین بھی جاتی ہون
جہان کہین سے ملیگا مین بھی پکڑ لاؤنگی کام اُسکا تمام کردونگی یہ سنکے سب جادوگرون نے سلام کیا اور اپنی
اپنی طرف روانہ ہوئے کوئی کسی طرف گیا کوئی کسی جانب روانہ ہوا دامہ جادو بھی اُن سب کو رخصت کر کے
تلاش نورالدہر ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوئی اُسکو یہان دامہ جادو
کو تو یہین سرگردان تلاش امیر حمزہ صاحبقران مین ہمراہ ساحران عیاران چھوڑا جاتا ہے

جھنگ دو کھلے داستان حیرت بیان آنا برق جادو کا خدمت امیر با توقیر مین بیان کرتے ہین

کہ جب صاحبقران عالیشان مع عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار و کرب غازی و اسد ابو المحول دیوانہ
کے ملکہ سہرانہ جادو کو جہنم واصل کرکے جانب صحرا روانہ ہوئے چلے جاتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا شام
ہو گئی ہے سوچے کہ اب رات کو اس صحراے پرخار اور دشت تیرہ و تار مین کیونکر راہ چل سکینگے نہین معلوم
اندھیرے مین کہان کہان چلے جائین راستہ پائین نہ پائین خدا جانے کیا ہو گیا نہ ہو کوئی راہ کیونکر چلا جائے

کہ اُس سے راہ پوچھیں نہ کوئی پگڈنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اُسی لکیر پر فقیر ہو کے چلیں اس سے بہتر یہی ہی کہ آج رات
کی رات یہیں بسر کریں جس طرح ہو سکے گذر کریں جب سفیدۂ صبح نمودار ہو مسافر مغرب اپنی منزل مشرق سے
ہم آغوش ہو کے رہرو مغرب ہو تو ہم بھی یہاں سے روانہ ہو جائیں ابھی امیر با اقبال اپنے دل میں یہ خیال کر رہے تھے
یکایک بجلی چمکی اور بلکہ برق جادو سامنے سے نمایاں ہوئی آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا نذر دی عرض کیا ای
شہریار مبارک ہو کہ آپ نے کمر دماسہ جادو کی توڑ ڈالی شہر زمرد میں قیامت برپا ہی عجب طرح کا تہلکہ ہی دماسہ
کے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں سارا زور اور گھمنڈ اُسکا مٹ گیا ہی مگر ای شہریار اُس علامہ نے آج بزور سحر
اسم اعظم آپ کا بند کر دیا ہی اب بہت خبردار و ہوشیار رہیے گا کہیں نرگس جادو والے معاملے کی طرح غفلت
نہ کیجیے گا نہیں نصیب دشمنان جان بری مشکل ہو گی اُسکی مرتبہ تو میں آپ کے ساتھ رہتی تھی ہر جگہ پہ آپ اُسکے
دام مکر و فریب میں گرفتار ہوا چاہتے تھے مگر میں خبردار و ہوشیار کر دیتی تھی لیکن یہ ایسا نازک اور مشکل مقدمہ ہی کہ میں
دماسہ جادو کے مقابلے میں ظاہر بظاہر آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور میری رائے ناقص میں تو یہ آتا ہی
کہ ابھی آپ اپنے کو جہاں تک ہو سکے پوشیدہ رکھیے دماسہ کے دل کو سرا سر جادو کا ابھی تازہ غم ہی ہر وقت اُسی کا
پیچ و الم ہی غصے میں بھری ہوئی آگ بگولہ بنی ہوئی ہی خدا جانے ابھی وہ کیا کیا آفتیں برپا کریگی کیسی کیسی قیامتیں ڈھائیگی
آپ کا کچھ زور نہ چل سکیگا نصیب دشمنان پریشان ہو جیے گا صاحبقران عالیشان نے یہ کلام وحشت انجام
برق جادو کی زبان سے سنکے اسم اعظم کو جو یاد کیا تو بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آتا تھا کوئی مشکل نام کا لیا
نہ ذہن میں آتی تھی ہر لفظ لوح دل سے محو تھا نہایت مضطرب ہو کے برق جادو نے عرض کیا ای شہریار آپ اسقدر
ہراسان و پریشان نہ ہو جیے کریم کارساز کو یاد کیجیے میں نے سنا ہی کہ اکثر اسم اعظم بند ہو گیا ہی مگر آپ پر خدا نے
اپنا فضل کیا ہی دشمن پر آپ فتحیاب ہوے ہیں اسم اعظم کا بند ہو جانا گویا آپ کے مظفر و منصور ہونے کی علامت
ہی امیر با توقیر نے فرمایا ای برق جادو سچ ہی پھر ایسا ہی کرم الٰہی ہوا کیا ہی اور عمرو کے باعث سے تو ایسے ایسے
کارہاے مشکل رو براہ ہوے ہیں اور ایسی ایسی مہمیں سر ہوئی ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا اُسنے بعض بعض مقامات
پر ایسی ایسی عیاریاں اور چالاکیاں کی ہیں کہ بشر کی عقل دنگ ہی برق نے کہا کہ پھر خواجہ صاحب تو آپ کے
ساتھ موجود ہی ہیں اور کنیز بھی حاضر ہی مجھسے جو کچھ خدمتگذاری آپ کی ہو سکیگی میں باہر نہیں ہوں کبھی کسی
امر میں کمی نہ کرونگی مگر بالفعل دماسہ جادو دیوانی ہو رہی ہی جھنجھلائی ہوئی ہی اور آپ کو ڈھونڈھتی پھرتی ہی
آپ اپنے کو ایسا چھپائیے کہ کوئی آپ کو نہ پاسکے چند سے چھپ کے بیٹھیے پھر سمجھ لیجیے گا ذرا یہ جو آگ بھڑک
رہی ہی اسے ٹھنڈا ہو جانے دیجیے پھر دیکھیے خدا کیا کرتا ہی آپ کا تو ہر کام محول بخدا ہی پھر آپ کو کیا
اندیشہ ہی اور کنیز اب جاتی ہی دو چار روز حاضر نہ ہو گی امیر عالیمقام نے کہا خدا حافظ برق جادو نے سلام کیا
اور برق سے ہوا روانہ ہوئی اب امیر نے عمرو کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ای یار وفادار و ای دوست غمگسار افسوس ہی
سوا خدا کی ذات کے کوئی ہمارا یار و مددگار نہیں ہی اسم اعظم بھی بند ہو چکا برق جادو نے دماسہ کے خوف
سے آمد و رفت موقوف کی اب دیکھیے خدا کیا کرتا ہی ظاہرا تو کوئی صورت ہمارے زندہ رہنے کی نہیں معلوم ہوتی
اور دو چار روز ہم بھلا کہاں پوشیدہ ہوں کہ کوئی پکڑ نہ جاسکے نہ کوئی پہچانے عمرو نے جواب دیا حمزہ چھپنے کی
بہت سی صورتیں ہیں فرمایا بیان کرو اُستاد عرض کیا ایک تو یہ کہ میں منجملہ حضرت دانیال پیغمبر کی استادہ کرونگا
آپ اُسمیں دو چار دن کیا مہینوں برسوں بیٹھے رہیے زمانہ بھر چلا جائے تو کچھ نہ بنا سکے سحر تاثیر نہ کرے جن و پری کا

سنا ہے کہین ایسا ہو کہ وہان بھی نہ آسکے دوسری صورت یہ ہی کہ گلیم ابراہیمی مین چھپا رکھون تیسری صورت یہ ہی کلاہ غائبی
دون اُسے پہن لیجیے آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے چوتھی شکل یہ ہی کہ مین آپ کو مع مقبل و ابوالحول کے زنبیل
مین ڈال لون اور خود پوشیدہ پھرا کرون پانچوین صورت یہ ہی کہ مین گلیم عیاری اوڑھ کر پوشیدہ جا کے وہان ساحر
جادو کو مار ڈالون صاحبقران نے عمرو کو اپنے گلے سے لگا کے کہا کہ خواجہ مرحبا صد مرحبا کیون نہ ہو تمکو
ایسا ہی جانتا ہون بلکہ شہر گل باغ مہر و وفا جانتا ہون + کچھ اس سے بھی تمکو سوا جانتا ہون + مگر ای خواجہ
تم خوب واقف ہو کہ مین نے کبھی ان چیزون سے کام نہین لیا بلکہ تمسے بھی اکثر یہی کہا کیا کہ خواجہ ان اشیا
سے اپنی جان تو بچانا مگر کسی کو مارنا نہین یہ ہین ننگ اپنے واسطے کبھی گوارا نہ کرونگا کہ وقت مصیبت [illegible]
اور تمہاری پناہ مین چھپ سکے چھپون ہمیشہ میری نظر خدا سے لایزال و ایزد متعال پر ہی اُسنے ہر مشکل مین میری
مدد کی اسیطرح بھی اگر اُسے میرا بچانا منظور ہی تو میری حفاظت کیا دشوار ہی اور جو اسی کا سامنے قضا میری آگئی ہی تو
بسم اللہ راضی برضا ہون اور خواجہ یہ جو اسباب تمہارے پاس ہی جو دیا ہی مین نے کبھی اُسنے کام نہین
لیا اور ہزارون ساحرون کو قتل کیا بہت سے شہر جادوگرون کے [illegible] مگر کہین چھپ کر نہین بیٹھا جہان
خدا نے سب آفتون اور مصیبتون سے مجھے بچایا ہی اب بھی اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھیگا اور مین تمکو
منع نہین کرتا تم شوق سے جاؤ دامہ جادو کے قتل کی تدبیر کرو مگر اسی طرح عیاری کر کے قتل کرنا چھپ کر
گلیم مین غائب ہو کے [illegible] عمرو بولا خیر تو جاتا ہون آپ یہان سے کہین محفوظ مقام پر پوشیدہ ہو کر
بیٹھین غرض امیر یہ باتین کر کے آگے بڑھے چلے جاتے ایک اور صحرا سے وحشت انگیز اور دہشت خیز
مین پہونچے یہ ویسا ہی صحرا ہی جیسا کہ نرگس جادو کے باغ مین جانے کے وقت انکو ملا تھا امیر حمزہ
صاحبقران باحال پریشان اس صحرا ہولناک کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین یکایک ایک طرف سے
آواز گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری کی کان مین آئی امیر متحیر ہوئے کہ اس جنگل مین نہ کوئی مکان ہی نہ کہین
کوئی بستی نظر آتی ہی پھر یہ آواز رونے کی کہان سے کان مین آتی ہی عمرو و مقبل و کرب وغیرہ بھی دیکھنے لگے
کہ یہ آواز کس ستم رسیدہ مصیبت کشیدہ کی ہی دریافت حال کے لیے اُسی آواز کی طرف بڑھے ابھی تھوڑی دور
آگے گئے ہین ناگاہ دیکھا کہ ملکہ سرو سیمتن باحال پریشان گریان و نالان سر کے بال کھلے ہوئے کپڑے
پھٹے ہوئے چلاتی چلی آتی ہی کہ یا امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ تو ساحرون کے استیصال کے لیے
یہان تشریف لائے ہین مگر کچھ اپنے ناموس کی بھی خبر ہی امیر باتوقیر چونکہ نہایت غیور ہین ناموس کا نام
سنتے ہی نہایت حیران و پریشان ہو کے وہین سے پوچھتے ہوئے بڑھے کہ ای ملکہ سرو سیمتن خیر تو ہی کچھ مفصل
حال تو بیان کر کیا آفت ہی کیا ماجرا ہی جو تو اس طرح بیحواس سراسیمہ یہان چلی آئی ہی برائے خدا جلد ہی
بیان کر دل ٹھکانے ہو فکر و تردد دور ہو ملکہ سیمتن نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار
آپ تو اس طرف تشریف لائے اور وہان دامہ جادو قلعہ ذوالامان سے جا کے تمام ناموس صاحبقران
کو پکڑ لائی ہی اب شہر زہرہ مین قتل کرنے کو لیگئی ہی مین گستاخانہ عرض کرتی ہون کہ حضور کی وہ غیرت و حمیت
کہان گئی کیا ساحرون کا قتل کرنا ناموس کی حفاظت و نگہداشت حرمت سے زیادہ ہی جو آپ نے اُسے فوق دیا
آدمی جو کچھ کرتا ہی عزت ناموس کے واسطے کرتا ہی تمام ناموس آپ کے برباد ہو گئے اور آپ کو اصلا خبر
نہین صاحبقران زمان نے فرمایا ای سرو سیمتن تو نے کیا کہا کس کی مجال ہی کہ میرے ناموس کو قید کرے

اُسنے عرض کیا کہ ای امیر باتوقیر مین سچ عرض کرتی ہون بھلا میری مجال ہی کہ آپ کے حضور مین کوئی کلمہ خلاف دروغ عرض کرون اور کلمہ دروغ بھی کون کہ ناموس صاحبقران کی نسبت مین ایسے کلمات نازیبا و ناسزا اپنی زبان پر لاؤن اور کسی سے بھی نہین بلکہ خود آپ ہی کے سامنے ایسی گستاخی کرون بقول شخصے دروغ گویم برروی تو اور مین بھی تو اُنھین کے ساتھ گرفتار ہو گئی تھی بھاگ کے ادھر نکل آئی ہون اور عمرو کی طرف مخاطب ہو کے کہا واہ سبحان اللہ خوب سرِ زندہ جادوگران نام رکھا ہا ہم اس حال کو پہونچے ہین اور تمکو خبر نہین شعر آہین کر رہے ہین وہان کچھ اثر نہین + کیا بیخبر ہی یار ہماری خبر نہین + عمرو تو اسکا عاشق ہی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای ملکہ خدا سے عزوجل مجکو بالکل حال نہین معلوم تھا اور آگے لپٹ گیا اور صاحبقران سے کہا کہ حمزہ اس بیوفائی سے مرجانا بہتر ہی امیر بھی پاس آئے اور کہا کہ ای سروسیمتن بتا تو سہی دمامہ جادو کس کس کو گرفتار کرلائی ہی بس صاحبقران کا پاس آنا تھا کہ اُسنے ایک ہاتھ کمر مین عمرو عیار کی اور دوسرا ہاتھ حمزہ صاحبقران کی کمر مین ڈال کے اسم سحر پڑھ کے دم کیا کہ دونون شانون مین سے دو پر پیدا ہو گئے بس امیر و عمرو کو اُٹھائے ہوئے روبسوے آسمان روانہ ہوئی اور پکاری یا حمزہ صاحبقران آگاہ باش کہ منم ملکہ دمامہ جادو امیر و عمرو اسکے پنجے کے دونون ہاتھون مین دمامہ جادو کے لٹکے ہوئے تھے مقبل وفادار و کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ نے جو دیکھا کہ دمامہ جادو حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرلے چلی ہے کہ او لکاتہ اگر تیرے آقائے ولی نعمت کو تو نے گرفتار کیا ہی تو ہمین کس واسطے چھوڑے جاتی ہی اُسنے آواز دی کہ انھین دونون کا گرفتار کرنا ضرور تھا بانی شر و فساد اور باعث ظلم و بیداد یہی دونون تھے اب تو انھین کو لیے جاتی ہون آپ لوگ تنہا کیسے بھی سمجھ لونگی تم بھلا میرے ہاتھ سے کہان چلے جاتے ہو بس یہ آواز دیکر نظرون سے غائب ہو گئی ان سبنے گریبان اپنے چاک کیے خاک اُڑانے لگے پچھاڑین کھانے لگے چلانے لگے کہ ہاے ای سرِ حلقہ قدر شناس اور ہاے ای آقاے خجستہ اساس ہماری آنکھون کے سامنے دمامہ جادو آپ کو گرفتار کرلے گئی اور ہم کچھ نہ کر سکے ہاے ای صاحبقران زمان اگر ہم جانتے کہ یہ سروسیمتن کی صورت دمامہ جادو ہی آپکے پاس تک بھی نہ آنے دیتے پہلے ہی کام اس لکاتہ کا تمام کرتے ہاے ای امیر باتوقیر اس بیحیائی کی زندگی سے تو کاش ہم مرجاتے تو خوب تھا ہاے ای حمزہ عالیشان اگر لوگ ہمسے پوچھینگے کہ امیر کو کس جنگل مین چھوڑا کس مقام سے تمنے منھ موڑا تو ہم اُنھین کیا جواب دینگے اور کس منھ سے بیان کرینگے کہ ہمارے سامنے صاحبقران کو دمامہ اُٹھا لیگئی غرض یہ تو بیان گریہ و زاری نوحہ و بیقراری کر رہے ہین اُدھر کا حال سُنیے کہ دمامہ جادو امیر و عمرو کو لیے ہوئے چلی جاتی ہی دل مین اپنے کہتی جاتی ہی کہ ای دمامہ ان دونون نے بڑا غضب کیا کہ تیری پارۂ جگر نور بصر خورشید اندام و خوشخو ملکہ سرامہ جادو کو مار ڈالا تو بھی انکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرکے اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کر پھر خیال مین گذرا کہ ای دمامہ یون مار ڈالنے مین لطف نہین جیسا انھون نے تیرا دل جلایا ہی اُسی طرح تو بھی انکو تڑپا تڑپا کر مار پہلے انکو حمزہ کا استیصال کرلے بعد اُسکے زبرجد شاہ و زمرد شاہ لقا فداے وغیرہ ہزار ہا ملک باختر وغیرہ کو یہان بلا کے انکی دعوت کر اور انکے گوشت کے کباب بریان کرکے سب کو کھلا اس طرح سے کہ ایک بوٹی کاٹ اور نمک مرچ اُسپر چھڑک کر کھا پھر دوسری بوٹی کاٹ اُسپر نمک مرچ چھڑک کر دفعہ دفعہ اور باری باری سب کو انکے گوشت کا مزہ چکھا تو ان کو بھی جانین کہ کسی کا کلیجا جلانے مین یہ مزہ ہی اور ناحق کسی کا دل دکھانے کی یہ سزا ہی

اور بالفعل انکو لیجا کر قید کرنا چاہیے چونکہ حافظ حقیقی کو ابھی انکا زندہ رکھنا منظور ہی اسلیے اُس لکاتہ دشمن جان
عدوے ایمان کے دل مین یہ آئی دو بلاؤن کو ایسے ساحران ارنہ ساکہ کوئے + بال نہ بیکا کر سکے دو جگ
بیری ہوئے کہ شعر جو قاتل ہو وہی ہو حافظ جان تو اگر یار ہے + سوا نہ ہو بال بیکا ہو لذت شہر یار رہے لبر
یہ سوچ کے دمامہ جادو امیر و عمرو کو لیے ہوئے جزیرہ چار موجہ مین آئی کہ وہ جزیرہ اخضر و محیط و
عمان و بحرین کے درمیان مین ہی اور وہان ایک گنبد بلورین اسنے بنایا ہی اکثر یہ مردار جب گھبراتی
آتی ہی تو اسی گنبد بلورین مین بیٹھتی ہی اسمین دونون کو قید کیا اور اسم سحر پڑھ کے ایک حصار آتشین گرد
اُس گنبد بلورین کے کھینچا آپ بتعجیل تمام شہر زہرہ کو روانہ ہوئی جس وقت شہر زہرہ مین اپنے مکان پہ
پہونچی اپنے بیگانے دوست و دشمن ساحر غیر ساحر سردار غیر سردار سب مین اسنے مشہور کیا کہ مین نے
جا کر حمزہ صاحبقران اور اُسکے عیار عمرو بن امیہ ضمری کو عوض مین خون سرامہ جادو کے قتل کر ڈالا
اور جارچی کو بلا کے حکم دیا کہ اسی وقت جا کے چار سوق بازار اور شہر کے محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ اور گلی گلی جا کر
کہ الفضل ساحری و تائید جمشیدی امیر و عمرو نادیدہ خداے آسمانی کے بندون کو بلکہ دمامہ جادو نے
بعوض خون سرامہ جادو کے قتل کیا اور حکم دیا کہ چار طرف شہر مین بلکہ ہر دوراہے اور تراہے اور چوراہے
پہ نوبتین خوشی کی رکھی جائین اور نقارے شادمانی کے بجین ہر امیر و رئیس کے دروازے پہ شہنائین ناچ رنگ
کی آراستہ ہون دکانین شہر کی آئینہ بندی سے پیراستہ ہون بس بموجب حکم دمامہ جادو کے ڈھنڈھورے والے
نے تمام شہر مین ڈھنڈھورا پیٹنا شروع کیا گلی گلی نوبتین رکھی گئین ہر جگہ قتل عمرو و امیر کا چرچا ہونے لگا
قضا سے کار اور اتفاق روزگار یہ خبر وحشت اثر برق جادو کو جو معلوم ہوئی کہ دمامہ نے امیر حمزہ کو معہ خواجہ
اور عمرو عیار کو قتل کر ڈالا ہے ایک گھونسا اسکی چھاتی پر لگا اپنے دل مین کہا کہ ای برق جادو افسوس
تجھسے کچھ نہ ہو سکا اور وہ حضرت آرامگاہ دار دنیا سے سفر کر گیا حیف ہی تیری اس زندگی پر وہ تو نے
تو یہ تہیہ کیا تھا کہ مین تا زندگی امیر با توقیر کی فرمانبرداری و کاربرآری مین مصروف رہونگی افسوس
ہی کہ اُس برگزیدہ روزگار خاصہ کردگار کی کچھ خدمت و اطاعت نہ ہو سکی اور چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے
پھر خیال گذرا کہ ای برق ایسا نہ ہو کہ عمرو و امیر صحیح و سلامت ہون دمامہ نے قتل نہ کیا ہو بلکہ کہین
پوشیدہ قید کر دیا ہو اور محض براے خوشنودی و سرخروئی یہ امر مشہور کر دیا ہو پہلے چلکے دمامہ سے
مفصل حال تو دریافت کرلے بعد اُسکے جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اپنے دل مین یہ خیال راسخ کرکے
روتی ہوئی سر کے بال کھولے ہوئے حیران و پریشان دمامہ جادو کے پاس آئی وہ وقت ایسا تھا
کہ دمامہ کو ساحر نذرین دے رہے ہین شادیانے فتح کے بج رہے ہین نوبتین خوشی کی بجتی ہین [illegible]
ایک غلغلہ ہی کہ حمزہ اور عمرو مارے گئے برق جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی تاب ضبط باقی نہ رہی [illegible]
رونے لگی سر پیٹنے لگی زمین پہ پچھاڑین کھانے لگی باطن مین تو امیر و عمرو کے واسطے حال پریشان [illegible]
اور ظاہر مین نام سرامہ جادو کا زبان پہ جاری تھا کہہ رہی تھی کہ ہاے ای ہمشیرہ سرامہ جادو [illegible]
تھا سو ہی بارھوین بھی نہین ہوئی اور یہان نقارے شادمانی کے بج رہے ہین فلک [illegible]
نے یہ رنگ دکھایا یہ روز سیاہ پیش آیا اور یہانتک روئی پیٹی کہ [illegible] بیحال ہو کر
غش کھا کے زمین پر گر پڑی دمامہ جادو نے جو یہ حالت دیکھی اُٹھ کے پاس آئی [illegible]

بیہوش پڑی ہی تب چند مہتون باری داریون سے پنکھا جھلوانا شروع کیا مُنھ دھلوایا کیوڑے گلاب کے چھینٹے دیے
عطر سنگھایا تلوے سہلوائے جب بعد تھوڑی دیر کے ملکہ برق جادو کو ہوش آیا دمامہ جادو نے اپنی چھاتی سے
لگایا سمجھانے لگی کہ میری جان حق بطرف ہی تیرا اگر تجھے رنج نہ ہوگا تو کیا کسی غیر کو تھوڑی ہوگا کہ وہ تیرے
ساتھ کی کھیلی ہوئی تھی تجھے اُس سے محبت تھی اُسے تجھسے الفت تھی تو اُسپر نثار تھی وہ تجھپر فدا تھی ہر وقت کی
صحبت رہتی تھی کوئی کام بغیر تیری صلاح اور مشورے کے نہ ہوتا تھا کہین سیر اور تماشے کو دونون مین سے
کوئی اکیلا نہ جاتی تھی یہان تو یک قالب کی کیفیت تھی مگر بیٹا اب حال تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہین مثل مشہور ہی
کہ مرنیوالے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا یہ سمجھا بجھا کے پھر کہنے لگی کہ ای بیٹا برق جادو تجھے ایک خوشخبری
سُناتی ہون کہ دل تیرا خوش ہو جائے سارا رنج والم صدمہ وغم بھول جائے برق جادو نے کہا خالہ امان
اب مجھے کسی خوشخبری سُننے کی ضرورت نہین ساری مبارکبادیان اور خوشخبریان اور جتنی بھی مسرتین اور
شادیان تھین سب ہمشیرہ سرامہ جادو کے ساتھ گئین اب اگر آپ مجھے میرے مرنے کی خوشخبری
سُنائیے تو بیشک مین بہت خوش و مسرور ہون دمامہ نے کہا بیٹا سُن تو سہی اُسنے کہا اچھا آپ کو اختیار ہی
بیان کیجیے دمامہ نے کہا کہ مین نے تیری بہن سرامہ جادو کے دونون قاتلون کو قتل کر ڈالا اور یہ اسی کی
خوشی کی ہی برق تڑپ کے بولی کہ خالہ امان آپ نے اُن خونیون کو تو قتل کیا مگر کیا ہم ایسے دشمن تھے
کہ بہن کے قاتلون کو آپ نے ہمین دکھا بھی نہ دیا ہمارے دل مین تو یہ حسرت تھی کہ ہم بہن کے قاتلون
کو ڈھونڈھ کر لائینگے اور جس طرح چاہینگے اُنکو قتل کرینگے اور سزا پہنچائینگے سو ہم اُنھین آنکھ سے بھی دیکھنے نہ
پائے افسوس ہزار افسوس دل کی دل ہی مین رہی امید نہ بر آئی ہماری آرزو پوری نہ ہوئی ہائے اے ظالم
بیوفا یہ تو نے کیا کیا یہ کہکے پھر زمین پر تڑپنے لگی سر دے دے مارنے لگی جب دمامہ نے دیکھا کہ حال اسکا
بہت ہی تباہ ہی اور یہ کسی طرح نہین مانتی اُسوقت چپکے سے کان مین کہا کہ بیٹا مین نے اُنکو ابھی جان سے
نہین مارا ہی فقط فلان جزیرے مین لیجا کے قید کر دیا ہی اگر تیری یہی خوشی ہی تو اپنے ہاتھ سے اُنکو قتل کرکے اپنا
کلیجا ٹھنڈا کرنا اور دل کی حسرت نکالنا برق نے کہا خالہ امان مین ایسی باتین خوب جانتی ہون آپ میری
تسکین کے لیے کہتی ہین کہ مین رونا دھونا موقوف کر دون خاموش ہو کے بیٹھ رہون دمامہ بولی بیٹا تیرے
سر کی قسم مین جھوٹ نہین کہتی اور کنارے لیجا کے تمام سرگذشت امیر و عمرو کے گرفتار کرکے لانے اور
جزیرہ چار موج مین قید کرنے کی بیان کی اور کہا بیٹا جس طرح تیرا جی چاہے تو اُنکو قتل کرنا تجھے اختیار ہی
مگر مین نے تو یہ ارادہ کیا ہی کہ پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کر لین بعد اسکے زبرجد شاہ اور زمرد شاہ
اور لقا خداے باختر کو یہان بلا کے اُنکی دعوت کرین اور اُس دعوت مین اُن دونون خونیون کے کباب کرکے
ہم سب کھائین اور سب اپنے بیگانے کو کھلائین اور یہ حال مین نے سوا تیرے اور کسی سے نہین کہا ہی
اب تک سب سے پوشیدہ رکھا ہی تو بھی کسی سے بیان نہ کرنا کہین ایسا نہ ہو کہ سارا کھیل بگڑ جائے کیا کرایا
گڑ مٹی ہو جائے اور کوئی آفت آئے یہ سُنکر پھر برق جادو رونے لگی کہ ہائے اب تک قاتل سرامہ جادو کے
زندہ ہین خالہ امان اب تاب ضبط کی نہین ہی آپ مجھے حکم دیجیے کہ مین ابھی جا کر اُنکو قتل کر دون دمامہ بولی بیٹا
ابھی دو چار روز صبر کرنا چاہیے برق جادو کو یہ خیال بندھا ہوا ہی کہ افسوس حمزہ صاحبقران اور عمرو
بے یار و مددگار اُس مقام تیرہ و تار مین قید ہین جہان آدمی کا نام نہین کھانے پانی کا کچھ سر انجام نہین

نہین معلوم بھوک پیاس سے کیا حالت ہوگی بسبب اعدا جانکنی کی نوبت ہوگی افسوس صد ہزار افسوس مجھسے کچھ
امداد انکی نہین ہوسکتی یہ تصور کرکے اسقدر روئی کہ دونون آنکھین خون کبوتر ہوگئین دمامہ نے اور ساحرون
سے کہا کہ اسے سرامہ جادو کے ہوش محبت نے مدہوش و خود فراموش کر رکھا ہی اسے جاکر سمجھالاؤ اور
برق جادو سے بولی کہ ای لاز دیدہ دو کو تو ہم پکڑ لائے ہین باقی مفسدون کو تم ڈھونڈھ کر گرفتار کرلاؤ
برق نے کہا بہت اچھا یہ تو مین میرے دل کی مراد ہی اسی بات کی تو مجھے حسرت تھی کہ مین ملکہ کے
قاتلون کو چن چنکے گرفتار کرون اور طرح طرح کی ایذائین اور مصیبتین پہونچا کے انکو لہو مین بھرون مگر خالہ امان
جہان مین انکو پاجاؤنگی پھر مجھسے ضبط نہ ہوسکیگا فوراہی قتل کرونگی اس بارے مین آپ کچھ تعرض نہ فرمائیےگا کہ
ابھی انکو کیون قتل کیا ہین کیون نہ دکھایا دمامہ نے کہا نہین بیٹا تجھے اختیار ہی جسوقت اور جہان جسطرح جی چاہے
اور تیرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے دل کی آگ بجھے تو انھین قتل کر مجھے کبھی کسی طرح کا کوئی تعرض نہ ہوگا مجھے
تو بسبب قتل ہونے اپنی بیٹی کے ان مفسدون کا برباد کردینا منظور ہی کہ جس طرح انھون نے سرامہ کو مار کے مجھے
تباہ و برباد کیا ہی یہ بھی اسی طرح خانہ خراب ہوکر بسزا پہونچین تیرے دل مین بھی یہی کد و کاوش ہی کہ جس طرح میری
بہن کو انھون نے مار کے مجھے اکیلا بن بہن کا کردیا ہی اسی طرح مین انکو قتل کرکے انکی اولاد کو بن باپ کا اور
انکے بھائیون کو بن بھائی کا کرکے اپنے دل کے داغ بجھاؤن پھر وہ خواہ میرے ہاتھ سے قتل ہوے تو خواہ تیرے
ہاتھ سے مارے گئے دونون باتین ایک ہی ہین غرض برق جادو دمامہ سے سب کہ سنکے اسکے سامنے سے
باہر آئی اور اپنے دل مین کہا کہ ای برق جس طرح بنے چلکے صاحبقران وغیرہ کو قید سے چھڑا سوا تیرے
اور کسی کی یہ طاقت نہین ہی کہ رد سحر دمامہ کا کرکے حمزہ کو قید سے چھڑا سکے یہ دل مین سوچ سمجھ کے تخت پر
سوار ہوئی ساتھ والیون سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہری رہو مین جاتی ہون اور اگر کہین وہ مفسد ہاتھ لگے مین
تو پکڑے لاتی ہون ہر چند سب نے کہا کہ بلا ہین ہم آپ کے ساتھ نہ چلینگے راہ مین پیچھے پیچھے رہینگے کہا نہین
کیا ضرورت ہی کیون تکلیف اٹھاؤ یہین ٹھہری رہو مین بہت جلد آؤنگی ان سب سے یہ کہکے خود تن تنہا
جزیرہ چار موجہ کی طرف روانہ ہوئی سیلاب کی طرح جلدی جلدی راہ طی کرتی چلی جاتی تھی آخر الامر جاتے جاتے
جب اس جزیرے مین پہونچی دیکھا کہ گنبد آتشین سر بفلک روشن ہی اور گنبد بلورین کا کہین نام و نشان بھی
نہین معلوم ہوتا بعد خوض و فکر کے معلوم ہوا کہ گنبد بلورین مین حمزہ وغیرہ کو بند کرکے مقفل کردیا ہی اور گرد
اسکے گنبد آتش سحر کا قائم کیا ہی مگر اسوقت برق کا یہ احوال ہی کہ دمامہ کے خوف سے حال دگرگون ہی ہاتھ پانو
مین رعشہ حد سے فزون ہی دل تھرا رہا ہی کلیجا کانپ رہا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی مگر چونکہ صاحبقران
عالیشان کی محبت غالب ہی اسنے اپنے دل کو خوب مضبوط کرکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور
اسم سحر پڑھکے اسے بروے ہوا اڑایا پھر کچھ دانہ ماش کے پڑھ کر اس روئی کے پہل پر مارے کہ وہ
ایک بادل کا ٹکڑا بنکے محیط ہوگیا اور اس گنبد آتشین پر اسمین سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی مثل تیل اور
رال کے اس آگ پر پڑتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگ گنبد آتشین کی اور زیادہ بھڑکتی تھی اور جسقدر بارش آتی
ہوتی تھی آگ اور بھی مشتعل ہوتی جاتی تھی برق جادو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سحر دمامہ جادو کا ہی کیا مقدور
کسی کا کہ اسے رد کرسکے مگر ای برق تو بھی تو اسی کی تعلیم یافتہ و ساختہ و پرداختہ ہی بلکہ آزمایش کا مقام بھی یہی ہی اگر
تونے اسکا سحر رد نہ کیا تو کچھ بھی نہ کیا تجھکو لازم ہی کہ جان پر کھیل کے جس طرح ہوسکے اس سحر کو برطرف کرے

صاحبقران کو رہا کر یہ خیال اپنے دل مین کر کے ایک گانون مین گئی اور وہان سے دو خوک صحرائی لائی اور قریب اُس گنبد کے بیٹھ کر پہلے لونگ باندھا بعد اسکے اوپر سے دوپٹے کی گاتی باندھ کر دونون خوکون کو جھٹکا کیا خون اُنکا لیکر تھوڑے سے خون سے نہائی اور باقی ماندہ سے چوکا دیا اور اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا پھر پانی مین دریائے موج چہار موجہ کا جلد مین لیکر اُسمین خون خوک ملا کر پھر اُسی دریا مین پھینکدیا بمجرد اسکے دریا کے پانی نے جوش مارا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا اور چہار طرف سے دریا نے اُس گنبد پر نرغہ کیا اور اونچا ہوتے ہوتے گنبد کو چھپا لیا آواز آگ کے بجھنے کی آنے لگی چار گھڑی کے بعد طغیانی کم ہوئی اب صاف گنبد بلورین معلوم ہونے لگا مگر حال صاحبقران کا یہ ہے کہ اُس گنبد بلورین مین بحس و حرکت بیٹھے ہوے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہہ رہے ہین کہ فلک ناہنجار نے ہمین گرفتار کروا دیا اب سوا جان جانے کے کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر تم ہمارے ساتھ گرفتار نہ ہوئے ہوتے تو خیر کچھ امید بھی تھی کہ تم کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکالتے فلک کجرفتار نے تمکو بھی ہمارے ساتھ پھنسوا دیا عمرو نے جواب دیا کہ میں تو اسی واسطے آپ کے ساتھ چاہ الماس مین نہ آتا تھا آپ نے زبردستی ابوالہول سے اشارہ کر کے چاہ مین گروا دیا آپ کے سبب سے مین بھی گرفتار ہوا نہین تو مجھے کون پاتا اگر آپ اکیلے یہان گرفتار ہو جاتے تو دامہ جادو زن مہر چہار شاہ پاس ضرور جاتا مین کسی نہ کسی تدبیر سے اُسکو مارتا اور آپ کو بھی قید سے چھڑا لاتا اب مین بھی آپ کے ساتھ پھنسا ہوا ہون مجبور ہون کچھ نہین ہو سکتا اور کمبخت بھی ایسی خراب جگہ ہین جہان کوسون اور منزلون آدمی کا نام و نشان تک نہین ہے کسی کو کیا خبر ہم کہان قید ہین کہان نہین ہین صاحبقران عالیشان نے فرمایا خواجہ تم سچ کہتے ہو تمہارے لانے کا باعث مین ہی ہوا ہون خیر کبھی ہمارے تمہارے از عہد طفولیت تا این عہد ایک جگہ گذری آپس مین خوب نبھی خدا کا شکر ہے کہ اب مرنے کے وقت بھی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا عمرو نے جواب دیا حمزہ یہ کیا کلمہ کہا کہ مرنے کے وقت بھی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا آپ بار بار ایسا کلمہ نہ کہیے گا مرین آپ اور لوگ ہوتے ہین مجھے مرنے کی عادت نہین مجھسے پروردگار عالم نے کوہ سراندیب پر وعدہ کیا ہے کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے منہ سے موت نہ مانگیگا موت تیرے نزدیک نہ آئیگی مین نے ابھی اُس وعدے پر بھروسا کر کے خیال بھی نہین کیا ہے کیونکر مر جاؤنگا ملک الموت میرے پاس کاہیکو آئینگے صاحبقران نے کہا خواجہ جب یہان سے آب و دانہ رہ گئے آپ ہی مر جاؤگے اپنے منہ سے موت مانگو گے عمرو نے کہا حمزہ میرے پاس مشکیزہ اور کلچہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے مین بھوکا پیاسا کیون رہنے لگا میرے دشمن بھوکے پیاسے مرین صاحبقران نے فرمایا خیر اے خواجہ ہمکو بھی بھوک پیاس کی طرف سے اطمینان ہوا لیکن بقول شخصے تک جیئے تو کیا اگر اس طرح سے دو ایک دن زندہ رہینگے پھر آخر موت کا سامنا ہے اور اے خواجہ ہماری تو آرزو یہ تھی کہ جب دار دنیا سے اٹھائین تو اپنی شجاعت و مردانگی کا صفحہ روزگار پر افسانہ باقی رہجائے اور ابد الآباد بہادرون اور دلاورون مین یہ چرچے ہون کہ حمزہ نے وہ تلوار اور وہ رزم و پیکار کی کہ آخر الامر لڑتے لڑتے خاک و خون مین آغشتہ ہوکر راہی ملک عدم ہوا لیکن گردون دوار و فلک ناہنجار نے بیکس و بے بس کر کے اسیر پنجہ قضا کروا دیا آرزو دل کی دل ہی مین رہ گئی شعر دل ہائے دل ہی مین رہگئے ارمان + ہم چلے نامراد دنیا سے + ابھی حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری مین یہی باتین ہو رہی تھین یکایک تڑاقے کی آواز آئی

صاحبقران نے پھر کے دیکھا معلوم ہوا کہ گنبد شق ہو گیا امیر با توقیر نے فرمایا خواجہ شاید کوئی دوست ہمارا آیا کہ سحر دامہ جادو کا برطرف ہوا نہین معلوم خدا نے کسکو یہ توفیق دی کہ ہماری رہائی کی اُسکو فکر ہوئی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر سوا برق جادو کے یہان اور کون ہمارا دوست ہی جو ایسے مقام ہولناک مین آئیگا اور ہمین اس قید شدید سے چھڑائیگا اگر مقبل وفادار یا کرب غازی کا خیال کیا جائے تو بھلا وہ بیچارے یہان کہان آسکتے ہین اور ہمکو چھڑا سکتے ہین ادر اگر وہ اسکے کا ارادہ بھی کرین نہ راستہ سے واقف نہ مقام سے آگاہ کہان آئین کہان نہ آئین ای امیر ہو نہو یہ ملکہ برق جاجہ ہی ابھی یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ سامنے سے برق جادو کو آتے دیکھا دونون رخسارے آفتاب و ماہتاب کی طرح درخشان و تابان دونون ہاتھ شانون سے پہونچون تک مانند مشعل نور کے فروزان چاند سا پیٹ بال سی کمر تانگین دونون مثل ساعد حور جلوہ کنان گاتی جو بندھی ہوئی ہی سینے کا اُبھار آفت ڈھاتا ہی نہائی جو ہی تو بالون سے پانی ٹپک رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ افعی سیاہ من اُگل رہا ہی ایک آدھ بوند جو کان مین اٹک رہ گئی ہی وہ آویزہ گوش معلوم ہوتی ہی اور پیشانی نورانی پہ جو کچھ بوندین پانی کی رہ گئی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ تقدیر نے ماتھے پر موتیون کی افشان چنی ہی عمرو یہ عالم دیکھتے ہی بسمل ہو گیا بھوک پیاس کی شدت قید کی اذیت بالکل بھول گیا بیساختہ یہ غزل پڑھنے لگا غزل

جبا تیری مگر ای گلبدن کچھ اور کہتی ہی
نگاہ اللہ بھی کہنے تپھاری بار بار او بت
نگاہ الفت تری ای برہمن کچھ اور کہتی ہی
نکلات کی ہوا جاتی نہین ہم مر کے بھی سر
مگر شرم اُنکی ہر لحظہ سخن کچھ اور کہتی ہی
ابھی تو کہہ دتا ہی قبر تو عزیزون کی دنیا مین
کسی دم تیری تنگی دہن کچھ اور کہتی ہی
لگا کے دار اپنا سا چلا ہی کس طرف ظالم
نزاکت تیری ای سیمین بدن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر گو نہین یہ دالون کے سینے کا غم مجھکو
مگر اب یاد یاران وطن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر لیکے دل کرتا تو ہی تو وصل کا وعدہ
مگر یان دوستی پنجتن کچھ اور کہتی ہی

خدا کی شان اپنے اپنے بت کو لوگ کہتے ہین
خدا شاہد تری طرز سخن کچھ اور کہتی ہی
تمنا دل کا لہو تو باغ مین ہر سال ہوتا تھا
ہوس پر شیا کی ای گورو کفن کچھ اور کہتی ہی
تجھی مشکل ہے تو نے کوہ تو کاٹا ہی تیشے
قضا تیری تجھے ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
قیامت کا ہی جو بن اُٹھی جیتون پر تری اوڑھ
دل بلبل کی حسرت ای چمن کچھ اور کہتی ہی
مسلمانون کا ایمان لے لیا تو بات تری کیا ہی
اُداسی یہ تری ای شیخ لگن کچھ اور کہتی ہی
مداوا چارہ گرے اسکا ہوگا عقل کہتی ہی
مگر چتون تری پیمان شکن کچھ اور کہتی ہی

ہمارے دل کی حسرت تو سخن کچھ اور کہتی ہی
تجھے تو انجمن کی انجمن کچھ اور کہتی ہی
بتون کو گر خدا تو نے کہا تو کیا کہا کافر
مگر اُنکی تو شوخی چمن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا جذب دل تو لانے پر اُنکے ہی آمادہ
مگر شیرین کی چاہ ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
طلب ہم تجھون کا بوسہ کس طرح تجھسے وہ دل گل
طبیعت تمھاری یہ بانکپن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا شوق تو کہتا ہی شیشہ ساقی کو
تیری شوخی تو طفل برہمن کچھ اور کہتی ہی
قیامت تک تو ای وحشت نا آشنا ہم مجھکو
اگر ای زخم دل تیری جلن کچھ اور کہتی ہی
جنون درزخ مین لیجانے کو کہتا ہین گل

بعد اسکے پکارا کہ ای جان جہان و ای روح عاشقان کیا کرون کہ ہاتھ پاؤن مین سکت نہین بدن مین قوت نہین ورنہ تمھارے گرد پھر تا تصدق ہوتا اسوقت قاضی الحاجات و کاشف المہمات میری دلی مراد دی اور آرزوے قلبی بر لایا تمھارا جمال جہان آرا مجھے دکھایا ؛ شعر ؛ صد شکر ہے ہزار ان اُس حبیب عدیم المثال کے + جسنے مجھے دکھا دیے جلوے جمال کے + ای ماہ قسم ہے اُسی مالک بے نیاز اور خالق چارہ ساز کی جسنے اس وقت مایوسی اور عالم تنہائی مین مجھے تمھاری صورت دکھائی کہ مین ابھی یہی دعا مانگ رہا تھا کہ تو آ خدایا ... نظر تمھاری صورت دیکھ لون خدا نے اپنے فضل و کرم سے دعا میری مستجاب فرمائی اور تمھاری صورت

غرض برق جادو نے جو صاحبقران اور عمرو کو بیٹھے دیکھا سامنے سے شرما کے لنگی بادی سے آڑ میں لباس
پہنا بالون کا جوڑا باندھا پھر سامنے امیر کے حاضر ہوئی سلام کیا امیر نے بعد جواب سلام کے فرمایا کہ ای دوست
وفادار وای ہمدم وغمخوار ای مددگار بیکسان وای یاور غریبان ای رہا کنندہ تازہ گرفتاران خدا لو نے عجب کارنمایان
کیا ہی عمر بھر یاد رہیگا کبھی یہ بندہ احسان فراموش نہ ہوگا برق جادو نے عرض کیا کہ ای شہریار با وقار جو کلمات
آپ ارشاد فرمارہے ہین یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہی ورنہ کنیز ناچیز کس لائق ہی سب آپ کا صدقہ ہی گو
ہان مین نے اپنے سر کو ہاتھ پر رکھکے اور موت کو پیش نظر سمجھکر سحر دمامہ جادو کا دور کیا ہی ورنہ ممکن نہ تھا کہ یہ سحر
آسانی سے برطرف ہوتا اور یقین ہی کہ اگر دمامہ کو اس حال سے آگاہی ہوگئی تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیر نے
فرمایا خدا نکرے جو وہ آگاہ ہو برق جادو نے گذارش کیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا مثل مشہور ہی کہ اوکھلی مین
سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا اگر آپ کی محبت مین قتل بھی ہون تو پروا نہین ہی شعر شمع سان کٹتا ہے سر میرا تو کچھ
پروا نہین + نام روشن عشق کی محفل مین ہو تو خوب ہی + یہ کہکے اسم رد سحر کا پانی پر پڑھ کے دم کیا اور وہی پانی
امیر و عمرو پر چھڑکا کہ قید انکے بدنون سے دور ہوگئی اور برق جادو صورت عقاب کی بنکے امیر و عمرو کو دونو
پنجون مین اٹھا کے اڑکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوئی جہان مقبل وفادار اور کرب غازی اور ابو الہول
دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے واسطے سرگردان مضطر و پریشان چار طرف پھر رہے تھے اور
درگاہ مجیب الدعوات مین دعائین مانگ رہے تھے کہ پروردگار عالم تجھے واسطہ اپنی خدائی کا اور صدقہ
اپنی کبریائی کا ہمارے آقا کو ہمین دکھا دے کہ پردہ دنیا سے ہمکو اٹھا لے جب برق جادو بسرعت تمام امیر و
عمرو کو لیے ہوے وہان پہونچی اور نظر ان سب کی صاحبقران عالیشان پر پڑی بیساختہ سب کے سب دوڑکے
لپٹ گئے اور چیخین مار مار کے رونے لگے صاحبقران نے انکو گلے سے لگا یا تسلی دی حال اپنا بیان فرمایا
کہ دمامہ جادو نے مجکو اور خواجہ کو یہان سے لیجا کے بمقام چار موجہ ایک گنبد بلورین مین قید کیا اور
گرد اسکے برو بحر ایک گنبد آتشین قائم کر کے چلی گئی جب اس بیچاری برق جادو کو خبر ہوئی اسنے بکوشش
تمام و سعی مالا کلام اس سحر کو برطرف کر کے ہمکو قید سے چھڑایا اور یہان تک پہونچایا خدا اسکو جزائے خیر دے
سبھون نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے برق جادو کو نہایت دعائین دین اور بہت شکر گزار ہوئے
پھر برق جادو نے امیر بانوقیر سے التماس کیا کہ مین نے پیشتر بھی خدمت عالی مین گذارش کیا تھا کہ آپ
کہین پوشیدہ ہوکر بیٹھیے آپ نے میری التماس پر کچھ توجہ نہ فرمائی آخر کار اُس لکاتہ کے ہاتھ گرفتار ہوگئے
اگر میرے عرض کرنے پر حضور عمل فرماتے ہرگز اسکے دام فریب مین نہ آتے صاحبقران نے فرمایا کہ
دمامہ جادو نے تو غضب کا مکر کر کے ہمکو پاس اپنے بلا کے گرفتار کیا تھا برق نے عرض کیا کہ اگر وہ
اپنی صورت اصلی مین آپ سے مقابلہ کرتی تو ظاہر ہی کہ آپ کی تیغ آبدار سے بچکے کہان جا سکتی اور
آپ کو کیونکر گرفتار کرتی اُسنے صورت سرو سیمتن کی بنا کے آپ کو فریب دیا جب آپ اسکے دام مکر و
فریب مین آگئے اُسنے آپ کو گرفتار کر لیا آپ یہ نہ سمجھے کہ بھلا سرو سیمتن یہان کہان امیر با توقیر نے
جواب دیا الانسان مرکب من الخطا والنسیان سہو اور نسیان کا تو انسان پتلا ہی پھر کہان اس سے بچ سکتا ہی
برق جادو نے عرض کیا خیر گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط اب ایسا فریب کسی کا نہ کھایے گا اور کسی کے
دام مکر مین نہ آیے گا نہین تو خدا نخواستہ بہت پچھتایے گا بلکہ مین خود آپ کو پوشیدہ کیے لاتی ہون یہ کہکر

صاحبقران کو مع اُنکے ہمراہیون کے ایک عظیم الشان سر بآسمان پہاڑ کے پاس لائی اُس عظیم الشان پہاڑ کے نیچے ایک بہت بڑا غار تھا کہ اگر لاکھون آدمی اُسمین چھپ جائین تو کوئی شخص پتا نہ پائے اول تو اُس پہاڑ تک ہر کس و ناکس کی رسائی غیر ممکن تھی اور اگر بالفرض والمحال کوئی وہان تک اپنی جان پر کھیل کے پہونچ بھی گیا تو وہ پہاڑ اُس غار پر اسطرح واقع تھا کہ اگر برسون انسان ڈھونڈھا کرے تو بھی غار کا سراغ نہ پائے وہان ان سب کو پہونچا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ اب مین اس فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن خبردار خبردار جب تک مین واپس نہ آؤن آپ ایک ساعت اور ایک قدم یہان سے جنبش نہ کیجیے گا اور کہین تشریف نہ لیجائیے گا یہ کہکے قدمون سے امیر کے لپٹگئی اور دست بستہ عرض کرنے لگی کہ اے افسر صاحبقرانی و اے گوہر تاج کشورستانی سر پر آرائے سلطنت و حشمت و بزم پیرائے شوکت و صولت مرگ و زیست سب کے ساتھ ہی ہر وقت گویا ملک الموت کے ہاتھ مین ہاتھ ہی ہر ذی روح کو اپنی موت نہ بھولنا چاہیے اس دو دن کی حیات مستعار اور زندگی ناپائدار پر نہ پھولنا چاہیے لیکن ملتمس ہون کہ اگر کنیز پر کوئی افتاد پڑے اور آپ کے قدمون پر تصدق ہو جائے تو عواطف شاہانہ اور مراحم خسروانہ سے یہ امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا یا گناہ اس کنیز بے تمیز سے خدمت فیضدرجت مین ہوا ہو اُسپر قلم عفو کھینچ دیجیے کہ پھر کنیز کو حاضر ہو معاف کرانے کی مہلت نہ ملیگی اور عمرو کی جانب مخاطب ہوکے کہا کہ خواجہ مین نے تمکو اکثر برا بھلا کہا ہی تم بھی میرا عفو جرائم کردو اور خواجہ افسوس ہی کہ میرے دل مین ایک حسرت باقی رہگئی کہ مین صاحبقران والا شان کی کوئی شرط خدمت نہ بجا لاسکی یہ کہکے برق جادو اس طرح ہچکیان مار مار کے روئی کہ عمرو بھی بے اختیار رونے لگا اور کہا اے ملکہ یہ باتین تمہاری دل کو ٹکڑے ٹکڑے اور جگر کو پاش پاش کیے دیتی ہین خدا تمھیں روز بد نہ لائے ہمکو ایسی خبر وحشت اثر نہ سنائیے ایسے کلمے تم زبان سے نہ نکالو دل پر برچھیان نہ مارو کلیجا منھ کو چلا آتا ہی ضبط نہین کیا جاتا ہی اور امیر کشورگیر نے فرمایا کہ اے برق جادو تم تو ہماری جان بخش خطا و گناہ کیسا ہوتا ہی تمھارا تو خود ہمین پر احسان ہی اور تمھاری باتون پر بے اختیار رونا چلا آتا ہی پروردگار تمھاری عزت و حرمت کا حافظ و نگہبان ہی ہر آفت سے تمکو خدا بچائے رکھے برق جادو تڑپتی روتی اُٹھی اور خواجہ سے کہا اب ہم جاتے ہین اگر موت نے ہمین چھوڑا تو پھر آکے تمھین دیکھینگے اور جو مر گئے تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا شعر کسی صورت سے دل کو شاد کرنا + ہمین دشمن سمجھکے یاد کرنا + سیاہی دکھانا بعد مردن + جو جی چاہے تو کچھ ارشاد کرنا + عمرو نے رو کر کہا کہ اے مہر سپہر بھولی و اے قمر برج خوبی اگر تجھے یقین مرگ ہی تو ہمارا کہنا مان اب ہرگز یہان سے نہ جا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد جو ہم سب پر گذریگی وہ تجھپر بھی گذریگی پہلے ہمپر آفت آئیگی تو تجھپر آئیگی برق جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا تم جو کچھ کہتے ہو محبت سے کہتے ہو مگر جب تک اسم اعظم صاحبقران کا نہ کھلیگا امیر دماسہ جادو کے ہاتھ سے ہرگز نہ چھٹینگے اور مین اسی فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن پروردگار میرا حامی و مددگار ہی اگر ابھی میرا رشتہ حیات مضبوط و استوار ہی تو میرا کوئی کچھ نہین بنا سکتا دشمن جانی اور عدوے روحانی مجکو ایذا نہین پہونچا سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نہ برد رگے تا نخواہد خداے جس طرح ممکن ہوگا اور جس صورت سے بن پڑیگا مین شیشہ باطل السحر کا لاؤنگی اور اگر اسی بہانے موت میری بدی ہی تو کیا اختیار ہی اُسکی مصلحت مین کیا دخل ہی مین راضی برضا ہون ابھی سے کہا سنا معاف ہو

پھر کہکے ہنس پر اپنے سوار ہوکر شہر زمرد کی طرف روانہ ہوئی ہے اُسی طرح ہنس کو اُڑائے ہوئے چلی جاتی ہے
مگر دمامہ جادو کے خوف سے عجب حال ہے ہر قدم پر یہی خیال ہے کہ اگر دمامہ جادو جزیرہ چار موجہ میں گئی اور
وہان عمرو و امیر کو نہ پایا تو مقرر وہ سمجھ جائیگی کہ یہ کام برق جادو کا ہے تو ہر چند مکر یگی مگر کچھ نہ ہوگا دیکھیے خدا کیا کرتا ہے
ابھی راہ ہی مین چلی جاتی ہے ناگاہ اُدھر سے دمامہ جادو اژدر آتش فشان پر سوار کر سب دمقبل و البوالہول
کے گرفتار کرنے کے لیے چار طرف نگاہ دوڑاتی ہوئی ڈھونڈھتی ہوئی چلی آتی ہے اُدھر سے برق کو جاتے
دیکھا مثل مشہور ہے کہ اپنے چور کتو ڈے کھینے برق جادو کی نگاہ جو دمامہ جادو پر پڑی دیکھتے ہی بجواس
ہو گئی ہاتھ پاؤن پھول گئے سارے خیالات ہوگئے چاہا کہ آنکھ بچا کر کنائی دیکے جلدی سے نکل جائے ہنس کو
تیز کیا ہی تھا کہ دمامہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی اسنے اپنے دل مین کہا کہ اسوقت خلاف معمول برق مجھے دیکھکر بھاگی
کیون جاتی ہے ای دمامہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے کہین ایسا تو نہ ہو کہ گیسو بریدہ شوخ دیدہ
خدا پرستون کی شریک ہوگئی ہو وہین سے ہنسپ دی کہ ای برق تو مجھے دیکھکے کیون بھاگی جاتی ہے کہان
گئی تھی کدھر سے آتی ہے برق جادو کے رخ کا رنگ اُڑا ہوا ہے زبان سے بات نکل نہین سکتی بے اختیار
گھبرا کے بولی کہ مین تو کہین نہین گئی تھی اتنے مین دمامہ جادو قریب آگئی پکاری کہ صریحا تو کہین سے
چلی آتی ہے اور کہتی ہے کہین نہین گئی تھی اسکے کیا معنی برق جادو نے جواب دیا کہ شہر زمرد نگار کی سیر کو
گئی تھی دمامہ جادو نے جواب دیا ارے کمبخت غارت گئی اُدھر زمرد نگار ہے کہان تو کہتی کیا ہے برق گھبرا
کر جواب دینے سے دمامہ جادو کا ماتھا ٹھنکا دل کو یقین ہوگیا کہ کہین ایسا نہ ہوا ہو کہ اسنے جاکے
امیر اور عمرو کو چھڑا دیا ہو اسکے حواس جاتے رہنے سے ثابت ہوتا ہے کہتی کچھ ہے منھ سے نکلتا کچھ ہے نعرہ کیا کہ
او شوخ دیدہ گیسو بریدہ معلوم ہوا کہ تو خدا پرستون کی شریک ہے باعث بربادی شہر زمرد کا تو ہی ہے شاید
تو نے جاکے حمزہ کو میری قید سے رہا کر دیا ارے خاک مین ملی یہ کیا غضب کیا برق جادو نے جواب دیا
خالہ جان مجھے اُنسے کیا علاقہ کیا سروکار کچھ خیر ہے آپ کو آپ فرماتی کیا ہین آپ کو سرامہ جادو کے غم مین
جنون ہوگیا ہے جو جاہتی ہین وہ فرماتی ہین دمامہ جادو چلائی او برق تو مجھسے اُڑتی ہے مجھ ایسی سن رسیدہ
جہان دیدہ سے اُڑان گھائیان کرتی ہے مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتی ہون صاف تیری نگاہ اور بات چیت
سے پایا جاتا ہے کہ جیسے کوئی چوری کرکے آتا ہے اور چھپاتا ہے میرے ساتھ جزیرہ چار موجہ مین چل تو برق بولی
خالہ جان اس وقت طبیعت میری بہت پریشان ہے اور ابھی تک کچھ مین نے کھایا بھی نہین ہے مجھکو اتنی
دور نہ لیجائیے اور وہان ہمشیرہ سرامہ جادو کے قاتل ہین مین اُنکی صورت دیکھنے نہ جاؤنگی اسنے کہا کہ
او مکارہ مین نے تجھے خوب پہچانا ہین تجھے لیے چلتی ہون اُدھر آ وہان سرامہ کے قاتل نہین ہین اور یہ کہکے
بازو برق کا پکڑا اپنے اژدر پر ڈال لیا اور روانہ ہوگئی جب جزیرہ چار موجہ مین پہنچی تو دیکھا گنبد آتشین
بالکل معدوم ہوگیا ہے برق سے پوچھا کہ بتا یہ دھیر مین اُسنے کیا سوا تیرے کسکی طاقت تھی کہ میرے سحر کو رد کرے
اور بجز میرے اور تیرے اور کون اس راز سے واقف تھا کہ حمزہ اور عمرو یہان قید ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے منھ پر مارے کہ او بد ذات معلوم ہوا کہ تو ہی نے ذوفنون جادو اور نرگس جادو اور سرامہ جادو
کو قتل کروایا ہے یہ تیرا ہی سارا کیا ہوا ہے لعنت ہے اس زمانہ ناہنجار پر ارے مین نے تجھکو پالا پرورش
کیا کس طرح سکھایا پڑھایا اپنے مقابل مین کر دیا اور تو آستین کا سانپ اور بغلی دشمن میری بنی قصہ

کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + دیکھیے بگڑ جاتے ہین اب تو وہ ذرا سی بات پر ہمسے
سلیم الطبع سمجھے تھے نہین وہ تند خو نکلے + برق نے کہا کہ خالہ جان آپ مالک ہین جو چاہین سو فرمائین جیسا
جی چاہے الزام لگائین کہ مجھے دوستی اہل اسلام سے کچھ سروکار نہین ہین اس واقعہ سے مطلق خبردار نہین
مین ہرگز نہین جانتی کہ کسنے آپ کا سحر رد کیا کسنے آپ کے دشمنون کو قید سے رہا کردیا یہ سنکے سرپہ دمامہ
نے ہاتھ رکھدیا کہ آپ کے سر کی قسم ہی مین نہین جانتی کہ یہ سحر کا قائل کون ہی اور کہان ہی دمامہ بولی او
برق تو ہزار جھوٹھی قسمین کھاے مگر مجھے یقین نہ آئیگا اور مین ابھی تیرا جھوٹ سچ تجھ پر ثابت کیے دیتی ہون اور
ہاتھ برق کا پکڑے ہوے اندر گنبد بلور ہین کے آئی دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان سب ٹوٹی پڑی ہین عمرو و امیر کا
نام ونشان بھی وہان نہین بولی کہ او کمبخت یہ عمرو و امیر یہان کہان ہین غضب کیا تو نے کہ اُنکو چھڑا کر لیگئی
برق نے پھر قسمین کھانا شروع کین کہ مین واقف بھی نہین آپ ناحق تہمت لگاتی ہین خالہ جان مین
اُنھین کیا جانون دمامہ نے کہا خیر تو نہ بتا مجھے چور چھپنے کا نہین ہین ابھی دریافت کیے لیتی ہون تو میری
تعلیم کردہ ہی مین تیری شاگرد نہین ہون بازی بازی باریش بابا ہم بازی یہ کہکے اودہر اُدہر نظر کی دیکھا دریا
کنارے دو خوک مردہ پڑے ہوے ہین چوکہ تیار ہی دمامہ نے بال اُس چوکے کی مٹی اُٹھاکر گوندہکر ایک پتلا بنایا
اور سرسون کے دانے اسم سحر پڑھکے اُسپر مارے کہ اُنمین جان پڑگئی ہاتھ پاؤن متحرک ہوے پھر اُسپر
دو چار کالے ماش کچھ پڑھکے مارے کہ اُس پتلے نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کیا حکم ہی دمامہ نے کہا جلد
بتا کہ میرے سحر کو رد کرکے میرے قیدیون کو کون چھڑا لیگیا اُس پتلے نے مگا جواب دیا کہ ملکہ برق جادو نے
رد سحر کرکے اُنکو رہا کیا برق جادو کا یہ حال ہی کہ مارے خوف کے تھرا رہی ہی دمامہ نے کہا او دشمن جیان
شریک خداپرستان شاید تو نے تو مجھے مکرتی تھی مین وہ نہین ہون کہ مجھے کوئی پیشرفت لیجاسکے یہ
کہکے دمامہ جادو نے برق جادو کی مشکین باندھ لین اور اپنے اژدہے پہ ڈالکے شہر زمرد مین لائی
ایوان بادشاہی مین آئی ساحر جمع ہوے دیکھا کہ برق جادو کی مشکین بندہی ہوئی ہین اپنے اپنے دل مین کہا
کہ شاید برق جادو کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہوگیا ہی جو اس طرح کسکے باندھ دیا ہی ایک آدمی خوشخبرہ
تھا اُسنے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگر ملکہ برق جادو کو جنون کی شدت ہی تو یہ خوب حکمت ہی کہ آپ انکی زنجیر
کھلوا دیجیے اسطرح ہر وقت کیون قید کیجیے اور کیونکر دوا نہ ہو جاے کہ بیمار کی ہین آنکھون کے سامنے سے
اُٹھکی زندگی کا لطف جاتا رہا ہر وقت کا عیش و سرور رنج و غم سے مبدل ہوگیا دمامہ جادو نے بلکے
جواب دیا تو کیا کہتا ہی ارے غافل تجھے کیا خبر ہی اسنے میرا گھر برباد کروا دیا ہی نرگس جادو اور سرامہ جادو
کے قتل کا باعث ہوئی امیر و عمرو دونون خداپرستون مفسدون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے رہا کردیا ہی جسنے
پوچھتی ہون کہ کدہر لیگئی کہان چھپا دیا یہ ہرگز نہین بتاتی اُس ساحر نے عرض کیا کہ آپنے تو مشہور کیا تھا کہ
مین نے امیر و عمرو کو مار ڈالا اور اُسکا بڑا جشن کیا تھا گلی گلی نوبت خانے رکھوائے تھے خوشی کے شادیانے
بجوائے تھے ہم سب نے نذرین دی تھین خوشیان کی تھین اور آج آپ فرماتی ہین کہ مین نے اُنکو قید
کردیا تھا قتل نہین کیا تھا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا + کہان گرفتار کرنا کہان قتل کا اظہار کرنا
ای ملکہ یہ کیا بات ہی دمامہ نے جواب دیا کہ مین نے اُنکی قید کا اسلیے کسی سے اظہار نہین کیا تھا کہ مبادا
ایسا نہ ہو کہ کسی کو اُن مفسدون کے حال پر رحم آجاے اور وہ اُنھین رہا کردے اور قید اسواسطے کیا تھا

کہ فوراً قتل کرنا منظور نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جس طرح انھون نے میرے دل کو سراسیمہ جادو کے غم مین جلایا ہی
اسی طرح مین بھی انھین جلا جلا کے مارونگی اپنا کلیجا ٹھنڈا کرونگی اور یہ راز مین نے سوا اسکے کسی سے نہین
بیان کیا پھر اگر اسنے انھین نہین رہا کیا تو کیا کسی اور نے یا فرشتہ آسمان سے آ کے اُنھین چھڑا لیگیا ایک نے عرض کیا
کہ ہمین دوستی اہل اسلام کا کبھی اسپر گمان نہین یہ بدگمانی ہرگز انکی نسبت شایان نہین دمامہ جادو نے جواب دیا
کہ مین اس بات کو ثابت کر چکی ہون جب تو اسی پر زور دیکے پوچھتی ہون یہ کہکے پھر برق کی طرف مخاطب ہوکے
پوچھا کہ ارے اب بھی بتا دے کہ امیر و عمرو کہان ہین نہین تو مارتے مارتے بند بند تیرا توڑ ڈالونگی برق نے
کہا آپکو اختیار ہی جو چاہیے سو کیجیے مگر مین عمرو و امیر کو نہین جانتی دمامہ جادو نے کہا کہ اوا جل رسیدہ تو
یون نہ بتائیگی بس سامنے ایک درخت گہر کا تھا اُسمین برق جادو کو باندھا اور بال سر کے بائین ہاتھ مین
پکڑے اور داہنے ہاتھ مین کوڑا لیکر کہا کہ دیکھ او برق اب بھی سچ سچ بتا دے کہ حمزہ اور عمرو کو کہان
لیجا کے تو نے چھپایا ہی وہ بیچاری یہ محض مجھپر بہتان ہی مین نہین جانتی کہ اُنھین قید سے کسنے رہا کیا اور کہان
چھپا دیا دمامہ نے کوڑا برق پہ مارا کہ جا بجا سے وہ جسم نازنین پھٹ کے خون جاری ہوا برق جسدم
تڑپ گئی اور پکاری کہ صاحبو مین نے لعنت کی دین سامری و جمشیدی پر اور آج سے دین اسلام قبول کیا
مین اگر حمزہ کی طرفدار نہ بھی تھی تو اب ہوئی دیکھون تو کوئی میرا کیا کرتا ہی عزت لوگی جان بھی جائے تو اچھا ہی
ہزار جانین میری حمزہ صاحبقران کے ایک ناخن پا پر نثار او صاحبو اگر تم مین سے کسی کو امیر حمزہ
صاحبقران کشورستان مقبول درگاہ یزدان ملجائین تو کہدینا کہ آپکی کنیز برق جادو آپ پر نثار ہوئی
اور آپکی حسرت زیارت مین تڑپ تڑپ کے مرگئی اور کہگئی ہی کہ یا صاحبقران زمان فاتحہ خیر سے
مجھکو نہ فراموش فرمائیےگا برق جادو پکار کے یہ کہ رہی ہی اور دمامہ کوڑے مار رہی ہی کہ ہان او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ اب تیرا حال ثابت ہوا بھید کھلا ارے مین تجھے جیتا کا ہے کو چھوڑونگی کہ تو اپنے دھگڑون کی
طرفداری کرنے اور اوپر ہی اوپر مزے لوٹے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام بدن برق جادو کا شق ہوگیا
فوارے خون کے ہر زخم سے چھوٹنے لگے اور برق جادو پکار پکار کے کہ رہی ہی کہ اے پروردگار عالم
مین نے تو اپنی جان راہ اسلام مین نثار و قربان کی مگر صدقہ اپنی خدائی کا کہ سرگروہ اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران
عالیشان کو سلامت رکھ جنھون نے مجھے چاہ کفر و ضلالت سے نکالکے بسر چشمہ ہدایت پہونچایا آتش جہنم سے
بچایا اور دمامہ سے کہا کہ تو مجھے مار ڈال مین تو حمزہ کی طرفداری سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی جب چھوٹونگی اُسی کا
جنبہ کرونگی اور دمامہ کہ رہی ہی کہ او علامہ جب تو زندہ رہیگی تو طرفداری کریگی اور پھر مارنا شروع کیا
یہانتک مارا کہ برق جادو بیدم ہوگئی غش پر غش آنے لگے تیور بجھنے لگے جتنے ساحر ہین سب دمامہ جادو
کی بیدردی اور سنگدلی پہ نفرین کر رہے ہین اور جسقدر دمامہ جادو کو سمجھاتے ہین اُسی قدر وہ اور برافروختہ
ہوتی ہی شعر جسقدر صبر کو ہم دخل دیے جاتے ہین + اُتنے ہی وہ ستم و جور کیے جاتے ہین + دمامہ جادو زور کرنے
کے قابل نہ تھا جادو نا سے وہان سے قریب رہتی تھی آخر کچھ لوگون نے ناچار و مجبور ہو کے اُس سے جا کے
بیان کیا کہ تمھاری بھانجی دمامہ جادو اس وقت بیقصور برق جادو کو مارے ڈالتی ہی اور اسقدر مارا ہے جادو
کہ بدن سے لہو کی دھارین چھوٹ رہی ہین ہڈیان پسلیان اُس بیچاری کی ٹوٹ رہی ہین جلدی جاکے بچاؤ
بچاؤ اور اگر ذرا بھی دیر کی تو پھر زندہ نہ پاؤگی مفت کام اُسکا تمام ہو جائیگا سوا حسرت و افسوس کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا ریحانہ نے پوچھا خیر تو ہی کیا ہوا دامہ نے تو اُسے اپنی اولاد کی طرح پرورش کی اور اب تو ہین
ناز و نعم سے پالا ہی بلکہ اگر سچ پوچھو تو جو بات اسکے ساتھ آشنگی وہ اپنی پیٹ کی اولاد کے ساتھ بھی نہ تھی اب جانا
سراسمہ جادو اسکی بیٹی تھی اُسے اسنے اپنے پاس نہین رکھا اور اسے ایک دم بھی اپنے سے جدا نہین کیا وہ تو جب
سے زیادہ اسے چاہتی ہی آج یہ کیا ہوا جو اسکا یہ حال کیا سب نے جواب دیا کہ ای ملکہ ہماری سمجھ مین تو کچھ نہین
کہ کیا ماجرا ہی کاہے کا قصہ جھگڑا ہی تم وہان جاؤگی تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا تمپر سارا حال کھلجائیگا ریحانہ جادو
کو انکی اس طرح کی گفتگو سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے فورا
مضطرب و بیتاب وہان سے دوڑی بجلدی تمام آئی دیکھا کہ برق جادو درخت مین بندھی کھڑی ہی اور
دامہ جادو ایک ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے سٹاک سٹاک مار رہی ہی اور
برق جادو کا یہ حال ہی کہ اب آواز بھی نہین نکلتی آنکھین بند کیے ہوئے خاموش و بیہوش بیحس و حرکت
درخت مین بندھی کھڑی ہی ریحانہ جادو کو تاب نہ رہی جاتے ہی دامہ جادو کی پیٹھ پر ایک دو ہتڑ مار کے
کہا کہ او کھو جڑے بیٹی غارت گئی تیرا ستیاناس جائے خدا او نہ سامری تجھے اٹھا لے ایک کو تو ہاتھ سے
کھو بیٹھی اسکو بھی مارے ڈالتی ہی کمبخت جل موئی کالا منہہ تیرا اسلیے ہاتھ پاؤن چھوڑا ہے اری سراسمہ جادو
اور برق جادو دونون شہر زمرد کی آفتاب و مہتاب تھین ایک کو تو خدا پرستون نے مارا اب تو قتل
کرتی ہی اری نگوڑی ماری تو نے ڈائن کا خواص کب سے پیدا کیا اور کوڑا ہاتھ سے دامہ کے چھین لیا کہ
بس بقربر دیکھی آخر بقربیر کی بھی کچھ حد ہی اب کیا بچی کی جان لیگی اری بیپیر و سنگدل اولاد کو یون نہین پیٹتے اور
فہمایش کرتے ہین دامہ نے کوڑا ہاتھ سے چھوڑ دیا مگر کہا واہ واہ خالہ امان آپ نے خوب انصاف
کیا ہی اور کیا اچھا صلہ میری محنتون کا دیا ہی آپ سے تعجب ہی کہ آپ بھی اسی شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی طرفداری
کرتی ہوئی آئین آپ نے پہلے یہ تو دریافت نہ کیا کہ کیا ماجرا ہی اصل قصہ کیا ہی مجھی کو الٹا دینا شروع کیا
آپ خوب واقف ہین مین نے اسے پالا پرورش کیا دن کو دن رات کو رات نہ سمجھی ہمیشہ صدقے قربان ہی
مان اسکی اسے دو برس کا چھوڑ کے مر گئی اُسکا مرنا جینا سب مین ہی نے کیا اسکو علم سحر سکھایا پڑھایا
یہان تک کہ اپنے برابر کر دیا مین کہتی تھی کہ سوا اسکے اور کون میری جان و مال کا مالک و مختار ہی اسے
میری ہوست زندگی کا سب اختیار ہی تمام گھر بار اسکے حوالے کر دیا تھا چاہ الماس کا سارا بندوبست
اسکے سپرد کیا تھا ہاے مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ لونڈون کے واسطے میری جان کی دشمن ہو جائیگی اور میرے
بھرے گھر کو برباد کر دیگی ریحانہ نے کہا آخر کیا ہوا کیا کچھ کہو تو کوئی یار اسکی بغل مین سے پکڑ لیا یا کسی نامحرم
سے جا بچا جتے دیکھا کونسا لوتھا اسکا تو نے تصور کیا ہی دامہ جادو نے کہا کہ خالہ امان مین کیا کہون اسنے
کیا کیا ہی سینے کو میرے چیر کر دیکھو تو دل پر کئی داغ ہین ریحانہ جادو بولی ارے کچھ کہہ تو سہی دامہ جادو نے کہا
کہ اسنے پہلے ذوفنون جادو کو قتل کروایا مجکو خبر نہ ہوئی پھر نرگس جادو کو تہ تیغ کروایا مجھے معلوم نہ ہوا اب
میرا کلیجا نکال لیا کہ سراسمہ جادو کو مروا ڈالا مجھے حال نہ کھلا اُن سب پر طرہ یہ ہوا کہ حمزہ ادر گیجو و سراسمہ کے
قاتلون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے انھین قید سے چھڑا کے نہین معلوم کہان چھپا دیا مجکو سب طرح اسنے
خاک مین ملا دیا کہین کا نہ رکھا اب مین اسے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی ریحانہ جادو بولی دامہ تجھے
کیونکر یقین ہوا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی اپنی آنکھ سے تو نے دیکھا یا کسی خبر دار نے تجھسے کہا دامہ نے کہا

کہ فوراً قتل کرنا مناسب سے کیا کہون کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا اول تو مین نے اُسکے چہرے پر ایسے آثار دیکھے
[illegible] ثابت ہو گیا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی دوسرے میرے پیرزن نے مجھسے کہا کہ امیر و عمرو کو
[illegible] ریحانہ نے کہا چہرے کے آثار کا کیا اعتبار ہی اکثر ناکردہ گناہ کے چہرے پر اپنی عزت و حرمت
کے خوف سے ہوائیان چھوٹنے لگتی ہین رنگ چہرے کا پرواز کر جاتا ہی جن سے صاف یہی ثابت ہوتا ہی
کہ یہی شخص مجرم ہی اور بعض مجرم دیدے کے نڈر ایسی رونکی صورت بنا لیتے ہین جس سے کبھی اُنکی طرف سان
گمان بھی نہین ہوتا اور پیرزن کے کہنے کو جو کہو تو انکو اپنے بھوک سے مطلب ہی بقول شخصے مردہ چاہے
دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین انکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہی اُنکے کہنے کا بھلا کیا اعتقاد
اور اولاد تو بہت بہت بد فعلیان کرتی ہی مگر کوئی اولاد کو مار نہین ڈالتا فقط تنبیہ کر دیتے ہین تیری طرح
جور و جفا نہین کرتے ستم نہین ڈھاتے کہ دیکھیے اب یہ جانبر ہوتی بھی ہی یا نہین اتنے مین برق جادو کو کچھ
ہوش آیا اُسنے کہا نانی اماں تم اس مقدمے مین دخل نہ دو میرے بارے مین کچھ نہ کہو مجکو اب خود اپنی زندگی
منظور نہین ہی یا تو مین سب کے سامنے سرفراز و ممتاز تھی ہر شخص میری عزت کرتا تھا ہر کس و ناکس میری
اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتا تھا یا اب مین ذلیل ہوئی سب کی آنکھ مین حقیر ہو گئی اب زندگی میری
ہیچ ہی مثل مشہور ہی نکٹا جیا بُرے احوال مین اُنہین تو ہون نہین کہ کان کٹے مبارک ناک کٹی سلامت
عزت جا کے پھر عزت نہین ملتی میرا مرجانا ہی اچھا ہی ریحانہ جادو نے کہا میری جان مین قربان تو اس
بات کا اپنے دل مین کچھ نہ خیال کر دامہ اندلون سودائن ہو رہی ہی حواس باختہ ہین ایک تو اسے
علم نجوم سے ثابت ہوا ہی کہ یہ دن مجھپر سخت اور ناقص ہین دوسرے برابر کی بیٹی ماری گئی بہن قتل ہوئی
تیسرے سامنا اُن لوگون سے ہی جنھون نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے پھر اسکے حواس
کیونکر بجا ہون دیوانی نہ ہو تو کیا ہو اور یہ کہکر برق جادو کو درخت سے کھولکر پیار کیا گلے سے لگایا لیجا کے
پلنگ پہ لٹایا بدن پر آنبہ ہلدی وغیرہ لگا کے آگ سے سینکنا شروع کیا برق جادو بیہوش ہو گئی تھی
تھوڑی دیر کے بعد پکاری کہ ای دامہ خوب کیا تمنے جو کچھ کیا اور جو میرے مقدر مین تھا وہ ہوا اگر جیتی بچی
تو دشمن اسکا لونگی اور اب حمزہ صاحبقران کی دوستی و خیرخواہی سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی اُنکی محبت مین اپنی
جان نثار کرونگی ریحانہ جادو نے کہا ای برق کیا تجکو سودا ہو گیا ہی تو یہ کیا اول فول باتین منہ سے
نکالتی ہی اری ناسمجھ دامہ تیری بزرگ ہی آجکل اُسپر فلک ٹوٹ پڑا ہی خود رفتہ ہو رہی ہی اسنے تیرے
پیچھے اپنی جان کو جان نہ سمجھا تجھے بچپنے سے پالا پرورش کیا آپ تکلیف اُٹھائی تجھے راحت پہونچائی شہر
بچپن مین جو تجھی ہی سنبھالا ہی اُسی نے حقدار ہی بیٹا تجھے پالا ہی اُسی نے نہ اُسکی دشمنی نہ اور کسی کی دوستی
پکر تیرا درد ہوگا تو اُسی کو ہوگا ماں باپ پڑھانے لکھانے تمیز سکھانے کے لیے اکثر بیٹا بیٹی کو مارتے ہین سزا
دیتے ہین تو کیا اُنسے بالکل رُخ پھیر لیتے ہین اپنی بزرگ اور بڑی خصوصاً ماں یا خالہ کے مارنے سے عزت
نہین جاتی عزت تو تیری شان شوکت مین چھوٹون کی بات نہین آتی اگر اُسنے تجھے مارا تو کچھ عزت نہین گھٹ گئی
بلکہ اگر چشم بغور انصاف سے دیکھو تو تیرے خاموش ہو رہنے پر اُسکے دل مین تیری طرف سے اور زیادہ جگہ
ہو جائیگی اگر آج نہین تو کل تو اُسکا غصہ اُترے گا اور [illegible] باری کا مزا اُٹھائیگی برق جادو نے عرض کیا نانی اماں یہ
سب آپ بجا فرماتی ہین مگر مجھے تو اس بات کا ملال ہی سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ مین نے کبھی بچپن مین

مار نہین کھائی اور آج اس بھری محفل مین اپنے بیگانے کے سامنے اس طرح بے عزت ہوئی اور اب تو مین
کچھ نہین کہتی اُنہون نے خوب کیا جو مجھے مارا اور چاہیے اس سے زیادہ مارین مجھے کچھ پروا نہین اب جان
میری حمزہ کے قدمون پر نثار ہوگی ریحانہ جادو نے کہا اری کمبخت بدنصیب تو تو حمزہ کی
صورت سے بھی واقف نہین یہ کیا کہ رہی ہی بیٹا اب غصے کو جانے دے برق جادو نے جواب دیا نانی امان
مجھے اب اپنی زندگی منظور نہین ہی اسواسطے یہ کلمے کہتی ہون کہ دمامہ اور غصے مین آکر مجھے مار ڈالے
چلو پھر سارا قصہ پاک ہو جائے جب ہم سرامہ کے قاتل ٹھہرے تو اب جینا بیکار ہی یا تو ہم اور سرامہ
یک جان و دو قالب تھے یا اب ہم اُسکے قاتل مشہور ہوئے خیر اب جہان وہ ہی ہمین بھی وہین جانا چاہیے
دشمن و قاتل بنکے زندگی نہ کرنا چاہیے یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی کہ ہائے فلک یہ تو نے کیا ستم ڈھایا
یہان ریحانہ جادو برق جادو کو بھی سمجھا رہی ہی تشفی اور دلاسا دے رہی ہی اُدھر کا حال سُنیے کہ جب دمامہ
کا غصہ موقوف ہوا برق جادو کو اسنے پرورش کیا ہی سرامہ جادو سے زیادہ عزیز رکھتی ہی کمال محبت ہی
اب خیال آیا کہ ای دمامہ یہ تو نے کیا کیا جوان جہان کو تو نے سب کے سامنے مارا یہ کیا کیا ارے غضب کیا
وہ بڑی غیرت دار ہی کہین ایسا نہ ہو کہ اپنی جان پر کھیل جائے بیٹی تو تیری مر چکی ہی اب فقط اسی کا دم باقی ہی
اگر یہ بھی مر گئی تو بڑا غضب ہوا گھر تیرا بالکل برباد ہو جائیگا سارا شہر بیچراغ ہو جائیگا خداوند سامری جمشید
اسے زندہ رکھے اب پھوٹی آنکھ کا دیدہ جو کچھ ہی یہی ہی یہ خیال جو آیا بیتابانہ دوڑی ہوئی آکے برق جادو
سے لپٹ گئی اور کہنے لگی بیٹا میری تقصیر معاف کر یہ شیطانی حرکت تھی غصے مین مجھے یہ سوجھا کہ تو ہی میری آسرا
ہی تو ہی نے میرا دستگیر کیا گا اہ ستانہ باقی پی سینے یا نظر سے مجھے جوتیان مار لے قصور میرا معاف کردے
اور بیٹا مین تو دو چار روز کی مہمان ہون تیرا صدمہ مجھپر ایسا سخت ہی کہ مین بچنے کی نہین برق جادو نے
جواب دیا خالہ امان آپ نے ناحق کیون مجھے بے عزت کیا آپ میری بڑی ہین مالک ہین جو آپ نے
میرے حق مین بہتر جانا وہ کیا میرے تو مان ہی نہ باپ ہی جو کچھ ہین سو آپ ہی ہین مگر رنج اس بات کا ہی کہ
آپ نے اتنی بڑی تہمت لگا کر مجھپر گوارا کی خیر یہ میرے طالع کی خوبی ہی میری تقدیر مین یہی لکھا تھا آپ تو مجھ پر
کہ مین خدا ہے سمجھون کو کیا جانون مین اور سرامہ ساتھ کھیلکے بڑی ہوئی تھی یک جان و دو قالب تھے کیونکر
میرا دل گوارا کرتا کہ وہ قتل ہو دمامہ نے کہا ای برق بس ان باتون کو منہ سے نہ نکال جسطرح بندوبست
شہر کا تیرے ہاتھون تھا اُسی طرح کر برق بولی کہ خالہ امان مین آپ کی کنیز ہون مگر ابھی تو تمام بدن میرا
زخمی ہی مجھ مین پھرنے چلنے کی طاقت کہان ہی دو چار دن مین اچھی ہونگی تو آپکی تعمیل حکم کرونگی اور جب تک
دشمن بھی آپ کے دفع ہو جائینگے اور قطع نظر اسکے آجکل میرے دن بھی بُرے ہین اگر اچھا کام بھی کرونگی
تو وہ بُرا ہوگا دمامہ نے کہا بیٹا میرا دل تو تجھسے صاف ہی مگر تیرا دل میری طرف سے صاف نہین ہوا تجھکو
آزردہ کرتی ہی سچ ہی اری ہماری کم فہمی سے ہمارا بھی کوئی مخلص پیار نہ کریگا برق بولی کہ مین بھی تو آپکی لونڈی
ہون مین نے کبھی کسی کام مین عذر نہین کیا مگر تمام بدن میرا مجروح ہی اس سے ناچار ہون ریحانہ نے
کہا اور دمامہ تو نے مارتے مارتے اسمین جان بھی باقی رکھی ہی کہ وہ کوئی کام کرسکے اسکو اچھا ہو لینے دے
پھر سب ہی کام یہ کریگی تو جا اور اپنے دشمنون کی تلاش کر القصہ دمامہ وہان سے اُٹھکے ایوان بادشاہی
مین آکر بیٹھی اور ساحرون سے خطاب کیا کہ تم مین سے جو کوئی خبر حمزہ کی مجھے لا دے یا اُسے

زندہ پکڑ لاسے ہین اُسے دولت دنیا سے نہال کردونگی قسم ہی سامری و زردہشت کی مالا مال کردونگی یہ سن کے
ساحر تلاش امیر حمزہ صاحبقران ہین چہار طرف روانہ ہوئے اب یہان امیر با توقیر کا سنیئے یہ دو روز تک
تو اس غار مین چھپے بیٹھے رہے تیسرے دن عمرو سے فرمایا کہ خواجہ آج تیسرا دن ہی کہ برق جادو نہین آئی
خدا جانے اُسپر کیا گذری شب و روز یہی خیال رہتا ہی کہ مبادا دمامہ جادو اسکے حال سے مطلع ہوگئی ہوگی
تو نہین معلوم کیا حال کیا ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ خدا نہ کرے جو وہ قطامہ اسکے حال سے آگاہ ہو
ای صاحبقران آپ کو یاد ہی کہ مالک بن زردہشت جادو نے ملکہ جادو کا کیا حال کیا تھا
باوصفیکہ ملکہ جادو اُسکی بیٹی تھی مگر ایسا مارا تھا کہ وہ بیدم ہوگئی تھی اور برق جادو تو دمامہ جادو کی کچھ بیٹی
نہین ہی بھانجی ہی فقط دمامہ نے اُسکی مان کے مرنے کے بعد اُسکو پرورش کیا ہی پالا ہی اگر خدانخواستہ یہ حال
دمامہ پر کھلگیا کہ برق جادو ہماری دوست ہی تو وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگی ای امیر آپکو یاد ہی کہ برق جادو
نے رخصت ہوتے وقت کیا کیا کلمے یاس کے کہے تھے مجکو بھی اُسکے کلام یاس اور گفتگو سے ہراس سے
اندیشہ ہی خدا دمامہ کی شر سے اُسکو محفوظ رکھے امیر نے فرمایا خواجہ اب ہم کہانتک انتظار برق جادو
کا کرین کب تک چھپے بیٹھے رہین خدا جانے اُسکو کیا ہوا اور مین اب یہان ٹھہرنے کا نہین مین کچھ برق کے
بھروسے پر یہان نہین آیا تھا جو اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون مجھے بھروسا پروردگار عالم کا ہی جو میرے حق
مین بہتر جانیگا وہ کریگا اس مین کہانتک چھپے بیٹھے رہینگے خواجہ عمرو نے گذارش کیا ای صاحبقران
آپکا اسم اعظم بھی بند ہوچکا ہی اور ساحر چہار طرف تلاش حضور پھر رہے ہین کوئی سوا پروردگار عالم کے ہمارا
آپکا دشت غربت و صحرا ے مصیبت مین یار و مددگار دوسرا نہین مجبور ہو رہے ہین مناسب یہی ہی
کہ ابھی یہین بیٹھے رہیے اور کہین یہان سے نہ جائیے نہین تو [illegible] فوراً گرفتار ہوجائیے گا جب تو
برق جادو نے چھڑا یا تھا اب کون رہا کرنیوالا ہی امیر کشور گیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ تمھارا خیال خام ہی کہ
اگر یہان بیٹھے رہینگے تو محفوظ رہینگے بھی قضا سے کوئی چارہ نہین خداوند جل وعلا خود ارشاد فرماتا ہی کہ اذا جاء
اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جو قضا آتی ہی تو ایک ساعت بھی نہین ٹلسکتی ہی اگر لوہے کے کوٹ
مین بھی ہونگے تو وہان بھی قضا نہ چھوڑیگی ای خواجہ کیا تمھین حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام
کا قصہ یاد نہین ہی کہ وہ جناب بادشاہ ہفت کشور فرمانروا ے بحر و بر تھے فوج بیشمار رکھتے تھے ایک دن
لشکر کی تعداد ملاحظہ کرنے کو ایک میدان وسیع مین سب کو آراستہ و پیراستہ کرکے کھڑا کیا اور آپ بنفس نفیس
ایک تنہا مکان کے کوٹھے پر جا کر کہ اپنی فوج و سپاہ کو دیکھین کسقدر ہی اور حاجب و دربان کیطرف مردمی
سے حکم دیا کہ خبردار خبردار اس مکان مین کوئی آنے نہ پاے حضرت ابھی اپنے لشکر کے معاینہ مین
مصروف تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص صحن خانہ سے بالاخانے پر چلا آتا ہی متعجب ہوکے اُس سے پوچھا کہ ای شخص
تو کون ہی اور یہان کیونکر آیا ہی مین نے تو منع کر دیا تھا کہ خبردار یہان کوئی آنے نہ پاے تو کیونکر چلا آیا کیا
کسی حاجب و دربان نے بھی تجکو منع نہ کیا اُسنے جواب دیا کہ ای سلیمان پیغمبر مین اُسکا فرستادہ آیا ہون جسکے حکم
کو کوئی روک نہین سکتا بھلا مجھے کوئی پہرے والا کیا روکتا اور منع کرتا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا
کہ آخر وہ کون شخص ہی جسکا تو فرستادہ ہی صاف بیان کر اُسنے جواب دیا مین عزرائیل فرستادہ رب جلیل ہون
اسوقت آپکی قبض روح کے واسطے آیا ہون جب حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہی اُسوقت

میری قبض روح کے لیے آیا ہی رضینا بالقضا فرما کے آمادہ مرگ وہیا ے قضا ہو گئے ملک الموت نے وہین
کھڑے کھڑے قبض روح کر لیا اور جب عصا حضرت سلیمان علیہ السلام کا دیمک خوردہ ہو کے گرا تو سب کو
معلوم ہوا کہ حضرت نے رحلت فرمائی ای خواجہ جب ایسے ایسے پیغمبر مرسل موت سے نہ بچے اور انھین ایک
دم کی مہلت دنیا مین ٹھہرنے کی نہ ملی تو ہماری کیا حقیقت ہی جس وقت وہان سے طلب ہوگی فوراً رخصت
ہو جاینگے اور اگر تمکو یہی خیال ہی تو تم سب یہین بیٹھے رہو مین تن تنہا باہر نکلتا ہون ہر چند خواجہ عمرو نے
سمجھایا مگر حمزہ صاحبقران نے نہ مانا اُس غار سے نکلکر روانہ ہوے عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار اور
کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ بھی ساتھ چلے ایک صحراے لق و دق معلوم ہوا تھوڑی دور آے ہونگے
کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی کان مین آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے ایک دیو کو دیکھا کہ تمام بدن اُسکا زنجیرون
سے جکڑا ہوا گلے مین بڑا بھاری طوق پڑا ہوا ایک زنجیر طلائی کی سومن کی ہاتھ مین قوی ہیکل قوی بازو نہایت
زبردست اُسکو دیکھتے ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ جلدی سے دوڑکر امیر بالوقیر کے پیچھے چھپ گیا جب وہ
قریب آیا تو چلایا السلام علیک یا امیر حمزہ صاحبقران عالیشان امیر شیر گیر نے جواب سلام کا دیا اور پوچھا
کہ ای عزیز تو کون ہی اور مجھکو تو نے کیونکر پہچانا یہان تو سوا جادوگرون کے مسلمان کا کہین نام و نشان تک
نہین ہی تیرا کیا نام ہی اور مجھسے کیا کام ہی اُسنے عرض کیا ای شہریار میرا نام بہود اسے زنگی ہی مین بیٹا ہون
ملک دودہ زنگی کا کہ وہ بادشاہ ہی عزو بیہ باختر کا ایک دن مین بارگاہ مین اپنے باپ کی بیٹھا تھا
اتفاقاً ذکر آیا کہ اگر کوئی آبحیات کو پی لے تو قیامت تک نہ مرے میرے دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ کسیطرح
مین اُس چشمے تک پہونچون اور وہان کا پانی پی کے حیات ابدی حاصل کرون قیامت تک نہ مرون ہر چند
باپ بھائی یگانے بیگانے دوست آشنا نے سمجھایا کہ کوئی شخص وہان نہین جا سکتا آبحیات نہین لا سکتا تو وہان
نہ جاؤ مگر مین نے نہ مانا اور یہی کہا کہ مین جاؤنگا جس طرح ہوگا آب حیات لاؤنگا سب کو پلاؤنگا القصہ
سامان سفر کا درست کر کے چشمۂ حیات کی جستجو مین روانہ ہوا جب قریب چاہ الماس کے پہونچا سمرامہ جادو
دمامہ جادو کی بیٹی مجھکو گرفتار کر کے اپنے مکان پر لیگئی اور خلوت مین مجھسے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہو کے
تجھکو لے آئی ہون میرا مطلب دلی پورا کر مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی ای شہریار صورت تو اُس
بد سیرت کی جیسی تھی خیر تھی ہی مگر اُسکے دہن سے ایسی بو سے بد آتی تھی کہ دماغ اُڑا جاتا تھا اُسکی بو
سے مجھکو اُس سے نفرت کلی ہو گئی مین نے انکار کیا وہ منتین کرنے لگی جب منتون پر بھی مین کسی طرح
راضی نہ ہوا تو اُسنے مجھے ایک قید خانے مین قید کیا جہان کسی اپنے ہمجنس کا کیا ذکر ہی پرچھائین تک
نظر نہ آتی تھی وہ زندان ایسا تیرہ و تار خشمناک تھا کہ جان نکلی جاتی تھی مین رات دن رویا کرتا تھا آٹھ پہر
جان کھویا کرتا تھا خواب و خور حرام تھا ہر وقت گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے کام تھا دمبدم افزونی ہراس
تھی زندگی سے یاس تھی جب رات دن یہ جاگتے ہوے عرصہ گزرا اتفاقاً ایک دن روتے روتے اور
صدمہ و رنج سے جان کھوتے کھوتے کچھ غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی عالم خواب مین ایک بزرگوار مقبول
کردگار فرشتہ خصلت نورانی صورت تشریف لائے اُنکے جمال با کمال سے چارون طرف نور ہی نور نظر آیا
گویا ظلمات مین آفتاب اُتر آیا تمام مکان روشن ہو گیا وہ مقام تیرہ و تار وادی ایمن ہو گیا اُنھون نے
مجھے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا کفر و ضلالت کے قید خانے سے چھڑایا مین نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا بعد اُسکے

اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ ای یہودا اب زندگی تو زیادہ دلتنگ نہ ہو تیری مصیبت و کافری کا زمانہ نکل گیا
روز سخت و صعب ٹلگیا کہ امیر حمزۂ صاحبقران و مامہ جادو کے استیصال کو عنقریب یہان آیا چاہتے ہین
تو اُنکا رفیق ہو جیوہ وہ سرامہ اور رد مامہ وغیرہ جادوگرنیون کو مارینگے تو قید سے چھوٹیگا بس اتنا فرما کے
وہ بزرگوار نظرون سے غائب ہوگئے میری آنکھ کھلگئی دل مین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ واقعی خواب تھا یا خیال تھا
ہر وقت دعا کرتا تھا کہ ای رب الارباب وای مسبب الاسباب اگر تو نے اُن بزرگ کے ذریعہ سے میرے
دل مین چراغ ہدایت روشن کیا ہی اور کفر و ضلالت کی سیاہی کو برطرف کرکے نور ایمان ڈال دیا ہی تو اب
اپنے فضل و کرم سے جلد امیر حمزۂ صاحبقران کی زیارت سے مشرف فرما اور بزودی تمام اُسکے
قدم مبارک مجھے دکھا ہر روز گھڑیان گن گن کے بسر کرتا تھا شعر آمدنی جو اُس صنم گلعذار کی گھڑیان گنا کیا مین
شب انتظار کی + یہان تک کہ آج رات کو پھر وہی بزرگوار تشریف فرما ہوے ارشاد کیا ای یہودہ خاطر جمع رکھ
صبح کو تیری آرزوے دلی اور تمناے قلبی بر آئیگی کہ تجھسے حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوگی بس ای شہریار
آج صبح سے آپ کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا الحمد للّٰہ کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی مراد دلی بر آئی اور وہ لکانتہی
ماری گئی یہ کہکے صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا امیر با توقیر نے سر اُسکا اُٹھاکے سینے سے لگایا دست
حق پرست اُسکی پیٹھ پر رکھا پوچھا کہ ای یہودا تو کتنے دن سے یہان قید تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور مجھے اس
قید مین تین برس کا عرصہ گذرا اور پوچھا کہ ای صاحبقران والا شان کیا آپ کو بھی بشارت ہوئی تھی جو
حضور میری رہائی کے واسطے رونق افروز ہوے امیر نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا بعد اُسکے
پوچھا کہ ای یہودا تجھے معلوم ہی شہر زمرد نگار یہان سے کتنی دور ہی یہودا نے عرض کیا کہ غلام کبھی
وہان نہین گیا مگر سُنا ہی کہ یہان سے آٹھ نو منزل ہی فرمایا کہ راہ مین قصبہ قریہ دیہہ پُروہ گانوکن گراؤن شہر
رباط کچھ ہی اُسنے ہاتھ باندھکر جواب دیا کہ یہان سے تین فرسخ پر ایک باغ ہی کہ تمام چاردیواری اُسکی
زمردین ہی عجب کیفیت کی جگہ ہی بوتیسال جادو کا باغ مشہور ہی امیر یہ سُنکے اُس طرف کو روانہ ہوے جب
وہان پہونچے دیکھا کہ واقعی چاردیواری اُسکی زمرد ریحانی کی ہی اور دروازے کا چوکٹھا طلا سے احمر کا پٹ
یاقوت سُرخ کے کل سنجین الماس کی ایک پٹ بند ہی دوسرا کھلا ہی صاحبقران نے بسم اللّٰہ کہکے اندر باغ
کے قدم رکھا عجب کیفیت کا باغ دیکھا کہ داربست انگور بہار دکھا رہی ہی خوشہ ہاے انگور پر تھیلیان کمخواب
اور بادلے کی چڑھی ہوئی ہین چمن بندی کی ہوئی گرد گرد لال اور مہندی کی ٹٹیان کیلون کی باڑھ حوض لبریز نہرین
جاری جابجا چبوترے بلور کے بنے ہوے ہیکلے ہشت پہل ششپہل چوپہل اُن پر طرفہ گلکاری کی ہوئی
درخت میوہ دار لا انتہا جانوران خوش الحان شاخون پر بیٹھے ہوے زمزمہ پیرا امیر اُس باغ کو دیکھکر بہت
خوش ہوے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک آواز حزین و دردناک کان مین آئی کہ کوئی رو رو کے
کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم بارہ برس مجھے قید مین گرفتار ہوے ہوچکے اور اب تک کوئی میرا خبر لینے والا
پیدا نہین ہوا اب کہان تک مصیبت جھیلون عذاب کھینچون یا تو مجھے اس قید شدید سے نجات دے
یا ملک الموت کو حکم ہو کہ آکے میری قبض روح کرے کہ اب روز کے صدمے اور ہر وقت کے ملال اُٹھانے
کی طاقت نہین رہی اور افسوس ہی کہ قریب مرگ پہونچا مگر عزیزون کے دیکھنے کی حسرت ہی دل مین لیجاؤنگا
پروردگار عالم سُنا ہی کہ آجکل شاہ شاہان امیر حمزۂ صاحبقران گیتی ستان چاہ الماس مین رونق افروز

ہوے

ہوئے ہین ہمین اُنکی صورت دکھا دے کہ آرزو دل کی پوری ہو جاے اور ای خالق عالم جب تک
اُس شہریار کی قدمبوسی نہ حاصل ہووے دم نہ نکلے بس یہ آواز جو صاحبقران کے کان مین آئی بے اختیار
آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا کہ ای خواجہ یہ آواز تو ہمارے کسی عزیز و آشنا کی معلوم ہوتی ہی عمرو نے
عرض کیا جی ہان مجھے بھی کچھ گوش آشنا معلوم ہوتی ہی غرض امیر اُسکے تجسس مین اُسی طرف کو بڑھے چند قدم
آگے ہونگے کہ پھر آواز آئی کہ ای پروردگار مین ایسا گنہگار ہون کہ مجھے دعا کرتے ہوے بارہ برس گذر گئے
اور اب تک دعا میری مستجاب نہین ہوئی یا الٰہی اب جلد میری مشکل آسان کر اب امیر بیتابانہ دوڑے
کہ پھر صدا آئی کہ ای خالق جزو و کل یہ آرزو ہی کہ اپنے آقاے نامدار اور مولاے ذوالفقار کی صورت ایک نظر
دیکھ لون یہان تک کہ سامنے آسے دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اُسپر طرح طرح کے پھول جواہر
نقصب ہین اور بیچ مین اُس چبوترے کے ایک درخت ہی کہ تنہ اُسکا سونے کا شاخین چاندی کی پتے
زمرد کے ہین اور اُسکے تلے مین ایک جوان خوش نما مانند سرو آزاد کے لیٹا ہوا ہی چہرہ مانند
آفتاب کے درخشان مگر نہایت زار و ناتوان کہ ہڈیان دکھائی دیتی ہین تمام رگین مثل تار مسطر کے نمایان ہین
بال سر کے سنبل کے مانند پریشان ہین لنگ تمامی کا بندھا ہوا ہی ضعف سے آنکھین بند ہین غش کی حالت ہی
عجیب کیفیت ہی امیر حیران ہوے کہ یہ کون ہی کبریت و مقبل سے پوچھا تم پہچانتے ہو عمرو سے فرمایا خواجہ تم
جانتے ہو یہ کون ہی کہین اسے دیکھا ہی سب نے التماس کیا شاید کہین دیکھا ہو ہم خیال کر رہے ہین مگر یاد نہین
آتا امیر نے فرمایا ای خواجہ اسوقت میرا عجب حال ہی اس جوان کے دیکھنے سے دل بیقرار ہی بال تمام جسم کے
کھڑے ہو گئے ہین خون عزیزی جوش مار رہا ہی اس اثنا مین اُس جوان نے جو آنکھ کھولی تو سامنے صاحبقران
وغیرہ کو کھڑے دیکھا پکارا کہ ای شہریار شکر ہی کہ قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے دعا مجھ گنہگار کی قبول کی
جو آرزو تھی وہ بر آئی کہ بعد بارہ برس کے آپکی صورت دکھائی امیر نے فرمایا کہ ای جوان نام و نشان سے
اپنے آگاہ کر کہ دل متفکر و متردد مطمئن ہو اسلیے کہ آواز تیری شناسا معلوم ہوتی ہی ہمین شبہہ گذرتا ہی کہ تجھے
کہین دیکھا ہی یہ سنکے وہ جوان چیخ مار کر رو دیا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہریار عالیمقدار غلام کو حضور پر نور سے
یہ توقع کبھی نہ تھی کہ مجکو آپ ایسا فراموش کر دینگے غلام تو آپکا غلام غلامان ہی پیر و مرشد خاکسار کو خوب
یاد ہی کہ جمہور جہانسوز شہنشاہ طلسم مین گرفتار طلسم ہوا تھا اور ملک ستجان سے اُسکو عیار پکڑ لیگیا تھا اور
حضور لقا پر تشریف لیگئے تھے جب اُسکو لا کر قلعہ بند کیا تھا اُسوقت حضور کو خبر جمہور کے گرفتار ہو جانے کی
معلوم ہوئی تھی اور حضور نے تمام لشکر کو چھوڑ کر جا کے طلسم فتح کیا تھا اور بکمال کد و کوشش سے جمہور کو رہا کر
لاے تھے اور غلام کو ایسا دل سے فراموش کر دیا کہ پہچانتے تک نہین یہ کہکے پھر رونے لگا صاحبقران
بھی اپنے ہمراہیون سمیت رونے لگے اور فرمایا کہ ای عزیز تو خود کہتا ہی کہ مفارقت کو بارہ برس کا عرصہ
گذرا ہی پھر چار دن مین تو شکل بدل جاتی ہی چہ جائیکہ بارہ برس اگر ہم نے نہ پہچانا تو کچھ تعجب کی بات نہین ہی براے
خدا نام اپنا بیان کر کہ اندیشہ موقوف ہو اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار آپکے کسی غلام کو اژدہا نگل گیا تھا
یا نہین صاحبقران نے سر ہلا کے فرمایا کہ کسی غلام کو تو نہین مگر ہان امیر کے پوتے قاسم کو نگل گیا تھا اُسکا آج تک
پتا نہین معلوم ہوا کہ وہ اژدہا کون بلا تھا کہان گیا کہان نہین اُسنے عرض کیا ای شہریار مین وہی ہون بیٹا
آپکے فرزند ارجمند عالمشاہ رومی کا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری

یونیسال جادو اژدہا بنکے مجھے نگل گئی تھی جب سے مین اُسکی قید مین ہون وہ مجھپر عاشق ہی ہمیشہ مجھسے خواہان
وصل رہتی ہی مین قبول نہین کرتا وہ انواع انواع طرح کی ایذا مجھکو پہونچاتی ہی اب جو خفا ہو گئی ہی تو دو ہفتے سے
نہین آئی اکثر تین تین دن بے آب و دانہ گذر جاتے ہین صاحبقران یہ سُنتے ہی بیقرار و بیتاب یہ کہکر
دوڑے کہ ای نور نظر پارہ جگر واللہ مین نے بالکل تجھے نہین پہچانا کہ تو قاسم ہی بیٹا یہ صورت تیری
مین نے کاہے کو دیکھی تو تو اسقدر لاغر ہو گیا ہی کہ فقط پوست و استخوان باقی رہی ہاے ای راحت جان و دل
یہ کیا حالت ہو گئی کہ مین نے مطلق نہ پہچانا قاسم نے عرض کیا کہ دادا جان میری زندگی تھی اس سے اب تک
زندہ ہون نہین تو بارہ برس کی قید مین کوئی جانبر نہین ہوتا اور خصوصًا وہ شخص جسپر ہر روز کی مصیبت و کلفت
ہو مین ہی ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا مر نہ گیا امیر صاحبقران قاسم سے لپٹ کے خوب روے
کرب و مقبل و عمرو بھی آنسو بھر لاے پھر صاحبقران نے فرمایا کہ ای قاسم کیا کہون جو تیری مان کا حال
ہی اور باپ تیرا جس طرح تیرے واسطے روتا ہی اور بدیع الزمان پر تو بغیر تیرے زندگی تلخ ہی اور بیٹا
فی الحال تو مین ایسی ایک بلا مین گرفتار ہون کہ خدا دشمن کو بھی ایسی بلا مین نہ ڈالے شعر کہتے ہین سب مجھے
سب دیکھنے والے + اللہ بُرا وقت کسی پر بھی نہ ڈالے + جتنے فرزندان جمشید اور سرداران دیوبند تھے
سب نے جاکے زیر جمشید شاہ کو سجدہ کیا ہی دین اسلام کو ہاتھ سے دیا ہی ایک مین اور بادشاہ اسلام
اور کرب غازی اور مقبل وفادار فقط باقی رہ گئے ہین بس مین اپنی جان پر کھیلکر اور موت کو برضا و رغبت
گوارا کرکے جادو الماس مین آیا ہون کہ یا تو دامہ جادو کا استیصال کر دون یا اپنی جان دون تین جادوگرنیون
کو واصل جہنم کر چکا تھا کہ دامہ قتالہ نے مجھے اور عمرو کو گرفتار کر لیا ایک جزیرے مین قید کیا
برق جادو کا خدا بھلا کرے اُسنے آکر چھڑایا اور اب وہ اسم اعظم میرا لکھوا لینے کی تدبیرین کی ہی قاسم نے کہا
ای شہریار مین نے یونیسال جادو کے منھ سے سُنا ہی کہ برق جادو کو دامہ جادو نے اسقدر مارا ہی کہ
اُسکا بند بند ٹوٹ گیا ہی اگر بچا نہ جادو آکے نہ بچاتی تو یقین تھا کہ وہ اُسی وقت مر جاتی صاحبقران نے
قاسم سے یہ خبر سُنکے آبدیدہ ہوکے فرمایا کہ جبھی آج کئی دن سے وہ ہمارے پاس نہین آئی اور عمرو
تو اسقدر رویا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی ہر مرتبہ کہتا تھا کہ ای دوست جانی و محبوب جاودانی مجھے
اختیار نہین کہ مین آکے تیری خبر لون ای برق جادو میرا کچھ بس نہین چلتا کہ مین تجھ تک پہونچون تو اپنے دل
مین یہ نہ سمجھنا کہ عمرو میری یاد سے غافل ہی بخدا مجھے ہر وقت تیرا خیال ہی شعر رہتا ہی مجھکو اُسکا تصور فراق مین
ظاہر مین ہون مین یار سے نزدیک اور دور + ہر وقت تیری تصویر میرے پیش نظر ہی تیرا دھیان مجھے آٹھ پہر
ہی ای جان جہان اگرچہ اسوقت مین تجھسے اتنی دور ہون مگر دل سے اپنے مجھے نزدیک سمجھنا اور جس وقت خدا
نے ہمارے دن پھیرے اور امید دلی بر آئی ای کمان ابرو دیکھ ہی لینا ہم تیرے پاس پہونچ جائینگے
غرض صاحبقران نے چاہا کہ مشکین قاسم کی کھلوا دین اُسے بھی اپنے ساتھ لین قاسم ملتمس ہوا ای دادا جان
میری مشکین نہ کھلوایے اور نہ ضرور خیال فرمایئے گا مین بغیر یونیسال کے قتل ہوے قید سے نہ چھوٹونگا آپ کو
اسم اعظم یاد نہین ہی کہین خدا نکردہ آپ کے دشمن بھی آفت مین نہ پہنچائین تو اور لینے کے دینے پڑ جائین
یہ باتین تھین کہ ہوا تیز و تند چلنا شروع ہوئی یہ معلوم ہوا بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ جائینگے اور تاریکی چھائی قاسم نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالی مقدار اب آپ جلد یہان سے تشریف لیجایئے اور کہین پوشیدہ ہو جیئے

نشان بوتیبال جادو کی آمد کے ہین اور بوتیبال علامۂ دہر آفت روزگار ہی دمامہ جادو سے کچھ کم نہین
ہی بلکہ اُس سے بڑھی ہوئی ہی آپ کے دشمنون کو بھی گرفتار کریگی مجکو اور زیادہ رنج ہوگا جیتے ہی جی مین
مرجاؤنگا فرمایا کہ ای نور چشم بارہ برس بعد تو تجھے دیکھا ابھی دیکھنے سے طبیعت سیر بھی نہین ہوئی کہ چرخ
شعبدہ باز تفرقہ انداز پھر تجھسے ہمکو جدا کرنے لگا شعر فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکے عوض یون
رُلانے لگا + دیگر کیون غم سے مجکو روز رُلاتا ہی ای فلک + مین تو کبھی ہنسا بھی نہین شب کو خواب مین +
بیٹا اب مین تجھے چھوڑ کے کہان جاؤنگا جو کچھ ہوگا سب پر ہوگا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد قاسم نے
کہا کہ یہ بدنامی غلام کو گوارا نہین ہی کہ خود تو گرفتار ہون آپ کو بھی مبتلائے آفت کرواؤن آپ میرے
ساتھ گرفتار ہون خدا کے واسطے آپ اپنے کو بچائیے یہان سے جلد چلے جائیے کوشش کر کے دمامہ
کو مار ڈالیے اہل اسلام کو گرداب بلا سے نکالیے عمرو نے بھی عرض کیا کہ صاحبقران زیادہ جہالت اچھی
نہین دمامہ جادو خون کی پیاسی ہو رہی ہی بھلا جادوگر سے آپ کس بھروسے پر مقابلہ کیجیے گا اسم اعظم
بھی تو یاد نہین مفت اپنی جان دینے سے کیا حاصل اور قاسم کو تو بوتیبال جادو خدا نہ کرے مار نہین
ڈالیگی پھر آکر دیکھ لیجیے گا اب یہان سے جلد بھاگیے صاحبقران ناچار مع کرب غازی و مقبل وفادار
وغیرہ کے چار ناچار باغ سے نکلکر بھاگے کہ دور سے دو چار مٹھ ستیون کے دکھائی دیے کہ بت پرستون
مین اکثر عورتین جنکا خاوند مرجاتا ہی وہ بھی اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ جیتے جی جلجاتی ہین انھین کو
ستی کہتے ہین بس صاحبقران عالیشان خوف جان سے مع عمرو عیار و مقبل وفادار و کرب غازی و
ابوالہول دیوانہ اور پہو داسے زنگی کے اُن ستیون کے مٹھ مین جا کے چھپ رہے اور انھین چار طرف
سنگ مرمر کی گھسی ہوئی جالیان جو لگی ہوئی تھین انھین سے جھانکنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر
کے ہوا کی تیزی موقوف ہوئی شعلۂ آتش آسمان پر چمکا ایک اژدر آتش فشان نمایان ہوا قد اُسکا تخمیناً پچاس
یا ساٹھ گز کا تھا قلاب آتشین اُسکے مُنہ سے نکلتے ہوئے اُسپر ایک بلائے سیاہ کو سوار دیکھا کہ نہایت
بدہیئت کریہ منظر سیاہ فام زشت رو سر تھال سا منھ پہاڑ سا چلی آتی ہی بال اُسکے برگد کی ڈاڑھی کی طرح اُڑ رہے
سے بھی نیچے لٹک رہے ہین اور ہر لٹ سے شعلۂ آتشین چھٹ رہے ہین ناک مین سیندور بھرا ہوا ہی ایک
سیندور کا ٹیکا ماتھے پر بھوون کے بیچ مین دیا ہوا مردے کی کھوپڑی کا پیالہ ہوا کا جل اس طرح آنکھون مین دیے ہو
کہ دنبالے اُسکے کانون تک کھنچے ہوئے گلے مین ہار مردون کی ہڈیون کا پڑا ہوا جھولی کھاروے کی
لگی ہوئی اُسمین اسباب سحر بھرا ہوا آکے باغ مین اُتری شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس گئی دیکھا
کہ آج اسکے چہرے پر ایک خوشی سی پائی جاتی ہی رنگ بھی سُرخ ہی ہر روز زرد و ضعیف و پژمردہ دیکھتی تھی
آج جو اُسنے بحال پایا فوراً دل مین خیال کیا کہ ضرور کوئی دوست اسکا آج یہان آیا تھا پکارتی کہ ای خاور
آج تو نہایت بشاش ہی شاید کسی گھر کے دوست یا عزیز قریب سے ملاقات ہوئی جسکی یہ خوشی ہی بتا کون
آیا تھا خاور سیاہ نے جواب دیا او لکاتہ خدا تجھے غارت کرے ایک مدت سے مین تیری قید مین گرفتار ہون
کبھی کوئی میرے پاس نہ آیا آج میرے پاس کوئی آگیا اگر تجھے میرا قتل ہی کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال تہمت لگاکے
مارنا کیا ضرور ہی ارے کمبخت مین خود اپنی زیست سے تنگ ہون ہر وقت موت کی دعا مانگا کرتا ہون
کیا کرون مجبور ہون دم نہین نکلتا سخت جانی کی شکایت ہی اور او لکاتہ تجھے مجکو دھمکانے سے کیا حاصل

بوتیسال جادو نے کہا ارے موے تو مجھسے چھپاتا ہی یہ نہین جانتا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو مین خود دریافت کرونگی پھر تجھے کیسی ذلت ہوگی نہین تو سچ بتا دے کون آیا تھا شہزادۂ قاسم بولا تو کہتی کیا ہی میرے پاس کوئی بھی نہین آیا تھا بوتیسال جادو بولی خیر کیا مضائقہ تو اگر نہ بتائیگا تو اچھا نہ بتا دیکھ مین خود دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکے چہار طرف چبوترے کے دیکھنا شروع کیا جابجا پاؤن کے نشان بنے ہوے دیکھے کہا دیکھ یہ کیسے قدم کے نشان ہین تو تو مکرتا تھا کہ یہان کوئی نہین آیا پھر کیا یہ نشان خود بخود بنگئے اور ابھی کوئی یہان آیا دیکھکر بھاگا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا شعر ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی + سچ بتا یہ کون لوگ تھے شہزادۂ خاور سیاہ نے جواب دیا مین کیا جانون کون تھے کون نہ تھے یہ نشان باغبانون کے قدم کے ہونگے وہ ادھر سے اُدھر آئے گئے ہونگے بوتیسال نے جواب دیا این گل دیگر شگفت ارے بتا میرے باغ مین تو نے کبھی اور بھی باغبان دیکھے ہین یا آج میرا باغ سحر کا بنا ہوا ہی سحر کے زور سے تر و تازہ رہتا ہی اسکا ایک ایک پتا اور ایک ایک گل بوٹا سحر کا بنا ہوا ہی اسمین باغبان کا کیا کام ہی یہ کہکے اُن نشانون کو جو گنا تو بارہ نشان تھے کہا کیون دو چھ آدمی یہان آئے تھے اب دل مین کچھ کشش و پیچ نہ کر جلد بتا یہ چھون آدمی کون تھے شہزادۂ قاسم نے کہا تو تو خود غیب دان ہی پھر مجھسے بار بار کیا پوچھتی ہی جہان اسقدر تجھکو دریافت ہوا ہی وہان نام ذات بھی معلوم ہو جائیگا گھڑی گھڑی مجھکو کیون ستاتی ہی ایک مرتبہ کیون نہین مار ڈالتی بوتیسال جادو نے کہا ارے کمبخت تجھے ایک مرتبہ قتل نہ کرونگی یون نہین گھلاؤنگی جس طرح تو مجھے اندر ہی اندر جلاتا ہی اسیطرح مین بھی تجھے خاک مین ملاؤنگی یہ کہکے اُن نشانون کی خاک سونگھنا شروع کی جب سب نشانون کی خاک سونگھ چکی تو کہنے لگی اہا او قاسم مجھے معلوم ہوگیا کہ حمزہ اور عمرو اور مقبل اور کرب اور رالوالہول اور بہودا یہ چھون آدمی یہان آئے تھے اور قہقہہ مارکے کہا کہ بعد مدت تمھارے دادا جان تمھارے دیکھنے کو یہان آئے تھے آج اسی سبب سے چہرہ بشاش ہی تو خاطر جمع رکھ مین اُنکو بھی تیرے ہی پاس لاکے بٹھاتی ہون خوب جی بھر کے اُنھین دیکھنا بلکہ تمام گھر کا اور اپنی امان بی بی کا احوال اُنسے پوچھنا دل کھولکے ملاقات کرنا مین ابھی انکھین ڈھونڈھے لاتی ہون یہ کہکے نشان قدم دیکھتی ہوئی ڈھونڈھتی چلی ہرچند قاسم پکارا کیا کہ ارے کہان جاتی ہی مجھپر تیرا غافہ ہو گیا مجھے کیون نہ مار ڈالیگی ادھر آبات تو سن مگر اُس لکا نے کچھ نہ سنا اور نقش پا کو دیکھتی ہوئی چلی جاتی ہی ہر مرتبہ خاک اُٹھاتی ہی سونگھتی ہی اور پھینک دیتی ہی جب تک باغ مین رہی شہزادۂ فلک قاسم نے ہزارون دیکر پکارا گالیان بھی دیکر کہا کہان جاتی ہی ادھر آ ورنہ اگر جاتی ہی تو مجھے قتل کیے جا بوتیسال جادو نے کچھ جواب نہ دیا گویا سُنا ہی نہین اسم سحر کا پڑھتی ہوئی چلی گئی باغ سے باہر نکلی نقش پا کو دیکھتی ہوئی اُن ستونون کے ٹھوں کی جانب چلی جب قریب پہونچی تو دیکھا یہان سے نشان غائب ہین چارون طرف دیکھا کہین نشان نقش قدم نہ پایا اپنے دل مین کہا ای بوتیسال معلوم ہوتا ہی کہ چھون خدا پرست اسی ٹھ مین چھپے ہین آواز دی ای خدا پرستو جلدی نکلو اسمین سے نہین تو مین سب کو نکالونگی یہان کا حال سُنیے کہ صاحبقران دوران و عمرو عیار وغیرہ شگفون مین سے دیکھ رہے تھے کہ بوتیسال جادو باغ مین سے نکلکر ہماری تلاش مین ادھر آتی ہی بس سب کو یقین مرگ ہو گیا آپسمین کہنے لگے کہ اب بڑا غضب ہوا مارے گئے قریب تھا کہ مارے صدمے کے جان نکلجائے اور اُس بدحواسی مین

جہان

عمرو کو کلیم عیاری اوڑھنا بھی یاد نہ رہا یا چاہتا تو سب کو زنبیل مین ڈالکر آپ غائب ہو جاتا یا حضرت دنیال کی مسند ھی مین خود بھی چھپ رہتا اُن سب کو بھی پوشیدہ کر لیتا مگر ہوش بجا نہ رہے پیچھے کون اور چھپائے کیسے جب وہ بلاے ناگہانی مٹھ کے پاس پہونچے پکاری کہ ای خدا پرستو نکل آؤ اور پھر پکاری کہ ای حمزہ دروازہ کھولدے تو تو پوتے کی ملاقات کو آیا تھا اور یہان چھپکے بیٹھا ہی چل مین تیرے پوتے کو تجھے اچھی طرح دکھا دون اُسنے خوب سنگے لگا پیار کرا امیر شیر گیر نے فرمایا کہ ای عمرو کیا ارادہ ہی مین تو تلوار کھینچکر اس سے سامنا کرتا ہون عمرو بولا یا صاحبقران ہرگز ایسا نہ کرنا شاید یہ فریب سے پکارتی ہو اسنے کسی کو دیکھا نہ ہو چپکے بیٹھے رہیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہی امیر بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہی چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا بوتیسال جادو نے دو تین آوازین دین جب کچھ جواب نہ پایا ہنسکر کہا ارے بیوقوفو تم کیا اندر چپکے بیٹھے رہنے سے بچ جاؤگے تم مجھکو بھی اور کوئی سمجھے ہو مین وہ ہون کہ اگر تم سات طبق زمین کے نیچے بھی چھپکے بیٹھو تو وہان سے نکال لاؤن تم جانتے ہو کہ مین نے تمھین نہین جانا جب اسیر بھی بالکل جواب نہ پایا کہا اچھا موقوف ہو تمھاری تدبیر کرتی ہون مثل مشہور ہی کہ سیدھی اُنگلیون گھی نہین نکلتا یہ کہکر جھولی مین ہاتھ ڈالکے چند دانے ماش کے نکالکے اُنپر اسم سحر پڑھ کے اُس مٹھ پر مارے اور سب کے نقش قدم کی خاک لیکر اُسپر بھی اسم سحر دم کرکے آسمان کی طرف پھینکی فوراً اس زور شور کی آندھی چلی کہ خاک اُڑی کہ العظمۃ للہ وہ مٹھ جڑ سے اُکھڑکے ہوا سے آسمان ہو گیا لمحہ بھر کے بعد روشنی جو ہوئی تو صاحبقران اور عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ہم سب میدان مین کھڑے ہوے ہین اُس مٹھ کا کہین نام و نشان بھی نہین اور سامنے بوتیسال جادوگرنی کھڑی ہوئی ہی اُسنے قہقہہ مار کے نعرہ کیا کہ کیون حمزہ تو تو مجھسے چھپکے بیٹھا تھا چھپ نہ سکا اسیر ہو گیا اور کہا تھا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتی ہی اور تلوار کھینچکر چلے تھے کہ اُس لکاتہ کا فیصلہ کرین اُسنے قہقہہ مار کے کہا واہ واہ واہ کیا خوب یہ چلتی ہوئی تلوار مجھپر آزماتے ہو ای مود عقل کے ناخن لو چہ اس کی باتین کر اور بگیر کہکے ہاتھ زمین پر مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے جہان تھے وہین کھڑے رہگئے بوتیسال جادو نے اپنے سر کا ایک بال توڑکے اُسکی رسی بنائی اور سب کو اُس رسی مین باندھا سرا رسی کا ہاتھ مین پکڑکر کشان کشان باغ مین لائی اور پکار کر کہا قاسم تمھارے دادا جان امیر حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین انکی زیارت کرلو دیکھو تو کس شان و شوکت اور صولت و حشمت سے آئے ہین اور صاحبقران سے کہا کہ پوتے سے ملو ذرا اچھی طرح ملاقات کرلو اور ان سب کو بھی قاسم کے برابر اُسی درخت سے باندھ دیا اور وہان سے پھرکر نہر پر آئی ہاتھ منہ دھویا نہائی یہان قاسم صاحبقران عالیشان سے عرض پرداز ہوا کہ جد بزرگوار میری شامت اعمال سے آپ بھی گرفتار ہوے مجھے ایک تو اپنا رنج تھا ہی مگر اب حضور کے ملال نے میرے اُس رنج کو بھی بھلا دیا مجھپر زندگی کو دشوار کیا اُس شیر بیشۂ شجاعت و ہمت اور ضیغم نیستان جلالت و شوکت نے فرمایا کہ ای فرزند مین اس بات کو غنیمت جانتا ہون کہ تیرے شریک ہوکر مارا جاؤن تمہید اور عرصہ بعید کے بعد آرزو دل کی بر آئی خدا نے تیری صورت مجھے دکھائی شاہزادہ تھا وہ سپاہ ملک قاسم نے عرض کیا کہ پیر و مرشد غلام کی بھی یہی تمنا تھی کہ حضور کی زیارت کرلون تو اس دار دنیا سے سفر کرون مگر یہ نہین چاہتا تھا کہ اپنی طرح اسیر و دستگیر دیکھون فلک نے حضور پر تو کیا

جمال مبارک تو دکھایا مگر ساتھ ہی اسکے سبب مجھے خاک مین بھی ملایا کہ پیر و مرشد بھی میری طرح اسیر دام بلا ہوئے ہائے یہ کیا ظلم وستم برپا ہوئے ہائے اگر مین یہ جانتا کہ حضور جو یہان میرے پاس تشریف لا تینگے تو اس مصیبت مین گرفتار ہو جائینگے تو مین پہلے ہی اپنی جان دیدیتا آج آپکی اسیری کا رنج و ملال کیون دل پر لیتا ہان اس روز سخت وصعب کی مجھے خبر نہ تھی کیا میری تقدیر بگڑ گئی شہزادہ قاسم ابھی یہ بیان کرکے رو رہا تھا کہ بوتیسال جادو نہا دھوکے آئی کہا کیون ای حمزہ تو اپنے پوتے قاسم کو دیکھکر خوش ہوا یا نہین ابھی تو تو نے اسے درخت مین بندھا ہوا دیکھا ہی اب دیکھ کہ کسطرح اسکو مین تجھے دکھاتی ہون یہ کہکے خاور سیاہ کی کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا اور پر پرواز پیدا کرکے آسمان کی طرف روانہ ہوئی ایکطرفۃ العین مین نظرون سے غائب ہو گئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ لکا تہ قاسم کو کہان لیگئی دل میرا بیقرار ہی طبیعت کو انتشار ہی خدا خیر کرے مجھے اسکا روز بد خدا نہ دکھائے خواجہ نے عرض کیا ای صاحبقران آپکو یہ کیا گمان بد گزرا ہی بارہ برس سے تو وہ اسکے پاس قید ہی اب تک اسے اسنے نہ مارا آج مار ڈالیگی آپکو یہ ناحق کا اضطراب ہی فرمایا ای خواجہ یہ تم سچ کہتے ہو مین بھی جانتا ہون مگر دل کو کیا کرون جی چاہتا ہی کہ چیخین مار مارکے روؤن عمرو نے عرض کیا کہ صاحبقران وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہی ہم تو اب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہین اور آپکو اور وہم ہوا ہی یہی باتین کہتین کہ بوتیسال جادو سر بریدہ شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز کا ایک طشت طلا مین لیکر آئی اور لاکے سامنے امیر حمزہ صاحبقران کے رکھدیا اور کہا حمزہ صاحبقران امانت اپنی لیجیے امیر کی نگاہ جو اس سر بریدہ قاسم پر پڑی دیکھا کہ ابھی تک رگ سے لہو جاری ہی زلفین خون آلودہ دونون رخسار روشن ہوئی ہین چشم حسرت وا ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہائے ای نور نظر لخت جگر یہ کیا ہو گیا ہائے ای قاسم تو کدھر کو گیا ہائے ای بیٹا ابھی تو تو اچھا بھلا تھا دم بھر مین تجکو کیا ہو گیا پھر اس افسر عالم نے سر ملک قاسم کا طشت طلا سے اٹھالیا منہ سے منہ ملنا شروع کیا اور چلائے ای فرزند دلبند وای راحت دل دردمند ای نور چشم ای آفتاب بارگاہ سلیمانی وای لوائے شوکت صاحبقرانی بارہ برس بعد جمال جہان آرا تیرا دیکھا مگر اس طرح دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی اپنے فرزند کا یہ حال نہ دکھائے افسوس صد افسوس کہ تو پرحسرت وارمان دنیا سے اٹھ گیا وقت آخر کچھ وصیت بھی نہ کی اب تیری مان اور باپ سے کیا کہونگا بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا و گیتی افروز کہ آج تک تیری امید پر زندہ ہی وہ جو تیرا ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کر جانا سنیگی تو کیا اپنا حال کریگی افسوس کہ تو نے مدکر سب کو مارا ای قاسم ہمارا آنا تمکو ایسا نامبارک ہوا کہ جان تمہاری گئی بیٹا ہمکو بھی اپنے پاس بلالو اب تمہارے بعد زندگانی دنیا کو جی نہین چاہتا صاحبقران یہ بین دلخراش کرکے رو رہے ہین اور عمرو عیار بھی سر سے لپٹا ہوا رو رہا ہے مقبل و کرب بھی اپنی حالت تباہ کر رہے ہین الوالہول دیوانہ اور بہوجوا زنگی بھی انکی حالتین دیکھکر کف افسوس مل رہے ہین بوتیسال جادو سر کو سامنے صاحبقران کے رکھکے چلی گئی تھی بعد ایک پہر کے تمام ناموس صاحبقرانی کو اسیر کیے ہوئے سر و پا برہنہ سامنے صاحبقران کے لائی اور کہا کہ حمزہ ذرا اپنے ناموس کو دیکھ کہ اب مین انکو کس رسوائی سے قتل کرتی ہون ارے تو نے تو تمام زمانہ کے ساحرون کو مارا ہی اب اپنی زبردستی اور شیر دلی دکھانے کو چاہ الماس مین گھس آیا ہی یہان بھی آکے

نرگس بنا دو اور سرامہ جادو کو مارا اب دیکھ کہ میں بھی تجھے اس طرح ایذا دیکر اور تکلیف پہونچا کے ماروں کہ تجکو
معلوم ہو کہ یوں کسی کا دل دکھاتے ہیں کسی کو اسطرح ستاتے ہیں یہ کہکے اُسی باغ میں سب ناموس کو چھوڑ کر
پھر چلی گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ گردیہ بانو ملکہ فیروزہ ملکہ جوہر گہر تاجدار ملکہ گیتی افروز ملکہ مہر افروز
ملکہ گوہر ملک ملکہ قمر چہر ملکہ خورشید خاوری ملکہ رابعہ اطلس پوش ملکہ طور بانو ملکہ ظہور بانو ملکہ ہیمنہ بانو
وغیرہ سب خواتین صاحبقرانی پا برہنہ با سر عریان اشک ریزاں کھڑی ہیں اپنے آقا و مولا و ارشد و والی
کو دیکھکر پکارتی ہیں کہ ای شہریار مرحبا صد مرحبا آدمی جو کچھ کرتا ہی اپنے ناموس کے واسطے کرتا ہی آپ نے اپنے
ناموس کی خوب خبر لی دیکھیے ہم اس حال کو پہونچے اور ہماری بیعزتی ہوئی امیر حمزہ صاحبقران اس بیان پر
ناموس کے رو دیے اور جواب دیا کہ صاحبو میں کیا کروں سیر کیا اختیار رہا اور فرمایا کہ ای خورشید خاوری
اور ای گیتی افروز تم مدت سے شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے جمال جہان آرا کے دیکھنے کی مشتاق تھیں
لو ملک قاسم کو دیکھو پیار کر و گلے سے لگاؤ جس دم یہ اُس سیار باغ جنان کا جواب دہی تھیں ملکہ خورشید
نے جو دیکھا تو دوڑ کر سر شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کا اٹھا لیا سینے سے لگا لیا اور چلائی کہ ای نونہال
ریاض مادر و ای چشم و چراغ پدر بارہ برس بعد ماں کو خوب شاد کیا خوب ہمارے ویرانے کو آباد کیا او ای
فرزند ارجمند یہ تو کہو مرتے وقت ماں کو بھی یاد کیا تھا کچھ وصیت بھی کی تھی یا ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کر گئے
بیٹا اب یہ مادر ناشاد بغیر تیرے کیونکر زندگانی بسر کریگی تیرے صدمہ و الم میں گھٹ گھٹ کے مریگی بیٹا یہ تو
بتا گیتی افروز کا رنڈاپا کیونکر کٹیگا یہ مصیبت و غم کا پہاڑ دل پر سے کسطرح ہٹیگا اتنے میں ملکہ گیتی افروز نے
دوڑ کر سر ہاتھ سے ملکہ خورشید خاوری کے لے لیا اور عرض کیا ماں جان آپ بہت پیار کر چکیں اب مجھے
عنایت کیجیے یہ سر میرے افسر کا ہی اور سر کو لیکر منہ سے منہ ملنا شروع کیا اور پکاری کہ ای شہریار فلک اقتدار
آپ دنیا سے سدھارے ہم خاک میں ملنے کو رہ گئے اب ہم کسکے ہوکے رہیں آپ کچھ ہمارے باب میں
نہ کہہ گئے اب فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہی گلیوں میں سر پر خاک اُڑاتی پھروں یا آپ کی قبر پر بیٹھ کے زندگی بسر
کر دوں اُدھر رابعہ اطلس پوش پکار رہی تھی کہ بیٹا ہمیں امید تھی کہ اس پیرانہ سالی میں تم ہماری مٹی عزیز
کروگے ہمکو قبر میں گاڑوگے مگر قضا نے اور ہی رنگ دکھایا کہ تمہارا کٹا ہوا سر ہمارے سامنے آیا ہائے کیا کریں
عجب کشمکش جان میں ہیں کہ اس صدمہ سے موت بھی نہیں آتی نہ مرتی ہیں الحاصل جتنی بیبیاں تھیں سب کی سب رو رہی تھیں
ناگاہ اُس نگار تہ پرتیبال جادو نے کہا کہ کیوں حمزہ اپنے کنبے کو دل بھر کے دیکھ چکا یا نہیں خیر اب انکا
جلنا مرنا بھی دیکھ لے تجکو بھی تو معلوم ہو کہ اپنے عزیزوں کے مرنے کا صدمہ ایسا ہوتا ہی سرامہ جادو کو مار کر
تو بہت خوش ہوا تھا خیر اب انکے قتل کرنے کا لطف دیکھ یہ کہکر ایک منقل آتشین لا کر اُسپر کچھ اسم سحر پڑھ کر کے پھونکا
کہ شعلہ آتشین اُسمیں سے نکلے بلند ہوے اور جو شعلہ جسپر پڑا اُسکو جلا کے خاکستر کر دیا وہ عورتیں چلاتی تھیں
کہ الامان الامان یا مستغیثاہ یارباہ کی آوازیں آسمان تک جاتی تھیں اور کبھی کہتی تھیں کہ یا صاحبقران زمانہ
خوب آپ جاد الماس کے فتح کرنے کو آئے آپ نے خوب خوب کار نمایاں کیے واہ واہ سبحان اللہ صاحبقران
ناچار و مجبور بیکسی و بیبسی کے عالم میں نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں چاہتے ہیں
کہ اپنے کو خنجر مار لوں مگر ہاتھ پاؤں ہل سکتے نہیں یا تے خنجر کھینچا نہیں جاتا عمرو سے کہا خواجہ کیا کروں اسوقت میں
اپنے میں تلوار کھینچنے کی بھی طاقت نہیں پاتا شعر ناتوانی سے جنبوں میں سرا یہ حال ہی [illegible]

اور سر اٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ یا الٰہی جلد عزرائیل کو حکم کر کہ میری روح قبض کرے ای قادر مطلق
اب جلد مجھے موت دے کہ ان صدمات کا متحمل نہین ہون یا ان مصیبتون اور بلاؤن کو برطرف کر اور مجھکو تعجب ہے
کہ مین بھی عجب سخت جان ہون کہ ایسی ایسی مصیبتین اور ذلتین اٹھاتا ہون اور دم نہین نکلتا بوتیسال جادو
سر کھولے ہوئے اسم سحر پڑھ پڑھ کے دم کر رہی ہی یہان تک کہ سب عورتین جلکر خاک ہو گئین بوتیسال بولی کہ
حمزہ اب مین تجھے بھی جلاتی ہون صاحبقران پکارے ای بوتیسال جادوگر واسطے اپنے دین و مذہب کا جلد
خاک سیاہ کر دے کہ مجھ پر ایک ایک دم زیر دم شمشیر گذرتا ہی مین خود چاہتا ہون کہ میرا خاتمہ ہو جاوے
ای بوتیسال جادو نظم ہم ایک دم بھی زیست سے یار مین دشوار ہے + آمد و رفت نفس گویا چھری کی دھار ہے
سہل ہی دل سے بھلا دون سارے عالم کو مگر + یاد انکی بھولجاؤن یہ بہت دشوار ہے + بوتیسال جب اُن سب عورتون کو بزور
سحر جلا چکی تو وہی مشعل آتشین لیے ہوئے صاحبقران کے پاس آئی اور اُسی طرح سے اسم سحر پڑھ پڑھ کے پھونکنا
شروع کیا شعلے آگ کے بلند ہوکے گرنے لگے اُس لکاتہ نے ایک مرتبہ عمرو کی طرف اشارہ کیا کہ وہ شعلے آگ
کے عمرو کو لپیٹ گئے ہر چند عمرو چیخا چلایا مگر اُس مردار نے کچھ نہ سُنا اور اُسے جلا کے خاک سیاہ کر دیا پھر یونہین کرب
و مقبل اور ابو الہول دیوانہ اور یہودا سے لنگی کو جلایا بعد اُسکے چاہا کہ صاحبقران عالیشان کو بھی جلا کے
خاک سیاہ کر دے کہ سامنے سے ایک شخص قوم اجنہ سے دکھائی دیا کہ اُسکی تین آنکھین تھین اور گردن ناپید تھی کہ
دونون شانون پر سر لگا ہوا ریکھا معلوم ہوتا تھا اُسنے آتے ہی بوتیسال جادوگر کو سلام کیا یہ دعا دی کہ آپکو
خداوند ساحری وجمشید سلامت رکھے اب خاندان سحر و ساحری آپ ہی کے دم سے آباد ہی اور نادیدہ خداے
آسمانی کے بندون کو خداوند ساحری غارت کرے کہ انھون نے بڑے بڑے شہر جادوگرون کے تباہ
و برباد کر دیے کوئی جگہ ساحرون کی باقی نہ رکھی یہ خداپرست بھی عجب بلاے بے درمان اور آفت جان ہین بوتیسال نے
کہا ای ادلوس جنی شکر ہی خداوند ساحری و جمشید کا کہ سب خداپرست غارت ہو گئے فقط اب ایک حمزہ باقی ہی
اُسے بھی جلاے دیتی ہون اور ای ادلوس آج تو ادھر کہان نکل آیا اُسنے جواب دیا مین نے سنا ہی کہ اب خداپرست
چاہ الماس پر گئے ہین مجکو بادجان نے خبر کے لیے بھیجا تھا کہ جاکر دیکھ تو اب ایک ہی تو گھر رہگیا ہی حمزہ وہان بھی گیا
ہوا ہی خداوند ساحری آپکو سلامت رکھے کیا خوشخبری آپ نے سنائی مگر یہ کیسے حمزہ کا عیار عمرو بن امیہ ضمری
بھی یہان آیا تھا یا نہین بلکہ قاتل ساحران تو وہی ہی حمزہ کا تو فقط نام ہی نام ہی اگر وہ گرفتار ہو گیا تو بیشک خداپرست غارت
و برباد ہو گئے اور اگر وہ دزد بایک گردن لک لک یا گرفتار نہین ہوا اور حمزہ مع تمام اپنی فوج و لشکر کے گرفتار ہو گیا
تو کچھ نہین ہوا پھر حمزہ کو گرفتار نہ سمجھنا چاہیے بارہا ایسا ہوا ہی کہ اگر حمزہ گرفتار ہو گیا ہی تو یہ فوراً اُسے چھڑا لایا ہی
ایک اُسکا گرفتار کرنا سارے خداپرستون کو شکست دینا ہی بوتیسال جادو نے جواب دیا کہ ای ادلوس مین کیا ایسی
بیوقوف تھی کہ حمزہ کو گرفتار کر لیتی اُس دزد بایک گردن لک لک یا ساربان زادے کو چھوڑ دیتی مین نے پہلے اُسی کا
کام تمام کیا پیشتر اُسی کا قصہ چکا دیا وہ جلا ہوا پڑا ہی وہ خاک کا ڈھیر اُسی کا ہی ادلوس بولا کہ اب کچھ اندیشہ نہین
خداوند سامری و جمشید نے فضل کیا ساحرون کے خاندان کا نام رکھ لیا اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ خداپرستون کی
شکست ہو گئی آپکی فتح ہو گئی اب نادیدہ خداے آسمانی کے بندون کا کہین نام و نشان تک نہ رہیگا
ایک حمزہ کا دم باقی ہی اُسکا بھی استیصال ہو جائیگا بوتیسال بولی اُسکے استیصال مین کیا دیر ہی مین اُسے بھی
جلاے دیتی ہون ادلوس نے جواب دیا ای ملکہ اگر آپ نے حمزہ کو یون جلا دیا تو کیا لطف ہی اسے جلا کے مار ڈالیے

تو البتہ کچھ مزہ ہی اُسکے کہا وہ کیونکر اسے کسطرح جلا جلا کے مارون اولوس نے بیان کیا کہ میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی
کہ اسنے پہلے صحبت عیش و نشاط اور بزم رقص و سرور آراستہ کیجیے رات بھر شراب پیجیے دُرد اسپر پھینکیے کباب کھائیے
ہڈیان اسپر ماریے پہلے یون جلائیے پھر اسکے گوشت کے کباب کرکے تناول فرمائیے اور کباب بھی اسطرح
کھائیے کہ ایک ایک بوٹی کاٹ کے کباب کرتی جائیے اور زخم پر اسکے نمک مرچ چھڑکتی جائیے تاکہ یہ تڑپے
اور مزہ جادوگردون کے قتل کرنے کا پائے لوتیسال جادو یہ سُنکے بہت خوش ہوئی بولی ای اولوس معلوم ہوا
تو اس سے بہت جلا ہوا ہی اولوس نے جواب دیا کہ مین اس سے کیونکر نہ جلا ہوا ہون میرا تو طلسم اسکے
پوتے نے برباد کیا ہی مین تو اسکے خون کا پیاسا ہون مگر مجبور تھا کوئی بس نہ چلتا تھا اپنے دل ہی دل مین جلتا تھا
خداوند ساحری جمشید آپ کو سلامت رکھین آج آپ نے اسکی گرفتاری کی خبر مجکو سُنائی تو آپ کی بدولت
میرے کلیجے کے بھی پھپھولے پھوٹینگے دل کی حسرت نکلیگی لوتیسال جادو نے کہا اچھا اُسے جا کر درخت سے
کھول لا اولوس نے آکر امیر کو کھولا اور کہا چل یہان سے دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور
تیرے یاد کرنے پر کیا موقوف ہی زمانے بھر مین شہرہ ہو جائیگا کہ اولوس نے حمزہ کو کسطرح مارا ہی صاحبقران
حیران اسکی صورت دیکھ دیکھ کے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ یا تو اولوس ہمارا بڑا دوست اور خیرخواہ
تھا یا آج ایسا دشمن جانی ہو گیا کیا باعث ہی پھر دل مین خیال گذرا کہ ای حمزہ اولوس نہایت عقلمند ہی کچھ نہ کچھ
مصلحت جان کے یہ اس سے ملگیا ہوگا آگے لعل جادو کو بھی اسنے اور مشکل خان نے ملکے مارا تھا اب بھی شاید ایسا ہی
کرے مگر ای صاحبقران اب کچھ مزہ زندگی کا نہین ہی جب سب ساتھی مارے جا چکے اور ایک تنہا بچے تو کیا ایسی
بیمزگی کی زندگی سے تو مرجانا ہی بہتر ہی غرض اولوس صاحبقران عالیشان کو لوتیسال جادو کے سامنے کھینچتا
لایا وہ لکاتہ لعین کہ غرور نشہ خودی مین چور بارہ دری مین آئی مسند پہ بیٹھی حکم کیا کہ صحبت ناچ رنگ کی آراستہ ہو
فوراً طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوے ناچ ہونے لگا حمزہ صاحبقران کو ایک ستون مین باندھ دیا اور
سنے کہا وہ شراب دوگزک رکھی ہی اُٹھا لا اولوس نے جلدی جا کر شراب کی گلابیان گزک کی قابین لا کے
حاضر کین دورۂ جام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا یہ قطامہ شراب پینے اور ناچ دیکھنے مین مصروف ہوئی جب
دو چار دور ہو چکے اولوس نے سب کی آنکھ بچا کے اُس شراب مین تھوڑی سی داروے بیہوشی ملا دی اور
لوتیسال کو دی شراب بیہوشی آغشتہ پلانے لگا اور ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا تھا کہ کیون ای حمزہ تو نے
تو بڑا غضب کیا کہ تمام عالم کے ساحرون کو مٹا دیا کیا یہ دن تجھے یاد نہ تھا لیکن ای حمزہ یہان تو کیا سمجھ کے آیا
یہ نہ جانا کہ یہان شہنشاہ جادوگران رہتی ہی یہان کچھ تیری دال نہ گلیگی کچھ بس نہ چلیگا اب تو اسطرح مارا جائیگا
کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا نوحہ کرینگے امیر یا تو قہر یا تین سن رہے ہین کچھ جواب نہین دیتے
اولوس صاحبقران کو بُرا بھلا کہتا جاتا ہی اور لوتیسال جادو کو شراب بیہوشی آغشتہ پلائے جاتا ہی یہان تک کہ
اُس چڑیل کو خوب نشہ ہوا اور سر اُسکا پھرنے لگا یہ تو ایک لکاتہ ہی پہچانا کہ اولوس نے مجھے بیہوشی دی پکار کے
کہا او نمک حرام دغاباز اولوس معلوم ہوا کہ تو حمزہ کا دوست ہی یہ سب باتین تیری دکھانے کی تھین تو نے مجکو
شراب مین بیہوشی ملا کے پلائی مین نے پہچانا موے خیر تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا پہلے تجھی کو مارونگی
پھر حمزہ کو قتل کرونگی یہ کہکے اسباب سحر کا اُٹھایا کہ سحر کرے اولوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا راز افشا ہو گیا
اب تو بھی مارا جائیگا حمزہ بھی قتل ہوگا اُسوقت اور کچھ تو بن نہ پڑا ایک سل کونڈی سومن کی سامنے پڑی ہوئی تھی

بعجلت تمام اُسے اُٹھاکے چرخ دیکر جو مارتا ہی تو وہ سل پوتیسال کے سینے پر جاکے پڑی کہ وہ چت گر گئی بس اولوس
دوڑ کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور گلا گھونٹنا شروع کیا کہ دم اُس لکاتہ کا سبز کی راہ سے نکلگیا پھر اُسکے خاک
اُڑانے لگے شور و غل مچانے لگے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا پانی برسنے لگا آگ کے شعلے چمکنے لگے دھوان اُٹھا
پھر بجز کامل قیامت بپا رہی درخت باغ کے اُڑ اُڑ کے آسمان پر گئے تمام عمارت کرچیان ہو کے اُڑ گئی بعد
اُسکے جب روشنی ہوئی صاف سا میدان دکھائی دیا صاحبقران چھوٹ گئے بدن مین بھی طاقت آگئی اولوس
دوڑ کے صاحبقران گیتی ستان کے قدمون پر گر پڑا عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ اُسوقت جو کلمات لاطائل مین
بمصلحت خدمت فیضدرجت مین آپ کی عرض کیے تھے برائے خدا معاف فرمائیے گا اور کسیطرح کا خیال اپنے
دل مین نہ لائیے گا ای امیر با توقیر سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر پیش نہ جاتی پوتیسال جادو علامہ ایک حرافہ
تھی کبھی میرے دام فریب مین نہ آتی اسپر بھی آپ نے دیکھا یہ لکا نہ پہچان گئی تھی آپ بھی مارے پڑے تھے
میری بھی جان گئی تھی مگر کچھ فضل و کرم خدائے ذوالکرم کا تھا کہ آپ کے اقبال سے مین نے اُسے مارا امیر نے
فرمایا سچ تو یہ ہی کہ تو نے عجب کار نمایان کیا کہ ایسی حرافہ کو مارا لیکن ای اولوس تمام گھر اور ناموس میرا اُگیا
تمام عزیز و رفیق کام آئے عمرو مین امیہ ضمری میرا بچپنے کا دوست تھا ہر وقت سائے کی طرح میرے ساتھ رہتا تھا
میرے واسطے بڑی بڑی مصیبتین اُٹھاتا تھا سختیان سہتا تھا اُسنے بڑی بڑی عیاریان کین بعض مقامات پر نہایت
طرار یان کین مین نے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسکی عیاری سے مارا بڑے بڑے سرکشون کو اُسکی چالاکی و
بیباکی سے زیر کیا بہت سے دشوار گذار مقامات پر وہ پہونچا مجھے اپنے ساتھ لیجاکے دشمن کو سر کرایا اب
ایسا عیار مجھے کہان ممکن ہوگا علاوہ اسکے مقبل سا وفادار کرب سا غازی یہ کیسے میرے دوست مجھپر
جان نثار کرنے والے تھے ہر جگہ میرے عوض مین لڑنے مرنے والے تھے جب ایسے ایسے احباب میری آنکھون
سامنے پردۂ دنیا سے اُٹھ گئے تو پھر اب ہم کسکے سہارے اور بھروسے پر اپنی زندگی مناتین اب بعد

ایسے ایسے احباب جان نثار وفادار کے زندگی بیکار ہی مسدس

سب مر گئے فقط مین اگر اب جیا تو کیا
سب تھے یہان مین بے تکلف کیا تو کیا
گوشے مین بیٹھ کے کہین مر جائیگا امیر
ہان دل کو طفل اشک سے بہلائیگا امیر
صحرا پسند تارک گلگشت باغ ہین
روشن ہی قفس دل کہ بہشت چراغ ہین

پیاسون کے بعد سرد جو پانی پیا تو کیا
آئی ہین یاد صحبتین ویرانہ دیکھکے
جب دوست یاد آئینگے گھبرائیگا امیر
لطف حیات کثرت ایذا سے اٹھگئے
دست مراد مین بہ مئے غم کے ایاغ ہین
غم ایک دوست کا تو نہین جسکو روئیے

وہ دھوپ مین ہون سایہ مین گر دم لیا تو کیا
رکھتا ہی دم بہ شوکت شاہانہ دیکھکے
کیا انکے اقربا سے نہ شرمائیگا امیر
جو پاس بیٹھتے تھے وہ دنیا سے اٹھگئے
سینہ چمن ہی لالہ عذارون کے داغ ہین
کس کسکو یاد کیجیے کس کسکو روئیے

اولوس نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار آپ اس بات سے خاطر جمع رکھیے ابھی تک کوئی عزیز
اور کوئی رفیق آپ کا جان بحق تسلیم نہین ہوا ہی سب بعنایت خدا سے زندہ و سلامت ہین آپ اپنے دل مین کسی
بات کا خیال بھی نہ لائین اسکا کیا ذکر ہی اب تک کسی کا رونگٹا تک نہین میلا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ
اولوس جی تو یہ کیا کہ رہا ہی مین نے ابھی سب خواتین اور عمرو وغیرہ کو اپنی آنکھ سے جلتے دیکھا ہی اور تو کہتا ہی
آپ خاطر جمع رکھین سب زندہ و سلامت ہین بھلا ایسا بھی سحر ہوتا ہی کہ کسی کے سامنے اُسکے ناموس یا کسی عزیز
کو جلا کے خاک سیاہ کر دے اور پھر وہ زندہ رہے اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران پہلے آپ یہ تو تصور فرمائین

کہ آپ کے ناموس کجا یہ لکاشہ کجا یہاں سے قلعہ ذوالامان منزلوں دور ہے مہینوں کی راہ ہے یہ غلامہ کیونکر آتا جاتا
وہاں گئی اور خواتین معظمہ کو اسیر کر لائی کہیں قیاس میں بھی آتا ہے پیر و مرشد یہ ندیگی تو اتنا جلد نہ آسکے جا سکا اس
لکاشہ نے آپ کے رنج دینے کو یہ شعبدہ برپا کیا تھا کچھ لوگون کو بزور سحر متشکل بشکل خواتین کر دیا تھا صاحبقران نے
فرمایا کہ اچھا اے اولوس یہ تو مسلم ہے کہ وہ قلعہ ذوالامان سے اتنا جلد ناموس کو کہاں لا سکتی تھی بزور سحر کہیں شکلیں بنا
جلا دین مگر یہ تو کہو کہ عمرو و مقبل و ابوالہول و کرب و بہودا یہ تو سب کے سب میرے ہمراہ اور میرے ساتھ
گرفتار رہے تھے انھیں جو اسنے جلا دیا تو اسمین تو کوئی شعبدہ نہیں کیا اسنے عرض کیا پیر و مرشد یہ بھی سب شعبدہ تھا
سحر کا کارخانہ تھا اور میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے مصرع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے تھوڑی دیر میں انشاء اللہ
آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا میرا کہنا ٹھیک سچ نکلا جائیگا ابھی صاحبقران اور اولوس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں
کہ ایک طرف سے عمرو بن امیہ ضمری اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ اور بہودا زنگی
دکھائی دیئے اولوس نے صاحبقران سے عرض کیا پیر و مرشد جو مین عرض کر رہا تھا وہی ہوا دیکھیے وہ سب
صاحب صحیح و سلامت چلے آتے ہیں تھے سحر جنا انہیں مین نے پتا لگا دیا تھا آخر کو وہی سچ ہوا جو عرض کیا تھا امیر
نے ارشاد کیا ہاں بھئی تم سچ کہتے تھے اس سحر کے بھی عجیب کارخانے ہیں کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آتے یہ کہکے خوشی
خوشی سب کو چھاتی سے لگایا پھر فرمایا اے بھائی اولوس نے بوقیال کو جہنم واصل کیا معرکہ مار لیا عمرو نے عرض
کیا امیر صاحبقران یہ میرا شاگرد رشید ہے کیونکر نہ اسکا استیصال کرتا اس اثنا میں شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بھی مع ہمراہیوں کے شہر کی طرف سے نمودار ہوا اسلام کے امیر کے
قدمون سے لپٹ گیا امیر نے قاسم کو سینے سے لگایا نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ بیٹا اس لکاشہ نے بوقیال جادو نے
غضب کیا تھا کہ سر تمہارا لا کے میرے سامنے ڈال دیا تھا اے لخت جگر و نور بصر قاسم کیا بیان کروں جو اسوقت
میری حالت ہوئی تھی اگر ہاتھ پاؤں قابو میں ہوتے تو بے تامل میں اپنے کو ہلاک کر ڈالتا ملک قاسم نے عرض کیا
کہ اے شہریار مجھکو وہ قطامہ ستیون کے منڈھ کے پاس اٹھا کر اور ایک سر میرے سر سے مشابہ بنا کے طشت میں رکھ کر
لیگئی تھی اولوس حبشی نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو میرے گذارش کرنے کا اعتبار ہوا یا نہیں سحر کے ایسے ہی شعبدے
ہوتے ہیں سب خواتین بھی حضور کی فضل خدا سے صحیح و سلامت ہیں آپ دل میں کچھ فکر و تردد نہ فرمائیے مگر تعجب
یہی کہ حضور دماسہ جادو کے استیصال کے ارادہ سے تشریف لائے اور غلامون کو ذرا بھی اطلاع نہ کی دماسہ جادو
شہنشاہ ساحران افسر جادوگران فن سحر میں شہرہ آفاق ہے قریب میں نہایت مشاق ہے اسکے مقابلے کو تن تنہا
آنا حضور کی فہم و فراست و عقل و دانش سے بہت بعید تھا یہی چاہیئے تھا کہ جتنے ساحر مطیع اسلام تھے ان سب کو لیکر
اپنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب لاتے اکیلے ہرگز نہ آتے اگر غلام اسوقت نہ آتا تو دشمنون کا کام تمام ہو جاتا
کشتی اسلام ڈوب چلی تھی ہم لوگ تباہ ہوئے تھے غلام نے یونہیں اڑتی ہوئی خبر سنی تھی کہ حضور [illegible]
لیگئے ہیں خیال میں گذرا کہ میں بھی شرف ملازمت حاصل کروں لشکر ظفر اثر میں گیا وہاں سنا کہ آپ جادو کے ملک
مین گئے ہین یہان جو آیا آپ کو اسیر بلا پایا دل کو عجب صدمہ ہوا خیر خواجہ سلامت کے تصدق سے عیاری کر کے
وہ بنا پھری اس لکاشہ کو جہنم واصل کیا مگر اب حضور اتنا توقف فرمائیں کہ غلام جا کے تمام ساحران مطیع اسلام
کو جمع کر کے لے آئے پھر آپ دماسہ جادو کے مقابلے کو چلیں صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا اے اولوس
مین اپنے پروردگار کے بھروسے پر یہان آیا ہون سوا اسکی ذات پاک کے اور کسی سے مدد نہین چاہتا ہون

یہ جو کلمے تم کہہ رہے ہو تمھاری محبت و خیرخواہی پر دلالت کرتے ہیں بیشک تم دوست صادق ہو اور جیسے دوست ہوتے ہیں ویسے ہی اپنے دوست پر مرتے ہیں خدا تمھارا بھلا کرے تمنے یہ کیا کم کار نمایاں کیا کہ پوتیسال کو جہنم واصل کرکے تجاوہ و بغا و رسیاہ کو قید سے چھڑایا جو اسباب ہیں اور زیادہ تکلیف دون کہ تمھیں مع فوج و سپاہ استیصال دماسہ جادو کے پیچھے پھرون جب تک اقبال یاور ہے ستارہ اوج پر ہے قضا نہیں آئی ہے تو ایک دماسہ جادو کیا اگر تمام عالم کے ساحرون سے مقابلہ ہو تو کوئی میرا کچھ نہیں بنا سکتا اور جسوقت موت دامنگیر ہوگی تو تمھاری فوج کیا دنیا بھر نہیں روک سکتی ہے جبکہ فتح و شکست اور زندگی و موت اُسی کے ہاتھ ہے تو ہمیشہ کسی کا ساتھ محض اُسکی نصرت و اعانت پر بھروسا کرنا چاہیے اور کسی کو تکلیف دینا چاہیے اُسنے عرض کیا حضور نے تو بجا ارشاد فرماتے ہیں مگر یہ تمام ساحر مطیع اسلام اسی دن کے منتظر تھے کہ جسوقت حضور سے اور ملکہ دماسہ جادو شہنشاہ ساحران سے چاہ المناس میں مقابلہ ہوگا تو ہم جانیں اپنی لڑا دینگے حضور کے قدوم میمنت لزوم پر اپنے سرون کو قربان کرینگے اب جو حضور تنہا اُس لکاتہ بلا سے بے درمان اور آفت جان سے مقابلہ فرمائینگے اور اسم اعظم بھی آپ کا چند روز ہو چکا ہے تو مفت میں بنصیب دشمنان زحمت اُٹھائینگے اور علاوہ اسکے غلامون کے دل کی حسرت نہ نکلیگی دل کی دل ہی میں رہیگی اور دماسہ جادو ایک علامہ دہر آفت روزگار ہے تنہا اُس سے مقابلہ کرنا دشوار ہے اپنے خادمون کو آ لینے دیجیے تو پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران گیتی ستان نے ارشاد فرمایا اے اولوس میں سب کچھ جانتا ہون مگر خیال تو کرو تم کب گئے اور کب لشکر و فوج لیکے میری مدد کو آسکوگے مثل مشہور ہے تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود جب تک تم جاؤگے اور انھیں جمع کرکے اپنے ساتھ لاؤگے یہاں ہزارہا ساحر میری تلاش میں صحرا بصحرا اور کوہ بکوہ پھر رہے ہیں میں اُسی جگہ کیونکر بیٹھ سکونگا نامردی کا الزام مجھپر عائد ہوگا کہ حمزہ صاحبقران چھپکر بیٹھا اور پھر بھی قضا سے نہ چھوٹا اے اولوس میں کبھی کسی حریف سے چھپکر نہیں بیٹھا ہمیشہ کھلے بیکلے لڑا کیا ہون ہر مرتبہ خداوند کریم نے میری مدد کی ہر بلا مجھپر سے رد کی اور ہر مقام پر مظفر و منصور فرمایا میری صاحبقرانی کی عزت کو بچایا اسیطرح میری ہر جگہ مددگار ہے تو دو چار ہاتھ پیر خوف سے ساحرون کے ہرگز پوشیدہ ہو کے نہ بیٹھونگا اولوس نے یہ سنکر اور بیتاب ہو کے عرض کیا کہ اے صاحبقران گیتی ستان خداوند کریم ہمیشہ آپ کو مظفر و منصور کرے اور دشمنون کو آپکے سرنگون و مقہور کرے میں یہ نہیں عرض کرتا کہ حضور سب سے مخفی ہو کے بیٹھیں آپکے دشمن پوشیدہ ہون بلکہ میں یہ گذارش کرتا ہون کہ اپنے کو ساحرون کی نگاہ سے بچائے رکھیے غلام تین روز کا وعدہ کرتا ہے کہ سب ساحران مطیع اسلام کو لیکے حاضر ہو جائیگا انشاء اللہ تعالی اسمین کسی طرح کا فرق نہ آئیگا حضور تین روز تک آپ توقف فرمائیے ابھی اُس سے مقابلہ دماسہ جادو نہ تشریف لیجائیے اگر تین روز میں غلام نہ آئے تو پھر حضور کو اختیار ہے جس طرح ارشاد ہو میدان جنگ و جدال کے لیے تشریف لیجائیے دشمنون کے لہو بہائیے سلطان صاحبقران نے ارشاد کیا کہ بھئی اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہے اور تم اسی بات پر مصر ہو کہ تمھارا کہنا منظور ہو تو خیر ہمیشہ حق میں نافع ہو خیر اب مصر ہو تو جاؤ جہان تک جلد ہو سکیگا انتظار کرونگا اولوس بھی تو سلام کرکے اُدھر روانہ ہوا ادھر صاحبقران والا شان نے عمرو بن امیہ ضمری سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ جب تک اولوس اپنی فوج و سپاہ لیکے آئے ذرا تم جا کے خبر تو لاؤ کہ شہر زمردنگار یہاں سے کتنی دور ہے عمرو نے التماس کیا کہ اے صاحبقران زمان میں آپ سے کتنی مرتبہ عرض کر چکا ہون کہ دنیا میں

ڈرتا ہون اول تو دریا سے دوسرے ساحرون سے تیسرے لقا نابکار سے پھر یہان تو ایک دو ساحرون کا بھلا کیا
ذکر ہی سارا ملک ساحرون کا ہے اور ساحر بھی کون سے جو آجکل ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہین چارون طرف
ہماری تجسس و فکر مین پھر رہے ہین کہ جہان انہین پایئے فوراً گرفتار کر لیجیے پس اگر مین گیا اور کوئی ساحر مجھے
راستے مین ملگیا اُسنے مجھے گرفتار کر لیا تو مین اُسکا کیا بناؤنگا قتل ہونگا یا قید مین پڑے پڑے سڑ جاؤنگا لہذا
مجھے معاف فرمایئے مین اس خدمت سے باز رکھا جاؤن اور علاوہ ازین جو کچھ حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن یہ سنکر
بہودلے زنگی نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اگر حکم عالی پاؤن تو مین جا کے خبر لاؤن اسلیے کہ خواجہ صاحب
تو ساحرون سے خائف ہین اور یہان کی راہ سے بھی بالکل نابلد اور ناواقف ہین اور مین تو تین برس سے
یہان حاضر ہون اکثر راستون سے بھی ماہر ہون مین جا کے دریافت کر آؤنگا جیسا کچھ ہوگا حاضر ہو کے عرض کرونگا
صاحبقران نے فرمایا اچھا تمہین جاؤ دریافت کرو بہودلے زنگی حکم پاتے ہی روانہ ہوا بعد دو گھڑی
کے پھر آیا عرض کیا پیر و مرشد شہر زمرد نگار تو اب یہان سے بہت قریب ہے مین تھوڑی دور گیا تھا
کہ اسواد شہر زمرد نگار معلوم ہونے لگا فرمایا کہ اچھا ای بہودلے زنگی ہم ادلوس جنی کا انتظار کر رہے ہین
تم جب تک چاہ الماس کے باہر جا کے مرکب ہمارا لے آؤ اشقر دیوزاد اُسکا نام ہے تم اُس سے کہنا کہ ای
اشقر تجھے تیرے آقا امیر حمزہ صاحبقران نے بلایا ہے وہ فوراً میرا نام سنتے ہی تمہارے ساتھ چلا آئیگا
بہودلے نے عرض کیا بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور ہوا کی طرح اُس اسپ وفا شعار صبا رفتار کو آپکے
پاس لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا صاحبقران نے عمرو عیار سے فرمایا کہ ای خواجہ مین تو سیدھا شہر زمرد کو
جاتا مگر ادلوس جنی کے اصرار نے مجبور و ناچار کر دیا خیر دو دن اُسکا انتظار کر لون تو چلون عمرو نے عرض کیا کہ
صاحبقران زمان اب یہان میدان مین بیٹھے رہنا تو مناسب نہین ہے کسی گوشے مین چلکر پوشیدہ ہو بیٹھیے
فرمایا اچھا جہان تمہارا جی چاہے چلے چلو یہ کہکے اُٹھ کھڑے ہوے ایک سمت کو چلے وہان حال ملکہ دامہ جادو کا
سنیے کہ یہ شہر زمرد مین سریر جہانبانی پر بہزار نکبت و پریشانی متمکن ہے اور تمام ساحران خدا ناشناس مثل صورت
تصویر دہشت کردار گرد و اطراف مین اُسکے بیٹھے ہوے ہین ذکر خسرو خسروان شاہ شاہان قبلۂ آفاق
ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا ہو رہا ہے کہ ایک کچھ ساحر دوڑتے ہوے سر و پا برہنہ
مضطرب الحواس مبتلاے رنج و ہراس لاش پوتیسال جادو کا لیے ہوے سامنے دامہ جادو کے آئے اور عرض کیا
کہ سرگروہ خدا پرستان امیر حمزہ صاحبقران نے ملکہ پوتیسال جادو کو مار ڈالا ہم اُسکی لاش لیکے حاضر
ہوے ہین دامہ جادو نے جو لاش پوتیسال جادو کی دیکھی تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور ایک نعرہ کیا کہ
ہاے بہن پوتیسال جادو تم یہ کیا کرگئین ایک بازو تو نرگس جادو کے مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرے بازو کو
تم نے توڑا ہاے یہ کیا ہو گیا میرے گھر پر کیسی آفت آگئی کیا بلا چھا گئی غرض بہت روئی چلائی سر اپنا دیوار پر
دے مارے کہ بیچارے لوگون نے دوڑ کے تھام لیا اور عرض کرنے لگے آپ کیون ہلاک ہوتی ہین کیا بیجا
ناحق روتی ہین جو ہونا تھا وہ ہوا اب اپنے کو ہلاک کرنے اور سر پٹکنے سے کیا ہوتا ہے در حقیقت آپکے
خاندان پر دفعۃً ایسی آفت آگئی کہ بیان نہین ہو سکتی دو ہی چار دن کے عرصے مین گھر بھر مین موت کی جھاڑو
پھر گئی سب کی صفائی ہوگئی پہلے نرگس جادو نے اس سراے فانی کو چھوڑا آپکے بازو کو توڑا پیچھے ملکہ
سرامہ جادو کے مرنے نے تو قیامت بپا کر دی چراغ خاندان کا بجھا دیا شہر زمرد سونا ہو گیا

چھا گیا سب کے دلوں کو غم دونا ہو گیا زندگی کا لطف جاتا رہا آفتاب شہر زمرد کا غروب ہو گیا زمانہ تیرہ و تار
نظر آنے لگا اب ان کے مرنے نے اور بھی غضب کر دیا اگر آپ اپنے کو جو ہلاک کیے ڈالتی ہیں اس سے کیا فائدہ
ہی پہلے ان دشمنوں کو پیچھے جنکے ہاتھ سے یہ سب آفتیں آئی ہیں پھر جو چاہیے وہ کیجیے گا اگر آپ ہی ہلاک ہو گئیں
تو دشمن خوش ہونگے ہم سب آپ کے دم سے علاقہ رکھتے ہیں اگر آپ نہ ہوئیں تو ہم سب مثل مور و ملخ کے پیسکر
مار ڈالے جائینگے دمامہ جادو نے کہا بوتیسال جادو تو مجھ سے کسی طرح کم نہ تھی حمزہ نے اسکو کیونکر مار ڈالا نرگس جادو
اور سیرامہ جادو پر تو گمان ہوتا ہے یہ سازش سے قتل کی گئیں لیکن بوتیسال جادو کے قتل ہو جانے کا بڑا تعجب ہے
ایسا تو وہ ایسی نہ تھی کہ کسی کے دم میں آ جائے اور کسی کی عیاری و مکاری سے چوٹ کھا جائے دوسرے
اسم اعظم حمزہ کا ہنسی ہی پھر گیا ہوا کون سی افتاد پڑی مصرع کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا ہے اسکی ساقی والی ان
نے جواب دیا اے ملکۂ عالم بلائیں تمہاری بلکہ بوتیسال جادو نے تو حمزہ کے استیصال میں کچھ فرق نہ کیا تھا
اُس سے عیار سمیت ... کو پکڑ لیا تھا اور چاہا کہ اچھی طرح سزا دے سب موؤں کو جلا دے مگر بیٹا مقبل خان
کا ادلوس جنی آیا اُس موذی کا ٹے لے پھر ایسی باتیں خوشامد کی کیں کہ حمزہ کو قتل نہ ہونے دیا صحبت عیش و نشاط
کی آراستہ کرائی اُسمیں ملکہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی جب ملکہ کو معلوم ہو گیا کہ اسنے مجھے بیہوشی دی پکاری
ادلوس میں نے تجھے بچایا تاکہ تو دشمن حمزہ کا ہے اور مجھے تو نے شراب بیہوشی آلود پلائی ہے خیر تو میرے ہاتھ سے
بچکے کہاں جائیگا اپنے کیے کی خوب سزا پائیگا پہلے تجھی کو مارونگی پھر حمزہ کا سر تن سے اتارونگی بس اتنی بات منہ
سے ملکہ کے نکلی تھی کہ ایک بڑی سی سل آسمان سے ... نے اُٹھا کر ماری ... بلکہ بوتیسال جادو کے پڑی سر کے
ہزار ٹکڑے ہو گئے دریا لہو کا بہنے لگا اُنکا تڑپنا جو ہم سب نے دیکھا نہ گیا ہم سب وڈرے بیہوش ہو ہو کر گرے اُسنے
جتنی جادوگرنیاں تھیں ایک کو زندہ نہ چھوڑا سب کا رشتۂ حیات توڑا ہماری قضا نہ تھی بچ گئے جب ہم ہوش میں آئے
تو ملکہ کو مردہ پایا لاش اُنکی آپ کی خدمت میں لا حاضر کی دمامہ نے کہا یہ کون وہ شقی آیا اور اُسنے بہن کو میری
مارا ہے تو سمجھی کہ اُس ناہنجار سے اپنی بہن کے خون کا عوض نہ لیا ہو اُسکے گھر بھر کو تحس نحس نہ کیا ہو ذرا
پہلے امیر حمزہ صاحبقران کو مار لوں تو مقبل خان سے سمجھوں اور حکم دیا کہ جلدی ارتھی بناؤ لاش بہن کی اُٹھاؤ اُسی وقت
چوب صندل کی ارتھی بنائی گئی تمامی سے تمام منڈھی گئی کچھ بیچ کی ٹٹیاں اُسپر لگائی گئیں چاروں کونوں پر پھر کے
چاندی کے کلس نصب کیے گئے اسادری کی جھنڈیاں کھڑی کی گئیں اُس لکانہ کی لاش کو رکھکے پہلے ارتھی کے آگے
پیچھے لوگ ناقوس پھونکتے ہوے گھنٹیاں بجاتے ہوے کچھ تعریف سامری و جمشید کی کرتے ہوے بیٹھے باجے بجاتے ہوے
پیچھے پیچھے دمامہ جادو سر و پا برہنہ روتی پیٹتی ہوئی چلاتی چلی جاتی تھی کہ اے بہن بوتیسال جادو اگر میں زندہ ہوں تو
تمہارا ان خدا پرستوں سے لونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اگر انمیں سے کوئی بھی زندہ رہ گیا تو میں نے اپنا نام دمامہ
نہ رکھا ہوگا نام لیوا اور پانی دیوا انکا باقی نہ رکھونگی جہاں جہاں یہ موسے ہونگے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے قتل کرونگی
اور میں ایک دن یہ سب کے واسطے یہی ہمیشہ کوئی زندہ نہ رہیگا غرض ایک مقام پر لیجا کے اُسے جلایا پھونکا وہاں سے
پھر کے بارگاہ میں آ کر بیٹھی اتنے میں ملکہ برق جادو لاٹھی ٹیکتی ہوئی آئی دمامہ سے لپٹ گئی کہنے لگی کہ خالہ اماں جو
ہونا تھا وہ ہوا اب آپ زیادہ رنج و غم نہ کریں میں اب اچھی ہو چکی ہوں دو چار دن میں بناؤنگی پھر خدا پرستوں
کو چن چن کے گرفتار کرونگی اور مقبل آکو گوں نے حضور سے بیان لگا کے برا کر دیا اگر آپ نے سنا ہوگا کہ خالہ
بوتیسال جادو کیونکر ماری گئیں خالہ اماں ایک زمانہ حمزہ کے ساتھ ہے میں نے سنا ہے کہ لاکھوں جادوگر حمزہ کے

مطبخ میں اگر وہ آگئے تو پھر حمزہ کا ہاتھ آنا دشوار ہو جائیگا جلدی اُسکی تدبیر کیجیے نہیں تو سوا افسوس و ندامت کے کچھ
نہ ہاتھ آئیگا دمامہ جادو نے برق جادو کو گلے سے لگا لیا کہنے لگی کہ بیٹا سوا تیرے اب کوئی میرا نہیں تو سب کو
رو پیٹ چکی ایک تیرا دم باقی ہے خداوند سامری و جمشید تجھکو زندہ و سلامت رکھیں اس بات سے وقت میں تو نہ کام آئیگا
تو کیا کوئی غیر کام آئیگا مثل مشہور ہے خویش خویش درویش درویش پھر اپنا پیارا ہی ہے اور غیر غیر ہے جو ہیں اپنے کے دل کو لگی ہے
دوسرے کو تھوڑی لگتی ہے مثل مشہور ہے کہ جب پیٹ بیٹھتے ہیں پیٹ کی طرف جھکتے ہیں تو مددگاری نہ کریگی تو کون کریگا
کہیں سامری و جمشید کے فضل و کرم سے تجھ میں جلد طاقت و قوت آجائے تو یہ سب قصہ کچھ طے ہو جائے
اور اب تو جا آرام کر میں آنکھ پھوڑ آئی ہوں پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا [illegible] اختیار [illegible] برق جادو
تو اپنے مقام پر روانہ ہوئی اور دمامہ جادو نے ساحروں سے کہا کہ اسکی خبر لاؤ کہ حمزہ کہاں ہے
کس صحرا کس کوہ میں پنہاں ہے اسوقت صدہا ساحر خبر کے واسطے روانہ ہوئے یہاں امیر کشور گیر نے تین روز تک تو
کوہ و صحرا میں پھر کے بسر کی چوتھے روز فرمایا صاحبو میں انتظار لوگوں کا کرچکا اب شہر زمرد کو جاؤنگا خدا
جو میرے حق میں بہتر جانیگا وہ کریگا عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران پھر آپ [illegible] آپ اتنی جلدی کیوں
کرتے ہیں مدد آجائیگی تو وہاں جانے کا قصد کیجیگا برا ہے خدا کچھ عقل کو دخل دیجیے زیادہ جہالت [illegible]
سے نہ کام لیجیے اُسنے آپکی تشفی خاطر کے واسطے تین روز کا وعدہ کیا تھا [illegible] تو کچھ اُسکا بیان سنے
جانا ہر ایک کو خبر کرنا اور ہر ایک کا لشکر و فوج جمع کرکے لیکے آنا یہ [illegible] ہے ایک ہفتہ تو انتظار کیجیے
بعد اسکے سمجھ لیجیگا صاحبقران گیتی ستان نے ارشاد فرمایا خواجہ میں ساحروں کے بھروسے پر جادو الماس
میں نہیں آیا تھا میں اپنے پروردگار کے بھروسے پر آیا ہوں اب تک خدا نے مجھے کیونکر بچایا اور اس جادو الماس
میں چار نامی جادوگروں کو مارا اگر حیات مستعار میری باقی ہے تو فضل خدا سے بچونگا اور جو قضا آئی ہے تو نہ بچونگا
اب خواجہ مجھکو نامرد نہ بناؤ میں کسی کی نہ مانونگا اور جاؤنگا جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے جسکا جی چاہے
چھپ کے بیٹھے میں بخوشی کہتا ہوں مجھے آپ میری ناراضی و ناخوشی کا خیال نہ کرنا چاہیے عمرو عیار نے التماس کیا
کہ ای امیر آپ تو فقیر ہیں تو کچھ ڈر نہیں کسی کا کچھ خوف و خطر نہیں ہمارا کوئی کیا کریگا جب دیکھیگا کہ کوئی آفت آئی ہے
جھٹ پٹ گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو جائینگے پھر اگر ہزار دن ساحر [illegible] ای صاحبقران [illegible]
اگر آپ اون لوگوں کا انتظار نہیں کرتے ہیں تو آپ کو اختیار ہے [illegible] توقف فرمائیے کہ [illegible]
آپ کے [illegible] اشقر دیوزاد کو لے آئے [illegible] فرمایا [illegible] اُسکا انتظار [illegible]
پیادہ پا یہاں سے چلونگا یہ کہکے فوراً تلوار [illegible] کھڑے ہوگئے [illegible] کہ [illegible] اشقر دیوزاد
اور پانچ اور گھوڑے صبا رفتار [illegible] حاضر ہوا صاحبقران کو سلام کیا اشقر [illegible] سر [illegible]
قدموں سے [illegible] لگا صاحبقران نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا گردن پر ہاتھ پھیرا فرمایا کہ ای اشقر دیوزاد
اور ای [illegible] آج یہ آخری سواری ہماری ہے [illegible] معرکوں میں ساتھ دیا
[illegible] آج [illegible] جادو [illegible] ساحران [illegible]
[illegible]
مرنے جاتے ہیں [illegible] آج [illegible]
[illegible] عرض کیا ای صاحبقران زبان [illegible]

ارشاد فرماتے ہین استقلال کو ہاتھ سے نہ دیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ قادر توانا ہی دمامہ جادو کی کیا حقیقت ہی اگر اُسکا فضل ہوگا دمامہ دم بھر مین غارت ہو جائیگی القصہ صاحبقران نے سبھون سے کہا کہ صاحبو گھوڑون پر سوار ہوا اور جدھر جی چاہے چلے جاؤ مین کسی طرح مزاحم نہین سب نے ہاتھ باندھ باندھ کے عرض کیا اے شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جہان آپ تشریف لیجا ئینگے ہم بھی آپ کے ہمراہ رکاب ہین سوا آپ کے ساتھ کے کہان جا ئینگے اور اگر لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہی تو ہوا کرے غلام کس دن کے لیے ہوتے ہین لڑائی سے کیا ڈرنا ہی اگر آج مرینگے تو کیا اور کل مرینگے تو کیا بہر طور ایک دن مرنا ہی نظم قمر ہین تو ہو نگے نہ کیون نام روشن + شجاعت کی دینگے گواہی ذرہ ذرہ بھرے ہو نگے تیرون سے زرہون کے روزن + کفن پر کفن ہو نگے کرتون کے دامن + سرون پر اگر بجلیان بھی گرینگی پھرینگا نہ منہ جب تلک آنکھین پھرینگی + امیر باتوقیر نے سر جھکا لیا فرمایا اچھا تمھین اختیار ہی یہ کہکے بسم اللہ کر کے اُس اسپ صبا رفتار شبرنگ شکار پر سوار ہوے گھوڑا بھی دلھن بنا ہوا تھا گن گن کے قدم ناز سے اُٹھانے لگا مسدس

تھی یال سے یہ صورت اسپ سیاہ تن
تھا زیر کوہ طور تہ نور کا ہر ن
دندان سا ہوا رہین صنوبر گہر گہر
ڈوبا ہوا تھا جسم صفا مین کمر کمر
چالاک تھا یہ اسپ امیر جہانستان
ہوشور گرد شعلۂ جوالہ ہی دھوان
کیون آہوے ختن نہ سے کیا خطا کرین
اہل تتار نافۂ آہو فدا کرین
بیٹھا کسم وہ سیسہ فہم ہوا اسکو ہاتھ آسے
ہی رشک دل نگار کرے آنکھ ان کو دکھا سکے
چمکا ہوا اس سے توسن بدخو سے آسمان
نقش قدم مین آئینہ کردے آسمان
قربان پاسے رخش صبا گام ہی صبا
روز ازل سے اسکی ہوا خواہ ہی ہوا
اس سے نہین ہی طائر سیماب کو مثال
خاک سم فرس کا اثر پاسکے کیا مجال
ماہ اوس کا شرف یہ ہی پاؤن رکاب ہی
خود غلامی فرس لاچوا سب ہی کر
پھولون جیسے بدھیان پہنے ہوے دلھن
دامان زین اُڑ سے کہ وہ گھوڑا ہوا ہوا
سینے کو تیغون کھانے کی خواہش ہی سپر کی
جب خوبصورتی سے وہ گھوڑا روان ہوا
طبع غنی ہو دست سے جس سے اپنے دامان
سوے فلک زمین سے جو کیا اُڑ گیا
آہو نہ اُس سے آنکھ چرا مین تو کیا کرین
ہر وہ ہرن ہی زر و ریشم جسکے پاؤن مین
اشقر کو اُسکے اوج مراتب سے کیون گرا
پھر پھر کے گرد جانب چرخ کہن گیا
اسکے ہلال نعل مین ابر دو سے آسمان
نازان ہی مہر سپہر فلک سے بچا سب ہی
اسو جہ سے لبشر اسے کہتے ہین باد پا
جب زین اُڑا ہوا سے بہشت برین لگی
ہو کیون نہ بیقرار کہ ہی عاشق جمال
اسکے غبار راہ سے اکسیر گرد ہو
خود اپنے پاؤن دیکھکے اسکو حجاب ہی
اسپ دماغ دیوزاد کی الفت مین کھا ہین
کلغی نفیس زین مرصع بہار تن
کھٹکتے ہی یہ ہما نہین معلوم کیا ہوا
ہر بار پوچھتا تھا ہوا سے کدھر کدھر
گلگون بوے گل نہ کبھی ہمعنان ہوا
کانٹے کرے تو گردہین ہو اسطرح نہان
عقل تھا فرشتہ بنکے وہ رہوار اُڑ گیا
ہو عجب یہ اُسکی رم کو طرارے بھر اگرین
آنکھین لڑا سے شیر ستہ تیغون کی چھاؤن مین
کیونکر یہ راہوار ہما پہ شرف نہ پاسکے
سچ ہی ہما اُسی کے تصدق مین ہٹ گیا
ہی دیوزاد قوت بازو سے آسمان
اسکا سوار دین کا ایک آفتاب ہی
ہی باغ امتحان مین یہ جھونکا نسیم کا
مضمون یہ وہ ہی جسکو ہوا تک نہین لگی
کرتا ہی جست دیکھکے اشقر کی چال ڈھال
زرین تمام دامن دشت سبز ہو
ہر پر مین جو نقوش سے ایک آب و تاب ہی
پر آشفتہ خدا اسکے پرون پہ لگا سے ہین

غرض گھوڑی دور گئے ہونگے کہ سامنے سے شہر زمرد دکھائی دیا عمرو نے دوڑ کے باگ پکڑ لی کہ بس اے صاحبقران اپنا کہنا کر چکے وہ سامنے شہر زمرد معلوم ہوتا ہی اب آگے نہ بڑھیے یہین ٹھہریے کہ یہان درخت بھی سایہ دار ہی اور میدان بھی لڑائی کا خوب ہی شہر کے اندر جانے کا ارادہ نہ کیجیے جان بوجھ کے اپنی جان نہ دیجیے اگر آپ جان نثار کا کہنا نہین کرتے تو ساتھ والون پر ترس کھائیے اب آگے نہ جائیے غرض بہزار جد و کد صاحبقران

وہاں ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ذرا جاکے اندرون شہر کی خبر لاؤ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر اگر میرا قتل ہی کرانا منظور ہی تو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہاں کاہے کو بھیجتے ہین صاحبقران یہ سُنکے خاموش ہو رہے لیکن دمامہ نے جن ساحرون کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہان آنکلے جہان صاحبقران مع قاسم و عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار و کرب غازی و ابوالہول دیوانہ و یہودا سے زنگی کے درختون کے سایہ مین کھڑے تھے اُن ساحرون نے دیکھکے آپس مین کہا یہ کیا امر ہی کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے سے ملکہ دمامہ جادو سے لڑنے آیا ہی دوسرے نے کہا کہ حمزہ بڑا جبری اور بہادر ہی اُسے فوج و سپاہ کی کیا ضرورت ہی تیسرے نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ حمزہ روز اول سے تن تنہا چاہ الماس مین آیا ہی چوتھا بولا کہ میان اُسے کچھ تو بھروسا ہوگا جب تو یہ اس طرح آیا ہی پانچوین نے جواب دیا ہمین ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم جاکے ملکہ دمامہ جادو کو خبر پہونچا دینگے کہ حمزہ فلان مقام پر تین آدمیون سے کھڑا ہوا ہی بس وہ جانے یہ جانے ہمکو نبرد اہین ہمین ان باتون سے کیا کام ہی غرضکہ آپس مین یہ صلاح کرکے خدمت دمامہ جادو مین آئے بعد آداب عرض کیا کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے کی جمعیت سے دروازۂ شہرپناہ ملک زمرد سے سات کوس پر درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی دمامہ جادو نے کہا موئے دیوانے ہوگئے ہو حمزہ میرے ڈر کے مارے کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوگا یا یون فتح میدان مین کھڑا ہوگا اُنھون نے کہا پیر و مرشد اگر اسمین فرق نکلے آپ کو اختیار ہی جو چاہے کیجیے جو چور کی سزا وہ ہماری سزا دمامہ جادو نے تمام ساحرون کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ گردش فلکی ہی کہ دو چار آدمی مجھ ایسے بلائے بے درمان آفت جان شہنشاہ ساحران سے مقابلے کو آتے ہین مجکو خیال تھا کہ اگر تمام عالم جمع ہو تو زبان ہلا دینے مین سب کا کام تمام کرون خیر ایسا بھی ہوتا ہی اور مین تو حمزہ کو کب کا قتل کر چکی تھی مگر وہ میری قید سے چھوٹ کے بچ گیا اور مین نے نادانی کی نہین تو جیسے اُسے گرفتار کیا تھا جبہی مار ڈالتی ہون غرض کیا کہ خیر جب وہ چھوٹ گیا تو چھوٹ گیا مگر اب کہان بچ کے جائیگا جسے حکم ہو وہ اسیر کر لائے یا سر کاٹ لائے کہا اب تو وہ لڑنے آیا ہی ہمین کل ہین میدان جو کچھ ہوگا سر میدان ہوگا بعد اُسکے دمامہ نے اپنے دونون بیٹون کو جو سالار تھے ایک کا نام ماران فیل گوش شیر صولت اور دوسرے کا نام تیز جادو ہی یہ دونون بلائے بے درمان اور آفت جان ہین سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے ان دونون سے کہا کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکے چلو کل ہم بھی آئینگے ماران فیل گوش نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران غلام کو اس بات کا بڑا تعجب ہی کہ حضور جیسا شخص ان پر لشکرکشی کا ارادہ فرماتی ہین کسی کو بھیجیے وہ جاکے سر کاٹ لائے دمامہ نے کہا ای ماران فیل گوش مثل مشہور ہی کہ لومڑی کے شکار کو جائے تو شیر کا سامان کرے اور میرا نقصان اسمین کیا ہی دیکھون تو حمزہ کی قوت کیا ہی مجھسے لڑنے کو آیا ہی ماران نے عرض کیا کہ ای ملکہ ہم تابع حکم ہین جیسا ارشاد ہوا اُسی وقت بجا لائین یہ کہکر حکم دیا کہ پیش خیمہ باہر شہر کے ایستادہ ہوا اور لشکر بیرون شہر جا کے اُترے اُسی وقت تمام لشکر اسکا مع خیمہ و خرگاہ بیرون شہر روانہ ہوا صاحبقران والا دودمان دیکھ رہے تھے کہ سات سوار در آتش فشان لیے اُنپر سات سو علم نشان سات لاکھ کے نمودار ہوئے ہر ایک علم کا پھریرا سرخ رنگ شعلہ آتشین ہر علم پر سے مین سے نکلتے ہوئے تعریف جمشید و ساحری کی اُنپر لکھی ہوئی اژدہے منہہ سے قلاب آتشین چھوڑتے ہوئے آگے قائم ہوئے ایسا سکے خیمہ شتر قاشہ پہ لدے ہوئے آتے اور جابجا استادہ ہونے لگے اور اس طرح ساحرون کی آمد شروع ہوئی کہ کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر نمودار کوئی فیل آتشین پر بیٹھا ہوا کوئی

کرگدن آتشین پیکر غرض یونہین ہزارہا ساحر آئے اپنے اپنے راوتی ایک ایک تیپ یہ جو پہ قلندری کی سر اپنگے ہین
آخر سب کے بعد اسکے ماران فیل گوش اور تمیمہ جادو کی سواری آئی انکے ہمراہ تمام افسر جادوگرون کے انکے ہمراہ تھے یہ بھی
دونون آکے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے دیکھا کہ شاہزادگان [illegible] دانیال ثانی سلیمان [illegible] حمزہ صاحبقران
گیتی ستان پانچ سوار اور ایک پیادے سے کھڑے ہوئے ہین ماران فیل گوش نے کہا اے تمیمہ جادو حمزہ
کھڑا ہوا ہی آؤ ابھی چلو اسے اسی وقت گرفتار کرلو ان پانچ سات آدمیون کا پکڑ لینا کیا مشکل ہی اور سب کو اسیر و
دستگیر کرکے شہنشاہ ساحران ملکہ دماسہ جادو کے پاس لیچلو وہ کاہے کو تکلیف اٹھائین کیون یہان آئین تمیمہ
نے جواب دیا کہ اے ماران میری عقل مین کسی طرح یہ بات نہین آتی کہ حمزہ تن تنہا ملکہ دماسہ جادو شہنشاہ
ساحران سے لڑنے آیا ہو اسلئے کہ حمزہ کوئی ایسا ویسا حاکم و سردار نہین ہی یہ بہت بڑا بادشاہ ذیجاہ
و ذیشان ہی ہفت اقلیم اسکے تحت فرمان ہی اکثر شہر جادوگرون کے مثل کشمیر کا شہر اور سامرہ کوہ ماروچاہ
شہر صندل ام الجبال عنطلی آباد وغیرہ اسکے قبضے مین ہین سب کو اسنے بزور تیغ آبدار اپنا مطیع و فرمانبردار
کیا ہی اور قطع نظر اسکے عمرو بن امیہ ضمری ایسا عیار مکار و صاحب تزویر و عقل اسکے ساتھ ہی کیونکر حمزہ
شہنشاہ ساحران سے یکہ و تنہا مقابلہ کرنے کو آیا ہوگا مقرر اسکے مددگار اسکے ساتھ ہونگے گو ظاہر نہین ہین پوشیدہ
ہین پس ہم اسکے پاس پہونچا اور کسی آفت مین گرفتار ہوگئے تو پھر بھلا کیا نتیجہ ہوا بہتر یہ ہی کہ لوگون کو خبر کے
واسطے مقرر کرو کہ پہلے وہ جائین اور ٹھیک ٹھیک خبر دریافت کرین کہ انکا کوئی مددگار ہی یا نہین اگر
کوئی مددگار نہین ہی تو پھر کیا باعث ہی کہ اس خاطر جمعی سے ہمارے سامنے [illegible] کھڑے ہین اور اگر کوئی
انکا مددگار ہی تو وہ باتین لڑنے کی کرینگے اور [illegible] نہین ہی تو [illegible] یاس و ہراس کی کرینگے
اے ماران میرے نزدیک تو پہلے دریافت کرلینا [illegible] ملکہ دماسہ جادو نے ہمسے یہ نہین کہا
کہ تم جاتے ہی حمزہ کو پکڑ لینا بہر طور ابھی جلدی کرنی کسی طرح مناسب نہین اور بالفرض یہی ہی تو وہ اب جائینگے
کہان اگر اسوقت نہ گرفتار کیا تو صبح کو [illegible] ماران فیل گوش نے کہا صلاح تمہاری اچھی ہی مین ابھی دماسہ جادو
سے [illegible] حال یہان کا کہلا بھیجتا ہون آگے جیسا وہ حکم دینگی ویسا عمل کیا جائیگا دونون یہ باتین کرتے ہوئے داخل
خیمہ ہوئے اسی وقت دماسہ جادو کو عرضی لکھ کر [illegible] تمیمہ جادو سے کہا کہ ہمیشہ سنا ہی کہ آج کے کام کو
کل پر نہ چھوڑنا چاہیئے [illegible] اسوقت حمزہ تنہا ہی پکڑ لینا اسکا سہل ہی کل اگر
اسکے یار مددگار آگئے تو پھر [illegible] گرفتار کرنا [illegible] دشوار ہو جائیگا [illegible] تمیمہ جادو نے
جواب دیا کہ [illegible] دیکھو وہان سے کیا حکم ہوتا ہی [illegible] کہ دیکھا ایک شتر سوار
[illegible] دماسہ جادو کا جواب انکی عرضی
کا [illegible] ماران فیل گوش [illegible] ماران فیل گوش
[illegible]
[illegible] حمزہ [illegible] گرفتار کرلے اور
[illegible] آجائیگا اور صبح کو
[illegible] ماران [illegible] اور [illegible] دن کو
[illegible] جادوگر [illegible]

خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جب سرگروہ خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان نے ملاحظہ فرمایا کہ فوج ساحرون کی بیحد و حساب آئی ہی اسوقت مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ اب قضا کا سامنا ہی شعر اب مصیبت آرہی ہی نظر چار سو ہین + تدبیر کچھ بتاؤ برائے خدا وہ کہین کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ان ملعونون کے ہاتھ سے جان بچے عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین روز ازل سے اپنے کو مردون مین شمار کیے ہوئے ہون اور اب سوا قتل ہونے کے کوئی تدبیر نہین معلوم ہوتی فرمایا ای خواجہ اگر ہمارا رشتہ حیات نہین قطع ہوا ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا اور جو خاتمہ ہماری کشورستانی اور صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس مین ہونیوالا ہی تو مرضی پروردگار مین کیا انکار ہی مگر تم جانتے ہو کہ مین ایک مرد سپاہی ہون کہ سوا لڑنے اور مر جانے کے اور کچھ نہین جانتا اور تم صاحب تدبیر ہو اسوقت کوئی تدبیر تو ایسی نکالو کہ جان بچے ورنہ یہان کی جان جائیگی اور ذلت و رسوائی ہاتھ آئیگی عمرو نے جواب دیا کہ ای صاحبقران زمانہ یہ تدبیر [illegible] تدبیر کردن اسم اعظم آپ کا بند ہو چکا ہی کوئی یار و مددگار و دستگیر سوا ذات پروردگار کے [illegible] مقابلہ ایسی آفت روزگار بلا سے [illegible] ساحر [illegible] آج قتل و [illegible] نہین بڑے بڑے ساحر اور بڑے بڑے جادوگر اسکے سامنے کان پکڑتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی [illegible] یہ خیال ہی کہ اگر خدانخواستہ [illegible] ساحرون ہر دو دون پر ثابت ہو گیا کہ حمزہ صاحبقران تنہا ہین اور کوئی حامی و مددگار [illegible] ہی تو غضب ہو جائیگا راستہ بھی میسر نہ ہو سکیگا [illegible] استعمال کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر خواجہ اتنا تو کرو کہ رات کو ان ملعونون کی [illegible] درگاہ قاضی الحاجات دافع البلیات کاشف المہمات مین [illegible] مانگین گریہ و زاری نالہ و بیقراری مین صبح [illegible] ہونے کا سامنا ہی رات کو [illegible] اگر مین تو پاک [illegible] پاکیزہ [illegible] مین آنسو بھر لائے عمرو بھی [illegible] لگا [illegible] سیاہ [illegible] خونریز خادم [illegible] اور مقبل وفادار اور [illegible] غازی اور ابوالہول دیوانہ اور [illegible] زندگی [illegible] جانثار صاحبقران [illegible] زاری کرنے لگے جب [illegible] وقت تھی تو خواجہ نے التماس کیا کہ ای صاحبقران آپ اسقدر مضطر [illegible] کریم کارساز ہے گھبرائیے نہین انشاء اللہ آپ کے اقبال سے راستہ بخوبی میسر ہو جا[illegible] ہاتھ مارا اور پشت دست کو دیکھا فوراً تین سو ساٹھ [illegible] یاد آئے نقاش خیال نے [illegible] طرح کے نقشے لا لاکر سامنے موجود کیے ان سب نقشون مین سے ایک نقشہ پسند آیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای شہریار فلک اقتدار رات کو تو بخاطر جمعی تمام [illegible] بسر کیجیے صبح کو خدا مالک [illegible] سے کہ ذرا آپ کو حمالی کرنا پڑیگی امیر نے فرمایا کہ [illegible] کیا کرواتے کیا چیز [illegible] جواب دیا جو کچھ ہوا ابھی بتائے دیتا ہون [illegible] صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ اگر حمالی کر[illegible] تو حفظ جان کے واسطے بدل قبول و منظور ہی اسوقت عمرو ہاتھ زنبیل [illegible] پکارا کہ داوا جا[illegible] بارگاہ فلک اشتباہ حضور کی مع خیمہ و خرگاہ [illegible] پھر اس کہنے [illegible] اسباب بارگاہ مع خیمہ و خرگاہ [illegible] ڈھیر کر دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ [illegible] مین کہتا تھا کہ [illegible] اور اسے برپا [illegible] لگا [illegible] بازار [illegible] بنائیے [illegible] و مقبل [illegible] کہا کہ [illegible] ہوشمند [illegible] جواب دیا

خواجہ ہم فراشی کیا جانین ہمنے تو عمر بھر کبھی یہ کام نہین کیا ہاتھ سے ایک چوب بھی نہین چھوئی ہم بھلا خیمے کیا استادہ کرینگے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحبو تمھین خدا نے اتنی عقل کہان دی ہی کہ تم فراشی کرو یہ سب فن قسمت سے بٹے ہین
بھرے ہوے ہین تمھاری وہ مثل ہی لاد دے لدا دے بانکن والا ساتھ دے سب اسباب خیمے ڈیرے بھی مین ہی
پیدا کرون اور مین ہی میخین گاڑون چوبین کھڑی کرون مین ہی کھینچون مین ہی قناتین لگاؤن مین ہی خیمے بپا کرون پھر جب
مین ہی یہ سب کام کرون تو لازم ہی کہ مین ہی اُسمین حفاظت سے بیٹھون اور تم سب کو یہین میدان مین گزار رہنے دون نا
تو یہ مجھسے کبھی ہونا نہین اور تم سچ کہتے ہو فراشی بہت مشکل ہی اسکا بھی ایک علم ہی جب برسون انسان سیکھتا ہی تو
کہین کچھ کام کرنے لگتا ہی خیر اگر اور کچھ تمسے نہ ہوگا تو اتنا تو ہوگا کہ جو مین کہون وہ کرو سب نے جواب دیا کہ ہان
اسکی قباحت کہین جو تم ہمین بتاتے جاؤ وہ ہم انجام دیتے جائین غرض صاحبقران دوران آستینین چڑھا کر دامن
گردان کر مستعد ہوے وہ بھی پانچون شخص آمادہ ہوے بارگاہ فلک اشتباہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام
کی استادہ کر کے باقی خیمے ڈیرے اور بازار وغیرہ عمرو نے جنات سے استادہ کرائے تمام راوٹیان اور سائبان سفید
کپڑے کے تھے القصہ پہر رات گئے تک سب خیمے بپا ہو گئے دکانین آراستہ ہو گئین کٹورا کھنکنے لگا بازار گرم ہوا

چمکا اشیا نکلنے لگین اب جو اُس خیمۂ فلک رفعت کو دیکھا تو قدرت خدا نظر آئی نظم
تھا خیمہ آسمان کلس تھا کہ چاند تھا

بالاے عرش قمقمہ ملتا تھا نور کا
اودل جو اُسکو برج تجلی کہا تو کیا
تھا زیب طور عکس گل قدرت خدا

شبیہ تو یہ پائی طبیعت کے نور نے
سدرہ سے چہرہ اپنا نکالا ہی حور نے
تھا خیمۂ امیر کا قبہ کہ آفتاب

تار شعاع مہر تھی بیشبہہ سر طناب
تھے رشتہ ہاے نور طنابون مین بیحساب
وہ وقت شب کا اور وہ خیمے کی آب و تاب

باد صبا کا بھی نہ گذر نہ نہیں رہتا تھا
چارون طرف کو حفظ خدا کا حصار تھا
اسی طرح اور سب خیمے ڈیرے

بارگاہین بچہ بے راوٹیان اسکین اپنی اپنی جلوہ گری دکھا رہے تھے امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ سبحان اللہ
خواجہ شب بسر کرنے کی کیا خوب تدبیر نکالی ہی بگڑی خواجہ اگر آج زندہ بچے تو کل کسی طرح نہین بچتے شہر دنیا سے
تب بھر ہین اب ہم سفری ہین ✣ جو دم ہی غنیمت ہی چراغ سحری ہین عمرو نے عرض کیا اے شہریار آپ یہ ارشاد کیجیے
خدا کو یاد کیجیے وہ خالق برحق اور قادر مطلق ہی ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی اُس سے ہر دم امید فضل و کرم کی رکھیے
شہر نہین فضل کرتے اُسنے کتنی بار یہ نہ ہوا اُس سے مایوس امیدوار ✣ کیسے کیسے رنج و مصائب پیش آئے ہین مگر خدا
دفع کر دیے ہین اب بھی وہ دفع کر دیگا ہمین اور آپ کو اس بلا سے نجات دیگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے
خواجہ عمرو جو تم کہ رہے ہو بیشک و لاریب یونہین ہی اُس سے امید فضل و کرم کی رکھنا چاہیے اور خیال تو کرو کہ اگر
مجکو امید اُسکے فضل و کرم کی نہ ہوتی تو مین چاہ الماس مین اس لکاتہ دماسہ جادو کے مقابلے کو کیونکر آتا مجھے تو
ہر وقت اور ہر ساعت اُسی کے فضل و کرم پر تکیہ ہی اور اُسی کی ذات پاک کا بھروسا ہی اور یہ کلمات مین نے
تمسے اسوقت حالت اضطراب اور کیفیت یاس و ہراس مین بیان کیے یہ فقط مقتضاے بشریت تھا اور کیا مین
نہین جانتا ہون کہ وہ معبود بے نیاز مسبب الاسباب اور کارساز ہی از ابتدا تا ابتدا اگر وہ نہ چاہے میری مدد نہین کر
تو کیا بھلا اور کسی کی بھی یہ قوت و طاقت اور مجال ہی کہ مدد کر سکے شعر ہر مین بے حکم رب الناس پتا
ہل نہین سکتا کہین ✣ یہ باتین کر کے سرگروہ خدا پرستان امیر حمزۂ صاحبقران نے وضو کیا نماز ادا کی
دو ظائف کے دعا مانگنا شروع کی کہ اے رب الارباب و اے مسبب الاسباب تو ہی ان دشمنوں سے بچا اور جان و
آبرو کا نگہبان ہی اور اگر تیری راہ مین کام آئے تو سرخرو ہو یار رب العالمین عزت رکھ لینا مسلمانون
ہو اور مجھ سے دنیا بخش دو

عروج خالق لیل و نہار دے مجکو
پئے وقار محمد وقار دے مجکو
سنبھال دونون جہان کے سنبھالنے والے
پناہ دے مجھے ای میرے پالنے والے
ہمیشہ رحم و کرم ذوالجلال فرمایا
ریاض دہر مین کیا کیا نہال فرمایا
تصور اور کسی کا اگر ذرا کرتا
کیا جو تو نے یہ کوئی نہ ای خدا کرتا
غم خزان نہ سرور بہار باقی ہین
مرحلے ابھی پروردگار باقی ہین
نہ سائے مین نہ یہ مجرم پناہ مین ہوگا
ہجوم عقرب و مار سیاہ مین ہوگا
زمین قبر کو چرخ کہن بنا دینا
مزار کو صحن جنان کا چمن بنا دینا
پشیمد اشست ہی وسعت سے تیری رحمت کی
ہونگا مین ہی معبود لے عدالت کی
اٹھاؤن سر کو خجالت سے غیر ممکن ہی
فرار تیری حکومت سے غیر ممکن ہی
کیے ہین جرم سراسر حجاب آتا ہی
دعا مین بھی مجھے داور حجاب آتا ہی
کریگا کوئی بھلا کیا برابری تیری
زبان نہین جو کہون بندہ پروری تیری
قریب سب سے ہی تو سب کا ہی جدا مالک
کسی کو دخل تری مصلحت مین کیا مالک
عجیب ذلیل ہون مین اور عجیب محتاج
غنی ہی تیری فقط ذات سب ہین محتاج

کچھ اعتبار نہین اعتبار دے مجکو
گناہگار ہون مجوب و شرمسار ہون مین
مین کون مصیبت کے ٹالنے والے
رحیم کون ہی تجھسا بھلا جہان جاؤن
کیے قصور نہ تو نے خیال فرمایا
دیا وہ نام کہ پروا نہین امیری کی
تری قسم نہین معلوم حال کیا کرتا
رحیم و غافر و ستار نام تیرا ہی
ملال نزع نہیب عزا باقی ہین
نہ آشکار کسی عیب کو کیا تو نے
سفر ضرور ہی کیا حال راہ مین ہوگا
کوئی یہان نہ وہان آبرو بچا ئیگا
ستار سے نقطۂ حرف کفن بنا دینا
رحیم و مونس وحشت جو تو رہیگا ہو
کہ مجکو سیر دکھائیگا باغ جنت کی
مرے گناہ سے گوہر بشر کو سکتا ہی
ڈرون نہ تیری حکومت غیر ممکن ہی
گناہگار بھلا جائیگا کہان تیرا
تامل سوچ کے اکثر حجاب آتا ہی
جو حیلے موت کے ہین رزق کے بہانے ہین
کہ ذات پاک معایب سے ہی بری تیری
فریب دور سبھون کی زبان پہ آتا ہی
گدا کو شاہ کرے شاہ کو گدا مالک
امیدوار ہین سب تجھسے کارسازی کے
کریگا کیا کسی محتاج سے طلب محتاج
کسی کے سامنے کب ہاتھ تجھسے دیتا ہو

خزان مین رنگ بہار بہار دے مجکو
ترے ہی فضل و کرم کا امیدوار ہون مین
سفر نجات کی صورت نکالنے والے
بتا مجھے ترے در کے سوا کہان جاؤن
قبول خاطر جاہ و جلال فرمایا
کہان کہان تری رحمت نے دستگیری کی
خطا مین دیکھکے یہ آبرو عطا کرتا
گناہگار کو بخشے یہ کام تیرا ہی
کمال صدمۂ روز شمار باقی ہین
اگر دعا کے دامن رحمت چھپا لیا تو نے
میان قبر سزا سے گناہ مین ہوگا
جہان بچا ئیگا اللہ تو بچا ئیگا
لحد کو جلوہ گہ نجبین بنا دینا
شعاع شمس فلک قبر کا اندھیرا ہو
کیا جو نار مین تو جا نہین شکایت کی
جو بخشدے تو کوئی تجکو روک سکتا ہی
امید قطع ہو رحمت سے غیر ممکن ہی
زمین تیری ہی معبود آسمان تیرا
مجال عرض ہو کیونکر حجاب آتا ہی
عجب عجیب تری قدرت کے کارخانے ہین
جلا رہی ہی مجھے فیض گستری تیری
بگاڑتا ہی یہ بندہ خدا بناتا ہی
بنا دیا جسے چاہا مٹا دیا مالک
نثار ہون مین تری شان بے نیازی کے
ترا فقیر کسی کا ہی کیا بھلا محتاج
تجھی سے مین تو سر دست مانگتا ہون

اور لوگ بھی نمازین پڑھ پڑھ کے گریہ و زاری کرنے لگے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے مصروف ہوئے جن ساحرون کو ماران فیل گوش نے خبر کے واسطے بھیجا تھا انھون نے جو دیکھا کہ بارگاہ فلک جاہ استادہ ہی جیسے سو کلس مرصع مانند ستارون کے درخشان ہین دور تک خیمے برپا ہین بازار آراستہ ہین حیران ہوئے آپس مین کہا کہ یہ بارگاہ جاہ الماس کے اندر کیونکر آئی اور یہ تمام اسباب خیمہ و خرگاہ کون لایا آخرکار ساران اور
[illegible]

غلط تھا وہاں تو ایک بارگاہ عرش جاہ آراستہ ہی گرد و پیش اُسکے اور بہت سے خیمے ڈیرے راؤٹیاں اسکین بچوبے استادہ ہین بازارین لگی ہوئی ہین سب چیز بستہ بکسرہی ہی کٹورہ کھنک رہا ہی سامان شاہانہ اور کارخانہ خسروانہ معلوم ہوتا ہی انھین بھی سُنکے حیرت ہوئی کہا ابھی ہمنے بچشم خود دیکھا ہی کہ حمزہ صرف پانچ سوار ایک پیادے کو لیے ہم اس میدان مین درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی یا اب یہ سامان سُننے مین آتا ہی کہا تم جھوٹھ کہتے ہو بھلا چاہ الماس کے اندر اسقدر خیمے ڈیرے بازار وغیرہ کیونکر آیا کون لایا کسنے آراستہ کیا تمیز جادو نے کہا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا کہ حمزہ تن تنہا اتنی بڑی مہم پر کیونکر آیا ہوگا تحقین اس بات کا ناحق تعجب ہی عالم عالم اور دنیا دنیا مطیع حمزہ ہی جن و پری جادوگر سب پر وہ حاکم ہی اور اُن ہرکارون نے عرض کیا کہ اگر غلامون کا عرض کرنا باور نہین آتا تو پیر و مرشد اور کسی کو بھیجکر دریافت فرمالین ہمارا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا تمیز جادو نے ماران سے کہا کہ انکی یہ تاب و طاقت نہین ہی کہ ایسی خبر جھوٹھ بیان کردین ماران نے پوچھا کہ جب بارگاہ ایسی استادہ ہی تو فوج بھی بیشمار ہوگی ہرکارون نے ہاتھ باندھ کے جواب دیا کہ پیر و مرشد یہ سب سامان تو ہمنے دیکھا مگر سوا اُن سات آدمیون کے آٹھوان آدمی وہان کوئی نہین نظر آیا تمیز جادو نے کہا کہ ای ماران جادو فوج و لشکر کمینگاہ مین ہوگا اور اگر فوج و لشکر نہین ہی تو یہ سات آدمی کیونکر اتنا سامان و اسباب لائے کچھ عقل مین نہین آتا ضرور انکی فوج و سپاہ کہین نہ کہین پوشیدہ ہی ماران جادو نے کہا خیر صبح کو جیسا کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا غرض کہ رات بھر تو یہ خواب خرگوش مین گرفتار رہے اور یہی آپس مین گفت و شنید رہی مسدس

چمکا جو دشت جنگ مین تاج خروس صبح
تھا تخت آسمان کہن پر جلوس صبح
ٹھہرے سپہر نے جو مٹایا شتاب شب
برسا جو نور صبح ہوا گم سحاب شب
آئے نظر تمام جہان مین نشان صبح
تھا نور آفتاب سے روشن جہان صبح

آغوش پوشام سے نکلی عروس صبح
بھاگا خدیو شب رخ مہار مڑ گئے
رہ پوش مارے ڈر کے ہوا ماہتاب شب
پردہ جبین چہرۂ شب کا اُلٹ گیا
مرغان صبح کہنے لگے داستان صبح
جب چرخ پر نظر شفق صبح آگئی

ویران تمام روم شب آباد طوس صبح
لیکے چراغ بزم سے پروانے اُڑ گئے
پہونچا فضائے ملک خفا مین عقاب شب
ڈر سے کلیجا ساحر گردون کا پھٹ گیا
عنقائے مغربی نے لیا آشیان صبح
رستم کی قبر ڈر کے سبب تھرتھرا گئی

ماران پھلی گوش اور تمیز جادو جو بیدار ہوے سُنا کہ سواری شاہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی جھٹ پٹ اُٹھے منہ دھو اکپڑے پہنے ہتھون پر سلاح جنگ آراستہ کیے استقبال ملکہ کے واسطے دوڑے ادھر حمزہ صاحبقران نے نماز صبح پڑھ کے عمر بن امیہ ضمری سے فرمایا کہ خواجہ شب تو خدا نے بخیر و خوبی اور بے کھٹکے بسر کردی اگر اب کہو کیا ہوگا خواجہ نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ کسی طرح بخیریت تمام رات کٹجائے رات تو تدبیر سے گذر گئی اب مین کیا کرون موت کا سامنا ہی اب میرے کیے کچھ نہین ہوسکتا ہی فرمایا خیر کچھ اندیشہ نہین ہی جس خالق و مالک نے شب بعیش و آرام کاٹ دی وہ دن بھی کاٹ دیگا شعر مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ٭ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ٭ اگر زندگی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہ کرسکیگا خیر اپنے خیمے سے باہر چلو میدان مین نکلو عمرو نے عرض کیا ابھی باہر تشریف لیجا سکیے اور پہودا سے زنگی سے کہا کہ تم دور سے لشکر کفار کو دیکھو کہ کس خیال مین ہین کیا کررہے ہین پہودا یہ سُنکے دوڑا ہوا باہر گیا دو گھڑی کے بعد پھر کے آیا ملتمس ہوا ای شہریار فلک اقتدار سواری ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی اُسکے استقبال ... کیلئے ماران و تمیز جادو آئے ہین ... [illegible] صاحبقران

اشقر دیوزاد پر بسم اللہ کہکے سوار ہوے شہزادہ خاور سیاہ اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول
ہمراہ رکاب ہوے عمرو کو سبز پوش کا پکڑے ہوے ساتھ تھا خیمے سے باہر نکلکے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ جوق جوق
گروہ گروہ انبوہ انبوہ تیپے تیپے غول کے غول ساحر چلے آتے ہین اور پرا باندہ باندہ کر کھڑے ہوتے جاتے ہین اور
اور سردار اُنکے بشکل مہیب وبہ ہیئت عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار آنکھون سے کانون سے ناک سے
منہ سے ہاتھون سے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوے چلے آتے ہین دن بھر ساحرون کی آمد رہی جب چار گھڑی دن
باقی رہا تخت دمامہ جادو کا نمایان ہوا تمام تخت الماس نگار اور اُسکے نیچے چار شیر برآتشین لگے ہوے تھے شعلے
آگ کے اُنکے منہ سے نکل رہے تھے اور چار طاوس زمردین کہ آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی تھین پایون الماس کے
تھے تخت کے چارون کونون پر ناچ رہے تھے اور دمامہ جادو کے سر پر ایک تاج سات کنگرون کا رکھا ہوا تھا
کہ ہر کنگرے سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا تھا اور متشکل بشکل انسان ہو کر صدا دیتا تھا کہ یا خداوند ساہری یا
جمشید یا خداوند زرد ہشت اور یہ صدا دیکے وہ شعلہ آتشین غائب ہو جاتا تھا آگے آگے تخت کے کچھ ساحر کافر
گھنٹے بجاتے ہوے ناقوس پھونکتے ہوے جھانجھ بجاتے ہوے تعریف ساہری وجمشید و زرد ہشت کی کرتے ہوے
چلے آتے ہین ماران فیل گوش اور بختیر جادو نے دوڑ کے بصد ادب و ہزار تعظیم و تکریم پایۂ تخت کو بوسہ دیا اُنکے قدمون
کو ملکہ کے چوما غرض مع نو لاکھ جادوگران ہمراہی کے سواری ملکہ دمامہ جادو کی آئی بارگاہ جمشیدی مین
داخل ہوئی تخت شاہی پر بیٹھی تمام جادوگران نامی گرد اطراف مین جمع ہوے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر
سلام کرکے بیٹھے اُن دنگلون اور کرسیون کی یہ صورت ہے کہ کسی مین چار شیر آتشین لگے ہوے ہین اور شیرون
کے منہ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہاے آتشین لگے ہوے ہین کسی مین فیل آتشین لگے ہوے ہین
کسی ساحر کی اُنگلیان مانند پنچتا شمع کے روشن ہین کسی کے منہ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان
اٹھ رہا ہے کسی کے کانون مین سے بخار نکل رہا ہے کسی کے سر پر بجاے بالون کے بڑے بڑے کالے سانپ لپٹے ہوے ہین کسی کی
پیشانی پر دو بچھو بجاے ابرو بیٹھے نیش زنی کر رہے ہین اور کسی ساحر کی آنکھین مثل شعلہ ہاے جہنم کے چمک رہی ہین
کسی کا منہ مثل قعر جہنم کے کھلا ہوا ہے اُسمین سے شعلہ آتشین نکلکے آسمان تک بلند ہوتے ہین ہاتھون مین تصویرین
ساہری وجمشید و زرد ہشت کی لیے ہوے گلے مین مردون کی ہڈیون کے مالے پڑے ہوے ہاتھون پر بیضہ
کے ٹیکے دیے ہوے بازوون پر چندن اور سیندور لگا ہوا غرض جب وہ نو سو جادوگر سردار اور نو لاکھ جادوگر دن
اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے جام شراب گردش مین آیا ملکہ دمامہ جادو نے پوچھا کہ اے ماران تجھے کچھ حال بد دکار ان
حمزہ کا معلوم ہوا کہ کون کون لوگ اُسکے شریک ہین کن کن لوگون کے بھروسے پر ایسے ایسے سرکش شہنشاہ کا ارادہ
کیا ہے ماران نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران خداوند ساہری وجمشید حضور کو سلامت
رکھے غلام نے تو کل ہی چاہا تھا کہ حمزہ کو گرفتار کرون مگر بختیر جادو مانع ہوا کہ ہم حمزہ کو گرفتار نہ کر سکینگے وہ تنہا نہین
ہے اُسکے معین و مددگار پوشیدہ ہونگے حالانکہ ایک حمزہ اور پانچ رفیق اُسکے اور ایک عیار کے سوا آٹھوان کوئی
نہین معلوم ہوتا اور جو یہ فرمائیے کہ جن و پری حمزہ کے شریک ہین اگر وہ شریک اُسکے ہوتے تو بھی ہمین معلوم
ہو جاتا اگر کوئی ساحر ہوتا تو وہ بھی ہم پر ظاہر ہوتا مگر عمرو بن امیہ ضمری کہ لوگ اُسے کشندہ کافران وسر بریدہ
ساحران کہتے ہین وہ بڑا عیار بے نظیر اور صاحب تدبیر ہے اُسنے کہین سے یہ اسباب لاکے مہیا کیا ہے شان شکوہ
حمزہ کی بڑھائی ہے اور رات کو ہمارے سے بچا لیا ہے لیکن اے ملکہ اگر آپ تامل کیجیے گا تو یہ خیال ہے کہ حمزہ شخص

جلیل القدر ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاے اور اُس سے لڑائی پڑ جاے بنا ہوا کام بگڑ جاے ابھی اسکا گرفتار کر لینا آسان ہی قطعہ

درختے کہ اکنون گرفت است پاے — بنیروے شخصے بر آید ز جاے

وگر ہمچنان روزگارے ہلی — بگردونش از بیخ بر نگسلی

بیت سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل — چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

+ جلدی حمزہ کا کام تمام کیجیے تساہل و توقف کو نہ دخل دیجیے تمیز جادو نے کہا کہ ای شہنشاہ جادوگران ماران جادو جو کچھ کہتے ہیں بجا ہی میں نے بیشک انھیں روکا تھا مگر اب تک کوئی مدد معاون حمزہ کا معلوم نہیں ہوا اب جب چاہیے گرفتار کر لیجیے لیکن میری عقل میں یہی آتا ہی کہ حمزہ تنہا نہیں ہی ضرور اسکے مددگار پوشیدہ ہیں ماران جادو نے کہا ای تمیز جادو تم ابتک وہی گمان کرتے ہو خیر ای شہنشاہ جادوگران میں خود حمزہ کی خبر لینے کو جاتا ہوں جو کچھ کیفیت ہی مفصل دریافت کر کے ابھی آتا ہوں تمیز جادو نے کہا جائیے مگر ذرا سمجھ بوجھ کے جائیے گا کہیں اُسکے عیار عمرو کے پھندے میں نہ آئیے گا ہرکاروں نے گزارش کیا کہ پیر و مرشد اندر بارگاہ کے نہ تشریف لیجائیے گا باہر ہی باہر سب کیفیت دریافت کر کے چلے آئیے گا نہیں معلوم بارگاہ میں کیا ہی کہ جو اندر جانے کا قصد کرتا ہی لوگ اُسپر گرز لیے لیکے دوڑتے ہیں اندر نہیں آنے دیتے تمیز جادو نے کہا ای ملکہ سنا حضور نے میں اگر گزارش کرتا تھا جھوٹھا تو نہیں ہی حمزہ ایسا بیوقوف خارج العقل نہیں ہی کہ آپ ایسی شہنشاہ ساحران سے تن تنہا سامنا کرنے کو آبیٹھے ملکہ دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو جب ہیں تب حمزہ کو اسیر کیا تھا تو کوئی حمزہ کا شریک نہ تھا اب کہاں سے لوگ آگئے ماران جادو نے کہا خیر تو میں جاتا ہوں جیسا کچھ ہوگا دریافت کیے آتا ہوں یہ کہکے کچھ اسم سحر پڑھ کے زمین پر لوٹا اور فوراً لوٹ پوٹکر ایک کبوتر کی صورت بنگیا اُڑ کر روانہ ہوا اور آنکے سامنے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے قایم ہوا اور چاہا کہ اندرون بارگاہ جائے موکل گرز لیے لیکر دوڑے کچھ دور اُڑ کے بیٹھ گیا مگر اتنی دور بیٹھا کہ باتیں کرنے کی آواز اسکے کان میں آتی تھی یہاں امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو وغیرہ سواری ملکہ دمامہ جادو کی دیکھ بھال کے پھر کر بارگاہ میں آ گئے تھے امیر باتوقیر عمرو سے کہہ رہے تھے کہ رات کو تو تمھارے حسن تدبیر سے اور دن کو آمد دمامہ جادو کی رہی اس سبب سے کوئی ہماری طرف مخاطب نہیں ہوا آنکھ بھر کے بھی ہمکو نہ دیکھا مگر اب کہاں تک بچے رہینگے عمرو عیار نے عرض کیا کہ ای صاحبقران اگر آپ تمام عمر اس بارگاہ کے اندر بیٹھے رہیے تو کوئی آپکا کچھ نہ کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ تو سچ ہی مگر یہ تو کہو کہ جسوقت اُدھر سے کوئی طبل جنگ بجا کے میدان میں آیا اور مجھے للکارا تو میں کیونکر بارگاہ میں نامرد بنا بیٹھا رہونگا آخر اُسکے مقابلے کو جاؤنگا گرفتار ہونگا مارا جاؤنگا آج کی شب تو البتہ اور محفوظ ہوں کل کسی طرح نجات کی صورت نہیں معلوم ہوتی مثل مشہور ہی کاغذ کی ہنڈکی آج نہ ڈوبی کل ڈوبی صبح کو یہی گو یہی میدان ہی ہم ہی انبوہ ساحران تمام سربندہ جادو گر اللہ ہو کوئی ایسی تدبیر نکالو کہ دمامہ جادو کے شر سے نجات پاؤں عمرو نے عرض کیا میں خود کل سے آمادۂ مرگ و قضا بیٹھا ہوا ہوں آپ نے مجھے لاکے خراب کیا یہاں نہ کچھ میری عیاری کام آتی ہی نہ کوئی نصرت پیش جاتی ہی دمامہ ایک علامۂ دہر آفت روزگار ہی میں اُسکی شکل دیکھکے کانپنے لگتا ہوں تمام جسم میں میرے لرزہ پڑ جاتا ہی عیاری کرنا تو شی دیگر ہی خدا مددگاری کرے تو اُسکے شر سے نجات ملے ورنہ کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی ماران فیل گوش گفتگو یاس و ہراس کی سنکے پکارا کہ حمزہ معلوم ہوا اب حال تیرا تنگ گیا تو اسی بے سروسامانی کے بھروسے پر ہماری ملکہ سے جاہ الماس میں لڑنے آیا تھا اگر آج بچ گیا کل ہمارے ہاتھ سے کہاں جائیگا صبح ہونے دے دیکھ تیرا کیا حال کرتے ہیں

بس یہ صدا دیکے اُڑ گیا عمرو نے کہا صاحبقران غضب ہوا کوئی ساحر جاسوسی کو آیا تھا ساری کیفیت سُنکے چلا گیا اگر وہ سُن گیا ہی تو کیا اندیشہ ہی جو خدا چاہیگا وہ کریگا تردد و تشویش بیکار ہی وہ مالک و مختار ہی اُسی کو اختیار ہی یہ باتین کرکے خاصہ تناول فرمایا عمرو وغیرہ نے بھی کھانا کھایا جب کھانے پینے سے فرصت ہوئی سب کے سب نمازین پڑھنے لگے گریہ وزاری و نالہ و بیقراری مین مصروف ہوے دعاءین مانگنے لگے لیکن ادھر جو ماران جادو دمامہ جادو کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اور کہا کوئی یار و مددگار حمزہ کا نہین ہی محض تن تنہا ہی گفتگو یاس و ناامیدی کی کرتا ہی اُسکے دل کو یقین کامل حاصل ہوگیا ہی کہ کل ہمارا ضرور خاتمہ ہوجائیگا تمیز جادو نے کہا کہ در حالیکہ وہ اکیلا ہی اور کوئی یار و مددگار اُسکا نہین تو تم اُسے کیون نہ پکڑ لائے ماران نے جواب دیا کہ اندر بارگاہ کے کوئی ساحر نہین جا سکتا مین نے ہرچند قصد کیا تھا کہ اندر بارگاہ کے جاؤن مگر لوگ گرز آتشین لیے ہوے دوڑے مین نے اُنپر سحر کیا سحر نے کچھ نہ اثر کیا معلوم نہین وہ کون لوگ ہین جنپر سیر السحر نہ چلا اُسکا تمیز جادو نے کہا وہ وہی لوگ ہین جنکو ہم سمجھے ہوے ہین ماران نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو وہ لوگ فقط بارگاہ کے اندر کی نگہبانی کرسکتے ہین حمزہ بارگاہ کے باہر آیا اور ہمنے اُسے گرفتار کرلیا دمامہ جادو نے کہا کہ اگر یہی حال ہی کوئی اندرون بارگاہ سے اُسے گرفتار نہین کرسکتا تو وہ باہر کیون آنے لگا ماران جادو بول اُٹھا کہ جی ہان مین نے یہ بھی سُنا تھا کہ عمرو عیار نے حمزہ سے کہا کہ جبتک آپ کے معین و مددگار نہ آئین آپ بارگاہ سے باہر نہ نکلیے گا اور اگر یہان حمزہ بیٹھے رہیے گا تو کوئی آپکو ایذا نہ پہونچا سکیگا امیر حمزہ نے جواب دیا کہ ای خواجہ مجھسے یہ کبھی نہ ہوسکیگا کہ مین بارگاہ مین چھپا بیٹھا رہون جب حریف مجھے للکاریگا مین جاکے بے تامل اُس سے سامنا کرونگا کبھی چھپ کے نہ بیٹھونگا لہذا ای ملک آج آپ طبل جنگ بجوائیے صبح کو جبکہ اُسے للکارینگے جب وہ بارگاہ سے باہر آئے فوراً گرفتار کرلیجیے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای ماران جادو جتنے ایام نحس و شوم تھے سب [illegible] ساحری [illegible] منقضی ہوے فقط اسی تین روز [illegible] ہین مگر یہ تین دن پھر ایسے سخت [illegible] اگر [illegible] انہین [illegible] تو پھر قیامت تک [illegible] [illegible] سے [illegible] اپنی جان کا کھٹکا ہی علی الخصوص حمزہ اور عمرو سے مین [illegible] ماران جادو نے عرض کیا آپ ایسے ایسے خیالات فاسد دل مین نہ لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے صبح کو الکی اجل رسیدون کو ہم مارے لیتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے القصہ دمامہ جادو نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی بجا جو سپاہی تمام ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف ہوے لیکن آواز طبل جنگ کی جو گوش حق نیوش سرگروہ خدا پرستان ہادی و رہنماے مسلمانان شہرۂ گیتی ستان امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچی عمرو سے کہا کہ خواجہ دمامہ جادو پر حال ہماری تنہائی و پریشانی اور تہی دستی و بے سر و سامانی کا شاید ظاہر ہوگیا اُسے معلوم ہوگیا کہ ہم بے یار و مددگار ہین کوئی شخص سوا ذات پاک جناب احدیت کے ہمارا مددگار و معاون نہین ہی جب تو اُسنے طبل جنگ بجوا دیا ہی ای خواجہ اب ہمین یقین ہوتا ہی کہ رشتہ ہماری حیات کا قطع ہوا پیمانہ عمر لبریز ہوچکا یہ کہکے عمرو کو گلے سے لگا لیا پیچ [illegible] کر دیے اور کہا کہ ای خواجہ مین تمہین ہمراہ [illegible] مین لایا تھا مجھے ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ اس مرز بوم شوم پر صاحبقرانی اور میری زندگانی کا خاتمہ ہوجائیگا خیر اب تم یہان سے جاؤ اور خدمت بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ عالی گہر والا نژاد سعد بن قباد مین میری طرف سے بعد آداب تسلیمات کے عرض کرنا کہ اس کمترین نے ہرچند کوشش کی مگر شومی قسمت سے کوئی تدبیر نہ چلی شعر

خلاف کرد تقدیر کے ممکن نہین کہ [illegible] تدبیر ساری عمر کو بیٹھی رہتی ہے لہذا اب حضور [illegible]

دست بہ داشتہ ہو کر ملک سہائل کو تشریف شریف لیجائیں وہان نزول اجلال و ورود اقبال فرمائین اور ای خواجہ تم بھی اُن
چند دست و پا شکستہ کو کہ میری امید پر زندگانی کرتی ہین فقط میرے سہارے پر مرتی پھرتی ہین اُنکو قلعہ ذوالامان
سے اپنے ساتھ لیکے مکہ معظمہ کو چلے جانا کہ وہ گوشہ عزلت اور زاویہ عفت و عصمت مین اپنا رنڈاپا کاٹ دینگی اور ای
خواجہ سوا تمھارے اور کوئی ایسا نہین ہی جو دستگیری اُن بیچاریون کی کریگا عمرو یہ کلمات یاس و ہراس سُنکے بے اختیار
زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ ای شاہ شاہان ای حمزہ صاحبقران آپ یہ کیا ارشاد فرما رہے ہین خدا نہ کرے
کہ یہ جان نثار ایک لمحہ بھی بعد آپ کے زندہ رہے ای مہر سپہر عزت و وقار مین ایک ذرہ بیمقدار تھا آپنے اپنے
مہر و کرم سے مجھے فلک ہفتم پر پہونچایا خاک سے پاک کیا جس جگہ حضور کے اشقر دیوزاد کا قدم پڑیگا اُسکے نقش قدم
پر سر عمرو بن امیہ ضمری کا لوٹتا ہوگا پہلے یہ جان نثار قدیم اپنی جان نثار اور سر اپنا حضور کے قدمون پر قربان
کریگا بعد اُسکے آپ کی نوبت آئیگی اسوقت آپ کو اس مقام خوف و خطر مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جاؤنگا مجکو اپنی
جان عزیز آپکی جان کے سامنے عزیز نہین ہی مین حضور کے ہمراہ رکاب ہون جب امیر با توقیر نے دیکھا کہ عمرو نے ہمارا
کہنا نہ مانا کرب غازی کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای قبہ دین ستون اسلام تم نظر کردہ شاہ ولایت ہو یہان سے
شہر زبرجد نگار کو جاؤ بادشاہ اسلام کو قلعہ ذوالامان پر پہنچاؤ اور وہان سے ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکے بطحا
تمام خانہ کعبہ کو پہونچاؤ سوا تمھارے کوئی ایسا نہین ہی کہ یہ خدمت اُس سے ادا ہو کرب امیر کے قدمون سے لپٹ گیا
اور عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان آپ اگر ایسا نامرد و بزدل مجکو جانتے تھے تو ناحق اپنے ہمراہ رکاب لانا تھا
وہین چھوڑ آنا تھا اس غلام سے یہ امید کبھی نہ رکھیے کہ اس بہانے سے چلا جائیگا جہان خدا نخواستہ حضور کا
پسینا گریگا وہان اپنا خون گرائیگا حیف ہی میری اس زندگی پر کہ اپنے آقا کو مبتلا بلا چھوڑ کے چلا جاؤن اور حیلہ شرعی
کرکے اپنی جان بچاؤن اگر خدا نخواستہ چلا جاؤنگا تو زمانہ مجکو کیا کہیگا بھلا غلام وہ طعن و تشنیع خلائق سُن سکیگا للہ یہ رسوائی
میری گوارا نہ کیجیے مجکو پھر جانے کی اجازت نہ دیجیے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کاندر میان
خاک و خون بینی سرے + بس جب کرب غازی نے جواب صاف دیا امیر کشورگیر نے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز کی طرف خطاب کیا کہ ای نور نظر لخت جگر تم بارہ برس کے بعد قید سے چھوٹے ہو یہان سے جاکے
بادشاہ اسلام کو ہمراہ لیکے قلعہ ذوالامان مین پہونچاؤ اپنی مادر مہربان کو صورت دکھاؤ گیتی افروز کے دل کو شاد کرو
سب کو لیجا کے مکہ معظمہ کو آباد کرو شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عرض رسا ہوا کہ ای جد بزرگوار کیا مین ہی ایسا
نالائق ہون جو حضور مجھسے یہ ارشاد فرماتے ہین مین تو کب کا مر چکا ہوتا حضور نے رونق افروز ہوکے مجھے زندہ کیا
جان تازہ بخشی اور مین آج اس معرکہ عظیم مین حضور کو یکہ و تنہا چھوڑ کے چلا جاؤن یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا آپ کے نقش قدم
مین میری تربت بنیگی ہان اگر خدا نے فضل کیا اور حضور فتحیاب ہوے تو انشاء اللہ آپ کے ہمراہ رکاب فیض انتساب
چلکے سب کو دیکھونگا امیر غیور ناچار و مجبور ہوے مقبل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ای وفادار تو ہی جاکر بادشاہ کو بچا
کو میرا پیغام پہونچا اور میری ناموس کی حفاظت کے واسطے اُنکے ساتھ جا مقبل نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ ای
شہریار فلک اقتدار ایک تو غلام کی ذات پر یونہین بیوفا مشہور ہی دوسرے اگر آج اس معرکہ مین حضور کو تنہا چھوڑ کے
چلا جاؤنگا تو بالکل بیوفائی ظاہر ہو جائیگی نظم

کریگا خاطر میرو کبھی نہ راہنما	کسی کو ہوگی تمکو ارے چشم وفا
نہ لینگے بھول کبھی نام بلبل شیدا	کہینگے سب کہ امید اٹھگئی بھلائی کا
نہ ہوگی شمع کو پروا پتنگ کی بھی وو	کہ بھی میرے مقبل نے بیوفائی کی

ای مالک الرقاب یہ سر حاضر ہی کاٹ ڈالیے مگر بیوفا نہ بنائیے صاحبقران اسکی طرف سے بھی مایوس ہوے ابوالدنہ کول [illegible]

اور یہودا سے زنگی سے سخن تراش ہوے کہ ای ابوالہول اور یہودا تم دونون تو مسلم ہو ہمارے ساتھ اپنی اپنی جان شیرین کیون گنواو تم اس شب تاریک مین یہان سے چلے جاؤ اور لشکر اسلام مین پہونچکر حال پر ملال ہمارا بادشاہ اسلام سے کہدو کہ ہم دونون ہاتھ سے دامر جادو شہنشاہ ساحران کے مارا گیا اب جیسا حضور ہم جانین وہ کرین ابوالہول اور یہودا نے قدمون پر گر کے عرض کیا کہ ای عارج معارج دین اسلام دا ای سرگروہ اسلامیان یہ تازہ غلام بدولت حضور کے حلقۂ اسلام مین آئے آپکے باعث سے مسلمان ہوے صاحب ایمان ہوے قید کفر و ضلالت سے چھوٹے مشرف باسلام ہوے آپ نے ہمین طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمایا آتش دوزخ سے بچایا آپ ہمارے ہادی و رہنما ہین اب ہم آپ کو چھوڑ کے کہان جائینگے انھین قدمون پر جان اپنی نثار کرینگے حضور ہی کے زیر قدم مرینگے ہمسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ ہم آپکے قدمون کو چھوڑ کے کہین چلے جائینگے ہر وقت اور ہر حال مین آپ کے شریک ہین صاحبقران نے فرمایا بھئی مین تو اسواسطے تم سب سے چلے جانے کو کہتا تھا کہ میرا تو اب خاتمہ ہے تم لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جانین مفت گنواو یہان سے نکل جاو پھر ایک نے التماس کیا کہ ای شہریار گردون وقار ہمارا آپ کے بعد کہین ٹھکانا نہین ہے خدا حضور کو سلامت رکھے اور ان لوگون پر آپ کو فتحیاب کرے ہم آپ سے پہلے جان دینے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا خیر یہ شب اخیر ہے نمازین پڑھو دعائین مانگو خدا اپنا فضل کریگا غرض سبھون نے وضو کرکے پہلے نماز مغرب و عشا کی ادا کی بعد اسکے دو دو رکعت نماز حاجت کی پڑھکے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے لگے کہ ای حافظ حقیقی بصدقہ اپنے فضل و کرم کا ہمین اس لکا تہ کے شر و فساد سے محفوظ رکھ اور اگر ہماری قضا آگئی ہے تو ایسے مقام پر آئے کہ جہان کفن و دفن تو نصیب ہو غرض چار پہر رات رکوع و سجود و تشہد و قنوت خضوع و خشوع گریہ و زاری و تہاد بیقراری مین بسر کی صبح کی نماز پڑھ کے مسلح و مکمل ہو کے کفن سرون پر باندھے مشت خاک اٹھا اٹھا کے گریبانون مین ڈالے کہ ای خاک تو ہماری لحد ہوجیو اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوکر میدان مین آکھڑے ہوے

مسدس

قد وہ کہ جیسے گلشن خوبی قامتی نہال
ہو اسپ حسن خنجر ابرو کمان ہلال
ہمسر شعاع مہر اعظم سے برچھیان
اُگلے ہوے نیامون سے بران سروہیان
کوئی جری ہنسا کسی غازی نے دی صدا
اُسنے دیا جواب کہا آپ نے بجا
منہ دیکھکے کسی کا یہ بولا کوئی سعید
پرخون لباس چاہیے ہے آج روز عید
نور سحر سے گنبد خضرا کا تھا یہ ڈھنگ
گلچین مرگ منتظم بوستان جنگ
اللہ سے دعا تھی یہی ہر جوان کی
صاحبقران پہ سب کے نثار اپنی جان کی

جلوا سی جنبش پرو شمشاد نونہال
پیشانیون پہ نور نزاکت سے چاند سا
ڈھالین ریاض فتح کے پھولون کی ڈالیان
کمرین پہ جہاد مسافر کسے ہوے
ہنسنے کا ہے مقام کہ رونے کی ہے جا
صاحبقران پہ صدقے ہون ہم سب کہا کوئی
اچھا ہم آج پہلے شہ تم سب سے ہون شہید
تلوارون کے خلوت سے ہو زینت لباس عید
کافور صبح سے کسے کوئی سبزہ رنگ
بیٹھا غبار اُٹھکے جو سر چار زمین کا
ای ذوالجلال ہے یہ سحر امتحان کی
ہے دامن امیر رفیقون کے ہاتھ مین

ابرو ہے نمازیون کے دلیرون کی ہیں بنا
سورج چراغ آئینہ قران پھول چاند
قبضے ... خوش رنگ ہے کمان
کپڑے سجدون کے عطر وفا مین بسے ہوے
دیکھو تو کس بلا مین ہے آقا و مقتدا
ہنسنے کا دن بھی اسکے سوا کوئی اور ہے
بولا پیش کے ایک سے یہ دوسرا وحید
ہون نقش پا حسین شہادت لباس مین
کیسا اُداس ہے فلک زندگی سے تنگ
غل تھا وطن کی ساری کلیجا زمین کا
تا حشر گفتگو ہو یہ سارے جہان کی
ہم آج تیرے عاشق صادق ہین ساتھ مین

داہنی طرف صاحبقران دوران کے لشکر دہ شاہ روان شیر یزدان شہنشاہ حجازی کرب غازی بائین طرف

شاہزادہ شاور سپاہ مالک قاسم لعل خفتان خونریز بہادری مستعد جنگ قبضوں پہ ہاتھ رکھے ہوئے مقبل وفادار
عمر عیار امیر حمزہ صاحبقران نامدار ان ہی امیر گرد اپنے آستینیں چڑھائے زرین پوش پکڑے ہوئے ہمراہ اور بہادر عرب
امیر حمزہ کی جمعیت دیکھا لاکھ بنا ہوا اشقر دیوزاد کے برابر ابوالعول دیوانہ اور بہوداسے زنگی چوب ستی کاندھے پہ
رکھے ہوئے پشت پہ سات آدمیوں کا یا اس طور سے بندھا ہوا تھا امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک کا منہ نگاہ حسرت و
یاس سے دیکھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں کہ اس اثنا میں سواری ملکہ دماسہ جادو شہنشاہ ساحران کی نمایان ہوئی کہ آگے
آگے سات سو اژدرہائے آتش فشان کہ انکی پشتوں پہ علم گڑے ہوئے ہیں پھریروں پہ انکے تعریف و توصیف سامری و جمشید
و زر و ہشت کی بخط جلی لکھی ہوئی عقب میں انکے سات لاکھ ساحر کوئی ہنس پہ سوار کوئی قرقرے پہ کوئی سارس پہ کوئی
مرغابی پہ کوئی طاؤس پہ کوئی قاز پہ اور کوئی چیتے پہ کوئی ریچھ پہ کوئی نیلگاؤ پہ کوئی گینڈے پہ کوئی گرگدن پہ سوار چلے آتے ہیں
کسی کے منھ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں کسی کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلتی ہیں کسی کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہے
کسی کی ناک سے بخار نکلتا ہے ہاتھوں میں رنگ رنگ کے سانپ بجائے تازیانوں کے لیے ہوئے قشقے ماتھوں پہ بندن اور
سیکھ پر کے نشان بازوؤں پہ گلوں میں مردوں کی ہڈیوں کے مالے پہنے ہوئے گلوں میں ایک ایک تصویر سامری و جمشید
و زر و ہشت کی پڑی ہوئی بیچ میں تخت شہنشاہ ساحران ملکہ دماسہ جادو کا چار فیل آتشیں پہ کسا ہوا چتر آتشیں سر پہ
لگا ہوا چنور آتشیں ہوتا ہوا لباس نہایت پر تکلف مکلل بجواہر غرق بجواہر پہنے ہوئے زرد قشقہ ماتھے پہ کھنچا ہوا انکا سینہ
لگا دیا ہوا تاج سترہ کنگروں کا سر پہ رکھے ہوئے کہ اسکے ہر کنگرے سے ایک آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور بشکل انسانی
ہو کے آواز یا خداوند سامری و یا خداوند جمشید کی دیتا ہے بعد اسکے خود ہی غائب ہو جاتا ہے ڈھیر و بجتے ہوئے
ناقوس پھونکتے ہوئے ترہیاں اور جھانجھ بجتے ہوئے آگے اس ملکہ کے تخت پہ اسباب سحر رکھا ہوا چاروں طرف یا سامری
و یا جمشید کا غل ہوتا ہوا غرض کمال ہیبت سے سواری ملکہ دماسہ جادو کی میدان میں آئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح
ساقہ و کمینگاہ آراستہ و پیراستہ ہوا چاروں طرف صف بندی ہو گئی دیکھا کہ سامنے سرگروہ خدا پرستان افسر
اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان بیچ آدمیوں سے پا باندھے ہوئے کھڑے ہیں یاران فیل گوش نے دست بستہ
ملکہ دماسہ جادو سے عرض کیا کہ ای ملکہ شہنشاہ ساحران آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حمزہ اب تک تن تنہا کھڑا ہے نہ کوئی یار
ہے نہ مددگار ہے خمیر جادو نے ناحق کا وہم دلایا تھا عبث عبث ڈرایا تھا ہمیں تو کل یہ بسہولت و آسانی گرفتار ہو جاتا
خمیر جادو نے جواب دیا اگر ای یاران جادو اگر کل حمزہ میرے کہنے سننے کے باعث سے بچ گیا تو آج کیا ہے اب جا کے گرفتار کر لو دماسہ جادو
نے بھی کہا کہ اچھا بہتر ہے دو چار آدمیوں کے واسطے لشکر کشی کرنا کیا ضرور ہے یاران جادو تو جلد جا کے انہیں گرفتار کر لا
بہت خوب کہکے سلام کیا اور اپنے اژدر آتش فشان کو آگے بڑھایا اور اسم سحر کا پڑھ کے کچھ بال اپنے توڑے اور انکی رسی
بٹ کے سپید و رسیاہ ملکہ چاہتا تھا کہ صاحبقران کی طرف پھینکے امیر ابو تمیر اس وقت تہ دل سے دعا مانگ رہے تھے کہ ای پروردگار
سوا تیرے کوئی حامی و مددگار میرا نہیں ہے تو ہی اس بندہ گنہگار کو اس ملکہ کے شر سے بچائیگا ہنوز دعا امیر صاحبقران کی
تمام نہ ہوئی تھی کہ قدرت قادر برحق اور ایزد مطلق سے آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سفید رنگ کا ایک طرف سے نمایان ہوا اور دیکھتے دیکھتے
بڑھتے بڑھتے وہاں آ کے محیط ہو گیا بجلی چمکنے لگی اور اس ابر سے گہر تیر بار برسنے لگے دماسہ جادو نے کہا ای یاران جادو یہ
جادوگری کی آمد معلوم ہوتی ہے دیکھو تو کون سا جادوگر ہے یاران جادو حیران و پریشان ہو کے دیکھنے لگا خمیر جادو نے کہا کہ
یاران جادو ہم نہ کہتے تھے کہ حمزہ اکیلا نہیں ہے ضرور اسکے مددگار کہیں پوشیدہ ہیں دیکھو ہمارا کہنا سچ ہوا یا نہیں دیکھو وہ
مددگار حمزہ کے آگئے ابھی یہ باتیں یقین تھیں کہ وہ ابر پھٹ گیا اور اس میں سے چالیس ہزار اژدر آتش فشان دکھائی دیے

اور قلاب آتشین اُنکے مُنھ سے نکل رہے تھے اور ہر اژدر پر ایک ایک ساحر سوار بیٹھا اور بیچ میں اُنکے جو اژدر تھا اُس پر ایک
تخت کسا ہوا اُسپر ایک شخص بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوئے چتر بادشاہی فرق پر چھوٹا ہوا گرد اُسکے گوہر آبدار پریشاں
ہوئے دکھائی دیا امیر کشور گیر نے اُس مرد پیر کو دیکھکے پہچانا کہ یہ کلیل خان جادو بادشاہ طلسم کوہر بار باپ
اولوس جنی کا ہے اُسطرف کلیل خان نے جو صاحبقران عالیشان کو دیکھا کہ بحال پریشان کھڑے ہوئے ہیں
تخت سے اُتر کر دوڑ کے صاحبقران کے قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کرنے لگا کہ قبلۂ عالم حضور نے یہ کیا غضب کیا
کہ تن تنہا ایسی بلائے روزگار آفت زمانہ کے مقابلے کو تشریف لائے دمامہ جادو بلائے عظیم ہے اور اگر اس سے
مقابلے کا ارادہ تھا تو پہلے غلام کو یاد کر لیا ہوتا پھر تشریف لائے ہوتے مگر شکر ہے خدا کا کہ اُسنے مجھکو وقت پر پہونچا دیا
اور اولوس نے دست بستہ ہو کے عرض کیا کہ غلام حضور کو ٹھہرا گیا تھا اور عرض کر گیا تھا کہ جب تک غلام نہ حاضر ہووے آپ
ہرگز ہرگز دمامہ جادو کے مقابلے کو نہ جائیےگا مگر حضور نے جلدی کو کام فرمایا اور عرض کیا کہ اب حضور خاطر جمع رکھیں کچھ
تردد نہ فرمائیں اور جادوگر بھی حاضر ہوا چاہتے ہیں اُس طرف دمامہ جادو سے مازان جادو نے عرض کیا کہ کلیل خان
جادو آگے حمزہ کا شریک ہوا ہے دمامہ جادو نے ہنس کے جواب دیا کہ اسکا حال تو میں پہلے ہی سُن چکی تھی اسی کے بیٹے
اولوس جنی نے تو میری بہن پوتیبال جادو کو مارا ہے خوب ہوا یہ آگیا میں تو اسکی تلاش میں تھی ابھی یہی باتیں تھیں
پھر ایک اور ابر آسمان پر چھایا اور اسی طرح اُسمیں سے ارزوق بن ہمرزوق جادو بادشاہ کشمیر کاشغر کا مع
چالیس ہزار ساحران غدار کے نمودار ہوا صاحبقران زمان کی ملازمت حاصل کی پھر ابر اُٹھا اور اُسمیں سے چالیس ہزار
سفید مرغابیاں نمایاں ہوئیں کہ ہر مرغابی پر ایک ایک ساحر سوار تھا انکے ایک عورت حسینہ جمیلہ کوئی بیس پچیس کی
سن و سال لباس سفید پہنے ہوئے دو بیٹھ کی گاتی بندھی ہوئی ہنس پر سوار دکھائی دی صاحبقران والاشان کی
خدمت میں حاضر ہو کے تسلیم بجا لائی امیر کشور گیر نے پہچانا کہ یہ محروق جادو بیٹی ہمرزبان جادو کی اور معشوقہ
ہے شیرو یہ کی بس اسکو دیکھتے ہی صاحبقران رونے لگے تصویر شیرو یہ کی آنکھوں کے نیچے پھرنے لگی فرمایا کہ جب
میں محروق جادو کو دیکھتا ہوں بیساختہ شیرو یہ یاد آجاتا ہے محروق نے ہاتھ باندھ کر التماس کیا کہ یا صاحبقران
گیتی ستان قسم ہے مجھے اُس جنت آرامگاہ روح کی کہ جس روز سے میرے سر کا تاج کھو گیا یعنی وہ فردوس منزل سرائے فانی
سے راہی عالم جاودانی ہوا ہے یہ کنیز بیتمیز سوا حضور کے سایۂ عاطفت کے اور کوئی وسیلہ نہیں رکھتی ہے خداوند کریم
حضور فیض گنجور کو تا صد ہزار سال باجاہ و اقبال سلامت رکھے حضور نے ایسے وقت میں بھی کنیز کو یاد نہ فرمایا امیر نے
اُسے گلے سے لگایا اور بصد شفقت و الطاف فرمایا کہ سوا عمرو بن امیہ کے اور کون یہاں تھا جو جاتا اور تجھے
بلاتا یہ خود میرے ساتھ تھا اس اثنا میں ساحر اندر کوہ اور سار وجاہ کے مجموعہ جادو وغیرہ تیس ہزار جادوگروں
کی جمعیت سے آپہنچا ابھی امیر بالتوقیر کو مجرا کرکے کھڑی ہوئی تھی کہ اور ایک ابر طاؤسی رنگ کا اُٹھا اور توسن جادو اور
جاموس جادو بادشاہ شہر ام الجبال کے لاکھ جادوگروں سے خدمت فیضدرجت صاحبقران دوران میں
حاضر ہوئے بعد اُسکے بادشاہ بنگالہ زعفران جادو چالیس ہزار ساحران تجربہ کار سے حاضر خدمت امیر ہوا
بعد اُسکے مقبل جادو برادر ملکہ جادو بادشاہ شہر عنقلی آباد لاکھ جادوگروں کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا
بعد سب ساحر طلسم جمشید اور طلسم افراسیاب اور طلسم دقیانوس اور طلسم طہمورث دیوبند اور طلسم
اور طلسم ہزار اسپ اور طلسم جان بن جان یعنی طلسم ہفتخری اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب
اور طلسم اہارستان اور طلسم بلاشان سلیمانی کے متصل ہیں بعد دیگرے آ آکے خدمت صاحبقران عالیشان

حاضر ہوئے قدمبوسی حاصل کی چار گھڑی دن رہے تک ساحروں کی آمد لگی رہی دمامہ جادو ان سب کو دیکھ
دیکھ کے حیران ہوتی تھی اور اپنے دل میں کہتی تھی کہ میں تو حمزہ کو تنہا سمجھی ہوئی تھی مجھے کبھی یہ گمان بھی نہ تھا کہ
لاکھوں جادوگر اسکی مدد کو آجائینگے کبھی تمیز جادو کی طرف مخاطب ہو کے کہتی تھی کہ ای تمیز جادو تو ہی نے سچ کہا تھا
کہ حمزہ کے مددگار پوشیدہ ہیں پوشیدہ ہونا کیسا آج تو دل کے دل جوق کے جوق گروہ کے گروہ حمزہ کے مددگار
آ رہے ہیں یہ بڑا زبردست بادشاہ ہے کہ اتنے ساحر اسکے مطیع و فرمانبردار ہیں میں نے تو اسکا اسم اعظم اسی
خیال سے بند کر دیا تھا کہ یہ محض بیدست و پا ہو جائیگا مجھسے لڑ نہ سکیگا میری اطاعت و فرمانبرداری کریگا یہ کبھی
جانتی تھی کہ اتنے مددگار اسکے آجائینگے اگر میں یہ جانتی تو جیسے میں نے گرفتار کیا تھا جزیرہ حیرت میں قید نہ کرتی
فوراً قتل کر ڈالتی تو آج کا ہے کو یہ دن اسے نصیب ہوتا پھر کبھی اپنے دل میں پیچ و تاب کھا کے آزردہ ہو کے کہتی تھی کہ
ای تمیز جادو یہ سب تیرے باعث سے ہوا تو نے مائل ہو کے حمزہ کو قوت دلوائی پہلے حمزہ تنہا تھا اسکو یاران جان
طرفۃ العین میں گرفتار کر لیتا اور ابتک مار بھی ڈالتا نام و نشان بھی کہیں اسکا باقی نہ رہا ہوتا اور بھلا اب کیا
کوئی اسے کیونکر گرفتار کر سکتا ہے جو اسکے پاس ہمارے لشکر سے بھی دوگنا چوگنا لشکر جمع ہو چکا ہے ای تمیز جادو
تیری صلاح پر جو چلے وہ خراب ہوا اگر تو میرا قدیم لازم نہ ہوتا تو اسوقت بہت بری طرح میں تجھسے پیش آتی
تمیز جادو نے عرض کیا کہ ای ملکہ فرمانا آپکا بجا ہے زمانے کا یہی دستور و قاعدہ ہے کہ اگر تدبیر میں پڑی چار طرف
واہ واہ ہو گئی اور اگر کام بگڑ گیا بس اسکے گلے میں طوق لعنت کا پڑ گیا حمزہ کی زندگی تھی اور میری قسمت میں
بے روسیاہی بدی تھی اس سبب سے یہ بات میرے منہ سے نکلی دمامہ جادو یہ سنکے چپ ہو رہی اور کہا کہ خیر اگر یہ جادو
آئے ہیں تو میرا کیا کرینگے جس طرح پروانوں کا ہجوم شمع انجمن کا کیا کر سکتا ہے آخر خود ہی سب جل جلکے ہلاک ہوتے ہیں
اسی طرح یہ سب بدولت شمشیر آبدار میں ایک سحر میں ان سب کو غارت کرونگی اور خوب ہوا کہ آج یہ سب کے سب
حمزہ کی مدد کو آگئے اس سے دوست و دشمن کا حال معلوم ہو گیا یہ سب شادی و غمی میں برابر شریک ہوتے
رہتے تھے ہم جانتے تھے یہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب ہیں سب ہمارے دوست ہیں آج مفصل معلوم ہوا
کہ یہ سب خدا پرست ہیں حمزہ کے طرفدار ہیں میں ان سب کو مار ڈالونگی ایک کا بھی نام و نشان باقی نہ رکھونگی کیا
یہ لوگ مجکو مانند ساحران ام الجبال اور خفلی آباد کے سمجھے ہیں دیکھو تو میں بھی کیسا انھیں تباہ و برباد کرتی ہوں
کہ کوئی انکا نام بھی نہ جانیگا غرض یہ باتیں کر کے کمال رنجیدہ خاطر کبیدہ میدان سے پھر کے اپنے خیمے میں گئی ادھر جیسے
تمام ساحران مطیع اسلام کے استادہ ہوئے صاحبقران عالیشان آکر بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا
و علیہ السلام میں داخل ہوئے ڈنگل پر بیٹھے جادوگر دو اطراف میں دورہ باندھ کے جمع ہوئے اولوس جنی نے ہاتھ
باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار غلام جسوقت سے حضور سے رخصت ہو کے گیا چار طرف جا جا کے سب کو حضور کے
حال سے آگاہ کیا سب موجود ہیں پوچھ لیجیے ہر ایک نے گواہی دی کہ جی ہاں حضور یہ بجا کہتے ہیں انھوں نے اس معرکہ
عظیم کے حال سے مطلع کیا ورنہ ہمیں تو معلوم بھی نہیں تھا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای اولوس جنی تم
ایسا یار وفادار سرفروش حق نیوش جانباز دوست دمساز کہاں پیدا ہوتا ہے تمنے وہ کار نمایاں کیا کہ کسی سے ایسا
نہ ہوگا ای اولوس جب ہمکو فرامرز قارن مدنی نے عقابین پر چڑھایا ہے تو عمرو بھی ہر روز دن بھر دوڑتا تھا اور دو
کرکے سرداروں کو جا جا کر خبر کرتا تھا اور جب شام ہوتی تھی تو ہمیں آکے کھانا کھلاتا تھا یہانتک کہ دوڑتے دوڑتے
اسکے پاؤں بیکار و ناقص ہو گئے تھے مگر وہ کام عمرو ہی کا تھا او تمنے بھی بڑا کام کیا کہ دس ہی چار روز کے عرصے میں تمام عالم

ساحرون کو جمع کرکے سب آئے یہی باتین تھین کہ **نظم**

تلوار اپنی ہر سپہ کے گرز گران بلند	اُٹھے ہیں سپاہ پھر ہرے نشان بلند
آواز کوس حرب ہوئی ناگہان بلند	دیکھا جو دور سے تو مسافر یہ کہہ گئے
گویا ہوئی سپاہ عدو سے فغان بلند	لشکر نے اندھیری رات کو جنگل میں رکھے

جو نہین آواز طبل جنگ کی سمع اقدس صاحبقران ذیشان مین پہونچی فرمایا خبر تو لو یہ کیسا نقارہ بجا جاسوس خبر کے واسطے گئے لیکن تھوڑی دیر کے پھر آکے عرض پرداز ہوے کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی صاحبقران ذیشان نے بھی حکم دیا کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اُسطرف دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے خطاب کیا کہ تم سبھون نے دیکھا حمزہ کی طرف تمام عالم کے ساحر جمع ہین لشکر بیشمار آیا ہی کہو تمنے کیا تدبیر ٹھہرائی ہی سب نے عرض کیا کہ ای ملکہ شہنشاہ ساحران ہم آپ کے سامنے کیا تدبیر کرینگے ہمارا کیا مقدور ہی جو آپ کے آگے نام سحر کا لین اور کچھ تدبیر اُسکی کرسکین جو کچھ تدبیر حضور نے ٹھہرائی ہوگی وہی بہتر اور انسب ہی دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے جو کچھ تجویز کیا ہی وہ کیا ہی تم اپنا حال کہو کہ کیا کروگے سب نے یکزبان ہوکے جواب دیا کہ ہم سب غلام جانبازی اور سرفروشی کے لیے موجود ہین دمامہ ہنسی اور کہا کہ کیا مین غافل نہین تھی مین نے مدت سے اسکی تدبیر کر رکھی ہی مجھکو علم نجوم سے یہ وقت اور یہ امر پہلے ہی معلوم تھا اور دیکھو وہ تدبیر یہ ہی اور یہ کہکے اپنا جوڑا کھولکے ایک ڈبا نکالا اُسکو کھولا اُس مین سے ایک بچہ میمون باہر آیا اور اُچکے اُسکے سر پر دمامہ جادو کے جا بیٹھا گویا اس لکا سے ساحرہ کے سر کا تاج بنا آنکھین اُسکی یاقوت سرخ کی معلوم ہوتی تھین اور گردن مین اُسکی ایک کارچوبی پٹہ مرصع کا پڑا ہوا تھا اُسمین سونے کی زنجیر بندھی ہوئی وہ بچہ میمون کبھی اچھلکے سر پر جاتا تھا اور اُسکے سر کا تاج بنتا تھا کبھی شانے پر آکے اُسکے اعمال بد کا فرشتہ ہوتا تھا کبھی اُسکی گود مین آکے اُسکا سرو قامت ہوتا تھا جس اُس بچہ میمون پر جسکی نگاہ پڑی وہ منہہ کے بل گرا اور بیہوش ہوگیا تمام ساحر دمامہ کی طرف کے بیہوش ہوگئے پھر دمامہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکے اُنپر دم کیا وہ سب ہوش مین آگئے اور بچہ میمون کو ڈبے مین بند کر پھر جوڑے مین رکھ لیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ زمانہ سابق مین خداوند سامری نے ایسا ہی ایک بچہ میمون تیار کیا تھا یا اب مین نے بنایا ہی کسی ساحر کا یہ مقدور نہین ہی کہ اس سحر کو رد کرسکے یا سامنے کسی کا کہ جو اُسکے سامنے ٹھہر بھی سکے اور یہ آخری حربہ مین نے رکھا ہی کہ کوئی اسکی تاب نہ لاسکیگا اُسکے رد کرنے اور ہوا دینے کا بھلا کیا ذکر ہی اور صاحبقران سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی وہ کیا چیز ہی کہ میرے سحر کے مقابل مین ٹھہر سکے بلکہ یہ جتنے ساحر مدد کو اسکی آگئے ہوے ہین یہ سب بیکار ہین ہان ایک مقبل خالت جادوگر وہ ساحر دبیر ہی مگر بفضل خداوند سامری وتائید جمشیدی اُسے بھی دیکھ لونگی تم سب مقابلہ کروجیتے کچھ نہ ہوسکیگا اور تمہارے حربون سے یہ لوگ بچ جا نکلینگے تو ایک طرفۃ العین مین مین سب کا کام تمام کردونگی القصہ تمام رات دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا کیا دونون طرف کے ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف رہے ہر جگہ ہر ایک نے بچہ خوک کو جھٹکا کرکے اُسکے خون کا چھڑکا دیا تھا ہر طرف گوگل جل رہا تھا مرچون کی دھانس آرہی تھی دل ہولتے رہے تھے دھوان اُٹھ رہا تھا شعلہ ہاے آتش بلند تھے گلی پر بڑے بڑے چراغ جل رہے تھے کہ صبح ہوگئی صبح کو شاہنشاہ سلطان السلاطین امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان اسباب صاحبقرانی بدن پر آراستہ کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفشان خونریز خاوری اور نظر کردہ شاہ ولایت شہنشاہ حجازی کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابو الہول دیوانہ اور بہودا سے زنگی دونون اپنے ہاتھون مین جریب سنی لیے ہوے ساتھ تھے عمرو بن امیہ ضمری دامن گرد اُٹھائے ہوے آستینین کہنیون تک چڑھائے ہوے اسباب عیاری تمام جسم پر لگا ہوا جست و چالاک

بنا ہوا اسکے آگے عرصہ کارزار میں آ کر کھڑے ہوئے اُدھر مجروق جادو اور طاؤس جادو دہنے بائیں اُس سپہر اقتدار کے
استادہ مکلل خان جادو تخت مرصع پر سوار ایک طرف باقی جملہ ساحر اپنے اپنے پرے باندھے ہوئے صف بستہ
کھڑے ہوئے کہ اتنے میں سواری شہنشاہ جادوگران بلکہ دمامہ جادو کی بھی نمایاں ہوئی سات سو اژدہاے آتش فشاں
پر سات سو علمدار سوار علم اژدہوں کی پشت میں گڑے ہوئے پھریرے علموں کے آتشیں آہنی سے پرکالے آتش کے
نکلتے ہوئے ساحر اُنکے پیچھے ناریل اُچھالتے ہوئے کھیلتے ہوئے چلے آتے ہیں آگے آگے سب ساحروں کے تخت دمامہ
جادو کا چار فیل آتشیں پر کسا ہوا ہودج آتشیں میں دمامہ بیٹھی ہوئی جسمین ایرج کا قد دلہن بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے چہرہ
کا رنگ مانند اُلٹے توے کے سیاہ لہنگا کھاروے کا پہنے ہوئے ساری ساٹھو کی اُوڑھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا ٹیکا
بڑا سا سیندور کا پیشانی پر دیا ہوا بالوں کی لٹیں چھوٹی ہوئیں زمین تک لٹکتی ہوئیں ہر بن مو سے آگ کے شعلے
نکلتے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ اس بلا کے سر میں تمام کالے سانپ لپٹے ہوئے من اُگل رہے ہیں اور گرد و اطراف میں
ساحران غدار مانند یاران فیل گوش سحر سولت ابر بہمنی جادو اور معتبر جادو وغیرہ کے چلے آتے ہیں ہر ایک
اژدرہا آتش فشاں پر سوار قشقے ماتھوں پر کھینچے ہوئے میدان رزم میں آ کے قائم ہو گئے پرکالہاے آتش سر بآسمان کشیدہ ہوا
گنبد گردوں میں پیچیدہ صداے نالہاے رزمی سے گوش گردوں تک کر نقاروں کی صدا سے زمین متزلزل و متحرک
بس دمامہ جادو کا وہاں پہنچنا تھا اور لشکر اسلام کی طرف بغیظ و غضب دیکھنا تھا کہ بمجرد دیکھنے کے جہاں لشکر اسلام
کھڑا تھا وہاں کی زمین شق ہو گئی اور مرکب زمین میں سمانے لگے جب امیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ اشقر دلاور
بھی زمین میں دھنسا جاتا ہے مجروق جادو اور طاؤس جادو سے خطاب کیا کہ اے مجروق جادو اور اے طاؤس جادو
یہ کیا آفت ہے کہ ابھی لڑائی نہیں شروع ہوئی اور زمین میں زلزلہ پہلے ہی سے آ گیا اُنھوں نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ
اے شہریار یہ شہنشاہ ساحران ہے اپنی ہیبت ابھی سے دکھاتی ہے مگر حضور خاطر جمع رکھیں کنیزیں ابھی اسکا تدارک
کرتی ہیں یہ کہکر مجروق جادو دہنی طرف اور طاؤس جادو بائیں طرف گئی کہ جھولی سے ناریل نکالے کچھ اسم اُن پر دم کر کے
زمین پر اس زور سے مارے کہ تحت الثریٰ تک پہونچے اور دو میل ملا کے دہنی اور بائیں جانب لشکر اسلام کے قائم
ہو گئے وہ زلزلہ موقوف ہو گیا زمین کا دھنسا جاتا رہا دمامہ جادو نے دیکھا کہ زلزلہ لشکر اسلام کی زمین کا موقوف ہو گیا
یاران فیل گوش سے پوچھا اے یاران جادو دیکھنا یہ کسنے میرے سحر کو رد کیا یاران جادو نے عرض کیا کہ مجروق جادو اور
طاؤس جادو نے سنبھلکے کہا کہ یہ قدرت خداوند سامری و جمشید کی ہے کہ کل کی چھوکریاں جنکے منہ سے ابھی تک دودھ
کی بو نہیں گئی اور جو فن سحر کو مطلق نہیں جانتیں وہ ہمارے سحر کو رد کریں لو قدرت خداوند سامری و جمشید کی دیکھو انکی
بھی یہ مجال ہوئی خیر کیا مضائقہ ہے کچھ اندیشہ نہیں ہے تو ایک لمحہ میں ان سب کو خاک سیاہ کر دونگی مگر مجھکو رحم آتا ہے
کہ یہ سب بندگان خداوند سامری و جمشید ہیں کیا انہیں مٹاؤں یہ کہکے اپنے ہاتھی کو صف سے آگے بڑھایا اور پکار کے کہا
کہ اے ساحران غدار اے مددگاران حمزہ معلوم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی شامت لائے ہو تم سب کو لازم ہے کہ حمزہ کا ساتھ
چھوڑو اور یہاں آ کے میری قدمبوسی کرو اگر اپنی جانیں بچانا چاہو نہیں تو تم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سب کو خاک سیاہ
کر دونگی مجکو رحم آتا ہے کہ تم میرے بھائی برادر ہو ہم قوم ہو دیکھو میرا کہنا مانو کھینچی اپنی بلاؤ مجھکو مثل ساحران ام الجبال اور
عنقلی آباد کے سمجھو یہاں مکلل خان جادو سب سے آگے بڑھا ہوا اپنے تخت پر سوار تھا اُس سے دمامہ جادو نے
خطاب کیا کہ اے مکلل خان جادو تو تو ہمیشہ ہمارے یہاں شادی و غمی میں شریک رہتا تھا اب تیرا حال کھلا کہ تو
خدا پرستوں کا شریک ہے اور مجھکو بالکل بھول گیا میرے رعب و خوف کو دل سے بھلا دیا کیا تو نہیں جانتا تمام زمانے کے

ساحر اور سارے دنیا کے جادوگر میرے تابع حکم اور فرمانبردار ہیں کیا تو نہیں جانتا کہ کوئی مجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا اور
ہیں تم سب کو اسواسطے سمجھاتی ہوں کہ خلق مجکو بدنام نہ کرے کہ ماہ رخ جادو نے کسی پر رحم نہ کیا سارے عالم کے
ساحروں کا استیصال کر دیا اور خود میرا دل بھی نہیں چاہتا ہے کہ تم سب میرے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو ایک طرفہ امر ہے
ہیں تم سب کا استیصال کر دونگی یہ بات سنکر مکل خان جادو نے جواب دیا کہ او نکاٹہ کیا بکتی ہے نشہ کبر و خودی میں بیہوش ہو کر
کیا جھک مار رہی ہے ہم سب مطیع و منقاد سکندر صولت سلیمان شوکت سرگروہ خداپرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران
کے ہیں ایک مدت مدید اور عرصہ بعید منقضی ہوتا ہے کہ اس شہریار فلک اقتدار نے قعر کفر و ضلالت سے نکالکے ہمکو سرچشمہ
ہدایت پر پہونچایا عوض میں نار جہنم سے گلزار نعیم میں ہمارا گھر بنایا آج ہم سب اسکے ساتھ اپنی جانیں دینگے اور اپنے مالک
غفور الرحیم سے اسکے صلے میں جنت لینگے اور یہ غرور جو تجھکو ہے خالق نے چاہا تو تیرے سامنے آجائیگا کسواسطے کہ حق تعالیٰ کو
کسی کا غرور پسند نہیں شعر مرا ورا رسد کبریا و منی + کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی + اور آج تک تکبر کسی کو نہیں پھلا جسنے
تکبر و غرور ذرا بھی کیا فوراً اسکا بدلہ اسکو ملا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ماہ رخ جادو
دنیا چند روزہ ہے یہاں جاہ و حشم ظاہری کچھ اعتبار نہیں کسی کو ایک حالت اور ایک طرح پر ہمیشہ قرار نہیں جو آج آیا
کل روانہ ہے دنیا سرائے یہاں کا یہی کارخانہ ہے پھر اس دو روزہ زندگی پر اتنا کبر و غرور عقل سے دور ہے عقلمندوں اور
انجام بینوں کے نزدیک کبر و نخوت خلاف شیوہ و دستور ہے نظم

شایان عظمت اسی کو کمال و جلال ہے	حقا کہ اسکی ذات عدیم المثال ہے
اچھا کوئی جو اپنے کو سمجھے تو کیا حصول	اچھا ہے بس وہی جسے فرمائے وہ قبول
جبر ہوا کسی کی مہر دہی لاجواب ہے	کیا جانئے کون فیروز ہو کون آشنا ہے
پاتا ہے دیر بیشک نہیں یہ خیال ہے	ہے دوسرا کبھی ایک صاحب کمال ہے
انسان ہی پہل کی جانتا رہے	ہوں ایک مشت خاک یہی جانتا رہے
دنیا کا مال و جاہ ہے سب ہیچ اور فضول	کا ہنا ہے عیش خلق کہ آپکے آگے ہیں

اور ماہ رخ جادو ہم بھی کسی سے ... نہیں رکھتے ہیں

ہمسے بھی جو کچھ ہو سکیگا قصور و کوتاہی نہ کرینگے اگر ہم سبھوں کی تقدیر میں یہ بات لکھی ہے اور انتقام امیر حمزہ صاحبقران کا
اسی چاہ الناس میں مقدر ہوا ہے تو خیر رضینا بالقضا اور جو اقبال امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا یاور ہے اور
اختر طالع منور ہے تو شہر عقیلی آباد کی طرح اسکو برباد کرینگے اور تجکو مار ڈالینگے یہ کلام سخت اور گفتگو درشت
ماہ رخ جادو نے جو سنی تو نہایت غضبناک ہو کے پکاری او اہل سپاہ مکل خان جادو تو اپنے دل میں شاید یہ سمجھا ہے
میں کسی سے ویسا ہی باتیں کرتی تھی میں تو تم لوگوں کو اسوجہ سے سمجھاتی تھی کہ آج تک ہمارے تمہارے کوئی فساد میں ہم کو ملال
نہیں ہوا ہے تم ہماری شادی و غمی کے شریک ہو ہم تمہاری شادی و غمی کے شریک ہیں ہم تم ...
ابھی کوئی بات ایسی نہیں ہوئی جس سے تمہیں ہمسے ملال پہونچا ہو یا ہمیں تم سے رنج حاصل ہوا ہو آج جو تم سب ایک شخص غیر کے
لیے جسکی کچھ ہستی نہیں یلغار کر کے آئے ہو اپنے دل میں کیا سمجھے ہو حمزہ ایسے ہزار ہا آدمی اگر چاہ الناس میں آئینگے تو
قتل ہونے اور مارے جانے کے کیا ستائینگے اور یہی تھا جسے پہلے ہی قتل کر چکی تھی لیکن اسکی اتنے دن کی زندگی تھی اسی
سبب سے بچ رہا گیا اور بھلا اب میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جاتا ہے دیکھو تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہے مجھے تو یہ خیال ہے کہ حمزہ
کے ساتھ تم بھی بے قتل ہو تو تم سب کی بھی جان بچ جائے مگر اب تم نہیں مانتے ہو نصیبوں نے تمہارے جہاں تک سمجھانے کا حق تھا
تمکو سمجھا چکی اب میرا کوئی قصور نہیں میں مجبور ہوں اور میں تو پہلے سے تمہاری تدبیر کر چکی ہوں یہ کہکر جوڑے سے ...
... نکالا اور زنجیر پکڑ کے جو اسے کھینچا تو اسنے ایک چیخ ماری کہ صدا سے اسکی تمام ساحر لشکر اسلام کے اور بہادر جادوگر
ماہ رخ کے منہ کے بل بیہوش ہو کے گر پڑے بعد ساعت کے جو ہوش میں آئے تو ماہ رخ جادو پکاری کہ مکل خان جا
دو نے اور وہ کل کی چھوکریاں جنکے منہ سے ابھی دودھ کی بو آتی ہے ... نام ... کیا ... نہیں

اور میرا سحر رد کرنے کو موجود ہین انھون نے اسکا رد سحر کچھ نہ کیا اسکا رد سحر کرتین تو ہم بھی جانتے کہ ہان وہ بھی کچھ سحر کرنا جانتی ہین
ابھی تو تم سب لوگ اسکی آواز ہی سنکے بیہوش اور خود فراموش ہو کے منھ کے بھل زمین پر گر پڑے ہو اور جسوقت مین نے اسکی دونو
ٹانگین پکڑ کے چیرینا اور یہ چلایا تو کہو کیا ہوگا اسوقت ادھر اسکی آواز نکلی تو بیہوش ہوکے زمین پر گرنا کیسا تم سب کے سب اندھے
ہو جاؤ گے آنکھین بیکار ہو جائینگی مین تم سب کو قتل کر ڈالونگی اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو میرے سحر سے ڈرو اپنے حال زار پر رحم
کھاؤ حمزہ کا ساتھ چھوڑو ادھر آؤ مفت اپنی اپنی جانین نہ دو آکے میرے شریک ہو قسم ہے مجھکو خداوند سامری و جمشید کی
مجھکو افسوس آتا ہی کہ تو لاکھو بندگان سامری و جمشید ناحق میرے ہاتھ سے غارت ہو جائینگے اور فی الحال تامل اور تساہل
اس سبب سے کرتی ہون کہ میرے سردار تم سب لوگون کا استیصال کرنے کو بہت ہین جب انسے کچھ نہ ہوگا اور وہ تمھارے
استیصال سے عاجز آئینگے تو مین ایک چشم زدن مین کام تم سب کا تمام کر دونگی ابھی دمامہ جادو یہ کہ رہی ہی یہان کا حال سنیے
کہ ساحران اہل اسلام جو ہوش مین آئے تو صاحبقران کے پیچھے آکے چپکے کھڑے ہوئے نظر بلند کانپ رہے تھے جیسے لرزہ
چڑھا ہوا تھا اور گویا منھ مین زبان نہ تھی جو دمامہ جادو کو کچھ جواب دیتے مکلل خان جادو کے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین
وہ بھی حیرت مین ہلکے کی سی صورت بنا ہوا کھڑا تھا صاحبقران عالیشان نے محروق جادو اور طاؤس جادو سے فرمایا کہ
صاحبو یہ کیسا سحر عجیب و غریب بنایا ہی کہ مین بھی اسے دیکھکے خائف ہوا تھا اور آواز اسکی مثل آواز رعد کے تھی یہ بھیانک صدا
مین نے آج تک کبھی کسی کی نہین سنی تھی عجب ہولناک اس لعین کی صدا تھی + معاذ اللہ آفت تھی قہر خدا تھی + دیوون کی
آوازین بھی اسکے سامنے مات تھین اور تم بھی سب دمامہ کے سامنے بیکار تھے وہ چاہتی تو طرفۃ العین مین تم سب کو مار ڈالتی اور کوئی
اسکا کچھ نہ بنا سکتا خدا نے تم سب کو بچایا اب کہو تمنے کیا تدبیر تجویز کی ہی محروق نے عرض کیا پیر و مرشد ہم جانبازی اور سرفروشی
کو موجود ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہی ہم حاضر ہین ہم اپنی تدبیر سے غافل نہ ہونگے اسوقت ہمین معلوم نہ تھا کہ اسنے
ایسا زبردست سحر کیا ہی نہین تو کبھی یہ حالت ہماری نہ ہوتی اب ہم بھی رد اسکی تیار کرتے ہین دوسرے یہ کہ مکلل خان جادو
ہم سب مین سن رسیدہ اور بزرگ ہین بلکہ انھون نے صحبت جمشید و سامری کی دیکھی ہی یہ کیا کچھ کمی کرینگے مکلل خان نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی ای امیر گیتی ستان صاحبقران زمان مین نے جب سے یہ بچہ میمون دیکھا ہی میرے ہوش و حواس
بجا نہین ہین زمانے مین کوئی اس سحر کو رد نہین کر سکتا یہ کل کی چھوکریان ہین بھلا انھون نے کیا دیکھا جب مجھ ایسے پیر ضعیف کا
یہ حال ہی کہ اب تک ہوش و حواس بجا نہین ہین تو انکی کیا حقیقت ہی اور اس بچہ میمون سے مین خوب واقف ہون اسی سے زیادہ
خائف ہوا ہون مین نے سامری کی آنکھین دیکھی ہین کہ جسکے نام سے آج تک سحر ہوتا آیا ہی اور روے زمین کے ساحر اسکے پیرو ہین ایک مرتبہ
سامری نے ایسا ہی بچہ میمون تیار کیا تھا تمام عالم کے ساحرون نے چاہا کہ اسکی رد کرین کوئی کچھ نہ کر سکا یہانتک کہ خود سامری
نے ارادہ کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اسکی رد بنائے ہرگز نہ بن سکی ایک بچہ میمون تو مین نے جب دیکھا تھا اور دوسرا آج دمامہ
کے پاس دیکھا پیر و مرشد اسکی رد سوا اسم اعظم کے اور کسی سے ممکن نہین امیر حمزہ صاحبقران نے مایوس ہوکے جواب دیا کہ ای مکلل خان
جادو اسم اعظم تو اس لکاتہ نے پہلے ہی بند کر دیا ہی مکلل خان نے پھر دست بستہ ہو کے التماس کیا کہ خیر حضور دیکھین تو کیا ہوتا ہی جو ہوگا
دیکھا جائیگا مصرع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد + مکلل خان کی اس گفتگو سے تمام ساحر مثل بید کے کانپنے لگے کہا جو
مرضی الہی ادھر دمامہ جادو پھر کے اپنی صف مین آئی اور اپنے ساحرون سے کہا کہ تم سب میدان مین جاؤ مین بھی دیکھون کہ آج
کیا کرتے ہو ایک ساحر معطر جادو نامے بلا سے بدتر ان آفت روزگار تھی اسنے شہنشاہ ساحران دمامہ جادو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اگر غلام
کو اجازت ہو تو مین جاکے ان سب کا کام تمام کر دون دمامہ نے جواب دیا جا خداوند سامری و جمشید تیرے حافظ و نگہبان رہین معطر جادو
اپنے تئین در آتش فشان [illegible] ایک چوبیدار ناریل نکالکے زمین پر مارا کہ وہ شق ہو گیا اسمین سے ایک شعلہ

لپکتا ہوا نکلا وہ شعلہ بڑھتے بڑھتے ایک آگ کا دریا ہوگیا اور موجیں مارتا ہوا لشکر اسلام کیطرف بڑھا ادھر طاؤس جادو جو
طاؤس پر سوار تھی اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا کہ دریاے آتشین بڑھتا چلا آتا ہی فوراً اپنے طاؤس کو صف کے آگے
بڑھایا اور میدان میں آکے ایک روئی کا پہل نکال کے ہاتھ پہ رکھا اور اُسپر چند قطرے پانی کے اسم سحر پڑھ کے چھڑکے
کہ وہ آسمان کیطرف اُڑا جسقدر وہ روئی کا پہل بلند ہوتا جاتا تھا بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ ایک ابر محیط بنکر تیار ہوا
اور اُسمیں سے پانی برسنے لگا اور اس شدت سے برسا کہ دریاے ذخار موجیں مارنے لگا اور اُسطرف بڑھنے لگا حتی
کہ وہ دریاے آب اُس دریاے آتش پر گرا دونوں دریا باہم صحرا کیطرف روان ہوگئے اُن سبکی نظروں سے
نہان ہوگئے معطر جادو غیظ میں یہ کہتا ہوا طاؤس جادو پر دوڑا کہ او طاؤس تونے میرا سحر رد کیا اب تو میرے
ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگی ادھر سے طاؤس جادو پکاری کہ او حرامزادے دیکھ تو آج تیرا کیا حال کرتی ہوں اور اُسنے
بھی اپنے طاؤس کو آگے بڑھایا دونوں مقابل ہوے سحر ہونے لگے ادھر اُس ناری نے اژدر آتش فشان کو شعلہ بار کیا
ادھر اُس شعلہ جوالہ نے اپنا سحر دھوان دھار کیا دونوں اُس آگ اور دھوئیں میں چھپ گئے مگر آواز دونوں کی چلی آتی
ہی بعد دو گھڑی کے وہ آگ اور دھوان موقوف ہوا اور اُسمیں سے طاؤس جادو پسینے میں غرق سر معطر جادو کا ہاتھ میں
لیے ہوے نکلی غل ہوا کہ وہ معطر جادو مارا گیا طاؤس جادو نے سر اُس نابکار کا سامنے امیر کشور گیر کے ڈال دیا امیر نے
طاؤس جادو کو گلے سے لگایا پیشانی کو اُسکی بوسہ دیا بہت سی تعریفیں کین اُس طرف عنبر جادو نے جو دیکھا کہ معطر جادو
مارا گیا غیظ و غضب میں آکے دمامہ جادو سے رخصت طلب کی اُسنے اُسے اجازت دی یہ میدان میں آیا نعرہ کیا کہ اے
...ان لشکر اسلام غضب کیا تمنے کہ رفیق کو شہنشاہ جادوان ملکہ دمامہ جادو کے مار ڈالا دیکھو تو اب کیا گل کھلتا ہی
...کے عوض میں کون کون خاک میں ملتا ہی کس کس کا سر قلم ہوتا ہی کون کون فرش موت پر سوتا ہی یہ کہکے ایک تسمہ
...لا اور اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک روئی کے پہل پہ اُن ٹکڑوں کو رکھکے اوسپر اسم سحر پڑھکے اُسے
اُڑایا کہ وہ روئی کا پہل ایک ابر محیط بنگیا اور اُسمیں سے سانپ بچھو مثل قطرات باران کے برسنے لگے جنکو اُن سانپ
اور بچھوون نے کاٹا وہ پانی ہوکر بہ گیا محروق جادو نے جو یہ کاٹ پھانس اُس موذی کی دیکھی اُسی وقت ایک لوہے کی
چادر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا کہ وہ ایک آسمان آہنی بنکر اہل اسلام کے سرون پر چھا گئی اب جو مار و عقرب اوپر سے
آتا ہی اُسی لوہے کے آسمان پر گرتا ہی طاؤس جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی ہزار ہا طاؤس سحر بنا کے اُڑائے وہ
آسمان آہنی پر جا بیٹھے اور جو مار و عقرب گرا اُنھوں نے نوش جان کیا سب ساحران اہل اسلام اُن طاؤسوں
اور بچھوون کا تماشا دیکھنے لگے عنبر جادو نے جو دیکھا کہ سب اہل سلام اس تماشے کیطرف مخاطب ہیں
اُسکے دل میں خیال آیا یہ موقع خوب ہی تو چلکر جلدی سے حمزہ کو پکڑ لا ایسا وقت فرصت تقدیر سے ملتا ہی بس
اپنے دل میں یہ خیال فاسد کر کے زمین پر گر کے لوٹا اور اسم سحر کا جو اپنے اوپر پڑھکر پھونکا فوراً وہ خانہ خراب
بشکل عقاب ہوگیا اور آسمان کیطرف پرواز کی جب بروے ہوا کچھ بلند ہوا وہاں سے دونوں کندے جوڑ کے
صاحبقران پر آ گرا اور اپنے دونوں پنجون سے دونوں شانے امیر کے مضبوط پکڑ کے آسمان کیطرف لے اُڑا
اور بلندی پر جا کے لشکر دمامہ جادو کیجانب روانہ ہوا یہاں لوگوں نے جو یہ ماجرا دیکھا لشکر اسلام میں ایک
غل پڑگیا کہ صاحبقران کو عقاب لیے جاتا ہی محروق جادو نے جو یہ تیزی اُسکی دیکھی اُسیوقت آپ ایک
باز تیز پرواز کی صورت بنکر اُڑی اب آگے آگے وہ عقاب مصنوعی صاحبقران عالیشان کو
اُڑاتا ہوا چلا جاتا ہی اور پیچھے پیچھے ... سن سن کرتا چلا آتا ہی لوگ دونوں لشکروں

ماہمہ جادو کو نہایت خوشی ہی کہ حمزہ گرفتار ہو گیا لشکر اسلام بے سردار ہو گیا اب کوئی دم مین مین شادیانے بجوائی ہون ان سبکو بھی کسی سے گرفتار کروا منگاتی ہون لشکر اسلام مین لوگ دعائین کر رہے ہین کہ بار الٰہا صدقہ اپنی وحدانیت کا ہم غریبون کی بیکسی و بیلبسی پر رحم فرما کر صاحبقران عالیشان کو اس عقاب کے پنجہ سے جلد رہا کر دیا کہ وہ باز تیز پرواز اس عقاب خانہ خراب تک پہونچ گیا اور پنجے مار کے اسکو زخمی کیا اس عقاب کے جسم کو زخمون کی ایذا جو پہونچی صاحبقران پنجون سے چھوٹ گئے زمین پر گرنے لگے طاؤس جادو نے جو دیکھا کہ صاحبقران زمان زمین پر گرا چاہتے ہین بڑے ہوا بلند ہوکے صاحبقران کو روک لیا اور وہانسے لاکے پھر اشقر پر سوار کیا اور مُحرُوق یعنی باز مصنوعی نے عنبر جادو یعنی عقاب مصنوعی کو زمین پر گرا کے اسقدر منقارین مارین کہ پیٹ اس شکم سوختہ کا چاک ہو گیا اور وہ واصل جہنم ہوا ایک غل اور شور برپا ہوا آگ تیغی برابر مین عنبر جادو و لوداور وہ ابر کہ جسمین سے سانپ اور بچھو برستے تھے برطرف ہو گیا اسکے مرتے ہی ماران فیل گوش سحر صولت جادو کہ ملکہ و ماہمہ جادو کا شاگرد خاص ہی اسنے جو دیکھا عنبر جادو کو تیر سے برابر کا تھا وہ مارا گیا بہت غضب ہوا اور بیدھکے ماہمہ جادو کے سامنے آیا ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ محروق جادو مطیع اسلام نے عنبر جادو کو مار ڈالا مجھکو اسکے مارے جانے کا نہایت ملال ہی اسکی تاب مفارقت محال ہی غضب کیا ان اہل اسلام نے کہ ایسے جادو گر کو مار ڈالا مجھسے اب نہین دیکھا جاتا ہی بلکہ میری آنکھون مین خون اتر رہا ہی اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن اور لشکر اسلام سے اسکے خون کا عوض لون کچھ رنج و الم اسکا دور ہو دل مسرور ہو ماہمہ جادو نے جواب دیا کیا مضائقہ ہی تم بھی میدان مین اپنے دل کا حوصلہ نکال لو یہ سنکر ماران فیل گوش و ماہمہ جادو کو سلام کر کے مثل مار سر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا غیظ مین ہو نٹھ چباتا ہوا میدان کیطرف چلا اور ماہمہ جادو نے اپنے ساحرون سے کہا کہ اگر ان کو بھی لشکر اسلام نے معطر جادو اور عنبر جادو کیطرح مار ڈالا تو تم دیکھ لینا کہ پھر مین ان ساحرون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی سبکا رشتہ حیات توڑونگی سب نے ہاتھ باندھ باندھکے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران کیا دنیا مین کسکی مجال ہی کہ ماران سے مقابلہ کر سکے جسے قضا منہ دکھا سے وہ پیشکش ان کے مقابلے کو آسے جسکو اپنی جان دینا گوارا ہو وہ انسے معرکہ آرا ہو ایک مکلل خان البتہ انہین ساحر زبردست کے واسطے انسے عہدہ برآ نہ ہوگا یہ حضور کی آنکھین دیکھے ہوئے ہین کہ دنیا بھر کے سحر سیکھے ہوئے ہین کوئی کیا انکے مقابلہ کو چڑھ سکتا ہی انسے لڑائی مین کوئی کیا بڑھ سکتا ہی یہان تو یہ باتین تھین وہان ماران جادو میدان مین آسکے قایم ہوا اور نعرہ کیا کہ ای ساحران اسلام اور ای تابعان حمزہ خود کام تمہیں آج باز و میرا توڑ ڈالا عنبر جادو کو مارا ہے کہکے تھوڑی سی خاک چٹکی مین اٹھا کے اسم سحر آسپر دمکی کے زمین پر پھینکا کہ یہان طاؤس جادو اور محروق جادو جو کھڑے ہوئے تھین انکے پاس کی زمین شق ہوئی اسمین سے ایک بگولہ خاک کا اٹھکر دونون سے لپٹ گیا محروق جادو اور طاؤس جادو بیہوش ہوکر گر پڑے گرتے ہی شور لشکر اسلام مین غل ہوا کہ ارے دیکھو محروق جادو اور طاؤس جادو کا عجب حال ہی دیکھیے جانبر بھی ہوتی ہین یا نہین مکلل خان نے جو یہ حال محروق جادو اور طاؤس جادو کا دیکھا اسیوقت صراحی پانی کی منگوا کے اسپر کچھ پڑھ کے دم کیا بعد اسکے اسی پانی کو لا کے دونون پر چھڑکا کہ وہ تڑپن انکی موقوف ہوئی مگر ہوش نہین آیا انکو تو خیمون مین بھجوا دیا اور مکلل خان نے وہ باقی ماندہ پانی زمین پر ڈال دیا کہ وہ سب پانی زمین مین جذب ہو گیا پانی کا جذب ہونا تھا کہ ماران جادو کے پاس کی زمین شق ہوئی اسمین سے ایک تلوار جلتے پانی کا نکالکر ماران جادو پھر اماران جادو نے جو اسم سحر کا پڑھکر پھونکا اور ایک گنبد طلائی اس شکاف زمین پر مارا

زمین برابر ہوگئی اور پانی کا نکلنا موقوف ہوگیا ماران جادو نے پکارا کہ مکلل خان میدان میں آ اب میرا تیرا سامنا
ہی تو ہمنشین ساحری کا ہی میں شاگرد شہنشاہ ساحران نامہ دامہ جادو کا ہوں دیکھوں آج تو مجھسے بازی
لیجاتا ہی یا میں تجھسے گوئے سبقت لیجاتا ہوں ساری عمر میں آج ہی تو تیرا سامنا ہوا ہی میں ہمیشہ تیری سحر ساحری کا
ذکر بندگو سنا کرتا تھا مجھے بھی اشتیاق تھا کہ تیری استادی دیکھوں خیر آج اتفاقات روزگار سے سامنا ہوگیا میں یا تو
کر تجھ ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کا سر تجھسے چھین لیتا ہی یا سیر اجادو تجھ پیش جاتا ہی غرض یہ کلمات سنتے وحشت
اس ناہنجار آفت روزگار بدخلق وبدخو ماران جادو سے مکلل خان جادو نے سنکر اپنے تخت کو صف سے آگے بڑھا
مقابلے پر ماران کے آیا ماران جادو نے جو دیکھا کہ مکلل خان میری زد پر آگیا جھٹ پٹ زمین پر لوٹا اور اپنے اوپر
کچھ اسم سحر کا پڑھکے پھونکا فوراً وہ سگ ناپاک شیر کی صورت بنگیا اور مکلل خان پر دوڑا مکلل خان نے جو دیکھا
یہ خرس بادیہ ضلالت شیر کی صورت بنکر مجھپر جھپٹا ہی اسنے بھی اپنے اوپر اسم سحر کا پڑھکے دم کیا اور ایک ارنے کی شکل
بنکے اسپر دوڑا دونوں باہم لڑنے لگے وہ شیر بنے ماران جادو ہر بار طمانچہ مارتا ہی مکلل خان جادو ارنے کی شکل
بنا ہوا اسکے طمانچے کو اپنے سینگوں پر روکتا ہی بڑی دیر تک دونوں میں باہم مقابلہ رہا یہانتک کہ ماران جادو نے
پنجے سے ایک پارچہ گوشت مکلل خان کے جسم سے نوچ لیا مکلل خان کو غصہ آیا اسنے بھی پیچھے ہٹکے جو ایک سینگ
اسکے مارا تو اسکے ایک زخم کاری لگا مگر ماران جادو نے جستی تمام علیحدہ ہوکے فیل آتشین کی صورت بنکر مکلل خان
پر دوڑا اسنے بھی چاہا کہ میں کوئی اور صورت بنجاؤں مگر مہلت نہ ملی یہانتک کہ اس فیل آتشین نے آکے اسکو دبا لیا
اور زمین پر گراکے پامال کرنے لگا صاحبقران ذیشان نے جو دیکھا کہ مکلل خان مغلوب ہوا اور اب کوئی دم میں
کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہی بے اختیار پروردگار کو پکارے کہ اے کس بیکسان وای یاور غریبان اس مرد ضعیف کو
ماران جادو کے ہاتھ سے بچا لے اور ہمکو ان ساحروں کی شر سے محفوظ رکھ اور کبھی اپنی طرف کے ساحروں سے
مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ صاحبو دیکھو مکلل خان ہاتھ سے ماران کے مارا جاتا ہی اسکا کام تمام ہوا چاہتا ہی
جلد اسکو اسکے ہاتھ سے بچاؤ مدد کرو کوئی جواب بھی نہیں دیتا ہر شخص غرق دریائے حیرت ہوکے تصویر کی صورت
بنا ہوا کھڑا ہی اور خاموش ماران جادو اور مکلل خان کو دیکھ رہا ہی اور اگر کوئی جواب بھی دیتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ
پیرومرشد یہ ملعون شاگرد رشید دامہ جادو شہنشاہ ساحران کا ہی اور فن سحر میں ہمسر اور ہم پلہ دامہ جادو کے
ہی اس سے کون مقابلہ کرے کون میدان میں جاوے اور جو اس وقت اسکے پاس جاویگا وہ مارا جائیگا لہو میں نہا
جائیگا خدا ہی مکلل خان کو بچانے والا ہی فقط اسی کی ذات کا سہارا ہی اگر وہ مدد کریگا تو البتہ اسکا سر بچ رہیگا ورنہ دشمنوں کا ان بر
کام تو اسکا تمام ہوچکا ہی اب باقی کیا ہی جتنے ساحر لشکر امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان میں ہیں سبکی رنگتیں زرد ہیں ہاتھ پاؤں بید
ہیں خون پر اداسی چھائی ہوئی ہی چہروں پر مردنی پھیری ہوئی ہی صاحبقران دوران نے جو دیکھا کہ کسی سے بھی کسی ساحر کی جرأت
نہیں ہوتی کہ ماران جادو کے مقابلے کو جاوے اور مکلل خان کو اسکی شر سے بچاوے پھر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کرکے عرض کرنے لگے کہ اے خالق حقیقی اور مالک تحقیقی تو نے بڑے بڑے معرکوں میں مدد کی ہی جو بلا آئی وہ تو نے اپنے فضل و کرم سے
رد کی تیری ہی مدد سے میں چاہ الماس میں آیا اور فوقنون جادو اور نرگس جادو اور ہمامہ جادو ولو تیسال جادو کو
واصل جہنم کیا تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر میں آج اس لکاتہ دامہ جادو سے بھی منہ کو آرہا ہوا ہوں اسمیں بھی
ابتک اسپر غور رہا اسکے جادوگران نامی کو لشکر اسلام نے راہی دار البوار کیا لیکن اب ایسی مشکل آپڑی ہی
کہ یہی بات بگڑا چاہتی ہی ساری عزت و آبرو اس بندہ ذلیل و حقیر کی خاک میں ملا چاہتی ہی واسطے اپنے بندگان

شناخس کا کہ میری آبرو رکھ لے اور اس بندۂ بیکس و بے بس کو اس موذی کے چنگل سے نجات دے ابھی امیر حمزۂ صاحبقران بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری بدرگاہ خدا یہ دعا کر رہے تھے کہ تیر دعا ہدف اجابت پہ بیٹھا شعر زنشست ہمت کشو کشاید برآمد بہ ہدف تیر دعا ایش ہ یکایک دیکھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر نمایان ہوا اسمین سے آواز رعد کی آنے لگی ہزارون بجلیان چمکنے لگین اس رعد کی آواز مہیب اور بجلیون کے چمکنے سے دونون لشکرون کے جادوگر خوف کے مارے کانپنے لگے اور ہول کے سبب سے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی ہانپنے لگے ہاتھ پاؤن پھول گئے سارا سحر بھول گئے چہرون سے رنگ زرد ہو گئے جسم سب کے سرد ہو گئے آنکھین خیرگی کرنے لگین دمامہ جادو نے اپنے ساحرون کیطرف مخاطب ہوکر کہا معلوم ہوتا ہی ملکہ برق جادو آپہونچی یہان دمامہ جادو یہی کہ رہی تھی اور ماران فیل گوش چاہتا تھا کہ دونون دانت اپنے مارے کہ مکلل خان کا پیٹ پھٹ جاے کہ آواز گڑگڑاہٹ کی بلند ہوئی اور اس لکۂ ابر مین سے بجلی تڑپ کے ماران جادو پر گری کہ وہ جہنمی جلکے خاک سیاہ ہوگیا اور مکلل خان سراسیمہ و پریشان بھاگ کے خدمت فیضدرجت امیر حمزۂ صاحبقران گیتی ستان مین آیا اور عرض کرنے لگا کہ ماران جادو کے ہاتھ سے میرا کام تو تمام ہوچکا تھا مگر بفضل خداے لایزال اور حضور کے اقبال سے بچ گیا صاحبقران زمان نے مکلل خان کو گلے سے لگایا اور بہت سا احسنت و مرحبا فرمایا آدھر دمامہ جادو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو نے میرے شاگرد اور سردار ماران فیل گوش سیہ بخت کو بجلی گرا کے خاک سیاہ کردیا مارے غصے کے مثل مار سر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگی آنکھین سرخ مانند خون کبوتر کے ہو گئین ابرون مین بل پڑ گیا ہونٹھ چبانے لگی اور بصد غیظ و غضب چلانے لگی کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ برق جادو علامۂ دہر آفت روزگار تو نے ماران جادو میرے شاگرد اور سردار کو مار ڈالا او خام پارہ آچھال چھکا تجھے میرا بھی خوف نہ آیا یہی شرط کہ پہلے تجھی کو خاک سیاہ کرون ماران کے خون کا عوض تجھسے لون تو نے پہلے نرگس جادو اور سرامہ جادو کو قتل کروایا پھر انکے قاتلون کو میری قید سے رہا کردیا مین نے جو پوچھا تو مجھسے جھوٹی قسمین کھا کے صاف انکار کیا آج تو تیرا سب بھونڈا پھوٹ کھل گیا کہ تو نے میری آنکھون کے سامنے ماران کو مار ڈالا او لکا نہ یہ سارا تیرا ہی لیس بویا ہوا ہی یہ بیڑا تیرا ہی ڈبویا ہوا ہی خیر تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جائیگی دیکھ تو کیسی اپنے کیے کی سزا پائیگی پہلے تیرے یارون کو لون بعد اسکے تجھسے سمجھ لونگی یہ کہکر اپنے ہاتھی کو صف سے بڑھایا اور اسی بچۂ میمون کو جوڑے مین سے نکال کے دونون ٹانگین اسکی پکڑ کے چیرین اسنے ایک چیخ اس زور سے ماری کہ گنبد گردون گردان تک آواز اسکی گونج گئی سبکے کلیجے ہلگئے ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے حواس خمسہ جاتے رہے زبانین بند ہو گئین آنکھین چوندھیا گئین اور ساحران لشکر اسلام تو بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے بینائی آنکھون سے جاتی رہی سبکے سب مثل کور مادرزاد کے نابینا ہو گئے امیر صاحبقران کی آنکھون مین تاریکی چھائی ہوئی تھی یقین مرگ کا ہوچکا تھا مکلل خان پہلے ہی کہ چکا تھا کہ سامری کے زمانے مین اس بچۂ میمون کا رد سحر تمام عالم کے ساحرون مین کوئی نہ کرسکا بھلا اب کون کر سکتا ہی جملہ ساحران اسلام نے جواب صاف دیا تھا امیر حمزۂ صاحبقران سر گروہ خدا پرستان خاموش و خود فراموش اس فکر مین کھڑے ہوے اپنے دل مین کہ رہے تھے کہ اے پروردگار عالم اب کیا ہوگا اسم اعظم بھی بند ہی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی مفت آج میرے سبب سے اتنے تیرے بندون کی جانین ضایع ہوتی ہین تو نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کردیا حضرت موسی کلیم اللہ کو ایک آگ کے انگارے کے سبب سے ید بیضا عطا کیا حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا حضرت

عیسےٰ روح اللہ کو دشمنون سے چھڑا کے آسمان پر پہونچایا اگر تو مدد فرمائیگا تو یہ بندہ ذلیل اس بلاے عظیم سے نجات پائیگا
ابھی صاحبقران یہ دل مین کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ برق جادو مثل برق جہندہ کے آسمان پر چمکی اور وہان سے
طرفۃ العین مین صاحبقران کے سامنے آکے شیشہ باطل السحر کا لوٹا اور آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم پڑھیے
بس صاحبقران والا ہمم نے اسم اعظم جو پڑھا وہ تاریکی برطرف ہوگئی اور بار دیگر اسم اعظم پڑھکے اپنے ساحرون پر
دم کیا کہ وہ سب ہوش مین آئے اب صاحبقران کے دل سے وہ تردد و تفکر دور ہوا اطمینان حاصل ہوئی سب
ساحرون کی بھی جان مین جان آئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے دمامہ جادو کیطرف بڑھے اور دمامہ جادو
اب ہر چند اس بچہ میمون کو چیرتی ہے مگر صدائے نباشد اسکی آواز بھی نہین نکلتی جو جو اسمین سے آواز نکلنا موقوف ہوتی جاتی
ہے اور دانت پیس پیس کے ہونٹھ چبا چبا کے اسکو چیرتی ہے مگر وہان کچھ اثر ہی نہین وہ بچہ میمون مثل روئی کے
لنگوٹے چیرتا چلا جاتا ہے اور کچھ آواز نہین دیتا یہانتک دمامہ جادو اسکو کمر تک چیر چکی کہ امیر باتوقیر نے اسم اعظم جو
پڑھکر اسپر پھونکا دمامہ جادو اندھی ہوگئی بچہ میمون اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ چارون طرف ٹٹولنے لگی امیر
باتوقیر نے فرمایا کیون اے دمامہ جادو کیا ڈھونڈھتی ہے اسنے غصے مین آکے آواز کیطرف جواب دیا کہ اے حمزہ
مین تجھی کو ڈھونڈھتی ہون گو کہ اب مین اندھی ہو چکی ہون اور کام میرا تمام ہو چکا ہے مگر جواب بھی تو میرے ہاتھ آجا
تو تیری بوٹیان دانتون سے نوچ کے تجھے ہلاک کرون یہ سنتے مقابل خان نے آواز دی کہ او ڈکانہ دمامہ جادو
تجھے تو بڑا غرور تھا اپنے سحر پر نہایت غرا تھا اب وہ غرور کہان گیا اور وہ بچہ میمون کیون مٹی کے کھلونون
کیطرح بیکار ہوگیا دمامہ جادو شرمندہ ہوکے چپ ہو رہی مگر اس شوخ دیدہ کی اندھی آنکھون سے دو آگ
شعلے نکلے اور دونون آگ کے شعلون نے امیر کیطرف رخ کیا صاحبقران نے دوڑ کے ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا
جو سر پر اس ملعونہ کے مارا کہ پھل تیغ آبدار کا سر و سینہ پرکینہ اس ملعونہ کا کاٹ کے دونون ٹانگون سے نکل گیا فیصل ہوا
دمامہ جادو ماری گئی واصل جہنم ہوئی ایک تلاطم عظیم برپا ہوا آندھی چلنے لگی خاک اڑنے لگی چارون طرف اندھیرا
چھا گیا تمام جادوگر دمامہ جادو کی طرف کے اپنے اپنے حربے لیے ہوئے دوڑے اور دوسرے ساحران اسلام کمک کو
آئے سحر چلنے لگے لڑائی ہونے لگی جو اسطرف کا ساحر سحر کرتا ہے اسطرف کا ساحر اسکی رد کرتا ہے جو ادھر کا ساحر سحر
کرتا ہے یہ اسکا جواب دیتا ہے غرض چار گھڑی تک گھمسان کی لڑائی رہی دونون طرف سے خوب خوب سحر بازی
ہوئی حمزۂ صاحبقران کی بھی تلوار چلا کی اس اثنا مین برق جادو نے پکار کے کہا کہ صاحبو دمامہ تو ماری گئی
اب تمہاری اس رد و بدل اور کشت و خون سے کچھ وہ جی نہ اٹھیگی تم اپنی جانین کیون مفت دیے دیتے ہو فقط یہ کہ دیے
تمام کرو لڑائی جھگڑے کو جانے دو دمامہ جادو کی پیروی چھوڑو اگر اطاعت و فرمانبرداری خاصہ باری سرگروہ
اسلامیان افسر خدا پرستان امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی اختیار کرو تو تم سبکی جان بخشی ہو جائے ہر کس ناکس
امان پائے یہ سنکے سب ساحر اپنے اپنے ہاتھ بلند کرکے چلانے لگے یا صاحبقران الامان شور چارون جانب سے بلند
آئی لہذا دو فغان ہ الامان والامان والامان ہ صاحبقران دوران نے جو آواز الامان الامان کی
چارطرف بلند پائی ہاتھ روک لیا قبضۂ تیغ عقرب سلیمانی کو چوم کے میان مین رکھا اور اپنی جانب کے ساحرون سے
پکار کے ارشاد فرمایا کہ اے ساحران خانہ زاد اے مردان ہوشیار بس ہاتھ روک لو لڑائی موقوف کرو ہمنے سبکو
امان دی منادی چارطرف پکارنے لگا اے ساحران لشکر اسلام صاحبقران عالیشان نے سب کی جان بخشی
کی اب کوئی کسی سے پرخاش نہ کرے سب طرف لڑائی موقوف ہوگئی دونون لشکرون مین امن و امان ہوگیا

ہوش و حواس بحال ہوے دل ٹھکانے لگے طوفان بے تمیزی برطرف ہوا امن و عافیت کا غلغلہ ہر طرف ہوا تمام فوج
لشکر دمامہ جادو کے رو مالون سے ہاتھ باندھ باندھ کے سامنے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کے حاضر ہو
عذر تقصیرات کے کلمات عرض کرنے لگے برق جادو نے پہلے آپ نذر دی بعد اسکے ان سبھون کو صاحبقران کے
قدمون پر گرایا صاحبقران نے ایک ایک کو تشفی و دلاسا دیا پھر برق جادو سے ارشاد کیا کہ ای ملکہ آج کا معرکہ بھی
یادگار روزگار رہیگا ہمین زندگی سے یاس ہو چکی تھی آس ٹوٹ گئی تھی موت کا سامنا تھا خدا یاد آتا تھا ہر ساعت
دار دنیا سے سفر تھا ملک عدم کا راستہ پیش نظر تھا اگر تم نہ آتین تو ہم سبکی جانین جاتین تمھاری بدولت یہ لڑائی فتح
ہوئی نہین ہماو تو یقین مرگ ہو گیا تھا ای ملکہ کیا وقت پر شیشہ باطل السحر کا تمنے لاکر توڑا اور کیا خوب ماران جادو
کو بجلی گراکے جہنم واصل کیا شاباش و مرحبا آفرین صد آفرین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ سب
حضور کا اقبال ہی ورنہ اس کنیز کی کیا مجال تھی کہ اس لکاتہ کا سحر میمون برطرف کر سکتی ای امیر صاحبقران سچ تو
یہ ہی کہ اگر مین شیشہ باطل السحر کا لیکے نہ حاضر ہو جاتی تو ماران جادو نے مکلل خان کو مار ہی ڈالا تھا اور بالفرض
کہ وہ اسکے ہاتھ سے بچ جاتا مگر اس سحر میمون کا رد تو سوا اس تدبیر کے کسی سے ممکن ہی نہ تھا آخر الامر حضور کے
دشمن قتل ہوئے اور مجھے تمام عمر کی ندامت و خجالت حاصل ہوئی عرض ابھی یہی باتین تھین کہ سواری سیار انجم شمار جادو
وزیر اعظم ملکہ دمامہ جادو کی آئی اسنے جو دیکھا کہ دمامہ جادو کا خاتمہ ہو چکا تمام لشکر اسکا مطیع صاحبقران
ذیشان کا ہو گیا بس وہ بھی ملکہ جادو کے وسیلے سے قدمبوس ہوا شرف ملازمت حاصل کیا اب امیر کشورگیر نے
حکم دیا کہ دمامہ جادو کی لاش کو گلیون مین تشہیر کروا ور سر تخت اسکا دروازہ شہر زمرد پر لٹکا دو سیار انجم شمار جادو
نے امیر صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور زر و جواہر سر امیر عالی وقار پر نثار ہوا شہر زمرد مین لایا تمام جادوگر
ہمراہ رکاب حاضر ہوے ایوان بادشاہی مین صاحبقران دوران بصد شوکت و شان رونق افروز ہوے
تمام عمائد و رؤسا شہر اور ارکین سلطنت اور مشیران مملکت کی نذرین گذرنے لگین سبکو علی قدر مراتب خلعت
و انعام و جاگیرین بٹنے لگین سیار انجم شمار جادو نے خزانے کی فرد لاکے حضور مین گذرانی فرد کو جو دیکھا
تو عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا طمع دنیا غالب ہوئی کہا کہ ای صاحبقران فیاض زمان یہ مال میرا ہی اسلیے کہ مین نے بہت
محنت کی ہی بڑی زحمت اٹھائی ہی حسب مجھکو ابوالہول نے چاہ الماس مین گرایا ہی تو ایسی ضرب شدید مجھکو پہونچی تھی
کہ میرا ہی دل خوب جانتا ہی آجتک میری کمر کا درد نہین گیا ہی خدا جانے اب اس درد سے مین جانبر بھی ہونگا یا نہین
صاحبقران عادل زمان نے جواب دیا ای خواجہ جو وہ یکی ہمیشہ سے تمھارا معمول اور حق ہی وہ تمکو بےحجت و تکرار
ملیگا باقی ماندہ غازیان اسلام کا حصہ ہی عمرو نے جواب دیا ای صاحبقران کیا خوب آپ نے انصاف کیا ہی کہ
کلیجے کو جلا کے کباب کر دیا ہی غازیان اسلام سرامہ جادو کے قتل کرنے کو نہ آسے آپکو دمامہ جادو کی شر سے
نہ بچایا کوئی بارگاہ کوئی خیمہ نہ استادہ کیا آج حصہ لینے کو آموجود ہوے مین تو کبھی دہ یکی نہ لونگا دہ یکی
لینے کے واسطے مین اپنی جان پیچ سے سرامہ جادو کے پاس گیا اور پھر وہان آپکو بھی لیجاکے اس ملعونہ کو قتل
کیا میدان مین خیمے استادہ کرائے لشکر دمامہ جادو کی شر سے بچایا واہ کیا آپ نے قدردانی کی سبحان اللہ سبحان اللہ
آپ اپنی دہ یکی بھی رہنے دیجیے میرا خدا کہین اور سے مجھکو دیگا اور اگر مین یہ جانتا تو کاہیکو اپنے بال بچون کو
چھوڑ کے ایسے بلا خیز آفت انگیز مقام پر آتا جہان پیاس کے مارے جبرا دم نکلا آدمی سے جانور بنا
کچھ خدا نے اپنا فضل کیا جو اس پیاس کی ہلاکت سے بچا اور ہیئت حیوانی سے پھر شکل انسانی مین آیا ای

امیر یہ دہ یکی انھین لوگون کو دیجیے جو سب مال لینے کے مستحق ہین اور میرا تو کوئی استحقاق ہی نہین گو یا خدا کی راہ پر
مفت مانگتا ہون مین اس قدر قلیل کے لینے سے درگذرا آپ مجھے معاف کیجیے جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ
خواجہ بالکل ہی آزردہ ہوے جاتے ہین فرمایا کہ اچھا بھئی اگر دہ یکی لینا تم نہین منظور کرتے ہو تو خیر آٹھوان حصہ
تمکو ملیگا خواجہ نے جواب دیا کہ ای امیر با توقیر مین کچھ زن شوہر مردہ تو ہون نہین کہ آٹھوان حصہ مال مین سے
لون مین تو اچھا خاصہ مرد ہون آٹھوان حصہ تو حکم شرع کے موافق اُس عورت کو دیتے ہین جسکا خاوند مر جاے
مین کوئی رنڈ یا دکھیا عورت نہین ہون صاحبقران نے فرمایا کہ کل مال فقط تمھین اکیلے کو ملنا یہ تو محض خلاف
انصاف ہی مگر ہان جسقدر مین کہتا ہون اُسے قبول کرو اور راضی برضا رہو عمرو نے عرض کیا کہ یہ تو کبھی ممکن
نہین کہ آٹھوان حصہ مین لون چاہیے جسقدر آپ فرمائین اور چاہیے جتنی حق تلفیان ہون مگر مین کبھی اسقدر
کم نہ لونگا اور اتنی کثیر مقدار غازیان اسلام کو نہ دونگا غرض بعد حجت و تکرار بسیار کے چہارم حصے پر
تصفیہ ہوا امیر نے چہارم مال تو عمرو کو دیا اور ثلث حصہ غازیان اسلام کو تقسیم کر دیا عمرو بھی اسقدر مال
کثیر پاکے نہایت خوش ہوا الغلین بجانے لگا اور کہنے لگا کہ اب مین تا قیامت زندہ رہونگا اس اثنا مین کبھی
نہ مرونگا بعد اسکے صاحبقران با ایمان نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے شہر زمرد کے ہین وہ سب مسمار کیے جائین
اور بجاے اُنکے مسجدون کی بنا ڈالی جاے سکہ بادشاہ دین اسلام سعد بن نہاد کے نام پر جاری ہوا اور
ملکہ برق جادو کو وہان کا بادشاہ اور فرمانروا مقرر کیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران کی دعوت
کا سامان کیا تمام شہر کو آراستہ و پیراستہ کیا کوچون گلیون مین آئینہ بندی کرائی راستون مین روشنی کے ٹھاٹھ کرے
قصر زمرد کو مکان دعوت قرار دیا ایک تو وہ پہلے ہی سے از تحت تا فوق اور از عرض تا طول ایک ڈال زمرد سبز کا بنا
تھا اور اسمین شیشہ آلات زمرد کا لگا ہوا تھا اب اسنے یہ کیا کہ جہان ایک جھاڑ تھا وہان دس جھاڑ لگاے اور
جہان ایک چھاجہ تھا وہان بیس چھاجے لٹکاے اور جہان ایک ہانڈی تھی وہان بیس ہانڈیان آویزان کین
اور جہان ایک مردنگ تھی وہان چالیس مردنگین لگائین جہان ایک قمقمہ جلتا تھا وہان پچاس قمقمے جلاے
غرض ہر چیز کو دس گونہ اور پچاس گونہ کرکے قصر کی آراستگی کی کہ دن دعوت کا آیا امیر با توقیر مع ہمراہیون کے
تشریف لیگئے وہان کی کیفیت جو دیکھی تو جنت کی یاد بھی فراموش ہوگئی دسترخوان پر وہ کھانے چنے ہوے تھے
کہ کھانا تو درکنار کسی نے اُنکا نام بھی نہین سنا تھا پہلے امیر کشور گیر نے خاصہ تناول فرمایا بعد اسکے صحبت
رقص و سرود کی آراستہ ہوئی دور جام گردش مین آیا ارباب نشاط حاضر ہوے پہلے طبلے پر تھاپ پڑی کھرا
سارنگی کا بلند ہوا ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا افلاک پر تانون کی آواز جانے لگی اُس طائفے نے خوب خوب
گایا خوب خوب بتایا انعام مین بہت سا زر و جواہر پایا جب اُسکی بدلی ہوئی دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اپنا
کسب و کمال دکھایا بہت سا انعام پایا غرض اسیطرح جب کئی طائفے ناچ چکے اب وہ وقت ہے کہ رنگ محفل
خوب جما ہوا ہے مئے ارغوانی کا سرور گٹھا ہوا ہی برق جادو کی بھی یہ کیفیت ہے کہ آنکھون مین نشے کے گلابی ڈورے
پڑے ہوے ہین چپکی بیٹھی گانا سن رہی ہے یہ تو عمرو کی آواز کی عاشق ہے ایک مرتبہ اُسنے عمرو کیطرف مخاطب
ہوکر کہا کہ خواجہ صاحب اگر آپکے مزاج مین آے تو مجھے آپ بھی کچھ اپنا گانا سنائیے کچھ بجائیے دل مسرور ہو
کلفت دور ہو عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکہ مین گانا کیا جانون نہ تان سے واقف نہ سم کو پہچانون برق جادو
نے جل کے جواب دیا کہ جی ہان سچ ہے مین بھول گئی آپکے دشمن گانے بجانے سے واقف ہون میری گستاخی معاف کیجیے گا

دریائے سیماب کے ملاحون کو بہی نے گا بجاکر رجہا یا تہا یہی سرامہ جادو کے پاس گویا بنکے گئی تہی اپنی گوئیون کے پڑوس مین بہی نہین رہنے عمرو بولا کہ ہان ہیچ ہے مین گانا کیا جانون وہ وقت اور تہا صاحبقران کی خاطر منظور تہی اُس لکاتہ کو جہنم واصل کرنا تہا اس وجہ سے گا یا تہا ورنہ مین کچہہ گویا تو ہون نہین کہ ہر جگہ اور ہر کس وناکس کی صحبت مین گاتا بجاتا پہرون یہ تو ہلکے منگون گوئیون کا کام ہے کہ ادہر صبح ہوئی اور گلے مین ڈہولک ڈال کے نکلے گلی گلی پہرنے لگے جہان کہین شادی اور خوشی کی صحبت دیکہی لبس سنکلپنشہ دلبرے سبحان مبارکباد باشد گانے لگے ملکہ برق جادو نے بصد ناز وادائے معشوقانہ وغمزہ وکرشمہ محبوبانہ کہا کہ ارے او وزد بارنگ گردن لٹکا یا گاتا ہے یا نہین یا کچہہ اسوقت میرے منہہ سے سنیگا تو گائیگا اور آج کے دن سے زیادہ خوشی وشادی کا کونسا دن ہوگا کہ صاحبقران ذیشان نے اُس لکاتہ وماہمہ جادو کو جہنم واصل کرکے شہر زمرد کو فتح کیا اگر آج ہی تجہے گانے مین انکار تہا تو پہر تو اس محفل عیش ونشاط مین کیون آیا اور ہے شرط کہ اب تجہے یہان سے گردن پکڑ کے نکال دون عمرو نے جو دیکہا کہ ملکہ برق جادو بہت اصرار کررہی اور ناز معشوقانہ دکہارہی ہے ہنسکے کہا اچہا مین گانے کو تو موجود ہون مگر دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی گویا گاتا ہے تو صاحب خانہ اسے کچہہ دیتا ہے بہلا مجہے بہی کچہہ ملیگا برق جادو نے جواب دیا کہ جسطرح اور گانے والون کو انعام مین زر وجواہر ملا ہے تجہے بہی اپنا صدقہ بلا دے دینگے عمرو نے کہا خیریت ہے یہ بات اپنے دل سے دور رکہو کہ اپنا صدقہ بلا دے دینگے صدقے بلا کے لینے والے اور ہی لوگ ہین یہان تو جو منہہ سے کہدینگے وہی لینگے برق جادو بولی یہ خیر صلاح منہہ دہو رکہو دینے کی چیز ہوگی انکار نہ کرینگے نہ دینے کی شی ہوگی صاف جواب دینگے اور اگر نہین گاتا تو بلا سے نہ گا یہان کوئی سرامہ جادو کیطرح تیرے گانے کا عاشق تو ہے نہین کہ بجد ہوکے گو اسے گا تا ہے گا نہین گا تا ہے نہ گا غرض عمرو نے جوڑی ہفت پوری ذنبیل کی کمر سے نکالی اور قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور یہ الحان داؤدی یہ غزل گانے لگا غزل

وہ یون تو میرے ملنے کو آنیکا وعدہ بہتون اپنانے ہین
تیرک جانکر میری لحد پر مٹی چڑہا جاتے ہین
نزاکت ہے یہ پاؤن برسون ہی تو آجاتے ہین
اشارہ تیری چشم مست کا جسطرف پاتے ہین
نہ کیونکہ اشک گرم آنکہون سے نکلین عشق گیسو مین
بہت نازک جو شیشے ہین ذرا مین ٹوٹ جاتے ہین
سُنا ہے کشتہ دیدار جانان جب کہ لوگون سے
وہی تو دوست ہین جو وقت پر کام آتے ہین
سُنا ہے زندہ جاوید جو تیرے شہیدون کو
کہین بیمار کو بیمار کی صورت دکہاتے ہین
سر محفل دکہا نوری نہ انکی غیر ممکن ہے
وہ دولت مین بہی عزت اپنے عاشق کی بڑہاتے ہین
الٰہی ہو رہا ہے ظالم اُس نا شاد کے دل پر
جنہون اپنے سمجہی ارباب سخن لکہہ جاتے ہین

نگر یاد آتا ہے حب پاؤن مین مہندی لگاتے ہین
بدل سکتے کروٹین کب سوز غم سے چین پاتے ہین
کسی شب خواب مین میرے جو دیکہو کے وہ آتے ہین
نشان ناتوانی نام سے بہی پائے جاتے ہین
کب جو ہوکے گرمی مین مسافر خشک جاتی ہین
نہ کیونکر میرے رونے سے ہون غمگین ول احباب
ہماری قبر پر آکے سب آنکہین چرہاتے ہین
سوا تیرے کسیکی یاد کیونکر ہو نہین اوست
تو زندے بہی تیرے کشتون مین مگر دم چرا تے ہین
مجہے اے حور کیون آیا ترے گہر مین خیال دل
تیرا لیتے ہین جو دل کو وہی آنکہین چراتے ہین
طالب جیسے منی یہ مجہ دل کی تیری محفل مین
جو سارے حاملان عرش عظیم کانپتے جاتے ہین

وہ میکش تہا مین بعد مرگ جو میخوار آتے ہین
وہ پہلو چلنے لگتا ہے جو یہ پہلو بچاتے ہین
اُسکو ساغر ہے بزم مین ساقی پلاتے ہین
نہین اٹہتی ہماری ٹہوکر اکہ اُسکو اٹہاتے ہین
کسیکی سخت باتین میرے دل سے اُٹہ سکین کیونکر
مکان برسات کے موسم مین اکثر بیٹہ جاتے ہین
نہ کیونکر خفیہ ہین اندر وہ [illegible]
تیرے بندے خدائی کو تو [illegible]
دل رنجور کیونکر انکی آنکہون [illegible]
سنا ہے باغ جنت مین تو سب [illegible]
اُٹہاتے ہین پلکے ہاتہہ [illegible]
اُنکے گا پرون مین [illegible]
فقط عشق واد بیسے فیض [illegible]

عمرو اسطرح اس غزل کو گا یا کہ سب اہل محفل وجد کرنے لگے

غرق حیرت سکتے کی سی صورت بت بنا ہوا عمرو کیطرف دیکھ رہا ہی کسیکا یہ حال ہوا ہی کہ وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین کوئی اپنا دل پکڑے بیٹھا ہوا ہی ملکہ برق جادو کا تو یہ حال ہی کہ دونون آنکھون سے سیلاب اشک جاری ہین ہچکی بندھی ہوئی خواجہ کو دیکھ رہی ہی غرض عمرو نے گا بجا کے بانسری کو ہاتھ سے رکھنے کا قصد کیا بیساختہ برق جادو پکاری کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی اب بھی اپنی استادی کی لیتا ہی بھلا ایک غزل تو اور گا عمرو نے جواب دیا کہ اتنا بھی تمھاری خاطر سے مین گا دیا نہین مین کسی کے کہنے سننے سے تھوڑی گاتا بجاتا ہون جب میرے جی مین آتا ہی کچھ لیتا ہون اور حضار محفل نے بھی اصرار کیا کہ اے خواجہ کچھ تو اور گا سیئے ہمارا کہنا تو رد نہ کیجیے غرض پھر عمرو ان سب لوگون کے کہنے سننے سے بانسری بجانے لگا اور غزل گانے لگا

نہین بھولتی یاد جانی تمھاری
فقط یاس ہی یہ نشانی تمھاری
عزیز جہان شکل یوسف ہو تم بھی
سنو جسکے ہو تم کہانی تمھاری
جلاتے ہو تم کیسے مردے ہزارون
غضب کی ہی سحر بیانی تمھاری
نہین تمسے طالب کسی شی کا عاشق
فقط چاہیے مہربانی تمھاری
نہ ہوسے کبھی طالب دید ہوسے
جو سن لیتے وہ لن ترانی تمھاری
وصل غیر سے بد ہین ہم دل کو کیونکر
محبت ہی اسمین نہانی تمھاری
نہ دیکھو لگا کھٹکا ہین کبھی ہین کسیکو
رہی گر تو نہین بدگمانی تمھاری
جنون کی مدد کیون نہین کرتے شاہا
کیا کرتا ہی مدح خوانی تمھاری

رقیب ستم کو نہ کیون اندلون ہو
کہ پوشاک ہے آسمانی تمھاری
بناؤن اسے طوق گردن مین للہ
جو ملجاے چھلا نشانی تمھاری
نہ کیون داغ فرقت کو سینے مین رکھو
کہ اے ماہ ہی یہ نشانی تمھاری
عیان ہوگا ای آنسوؤ راز الفت
تو ہوسکی مجھکو روانی تمھاری
بھلا غیر سے مین کہون راز الفت
غضب کرتی ہی بدگمانی تمھاری
بھلا حشر مین کون دیکھیگا تمکو
رہی گر تو نہین لن ترانی تمھاری
ہمین تم سے کیا ہنس کہنے لگے ہو
بہت بڑھ گئی بد زبانی تمھاری

عمرو نے جب یہ غزل بھی تمام کی جوڑی سے ہفت پیوندی گدڑی کی ہاتھ سے رکھی گانا موقوف کیا ہر شخص کہ وہ ادنی اعلی لیکا نہ سکا نہ ارکین سلطنت مشیران مملکت سرداران سپاہ جتنے حاضرین صحبت تھے سب یک زبان ہوکے تعریف کرنے لگے کہ واہ خواجہ صاحب کیا خوب بانسری بجائی ہی اور کیا گاتے ہو ہمنے تو کبھی ایسا گانا نہین سنا نہ اس معلومات کا شخص دیکھا کیون نہو کسکی صحبت کے آدمی ہو کسکے رفیق ہو جو کمال نہو وہ تعجب ہی اب عمرو نے برق جادو کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ وہ جو مین نے پہلے کہا تھا کہ جو کہونگا وہی لونگا اب تمھاری وعدہ وفائی ہونا چاہیے برق جادو بولی کہ مین نے بھی اسیوقت کہدیا تھا کہ جو چیز دینے کی ہوگی دیجائیگی نہین تو صاف جواب دیا جائیگا عمرو نے کہا کہ اے ملکہ اسی بارے تو مین گانا نہ تھا کہ کچھ لینا ہی نہ دینا ہی مفت مین اپنا گلا پھاڑتا ہی برق جادو نے کہا کہ اچھا مین تو کہتی ہون جتنا زر و جواہر تو کہے مین تجھکو دون عمرو نے کہا زر و جواہر تجھے لیکے کیا کرنا ہی تیرا جی چاہے تو خود مجھسے لیلے ابھی تیرے سامنے صاحبقران نے مجھکو بہت کچھ عنایت کیا ہی اور امیر شیر گیر کیطرف مخاطب ہوکر ملتمس ہوا کہ اے صاحبقران ذیشان آپ ہی ملکہ برق جادو سے کچھ اس اپنے خیر خواہ قدیمی کی سفارش نہین کرتے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم اپنے دل مین انصاف نہین کرتے اور اپنے گریبان مین منہ نہین ڈالتے کہ برق جادو نے کہان کہان تمھاری مدد کی کہان کہان آفتون سے تمھاری جان بچائی کہان کہان یہ کام نہین اسلئے تمھین چاہیے کہ تم خود اسکی خدمتگذاری اور فرمانبرداری کرو نہ کہ الٹے اس سے طلب کرتے ہو واہ سبحان اللہ بالا ایسا بھی شکوہ ہوتا ہی کہ جو اپنے کو قتل ہونے گردن مارے جانے سے بچاے اس سے اپنا خون بہا طلب ہوتی اب خدا جدا اسی سے لوگ تمکو طامع اور بندۂ زر کہتے ہین خواجہ نے عرض کیا کہ اے حضرت صاحبقران بر حق شاہا مین کچھ اس سے روپیہ پیسا نہین مانگتا ہون زر و جواہر تھوڑی طلب کرتا ہون اور چپکے سے کہلیا اور

ایک مدت سے اسیر رہتا ہون اسکے دام الفت مین گرفتار ہون ہزار جان سے اسکا عاشق زار ہون
آپ ہی اتنا ثواب لیجیے کہ میرا عقد اسکے ساتھ کرا دیجیے امیر کشورگیر نے عمرو کی منت سماجت کرنے سے
برق جادو کو پیغام دیا کہ خواجہ تمپر فریفتہ ہے ایک مدت سے تمھارے حسن و جمال پر شیفتہ ہوا ہے بلکہ جہان
تلک سب خاطر و مدارات اسکی کی ہے تمکو لازم ہے کہ اب اپنی خدمت مین اسے قبول کرلو یہ میرا نہایت خیرخواہ اور
دوست ہے اور مجھکو بھی بہت عزیز ہے جیسے کہ اپنے بھائی کے برابر مین اسکو جانتا ہون یہ بڑا طرار فرار ہے ہمیشہ
عیار ہے اسکے تمھارے پاس رہنے سے تمپر بفضل خدا کوئی غنیم لئیم آنکھ نہ اٹھا سکیگا کوئی اپنی عیاری تمھارے
آگے پیش نہ لیجا سکیگا برق جادو نے ہاتھ باندھ کے گذارش کیا کہ اے صاحبقران زمان کنیز حضور کی عدول حکمی
کسیطرح نہین کرسکتی مگر مجھے اپنی شادی کرنا منظور نہین ہے حضور اس باب مین کچھ نہ ارشاد فرمائین بعد اسکے
کہا کہ اے صاحبقران اگر مجھکو اپنی شادی کرنا منظور ہوتی تو اس دزد باریک گردن لکلک پا ساربان زادے
کے ساتھ نہ کرتی مین تو کبھی اس شے پائخانے مین لوٹا بھی نہ رکھواتی اس صورت کا کتا بھی نہ پالتی عمرو نے جلکے
جواب دیا کہ ارے تجھے ایسی صورت کبھی خواب مین بھی نہ میسر آتی تو اس شکل و شمائل کا آدمی کہان پاتی اور یہ تو
مین تیرا دل لینے کے لیے کہا تھا ورنہ مین خود ہمیشہ ایسی صورت سے بھاگتا ہون اس شکل کی عورت سے بات
بھی نہین کرتا یہ مین نے مذاقیہ تجھسے کہا تھا ورنہ کہان مین کہان تو زمین آسمان کا فرق ہے برق جادو
بولی چلو بس زیادہ باتین نہ بناؤ بہت شرمندگی نہ مٹاؤ تمھاری خجالت میرے سر آنکھون پر امیر نے عمرو سے
فرمایا کہ بھئی اسکو شادی کرنا منظور نہین ہے مین زیادہ زبردستی نہین کرسکتا دوسرے دن امیر کشورگیر نے
برق جادو سے فہمائش کی کہ اب تم اپنے ساحرون سمیت ترک سحر کرکے ظاہر بظاہر اسلام اختیار کرو اسنے
عرض کیا کہ مین حضور کی تابع فرمان ہون اور ہمیشہ سے دین اسلام کے نام پر قربان ہون اگر اس دین
برحق کیطرف میرا دل رجوع نہوتا تو ہر جگہ آسکے آپکی شریک کیون ہوتی نرگس جادو اور صرامہ جادو
کو کیونکر قتل کرواتی دمامہ جادو کی قید سے کیون چھڑاتی لڑائی مین آپکی جان کسلیے بچاتی شیشہ باطل السحر
کیون لاتی مگر اے شہریار ابھی بھائی دمامہ جادو کا ساحر مشمش جادو موجود ہے اور وہ کسیطرح دمامہ
سے کم نہین ہے بلکہ کچھ اس سے زیادہ ہی ہے حسب بفضل و تائید ربانی اور باقبال صاحبقرانی اسکا فرجام کا خاتمہ
ہو جائیگا یہ کنیز مع اپنے ساحرون کے ترک سحر کرکے انشاء اللہ بے غل و غش بظاہر اسلام قبول کریگی
صاحبقران نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے پھر صاحبقران زمان نے جو جو ساحر مدد کے واسطے آئے تھے
سبکو خلعت دیکے رخصت کیا اور آپ ایک دن اور رونق افروز رہے بعد اسکے وہان سے رخصت ہوکے
شہر زبرجد نگار کو روانہ ہوئے اب شہر زبرجد نگار کا راستہ بے کھٹکے صاف کھلا ہوا ہے کچھ چاہ الماس مین سے
نکلنے کی ضرورت نہین کسواسطے کہ دمامہ جادو کے باعث سے طلسم بند ہوا تھا سوا چاہ الماس کے اور
کوئی راستہ نہ تھا القصہ صاحبقران مع وزرا ان شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری
مین باہر کردہ شاہ شرق و غرب کرکے بہ ہمراہ سپاہ اور سوبل شاواتر اور بیہودہ لمبے نکی وغیرہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے
سرمحفل تکل دیوانہ کے مکان پر تشریف لائے ابو الہول نے بڑی دھوم دھام اور نہایت تزک و احتشام سے
وہ ذات یہ مقام کی دعوت کی ایک شب صاحبقران نے وہان قیام فرمایا دوسرے روز شہر زبرجد نگار کو روانہ ہوے
الہی ہو ہمروب اسفندیار ضمری کو پیشتر سے لشکر اسلام کی خبر کے واسطے روانہ کیا اب لشکر اسلام کا حال سنیے کہ یہان

جنوا

تمام سرداران نامی اور فرزندان گرامی اور سپہ سالار صاحبقران عالیشان کے زبرجد شاہ کے نبیرے بیٹے ہوتے
ہر وقت اسکی بارگاہ مین بیٹھے رہتے ہین لقا اور بختیارک اور سرداران لقا سب موجود ہین اور گرد تمام شہر
زبرجد نگار کے دمامہ جادو بزور سحر حصار باندھ گئی ہی کہ جو کوئی لشکر اسلام سے زبرجد نگار کے جانے کا قصد
کرتا ہی وہان ایک دیوار حصاری بنی ہوئی ہی وہ اسمین چسپیدہ ہو جاتا ہی اور سامنے شہر کے لشکر اسلام اترا ہوا ہی
ایک دنکا ذکر ہی کہ زبرجد شاہ کو بیٹھے بیٹھے امیر حمزہ صاحبقران کا خیال آیا اپنے بارگاہ نشینون کیطرف مخاطب
ہو کر پوچھا کہ تم مین سے کسی کو کچھ حال حمزہ کا بھی معلوم ہی کہ وہ آجکل کہان ہی اور کس فکر مین ہی کیا کیا کرتا ہی سبنے عرض کیا
کہ ای خداوند ہمکو بالفعل حمزہ کے حال سے بالکل آگاہی نہین ہی معلوم نہین وہ کہان ہی کہان نہین زبرجد شاہ نے
ہرکارون کو حکم دیا کہ جاؤ اور جہان اور جسطرح ہوسکے حمزہ کا مفصل حال دریافت کرکے مجھسے بیان کرو بموجب حکم
زبرجد شاہ کے ہرکارے واسطے دریافت حال امیر با اقبال کے روانہ ہوے اور پھر چار گھڑی کے بعد بارگاہ مین پھرا کے
ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگے کہ ای خداوند غلام حمزہ کا حال دریافت کر آئے زبرجد شاہ نے حکم دیا بیان
کرو انھون نے عرض کیا کہ امیر حمزہ صاحبقران عمرو و کرب و مقبل کو اپنے ساتھ لیے ہوے بہ تعقیب شہنشاہ
ساحران ملکہ دمامہ جادو چاہ الماس کو گیا اور اسکے تیسرے روز ابوالہول دیوانہ کے پاس پہونچا وہ اپنے ہمراہ
حمزہ کو چاہ الماس مین لیگیا اور اس بات کو مہینا بھر سے زیادہ ہو چکا ایک مہینا بھر ادھر کا یہ حال ہمنے حضور سے عرض
کیا اب آجکل کا حال کچھ نہین معلوم کہ حمزہ کس خاص مقام پر ہی اور کیا کر رہا ہی زبرجد شاہ نے جو ہرکارون کی
زبانی سنا کہ حمزہ استیصال ملکہ دمامہ جادو کے واسطے چاہ الماس مین گیا ہوا ہی ہاتھ پاؤن کے طوطے اڑ گئے تمام
جسم کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین مضطر و پریشان ہوکے بیساختہ کہنے لگا کہ دمامہ مجھسے
کہگئی تھی کہ مجھے چالیس دن بہت سخت و صعب ہین اسکو کوئی دیکھو تو کہ فقط مین ان چالیس روز مین کے روز باقی ہین
یا چلہ تمام ہو گیا اور میسے جو خدا پرستون نے مہلت طلب کی تھی وہ وعدہ انکا منقضی ہوا یا ابھی نہین ہوا صاحبقران
نے کاغذ دیکھکے عرض کیا کہ یا خداوند خدا پرستون کے وعدے کے دن کل تمام ہو گئے اور شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو
کے ایام نحس کی مدت کا آج خاتمہ ہو جائیگا ملک بختیارک نے اپنے دل مین کہا کہ جسوقت دمامہ جادو ماری گئی فوراً انکے
خدا پرست ہوش مین آجائینگے پھر ہم لوگ بھاگنے کا بھی کہین رستہ نہ پائینگے بڑی مشکل ہوگی یہ یزدان پرست نبرد
ہم لوگون مین سے ایک ایک کو چن چن کے مار ڈالینگے خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑینگے حوصلے نکالینگے آجکل جو کچھ کیا
وہ ہو گیا پھر کچھ نہ ہوسکیگا لیں اپنے دل مین یہ سوچ کے اسنے زبرجد شاہ سے کہا کہ یا خداوند جلد ان خدا پرستون کا
استیصال کیجیے زیادہ غفلت اور تساہل کو دخل نہ دیجیے اور انھین کے سردارون کو انسے لڑوائیے آپ اگر اسطرح
اور اگر کہین اس اثنا مین شیطان کے کان بہرے حمزہ آگیا تو پھر استیصال انکا مشکل ہو جائیگا حمزہ ایک ایک کو
تاک تاک چنے چنوائیگا زبرجد شاہ گمراہ نے جواب دیا کہ ای بختیارک دمامہ جادو مجھکو منع کر گئی ہی کہ جبتک مین
نہ آلون تو خدا پرستون سے ہرگز ہرگز مقابلہ نہ کرنا بختیارک نے عرض کیا خیر آپ خود مقابلے کو نہ جائیے مگر ایلچی تو
بھیجیے زبرجد شاہ نے بختیارک کی اس رائے ناقص کو پسند کیا اور اسی وقت دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ ایک
نامہ بادشاہ سعد بن قباد کو ہماری طرف سے لکھو کہ جتنی مہلت تمنے ہمسے مانگی تھی وہ بالفعل تمام ہو گئی اب
یا تو ہمین آکے سجدہ کرو یا آمادہ جنگ ہو اور اب ہم تمہارا کوئی عذر و حیلہ نہ مانینگے دبیر نے بموجب حکم زبرجد شاہ
بادشاہ جم جاہ فلک بارگاہ شہریار والا نژاد سعد بن قباد کو ایک نامہ مشتمل بمضمون مندرجہ بالا تحریر کیا اور

اسے ملفوف کرکے سامنے زبرجد شاہ کے لاکے حاضر کیا زبرجد شاہ نے سرداران لشکر اسلام کیطرف دیکھکر کہا
گرامی سرداران نامی ولاوران گرامی ہے تم میں سے کوئی ایسا کہ اس نامے کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد کے پاس
لیجاے اور جواب باصواب اسکا لیکے فوراً آوے ابھی پوری بات اسکے منہ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم
شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند رشید امیر حمزہ صاحبقران والا دودمان اپنے ڈنگل پر سے
اٹھا زبرجد شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے دربار بادشاہ اسلام سے کمال محبت ہے نہایت مہر و مروت ہے میں یہ نامہ لیجاؤنگا
اور انکو سمجھا بجھا کے یہاں لاؤنگا زبرجد شاہ یہ جسارت اور سبقت شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن
بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی دیکھکے اسنے بہت خوش ہوا اور ایک خلعت پر زر نہایت پر تکلف دے کر انکو روانہ
کیا بدیع الزمان نامہ زبرجد شاہ کا سر سے باندھ کے روانہ لشکر اسلام ہوا بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد کو خبر
ہوئی کہ بدیع الزمان برسم ایلچی گری آتا ہے حکم کیا کہ خبردار کوئی اسکو نہ روکے جسطرح آتا ہے آنے دے اس اثنا میں
بدیع الزمان ابن صاحبقران اندر بارگاہ شاہی کے آیا اور بطریق زبرجد پرستان سلام کیا کسی نے
جواب سلام نہ دیا بدیع الزمان نہایت خشمگین و غضبناک طور سرکش کے پاس آیا اور کہا اے طور سرکش اٹھ
اپنے ڈنگل پر سے کہ میں تھوڑی دیر تیرے ڈنگل پر بیٹھ کے کچھ سوال و جواب سعد بن قباد سے کرکے چلا جاؤنگا اسنے
جواب دیا کہ صاحبزادے ڈنگل آپکا تو موجود ہے آپ اس ڈنگل پر کیوں نہیں بیٹھتے جو مجھسے طلب کرتے ہیں
اور مجھے میرے ڈنگل پر سے اٹھاتے ہیں بدیع الزمان نے اور زیادہ چین بہ جبین اور خشمگین ہوکر کہا کہ
جلد اٹھ نہیں تو میں تجھے مار ڈالونگا طرفۃ العین میں کام تیرا تمام کر ڈالونگا اور گھونسا مارنے کو ہاتھ اٹھایا طور سرکش
چاہتا تھا کہ بدیع الزمان سے کچھ گفتگو کرے بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے طور سرکش تو کس سے
گفتگو کرتا ہے یہ وہی بدیع الزمان ہے جسنے پانچ سو ملک کو جنگ باختر کو اسلام آباد کیا بڑے بڑے کافران
نابکار اور بڑے بڑے کفار اشرار سے جہنم کو بھر دیا آج وہی بدیع الزمان گلے میں بت پہنے پیشانی پر قشقہ
کھینچے یہ باتیں کر رہا ہے اے طور سرکش یہ اپنے ہوش میں نہیں ہے اگر اپنے ہوش میں ہوتا تو ایسے کلمہ و کلام نہ کرتا
طور سرکش نے یہ سنتے ہی ڈنگل اپنا خالی کردیا بدیع الزمان اس ڈنگل کو اٹھا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
لایا اور وہاں اسے بچھا کے بیٹھا بادشاہ سعد بن قباد نے شاہزادہ بدیع الزمان کی صورت دیکھی حیران ہوا
کہ خدا خیر کرے نہیں معلوم کیا ماجرا ہے ساقی کو حکم دیا کہ شراب لاؤ شاہزادہ بدیع الزمان کو پلاؤ ساقی حسب
ارشاد بادشاہ جمجاہ کے ساغر شراب ارغوانی کا بھر کر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا بدیع الزمان
نے اس ساغر کو اسکے ہاتھ سے لیکر زمین پر پھینک دیا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ میں شراب پینے کے واسطے
نہیں آیا ہوں بلکہ ایک فرمان واجب الاذعان اپنے خداوند کا لایا ہوں بادشاہ اسلام نے کہا لائیے وہ فرمان
مجھے دیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے اٹھکے آداب بجا لائیے تعظیم کیجیے زر و جواہر نثار کرنے کو منگوائیے کیونکہ
آپکو نامہ اپنے خداوند کا دوں بادشاہ تقریر اس طلسم بستہ کی سنکے آبدیدہ ہوے فرمایا کہ اے شاہزادہ انجم گروہ
رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان لشکر شکن آپ فرزند رشید حمزہ صاحبقران عالیشان کے ہیں آپنے
اپنی قوت و زور بازو سے برسوں جہاد کیا کفرستان کو اسلام آباد کیا تعجب ہے کہ آپکا فرمانا اور زبرجد کو خداوندی
مانی کہ آپ مجھے تعظیم و تکریم کرواتے ہیں آپکو یہ کیا ہو گیا مگر ان آپ میرے عم نامدار بجاے والد بزرگوار کے
ہیں اگر کہیے میں آپ کو تسلیم کروں آپکی تعظیم کروں اور زبرجد شاہ مردود درگاہ اللہ تو قابل لعنت ہے اسیہ

لعنت کیجیے اس کلمہ و کلام کو چھوڑ دیجیے لیکن کلام حقیقت التیام جو بادشاہ اسلام سے بدیع الزمان نے سنا خشمگین و غضبناک ہو کے دیوانہ وار نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو خداوند کی جناب میں کلمات گستاخانہ اور کلام بیہودہ کہتا ہی اور مجھکو نصیحت کرتا ہی یہ سزا ہے کہ ایک وار میں تیغ آبدار کے کام تیرا تمام کروں اور اس بارگاہ میں خون تیرا بہا دوں اور ٹھہر تو جا اب میں تجھے کیا چھوڑتا ہی ہوں بغیر مارے اور یہ کہکے تلوار کھینچکر بادشاہ اسلام کیطرف دوڑا تمام بارگاہ میں ایک غلغلہ ہوا ہنگامہ برپا ہو گیا سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے کہ بدیع الزمان کو پکڑ لیں اور بادشاہ اسلام کو اس طلسم بستہ کی شر سے بچا لیں بادشاہ سبکو منع کر رہے تھے کہ صاحبو تم نہ بولو تم اس راز سے نہیں واقف ہو ناحق کا ملال نہ مول لو میں سمجھ لونگا کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان تھر تھر کانپنے لگا اور دھڑام سے زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا لوگوں نے چاہا کہ شہزادے کو گرفتار کر لیں بادشاہ اسلام نے منع کیا کہ خبردار ہاتھ لگا کے گرفتار نہ کرنا اسمیں کچھ سر مخفی ہی تم لوگ نہ بولو اگر اسوقت یہ مجھے مار ڈالیگا تو میں نے خون اپنا اسے معاف کیا یہ سنتے ہی لوگ اپنی اپنی جگہ رک رہے کہ اس اثنا میں شاہزادہ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو دیکھا کہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے تخت بادشاہی کے سامنے بیٹھا ہوا ہی اور صاحبقران فلک فر اپنے دنگل بادشاہی پہ بے رونق افروز نہیں ہیں لوگوں سے پوچھا کہ کیوں بھائیو صاحبقران ذیشان کہاں تشریف لے گئے ہیں اور میں نے کس پر تلوار کھینچی ہی کیا معاملہ ہی طور سرکن نے کہا کہ صاحبزادے ابھی ابھی آپ بیہوشی میں آئے ہیں ابھی آپ نے مجھے مکو نشانات کے دنگل پر سے ہم اٹھایا تھا میرا دنگل لیا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے بچھایا تھا زبرجد شاہ کا نامہ لیکر آپ یہ ہم ایلچی گری آئے تھے بادشاہ اسلام پر تلوار کھینچکے دوڑے تھے کہ آپ خود بخود کانپ کے بیہوش ہو گئے اب ہوش آیا تو آپ یہ سب باتیں پوچھنے لگے اور صاحبقران با اقبال تم لوگوں کے افعال سے تنگ ہو کے اس خیال میں نکل گئے ہیں کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان اپنی جان دیں یا دو ماہ جہادو کو جہنم واصل کریں شہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران نے کہا کہ اے طور سرکن ہم لوگوں نے کیا کیا جو صاحبقران ہم لوگوں کے افعال سے تنگ آ کے اپنی ہلاکت پر آمادہ دو ماہ جہادو کے قتل پر دل دادہ نکل گئے ہیں طور سرکن نے کہا واہ صاحبزادے واہ کہتے ہو کہ ہم لوگوں نے کیا کیا ارے اس سے بڑھ کے اور کیا غضب کرو گے کہ تم لوگ یزدان پرستی ترک کر کے سب جادو کے پرستار ہو گئے ہو بالکل اپنے پروردگار مالک دو جہاں عالم قضا و قدر خالق جن و بشر کو بھول گئے ہو یہ کلام حقیقت التیام طور سرکن سے سنکے بدیع الزمان لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکر رو دیا اور ہاتھ باندھ کے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ حضور معاف فرمائیے گا میں خود رفتہ تھا مجھکو مطلق ہوش نہیں کہ میں نے حضور سے کیا گفتگو کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ تم اپنے ہوش میں نہیں ہو جب تو ایسی بہکی اور بیحواسی کی باتیں کرتے ہو اور کہیں زمانے میں تمہارے برابر مرد فہمیدہ و سنجیدہ ہوتا کبھی ہی تمنے کفر و کافری کے سر کے نشان اکھاڑ کے عالم میں خدا پرستی اور ایمانداری کے جھنڈے گاڑے کیسے کیسے کفرستانوں کو اسلام آباد کیا کیسا کیسا جہاد کیا بلکہ میں اور لوگوں سے کہتا تھا کہ بدیع الزمان سحر میں گرفتار ہی نہیں تو ایسے کلام ناملائم نہ کرتا تم ہرگز میری طرف سے اپنے دل میں خیال رنجش کا نہ لاؤ بلکہ مجھکو تمسے نہ کوئی ملال ہی نہ کسی طرح کا صدمہ دل میں کچھ خیال ہی بعد اسکے بدیع الزمان نے طور سرکن کیطرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے طور سرکن تم بھی مجھے معاف کرو کہ میں نے تمہاری خدمت میں بھی بڑی بے ادبی کی ہی بچہ ہو میں نے تمسے یہ کیا گستاخی کی طور سرکن نے

کہا آپ میرے مرشد زادے ہین جو کچھ آپ نے میرے حق مین کیا بہت خوب کیا مجھے آپ سے کوئی شکایت نہین ہے نہ کسی بات کا
ملال میرے دل مین ہے مگر اے شاہزادے آپ نے نامے کو جو اُس کافر ازلی مرتد و شقی کے اپنے سر پر چڑھایا ہے اُسے تو
اُتار دیجیے بدیع الزمان نے یہ سنتے ہی گھبرا کے اُس نامے کو اپنے سر سے کھولا اور پھاڑ کے پھینک دیا اور لوگون سے
پوچھا کہ کیا شہر زبرجد نگار سے ہمارے ساتھ بھی کوئی آیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ بارہ ہزار سوار آپکے ہمراہ آئے ہین
بدیع الزمان والاشان نے حکم دیا سب حرامزادون کو قتل کرو اُنکی صورتین اُنکے خون سے بھرو بادشاہ اسلام
بدیع الزمان کا یہ کلام سنکے بہت خوش ہوئے فرمایا کہ صاحبو دیکھا تمنے جب یہ فی الحقیقت اپنے ہوش و حواس
مین نہ تھے جب تو ویسی باتین کرتے تھے اب سحر سے چھوٹے ہین تو ہوش و حواس کی باتین کر رہے ہین غرضکہ ان سب
زبرجد پرستون کو قتل کیا اور بادشاہ اسلام نے بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا کہ اس اثنا
مین نعرۂ علم شاہ رومی کی آواز قیطول زبرجد شاہ پر سے بلند ہوئی بدیع الزمان نے عرض کیا کہ اے
شہریار معلوم ہوتا ہے کہ میری طرح سب سردار ہوش مین آگئے و مامہ جادو ماری گئی اب قیطولون پر تلوار چل رہی
ہے جلد تشریف لے چلیے اسی وقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو ہم زبرجد نگار پر جائینگے فوراً کمربندی
ہو گئی ہرکارے نے خبر دی کہ وہ حصار سحر جو شہر زبرجد نگار کے گرد تھا بالکل مٹ گیا اب بخوبی آتے
جاتے ہین اور جو لوگ اہل اسلام سے سحر مین مبتلا ہو کے دیوار مین چسپیدہ ہو گئے تھے وہ بھی سب رہا ہوئے الغرض
بادشاہ تخت پر سوار ہوئے آگے آگے بدیع الزمان پیچھے پیچھے فوج شہر زبرجد نگار کو چلے لیکن وہان کا حال
سنیے کہ جب زبرجد شاہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران
گیتی ستان کو بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد عالی مقام بادشاہ اسلام کے پاس برسم ایلچی گری روانہ
کر چکا تو پھر ہرکارون کو بلا کے پوچھا کہ تمہین خوب تحقیق معلوم ہوا ہے کہ حمزہ چاہ الماس مین گیا ہے ایک ہرکارے نے
عرض کیا کہ خداوند ہمین تحقیق معلوم ہو گیا ہے کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوئے آج پندرہ دن ہوئے دوسرے نے
التماس کیا کہ پیر و مرشد حمزہ کو گئے ہوئے بائیسوان دن ہے بلکہ عمرو عیار آسکا نہ جاتا تھا الہول الہول نے زبردستی
اُسے اسمین ڈھکیل دیا زبرجد شاہ نہایت برہم ہوا کہا واہیات بکتے ہو یہ کبھی سنا بھی نہین کہ آدمی دیدہ و دانستہ
اندھون کی طرح اپنے کو کنوئین مین گرا دے جاؤ دور ہو میرے سامنے سے اب خبردار کبھی ایسی جھوٹی خبر میرے سامنے
نہ بیان کرنا پہلے جتنے بیان کیا کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوئے ایک مہینے کا عرصہ ہوا آج پندرہ دن اور بائیس
دن بتاتے ہو تمہاری بات کا کہین بھی کچھ ٹھکانا ہے جو منھ مین آیا بک دیا دربار خداوندی نہوا ترکاری کی منڈی ہوئی
یا کوئی افیونی کی صحبت ہوئی کہ جو جی مین آیا جھوٹ سچ گپ اڑا دی اور گپ بھی وہ جو محض خلاف عقل ہو کسکے ذہن
مین آسکتا ہے اور کون اس بات کو یقین لا سکتا ہے کہ کوئی اپنے کو خود کنوئین مین گرا دے اب کبھی اگر ایسی جھوٹی
خبر میرے سامنے بیان کروگے تو مین تمکو سزا سخت دونگا اور اپنی خدائی سے نکال دونگا ابھی زبرجد شاہ
ہرکارون سے یہ کہ رہا تھا کہ ایک آندھی بڑے زور شور سے چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا خاک اڑنے لگی
وہ گنبد ہلنے لگا شور قیامت برپا ہوا جتنے مکانات مثل گنبد مینا اور قیطول خداوندی وغیرہ کے سحر کے بنے ہوئے
تھے سب کے سب چکنا چور ہو کے ٹوٹ گئے قصر معلق بھی ہوا ہو گیا اور علم شاہ رومی اور جتنے سردار لشکر اسلام اور
فرزند امیر عالی مقام تھے کانپ کے ڈگمگانے لگے اور کرسیون پر سے گر کے بیہوش ہو گئے بختیارک ملعون نے
زبرجد شاہ روسیاہ سے کہا کہ اے خداوند جلد ان سرداران لشکر اسلام کو قید کر لیجیے اور جھٹ پٹ ان سبکو

مسلسل اور مطوق کرکے قید خانے مین بھجوا دیجیے ورنہ یہ ہوش مین آجائینگے تو غضب ہو جائیگا ایک کو زندہ نہ
چھوڑینگے سب کے رشتہ حیات توڑینگے یہ آپ تک سحر شہنشاہ جادوگران ملکہ دمامہ جادو مین گرفتار تھے جو خدائی
کے بندے بنے ہوئے ہر وقت فرمانبردار رہتے مگر اب غضب ہو گیا کہ حمزہ نے ملکہ دمامہ جادو کو مار ڈالا قید
سحر سے چھوٹ جائینگے پھر اگر ہزارون برس بھی کوئی خاک چھانیگا تو یہ ہاتھ نہ آئینگے زبرجد شاہ یہ سنکے نہایت
برہم ہوا اور گھونسا اس زور سے بختیارک کے منھ پر مارا کہ قریب تھا اسکے سب دانت ٹوٹ کے پیٹ مین
جا رہین اور کہا او حرامزادے ایسی فال بد تو ابھی سے اپنے منھ سے نکالتا ہی دمامہ جادو کو تو کیا کوئی چھوکری
سمجھے ہوئے ہی اگر حمزہ ایسے ہزار آدمی جائین تو اسکا بال بیکا نہ کرسکین اسکے ایک سحر مین تو تمام عالم کا کام تمام ہو
بھلا حمزہ کی تو کیا حقیقت تھا اور کیا ہستی ہی کہ اس سے سر بر ہو سکے اگر حمزہ ہزار برس بھی کوشش کرے تو اسکے سحر سے
نہ جانبر ہو سکے تو نہین دیکھتا کہ حمزہ کی تمام اولاد اور سردار اسوقت میری خدائی کے قائل ہوے مجھکو سجدہ
کرتے ہین یہ دمامہ جادو کے سحر کا اثر نہین ہی تو اور کیا ہی پھر جو ایسی ساحرہ زبردست ہو وہ حمزہ ایسے
ضعیف انسان شخص سے پست ہو یہ بات کہین قیاس مین بھی آتی ہی یا زبردستی ہی تو نے دل سے گڑھ کے خیالی پلاو پکا
لیے سمجھے بوجھے کہدیا کہ دمامہ جادو کو حمزہ نے مار ڈالا خبردار اگر پھر ایسا کلمہ تو نے کبھی زبان سے نکالا تو تجھے جان سے
مار ڈالونگا بختیارک بولا یا خداوندا آپ کو اختیار ہی چاہیے غلام کو مار ڈالیے چاہیے جان بخشی کیجیے مگر یا خداوندا
کہ وہ گنبد بینا اور قصر معلق اور قنطول خدائی کہان گئے یہ سب مکانات سحر اور سامان خدائی کیا ہوے
مین یہی عرض کرتا ہون کہ انھین قید کر لیجیے نہین پھر کچھ نہو سکیگا آپ ہی پچھتائیگا زبرجد شاہ بولا او [illegible]
کیسا بکتا ہی بیچارہ اب یہ سب میرے بندگان خاص مین سے ہین یہ میری خدائی سے کہان جائینگے اور بھلا
کیا بنا لینگے ابھی یہی باتین تھین کہ علم شاہ رومی اور تمام سرداران لشکر اسلام ہوش مین آئے اپنے کو
بارگاہ بہشم پایہ گاہ زبرجد شاہ مین پایا متعجب ہوکے پوچھا کہ ہم کیونکر یہان آئے کون ہمین لایا ہی یہ کیا
کیا ہی زبرجد شاہ پکارا تم سب میرے بندگان خاص ہو مدت سے تمنے مجھکو سجدہ کیا ہی اور حمزہ تنگ
ہوکر عاجز آکے صحرا کو نکل گیا ہی اور بدیع الزمان کو مین نے برسم ایلچی گری بادشاہ اسلام سعد بن قباد
کے پاس بھیجا ہی اے بندگان من مجھ مین یہ قدرت ہی کہ چاہون تو زمین و آسمان کو درہم برہم کردون پھول آسمان پر جائین ستارے زمین پر
آئین دریا سے آگ نکلے آگ سے پانی بہے علم شاہ یہ گفتگو اس خربد یہ ضلالت کی سنکے بولا او ملعون تو کیا جھک مار رہا ہی اور تلوار
میان سے کھینچکر اسپر دوڑا اور سب سرداران لشکر اسلام بھی تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ کہتے ہوے جھپٹے کہ او مشرک سگ پلید اب تجھے ہم زندہ و سالم
کب چھوڑتے ہین لشکر کفار نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر سب دست بقبضہ ہین وہ بھی تلوارین لیکر دوڑے لڑائی ہونے لگی
تلوار چلنے لگی علم شاہ رومی نے بڑھ کے زبرجد شاہ پر تلوار ماری وہ ملعون تو تخت پر سے کود کے علیحدہ ہو گیا
اور علم شاہ کی تلوار نے تخت کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا ادھر لقا نے جو یہ نقشہ دیکھا یہ بھی تخت پر سے کودا
زبرجد شاہ اور زمرد شاہ دونون سنگدلون کے رنگ زرد ہو گئے سرداران لشکر اسلام کا یہ ڈھنگ
دیکھکے مارے خوف کے ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے جسم مین تھرتھری پڑ گئی دل کانپنے لگے ایوان بادشاہی سے باہر
نکل کر مرکبون پر سوار ہوے فوج کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا لاکھ کافرون نے مسلمانون کو گھیر لیا
ایک ہنگامہ قیامت برپا ہی چہار طرف دار و گیر کی صدا ہی تلوارون کی جھنکارین بلند ہین امن و امان سے رستے
بند ہین علم شاہ کے نعرے کی آواز آسمان تک جاتی ہی یہ چن چنکر کفار کو مار رہا ہی اور سرداران اسلام بھی

لاش پر لاش گر رہے ہیں یہ حال ہی کہ کہیں دس پھڑک رہے ہیں کہیں بیس سسک رہے ہیں کسی مقام پچاس دم توڑ رہے ہیں کہیں سو زندگی سے منھ موڑ رہے ہیں چارون طرف تلوار برس رہی ہی خون اُڑ رہا ہی باپ بیٹا بیٹے سے باپ جدا ہی ایک معرکۂ عظیم برپا ہی ہمراہ اس دلو بند نامے ایک سردار زبردست زبرجد شاہ کا ہی اُسنے علم شاہ پر تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی تیغ کپتان پر روک کے جو ایک ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے پھر لاش اژدر گیر نے تیغہ سکندر پر مارا سکندر نے اُسکے تیغے کو روک کے جو اُسکی کمر پر تلوار ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا آدھا گھوڑے سے ادھر آدھا اُدھر گرا ہاشم تیغ زن نے فیلاب دراز گوش کو چور ناک کیا غرض ایک ایک سردار صاحبقران نے ایک ایک سردار نامی کو زبرجد شاہ کے مارا اور ایوان بادشاہی سے نکلے زبرجد شاہ بزدل در و سیاہ اپنی فوج و سپاہ کو پکارا کہ ای مردان دلاور و ای بہادران لشکر خبردار یہ خدا پرست بندگان منحرف زندہ بچکر نہ جانے پائین انھین یہین چارون طرف سے گھیر کے مار لو اسوقت شاہزادہ انجم گروہ ہمہ شکوہ تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران گیتی ستان اور بادشاہ جہاد سعد بن قباد والا نژاد مع سات سو زرہ پوشون کے وہان پہونچے اور نعرہ کیا کہ ای کافران غدار اور ای مردمان مکار خبردار رہو ہم آ پہونچے غرض یہان تو علم شاہ رومی اور بندگان زبرجدی سے تلوار چل رہی تھی اب بدیع الزمان نامدار جو مع اپنے لشکر جرار کے آ پہونچے انھون نے بھی وہین سے تلوارین کھینچین اور جو سامنے آیا اُسے دو ٹکڑے کیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تمام شہر زبرجد نگار مین ایک غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہوا ہر گلی کوچے مین کشت و خون ہو رہا ہی چارون طرف دریا خون کا بہہ رہا ہی شتاباشتاب تبران جفا جویان شمشیران بلند سیل خون روان شرح جان ازرائیل دلال اجل در کار ملک الموت بیکار ہے محنت و مشقت قبض روح ہوئی جاتی ہی کشتون کے پشتے ہر دو طرف کے انبار ہر طرف لگے ہوئے ہین بدیع الزمان نامدار کی تلوار سے پا بسا حشر برپا ہی تلوار ہی کہ غضب خدا ہی

چمکی صفت صاعقہ جو تیغ شرربار
تصویر صفت رہ گئے متحیر بد اطوار
گرتی تھی بصد رنگ سے ہر ایک گھڑی تیغ
بجلی سی گری عکس کی جو اسکے پڑی تیغ
ڈھالون مین چھپے بیٹھے تھے سب کافر بےپیر
بند آنکھین تھین ہاتھون کی باہم تھی یہ تقریر
آ سر پہ چلا ایک ستمگار کا بس بس
چلا رہی تھی موت کہ ای صاعقہ بس بس
اس لطف سے ہر بار کی آئینہ ہوا چور
شیشہ نظر کا سر و سینہ ہوا چورنگ
تھا شعلہ دہن فتح کے ہمراہ سپر روبند
تھی رعد کی غرّا کہ برق نہیں کوند
شیلا ہوا گردون کہ ہوئی کی طرح سے
[illegible] کیطرح سے

نازل ہوا اسپ پہ جنبش سے اثر عقاب
ہر ضرب مین ڈھالون کی لغیون کو پڑی تھی
اس تیغ سے کوئی جو دم جنگ لڑی تیغ
کھل پڑتے تھے پھولون کے شرر ہو کے تلوار کی ضو سے
بجلی کی چمک سے تھی فزون تیغ کی تنویر
ای شاہ تلوار کا کیا روپ ہی دیکھو
اسلام سے کہتی تھی یہ تلوار کہ ہان ہنس
پھل بہرہ دشمن پہ اگر جلوہ نما تھا
اس تیغ سے دریا مین سفینہ ہوا چورنگ
باقی روشنی ڈالی و ستم کھول گئے تھے
تھی آب دم تیغ مین جو بہر سے چکا چوند
مردم نے بہت خوف کے صدمے جو سہے تھے
سینہ خون کا برسا کئی ساون کیطرح سے
چلاتے جوان جب یہ پڑی اسکی چمک مین

میدان مین گو جمع تھے لاکھون ہی ستمگار
دامن کو قضا غیظ مین گردان رہی تھی
آب آب ہوئی لاکھ تھی گو منھ کی کڑی تیغ
تارون سے گلے کٹنے لگے تیغ سے لو سے
ہر بار پہونچتا تھا وہان جلوۂ شمشیر
ڈھالون سے بھی سایہ مین یہان صوبہ پیوند
ہر ضرب مین بیدم ہوے کفار جو دس بیس
بالا سے الف مد کیطرح کالب قضا تھا
ٹپکی ہوئی قارون کا خزینہ ہوا چورنگ
پھلتی تھی شکست آپ قدم کھول کے تھے
رہوار سے کہتی تھی مین کالون تو اسے روند
چھپ جاتی تھی آنکھون مین جگہ ڈھونڈ کے
دشمن کے گلے پر تھی وہ دشمن کیطرح سے
ہی خوف سے رعشہ بدن پیر فلک مین

آیا جو کوئی پاس گری برق درخشان
غل سا مردون مین کہ یہ ہے سحر فراوان
سر پر جو گری تیغ نے مغفر کو اڑایا
مرغ شب دیجور نے شہپر کو اڑایا
ڈھالون مین کبھی گر کے جو شن سے نکل آئی
تختی ہوئی آگ کہ خانۂ زین سے نکل آئی
یہ اسکو لپکایا کہ سرک موت نے گھیرا
یہ برق گری آگیا آنکھون مین اندھیرا
اسپر جو گری تیغ الٹ کے اسے مارا
لہرا کے وہان پر جو گئی کھٹ سے اسے مارا
خیاط ظفر پیرہن مرگ سیے تھے
دم بند تھے تہ جامۂ ہستی جو سیے تھے

نے النار رہا تن مین چلی روح بدایان
پھرتی تھی جو وہ برق صفت لشکر شر مین
شہباز کی دہشت نے کبوتر کو اڑایا
ابرو کو جو کاٹا تو قزح سے نکل آئی
تلوار مہ نو تھی کہ گہن سے نکل آئی
جوشن مین بھی عدو کو چھپا اسکی نظر آئی
دو ٹکڑے ہوا وہ رخ ادھر تیغ سا کھینچا
تھا قصد کسے ہان پر ابھی ہان نہ کہا تھا
سیدھی گئی اسپر تو سمٹ کے اسے مارا
اللہ ری صفائی کہ لہو تک نہ بھرا تھا
تلوار نے تر دامنون کو بانٹ دیے تھے
تھی وہ معصوم یہ مقراض سر افگن کے سخن کی

تنور بنا جسم لپٹ ہو گئی بریان
پوشیدہ تھی چھپین رو چھپین ملک الموت کے سیز
بندر سے کیا فرخود سر کو اڑایا
تھی برق فلک قوس قزح سے نکل آئی
در آئی جو چھپنا مین تو دہن سے نکل آئی
سوتا ہوا اسپر کہ چاندی نظر آئی
گرنے مین کہا اسنے ہوا فیصلہ تیرا
شعلہ سا تھی تیغ و دم لوٹ رہا تھا
ہٹ کے اسے مارا تو لپٹ کے اسے مارا
پیکان کے نکلی تھی تو سر تو نہین دھڑ رکھا
جیبیوں کے جگر چاک کیے پر تھنک سے تھے
کیا قطع برید آج ہوئی جامۂ تن کی

راوی بیان کرتا ہی کہ تین شبانہ روز اسی طرح برابر تلوار چلا کی تیسرے روز دفعتاً کہ مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار پہونچا اور حال دریافت کرکے بجلدی تمام خدمت ہما صاحبقران عالی مقام مین آیا سب کیفیت بیان کی کہ اے صاحبقران عالیشان آپ تو یہان ہین اور وہان سب آپکے فرزندان نیک نام اور سرداران لشکر اسلام نے ہوش مین آکے زبرجد پرستی چھوڑ دی اور اپنے خدا اسیکتا کی وحدانیت کے قائل و معترف ہو کے پھر اپنے دین اسلام پر قائم ہوے اور اس سنگ رو سیاہ زبرجد شاہ پر لعنت کی شہر زبرجد نگار مین ایک طوفان عظیم برپا ہی ہر گلی کوچے مین شور قیامت برپا ہی بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد ادام اللہ ملکہ و ضاعف قدرہ بھی وہان رونق افروز ہوے ہین علم شاہ رومی اور بدیع الزمان وغیرہ لڑ رہے ہین کافرون کے سر کٹ رہے ہین میدان کے میدان اُن ناپاکون کی لاشون سے پٹ رہے ہین آپ بھی جلد تشریف لے چلیے زبرجد شاہ گمراہ کو واصل جہنم کیجیے تمام مال و اسباب اسکا لوٹ لیجیے یہ سنکے امیر گیتی ستان نے اشقر دیوزاد کو بڑھایا یہان زبرجد شاہ نے حکم دیا کہ ارے بدیع الزمان کو مار لو کہ شمشیرزن اعظم ارک رعد انداز ستون بارگاہ قدرت نے آگے بڑھ کے بدیع الزمان کا سامنا کیا اور نعرہ کیا کہ اے بدیع الزمان بندۂ منحرف قدرت یہ تو نے کیا غضب کیا کہ خداوند زبرجد شاہ سے منحرف ہو کے پھر دین اسلام اختیار کر لیا ارے او جاہل گم گشتہ یہ تو نے کیا آفت برپا کی ہزارون بندگان زبرجد شاہ کا بیقصور خون بہایا تجھے کچھ خوف و خطر خداوند کا نہ آیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی دیکھ تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہی بدیع الزمان نے جھنجھلا کے جواب دیا کہ او شریر بے پیر کیا بیہودہ بک رہا ہی دیکھ تجھے بھی واصل جہنم کرتا ہوں شمشیر زن نے جھنجھلا کے سر بدیع الزمان نامدار پر تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کے اور بچستی تمام ذرا ہاتھ اپنا ترچھا کر کے جو ایک تلوار اُس ہرزہ دست پر ماری تو اسکے شانے پر پڑی کہ اُس شانے اور سینہ پر کینہ کو اسکے کاٹتی ہوئی دوسری طرف زیر بغل اتر گئی اُس شقی کا منہ سے کا منہ سدا کٹ کے گر پڑا غل ہوا کہ شمشیرزن بیچارا آخر مارا گیا زبرجد شاہ نے نعرہ کیا کہ افسوس ستون میری بارگاہ

قدرت کا گر پڑا ناگاہ آواز نعرۂ صاحبقرانی کی کان مین آئی اور ساتھ ہی اُسکے نعرۂ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز خاوری کی صدا بھی سنائی دی اور کرب وغیرہ بھی نعرہ کرکے فوج کفار پر آ پڑے لقاے مشرک
خدلنے جو آواز نعرۂ صاحبقرانی کی سنی بدحواس ہوگیا ہاتھ پاؤن بھول گئے بختیارک نے کہا اے خداوند حمزہ آپہونچا جلد
یہان سے بھاگ چلیے نہین تو مارے جاینگے لقانے زبرجدشاہ سے کہا کہ اے زبرجدشاہ مین نے تقدیر کی ہے کہ
تو حمزہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہین تو میرے ساتھ بھاگ چل زبرجدشاہ پکارا او گیدی خرروباہ
خصلت بزدل تو کہان جاتا ہے دیکھ مین حمزہ کو دم بھر مین مارے لیتا ہون زمردشاہ خداے باختر بولا تو کیا
بکتا ہے مین نے تو تقدیر کی ہے کہ یہان سے بھاگ جاؤ اور یہ کہکر اپنے رفقا اور لشکر سمیت شہر زبرجدنگار سے
نکل کر کشتیون پر سوار ہوکے بھاگ گیا الغرض عونیہ کا راستہ لیا یہان شہر زبرجدنگار پر خوب لڑائی ہوئی بادشاہ
اسلام نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو ریل دو عمارتین شہر کی گرا دو صاف میدان ہوجاے اچھی طرح جنگ کی جگہ نکل
آسے بموجب حکم جہان مطاع بادشاہ گیتی پناہ مکانات مسمار ہونے لگے میدان لڑائی کے واسطے صاف ہونے لگا
اب وہ وقت ہے کہ دونون لشکر ملے ہوے لڑ رہے ہین کہ پھر نعرۂ صاحبقرانی بلند ہوا کہ زمین و آسمان اور عمارات
عالیشان مین زلزلہ پڑگیا جتنے کہ امیر کشورگیر تلوارین مارتے ہوے زبرجدشاہ تک پہونچے اور ایک تلوار زبرجدشاہ
پر ماری وہ تو خواصی مین چار ہاتھ تلوار سے ہوا اور زنجیر اور ہاتھی کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا زبرجدشاہ کود کر بھاگا
گھوڑے پر سوار ہوا چاہا کہ نکل جاے کہ امیر حمزۂ صاحبقران پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر خاسر میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاتا ہے زبرجدشاہ نے ناچار ہوکے جب کوئی راستہ بھاگ جانے اور جان بچانے کا نہ پایا تو امیر پر تو تیر پر تلوار ماری
امیر فلک وقار نے تلوار اُس ناہنجار کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اُٹھا لیا اور
دست حق پرست بلند کرکے بالاے سر چکر دینا شروع کیا زبرجدشاہ کی عقل چکر مین آئی گردش تقدیر نے
یہ صورت اُسے دکھائی زمانے کا اور طور ہوا اہل اسلام کا دور ہوا صاحبقران عالیشان چاہتے ہین کہ اُسے
زمین پر دے پٹکین کہ ملک قاسم نے آواز دی دادا جان اسے مجھے دیجیے امیر نے زبرجدشاہ کو قاسم کی طرف
پھینکا اُسنے ہوا پر ہاتھون میں روکا پھر زمین پر دے مارا سینہ پر سوار ہوکے مشکین باندھ لین عمرو عیار کے حوالے
کیا کہ الہول الہول دیوانہ اور یہود اسے زنگی ساتھ ہزار دیوانون سے آئے اُنھون بھی لڑنا شروع کیا تمام
شہر زبرجدنگار کو تہ و بالا کردیا بہت سے کفار اشرار مارے گئے بہت سے ناہنجار گرفتار ہوے اکثر بزدلے
بھاگ گئے الامان یا بدیع الزمان الامان یا امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی آواز چارطرف بلند
ہوئی امیر صاحبقران نے امان دی جملہ دلاوران اسلام کو منع کیا کہ اب نہ لڑو تلوار روک لو یہ امان
مانگ رہے ہین غرض بقدر حکم امیر پاتو قیر سب نے اپنے اپنے ہاتھ روک لیے تلوارین میان مین رکھ لین نقار
فتح کے نہجے شادیانے نصرت کے نوازش مین آئے تمام غازیان دین اسلام بفتح و فیروزی پھرے قاسم
نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا نذر دی علم شاہ دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا پیار کیا گلے سے لگایا احوال پوچھا
شہزادۂ ملک قاسم نے سب حال بوتیسال جادو کا اژدہا بنکر نگل جانے اور اپنے باغ مین لیجاکے قید کرنے کا
بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر دادا جان صاحبقران دوران وہان نہ تشریف لیجاتے اور اُس لکاتہ کو فی النار
نہ فرماتے تو میری جانبری محال تھی اُسی کے قید مین پڑے پڑے سڑ جاتا کسی کو میری قبر کا بھی نشان نظر آتا
مگر ابھی زندگی تھی اس سے بچ گیا جو آج حاضر خدمت ہون بدیع الزمان روتا ہوا آکر قاسم سے بغلگیر ہوا

مزاج کا حال پوچھا پھر تو جتنے سردار دست راست اور دست چپ کے تھے سب باری باری قاسم سے ملے سب کو
بڑی خوشی حاصل ہوئی لیکن عمرو بن امیہ ضمری مال و اسباب کی فکر مین مضطر و حیران سرنگون بیٹھا ہوا ہے بہشت
دوزخ و بہشت زبرجد شاہ سے دیکھے وہان بھی خاک نہ پایا البتہ حور و غلمان ہاتھ لگے انکو فروخت باشد کیا
خوب بردہ فروشی کی کل قیمت انکی نقد جمع کر لی مگر اسپر بھی نہایت غمگین و ملول ہے کہ نقد کچھ نہ ہاتھ آیا بیکار کی مشقت
ہوئی مفت کی زحمت ہوئی آخرکار یہ کام کیا کہ زبرجد شاہ کو ایک گوشے مین لاکے نادیدہ سے کھڑا کیا اور کہا
کہ او دغاباز جعلساز جلد بتا کہ مال تیرا کہان ہے مین نے اسقدر محنت و مشقت کی اور ایک حبہ تک تجھسے مجھکو نہ ملا
اور کوڑا پکڑ کے مستعد ہوا کہ بتاتا ہے تو بتا نہین تو آج تجھے مارتے مارتے مار ڈالونگا مارے کوڑون کے تیری
کھال ادھیڑ ڈالونگا اور یہ کہکے ایک آدھ کوڑا چکھایا اُس بزدل کو یقین ہوگیا کہ یہ بندۂ زر ہے اگر مین اسے مال اپنا
نہ بتاؤنگا تو یہ بیشک آج مجھے مار ڈالیگا بس وہ کافر خاسر کانپ گیا اور کہنے لگا کہ خواجہ صاحب آپکو کسنے
منع کیا ہے خزانہ تو میرا بہت سا ہے آپ اسمین سے جا کے کیون نہین لے لیتے ہین جو مجھے اسطرح بٹھا کے
کوڑون کی مار دیتے ہین خواجہ نے کہا او مکار اس خزانے سے مجھے کیا کام ہے وہ مال بادشاہی ہے عمرو نے اسپر
پہرے بٹھائے ہین اسمین سے مجھے کیونکر ملیگا تو اپنا خفیہ خزانہ بتا نہین تو آج تجھے مار ڈالونگا یہ کہا اور ایک دو
کوڑا اسے مارا کہ وہ بلبلا گیا اور کہنے لگا مجھے مارئے نہین مین بتائے دیتا ہون عمرو بولا جلد بتا اسنے نشان دیا
کہ میری خوابگاہ مین جا کے پلنگ کے نیچے زمین کو کھودیے وہان بارہ ہزار صندوق اشرفیون سے بھرے ہوئے
دفن ہین آپ انکو لے لیجیے اور مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے جواب دیا کہ او مردود تو حمزہ کا قیدی ہے مین تجھکو
چھوڑ نہین سکتا ہون وہ چاہے تجھے قتل کرے چاہے تیری جان بخشے یہ کہکے زبرجد شاہ کو پھر زنبیل مین
ڈال لیا اور بسرعت تمام شہر زبرجد نگار مین آیا دیکھا کہ تمام خزانون اور جملہ مکانون پر چوکی پہرا
کرب غازی کے لوگون کا ہے اور کرب خود ہوشیار بیٹھا ہوا ہے کرب نے عمرو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ
حضور کیون تشریف لائے ہین عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین آجکل قرضدار بہت ہون اور کچھ روپیہ زبرجد شاہ
کا پوشیدہ ہے اُسکا حال کسی کو معلوم نہین ہے اگر تم کہو تو مین اسے تلاش کرکے لون کرب نے کہا کہ مین آپکا
تابع فرمان ہون مگر یون ظاہر بظاہر اگر آپ جاکے اسے لینگے تو یہ میرے واسطے بڑی بدنامی کی بات ہے
سپاہی کہینگے کہ دیدہ و دانستہ کرب نے مال و خزینۂ بادشاہی عمرو کو اٹھوا دیا عمرو بولا اے فرزند مین تجھکو
بدنام نہ کرونگا یہ کہکے چلا گیا اور رات کو گلیم عیاری اوڑھ کر خوابگاہ زبرجد شاہ پر آیا اور تلاش کرکے
اُس تہخانے کو نکالا اور وہ صندوق اشرفیون کے لیکے پھر اُسے اسی طرح بند کر دیا اور خوشی خوشی جاکے سو رہا
صبح کو خدمت امیر فلک سریر مین روانہ ہوا اُدھر صاحبقران نے شادی و خرمی مین شب بسر کی صبح کو دربار کیا
بادشاہ کو مجرا کرکے دنگل پر بیٹھے تمام سردار جمع ہوئے اس اثنا مین عمرو نے آکے سلام کیا صاحبقران
ذیشان نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ کو لاؤ عمرو نے اُس کافر کو زنبیل سے نکالکر سامنے حاضر کیا لخلخہ
بیہوشی کا دیا زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے صاحبقران بیٹھے ہین اور مین گرفتار ہون پکارا
کہ اے حمزہ تو نے مجھے گرفتار کیا ہے میرے غضب خداوندی سے نہین ڈرتا ہے بشرطیکہ ابھی تجھے خاک سیاہ کر دون
صاحبقران نے فرمایا او کافر دروغگو کیا مزخرفات بکتا ہے اگر تجھ مین کچھ قدرت ہے تو قید سے چھوٹ کے چلا جا
ارے تو تو محض مجبور ہے ہر طرح معذور ہے لعنت کر اپنے اعمال و افعال بیجا پر اور دین اسلام قبول کر مین تیرا

ملک تجھے پھیر دونگا بلکہ اور جو ملک مجھسے مانگیگا وہ بھی تجھے حوالے کرونگا زبرجد شاہ سنگدل اور سیاہ قلب تھا نصیحت نے صاحبقران کی کچھ اثر نکیا مثل مشہور ہے کوا دھوئے سے سفید نہین ہوتا شعر باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسیرا کہ بافتند سیاہ * کلام صاحبقران کے سنکر بولا کہ حمزہ چونکہ مین نے تجھے پیدا کیا ہے خلعت حیات دیا ہے اسوجہ سے شرم آتی ہے نہین تو ابھی تجھے غارت کر دیتا امیر نے فرمایا اس گمراہ ضلالت آگاہ کو نصیحت ہرگز اثر نکریگی حکم دیا کہ ابھی میدان خونی تیار ہو اسی وقت اسباب سب آکے موجود ہوا ارہ کش تسمہ کش قمچیان سولیان جلادان مریخ جبین زحل ہیئت حاضر ہوئے بارہ ہزار سولیان کھڑی ہوئین امیر عالیجناب مالک الرقاب نے فرمایا کہ زبرجد شاہ کو اسکے ہمراہیون سمیت چرخی پر کھینچو جلادون نے بفور حکم امیر اسکے پاؤن کی پڑیون مین رسیان باندھ کے چرخی پر کھینچا زبرجد شاہ زمین سے بلند ہوا پھر صاحبقران اکرم نے فرمایا کہ اے زبرجد شاہ کیون جہالت کرکے اپنی جان دیتا ہے اور بارہ ہزار بندگان خدا کا بھی تیرے ساتھ خون ہوتا ہے کیون انکا بھی عذاب اپنے سر لیتا ہے ارے غافل ہوشیار ہو گمراہی سے باز آ لقا کو دیکھ کہ میرے ہاتھ سے کیونکر بھاگتا پھرتا ہے اور دیکھ وہ میرا نہین کر سکتا مین تجھے بندۂ خدا سمجھتا ہون چاہتا ہون کہ اگر اب بھی تو راہ راست پر آجاے اور دین اسلام قبول کرے تو کیون تیرے خون مین ہاتھ بھرے زبرجد شاہ نے جواب دیا کہ حمزہ تو اپنے گمان مین مجھے مار ڈال مگر مین کسی طرح نہ مرونگا زمین کو چھوڑ کے آسمان پر جا کے خدائی کرونگا یہ کلام حماقت انجام اس گبر پر غرور سے سنکے امیر نے فرمایا ہان اور اسے بلند کرو جلادون نے رسی کھینچی جب یہ خوب بلند ہوا صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور سب سردارون نے تیرون کو کمانون مین پیوستہ کیا امیر نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کے زبرجد شاہ پر مارا اور جتنے ہمراہیان زبرجد شاہ تھے ان خطا شعارون پر سردارون کے تیر پڑنے لگے زبرجد شاہ اور سب تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوے صاحبقران ذیشان شکر الہی بجا لاے نقارے شادمانی کے بجنے لگے اور بجاے زبرجد شاہ الوالہول دیوانہ کو شہر زبرجد نگار کا حاکم مقرر کیا خلعت دیا پھر صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ لقا کدھر بھاگ گیا ہے عرض کیا جانب ملک فرعونیہ گیا ہے امیر نے فرمایا کہ مین اسے بھی کب چھوڑتا ہون کہ وہ زندہ میرے ہاتھ سے نکل جاے اور پھر صاحبقران نے خواجہ زادون کو بلا کے ساعت سعید دریافت کی اور جو ساعت سعید انھون نے بتائی اسیوقت مع فوج و سپاہ نصرت پناہ کشتیون اور جہازون پر سوار ہو کے لقا کے تعاقب مین ملک فرعونیہ کو روانہ ہوے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

چیتا سے چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد کے بیان سے لیے جاتے ہین

کہ یہ دونون بیٹے خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہو کر دامن کوہ مین اترے ہین اور اپنے زخمون کا علاج کر رہے ہین چند روز مین جب زخم انکے اچھے ہوے ایکدن کا ذکر ہے کہ یہ دونون بیٹھے ہوے ہین صبح کا وقت ہے سر اپنے کھلوا دیے ہین جھونکے نسیم سحری کے آرہے ہین صحرا کی سیر کر رہے ہین شراب پی رہے ہین کہ ایک طرف سے بگولہ گرد کا اٹھا جب دامن گرد ہوا اسنے چاک کیا ایک مرکب صبا رفتار نمودار ہوا اور دیکھا کہ اس مرکب پر ایک لقا بدار سفید پوش زخمی و بیہوش پڑا ہوا ہے وہ گھوڑا آتے آتے ایک مقام پر چرا ہین مصروف ہوا وہ چار منہ گھانس پر مار کے اپنے کو جھٹکایا کہ لقا بدار بیہوش زمین پر گرا گھوڑا پھر گھانس کھانے لگا خورشید و غضنفر نے جو یہ ماجرا دیکھا دونون

اٹھکر اُس گھوڑے کے پاس آئے اور لقا بدار کو وہان سے اُٹھا کے اپنے مقام پر لائے یہان لا کے اُسکا علاج
کروایا جب زخمون کی ایذا کم ہوئی غش برطرف ہوا لقا بدار کو ہوش آیا اُسنے جو آنکھیں کھولیں تو اپنے کو ایک
خیمے میں پایا اور خورشید اور غضنفر کو اپنے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا اُسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھپر بڑا احسان
کیا کہ میرے زخم کا علاج کروایا ان دونون نے اُس سے پوچھا کہ اے لقا بدار یہ زخم تونے کہان کھایا لقا بدار
نے کہا کہ میں ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر اُسکے سامنے سے چلا آیا تھا مگر میں نے سنا تھا کہ گیر تنگ بن ہنر تنگ شاہ
زرائیلی نے ایرج کے واسطے بہت سے جہاز تیار کروائے ہیں تاکہ ایرج اُنپر سوار ہو کے قلعہ ذو الامان کو
جائے میرے خیال میں آیا کہ وہان ناموس حمزہ صاحبقران کے ہیں اور ان دنون وہان کوئی ایرج سے مقابلہ
کرنے والا نہیں ہے ایسا نہو کہ ایرج وہان جائے اور ناموس صاحبقرانی کو تباہ و برباد کرے اس سے بہتر یہ ہے
کہ چلکے اُن جہازون کو جلا دیجیے اسلیے کہ نہ جہاز ہونگے نہ ایرج اُنپر سوار ہو کے وہان جائیگا اور اگر بار دیگر
جہاز بنوانے کا قصد کریگا تو بنتے بنتے بہت عرصہ لگیگا جب تک کوئی نہ کوئی مددگار ناموس صاحبقرانی کا جا پہنچیگا
یہ سوچ سمجھکر میں نے جا کر اُن تمام جہازون میں آگ لگا دی سب جہاز جلگئے اُدھر سے گیر تنگ بن ہنر تنگ آیا اُسنے
جو یہ ماجرا دیکھا مجھپر تلوار لیکے دوڑا میں نے بھی اپنی تلوار کھینچی میرے اُسکے رد و بدل ہونے لگی اُسی اثنا میں زخم
میرا شق ہو گیا غشی مجھپر طاری ہوئی گھوڑا مجھے جنگل کے رستے بھاگا پھر جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ دونون صاحبون
کے پاس اپنے کو پایا آپ کا کمال احسان ہوا میں نہایت درجہ آپ کا ممنون ہون خورشید اور غضنفر نے کہا
کہ آپ ذرا اپنی نقاب تو اُٹھائیے اپنا جمال مبارک تو دکھائیے کہ انداز آپکی عورتون کی سی پائی جاتی ہے لقا بدار نے
جواب دیا کہ آپ نے خوب پہچانا فی الحقیقت میں عورت ہون اور جب آپ لوگون نے میری یہ دوادوش کی کہ
مجھے وہان سے لائے اور یہان لا کے میرا علاج کیا تو میں بندۂ احسان ہون پھر آپ سے کیا پردہ کرون
یہ کہکے بند نقاب کو کھولا چہرے سے حجاب برطرف کیا نقاب کا اُسکے رخ روشن سے ہٹنا تھا معلوم ہوا کہ بدلی سے
چاند نکل آیا شعر اُسکا چہرہ نقاب سے نکلا ٭ آفتاب اک سحاب سے نکلا ٭ بس دیکھتے ہی خورشید و غضنفر
دونون اُس محبوب پری پیکر پر دل و جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوئے اور یہ نازنین بھی غضنفر پر عاشق ہوئی
ان دونون نے کہا کہ اے قمر برج خوبی و اے مہر سپہر محبوبی اگر آپ نے اپنے جمال باکمال کو دکھایا ہے تو اپنے حسب و نسب سے
بھی آگاہ کیجیے یہ فرمائیے شعر پھول کس بوستان کے ہین صاحب ٭ چاند کس آسمان کے ہین صاحب ٭ دیگر اگر ماہی ترا برج و
منزل کدام است ٭ وگر شاہی ترا آخر چہ نام است ٭ اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحبو مجھ ننگ خاندان کا نام نشان
کیا پوچھتے ہو شعر نہ پوچھو اے پری رو بو عبث نام و نشان میرا ٭ جنون میرا تخلص ہے مجھے دیوانہ کہتے ہین ٭ نام نوشابادی
اُس بدنام کنندۂ خاندان کا نام ہے میں بیٹی ہون طہماس بن عقربیل ولو بر ورکی دادا کو جسنے اُس
آفتاب پرست نے مار ڈالا میں اپنے جد بزرگوار کے خون کا عوض اُس سے لینے کے واسطے آئی تھی فلک کج رفتار نے
نہ چاہا اور مجھے اُسکے ہاتھ سے زخمی کروایا خیر یار زندہ و صحبت باقی اگر زندگی ہے تو پھر کبھی نہ کبھی دیکھا جائیگا
خورشید و غضنفر نے کہا کہ عورتون پر جہاد حرام ہے عورتون کا جہاد ان سے مقابلہ کرنا خلاف شریعت اسلام ہے
مگر تم خاطر جمع رکھو کچھ دل میں اندیشہ نہ کرو ہم تمھارے عوض بدلے لینگے اور تمھارے جد بزرگوار کے خون کا
عوض اُس آفتاب پرست سے لینگے چونکہ ملکہ نوشابادی خود غضنفر پر مائل ہو چکی ہے وہ جو اُس نفس نے کہی
تھی وہ خورشید چلا جاتا ہے دل ہی دل میں خوش رہا ہے غضنفر بن اسد نے جو دیکھا کہ ملکہ تنہا مائل معلوم

ہوتی ہو اپنے دل مین بہت خوش ہوا جلدی سے ایک جام شراب ارغوانی کا بھر کے خورشید ستارہ پرست کو دیا
اُسنے جام تو پیا مگر دل مین ایک کانٹا لگا بعد مینوشی کے غضنفر سے پوچھا کہ اے غضنفر اسوقت مجھکو خود بخود جام شراب
دینے کا کیا باعث ہی شعر بھر بھر کے جام مجھکو جو دیتا ہی آج تو یہ ساقی عنایتین یہ تیری بے سبب نہین پس جلد اپنے دل کا
مطلب بیان کرو کہ تمھاری کیا مراد ہی غضنفر نے جواب دیا کہ اے خورشید مقصد میرا یہ ہی کہ تم اس نازنین مہ جبین
کو مجھے بخشدو تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ مین اسیر دلدادہ و فریفتہ ہون میرا یہ حال ہی شعر ہوش جاتا رہا نگاہ کے
ساتھ پس صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ پس خورشید یہ سنتے ہی آگ ہو گیا کہنے لگا کہ او دیوانے ہوش مین آ
مین خود اس ماہ پیکر زہرہ جمال مشتری خصال پر عاشق ہون تو خود اسکی محبت والفت سے ہاتھ اُٹھا نہین تو تجھکو
سزا دونگا اور جسطرح ہوگا ملکہ کو مین ہی لونگا غضنفر بولا اے خورشید اول تو ملکہ مسلمان ہی تم ستارہ پرست ہو
تمھارا اُسکا طالع ایک کیونکر ہو سکتا ہی کہان وہ نادیدہ خدا سے آسمان کی ماننے والی کہان تم ایک ستارے کو
اپنا خدا جاننے والے تمھارے اُسکے زمین آسمان کا فرق ہی تمھے اس سے کیا علاقہ دوسرے یہ کہ وہ مجھپر شیفتہ ہی
مین اُسپر فریفتہ ہون جسطرح ہو سکے تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمھارا کمال ممنون ہونگا خورشید بولا کہ اے
غضنفر باپ نے تیرے وہ حرکت بد کی کہ میری بہن پیکر بانو کو لیگیا باوجودیکہ مجھسے پگڑی بدلی تھی بھائی چارہ
کرلیا تھا پگڑی بدلنے اور بھائی چارے کا پاس و لحاظ نہ کیا اب تجھسے دوستی ہوئی تو بھی بموجب اس قول کے
کہ الولد سر لابیہ ویسا ہی نکلا جیسا تیرا باپ تھا یعنے وہ میری بہن کو لیگیا اور تیرا یہ سلوک ہی کہ جسپر مین عاشق ہون
تو اُسی کا طالب ہی کہتا ہی کہ یہ مجھے دیدو اے غضنفر یاد رکھ کہ یہ تو کبھی نہوگا اور جو تو زیادہ اصرار کریگا تو مین بری طرح
پیش آؤنگا بس بیٹھا میرے سامنے سے زیادہ دیوانگی کی باتین نہ کرین ایسے دیوانے کو خوب ٹھیک بناتا ہون
یہ سنکر غضنفر نہایت برہم ہوا کہا او خورشید تو مجھے کیا ایسا کمزور سمجھا ہی مین ہرگز اس سے دست بردار
نہونگا یہ کہکے ایک خنجر خورشید پر مارا خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیون تیری شامت آئی ہی اور
جھپٹ کے ہاتھ سے غضنفر کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُسکو اُٹھا لیا پھر چرخ دے کر زمین پر مارا
سینے پر چڑھ کے مشکین اُسکی باندھ لین بعد اُسکے خورشید نے ملکہ نوشابادی کیطرف مخاطب ہوکے پوچھا
کہ اے ملکہ تم کیا کہتی ہو ہم دونون مین کسکو قبول کرتی ہو نوشابادی نے جواب دیا کہ اے خورشید مجھکو اپنے
مقدمے مین بالکل اختیار نہین ہی مسلمانون مین دستور ہی کہ نا کتخدا عورت کو اپنے مقدمے مین کچھ اختیار
نہین ہوتا ہی جسکے ساتھ اُسکے والدین شادی کردیتے ہین وہ اُسکو قبول کرتی ہی مالک و مختار میرا الیاس
ہی وہ جسکے ساتھ چاہے میرا عقد کردے خورشید سوچا کہ یہ تو غضنفر کیطرف مائل ہی گو کہ صاف صاف
مجھسے نہین کہتی اس سے بہتر یہ ہی کہ غضنفر کو قتل کرون جب وہ نہوگا تو یہ مجھسے ضرور راضی ہو جائیگی بس
یہ سوچ سمجھکر اپنے نوکرون سے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کو جاکے بلالا
اُسنے اندر ناحیت کا چبوترہ ڈال فلالین کا بوریہ غضنفر کو اُسپر لیجاکے بٹھایا اور کہا صاحبو مین اپنا پیٹ پالنے کے لیے
یہ پیشہ جلادی کا کرتا ہون اور ایک خط کو لیکے اسکی گردن پر کھینچکر تلوار برہنہ کی اسکے قریب کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے
شخص کھانے پانی جس چیز کو تیرا جی اسوقت چاہتا ہو بیان کر اور اگر کسی عزیز و آشنا سے ملنے یا کچھ اُسے پیغام
دینے کا خواہان ہو تو اظہار کر اسلیے کہ پھر تجھے کوئی دم مین دنیا کا گرم کھانا ٹھنڈا پانی کسی عزیز و دوست کی ملاقات
میسر نہ آئیگی غضنفر نے جلاد سے تو نہ کچھ کہا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل مین دعا کرنے لگا خداوندا کریم

تو مجھے اس شقی و لئیم کی شر سے بچا ابھی تیرا حکم غضنفر کے قتل کا خورشید نے نہیں دیا ہے کہ اختر اختران نے کہا ای خورشید غضنفر کا قتل کرنا اچھا نہیں ہے ایرج سے تو تمہیں عداوت ہو ہی چکی ہے اب خدا پرستوں سے بھی مفت کی عداوت مول لیتے ہو اور جسکے واسطے یہ امر کرتے ہو کہ اپنے ایسے دوست کا خون ناحق اپنی گردن پر لیتے ہو وہ بھی تمسے راضی نہیں پھر اگر تمنے اسے قتل بھی کروا ڈالا تو کیا نتیجہ ہوا خیر اگر اسنے تمہارے ساتھ کج ادائی کی ہے تو اسے قید کر رکھو مگر قتل نہ کرو قتل کرنا اچھا نہیں خورشید بھی سمجھا کہ اختران شاہ سچ کہتا ہے کہا کہ اچھا اس دیوانے کو ابھی اسیر کرو اور حکم دیا کہ خبردار زنہار کوئی خدا پرست ہمارے لشکر میں نہ رہے جس کو جس خدا پرست کو اپنے لشکر میں دیکھونگا فوراً اُسکے قتل کرونگا اور جسے مجھسے محبت ہو وہ دین ستارہ پرستی اختیار کرے اور ڈھنڈوریے کو بلا کے حکم دیا کہ تو چار جانب ڈھنڈورا پیٹ آ کہ جسکو ہماری محبت ہو اور ہمارے لشکر میں رہنا منظور ہو وہ دین ستارہ پرستی اختیار کرے نہیں تو فوراً ہمارے لشکر سے نکل جائے جارچی بموجب حکم خورشید ستارہ پرست کے چار جانب ڈھنڈورا پیٹ آیا تمام لشکر غضنفر لشکر خورشید ستارہ پرست سے علیحدہ ہو کر چلا گیا مگر شہاب بن فولاد اژدر گیر خدمت خورشید ستارہ پرست میں حاضر ہوا اور مصلحتاً بظاہر دین ستارہ پرستی اختیار کیا اور منتظر کہیں وقت کا رہا جب رات کا وقت ہوا اور لشکر خورشید ستارہ پرست میں سب سو گئے تو شہاب بن فولاد اژدر گیر چپکے سے اٹھکر اُس قیدخانہ میں آیا جہاں غضنفر قید تھا اور میان سے تلوار کھینچکر پاسبانوں اور دربانوں کو وہاں کے قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ سب کو قتل کیا اور چاہتا ہے کہ اندر قیدخانے کے جاکر غضنفر کو قید سے رہا کرے کہ یکایک خورشید ستارہ پرست کی آنکھ اُس غل شور سے کھل گئی اور پوچھا کہ ارے یہ غل کیسا ہے کسی نے عرض کیا کہ حضور شہاب بن فولاد اژدر گیر قیدخانے میں غضنفر کو چھڑانے کے واسطے گیا ہوا ہے اور وہاں کے دربانوں اور پاسبانوں کو قتل کیا یہ اُسی کا غل غلہ ہے بس خورشید یہ سنتے ہی کمال غیظ و غضب میں وہی لباس شب روی پہنے ہوئے وہاں آیا نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار نابکار اسی واسطے تو ستارہ پرست ہوا تھا کہ غضنفر کو قید سے چھڑا لیجائے ارے او شہاب ستارہ تیرا گردش میں ہے اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے نکل جائے جب شہاب بن فولاد اژدر گیر نے دیکھا کہ بڑا غضب اور اندھیر ہو گیا سارا حال کھل گیا خورشید ستارہ پرست آ گیا شہاب اسکی طرف پھرا اور نعرہ کیا کہ ای خورشید پہلے تجھی کو مارونگا بعد اسکے اپنے آقا کو چھڑاؤں یہ کہکے وہی تیغ خون آلود خورشید پر مارا خورشید نے سپر کو سرخ کی پناہ کیا مگر تیغ شہاب نے سپر کو کاٹ کے سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ تا دو ابرو آ گیا خورشید نے پہلے دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکل گئی بعد اسکے خورشید قبضہ تیغ سے لپٹ گیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار شہاب کی چھین لی پھر کمر میں ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا اور سر پر چکر دیکے زمین پر دے مارا کہ شہاب بیہوش ہو گیا خورشید نے مشکیں اُسکی باندھ کے غل و زنجیر میں مسلسل کر کے غضنفر کے پاس قید کیا مگر خورشید کے زخم سر سے خون جو بہت سا بہہ گیا تھا اُسکو فوراً ضعف سے غش آ گیا تھا اور خورشید آفتاب لب بام ہو گیا تھا اختر اختران نے جو یہ حال اُسکا دیکھا فوراً جراح کو بلوایا زخم میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھوائی علاج ہونے لگا تیسرے دن اُسکو ہوش آیا لیکن ضعف سے یہ حال تھا کہ بولا نہیں جاتا تھا اختر اختران نے جلدی سے شوربہ مرغ کا پکوا کے پلوایا کچھ قوت آئی لیکن ابھی زخم بالکل نہیں اچھا ہوا ہے خورشید بیٹھا ہوا ہے کہ دیکھا آسمان پر ایک کالا ابر گھر آیا اور وہ ابر بڑھنے لگا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بڑھتے بڑھتے تیرہ عالم ہو گیا زور شور سے پانی

پانی برسنے لگا رعد گرجنے لگا ہوا میں ایسی تیزی ہوئی کہ سردی کے مارے لوگ کانپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بڑے بڑے
اولے پڑنے لگے برف برسنے لگی اب اس شدت کی سردی ہوئی کہ وہ جو جانور اور آدمی ضعیف الجثہ اور لاغر اندام
تھے مرنے لگے ہر چند آنگیٹھیوں میں تنوروں میں الاؤ میں آگ جلاتے ہیں تاپتے ہیں مگر کچھ سردی میں کمی نہیں ہوتی
آگ بجھی جاتی ہے جان نکلی جاتی ہے ہوا کی وہ تیزی ہے کہ خیمے ڈیرے راوٹیاں اسپکیں چھولداریاں سائبان بجو بے
گرے پڑتے ہیں ہر چند دوہرے چوہرے موٹے موٹے رسوں سے لوگ باندھتے ہیں لیکن وہ سبکے سب ایک
جھونکے میں ٹوٹے جاتے ہیں عجب حالت ہے کہ ہر شخص اپنی زندگی سے مایوس ہے سب کے دل کو یقین مرگ ہو گیا خورشید
نے یہ کیفیت دیکھکے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ ابر سحر کا معلوم ہوتا ہے میں نے اسد کی زبانی لشکر اسلام پر برف برسنے کا
حال سنا ہے یہ بیشک بارش ابر سحر کی ہے پھر حکم دیا کہ ہمارے عیار جائیں ڈھونڈھیں اور تلاش کریں کہ کوئی
ساحر کہیں بیٹھا ہوا ہمارے لشکر پر سحر تو نہیں کر رہا ہے عیار طرار فوراً بحکم خورشید ستارہ پرست چار طرف تلاش
کرنے لگے دیکھتے دیکھتے ایک طرف جو نظر گئی تو دیکھا کہ ایک جانب قلہ کوہ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے منقل آتشین
اسکے آگے رکھی ہوئی ہے اور وہ کالے تل کچھ پڑھ پڑھ کے اس منقل آتشین پر ڈالتی ہے کہ وہ تل جلتے ہیں
اور انمیں سے ایک گھٹا ٹوپ دھواں اٹھتا ہے اور اسی ابر میں جا کے ملجاتا ہے کہ وہ ابر اور زیادہ غلیظ ہوتا
جاتا ہے اور ساعت بساعت بارش زیادہ ہوتی جاتی ہے معلوم ہوا کہ یہ کوئی ساحرہ ہے اور یہ ابر غلیظ و ہوائے
تند اور بارش باران اسی کے سحر کے سبب سے ہے غرض ان عیاروں نے وہاں سے آکے تمام حقیقت خورشید
ستارہ پرست سے بیان کی اور عرض کیا کہ حضور جلد اسکی فکر کیجیے نہیں تو صبح تک بھور ہو جائیگا لشکر حضور
میں ایک کا بھی نام و نشان نظر نہ آئیگا خورشید بولا کہ صاحبو میں تو زخم کی سبب سے چلنے کی طاقت
نہیں ورنہ میں خود جاتا اور اسکا استیصال کر آتا مگر تم میں ایسا کوئی شخص ہے کہ جسے یہ انگوٹھی دفع سحر کی لیجا
اور وہاں جا کے اس ساحر کو مارے ہر ایک نے انکار کیا کہ ہم سے ساحر کا سامنا نہو سکیگا اختر اختران
نے عرض کیا کہ یہ سوا غضنفر کے اور کسی کا کام نہیں ہے آپ اسے قید سے رہا کیجیے اور اس سے یہ کیفیت بیان
کر کے اسے وہاں بھیجیے خورشید نے جواب دیا کہ وہ مجھسے آزردہ ہے بھلا میرا کہنا کاہے کو مانیگا اختر اختران
نے کہا کہ اے شہریار آخر وہ بھی تو اسی حال میں گرفتار ہے کیونکر نہ مانیگا خورشید نے اسی وقت غضنفر کو
زندان خانے سے طلب کیا قید اسکی کٹوادی جب غضنفر قید سے رہا ہو کے خورشید کے پاس آیا خورشید نے
نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا کہا بھائی مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ میں نے ملکہ کے بارے میں تمہارا کہنا
نہیں مانا میری خطا معاف کرو اور ملکہ کو تمہیں لے لو میں نے اس سے ہاتھ اٹھایا مگر یہ ساحرہ جو برف برسا رہی ہے
میرا لشکر تمام ہوا جاتا ہے اس بلا کو تو دفع کرو معلوم ہوتا ہے یہ اسی ساحرہ کی بیٹی ہے جسنے تمکو گرفتار کیا تھا اور میں نے
اسے مار کر تمہیں قید سے چھڑایا تھا اور میں تو زخمی ہوں مجھ میں طاقت کھڑے ہونے کی نہیں ہے ورنہ میں جا کے
اسے مارتا تمہیں براہ عنایت و محبت اتنی تکلیف گوارا کرو غضنفر نے جواب دیا کہ میں جانے کو موجود ہوں
کسی طرح کا مجھکو انکار نہیں ہے مگر میرے پاس کیا ایسی شے ہے جس سے رد سحر اس لکاتہ کا کروں خورشید نے
جواب دیا کہ بھائی انگوٹھی رد سحر کی میں تمکو دیتا ہوں تم اسے لیجا کے اسکا رد سحر کرو مگر اس شرط سے انگوٹھی
دیتا ہوں کہ اس ساحرہ کو مار کے پھر انگوٹھی لا کے مجھے واپس دینا غضنفر نے کہا مجھے قبول ہے بھلا انگوٹھی کو
اپنے پاس رکھکر کیا کرونگا بعد فراغت اس معاملہ کے فوراً پھیر دونگا لیکن اے خورشید اگر وہ ساحرہ

ساحرہ نے

روئین تن ہو تو مین اسکو کیونکر مارون خورشید بولا کہ مین تجھین تیغہ روئین شگاف دیتا ہون وہ مجھسے لو غضنفر نے
کہا کہ جو وہ سحر کرکے آسمان پر اڑ جائے تو مین کیونکر اُسکو پاؤن کہا کہ اسپ بادخور بھی لو وہ بھی تجھین دیتا ہون مگر
اسی شرط پر تینون چیزین دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مارکے پھر مجھکو لاکے دے دینا غضنفر نے کہا اچھا مین تو پہلے ہی
کہہ چکا کہ مجھے کیا کرنا ہی غرض غضنفر نے انگشتری مہر و ماہ لیکر انگلی مین پہنی تیغہ روئین شگاف کمر مین لگایا اسپ
بادخور پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور بسرعت تمام اُسی کوہ پر پہونچا جہان خلدانہ جادو بیٹھی ہوئی سحر خوانی مین مصروف
تھی غضنفر نے نعرہ کیا او لکاتہ تونے لاکھون بندگان خدا کو بے قصور مار ڈالنے کا ارادہ کیا ہی اب دیکھ مین تجھے
کب چھوڑتا ہون خلدانہ جادو نے جو ایک جوان حسین کو آتے ہوئے دیکھا بس دیکھتے ہی اُسکی رال ٹپک پڑی اسکے
حسن و جمال بے مثال پر مائل ہوئی غضنفر سے کہنے لگی کہ اے عزیز تجھکو ستارہ پرستون سے کیا مطلب ہی تو میرے پاس آ
مین تجھکو پیار کرتی ہون جو تو کہیگا مین کرونگی ہمیشہ تیری تابع فرمان رہونگی غضنفر نے کہا تو گھبرا نہین مین تیرے پاس
آتا ہون اور قریب پہونچکے تلوار کھینچکر اُسپر ماری وہ ساحرہ روئین تن تھی تلوار نے اُسپر مطلق اثر نہ کیا اور اسنے
اسم سحر کا پڑھکر جو اُس نقل آتشین پر پھونکا آسمان سے ایک دریا آگ کا جاری ہوا اور غضنفر کیطرف دوڑا غضنفر
نے فوراً وہ انگشتری مہر و ماہ اُس آگ کو دکھائی کہ وہ دریائے آتشین پھٹ گیا اور غضنفر تلوار کھینچکر دوڑا خلدانہ جادو
نے دیکھا کہ سحر میرا اسپر کارگر نہین ہوتا ایک چٹکی خاک کی اُٹھاکر اپنے دونون بازوؤن پر ملی کہ دونون طرف دو پر
پیدا ہوئے خلدانہ جادو آسمان کیطرف اڑکے چلی غضنفر نے اسپ بادخور کو اشارہ کیا وہ بھی ہوا سے آسمان
ہوا اور طرفۃ العین مین برابر اُسکے پہونچکے ایک ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا جو مارا تو اُس لکاتہ کے دو ٹکڑے ہوئے
ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ کشتی مرا نامین خلدانہ جادو لو اور وہ ابروباد سب کی گرماگرمی موقوف ہوگئی برف باری
بھی ٹھنڈی ہوگئی اب وہ وقت ہی کہ صبح ہوگئی تھی ابر سحر کے سبب سے آفتاب نہین معلوم ہوتا تھا جب خلدانہ جادو
جہنم واصل ہوگئی تو وہ علامات سحر برطرف ہوئین آفتاب نکلا خورشید ستارہ پرست نے اختر اختران سے
کہا کہ اے اختر اختران غضنفر نے اُس جادوگرنی کو مار ڈالا دیکھو وہ آفتاب نکل آیا اور وہ ابروباد سحر موقوف ہوگیا
یہان ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے غضنفر آیا کہا مین نے تیرے کہنے کے موافق اُس ساحرہ کا کام تمام کردیا اور
بعوض اپنی محنت و مشقت کے انگشت مہر و ماہ اور تیغہ روئین تن اور اسپ بادخور مین نے لیا یہ کہکے روانہ ہوا
خورشید چلایا کہ او دغاباز یہ تو دغابازی اور جعلسازی سے یہ سب اسباب میرا لیے جاتا ہی خیر اچھا جا وانگا تجھسے
سمجھ لونگا غضنفر نے جواب دیا کہ مین نے دغابازی و جعلسازی نہین کی اپنا حق محنت لیا ہی اور جو تجھے گھمنڈ
اور غرور ہی تو مین کہان بھاگا نہین جاتا ہون اچھا ہوسکے مجھسے سمجھ لینا یہ کہکے چلا گیا اور ملکہ نوشابادی کو جو
خورشید نے قید کیا تھا وہ اُسی بارش برف مین قید توڑکے نکل گئی تھی اب غضنفر جو قید سے چھوٹ کے اور
خلدانہ جادو کو مارکے آیا تو وہ اسکے پاس ملاقات کو آئی باہم دونون عاشق و معشوق ملے دل کو کمال خوشی
حاصل ہوئی مزے اُڑانے لگے عیش و سرور مین بسر ہونے لگی اُدھر کا حال سنیے کہ جب دو چار دن مین زخم سے
خورشید ستارہ پرست کا اچھا ہوا اپنے ہرکارون کو بھیجا کہ غضنفر کی خبر لاؤ کہ وہ آجکل کہان ہی مین اُس مکار
دغاباز سے اپنے تینون تحفے چھین لاؤنگا ہرکارون نے بموجب حکم خورشید غضنفر کی جستجو و تلاش کی آکے
خبر دی کہ خداوند غضنفر اور ماہ نوشابادی دونون فلان مقام پر مصروف عیش و عشرت ہین خورشید
نے یہ سنتے ہی کوچ کیا اور آکے مقابل مین لشکر غضنفر کے اترا اور غضنفر سے کہلا بھیجا کہ اے غضنفر تمھارے

حق مین ملی بہتر ہی کہ لبو رہو پہنچنے اس پیام کے انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دو نہین تو آمادہ جنگ ہو جسکی فتح ہو وہی یہ چیزین لے چوبدارون نے غضنفر کے پاس آکے بیان کیا کہ ہمارے مالک و آقا نے آپسے کہلا بھیجا کہ وہ انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دیجیے اور اگر نہ بھیجیے گا تو سامان جنگ کا کیجیے غضنفر نے پیام خورشید کا سنتے ہی جواب دیا کہ تم میری طرف سے خورشید سے کہدینا کہ مین تینون چیزین ہرگز نہ دونگا جو تجھسے ہو سکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدائے ما بزرگ است ہرچند ملکہ ماہ نوشابادی نے سمجھایا کہ دیکھو صاحب کسی لڑائی لگانے سے کیا فائدہ ہی وہ اگر مانگتا ہی تو یہ تینون چیزین تم اسکو بھیج دو ہمارا کہا مانو مگر غضنفر نے کہا مین ہرگز نہ دونگا اور تم میرے لشکر سے علیحدہ ہو جاؤ کہ تمھارا یہان قیام کرنا مناسب وقت نہین ہی اور علاوہ اسکے عورت کا جہاد کرنا حرام بھی ہی ملکہ ماہ نوشابادی لشکر غضنفر سے علیحدہ ہوکر دامن کوہ مین جا اتری ادھر خورشید نے یہ جواب غضنفر کا سنکے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر غضنفر مین طبل جنگ کی آواز سنکے کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان ہوا کیا صبح کو لشکر میدان مین آ کر مبارز طلب ہوا شہاب بن فولاد اژدرگیر غضنفر سے اجازت میدان لیکے مقابل ہوا بعد ردوبدل زبانی کے نیزہ بازی ہونے لگی دو دو چار چار طعنین چلی ہونگی کہ خورشید نے نیزہ شہاب کا ہوائی کیا شہاب نے خورشید پر تلوار ماری خورشید نے تلوار اسکی سپر پر روکی شہاب نے دستانہ مارا خورشید نے جھپٹ کے ایک تلوار جو شہاب کے سر پر ماری سپر کو قلم کرکے تا دوابرو اتر گئی ایک چادر خون کی جاری ہوئی غش کھا کے گرا خورشید نے پکارا کہ یہ زخمی ہو چکا ہی اسے لیجاؤ اور میرے مقابلے کو آؤ غضنفر خود میدان مین مقابلہ کو آیا شہاب کو پھیر دیا اب مقابلہ ہوا خورشید نے کہا اے غضنفر تیرے خاندان مین دغابازی و جفاسازی ہوتی آئی ہی باپ نے تیرے پہلے محبت کرکے اسطرح دغا کی تو نے یون جفا کی غضنفر بولا اے ستارہ پرست باپ نے میرے کیا برائی کی بہن تیری خود اسپر عاشق ہوکے مسلمان لائی اسکو وہ لے گیا تجھکو صبر نہوا کہ تو تامل کرتا تو نے آپ اس سے لڑائی کی عبث میرے باپ کو بدنام کرتا ہی اور تجھسے عداوت کا سبب زیادہ تر یہی ہی کہ طہماس کی بیٹی ملکہ ماہ نوشابادی پر تو عاشق ہوا اسکو مجھسے محبت ہوئی وہ میری طالب ہوئی تجھکو رشک آیا خورشید جلکے بولا مین یہ کچھ نہین جانتا تو مجھکو میری انگوٹھی اور تیغہ اور گھوڑا دے دے پھر مین تجھسے کچھ سروکار نہ رکھون غضنفر نے جواب دیا وہ تینون چیزین تو مین نے بڑی جانکاہی کرکے پائی ہین وہ میری جان کے ساتھ ہین مین تجھے کبھی وہ چیزین نہ دونگا خورشید جھنجھلا کے بولا اے غضنفر مین تجھسے بزور شمشیر وہ چیزین لونگا غرض بعد گفتگوے بسیار و حجت و تکرار کے نیزہ بازی ہونے لگی دونون طرف سے طعنین چلنے لگین دو گھڑی تک یہی ردوبدل رہی بعد دو گھڑی کے غضنفر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کردیا خورشید نے تلوار کھینچی غضنفر نے بھی تلوار لی وار ہونے لگے اسنے طمانچہ مارا اسنے خالی دی اسنے سر پر وار کیا اسنے سپر پر روکا اسنے کلائی پر لگائی اسنے کمر پر ضرب کی اسنے خالی دی اسنے پالٹ کا ہاتھ دیا اسنے بچہ کٹی کی غرض اسی ردوبدل مین پہر بھر کامل کے بعد ایک جگہ ہاتھ غضنفر کا ذرا رک گیا کہ سر پر تلوار پڑی تا دوابرو اتر آئی چادر خون کی غضنفر کے سر سے جاری ہوئی شام تک اور دو ایک سردار زخمی ہوے رات کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کے اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین داخل ہوے لوگ غضنفر کو لیکے پہاڑ پر چڑھ گئے زخم مین ٹانکے دلواے صبح کو خورشید نے سنا کہ غضنفر پہاڑ پر جاکے چھپا ہی کہا مین اس لڑائی کو تب زندہ چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچکر صحیح و سالم نکل جاے اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پہاڑ پر نرغہ کرو دلشکر

خورشید نے چہار طرف سے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا خورشید نے طبل جنگ بجوایا ملکہ ماہ لوشنا بادی کو خبر ہوئی کہ غضنفر نے زخمی ہوکے پہاڑ پر پناہ لی ہے اور خورشید کل یورش کریگا کہا خیر صبح کو سمجھا جائیگا ادھر صبح کو خورشید زیر کوہ آیا نعرہ کیا کہ اے غضنفر بزدل میرا اسباب میرے پاس بھیجدے نہیں تو اُس سے لیکر چلا جاؤنگا نہیں تو تیرے ٹکڑے اُڑاؤنگا اپنا اسباب لونگا یہاں سے سب نے للکارا کہ او ستارہ پرست کیا واہیات بکتا ہے بہادر وہاں سے جو اسباب لیا وہ لیا کہیں پھیر دیتے ہیں جو چیز لی وہ لی تو زبردست ہو تو لے لے اور اگر پہاڑ پر آئیگا تو ساری قدر معلوم ہو جائیگی خورشید یہ کلمات سُنکے نہایت غضبناک ہوا اور نعرہ کیا کہ اچھا آیا ہیں اور چاہا کہ گھوڑے پر سے پہاڑ پر جائے یکایک ایک جانب سے آواز نعرے کی پیدا ہوئی کہ او ستارہ پرست منحوس طالع خبردار پہاڑ پر نہ جانا پہلے مجھسے مقابلہ کرلے پھر تجھے اختیار ہے خورشید نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہے اور کچھ لوگ اُسکے پیچھے پیچھے آتے ہیں بس خورشید پھر کے نقابدار کیطرف متوجہ ہوا جب دونوں مقابل ہوئے خورشید نے کہا اے نقابدار میں اُس دیوانے پر ناحق یورش نہیں کرتا ہوں یہ دیوانہ دغابازی سے میری انگوٹھی تلوار گھوڑا لے آیا ہے تو اگر یہ نرمی و آشتی اس سے میری چیزیں مجھے دلوا دے میں چلا جاؤں لڑنے مرنے سے مجھے کچھ کام نہیں نقابدار نے جواب دیا اے خورشید میں سب حال سُن چکا ہوں کہ تم نے بڑی محنت و مشقت کرکے جادوگری کو مارا ہے اور اپنے حق المحنت میں یہ اسباب لیا ہے تجھے لازم ہے کہ تو ان چیزوں سے دست بردار ہو یہ سُنکے اُس نقابدار سے خورشید آگ ہوگیا کہا یہ وہی مثل ہے چور کا بھائی گرہ کٹ شکر اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف گلچین بھی بولتا ہے تو صیاد کی طرف تو بھی اُسی دغاباز جعلساز کا شریک ہے اُسی مکار کی ایسی کہتا ہے خیر اے نقابدار جو حسرت رکھتا ہو لا اُسنے کہا ہم اہل اسلام میں سے ہیں ہمارے مذہب و ملت میں پیشدستی روا نہیں ہیں کبھی تجھپر سبقت نہ کرونگا خورشید اہل اسلام کا نام سُنکے اور بھی جلگیا کہا معلوم ہوا اچھا لے یہ کہکے نیزہ نقابدار سبز پوش پر مارا اُسنے نیزہ اسکا اپنی سنان نیزہ پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا نقابدار نہایت برہم ہوا جلدی سے تلوار کھینچکر خورشید پر ماری خورشید نے سپر کو رخ کی پناہ قرار دیا بعد اسکے ایسا وار کیا نقابدار نے تلوار خورشید کی پشت شمشیر پر روکی پانچ پانچ چار چار ہاتھ چلے تھے کہ نقابدار نے جھکر بنا کے سر پر خورشید کے ایک ہاتھ مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی تا دابرو اُتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو جھمنا کے نکل گئی سر سے خون کی چادر جاری ہوئی نقابدار نے چاہا کہ اور تلوار مارے کہ ستارہ پرست دوڑ پڑے ادھر سے نقابدار کے ساتھ کے لوگ دوڑے غضنفر کے لوگ پہاڑ سے اُتر آئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی میں گرما گرمی جنگ میں نقابدار اختر اختران کے پاس پہونچا اختر اختران نے جو نقابدار کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھا کھینچ تمام تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے جو وار اُس تیز دست کا رد کرکے ایک ہاتھ اپنی تلوار کا مارا فوراً اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے اُدھر خورشید تو زخمی تھا اب بادشاہ لشکر جو مارا گیا تو ستارہ پرستوں کے پاؤں اکھڑ گئے شکست فاش کھاکے بھاگے سب مال و اسباب ستارہ پرستوں کا خدا پرستوں نے لوٹ لیا نقابدار غضنفر کے پاس آیا غضنفر نے نقابدار سے کہا کہ اے نقابدار سبز پوش تم نے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا تم حسب و نسب اور نام و نشان تو اپنا ظاہر کرو کہ تم کس خاندان سے ہو کہاں مکان ہے کیا نام ہے کیا نشان ہے نقابدار نے کہا مجھے نقابدار سبز پوش کہتے ہیں غضنفر نے کہا یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تم اپنے چہرہ نورانی پر نقاب سبز ڈالے ہوئے ہو جو تمہارا نام و نشان نہ جانتا ہوگا تمہیں نقابدار سبز پوش کہیگا مگر یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے اُسنے کہا کہ صاحب تمہیں اپنے مطلب سے مطلب ہے نام سے کیا کام ہے

مثل مشہور ہی آب کھانے سے مطلب یا درخت گننے سے غرض تمھین خورشید ستارہ پرست پریشان کر رہا تھا اور تم زخمی پڑے ہوے تھے مین نے آکے اُسے لب زہر پہونچایا سارے لشکر کو اُسکے بھگا دیا اب تم آرام سے بیٹھو میرا نام و نشان پوچھنے سے کیا فائدہ ہی غضنفر نے جواب دیا کہ تمنے آج وہ احسان مجھپر کیا کہ تمام عمر تمھارا ممنون رہونگا کہ جان بچائی میری تمھارے نہ ملاقات نہ شناسائی تمنے محض عند اللہ آکے میری مدد کی ستارہ پرستون کو شکست دی تو مجھے بھی تو یہ معلوم ہو کہ میرے محسن کا یہ نام ہی نقابدار نے کہا کہ واہ صاحب تم تو کیا جلدی بھول جاتے ہو بہت آگے جو ہین وہ آج ہمین جانتے نہین پچور وز دیکھتے تھے وہ پہچانتے نہین تو تمسے آیندہ کوئی کیا امید رکھے یہ کہکے نقابدار نے مسکرا کر اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دی صورت زیبا اپنی غضنفر کو دکھا دی غضنفر کو گو کہ آواز سے پہلے ہی شبہہ ہو چکا تھا مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا اب جو نقابدار نے چہرے سے نقاب اٹھائی اور صورت اپنی غضنفر بن اسد کو دکھا دی تو اُسنے دیکھا کہ یہ تو ملکہ ماہ نوشابا دی اُسکی معشوقہ ہی بیساختہ یہ اٹھکر اُس سے لپٹ گیا بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ کار رستم کردی مصرع جو کام کیا تمنے وہ رستم سے نہوگا ۔ مگر اے ملکہ اسوقت تو تمنے جگہ پا کے ایسی جسارت کی اور میری مدد کی مگر عورتون کو جہاد منع ہی خبردار اور زنہار اب بار دگر کبھی ایسا غضب نہ کرنا غرض بعد اسکے سب اپنے اپنے حوائج ضروری مین مصروف ہوے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کی گئی شب کو حسب معمول لوگ اپنی اپنی خوابگاہ اور اپنے اپنے بستر پر جہان جسکی جگہ تھی سو رہے جب رات گذر گئی صبح ہوئی آفتاب جہانتاب افق مشرق سے برآمد ہوا روشنی چہار طرف پھیلی سویرا ہوا لشکر مین غل ہوا کہ رات کو کوئی بیس پچیس آدمیون کے سر کاٹ لے گیا غضنفر نے جو سنا بڑی حیرت ہوئی پاسبانون کو بلا کے اُنسے حال پوچھا کہ بتاؤ شب کو کیا واقعہ ہوا کون شخص ان لوگون کے سر کاٹ لیگیا اُنھون نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا خداوند ہمکو نہین معلوم کسی شخص کو ہم نے رات کو آتے جاتے نہین دیکھا اور اگر دیکھتے تو کیا ہم اُسے نہ روکتے جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ کوئی انکے سر کاٹ گیا ہی غضنفر نے کہا اچھا خبردار آج رات کو نہ سونا تمام شب جاگتے رہنا دیکھتے رہنا کہ یہ کیا واقعہ ہی کون شخص انکے سر کاٹ گیا ہی جو کل انکے سر کاٹ گیا ہی اُسکے منھ کو تو خون لگ چکا ہی آج بھی ضرور آئیگا دیکھنا وہ کون دشمن جلاد ہی صبح کو ہمسے آکے بیان کرنا غرض پاسبان یہ حکم غضنفر کا سنکے اپنے اپنے مقام پر گئے اور شام کو تاک مین اُس دشمن بیباک کے بیٹھے جب آدھی رات کا عمل ہوا اُنھون نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے چند غول بیابانی آئے آنکھون سے اُنکی آگ کے شعلے نکلتے تھے جب سانس لیتے تھے تو دونون نتھنون سے ناک کے دو شعلے آتشین نکلتے تھے اُنھون نے آکے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا اور بعد قتل و قمع کے پھر اُسی صحرا کی طرف چلے گئے پاسبان اُنکے خوف سے اپنی جان بچانے کے لیے ایک ایک گوشے مین پوشیدہ ہو گئے تھے جب وہ کشت و خون کر کے چلے گئے اور صبح ہوئی تو پاسبانون نے آکے سارا حال غضنفر سے بیان کیا غضنفر نے سنکر کہا کہ انشاء اللہ تعالے بفضل ایزدی و تائید ربانی آج مین اُن غولون کو مارونگا اور شام سے مسلح و مکمل ہو کے تاک مین اُنکی بیٹھا دو پہر رات گئے وہی غول بیابانی ایک سمت صحرا سے نمودار ہوے غضنفر نے نعرہ کیا کہ اے تیرہ روزگارو مین آپہونچا اب تمھین مین کب چھوڑتا ہون جہان جاؤگے تمھین جا کے مارونگا اور یہ کہکے تعاقب مین اُنکے چلا رات بھر اُنکے پیچھے دوڑا کیا مگر اُنکو کہین نہ پایا جب صبح ہوئی تو وہ غول تو غائب ہو گئے اور یہ تن تنہا رہ گیا آپ ایک صحرا ایسا ہولخیز و وحشت انگیز معلوم ہوا کہ مانند صحراے محشر کے وسیع تھا زمین وہان کی زرد تھی چار طرف درخت مثل شمع کے جل رہے تھے اور گرمی کی وہ شدت تھی کہ اگر کوئی جانور اُس صحرا کیطرف سے اُڑ کر جاتا تھا تو پر و بال اُسکے جل جاتے تھے گر کے کباب ہو جاتا تھا نظم

آنکھیں پلین جو دھوپ سے تار نظر جلے
سپتے تمام جلگئے سارے شجر جلے
گرمی کا تھا وفور کہ اللہ کی پناہ
آتی تھی ہر مقام سے آواز آہ آہ
تھا گرم جو شرار وہ میدان اسقدر
دوزخ کا تھا نمونہ وہ صحراے پر خطر

آیا جو کوئی طیر بگولون مین پر جلے
تھا رنگ لال آگ سے دریا سراب تھے
وہ دھوپ تھی کہ جسمین جلے طائر نگاہ
مجمر زمین تھی ریگ کے ذرے سپند تھے
دانہ زمین پہ جو گرے جلکے ہو شرر
اخگر نمط ہر ایک خزف لال لال تھا

آیا جو موج سموم کا جھونکا شجر جلے
سیخین بنی تھین ڈالیان غنچے کباب تھے
گرمی کے مارے رنگ تھا ہر چیز کا سیاہ
ہر سنگ آبشار سے شعلے بلند تھے
ممکن نہ تھا ٹھہر جو سکے ایک دم بشر
شعلے تھے آگ کے یہ بگولون کا حال تھا

غضنفر اس صحراے ہول خیز اور دشت وحشت انگیز مین ابھی تھوڑی دور آیا ہوگا کہ چند غول قوی ہیکل قوی بازو زبردست متکبر و نخوت سے مست بلند و بالا اور ایک غول کہ اُن سب کا سردار تھا قد اسکا سب کے قد سے بڑا تھا آنکھیں سرخ مانند دو طاس خون کے دونون بازو مانند منار کے سنگ سفید رنگ سر پر تنور جہنم کیصورت الحاصل وہ سب غول غضنفر پر دوڑے اُس شیر بیشہ شجاعت نے ایسا تیر چلہ کمان مین جوڑ کے جو پیشانی پر اُس غول بیابانی کی مارا کاسہ سر کو اُس خیرہ سر کے توڑ کے نکل گیا وہ ایک چیخ مار کے گر پڑا اب غضنفر تلوار کھینچکر اُن غولون پر دوڑا بجلدی تمام چند غولون کو واصل جہنم کیا کچھ بھاگ گئے جا کے اپنے بادشاہ سے بیان کیا کہ آج ایک آدم زاد آیا ہوا ہے ہمارے سردار غول سرخ چشم کو بھی مارا اور غولون کو بھی قتل کیا بادشاہ غولان یہ سنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا تمام غولون کو جمع کیا اور کہا کہ تم جا کے اُس آدم زاد کو جو زندہ ہاتھ آسے تو گرفتار کر لاؤ کہ مین اُسکے گوشت کے کباب پکوا کے کھاؤنگا اور اگر زندہ نہ ہاتھ آسے تو سر اُسکا کاٹ لاؤ کہ مین اُسکے سر کو بھنوا کے چباؤنگا یہ سنکے سب غول بدبخت کوہ پیکر پکڑکے میدان مین آئے غضنفر نے ہزارہا غولون کو دیکھا کہ غل مچاتے شور کرتے چلے آتے ہین اور وہ غول جو اسوقت غضنفر کے سامنے سے بھاگ گئے تھے وہ آگے آگے اُن سب کو بتاتے آتے ہین کہ دیکھو وہ فلان مقام پر آدم زاد کھڑا ہوا ہے اسی نے غول سرخ چشم ہمارے سردار اور چند اور غولون کو مار ڈالا ہے آخر کار وہ سب غول بدبخت کوہ لیے ہوئے غضنفر پر دوڑے ادھر سے غضنفر بھی خدا کو دل مین یاد کرکے شمشیر برہنہ لیے ہوے آگے بڑھا شپاشپ ہاتھ تلوار کے مارنے لگا اُدھر وہ غول جو بدبخت کوہ اسپر مارتے تھے یہ اُنکے وار رد کرتا ہوا اپنے وار کرتا جاتا تھا جس غول کی کمر پر ایک کے ہاتھ مارتا تھا اُسکے دو ٹکڑے ہوتے تھے غضنفر کار رستمانہ کر رہا تھا اور جرأت شیرانہ دکھا رہا تھا جب بہت سے غول ہاتھ سے غضنفر کے مارے گئے تو اب کوئی مارے ڈر کے پاس نہین آتا دور کے سب چوب دستی دکھاتے ہین ڈھیلے پھینکتے ہین پتھر مارتے ہین اور جو کوئی اس تلاطم مین پاس آجاتا ہے مارا جاتا ہے القصہ تین شبانہ روز تک لڑائی رہی مگر وہ غولون کا غول کسی طرح کم نہین ہوتا بلکہ ساعت بساعت اور وقتاً فوقتاً اُنکا گروہ زیادہ ہوتا جاتا ہے اور چونکہ غضنفر نے تین شبانہ روز سے نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے نہ کوئی دم سویا ہے اب اسپر بھوک پیاس کی شدت ہے نیند کا غلبہ آنکھین ضعف اور نیند کے سبب سے بند ہوئی جاتی ہین ہاتھ رکا جاتا ہے اب یہ حال ہے کہ کوئی دم مین گرا چاہتا ہے دعا مانگنا شروع کیا کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اے رب جلیل اس اپنے بندۂ ذلیل کو اس بلا سے جلد نجات دے غضنفر نے بدل سے جو دعا مانگی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ ایک سمت سے ایک تتق گرد و غبار کا اٹھا جب دامن گرد چاک ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد اژدر دلیر اور ملکہ ماہ لوشتا بادی مع فوج و لشکر کے چلے آتے ہین یہان غضنفر تو اُن غولون کو فنا کر ہی رہا تھا آتے ہی ان دونون نے بھی جہنم واصل کرنا شروع کیا تو کوئی چار گھڑی کے عرصے مین سب کا خاتمہ کر دیا دس پانچ بزدلے

بھاگ گئے غضنفر نے شہاب بن فولاد سے کہا بھائی ابھی تلاش کرو ڈھونڈھو انمین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑو شہاب نے ہرچند چارون طرف تلاش کیا مگر کہین بھی کسیکا پتا نہ ملا مال و اسباب اُنکا بہت سا ہاتھ آیا اُسے اپنے قبضے مین کیا غضنفر بن اسد اور ملکہ ماہ نوشابادی اور شہاب بن فولاد اترو رگہر کمال شاد و مسرور وہان سے پھرے صحراے سبز و خرم مین آکے صحبت عیش و سرور برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا غضنفر نے جام شراب اپنے ہاتھ سے بھرکے ملکہ کو دیا اُسنے ہاتھ سے جام لیکے پی لیا غضنفر نے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکے بوسہ لے ملکہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین تمھاری لونڈی ہون مین سواے تمھارے اور کسی سے اپنا عقد نہ کرونگی مگر بغیر اپنے باپ کی اجازت کے مجبور ہون ابھی مجھے معاف فرمایئے چند روز اور نہ ہاتھ نہ لگایئے بالفعل صبر کیجیے اضطراب سے کام نہ لیجیے ابھی زیادہ اختلاط مین خرابی ہی اور قطع نظر اسکے حرام کاری اہل اسلام مین منع ہی جب ہمین فعل حلال ہی منظور ہی تو حرام کرنا کیا ضرور ہی غرض اسکے سمجھانے سے غضنفر دست درازی و بوسہ بازی سے باز رہا دوسرے دن ملکہ رخصت ہوکے نوشاباد کو روانہ ہوئی غضنفر لشکر ایرج پر چلا انھین تو ادھر جانے دیجیے

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان سے کیے جاتے ہین

کہ خورشید ستارہ پرست ملکہ ماہ نوشابادی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے لاش اختر اختران کی لیے شکست کھاے ہوے شہر اخترستان کو روانہ ہوا ہی چند منزلین [illegible] طے کرکے ایک دامن کوہ کے قریب صحراے سبز و خرم مین آکے اترا ہی اب کچھ زخم خورشید کے سر کا اچھا ہوچکا ہی سیر سبزہ صحرائی اور لالہ کوہی کی کررہا ہی قضاے کار یہان ایک زنگی رہتا ہی کہ رنگ اسکا نہایت سیاہ ہی گویا چہرہ شب دیجور کا خال ہی نہایت طویل القامت ہی حربہ اسکا استخوان نہنگ کا ایسا بدہیئت اور کریہ منظر ہی کہ ہیبت سے اسکی غول اور دیو بھاگتے ہین اور تمام زنگی اس دیار اور قرب و جوار کے اسکے فرمانبردار رہتے ہین بہت عمدہ عمدہ کھانے پکا پکاکے اُسکے واسطے لاتے ہین اور اُسکو زہر مار کرواتے اور ایک نازنین پیچیدہ جمال با طلعت اسکے پاس ہی کہ وہ تیرہ درون ہر وقت اسکی صورت دیکھا کرتا ہی کبھی اسکے ہاتھ سے جام شراب لیکے پیتا ہی گاہے کباب کھاتا ہی دن رات عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور کچھ زنگی اسکی طرف سے آمد و روند کی خبر کو درہ کوہ مین بیٹھے رہتے ہین کہ جہان کوئی قافلہ مسافرون کا وہان ٹھہرا انھون نے جاکے اس زنگی سیاہ رنگ آدم خور کو خبر کی وہ وہان سے آکے سب کو کھا گیا اور مال و اسباب انکا لیلیا ان لوگون نے جو قریب دامن کوہ کے لشکر خورشید کو اُترتے ہوے دیکھا پکار کے کہا کہ خبردار زنہار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا یہان ایک بلا رہتی ہی یہ خبر خورشید کو ہوئی کہ کچھ زنگی درہ کوہ مین بیٹھے ہوے ہین انھون کہا کہ خبردار ادھر کوئی نہ آئے نہین تو بلا کا سامنا ہوگا خورشید بولا کہ اگر یہان کوئی بلا ہی تو مین بھی ایک ہی سیانا ہون مین ابھی اُس بلا کو دفع کرونگا یہ کہکے اُس جانب چلا اور وہان ایک گھڑیال لٹکا رہتا تھا کہ جب کچھ ان لوگون کو اُس سے کہنا ہوتا تھا یا کسی شخص کے آنے کی اطلاع کرنی ہوتی تھی تو یہ لوگ اُس گھڑیال کو بجادیتے تھے اُس زنگی مردم خوار کو معلوم ہو جاتا تھا آج بھی جو پاسبانون نے درہ کوہ سے ایک شخص حسین کو اسطرف آتے دیکھا اُس گھڑیال پر زور سے ایک موگری ماری اور آواز دی کہ اے بادشاہ زنگیان جلد آیئے خداوند ابلیس نے ایک لقمہ چرب و شیرین آپکے واسطے غیب سے بھیجا ہی اُسے نوش کر جائیے اُس زنگی نے جو آواز گھڑیال کے بجنے کی سنی استخوان نہنگ ہاتھ مین اُٹھاکے درہ کوہ سے باہر آیا اور ایک نعرہ ایسی زور سے کیا کہ تمام صحرا ہل گیا بعد اسکے خورشید پر جھپٹا خورشید ستارہ پرست نے جو اُس دیو ہیبتناک کو آتے دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوکے اپنے خداؤن کو یاد کرنے لگا اُس زنگی بدصورت نے قریب

خورشید کے پہونچکے ایک پتھر تیس من کا اٹھا کے اسطرح اسپر مارا جیسے کوئی ایک چھوٹی سی کنکری چٹکی مین اٹھا کے پھینک دیتا ہی خورشید نے اُسے خالی دیا وہ پتھر اس زور سے زمین پر گرا کہ زمین دھنس گئی اور وہ سنگ گران اسمین سما گیا جب اُس زنگی دیو اندام نے دیکھا کہ اس آدمزاد پر وہ پتھر نہ پڑا غصے مین ہونٹھ چبانے لگا پھر پیچھے ہٹکے سر ہلایا اور دوڑ کے استخوان نہنگ خورشید پر مارا خورشید نے جھپٹتی تمام ایک تلوار استخوان نہنگ پر ماری کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو زمین پر گر پڑا اور ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے وہ آدھا ٹکڑا بھی خورشید پر مارا اور دوڑ کے لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی دو گھڑی تک کشمکش سے زور ہوا کیے ادھر خورشید سر سے پاؤن تک پسینے مین ڈوب گیا ادھر اُسکے ماتھے پر بھی بوندین پسینے کی ظاہر ہوئین غرض کامل دو گھڑی زور کرنے کے بعد خورشید نے اُسکو اٹھا کے زمین پر مارا اور سینے پر چڑھ کے اس زنگی گردن کش کی گردن کو مروڑ دے کے دھڑ سے کھینچ لیا اور وہ جو زنگی نگہبان تھے اُنکے سامنے وہ گردن پھینک دی وہ سب دوڑ کے خورشید کے قدمون پر گر پڑے رو دھونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ ای شہریار خدا اسکی جزای خیر آپکو دے کہ آپ نے اس شیطان کی شر سے یہان کی خلق اللہ کو بچایا اور ای شہریار مال و متاع اسکا حد سے زیادہ ہو آپ اُٹھوا کر ہمراہ لے جائیے اور لوگون کو خبر کرین یہ کہکے سب کے سب اُس سر کو لیے ہوئے اندر درہ کوہ کے گئے اور جو لوگ وہان تھے اُنسے جا کے یہ سب حال بیان کیا کہ اسطرح سے ایک شخص مقبول صورت آیا اور اُسنے اُس زنگی آدم خوار کو جہنم واصل کیا اور یہ کہکے سر اُس روسیاہ کا اُنکے سامنے ڈالدیا وہ سب نہایت خوش ہوئے اور جوق جوق گروہ گروہ ہیچ جمع ہوکر خوشیان کرتے ہوئے خورشید کے پاس آئے اور اُسے ساتھ اپنے درہ کوہ مین لائے زر و جواہر لا کے پیشکش کیا مشک و عنبر بہت سا دیا اور وہ دختر خوبرو کہ حسن و جمال مین مانند ماہ شب چہاردہ کے تھی خورشید اُسے دیکھکے نہایت خوش ہوا پوچھا یہ کون ہی اُنھون نے جواب دیا کہ یہ نازنین ماہ جبین اس نواح کے بادشاہ کی بیٹی ہی زنگلہ بانو اسکا نام ہی اور بادشاہ یہان کا زنگار شاہ زنگی ہی بھائی ہی ملک دود وہ زنگی کا خورشید نے پوچھا یہ یہان کیونکر آئی اُن سب نے عرض کیا کہ یہ ایک دن سوار ہو کے سیر صحرائی اور لالہ کوہی کی کرنے کو یہان آئی تھی اتفاق روزگار کہ مین نظر اس بلای بد دین کی اس ماہ جبین کی صورت پر پڑ گئی وہ اُسے گرفتار کر کے یہان لے آیا تبسے یہ اُس عفریت کی قید مین تھی اب خدا آپکا بھلا کرے خیر آپکے سبب سے یہ اُس قید شدید سے رہا ہوئی اور زنگار شاہ اسکے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا خورشید نے کہا کسی کو زنگار شاہ کے پاس بھیجو کہ وہ جا کے اُس سے کہے کہ بیٹی تمہاری زندہ و سلامت ہی اور وہ بلا دفع ہوئی بموجب ارشاد خورشید کے کچھ زنگی یہان سے گئے اور تمام حال زنگار شاہ زنگی سے بیان کیا کہ صاحبقران ستارہ پرستان نے اُس بلای اژدہا شمار کو مارا تمہاری بیٹی کو قید سے چھڑایا زنگار شاہ یہ سنکے نہایت خوش ہوا خورشید ستارہ پرست کی شجاعت و ہمت پر تحسین و آفرین کی اور اُس خبر رسان پر نہایت نوازش و مکرمت کی خلعت دیا اور خود دو ہزار شتر تعدادی بہار مال و متاع اور دو ہزار شتر دن بہا تاشہ بارگاہ لدا ہوا اور سو شتر دن پر خلعت گران بہا اور دو ہزار گھوڑے عراقی و تازی صبا رفتار آہو شکار اور دو ہزار ریوڑ بیش قیمتی جواہر نگار مرصع کار خورشید ستارہ پرست کے لیے اپنے ہمراہ لیکے خدمت مین خورشید کی آیا لائق اُسکی حاصل کی خورشید نے کمال عزت و توقیر کی سب تحفے لے لیے اُسکو خلعت دیا خیمے کے اندر لے گیا اُسکی بیٹی زنگلہ بانو نے اُسکو بلایا زنگلہ بانو نے باپ کو سلام کیا دوڑ کے قدمون سے لپٹ گئی زنگار شاہ بیٹی کو دیکھکے خوش ہوا خورشید سے کہا کہ مین کمال ممنون و مشکور آپکا ہون اب چاہتا ہون کہ ملکہ کو آپکی کنیزی مین دون خورشید ستارہ پرست

کہا کہ اگر تم ستارہ پرست ہو جاؤ تو خیر کیا مضائقہ والا نہ مین اپنے خلاف طریقہ و مذہب کو قبول نہین کر سکتا ازگار شاہ نے خورشید کے کہنے سے زمرہ بے ایمان پر لعن وطعن بیحد کی اور دین ستارہ پرستی اختیار کرکے ملکہ کو خورشید کے ساتھ منسوب کر دیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک والون او تمام اپنی رعیت کو دین ستارہ پرستی مین لایا خورشید نے تابوت اختر اختران کا تو شہ اختریہ کو بھجوا دیا اور خود نہ لگلہ یا لوکے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف ہوا اب اسکو تو عیش و عشرت مین چھوڑ دیئے

اب چند کلمے داستان ایرج صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

مرحلہ پیمایان وادی داستان و راہ طے کنندگان افسانہاے ندرت بیان منازل تقریر او مراحل تقریر کو یون طے کرتے ہین کہ ایرج نوجوان کوچ کرکے ملک زرائل کو روانہ ہوا ہے بعد قطع مراحل و طے منازل کے قریب ملک زرائل کے ہوسرکارون نے گیرنگ شاہ زرائلی کی خدمت مین جاکے عرض کیا کہ حضور ایرج صاحبقران ورود اجلال و نزول اقبال قریب شہر پناہ کے فرمایا ہے گیرنگ بن گیرنگ شاہ نے حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی کیجاے راستے صاف ہون مکانات آراستہ ہون باغات پیراستہ ہون یہ حکم دیکے آپ استقبال ایرج کے واسطے بیرون شہر آیا ایرج کی ملازمت حاصل کی بعد تعظیم و ہزار تکریم ایرج کو اپنے ساتھ لیے ہوے شہر مین آیا اپنی بارگاہ مین لا کے آثار العبد اسکے بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا ہزارون طرح کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کے ایرج کو کھلا کے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج آکے وہان بیٹھا گیرنگ بن گیرنگ شاہ زرائلی بھی حاضر ہوا اور جملہ سردار بھی اپنے اپنے مقام پہ بیٹھے ارباب نشاط طلب ہوے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی لہرا سارنگی کا بلند ہونے لگا ساز ملنے لگا ایک مہ جبین نازنین مشتری خصال زہرہ جمال ناچنے کو کھڑی ہوئی بڑی دیر تک ناچی توڑے لیا کی اسکے ناچنے سے سب حاضرین محفل نہایت خوش ہوے اب یہ حال ہو گیا ہر ہر سردار و غیر سردار سکوت کے عالم مین محو حیرت سکتے کی صورت بت بنا ہوا بیٹھا ہے مگر آنکھین اسی طرف لگی ہوئی ہین جب اس مایۂ ناز و انداز نے یہ حال اہل محفل کا دیکھا کہا اب خوب میرا رنگ بندھ چکا ہے ہر شخص سکتے کے عالم مین بیٹھا ہوا میری طرف دیکھ رہا ہے اور جان توڑ توڑ کے توڑے لینا شروع کیے بعد اسکے بصد ناز و انداز یہ غزل گانے لگی غزل

ذبح کرنے کو ہی تو او ستم ایجاد ہے مجھے
خوش رہے وہ بھی تو نہین جیسے کیا شاد مجھے
کیا صیاد نے بیخانۂ از اد مجھے
ذبح کر ڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے
اتنے دن ہو گئے ہین قید مین صیاد مجھے
حلقۂ دام ہوے دیدۂ صیاد مجھے
او ستمگار نہین شکوۂ بیداد مجھے
بے چھری قتل کیا او ستم ایجاد مجھے
عشق کیا ایسے کیا خلق کی نظرون سے گرا
غیر کی یاد ہے مجھے اور تیری یاد مجھے
باغ فردوس کو دوزخ سے مین بدتر سمجھا
دیر تک رہ کیا دیکھ کے بھلا دے مجھے

اب تو دل کھو کے کیوں لیتے دے فریاد مجھے
عمر بھر بھولیگی ہرگز نہ یہ بیداد مجھے
طرز پرواز تو اب خاک نہین یاد مجھے
آکے کیا اپنے نشیمن کی بھلا یاد مجھے
کر ذرا طرز فغان تک بھی نہین یاد مجھے
مر رہے نالے جو سنے چھوڑ دے صیاد مجھے
دہن زخم ہون آتی نہین فریاد مجھے
خیر اتنا تو صلہ ظلم اٹھانے کا ملا
اسے پہلے سے نہ ظاہر تھی یہ افتاد مجھے
ہین وہ ہون یاد تمھارے کبھی دم بھولا
کوچہ ادو در تیرا آج گیا یاد مجھے
حشر تک رہ در تیری دید سے محروم رہون

فصل گل مین کیا صیاد نے آزاد مجھے
کیا پر کاٹ کے صیاد نے آزاد مجھے
دن بہت گذرے قفس مین ستم ایجاد مجھے
بند آنکھین نہین کرکے آیا تھا صیاد مجھے
اسکی نظرون نے نہ ہونے دیا آزاد مجھے
پر ستم یہ ہے نہین عادت فریاد مجھے
بزم مین غیر سے ابرو کا اشارہ جو کیا
یاد کرتے ہین بہت وہ دم بیداد مجھے
ہے تسلسل یہ عجب دیکھیے کیا ہوتا ہے
تم وہ ہو بھولے سے تم نے نہ کیا یاد مجھے
تھا مین وہ کشتۂ حسرت کہ عوض شربت کے
بھولتی ہو جو کوئی دم بھی تری یاد مجھے

فخر کیونکر نہ شرف مین ہو ہما پر حاصل
بال کھویا ہوا ہاتھ آیا خداداد مجھے
ہاتھون ہاتھ اندنون رکھتا ہی جو مجھکو لاغر
کوچۂ یار ہوا گلشن شداد مجھے
حسن بندش مین جنون کیون نہون مجنون

اپنے صدقے مین رہا کرتا ہی صیاد مجھے
اپنے کوچے سے نہ اُٹھوائیے پیری ہی
ملا ہر رنگ حنا سمجھا ہی صیاد مجھے
قطع امید رہائی کی ہوئی جاتی ہی
عشق مرحوم سا ہاتھ آیا تھا استاد مجھے

بعد مدت کے ملا کوچۂ صنم مین دل زار
آپ بے فائدہ ایسا کرتے ہین برباد مجھے
شوق مین جان گئی جانے نہ پایا اُس تک
دیکھتا ہی نظر شوق سے صیاد مجھے
جب اُس دلربا نے یہ غزل تمام کی

ہر شخص کی یہ حالت تھی کہ ہر شعر پہ بسمل ہوا جاتا تھا جو مصرع اُسکے منھ سے نکلتا تھا خنجر کیطرح دل کو ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتا تھا بعد اُسکے دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اسیطرح سے ناچ گا کے محفل مین اپنا رنگ باندھا اُسکے ناچ گانے سے بھی حاضرین بہت محظوظ ہوے قصہ مختصر یہ کہ اسیطرح بہت سے طائفے آے اور ناچ گا گئے جب وقت صبح کا قریب ہوا [illegible] سب طائفے رخصت ہوے صحبت برخاست ہوئی ایرج نے کہا کہ اے گیرنگ بن گیرنگ ہم تم سے نہایت خوش ہین ہمارے نزدیک تو اب یہ مناسب ہی کہ تم بھی دین آفتاب پرستی اختیار کرو اور اگر ابھی یہ دین بالکل نہین اختیار کر سکتے ہو تو ہماری بیعت ہی کر لو گیرنگ بن گیرنگ نے جواب دیا کہ اے شہریار مین نے حمزہ کے خوف سے دین اسلام اختیار کر لیا تھا ورنہ مین تو آفتاب پرست ہونیکو موجود ہون بیعت کیسی مین ہر طور آپکا غلام ہون جو فرمائیے وہ بجا لاؤن یہ کہکے دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا خلعت ذلت پہنایا الغرض اُسکے تبدیل مذہب سے نہایت ہی ناراض و آزردہ ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ پہلے بہزاد مرتد ہو گیا اب یہ مرتد ہوا [illegible] سمجھا جائیگا گیرنگ نے ایرج سے کہا کہ اے شہریار مین نے بہت سی کشتیان اور جہاز تیار کروائے تھے مگر لقا بیدار سفید پوش نے آسکے اُنکو جلا دیا ایرج نے کہا خیر اگر وہ جل گئے تو جل جانے دو اب بار دگر ہمارے سامنے تیار کراؤ [illegible] تو وہ لقا بیدار کیونکر آسکے جلا دیتا ہی گیرنگ نے اُسی وقت آہنگرون نجارون وغیرہ کو بلوایا سب حسب الطلب حاضر ہوے جہاز بننے لگے اور ایرج نے جشن کیا صحبت عیش برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا ایرج نے جام پر جام پینا شروع کیا جب خوب نشۂ شراب سے بدمست ہوا تمام ملک امیر حمزہ صاحبقران کے اپنے سردارون کو تقسیم کرنے لگا [illegible] سے پوچھا کیون بھئی تم کونسا ملک لوگے اُسنے عرض کیا کہ مین ان ملکون مین سے کوئی نہ لونگا اگر آپ شہنشاہ مہربانی فرمائیے اور ملک سبائل آپکے قبضہ مین آے تو وہ مجھے عنایت فرمائیے گا مجھکو آرزو ہی کہ بادیگر [illegible] لقا کو [illegible] ایرج نے کہا اچھا ہم ملک سبائل تمکو دینگے اسیطرح اپنے تمام سردارون کو [illegible] ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملکت [illegible] ملک ہو گیا طوفانی [illegible] شاہ نہایت خوش ہوا سردارون کو اسکی پیشوائی کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو ایرج کی ملازمت حاصل کروائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا مگر اب حال سنیے کہ [illegible] نے جو سنا کہ ایرج نے تمام ملک اپنے سردارون کو بانٹے ہین ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ اے فلک یہ تو نے کیا غضب کیا [illegible] جاتا ہی ملکون پر یہ آفتاب پرست قابض ہوا اور اپنے سردارون کو بخشتے اور ہم [illegible] دیکھا کرے افسوس بھائی [illegible] اسقدر [illegible] بھیجا مگر وہ نہ آے خدا جانے کس فکر مین ہین [illegible] اب میری زندگی [illegible] خوب رویا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے سب رفیق لپٹ گئے کہ اے شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین [illegible] ہلاکت تو [illegible] اگر ایسا ہی مرنا اور جان دینا ہی تو دشمن کو مار [illegible] جان دیجیے یون اپنے ہاتھ سے اپنی جان دینے سے کیا فائدہ ہوا [illegible]

ان لوگون کے سمجھانے بجھانے سے تیغ میان مین کیا اور فتاح سے کہا چچا یہی صلاح خوب ہی کہ اس نرازیجے پاجی سے لڑکر جان دیجیے گو کہ وہ حرام خور کنگرا موٹا مسٹنڈا ہی مگر خیر ہر چہ بادا باد اور ای چچا جان اگر مین مارا جاؤن تو آپ میرے رفیقون سمیت بھائی صاحب پاس جا کے میرا حال بیان کر دیجیے گا اور کہیے گا کہ میرے خون کا عوض اس فتنہ آب پرست سے لین اور مجھکو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین فتاح نے کہا کہ بیٹا مین مدت سے تیرے باپ کے ساتھ ہون اور وہ مجھکو تیری حفاظت کے واسطے چھوڑ گیا ہی تیرے دشمن مارے جائین اور مین زندہ بچکے چلا جاؤن بیٹا مین بغیر جان دیے نہ جاؤنگا اسد ابراہیم کیطرف مخاطب ہوا اس سے بھی ایسے ہی کلمات پاس و ہراس کے ابراہیم نے کہا ای شہریار آپ مجھکو ایسا نامرد جانتے ہین کہ مین بعد آپ کے زندگی کرونگا بجا آپ سے پہلے مین اپنی جان دونگا اسد نے کہا ای ابراہیم اکثر ایسا ہوا ہی کہ مین گرفتار ہو گیا ہون اور تم سبکو اپنے ہمراہ لیکے نکل گئے ہو اور مین پھر چھوٹ گیا ہون اسیطرح اب بھی مین تمکو اپنا نائب کرتا ہون کہ شاید مین گرفتار ہو جاؤن تو تم خبردار خبردار یہان نہ ٹھہرنا سب کو اپنے ساتھ لیکے نکل جانا ابراہیم نے عرض کیا بہت اچھا اور علقمہ سے کہا کہ بھئی اگر مین بھی مارا جاؤن یا گرفتار ہو جاؤن تو تم میرے نائب ہو سب کو ساتھ لیکے نکل جانا علقمہ نے کہا بہت اچھا اور اسیطرح علقمہ نے هزرنگ بن مرزبان کو اپنا نائب کیا اسیطرح چالیس امرازادے اسد کے ساتھ تھے انمین یہی سلسلہ بندی ہوئی ایک نے دوسرے کو اپنا نائب کیا اور وصیتین کین اور کفن اپنے سرون پر باندھے مشت خاک اٹھا کے اپنے گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد ہو جیو اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور سب مسلح و مکمل ہو کے لشکر ایرج کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہونچے تو توقین بجا کر لشکر ایرج پر جا گرے تلوارین مارنے لگے غل ہوا کہ دیوانون کا روز خون گرا چارطرف لوگ مسلح و مکمل ہو کے نکلے تلوار چلنے لگی ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ اسنے اسد کے آنے کی خبر سنی اپنے سردارون سے کہا کہ آج یہ دیوانہ دانکو آگیا ہی دیکھو بچکے نہ جانے پاے یہ سنتے ہی سب سردار اٹھکے بارگاہ سے باہر آے اور اسد پر روانہ ہوے ادھر سے اسد شیردل مع اپنے رفقا کے تلوارین مارتا چلا آتا ہی کہ ملکوب بن الیحوب سے اور طہماسپ سے سامنا ہوا ملکوت نے اسپر تلوار ماری طہماسپ نے تلوار اسکی سپر پر روک کے جو ایک ساطور مارا تو ملکوب کی سپر کو کاٹ کے سر پر پڑا کہ ملکوب مع مرکب چار ٹکڑے ہوا الکوب بن الیحوب نے ایرج کا سامنا ہوا الکوب نے تلوار ماری کہ گو سپر کو کاٹ کے بھوون پر ایرج کے زخم لگا مگر ایرج نے جو تلوار ماری الکوب کی سپر قلم ہوکے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی الکوب نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوئی عدیل بن عادی اور دیلم سے مقابلہ ہوا اسنے تلوار ماری دیلم نے خالی دیکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ عدیل کے سر پر پڑا تلوار تا دو ابرو اتر گئی عدیل نے دستانہ مارا تلوار چھپنا کے نکل گئی پھر عدیل نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دیلم کی سپر کو کاٹ کے اسکے سر پر تلوار پڑی اور اسد شیردل لڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ طوفان بن سماک اژدر گیر سے سامنا ہوا طوفان نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا کہ اسد پر مارے اسد نے زیر بغل جو تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوے ادھر سے بہزاد نے پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے جھک تلوار کی دیکھکر خالی دی بہزاد جھکا تھا کہ اسد نے کمر پر اسکی تلوار ماری بہزاد کے دو ٹکڑے ہوے قہار بن ہو کیا سے طوغانی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا اور پاس آ کے اسپر تلوار ماری اسد نے اسکی تلوار کو پشت شمشیر پر روکا اور خود تلوار ماری کہ قہار کی سپر کو کاٹ کے ذرہ تنگ جا کے زمین کو بوسہ دیا اور فیل خونخوار دوڑا کہ او دیوانے مین تجھے کب چھوڑتا ہون

اور ارہ پشت نہنگ اسد پر مارا اسد نے ارہ اسکا تلوار سے کاٹا اور سر بتا کر شانے پر چوپا تھ مارا تلوار زیر بغل
اتر گئی وہ بھی ملک الموت سے بغلگیر ہوا ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد کے ہاتھ سے کئی سردار نامی قتل ہوئے ایرج دوڑا
مگر طرماسپ اسد کے قریب پہونچ گیا تھا اسنے اسد پر ساطور مارا اسد نے مرکب ترچھا کرکے ساطور اسکا خالی
دیا وہ جھوک میں ساطور کی جھکا تھا کہ اسد نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کے طرماسپ کے سر پر زخم لگا دوسری تلوار
اور اسد نے ماری کہ شانہ بھی طرماسپ کا زخمی ہوا تیسری تلوار اسد نے اور ماری کہ پہلو بھی کھل گیا ہوا طرماسپ
چلایا کہ دیوانہ مجھے مارے ڈالتا ہے ایرج قریب اسد کے آپہونچا تھا نعرہ کرکے دوڑا کہ او دیوانے ہوشیار ہو میں
آگیا او برگشتہ بخت تیرے ہاتھ سے جگر خون ہوگیا ہے اب میرے ہاتھ سے تو بچکے کہاں جائیگا اسد پکارا کہ او نزار زشتہ
میں فرخ بازرگان کی جورو کے پاس جاؤنگا اور تیرا سر کاٹ کے اسکے [illegible] رکھ آؤنگا ایرج پکارا
او دریدہ دہن بیہودہ گو شہدے لڑتا ہے یا گالیان دیتا ہے شہدے تو بھی جو دہانے دیتے دیتے گالیان صاحبزادہ
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا ہے تو لڑنے آتا ہے یا گالیان دینے آیا ہے اسد للکارا او پاجی میں تو گستاخ
ایسا ہی کرونگا تو بکتا کیا ہے یہ کہکے ایرج پر بیس پچیس ہاتھ تلوارین مارنے لگا کہ ایرج کو روکنا مشکل ہو گیا
مگر ایک جگہ جو اسد کا ہاتھ سست ہوا ایرج نے جھپٹ کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار اسد کی
چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سے اٹھا لیا اسد پکارا ای یاران ہمدرد پہنچیو یہ سنتے ہی تمام
رفقاے اسد تلوارین مارتے ہوئے باہر نکل گئے ایرج نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اسے قید کرین آہنگر آئے تو
اسد کو غل و زنجیر میں گرفتار کیا ایرج نے حکم دیا کہ جو جو لوگ ہماری طرف کے قتل ہوئے ہیں سب کی لاشیں
اٹھواؤ اور خدا پرستون کی لاشون کو مزبلے پر پھینکواؤ لوگون نے ایرج سے عرض کیا کہ حضور کوئی لاش
خدا پرست کی نہیں ہے سب آفتاب پرست مرے پڑے ہیں ایرج حیران ہوا اپنی بارگاہ میں آیا کوئی پہر چار گھڑی
دن باقی تھا کہ مالک بن ملکوت تخت پہ بیٹھا ایرج دنگل پہ بیٹھا تمام سردار گرداگرد [illegible] میں جمع ہوئے لشکر بھی
اپنے مقام پر قائم ہوا ایرج نے کہا اس دیوانے کو لاؤ اسی وقت لوگ اسد کو سامنے لائے اسد نے بطریق
اہل اسلام سلام کیا کہ سلام من بر آن کسے باد کہ داند خدا یکیست و رسول او برحق مندوبون نے جواب سلام
دیا ایرج نے کہا ای اسد دیکھ میں تیرے اچھے کے لیے سمجھاتا ہوں کہ جہالت سے باز آ میری بیعت اختیار کر
[illegible] آج بھی میرے ساتھ رہ اسد بولا او نزار نیچے شہر بیعت خدا سے ہے مجھے ہوا سے [illegible]
[illegible] او نزار نیچے میں کبھی تجھ سے پاجی کی بیعت نہ کرونگا ایرج نے کہا ای دیوانے تو نے
[illegible] مار ڈالونگا اسد نے کہا ارے تو مجھے مار ڈالیگا تو جورو فرخ بازرگان کی جو مجھپر
عاشق ہے وہ بہت روئیگی ایرج نے کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے لندھور بول اٹھا ای ایرج ہمارے
تمہارے جو وعدہ ہے اسپر قائم ہو تین دن بعد اسے قتل کرنا ایرج نے کہا ای رستم زمان یہ دیوانہ تمہارا کہنا نا
تم ناحق اسکی سعی کرتے ہو لندھور نے جواب دیا ای ایرج میں بدنامی سے بچونگا ایرج نے شنالور سے
کہا کہ اس دیوانے کو لیجا اور بحفاظت تمام قید رکھو سوا لندھور کے کوئی اسکے پاس نہ جانے پاے شنالور نے
اسد کو لاکے قید کیا لندھور آیا اور اسد کو ہر چند سمجھایا کہ بیعت ایرج کی اختیار کرو چھوٹ کے چلے جاؤ
صاحبزادے جہالت کرکے اپنی جان نہ دو مجھکو امیر حمزہ صاحبقران کشورستان کے سامنے رسوا نہ کرو
اسد نے کہا او ہندی تو تو عشق میں اسکے دیوانہ ہے تمام ملک نادان کے اسکے قبضہ میں کر دیے اور اسکے

اپنے سرداروں کو تقسیم کر دیے مجھکو بڑا غیرت آئی اسی واسطے نانا جان حمزہ صاحبقران اپنا نائب کر گئے تھے کہ تو انکی ملکوں کو برباد کرا دے اور تو مجھکو بیعت پر اس بزرجمہر کی مائل کرتا ہی میں کبھی اُس پاجی کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرونگا لندھور نے کہا جسوقت صاحبقران خدا پرستان ظلمات سے مراجعت فرمانے لگے جو جو کچھ میں نے ایرج کو دیا ہی وہ سب لے لونگا اب مصلحت وقت یہی ہی کہ تم اسکی بیعت کرکے چھوٹ جاؤ اسد بولا کہ میں اسکے ساتھ رہوں اور یہ کلمے سنوں کہ وہ گیتی افروز کی عاشقی کا دم بھرے اور میں کچھ نہ بولوں نانا ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ یہ کلمے ایرج سے سنوں عاشق بھی ہوتے ہیں مگر یہ بیغیرتیاں کسی سے نہیں ہیں جیسا کچھ تجھسے وقوع میں آرہا ہی اور اپنے آقا کے ناموس کو ذلیل کر رہا ہی اور تو کیا کرے تیرا دل تجھکو خراب کر رہا ہی میں ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا لندھور نے کہا صاحبزادے میں تمھارے نانا کا نمکخوار ہوں تم جو چاہو وہ کہو لیکن میں نے ایرج سے مصلحت سمجھکے نہیں بگاڑی ہی اور وقت پہ دیکھنا کہ کیونکر یہ ناموس صاحبقرانی کی جاتا ہی ور … ناموس پر لندھور کا خون بہتے دیکھنا اسد نے کہا بس معلوم ہوا مجھکو آپ نہ سمجھائیے میں کسی طرح کہنا آپکا نہ مانونگا آخرکار لندھور ناچار ہو کر چلا شاپور رات بھر نگہبانی میں مصروف رہا دو گھڑی رات رہے ضرغام شیر دل نے نقب کنی کرکے عمدہ نقب کا زندانخانے میں لگایا اور اسد کو نقب کے راستے سے لیگیا یہاں صبح کو ایرج بارگاہ میں آکے بیٹھا دربار معمور ہوا لندھور پھر آیا ایرج نے پوچھا ای دارائے ہند آپ نے اسد کو سمجھایا اسکو میری بیعت پر راضی کیا لندھور بولا ای ایرج وہ دیوانہ راہ راست پر نہ آئیگا تمھیں اختیار ہی جو چاہو وہ کرو کہ اسمیں شاپور نے آکے سلام کیا ایرج نے پوچھا کہو شاپور اُس دیوانے کی کیا خبر ہی شاپور نے عرض کیا کہ دو گھڑی رات رہے تک تو میں زندانخانہ میں اسے چھوڑ آیا ہوں ایرج نے کہا جلد جاکے اسے لاؤ شاپور اٹھا تھا کہ جاکر اسے لائے کہ بوق کی آواز بلند ہوئی ایرج نے کہا ای شاپور معلوم ہوتا ہی کہ اُس دیوانے کو کوئی صبح ہوتے چھڑا لیگیا وہ بوق کی آواز آتی ہی شاپور نے کہا پھر منشور اسد تو کیا چھوٹیگا مگر اسکے رفقا آکے گرفتار ہونگے انھیں بھی تو ایک ایک اسد بن کرب غازی ہی ایرج نے کہا بہر تقدیر انکو پکڑنا چاہیے اور اسی وقت اپنے سرداروں سمیت سوار ہوا اور کہا آج اس دیوانے کو زندہ نہ چھوڑونگا اور یہاں اسد جو آیا تھا سپاہ پر ساتوں پر گرا ہی تو اسنے آتے ہی اندھیر برپا کر دیا ہی ایک ایک کو قتل کر رہا ہی چیخے چلا رہا ہی کہ ایرج کا آنا ہوا کہ او دیوانے میں آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا آج تو جہاں جائیگا وہیں تجھکو مارونگا اسد پکارا او بزرجمہر کے دیکھوں تو کیا کندہ کرتا ہی اور باگ گھوڑے کی پھیر کے بڑا کا شمشیر برہنہ ہاتھ میں ہی کوئی آگے سے اسکے … نہیں سکتا ہی ایک طرح دیتا ہی کہ میدان … مگر ایرج تعاقب میں آتا ہی اسد لشکر ایرج سے باہر نکلا دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی اسد نے اپنی فوج کے آٹھ غول کیے اور ہر سمت کو بھاگے ایرج جس غول میں کہ اسد تھا اسی کے پیچھے چلا اسد نے دل میں کہا کہ یہ … آتا ہی … آٹھ سو کے چار غول کیے مگر ایرج نے گھوڑا اسد کا پہچان لیا ہی کہ اسد … سوار ہی اور زرد قبا پہنے ہوئے ہی جس غول کے بیچ میں اسد ہوتا ہی ایرج اسی کا تعاقب کرتا ہی ہر چند اسد نے ایرج کو بہت بھگایا بھلاوے دیے مگر ایرج نے تعاقب اسد کا نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسد تنہا رہ گیا اور ایرج للکارتا ہوا چلا آتا ہی اور کنارے دریا کے … پہونچا یہ وہ دریا ہے قہار اور بحر زخار ہی جہاں آٹھ جہاز لشکر امیر حمزہ صاحبقران کے ملک … کو آتے ہوے تباہ ہوگئے تھے بس ایرج نے نعرہ کیا او دیوانے اب کہاں جائیگا اسد نے دیکھا کہ

آفتاب پرست آپہونچا دل مین کہا کہ دریا مین ڈوبکے مرنا اس سے بہتر ہی کہ اس ہزار نجے کے ہاتھ سے گرفتار ہو
قتل ہو جیسے پس خالق اکبر مالک خشک و تر کو یاد کرکے کرہ بن اشقر کو دریا مین ڈال دیا وہ مرکب دریائی ہی اسطرح
دریا پہ چلا تا ہی جیسے کوئی زمین پہ چلتا ہی ایرج نے بھی کنارۂ دریا پہ پہونچکر چاہا کہ دریا مین گھوڑا ڈالدے شاپور شیردل
ساتھ تھا اسنے باگ پہ ہاتھ ڈال دیا کہ پیر و مرشد آپ نہ جائیے گا دیوانہ آپ ہی دریا مین ہلاک ہو جائیگا اتنی دیر مین دیکھا کہ
اسد نظرون سے غائب ہوگیا ایرج ناچار و پریشان وہان سے پھرا راستے مین اور رفیق ملے اُسنے حال بیان کیا کہ اسد
دریا مین جاکے غائب ہوگیا غرض ایرج باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کو چلا اسے تو اسکی فکر مین جانے دیجیے

چند کلمے داستان فتح کرنا اسد کا طلسم فیروزۂ جمشیدی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد شیردل اُس دریا سے اُترا اور بحر زخار سے دور ہوکے بعد ایک بیشہ سبز و شاداب مین پہونچا
گھوڑے سے اُترکے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل مین خیال کیا کہ اس ذلت و رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہی تو
اولاد صاحبقران ہوکے اُس ہزار نجے بازاری کے سامنے سے بھاگتا پھرتا ہی ہر روز ایسی ذلت و خواری
کا سامنا ہی یہ خیال کرکے اپنے حال پر خوب رویا شکوہ پرداز جور فلکی ہوا کہ ای فلک کج رفتار و ای چرخ ناہنجار کیا
گردش زمانہ ہی کہ آفتاب پرست ہوکے ایسی ایسی باتین کرے اور ہم باوصفیکہ خدا پرست اور اولاد صاحبقرانی
مین ہین کچھ اُسکا نہ بنا سکین یہ خیال اپنے دل مین کرکے کمر سے خنجر کھینچا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر خیال گذرا کہ ای
اسد اگر تو خنجر مارکے مریگا تو لاش کو تیری کتے کوے کھا جاینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ تو اپنے گلے مین پھانسی لگا
کوئی آیندہ روندہ جو تیری لاش کو پڑا ہوا دیکھیگا ترس خدا کرکے وہ گاڑ تو پ دیگا دفن و کفن تو نصیب ہوگا یہ بات
اپنے دل مین قرار دے کر پاگڑ ور گھوڑے کی لیکر ایک سرا درخت مین باندھا اور دوسرے سرے مین پھندا بناکے لٹکا دیا
اور کئی پتھر لاکے تلے اوپر رکھے اُنپر کھڑا ہوا اور وہ پھندا پاگڑ ور کا اپنے گلے مین ڈالکے پاؤن سے پتھر کو ہٹا دیا
پس معلق لٹک گیا رسی کو گردش ہوئی اسد کی آنکھین نکل آئین قریب تھا کہ طایر روح قفس جسم سے جانب
صحرای عدم پرواز کرجاے لیکایک اسد نے دیکھا کہ وہ تمام صحرا از زمین تا چرخ برین منور ہوگیا ہر مقام
اُس صحرا کا خوشبو سے معطر ہوگیا اور ایک شہسوار عالیوقار کو دیکھا کہ اُسکے دونون شانون سے نور حضرت
محمد مصطفی خاتم الانبیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہویدا تھا پس وہ شہسوار عرش وقار طرفۃ العین
مین اسد کے پاس آیا حلقۂ کمند کا کاٹ کر کمر مین ہاتھ ڈالکے اسد کو زمین پر کھڑا کر دیا اسنے یہ شوکت و شان اور
رعب و جلال جو اس شیر حق کے چہرۂ انور پر دیکھا قدمون پہ سر رکھکے اپنی پیشانی کو پاے مبارک پر خوب رگڑا
اور گرد پھرا تصدق ہوا ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین کہ حضور نے میری جان بخشی
فرمائی گویا مجھکو دوبارہ زندہ کیا قطعہ کی عرض ہاتھ باندھ کے ای خسرو امام ؎ گرتا ہی پھر حضور کے قدمون پہ یہ غلام
فرمائیے تو آپ پیمبر ہین یا امام ؎ ہی کیا ملا زمان فلک آستان کا نام ؎ یہ خانہ زاد کیا کہے کچھ جانتا نہین ؎
بندہ خدا گواہ ہی پہچانتا نہین ؎ امیدوار ہون کہ حضور کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون حضرت نے
زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ای اسد شیردل مصرع مین وہ ہون جسنے شیر سے سلمان کو دی نجات ؎
سلمان فارسی کو دشت ارژن مین شیر سے چھڑایا اسود کے کٹے ہوے ہاتھون کو ملا یا نوح کو طوفان سے
بچایا ابراہیم خلیل اللہ پہ آگ کو گلزار کر دیا تیرے باپ کو بیشۂ اندلس مین نظر کردہ کیا نظم آن حلیم کہ اگر
خیل گنہگاران را ؎ بدعا باز رہانم کہ خدا امید اند ؎ آن علیم کہ اگر تیغ کشم عالم را ؎ بقضا باز رسانم کہ خدا امید اند

آن حلیم کو دراز دمن شیر نرہ ہیبت حملہ رانم کہ خدا اسداللہ منہم شہسوار یل اتی یکہ تاز میدان لافتے
شکنندہ باب خیبر کشندہ عمرو اخ النبیؐ والبشر امیر المومنین یعسوب الدین حیدر صفدر وصی پیغمبر حامی دین مبین
وارث شرع متین بادشاہ الثقلین امام المشرقین مظہر العجائب مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
اسد کو جو معلوم ہوا کہ شاہ مردان شیر یزدان یہی ہین دوڑ کے قدمون پر گر پڑا حضرت نے سر اسکا اٹھا کے
فرمایا کہ ای اسد تو کیون اپنی جان دیتا تھا کیون اپنے تئین ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا ابھی قضا تیری نہین ہے مین نے
بحکم خلاق عالم تجھے نجات دی اسد نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا شاہ نجف امیر عرب مین آپکا تا جزرا دست ایرج کے
ہاتھ سے عاجز آیا ہون میرا باپ بھی حضور کا نظر کردہ ہے وہ غلام ہے تو مین بھی غلام ابن غلام ہون امیدوار ہون کہ
حضور اپنے غلام کو اسقدر قوت و طاقت بخشیے کہ اس نابکار ایرج سے انتقام لے اور اسکو قتل کرے حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ ای اسد خبردار ایرج کو برا نہ کہنا ایرج کافرون مین سے نہین ہے اولاد حمزہ صاحبقران
سے ہے اور نہ زنہار زنہار اسکے قتل کا ارادہ نہ کرنا اور تو کمزوری سے رنجیدہ خاطر نہو ناچار در کمر مضبوط باندھ
مین حکم خدا سے تجھے اسقدر زور دونگا کہ سوا حمزہ صاحبقران کے کوئی تجھپر غالب نہوگا کوئی پہلوان
قوی ہیکل پیٹھ تیری زمین سے نہ لگا سکیگا اور طلسم فیروزہ جمشیدی کو تو فتح کریگا مال غنیمت کا تیرے
ہاتھ لگیگا یہ فرماکے اپنا دست حق پرست پشت پر اسد کی پھیرا اور دلاسا دیا کہ تجھکو مین نے اپنا نظر کردہ کیا اسد
پھر قدم مبارک پر حضرت کے گرا اور پھر جو سر اٹھایا تو حضرت کو نہ پایا فقط صحرا خوشبوئے جسم شریف سے
مہک رہا تھا اسد نے اپنے مین زور خوب پایا اور اپنے زور کی آزمایش کے لیے ایک بڑا سا درخت چنار تھا
اسکو لپیٹ کے اکھیڑ لیا اسیطرح دوسرا درخت تیسرا درخت غرض سات درخت اسی جوش مین جڑ سے اکھیڑ کے
مارے خوشی کے ایسی بالیدگی ہوئی کہ پیرہن بدن مین پھنس گیا اپنے دل مین کہا کہ اب یہ ایرج تیرے ہاتھ سے
کہان جائیگا اسکو گوشمالی معقول دینا چاہیے اور خیال مین گذرا کہ ای اسد مولا اور آقا فرماتے تھے کہ ایرج
اولاد حمزہ سے ہے ہر چند کہ ایرج کا باپ فرخ بازارگان موجود ہے مگر ارشاد حضرت کا معاذ اللہ خلاف نہین
سکتا کچھ نہ کچھ اسمین اسرار ہے خیر تجھے تو فقط اسکی تنبیہ سے کام ہے کچھ جان سے مارنا تو منظور نہین ابھی یہ باتین اسکے
دل مین گذر رہا تھا ناگاہ خیال گذرا کہ مولا فرما گئے ہین کہ تو طلسم فیروزہ جمشیدی فتح کریگا ای اسد اب کوہ بلور
کیطرف چل یہ سوچ کے گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا سواری نہ دے سکا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اسد ناچار
ہوکے اسپر سے اتر پڑا دامن گردانے آستینین چڑھالین پیادون کی صورت باگ گھوڑے کی ہاتھ مین لیکے چل نکلا اب
دھیان آیا کہ ای اسد تیرے رفیقون کا کیا حال ہوا ہوگا اور ضرغام شیردل تو ہلاک ہو گیا ہوگا یہی خیال
کر کے اسد رونے لگا اور پکارا کہ ای خالق اکبر اور ای مالک خشک و تر ای قادر مطلق ای معبود برحق اگر ضرغام
زندہ ہو تو مجھے اسکی صورت دکھا دے اسکو مجھسے ملا دے یہ دعا کرتا ہوا کبھی کوس دو کوس گھوڑے پر سوار ہولیتا
کبھی جب دیکھتا ہے کہ گھوڑے کی حالت غیر ہے تو اتر پڑتا ہے اسیطرح کوئی دو فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ سامنے سے
ایک بگولہ گرد کا اٹھا جب وہ بگولہ پھٹا تو اسمین سے ایک شخص پیادہ پا دکھائی دیا قریب جو آیا دیکھا کہ ضرغام
ہے اور ضرغام نے جو اسد کو دیکھا دوڑ کے قدمون پر گر پڑا اسد نے اسے قدمون پر سے اٹھا کے گلے سے لگایا
اور کہا ای ضرغام مین نظر کردہ شاہ ولایت ہوا میرے گرد پھیر میرے ہاتھون کو چوم اس نے عرض کیا کہ شہریار مین خود
آپسے عرض کرنے کو تھا کہ مین نظر کردہ ہوا ہون میرے ہاتھون کو چومیے اسد نے کہا کہ اچھا تو اپنا حال بیان کر

کہ کیا کیفیت ہوئی تیری کیا حالت ہوئی خضر قائم نے عرض کیا کہ جب غلام نے دیکھا کہ آپ کوہ کیرد مین اشقر
لیکے دریا مین غائب ہوگیا مین بھی دریا مین کود پڑا جان تو مشکل سے نکلی ہی شناوری کرنے لگا یہان تک کہ قریب
تھا تھک کے غرق بحر فنا ہوجاؤن دیکھا مین نے کہ ایک درخت بہتا ہوا چلا جاتا ہی مثل مشہور ہی کہ ڈوبتے کو تنکے کا
سہارا بہت ہوتا ہی میرے سامنے اتنا بڑا درخت آگیا مین جلدی اسکے ایک ٹہنے پر بیٹھ گیا وہ بہتے بہتے ایک
جگہ کنارے لگا مین اسپر سے اتر کے آگے بڑھا ایک دشت سبز و خرم نظر پڑا ہزارون طرح کے پھول اسیطرح ہزارون
طرح کے ثمردار درخت وہان لگے ہوے تھے وہان کی بہار رشک بہار جنت پر خندہ زن تھی مگر مجھے حضور کی جدائی مین
کچھ نہ بھلا معلوم ہوتا تھا ہر وقت آپکا خیال دل مین لگا رہتا تھا جب بہت شدت سے بھوک لگتی تھی کہ تاب ضبط
کی نہوتی تھی تو وہ میوہ صحرائی کھا کے کچھ پیٹ بھر لیتا تھا اور روز و رات آپ کے فراق مین رویا کرتا تھا اسکے آگے
ایک دامن کوہ مین پہونچا وہان اسقدر آپ کو یاد کرکے رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم رویا مین جمال باکمال حضرت
امیر المومنین سید الوصیین مظہر العجائب مظہر الغرائب طالب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
علیہ الصلوۃ والسلام کا نظر آیا اور دیکھا مین نے کہ ان جناب نے میرے پاس آکے اپنا دست حق پرست میری
پشت پر پھیرا اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے خضر قائم مین نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور آقا تیرا اسد بن کرب غازی
بھی ہمارا نظر کردہ ہوچکا ہی وہ آتا ہی تو اسکے استقبال کو جا بس مین جو نیند سے چونکا اسی وقت اٹھکے وضو کیا
نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے آپکی خدمت مین روانہ ہوا الحمد للہ کہ اسوقت آپکی زیارت سے مشرف ہوا ای
شہریار اب اپنے زور و طاقت کا حال ارشاد فرمائیے اسد شیر دل نظر کردہ شاہ ولایت نے جواب دیا کہ ای
خضر قائم بعد حضرت کے تشریف لیجانے کے بعد آزمائش کے واسطے سات درخت چنار کے بڑے بڑے مثل اثر
جڑ سے اکھاڑ کے پھینکے اگر تمہین یقین نہو تو دیکھو سامنے کھڑے ہین پانچ درخت بڑے بڑے جڑ سے اکھاڑ کے پھینک دیے
خضر قائم نے عرض کیا ای شہریار بس مجھکو معلوم ہوا کہ شہسوار دلدل سوار ابو الحسن ذو الفقار فاتح خیبر قاتل
انتر ساقی کوثر قاسم جنت و سقر جناب حیدر کرار نے یہ آپکو طاقت و قوت بخشی اسد نے پوچھا کہ ای
خضر قائم اب جو آفتاب پرست میری اس طاقت و قوت خداداد کو دیکھیگا تو کیا کہیگا خضر قائم نے عرض کیا
ای شہریار اسکو بڑی حیرت ہوگی اور سحر و جادو اسپر کیا موقوف ہی جو آپکو اسطرح کا زور آور دیکھا فقط
دیکھیگا وہ ششدر و حیران ہوگا اسد نے پوچھا ای خضر قائم میرے رفیق میرے کہان ہین اسنے عرض
کیا پیر و مرشد آپکے دھیان مین مجھے اپنا تو ہوش نہ تھا مین آپکے رفیقون کا حال کیا جانون کہ
کہان ہین کہان نہین اسد نے کہا ای خضر قائم ہم کوہ بلور کیطرف طلسم فیروزہ جمشیدی کے فتح کرنے کو
جاتے ہین تم فوراً اسکے ہمارے رفقا اور لشکر کو بلا لاؤ انکو ہمارے حال سے آگاہ کرو اور سب کو ہمراہ اپنے
لیکے کوہ بلور پر آؤ خضر قائم نے عرض کیا بہت خوب غلام جاتا ہی اور اسد کے قدمون پر بوسہ دیکر روانہ ہوا
ادھر اسد بعد اسکے رخصت کرنے کے طلسم فیروزہ کیطرف چلا کئی دن مین منزل مقصود پر پہونچا دیکھا
کہ پہاڑ بلور کا فرسخ در فرسخ معلوم ہوتا ہی گلہائے رنگا رنگ شگفتہ ہین جا بجا آبشار پہاڑون پر سے گر رہی ہین
جگہ جگہ چشمے لبریز ہین درخت میوہ دار جا بجا لگے ہین جانوران خوش الحان درختون کی شاخون پر بیٹھے
زمزمہ پردازی کر رہے ہین پھولون کی خوشبو [illegible] ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی بیچ
بالائے کوہ ایک قلعہ فولادی بنا ہوا ہی [illegible] گردا گرد [illegible] ہوے ہین اور اس مین

برج میں ایک زنجیر طلائی تا پائین قلعہ آویزان ہے اور ہر برج پر زنگیان سیہ رو تیرہ دروں نفیریں ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑے ہیں اور گرد قلعہ کے ایک خندق خون کی بھری ہوئی ہے کہ خون تازہ اُسمیں جوش مار رہا ہے اسد جوان آتے آتے کنارے خندق کے پہونچا تھا کہ اُن زنگیوں نے جو برجیوں پر کھڑے ہوئے تھے نفیریں بجانا شروع کیں اور ایک غلغلہ برپا ہوا کہ طلسم کشا آیا اے ساکنان طلسم آگاہ ہو اور جلد خبردار ہو اور آنکا غل کی صدا زمین سے آسمان تک پہونچی تھی ہر طرف جنبش میں آگیا تھا اسد بن کرب غازی نے جو یہ کیفیت اور غل شور دیکھا خندق کے پاس سے دور ہٹ گیا کہ وہ غل اور شور اور آواز نفیروں کی موقوف ہو گئی اسد نے اپنے دل میں کہا کہ طلسم تو یہی ہے مگر دیکھیے یہ کیونکر فتح ہوتا ہے غرض شب کو یہ وہیں رہا جب صبح ہوئی اسنے وضو کیا نماز پڑھی سامنے قلعہ کے آکے دیکھنا شروع کیا چار طرف کی سیر کرنے لگا کہ سامنے سے ایک تتق گرد کا اٹھا جب نزدیک آئے وہ گرد چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے ضرغام اور پیچھے پیچھے اُسکے ابراہیم بن مالک و ہاشم بن جمہور وغیرہ اور تمام قزاق چلے آتے ہیں جب سب لوگ اسد کے پاس آئے سلام کیا اور ایک گرد پھیرا تصدق ہوا حال پوچھا اسد نے اپنی ساری حقیقت اور سب کیفیت بیان کی خیمہ استادہ کیا گیا اُسمیں اسد مع رفقا کے داخل ہوا خاصہ تیار ہوا اسد اور اُسکے رفقا نے کھانا کھایا اسد نے خاصہ تناول کرکے آرام کیا وقت معمول پر خواب سے بیدار ہوا اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ صاحبو میں یہاں حکم سے اپنے آقا و مولا امیر المومنین یعسوب الدین حیدر کرار غیر فرار قاتل انتر فاتح خیبر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے آیا اور جیسا اُنھوں نے ارشاد فرمایا تھا طلسم کو بھی پایا مگر حیران ہوں کہ آقا نے میرے مجھے طلسم کو تو بتایا لیکن اُسکے فتح کرنیکی تدبیر کچھ نہیں ارشاد فرمایا اب میں سوچتا ہوں کہ کسطرح اس طلسم کو فتح کروں کبھی اپنے اوپر نفریں کرتا ہوں کہ تو نے آن حضرت سے اسکے فتح کرنے کی تدبیر نہ پوچھی یہ کیا بیوقوفی و نادانی کی سب نے دست ادب جوڑ کے عرض کیا کہ پیر و مرشد جسنے طلسم فتح کیا ہے بغیر مدد غیبی نہیں فتح کیا ہے آپ بھی عبادت خانہ استادہ کیجیے اُسمیں بیٹھیے نماز پڑھیے دعا کیجیے اگر قسمت میں آپکی طلسم کشائی ہے تو فضل ایزدی شریک ہوگا طلسم کو فتح کر لیجیے گا اسد نے کہا صاحبو میں طلسم کشائی تو ضرور کرونگا کیونکہ میرے آقا و مولا نے مجھے خبر دی ہے اور کسی کی خبر کبھی ہوتی نہیں ہے کہ صدق و کذب پر محتمل ہو یہ ارشاد وصی مخبر صادق کا ہے اسمیں معاذ اللہ کیا شک و شبہ ہے القصہ اسد عبادت خانہ استادہ کرکے اُسمیں داخل ہوا اور بخشوع و خضوع نماز حاجت ادا کرکے منہ اپنا خاک پر ملا اور بہ رجوع قلب و نیت خالص گریہ و زاری کرکے بدرگاہ جناب باری دعا کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے چارہ ساز بیچارگان تیرے فضل و کرم سے امیدوار ہوں کہ میں تیری مدد سے طلسم کو فتح کروں اسد کو یہ دعا مانگتے مانگتے تین پہر رات گذر گئی تھی ایک ایسے غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی چشم ظاہری بند ہوگئی دیدۂ باطنی کھل گئے ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں جانوران خوش الحان ہر شاخ پہ بیٹھے ہوئے زمزمہ سنجی کر رہے ہیں اس بہار اور کیفیت کا کوئی باغ پردۂ دنیا پر نظر سے نہیں گذرا اسد نے جو یہ کیفیت اور نزہت اُس باغ بہشت آئین کی دیکھی یہ محو حیرت سکتے کی صورت ہو گیا دل میں سوچنے لگا کہ بار الٰہا میں بیدار ہوں یا عالم خواب میں سرشار ہوں میں نے ایسا باغ کبھی پردۂ دنیا پر نہیں دیکھا یہ کونسا باغ ہے کون اسکا مالک ہے پھر سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ ایک پیر روشن شکل نورانی چہرہ مانند آفتاب کے منور تاج شاہی سر پر رکھا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکارا کہ سلام علیک اے اسد بن کرب غازی نظر کردۂ شاہ حجازی اسد نے

جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا مین تو مدت العمر کبھی اس باغ مین نہین آیا اُسنے جواب دیا کہ ہان سچ ہی آپ کبھی اس باغ مین نہین آئے مگر پہلے آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ یہان آنے کا کیا سبب ہی اسد نے کہا کہ ای پیر روشن ضمیر مین حکم سے اپنے آقا و مولا شاہ ولایت شیر یزدان شاہ مردان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے یہان اسواسطے آیا ہون کہ طلسم فیروزۂ جمشیدی کو فتح کرون مگر حیران ہون کیا کرون اسواسطے کہ طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور میرے پاس لوح موجود نہین ہی نہ مجھکو معلوم ہی کہ لوح کہان ہی مین عنایت خدا سے بہرہ ور اسے مال و زر نہین رکھتا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ لوح طلسم ہاتھ آئے کہ یہ طلسم فتح ہو جائے اب آپ ارشاد فرمایئے کہ آپ کون بزرگ ہین اُس مرد پیر نے کہا ای اسد نوجوان نام میرا جمشید خورشید چہر ہی یہ طلسم میرا ہی بنایا ہوا ہی اسوقت مین فرستادہ شیر خدا وصی بلافصل مصطفی مظہر العجائب مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہون کہ آپ کو راہ و رسم طلسم سے آگاہ کرون اسد یہ مژدۂ روح افزا سنکے نہایت خوش ہوا اُس مرد پیر سے مصافحہ کیا ہاتھون کو بوسہ دیا استفسار حال طلسم کیا اور لوح طلسم کے ہاتھ آنے کی راہ پوچھی جمشید خورشید چہر نے کہا کہ صبح جو تم سو کے اُٹھو تو وہ جو قلعہ طلسمی ہی اور اُسکے گرد خندق کھدی ہوئی ہی اُس خندق کے کنارے پر جاؤ وہ خندق چالیس گز کی چوڑی ہی پس کنارے پر جا کے ایسی ایک جست کرو کہ خندق کے پار پہونچو اور جو خندق مین گر پڑے تو طعمۂ نہنگ ہو جاؤ گے جیسا ایک ہی جست مین تم اُس پار پہونچوگے تو دیکھوگے کہ خندق سے دروازۂ قلعہ تک ستائیس زینے ہین اُن زینون سے گذر کے جلد اپنے کو دروازۂ قلعہ پر پہونچانا اور اگر کہین ایکدم بھی ٹھہرے تو زینے سے ایک شعلہ آتش نکلیگا فوراً وہ تمہین جلا کے خاک سیاہ کر دیگا خبردار خبردار وہان نہ ٹھہرنا جب دروازۂ قلعہ پر پہونچنا تو دیکھنا کہ ایک تختہ سنگ مرمر کا سفید و شفاف چمکتا ہوا خاتم دار اُسمین نصب ہی اور اُس تختہ سنگ کے دونون طرف دو سونے کی اینٹین جڑی ہوئی ہین وہ اینٹین اسقدر چوڑی ہین کہ دونون پانون اُسپر بخوبی قائم ہو سکتے ہین پس تمہین لازم ہی کہ دونون پانون اپنے اُن دونون اینٹون پر قائم کرکے دونون حلقون مین ہاتھ ڈال کے زور کرو کہ وہ تختہ سنگ اُکھڑے مگر وہ تختہ سنگ پانچسو من کا ہی پانچسو آدمیون کی طاقت سے اُکھڑیگا ورنہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کریگا جب تم اُس تختہ سنگ کو اُکھیڑ لوگے تو ایک غل شور اُٹھیگا خبردار ڈرنا نہین اور ایک غبار پیدا ہوگا کہ اُس مین آگ کے شعلے نکلتے ہونگے جسوقت وہ غبار گرم نکل جائیگا تو مہرہ نقب کا نمودار ہوگا اُسمین بے خوف و خطر چلے جانا اسی زینے کے طی کرنے کے بعد ایک دروازہ سنگ مرمر کا دکھائی دیگا اُس دروازے مین قفل یاقوت احمر کا لگا ہوا ہو کنجی اُسکی طاق مین رکھی ہوئی ہوگی تم وہ کنجی اُٹھا کے قفل کھولکے اُسکے اندر جانا ای اسد تم ایک مکان وسیع مین پہونچوگے بیچ مین اُس مکان کے ایک تالاب ہی اور وسط تالاب مین سو گز کا بلند ایک میل فولادی ہی اُس میل پر ایک جانور سرخ رنگ بیٹھا ہوگا لوح مرصع نقرۂ مصقول کی اُسکے گلے مین پڑی ہوگی اور سینے پر اُس جانور سرخ کے ایک خال سفید ہوگا بس تمہین چاہیے کہ اُس خال سفید پر تیر مارو کہ وہ جانور تیر کھا کے کنارۂ تالاب آ کے گر پڑیگا تم لوح اُسکے گلے مین سے لے لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہی تمہاری آسانی ہی اسد چاہتا تھا کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ اسکی کھل گئی تمام عبادت خانے کو معطر پایا وضو کیا نماز پڑھی عبادت خانے باہر آیا سب رفیق دوڑ کے قدمبوس ہوئے اسد نوجوان نے سب کو گلے سے لگایا سبکا حال پوچھا اسد نے خواب اپنا سب سے بیان کیا اور کہا مین حسب ارشاد شہنشاہ مشرق و مغرب حضرت علی ابن ابیطالب غالب کل غالب علیہ السلام کے توکلت علی اللہ جاتا ہون یقین ہی کہ فتحیاب ہون اس طلسم فیروزۂ جمشیدی کو توڑون اور

جو کچھ کہے نہ آؤں وہین مر جاؤں تو میری تسلیم میرے پدر بزرگوار اور نور الدہر نامدار اور صاحبقران علی الدوام کو پہونچا دینا سب نے دعائین دینا شروع کین کہ ای شہریار باوقار حق تعالے آپ کو فتحیاب کرے اور زندہ و سلامت پھیرے اسد سب سے رخصت ہو مسلح و مکمل ہو کر شادان و خندان اسطرح چلا جیسے کوئی شیر نر شکار پر جاتا ہی آتے آتے کنارے پر خندق کے آیا عرض اس خندق کا جتنا عرض کر گیا ہون اُتنا ہی پایا جناب باری سے مدد طلب کر کے بسم اللہ کہکر جست کی خدا کے فضل و کرم سے اُسی جست مین خندق کے پار پہونچا شور غلغل برپا ہوا وہ جو زنگی برجون پر نفیرین لیے کھڑے ہوے تھے سب کے سب نفیرین بجانے لگے گرد و ار کی آواز بلند ہوئی اسد نے کسی طرف مطلق خیال بھی نہ کیا دوڑ کے اُن بتیسون زینون سے جلد جلد گذر کے سنگ مرمر پاس اپنے کو پہونچا دیا اور جسطرح جمشید خورشید چہر بانی طلسم نے اسکو تعلیم کر دیا تھا دونون طلائی اینٹون پر کھڑے ہو کے پیٹھ قلعے کیطرف کر کے دونون قلابون مین ہاتھ ڈالکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ اُس تختۂ سنگ کو اُکھیڑ کے پھینک دیا بمجرد اُس تختۂ سنگ کے اُکھڑنے کے غلغلۂ محشر انگیز اور شور وحشت خیز برپا ہوا زلزلۂ شدید آیا کہ ایک زمانہ گردش مین آ گیا اسد نے دونون قلابے جو اُس پتھر مین تھے اُنھین اُکھیڑ کے اپنے پاس رکھ لیا اور مہرہ نقب کا جو نمودار ہوا تھا اُسمین سے ہو کر دروازے تک قلعے کے پہونچا بسم اللہ کہکے قفل کھولکے اندر گیا دیکھا کہ وسط مین اُس مکان وسیع کے ایک بہت بڑا تالاب ہی اور بیچ مین اُس تالاب کے ایک میل فولادی نصب ہی اور اُسپر ایک جانور سرخ رنگ بیٹھا ہوا ہی لوح مرصع نقرۂ مصقول کی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی اور سینے پر اُس طائر سرخ کے ایک خال سفید نمایان ہی اسد نے تیر چلّے کمان مین جوڑ کے اُس خال کو تاک کے مارا الفضل خدا وہ تیر نشانے کے پار ہوا طائر زمین پر گر پڑا شہزادے نے دوڑ کے لوح اُسکے گلے مین سے اُتار کے پڑھی اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای طلسم کشا اس اسم کو پڑھ کے تالاب پر دم کر کہ پانی اسکا خشک ہو جائیگا تو تالاب کے اندر جا کے میل کو اُکھیڑ ایک کنوان دکھائی دیگا اُسمین تو کود پڑنا اور جہان پہونچنا اور جو عجائبات دیکھنا بغیر لوح کے کچھ کام نہ کرنا اسد نوجوان موافق حکم لوح کے اُس چاہ مین کود پڑا اب جو پانو زمین سے آشنا ہوے ایک صحراے ہولناک نظر آیا اس صحرا مین جو پہونچا دیکھا ابر تیرہ و تار گھرا ہوا ہی تند ہواے تند و تیز چل رہی ہی چارطرف تاریکی چھائی ہوئی ہی زمین متزلزل ہی شیر چیتے ہر جانب پھر رہے ہین زمین سے شعلہاے آتشین بلند ہین گرمی کا یہ عالم ہی کہ بدن سے چنگاریان اُٹھ رہی ہین پسینا بہ رہا ہی پیاس سے زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین تالو سے چپٹی جاتی ہی دل سے شعلے اُٹھ رہے ہین اسد اُس گرمی کی تاب نہ لایا آخرکار بیہوش ہو گیا رفقاے اسد جو طلسم کے باہر کھڑے ہوے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا آندھی سیاہ چلنے لگی قلعہ ہلنے لگا آپس مین کہا اس آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان آقا ہمارا مارا گیا یا یہ طلسم شکست ہوا ہر ایک برہنہ سر ہو کر دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای چارہ ساز بیچارگان ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی اسد بن کرب غازی کو صحیح و سالم دکھا تو ای جامع المتفرقین پھر اُسے ہمسے زندہ ملا ہو مگر یہان بعد تھوڑی دیر کے اسد جو ہوش مین آیا ایک سمت کو چل نکلا ابھی تھوڑی دور وہان سے آیا تھا کہ دور سے ایک چمک مانند آفتاب درخشان کے زمین پر معلوم ہوئی یہ متعجب ہوا پروردگارا یہ کیا چیز چمکتی ہی جب قریب آیا دیکھا کہ ایک بڑا سا حوض ہی سیماب جوش مار رہا ہی اور اُس حوض پر ایک بہت بڑی چرخی لگی ہوئی ہی کہ وہ خود بخود پھر رہی ہی اور اُسمین سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آ رہی ہی اور ایک طرف اُس حوض کے کنارے پر ایک گرز گیارہ سو من کا رکھا ہوا ہی اسد نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تو نسل حمزہ سے ہی تو اس گرز کو اُٹھا کے اُس

چرخ پر مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے اور جو گرز تجھسے نہ اٹھا تو اس حوض مین سے ایک شعلۂ آتش نکلکے تجھپر گریگا اور تیری کیا حقیقت ہی اگر تجھ جیسے ہزار ہا ہونگے تو وہ شعلۂ آتش جلا کے خاک سیاہ کر دیگا اور پھر تیرے ہی سبب قلعہ مین شعلۂ آتش اٹھکے بارہ بارہ فرسخ تک جنس حیوان و انسان و وحوش و طیور و جمادات دنیا تا ث کو جلا کے خاک سیاہ کر دیگی اور جو تونے گرز اٹھا کے چرخ پر مارا اور وہ ٹوٹ کے گر پڑا تو پھر گرز اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیو مع گرز اس حوض مین کود پڑنا اسد نے یہ سب کیفیت لوح سے دریافت کرکے جبین نیاز کو بدرگاہ کریم کارساز رکھا اور عرض کیا کہ ای خالق ہر دوسرا ای قادر و توانا تو ہی اپنے بندے کو قوت دینے والا ہی تیری مدد کی قوت و امید پر گرز اٹھاتا ہون یہ دعا کرکے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اس گرز کوہ سر پر ہاتھ ڈالا اور بسہولی اسے اسطرح اٹھا لیا جیسے کوئی شخص کسی پھول کو ایک چٹکی کے اشارے سے اٹھا لیتا ہی سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری ادا کیا کہ ای کس بیکسان و ای قوت دہندۂ ناتوانان تو چاہے تو مور ضعیف کو سلیمان کی قوت عطا کرے یہ تیرا ہی کام ہی سوا تیرے اور کسی کی کیا مجال و قدرت جو یہ قوت عطا کر سکے اور وہ گرز اٹھا کے اس چرخ ہمسر چرخ گردون پر مارا کہ وہ ٹوٹ کے گر پڑا اسکے ساتھ ہی اسد بھی حوض مین بجستی تمام کود پڑا مگر یہ حال ہی کہ آنکھین دونون اسکی بند ہین بیہوش و مدہوش و خود فراموش ہی آواز غول اور شیر اور چیتے اور ہاتھی گھوڑے اور نہنگ اور اژدہون کے بولنے کی کان مین چلی آتی ہی ایک شور وحشت خیز اور غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہی بیرون طلسم تمام رفقاے اسد یہ ہیبتناک آواز سنکے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای حافظ حقیقی و ای مالک تحقیقی تو ہی ہمارے آقا کی جان کو ان بلاؤن سے بچائیگا اور پھر ہمسے اُسے زندہ ملائیگا یہان سنیے کہ جب اسد کی وہ کیفیت برطرف ہوئی اور اسے ہوش آیا اسنے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ مین نقب کے اندر چلا جاتا ہون اور گرز ہاتھ مین ہی نہ وہ حوض سیماب ہی نہ وہ چاہ ہی دل مین کہا کہ سحر کے یہی کارخانے ہوتے ہین غرض یہ اس نقب سے باہر آیا اب ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ چہار دیواری اسکی گنگا جمنی تھی اور زمین اس باغ کی پیتل کے رنگ کی تھی درخت چاندی کے تھے پھل انکے زرین تھے پھول طلاے احمر کھلے ہوے تھے ہرطرف نہرین سلسبیلین بیشمار جاری تھے یہ اس باغ عجیب و غریب مین گیا سب طرف کی سیر کرنے لگا ہر جانب صداے مرغان خوش الحان و بلبل ہزار داستان کی چلی آتی ہی کبک و دراج و طاؤس روشون پر پھر رہے ہین اسکے دل فرحت تازہ اور سرور بیاندازہ حاصل ہی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ ایک عمارت عالیشان دکھائی دی جب پاس اسکے پہونچا تو دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ ذیجاہ بیٹھا ہوا ہی اور گرد تخت کے چار سو بت طلائی رکھے ہوے ہین اور چار سو آدمی کہ ہر ایک کا قد پچاس گز کا گرز گاو سر مانند کوہ البرز کے ہاتھون مین لیے ہوے تاج مرصع سرون پر رکھے ہوے حلقہ باندھے ہوے ہاتھون مین ہاتھ پکڑے ہوے ناچ رہے ہین اور استادان نادر فن چنگ عود و بربط و رباب بجا رہے ہین اسد نے غور سے جو اس تخت نشین کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تخت نشین جمشید خورشید چہر ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا لکار کے کہا سلام علیک ای جمشید خورشید چہر کوئی نہ بولا کسی نے جواب سلام نہ دیا پھر اسنے نزدیک آکے سلام کیا پھر اسنے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ اسد نے غصہ مین آکے کہا کہ خدا جنے کیا تم بہرے ہو کہ جواب سلام نہین دیتے ہو اور بادشاہ کو تو غرور ہی جو جواب سلام سے معذور ہی پھر بھی کچھ صدا نہ آئی ناچار ہوکے اسد بارہ دری کے اندر گیا اور وہان جاکے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شخص تو کیا گونگا ہی یا بہرا ہی جو میرے سلام کا جواب نہین دیتا اب جو اسد نے دیکھا تو وہ بادشاہ پتھر کا بنا ہوا ہی اور یہ جتنے اہل صحبت بھی پتھر کے ہین اسنے اپنے دل مین کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ پتھر کے پتلے ہین یہ کیا خاک جواب دینگے

مگر کیا خوب صنعت آراستہ کی ہی کیا اچھی تصویرین بنائی ہین یہ دیکھکے اب اُس بارہ دری سے باہر آیا کہ آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ نقل صحبت بادشاہ مین آیا اگر تو لاکھو جانین یہان لایا ہوگا تو ایک صحیح و سلامت لیکے نہ جائیگا اسد نے اُس آواز کیطرف خیال کیا دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خونخوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے چیخ مارتا ہوا چلا آتا ہی اسد کو اُسکی صورت ہیبتناک سے خوف معلوم ہوا لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز شکنندۂ طلسم اگر تو ایسی جگہ پہونچے کہ زنگی مہیب صورت تجھپر حملہ آور ہو تو حملہ اُسکا رد کرکے وہی گرز کہ وہ سر چوبیسے پاس ہی اُس زنگی پر مار اسد نے لوح تو بغل مین رکھی اور اُس زنگی سے مقابل ہوا زنگی نے اسپر دوڑکے اپنا حربہ کیا اسنے اُسکے حربے کو رد کرکے ایک گرز جو اُسکے سر پر مارا تو وہ زنگی پیوند زمین ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من زنگبار جادو بود پھر اسنے چاہا کہ وہان سے آگے بڑھے یکایک اُسکے بائین طرف سے آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ زنگبار جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اسد نے جو پھرکے دیکھا ایک شخص کو دیکھا کہ مُنھ اُسکا اژدہے کا قد دیو کا سر پر دو سینگ گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی اسد حیران ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ہی جلدی سے لوح کو دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر تجھے شخص اژدہا صورت نظر آسکے تو ذرا دل مین خوف نہ کرنا اور حملہ اُسکا رد کرکے کشتی مین اسے زیر کرنا اور بجلدی تمام خنجر سے سینہ اُسکا چاک کرکے دونون شاخین اُسکی اُکھیڑ لینا ایک شاخ سے خنجر فیروزہ نگار نکلیگا اور دوسری شاخ مین سے نصیحت نامہ بس تم اُس نصیحت نامے پر عمل کیجیو اور وہ خنجر کمر مین رکھ لیجیو اسد نے اُس تحریر لوح پر عمل کیا کہ جب وہ اژدہا صورت حملہ آور ہوا اسنے اُسکے حملہ کو رد کرکے اُس سے لپٹ گیا اور کشتی لڑنے لگا بعد چار گھڑی کے اسد نے اُسے پشت بزمین کیا اور جھٹ پٹ کمر سے خنجر نکال کے سینہ اُسکا چاک کیا بعد اُسکے دونون سینگ اُسکے پکڑ کے جو زور کیا تو وہ کاسۂ سر سے باہر آگئے ایک مین سے خنجر فیروزہ نگار نکال کے اپنی کمر سے باندھا اور دوسرے سینگ مین سے نصیحت نامہ نکالکر پڑھنے لگا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز اگر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک تیرا عمل ہو جاے اور بادشاہ ہفت اقلیم مطیع و تابع فرمان تیرے ہون تجھے چاہیے کہ عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور منصوبہ نعمت رکھتا ہی وہ اُسکے حال سے غافل نہ رہ داد و دہش کر ابیات فریدون فرخ فرشتہ نبود ز مشک و عنبر سرشتہ نبود بداد و دہش یافت این نیکوئی تو داد و دہش کن فریدون توئی اس نصیحت نامے کو دیکھکے اسد خوب رویا پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ جس جگہ لاش اُس بلا کی اژدہا صورت دو شاخ کی پڑی ہی اُس مقام کو کھود مہرہ نقب کا پیدا ہوگا اُسمین چلا جا ایک دروازے پر پہونچیگا کہ اُسمین قفل دیا ہوا ہی اُسکو توڑکے دروازہ کھولکر اندر جا ایک چار دیواری لوہے کی زمین آہنی پر دیکھیگا درمیان مین اُسکے ایک حوض ہی کہ اُسمین بجاے آب آگ جوش مار رہی ہی اُسکی گرمی سے زمین اور دیوارین مانند انگارے کے سرخ ہو رہی ہین اور حوض پر دو ستون کھڑے ہوے ہین اُنپر ایک چرخ گردش مین ہی تو اُس چرخ کے پاس جاکے ایک گرز مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے لیں ای طلسم کشا طلسم تو نے فتح کیا اسد بموجب حکم لوح کے اُسی طریقہ سے اُس چار دیوار آہنی مین گیا دیکھا کہ سو زنجیرین ڈیڑھ ڈیڑھ سو گز کی لمبی اُس چرخ پر نصب ہین اور اُس حوض سے شرارہ ہاے آتشین بلند ہین اور چرخ کی گردش مین اُن زنجیرون سے عجیب و غریب صدائین نکلتی ہین اسد نے چاہا کہ حوض کے پاس جاے مگر گرمی کی شدت سے ہوا اُونہ پڑا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد حوض تک جاتے جاتے تو جل جائیگا ڈرکے پیچھے ہٹا اور خدا کو یاد کیا پھر لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر حرارت آتش سے

اس حوض تک تو نہ جاسکے تو ایک کام کر کہ وہ دونوں قلابے جو تونے تختۂ سنگ مرمر سے لیکر اپنے پاس رکھے ہیں وہ
اسی کام کے ہیں کہ حرارت آتش کو مٹائینگے تو ان قلابوں کو نکالکر ایک کو زمین پر ڈال دے اور دوسرا حوض میں پھینک دے
اور ساتھ ہی اُسکے تو حوض پر چلا جا کہ پھر گرمی تجھے نہ معلوم ہوگی زمین مانند یخ کے ٹھنڈی ہو جائیگی اسد نے خدا کو
یہ بزرگی یاد کیا اور دونوں قلابے کمر سے نکالے ایک زمین پر پھینکا کہ ساتھ ہی اُسکے ایک غل ہوا کہ ارے دوڑو اس
مفسد کو پکڑو کہ یہ طلسم کو خاک سیاہ کیے دیتا ہے اسد شیردل مطلق اس آواز سے خائف نہوا دوسرا قلابہ حوض میں
ڈالا ایک شور قیامت خیز اُٹھا کہ ارے تم سب مارے گئے قیامت آگئی طلسم کشا کا کچھ نہ کرسکے اسد جلد قدم بڑھا کے
چلا اب زمین بالکل سرد ہوگئی تھی گرمی آگ کی مطلق نہ محسوس ہوتی تھی لب کنارے حوض کے جا کے ایک پاؤں آگے بڑھا کے
جو گرز اُٹھا کے اس چرخ پر مارا وہ اُلٹ کے گر پڑا صداے مہیب پیدا ہوئی آندھی چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور بارش
سنگ ہونے لگی پہر بھر تک وہ حشر بپا رہا بعد اُسکے وہ آندھی کچھ کم ہوئی بارش سنگ موقوف ہوئی تاریکی برطرف ہوئی
روشنی ہوئی اب اسد نے دیکھا کہ اس باغ میں کھڑا ہوا ہے جہاں جمشید خورشید چہر بیٹھا ہوا تھا مگر اب فقط تخت
خالی پڑا ہوا ہے سنگی تصویر جمشید کی تخت پر نہیں ہے اور وہ چار سو بت جو رقاصی کر رہے تھے وہ جانور بنے ہوے صدا
مبارکباد دے رہے ہیں اور وہ ساز بجانے والے کہ سینوں پر اُنکے ساز جڑے ہوے تھے زمین پر پڑے ہوے ہیں
اور وہ ساز غائب ہیں اور پیچھے اس تخت کے ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکے پاس آیا چاہا کہ قفل صندوق کا کھولے
دیکھے کہ اسمیں کیا ہے کہ ایک آواز اسکے کان میں آئی کہ ای بہادر خبردار صندوق کو نہ کھولنا نہیں تو بہت پچتائیگا اسد
یہ آواز سنکے خاموش کھڑا ہو رہا اپنے دل میں سوچا کہ خدا جانے کیا بلا اسمیں ہے اور نہیں معلوم یہ آواز کسکی ہے سامنے
آئے تو حال اُس سے پوچھا جاے پکار کر اے شخص تو کہاں ہے اور کون ہے سامنے آ حال صندوق کا بیان کر کہ اسمیں
کیا بلا ہے آواز آئی کہ اچھا آتا ہوں بعد اسکے اسنے دیکھا کہ ایک دیو دراز قد سر اسکا مانند برج حصار کے دونوں ہاتھ
مانند شاخہاے چنار کے صورت نہایت بدہیئت عجیب و غریب تلوار کمر میں گرز ہاتھ میں لیے ہوے چلا آتا ہے اسد
اسکو بھی دیکھ کے ذرا نہ ڈرا یہ بھی اُسکی طرف بڑھا اُسنے کہا کہ او آدم زاد سیاہ سر زندان سفید تو تمام طلسم کو تباہ و
برباد کر کے یہاں تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جائیگا دیکھ تو اپنی اس چالاکی اور تیز دستی کی اب کیسی
سزا پائیگا یہ کہکے اُسنے ایک گرز اسد پر مارا اسد نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا مگر تا بند زانو غرق ہو گیا لیکن دونوں
ہاتھ جسطرح ستون گرز تھمے تھے اُنمیں خلل نہ واقع ہوا عالم بیہوشی طاری تھا جب ہوش آیا تیغ گرد سے باہر نکلا اُس
دیو نے دوسرا گرز نہایت غیظ و غضب میں آ کے مارا اسد نے خالی دیا اور دوڑ کے اُسکے ہاتھ سے لپٹ گیا گرز چھین لیا
اور گردن میں اُسکی ہاتھ ڈالدیا دیو بھی اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چار گھڑی کامل کی کشتی میں اسد نے اُٹھا کے
چڑھا کے دیو کو دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح کرے
وہ دیو پکارا کہ ای بہادر مجھکو کیوں قتل کرتا ہے جو تیرا جی چاہے مجھسے پوچھ اور جو تو کہیگا میں بسر و چشم قبول کرونگا
کبھی مجھکو تیری فرمانبرداری سے انکار نہوگا احوال صندوق کا بھی بتا دونگا اور تمام مال و اسباب خزانہ اور زر و جواہر جو جنت
طلسمی کا پتا دونگا اور میں جو آپ سے لڑا تو فقط آزمائش کے واسطے لڑا تھا کہ آپکی طاقت و قوت دیکھوں جو دانا
شکنندہ طلسم میں ہونا چاہیے وہ آپ میں ہے یا نہیں اب معلوم ہوا کہ بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہیں
میں آپکا غلام حلقہ بگوش اور بندۂ بے دام و درم ہوں چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے لیکن اگر مار ڈالیے گا تو
بہت پشیمان ہو جیے گا اسد اُس سے یہ کلمات سنکر نہایت حیران ہوا کہ اسے قتل کروں یا چھوڑ دوں غرض یہ سوچ

لوح طلسمی کو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ای فاتح طلسم جو تو اطراق بن طارق کو زیر کرے خبردار و زنہار اسے
قتل نہ کرنا اور اگر مار ڈالیگا تو بہت پچھتائیگا اُس سے کسی طرح اپنے دل مین نہ ڈر جو کچھ وہ کہے اُسکے کہنے پر عمل کر اسکے
لوح کو تو بغل مین رکھ لیا اور اُس سے استفسار نام کیا اُسنے کہا کہ نام میرا اطراق بن طارق ہے اسد اُسکے
سینے پر سے اتر پڑا اور کہا ای اطراق بن طارق تو میرا بھائی ہی مگر دین اسلام قبول کر اُسنے اُٹھکے اسد کے قدمونکو
بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ طریقہ دین اسلام کا ارشاد فرمائیے مجھے زمرۂ خدا پرستان مین لائیے
اسد نے اُسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہوا اسد نے اُس سے پوچھا کہ ای اطراق اب طلسم
کچھ باقی ہی یا بالکل فتح ہو چکا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ سب طلسم آپ نے فتح کر لیا اب کچھ باقی نہین ہی دیکھیے
وہ سامنے قلعۂ طلسمی معلوم ہوتا ہی اسد نے کہا ای برادر مجھکو میرے لشکر مین لیچل کہ سب رفیق میرے میرے واسطے بہت
پریشان ہونگے اُسنے عرض کیا بسم اللہ تشریف لیچلیے آئیے میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے اسد شیردل دیو اطراق کے
کاندھے پر سوار ہو لیا وہ لیکے روانہ ہوا یہان تمام رفقاے اسد سامنے قلعے کے بیٹھے ہوے اپنے آقا کے فتحیاب
ہونے کی دعا مانگا کرتے ہین اُس روز اُنھون نے دیکھا کہ ایک دود تاریک قلعہ مین سے اُٹھا کہ تمام کوہ و دشت مین تاریکی
چھا گئی بالکل اندھیرا ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا ایک پہر تک وہ آثار قیامت ظاہر رہے کہ سب کو یقین مرگ ہو گیا تھا
ہاتھ زندگی سے دھو چکے تھے بعد پہر بھر کے وہ زلزلہ موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی روشنی پھیلی وہ صورتین جو برجون
قلعے کے شیر اور چیتے اور نہنگ اور اژدہے وغیرہ کی معلوم ہوتی تھین وہ برطرف ہو گئین ان سب کی جان مین جان آئی
حواس ٹھکانے ہوے نہایت خوش ہو کے سب نے کہا کہ اب ہمارے آقاے ولینعمت نے طلسم فتح کیا پھر دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اب ہمارے آقا اور خداوند کو ہمین دکھا دے ہنوز دعا تمام
ہونے پائی تھی کہ آسمان کیطرف بروے ہوا چہرۂ نورانی اسد غازی کا چمکا دیکھا کہ دیو کے کاندھے پر سوار چلا آتا ہی
دیو اطراق نے اسد کو وہان پہونچکر اپنے کاندھے پر سے اُتارا سب رفقاے اسد قدمبوسی کو دوڑے شرف
ملازمت حاصل کرنے لگے اسد شیردل نے ہر ایک کو گلے سے لگایا سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے خیمے مین آیا ذکگل تخت
پر بیٹھا گرد و اطراف مین رفقاے جان نثار جمع ہوے احوال طلسم کا پوچھا شہزادۂ اسد نے تمام و کمال حال بیان
کیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیا دیو اطراق ہاتھ باندھے کھڑا تھا اسد نے فرمایا کہ ای اطراق تم جا کے اب مال و اسباب
زر و جواہر خزانہ طلسمی کا لاؤ اُسنے عرض کیا بہت خوب جاتا ہون اور جو کچھ مال و خزانہ موجود ہی سب لیے آتا ہون
یہ کہکے رخصت ہو کے روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین زر و جواہر لیے ہوے آیا پھر گیا پھر آیا غرض اسقدر زر و جواہر تھا
کہ کئی روز تک متواتر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک لایا کیا اور اُس شہریار با اقتدار کی نظر سے گذرانا کیا
بعد اُسکے چار سو مرغ سرخ رنگ پکڑ کے سامنے اسد کے لایا اسد نے کہا کہ ای دیو اطراق ان مرغون کو کیون لایا
ہی انکو چھوڑ دے دیو اطراق نے عرض کیا ای شہریار در اصل یہ جانور نہین ہین بلکہ ہر مرغ ایک خروار زر سرخ
ہی اسد نے کہا کہ یہ جانور کیونکر زر سرخ ہو جائینگے اطراق نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ جسوقت
جس مرغ کے سینے پر تیر ماریگا اور وہ تیر اُسکی پشت کو توڑ کے پار گذر جائیگا وہ مرغ زمین پر گر کے مرغ زرین
ہو جائیگا یعنے سونے کا ٹکڑا ہو جائیگا اسد یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ہر ایک مرغ پر تیر مارنا شروع کیا واقعی جس مرغ
پر تیر پڑا اور اُسکی پشت سے گذر گیا وہ گر کے زمین پر تڑپا اور اُسی وقت طلاے احمر بنگیا اسد صبح سے شام تک
تیراندازی اور یہ طلاسازی کیا کیا جتنے مرغ سرخ رنگ تھے سب ہدف تیر ہوے کئی من طلاے احمر جمع ہوا

جب اسد کو ان طائران مصنوعی یعنے مرغان طلائی کے شکار سے فراغت حاصل ہوئی دیو اطراق بن طارق نے وہ چار سو بت طلائی لاکے خدمت شاہزادۂ اسد نوجوان میں حاضر کیے کہ سینوں پر اُنکے قفل دیے ہوے تھے جب اُن قفلوں کو کھولا دیکھا تمام جسم اُنکا مجوف ہی اور بجاے استخوان و اعصاب زر و جواہر اُنکے جسموں میں بھرا ہوا ہی شہزادۂ اسد نوجوان یہ مال و اسباب زر و جواہر دیکھکے نہایت شاد و مسرور ہوا پھر تھوڑی دیر میں دیو اطراق جو آیا تو اب چالیس ہی صندوق شتروں پر بار کیے ہوے لایا اسد شیر دل نے پوچھا ای دیو اطراق اسمین کیا چیز ہی دیو اطراق نے عرض کیا حضور انکے قفلوں کو کھولیں ملاحظہ فرمائیں کہ اسمین کیا شی ہی اسد نے اُن صندوقوں کو کھولنا شروع کیا اُسمین سے چالیس ہزار جوانوں کا اسباب فیروزی اور چالیس ہزار اسلحہ برآمد ہوے اور اُنھیں میں سے تیغ فیروزۂ جمشیدی بھی نکلا اور بارگاہ فیروزہ نگار اور چار سو جوڑی نقاروں کی نکلی پھر اسد نے دیو اطراق سے حال اُس صندوق کا پوچھا جو تخت جمشید خورشید چہر کے عقب میں رکھا ہوا تھا دیو اطراق نے وہ صندوق بھی لاکے حاضر کیا اور گذارش کیا کہ ای شہریار عالیوقار اگر کوئی غافل اس صندوق کو کھولتا تو معاً ایک دھوان اسمین سے نکلتا کہ اُسکی آنکھوں میں تاریکی چھا جاتی سوجھنا موقوف ہو جاتا پھر ہر چند وہ علاج اور تدارک اسکا کرتا مگر کوئی علاج کارگر نہوتا اور عالم میں کوئی اسکا تدارک نہ کر سکتا مگر اس صندوق میں ایک تحفۂ نادر و عجیب ہی کہ جہان بھر میں کسی کو بھی وہ تحفہ نصیب نہیں ہی اسد نے پوچھا کہ بھئی جلد بیان کر وہ کیا تحفہ عجیب و غریب ہی کہ جہان میں کسی کو بھی نصیب نہیں ہی دیو اطراق نے التماس کیا کہ حضور وہ تحفہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی بیان نہیں ہو سکتا اسد نوجوان نے پوچھا کہ بھلا اس تحفے کو ہم کیونکر دیکھیں دیو اطراق نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرماتے ہیں آپ کو وہ تحفہ دکھاتا ہوں یہ کہکے اُس صندوق کو صحبت سے الگ دور لیجاکے رکھا اور اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار اب آپ اسپر ایک تیر چلاے کمان میں جوڑکے نشانہ تاک کے اس زور سے لگائیے کہ صندوق کو توڑکے پار نکل جاے اسد نے موافق دیو اطراق کے کہنے کے ایک تیر چلۂ کمان میں جوڑکے گوشۂ کمان تا بناگوش لاکے نشانہ خوب تاک کر جو مارا تو وہ تیر صندوق کو توڑکے پار نکل گیا بس ایک دود سیاہ رنگ اُسمین سے نکلکر سوے آسمان گیا دیو اطراق نے اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی دھوان تھا جسکو میں نے عرض کیا تھا یہ جسکی آنکھوں میں لگتا اُسے طرفۃ العین میں اندھا کر دیتا جب وہ دھوان صندوق میں سے نکل گیا دیو اطراق نے اُسے کھولا اور اُسمین سے ایک ڈبا نکالکے شہزادۂ اسد کو دیا وہ ڈبا بلور کا تھا اُسپر جمشید خورشید چہر کی مہر کی ہوئی تھی اسد شیر دل نے مہر اُسکی توڑکے ڈبا کھولا اُسکے اندر سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکلا اُسے جو کھولا تو تصویر جمشید خورشید چہر کی نکلی کہ مانند آفتاب کے چمک رہی تھی ہیبت و جلال اور رفعت و اقبال اس تصویر پر تنویر کے چہرے سے ایسا ساطع و لامع تھا کہ دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں مصور رشک بہزاد و مانی کی صناعی کو اسد دیکھ کے نہایت شاد ہوا اور ابراہیم کو وہ تصویر جمشید خورشید چہر کی سپرد کی اور فرمایا کہ ای ابراہیم اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ میں یہ تحفہ صاحبقران گیتی ستان کو دونگا ابراہیم نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں اسکو اپنی جان کے برابر رکھونگا بعد اسکے اسد نے اپنی فوج کو شمار کیا تو بارہ ہزار قزاق اسکے تھے اور اسد نے پھر اپنے دل میں لشکر کرب غازی کو شمار کیا تو اُسمیں بارہ ہزار آدمی نکلے اسنے سولہ ہزار آدمی اور رکھے اب سب چالیس ہزار آدمی ہوے اُن سبکو وہ اسباب فیروزی تقسیم کیا چالیس ہزار فیروزہ پوش اسکے ہمراہ ہوے ان سبکو چالیس ہزار پہننے کو

تنخواہ تقسیم کر دی جتنے اہل لشکر تھے از کہ تا مہ سب کو اسنے مالا مال کر دیا سب دعائیں دینے لگے کہ الٰہی روز بروز ماہ وسال ترقی جاہ وجلال ازدیاد ملک شہزادۂ بلند اقبال ہو دشمن پامال ہو بعد اسکے اسد شیر دل نے لوح طلسم دیو اطراق کو دی اور فرمایا کہ ای اطراق اب ہمنے اپنی طرف سے فرمانروا اس قلعۂ طلسمی کا تجھکو کیا اور خلعت بیش بہا اسکو دیا اور جتنا خزانہ اور جواہر طلسمی تھا سب اُسی کے سپرد کیا کہ تم اسے یہین رہنے دو ہم جب چاہینگے تم سے منگا لینگے دیو اطراق نے سلام کیا نذر دی بعد اسکے شاہزادۂ اسد شیر دل چالیس ہزار جوانون سے اپنے رفیقون سمیت کوچ کر کے ملک زرائل کو روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پہاڑ کیطرف سے ایک تتق گرد وغبار کا اُٹھا اسد نے ہرکارون سے فرمایا کہ ذرا جاکے خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اٹھی ہے ناگاہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا نمودار ہے انہی دنوں ہرکارون نے جو خبر کے واسطے گئے تھے حاضر ہوکے عرض کیا کہ ای شہریار فلک وقار غفر ماسپ بن ظہر ماسپ کہ بیٹی سے برجیس اختر شمار کی پیدا ہوا ہے آتا ہے اور اسکا یہ سب لشکر ہے اور برجیس وزیر تھا خورشید جمشید اختمی کا اسد نے جواب دیا خیر آنے دو اودھر غفر ماسپ نے جو لشکر اسد کو جاتے ہوے دیکھا اپنے ہرکارون سے کہا کہ جلد جاکے خبر لاؤ یہ کسکا لشکر جا رہا ہے کونسا بادشاہ یہان آیا ہوا تھا ہرکارے بموجب حکم اپنے مالک اور آقا غفر ماسپ کے دریافت حال کے واسطے روانہ ہوے یہان سے واپس جاکے بیان کیا کہ حضور شاہزادۂ اسد شیر دل طلسم فیروزۂ جمشیدی کو فتح کیے ہوے اور تمام مال واسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے ایرج پر جاتا ہے غفر ماسپ کو جو یہ معلوم ہوا کہ اسد دیوانہ طلسم فیروزۂ جمشیدی کو فتح کیے ہوے تمام مال واسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے مع چالیس ہزار جوانون اور اپنے رفیقون کے ملک زرائل مین ایرج نوجوان پر جاتا ہے یہ اپنے دل مین سوچا کہ بس یہی موقع خوب ہے اسے اسی مقام پر ٹوک لیجیے یہان سے آگے نہ بڑھنے دیجیے یہین روک لیجیے اسنے اپنے سردارون کو حکم دیا کہ اب آگے نہ بڑھو اسد دیوانہ یہان موجود ہے اسے آگے جانے کی مہلت نہ دو یہین اسکا فیصلہ کرو سردارون نے بھی ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور ہان یہ خوب موقع ہے اس دیوانے کو اسی صحرا مین اسیر زنجیر کرنا چاہیے غرض غفر ماسپ بن ظہر ماسپ کا سب لشکر اور فوج اُسی مقام پر اتر پڑی خیمے ڈیرے چھولداریان اسکین راؤٹیان بیچ بیچ مین استادہ ہوے سردار اپنے اپنے گھوڑون سے اُتر کے اپنے اپنے خیمے ڈیرے وغیرہ مین آئے غفر ماسپ کے واسطے بھی جو ایک خیمہ عالیشان ایستادہ ہوا تھا وہ بھی اپنے مرکب سے اُتر کے اس خیمہ مین داخل ہوا ادھر اسد شیر دل نے جو دیکھا کہ غفر ماسپ بھی بارادۂ جنگ یہان مقیم ہوا ہے اسنے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ آج یہین قیام کرو اب آگے نہ جاؤ غفر ماسپ بارادۂ جنگ یہان ٹھہر گیا ہے تم بھی آج یہین رہو شب بھر تو بسر کرو کل جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اگر فی الحقیقت غفر ماسپ مجھسے لڑنے کے واسطے قائم ہوا ہے تو بسم اللہ ہمین کو یہین میدان اور اگر اُسے لڑنا منظور نہین بلکہ اپنے اور کسی سبب سے قیام پذیر ہوا ہے تو ہمین اس سے کوئی تعرض نہین ہے ہم شب بھر یہان رہینگے اور صبح کو روانہ ہو جائینگے یہ حکم شاہزادۂ اسد نوجوان سے سنکے اسکے رفیق اور سردار بھی وہان اُتر پڑے بارگاہ فیروزہ اسد شیر دل کے واسطے استادہ ہوئی اور خیمے ڈیرے بیچ بیچ چھولداریان اسکین راوٹیان اور چھوٹے چھوٹے آٹھ آٹھ جو اسکے رفیقون اور سردارون اور لشکریون کے لیے استادہ ہوے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ مین آنے سے رونق افروز ہوا رفیق گرد واطراف مین جمع ہوے باتین ہونے لگین سردار غیر سردار اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین گئے اب رات کا وقت ہے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ فیر

بیٹھا ہوا ہے سب رفیق اسکے حاضر ہین باتین ہو رہی ہین لیکایک آواز نقارے کے بجنے کی کان مین آئی اسد نے کہا
یہ کیسا نقارے کی آواز کیسی آئی ہے کسی کو بھیجو ذرا جاکے خبر تو لاوے ہرکارون کو طلب کرکے انسے کہا کہ دیکھو نقارے
کی آواز آتی ہے ذرا جاکے دریافت تو کرو کہ یہ نقارے کی آواز کیسی ہے ہرکارے حکم پاتے ہی دریافت خبر کے واسطے
روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہوکے عرض کیا کہ حضور غفرماسپ بن عطرماسپ نے نقارہ رزمی بجوایا ہے
آپ سے جنگ کا ارادہ ہے اسد نے حکم دیا کہ اچھا بالفضل ایزدی و تائید سرمدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے
ادھر بھی طبل جنگی بجنے لگا رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو لشکر غفرماسپ میدان مین آیا ادھر بھی دلاوران میدان
کارزار و بہادران اشجع روزگار کمرین باندھ باندھ کے مسلح و مکمل ہوکے ترکی و تازی عراقی و کچھی پر سوار ہوے اسد
بھی خود و مغفر چار آئینہ و زرہ و بکتر زیب بدن کرکے اسپ صبا رفتار شیر شکار پر سوار ہوا مع لشکر مقابلہ مین آیا تبردار
جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقارے پر چوب پڑی
دونون صفین آراستہ ہوین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر پیراستہ ہوا ادھر سے عفریت کوہ پیکر نامی
بہت بڑا نامی و نامور سردار فوج غفرماسپ مین تھا اسنے گھوڑا بڑھایا میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اتنون مین ہے کوئی
ایسا دلیر اپنی جان سے سیر کہ میرے مقابلے کو آوے یہ آواز لشکر اسد مین جو گوش زد ہوئی ادھر سے ہرزنگ بن
ہرزبان رفیق شاہزادہ اسد نوجوان اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان مین بمقابلہ عفریت کوہ پیکر کے آیا نعرہ کیا کہ اے
او کبر مغرور کیا بکتا ہے دیکھ تو آج کون اپنی جان سے سیر تلوار کے پھل کا بھوکھا ہے اسنے کہا کہ اے ہرزنگ دیکھ تو آج
میدان کارزار کا کیا رنگ ہوتا ہے کس کس کے گلے کٹتے ہین کس کس کا لہو بہتا ہے تو اسد کے لشکر سے کہدے کہ یا تو اسد
کی فرمانبرداری و خدمتگاری ترک کرکے سب غفرماسپ کی اطاعت قبول کرین یا اپنے اپنے ہاتھ سے اپنا سر کاٹ
ڈالین اسلیے کہ مین جس معرکہ مین گیا ہون کبھی بغیر فتح کیے وہان سے نہین پھرا ہون اور آج تک مین کبھی شخص واحد
سے نہین لڑا جب لڑا دس بیس آدمیون سے لڑا تو تن تنہا میرے مقابلہ کو ناحق آیا جا اپنے لشکر مین جا اور میرا بھی پیام
سب لشکر اسد سے بھی کہہ کہ اگر اپنی جانون کی خیر منانا منظور ہے تو غفرماسپ کی اطاعت قبول کرو اور اگر خود تم اپنے
خون کے پیاسے ہو تو مجھے کیون تکلیف دو خود ہی اپنے اپنے سر کاٹ ڈالو ہرزنگ نے جواب دیا کہ او خود فراموش
بدمست و بیہوش یہ تو بکتا کیا ہے پہلے میری تلوار کے پھل کا تو مزا چکھ لے اور میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچ جا تو یہ
پیام دینا اسقدر کیون لاف و گزاف کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے تجھے کچھ جنگ سے بہرہ نہین ہے جو یہ باتین بیہودہ
بکتا ہے کہ شاید کوئی تیرے اس لاف سے ڈر جاوے تو نے شاید یہ مثل نہین سنی کہ جو گرجتے ہین وہ برستے نہین اوے
غافل تو پہلے مجھ تن تنہا سے مقابلہ کرلے پھر سارے لشکر کے مقابلہ کا ارادہ کرنا اور ایسی لاف و گزاف تو بہت سنی ہے
مقابلہ مین عفریت کوہ پیکر یہ کلام ہرزنگ کے سنکر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا للکارا کہ او ہرزنگ معلوم ہوا
مجھے کہ اجل تیری آگئی خیر پھر اپنا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہے یہ کہکے لگا وار زن ہوا ہرزنگ کا مرکب کوئی چار
قدم پیچھے ہٹا تھا اور عفریت کوہ پیکر کا گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اسنے جھنجھلا کے ہرزنگ پر نیزہ مارا
ادھر سے ہرزنگ نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک اسکے رسید کیا رد و بدل ہونے لگی پانچ پانچ چھ چھ ہاتھ زمین
نیزے کی چلی ہوئی کہ ہرزنگ نے نیزہ عفریت کوہ پیکر کا انی سنان نیزہ پر گانٹھ کے ہوائی کردیا عفریت
نے جھپٹ کے ہرزنگ پر تلوار ماری ہرزنگ آزمودہ جنگ نے تلوار اسکی پشت تیغ پر روک کے رد کی
عفریت کوہ پیکر نے جھنجھلا کے اور ایک تلوار ماری ہرزنگ نے سپر کو پناہ کیا پھر عفریت نے تیسری تلوار

بڑے زور سے سر پہلوان کو مرزنگ نے چستی تمام زیر اپنے گھوڑے کو ترچھا کر دیا کہ تلوار اسکی خالی گئی اور وہ گھسی
جھکا اسکا جھکنا تھا کہ مرزنگ آزمودہ جنگ نے ایک تلوار جو چھپ کے سر پر اُس کو وہ پیکر سے ماری کہ کاسہ
سر کو کاٹتی ہوئی باد وا پیدا ترائی مرزنگ نے اور ہاتھ کو دیا کہ پیشانی سے گاو صدر و کمر اُس خیرہ سر کے کاٹتی
ہوئی زمین پر پہونچی وہ مغرور نصف بدن گھوڑے کے ادھر اور نصف ادھر گر پڑا جب عفریت کو وہ مکینہ
مرزنگ بن مرزبان نے جہنم واصل کیا تو عفریت اژدہا سر ایک بہت بڑا پہلوان نامی لشکر غرماسپ میں
تھا وہ اپنے مرکب کو جنبش دے صف سے باہر نکلا میدان میں آیا اُس سے بھی زیادہ لاف و گزاف کی شیخی بگھاری
لگا ور زن ہوا غرض اسکا ایسا ہوا اسنے مرزنگ پر نیزہ کا وار کیا مرزنگ نے اُسکا بھی نیزہ ہوائی کر دیا
شمشیر [illegible] اژدہا سر نے تلوار کھینچی مرزنگ نے بھی تلوار کی وار ہونے لگے آخر ایک جگہ سر کی بنا کے ایک تلوار
کمر پر اس نامرد کے ماری کہ یہ بھی دو ٹکڑے ہوا اسی طرح بہت سے سرداران غرماسپ کو اسنے واصل جہنم
کیا [illegible] سردار اسکی طرف سے آئے اسد کی طرف کے بھی سرداران نامور میدان میں آئے ان کافروں کو ان
پہلوانوں نے راہی دار البوار کیا جب غرماسپ نے یہ ماجرا دیکھا کہ میرے لشکر سے جو میدان میں جاتا ہے خون میں
نہاتا ہے کوئی اسپر ادر جانبر نہیں ہوتا کیسے کیسے دلاوران نامی اور بہادران گرامی شیر بیشہ کارزار شیر میدان
رزم و پیکار خاک و خون میں نہائے لشکر اسد نے کیسے کیسے لوگ میری طرف کے خاک میں ملائے اب میدان خود جانا
چاہیے اور اسد کا سر کاٹ لانا چاہیے یہ اپنے دل میں سوچ کے اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان میں آیا نعرہ کیا کہ او نوجوان
صف سے نکل کے میرے مقابلے کو آ تیرے رفیقوں نے میرے کئی سرداروں اور پہلوانوں کو قتل کیا ہے بڑے بڑے
بہادران عرصۂ کارزار اور شیران میدان رزم و پیکار کی جدائی کا داغ میرے دل کو دیا ہے اب
میرے مقابلے پر آ تو میں انکے خون کا عوض [illegible] لوں انکی طرح تجھے بھی [illegible] خون میں بھر دوں
ایرج پر شبخون مار مار کے شیر ہو گیا ہے [illegible] آج میں
زندہ چھوڑتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے بچ کے نکل جا [illegible] شاہزادہ اسد [illegible]
اُس خرس بادیۂ ضلالت کا سنا [illegible] اسی طرح [illegible]
باہر نکلا ہیبت تمام میدان میں آیا نعرہ کیا کہ او [illegible]
لیے ایسے شبخون مارے کہ سارے [illegible]
ہوگا کہ اُس بزار بچہ بازرگان سے کیسا [illegible] اگر میرا بال [illegible] تو میری سر توڑی کیا کرنگا
میں ہی تیرا سر کچل ڈالونگا غرماسپ کا گنبد سا جسم [illegible]
چھیڑ کر [illegible] مقابل ہوئے اسد غازی نے دیکھا کہ غرماسپ [illegible]
کا قد ہے ابھی کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہے آنکھ ناک ہاتھ پانوں [illegible] ہیں مگر سیاہی کفر کی منہ پر ظاہر
ہے اور غرماسپ نے اسد نوجوان کو دیکھا کہ ڈاڑھی [illegible] سے گردن
پر تو فگن ہوتی ہے چہرہ مانند آفتاب ہے تابان ہے روشن لال لال ڈورے [illegible] کی آنکھوں میں ہیں تاج مرصع
سر پہ گریبان چاک زرہ آستین لٹکی ہوئی اپنے دل میں کہا کہ اے غرماسپ دیوانہ خوبصورت ہے لیکن اگر
اے دیوانے تو نے جو طلسم فیروزہ جمشیدی توڑا ہے اور سب مال و اسباب اس میں سے نکالا ہے وہ میرے حوالے کر
اور تو اپنے ہاتھ باندھ کے میرے ساتھ ہو [illegible] ایسے نوجوان سے اپنے ساتھ [illegible] خطا معاف کر دونگا اور [illegible]

تو میرے ساتھ اسطرح ایرج کے پاس نہ چلیگا تو تجھکو ایک ضرب ساطور مین دو ٹکڑے کر کے تیرے رفیقون اور
سردارون کو بند ہو کے سب مال و اسباب تیرا لیکے ایرج کے پاس جاؤنگا اور وہان جا کے سب اسکے حوالے
کر دونگا اسد نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار ضلالت شعار معلوم ہوا کہ جیسا تیرا باپ ظرماسپ آشفتہ روزگار
شریر و مفسدہ پرداز ہے ویسا ہی تو بدذات ناہنجار دغاباز جعلساز ہے تو بھلا میرا مال اسباب کیا لیگا ناحق ناحق
ساری خدائی مین ذلیل و رسوا ہوگا اور میرے مال مین سے ایک حبہ تجھکو نہ ملیگا باپ تیرا ہمیشہ مجھسے بھاگا
کیا کبھی اس سے میرا بال بیکا نہو سکا اسکا بیٹا تو بھی ہے میرے مقابلے مین کیا آئیگا انجام یہ ہوگا کہ تھوڑی دیر مین
یا تو بھاگ جائیگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایرج جسپر تجھکو بڑا گھمنڈ اور بھروسا ہے وہ بھی میرے سامنے
کیا ہے ادنا سا ایک بزاز بچہ ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی بدولت اسکو یہ دن نصیب ہوا نہین وہی گزی گاڑھا تو
بیچا کرتا تھا ظرماسپ نے جو یہ بیٹے کی سنین پیچ و تاب کھا کے کہا کہ او دیوانے بس زیادہ زبان درازی اور فضول گوئی
نہ کر اب جو تیرے دست و بازو سے ہو سکے وہ کر جنگ کے ہنر دکھا تلوار کھینچ نیزہ ہلا اسد نے جواب دیا کہ او کافر بدکار
ہم سپاہی ہین کبھی دشمن پر سبقت نہین کرتے ہین کبھی تجھپر پیشدستی نہ کرونگا اسلیے تو اپنا وار مجھپر کرلے تو خیر کیا بفضل اللہ
جو کچھ مجھسے ہو سکیگا مین بھی جواب دیدونگا ظرماسپ نے کہا اچھا پہلے مین ہی تجھپر وار کرتا ہون مین نے تو اسلیے تجھسے
کہا تھا کہ میرے ایک ہی وار مین ماہ و آفتاب تابان قطب دوران تیرا کام تمام ہو جائیگا تو تیرے دل مین آرزو
رہجائیگی اسد نے جواب دیا خیر دیکھا جائیگا تو وار تو کر القصہ ظرماسپ نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اپنے ہاتھ مین اٹھایا
اور اپنے گینڈے کو پیچھے ہٹا کے سینہ بے کینہ اسد پر مارا اس شیر بیشۂ شجاعت نے ہنر حرب سے تھامنے نیزہ اسکا
اپنے نیزے پر لیا بعد اسکے اسد نے اسپر نیزہ مارا اسنے بھی نیزہ اسد کا اپنے نیزے پر روک لیا اسیطرح دونون
مین چند طعنین ہوئین بعد چند طعنون کے اسد شیردل نے نیزہ ظرماسپ کا اپنی سنان نیزہ پر لگا کے ہوائی کر دیا ظرماسپ
آگ ہو گیا دوڑ کے اپنے ارابے پر سے سات سو من کا ساطور گران سنگ اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر اسد پر مارا
اسد نے بڑھ کے سر پر روکا کہ قبضہ ساطور کا سپر تک پہنچا ہوا اسد نے صاف ساطور کو روک لیا اور ساتھ ہی اسکے
تیغہ فیروزی کھینچکر ظرماسپ پر مارا کہ سپر کو اس سیاہ دل تیرہ درون کی کاٹ کے سر پر اس تیرہ سر کے پڑا کہ خود
دو بلغہ غرق جبین زرہ ٹوپ کو کاٹ کے ٹوپ کو کاٹ کے سر اسکے بھیجے کو کاٹا تمام گردن کو تیر اسکا اور سینہ سے
مانند سیماب کے گذر کے تمام جسم کو کاٹ کے گینڈے کے دو ٹکڑے کیے زمین تک آئی کمر کی گزند اسکے بوسہ دیا
چار طرف ظرماسپ کے مارے جانے کا غل ہوا کہ آج ظرماسپ کا چراغ گل ہوا ظرماسپ کے لشکر نے جو دیکھا
کہ آقا و سردار ہمارا ہاتھ سے اسد شیردل کے مارا گیا سب نے تلوارین کھینچ کھینچ کے دوڑ پڑے اسد نوجوان
بھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے انپر جا پڑا لشکر اسد نے جو دیکھا کہ آپ ہمارے آقا اور
مولا نے اور ظرماسپ کی فوج کے لوگون سے تلوار چلا چاہتی ہے یہان سے ان چالیس ہزار سوارون نے بھی
گھوڑون کی باگین اٹھادین تلوارین کھینچ لین ایسا کیا بہادرانہ اسطرح سے ان بدخصالون پر جا پڑے جیسے شیر
گرسنہ گلہ گوسفند پر جا پڑتا ہے تلوار چلنے لگی پھر تو یہ جنگ معلوم ہوئی ایک قیامت کبری برپا ہوگئی ایک لاکھ
لاکھ تلوارین چلنے لگین ہر طرف شپاشپ کی آواز آرہی ہے اشقیاون کی جھنکار سے کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی
ہے تلوار چل رہی ہے کہ الحفیظ للاماں لہو کی چھینٹین آسمان تک جا پہنچی ہین کشتون کے پشتے اور سرون کے
انبار لگے ہوئے ہین کوسون تک خون کا دریا جوش مار رہا ہے پھر کہ غل اس قیامت کی تلوار چلا کی گھمسان کی

لڑائی ہوا کی آخرکار تابہ کے بھیڑ سر کی فوج کب تک ٹھہر سکتی ہے لشکر غرما سپ تاب مقاومت نہ لا سکا لاش اس جہنمی
بد قماش کی اٹھا کے بھاگا ایرج کی خدمت میں روانہ ہوا اسد کئی فرسخ تک تعاقب کرتا چلا آیا شکست خوردہ
کوہی مال و اسباب انکا سب لوٹ لیا بعد اسکے شاہزادہ اسد نوجوان مع اپنے رفیقان جان نثار کے اپنی بارگاہ زری
میں آیا سرداران لشکر اور سب دلاوران اپنے اپنے خیموں میں گئے کمرین کھولیں غسل کیے سجدہ شکر بدرگاہ جناب باری ادا
کیا کہ اے پروردگار عالم تو نے آج ہمیں ان آفتاب پرستوں کافروں پر فتحیاب فرمایا شہزادہ اسد غازی نے اس روز
وہیں مقام کیا دوسرے روز کوچ کر کے بہ سر ایرج روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پھر ایک طرف سے شق گرد کا اٹھا بعد
تھوڑی دیر کے جیب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا ہر علم پر تصویر
نیر اعظم آفتاب تابان کی لگی ہوئی ہے اور پھریرے علموں کے سنہرے رنگ کے تھے بعد اسکے ہتھنیاں شتر نالیں
فیلبان بانوں کی خاصہ داروں سے عمل ہیں آگے پیچھے مرکب تازی ترکی کچھی بمبی عراقی باساز مرصع سائیس جلو ریزان
ہاتھوں میں لیے ساتھ سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں پیچھے اسکے ایک جوان حسین چاند کی صورت مرکب پر سوار
علم آفتاب پیکر کے سایہ میں چلا آتا ہے اور تین لاکھ سوار اسکی پشت پر ہیں اسد نے ہرکاروں کی جوڑیاں کو خبر
کے واسطے بھیجا بعد تھوڑی دیر کے انھوں نے اسد سے آکے عرض کیا کہ حضور یہ بیٹا ایرج کا ہے نوریج بدرگ حرامی
اسکا نام ہے ملک فرنگوش میں مظفر بازارگان کی زوجہ ایرج کی بچی تھی اس سے یہ پیدا ہوا ہے ایرج کی ملاقات کو
جاتا ہے اور راہ میں نوریج نے اپنے ہرکاروں کو بھیجکے خبر منگائی کہ یہ لشکر اسد دیوانے کا ہے طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح
کر کے مال و اسباب بہت سا لوٹ کے لیے جاتا ہے اسکے خیال میں آیا کہ اے نوریج باپ تیرا ایرج صاحبقران ہے اسنے
کیسا نام پیدا کیا ہے کہ حمزہ اسکے نہیب شمشیر سے بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور یہ دیوانہ ایرج کا دشمن اسنے تیرے باپ کو
سخت حیران کیا ہے اور تو کوئی تحفہ کوئی سوغات اپنے باپ کے لیے نہیں لیچلا ہے بس اس سے بہتر اور تحفہ کوئی تحفہ
نہیں ہے کہ اسے گرفتار کر کے لیچل اور یہ دیوانہ تو نہایت ہی کمزور و نزار ہے اسکا گرفتار کر لینا کیا دشوار ہے
اور قطع نظر اسکے ابھی تک تجھسے کوئی کام بھی جرأت و بہادری کا نہیں ہوا ہے کہ زمانہ تیرا لوہا مانے اور تجھے جانے
بس اس سے زیادہ بالفعل کوئی کام جرأت و دلاوری کا نہیں ہے بس یہ اپنے دل میں خیال کر کے نقارہ رزمی بجوایا
اسد نے جو دیکھا تو آج بدرگ حرامی نے نقارہ رزمی بجوایا ہے اسنے بھی اپنے لشکر میں حکم دیا کہ بفضل ایزدی و تائید
ربانی ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے غرض دونوں طرف طبل جنگی کی صدا بلند ہوئی نوریج اپنے لشکر کو
آراستہ کر کے مقابل لشکر اسد غازی کے لایا صف بندی کی صفوں کے آگے آپ آیا وہ زرہ و ہتھیار کھڑا ہوا ادھر
اسد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا صفوف جدال و قتال کو پیراستہ کیا دونوں لشکر باہم دیگر صفیں باندھ باندھ کے
مقابل ہوئے تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کر کے کر کے گٹ کرٹ کا کہہ کے چلے گئے ادھر
نوریج بدرگ حرامی گھوڑا جھپکا کے میدان میں آیا سرا پا میدان کا دکھایا مبارز طلب کیا ادھر اسد شیر دل اپنے
لشکر والوں سے رخصت ہو کے نوریج کے مقابل ہوا ابھی لگا و رزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد اسکے
مرکبوں کو پھیر پھیر کے ایک دوسرے کے مقابل ہوا اسد نے دیکھا کہ چہرہ تو اسکا ایرج کے چہرے سے مشابہ ہے
مگر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی یہی نشانی ہے کہا کہ اے حرامی باپ تیرا ایرج کہ اپنے کو صاحبقران جانتا
ہے وہ تو بفضل ایزدی و تائید غیبی کبھی مجھسے عہدہ برآ نہیں ہوا اسنے کیا کیا کوششیں نہیں کیں کہاں کہاں کی
خاک نہیں چھانی مگر مجھسے پیش رفت نہیں لیگیا تو کیا سمجھ کے میرے مقابلے کو آیا ہے آخر اپنے دل میں کیا سوچا ہے

نورج پکارا کہ مین تو کچھ اپنے دل مین سوچا یا نہین مگر او دیوانے تو اپنے دلمین کیا سوچ کے میرا مقابل ہوا حالانکہ
تو ہمیشہ میرے باپ سے بھاگا کیا کبھی برابر ہو سکے تو نے سامنا نہین کیا اور اگر کہین اتفاق روزگار قضا سے کار
مقابلہ بھی ہوگا تو تجھکو پدر بزرگوار نے گرفتار کرلیا تو اپنی بچیا زندگی سے بچ گیا خیر اگر اسکے ہاتھ سے بچ کے نکل بھاگا
تو نکل بھاگا مگر بفضل نیر اعظم آفتاب تابان مین آج تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ پھر تو نکل بھاگے ارے دیوانے
بیوقوف مجھکو تو کمسن سمجھکر میرے مقابلہ کو آیا ہے اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو تمام مال و خزانہ طلسم فیروزہ جمشیدی
کا چپکے سے میرے حوالے کر اور جدھر تیرا جی چاہے چلا جا مین تجھسے مزاحم نہونگا اور نہین تو آج مین ہون اور تو ہے
بغیر قتل کیے تجھکو نہ چھوڑونگا اسد نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تو کیا مال ہے کہ میرا مال لیگا مگر انشاءاللہ مین تیرا مال و اسباب
لونگا نورج یہ سنکے نہایت خشمناک ہوا نیزہ اٹھا کے اسد پر مارا اسد نے نیزہ اسکا نیزے کی سنان پر روکا
نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار اسد نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری اسد نے تھپکی دی کہ قبضہ پر ہاتھ ڈال
دیا زور کشمکش کا ہونے لگا گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے تاب انکے لنگر دن کی نہ لا سکے یہان تک کہ دونون پشت زین
بر روے زمین آے دامن گردانے آستینین چڑھا کے سرگرم کشتی ہوے صبح سے دوپہر تک کشتی رہی اسد کو
معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہے ایرج سے کم نہین ہے اور ادھر نورج اسد کے زور و طاقت سے حیران تھا اپنے
دل مین کہتا تھا کہ اس دیوانے کو جو کمزور کہتا ہے وہ خود دیوانہ ہے یہ تو بلا کا زبردست ہے نہین معلوم اسکو میرے
باپ نے کیونکر گرفتار کیا ہوگا کسی پیچ سے یہ دیوانہ اسکا ہاتھ لگ گیا ہوگا یہ خیال کر رہا ہے کہ ایکبار کڑکے بجلی
گری کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور نورج کو اٹھا کے لے گیا اسد دیکھکر رہ گیا بعد اسکے سوچا
کہ اب اسکا لشکر تباہ کرنا چاہیے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو تلوار کھینچ کر لشکر نورج پر گرا مارنا شروع کیا تمام قزاق
بوقین بجا جا کر آ پڑے ہزارہا آفتاب پرستون کو قتل کیا سیکڑون کو گرفتار کرلیا لاکھون جانین بچا بچا کر بھاگ
بھاگ کر نکل گئے کوئی سامنے اسد دلاور کے نہ ٹھہر سکا تاب جنگ نہ لا سکا تمام لشکر شکست خوردہ اسطرح بھاگا
کہ سب مال و اسباب چھوٹ گیا اسد نے باطمینان تمام خزانہ و مال انکا اپنے قبضہ مین کیا اور والنتیہ کہ ایک دامن کوہ
مین اترا تمام لوگ اسد کے مالا مال تھے ایک تو اسد نے طلسم فتح کرکے تین تین برس کی تنخواہ سبکو بانٹ دی
تھی دوسرے یہ کہ دولت جو ہاتھ لگین ایسا ایک شخص متمول ہو گیا اسد کے پاس ایک تو خزانہ طلسم جمشیدی
کا تھا دوسرے مال و اسباب و خزانہ شہر ماسپ بن طہماسپ اور نورج کا جو قبضہ مین آیا مال بیحد ہوا اسد نے
اپنے دلمین کہا کہ اسکو کہین پوشیدہ کرکے رکھنا چاہیے کیونکہ وقت ہے بیوقت کسیکے ہاتھ نہ آسے اپنے رفیقون سے
صلاح کی کہ یہ مال و خزانہ لیے پھرنا اچھا نہین کوئی مکان محفوظ ہو تو وہان رکھنا چاہیے سب نے عرض کیا کہ
شہریار جیسا مناسب ہو اسد نے ہرکارون سے کہا کہ جا کر گرد و اطراف مین تلاش کرو کہ کوئی قلعہ ایسا ہے جہان
مین اس مال کو رکھون ہرکارے یہ حکم سنکر کمر ہمت باندھ کر اسیوقت روانہ ہوے اور ہر چہار سمت تلاش
کرنے لگے تیسرے دن اسد سے آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت یہانسے سات منزل پر ایک قلعہ برسر کوہ ہے اور نام اسکا
حصن حصین ہے احمد زرین تاج شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے وہان کا حاکم ہے سبب کشتیان ہلاکت
زرانیل کو آپنے ہوسے تباہ ہو لی لکھین تو یہ بدیع الزمان پہلے نہین آیا تھا اس قلعہ کو اسلام آباد کیا تھا بعد اسکے
شہر گھیرا شہر گیا تھا اسد یہ سنکر نہایت خوش ہوا کہ اب محنت ہی نہ کرنا پڑیگی اسلیے کہ اگر کسی کافر کا قلعہ ہوتا
تو اسسے لڑکر لینا پڑتا غرض اسی وقت کوچ کرکے طرف قلعہ حصن حصین کے روانہ ہوا اسطرف سے خبر احمد زرین تاج

کو پہونچی کہ اسد بن کرب دلاور آتا ہی وہ دروازہ قلعہ کا کھول کر باہر نکلا اور استقبال کرکے اندر قلعہ کے لایا سامان
دعوت مہیا کیا بعد اسکے دست بستہ عرض کیا کہ اسطرف کس ارادے سے آنا ہوا اسد نے جواب دیا مین چاہتا ہون
کہ اپنا مال و خزانہ یہان رکھون تاکہ دشمنون سے محفوظ رہے احمر زرین نے عرض کیا کہ مین اسکی نگہبانی کو
بسر و چشم حاضر ہون اسد نے کہا خیر وکل ہم اسکا انتظام کرینگے غرض رات کو تخلیہ کیا اور مال و اسباب صندوقون
نکالکر ایک قصبہ قریب شہر تھا اسمین تہخانہ بنوا کر دفن کرا دیا اور ایک میل خشتی نشان کے واسطے وہان بنا دیا
اور صندوقون مین کنکر پتھر کوڑا اپرانے جوتے جو چمارون کے کام سے بھی فضول سمجھے جاتے تھے وہ بھروا کر قفل چڑھا کر
قلعے مین رکھوا دیے مگر اس بھید سے سوا اسد اور ضرغام شیر دل اور چالیسون رفیقون سے کسیکو آگاہی
نہ تھی اور احتیاطا قلعہ کے اندر سے کوہستان کی جانب ایک نقب لشکر کے نکلجانے کے واسطے کھدوائی اور پھر
نقب کا دونون طرف سے بند کرا دیا کہ شاید ایرج کو خبر ملے اور وہ آئے تو پایا جائیگا کیا مگر مسلمانون کا خون بھی نہو
نقب سے نکلکر چلے جائین لہذا اسکے حکم دیا کہ سامان سفر تیار کرو کہ ہم ملک زرائل پر جائینگے اور اس قتال پیشہ
کو لیکر پہونچا جائینگے یہ تو یہان سامان سفر مین مصروف ہین مگر اب حال سنیے کہ گشتاسپ جہان ایرج نوجوان کا کہ یہ
ملک زرائل پر جہاز اور کشتیان تیار کرا رہا ہی ارادہ یہ ہی کہ اب جلد قلعہ ذو الامان پر چلیے اور اپنے سردار رفیقون
باتین کر رہا ہی کہ اتنے مین چند روز سے وہ دیوانہ غائب ہی کچھ حال اسکا معلوم نہین ہوا کہ کہان گیا اسپر کیا گذری کہ
مہرالعواقب ترک کیا یا رحم اسکے دل مین آگیا کہ میری ایذا رسانی سے باز رہا مگر دارا عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد
دیوانہ دریا مین ڈوب کے مر گیا اب وہ کہان اب شیر اعظم نے اسے غارت کر دیا ایرج نے کہا ابھی ایسا نہ کہو کیونکہ مین
اسکی جان کا دشمن نہین وہ بہادر ہے اگر شیر اعظم اسے میری اطاعت پر راغب کرے اور کبھی اگر اسپر
کوئی وقت پڑ جائے اور کوئی دشمن اسکا اسے قتل کرتا ہو تو مین ضرور بچا لون یہی باتین تھین کہ آواز شور و غل
نالہ و بکا کی بلند ہوئی ایرج نے کہا ارے خبر لو یہ شور و غوغا کیسا ہی ہر کارے روانہ ہوے لیکن گھڑی بھر کے
آکر عرض کیا کہ لاش مظفر ماسپ بن طرماسپ کی آتی ہی ایرج پکارا ارے یہ کسنے اسے مارا لوگون نے عرض کیا
کہ اسد دیوانے نے سر میدان مقابلہ کرکے مارا ایرج بیٹھا تھا کہ اس اثنا مین لاش مظفر ماسپ کی آئی سامنے
ایرج کے رکھی گئی ایرج نے دیکھا کہ سر مظفر ماسپ کے جو تلوار پڑی ہی تو ساغری تک دو ٹکڑے ہوگئے ہین
اپنے سردارون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو اس دیوانے نے یہ طاقت کہان پائی کہ ایسے جوان زبردست کو
یون مارا لوگون نے کہا کہ پیر و مرشد اب اسکا طلسم ٹوٹنے سے زور شکن بھی ہوگیا ہی القصہ ایرج نے اسکی
لاش کو نوشاباد کیطرف روانہ کیا آپ غمگین ہوکر بیٹھا تیسرے دن خبر وحشت اثر نورنج کی پہونچی کہ اسکے لشکر
کو اسد دیوانے نے لوٹ لیا اور نورنج کو بچ کے گیا نہین تو دیوانہ قتل کر ڈالتا بس یہ سنتے ہی ایرج نہایت غضبناک
ہوا کہا کہ یارو چند روز سے اس دیوانہ کے ہاتھ سے محفوظ رہا تھا اب جو اسنے سر اٹھایا تو یہ آزار پہونچا اب مین قسم
کھاتا ہون بشیر اعظم آفتاب تابان کی جبتک اس دیوانے کو نہ مارلونگا آرام سے نہ بیٹھونگا یہ کہکر حکم دیا کہ
لاؤ اسباب جنگ سپاہ لشکر تیار ہو پس صندوق اسلحہ کا سامنے رکھا ایرج پانچون ہتھیارون سے آراستہ ہوکر تیار ہوا
اور پیلہ شاداب زنگی کو ساتھ لیکر دس ہزار سوار اپنے ساتھ لیا اور بسمت اسد دلاور روانہ ہوا قضا سے کا اتفاقا
روند کا مہتر ضرغام شیر دل یہان خبر کیواسطے آیا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ ایرج قسم کھا کر چلا ہی کہ اسد کو قتل
کرونگا سوچا کہ قبل از ایرج پاس اسد دلاور کے پہونچنا چاہیے لہذا اسیوقت پاے شاطری مارتا ہوا چلا

یہانتک کہ ایرج سے قبل خدمت اسد مین آکر تمام حال بیان کیا کہ ایرج آپ پر نہایت خشمناک ہوکر آتا ہے اسد
نے کہا کچھ پروا نہین ہے بلکہ بہتر ہوا کیونکہ مین خود اسپر چڑھ کر جانیوالا تھا اب اجل اُسکی خود کھینچے لیے آتی ہے
غرض اسیوقت اسد دلاور بھی مسلح و مکمل ہوکر اپنے رفیقون کو ہمراہ لیکر بمقابلہ ایرج روانہ ہوا اب یہ کیفیت ہے
کہ اُدھر سے تو اسد جاتا ہے اور ادھر سے ایرج آتا ہے راہ ایک ہی ہے ایرج نے ایک منزل چلکر مقام کیا تھا سائیس
گھوڑون کو مل رہے تھے نہلا رہے تھے سپاہی لشکر کے کارہاے ضروری سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابھی
کوچ مین پہونچ جائینگے اور مقابلہ ہوجائیگا ایرج ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا ہوا دامن سے ہوا دے رہا ہے
پسینا اپنا خشک کر رہا ہے کہ دیکھا یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد برآسمان رسیدہ و پاے
گرد در زمین پیچیدہ یہانتک کہ جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی ایک لشکر نمایان ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی بس
ایرج سمجھ گیا کہ شاید وہ دیوانہ آپہونچا کہین لشکر پر شبخون مارکر نہ نکل جاے جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر آگے بڑھا کہ
اسے روک لون ادھر لشکر مین ہلچل ہوگئی کہ دیوانہ آپہونچا ہر شخص اپنے اپنے کام کو چھوڑکر مرکب پر سوار ہوا لشکر
کی صفین آراستہ ہوگئین ادھر اسد دلاور نے قریب آکر دیکھا کہ لشکر ایرج کا اُترا ہوا ہے وہین ٹھہر کر صفین آراستہ
کین اور مرکب کو چمکا کر لکارا کہ او آفتاب پرست آ میرے سامنے کہ تجھے سزاے معقول دینے آیا ہون ایرج نے دیکھا
کہ آج تو دیوانہ منھ پر چڑھا آتا ہے حیران ہوا کہ یہ دیوانہ اور کبھی میرے سامنے اسطرح نہ آتا تھا آج یہ کیون بے دھڑک
چلا آتا ہے نہین معلوم اسکا باعث کیا ہے کونسی فکر میرے قتل کی کرکے آیا ہے کہ اسطرح باطمینان تمام چلا آتا ہے بعد
ایک لمحہ بھر کے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور مبارزطلب ہوا اسد مرکب چمکا کر مقابل ایرج ہوا اور نعرہ کیا کہ
او آفتاب پرست شعر من آن شہسوار رزم کہ در روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ۔ نظر کردہ شاہ خیبر ستان
اسد شیردل رستم این زمان ۔ ایرج بڑھکر لگاورزن ہوا دونون مرکب برابر سے لپسا ہوے مسل کرنا نون مین
ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے چہرہ کو جو اسد کے دیکھا کچھ اور ہی نور پایا عجب شان و شوکت عجب
دبدبہ نظر آیا حیران ہوا کہ یہ قزاق ایسی شان و شوکت کہان سے لایا پکارا کہ اے دیوانے غضب کیا تو نے کہ
غرماسپ کو قتل کیا تو ریح کا مال و اسباب لوٹ لیا اب بہتر یہ ہے کہ دونون لوٹین میرے حوالے کر دے اسد نے
کہا او کرپاس فروش بچہ بازاری یہ آرزو اپنے دل سے دور رکھ ایک حبہ بھی تیرے ہاتھ نہ لگیگا ایرج نے کہا خیر تجھے
مار لونگا تو مال و اسباب لونگا لا جو کچھ کہ ہے پہلے کیا ہوتا کہ ہوس دل مین نہ رہجاے اسد بولا تو جانتا ہے کہ اہل اسلام
کبھی پیشدستی نہین کرتے ایرج ہنسا اور کہا کہ یہ کیسے تو پیشدستی نہین کرتا اسد بولا جیسے مین زور آور ہوا
ایرج نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے دونون برچھون کی زبانین
اسطرح چمکتی تھین جیسے شعلہ ہوا مضطرب ہوتا ہے غرض تا دیر نیزہ بازی رہی مگر مطلب دلی کسیکا حاصل نہوا
سنانین بیکار ہوگئین نیزے مثل شاخ درخت کے ہوگئے ہاتھون سے پھینک دیے ایرج نے عمود گران سر
اٹھا کر کہا کہ او اسد یہ ضرب طمانچہ ہی قضا کا ہے اس سے بچ کہکر گرز مارا اسد نے سر گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا
شرارے آسمان کو نکل گئے مرکب ٹخنے تک زمین مین غرق ہوگیا تتق گرد بلند ہوا مگر اسد تنورہ گرد سے
باہر آیا اور خبردار ہوشیار کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز اسکا سر گرز پر روکا مگر اس ضرب سے طبق زمین کے
ہل گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ طویل بیٹھ پڑا مرکب ایرج کی کمر ٹوٹی مگر دونون ہاتھ مثل ستون فولادی قائم رہے
ایرج حیران ہوا کہ اللہ رے تیری ضرب کہ مرکب کو میرے مار ڈالا بس گھوڑے سے علٰحدہ ہوا تلوار کھینچکر مرکب

اسد پہ دوڑا اسد بھی دوڑ پڑا ایرج تلوار میان مین کر کے اسد سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی یا تو ایرج اسد کو
گھڑی دو گھڑی مین پکڑ لیتا تھا اب ایک کوہ وقار سے پایا کہ کسیطرح لنگر نہین اکھڑ سکتا حیران ہو کر پوچھا کہ او
دیوانے کیا زور ہی تو کہین سے لوٹ لایا اسد نے جواب دیا کہ مجھکو میرے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب نے
زور عطا فرمایا ہے ایرج حیران ہوا کہ یہ کہتا کیا ہے ہر مرتبہ ریل کو بچلتا ہے کہ اٹھاؤن مگر ممکن نہین ہوتا لنگر نہین
ٹوٹتا یہانتک کہ دوپہر کشتی رہی تھی کہ ایکبار ایک بجلی کڑکی کہ آنکھین ہر ایک کی جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان پر سے
پیدا ہوا اسد کو اٹھائے ہوئے چلا گیا ایرج نے کہا کہ آج اسکے لشکر سے شبخون مارنے کا عوض لینا چاہیے لیس جلدی سے
اٹھکر مرکب پر سوار ہو کر لشکر پر اسد کے گرا فوج بھی یہ دیکھکر آ پڑی لگی تلوار چلنے ایرج پکار رہا ہے کہ ارے لوگ
اسد کے بچانے پائین بس تمام آفتاب پرستون نے آکر نرغہ کر لیا فوج اسد کی تھوڑی اور بے سردار کہان تک لڑسکتی
تھی ایرج قتل کرتا چلا جاتا تلوار چل رہی تھی ایک ہنگامہ برپا تھا خدا پرست جانون پر کھیلے ہوئے تھے کہ اسی گرمی
جنگ مین ادھر سے ایرج جاتا تھا ادھر سے ابراہیم بن مالک تلوار مارتا چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا
ابراہیم نے تلوار مارنے مین تامل کیا ایرج پکارا کیون تو نے وار اپنا نہ کیا ابراہیم بولا اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے
ایرج بولا مین بھی پیشدستی نہ کرونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون القصہ بعد از گفتگو تلوار چلی کہ ابراہیم بن
مالک زخمی ہوئے غش انپر طاری تھا کہ شاپور شیر دل نے کمند مار کر پکڑ لیا ایرج پھر لڑتا ہوا آگے بڑھا حارث بن
سعد سے سامنا ہوا حارث پکارا او ایرج شرم نہین آتی کہ فوج بے سردار سے لڑتے ہو ایرج بولا میرے کلیجے مین
اس دیوانے کیطرف سے داغ پڑے ہین اسنے کئی شبخون میرے لشکر پر مارے ہین تو ایک کو بھی اسکے طرفدارون
مین سے نچھوڑونگا حارث بولا اگر تجھکو عداوت ہے تو اسد سے ہے لشکر کا کیا قصور ہے کیونکہ نوکر تو مالک کے حکم کا
تابع ہے جو وہ کہیگا وہی کریگا اور یہ کونسی مردانگی اور کونسا انصاف ہے کہ چند آدمیون پر لاکھ فوج کا نرغہ ہے اگر تو
صاحبقران ہے اور تجھے دعوی مردی ہے تو جتنے لوگ اسد کے ہین اتنے ہی فوج لیکر سامنا کر ایرج نے شاپور
سے کہا کہ بارہ نشان ہمارے لشکر کے علامت بارہ ہزار سوار کی تو جلوہ گر رہے اور سب نشان گروا دے کہ فوج
پلٹ آئے شاپور نے بارہ نشان چھوڑ کر سب گروا دیے فوج پلٹ آئی ادھر لشکر اسد غازی کا صف آرا ہوا حارث
بن سعد سے ایرج سے سامنا ہوا حارث نے تلوار ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا تا دوش
تیغ اتر گئی حارث نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹ گئی چادر خون کی زخم سے باہر آئی غش طاری ہوا شاپور نے
کمند مار کر اسے بھی پکڑ لیا غرض اسیطرح نو سردار اسد کے زخمی ہو کر گرفتار ہوگئے باقی فوج نے راہ فرار لی ایرج
بھی میدان سے پھرا اور وہین خیمہ استادہ کرایا اتر پڑا کچھ کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آکر بدنگل شوکت تمکین
ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا ہے سردار آ آ کر مجرا کر کر کے دنگل پر بیٹھتے جاتے ہین مگر ضرغام شیر دل
جسوقت سردار گرفتار ہو گئے تھے اور فوج شکست کھا کر بھاگی تھی یہ بھی صورت ایک سپاہی کی بنکر ایرج کے لشکر
مین رہا صبح کو ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ایرج ہوا کہ دیکھو ایرج کیونکر سردارون سے پیش آتا ہے
اتنے مین ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ سرداران اسد کو میرے سامنے یہان حکم ایرج سے سردارون کے زخمون مین
ٹانکے لگے ہین پٹیان چڑھائی گئی ہین کہ خبر پہونچی کہ زبدۂ آفتاب پرستان سردارون کو طلب فرماتے ہین داروغہ
زندان خانے کا سبھون کو لیکر حاضر ہوا سبنے بطریق اہل اسلام سلام کیا ایرج نے کرسیان بچھنے کو دین اور
انسے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو وہ بولے ہم لعنت کرتے ہین آفتاب پرستی پر ایرج

نے کہا اچھا اگر دین میرا اختیار نہیں کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو جواب دیا کہ یہ بھی ہمسے نہو گا ہمارے آقا
نے تیری بیعت کب کی جو ہم کرینگے جو تجھ سے ہو سکے وہ ہمارے ساتھ کر ایرج نے کہا اچھا اگر بیعت بھی نہیں کرتے ہو
تو یہ بتاؤ کہ اسد نے خزانہ جمشیدی کہاں رکھا ہے اگر اس سے بھی انکار کروگے تو ایک ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو
ابھی قتل کر ڈالونگا ابراہیم بن مالک نے کہا اے ایرج تجھے اختیار ہے چاہے قتل کر چاہے بخش دے ہم
خزانہ نہیں جانتے مگر ہاں ضرغام شیردل کہ نائب ہے اسد دلاور کا سوا اسکے کوئی خزانہ جمشیدی سے آگاہی نہیں
رکھتا ایرج نے کہا ضرغام کو میں کہاں ڈھونڈھتا پھروں میں کیا جانوں ضرغام کہاں ہے اور وہ ہمارے قبضہ میں نہیں
میرے پاس کاہے کو آئیگا ایرج یہ کہکے جیسے ہی چپ ہوا ایک آواز پیدا ہوئی کہ اگر تم یہ بات سچ کہتے ہو تو میں تمہارے
سامنے آؤں ایرج متحیر ہوا کہ یہ آواز کیسی آئی مگر جدھر سے وہ صدا آئی تھی اُسطرف متوجہ ہو کے پکارا کہ اے ضرغام
تو شوق سے میرے سامنے آ قسم ہے نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ میں تجھسے دغا نہ کرونگا ضرغام پکارا آپ حاضر ہوا اور
ایک خدمتگار آگے بڑھ کر آیا ایرج نے کہا اے شخص اگر تو ضرغام ہے تو صورت اصلی اپنی بنا ضرغام نے پانی منگوا کر
منہ اپنا دھویا بصورت اصلی ہو گیا ایرج نے تعظیم کر کے کرسی بیٹھنے کو دی بہت خاطر کی بعد اسکے ایرج نے
کہا اے ضرغام شیردل تجھے معلوم ہے کہ خزانہ طلسم جمشیدی کا اسد نے کہاں پوشیدہ کیا ہے ضرغام بولا البتہ میں
جانتا ہوں ایرج نے کہا بتا ضرغام بولا کہ اگر سرداران اسد کو میرے حوالے کیجیے تو بتا دوں ایرج نے کہا اے
ضرغام مجھکو تیری بات کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اگر تو نے میرے ساتھ دغا کی ہو تو پہلے خزانہ مجھے بتا دے اُسکے بعد
سرداران اسد کو تجھے دیدوں تجھسے عہد و پیمان لے لے ضرغام نے کہا بہت اچھا میں پہلے خزانہ ہی بتا دیتا
ہوں بعد اسکے سردار دیجیے گا صبح کو میرے ساتھ چلیے میں خزانہ بتا دوں ایرج نے کہا اچھا غرض دربار اسی
وقت برخاست ہوا ضرغام نے کہا میں جاتا ہوں کل آجاؤنگا آپ چلنے کی تیاری کریں ایرج نے کہا تم جاتے
کیوں ہو یہیں رہو بلکہ ہمارے خیمے میں رہو غرض ایرج ضرغام کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خیمے میں لایا اسکے بعد
ایک خدمتگار نے ایرج کے کان میں کہا کہ آپ ضرغام کو قید کر کے اپنے پاس رکھیے اگر یوں رکھیے گا تو یہ آپ کو بیہوش
کر کے لیجائیگا اور سرداران اسد کو بھی چھڑا لیجائیگا اور میں ہوں شالور یہ کہکر چلا گیا بعد اسکے دو خدمتگار
نے آکر عرض کیا کہ حکم ہو تو کھانا حاضر کیا جائے ایرج نے کہا لاؤ دسترخوان بچھا ایرج نے ضرغام شیردل سے کہا
آؤ ضرغام بھی ہاتھ دھو کر آ بیٹھا لیکن کھٹکا ہوا ہے کہ یہ خدمتگار کان میں کیا کہگیا ہے لیکن اس کھانے میں بیہوشی
نہو کہیں پھر سوچتا ہے کہ ایرج سے یہ شیوہ نہیں کسی کو بیہوش کر کے پکڑے اور وہ چاہتا تو یوں ہی مجھے گرفتار
کر لیتا یہ سوچ کر بے تکلف ہاتھ دھو کر آ بیٹھا کھانا شروع کیا جب کھانے سے فراغت پائی ہاتھ دھو کے ضرغام کا
پلنگ برابر ایرج کی مسہری کے بچھا دونوں لیٹے لیکن نیند نہیں آتی ایرج سوچتا ہے کہ ایسا نہو یہ رات کو مجھے
بیہوش کر کے لیجائے ضرغام شیردل کبھی سوچتا ہے کہ ایرج کو بیہوش کیجیے اور لیجائیے کبھی خیال کرتا ہے کہ سرداروں
کو چھڑا لیجیے غرض یہ دونوں تو اسی کشمکش میں ہیں مگر شالور شیردل کہ ایرج کو چپکا ہی تکتا ہے اور خود بھی بلکہ
چوبدار کی صورت بنا ہوا کھڑا ہے کہ شاید ضرغام کوئی تیاری کرے کہ ایرج نے کہا اے ضرغام کیا جاگتے ہو ضرغام
نے جواب نہ دیا ایرج کو گمان ہوا کہ یہ تو سو گیا یہ خیال کر کے سو رہا اور خراٹے لینے لگا مگر ضرغام دم بخود سے
سونے والوں کی صورت بنائے پڑا ہوا تھا خراٹے کی آواز سنکر اٹھا کہ ایرج سو گیا پھر دل میں آئی کہ اسے بیہوش کر کے
اور سرداران اسد کو چھڑا کر لیچلیے پھر خیال آیا کہ ایسا نہو یہ راز کھلجائے تو غضب ہو جائیگا کل جیسا ہوگا ویسا

ہوگا مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد یہ خیال کرکے یہ بھی سو رہا مگر شاپور نے صدائے نفس سے پہچانا کہ دونوں سو گئے ہیں قریب ضرغام شیردل کے آیا اور کچھ عیاری میں بیہوشی رکھکر قریب ضرغام کے لیگیا بس جیسے ہی اوپر کی سانس لی بیہوشی اسقدر پھونک دی کہ بغیر صبح ہوئے ہوش نہ آسکے اور آپ شاپور بھی خیمے سے نکلکر اپنی خوابگاہ میں آکے سو رہا غرض جب صبح ہوگئی ایرج اٹھا اور تمام سردار رئیس اپنے اپنے خیموں سے نکلنے لگے مگر ضرغام شیردل کو ابھی تک ہوش نہیں آیا ایرج نے شانہ ہلایا اور پکارا ای ضرغام اٹھو صبح ہوئی لیکن وہ اسی طرح پڑا ہوا ہی جواب نہیں دیتا تب تک شاپور اپنی خوابگاہ سے اٹھکر ایرج کے خیمے میں آیا دیکھا کہ ایرج ضرغام کو جگا رہا ہی کہا ای شہریار میں نے اسے بیہوش کر دیا تھا کہ آپ سے دغا نہ کرے ایرج نے کہا اچھا اب اسے ہوشیار کر دو شاپور نے کہا اسے خود گھڑی دو گھڑی میں ہوش آجائیگا اگر میں ہوشیار کرونگا وہ سمجھ جائیگا کہ کسی نے مجھے بیہوش کیا تھا ایرج نے کہا تجھے وہم ہوئی ہی تجھے اس سے وعدہ خزانہ جمشیدی بتانے کا ہی جلد ہوشیار کر دو شاپور ہر چند مانع ہوا ایرج نے نہ مانا شاپور مجبور ہوکر فتیلہ رفع بیہوشی لیکر جیسے ہاتھ قریب ناک کے لیجانے لگا ضرغام کو اتفاق سے ہوش آگیا دیکھا کہ شاپور ایک فتیلہ لیے ہوئے ہی پکارا کیوں اے مہتر جی یہ کونسی مردانگی ہی کہ اپنے مہمان کو بیہوش کرکے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا شاپور نے کہا میں تمھیں ہوشیار کر رہا ہوں ای ضرغام تو نا میں سوتا تھا یا بیہوش تھا تجھے مکر کرتے ہو شاپور نے کہا میں نے تمھیں رات کو بیہوش کیا کہ تم مال کسی نہ جانا اسوقت ہوشیار کرنے کو تھا کہ تمھیں خود ہوش آگیا ضرغام چپ ہوا لیکن کہا کہ یہ عیار بلا سے بیدار رہا ستور با پہلے سے انتقام کر لیا یہ باتیں تو اسمیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملتی ہیں وہ بھی اسیطرح حفظ ما تقدم کر لیتے ہیں آخر میں ایرج نے کہا ای ضرغام چلو خزانہ بتاؤ ضرغام بولا بسم اللہ چلیے غرض ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ آہن حصار کی طرف روانہ ہوا جب قریب اس قلعے کے پہونچا وہ لوگ جو اسد کی طرف سے اس قلعے میں تھے انکو خبر ہوئی کہ ایرج آتا ہی انھوں نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا آمادۂ جنگ ہو بیٹھے ضرغام نے ایرج سے کہا آپ یہاں اتریے میں دروازہ قلعے کا کھلوا دیتا ہوں ایرج سامنے قلعے کے اترا ضرغام شیردل سامنے قلعے کے آکر پکارا کہ صاحبو اگر مجھے تم جانتے ہو کہ میں عیار ہوں اسد بن کرب دلاور کا اور اسکی جانب سے تم سب پر حاکم ہوں تو دروازہ قلعے کا کھلوا دو اور جو کچھ میں کہوں وہ تم کرو سبھوں نے آپس میں کہا کہ بیشک ضرغام کو ہم پہچانتے ہیں اسد جانتے ہیں اور اسکے کہنے سے باہر بھی نہونگے مگر عقل یہ کہتی ہی کہ پہلے دریافت تو کر لو کہ یہ ضرغام اصلی ہی یا نقلی ہی یہ مشورہ باہم کرکے پکارے کہ ای ضرغام شیردل ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ تو ضرغام اصلی ہی ضرغام بولا اگر تمھیں اسد نے رخصت کیا اور دو چار نشانیاں ایسی دیے کہ جو شک دور ہو سکے تھے جنسے کوئی واقف نہ تھا وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حقیقت میں ضرغام ہی بس دروازہ قلعے کا کھولدیا ضرغام شیردل اندر قلعے کے آیا سبھوں سے ملاقات کی اور کہا کہ صاحبو میں چاہتا ہوں کہ ابن حکیم و حارث بن سعد وغیرہ سرداران اسد سے جو ایرج پاس قید ہیں انکو رہا کراؤں اور یہاں تو ایرج پانیکا نہیں ایسا اسد تو دا نہیں ہو کہ مال اسکا ایرج پاس رہے میں تم سب کو ایرج پاس لیے چلتا ہوں اس سے تمھیں خلعت دلواؤنگا قلعہ میں لاؤنگا مال و خزانہ دکھاؤنگا اور کہونگا کہ صبح کو سب مال و خزانہ اپنے قبضے میں سمجھیے گا وہ سرداروں کو پاس کرکے سپرد جو اسکے کریگا بس ہم تم سب رات کو قلعے سے نکلکر چلدینگے ایرج صبح کو اپنا سر پیٹتا رہ جائیگا سبھوں نے کہا جیسی تمھاری رائے ہو ہم ہر وقت میں تمھارے مطیع ہیں غرض ضرغام شیردل سبکو ہمراہ لیے ہوئے قلعے سے نکلکر پاس ایرج کے لیچلا ان کے آیا نذریں گذرانیں ایرج بہت خوش ہوا نذریں لیں انکو کرسیاں بیٹھنے کو دیں خلعت بیش بہا عنایت کیے ضرغام نے ایرج سے کہا کہ آپ چلیے خزانہ دیکھیے ایرج ساتھ ہوا ضرغام قلعے کے اندر لایا

احمر زرین تاج سے نذر دلوائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا حال پوچھا ضرغام نے کہا کہ مالک قلعہ یہی ہیں اُسکے
ضرغام ایرج کو وہیں کھینچ کر لایا اور منہ خزانے کا کھولکر دو تین صندوق نکالے اور سامنے ایرج کے قفل اُسکے
کھولے جواہر بیش قیمت اُنہیں سے نکلا ایرج بہت خوش ہوا تحسین و آفرین ضرغام پر کی ضرغام نے اور ایک
چاہ کا منہ کھولا اُسمین سے بھی کئی صندوق نکالکر کھولے اُسمین اشرفیاں بھری تھیں ایرج کا یہ عالم ہوا کہ خوشی
کے مارے اُچھلنے لگا ضرغام کو گلے سے لگا لیا اور بہت بھاری خلعت دیا اور اُسیوقت وہ سرداران اسد جو کہ
قیدی تھے خلاص کرکے ضرغام کے سپرد کیے ضرغام نے کہا اب آپ اپنے پہرے قائم کیجیے صبح کو آکر نکلوا لیجیے گا
خیر آپ تو مجھے دغاباز جانتے تھے اب تو میں آپ سے سرخرو ہوا ایرج نے کہا کہ بھی مرد ایسے ہی ہوتے ہیں جو منہ سے
کہتے ہیں وہی کرتے ہیں تمہاری کیا بات ہے اور اُسیوقت اپنے پہرے بلوا کر خزانے پر قائم کیے اور ضرغام سے
کہا کہ ابھی تم اسد کی تلاش کو نہ جانا کل جسوقت ہم خزانہ لیکر چلے جائیں اُسوقت تم بھی تلاش اسد کو جانا
ضرغام بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ایرج تو قلعے میں سے چلا گیا ضرغام نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شب کو
کوئی دو گھڑی رات گئے لوگ جو ایرج کے خزانے پر تھے اُن سبکو کھانا بھجوایا وہ کھانا کھا کر بیہوش ہوے
ضرغام نے اُن سبکے سر کاٹے اور تمام مال و اسباب لیکر مع احمر زرین تاج اور سرداران اسد وغیرہ نقب کے
راستے سے نکل گیا جاتے جاتے قریب صبح کے قلعے سے کوئی دس بارہ فرسخ پر آکر ٹھہرا سب سرداروں سے کہا کہ تم
مع لشکر کوہستان میں ٹھہرو میں اسد کی تلاش میں جاتا ہوں خدا چاہتا ہے تو ڈھونڈھ کے لاتا ہوں یہ کہکر
ایک سمت روانہ ہوا یہاں ایرج جو صبح کو بیدار ہوا مع فوج خوشی خوشی قلعے پر آیا دلمیں کہتا ہے کہ بڑے بخت
کا مال ہاتھ لگا مگر دروازہ قلعے پر جو پہونچا بند پایا کہا کہ دیکھیے کیا بھید ہے دروازہ کیوں بند ہے دو چار آوازیں
دیں جب کوئی نہ بولا حکم دیا کہ کھود ڈالو دروازہ اُسیوقت بیلدار آگئے بڑھ کر آسکے دروازہ اُکھیڑا اندر قلعے کے
آسکے تو کیا دیکھا کہ جو لوگ پہرے پر قائم کیے تھے وہ مرے پڑے ہیں اور کسی کا پتا نہیں ایرج حیران ہوا
کہ یہ کیا معرکہ ہے دیلم شاطر زنگی سے کہا کہ قلعے کے لوگ کہاں چلے گئے ضرغام کیا ہوا اگر یہ گمان ہو کہ سب
مال و اسباب لیکر نکل گئے تو خلاف عقل ہے کسواسطے کہ رات بھر میں اتنا بڑا خزانہ کیونکر لیگئے دیلم شاطر بولا
ای شہریار کچھ نہ کچھ تو فتور ضرور ہے خزانہ ہاتھ لگنا بہت مشکل ہے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خزانہ یہاں نہیں ہے اگر یہاں
ہوتا تو ضرغام یہ فتنہ جنگ نہ اٹھاتا ایرج نے کہا اے دیلم مجھکو بھی کھٹکا معلوم ہوتا ہے جلدی چلکر خزانہ دیکھو
غرض خزانے پر آکے دیکھا تو چوکی پہرے والے مرے پڑے ہیں یقین ہوا کہ خزانہ میں ضرور کچھ نہ کچھ خلل ہے اور
صندوقوں کو جو کھلوا کر کھلوایا دیکھا تو اُسمیں کنکر پتھر بھرے ہیں بعضوں میں پرانے جوتے نکلے ایرج
نے ہاتھ پر ہاتھ مارا پشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ لہو بہنے لگا کہا کہ افسوس یہ عیار مجھکو بڑا فریب دے گیا
اور سرداروں کو لیگیا لوگوں نے عرض کیا پیر و مرشد رات بھر تو ہم سب قلعے کے گرد پہرے پر تھے
غرض قلعے بھر میں ڈھونڈھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ راہ نقب سے نکل گئے ایرج ناچار افسوس کرتا ہوا قلعے
باہر نکلا ہرکاروں کو خبر کی اسطرح چاہا کہ کہیں دیکھ آنے کے لوگ چھپے ہوں تو خبر لاؤ ہرکاروں نے ہر چند تجسس کیا
مگر کہیں سراغ نہ لگا ایرج مجبور رو ہانسے پھر کر داخل لشکر ہوا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے
کہا کہ زیادہ اچھا یہ پرستان یہ اسد و ضرغام دونوں بلا ہے بے درمان ہیں بال نکالا تو ہاتھ آنا دشوار ہے یہی غنیمت جانیے کہ آپ
بخیر و خوبی چلے آئے ایرج نے کہا اب میں یہاں نہ ٹھہرونگا قلعہ ذوالامان پر جاکر دنگا یہ کہکر اس تیاری میں مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد کو کشتی مین بٹھا کر لیگیا تھا آنکھ جو اسد کی کھلی ایک باغ مین اپنے کو پایا دیکھا کہ باغ نہایت پرتکلف
ہے نہرین دو طرفہ جاری ہین بیچ مین چمن ہے کہ جسمین چھوٹے چھوٹے درخت ہین انواع اقسام کے پھول کھلے ہو
ہین جانوران مختلف اللون خوش الحانیان کر رہے ہین ایک قصر پرتکلف پر جو نظر پڑی عجب قطعہ دیکھا کہ در و دیوار
مین جواہر کی نقش کاری ہے بیلین گلبوٹے بنے ہوے کہ جیسے سامنے فضا باغ کی گرد ہو گئی بیچ مین فرش بچھا ہے مسند
لگی ہوئی ہے نازنینان مہ جبین گرد و اطراف مین مسند کے بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین قد در گوش مرصع پوش
دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے بیٹھی ہے نظر جو اسد کی اسپر پڑی بس ٹھنڈا سانس بھرا اور دھرتے سے پوچھ لیا کہ نہین معلوم
یہ کسکا ناموس ہے نامحرم عورت کو نہ دیکھنا چاہیے بس جیسے ہی پلٹ کر چلا تھا کہ آواز اُسکی کان مین آئی کہ اے جوان
تو عجب مرد ہے کہ عورت سے بھاگتا ہے اسد نے جواب دیا کہ ہم خدا پرست ہین کسی کے ناموس کو نہین دیکھتے اتنے
مین وہ نازنین مسندنشین اُٹھی اور پکاری مین کسی کا ناموس نہین ہون میرا ہی باغ ہے آپ تشریف لائیے اور
قریب اسد کے آکر ہاتھ اسد کا پکڑ کر لیے چلی گئی اور مسند پر لا کر بٹھایا اسد نے کہا اے ملکہ مین حیران ہون یہان
مجھے کون لایا اُسنے کہا اے شہریار آپ اندیشہ نہ کرین مین آپکو اٹھا لائی ہون اسد نے کہا کیون کہا کہ مین آپکو
طلسم جمشیدی مین دیکھکر عاشق ہوئی تھی اب آپ میرا مدعاے دل پورا کیجیے یہ کہکر بانہین گردن مین ڈالدین
اس بیباکی پر اسد سمجھ گیا کہ یہ لکاتہ جادوگرنی ہے پوچھا صاحب شوق تو ذرا سنبھالو مین کہین بھاگا جاتا ہون
آخر تمہارا نام کیا ہے اتنی بیتابی عورت کو زیبا نہین اُسنے کہا میرے دلکو تیری مفارقت کی تاب نہین نام نشان پوچھنے
کیا مطلب کام سے کام ہے اسد نے کہا جبتک نام نہ بتاؤگی مین تجھسے بات بھی نہ کرونگا اُسنے کہا کہ نام میرا
سنگلاخ جادو ہے اگر تو میرا کہنا مانیگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی تمام زمانے کا حاکم کر دونگی مگر
اسد پر تا ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا اپنے دلمین سوچا کہ جادوگرنی کو ملکر مارنا چاہیے اگر انکار کیا تو خرابی ہوگی
یہ سوچ کر بولا اے سنگلاخ جادو مین بھی تمکو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا ہون معلوم ہوتا ہے تمنے سحر سے
دلکو بند سحر اپنی طرف رجوع کر لیا ہے وہ بولی اے شہریار قسم ہے سامری و جمشید کی کہ مینے اسوقت تک
آپ پر سحر نہین کیا اسد نے کہا اے ملکہ تمہارا حسن دلفریب ساحر ہے سنگلاخ جادو نے ہنسکر سر جھکا لیا
اپنے دلمین سمجھی کہ یہ حقیقت مین فریفتہ ہے اسد بولا اے ملکہ تمنے بڑا احسان مجھپر کیا کہ لڑائی سے بچا کے لے آئین لگا
چاپلوسی کرنے ساحرہ سمجھی کہ شاید یہ میرے دام مین گرفتار رہوا حکم کیا کہ لاؤ اسباب عیش موجود کرو ایک وقت
کشتیان شراب وکباب کی سامنے لا کر رکھی گئین طبلے پر تھاپ پڑی لگا تین ناچنے لگین ساقیان سیمبر پیمانہ
جام بھر کر سامنے لاے اسد نے اپنے پاس کلالی شراب کی لی اور سنگلاخ جادو کو پلانے لگا مگر موقع
بیہوشی ملانے کا نہین پایا جب خوب شراب پلا چکا سنگلاخ جادو مست ہو لپٹنے لگی بوسہ بازی ہونے
لگی لوگ یہ رنگ محفل کا دیکھکر ہٹ ہٹ گئے اسد نے سنگلاخ جادو کو گود مین اٹھا لیا اور مسہری
کیطرف چلا وہ تڑپنے لگی بوڑھے نخرہ کرنے لگی کہ صاحب یہ کیا کرتے ہو مین کسی اور امیر کی بیٹی خراب نہین ہو
اسد نے مسہری پر لٹایا اور دست درازی کرنا شروع کی ایک مرتبہ کہا کہ ملکہ یہ بالا تمہارے گلے مین نہایت اچھا ہے
اُسنے کہا تمھین پسند ہو تو لو مین اتارے دیتی ہون اسد نے کہا اچھا مین خود اتارے لیتا ہون یہ کہکر
ہاتھ دونون گلے پاس لیگیا بھلا اب اسد کہان چوکتا ہے دونون ہاتھون سے ایسا گلا اسکا گھونٹا کہ چہرہ بادنجانی ہوگیا

دم اسکا نکل گیا روح واصل جہنم ہوئی ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اسکا نات ہو کے کہ جہان ہو کر
اڑ گئے ہیرا سکے خاک اڑانے لگے آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام مین سنگلاخ جادو بود اسکے بڑی دغابازی ہی
دیوانے نے میرے ساتھ عاشق بنکر میری جان لی اب جو بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو باغ اُس کیفیت
پر تھا اسد نے لاش اُسکی اٹھا کر سپرد الدہی باقی اور جتنی عورتین تھین وہ آکر اسد کے قدمون پر گرین
عرض کیا اے شہریار یہ مردار ہمکو پکڑ لائی تھی کام خدمت لیتی تھی اور ظلم کرتی تھی حضور کی بدولت ہم سب اُسکی
قید سے چھوٹے اب آپکو اختیار ہے ہم سب کنیزین آپکی ہین اسد نے کہا کہ مجھے تم سے کچھ سروکار نہین ہے جہان
جی چاہے چلی جاؤ انہون نے عرض کیا کہ ہم آپ ایسے آقا کو چھوڑ کر کہان جائینگے اسد نے کہا اگر میرے ساتھ رہنے کا
ارادہ ہے تو دین اسلام اختیار کرو اُنہون نے کہا کہ فرمائیے تو ہم آپکو سجدہ کرین اسد نے کہا نہین یہ بھی کفر
ہے اور بہت سی تعریف خداوند کریم کی بیان کی وہ سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین اب اسد کو فکر ہوئی کہ
مال و خزانہ اسکا بہت کچھ نکلا ہے کیونکر لیجاؤن یہ اسی فکر مین تھا مگر اب حال سنیے عمر نامدار شیردل کا کہ
تلاش مین اسد دلاور کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب شام ایک ایسے صحرا مین پہونچا کہ جہان نہ درخت نہ پانی نہ دانہ
کچھ معلوم نہین ہوتا بھوک کی شدت دن بھر کی زحمت کھانے کیا پینے کیا رہیے کہان متردد و متفکر دعا کرتا ہوا کہ اے
معبود و شفیق و اے رازق حقیقی مجھکو طعام سے سیر کر کیونکہ سخت بیتاب ہون میرا عجیب حال ہے یہ عرض کر کے قدم آگے
بڑھاتا ہو گا اب رات ہو گئی ہے کہ ایک چراغ سامنے نظر آیا عمر نے سمجھا آبادی ہے شاید ادھر کوئی قصبہ پڑا ہے
اسی طرف کا رخ کیا جاتے جاتے قریب پہونچا تو ایک مندھی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک فقیر باریش سفید بیٹھا ہوا ہے
تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہے عمر بہت خوش ہوا کہ یہ فقیر مسلمان ہے سامنے آکر کھڑا ہو رہا فقیر نے
قرآن پڑھنے مین انگلی سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا عمر چپکا کھڑا رہا جب تو فقیر نے ختم کر کے کہا اے شخص
تو کیا اندھا ہے میرا اشارہ نہین سمجھا عمر سلام کر کے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ فقیر صاحب کامل ہے عرض کیا کہ
شاہ صاحب مین سرگشتہ ... جستجو ہون مجھکو گھڑی بھر کہین قرار نہین ہے کیونکہ نہین معلوم ہے کہ آقا
اسد غازی پر کیا گذری فقیر نے کہا بابا وہ خیریت سے ہے تو نہ گھبرا اسنے ایک جادوگرنی کو مارا ہے
... اس ساحرہ کو مارا اور مال و خزانہ اپنے قبضے مین کیا لیکن اس تردد مین ہے کہ کیونکر لیجاوے
عمر نے کہا شاہ صاحب مجھکو اسکا پتا ... شاہ صاحب نے ایک نقش لکھکر دیا اور کہا ...
ہوا ... اسد غازی کا ... نقش ... عمر ... سلام کر کے
چلا ... نقش ... طرف عمر ... جاتے جاتے ...
درخت سامنے ... عمر قریب ان درختون کے پہونچا دیکھا تو باغ ہے لیکن سنسان ...
ہو رہا ہے اور ... کہ اسد غازی کھڑا ہوا ہے لیکن متردد اور چند عورتین گھیرے کھڑی ہین عمر
نے سلام کیا دوڑ کے لپٹا اسد نے گلے سے لگایا اور حال لشکر کا پوچھا عمر نے تمام حال ایرج کا بیان
کیا اسد نے کہا اے عمر جا کر ہمارے لشکر کو بھی یہان سے لے آؤ تو چلین کیونکہ اس مال کو فقط ہم ...
نہ لے جا سکینگے عمر یہ سنکر روانہ ہوا اسد نے اس روز وہین توقف کیا عمر دوسرے روز لشکر کو لیکر
پہونچا جنہون نے ملازمت اسد کی ... خوش ہوئے ... اسد مال و اسباب ...
کا لدوا کر روانہ ہوا ... گرد و غبار بلند ہوا عمر ... روانہ ہوا ...

آکر عرض کیا کہ سردار لشکر چوپین بن اسفندیار خان زریخ آبادی خزانہ لیے ہوے ایرج پاس جاتا ہے اسد نے کہا کہ چھوڑتا اسے کب ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جاے اور آگے سرراہ صف باندھکر کھڑا ہوا اُدھر سے چوپین نے سنا کہ اسد دیوانہ سدراہ ہوا ہے کہا کہ قضا اسکی دامنگیر ہوئی ہے اور اسنے بھی صف آراستہ کرائی مرکب چمکا کر میدان مین آیا ادھر سے اسد شیر دل گھوڑا اُڑا کر پہونچا مقابلہ ہوا اسنے کہا کہ او دیوانے یہ مال و خزانہ مین ایرج صاحبقران کیواسطے لیے جاتا ہون تو کیون سدراہ ہوا ہے اسد بولا او حرامزادے یہ مال صاحبقران دوران ثانی سلیمان امیر گیتی ستان کا ہے کب تجھے لیجانے دیتا ہون اسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر نیزہ مارا اسد نے نیزے پہ روکا لگی نیزہ بازی ہونے اسد نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا لبن پیشتی سی چوپین آگ ہو گیا کہا نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راستبازی سے اسنے یہ کہکر تلوار ماری اسد نے تلوار اسکی رد کرکے جو ہاتھ مارا سپر کو کاٹا سر پٹی کو خود و دوبلغہ مغفر چار آئینہ زرہ توپچہ کو کاٹ کر مثل سر کے جبڑے کو کاٹا ادھر ادھی گردن سے مانند قطرۂ آب کے گذر گئی صندوق سینہ سے مثل سیماب کے گذر کر تمام جسم کو کاٹ کر زین کو کاٹا مدزین کو کاٹا خوگیر کو تراشا گیدی کے کو قلم کرکے زیر تنگ بوسہ دیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے اسکے ہمراہیون نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا اسد پر دوڑ پڑے اسد بھی مانند شیر غضبناک کے حملہ آور ہوا سپر بدست چپ تیغ بدست راست جا پڑا ادھر سے رفیق اسد کے اور چالیس ہزار قزاق توقین بجا بجا کر فوج کفار پر آ پڑے لگی تلوار چلنے ہنگامہ محشر برپا ہوا کشتون کے پشتے بند ہو گئے لاش پر لاش گری ہوئی تھی دریاے خون رواں تھا تلوارین جو کشتہ سپاہیون کی گری پڑی تھین قبضے اسکے مانند نہنگ خون آشام کے معلوم ہوتے تھے اور بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین لاشین جو زرہ پوشون کی گری ہوئی پڑی تھین تو معلوم ہوتا تھا کہ زمین خوف سے بہادرون کے زرہ پوش ہوئی ہے تیر جا بجا میدان مین گڑے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زمین کے رونگٹے کھڑے ہوے ہین دریاے خون مین سپرین مانند کچھوون کے تیرتی پھرتی ہین غرض اس سرزمین پر ایسی خونریزی ہوئی کہ یقین ہے کہ کبھی سبزہ وہان نہ اُگیگا بلکہ بجاے سبزہ لالہ اُگیگا وہ بھی داغ بدل یادم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہتا ہے غرض دو پہر کامل لڑائی رہی آخرکار فوج بے سردار شکست خوردہ بھاگی لاشا اُس کافر کا مع اٹھا لیا لیکن خزانہ اسد کب لیجانے دیتا ہے سب مال و اسباب چھین لیا اور دو امنہ کوہ مین آکر خیمہ برپا کیا مگر وہ لوگ لاش چوپین بن اسفندیار خان زریخ آبادی کی لیے ہوے سامنے ایرج نوجوان کے پہونچے اور تمام حال اسکے مارے جانے کا بیان کیا ایرج متاسف ہوا اور سانکی تسکین کو کہدیا کہ وہ دیوانہ بھی ادھر آتا ہوگا دیکھو اسسے کیسا عوض لیتا ہون اور لاہوت شاہ سے حکم کیا کہ تم لشکر لیکر قلعۂ ذوالامان پر چلو مین بھی آتا ہون لاہوت شاہ فوج بے پایان لیکر جہازون پر سوار ہوکر روانہ ہوا ادھر ایرج نے کہا دیوانہ آتا ہوگا سامان جنگ تیار رہے آنکھ تو یہین چھوڑ دیے

اب چند کلمے داستان حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر عالمگیر بر جدولکار کو فتح کرکے تعاقب مین لقا کے روانہ فرمونیہ ہوے ہین و تراست جہاز چلے جاتے ہین ایک روز دو پہر ڈھلی چلی ہے کہ وہ جہاز جو آگے تھے ان مین شور و غل پیدا ہوا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی دریافت تو کرو یہ غل کیسا ہے غرض ملاحون کو بلا کر پوچھا انھون نے بیان کیا کہ یہان سے دو تین میل راہ طے کیجائیگی تو ساحل پر پہونچینگے وہان ایک شہر ہے مانند کشمیر کے آب و ہوا بہت عمدہ ہے کہ اگر مرد پیر چند دن رہے تو جوان ہو جاے شہر تو ایسا اچھا ہے مگر لوگ وہان کے بد سرشت ہین سب بلند بالا قوی ہیکل ہین سر کے مانند

فیل کے چنگال مانند شیر کے لڑائی مین ایسے ہین کہ شیر اُنسے بھاگتا ہے وہان کے ایک آدمی سے دس آدمی عہدہ برآ
نہونگے امیر کشور گیر نے یہ سنکر فرمایا کہ رب کعبہ مین بغیر اس شہر کو لیے آگے نہ بڑھونگا مین مرد نہین جو اس شہر کو
نہ لون جہاز جلد اسیطرف چلین سبھون نے دیکھا کہ صاحبقران قسم کھا بیٹھے ہین اب کسیطرح نہ باز رہینگے
رات بھر جہاز چلا کیے سبھون کو اندیشہ لڑائی کا تھا کہ دیکھیے کیا ہوگا اُن بدنہادون سے کیونکر سامنا ہوگا جب صبح ہوئی دور
سے وہ شہر نظر آنے لگا صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب دلاور کیطرف دیکھا اور فرمایا تم دونون
اپنے لشکر کو لیکر پار اُترو اور نگہبانی لشکر کی کرو کہ کوئی کسی پر ظلم و تعدی نہ کرے و بھولی مین سبکی مصروف رہو عدل و انصاف
سے کام لو بدیع الزمان اور کرب یہ حکم سنکر رخصت ہوئے دریا سے پار اُتر کر دامنۂ کوہ مین خیمہ اپنا برپا کیا امیر بھی
بعد کو روانہ ہوئے مگر حال اسطرف کا سنیے کہ بادشاہ اس شہر کا ارقیل بے بہرہ ہے ہرکارون نے جاکر اسے خبر دی
کہ لشکر حمزہ کا تعاقب مین لقا خدا کے آیا ہے جو نیرجب لنگارست ملک فرشوشیہ کو گیا تھا آیا ہے اور قبل حمزہ کے
آنے سے دو فرزندون نے اُسکے اس پار آکر خیمہ برپا کیا ہے ارقیل نے کہا قضا اُنکی لائی ہے اور حکم دیا فوج کو تیاری جنگ
کرے شہر سے باہر نکل کر خیمہ برپا کرو غرض فوج اُسکی مقابل لشکر اسلام آکر اُتری ارقیل خیمے مین داخل ہوا اور حکم
دیا کہ بجے طبل جنگ صبح کو ان لوگون کو مار کر بھگا دونگا اسیوقت طبل جنگ بجا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان و کرب
دلاور کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین
صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کرکے چلے گئے چرخیل فیل سر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اے عرب تم کو
ایسا غرہ تمہین اپنی شجاعت کا ہے کہ ہم گھر بیٹھون پر سر چڑھ کر آئے ہو کیون شامت تمہاری آئی ہے جلد یہان سے واپس
پھر جاؤ نہین تو ذلیل ہوگے مارے جاؤگے یہان سے بہادرون نے جواب دیا کہ اے کافرو اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مسلمان
ہو کر مال سنبھالا تو باز ٹھکر چلے آؤ اسمین بہتری ہے نہین تو واصل جہنم ہوگے چرخیل فیل سر حریص طبیعت یہ آواز سنکر نہایت غضبناک
ہوا کہا کہ اگر دعوی مردانگی ہے تو نکلو مقابلہ کرو بس یہ سنتے ہی قباد دین ستون اسلام کرب نے حرب پر نظر کرکے امیر ہر بے ترکیب
حمد کا کر اسکے مقابل ہوا چرخیل فیل سر لنگا مبارز ہوا کئی قدم گھینٹا اُس فیل سر کا پیچھے ہٹ گیا اسدا کرب رانون مین
مار کر مقابل کرب دلاور ہوا بعد از گفتگو کے بسیار رد پشت نہنگ کرب دلاور پر مارا کرب نے پشت شمشیر پر روکی
جو وہ تیغہ کر ہونٹ اسپر وار کیا کر گردن چار ٹکڑے ہوئے لاش تڑپنے لگی یہ حال دیکھکر بھائی اُسکا کہ کیل فیل سر
بھائی کا خون دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی بیتابانہ لکارتا ہوا دوڑا کہ ارے غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مار ڈالا اُسکا عدل
نظر نہ آتا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور یہ پر کرب سنکے ہو نکلکر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی اور نعرہ کیا کہ اے کافر
ایک ضرب میری بھی روک یہ کہکر تیغہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر یا تو سر پر چمکا تھا یا زیر تنگ ہو نکلا واصل جہنم ہو چار ٹکڑے
ہوے اسیطرح کرب نے اُس روز چھتیس فیل سرون کو مارا جنگ مغلوبہ ہوئی بہت سے فیل سر مارے گئے قریب تھا
کہ شکست کھائین کہ از بہر دہ بیابان گرد سے برخاست تیرہ سیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دنیا سیاہ گردید
زمین پیچیدہ دل گرد سے فوج گلیم گوشون کی پیدا ہوئی آکر فیل سرون کی شریک ہوئی تو وہ بھاگا چاہتے تھے پانو
تقویت سے ٹھہر گئے اور تلوار چلنے لگی لیکن گلیم گوشون کی جنگ سے فوج اہل اسلام کی پسپا ہونے لگی قریب تھا
کہ شکست ہو جائے کرب و بدیع الزمان دونون جیداری کیے ہوئے لڑ رہے تھے کیونکہ بازو شل ہوگئے تھے
لیکن دل سے دعا کر رہے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا ایک غبار بلند ہوا آواز طبل سکندری کی آئی اور
حمزہ صاحبقران بالشکر بے پایان نمودار ہوئے کہ وہ شہر یکہ احوال لشکر کرب و بدیع الزمان کا دگرگون

اسیوقت حکم دیا کہ ہان مار لو ان نابکارون کو تمام پہلوان ان کافرون پر حملہ آور ہوئے اسقدر گلیم گوشون کو
قتل کیا کہ آخرکار فیل سر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے ادھر امیر کشورستان بدیع الزمان و کرب کو ساتھ لیکر
مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوئی پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے زخمیون کو اپنے سامنے بلوا کر ٹانکے لگوائے
ادھر فیل سر جو بھاگ کر اپنے خیمے مین آئے جو زخمی تھے انکو زخمون مین بخیہ کرایا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ادھر لشکر اسلام
مین بھی رات بھر نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صف باندھکر کھڑے ہوئے طائر فیل سر اپنے بادشاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب سے اترکر سامنے تخت بادشاہ
اسلام کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے بدیع الزمان بار دگر سوار ہوکر
مقابل اس فیل سر کے آیا لگا ورزش ہوا بدیع الزمان کا مرکب چار قدم پیچھے ہٹا طائر فیل سر کا گھوڑا اکڑی سات قدم
پیچھا ہٹا [illegible] گھوڑون کو [illegible] ایک دوسرے کا مقابل ہوا طائر فیل سر [illegible] اپنا نام بتا
بیان کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے فرمایا کہ نام میرا شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر ثانی
تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہے بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا [illegible] خوبی شد انجمن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن یہ سنکر اسنے کہا اے پسر حمزہ پہلے تو وار اپنا مجھ پر کر لے آرزوے دلی پوری کر لے کہ حسرت دل مین باقی نہ رہے
فرمایا اہل اسلام کا یہ دستور نہین ہے کہ پیشدستی کرین تو اپنا حربہ پہلے کر لے جب خدا اسکے زور سے بچا لیگا تو مین بھی
اپنی قوت دکھاؤنگا اسنے کہا معلوم ہوا کہ [illegible] اپنی [illegible] خبردار رہنا یہ کہکر [illegible] تیغ شمشیر [illegible]
خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ مارا بدیع الزمان نے آتی تلوار پر [illegible] تلوار ماری کہ [illegible] اس کا [illegible] ٹوٹ گیا اسنے اپنا
گرز گران سر سات سو من کا اٹھا کر سر پر [illegible] بدیع الزمان پر مارا شاہزادہ نے [illegible] گرز [illegible]
[illegible]
[illegible] گردن [illegible]
[illegible] خاک [illegible]
[illegible] بدیع الزمان [illegible]
فیل سر [illegible] مارا گیا
بدیع الزمان نے [illegible] مبارز طلب کیا [illegible]
[illegible]
شاہزادہ [illegible]
خود بدیع الزمان بھی [illegible] بیہوش [illegible] تلوار [illegible]
[illegible]
[illegible] فیل سر [illegible] بدیع الزمان [illegible] فوج اسلام
حملہ آور ہوئی تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی قریب شام فیل سر [illegible] شکست کھا کر بھاگے [illegible]
[illegible] اہل اسلام نے [illegible] امیر نے فرمایا [illegible]
اسیوقت نقارہ [illegible] فیل سر [illegible] زخم [illegible] ہوش آیا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
غرض رات بھر نقارے [illegible] صبح [illegible] سامنے قلعہ کے آ [illegible] گولہ چلنے لگا

کہ عالم تیرہ و تار ہو گیا وہ جو لوگ پرورش کرتے گئے تھے بہت سے مارے گئے باقی پھر آئے لیکن بدیع الزمان نامور گرز گران
ہاتھ میں لیے ہوئے گرز سے رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا اوسکا فرو آ پہونچا میں قلعے پر سے ماتا متوالا پیل کا گرہ
بار دو کی ہتھیاں پڑنے لگیں سبکو اس شہریار نے رد کیا خندق پھاند کر پار گیا گرز کو چرخ دیکر دروازے پر مارا کہ دروازہ
ٹوٹ کر گرا بدیع الزمان اندر قلعے کے داخل ہوا فوج اسلام بھی آگئی اور بہادر بھی عقب میں چلے آتے تھے سب قلعے میں در کر
تلوار چلنے لگی غل غلہ گیر و دار برپا ہوا قتل عام ہونے لگا عین گرمی جنگ میں ارقبیل سب بہروسے اور بدیع الزمان سے سامنا
ہوا ارقبیل نے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر جو کمرگاہ پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ بادشاہ
مارا گیا فوج نے طبل امان بجا دیا اور چہار طرف سے غل ہوا کہ دوہائی ہے حمزہ صاحبقران کی بدیع الزمان نے ہاتھ روک لیا
تمام روسائے شہر مجتمع ہو کر خدمت میں امیر کشورگیر کی حاضر ہوئے اور عرض کیا جو حکم ہو وہ ہم بجا لاویں خطا ہماری
معاف کیجیے بادشاہ ہمارا زبردستی تھا وہ مارا گیا ہم آپسے لڑنے کو راضی نہ تھے امیر نے خطائیں انکی معاف کیں اور سبکو تلقین
دین اسلام کیا تمام قبیل سر اور گلیم گوش کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے فرعون و لقا پر لعنت کی امیر کشورگیر نے بیٹے کو
ارقبیل کے کہ نام اسکا غوقبیل ہے بادشاہ کیا اور تمام بتخانے تڑوا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈلوائی سکہ و خطبہ بادشاہ
اسلام کے نام پر جاری ہوا ایک ہفتہ وہاں صید و شکار میں مصروف رہے بعد اسکے جہازوں پر سوار ہو کر تعاقب
میں لقائے ملعون کے روانہ ہوئے بعد چند روز کے کشتیاں قریب ساحل پہونچیں دور سے کنارہ دریا پر چند آدمی
اس شکل کے دکھائی دیے کہ سر انکے مانند شیر کے تھے اور جسم انکے مثل انسانوں کے تھے انھوں نے جو کشتیوں کو آتے
آتے دیکھا غل مچایا کہ خبردار ادھر نہ آنا لشکر اسلام والوں نے جو یہ صورتیں دیکھیں متعجب ہوئے خبر صاحبقران کو
پہونچی ملاحوں کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انھوں نے عرض کیا الشہریارا یہ جزیرہ شیروں کا ہے اور بادشاہ انکا
آدمی ہے نہایت شجاع اور بہادر کہ اپنی قوت بازو سے ان سبکو زیر کیا ہے نہایت خوبصورت شخص ہے کہ چہرہ مثل
آفتاب کے رنگ مانند گلاب کے آنکھیں نرگس شہلا پر چشمک زن ہونٹھ نازکی میں برگ گل سوسن ہیں ہمیشہ آثار
تبسم چہرے پر عیاں سرو قد غنچہ دہان نام اسکا سعدان شاہ اولاد میں حضرت شیث پیغمبر کی ہے جب کہ حضرت شیث نے
دنیا سے رحلت فرمائی ان لوگوں نے تصویر حضرت شیث علیہ السلام کی بنوا کر بہت عزت و تکریم سے رکھی ہے دن میں
چار مرتبہ ہر ایک اسے سجدہ کرتا ہے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا خبردار اور طرف کشتیاں نہ لیجانا اسی جزیرے میں چلو
حکم صاحبقران سے کشتیاں کنارے پر آ کر لگ گئیں چھپا ستادہ ہو گئے کچھ شیر سر جو وہاں کھڑے تھے پکارے کہ اگر اپنی
جان کی سلامتی چاہتے ہو تو خبردار یہاں نہ ٹھہرو جلد چلے جاؤ ادھر سے لوگ پکارے کہ او جانورو تم نہیں جانتے کیا ہو یہ
لشکر ہے صاحبقران گیتی ستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا جسنے تمام دیوان قاف کو مار کر زیر کیا ہے
ملکوں بھی سر جنگ معقول دینے آیا ہے اگر سوال میں اطاعت کی قبول نہیں تو مارے جاؤ گے اولاد اپنے مالک کو آگاہ
کر دو کہ لشکر رستم قلعہ قاف ضیغم روز مصاف امیر کشورگیر یہاں آیا ہے یہ سنکر وہ شیر سر دوڑے ہوئے گئے اپنے
بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ پیرو مرشد مردمان سیاہ سر مثل چیل دمان کے چلے آتے ہیں تمام دریا سیاہ معلوم
ہوتا ہے [illegible] جہاز ہی جہاز نظر آتے ہیں سعدان شاہ یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا پوچھا کہ وہ ابھی دریا میں ہیں
یا کنارے [illegible] کہا کہ ای شہریار خیمہ تک اس پار برپا ہو چکے ہیں لشکر اتر رہا ہے [illegible] ہوا
[illegible] حکم [illegible] اور بالغ آئے ایسا ہو کہ وہ شہر میں چلے آئیں خبردار ادھر نہ آنے پائیں اور
ان [illegible] جہاز آتے دیکھے تھے اگر [illegible] خبر دیتے [illegible] وہ آتے [illegible]

انھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد جبتک ہمنے کسیکو جزیرے کیطرف آتے نہین دیکھا تھا ہم جانتے تھے کہ ادھر کا ہیکو آئینگے جب
وہ اُترنے لگے ہمنے ڈرایا دھمکایا مگر اُنہین سے کسی نے نہ مانا بلکہ جواب دیا کہ جاکر اپنے بادشاہ سے کہو کہ خدمت صاحبقران
مین آکر حاضر ہو ہم آپکے پاس خبر لیکر آئے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اچھا جائیگا غرض فوج شیر سرون کی مسلح و مکمل ہوکر
روانہ ہوئی اور سامنے لشکر صاحبقران کے آکر پکارے کہ حکم ہے ہمارے بادشاہ کا کہ تم یہانسے چلے جاؤ ادھر سے بہادر
للکارے کہ مرد جگہ نہین چھوڑتے ہین اور جاکر صاحبقران سے حال فوج کے آنے کا بیان کیا کہ شیر سر مانند مور و ملخ کے
چلے آتے ہین اور سرا یسے دریا سے آہن مین غوطہ مارے ہوئے ہین فرمایا کچھ پروا نہین انشاء اللہ تعالے انکو بھی گوشمالی
دونگا اور تاکید کی کہ کشتیون کو کنارے پر لگاؤ اور شیر کش جاکر ان شیر سرون کو مارین یہ سنکر بہادران شیر شکار
تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے لگی تلوار چلنے یہانتک اہل اسلام نے انھین قتل کیا کہ ہزار ہا شیر سر مارے گئے باقی بھاگ کر
بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے سعدان شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ بہت برہم ہوا اور اسیوقت باقی فوج
اپنے ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا سامنے لشکر صاحبقران کے خیمہ استادہ کرکے اترا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت
نقارہ زنی پر چوب لگی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے دعا وثنائے بادشاہی بجا لاکر صاحبقران سے
عرض کیا کہ سعدان شاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل یزدی وبہ تائید ربانی بجے
طبل جنگی غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو میدان جدال و قتال مین دونون لشکر مقابل
یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے نقیب نقیب دیکر چلے گئے فرہاد شیر سر سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارزطلبی کی اور پکارا کہ اے بادشاہ عرب تو نہین جانتا ہے کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ جسکے خوف سے رستم جاکر قبر مین ہو رہا
افراسیاب غار مین چھپا تم لوگ سوسمار خوار ریگ بیابان شتار کیون اپنی قضا اپنے سر پر لاتے ہو بہتر ہے کہ اب بھی اپنے
اوپر رحم کھاؤ اور یہانسے چلے جاؤ نہین تو تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم لوگ کھا جائینگے اور ایسے قہر تباہ و برباد ہوکر مارے
جاؤگے کہ تمھارے حال پر مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے یہ آوازہ بہادران اسلام نے جو سنا مانند افعی خونخوار بل کھایا
اور پکارے کہ او شیر سر کیا لاف و گزاف کر رہا ہے اپنی تعریف آپ کرنا دلیل ہے ذلیل ہونے کی تو نہین جانتا کہ ہم لوگ
شیر کش ہین تم شکار ہین ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑینگے پہلے بھی تو تم سب جمع ہوکر آئے تھے نہین دیکھا کہ کسطرح ہمنے
مارکر بھگا دیا تھا اب بھی وہی حال کرینگے کبھی تمھاری ان گیدڑ بھبکیون سے نہ ڈرینگے یہ سنکر فرہاد شیر سر نہایت
غضبناک ہوکر پکارا کہ اچھا اگر بڑا دعوی شجاعت ہے تم لوگون کو تو جسکا جی چاہے میرے مقابلے کو نکلے ہنر جنگ دکھلائے
ابھی دونون کا حال کھلجائے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کو جنبش دیکر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ
اسلام کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خدا تمھارا نگہبان ہے اور ایک جام عنایت ہوا علمشاہ وہ جام پی کر
بادشاہ کو سلام کرکے بارہ گو مرکب پر سوار ہوکر مقابل فرہاد شیر سر آیا اور پوچھا او شیر سر کیا نام ہے تیرا اسنے جواب دیا کہ
مجھے فرہاد شیر سر کہتے ہین اور سپہ سالار ہون شیر سرون کا یہ کہکر وہ شیر سر علمشاہ سے مستفسر حال ہوا کہ تو کیا علاقہ
عرب سے رکھتا ہے فرمایا کہ مین بیٹا ہون امیر کشورگیر کارستم پیلتن وپیل کن کشندہ فیل ہندی و دو دیل ہندی و سرخۂ
کپتان فرنگی یعنی علمشاہ رومی میرا نام ہے یہ کہکر نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ فیل زور و مہ کہ تخت مرزوق افگنند شوشہ
یہ سننا تھا کہ اس شیر سر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے بعد چند طعن کے شاہزادہ علمشاہ
نے نیزہ فرہاد شیر سر کا ہوائی کا ... مین آکر ... گران ... علمشاہ نے مارا شاہزادے نے
... تلوار کھینچی

اور شاہزادہ علمشاہ پر ماری شاہزادے نے پھیر کر سپر پر روکی کہ قبضہ و دنبالہ سپر پر آشنا ہوا تلوار رہ ہوئی بعد اسکے
خبردار خبردار کہکر جو تلوار ماری یا تو سر پر چمکی تھی یا زیر تنگ اتر کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے علمشاہ نے
اور مبارز طلب کیا سرمست شیر سر نے اپنا مرکب نکالا سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا لگا ورزش ہونے لیکن
مرکب باسی کا لپسیا ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی شاہزادے نے چند طعن میں انی اسکے نیزے کی نکالدی خالی لکڑی ہاتھ میں
رہگئی سرمست نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک دیا اور تبرزین اٹھا کر مارا شاہزادے نے آتی ضرب خیال میں کرکے جھپکی
دی کہ حربہ حریف کا پٹ پڑا جھٹکا دیکے تبرزین چھین لیا اور وہی تبرزین کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے یہ حال دیکھکر بھائی
اسکا غرمست شیر سر مقابلے کو آیا ارہ پشت نہنگ مارا شاہزادے نے تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اسنے وہی
ٹکڑا جو ہاتھ میں رہگیا تھا منھ پر کھینچ مارا شاہزادے نے سپر پر روکا جب اسنے دیکھا کہ حربہ میرا کٹ کر بیکار ہو گیا کود کر
گھوڑے سے خفیف چکر لوار ر. و ڑا کہ مرکب کو علمشاہ کے کچرے شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود پڑا غرمست تلوار
پھینک کر لپٹ پڑا شاہزادے نے بھی تلوار ہاتھ سے رکھدی اور مصروف تلاش ہوا بعد گھڑی بھر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ
اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان شکستہ ہوگئے اور روح پرواز کرگئی غرض اس روز شاہزادہ علمشاہ
نے دس سردار مارے کوئی زخمی ہو کر نہیں بچا سعدان شاہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر کشور گیر
شاہزادہ علمشاہ پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے لیکن ادھر سعدان شاہ لاشیں شیر سروں کی میدان سے
اٹھوا کر جو پہرا دفن کفن کرایا بعد اسکے آکر بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش میں آیا شیر سروں نے
خطاب کیا کہ صاحبو یہ لوگ مجھے نہایت زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے سبکا کام تمام
کرونگا اور نشہ شراب میں حکم دیا کہ نیچے طبل جنگ نقارہ نہ رہی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گونجی وہاں امیر
کشور گیر بارگاہ میں جلوہ افروز تھے دربار آراستہ تھا شاہزادہ علمشاہ کی تعریفیں ہو رہی تھیں کہ جوہری
ہرکاروں کی سامنے سے نمایاں ہوئی دعا و ثناے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ شیر سروں نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے
فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے القصہ حسب دستور رات بھر تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو اودہر سے فوج شیر سروں کی نمودار ہوئی ادہر سے لشکر اسلام میدان میں آیا صفوف جدال و قتال
آراستہ ہو کر لیکن نقیب نسب کے چلے گئے کہ شیر زاد شیر سر بھائی فرہاد شیر سر کا نہایت زبردست روزگار بیچ ساخت
تخت سعدان شاہ کے آیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہے کہ عوض خون برادر کا لوں فرمایا جاؤ شیر زاد نہ جیسا نکلا
ہی شیر زاد نے سلام کیا اور شیر سوار میدان میں آیا پکارا کہ جسنے میرے بھائی کو مارا ہے وہی آئے ہو مقابلے کو یہ
آواز سنتے ہی شاہزادہ علمشاہ نے مرکب اپنا نکالا علم فوج نگستانی جلوہ گری پر آئے سامنے تخت بادشاہ
گیتی پناہ کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہو شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار
ہوکر مقابل شیر زاد ہوا اسنے پوچھا کہ تمہی نے کل فرہاد کو مارا تھا کہاں اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مارا گیا
شیر زاد بولا خیر آج تیری قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہکر نیزہ مارا علمشاہ نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے برہم
ہوکر تلوار کھینچی اور پکارا غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر نیزہ بازی خلاف بازی گرز بازی حال آزمانا [illegible]
[illegible] یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے تھپکی دی کہ تلوار چٹ پڑی ڈالکر قبضے پر ہاتھ مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی
[illegible] کمر پر ہاتھ ڈالا الله اکبر جگہ سے کھینچ کر زور کیا کہ قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر
[illegible] اسنے چاہا کہ بوند مٹی کی اٹھا کر سنبھلے کود کر گھوڑے سے اٹھکر ماری کہ چاروں شانے چت ہو گیا چڑھکر چھاتی پر

جھولکر توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھکر اپنے کسی سردار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا سہیم حلہ کش نکلا
اور تیر کے پلے پر جاکر کھڑا ہوا اور لکارا کہ ای پسر حمزہ اگر تو کچھ فن سپاہگری مین کمال رکھتا ہی تو زوک سپر سے
تیر دن کو کہ ناوک میرا خدنگ قضا ہی اور دیکھ تو میرے تیر کا یہ کہکر دوش سے کمان لیکر کھینچ کر تیر کش سے تیر بالا سے
ہوا مارا کہ نظر سے غائب ہوگیا بعد چند ساعت کے خود پر شاہزادہ علمشاہ کے گرا کہ انگل بھر خود مین درآیا شاہزادہ
نے وہی تیر خود سے نکالکر کمان رستم مین جوڑکر فرمایا کہ اب میرے تیر کا پلہ دیکھو یہ کہکر بالاے آسمان لگایا یہ تیر بھی
نظر سے غائب ہوگیا جسوقت تیر نظر سے غائب ہوا سہیم سمجھا کہ یہ مجھسے کم نہین معلوم ہوتا شاید اسکا تیر بھی میرے
سر پر پڑے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیر شاہزادے کا بعد چند ساعت کے سر پر پڑا اور مانند برق کے خود کو کاٹا
سر مین سوراخ کیا سر مین سے ہوتا ہوا جسم کو کاٹتا ہوا زمین پہ پڑا کہ ایک سوراخ تو زمین مین نظر آیا لیکن تیر نہ پایا
سہیم تڑپ کر مرگیا گو بہتر امان نہ ملا آخر کار اس میدان داری مین بھی شام تک پندرہ سردار شیر سرون کے مارے
گئے کچھ گرفتار ہوئے شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سعدان شاہ نہایت
اداس کمال پریشان جاکر محل مین سو رہا ادھر صاحبقران نے بھی دربار نہین فرمایا صبح کو بارگاہ مین آکے
شیرزاد کو بلاکر تلقین بدین اسلام کیا فرمایا ای شیرزاد لعنت کر تو فرعون پر کہ وہ قابل خدائی نہین ہی مسلمان ہو
اور چند کلمے مذمت کفر مین بیان کیے کچھ تقریر وحدانیت الٰہی مین فرمائی کہ زنگ کفر دلسے شیرزاد کے برطرف ہوگیا
آئینۂ قلب مصفا ہوگیا عرض کیا کہ طریقہ بھی دین کا تعلیم فرمائیے امیر نے کلمۂ طیب ارشاد فرمایا شیرزاد از سر صدق
مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ مین خدمت مین شاہزادہ علمشاہ کی رہونگا فرمایا بہت مناسب ہی مگر ہرکارے سعدان شاہ
کے جو خبر لیوا سے لگے ہوئے تھے انھون نے یہ خبر سعدان شاہ کو پہونچائی کہ شیرزاد مسلمان ہوگیا سعدان شاہ
یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اسی غصہ مین حکم دیا کہ نیچے طبل جنگ نقارۂ رزمی اسیوقت گڑگڑایا اور ادھر لشکر اسلام
مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا بہادران جنگی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہونے لگے القصہ رات بیتاری
رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر آکر قائم ہوئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب و سینہ لگے کہ کون ایسا بہادر
دلاور ہی کہ اس معرکہ کارزار مین نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے اور نشان رستم کا لوح دل سے مٹادے
ابن نوشاہ بن سعدان شاہ سامنے اپنے باپ کے آیا اجازت میدان چاہی سعدان شاہ نے کہا ای فرزند تو
نہ جا مین جاکر سامنا کرونگا اسنے کہا مین اپنے ہوتے کبھی آپ کو نہ جانے دونگا سعدان شاہ نے کہا ہرگز تمکو
نہ جانے دونگا کہ وہ لوگ بہت زبردست مین اگر تو مارا گیا تو چراغ میری سلطنت کا گل ہوجائیگا اسنے جواب
دیا کہ قضا سے چارہ نہین ہی اگر میری زندگی ختم ہوچکی ہی تو آپ بچا نہین سکتے اور موت نہین ہی تو کوئی مار نہین
سکتا اور اگر اجازت نہ دیجیگا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا سعدان شاہ نے مجبور ہوکر رخصت کیا نوشاہ
میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چاہتا تھا بہادران اسلام سے کہ کوئی اسکے مقابلے کو جاے کہ شیرزاد خود مسلمان ہو
پیشقدمی کرکے گھوڑا مرکب سے پیادہ ہوکر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کرکے عرض کیا کہ اس حقیر سے ابتک
کوئی کوشش وسعی دین اسلام مین نہین کی امیدوار ہون کہ مجھے رخصت میدان ملے کہ جاکر حریف سے سامنا
کرون اگر مارا اسے تو غازی ہوا مرگیا تو شہید ہوا فرمایا جاؤ جو خدا تمھارے حق مین بہتر چاہیگا وہ کریگا
شیرزاد سلام کرکے بار دیگر مرکب پر بیٹھکر مقابل نوشاہ ہوا اور کہا کہ ای نوشاہ مین حمزہ صاحبقران کے
ہاتھ پر اسلام لایا ہون تو بھی مسلمان ہوجا کہ انجام بخیر ہو یعنے مسلمان ہو اور دین حق کو پہچان اپنے خداے حقیقی کو جان ۲۵۰

ای نوشاہ تو بھی مسلمان ہو چلکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو امیر تیری بہت عزت کرینگے نوشاہ کو یہ سنکر غیظ آیا پکارا او نمک حرام ایک تو تو نے اپنے دین کو چھوڑ کر ملت غیر اختیار کی ہمسے الگ ہو گیا دوسرے ہمین نصیحت کرنے آیا ہی تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمین نصیحت کرے لیکن اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو دین قدیم پہ قائم ہو چل میرے ساتھ خطا تیری معاف کرا دون نہین تو سر کاٹ کر تیرا لیجاؤنگا اُسنے کہا مسلمان کبھی کافر نہوگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر بس نوشاہ نہایت برہم ہوا پکارا کہ پھر حربہ کیون نہین کرتا ہوس دل نکال لے کہ دل کی لین نہ رہجاے شیرزاد بولا ہم مسلمان پیشدستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو وار اپنا بھی کرینگے نوشاہ نے کہا کہ تو مسلمان ہونے سے متکبر بھی ہو گیا لے یہ سر اُٹھانے کی سزا ہی یہ کہکر تلوار ماری شیرزاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ جوان زبردست ہی تیغہ جو سپر پر پڑا صاف پگڑی کٹی سر پہ پہنچا کہ تا دو ابرو اتر آیا شیرزاد نے دستانہ مارا تلوار تو جھنجھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی بیہوش ہو کر گرا نوشاہ نے چاہا کہ دوسری تلوار مار کر کام اسکا تمام کرے کہ یعقوب بیشرن للکارتا ہوا دوڑا کہ او نامرد کیا کرتا ہی آیا مین تیرے مقابلہ کو کوئی زخمی کو مارتا ہی پس نوشاہ نے ہاتھ روکا تھا کہ یعقوب قریب آگیا اسی وہی تلوار خون آلودہ جو نوشاہ نے یعقوب پر ماری سر پہ پڑی تا دو ابرو اتر آئی یہ بھی زخمی ہوا عقب سے یار دوڑے نکالا وہ بھی مجروح ہوا پس یہ دیکھنا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ کو تاب نہ رہی مرکب کو چمکایا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا نوشاہ نے جو دیکھا کہ یہ وہی شخص ہی جسنے لاشون سے شیر مردون کے جنگل کو پاٹ دیا اسکے ہاتھ سے بچنا مشکل ہی پکارا ای جوان کہان تھا تو مین تیرا ہی جویا تھا شہزادہ پکارا آیا مین کہا کہ تمہارے یہان تو پیشدستی نہین کرتے تاہم یہ یہی تلوار قسم خدا پہ مستون کے خون سے آشنا ہی خبردار رہنا یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے سپر پہ روک کر رد کی اور پکارا کہ اب وار میرا روک یہ کہکر تیغہ کپیتان فرنگی مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا اُس کافر نے کہ تیغہ ہی لنگر دار تجھے بھی قلم کریگا خود سے بھی نہ رکیگا اُچک کر پیچھے پر گنبد سے کے جا پڑا تیغہ گردن پہ پڑا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی نوشاہ کو مڑ پڑا اور دوسرا گھوڑا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اور تلوار کھینچ کے ہوئے چلا اور پکارا کہ ای جوان تیرے گھوڑے کے دم پر کیطرف ہوش تھا نہ ہی دیکھو کہین سکندری نہ کھاے علمشاہ دیکھنے لگا پس اُسنے دوڑ کر جو تلوار ماری تیغہ چلتا سا زخم شانے پر شاہزادے کے پڑا پس غیظ و غضب مین آکر فرمایا کہ او دغا باز لعنت ہی تیری سپاہگری پر اور تیغہ کپیتان مارا کہ یہ اس سے کہ یہ ضرب ہی قضا کی نوشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تیغ علمشاہ نے غصے مین ماری ہی کب رک سکتی ہی کوہ گران بھی ہو تو قلم ہو جاے یا تو سپر کے چکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع کر گردن چار ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ وہ نوشاہ مارا گیا سعدان شاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا مارا گیا حکم دیا کہ ہان لینا ان نابکارون کو اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کھینچ کھینچ کر جا پڑے لگی تلوار چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی اہل اسلام نے پامال کر دیا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا تھا کہ دشت بلا خیز مین ہر طرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ بجلیان کوندتی ہین بالغرض عین گرمی جنگ مین سعدان شاہ سے اور علمشاہ سے سامنا ہوا سعدان شاہ نے پکارا کہ او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ سیکڑون سردار میرے مار ڈالے یہانتک کہ بیٹے کو میرے قتل کیا کب جا تیرے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگا کہان یہ کہکر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نظر تلوار کی دھار پہ لگی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک سپر کے پہونچی علی بند سپر کا چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا جھولی جیسے خورشید تھا دراز کر کے پھیلی کی کہ تلوار جھپٹ پڑی قبضہ پر اسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیرین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر جنگ سے کھینچکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا سینہ پر چڑھ کر بیٹھ چھاتی پر

مشکلین باندھ لین راوی کہتا ہے کہ اُسی لڑائی مین چالیس ہزار نفر سردار اصل جہنم ہوئے باقی بھاگ بھاگ کر گروہ صحرا
مین پوشیدہ ہو رہے لشکر اسلام با فتح و فیروزی پھرا ہر ایک اپنی آرامگاہ مین گیا امیر کشورگیر نے اُس روز دربار مین
کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو امیر کشورگیر بارگاہ شاہی مین بکمال شوکت پر جلوہ افروز ہوئے بادشاہ اسلام نے
تخت شاہی پر جلوس فرمایا سردار آ آکر حسب مراتب کرسیون پر بیٹھنے لگے جسوقت دربار مملو ہوگیا حکم دیا صاحبقران نے کہ لاؤ
سعدان شاہ کو چوبدار گئے اور داروغہ زندانخانہ سعدان شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیے ہوئے حاضر ہوا سعدان شاہ
نے سلام کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی جسوقت سعدان شاہ کرسی پر بیٹھا عجب جلالت اسکے چہرے سے
ظاہر تھی امیر نے اہل دربار سے خطاب کیا کہ ایہاالناس یہ شخص سزاوار سلطنت ہے اور فرمایا کہ اے سعدان شاہ مین
یہان نہ طمع مال و زر سے آیا تھا نہ ملک گیری کو آیا تھا فقط سیر و شکار کو نکل آیا تھا تو مجھسے ناحق لڑنے کو آیا آخر نتیجہ اسکا
دیکھا تو نے اسنے جو یہ کلام سنے پشیمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شاہ جہانگیر آپ ایک عالم پر غالب آئے ہین دیو پری جن
انس سب آپ کے مطیع و منقاد ہین مین برگشتہ بخت تھا کہ آپ سے لڑکر ذلیل و خوار ہوا اب آپکو میری قصور سے چار
نہین ہوتی فرمایا کہ اے سعدان شاہ تو مسلمان ہو کہ ہم تجھے اپنا برادر دینی سمجھین عرض کیا کہ مین نے تمام ادیان
باطلہ پر لعنت کی مجھے طریقہ دین اسلام تعلیم فرمائیے امیر نے کلمہ طیب زبان پر جاری کیا سعدان شاہ از صدق
مسلمان ہوا امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو تاکہ قید سعدان شاہ کی دور کرین اسیوقت آہنگرون نے آکر
قید کاٹی سعدان شاہ اٹھکر امیر کشورگیر کے قدمون پر گرا امیر نے اُسے گلے سے لگایا خلعت دیا غرض بعد تھوڑی دیر
سعدان شاہ نے کہا اے شہریار اگر اجازت ہو تو مین اپنے شہر مین جا کر سبکو مسلمان کرون فرمایا بہت مناسب ہے
القصہ سعدان شاہ خلعت فاخرہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر راہی ہوا جسوقت اپنے شہر مین آیا جو لوگ بھاگکر
ہوئے تھے یا چھپ ہوئے تھے آئے سردار اسکے آنے کی خبر سنکر آئے اور استقبال کرکے لیگئے سعدان شاہ بارگاہ مین آیا
تخت پر بیٹھا سبھون نے پوچھا کہ آپکی رہائی کیونکر ہوئی سعدان شاہ نے کہا کہ مین تو مسلمان ہوگیا اگر تم سبکو بھی
میرا ساتھ دینا منظور ہو تو مسلمان ہو اور اطاعت حضرت صاحبقران کی اختیار کرو کہ وہ شہریار عجب عالیمرتبت ہے
اور نہایت زبردست ہے کہ جسنے دیوون کو قاف مین جاکر مارا اور زیر کیا زلزلہ قاف لقب پایا اور مذہب بھی اُس شہریار کا
ایسا ہے کہ جسے مذہب حق دین برحق کہنا چاہیے اور بہت سی تعریف پروردگار عالم کی بیان کی کہ زنگ کفر دلسے اُن لوگون
کے برطرف ہوا اور دین حق آئینہ ہوگیا سبھون نے عرض کیا کہ جو آپکی رائے وہ ہماری رائے کیونکہ ہم آپسے
علم و عقل مین بہتر نہین ہین کہ اپنی رائے ظاہر کرین ہمین بھی مسلمان کیجیے سعدان شاہ نے کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان
کیا بعد اسکے تحائف لیکر مع لشکر خدمت امیر کشورگیر مین آیا امیر نے سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا سعدان شاہ
سامنے امیر کے آیا مجرا کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت کی سعدان شاہ سلام کرکے بیٹھا اور عرض کیا
کہ اے شہریار مین نے تمام شہر کو مسلمان کیا امیر نے فرمایا مرحبا صد مرحبا بعد اسکے خلعت عنایت کیا سعدان شاہ
نے تحائف پیش کیے اسقدر کہ بادشاہ اسلام اور صاحبقران نے تمام سردارون کو دیے بعد اسکے دست ادب بستہ امیر
عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ حضور شہر مین رونق افروز ہون اور جو کچھ نان خشک و آب گرم اس ذرہ بیمقدار کو
میسر ہو اُسے قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہے غرض سعدان شاہ اُسیوقت رخصت ہو کر شہر مین آیا اور تیاری
دعوت مین مصروف ہوا دوسرے روز امیر کشورگیر مع لشکر ظفر پیکر چلے ادھر سے سعدان شاہ سامان دعوت درست
کرکے مع لشکر واسطے استقبال امیر کے شہر سے باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیے ہوئے اہتمام کرتا ہوا شہر مین لایا تمام

خلقت شہر کی اہل اسلام کو دیکھکر نہایت محظوظ و مسرور ہوئی چار جانب سے روپیہ جواہر اشرفیان نثار ہو رہا تھا
غرض سعدان شاہ اسیطرح امیر کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی مین آیا بادشاہ اسلام کے سامنے دست بستہ
عرض کیا کہ جبتک حضور یہان فروکش ہین تخت پر بیٹھنا مجھے زیبا نہین یہ آپ ہی کیواسطے ہی بادشاہ نے عرض
اُسکی قبول کی اور سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اسکی دعوت سے امیر سعدان شاہ سے بہت
خوش ہوئے بات بات پر اُسے خلعت سے سرفراز فرماتے تھے دوسرے روز سعدان شاہ نے صاحبقران سے
عرض کیا کہ ای شہریار یہان عجب عجب طرح کے عجائبات ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین اُس بیشہ کیطرف لیچلون
فرمایا ضرور ہم چلینگے اور دوسرے روز مع فرزندان عالیمقدار و سرداران نامدار سوار ہوکر ہمراہ سعدان شاہ
کے روانہ ہوئے آتے آتے ایک مقام نظر آیا کہ زمین وہان کی مروارید کی تھی تمام موتی بچھے ہوئے ہین اور چمک سطح کی
ہی کہ نگاہ نہین قائم ہوتی اور ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا نہایت صاف و شفاف ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آب مروارید سمٹکر
ایک جگہ ہوگیا ہی سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار یہ پانی جو کوئی پیتا ہی مانند میخوار کے بدمست و بیہوش ہوجاتا ہی
اور بعد ایک لمحہ کے ہوش مین آتا ہی امیر نے یہ سنکر آزمائش کے لیے ایک آدمی کو پانی اُس چشمے کا پلوایا جیسا
سعدان شاہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ جسنے پیا بدمست و بیہوش ہوکر بہکنے لگا بعد تھوڑی دیر کے حالت اصلی پر
آگیا امیر نے فرمایا واہ سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی سعدان شاہ نے عرض کیا کہ حضور اور تماشا دیکھیے آگے
تشریف لے چلیے صاحبقران آگے بڑھے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ درخت دیکھے چھوٹے چھوٹے کہ رنگ انکا سفید
تھا پھول سرخ و سیاہ تھے پتے مانند سرخ بید کے میوہ مانند انار کے صاحبقران نے فرمایا واللہ ایسا درخت انار کا
آجتک نہین دیکھا سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار اس انار کو جو کوئی کھاتا ہی روتے روتے بیہوش ہوجاتا
ہی مگر جان کا خطر نہین ہی ساعت بھر بعد پھر ہوش مین آجاتا ہی امیر نے کئی آدمیون کو وہ انار کھلوائے وہی صورت
ہوئی جیسا کچھ سعدان شاہ سے سنا تھا فرمایا کیا شان ایزدی ہی کیا کیا چیزین خلق کی ہین وہان سے اور آگے
بڑھے ایک گھانس دیکھی کہ پتی اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی صاحبقران نے بہت سی تعریفین کین فرمایا
کہ مین نے تمام عمر ایسی گھانس نہین دیکھی سعدان شاہ نے کہا ای شہریار رات کو یہ گھانس مانند چراغ کے روشن
ہوتی ہی اور اگر شمع یا چراغ روشن کرو تو روشنی اُسکی بالکل پھیکی معلوم ہوتی ہی جسطرح دن کو چراغ کی روشنی
بیرونق ہوتی ہی اور جو کوئی اس گھانس کو سونگھتا ہی قہقہے مار مار کر بیہوش ہوجاتا ہی لیکن جان کا خطرہ نہین ہی
بعد ایک ساعت کے ہوش آجاتا ہی صاحبقران رات کو وہین رہے دیکھا کہ شام ہوتے ہی تمام صحرا عالم نور ہوگیا
اور جسکو وہ گھانس سنگھائی وہ ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا اور پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش آگیا امیر نے فرمایا کیسا
صنعت صانع عالم دکھلائیان ہی صبح کو وہان سے آگے بڑھے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک پہاڑ نظر آیا قریب
اُسکے گئے دیکھا کہ درمیان کوہ مین ایک سوراخ ہی اور اس سوراخ مین سے پانی مانند فوارہ کے اچھلکر آسمان
کیطرف جاتا ہی اور وہان ابر بنکر برستا ہی اور پھر اُسی سوراخ تنگ مین چلا جاتا ہی ایک قطرہ ادھر اُدھر نہین
جاتا امیر نے اور سرداران امیر نے ہرچند تفحص کیا مگر معلوم نہوا کہ پانی کہان سے آتا ہی اور کہان غائب ہوجاتا ہی
فرمایا یہ طلسم قدرت کا ہی غرض تین روز وہین رہے عجائبات دیکھا کیے سعدان شاہ کو خلعت و تاج و شمشیر
مرحمت فرمائی پھر شہر مین آئے مسجدون کی بنیاد ڈالی اب لشکر تیار کروا کر جہازون کی آراستگی ہو رہی تھی قصد
سفر ہی کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب اسیطرف متوجہ ہوئے یکایک گرد شق ہوئی اور ایک بادشاہ

جم جاہ نظر آیا کہ مال و اسباب لاانتہا اسکے ساتھ ہے دیکھا کہ اسیطرف چلا آتا ہے امیر نے خیال کیا کہ یہ اگر لڑنے کو آتا تو
اسقدر اسباب کیون ساتھ لاتا اسے آنے دینا چاہیے اس اثنا مین وہ بادشاہ سامنے آیا امیر اور بادشاہ اسلام
کو مجرا کیا نذر گذرانی قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ ارشاد فرمایا اور شرع
دین محمدی سے آگاہ کیا وہ از سر صدق و صفا مسلمان ہوا اور بہت سے تحفے اپنے دیار کے پیشکش کیے اور تمام
سردارون اور سپاہ امیر کو اسقدر لعل و جواہر تقسیم کیا کہ بیان سے باہر ہے کوئی ادنیٰ اعلیٰ باقی نہ رہا تھا کہ جسکو اسنے
نہ دیا ہو امیر نہایت خوش ہوے فرمایا کہ اپنے نام سے ہمین آگاہ کر اسنے عرض کیا کہ نام غلام کا مریخ شاہ ہے
مدت سے مشتاق قدمبوسی تھا الحمد للہ کہ آج آرزوے دل پوری ہوئی حضور کی زیارت سے آنکھین روشن ہوئین
امیر نے جو فصاحت و بلاغت اسکی سنی اور زیادہ مسرور ہوے اور اسکی رنگین بیانی کی تعریف کی اور فرمایا
اے مریخ شاہ مین اور تمام لشکر میرا تیرا ممنون و مشکور ہے تو نے سب پر احسان کیا ہے مگر تو بھی ہمسے اپنی حاجت
بیان کر کہ مشکل تیری ہو جلد حل کرین آسان کرین عرض کیا اے شہریار اسیواسطے غلام حاضر ہوا ہے مین عجب عذاب
الیم مین گرفتار ہون نہ مجھسے کچھ ہو سکتا ہے نہ سپاہ سے کام نکلتا ہے عجب مشکل ہے فرمایا کہ جلد بیان کر اسنے
عرض کیا اے شہریار یہ دریا سے ایک دیو نکلتا ہے کوئی ہزار نو سو گز کا اسکا قد ہے دو سینگ سر پر مثل دو مینار کے
ہین آنکھین مثل طاس خون سے سرخ ہین چنگال مانند شیر کے ہین مگر اتنا بڑا چنگل ہے کہ کئی ہاتھی اسمین آ سکتے ہین
منھ سے اسکے مانند اژدہا کے وہان شعلہاے آتشین نکلتے ہین جسوقت وہ دیو دریا سے نکلتا ہے اور یہ شہر مین آتا ہے آدمی
جانور جو ذی حیات سامنے اسکے آجاتا ہے لقمہ ہو جاتا ہے وہ دیو جہانتک آدمی کھاسکتا ہے کھا جاتا ہے باقی
دونون چنگلون مین سو سو آدمی دبا لیجاتا ہے لوگ اسکے ڈر سے تہخانون مین رہنے لگے ہین نقب کے راستے سے باہر نکلتے
ہین اگر دروازہ قلعہ کا بند کر لیتے ہین تو وہ اڑکر آسمان پر سے آتا ہے جب گولے مارتے ہین وہ اور اونچا ہو جاتا ہے
غرض گردم اگر ایک آدھ گولہ اسپر پہنچ بھی جاتا ہے تو اثر نہین کرتا غرض اسکے ہاتھ سے خلقت تباہ و برباد ہے اگر کوئی
کشتی پر سوار ہوتا ہے تو وہ کشتی کو غرق کر دیتا ہے آدمیون کو کھا جاتا ہے اے شہریار شہر اپنا چھوڑا نہین جاتا اسکے
ہاتھ سے سخت عاجز و پریشان ہین ہزارہا بندگان خدا کا روز خون ہوتا ہے یہ جو سنا کہ حضور اسطرف تشریف
لاے ہین اور دیوکش ہین اور فریادرس ہین لہذا حاضر ہوا ہون کہ مشکل میری حل کیجیے فرمایا اے مریخ شاہ
پہلے ہم اس دیو کو مارکر شہر تمہارا پاک کر دینگے تو آگے بڑھینگے چلو ہم تمہارے ساتھ ہین یہ کہکر چند سردار اور خواجہ
عمرو کو ساتھ لیا سب لشکر کو مع بادشاہ اسلام وہین چھوڑا اور ساتھ مریخ شاہ کے روانہ ہوے وہ جہان
کہ شہر مریخیہ مین لا یا پہلے دعوت کی دوسرے دن امیر نے فرمایا اے مریخ شاہ اب مجھے اس ساحل کا پتا بتا دے
جہان وہ بحر ضلالت رہتا ہے مریخ شاہ ہمراہ امیر کشور گیر کے لب ساحل آیا اور کشتیان طلب کین جب وہ کشتیان
آئین امیر اور مریخ شاہ دونون سوار ہوے ہر چند امیر نے منع کیا لیکن مریخ شاہ نے نہ مانا عرض کیا اے شہریار
میری جان آپکے دم کے ساتھ ہے اگر خدانخواستہ کوئی آفت درپیش ہے تو پہلے مجھپر پڑے یہ نہو کہ میری وجہ سے آپ
گرفتار بلا ہون اور مین بچ جاؤن تو آپکے لشکر کو اور بادشاہ اسلام کو کیا منھ دکھاؤن امیر نے فرمایا کہ انشاء اللہ
اس دیو کو مارونگا تم کیون ہراسان ہو غرض کشتیان ملاح کھیتے چلے جاتے ہین امیر سیر دریا مین مصروف
ہین مریخ شاہ سے دمبدم استفسار کرتے جاتے ہین کہ وہ دیو کس مقام سے نکلتا ہے [illegible]
وہ مقام کہ جب ہی کہ ایک مرتبہ دریا مین تلاطم ہوا اور آواز نعرہ کی بلند ہوئی کہ گوش گردون [illegible]

اور ایک دیو مانند کوہ کے نکلا اور منہہ کھولکر کشتی کیطرف چلا کہ کشتی کو نگل جاوے بس یہ دیکھتے ہی صاحبقران اور
سرداران صاحبقران نے تیر بکمان مین پیوستہ کئے چاہتے تھے کہ مارین دیو سیانا تھا غوطہ مار گیا مگر اُس تلاطم مین کشتیان
منتشر ہوگئین لیکن ایک ساعت کے اُس دیو نے قریب ایک کشتی کے سر نکالا مگر وہ کشتی نہ مریخ شاہ کی تھی نہ امیر کشور گیر کی
تھی بیرونی آدمی اسپر بیٹھے ہوئے تھے کہ جنکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا دیو نے کشتی کو اُلٹ دیا تمام آدمی غرق ہوگئے ایک تماشا
برپا ہوئی دیو پھر دریا مین غوطہ مار گیا امیر نے نعرہ کیا آرا و نامرد کہان جاتا ہے دیو پھر نکلا لوگ چلائے خداوندا بچا ابھی
ایک کشتی ہاتھ سے اُس موذی کے ڈوب چکی ہے دیو قریب کشتی امیر کے آیا ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہے کہ کشتی اُٹھا لے امیر نے
ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا دیو نے چاہا پہلے اس آدمزاد کو کھینچکر منہہ مین رکھ لون ادھر دیو نے کھینچا ادھر امیر نے زور کیا
اور کشتی بیٹھنے لگی امیر نے دیکھا کہ کشتی مفت ڈوب جائیگی اپنا لنگر لٹکا کر کے جست کی گردن دیو کے شانے پر جا بیٹھے دیو نے
چاہا امیر کو لیکر بیٹھ جاوے امیر نے لنگر مارا کہ دیو سمیت غرق دریا ہوے دیو گھبرا گیا کہ یہ آدمزاد بلا کا ہے یون اس سے
جان نہ بچیگی اسے لیکر اُڑنا چاہیے اور آسمان پر سے پھینکنا چاہیے کہ ہڈیان اسکی چور چور ہو جاوین یہ خیال کر کے دریا سے
نکلکر اُڑا امیر نے لنگر لٹکا کر دیا دیو امیر کو لیکر بہت اونچا ہو گیا مریخ شاہ دیکھ رہا ہے تمام سرداران امیر کی یہ حالت
ہے کہ نگاہ آسمان سے لگی ہوئی ہے اور تعجب کر رہے ہین کہ امیر کا لنگر یہ دیو اسطرح توڑ لیگیا آخر کار ایک اُس دیو نے
چاہا کہ امیر کو پھینکے صاحبقران نے بغلون مین سے ہاتھ نکالکر ہفتے کا نٹھ لیے اور پشت پر قائم ہو کر لنگر مارا کہ دیو
سمیت زمین پر آرہے دیو شکنجے مین عاجز آ کر کشتی لڑنے لگا امیر نے گھڑی بھر مین لنگر اسکا توڑا اور جست کیا
چڑھکر چھاتی پر گلا اسکا گھونٹ کر مار ڈالا اور سر دھڑ سے کھینچ کر سامنے مریخ شاہ کے ڈالدیا جسم ناپاک
اسکا دریا مین پھینک دیا مریخ شاہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ یہ حضور ہی کی ہیبت تھی
بات ہے کہ ایسے دیو کو یون مارا اب غلام امیدوار ہے کہ حضور دو ہفتے اور غلام کے شہر مین رونق افروز ہین
در بندر جنجیہ کو جلال اپنے سے مین قدم سے منور و ممتاز فرمائین امیر عالی شان نے پہلے تو تامل فرمایا بعد اسکے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہے جبتک لشکر ہمارا آوے ہم تمہارے جزیرے مین مقیم ہین اور ہرکارون کو روانہ کیا کہ جا کر بادشاہ
اسلام اور سعدان شاہ سے کہو کہ ہم مریخ شاہ کے یہان مہمان ہین آپ بھی یہین تشریف لائیے کہ اسی طرف
ملک فرخونیہ کو روانہ ہونگے ہرکارے تو حکم سنکر ادھر روانہ ہوے امیر کشور گیر مریخ شاہ کے ساتھ در بندر جنجیہ
مین داخل ہوے سیر کرتے ہوے ایوان شاہی مین آئے مریخ شاہ نے نہایت دھوم سے دعوت کی سب
اہل شہر آ کر تصدیق ہوے اور از سر صدق مسلمان ہوے صاحبقران نے مریخ شاہ سے کہا کہ بتخانے تڑوا ڈالو اور
مسجدین بنواؤ اسی وقت سے بتخانے توڑے جانے لگے اور مسجدون کی بنا پڑنے لگی مسجد جامع چھٹے روز تیار ہوگئی
اُسمین صاحبقران نے نماز جماعت پڑھائی ساتوین دن امیر اور مریخ شاہ شہر سے نکلکر واسطے شکار کے چلے
تھے کہ سامنے سے تق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کے لیے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کیا کہ لشکر اسلام
آتا ہے جب وہ گرد قریب آ کر شق ہوئی دیکھا تو لشکر چلا آتا ہے امیر کشور گیر مع مریخ شاہ آگے بڑھے بادشاہ اسلام
کا استقبال کر کے شہر مین لائے مریخ شاہ نے بادشاہ اسلام کی مع لشکر کے دعوت کی بادشاہ نے لبس
پارچہ کا ایسا بھاری خلعت عطا کیا کہ اُس سے اُٹھ نہ سکتا تھا بعد اسکے امیر نے سامان سفر مہیا کیا غلہ اور میوہ
بہت سا بھر والیا مریخ شاہ کو چلتے وقت امیر نے ایک سال اور خلعت عنایت کیا سعدان شاہ کو اسکے شہر کیطرف
رخصت کیا آپ مع لشکر اور سرداروں کے جہازون پر سوار ہو کر اتا قیدین زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوئے

جاسوسون کو واسطے خبر کے آگے روانہ کیا کہ جلد خبر لاؤ وہ ملعون اس عرصے مین کہان پوشیدہ ہوا اور آپ ایک
پر تکلف کشتی پر بیٹھکر سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ایک روز امیر نے ملاحون کو دیکھا کہ نہایت مضطر ہین پوچھا
کہ باعث تمھارے اضطراب کا کیا ہی ملاحون نے عرض کیا ای شہریار اس نواح مین کنارے دریا کے ایک مقام
ہی کہ لوگ وہان کے نہایت زبردست و خونخوار ہین سر انکے مانند چیتے کے منہ مثل فیل بدمست کے پنجے مثل شیر کے
ناخن خرس کے سے ہین غذا انکی فقط درختون کے پھل ہین اور کوئی چیز نہین کھاتے دریا کے کنارے کھڑے رہتے
ہین جب کوئی کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی سب ملکر دریا مین کود پڑتے ہین اور لوگون کو پکڑ لیجاتے ہین اور چیر
پھاڑ کر خشک کر کے رکھ چھوڑتے ہین اور تحفہ جان کر تھوڑا تھوڑا کھاتے ہین انکے خوف سے کوئی اس راہ سے
نہین گذرتا ہم رات کو غافل ہو کر ادھر نکل آئے امیر نے ملاحون سے ارشاد کیا تم ہرگز اضطراب نہ کرو اگر چاہا
پروردگار عالم نے تو مین روے زمین پر جو دام حرامی دیو شیاطین جتنی بلائین ہین سب کو دفع کرونگا اور جبتک
جسم مین جان ہی راہ خدا مین جہاد کرونگا اور حکم کیا کہ جلد کشتیان اسیطرف لیچلو غرض چوتھے روز سواد شہر معلوم
ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم اور بلند سر بفلک کشیدہ ہی اور دروازے پر ان لوگون کا ہجوم ہی قضاے کار
دو شخص اس قوم کے قلعے سے سیر کیواسطے آئے تھے گذر انکا دریا کیطرف ہوا جیسے ہی اس لشکر کو دیکھا شور و غل
مچاتے ہوے اپنے شہر کیجانب روانہ ہوے سب کو جا کر اطلاع کی بس یہ سنتے ہی وہ سب جوش ہو کر مسلح و مکمل
شہر سے باہر آئے اور حلقہ باندھکر کھڑے ہوے لشکر کو دیکھنے لگے کہ فرسخ در فرسخ فوج اتری ہوئی ہی حوصلہ نہ پڑا
کہ لشکر پر آئین یا کسیکو ایذا پہونچائین مگر حمزہ صاحبقران نے جو انکو دیکھا کہ حلقہ باندھے ہوے کھڑے ہین
فرمایا کہ ایک کو ان لوگون مین سے بلا لو کچھ آدمی لشکر امیر سے بڑھکر پکارے کہ تم مین سے ایک شخص کو ہمارا آقا
بلاتا ہی کچھ کہنا ہی ان مین سے ایک پلنگ سر کہ نہایت زبردست و جری تھا سامنے امیر با توقیر کے آیا سلام کیا
امیر نے استفسار کیا کہ حاکم تمھارا کہان ہی اسنے جواب دیا کہ بادشاہ ہمارا ابھی تک قلعے سے باہر نہین آیا ہی جسوقت
قلعے سے نکلیگا اسوقت دیکھنا کہ کیسا ہی اور کسقدر لشکر اسکے ساتھ ہی امیر نے فرمایا کہ تم جا کر اپنے بادشاہ سے
کہو کہ ایک پہلوان نامور کہ ہاتھ سے اسکے بہت سے شاہان شہ زور اور کفار جہنم واصل ہوے ہین اب اسکا
گذر ادھر ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمکو بھی دیکھے اسنے عرض کیا کہ مین اسیطرح جا کر کہونگا اور وہان سے روانہ ہوا سب
سے قلعہ والون سے آکر بیان کیا پھر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا دوسرے روز بادشاہ پاس پہونچا نام بادشاہ
کا خسرو پلنگ سر تھا اس سے تمام حال بیان کیا خسرو نے جو حال امیر با توقیر کا سنا مانند مار سر و دم بریدہ کے بل
کھایا اور حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہوا اور شیلتاقی کو سردار لشکر کر کے آگے بھیجا دوسرے روز آپ بھی کوچ کر کے
روانہ ہوا القصہ مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کر کے اترا خسرو پلنگ سر تخت پر آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ان سبکو نہ مار کر کھایا ہوگا تو نام اپنا خسرو پلنگ سر
نہ رکھا ہوگا قدرت فرعون شاہ کی یہ لوگ کہ جنکو ہم پکڑ کر کھاتے ہین وہ ہمارے مقابلے کو آئین اور ہمین ڈرائین
دھمکائین کچھ لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ لوگ زبردست رونگا رہین آپ نہین جانتے الغرض
نقارہ رزمی گڑگڑایا گویا ابر جوش مین آکر گرجنے لگا ہرکارے خبر لیکر لشکر امیر مین آئے اور عرض کیا کہ
پلنگ سرون نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وجہ تائید ربانی بجے
طبل جنگی القصہ دونون طرف رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح ہوتے ستارے مانند چراغ صبح کے

جھلملا کر غائب ہونے لگے باد صبا چلنے لگی اشجار جھومنے لگے مرغان رنگت و ورد تعریف پروردگار عالم میں مصروف
ہوئے امیر کشورگیر فریضہ سحری ادا کر کے اشقر پر سوار ہو کر مع فوج میدان قتال میں صف آرا ہوئے کوہ قاف
خسرو شاہ تخت پر بیٹھا ہوا شیر گنگی آگے آگے مرکب پر سوار پشت پر فوج پلنگ سروں کی لیے ہوئے مقابل لشکر
ظفر پیکر امیر صف آرا ہوا جب دونوں طرف صف بندی ہو چکی نقیب نہیب دے کر چلے گئے لشکر پلنگ سر کی
میں سے شیر گنگی نے مرکب کو نکالا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی خسرو شاہ نے
اسے گلے سے لگایا اور کہا کہ جاؤ حوالہ کیا خداوند فرعون کے وہی تمہارا نگہبان ہے شیر گنگی بار دیگر مرکب
پر سوار ہو کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا کہ اے لشکر خدا پرستان و اے گروہ مسلمانان ہے کوئی تم میں سے
ایسا کہ میرے مقابلے کو آوے پوری بات منہ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادہ سلطان سعد نبیرۂ صاحبقران
پسر عمرو بن حمزہ مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا
کہ سپرد کیا پروردگار عالم کے کہ وہ حافظ حقیقی ہے اور جام کلاہ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر مست
بادۂ شجاعت ہو کر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان قتال ہوا شیر گنگی سلطان سعد کو آتے دیکھ کر اور نزدیک
ہوا مرکب اسکا کچھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا شہزادے کا کوئی دو تین قدم پیچھے ہٹا شیر گنگی نے پوچھا کہ نام
کیا ہے فرمایا مجھے سلطان سعد نبیرۂ حمزہ صاحبقران کہتے ہیں وہ بولا اے خدا پرست تم جیسے ڈرتے نہیں مجھ
[illegible] آپ سے ہو شاہزادہ لپکارا او نابکار ہم زمانے میں کسی سے نہیں ڈرتے سوا پروردگار عالم
[illegible] پس یہ سنکر وہ آگ ہو گیا اور نیزہ اٹھا کر مارا شاہزادے نے نیزے
[illegible] شاہزادے نے نیزہ شیر گنگی کا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری شاہزادے
نے پشت شمشیر پر روکی [illegible] جانگیر ہوئے غل ہوا کہ شیر گنگی مارا گیا شاہزادے نے مبارز
طلب کیا عفریت پلنگ سر اجازت لیکر میدان میں آیا لکارا غضب کیا تو نے کہ اسنے بڑے زبردست کو مار ڈالا
کیا تو جادوگر ہے شاہزادے نے فرمایا میں ہرگز جادوگر نہیں ہوں لیکن زور آوروں میں نے مارا ہے اسنے
کہا اچھا اگر تو زور آور ہے تو مجھسے کشتی لڑ شاہزادے نے کہا بہتر اسنے کہا مگر پہلے ہم تم سے تلوار [illegible]
آئینہ سپر [illegible] مرکب سے کود کر تلوار ڈھال ہاتھ سے رکھکر عفریت کیطرف دوڑے وہ بھی مرکب سے
کودا لیکن تیغ بکف شاہزادے پر دوڑا اور آتے ہی تلوار ماری شاہزادے نے دیکھا کہ اسنے دغا کی پس آتی
تلوار کو خیال میں کر کے جھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی مڑ کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور فرمایا او دغاباز
یہ کیا حرکت نامردانہ تھی عفریت پلنگ سر لپٹ پڑا الگ کشتی ہونے جب اسنے دیکھا کہ میں کسی طرح
غالب نہ آؤں گا کاٹنے لگا دو تین چانٹیں ماریں سلطان سعد کو غصہ آیا ابھر کے طمانچہ میں جو [illegible]
مارا پس پشت منہ اسکا پھر گیا اور تڑپ کر مر گیا شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب کیا اور کہا
معلوم ہوا تم لوگ دغاباز بھی ہو یہ سنکر اور ایک پلنگ سر نام اسکا الیاس پلنگ سر تھا یہ بھائی ہے
عفریت پلنگ سر کا خسرو پلنگ سر سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور لکارا او مرد سیاہ سر سفید دندان
غضب کیا تو نے کہ دو بہادروں کو مارا کہاں جائیگا بچکے میرے ہاتھ سے یہ کہکر ایک پشت پلنگ مارا شاہزادے
نے آتے روکا [illegible] تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے [illegible] ٹکڑا اسکا ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کھینچکر
ماری سلطان سعد نے آتی تلوار خیال میں رکھکے [illegible] تلوار [illegible] دھار [illegible]

ہاتھ تلوار چھین لی ٹوالکر بغیر میں ہاتھ نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر طرف آسمان کے
اچھال دیا گرتے وقت چہ رنگ ہوائی کا تا عرض اسے طرح شام تک سترہ پلنگ سرون کو مار کر واصل جہنم کیا
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے خسرو پلنگ سر نہایت متردد داخل بارگاہ ہوا دربار جمع ہوا
اسنے خطاب کیا اہل دربار سے کہ یہ لوگ نہایت زبردست معلوم ہوتے ہیں انپر فتحیاب ہونا مشکل ہے یہ سنکر
آہو نہنگ بازگیر اسنے دل کی سے شگفتہ ہوا اور دست ادب بستہ خسرو شاہ سے کہا کہ کل میں سامنا کرونگا
آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خسرو شاہ نے حکم دیا کہ نسخہ طبل نقارہ کہ زرین پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گذری یہ خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ پلنگ سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہے ہمارے یہان
بھی کوس حربی بجے القصہ چار پہر رات سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ
ہوئیں نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا مرد بہادر ہے کہ نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے اور افسانہ رستم
وسہراب کا مٹا دے یہ سنا تھا کہ آہو نہنگ بازگیر نے گھوڑا آگے کو لیا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی اسنے کہا کہ جا و سپرد کیا ہے خداوند فرعون کو آہو نہنگ سلام کر کے بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر
میدان میں آیا لیکن صورت اسکی یہ ہے کہ سر تو پلنگ کا ہے اور چشمہ اور کان مثل فیل کے ہیں آکر غرایا اور مبارز
طلب ہوا سلطان سعد بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا آہو نہنگ بولا کہ ای خدا پرست کیا نام
تیرا جواب دیا کہ نام میرا سلطان سعد ہے [illegible] کا اسنے کہا کہ کل تو نے شش کیا ہے جوان کو
کیونکر مار فرمایا کہ بزور شمشیر بس یہ [illegible] تجھے بزور شمشیر [illegible]
ہنسا اور فرمایا کہ میں نے تجھ ایسے کا [illegible] ہے کا
اور نام تیرا کیا ہے اسنے جواب دیا کہ مجھے آہو نہنگ بازگیر کہتے ہیں قوم [illegible] صورت چیتے کی ہے
اور خصلت شیر کی رکھتا ہوں سلطان سعد نے کہا بس لاف و گزاف کرنے سے کیا حاصل شعر زبان بکش
تیغ را کش غلاف فکر عاسے سخن نیست دشت مصاف چو بگو حرب بکشا ہوا شعر بیار انچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران چ بس یہ سنتے ہی اسنے [illegible] ہاتھ ڈالا اور کھینچکر تلوار سر پر بلند کر کے [illegible] کا مارا اور پکارا
کہ یہ [illegible] قضا کا سلطان سعد نے سپر سر کی طرف بلند کی تھی جیسے ہی دیکھا کہ حریف نے دھوکا دیا ہے بس
جلدی سے [illegible] ہاتھ میں تلوار تھی پشت شمشیر پر وار [illegible] سکا روکا اور ہاتھ تلوار کا مار کر کہا کہ وہ تھا دیکھو [illegible]
ہی قضا کا تلوار جو پڑتی ہے اسطرف سے گوش مع سر قلم کرکے دوسرے کان اور عارض اور بینی کو کاٹ کر
صاف نکل گئی آہو نہنگ بازگیر مارا گیا بھائی نے اسکے جو یہ حال دیکھا گریبان پھاڑا اور با شمشیر برہنہ دوڑا
برابر سعد کے آکر تلوار ماری شاہزادے نے تلوار اسکی رد کرکے ایک جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے
ہوئے شاہزادے نے مبارز طلب کیا ارژنگ پلنگ سر اجازت لیکر میدان میں آیا لگا و زن ہوا بعد از
گفتگو بسیار نیزہ بازی ہوئی سعد نے نیزہ ارژنگ کا ہوائی کیا اسنے غصے میں آکر گرز مارا شاہزادے نے
کلا [illegible] ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگر [illegible] کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے دونوں جوان کود کر [illegible] ہوئے
مصروف کشتی ہوئے سلطان سعد نے کمر [illegible] ارژنگ کو دے مارا اور چیر کر پھینک دیا [illegible] پلنگ سر
آیا وہ بھی مارا گیا القصہ تین پہر میں [illegible] پلنگ سر واصل جہنم ہوئے خسرو پلنگ سر نے جو یہ حال دیکھا حکم
[illegible] خدا پرست کو جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ کل سے آجتک ایسے ایسے سردار مارے گئے

تمام پلنگ سر پلٹنی پکڑ کر جریدے دوڑ پڑے ادھر سے سلطان سعد نے بھی قتل پر ان کفار کے کمر باندھی تلوار چلنے لگی
امیر کشور گیر نے یہ حال جو دیکھا کہ تمام پلنگ سر شاہزادے پہ آ پڑے ہیں بس اشارہ کیا غازیان دیندار کو وہ سب
تیغ بکف آ پڑے لگی تلوار چلنے خون کی ندیاں بہنے لگیں جسمیں سر مانند حباب معلوم ہوتے تھے اور دست و پا کٹ کٹ کے
جو گرے تھے مانند ماہی بے آب دریاے خون میں تڑپ رہے تھے طوفان آب تیغ برپا تھا غرض عین گرمی جنگ میں
سلطان سعد سے اور قاہر شیرگیر سے سامنا ہوا قاہر نے تلوار ماری سعد نے تلوار اسکی چھین لی اور کمربند
پکڑ کر قاش زین سے اٹھا لیا سر پہ چرخ دے کر زمین پہ مارا گھوڑے سے کود کر مشکیں باندھ عیاروں کے سپرد کیا اور
اب پھر عازم قتال ہوا ادھر علمشاہ رومی لڑتا ہوا خسرو پلنگ سر پاس پہونچا اسنے تلوار ماری علمشاہ نے
تھپکی دی کہ تیغ پٹ پڑی ہاتھ قبضے پہ ڈالکر مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ اٹھا لیا غرض تمام
لڑائی رہی آخر فوج بے سردار شکست کھاکر بھاگی امیر با فتح و فیروزی میدان سے پھرے قاہر اور خسرو شاہ کو
زندان خانے میں بھجوا دیا آپ خاصہ نوش فرماکر آرام کیا صبح کو بارگاہ میں تشریف لائے اور حکم کیا کہ لاؤ خسرو پلنگ سر
اور قاہر شیرگیر کو داروغۂ زندانخانہ اسیوقت دونوں قیدیوں کو لیکر حاضر ہوا خسرو اور قاہر نے بطریق
فرعون بےایمان سلام کیا جواب سلام کسی نے نہ دیا مگر امیر با توقیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی اور فرمایا کہ ای خسرو شاہ
اگر تو مسلمان ہوجاے تو میں تیری بادشاہی پھر تجھکو دیدوں نہیں تو مارا جائیگا اور چند کلمے مذمت کفر میں بیان
کیے اور بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بس خسرو شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ جبتک
جیتا ہوں غلام ہوں امیر نہایت خوش ہوے اور تاج و تخت اسے بخشا اور ایک خلعت بہت بھاری عنایت
کیا خسرو شاہ امیر سے رخصت ہوکر اپنے شہر میں گیا سبکو مسلمان کیا بعد اسکے امیر کو شہر میں لیگیا دعوت و
ضیافت کی امیر نے سکہ و خطبہ نام پہ سعد بن قباد شہریار کے جاری کروایا بتخانے تڑوا کے مسجدیں بنوائیں
بعد آٹھ روز کے سامان سفر مہیا کرکے خسرو شاہ سے رخصت ہوکر جہازوں پر مع لشکر کثیر سوار ہوکر دریا
میں زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوے کوچ بکوچ چلے آتے ہیں کہ ایک جزیرۂ سبز و خرم میں پہونچے کشتیاں
کنارے پر قائم ہوئیں لب ساحل خیمے میں برپا ہوے اسدن تو استراحت کی دوسرے روز سے [illegible] سیر و تماشا
سیر و شکار ہوتے ساتویں روز چاہا کہ کشتیوں پر سوار ہوں کہ ایک شور و غل کشتیوں کیطرف سے پیدا ہوا
صاحبقران نے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ غلغلہ کیسا ہے ملاحوں نے آکر سلام کیا اور دست ادب بستہ عرض کیا کہ
شہریار ہم راہ راست گم کرکے اسطرف آ نکلے تھے یہاں سے قریب جزیرہ ہے شتر سروں کا کہ دشت سے انکی
انسان کی تو کیا حقیقت جانوران درندہ تک رات کو نہیں رہتے انھیں کے خوف سے یاجوج و ماجوج کے سے بازی
ہے اور بادشاہ ان سبھوں کا سپہدار شترسر نام ہے اگر ارشاد ہو تو اس راہ سے جلد پھیر چلیں کہ ابھی انھیں خبر
نہیں ہوئی ہے کہیں ایسا نہو کہ لشکر کو آسیب پہونچے اور وہ آجائیں اور تعاقب کریں یہ جو صاحبقران نے
سنا فرمایا کہ ای ناخدا تو مرد عاقل ہے تجھکو زیبا نہیں ہے یہ کلمہ کہے جب تمام شیرسروں اور فیل سروں اور پلنگ سروں
کو زیر کیا تو انکی کیا حقیقت کہ میرے لشکر کو آزار پہونچا سکینگے اگر چاہا خالق عالم نے تو سب شترسروں کو مارونگا یا
مسلمان کرونگا یہی گفتگو تھی کہ غل اٹھا اور خاک اڑی دیکھا کہ شترسر دریا کے آس پاس نعرہ مارتے ہوے تو پی بارہ
دی ہیکل مانند دیووں کے آپہونچے لشکر اسلام نے جو انکو اس ہیئت سے دیکھا غلغلہ صف باندھ کر کھڑے ہوے
ان کو دیکھ دیکھکر کہتے ہیں کہ کیا قدرت ہے پروردگار عالم کی کہ اسنے کیا کیا شکلیں پیدا کی ہیں ادھر شترسر قریب پہونچکر

صف باندھکر کھڑے ہوے لیکن لشکر اسقدر کثیر تھا کہ انکی ہمت نہ پڑی آپس ہین صلاح کی کہ سو سو دو دو سو تو
مار لیجاینگے اور کیون بھون کر کھاینگے اور اگر جا پڑینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ خیال کرکے ایک شتر سر پیل مست
پر سوار گرز آہنی لیے ہوے نہایت زبردست کہ نام اسکا جمال شتر سر گرز زن تھا بادشاہ سے اپنے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای گروہ خدا پرستان ہی تم مین سے کوئی ایسا مرد زبردست و بہادر کہ میرے مقابلہ
کو آسے اور ضرب گرز سے سلامت بچکر جاسے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ حامی رسیاہ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز جاوری مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اتر کر سلام کیا اجازت میدان کی چاہی فرمایا
کہ سپرد کیا پروردگار عالم کو وہی تمہارا حافظ و معین ہی اور جامہ کلہ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جامہ لیکر پھر مر
کب پر سوار ہوکر گھوڑے کو چمکا کر سامنے اُس شتر سر کے آیا نگاہ اس شتر سر پر پڑی عجب ہیبت دیکھی سر تو
شتر کا اور جسم فیل کا دانت مانند گرز کے نکلے ہوے گردن دراز منہ سیاہ دلمین کہا کہ یہ آدمی تو کاہیکو ہی قسم
دیو سے معلوم ہوتا ہی کیونکہ یہ قوت انھین مین خدا نے دی ہی جیسی چاہین شکل بنالین ادھر اس شتر سر نے جو
قاسم کو دیکھا کہ مانند آفتاب کے چہرہ روشن ہی پوچھا کہ تو کون ہی اور سردار لشکر سے کیا علاقہ رکھتا ہی فرمایا
کہ مین پوتا ہون حمزہ صاحبقران کا بیٹا ہون شاہزادہ علمشاہ رومی کا کہ جسنے ابھی شیر سرون کو تباہ و برباد
کر دیا تھا ایک ایک سیہ اندازی مین مین سیس کو مارا اسنے کہا کہ کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہی سجدہ کر خداوند
فرعون شاہ کو اطاعت میری اختیار کر تا کہ جان تیری بچ جاسے فرمایا کیا بکتا ہی او مسخرے فرعون کیا کتا ہی
اُسنے غضبناک ہوکر گرز گران سر چرخ دے کر قاسم پر مارا قاسم نے آتے گرز کو خیال مین رکھا جب گرز قریب
سر پہونچا کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس خبردار ہو ہوشیار رہ کہکر وہی گرز مارا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو پڑتا ہی لنگر نہ رکسکا ہاتھ سے چھوٹی سپر پہ گرز پہونچا کہ سپر سر مین
اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ پیٹ مین پیٹ کمر مین کمر کولون مین کولے ہاتھی مین ہاتھی پیوند زمین ہو گیا
ایک شتق گرد بلند ہوا قاسم نے نعرہ کیا کہ خبر لو اس حرامزادے کی آکر بھائی اسکا جمال شتر سر گرز زن دوڑ کر آیا
پانی کا چھینٹا دیا گرد مین گھس کر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا نہ فیل کا پتا تھا نہ جمال کا نشان تھا بس یہ
دیکھتے ہی کلیجہ اسکا خون ہوگیا پکارا کہ غضب کیا تونے کہ بھائی کو میرے مارڈالا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
یہ کہتا ہوا دوڑ پڑا اور آتے ہی تبر زین قاسم پر مارا قاسم نے آتی ضرب پر تیغہ بلارک اذرسیائی جو مارا سر
تبر زین کا کٹکر گرا اور خالی دستہ ہاتھ مین رہگیا اُسنے دستے کو پھینکا کہ تیغہ کمر سے کھینچکر قاسم پر مارا قاسم نے
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے قاسم نے پھر مبارز طلب کیا چوپان شتر سر میدان مین
آیا بعد از گفتگوے بسیار اُسنے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تلوار روکی اور اسی اثنا مین کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے
ہوے الغرض اس روز قاسم نے پچاس شتر سرون کو مارا شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آسے پھر شام سے طبل جنگ بجا کیا صبح کو صفین آراستہ ہوئین گردان گرد شتر سر کہ سپہ سالار لشکر
زبردست روزگار تھا کہ اسی پر سلطنت کا شتر سرون کی بھروسا تھا میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ وہ
اجل رسیدہ کہان ہی جسنے کل پچاس بہادرون کو مارا کہ آج اسکی قضا میرے ہاتھ ہی بدیع الزمان نے قصد
کیا کہ مین جاؤن مگر قاسم ایسے کلمے سنکر کب رکسکتا ہی اُڑ کر مرکب سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت لیکر
میدان مین آیا نگاہ وہ زن ہوا کہ گردان گرد کو گرد برد کر دیا اُسنے کہا کہ ای جوان تو اس کوتاہ قد و قامت

زبردست ہی کہ ایسے بہادرون کو تو نے بزور شمشیر مارا مجھکو لازم ہی کہ اطاعت میری کرین تیرا بہت مرتبہ کرونگا
ورنہ نہین تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے کہا او شترسر کیا مجال ہی تیری کہ تو مجھے قتل کر سکے اگر حیات
پروردگار عالم نے تو مثل سب تیرے ہمچشمون کیطرح تجھے بھی مارونگا یہ سنکر وہ بہت برہم ہوا اور ارادہ لپیٹنے کا
قاسم پر مارا قاسم نے آتے ارسے پر تلوار ماری کہ ارسے کے دو ٹکڑے ہوے اسنے وہی ٹکڑا ارسے کا کھینچ کے قاسم کے
کھینچ مارا قاسم نے خالی دیا گردان گرد شترسر مرکب سے کود کر تلوار کھینچکر دوڑا اور گھوڑے کو قاسم کے پیکر سے
قاسم زادہ اسکا سمجھ گیا کود کر مرکب سے تیغ بکف دوڑا اسنے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور کہا کہ اگر قوت رکھتا ہی
تو مجھسے کشتی لڑ قاسم نے بھی تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور جھپٹا مگر وہ مکار اب اپنے مقام سے آگے نہ بڑھا جب
قاسم قریب پہونچا تنہا پاکر اسنے اپنی تلوار اٹھاکر قاسم پر ماری قاسم کو بھی چپقلش فن سپہ گری سے یاد ہین
پینترا بدلکر خالی دیدی وہ اپنے زور مین اوندھے منھ زمین پر جا رہا قاسم نے تیغ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور ٹھوکر
پنجہ تلوار چھین کر پھینک دی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی قاسم نے گھڑی بھر کے عرصہ مین لنگر اسکا توڑا اور
سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پر دھڑ سے سر اسکا کھینچ لیا لشکر نے جو دیکھا شترسرون نے کہ سپہ سالار
مارا گیا سمجھ گئے کہ یہ بڑا زبردست ہی یون نہ مارا جائیگا بلوا کر کے اسے قتل کر دینگے سب دوڑ پڑے ادھر سے قاسم
بار دگر مرکب پر سوار ہوکر ہلکر پکارا کیسا فراسیابی جانا پڑا قتل کرنا شروع کیا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی اشارہ کیا
غازیان دیندار کو وہ سب تیغ بکف دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی عین گرمی جنگ مین قاسم تلوارین مارتا ہوا
قریب تخت سپہدار شترسر کے پہونچا اسنے تلوار ماری قاسم نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا
سردار کے اسیر ہوتے ہی تمام شترسر شکست کھا کر بھاگے چھہ ہزار شترسر مارے گئے امیر لفتح و فیروزی ہاتھ سے
پھرے قاسم نے بارگاہ سپہدار کو ہاتھ پر بلند کیے ہوے لایا سامنے امیر کے مشکین باندھ کر ڈالدیا فرمایا کہ اسے
زندان خانے مین بھیجو صبح کو دیوان کیا جائیگا اسیوقت آہنگرون کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کیا کر قیدخانے مین
بھیجدیا دوسرے روز جب دربار معمور ہوا امیر نے فرمایا کہ لاؤ سپہدار کو اسیوقت لاکر موجود کیا اسنے آکر سلام
کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ مین نے غلامی حضور کی اختیار کی فرمایا لعنت کر فرعون پر اور کلمہ بتایا اسنے
ہزار ہا لعنتین فرعون پر کین اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اسکی دور کرا کے خلعت عنایت کیا سپہدار
امیر سے رخصت لیکر اپنے شہر مین آیا سبکو بھی مسلمان کیا اور تحفے لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ اب حضور شہر کو میرے قدوم میمنت لزوم سے منور و ممتاز فرمائین ارشاد کیا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی
اسنے جاکر دعوت کی تیاری کی بادشاہ اسلام اور امیر ذوالاحترام کو مع سرداران عالیمقام کے لیگیا انواع اقسام کے
طعام لذیذ کھلا کے بعد اسکے معشوقان پری جمال حور تمثال کو طلب کیا وہ مصروف رقص و غنا ہوئین صحبت
عیش و عشرت آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس قوم مین خدا نے ایسے حسین پیدا کیے ہین کہ مقابل
حوران بہشت کے ہین یہین صحبت رقص ہاے سپہدار شاہ نے عرض کیا کہ حضور اگر سنین تو بندہ ذوچنگ
و رباب و موسیقار بجاے فرمایا کہ ضرور ہمکو اشتیاق پیدا ہوا سپہدار شترسر نے جو ساز بجایا سبکو محو کر دیا
کبھی رلا دیا کبھی ہنسا دیا کبھی سلا دیا کبھی جگا دیا امیر نے بہت تعریفین کین سب سردارون کی یہ کیفیت تھی
کہ سواے واہ کے دوسری صدا انکے منھ سے نہ نکلتی تھی عمرو نے بھی بہت سی تعریف کی اسنے سلام کیا اور کہا کہ خواجہ صاحب
یہ مجال میری نہین کہ آپکے سامنے بجا سکون مین نے آپکی بہت تعریف سنی ہی اب امیدوار ہون کہ کچھ حضور بھی بجائین

اگر خلاف نہ ہو اور معہ امیر نے بھی اصرار کیا عمرو نے نی بجانا شروع کی پھر بھلا انکا کیا پوچھنا ہی جس راگ راگنی کو بجایا تصویر کھینچکر دکھا دی ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ سرد آہین بھر رہا تھا عجب اثر ہی عمرو کے گانے مین کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا ہی الغرض صبح کو صحبت برخاست ہوئی سب رات بھر کے جاگے تھے سو رہے سہ پہر کو اُٹھے امیر نے نماز پڑھی اگر بارگاہ مین بیٹھے پھر وہی صحبت آراستہ ہوئی غرض سات دن تک یہی رنگ رہا آٹھوین روز امیر نے قصد سفر کیا تھا سپہدار ششتر سر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد اس نواح مین ایک چشمہ ہی کہ پانی مین سے اُسکے آگ نکلتی ہی اور جو کچھ اُسمین کپڑے کی قسم سے ڈالتے ہین جلجاتا ہی اور قریب اُسکے ایک بیشہ اور ہی اُسمین ایک جانور ہی کہ نام اُسکا قُقنس ہی اور موسیقار بھی اُسے کہتے ہین علم موسیقی کا عالم با عمل کہ بارہ سو ساعتون مین بارہ جگہ سے راگ نکلتے ہین منقار مین اُسکی بہت سے سوراخ ہین جنمین بارہ سوراخ بڑے ہین انھین بارہ سوراخون مین سے بارہ آوازین بعد ایک ایک ساعت کے نکلتی ہین امیر نے فرمایا ای سپہدار مین مشتاق ہون چشمۂ آتش خیز کا عمرو بولا کہ مجھے موسیقار کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی اُسنے عرض کیا کہ چلیے امیر مع عمرو اور چند سردارون کے اُسکے ہمراہ ہوے سپہدار ششتر سر نے بھی کچھ منتخب ششترسرون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا ساتوین روز ایک جزیرے مین پہونچے دیکھا کہ گلستان جنت نظیر ہی اور اُسمین ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا مانند گلاب کے خوشبودار ہی سپہدار نے عرض کیا کہ یہی چشمۂ آتش خیز ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جلد ایک چادر منگا ـ ـ وعنبر مین بسا کر لاؤ اور اس چشمے پر ڈالو ملازمون نے بموجب حکم چادر حاضر کی بس بمجرد چادر ڈالنے کے چشمۂ آب جوش مین آیا اور شعلۂ آتش بھڑکا کہ وہ چادر جلکر خاک ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ طلسم ہی سپہدار نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ طلسم نہین ہی بلکہ طلسم قدرت اسے کہنا چاہیے امیر نے فرمایا اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اور کئی آدمی جو واجب القتل تھے اُنھین اُس چشمے مین ڈلوا دیا وہ اُسمین خوب نہائے شناوری کی مگر کچھ ایذا نہ دکھائی دیے امیر نے فرمایا سچ ہی یہ آتش قدرتی ہی کہ کپڑے کی قسم کو جلا دیتی ہی اور آدمی کو ضرر نہین پہونچاتی اور اُسکا تماشا دیکھکر بیشۂ جانوران کی طرف روانہ ہوے راہ مین سنگ خارا واقع تھا اور کژدم و خرچنگ و عقرب دریا بے انتہا تھے اور پانی وہ شور و تلخ تھا کہ منہ پر ڈالنے سے پلکین بھوین مونچھین ڈاڑھی سب گر جاتین مگر باغ مانند گلستان ارم کے شاداب و سرسبز بے خزان دیکھا کہ انواع اقسام کے گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے ہین خوشبو سے دامن گلشن بسا ہوا ہی جانوران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے چہک رہے ہین پانی چشمے کا وہ صاف و شفاف کہ آئینہ اُسکے آگے خجل ہو کر گرد کدورت پیدا کرے بوے خوش اُسمین سے چلی آتی ہی عجب طرح کی خوشبو ہی کہ محسوس نہین ہوتا نہ مشک سے ملتی ہوتی ہی نہ عود سے مناسبت رکھتی ہی کل خوشبوؤن سے علاحدہ خوشبو ہی ہوا ایسی خوشگوار ہی کہ روح تازہ ہوتی ہی جب کوئی جھونکا آ گیا معلوم ہوا کہ قوت روحانی کچھ بڑھ گئی غرض امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر و سپہدار ششتر سر و عمرو بن امیہ نامور سیر کرتے ہوے چلے آتے ہین جہان شام ہو جاتی ہی قیام پذیر ہوتے ہین صبح کو پھر چلتے ہین کچھ میوہ تر و تازہ توڑ کر کھا لیتے ہین اشتہا دفع ہو جاتی ہی اسیطرح تیسرے روز وہان پہونچے کہ جہان وہ مرغ موسیقار تھا دیکھا کہ منقار مین اُسکی ہزارون سوراخ ہین اور ہر سوراخ مین سے آواز راگ کی نکلتی ہی کہ جسکے اثر سے بعضے بیہوش ہو جاتے ہین بعضے رونے لگتے ہین بعضے ہنسنے لگتے ہین اور ہزارہا جانور اُسکے گرد و جوار مین جمع ہین مگر خاموش بیٹھے ہوے اُسی کی صدا سن رہے ہین جب دوپہر ہوئی تو وہ جانور اُٹھا اور لکڑیان جنگل سے لا لا کر جمع کین اور جانور

بھی لکڑیاں لا لا کر جمع کرنے لگے جب بہت بڑا ڈھیر ہو گیا موسیقار اسپر جا کر بیٹھا اپنے تو اور راگ گانے لگا سنے رسیا
خوب روئے بعد اسکے دیپک راگ جو گایا دفعتاً آگ لگ گئی اور اسکی منقار سے بلکہ تن بدن سے شعلے پیدا ہونے
لگے کہ وہ جانور جلکر خاک ہو گیا صاحبقران تو اسکے گانے کے عاشق ہو گئے تھے یہ جو دیکھا کہ جانور جل گیا
نہایت صدمہ ہوا خوب روئے سپہدار شترسر نے عرض کیا کہ شہریارا آپ روتے کیوں ہیں فرمایا کہ یہ جانور بے
مثل یگانہ رکھتا تھا جل گیا اب ایسا جانور کہاں سے آئیگا اسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کچھ فکر نکریں قدرت
خدا کا تماشا دیکھیں یہ جانور بے مثل اپنا رکھتا تھا نہ اسکا جوڑا ہے اور سال بھر بعد اسیطرح جل جاتا ہے اور اسکی
خاک میں سے انڈا نکلتا ہے اور وہ شق ہوتا ہے اور بچہ موسیقار کا پیدا ہوتا ہے اور بچہ پر نرسے لگا لگا رہتا ہے اور
جسقدر بلند ہوتا ہے بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ صاحب ہو جاتا ہے یہی باتیں تھیں کہ ہوا سے تند چلی اور دو وار اکھا اپنی
جگہ سے ہٹی اور انڈا دکھائی دیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی انڈا پھٹا اور بچہ موسیقار کا اسمیں سے نکل کر
اڑا اور آسمان کیطرف چلا صاحبقران یہ دیکھکر متحیر ہوئے فرمایا اے سپہدار شترسر یہ پھر یہاں
کب آئیگا اسنے کہا کہ برسوں روز پوچھا کہ سال بھر کہاں رہتا ہے عرض کیا کہ سنا ہے کہ روم میں رہتا ہے وہی اسکا
مسکن ہے یہاں جلنے کو آتا ہے امیر یہ تماشا دیکھکر بہت مسرور ہوئے وہاں سے سیر کرتے ہوئے اور بیشہ میں پہونچے
دیکھا کہ کچھ چوپائے پرند ہیں اور عجیب عجیب شکلیں انکی ہیں کہ گاؤ کے چنگال شیر کے پانوں اور ایک جانور کو دیکھا
کہ اسکے ہزار ہاتھ ہیں اور خرطوم فیل کی سی ہے رنگ کبود مانند آسمان کے صاف و شفاف اور جو اسکے بیٹھے اور
قسم کے بہت سے جانور دیکھے شکر پروردگار کا بجا لائے کہ تونے کیا کیا تماشے اپنی قدرت کے مجھے دکھائے عجائبات
عجائبات وہاں کے دیکھ چکے تو سپہدار کے ساتھ پھر اسکے شہر میں آئے آپنے خلعت دیا تخت و تاج بخشا اور جہاز
پر سوار ہو کر مع لشکر تا قسطنطین لقائے بے بقا کے روانہ ہوئے سیر دریا کرتے ہوئے ساتویں روز ایک پہاڑ پاس
پہونچے دیکھا تو عجیب پہاڑ ہے کہ پتھروں میں سے درخت پیدا ہوئے ہیں اور گلہائے رنگا رنگ ان میں پھولے ہوئے
ہیں مقام فضا کا ہے حکم دیا کہ خیمے یہیں برپا ہوں کہ ہم سیر کرینگے یہاں کی آب و ہوا عمدہ ہوگی کیونکہ مقام دلچسپ ہے
غرض خیمہ استادہ ہوا داخل بارگاہ ہوئے بعد دو روز کے شکار کھیلنے کو جانب صحرا روانہ ہوئے چند صید شکار
کئے تھے کہ ایک گورخر نظر آیا ایسا گورخر کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا کہ قدم اسکا برابر گھوڑے کے تھا گفتنی ولکا
مانند طاؤس کے سم سپید ہوئے تھے امیر بہت خوش ہوئے دل میں کہا کہ اسکو زندہ پکڑیے اور ملک یاقوت پیچھے لیجیے
کہ لوگ وہاں کے دیکھکر خوش ہوں اور پروردگار کو یاد کریں یہ خیال کرکے گھوڑا اسکے پیچھے ڈالا وہ بھی مانند
باد صرصر کے چلا امیر کو وہ اشتیاق ہو کہ تعاقب اسکا کسیطرح نہیں چھوڑتے تین روز بے آب و دانہ گذرے
ہیں مگر برابر اسکے تعاقب میں چلے جاتے ہیں چوتھے روز گورخر نظر سے غائب ہو گیا امیر اب حیران و پریشان
اس دشت و بیابان میں کھڑے ہوئے ہیں نہ یار ہے نہ مددگار ہے کیا کہا میں کہاں سے لاؤں گھوڑے سے اتر کر
اسے تو چھوڑ دیا کہ وہ مصروف چرا ہوا ایک جانب کچھ درخت میوے کے معلوم ہوئے آپ وہاں گئے دیکھا کہ میوہ
نہایت تر و تازہ ہے شکر کا سجدہ بجا لائے اور میوہ توڑ کر کھایا کہ ذرا تسکین ہوئی اور قوت آئی قریب ایک چشمہ
تھا اسمیں سے پانی پیا پھر گھوڑے پاس آئے باگ اسکی پکڑ کر اسے ٹہلاتے ہوئے ایک کوہ کیطرف نکل گئے بالا
کوہ کے جا کر دیکھا کہ ایک چشمہ ہے کہ سپر اسکے ایک درخت بلند ہے اسکے سایہ میں جا کر بیٹھے اشقر کو چھوڑ دیا وہ کچھ چرنے لگا
صاحبقران ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ ایک غار عمیق نظر آیا کہ نہایت تنگ و تاریک تھا اسے دیکھکر

خوف زدہ ہوئے کہ یہ کیا آفت ہے لیکن ملاحون سے سنا تھا کہ اس سرزمین مین غار جمشیدی ہے کہ ایسا کوئی غار دنیا مین نہین ہے کہ ایک سو ساٹھ فرسخ کا اسکا طول ہے اور پچاس فرسخ کا عرض ہے جسوقت بسبب برگشتگی بخت جمشید کو غرور ہوا کہ مجھ سا دیگرے نیست لوگ سمجھے کہ اسپر ادبار آیا اس سے متنفر ہوکر بھاگ گئے جمشید اس غار مین آکر رہا اور نام اسکا گلستان ارم رکھا اور تیس شہر اور دس باغ اسمین تھے اسکے آب و ہوا وہان کی بہت خوش تھی اور گرد و اطراف مین چشمہائے آب مصفا تھے امیر کو عقل سے معلوم ہوا کہ یہی غار جمشید ہوگا اشتیاق ہوا کہ اسے دیکھیے اور باغون کی سیر کیجیے توکلت علی اللہ اس غار مین کود کے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے یہانتک کہ تاریکی سے گذر ہے اور ایک عمارت پاس پہونچے اشقر کو تو واسطے چرانے کے چھوڑ دیا آپ بھی عمارت کیطرف چلے کہ اسمین چلکر بیٹھے اور سیر کیجیے کہ یکایک ایک آواز مانند رعد کے پیدا ہوئی خیال مین گذرا کہ شاید باغبان کی یہ صدا ہے اسیطرف دیکھ رہے تھے کہ ایک دیو مہیب سامنے سے پیدا ہوا کہ تنومند اسکا گنبد کے کیطرح کا سر مانند ایک گنبد کے دہانہ مثل غار عمیق کے قدم اسکا ہزار گز کا از سرتا پا سفید رنگ سامنے صاحبقران کے آیا اور نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو کون ہے جو اتنی بڑی جرأت کی کہ یہان چلا آیا فرمایا امیر نے کہ تو مجھسے واقف نہین مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہفت آسمان پری ہون حمزۂ صاحبقران میرا نام ہے اسنے کہا اے آدمزاد تو مجھکو باتین کیون بناتا ہے مین تجھسے ڈرنے کا نہین تجھے ضرور کھا جاؤنگا امیر نے فرمایا اچھا جب تو مجھسے جانبر ہوگا تو جو چاہنا وہ کرنا اسنے کہا کیا تو مجھے مار ڈالیگا فرمایا اگر تو مسلمان ہوگا تو چھوڑ دونگا نہین بے تامل مار ڈالونگا دیو نے کہا تو اگر زلزلۂ قاف ہے تو باپ سے میرے واقف ہوگا کہ سیاہ ملک سیاہ کلاہ اسکا نام ہے جب سے وہ مسلمان ہوکر ہفت آسمان پری ہوا مین نے ملنا اس سے چھوڑ دیا بلکہ پردۂ قاف کا رہنا چھوڑ دیا غار جمشیدی مین چلا آیا نام میرا دیو سیماب ہے مین نہایت زبردست ہون اکثر دیو آرزو اس غار جمشیدی مین رہنے کی کرتے ہیں ہاتھ سے میرے شکست کھا کر بھاگ گئے تجھکو لازم ہے کہ اطاعت میری اختیار کر مین تجھے اچھی طرح رکھونگا فرمایا کیا گو وہ کھاتا ہے لاجو مجھ سر پر رکھتا ہو مین بھی تیرا اندر دیکھون اسنے برہم ہوکر کہا کہ قضا تیری آئی ہے اسوقت امیر کشور گیر نے برہم ہوکر نعرۂ صاحبقرانی کیا کہ دیو لرز گیا بولا کہ قد تو تیرا اتنا سا ہے مگر آواز بہت بڑی ہے لیکن مین تجھسے ڈرنے کا نہین اور معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہے یہ کہکر ارشاد امیر پر ماری امیر نے پھیرا بدلکر اسے خالی دیا دیو زمین کیطرف جھکا تین گرد و غبار بلند ہوا دیو نے کہا افسوس ہے کہ گوشت تیرا آکر گرا ہو گیا مین نے لطف سے نہ کھایا جبکہ گرد برطرف ہوئی امیر نے نعرہ کیا کہ کیا بکتا ہے کیسے مارا تو نے مین تو زندہ ہون یہ کہکر دوڑے اور آپس مین لپٹ گئے دیو بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ امیر نے اڑنگا لگا کر اسے گرایا کہ وہ چارون شانے چت گرا امیر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور زانوون سے دبایا فرمایا کہ مسلمان ہو نہین ابھی مار ڈالونگا اسنے کہا بیشک تو زلزلۂ قاف ہے مین نے اطاعت تیری اختیار کی بصدق دل مسلمان ہوا لعنت کی ابلیس پر امیر نے اسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا اگر وہ پھر الصدق ہوا دعوت امیر کی کی صاحبقران نے شبکو وہین آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوئے غار میں بھی دیو سیماب ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا صاحبقران نے وظیفہ سے فراغت کرکے فرمایا کہ بھئی ہم اس غار کی سیر کو آئے تھے اسنے کہا کہ چلیے مین سیر کرا لاؤن اور اپنے کاندھے پر بٹھا کر لے اڑا تمام شہر و باغ غار کے دکھائے کہ سب مکانات پتھر کے بنے ہوئے تھے اور دکانین آراستہ تھین مگر آدمی کا نام و نشان کہین نہ تھا باغ سبز و شاداب تھے لیکن باغبان کا کہین پتا نہ معلوم ہوتا تھا فرمایا اے دیو سیماب

یہ باغ بغیر باغبان سرسبز و شاداب کیونکر رہتے ہین عرض کیا کہ شہریار نہرین پانی کی پہاڑ سے کاٹ کے لائے ہین کہ پانی
آپسے آپ اعتدال کے ساتھ ہمیشہ چلا آتا ہی اور درخت پھولون کے جواہر نگار ہین فرمایا سبحان اللہ خالق اکبر نے
ایک بندے کو ایسی طاقت دی تھی کہ وقت اخیر مین اُسنے اسطرح کی عمارت اور باغ تعمیر کرائے اور عمارتون کا یہ
عالم تھا کہ ہر ایک مکان مین جواہر اعلی نصب تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کاریگر بنا کے گئے ہین نگاہ قائم نہین ہوتی
فرش اسیطرح آراستہ ہی کیا مجال جو کہین پرشکن ہو امیر نے متحیر ہوکر پوچھا کہ کبھی یہ فرش کیونکر ہمیشہ آراستہ
رہتا ہی عرض کیا کہ شہریار خاک یہان کسی جانب سے نہین آتی کیونکہ مکانات پتھر کے ہین فرش یونہین تیار رہتا ہی
اور جب کوئی دن کو یہان بیٹھتا ہی چہار طرف ساز لگے ہوئے ہین وہ بجنے لگتے ہین عالم محویت کا باہم ہو جاتا ہی اور
رات کو گوہر شب چراغ روشن ہو جاتے ہین کچھ مشعل و چراغ کی حاجت نہین ہوتی صاحبقران بہت محظوظ ہوئے
بعد اسکے دلو سیاہ آب امیر کو قبر جمشید پہ لایا دیکھا صاحبقران نے کہ گنبد ہفت جواہر بنا ہوا ہی چمک سے اسکی
نگاہ قائم نہین ہوتی اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ مخلخے کے لوٹے روشن ہین خوشبو چلی آتی ہی گلدستے جو اس
پھولون کے اسمین رکھے ہوئے ہین جس پھول کا گلدستہ ہی اسی گل کا عطر اسمین داخل کیا ہی کہ تمام گنبد مہک رہا ہی
چار طرف سے ہوا سرد چلی آتی ہی بیچ مین تعویذ قبر کا ہی اور ہر قسم کا جواہر اسپر جڑا ہوا ہی امیر بیٹھ کے فاتحہ پڑھا
ہوا سرد چل رہی تھی امیر کی آنکھ لگ گئی دیدۂ ظاہری بند ہوگئے چشم باطنی وا ہو گئی عالم خواب مین ایک بادشاہ
جلیل القدر کو کمال عظم و شان سے دیکھا کہ لوگ اُسکے فرسخ در فرسخ معلوم ہوتے تھے تخت شاہی پر سوار
تھا قریب امیر کے آکر پکارا کہ سلام علیک یا صاحبقران با اقبال امیر نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ
کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے کہا کہ مین وہی بندۂ گنہگار جمشید ہون یا حمزۂ صاحبقران
مین وہ ہون کہ سات سو برس تک مین نے بادشاہت کی اور کیا کیا چیزین مین نے بنائین اور کیسا عدل و انصاف
کیا مگر غرور جو مجھے آیا کہ میرے برابر کوئی زمانے مین نہین خلق ہوا تکبر پروردگار عالم کو ناپسند ہوا کہ غرور اسیکو
زیبندہ ہی شعر مرلو را رسد کبریا و منی ٭ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ٭ بس اسی غرور پر مین ارسے مین
چہر گیا آدمیکو لازم ہی کہ غرور نہ کرے بلکہ نیک کام جو اُس سے ہو جاے تو شکر پروردگار بجا لاے اور جو سر
اُٹھاتا ہی وہ خراب ہوتا ہی جبتک انسان زندہ ہی اختیار ہی جو نیکی چاہے کرے کہ یادگار اسکی رہے خلق اسکو
بہ نیکی یاد کرے غرض کچھ کلمات نصیحت آمیز کہے کہ امیر خوب رو دیے بعد اُسکے جمشید نے کہا کہ یا امیر آپ موید
من اللہ ہین پیغمبر آخر الزمان ہین میری قبر پر چار گوہر شب چراغ نصب ہین وہی آپکی نذر کیے بس آنکھ امیر
کی کھل گئی کسی کو نہ دیکھا وہ گوہر شب چراغ اُکھڑے ہوئے پڑے تھے امیر نے اُنکو اُٹھا لیا اور دلو سیاہ آب
سے کہا کہ مجھکو جمشید نے یہ دیے ہین ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تھی تو جمشید نے مجھے خواب مین آکر دے گیا ہی غرض
دو روز وہان رہے تیسرے روز اس غار سے باہر آئے اشقر پر سوار ہوے دلو سیاہ آب سے کہا کہ وہ گورخر نہ معلوم ہوا
کہ جسکے پیچھے مین یہان آیا تھا اُسنے کہا کہ وہ گورخر نہین تھا کہ آپکو لگا لایا تھا الغرض امیر نے دلو سیاہ آب کو رخصت
کیا اور وہان سے اپنے لشکر مین آئے لوگ متفکر تھے کہ گرد اُڑی اور امیر کشور گیر پیدا ہوئے سردار دوڑے
اور استقبال کرکے امیر کو لیگئے حال استفسار کیا امیر نے تمام حال غار جمشیدی کا بیان کیا اور پھر وہان سے
آگے روانہ ہوئے بعد چند روز کے اور ایک پہاڑ پاس پہونچے کہ بہت بلند تھا اُسپر جو گئے تو ایک درخت نمود
دیکھا کہ نہایت بلند ہی اور شاخین اُسکی بہت سی ہین اور ایسا گنجان ہی کہ آسمان اُسکے نیچے سے نہین معلوم ہوتا

اور تنہ اسکا پانچ سو ایچ کا چوڑا ہی کہ درخت عود و صندل کے اسپر لگے ہوئے ہیں امیر نے کبھی ایسا درخت
نہ دیکھا تھا حیران ہوئے ملاحوں سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی انہوں نے عرض کیا کہ یہاں مسکن سیمرغ کا ہی دیو
پری بھی یہاں نہیں رہ سکتے سیمرغ بادشاہ ہی تمام جانوروں کا سب جانور اسکے مطیع ہیں اور روز اسپر ایک جانور
ہی کہ مشک و راتب ہے کو جنگل میں پکڑ لاتا ہی شکار کرتا ہی اور سیمرغ نہایت رحمدل ہی کہ اگر کسیکو بے توشہ دیکھتا ہی
اور بے زادراہ پاتا ہی تو اسکو میوہ اور رسد پہونچاتا ہی اور جو کوئی راہ بھول جاتا ہی تو راہ پر لگا دیتا ہی اور
کسیکو ایذا نہیں پہونچاتا ہی یہی باتیں تھیں کہ ہوا سے تیز چلی پانی موج مارنے لگا تمام درخت جنبش میں
آگئے اور ایک سناٹا پیدا ہوا کہ شیر و پلنگ و ہاتھی بھاگے ملاحوں نے عرض کیا کہ سیمرغ آ پہونچا کہا کچھ پروا
نہیں کیجئے دیکھا کہ ایک ایسا روئے آفتاب پر سایہ ہو گیا ہی عجیب جانور تھا لقلقہ سم پر و بالش جو شاخہا سے درخت
پائیمالش مثال پایہ تخت و چو ستون کشیدہ منقار سے چو ستون کے درمیان غار ہی اور ایک پنجہ میں ہاتھی و شیر
دوسرے میں اژدہا تھا اور پر دونوں اسقدر چوڑے تھے کہ آسمان چھپا ہوا تھا وہ مرغ آکر اس درخت پر
پر بیٹھا امیر اسکو دیکھکر حیران ہوئے اور خدا کو بزرگی یاد کیا کہ اے پروردگار تو قادر و توانا ہی اور سجدہ کرکے
سر اٹھایا مگر سیمرغ کی نگاہ جو حمزہ صاحبقران پر پڑی پہچانا کہ یہ زلزلہ قاف ہی اور سیمرغ ممنون صاحبقران
ہی کیونکہ پردہ قاف میں سیمرغ کے بچوں کو اژدہوں سے بچایا تھا اژدہے کو مارا تھا سیمرغ پکارا السلام علیک
یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا سیمرغ درخت سے اترکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ اے شہریار آپ یہاں
کہاں فرمایا کہ میں ظلمات میں آیا تھا وہاں کی مہم بمدد ایزدی سر کی اب ملک فرعونیہ پر جاتا ہوں اور پوچھا
کہ اے سیمرغ میں نے تجھے پردہ قاف میں دیکھا تھا مکان تیرا وہیں تھا اب یہاں کیوں چلا آیا اسنے عرض کیا
کہ اے شہریار میں چھ مہینے پردہ قاف میں رہتا ہوں اور چھ مہینے پردہ دنیا میں جاڑے پردہ قاف میں بسر
کرتا ہوں اور گرمی پردہ دنیا میں لیکن اسکے امیر نے چاہا کہ سیمرغ سے رخصت ہوکر روانہ ہوں اسنے دعوت کی
امیر جانے سے مجبور ہو گئے کیونکہ رد دعوت جائز نہیں ہی غرض سیمرغ نے امیر کا تواضع کیا انواع اقسام کے
میوے کھلائے اور بعد دو روز کے رخصت کیا اور چلتے وقت بہت سے پر [illegible] پیش کیئے القصہ امیر اس سے
رخصت ہوکر ملاحوں سمیت کشتیوں کیطرف روانہ ہوئے راہ میں امیر نے دیکھا کہ [illegible] قدم اٹھا کر
چلے جیسے کوئی ڈر کر بھاگتا ہو صاحبقران نے آواز دی کہ ارے تم کیوں بھاگے جاتے ہو عرض کیا کہ اس
نواح میں گنیڈے بہت سے رہتے ہیں اور ایک ایسا گنیڈا مانند پہاڑ کے ہی معلوم ہوتا ہی کہ گویا لوہے کے
بنے ہوئے ہیں ہاتھ پاؤں اسکے مانند فیل کے ہیں فرمایا کہ میں نے عہد کیا ہی کہ کوئی بلا راہ میں نہ چھوڑونگا
میں ان سبکو مارونگا بعنایت الٰہی کبھی نہ ڈرونگا اور میں نے عجیب دیووں سے خوف نہ کیا تو انسے کیا ڈرونگا
پروردگار میرا حامی و مددگار ہی جو مشکل سخت درپیش ہوئی اسکے فضل سے دفع ہوئی اور ملاحوں سے پوچھا
کہ کسطرف گنیڈے رہتے ہیں ملاحوں نے عرض کیا کہ حضور چلے چلیے جو کوئی سامنے آئیگا اس سے لڑیئے گا
صاحبقران نے برہم ہوکر کہا کہ او نمک حرامو تم مجھے نصیحت کرتے ہو جلد راستہ بیابان گنیڈوں کا بتاؤ ورنہ تم یہاں
جاتے جاؤ انھوں نے راستہ بتا دیا امیر اسی طرف روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ آواز سم [illegible] معلوم
ہوئی اور چند گنیڈے مانند فیل مست کے نمودار ہوئے اور صاحبقران پر دوڑے امیر نے اسکو [illegible]
کمان [illegible]

گذر گیا دوسرے کرگدن پر مارا کہ سینہ پر پڑا اور سر کو توڑ کر گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا تیسرے کو تیر مارا کہ پیشانی پر پڑا
اور پیچھے سے گذر گیا اب جو دیکھا کہ امیر دو کرگدن مارتے ہیں تو دس آجاتے ہیں چہار طرف سے ہجوم کئے امیر پر چلے آتے
ہیں لیکن امیر با توقیر آگے نہیں بڑھنے دیتے جو بڑھتا تیر قضا کا نشانہ ہوتا صاحبقران تیر اندازی سے [illegible] ہیں جو کچھ
القصہ تمام دن میں دو سو پچاس کرگدن مارے اب رات ہوئی مگر کرگدن [illegible] امیر [illegible] پہنچ گئے تیر
ترکش میں باقی نہیں رہی امیر نے تلوار کھینچی اور دو دستی تلواریں مارنا شروع کیں رات بھر [illegible]
[illegible] امیر نے دیکھا کہ ہزار ہا گینڈا مار ڈالے ہیں اور لاکھوں چلے آتے ہیں امیر [illegible] ہوا اور
تیس ہزار گینڈے اور آئے اور ساتھ ان کرگدنوں کے ایک کرگدن بہت بڑا تھا کہ رنگ اس کا سفید تھا اور نہایت
خوشنما تھا امیر نے اس گینڈے کو جو دیکھا اپنے دل میں کہا کہ یہ شاید سب کا سردار ہے اور اگر یہ زندہ ہاتھ لگے [illegible]
[illegible] بہت زیادہ ہو غرض صاحبقران نے لڑنا شروع کیا ہر چند ان کو مارا اگر وہ کم نہیں ہوتے [illegible]
شور مچا ہوا [illegible] ہیں اور جوق جوق چلے آتے ہیں غرض امیر با توقیر [illegible] شبانہ روز [illegible] کئی ہزار کرگدن
کو قتل کیا مگر وہ لاکھوں [illegible] ہزار کے مرنے سے کم تھوڑی ہوتے ہیں [illegible]
تمام [illegible] سوا کرگدنوں کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا امیر با توقیر پریشان ہوئے تین روز [illegible]
[illegible] پانی پیا [illegible] قتل [illegible]
[illegible] یقین [illegible] اور کرگدن [illegible] کیا اسی حالت [illegible]
دعا مانگی کہ الٰہی [illegible] بندوں کا راستہ صاف کرنے کے لئے [illegible]
اگر حیات [illegible] باقی ہے تو یہاں سے نجات دے اور اگر قضا آئی ہے تو [illegible] کفن و دفن [illegible]
[illegible] مناجات [illegible] قاضی الحاجات بلند [illegible] اجابت [illegible]
[illegible] آواز [illegible] لشکر اسلام [illegible]
[illegible] لشکر میں بیان کیا تھا کہ صاحبقران بیابان کرگدن میں تنہا گئے [illegible]
[illegible]
[illegible] قتل کرنے لگا اور [illegible] ہزار کرگدن [illegible]
[illegible] عمرو [illegible] حمزہ [illegible] ایسی [illegible] حالت [illegible]
[illegible] امیر نے فرمایا کہ خواجہ جو کچھ ہوا سو ہوا [illegible] اس کرگدن سفید کو [illegible]
خواجہ [illegible] ہاتھ [illegible] عمرو [illegible] حمزہ [illegible]
نہیں [illegible] امیر نے فرمایا کہ خواجہ [illegible] عمرو نے کہا [illegible] فرمانے سے انکار [illegible]
عمرو [illegible] اس کرگدن پر [illegible] عیاری [illegible]
[illegible] اس کرگدن کے [illegible]
[illegible] زمین ہو گیا جیسے [illegible] دس بیس [illegible]
[illegible] حمزہ نے تیری جان [illegible]
کرگدن [illegible] امیر [illegible]
[illegible] وہ کرگدن وہاں [illegible] مارا کہ [illegible]

اور سرداران امیر نے لاکھون کرگدنون کو مار ڈالا جب گنبدون نے دیکھا کہ سردار ہمارا پکڑا گیا اور بہت سے مارے گئے اور بیمار
بھائی بند بہت سے مارے گئے راہ فرار اختیار کی جنگل خالی ہوگیا سب بھاگ کر چلے گئے عمرو کرگدن سفید کو سامنے
صاحبقران کے لایا زنجیرون مین اسے باندھا اب امیر نے دیکھا کہ رنگ تو اسکا سفید ہی اور خط و خال سیندوری
لاجوردی سبز و سرخ بنے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلکاری کی ہوئی ہی صاحبقران اسے دیکھکر بہت خوش ہو
فرمایا کہ اسے چابک سوارون کے سپرد کرو کہ وہ اسپر سوار ہو کر درست کرین اور اسیوقت تین کرور کا رقعہ خزانچی کے
نام لکھکر عمرو کو دیا کہ جا کر لیلو عمرو نے کہا امیر کئی عیار مارے گئے ہین انکا خونبہا انکے عزیزون کو ملنا چاہئے اور
مجھکو الگ ملنا چاہئے امیر نے کہا سبحان اللہ میان مردے کا مال آپ نہین چھوڑتے ہو اچھا انکے عزیزون کو بلاؤ عمرو نے
کہا ابھی باہر لشکر زنبیل سے دو ایک مردے نکالکر انکی شکل تبدیل کرکے سامنے صاحبقران کے لایا پہلے سے انکو
سکھا پڑھا دیا تھا وہ روتے ہوئے سامنے امیر کے آئے کسی نے کہا ہمارا بیٹا مارا گیا کسی نے کہا ہمارا بھائی مارا گیا
غرض اسیطرح سے نقصان بیان کیا امیر نے سبکو خونبہا دیا عمرو نے کہا حمزہ مجھکو بھی انکا خونبہا ملنا چاہئے کیونکہ یہ میرے
شاگرد تھے اور شاگرد بجاے اولاد کے ہوتا ہی امیر نے عمرو کو بھی اور دیا اب آپ وہان سے پھرے باہر آکر ان مردون سے
سب مال جو دیا تھا چھین لیا اور دو ٹکے نکالکر دیے کہ لین کھاتے چلے جاؤ پھر خدمت امیر مین آ حاضر ہوا اب امیر با توقف
یہان سے پانچ روز فیروزی پھر سب لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا عمرو نے اس کرگدن سفید کو چابک سوارون
کا افسر بنایا اسکے سپرد کیا اب امیر نے سمت ... کا ارادہ کیا جب تین دن کے کوچ ہوئے ایک منزل پر پہنچے
گرد و نواح کو بیابان گرد سے پر خاک ... گرد و غبار سے ... زمین پر ... دیکھا
اور گرد فرو ہوا لشکر ظاہر ہوا اور ایک گروہ سے ایک بادشاہ نمودار ہوا امیر نے ہرکارون کو روانہ
کیا کہ دریافت کرو یہ کون ہی اور پوچھو کہ کیا عزم ہی ہرکارون نے جا کر پوچھا کہ آقا نے ہمارے پوچھا ہی کہ تم کون ہو
اور کیون آئے ہو بادشاہ نے کہا کہ میں امیر کی قدمبوسی کو آتا ہون غلام زادہ ہون ہرکارون نے آکر خبر
دی امیر نے چند سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا جب وہ بادشاہ قریب آیا امیر کے قدمون پر گر پڑا
امیر نے اسے گلے سے لگایا پوچھا کہ تم کون ہو کیا نام ہی تیرا کیا مطلب ہی یہان آیا ہی اسنے دست ادب بستہ عرض
کیا کہ اے بزرگ یزدان والی صاحبقران و دوران یہان سے تھوڑی دور ایک شہر ہی کہ نام اسکا ... ہی
اور وہان ایک اور شہر ... ہی وہ ... اور ... ہین بہت سے ... ہین اسیطرح
بہت سے ... ہوا اور ... خراج دیتے ہین اور مین وہان کا
بادشاہ ہون یہ شہر ... قریب ... شہر والون کو ... کرتے ہین
... کو مار ڈالتے ہین ... علاج انکا ... ہوسکتا تھا اب
ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران دوران نے ... کرگدن کا ... کیا ... اور ... مین
کے واسطے خدمت مین حاضر ہوا ہون حضور غلام نوازی فرمائین تو آپ کو ... ان ... بڑی ... ہی
اور نام غلام کا ... شاہ ہی ... دین ... کیا ہم عرض کی کہ فرعون پرست ... فرمایا کہ دین اسلام دین حق
ہی اسے اختیار کرو اور کلمات فرعون مین ... بہت سی تعریف ... کرنا کی بیان کی کہ
... دین حق ... ہوگیا ... فرعون پر امیر نے ... سے ... کیا وہ
بادشاہ ... امیر نے اس روز ... اپنے پاس رکھا اور وعدہ کیا کہ کل ہم تمہارے ساتھ چلینگے

غرض صبح کو امیر ... نے ملاحوں پر بہت نوازش فرمائی اور کہا کہ تم جہاز اور کشتیاں لیکر چلو ہم خشکی کی طرف
آتے ہیں اور سرداروں سے فرمایا کہ جسکا جی چاہے سمندر پار کرتا جائے جسکا جی چاہے میرے ساتھ پیدل چلے جو دریا
سے ڈرتا ہو امیر کے ساتھ ہو لیا امیر شاہ پری شاہ کے ساتھ چند سرداروں سے اور کچھ لشکر سے جزیرہ ... کیطرف روانہ
کوچ بکوچ چند روز میں جزیرہ ... میں پہنچے شاہ پری شاہ نے ایک ہفتہ برابر دعوت امیر کی کی اور تماشا
ہر ایک کو دکھایا اور بہت سے تحائف پیشکش کیے بعد اسکے امیر شکار میں مصروف ہوئے اور انتظار کشتیوں کا
کرنے لگے ایک روز ایک جنگل میں پہنچے کہ وہ دشت آبنوس تھا ایک چشمہ وہاں دیکھا کہ مثل دریا کے بہت بڑا تھا اور سرخ
مچھلیاں اسمیں لاانتہا تھیں اور پانی اسقدر صاف و شفاف تھا کہ وہ مچھلیاں معلوم ہوتی تھیں صاحبقران
ماہی گیروں کو بلا کر کہا کہ شکار ان مچھلیوں کا کرو انھوں نے جال ڈالا بہت سی مچھلیاں پکڑیں جو مچھلی اس
چشمے سے پکڑی اور باہر نکالی ہوا لگتے ہی پتھر کی ہو گئی اگرچہ واسطے آزمانے کے بہت سی مچھلیاں پکڑوائیں مگر سب
پتھر ہو گئیں کچھ نہ دیکھا خاک پتھر نہ ہاتھ لگا ماہی گیروں کو منع کیا کہ [illegible] حال اسکا شاہ پری شاہ
سے عرض کیا کہ یہاں مرغزار ہے اسمیں ایک درخت بلند ہے جسوقت ہوا سے [illegible] گرتے ہیں
اور ہوا [illegible] خوش رنگ ہو جاتے ہیں اور [illegible] اسی درخت [illegible] اور جب جانور [illegible] سایہ
پڑتا ہی تو وہ سب جانور مر جاتے ہیں اور [illegible] اسکے ایک پہاڑ ہے [illegible] امیر نے ایک قصر ساتھ
پوچھا صاحبقران نے کہ اس قصر کو کسنے بنایا ہے اسنے عرض کیا کہ [illegible] قصر [illegible] ہوا اور
اس دیار کا ہے اور اس قصر میں ایک بت ہے فیروزے کا قد آدم بلند تخت یاقوت پر وہ [illegible]
سر جھکائے ہوئے اور [illegible] اسکے آگے رکھے ہیں جسوقت کہ آفتاب نکلتا ہے وہ بت فریاد کرتا ہے کہ
افسوس صد ہزار افسوس [illegible] آنکھوں سے [illegible] آنسو جاری ہوتے ہیں وہ جو لوگ [illegible]
اور [illegible] اسکے آگے رکھے ہیں وہ طاس آنسوؤں سے بھر جاتا ہے [illegible]
ہیں وہ طاس [illegible] بیمار کو وہ [illegible] پلاتے ہیں کیسی ہی بیماری ہو دفع ہو جاتی ہے [illegible]
[illegible] کو پلاتے ہیں [illegible] اسکا حال [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] آنکھوں میں [illegible] ہیں [illegible]
اور اگر [illegible] بت کو وہاں سے اٹھا کر چار پانچ قدم [illegible] وہ بت [illegible] اٹھانے والے [illegible]
ہیں اور [illegible] وہ بت جا کر [illegible] پر بیٹھ جاتا ہے نام اس بت کا [illegible]
فرمایا کہ [illegible] وہاں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] حلول کیا ہے یا طلسم کا کارخانہ ہے [illegible]
[illegible] آنکھوں سے بھی دیکھا ہے فرمایا کہ چلو ہم بھی
دیکھیں [illegible] عرض کیا چلیے اور [illegible] اس درخت [illegible]
[illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] وہاں [illegible] جاتا ہے [illegible]
[illegible] گرتا ہی اور [illegible] درخت [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] جاری ہو جاتا [illegible]
[illegible] ہیں ہوا [illegible] اس قصر کو دیکھا کہ وہ قصر بلور کا بنا ہوا [illegible]
[illegible] دروازے [illegible]
[illegible] لوگ [illegible] آتے ہیں جو قصر کے اندر جاتا ہے وہ [illegible]

صاحبقران اندر گنبد کے آئے اور صبح تک وہان رہے جو جو کچھ کہ شاہد شاہ سے سنا تھا وہ سب معائنہ
کیا فرمایا کہ بیشک طلسم ہی اُسنے عرض کیا کہ پیرو مرشد یہ طلسم قدرتی ہی فرمایا اچھا معلوم ہوتا ہیگا اور اندر سے
قصر کے نکلکر کہا کہ اسی پہاڑ پر چڑھیا و بتخانہ واسطے ہمارے بپا کرو بموجب حکم سفیدیا کہسار کی راوٹی استادہ ہوگئی
صاحبقران سرشام سے وضو کرکے اُسکے اندر داخل ہوئے پہلے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت
نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنے لگے کہ ای پروردگار عالم امیدوار ہون کہ حال اس بت کا مجھپر منکشف ہو جائے کہ
یہ کیا ہی غرض اسیطرح دعا مانگتے مانگتے روتے روتے صبح ہوگئی کہ یکایک دیدۂ ظاہری بند ہوا اور چشم باطنی
وا ہوئی اسی وقت حضرت خضر علی نبینا وآلہ علیہ السلام کا نمایان ہوا آواز تسبیح بلند ہوئی جسوقت قریب پہونچے
آواز دی کہ السلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا دوڑکر قدمون سے لپٹے حضرت نے
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ یا صاحبقران یہ بت قدرت پروردگار سے بنا ہی اسمین آپ کچھ اصرار نہ فرمائین
حضرت موسی پہلے یہان آئے تھے کہ مین اس بت کو توڑونگا ایسا کچھ انکو دکھائی دیا کہ سجدہ کرکے پھر گئے آپ
یہان سے چلے جائیے یہ فرماکر حضرت غائب ہوگئے امیر نے نماز صبح پڑھی راوٹی سے باہر تشریف لائے سبھون سے
حال بیان کیا اور وہان سے پھر کر جزیرہ چندلین مین آئے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے دوسرے دن خبر آئی کہ
کشتیان جہاز آپہونچے فرمایا یہان سے غلہ اور میوہ اور پانی اچھا بھر لین ملازمون نے بموجب حکم عالی غلہ وغیرہ
سب بھر لیا دوسرے روز امیر شاہد شاہ سے رخصت ہوکر کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے بعد چند روز کے
ساحل پر پہونچے ایک بیشہ دکھائی دیا فرمایا کہ اس بیشہ کی سیر کرتے ہوئے چلینگے ملاحون نے عرض کیا کہ ای شہریار
اس بیشہ کی سیر سے درگذر کیجئے یہان جانے سے کچھ فائدہ نہین نہ دین حاصل ہی نہ دنیا فرمایا کہ مجھکو کیفیت یہان
کی آگاہ کرو کیونکہ مین امیدوار ہون ملاحون نے عرض کیا کہ اس بیشہ مین تین اژدہے بہت بڑے رہتے ہین [illegible]
[illegible] ہاتھیون کو ایک دم مین نگل جاتے ہین اور انکے منھ سے شعلۂ آتش جو نکلتا ہی تمام کوہ و بیابان [illegible] کو
جلاتے ہین اور زہر سے اُنکے دریا شور ہوگیا ہی ایک اژدہا مقابل پہاڑ کے ہی دوسرے اژدہے کی یہ قطع ہی کہ
بال اُسکے سر پر ہین مانند زلفون کے کہ منھ پر اُسکے پڑے ہوئے ہین وہ منھ مین اپنے پہاڑ کو کھینچ لیتا ہی تیسرے
اژدہے کے سر پر دو شاخ ہین مانند گاو نیش کے اگر رستم و اسفندیار اُسکو دیکھین تو زہرہ آب ہو جائے اگر
کبھی پہاڑ سے کسی آدمی کو لگے [illegible] چلکر چونا ہو جائین وحش و طیر سب جنگل کے خوف سے ان اژدہون کے [illegible]
ہین صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا کہ بقوت پروردگار عالم زمانے کی بلائین مین نے دفع کی ہین [illegible]
نہ کرون اور مین نے ایک اژدہا بیشۂ [illegible] مین مارا تھا جسکا علم اژدہا پیکر بنا ہی دوسرے اژدہے کو شہر روم مین
[illegible] کو پہونچایا ہو انشاء اللہ انکو بھی جہنم واصل کرونگا ملاحون نے عرض کیا ای شہریار آپکے طفیل سے
خلق اللہ [illegible] راستے پر آئی ہی خدا کو بچانا ہی آپ اس کام سے ہاتھ اٹھائین اپنی جان کو تصدیع نہ دین فرمایا
کہ بیشک جاکر انکو نہ مارونگا آرام نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ آگے تونے روم مین اژدہا مارا تھا تو کیا ملا تھا اب
کیا حاصل ہوگا ناحق کو کوئی آسیب تجھکو پہونچا تو ہم سب برباد ہوئے دور کر اس ارادے سے باز آ ارے آدمی
لڑتے ہین یا ہوا سے لڑتے ہین فرمایا [illegible] مین انپر اژدہون کے مارے یہان سے قدم آگے نہ بڑھاؤنگا کہا
عمرو نے کہ تمنے قسم کھائی ہی اسیطرح مانوگے خاموش ہو رہا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ یہ ایسا شخص
خود رائے ہین [illegible] کہا کہ جس بات کا ارادہ کیا پھر جان جانے کی پروا نہین شیر و اژدر کو بھی کچھ نہ سمجھا [illegible]

ایسا شخص جہان مین نہ دیکھا نہ سنا سرداروں نے سمجھانے کا قصد کیا تھا مگر جب دیکھا کہ عمرو کا کہنا نہ مانا چپ ہو رہے
بلکہ سب نے متفق الامراد و یک زبان ہو کر کہا کہ شہریار خدا آپ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور خوش رکھے سب مرادین
آپکی حاصل ہون خداوند آپ کو نہ دکھائے اور ہمیشہ کامگار و کامیاب رہیے یہ اژدہے آپکے سامنے کیا جان رکھتے ہین
چاہیے انکو ماریے امیر نے جو یہ کلمہ سنا خوش ہوے ہنسکر کہا کہ مین بندہ عاجز ہون اسکا یہ سب تائید یزدانی ہی کہ مجھ ایسے
مور ضعیف کو اسطرح کی جرأت دی ہی اور جو کہ پہلوان ہی اسکو جرأت ضرور ہی غرض امیر آکر اس بیشہ مین اترے
اور پانچوین روز مسلح و مکمل ہو کر تمام پہلوانون اور فرزندون کو ساتھ لیکر ان اژدہون پر روانہ ہوے یہانتک کہ قریب
اس بیشہ کے پہونچے اب امیر ہاتھ قبضے پر ڈالے ہوے ہین اور اژدہون کو ڈھونڈھتے چلے جاتے ہین دیکھا
کہ درختون کے پوست اڑے ہوے ہین درخت جلے ہوے ہین گھاس تک جلکر خاکستر ہو گئی ہی جابجا گڑھے
زمین مین پڑے ہوے ہین اور ان گڑھون مین سے بو سے بد چلی آتی ہی کہ اژدہون نے کھا کھا کر جو کھٹے اگلے
ہین وہ آلائش پیٹ کی نکلکر سڑی ہی اسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا ہی ایک صحرا سے ہیبتناک
نظر آتا ہی بگولے خاک کے اڑ رہے ہین عجب دشت وحشتناک ہی کہ آتے آتے دور سے ایک غار معلوم ہوا
اور تاریکی نظر آئی غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دھوان اٹھ رہا ہی سرداروں سے فرمایا کہ مقرر اژدہا اسمین ہی
دیکھو مین اسے نکالتا ہون یہ کہکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا کہ کوہ و دشت ہلنے لگے شعر یکے نعرہ زد خیرہ شد
مصاف * کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف * بسی کہ نعرہ زد حمزہ نامور * کہ آہن دلے را دریدہ جگر * پس بعد نعرہ کرنے کے
ایک سیاہی اس غار سے نمایان ہوئی کہ سر اسکا نکلا اور سینہ اسکا بلند ہوا جب سب باہر آیا مانند پہاڑ کے تھا
رنگت سیاہ آنکھین ازرق مانند مشعلون کے روشن تھین سر مانند گنبد کے کہ دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے
ہول کے مارے بھاگ جاے جب قریب آیا دیکھا کہ منہ پر اسکے کہین کہین خال ہین اور سینے سے پسینا ٹپک رہا ہی
بس اسنے جو امیر کو دیکھا قلاب آتشین چھوڑے اور نفس کشی کی کہ پتھر تک اسکے منہ مین جلنے لگے صاحبقران
مع سرداران عالیشان دو دو ہٹکر تنگ مارے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پانون کے تلے سے نکلی جاتی
تھی مگر صاحبقران نے نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر چلہ کمان مین پیوستہ کر کے اور نشانہ باندھکر
اسکی آنکھ مین مارا اور کئی سردار ساتھ امیر کے دوڑے تھے اور تیر اژدہے پر مار رہے تھے مگر تیر امیر کا جو اسکی
آنکھ مین پہونچا مع سوفار غرق ہو گیا خون اسکی آنکھ سے جاری ہوا اور سرداروں کے بھی تیر اسکے بدن پر
پڑے مگر کارگر نہوے کہ کام اسکا تمام کرتے کہ اسمین دوسرا تیر امیر نے اسکی دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی مع
سوفار در آیا اور اژدہے نے سر زمین پر دے مارا اور دم بلندی چاہا کہ امیر پر مارے صاحبقران نے تیغہ
عقرب سلیمانی سے اسے قلم کیا اژدہا تڑپ کر مر گیا خون جاری تھا صاحبقران دوسرے اژدہے کیطرف روانہ
ہوے تھوڑی دور آگے تھے کہ سیاہی نمودار ہوئی امیر نے بجلدی تمام گرز سام بن نریمان لیکر اژدہے کیطرف
چلے دیکھا کہ اژدہا اس سے بھی بڑا ہی اور بال اسکے منہ پر پڑے ہین مانند زلف محبوبان کے مگر سن چھوٹا ہی وہ اژدہا
قلاب آتشین نہ چھوڑنے پایا تھا کہ امیر قریب اسکے پہونچ گئے گرز اسکے سر پر مارا کہ سر اسکا زمین مین غرق ہو گیا
سر پھٹ کر خون جاری ہوا اور تڑپنے لگا چارطرف کو غل ہوا اسکا پھیلا لوگ ڈر سے بھاگے دریا مین کود کود کر
بعضے بیشہ مین بھاگے مگر سردار جو تلوارین بکف لیکر اژدہے پر گرے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اب امیر تیسرے
اژدہے کی فکر مین روانہ ہوے مگر وہ جنگل ایسا ہیبتناک ہی کہ لوگ ہراسان و پریشان ہین مگر امیر تھوڑی دور آگے تھے

کہ خاک اڑی اور اژدہا نمودار ہوا کہ قد اسکا کئی سو گز کا تھا اور دو شاخین سر پر اسکے تھین یا کوئی سینگ سی گویا
تھین اور وہ اژدہا آدمیون کو دیکھکر دوڑا امیر نے ذرا اندیشہ نہ کیا اسطرف کو چلے اژدہے نے قلاب آنکھین
چھوڑا امیر نے اُسے خالی دیا اور برابر پہونچ کے تیغ عقرب سلیمانی مارا اژدہا دو ہوا اور سرداران نامی جو ہمراہ تھے انکی
بھی تلوارین پڑین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اسنون خون جاری ہوا لشکر جو امیر کا دور سے تماشا دیکھ رہا تھا اب جو دیکھا
کہ تیسرا اژدہا بھی مارا گیا مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے ہر ایک آکر گرد پھر تصدق ہوا علی الخصوص عمرو بن امیہ ضمری
ہزار زبان تعریفین صاحبقران کی کر رہا تھا اور مارے خوشی کے ناچ رہا تھا پادشاہ اسلام صفت و ثنا فرما رہے
تھے حمزۂ صاحبقران نے دو رکعت نماز شکر ادا کی تھی اور رو کر عرض کر رہے تھے کہ ای پروردگار تو نے مجھ ایسے
ناچیز کو ایسی قوت عطا کی کہ مین نے ایسی بلاؤن کو یون دفع کیا شکر ہے تیری درگاہ مین اور سجدۂ شکر بجا لا کر وہان سے
اپنے لشکر مین آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ تینون اژدہون کی پوست کشی کروا کر تیار کرو ہم اپنے ہمراہ لیجائینگے عمرو
لاکھ روپیے لیکر انھین تیار کروایا جہازون پر لا دلیا کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوے بعد چند روز کے ایک پہاڑ
کے پاس پہونچے فرمایا کہ جہاز یہان ٹھہر جائین کہ ہم یہان کی سیر کرینگے ملاحون نے عرض کیا کہ شہریار پہاڑ پر کان جواہر
ہے یہان انسان و دیونژاد رہتے ہین اور قریب چار لاکھ کے ہین کہ انکے خوف سے جانور درندہ تک وہان نہین جاتا
اور طائر اور ہوا سے اتر کر نہین آتا اور زبان انکی ایسی ہے کہ کوئی سمجھتا نہین شناوری مین مشتاق ہین غوطہ زنی اونکا
طاق ہین موتی دریا سے خوب نکال لیتے ہین نہنگان دریا کو پکڑ کر چیر ڈالتے ہین جسوقت جہاز سوداگرون کے آتے ہین
وہ شناوری کرکے جہازون کے قریب اپنے کو پہونچاتے ہین موتی سوداگرون کو دیتے ہین اور لوہا اسکے برابر
لے لیتے ہین اور سر ایک تیغۂ الماس گون باندھتا ہے لباس صرف پہنتا ہے اور سوا لوہے کے کسی چیز سے جواہر کو نہین
بدلتے اور کوئی آجتک اسرار سے انکے واقف نہین ہوا کہ لوہا کیون خریدتے ہین اور کیا کرتے ہین فرمایا امیر نے
کہ ہم ضرور چلکر سیر کرینگے القصہ جہاز وہان ٹھہر گئے لنگر پڑے امیر مع سرداران یاقوت اتر کر پہاڑ پر گئے دیکھا
کہ حقیقت مین وہ کوہ کان جواہر ہے موتیون کے ڈھیر ہین زمرد یاقوت الماس وغیرہ کے انبار لگے ہوئے ہین
عمارتین جواہر نگار بنی ہوئی ہین عجب کیفیت دکھا رہی ہین کہ اس اثنا مین دیکھا کچھ آدم زاد و دیونژاد جواہر
لیکر آئے لشکر والون نے صاحبقران کے لوہا دے دیکر لیا انتہا جواہر خرید کیا کہ اٹھانا اسکا دشوار ہوگیا
عمرو نے بھی بہت سا جواہر مول لیا اور اپنے دلمین افسوس کیا کہ معلوم ہوتا کہ لوہے سے جواہر بدلتے ہین تو اپنے
جہازون پر لوہا بھر لاتا مگر افسوس اب کیا ہوتا ہے لیکن امیر کو وہ نواح پسند آیا چند روز وہان رہے مگر وہانکے
لوگ کسی سے بولتے تک نہین اور اگر کچھ آپس مین بات کی تو کسی کی سمجھ مین نہ آئی امیر نے ہر چند انسے کہا کہ مسلمان
ہو وہ کچھ نہ سمجھے جواب نہ دیا کئی روز کے بعد امیر نے قصد کیا کہ وہان سے کوچ کرین ایک ملاح نے امیر کو آکر سلام
کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا فرمایا امیر نے جو کچھ کہنا ہو بیان کر اسنے عرض کیا کہ شہریار مین تمام دریاؤن کی سیر کرکے
آیا ہون اور زبان سب جزیرون کی جانتا ہون اور ایک طشت میرے پاس ہے اسکا یہ خواص ہے کہ جسوقت دریا مین
شور اٹھتا ہے اس طشت مین پانی بھر لیتا ہون اور اسمین دیکھتا ہون جو ماہیت دریا کی ہوتی ہے معلوم ہو جاتی
ہے اسکو بیان کر دیتا ہون اور ایک مٹی میرے پاس ہے کہ مین اسکو سونگھ کر جو آگے دریا مین واقع ہوگا وہ بیان
کر دیتا ہون فرمایا کہ لاؤ طشت اور مٹی وہ گیا جا کر لایا جیسا کہ بیان کیا تھا ویسا ہی پایا بعد اسکے عرض کیا کہ یا امیر
کشور گیر نزدیک اس جزیرے کے ایک اور جزیرہ ہے کہ نام اسکا بروطائل ہے تمام سال وہ سبز و خرم رہتا ہے القصہ

جاڑے کے موسم میں [illegible] ہوتا ہے نہ گرمی میں اُس سے نقصان ہی
لگا رنگ ہمیشہ [illegible] اور اُسکے ہر وقت آواز دف وچنگ
زمزون کا ہی مگر [illegible] ہوتا اور درخت میوہ دار بفلک
اس جزیرے کو [illegible] سوار ہو کر ملاحون سے فرمایا کہ جلد جزیرہ
[illegible] رکھ لیا [illegible] کوچ بکوچ اُس جزیرے میں پہونچے
[illegible] ملاح سے کہا [illegible] دیکھا اسیوقت ملاح کو بلا کر خلعت عطا فرمایا
[illegible] اور حیرت سے ہر طرف کو دیکھتے ہیں کوئی
[illegible] چلی آتی [illegible] ایسی خوش آہنگ ہین کہ عالم محویت کا
[illegible] پوچھا کہ [illegible] ہی کہ آواز سازون کی چلی آتی ہی اور انشان
[illegible] آراستہ کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد
[illegible] روز سے دنیا پیدا ہوئی ہی اس جزیرے مین عجائبات
[illegible] بعد فراغ نماز مغرب و عشا کھانا کھایا اب سب سردار
[illegible] کی چلی آتی ہی اُسے سن رہے ہین چراغ کی روشنی معلوم
[illegible] سردارون سے کہا کہ نہین معلوم یہ کیا شی روشن ہی ہر چند
[illegible] تک بیدار رہے آخر آرام کیا صبح کو بیدار ہوے
[illegible] روشنی کا پوچھا کہ رات کو عجیب طرح کی روشنی میں سے
[illegible] کیا کچھ حال نہ کھلا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اس
[illegible] اور بلند ہو کر بالاسے ہوا قائم ہوتی ہی ہم کو اپنی اونچا
[illegible] اور صبح کو وہ گاے پھر دریا مین چلی جاتی ہی امیر نے
[illegible] کو پکڑ لے اور ایک باغ مین لیچلے عجیب ذخیرہ
[illegible] امیر کے دعاے خیر کی کہ خدا وند کریم
[illegible] اُس ملاح نے عرض کیا کہ شہریار حضور رہین
[illegible] فرمایا کہ وحشیانہ مردون کا کام ہی انشاء اللہ تعالیٰ
[illegible] طرف چلے قریب دریا کے پہونچے تھے کہ دریا مین شور پیدا ہوا
[illegible] عرض کیا کہ یہ آمد اسی گاے کی ہی امیر ہوشیار رہیے صاحبقران
[illegible] کر اُسی آواز کیطرف چلے دیکھا پانی جوش مار کر شق ہوا اور گاے نکلی
[illegible] ہیبت اُسکی یہ تھی کہ گاو زمین بھی دیکھے تو سر اس [illegible] طاری ہو ابر آتے وہ
[illegible] امیر [illegible] پوشیدہ ہو کر اُسکی طرف چلے جاتے ہین کہ اُس
[illegible] کہ ایک شخص نہایت ہی بڑی ہی کہ تیری طرف چلا آتا ہی بس دونو
[illegible] شاخ مار کر ہلاک کرے امیر نے جو اُسے آتے دیکھا نہایت ہوشیار ہو کر
[illegible] برابر پہونچے شاخین ماریں امیر نے خالی دے کر گھونسا مارا کہ جادہ

کمند کا گلے مین اُس گاو کے پڑا وہ زور کرکے چلی تھی کہ امیر نے جھٹکا مارا کہ ز
کمند کا امیر کے ہاتھ مین ہی اور گاو نے اُچھل کود رہی ہی ہر چند تڑپتی ہی چھا
نہین امیر نے سردارون کیطرف اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرو یہ کمند مین پھنسی ہ
پکڑ از زنجیر مین جکڑ کے کھینچتے ہوئے اپنے مقام پر لائے امیر پر سے زر نثار ہونے لگا
کہ حضور نے کارنمایان کیا کہ اس گاو کو پکڑ لیا قہر سے یہ کام نہین ہو سکتا امیر نے دوگانہ شکر
ادا کر داروغۂ دواب کو وہ گاو سپرد کی کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا اب چند روز بعد
ہوکر عجائبات کی تعریفین کرتے ہوئے روانہ ہوئے شب و روز کشتیان چلی جاتی ہین بعد چند
ہین پہونچے کہ وہ بیشہ نہایت سبز و خرم تھا اور ایک گنبد دور سے دکھائی دیا جب وہان اُترے
لوگون کو دیکھا کہ سب خوبصورت شیر صورت ہین درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین گلہائے رنگا
ہین کسی باغ کو اُس سے نسبت نہین ہی اور انواع اقسام کے جانوران شکاری وہان موجود
ہین مشغول ہوئے مگر وہان کے لوگون نے جو تعریف صاحبقران کی سنی کہ زلزلۂ قاف ثانی سیا
نام آیا ہی یہ سنکر ہول و ہراس اُن پر طاری ہوا ہاتھ باندھ باندھ کے سامنے صاحبقران کے
کہ ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین فرمایا کہ دین اسلام اختیار کرو وہ سب برضا و رغبت مسلمان
او بہ لب بستہ عرض کیا کہ دعوت غلامون کی حضور قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہی تم جاکر تیاری کرو
امیر دوسرے روز اُنکے ساتھ شہر مین گئے حاکم وہان کوئی نہ تھا سب اپنے گھر کے مالک تھے مگر تقدیر
تابع تھے اور آپس مین موافقت بہت تھی شر و فساد کبھی نہ ہوتا تھا امیر سات روز اُنکے یہان مہمان رہے
تے تھے رات کو صحبت عیش برپا رہتی تھی ایک روز شکار ماہی مین مصروف تھے کہ ایک مچھلی دکھائی دی کہ ا
مچھلی امیر نے کبھی نہ دیکھی تھی اسواسطے کہ درازی اُسکی پانچ سو گز کی تھی اور عرض اُسکا سو گز کا تھا نہایت
ہوئے امیر نے اُس جزیرے مین سے ایک مرد پیر کو بلایا اُس سے پوچھا کہ اس مچھلی کا حال بیان کر اُسنے عرض کیا
ای شہریار اس مچھلی کی کیا حقیقت ہی غلام نے اس سے دونی مچھلی دیکھی ہی ایک مدت ہوئی کہ سمندر نے اسی
مچھلی نکال کنارے پہ ڈالی تھی طول اُسکا ہزار گز کا تھا اور عرض اُسکا دو سو گز کا تھا دس ہزار آدمیون
کمندین پکڑ کر اُسپر پھینکین اور اُسکو کھینچ کر لاکے ایک درخت سے باندھا وہ زور کرکے چھوٹ اُس
آ گھیر کر لیگئی آخر لوگ جزیرے کے جمع ہوکر اُسے پانی سے خشکی مین کھینچ لائے پہلے دانت اُس مچھلی کے گز توڑ
توڑے پھر اُسکو چیرا پچاس گڑھے روغن اور پچاس گڑھے چربی کے اُسمین سے نکلے اور پیٹ جو اُسکا
چاک کیا تو بہت سے در شاہوار نکلے اور ہزار من عنبر سارا نکلا اور اُس مچھلی کی دریا مین یہ صورت تھی کہ
جہاز آیا اُسنے سر اٹھایا اور جہاز کو توڑ ڈالا الٹ دیا آدمی غرق ہوگئے آخر کار اہل جہاز یہ کرتے تھے کہ خوف
اُس مچھلی کے بوق و طبل و دمامے بجاتے تھے اور غل کرتے تھے اور جلدی جہازون کو نکالتے تھے جب جہاز صحیح
نکل جاتے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا کہ شہریار مین نے ایک مچھلی دیکھی ہی کہ ایک روز دریا سے خشکی مین آ
پڑی تھی طول اُسکا سو گز کا تھا جب وہ خشکی مین تڑپ کر مرگئی اور پیٹ کو اُسکے چیرا ایک مچھلی جیتی اُسکے
نکلی کہ بیس گز طول تھا اور دس گز کا عرض امیر نے فرمایا پروردگار عالم نے اس سے بڑھکر عجیب و غریب
پیدا کیے ہین اور اُنکو رزق پہونچاتا ہی یہ کہکر اُس پہاڑ کیطرف روانہ ہوئے نیچے اُس کوہ کے ایک دشت

خاک اُس دشت کی مانند توتیا سنگ کے نرم تھی اور گھانس پر ہانکی دھوکا ہوتا تھا کہ آدمی کھڑا ہی منھ ہاتھ پانوں آنکھ ناک سب اعضا معلوم ہوتے تھے خاصہ اُس گھانس کا یہ تھا کہ جو کوئی اُسے توڑے بیہوش ہو کر گر پڑے اور پھر لیسے تھوڑی دیر کے اُس کے مانند استادہ ہو جاوے اسی سبب سے کوئی اُسکو اُکھیڑتا نہ تھا اور ایک شخص نے اُن مین سے کہا کہ یہان ایک جگہ بہت سرسبز و شگفتہ ہے ہر درخت سبز ہے پھل اُسمین سرخ لگے ہوئے ہین کچھ شاخون مین برگ و بار لگے ہوئے ہین کچھ شاخون مین جدا جدا ہین کچھ شاخون مین برگ و بار کا نشان بھی نہین اور ایک طرفہ تر شے وہان کچھ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اُسکا بیان نہین ہو سکتا فرمایا کہ چلو ہم بھی دیکھینگے اور اُسطرف روانہ ہوئے جب اُس مقام خاص پر پہونچے عجب دشت روشن نظر آیا انواع انواع طرح کے درخت آگے دیکھے عجیب و غریب پھول کھلے نظر آئے رات بسر ہوئی صبح کو جس وقت آفتاب بر آمد ہوا زمین و آسمان شعاع سے روشن ہو گئے درختون سے آواز شور و فغان بلند ہوئی اور تمام برگ اُن درختون کے گر پڑے دن بھر صداے گریہ و زاری آیا کی سپاہ گھبرا گئے اور جانور روبانکے خوف کے مارے بھاگ گئے جب رات ہوئی وہ آواز نالے کی لگانا درختون سے موقوف ہوئی اور پھر برگ اُن درختون پر نظر آئے اور برگ درختون مین پھر نکل آئے صاحبقران تماشاے بوقلمونی صنائع پروردگار عالم دیکھکر وہان سے چلے اثناے راہ مین ایک ملاح دانا نے عرض کیا کہ شہریار اس نواح مین ایک پہاڑ ہے کہ اُسے کوہ قالون کہتے ہین وہان بھی عجائبات بیشمار ہین امیر نے فرمایا کہ کشتیان دریا کی راہ سے لیچلو اور ہم خشکی کی راہ سے سیر کرتے ہوئے آتے ہین غرض بعد چند روز کے کوہ قالون مین پہونچے اور اُس ملاح سے پوچھا کہ یہان عجائبات کس قسم کے ہین اُسنے عرض کیا کہ نواح مین اس پہاڑ کے عجیب الخلقت لوگ رہتے ہین قد ہاتھی کے رنگ سیاہ چہرے بندرون کے جسم گھوڑون کے بال بکری کے دانت مانند دندان گراز کے کان مانند گوش فیل کے وہ سب سگ تن غول رو فیل گوش مشہور ہین فرش خواب [illegible] پہاڑی ہی ہر ایک کے پاس زر و جواہر بیشمار ہے سوداگر اسباب ہر قسم [illegible] مین گوہر و مرجان دیتے ہین اور ہر ایک کے پاس ایک گھوڑا ایسا کہ اُس [illegible] چالاک ایسے ہین کہ ہوا سے تیز جاتے ہین اور جہد لڑائی اُنکو سے یقین ہو کر حریف سے لڑتے ہین آدمی کو کھا جاتے ہین جانوران درندہ کو پھاڑ کھاتے ہین دریا مین غوطہ لگا کر نہنگ کو پکڑ لاتے ہین شیرون پر شمشیر آزماتے ہین کوہ کو مثل کاہ جانتے ہین دیو کو نہین مانتے ہین صاحبقران نے یہ حال سنکر فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ مردم آزار ہین اُنکو سزا دینا جلد واجبات سے ہے جلد خیمہ اُسطرف لیچلو یہ نہایت بدکار ہین سبکو تنبیہ کرونگا غرض کوچ کرکے بعد طی مراحل و قطع منازل نواح مین فیل گوشون غول سرون سگ تنون کے پہونچکر خیمہ برپا کیا تمام لشکر امیر با توقیر کا وہین اُتر پڑا شب بسر ہوئی صبح کو ایک گروہ فیل گوشون کا پیدا ہوا اور سامنے لشکر ظفر پیکر کے آکر کھڑا ہوا اور پکارکر کہا کہ تم لوگ سوداگر ہو اگر کچھ اسباب بیچنے کو لائے ہو تو اپنی قوم کو ہم جاکر خبر کرین وہ اسباب تمسے خریدین یہ سنکے لوگون نے آواز دی کہ تم نہین جانتے یہ لشکر صاحبقران جہان کا ہے جسکے سامنے دیو پری کی کچھ حقیقت نہین ہے جاکر کہو اپنے مالک سے کہ آکر غلامی مین اس شہریار کی موجود ہو اطاعت کرے نہین تو سزا اسے معقول پائیگا جب لوگ آنے سے امیر اور لشکر امیر کے آگاہ ہوئے کہا کہ معلوم ہوا تم لڑنے آئے ہو خیر حال تمکو معلوم ہو جائیگا اور سامنے سے چلا اپنی قوم سے تمام حال کہا کہ آج ایک لشکر بارادہ جنگ کے آیا ہے یہ سنتے ہی سب مسلح و مکمل ہو کر قبضون پر ہاتھ ڈالکر مثل رعد جوش و خروش کرتے ہوئے لشکر امیر کیطرف راہی ہوئے اور مقابلے مین آکر ہیبت جا کر کھڑے ہوئے غصے کی شدت سے زرد منھ اُنکے سرخ ہو گئے تھے

اچھل جانے لگے مرکبون کو حرکات لگے مرکب ایسے چست و چالاک کہ جنکے سامنے برق شرمندہ ہی لشکر اسلام وار جو انکو دیکھا بعضے تو خائف ہوئے بعضے شادان و فرحان آپسمین کہنے لگے ایک مرتبہ مر کر پھر کوئی نہین مرتا انکو مارا او مر جانا آ لشکر کی یہ حالت تھی کہ بسبب خوف جان کے قریب تھا کہ بھاگ جائین لیکن پیچھے صف کے جا کر کھڑے ہوئے کہ اگر بھاگ گئے تو پہلے آگے ہون اور امیر بھی انکی تیزیان دیکھکر حیران تھے القصہ جب دونون طرف کی صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نہیب دے کر چلے گئے ایک پہلوان انہین سے جو نہایت قوی ہیکل تھا میدان مین آیا مبارز طلب کیا لیکن لشکر امیر سے کوئی نہ نکلا ہر ایک کو تامل ہوا کہ یہ نیزہ و شمشیر و تیر کچھ نہ کھائینگے کیونکہ نہایت چالاک ہین اسلئے جنگ و جدل بیکار ہے مرکب اُنکے عجب مرکب ہین کہ اشارون پر چلتے ہین کسی جا انکو قرار نہین امیر حیران و پریشان ہوئے اور سامنے کوئی آواز نہین جب دیکھا کوئی مقابلہ کو نہین نکلتا تو گھوڑا اُٹھا کر تلوار سے قتل کو شروع کیا لشکر اسلام پر آکر گرا شمشیر زنی شروع کی بہتون کو قتل کیا بہتون کو پکڑا اچھیر پھاڑ کر کھا گئے دن بھر لڑا اسپہ سالار کو پہونچے پہر بھر رات گئے شبخون مارا صبح تک قتل کیا بہتون کو پکڑ کر کھا لیا صبح کو چلے گئے اب ہر روز آتے ہین اور یہی صورت ہوتی ہے کہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کرکے چلے جاتے ہین سرداران لشکر اسلام ہر چند چاہتے ہین کہ کسیکو انمین گرفتار کرین یا قتل کرین یا زخمی کرین ممکن نہین ہوتا کسواسطے کہ مانند باد صرصر آئے اور چلے گئے اور جسکو چاہا پکڑ کر لیگئے اور دور جا کر بند بند جدا کیا دست و پا اعضا و جوارح آپسمین تقسیم کرکے کھا گئے چند روز مین اسقدر لشکر اسلام کو کھایا اور قتل کیا کہ حساب امکان نہ تھا ایک تلاطم لشکر اسلام مین برپا تھا بھاگ بھی نہ سکتے تھے کہ چارطرف وہی بلائین تھین امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران ذوالاکرام نے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کیونکر یہ بلا دفع ہو کیا کرین کسیکے ذہن مین [illegible] آخرکار ناچار ہو کر امیر نے فرمایا کہ میرے واسطے عبادتخانہ کھڑا کرو کہ مین رجوع کرونگا درگاہ جناب [illegible] بوقت رات کے سفید کپڑے کی استادہ ہوئی صاحبقران غسل کرکے آپہونچا اندر [illegible] پڑھکر دوگانہ حاجت کا ادا کیا دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور ورد کر دعائین مانگنا شروع کیا کہ ای جان بخش عالم و ای کس بیکسان یاور غریبان واسطے پیغمبران خاص و عاص کا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے ابھی ملتفت مین تین پہر رات گذر گئی کہ یکایک آواز غیب سے آئی کہ یا حمزہ صاحبقران تم ہراسان نہو صبح کو اپنے لشکر سے کہدو کہ سب غسل کرکے نمازین پڑھکر مسلح و مکمل ہو کر تیار رہین جب وہ لوگ آئین سبکے سب تیرانداز ہی اپنر کرین چلا پڑا اور وہ لوگ ناچار فتحیاب کرلیگا یہ آواز غیبی سنکر امیر عبادتخانے سے باہر آئے اور جو کچھ کہ اس مرد غیبی سے سنا تھا سب بیان کیا تمام اہل اسلام نہا کر نماز پڑھکر تیر کمانون مین پیوستہ کرکے مسلح و کامل دلکو حافظ حقیقی کیطرف رجوع کرکے کھڑے ہوئے کہ یکایک اُدھر سے وہ ظالم پیدا ہوئے اور نعرہ کرکے اہل اسلام پر چلے جسوقت قریب آئے ادھر سے بارش تیر ہونے لگی اسقدر تیر انپر پڑے کہ زرہون کو انکی توڑ کر بدنون مین سوراخ کردیے جسطرح ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے طائر روح نے اڑنے کے واسطے پر و از پیدا کیے ہین یہانتک کہ سب مر گئے قصہ مختصر قریب دو لاکھ کے پیل گوش مارے گئے باقی بھاگ کر بیشہ مین جا کر چھپے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا اُس بیشہ پاس آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ اس بیشہ مین آگ لگا دو کہ ایک انمین کا زندہ نہ رہے عمرو نے تمام عیارون کو جمع کرکے چقماق سے آتشبازی بنانا شروع کیا کہ تمام بیشہ جلنے لگا اور جو کوئی فیل گوش باہر نکلا اسے تیر مار کر گرا دیا تھے کہ وہ سب جہنم واصل ہو

ایک زندہ بچکر نہ جا سکا تین روز مین وہ بیشہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا عمرو نے جستجو کرکے بہت سا مال و جواہر
نکالا اور سب نذر زنبیل کیا صاحبقران نے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی جشن کیا اور وہان سے
جہازون پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اثناے راہ مین اور ایک مرغزار ملا کہ متصل اسکے ایک پہاڑ تھا اس پہاڑ پر
ایک قلعہ فولاد تاب کا تھا امیر نے اسی ملاح پیر سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے اسنے عرض کیا کہ یہ حصار بہت
اچھی جگہ ہے یہ تمام قلعہ فولاد جوہر دار کا ہے دیوارین ہفت جوش کی ہین کرسی اور نشین بھی اسکی ہفت جوش کی ہین
اندر اسکے کرسیان دنگل ہفت جوش سے کھنچے ہوئے ہین اور سیاہ ناک کا ذخیرہ مگر حصار کا دروازہ نہین معلوم ہوتا
کسی نے آجتک نشان دروازے کا نہین پایا فرمایا کہ پھر اسکے اندر کا حال کیونکر معلوم کیا اسنے کہا کہ دو جن
جو اسکے اندر گئے ہین انسے معلوم ہوا ہے امیر نے عیارون سے کہا کہ جا کر تلاش کرو دروازہ ڈھونڈھو یہ کوئی بات
قابل اعتبار نہین کہ دروازہ اسکا نہو کسواسطے کہ جو مکان باغ اور اسی قسم کی کوئی شے بنوائی جاتی ہے تو راستہ
جانے آنے کا ضرور رکھا جاتا ہے قدم الخروج قبل الولوج اسیوقت عیار حسب ارشاد گئے ہر چند گرد اسکے
پھرے کہین دروازہ نہ پایا چاہا کہ جست کرکے دیوار پھاند کر جائین دیوارین دو دو سو گز بلند تھین بہت سے
کوتاہی کی خدمت امیر با توقیر مین آکر عرض کیا کہ ہمنے ہر چند کوشش کی مگر دروازہ نہ ملا اس ملاح نے کہا اے امیر [illegible]
انکی کوشش سے کچھ نہو گا مگر البتہ آپ رجوع بدرگاہ الہی کرین تو شاید کچھ پتا دروازے کا معلوم ہو امیر نے فرمایا کہ [illegible]
عبادت خانہ برپا کرو ملازمون نے اسیوقت سفید کپڑے کی راؤٹی استادہ کر دی امیر شام سے داخل عبادتگاہ
ہوئے بعد ادائے نماز جبین نیاز بر خاک آستانہ عبودیت ملکر درگاہ الہی کی کہ اے [illegible]
وای خالق کل تجھ سے امیدوار ہون کہ دروازہ حصار کا دیکھون اور تیرے فضل سے یہان کی سیر کرون دو پہر
دعا مانگتے گذری تھی کہ دیدۂ ظاہری بند ہوئے چشم باطن وا ہوئی دیکھا کہ ایک جوان بہت خوبصورت [illegible] پیدا
ہوا اور دیکھا کہ اسکی تین آنکھین ہین اور تینون آنکھون سے دیکھتا ہے کبھی کھول دیتا ہے کبھی بند کر لیتا ہے بس
اسنے دیوار قلعہ پاس جا کر دروازہ کھولا اور آواز دی کہ وہ [illegible] اسکی آواز سے [illegible]
سے پیدا ہوتی ہین کہ امیر اسکے صدمے سے بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش آیا دیکھا کہ صبح کا وقت ہوا [illegible]
ہین امیر نے وضو کیا نماز پڑھی سجدۂ شکر بجا لا کر باہر تشریف لائے عمرو اور سب سردار [illegible] سلام کیا اور [illegible]
کہ ای شہریار دعا آپکی مستجاب ہوئی دروازہ حصار کا پیدا ہوا امیر نے تمام حال جو [illegible] بیان
کیا عمرو بولا کہ حضرت تو بندۂ خاص پروردگار ہے فرمایا خواجہ وہان کسیکی خصوصیت نہین [illegible]
فرمانے غرض امیر نے کچھ خاصہ نوش فرما کر آرام کیا دوپہر ڈھلے ہو کے اٹھے سردارون کو ساتھ لیا اور
آکر دروازے مین داخل ہوئے نسیم عنبر شمیم الہی آئی کہ ہر ایک نے جان تازہ پائی اور دیکھا کہ [illegible]
سبزہ زار ہے سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہین آستے آستے ایک باغ مین پہونچے کہ وہ گلشن گویا [illegible]
درخت سر بفلک کشیدہ تھے ایک درخت دیکھا کہ تنہ اسکا سبز شاخین سیاہ برگ و بار [illegible]
امیر دیکھکر اسے نہایت متعجب ہوئے لوگون سے کہا کہ کسی سے اس درخت کا حال پوچھین کہ ایک جوان خوش
چشم پیدا ہوا امیر کو سلام کیا کہا کہ آپ حیران کیون ہین قدرت خدا ہے اس درخت کے برگ [illegible]
ہوتے ہین اور پھل اسکا بہت بافرہ ہوتا ہے شیرین مثل [illegible] کے خوشبو مانند [illegible] اور [illegible]
ہوئے اگر کبھی کوئی پتا جھڑ جاتا ہے تو پھر اڑ کر اپنے مقام پر پیوستہ ہو جاتا ہے اور جو کوئی [illegible]

کھا لیتا ہے ایک ہفتے تک بھوک اُسے نہیں لگتی اور بہت خوش و خرم رہتا ہے امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں
جاری کر دو تاکہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ امیر فقیر بادشاہ وزیر یہ میوہ کھائیں کہ عجائبات سے ہے جنہوں نے وہ میوہ کھایا
یہاں تک کہ بادشاہ اسلام نے بھی نوش فرمایا سب خرم و شادان ہوئے خدا کو یہ بزرگی یاد کیا بعد اسکے نظر امیر
کی ایک کاخ بلند پر پڑی کہ سر بفلک کشیدہ کبھی اس انداز کا ایوان نظر سے نہ گذرا تھا درخشان مانند
آفتاب کے زمین اسکی مشک و عنبر کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا در و دیوار تمام جواہر نگار مرصع کار
از تخت تا فوق یکسان اور اُس ایوان میں ایک تخت بلورین مرصع بچھا ہوا تھا اور اُس تخت پر ایک بت طلائی جواہر کا
بیٹھا ہوا تھا کہ از سر تا پا جواہر اُسمیں نصب تھا اور بائیں طرف ایک تابوت طلائی مرصع کار رکھا ہوا تھا کہ مانند
آفتاب کے چمک رہا تھا اور اوپر تابوت کے ایک لوح یاقوت کی رکھی ہوئی تھی امیر نے اُس جوان سرچشمہ سے
پوچھا کہ یہ ایوان اور تخت اور بت کیسا ہے اور لوح پر کیا لکھا ہے اُسنے کہا یہ تابوت تخت سیامک کا ہے اور یہ بت
اسکی تصویر ہے اور یہ ایوان اسکی نشستگاہ ہے اور لوح پر کچھ نصیحت لکھی ہے امیر نے پہلے تابوت پر سیامک کے
فاتحہ پڑھا بعد اسکے لوح اٹھا کر دیکھی اُسپر لکھا ہوا تھا کہ میں سیامک ہوں اور یہ مکان تھا میرا اور پری
وحش و طیر مرغ و ماہی میری اطاعت میں تھے شب و روز سوا عیش کے کسی چیز سے سروکار نہ تھا عمر بھی میری
بارہ سو برس کی ہوئی عالم عالم میرا مطیع تھا گردش فلکی مجھسے موافق تھی مگر جب بخت میرا برگشتہ ہوا اور عمر آخر
ہوئی سب کارخانہ میری بادشاہت کا ابتر ہو گیا گنج و خزانہ زر و جواہر مال و اسباب جیسا بے میرے پاس
تھا سب یہیں چھوڑا کچھ اپنے ساتھ نہ لایا خالی ہاتھ گیا اور یہ اشعار عبرت انگیز و کلمات نصیحت آمیز لکھے ہوئے تھے اشعار

ہاتھ سے ملتے تھے سکندر نے کفن سے ہاتھ
یا تو وہ دھوم تھی یا اب کوئی اس گھر میں نہیں دیگر
دیر میں کچھ ہے نہ حسد م میں کچھ ہے
دم میں جینا کچھ ہے اور ایک دم میں کچھ ہے

ہائے سب دیکھیں کہ ہمت سکندر نہیں ہیں
بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم
ہستی میں کچھ نہ عدم میں کچھ ہے

آہ فاعتبروا قصر قیصر پڑے ہیں
دگرگون شود حال عالم رباعی
دنیا طلسمات عجائب جہات

ابھی یہ دنیا دون مانند عروس نودون کے پالتی ہے کبھی مانند دشمنوں کے پیس ڈالتی ہے

کوئی اس دنیا سے کامیاب نہیں ہوا ایسا بادشاہ ذی جاہ و جلالت پناہ اس جہان میں کوئی نہ تھا اور یون ناکام گیا
آدمی کو چاہیے کہ جہان میں نیکی کرے نہ اپنے جاہ و تجمل پر پھولے کچھ اختیار اس جاہ و حشم کا نہیں ہے ورنہ بچا نکلتا
افسوس ہے کہ میں نے کچھ نہ کیا اور چاہیے کہ کسیکا پردہ فاش نہ کرے عیب پوشی کا شیوہ اختیار کرے دانا لوگوں کو
اپنی صحبت میں جگہ دے نادانوں سے پرہیز کرے کیونکہ بدی کسی سے نہ پہنچے کسیکا گناہ ہو ان سے اپنے کو بچائے کیونکہ
کہ روز قیامت عضو عضو جواب حق گواہی دیگا کہ اسنے یہ فعل کیے ہاتھ کہینگے کہ ہمسے اسنے یہ ظلم کیے کان کہینگے ہمسے
بدی سنی زبان کہیگی اسنے یہ باتیں بری مجھپر جاری کیں القصہ اسیطرح کل اعضا گواہی دینگے اور جو کچھ خدا
عطا کرے اُسی پر قناعت کرے زیادہ پاؤں نہ پھیلائے دست ہوس کو نہ بڑھائے اس تھوڑی سی زندگی
کو بہت جانے نیز آگو پہچانے امیر اس نصیحت نامہ کو پڑھکر بہت روئے ساتھ انکے تمام سرداروں نے بھی گریبان پھاڑے
اور کہنے لگے کہ حقیقت میں یہ دنیا ناپائدار ہے پس وہ تختی امیر نے تابوت پر رکھدی اور وہاں سے اٹھکر
اور طرف سیر کو چلے دیکھا کہ کچھ انس اور میوہ انواع اقسام کا اور نقرہ و طلا و الماس مروارید و لعل یاقوت
بے انتہا ہے فرمایا کہ یہاں کسیکو حاکم کرنا چاہیے تاکہ یہ مال و اسباب تلف نہو اور خلق کو اس سے نفع پہونچے اور
آگے اسمیں دروازہ نہ تھا یہ بند پڑا ہوا تھا حفاظت میں عقاب دروازے کے ظاہر ہونے سے وہ حفاظت

نہ ہی کسی شخص کو یہان کا حاکم کرنا ضرور ہی چنانچہ اسی ملاح پیر کو وہان کا حاکم کیا اور دس ہزار آدمی اسکے ہمراہ چھوڑے اور آپ سیر کرتے ہوئے دریا کیطرف روانہ ہوئے کشتیون پر سوار ہوئے تعاقب مین زمرد شاہ باختری کے راہی ہوئے ملاحون سے پوچھا کہ یہ دنیا اور جزائر تمام ہوئے یا نہین ملک فرعونیہ کتنی دور رہا اُسنے عرض کیا کہ شہریار آپ جلد فرعونیہ پر پہونچا چاہتے ہین جزائر سواحل دریاے شور تمام ہوئے اب ایک ملک حبش درمیان مین ہی اور ایک جنگل فیل ملک حبش کی راہ مین ملیگا کہ کچھ عجائبات وہان بھی ہین لیکن وہ جنگل ایسا ہولناک اور وحشت انگیز ہی کہ سوا طائر کوئی نہین جاتا اور تھوڑی دور پر ساحل سے ایک گنبد کنگرہ بنا ہوا ہی کہ خود بخود وہ گنبد چرخ مارا کرتا ہی اور دو وقت اُسے سکون ہوتا ہی ایک تو دوپہر کو دوسرے شام کو اور جب وہ گنبد ٹھہرتا ہی تو اُسمین سے ایک مار سرخ نکلتا ہی اور پرندون کو اپنے پنجون مین دبا کر لیجاتا ہی اور اُس برج مین گھس جاتا ہی وہ برج پھر اُسیطرح چرخ مارنے لگتا ہی اور جب رات ہوتی ہی تو ہزارہا چراغ اُس جنگل مین روشن ہو جاتے ہین مگر آدمی کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی اور اگر اُس ساحل پر کوئی اُترتا ہی تو بوقت شب غائب ہو جاتا ہی پتا نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اور باقی اُسکی حقیقتون سے ہم واقف نہین کہ وہان کیا ہی امیر با توقیر نے فرمایا ضرور میرا خیمہ لب ساحل برپا ہو تاکہ مین تماشا اس عجائب کا دیکھون معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہان کوئی طلسم ہی یا یہ مسکن ہی کسی جادوگر کا لیکن بحبر و حکم امیر با توقیر جہازون کے لنگر چھوڑ دیے گئے اور امیر با توقیر کا خیمہ لب دریا استادہ ہوا اور بھی چند سردارون کے خیمے استادہ ہوئے مگر کل لشکر امیر کا جہازون ہی پر فقط سرداران ذوالاکرام اور امیر عالیمقام کی بارگاہین برپا ہین کہ اس اثنا مین شام ہوئی دیکھا کہ ایک تڑاقا پیدا ہوا اور وہ برج قائم ہوا اور اُسمین سے ایک دریچہ پیدا ہوا اور ایک مار سرخ نکلا اور جنگل کیطرف چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک ہرن پنجہ مین دبائے ہوئے لایا اور اُس برج مین چلا گیا برج پھر چرخ مارنے لگا امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ اتنے سے مار کی یہ حقیقت نہین ہی کہ ہرن کو پنجہ مین دبالائے اور یہ برج جو قائم ہو جاتا ہی جب جانور اندر اُسکے چلا جاتا ہی تو پھر گھومنے لگتا ہی لیکن امیر بہت سے عجائبات جو دیکھ چکے ہین تو سحر کا گمان بھی امیر کو نہین ہی مگر گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ مسکن ہی غولان جادو کا اور غولان جادو وزیر ہی عالم آرا سے جادو کا اسنے زیر زمین ایک دنیا قائم کی ہی اور اُسکی سات اقلیمین قرار دی ہین اور ہر اقلیم مین سات سات شہر ہین اور ہر شہر مین سات ہزار محلہ ہی لیکن چار اقلیمین اچھی طرح آباد نہین ہین اُنکے بھی آباد کرنیکی فکر ہی اور ایک ایک اقلیم کا ایک ایک بادشاہ حاکم ہی اور ان سب پر ایک اور بادشاہ ہی وہ حاکم ہی اور سات تختون سے چار وزیر منتظم ہین اور خود عالم آرا سے جادو قبطول بناکر پیغمبر پردہ اُسے چھاپ قائم کر کے خداوندی کرتا ہی بعضی خلقت ہی سب اُسے سجدہ کرتی ہی اور ہر شخص سکے دروازے پر یا خداوند عالم آرا سے لکھا ہوا ہی لیکن غولان جادو انھین چارون وزیرون مین سے ہی کہ جو منتظم ہین عالم نوایجاد کے جو کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی اور ساحل پر [illegible] اپنے سحر سے ہرن تیار کیے ہین کہ وہ ان لوگون کو لگا کر لیجاتے ہین اور اسی عالم نوایجاد تک پہونچا کر [illegible] مین اور شب کے وقت غول پیدا ہوتے ہین وہ راستہ بھلا کر آدمی کو عالم نوایجاد مین پہونچا دیتے ہین [illegible] نماز مغرب سے فارغ ہوئے دیکھا کہ جنگل مین ہزارہا چراغ روشن ہین عمرو کیطرف دیکھ کر ارشاد ہوا [illegible] لگانا چاہیے کہ یہ کیسے چراغ ہین [illegible] جلاے ہین عمرو نے کہا حمزہ اگر بیتال [illegible] سوجھتی ہی [illegible] معلوم ہوتا ہی امیر نے بہت اصرار کیا کہ خواجہ [illegible] جنگل کو بھی صاف کیے دیتا ہون عمرو نے چند عیارون کو بلا کر [illegible]

کر ان چراغون کی حقیقت دریافت کرکے آؤ دو عیار گئے لیکن امیر اور عمرو سبیح آگے راستہ اُنکا دیکھا کیے کوئی پہرا
سبیح نے عمرو سے کہا کہ میں حمزہ دیکھا عیارون کو مفت ہاتھ سے کھو دیا یہ کارخانہ طلسم کا مجھے معلوم ہوتا ہے امیر
چپ ہو رہے خاصہ نوش فرما کر بارگاہ مین بیٹھے لیکن پردے بیابان کیطرف کے اُٹھوا دیے تھے دربار مین سردار جمع
تھے جنگل کی فضا دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک جانب سے غول ہرنون کا نمودار ہوا کہ چرا کرتے ہوے آپس مین شوخیان
کرتے ہوے چلے آتے ہین امیر نے فرمایا کہ بھئی اس جنگل کے ہرن نہایت خوبصورت ہین انھین گرفتار کرکے ملک
پاختر کو لیجانا چاہیے غرض یہ تہیہ کرکے گنبد ہاتھ مین استوار کرکے مسلح و مکمل ہوکر اُٹھے ساتھ امیر کے تمام سرداری
گنبد مین لیکر اُٹھے گھوڑون پر سوار ہوے مگر ان سردارون مین علمشاہ بن بدیع الزمان بن قاسم
بن سلطان سعد کرب نوجوان اور ان سردارون کے عیار بھی مع عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہین گھوڑون
سردار مع امیر باتوقیر سوار ہوکر تعاقب مین اُن ہرنون کے چلے اور وہ آہو بھاگے لیکن امیر گھوڑا اُٹھا کے چلے
جاتے ہین کہ امیر سب سے آگے نکل گئے اور باقی ہرن تو بھاگ گئے اب ایک ایک سردار نے ایک ایک ہرن کے پیچھے
گھوڑا ڈالا اور ہر شخص اپنے شکار کے پیچھے علیحدہ علیحدہ آڑا سے چلا جاتا ہی لیکن امیر جس ہرن کے پیچھے گھوڑا
ڈالے چلے جاتے تھے وہ ایک درۂ کوہ مین جا کر پنہان ہو گیا اور وہ کوہ الماس کا تھا امیر اسے دیکھکر بہت
متعجب ہوے کہ عجب کوہ ہے اور درۂ کوہ مثل گنبد کے بہت سے ڈول ہشت پہل تھا گویا قدرت خدا سے وہ کوہ
تماشا پیدا ہوا تھا غرض امیر اس درۂ کوہ مین در آئے اور چلے جاتے جاتے ایک کھڑکی نمودار ہوئی
اس کھڑکی مین سے نکلے ایک میدان وسیع دیکھا اور دیکھا کہ اُسمین ایک درخت عجب طرح کا ہے کہ تنہ
اسکا زمرد کا ہے اور پتے یاقوت کے ہین اور پھل زرد لگے ہوے ہین اور اسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہوا ہے
ناگہان امیر کے وہ جانور اس زور سے چیخا کہ طبق زمین کے جابجا سے شق ہوگئے اور امیر اسمین سما گئے
بیہوش ہو گئے جب آنکھ امیر کی کھلی اپنے کو ایک جنگل مین پایا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ گرد اُڑی اور ایک
نقابدار پیدا ہوا امیر کو سلام کیا اور کہا کہ شہر مین چلیے امیر اسکے ہمراہ ہوے لیکن حیران و پریشان ہین کہ وہ
ہرن کدھر غائب ہو گیا مین درۂ کوہ مین آیا تھا وہان سے اس جنگل مین پہونچا اب یہ نقابدار شہر مین لیے جاتا ہے
خدا شہر کی بھی سیر کرنا چاہیے غرض امیر ساتھ اس نقابدار کے دروازۂ شہر پناہ پر پہونچے وہ نقابدار امیر کو
شہر کی سیر کراتا ہوا قریب ایک مکان کے لایا کہ وہ مکان نہایت تکلف کا تھا نقابدار امیر کو اندر مکان کے
لیگیا اور دیکھا امیر نے کہ مکان خوب سجا ہوا ہے بیچ مین چوکا تخت کا لگا ہوا ہے ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ الگ رکھے ہین
اور کچھ تحفے بھی رکھے ہین آپ مہمان ہین نقابدار نے امیر با توقیر سے کہا کہ چالیس روز یہان آپکی دعوت ہے بعد اسکے سامنے
بادشاہ کے آپکو چلنا ہوگا امیر نے کہا کہ بہتر ہے لیکن اب امیر تو دعوت مین نقابدار کی ہین حال عمرو کا سنیے
کہ وہ بھی تعاقب مین صاحبقران با اقبال کے اسی درۂ کوہ مین در آئے اور وہی کھڑکی انھین بھی ملی اور اسی
دشت مین پہونچے کہ جہان درخت پر جانور بیٹھا ہوا تھا اسیطرح زمین شق ہوئی اور عمرو اسمین سما گئے
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک سبزہ زار مین پایا عمرو سمجھ گیا کہ کارخانہ طلسم کا ہے اب دیکھیے خدا خیر کرے کہ اسیطرح
ایک نقابدار آیا اور انکو بھی شہر مین لیگیا اور چالیس دن دعوت کی انکو بھی یہین چھوڑیے مگر حال سنیے علمشاہ
کا کہ یہ گھوڑا اُڑاتے ہوے ہرن کے پیچھے چلے جاتے ہین … نمودار ہوا ہرن
پھر کڑی پھر کر اس باغ مین گیا انھون نے بھی گھوڑے … مین پہونچا ہرن کا پیچھا

نکا اب یہ سیر باغ کرتے ہوئے ایک درخت خرما کے پاس پہونچے اُسپر ایک جانور بیٹھا ہوا تھا علمشاہ کو دیکھکر
چیخا کہ اُسکی آواز سے کوہ و دشت میں زلزلہ پیدا ہوگیا علمشاہ بیہوش ہوگئے جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر میں
دیکھا کہ وہ شہر عجب طرح کا تھا کہ مکانات تو بہت بنے ہوئے تھے لیکن آبادی بہت ہی کم تھی بازار میں آراستہ تھیں
علمشاہ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راستے میں شہریار سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا اے شہریار ہرن آپکا صید
کیا علمشاہ نے کہا ہرن کیسا ہرن تو غائب ہوگیا اور اپنی حقیقت بیہوش ہوکر شہر میں پہونچنے کی بیان کی اُسنے کہا
اے شہریار میں بھی اسیطرح یہاں آیا ہوں علمشاہ سے کہا خدا جانے امیر کو ہمارے حال کی خبر ہے یا نہیں یہ کارخانہ
طلسم کا معلوم ہوتا ہے غرض انکو بھی اُسیطرح ایک نقابدار آکر لیگیا اور چالیس دن تک دعوت کی ادھر شاہزادہ
بدیع الزمان پیچھے ہرن کے گھوڑا اڑائے ایک کوہ زمرد میں پاس پہونچا ہرن درۂ کوہ میں غائب ہوگیا
بدیع الزمان درۂ کوہ میں در آیا آتے آتے ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُسمیں سے نکلا دیکھا کہ ایک
میدان ہے کہ اُسمیں گیاہ کا نام بھی نہیں درخت کا نشان تک نہیں معلوم ہوتا مگر پہاڑ اکثر ہیں اور سب پہاڑ
زمرد میں ہیں اُنپر ایک طاؤس بیٹھا ہے جس بدیع الزمان کو دیکھتے ہی وہ اسیطرح چلایا کہ کوہ و دشت
میں زلزلہ پیدا ہوگیا اور زمین جابجا سے شق ہوگئی شاہزادہ بیہوش ہوگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو دروازۂ شہر پناہ پر
پایا قصد کیا کہ پھر چلو دن بھر پھرے رات کو اپنے کو پھر اُسی دروازۂ شہر پناہ پر پایا سمجھے کہ یہ کارخانہ طلسمی ہے غرض
اسیطرح ایک نقابدار آیا اور انکو بھی لیگیا اور مہمان دعوت کیا اب حال قاسم کا بیان ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا
اڑائے ہوئے ایک کوہ یاقوت پاس پہونچے دیکھا کہ ہرن درۂ کوہ میں پہونچکر غائب ہوگیا قاسم اُس درۂ کوہ میں
آیا جستجو میں آہو کی چلا جاتا ہے دیکھا کہ کچھ روشنی معلوم ہوتی ہے قاسم اور آگے بڑھا ایک دروازہ نمودار ہوا
جب دروازے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک لالہ زار ہے تمام صحرا گلہائے سرخ سے روشن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ
لگی ہوئی ہے اور لال درختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں قاسم کو جو انکی رالوں سے دیکھا غول کا غول باندھکر اڑے اور سر پہ قاسم
سایہ افگن ہوئے اور اس خوش الحانی سے بولے کہ یہ کہا کہ قاسم محو ہوگیا بلکہ بیخود ہوگیا ہوا میں بیٹھا ہے یہی تھی
قاسم کی آنکھ بند ہوگئی جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر میں دیکھا کہ تمام بازار آراستہ ہیں شہر بنا ہے آباد و شاد
ہے قاسم سیر کنان چلا آتا تھا کہ یکبار ایک سوار نقابدار نمایان ہوا قاسم کو سلام کیا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ
لیگیا اور دعوت کی اب حال سنئے کرب نوجوان کا یہ گھوڑا اڑائے ہوئے چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک دریا
ہے ہرن اُس چشمے کو پھاند کر اس پار چلا گیا کرب نے بھی گھوڑا اُسکے پیچھے دریا میں ڈالدیا گھوڑا پانی کو کاٹتا
ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا اور وہ کرب کو مع اسپ نگل گیا مگر آنکھ جو کرب کی کھلی
اپنے کو ایک دشت میں پایا کہ وہاں درخت ہفت رنگ لگے ہوئے تھے اور جانوران عجیب رنگ مختلف شکل
درختوں پر اڑتے پھرتے تھے کرب کو جو دیکھا بیٹھے مگر غل مچایا اُنکے غل سے تمام دشت میں آگ لگ گئی ہر طرف
شعلے بھڑکنے لگے کرب نے جو دیکھا دشت میں آگ لگ گئی ایک چاہ قریب تھا اُسمیں یا امیر عرب کہکر کود پڑا
آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دشت پر فضا میں پایا سیر کنان ایک دروازے کے پاس پہونچے قصد اندر جانے کا
کر رہے تھے کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور کرب کو سلام کیا اور اندر شہر کے لایا ایک ایوان میں لیگیا چالیس
دن دعوت کی اور کہا کہ آپکو کیا شوق ہے کہ آج ہم آپکو اپنے بادشاہ پاس لیچلیں جس فن میں آپکو کمال حاصل ہو
وہ ہم بادشاہ سے بیان کریں کرب نے کہا تمھارے بادشاہ کو کس بات کا شوق زیادہ ہے اُسنے کہا

کہ ہمارے بادشاہ کو کشتی دیکھنے کا بہت شوق ہے ہر مہینے دنگل ہوتا ہے اور سال بھر کے بعد ایک بہت بڑا دنگل بادشاہ بزرگ کے یہاں ہوتا ہے کہ وہاں ساتوں اقلیموں کے بادشاہ آکر جمع ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے پہلوان کو لڑاتا ہے جسکا پہلوان غالب آتا ہے اُسکو بادشاہ بزرگ سے انعام ملتا ہے کرب نے کہا میں بھی دنگل کی سیر ضرور دیکھونگا غرض وہ دن دنگل کا آیا کرب ہمراہ اُس نقابدار کے ایوان بادشاہی میں آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے کرسیاں دنگل دہنی بائیں طرف بچھی ہوئی ہیں پہلوان بیٹھے ہوئے ہیں اکھاڑا تیار ہے بادشاہ نے کرب کو دنگل بیٹھنے کو دیا کرب سلام کرکے بیٹھ گیا نقابدار نے بادشاہ سے کہا کہ انھیں بھی کشتی سے بہت شوق ہے بادشاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ پھر کشتی شروع ہو پہلوان اُٹھ کر لڑنے لگے کشتیاں ہونے لگیں جوڑیں چھٹنے لگیں تین پہر دن کامل کشتی رہی جب چھوٹی جوڑیں لڑ چکیں تو ایک پہلوان لنگوٹ باندھکر اکھاڑے میں کود آیا تمام پہلوان جسکے لیے لیکن اُس پہلوان نے سبکو زیر کر لیا بعد اُسکے نعرہ مارا کہ کہاں ہے رستم کہاں ہے سام کہاں ہے سہراب کہاں ہے حمزہ کہ آئے اور غلامی میری قبول کرے کرب یہ سنتا تھا کہ کرب کو تاب نہ رہی آواز دی کہ او زبان دراز یہ کیا بکتا ہے خدا نے ایک سے بہتر ایک پیدا کیا ہے بہادروں کے نام اس طرح لیتا ہے اُسنے جھنجھلا کر کہا کہ اگر تجھے دعوی ہے تو اُتر آ اکھاڑے میں بس یہ سننا تھا کہ کرب جھجکے کود پڑا اور گیارہ ڈنڈ مولا مشکلکشا کے نام کے کرکے مٹی چہرے پر ملکر خم ٹھونک کر سامنے آئے کشتی ہونے لگی لیکن کرب کی یہ کیفیت ہے کہ اُسکا زور توڑ رہے ہیں اور اپنا زور نہیں کرتے جب پہلوان زور کرکے تھکا کرب نے کہا ہوشیار ہو کہ اب میں زور کرتا ہوں یہ کہکر ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ یا حیدر کرار کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا بادشاہ یہ زور و طاقت دیکھکر بہت خوش ہوا اور تخت سے کود پڑا اور کرب کو گلے سے لگا لیا اور اپنے تخت پر بٹھا لیا خلعت عنایت کیا وہ پہلوان جسے چت کیا تھا آکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ میں غلام ہوں اور یہ جتنے پٹھے میرے تیار ہیں سب خدمتگار رہیں اور پہلے میں ان سب کا افسر تھا اب یہ رتبہ حضور کو زیبا ہے اور نام اس پہلوان کا سموق کشتی گیر ہے غرض بادشاہ نے کرب دلاور کو افسر اُن سب پہلوانوں کا مقرر کیا اور کہا کہ آپ اُن سبکو زور دلایا کیجیے میں آپکو دنگل بزرگ جو شاہنشاہ شاہنشاہان یعنی عالم آرا کے جادو کے یہاں ہوتا ہے اُسمیں لڑواؤنگا انکو بھی یہیں چھوڑ کے حال سنیے شاہزادہ سلطان سعد کا کہ انھوں نے بھی گھوڑا ہرن کے پیچھے ڈالا ہے جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچے کہ عجب صحرا تھا ہرن دامنِ کوہ میں جاکر غائب ہو گیا سلطان سعد حیران و پریشان پھر کر چلے تھے مگر انکو پیاس معلوم ہوئی چند قدم بڑھے تھے کہ ایک چشمہ نمایان ہوا قریب اُسکے آئے دیکھا تو عجب چشمہ ہے کہ پانی اُسکا ہر مقام پر چرخ مار رہا ہے جا بجا بھنور پڑ رہے ہیں سلطان سعد نے لب ساحل بیٹھکر چلو بھر کے پانی پیا پیتے ہی بیہوش ہوگئے بعد گھڑی بھر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک وادی سبز میں دیکھا جاتے جاتے ایک شہر نمایان ہوا اور ایک نقابدار آکر سعد کو لیگیا چند مکان اُسکے آباد ہیں و باقی خالی مکان بہت ہیں لیکن آبادی کم ہے غرض وہ نقابدار سلطان سعد کو لیے ہوئے ایک قصر میں آیا اور انکی دعوت کی پوچھا آپکو کس فن میں کمال حاصل ہے کیونکہ چہرہ سے شوکت شاہانہ اور سطوت مردانہ عیان ہے آپ ضرور فن سپاہگری جانتے ہونگے شاہزادے نے جواب دیا کہ البتہ کچھ شوق تو ضرور ہے نقابدار نے کہا میں آپکو سامنے اپنے بادشاہ کے لیجاؤنگا وہ آپکی بہت عزت و حرمت کریگا کیونکہ اُسے بھی کشتی سے بہت شوق ہے ہر مہینے دنگل ہوتا ہے اور بعد سال بھر کے ایک دنگل بزرگ ہوتا ہے اُسمیں آپکو لڑوائیگا اگر آپ حریف پر غالب آئے تو بادشاہ بزرگ آپکو اپنے پاس رکھیگا غرض یہ بھی وہاں پہنچے کہ اس اثنا میں دن دنگل کا قریب آیا اُدھر بادشاہ نے یہ خبر بادشاہ کو دی کہ ایک شخص زبردست روزگار اس اقلیم میں وارد ہوا ہے اگر فرمائیے تو لیکر حاضر ہوں حکم ہوا

کہ ضرور لاؤ نقابدار سعد کو لیکر دربار مین گیا دیکھا تو دربار آراستہ تھا اکھاڑا تیار تھا پہلوان کرسیوں ڈنگلوں پر بیٹھے تھے سلطان سعد کو جو بادشاہ نے دیکھا بہت پسند کیا اور ایک ڈنگل نفیس جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ کشتی شروع ہو پہلوان لڑنے لگے بعد سبکے ایک پہلوان زبردست اکھاڑے مین اترا پہلے سبکو زور دلایا بعد اسکے خم ٹھونکا اور پکارا کہ کہان ہے رستم کہان ہے سام کہان ہے حمزہ آئے اور حلقۂ غلامی کان مین ڈالے بس یہ سننا تھا کہ سعد کو تاب نہ رہی اور کود کر ڈنگل سے نعرہ کیا کہ او بے ادب یہ کیا کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہے اسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ دعوی ہے تو آ بس یہ سنتے ہی سعد اکھاڑے مین آئے گیارہ ڈنڈ کرکے خم ٹھونک کر سامنے کھڑے ہوئے ہاتھو ملا کشتی ہونے لگی بس گھڑی بھر کا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ سعد نے لنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کیا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہے اسنے کہا بیشک آپ زبردست ہین اور مین غلامی سے باہر نہین ہون سعد نے جھٹکے سے اسے زمین پر رکھدیا نام اس پہلوان کا ارماق کشتی گیر ہے بادشاہ نے بہت تعریفین کین اور خلعت عنایت کیا اور کہا کہ آپکو ڈنگل بزرگ مین پہلے لڑواؤنگا غرض سعد بھی یہان رہنے لگے لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہے امیر یا توقیر کا کہ مع عمرو بن امیہ ضمری مہمان ہین نقابدار کے اور حال ان نقابدارون کا یہ ہے کہ یہ چھ نقابدار جو سردارون کو لیگئے ہین بیٹے ہین ہومان جادو کے یہ چھون منتظم ہین چھ اقلیمون کے اور اقلیم ہفتم جو ہین ہے اور وہی پایتخت ہے اسکا منتظم ہومان خود ہے اور وہ دو وزیر جو پایہ تخت کے منتظم ہین انکا یہ کام ہے کہ جو شخص نیا آتا ہے وہ اسکی خبر دیتے ہین عالم آرا سے جادو کو اور یہ چھ بادشاہ چھ اقلیمون کے بیٹے ہین عالم آرا سے جادو کے غرض امیر جس بادشاہ کی اقلیم مین ہین نام اسکا چوپان شاہ ہے اور اقلیم کو اسکی غربیہ کہتے ہین اور یہ اقلیم بہت آباد ہے اور یہان بھی ہر مہینے ڈنگل ہوتا ہے اور یہان بہت بڑا ایک پہلوان ہے کہ نام اسکا غرماق کشتی گیر ہے یہ پہلوان سب اقلیمون کے پہلوانون سے زبردست ہے غرض جب روز ڈنگل کا آیا نقابدار امیر کو لیے ہوئے سامنے اس بادشاہ کے آیا اور عرض کیا کہ یہ شخص نہایت زبردست ہے اور آرزو مقابلے کی رکھتا ہے اور نام آپکے پہلوان کا سنکر آیا ہے کہا اچھا کیا ماشاءاللہ ہے لیکن نظر جو چہرے پر امیر کے پڑی عجب دبدبہ نظر آیا بس اختر لدنظر کو گھبرا ہوا ڈنگل جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت ہوا امیر تشریف فرما ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کشتی ہونے لگی سب چھوٹی جوڑین لڑ چکین تو بادشاہ نے امیر کیطرف دیکھکر کہا کہ بسم اللہ لنگوٹ باندھیے او ہو غرماق کشتی گیر نے بھی لنگوٹ کسا اور اکھاڑے مین اترا خم ٹھونک کر پکارا کہ کہان ہے رستم کہان ہے سام کہان ہے حمزہ آئے اور غلامی میری اختیار کرے بس یہ سنکر امیر اٹھے اور فرمایا کہ حمزہ تو خیر بکر اور بہادران نامی کو کیون پکارتا ہے کہ وہ اب زندہ بھی نہین ہین تجھے تو مارنا کرے یہ کہکر اکھاڑے مین کود کے سلام ہوا ہاتھو ملتے ہی زور ہونے لگے پہلے امیر نے زور اسکا دیکھا پیچ اسکے دیکھے اور تعریف کی بعد اسکے فرمایا کہ اب میرا زور روک اسنے کہا کہ بسم اللہ زور کیجیے امیر نے کمر پر ہاتھ ڈالا اور سر سے بلند کرکے آہستہ سے زمین پر چت لٹا دیا غرماق قدمون پر گر پڑا کہ آپ زبردست ہین مین نے حلقۂ غلامی کان مین ڈالا لیکن امیر اور سرداران نامی جو نقابدارون کے مسخر ہو چکے ہین انکو دین کا ہوش ہے نہ دنیا کا بالکل مبہوت ہو رہے ہین یہانتک نہین پوچھتے کہ تمھارا دین کیا ہے اور کیا نہ نجومی کا عالم ہے غرض امیر سے بھی ڈنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اب حال سنیے عالمشاہ رومی کا کہ سب بھول گئے ہین نقابدارون کے مہمان ہین کچھ دین کسیکے سر و کار نہین ہے یہ نقابدار بھی عالمشاہ کو ڈنگل مین لیگیا کشتی ہونے لگی بعد سبکے آقاق کشتی گیر کہ پہلوان ہے عالمشاہ سے کشتی ہوئی شاہزادے نے آتے ہی ان داعدون مین زیر کر لیا وہ بھی مطیع ہوا اور بادشاہ نے ڈنگل بزرگ مین لڑنے کا وعدہ ہوا انکو بھی یہین چھوڑیے اب حال شاہزادہ [illegible]

تھا ہمراہ انھین بھی ذنگل مین لیگیا بادشاہ نے بہت عزت کی قاسم نے غراب کشتی گیر کو زیر کیا وہ بھی فرمانبردار ہوا
اور اس سے بھی ذنگل بزرگ کا وعدہ ہوا کہ اس اثنا مین دن میلے کا قریب آیا ایک ہفتہ قبل اقلیم ہفتم مین ایک بیناد
ہی آسپر آواز نقارے کی بلند ہوئی معلوم ہوا کہ آج سے آٹھوین دن میلہ ہی ہر شخص حسب لیاقت سامان مین مصروف
ہوا ہر بادشاہ نے سامان چلنے کا کیا غرض وہ دن آیا اور بہت بڑا اکھاڑا تیار ہوا اور گرد اکھاڑے کے کرسیان
ذنگل نے ایک طرف ایک تخت بچھا اسپر دو وزیر آکر بیٹھے اور تجھین پردہ حجاب قائم ہوا میلہ جمع ہونے لگا شہر کی دکانین
آراستہ ہونے لگین لوگ پوشاکین بدل بدلکر اپنے اپنے گھرون سے نکلنے لگے سوانگ تماشے لاگین دکھاتے
ہوے ہر طرف سے نمودار ہونے لگے بہروپیے بھیس بدل بدلکر ہر ایک کو دھوکا دیتے پھرتے تھے رنڈیون سے
انعام لیتے تھے نٹنیان راستے مین ایک ایک کا دامن پکڑکر لگاوٹ کر کرکے کچھ نہ کچھ لے مرتی تھین ہما قنون کی
دکانون پر چرسیون کا دم لگ رہے تھے ملارین اڑرہی تھین کسبیان بناو سنگار کرکے کرسیان بچھا کر کمرون کی
بیٹھی ہوئی ناز معشوقانہ دکھاتی تھین ہر طرف کنتورا کھنک رہا تھا ایک عجیب لطف تھا کہ اسی اثنا مین آواز نقارے
کی پیدا ہوئی اور چوپان شاہ تخت پر سوار امیر کشور گیر کے برابر بیٹھے ہوے تخت کے ہمراہ نمایان ہوے وہ دونو
وزیر کہ نام ایک کا ہوشمند ہی اور دوسرے کا دانشمند ہی آئے اور استقبال کرکے لیگئے ادھر برچہ عالم آرائے جا
دو کو گذرا کہ بیٹھے آپ کے چہرہ عرب کو ساتھ لیکر آئے ہین بس ایک تخت بروے ہوا نمایان ہوا اور آواز
آئی کہ اے چوپان یہ عطیہ ہی خداوند کا آپ اس تخت پر تشریف رکھیے چوپان نے سلام کیا اور تخت کیطرف بڑھا تخت
بچھا ہو گیا چوپان شاہ اسپر بیٹھا امیر کے لیے ذنگل جواہر نگار آسمان سے اترا امیر اسپر جلوہ افروز ہوے کہ
اتنے مین آمد دوسرے بادشاہ کی ہوئی دونون وزیر پھر استقبال کو گئے اور مرجان شاہ کو مع علمشاہ لیکر
آئے یہ چھوٹا بھائی ہی چوپان کا اور خبر انکے آنے کی عالم آرائے جادو کو ہوئی اسیطرح انکے لیے بھی تخت
و ذنگل آیا یہ بھی بیٹھے کہ تیسرے بادشاہ کی آمد ہوئی چوگان شاہ مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا اور اسیطرح ذنگل و تخت
آیا اور یہ بھی بیٹھے کہ اتنے مین شیران شاہ پہونچا قاسم اسکے ساتھ تھے یہ بھی اسیطرح سے بیٹھے داخل ہوے بعد
اسکے پیران شاہ کرب غازی کو لیے ہوے آیا ساتھ ہی اسکے مہران شاہ مع شاہزادہ سلطان سعد
پہونچا الغرض سب بادشاہ اور سردار جمع ہوے لیکن ایک ایک کو دیکھ رہا ہی کوئی کسی سے بات نہین کرتا ایکبار وہ
دونون وزیر وہ اٹھکر اندر گئے اور عالم آرائے جادو سے کہا کہ خداوند یہ لوگ اتفاق سے پھنس گئے
ہین کہ اگر کوشش کرتے تو ہاتھ نہ آتے لہذا انکا زندہ رہنا اچھا نہین ہی کیونکہ انھین نے ہزارون طلسم توڑے ہین
سیکڑون ساحرون کو مارا ہی ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا ہو آج ذنگل موقوف رکھیے اور انکا فیصلہ کر دیجیے کیونکہ ہم
پہ چپ استعارات دیکھ چکے ہین کہ اگر یہ آج شب کو بچ گئے تو کل انکی موت نہین ہی اور کوئی بلائے آسمانی ہم پر نازل
ہوگی کہ جسپر تمکو افسوس ہوگا عالم آرائے جادو نے جواب دیا کہ اچھا کہدو کہ خداوند نے آج ذنگل موقوف رکھا اور
کچھ نمونہ قدرت کا دکھائینگے کہ یہ تازہ مہمان جو ہین انکو بھی کچھ اعتقاد ہو تم یہ حکم دو مین انکے مارنے کی تدبیر
کرتا ہون غرض یہ دونون وزیر تو باہر نکل آئے لیکن عالم آرائے جادو نے جلدی سے نہا کر چوکا دیا
اور ایک پتلی ماش کی تیار کی اور ایک بکرا ذبح کرکے اسکے خون مین اس پتلی کو نہلایا اور چند دانے ماش کے
پڑھکر مارے کہ وہ پتلی اٹھ بیٹھی اور ناچنے لگی عالم آرائے جادو نے ایک اور بکرا ذبح کیا اور زبان اسکی
نکالکر اس پتلی کے منھ مین دی اور چند دانے رائی کے سرسون کے پڑھکر مارے کہ وہ ہر بات کا جواب دینے لگی

اور خون بکری کا پی گئی مگر وہ دونون وزیر جو پردے سے باہر آئے حکم دیا کہ آج خداوند نمونہ قدرت دکھائینگے
اور مشکل دلکل ہوگا غرض ایک اور خیمہ تیار ہوا اور اسمین سب بادشاہ مع اپنے اپنے سرداروں کے آکر بیٹھے اور
راستہ دیکھ رہے ہین کہ خداوند کیا نمونہ قدرت دکھاتے ہین کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ جوالہ نمایان
ہوا جب وہ زمین پر آیا تو اسمین سے ایک جوگن نہایت حسین پیدا ہوئی کہ بین اُسکے ہاتھ مین تھی بجا کر گانے لگی
بکصورت اُس جوگن کی دیکھکر ہر شخص مع امیر کشورگیر ہزار جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوگیا اور جوگن
نے گاکر اور بھی سبکو از خود رفتہ کر دیا جب خوب گا چکی تو پھوٹ کر چیخ مار کر رونے لگی اب ہر شخص کی یہ کیفیت ہے کہ
ساتھ اُس جوگن کے رو رہا ہے اشک جاری ہین اور یہ صدا بلند ہے کہ ای جان جہان آرام دل مشتاقان آخر
کیا ہے کچھ منھ سے تو کہو یہ گریہ کسواسطے ہے جوگن نے جواب دیا کہ حال سب پوچھتے ہین لیکن فریاد کو کوئی نہین
پہونچتا ہین کیا اپنا حال پر ملال بیان کرون ہر شخص نے کہا کہ جو کہو گی ہم وہی کرینگے کچھ بیان تو کرو اُس وقت
جوگن نے سبکا دل ہاتھ مین لیکر کہا کہ میرا باپ بہت بڑا منجم تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ جب سن تیرا بارہ برس کا ہوگا
تو تو مر جائیگی لہذا مین روتی ہون کہ یہ دنیا ناپائدار ہے اسپر کبھی بھروسا نہ کرے یہی تو اسلیے دنیا کو ترک کیا
اب ہستی ہوتی ہون یہ کہکر آہ کی کہ منھ سے شعلہ نکلا جتنے سردار بیٹھے تھے سب نے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہین
یہ سنکر جوگن نے کہا کہ اچھا لکڑیان جمع کرواؤ اُسیوقت ایک بڑا سا گڑھا کھدا اور انبار ہیزم کا ہوگیا اب ان باتون مین جوگن کے پہر رات گذر چکی ہے
اور پہر رات باقی ہے کہ جوگن نے کہا خیر چلتے وقت ایک غزل اور سن لو کہ پھر ہم کہان یہ دنیا کہان یہ کہکر غزل گانے لگی غزل

جتنی بڑھتی ہے اتنی گھٹتی ہے	زندگی آپ ہی آپ کٹتی ہے	زلف کی کج ادائیان دیکھو	ہر گھڑی رخ سے جا لپٹتی ہے
آج ہے آہ کی ہوا کچھ اور	دیکھیے کس طرف پلٹتی ہے	جو خرابی کہ دردمین پھیلی	دست قدرت سے کب سمٹتی ہے

غرض جوگن ایسا گائی کہ ہر شخص کے آنسو جاری تھے اب یہ اُٹھکر انبار ہیزم کیطرف چلی اور پکاری مصرع
رخصت ای اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین یہ کہکر اُس انبار ہیزم پر جا بیٹھی ساتھ ہی اسکے ہر ایک سردار
مع امیر با توقیر اُٹھکر چلا اور جوگن نے اشارہ کیا کہ جو میرا عاشق ہو آوے اور میرے ساتھ جلے
یہ سب آگے بڑھے ہین اب انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سنیے لشکر امیر با توقیر کا کہ جس روز سے امیر غائب ہوئے
تھے بادشاہ اسلام نہایت پریشان تھے لشکر مین ایک تلاطم تھا جس عیار کو خبر کیواسطے بھیجا وہ بھی گم ہوگیا نیا ناگا
عرصہ دو تین مہینے کا گذر چکا ہے کہ کچھ خبر صاحبقران عالیشان کی معلوم نہین ایک روز بادشاہ اسلام و نشاط نگار
اور سرداران ذوالاکرام اُسین کہ رہے ہین کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور ابر آسمان سے نمایان ہوا اور آواز
نقارے کی پیدا ہوئی جب وہ ابر قریب آیا دیکھا تو نقابدار سبز پوش زرین لباس چند پریزادون سے نمایان ہوا اور
باز سفید اسکے سر پر سایہ افگن تھا آتے ہی قریب اُس برج کے جا کر ایک تختی جیب سے نکالکر سامنے کی کہ عکس سے
اُسکے برج قائم ہوا لیکن حال اس تختی کا وقت پر گذارش کیا جائیگا بس برج کے قائم ہوتے ہی نقابدار سے
گذر رہا کہ برج پھٹا اور ایک جادوگر اُسمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او مفلوک روزگار تو کون ہے کہ تیشہ
بختاوون کو ستاتا ہے معلوم ہوا کہ قضا تیری آچکی ہے نقابدار نے کہا او کافر تو بندگان خدا کو طلسم مین پھنساتا ہے مین
سزا دینے آیا ہون بس یہ سنتے ہی اُس جادوگر نے دستک دی کہ سیکڑون غول ہر چہار جانب سے پیدا ہوئے کہ تلوارین
اُنکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھین نقابدار پر دوڑے نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا کہ وہ غول غائب ہوئے غولان جادو
نے دیکھا کہ مکر رد ہوا چاہا کہ بھاگ جاوے بس لوٹ کر باز سرخ بنکر اڑنے کے چلا تھا کہ نقابدار نے لوٹ کر دیکھا

لکھا تھا کہ یہ اسم چوتھا تختۂ لوح پر لکھا ہے پڑھکر تیر مار و لقا بدار نے وہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے جو مارا سینے پر
بازکے پڑا کہ پار گذر گیا غولان جادوگر اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا پھر چلا سے کہ کشتی مرا نام من غولان جادو
پاسبان عالم نور بچا دو جب تیرگی برطرف ہوئی دیکھا لقا بدار نے کہ زیر برج ایک نقب ہے پس لقا بدار بحکم لوح
اسمین کود پڑا لیکن ادھر بادشاہ اسلام نے گنبد کے ٹوٹنے سے اور جادوگر کے مرنے سے جان لیا کہ طلسم ہوا اور
یقین ہوا کہ اب امیر بھی پہنچینگے پس ہر طرف دیکھنا شروع کیا لیکن لقا بدار سبز پوش جو نقب مین گیا دیکھا کہ
وادی سرسبز ہے پس لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اس باغ کا میوہ نہ کھانا اور جو حرف لکھے ہیں اس سے بحکم لوح سامنا
کرنا پس لقا بدار آگے بڑھا دیکھا تو گرد اڑی اور ایک لقا بدار پیدا ہوا اور سامنے آکر لقا بدار سے لڑ دی دیکھا تو
ایک حسینہ جمیلہ ہے پس لقا بدار نے ارادہ کیا لیکن لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر ہے اسکے فریب مین نہ آنا پس
لقا بدار نے عکس لوح کا جو اسکے اوپر ڈالا دیکھا تو وہ رنگ و روغن اڑ گیا ایک عجیب ہیئت نظر آئی کہ ایک شخص
روسیاہ سامنے کھڑا ہے پس لقا بدار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے پس زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا خاک اڑنے لگی پھر اسکے چلانے کہ کشتی مرا نام من مسما رجادو پہلوان جادو منتظم اقلیم اول تو پس
اب جو روشنی ہوئی دیکھا لقا بدار نے کہ وہ جگہ ایک سبزہ زار ہے ایک وادی پرخار ہے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ چاہ کھودے جو معلوم ہوتا ہے اسمین کود پڑو پس لقا بدار اللہ کہکے چاہ مین کودا دیکھا تو ایک میدان وسیع ہے کہ
ایک درخت ہے اسپر ایک جانور بیٹھا ہے لقا بدار کو دیکھتے ہی چلایا کہ اسکے چلانے سے لقا بدار کا کلیجا
ہل گیا پس لقا بدار نے لوح کا عکس اس درخت اور جانور پر ڈالا درخت غائب ہو گیا اور جانور زمین پر گر کر
سامنے گر پڑا اور ایک لقا بدار سامنے سے آیا پکارا اجل رسیدہ تو یہاں کہاں آیا غضب کیا تو نے کہ
میرا جل کیا خیر کہاں جاتا ہے کہ میرے ہاتھ سے یہ کہکر شکل ایک اژدر کی بنکر منہ کھول کر لقا بدار کیطرف
چلا لقا بدار نے عکس لوح کا ڈالا اژدر کی شکل بدلگئی اور ہیئت اصلی پر آ گیا پس دوڑ کر لقا بدار نے
تیغ مار کر دو ٹکڑے کیے ہوتے ہی ایک آندھی چلی زلزلہ آیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من زنار جادو منتظم
اقلیم دوم تو دلیر جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا لقا بدار نے کہ سنگ گران زمین پر رکھا ہے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اس سنگ کو ہٹا تو ایک غار نمایاں ہو اسمین یہ اسم پڑھکر کود پڑ لقا بدار نے ویسا ہی کیا جب غار مین
کود کے دیکھا کہ ایک دریا موجین مار رہا ہے اور ایک مینار اندر اس دریا کے ہے اسپر ایک عقاب بیٹھا ہے دیکھ
لقا بدار کو وہ عقاب چلایا کہ فتاح طلسم آ پہونچا اور اڑ کر چلا تھا کہ لقا بدار نے بحکم لوح تیر مارا کہ سینے
پڑا وہ گرا تڑپ کر مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زلنگار جادو منتظم اقلیم سوم تو
روشنی ہوئی وہ دریا و مینار کچھ نہ معلوم ہوا لیکن ایک نہنگ نظر آئی دیکھا کہ منہ کھولے ہوئے ہے
منہ سے اسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں پس لقا بدار بحکم لوح اسم پڑھکر اسکے منہ مین کود پڑا دیکھا
قصر ہے نہایت پر تکلف اور ایک حوض اسکے بیچ مین بنا ہوا ہے اور بچھونا زمین اسمین برہنہ نہا رہی ہے
اودھر سے [illegible] تھا کہ بانسے لقا بدار نے اپنی زبان مین کہا کہ ای شہریار یہ [illegible]
پس جیسے ہی لقا بدار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص سپر و خنجر بکف قریب آ پہونچا ہے چاہتا ہے کہ [illegible]
لقا بدار نے للکارا وہ چھپکا اور زمین پر گر کر تڑپا اور غائب ہو گیا لقا بدار نے لوح کو دیکھا لکھا
[illegible] جو لقا بدار نے عکس لوح کا ڈالا کہ طلسم پھٹا اور جادوگر نکلا دیکھا اسنے کہ قضا

شیر بنکر لقا بدار پر دوڑا لقا بدار نے بحکم لوح اسم پڑھکر گرز مارا کہ وہ شیر ہیولٰی زرخاک ہوگیا آوازین پیدا ہوئین ہیر خاک
اٹھا کر چلائے کہ کشتی میرا نام من آتشبار جادو وہ منتظر اقلیم چہارم ہو اب جو دیکھا لقا بدار نے تو ایک تالاب ہی کہ اسمین
پانی نہین ہی اور مچھلیان تڑپ رہی ہین اور ایک نہنگ ابزرنگ سا ہی کہ ان مچھلیون کو نگل رہا ہی یہانتک کہ سبکو نگل کر وہ نہنگ
لقا بدار کیطرف چلا لقا بدار نے نہنگ کو آتے دیکھکر لوح کا عکس ڈالا نہنگ تو غائب ہوگیا لیکن ایک دہانہ نقب کا
نمایان ہوا لقا بدار بحکم لوح اسمین کود پڑا دیکھا تو ایک ٹھیکرا جو زیر جبد کا اسپر ایک بنگلہ ہی اسمین ایک مرد فقیر تلاوت
قرآن کر رہا ہی لقا بدار سمجھا کہ یہ فقیر باشندہ اس شہر کا ہی چاہا تھا کہ اس خیمہ سے نظر لوح پر پڑی لکھا تھا کہ یہ جادو
ہی بس لقا بدار نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا تو صورت اسکی تبدیل ہوگئی ہیئت اصلی پر آگیا بال فتیلہ فتیلہ چہرے پر
جھولی اسباب سحر کی کاندھے پر جلدی سے ایک گولا نکالکر سحر دم کرکے لقا بدار پر مارا کہ وہ قریب آکر پھٹا اور شعلہ آتش
نکلکر لقا بدار پر چلے لقا بدار نے عکس لوح کا ڈالا شعلہ غائب ہوگئے اور جھپٹ کر تیغ کا مارا کہ ساحر کے
دو ٹکڑے ہوگئے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آوازین آنے لگین کہ کشتی میرا نام من سحر خوار جادو وہ منتظر اقلیم پنجم ہو جب تاریکی
دور ہوئی دیکھا لقا بدار نے کہ ایک صحرا پر خار ہی بحکم لوح ایک جانب چلے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک باغ ہی اور دروازے
دروازے پر ایک بجلی کوند رہی ہی اور ایک طائر بیٹھا ہوا ہی لقا بدار کو دیکھتے ہی اس طائر نے آواز دی کہ فتاح
طلسم آپہونچا ہوشیار ہو لیکن اس آواز کے ساتھ ہی وہ برق جو دروازے پر کوند رہی تھی کٹ کر جانب آسمان گئی
اور لقا بدار پر گری لقا بدار نے تختی سر پر رکھلی [illegible] ہوگئی اور ایک ساحر سامنے آیا ایک سانپ اسکے
ہاتھ مین تھا بس اس ساحر نے کچھ پڑھکر [illegible] اسکا اور وہ سانپ اژدر بنکر لقا بدار پر چلے مگر جو
لقا بدار کے قریب آیا تلوار ماری [illegible] ٹکڑے ہوئے اسمین سے کئی اتنے اژدر اور پیدا ہوکر
چلے لیکن لقا بدار نے جلدی سے [illegible] اسم پڑھکر دم کرکے لقا بدار نے ویسا ہی کیا سب اژدر غائب
ہوگئے ساحر نے دیکھا کہ [illegible] پرواز ہوسکے آکر سکے کہ لقا بدار نے تیر مارا سینے پر ہوا اور پشت
پار گذر گیا ساحر [illegible] ہی ہر طرف سے ہولی صدا آئی کہ کشتی میرا نام من غدار جادو وہ منتظر اقلیم ششم ہو جب
جو سیاہی [illegible] دیکھا لقا بدار نے کہ ایک میدان وسیع ہی اسمین ایک گنبد ہی بس بحکم لوح اس گنبد مین گیا
گنبد [illegible] جادو پیدا ہوا دیکھتے ہی لقا بدار کو پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ اتنے دربند توڑکر یہان تک
آیا [illegible] مارا کہ ابھی چھوڑتا ہون سمجھا وہ یہ کہکر کچھ سحر دم کرکے دستک سادی کہ چہار طرف سے صدا لقا بدار
[illegible] سر بازمایہ فگن تھے اور آگ کھفرن نے لقا بدار کو گھیر لقا بدار سمجھا کہ یہ فوج ہی تلوار کھینچی
اور [illegible] لقا بدار قتل کر رہا ہی لیکن وہ کم نہین ہوتے بلکہ بڑھتے جاتے ہین اب جو ہامان جادو کو مہلت ملی جلدی سے ایک گولا نکالی
[illegible] مارا کہ وہ گولا قریب لقا بدار کے آکر پھٹا اور اسمین سے ایسا دھوان پیدا ہوا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اب لقا بدار کو کچھ نظر نہین آتا
[illegible] ہامان جادو تیغ بکف لقا بدار پر چلا کہ اب تیرا نابینا تو کر چکا ہون قتل کرون گا سنتے ہی لقا بدار کے اسی زبان مین آگاہ کی
سے لقا بدار نے تختی اٹھائی کہ روشنی سے اسکی اندھیرا ہر طرف ہوا دیکھا تو ہامان قریب آ چکا تھا [illegible] اور مارے لقا بدار
[illegible] وہ دہل گیا لقا بدار نے تیغ مارا کہ سر پر پڑا مگر کچھ اثر نہ ہوا لقا بدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسنے جسم اپنا
[illegible] سے کا بنا لیا ہی یہ اسم جو درمیان لوح مین لکھا ہی پڑھکر سپر کرو ہامان نے جو لقا بدار کو لوح دیکھنے مین
مصروف دیکھا چاہا کہ بھاگ جائے صورت ایک ہرن کی بنکر چلا ہیسے ہی لقا بدار نے [illegible] ہرن بنکر بھاگا [illegible] دیکھا تیر
مارا کہ پیشانی پر پڑا اور پشت سے گذر گیا ہرن گر کر تڑپنے لگا آندھی چلنے لگی زمانہ تاریک ہوگیا جب روشنی ہوئی تو آواز

پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام ہے یہ سامان پیدا وہ منتظم اقلیم ہشتم ہوا اب جو دیکھا لقا بادار نے تو دروازہ شہر پناہ کا دکھائی
دیتا ہے لقا بادار اندر شہر کے آیا دیکھا تو میلہ ہو رہا ہے ایک بازار لگا ہوا استادہ ہے اور بہت مجمع ہے لقا بادار روبرو
بارگاہ کے پہنچا دیکھا تو یہیں جو لقا بادار سے کہ تیغ برہنہ تھی لوگ ڈر کر ہٹے دیکھا لقا بادار نے کہ ایک جوگن اسپار پر تخت
بیٹھی ہے اور صاحبقران اور فرزندان امیر ملنے کے لیے قریب اسکے جا چکے ہیں اور لوگ آگ دینے کو کھڑے ہیں [illegible]
[illegible] میں پیوستہ کر کے اسپر جوگن [illegible] بحکم لوح مارا کہ سر اسکا پڑا اور شعلہ آتش پیدا ہوا کہ جوگن جل کر
خاک ہو گئی ہے اور سرداران امیر تیغ بکف لقا بادار پہ چلے کہ غضب کیا تو نے کہ معشوق کو ہمارے مار ڈالا لقا بادار
سمجھا کہ یہ سب گرفتار سحر ہیں اس سبب سے کا انکے اختیار میں کچھ جواب نہ دیا مگر جب دیکھا دونوں وزیروں نے کہ سحر
عالم آرا سے جادو کا رد ہوا سمجھے کہ قضا آگئی اور سب کھیل بگڑا جان پر کھیل کر تیغ سے ایک ایک انگلی اپنی کاٹی
اور کچھ پڑھنا شروع کیا ایک دریاے خون بہا اور وہ ایک ایک انگلی اسمیں نہنگ ہو کر ایک [illegible]
[illegible] وہ دونوں نہنگ [illegible] لقا بادار کیطرف چلے لقا بادار نے بحکم لوح ایک اسم پڑھا اور اس دریا میں
اپنے کو گرا دیا دیکھا تو [illegible] دونوں انگلیاں خون میں تڑپ رہی تھیں دیکھا ان دونوں وزیروں
کو [illegible] ایک نے تو دو پتھر مارا کہ زمین شق ہوئی اسمیں کود پڑا دوسرے نے [illegible] ایک ابر
پیدا ہوا وہ اسپر سوار ہو کر [illegible] لقا بادار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب پانی خوب برسے اور زلزلہ [illegible] اسکے
اسم کو اسوقت عکس لوح کا ڈالنا سحر رد ہوگا بس اڑتے ہی اسی ابر کے [illegible] پانی برسنا شروع ہوا اور زمین کو
زلزلہ ہوا اور پانی ابلنا شروع ہوا جب دیکھا لقا بادار نے کہ پانی [illegible] گیا ہے بس عکس تختی کا ڈالا کہ وہ ابر بلند
ہو کر زمین پر آرہا اور پانی [illegible] البتہ [illegible] عکس زمین پر ڈالا کہ وہ پانی خشک ہو گیا اور طبق زمین کا شق
ہوا اور [illegible] ساحر [illegible] سے نکلا لقا بادار نے بحکم لوح تیغہ مارا کہ دونوں کی گردنیں اڑ گئیں آندھی سیاہ چلی زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا جب وہ تیرگی برطرف ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام ہے ہوشمند جادو وزیر سلطنت عالم آرا سے
جادو [illegible] عالم آرا سے جادو کا سحر رد ہوا تھا اور جوگن جلائی تھی اسنے اتنی دیر میں [illegible] ایک عقاب پیدا کیا
تھا کہ وہ سر پر اسکے سایہ فگن تھا بعد اسکے اسنے اپنی ران چیری اور کچھ پڑھنا شروع کیا اور چند پتلے بنا کے ایک ایک
بوند خون کی اسپر ڈالی کہ وہ سب اٹھ بیٹھے اور ان سب کی صورت عالم آرا سے جادو نے اپنی بنائی تھی اور اسیطرح
ایک ایک [illegible] سب کے سر پر سایہ فگن تھا بس سامنے لقا بادار کے آیا اور کہا کہ ہوشیار ہو اے لقا بادار [illegible] قدرت
کچھ نازل ہوتا ہے اور سب پتلوں [illegible] صورت [illegible] عالم آرا سے جادو کی لقا بادار پر گولے ترنج نارنج [illegible]
برسانے لگے مگر لقا بادار پر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا کیونکہ لوح لقا بادار پاس موجود تھی اب لقا بادار [illegible] تلوار
مارنا شروع کیں لیکن تلوار لقا بادار کی کچھ اثر نہیں کرتی بلکہ اچٹ جاتی ہے اور عقاب [illegible] کو گھیرے ہیں [illegible]
پر مارتا ہے وہ عقاب جل جاتا ہے لقا بادار نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ [illegible]
[illegible] اصلی ساحر ہے باقی نقلی ہیں اور جب قریب لوح کے پہونچے تو یہ اسم یاد کر کے تلوار پر دم کرکے مارنا لقا بادار نے
ویسا ہی کیا [illegible] لوح [illegible] ایک شخص دوڑا لوح کیطرف بس لقا بادار نے اسم پڑھکر جو تلوار ماری دو ٹکڑے
ہو گیا [illegible] عجب تلاطم ہوا کہ شعلہ آتش [illegible] جب [illegible] ایک صدا پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام ہے [illegible] عالم آرا سے جادو و بادشاہ طلسم عالم [illegible]
[illegible] امیر اور فرزندان امیر [illegible] سب [illegible] لقا بادار نے [illegible]

لڑائیے اب اُس جوگن کے عوض مجھکو قتل کیجیے امیر اور سرداران اسپر پشیمان ہوے اور کہا کہ یا امیر اب تا نفوذ
صاحبقرانی مجھے دیجیے آپ خانہ کعبہ کو تشریف لیجائیے اور عیار نے عرض کیا تو پکڑ کہ خواجہ صاحب آپ ضعیف
ہوے عبادت خدا کیجیے ہاتھ اس عیاری مجھکو دیجیے امیر نے نقابدار کو جواب دیا کہ واقع مین تمنے بہت سے کار نمایان
کیے ہین لیکن اتنا شہ صاحبقرانی اسوقت دونگا کہ جب تم مجھپر غالب آؤگے کہا بہتر ہی سمجھا جائیگا غرض امیر نے
اُن ساتون دربندون کا انتظام کیا اپنی طرف سے وہان حاکم مقرر کیے اور چلے نقابدار نے کہا مین رخصت
ہوتا ہون مجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ امیر بلا مین پھنسے ہین جا کر رہا کرو اور یہ ٹوپی
عنایت کی تھی جس سے مین نے ساحرون کا رد کیا غرض نقابدار تو امیر سے رخصت ہوکر راہی ہوا عمر کو پانون اپنا
گندگی معلوم ہوئی جیسے ہی عمر نے پانون دیکھا کیا ایک شخص کفش پانون کی اتار کر لے بھاگا عمر نے کہا ارے
چور ہی لیکا اسکے امیر دو عیار نقابدار رفقا جواب دیا کہ خواجہ صاحب یہ نشانی اسکی ہے یہ تکی میری ایک کام ...
کہین کو گئی تھی میرا کام اب نکل جائیگا عمر ... عیار چلدیا اور نقابدار بھی راہی ہوا غرض بادشاہ اسلام
منتظر تھے کہ امیر مع فرزندان با اقبال کے پہونچے اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ نے تصدق کیے لیے بھیجا مختصر
اسوقت وہان سے پھر کوچ کیا بعد چند روز کے امیر پہونچے بہا شیر استقبال مین رہکر نذر گذرانی کہ مبارک ہو سفر دیا
تمام ... امیر کو خلعت دیا اور جہازون سے اترکر مرکبون پر بیٹھکر سامنے شہر حبش کے آکر اترے خبر
شاہ حبش کو ہوئی کہ امیر حمزہ آیا ہے وہ حمزہ جسنے خدایان باطل کی تباہی کی ہے سلطنتین سلاطین
گمراہ کی برباد کی ہین اسلام جاری کیا سرداران زبردست اسکے ساتھ ہین فوج بیشمار ہمراہ ہی جسوقت ہرکارون نے
یہ بیان کیا بادشاہ حبش یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا سپہ افسران فوج اور سردارون
کو بلاکر کہا کہ حبیب زبردست سے مقابلہ پڑا ہی اور حریف مع لشکر و فوج آ پہونچا ہی آمادہ جنگ ہو لشکر باہر نکالو
سبھون نے عرض کیا آپ خاطر جمع رکھیے ہم انکو سزا دینگے سبکو قتل کرینگے ہم سے وہ کیا لڑسکینگے القصہ لشکر
باہر نکلا مقابل لشکر حمزہ صاحبقران اترا شاہ حبش بارگاہ مین آکر بیٹھا اور دیکھنے لگا شہر پناہ کا جب کمال انتظام
ہو احکم کیا کہ نقیبے طبل جنگ اسوقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے
دعا و ثنا بادشاہی بجالاے اور عرض کیا کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ اب فضل پروردگار سے ہمارے
یہان بھی نقارہ رزمی بجے جانہین ... چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا سے باہر ہوے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین سپاہ زنگیان مین یہ عالم تھا کہ کالی گھٹائین بجلیان چمک رہی تھیں لیس جسوقت
صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر زنگیان سے ایک زنگی میدان مین آیا کہ قد و قامت
مینار سے بلند تھا اوپر کا ہونٹ ... ٹھوڑی سے لٹکا ہوا تھا دانت مثل
گراز نکلے ہوے تھے ڈاڑھی ناف تک لٹکی ہوئی تھی دونون رخسارے سیاہ مانند توے کے اور ...
دریا مین ... پڑا ہوا ... ہوا میدان مین کھڑا ہوا
نام اسکا ... زنگی تھا پکارا کہ ای خدا پرستو شاہ حبش مجھسے لاکھ پہلوان رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی
زیادہ جنمین ایک ایک آدمخوار شیر شکاری ہے اور مین وہ ہون کہ میرے ہول سے شیر نیستان مین چھپے ...
ہین نہنگ دریا سے باہر نہین نکلتے اگر زندگی اپنی چاہتے ہو تو جہان سے آئے ہو ادھر ہی چلے جاؤ ورنہ سپاہ
بے گمراہ نہ کرو ... ہو ... ناحق مارے جاؤگے اور نصیحت میری نہین سنتے تو آؤ مقابلے کو میرے کوئی ایسا

بہادر ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ کہکر مرکب کو کدانے لگا ادھر اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ او کندۂ جہنم کیسا
لاف و گزاف بیہودہ کرتا ہی یہان بہادران دیو کش موجود ہین تجھکو ایک ادنے یہانکا کافی ہی اور ثریا سے
زنگی اپنے ہاتھی کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا
نگہبان ہی ثریا فیل کو کجک مار کر مقابل اُسکے ہوا اور کہا کہ مین رستم زنگبار ہون شیر و نہنگ کی جنگ سے
عار نہین رکھتا ضرب سے میری کوئی زندہ نہین بچتا نام میرا ثریا ہے زنگی ہمرفیق ہون شاہزادہ کہ غازی کا
کہ ناگہان اُس زنگی نے نیزہ ثریا پر مارا ثریا نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے گرز مارا کہ زمین ہلگئی
ثریا ضرب اُسکی رد کر کے تیغ خاک سے نکالا تھا کہ اُسنے دوسری ضرب ماری ثریا نے پھر رد کی اہرمن نے تیسری ضرب
لگائی وہ بھی رد کی تینون ضربین متواتر رد کر کے جو ایکبار گرز مارا اہرمن پیوند زمین ہو گیا گینڈے سمیت ایک
گولا تھملا ہو کر رہگیا دوسرا حبشی مقابلے کو آیا اُسکو بھی ثریا نے تلوار کے گھاٹ اُتارا کہ قتل بیس اُسکا نہ لگا اس روز
ثریا نے بیس حبشی واصل جہنم کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھرے دوسرے روز
پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نیب دے کر
پلٹ گئے بیٹا شاہ حبش کا بیہودا سے زنگی مرکب کو جہکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی
بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی مرزبان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے تلوار ماری مرزبان نے تلوار اُسکی رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوے مرزبان نے
پھر مبارز طلبی کی ایک حبشی گمنام نکلا کہ قد اُسکا چالیس ایرج کا تھا مرزبان سے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ پسر شاہ
حبش کو مارا مین تیرا کام تمام کرونگا مرزبان نے کہا کہ زیادہ بیہودہ نہ بک جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرو ملعون
یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور مانند گرانکے چلایا شور مچایا اور گرز مرزبان پر مارا مرزبان نے آگے گرز کو خیال مین کر کے
کلائی دوسری پکڑ کے ایک جھٹکا دیا گرز اُسکا چھین لیا اُسنے تلوار ماری تلوار بھی ہاتھ مروڑ کر چھین لی اور بڑا لاکر [illegible]
ہاتھ اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین لشکر اسلام مین بھیجدیا الغرض
اسی طرح شام تک بیس زنگیون کو مارا اور اسیر کیا وقت شام دونون لشکر پھرے اپنی اپنی خوابگاہون مین
داخل ہوے صبح کو صاحبقران نے دربار کیا اور اُن زنگیون کو بلا کر تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از سر صدق
مسلمان ہوے کہ اسی اثنا مین ہرکارے خبر لائے کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہی اسیر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارا
بھی کوس حربی بجے رات بھر تیاری ہوئی صبح کو میدان آرائی ہوئی سپہدار شاہ حبش میدان مین آیا مبارز طلب
کیا خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام سے
رخصت ہو کر سپہدار حبش کے مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بہرام نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے
عمود گران سنگ مارا بہرام نے رد کر کے اپنا وار جو اسپر مارا تو وہ لشتہ کر گردن سے زمین پر گر پڑا بہرام نے
کمند مار کر اُسے پکڑ لیا کیوان شاہ بادشاہ حبش نے جو یہ حال دیکھا تمام فوج کو حکم دیا کہ سب ایکبار اسپر جا پڑین
تمام حبشی حملہ کر کے بہرام پر چلے بہرام تلوار کھینچکر اُنپر دوڑا ادھر سے صاحبقران نے جو یہ عالم دیکھا تمام
فوج ایک بہرام سے مقابلے کو آتی ہی اپنی فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ یاران کافرون کو جانے نہ دو بہرام کی کمک
کو تمام لشکر اسلام اور سرداران عالیمقام دوڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی آتش جنگ مشتعل ہوئی بہرام
تلوارین مارتا ہوا کیوان شاہ کے تخت کے پاس پہونچا اُسنے جلدی سے گرز اُٹھا کر بہرام پر مارا بہرام نے

کلاہ خود بلگم(?) کر چھین لیا اور گرز زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اسے اٹھا لیا اور باندھکر اپنے عیاروں کے حوالے کیا اور پھر لڑنے لگا
اسقدر حبشی اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے کہ حساب و شمار نہ تھا آخر کار حبشی گھانس منھ میں لیکر پکار
کر الامان یا صاحبقران ہم غلام آپکے ہیں امیر نے سبکو امان دی اور پھر کر اپنے خیمے میں آئے آرام کیا صبح کو دربار
عام کیا بارگاہ میں آکر بیٹھے بہرام کیوان شاہ کو سامنے لایا کیوان شاہ نے صاحبقران کو مجرا کیا بادشاہ
اسلام کو آداب بجالایا دست ادب بستہ کھڑا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ فرعون بے عون پر لعنت کر اور دین
اسلام قبول کر اور چند کلمے وحدانیت الہی میں بیان کیے اور مذمت کفر بہت سی فرمائی کیوان شاہ کلمہ پڑھکر
مع تمام لشکر مسلمان ہوا امیر نے سبکو جدا جدا خلعت دیا شاہ حبش نہایت خوشنود و کمال مسرور ہوا اور امیر سے
عرض کیا کہ حضور چند روز یہاں توقف فرمائیے کہ حقیر شہر میں جاکر سبکو مسلمان کر کے خدمت والا میں حاضر ہو فرمایا
بہتر ہے ہمنے رخصت دی کیوان شاہ شہر میں آیا پہلے اپنی اولاد کو بلا کر جمع کیا اور کہا میں تو مسلمان ہو گیا اور اس سے
بہتر کوئی دین میں نے نہ پایا تمکو لازم ہے کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ وہ سب مسلمان ہوئے دوسرے روز اسیطرح تمام
خاندان کو جمع کیا اور تلقین دین اسلام کیا وہ سب بھی مسلمان ہوئے بعد اسکے تمام ملک کو مسلمان کیا اور لشکر
گران اور تحائف لا الوف حمزہ صاحبقران لیکر خدمت والا میں حاضر ہو کر پیشکش کیے امیر نے قبول کیا اور ہر ایک کو
خلعت سے سرفراز فرمایا شاہ حبش امیر اور بادشاہ اسلام کو مع جوانان نامی و سرداران گرامی شہر میں اپنے لیگیا
دعوت کی ایک ہفتہ وہاں رہے بعد اسکے احوال لقا سے بے بقا کا دریافت کیا اور مع کیوان شاہ روانہ ہوئے

اب چند کلمے داستان شہر فرعونیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اس شہر کے سات دربند ہیں پہلے دربند کو سہیلیہ کہتے ہیں بنابریں حال دربند سہیلیہ کا لکھا جاتا ہے کہ لقا بے
باسے(?) جانے زبرجد شاہ کے مع بختیارک اور جالوت رعد آواز اور ضیغم خون آشام اور قہرمان ناپاک(?)
اور یاقوت شاہ اور سعادت شاہ وغیرہ کے جو شہر زبرجد لگا رستے بھاگ کر جہازوں پر سوار ہو کر بجانب
فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا کوچ و مقام کرتا ہر جگہ عجائب و غرائب دیکھتا اور یہ کہتا ہوا کہ سب عجائب اور غرائب میں نے
اپنی قدرت سے پیدا کیے ہیں بعد دو مہینے کے ساحل پر پہونچا ہرکاروں کو جہازوں پر سے اتار کر خبر لینے پر سوار کر
بھیجا کہ جاکر تحقیق کرو کہ یہ کونسی سرزمین ہے جہاں ہم پہونچے ہیں اور حاکم کا یہاں کے کیا نام ہے ہرکارے سنتے اور
خبر دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ یہ سرزمین ملک فرعونیہ ہے اور یہ دربند اول فرعونیہ کا ہے دربند سہیلیہ اسکا نام
ہے حاکم یہاں کا سہیل چرم پوش ہے فرعون پرست ہے لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکار کر کہا کہ اے بندگان من
دیدی قدرت و خدائی میری آلکنا(?) کیا لاتقدیری ہیں نے کہ ایسے دریا سے تمہارے کیونکر گزارا اور کسیکو ضرر نہ پہونچا کیسے
عجائب و غرائب تم سبکو دکھائے وہ جو نادان اسکے ساتھ تھے پکارے کہ یا خداوند تو برحق ہے تیری خدائی کی کنہ کو
کوئی نہیں پہونچا ہے یہ کہکر سبھوں نے سجدہ کیا اور طوق لعنت اپنے گلے میں پہنا اور عرض کیا کہ اب جو کچھ حکم ہو ہم
بجا لائیں وہ بولا لاتقدیری کہ خیمہ بارگاہ لب ساحل پر برپا ہو اسباب اتارو اور شکوہ میں سراپردہ استادہ ہوں کہ ہم
خود دریا سے اتر کر خیمے میں داخل ہونگے اور فکر کرینگے کہ اب کیا لاتقدیری ہے سب حکم اسکا بجا لائے اسباب اتارا خیمہ لب ساحل
استادہ کر کے لقا اتر کر داخل خیمہ ہوا ایک ہفتہ عیش و عشرت میں بسر کی بعد اسکے حکم کیا کہ بار برداری لاؤ اور
صبح کو ہوا لیکے کوچ کر دو غرض کوچ کر کے قریب دربند سہیلیہ کے ساتھ فرسخ جہاں اترے اور دوسرے روز حکم کیا
کہ نامہ اسکا سہیل چرم پوش کو کہ وہ شخص خدا سے ملک با خبر ہے اور فرعون شاہ اس شخص کا چھوٹا بھائی

سپر کو یکلخت زیر چینگا کے گیا تھا زرچید شاہ نے نافرمانی کی اُسنے خدا پرستون سے قتل کروا کر اب یہان آیا ہون بہتر ہے کہ
اگر میری خدمت مین حاضر ہو لیں جسوقت وہ نامہ لکھا گیا وسواس عیار کو دیکر روانہ کیا وہ لیے وسواس چلا اتفاقا
رونگار عیار سہیل چرم پوش کا سیر کرنے کو آیا تھا گذر اسکا لشکر زمرد شاہ کیطرف ہوا بہت متعجب ہوا کہ یہ لشکر کسکا ہے
داخل لشکر ہوا تمام حقیقت دریافت کر کے وہان سے پھر اسامنے سہیل کے آیا سہیل نے اپنے عیار کو گرد آلودہ دیکھکر حال
پوچھا اُسنے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا کہ اسرا ثنا مین وسواس عیار بھی پہونچا سہیل کو خبر ہوئی اپنے سامنے بلوایا
پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اُسنے کہا کہ مین عیار ہون زمرد شاہ باختری کا اور نامہ لیکر آیا ہون خداوند نے اپنے
ہاتھ سے نامہ لکھا ہے سہیل جانتا تھا کہ لقا بڑا بھائی فرعون شاہ کا ہے سند پر سے اٹھا نامے کی تعظیم کی بوسہ دیا کھولکر پڑھا
حقیقت سے آگاہ ہوا تمام اپنے سردارون کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا ملازمت لقا کی اختیار کی عرض کیا کہ حضور شہر مین
تشریف لے چلیے لقا اُسکے ساتھ ہو لیا سہیل لقا کو ہمراہ لیے ہوئے داخل دربند ہوا نذریں گذرانین پیش کشین ضیافت کی بعد
چند روز کے لشکر صاحبقران کا دربند سہیلیہ پر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی خبر ہوئی سہیل کو کہ حمزہ صاحبقران (ن)
بالشکر فراوان آپہونچے لقا تو کانپ اٹھا اور تھرا گیا اور ادھر سہیل کثرت فوج کی سنکر نادم و پشیمان ہوا کہ کسواسطے
تو نے لقا کو امن پناہ دیا مگر لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے کہ مین حمزہ سے سامنا کرونگا اور حکم دیا کہ شب کو
طبل جنگ بجے ادھر صاحبقران کو خبر ہوئی کہ حاکم دربند سہیلیہ نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی
نوازش مین آوے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ صبح کو سامنا ہے لشکر حریف سے ہر ایک آلات حرب درست
کرنے لگا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نسیب دے کر نکل گئے
اُسیوقت سہیل چرم پوش لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قباد دین ستون ملازم
کرب بحرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سہیل سے لگا و رزن ہوا اور
مرکبون کو پھیر پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا سہیل نے کہا او خدا پرست نام اپنا ظاہر کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے
شہادت پاے گا کرب نے پکارا کہ وہ جو تو نے سنا ہو کرب … دلاور داماد حمزہ صاحبقران ہون … دولت سکندر بن
پہلوان … بیل نامور کرب ہالیوقار … نظر کردہ شیر پروردگار … میدان … زرافشان … سکندر … آئینہ
ایران … قیامت … سہیل بولا کہ ہان … عیاری … کی زبانی …
… کرب نے پکارا کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین ہے کہ حریف پر پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا
بچا لیگا تو مین بھی اپنا حربہ تجھپر کرونگا سہیل نے کہا معلوم ہوا تجھے بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت پر خبردار ہو یہ کہکر نیزہ کرب
… مین نیزہ اسکا ہوائی گیا سہیل نے غضبناک ہوکر تلوار ماری کرب نے … دستہ کر
وار تلوار کی بچا کر … القصہ … کشمکش ہونے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے … آخر … گرم تلاش
ہوئے چار گھڑی دن باقی تھا کہ کرب نے لنگر اسکا توڑا اسپر پیچ دیکر زمین پر مارا چڑھکر چھاتی پر لیکر
توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے اپنی آرامگاہون مین داخل ہوئے
صبح کو دربار منعقد ہوا صاحبقران نے سہیل چرم پوش کو بلا کر تلقین دین اسلام کیا اُسنے عرض کیا کہ
شہریار ایک شرط میری ہے اسے اگر پورا کیجیے تو مین اپنے لوگون سمیت اسلام قبول کرتا ہون فرمایا کہ جلد اسے قید سے
رہا کرو اُسیوقت عمر نے قید اسکی کاٹ دی وہ آکر قدمون پر گرا امیر نے اُسے دلاسا دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب
گردش مین آیا امیر نے پوچھا کہ وہ شرط تمھاری کیا ہے بیان کرو عرض کیا کہ شہریار غلام کے شہر سے تین فرسنگ پر

ایک درہ کوہ ہی اسکے اندر تختۂ لالہ زار ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک آگ لگی ہوئی ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی تختۂ لالہ
نظر آتا ہی اور وسط لالہ زار مین ایک گنبد مرجان سرخ کا ہی جو کوئی قصد کرتا ہی کہ اس گنبد تک جاے دیکھے کہ
اس گنبد مین کیا ہی جہان قریب گنبد کے پہونچا غائب ہو گیا پھر نہین معلوم ہوتا کہ زمین اسکو کھا جاتی ہی یا آسمان
کوئی اُٹھا لیجاتا ہی آپ حلال مشکلات ہین میری مشکل بھی آسان کیجیے مجھے حال اس گنبد کا معلوم ہو جاے اور یہ بھی
معلوم ہو کہ جو شخص وہان جاتا ہی اسے کون لیجاتا ہی امیر نے فرمایا کہ اے سہیل چہرہ پوش چلے یہ عقدہ تمھارا حل
کر دینگے تو بعد اسکے تمسے سوال اسلام لانے کا کرینگے اب تم جاؤ کل ہم تمھارے ساتھ چلینگے سہیل اُسیوقت نکل کر سوار
ہوا اپنے خیمے مین آیا تمام حال اپنے رفیقون سے بیان کیا اُن سبھون نے کہا کہ پیر و مرشد وہان جو جائیگا زندہ پھر کر
نہ آئیگا آپ نے حمزہ کے مٹانے کی خوب تدبیر ٹھہرائی ہی القصہ دوسرے روز خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور امیر
سرداروں سمیت سوار ہو کر سہیل کے ساتھ روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا صاحبقران والاشان
نے کہ فرسخ در فرسخ تختۂ لالہ زار ہی بیچ مین اُسکے ایک گنبد مرجان سرخ کا ہی اور عکس آفتاب کا جو اسپر پڑتا ہی تو عجب طرح
کی جوت اور اُسکی جوت ایک ہو گئی ہی نگاہ اُسپر نہین ٹھہر سکتی ایک نور کا عالم ہی امیر نے فرمایا کسی واجب القتل کو
بلاؤ امتحاناً گنبد کے پاس بھیجینگے اُسیوقت ایک شخص کو طلب کیا کہ صبح کو وہ مارا جاتا اُس سے امیر نے فرمایا کہ تو جا کر
اس گنبد کو چھو کر چلا آ ہم تجھے ابھی چھوڑ دینگے اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا غرض وہ نہایا لباس نفیس پہنا مسلح و مکمل
ہو کر روانہ ہوا جب گنبد کے قریب پہونچا غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا ہمارے واسطے عبادت خانہ تیار
کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ جناب ایزدی مین اُسیوقت راؤٹی سفید کپڑے کی استادہ ہو گئی امیر نے شام سے
کھانا نوش فرما کر اُسمین داخل ہوے وضو کیا نماز مغرب اور عشا کی پڑھی اور دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے دست
مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بخضوع و خشوع بتضرع و فزع دعا مانگنا شروع کی کہ اے پروردگار عالم
مین ادنیٰ بندۂ ذلیل تیرا تو خالق جلیل میرا امیدوار ہون کہ اس گنبد کا حال مجھپر ظاہر ہو اور یہ کیا سبب ہی کہ جو آدمی
اس گنبد کے پاس جاتا ہی غائب ہو جاتا ہی اسکی کیفیت بھی منکشف ہو جاے یہی دعا مانگتے مانگتے کوئی پہر رات باقی
تھی کہ غنودگی طاری ہوئی آنکھ امیر کی بند ہو گئی عالم رویا مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے نمایان ہوا جب پاس
آیا دیکھا امیر نے کہ حضرت سلیمان ابن داؤد علی نبینا و آلہ وعلیہما السلام ہین تسبیح ہاتھ مین ہی درود پڑھ رہے ہین کہ
نور محمدی سمیت کہ حضرت رسول مع پیران علی بی بی فاطمہ حسنؑ حسینؑ دونون ہین اور کچھ ملائکہ نورانی شکل کے حضرت کے
ہمراہ ہین صاحبقران نے کئی بار حضرت کو دیکھا ہی پہچانا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حضرت نے پوچھا
کہ یا صاحبقران متردد کیون ہو عرض کیا کہ یا حضرت آپ نبی اللہ ہین آپ پر سب حال ظاہر ہی عرض یہ ہی کہ حال
گنبد کا میرے اوپر کھل جاے فرمایا کہ یہ ہمارا چلہ خانہ ہی اور عابد جن یہان کا مالک ہی جو کافر کہ وہان جانے کا ارادہ
کرتا ہی وہ اُسے اُٹھا لیجاتا ہی مار ڈالتا ہی آپ وہان جائیے اور جسے جی چاہے ہمراہ لیجائیے سیر کیجیے اب یہ چلہ خانہ آپکے
اختیار مین ہی جسکو چاہیے رہنے کا اختیار دیجیے عابد جن فقط آپ کے دیکھنے کا منتظر ہی وہ آپکی زیارت سے مشرف
ہو کر جان بحق تسلیم ہوگا آپ اُسکو دفن کر کے جہان جی چاہے جائیےگا یہ کہکر حضرت سلیمانؑ نظر سے ناپدید ہوے
آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا ایک نور کی لڑی از زمین تا بہ سپہر برین نظر آئی اپنے دل مین
خیال کیا کہ خواب ہمارا سچا ہی وضو کیا نماز صبح ادا کی عبادت خانے سے باہر آئے خسرو نے دیکھا کہ نور چہرۂ صاحبقران
کے ساطع و لامع ہی دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہ حضور حال بیان کر فرمایا کہ خواجہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہی مکان مبارک ہی

ہیں یہاں رہتے ہیں جو کافر جاتا ہے اُسے مار ڈالتے ہیں اندرون گنبد جانے نہیں دیتے سہیل چرم پوش بھی موجود
تھا اُسنے بھی تمام حال سنا مگر یقین نہ آیا صاحبقران نے کہا اے سہیل تم دیکھو اب ہم وہاں جاتے ہیں اور عمرو
کو ساتھ لیکر اُس لالہ زار میں روانہ ہوئے سہیل دیکھ رہا ہے کہ صاحبقران چلے جاتے ہیں یہانتک کہ قریب
گنبد پہونچے ایک آواز پیدا ہوئی کہ السلام علیکم یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا اور دیکھا کہ ایک
مرد پیر با ریش سفید نمایان ہوا صاحبقران سے آکر اُسنے مصافحہ کیا ہاتھ پکڑ کر اندر گنبد کے لیگیا صاحبقران
اندر گنبد کے گئے گنبد بہت وسیع تھا ایک قبر اُسکے بیچ میں تھی چہار طرف گلدستے پھولوں کے رکھے تھے کھڑکیوں کے
روشن تھے خوشبو چلی آتی تھی اُسنے لاکر صاحبقران کو بٹھایا اسباب دعوت امیر کیواسطے لاکر موجود کیا اور
عرض کیا کہ اے شہریار اگر میں مر جاؤں تو مجھکو طریق پر اپنے مذہب کے غسل و کفن دیکر دفن کر دیجیئے گا اور کلمہ
مجھے تعلیم فرمائیے کہ میں دین تمہارا اختیار کر کے مروں کہ موت میری قریب ہے صاحبقران نے اُسے کلمہ پڑھایا
بس یکبار اُسکے چہرے پر آثار مرگ نمایان ہوئے ایک ہچکی آئی اور دم نکل گیا امیر کو بہت افسوس ہوا عمرو کو حکم
کیا جا خواجہ سرداروں کو جمع کر اُسکے جنازے کی نماز پڑھیں عمرو جاکر سبھوں کو لایا سہیل چرم پوش بھی
آیا گنبد کی زیارت کی نماز ہوئی بعدہ اُسکو دفن کیا فاتحہ پڑھکر وہاں سے باہر آئے سہیل اپنے لشکر سمیت از سر نو
مسلمان ہوا امیر کی دعوت کی امیر نے چلہ خانہ کا مختار کیا پھر متوجہ ہوئے طرف عمرو کے حال لقا کا پوچھا عمرو نے
عرض کیا کہ لقا بھاگ کر دربند نقرہ کوہ میں گیا ہے فرمایا کہ میں جبتک اُسے مار نہیں لیتا ہوں یا دائرہ اسلام میں
نہیں لاتا جبتک مجھے آرام نہیں جلد کوچ کی تیاری کرو اور خواجہ حال مفصل اُس کافر کا دریافت کرو کہ سیدھا
قرطونیہ گیا ہے یا کہیں اور ٹھہرا ہے عرض کیا کہ چالیس جوڑی ہرکارے کی پیچھے اُسکے گئی ہے خبر آیا چاہتی ہے امیر کو تو خبر لقا کے انتظار میں چھوڑ
رکھیو

اب چند کلمے داستان نقرہ کوہ سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ لقا نے جسوقت دیکھا کہ سہیل چرم پوش ہاتھ سے کرب غازی کے گرفتار ہوا اسیوقت بھاگا کئی روز کے بعد
ایک دوراہے پر پہونچا خیمہ استادہ ہوا کہا لوگوں سے کہ دریافت کرو کہ یہ دونوں راستے کدھر کو گئے ہیں راہ گیروں سے
معلوم ہوا کہ ایک راہ قرطونیہ کو گئی ہے اور دوسری نقرہ کوہ کو کہ حاکم وہاں کا سکندر شاہ ہے لقا بختیارک
کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم اور میں نے امور خدائی کے تیرے اوپر مقرر کیے ہیں
جو تو صلاح دیگا وہی تدبیر میں کرونگا شیطان درگاہ بولا خداوندا آپ تو بوم خصال ہیں جس مرز بوم میں جاتے
ہیں اُسکو بغیر ویران کیے نہیں رہتے نقرہ کوہ کو بھی اپنے میمن قدم سے آباد کرتے چلیے اُسے بھی محروم نہ چھوڑیے لقا
یہ سنکر وہاں سے کوچ کیا پچیس فرسخ پر نقرہ کوہ تھا وہاں پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے نقرہ مصقول کا کہ نگاہ اُسکی
چمک پر ٹھہر نہیں سکتی اور زیر کوہ ایک دریا ہے کہ عرض اُسکا تخمیناً پچاس گز کا ہوگا اور طول کی کچھ انتہا نہیں معلوم
ہوتی جہانتک وہ پہاڑ ہے وہانتک دریا بھی چلا گیا ہے اور اگر کوئی چاہے کہ نقرہ کوہ کو جاسکے بغیر دریا سے عبور کیے
نہ جاسکے اور دریا پر نا ڈونگا کشتی غراب جہاز کچھ نہیں ہے مگر ایک جگہ [illegible] اُن اژدہے کا تو اُس
ہے کہ منہ کھولے ہوئے قلابہ آتشیں چھوڑ رہا ہے اور تمام جسم دریا میں ہے دُم پہاڑ میں ہے اور اُس پار سے اُس پار تک
پلہ پھیلا ہوا ہے راہ اُس پار جانے کی کہیں نہیں معلوم ہوتی لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ حالا
چہ تقدیر کنم بختیارک بولا جہاں آپ آئے ہیں اُنھیں بلانے کا اختیار ہے اگر اُنکو کفالت آپ کی کرنا منظور
ہے تو وہ آپکو بہر طریق بلا لینگے لقا نے ناچار وہیں خیمہ استادہ کروایا لیکن ہرکاروں نے خبر لقا کے آنے کی

سکندر شاہ کو پہچانی کہ زمرد شاہ باختری ہاتھ سے خدا پرستوں کے [illegible] اور جاتا ہے ملک شہر عوضیہ کو مکند شہر شاہ کہا کہ لقا بدار سیاہ پوش تم جاؤ اور جو لقا یہان آئے تو لے آؤ لقا بدار [illegible] پہلا آیا لقا کو خبر ہوئی کہ آج لقا بدار آتا ہے لقا نے اپنے سرداروں سے کہا کہ جا کر لقا بدار کو پیشوائی کر کے لے آؤ وہ [illegible] استقبال کر کے لقا بدار سیاہ پوش کو لاے لقا بدار نے آکر لقا کو مجرا کیا اور کہا کہ یا زمرد شاہ باختری آپ برادر بزرگ ہیں خداوند فرعون شاہ کے یہانتک آپ رونق افزا ہوے ہیں تو چندے لقرہ کوہ میں بھی تشریف رکھیے بختیارک نے کہا [illegible] تب میں ایک زرد ہفت سر آتا ہے جو اُس سے ہمیں بچانے کا ارادہ کرے وہ دامن پناہ دے لقا بدار بولا [illegible] یہان ایک حمزہ کیا اگر لاکھ حمزہ آئینگے تو سب مارے جائینگے لقا پکارا کہ میں نے ستر ہزار برس پہلے ہی [illegible] ہونگا تمہارے ساتھ چلونگا اور دعوت لقا بدار کی تیاری کی دن کو تو لقا بدار وہیں رہا [illegible] جلسے میں راتوں رات آپ کو لقرہ کوہ میں بھجوا دون یہ کہکر لقا کی کمر میں ہاتھ ڈالا اسیوقت ایک آندھی [illegible] اور آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جسوقت آندھی برطرف ہوئی لقا نے مع لشکر اپنے کو اُس پار پایا مگر لقا بدار [illegible] ہوے شہر سکندریہ میں پہونچا سکندر شاہ استقبال کو آیا لقا سے ملاقات کی اپنے ساتھ شہر میں لایا [illegible] ضیافت کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے ازابتدا تا انتہا حال حمزہ صاحبقران کا بیان کیا اور [illegible] سکندر شاہ ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ میں ایسے ہیں کہ اُنھوں نے شہر کے شہر ساحروں کے غارت [illegible] سکندر شاہ نے کہا کہ میں حال اُنکا سن چکا ہوں اگرچہ خدائی ہے خداوند فرعون شاہ کی یہان سے [illegible] اور اُسیوقت ایک نامہ لکھوا کر پاس شہنشاہ زرجادو کے روانہ کیا مضمون اُس نامے کا یہ تھا کہ اے شہنشاہ [illegible] لقا خداے باختر نے اپنے پاس [illegible] دامن پناہ دیا ہے اور تعاقب میں اُسکے حمزہ آیا ہے یہ وقت ہے کہ تم آکر ہماری مدد کرو [illegible] دوستی اور محبت اسی دن کے کام آتی ہے اب تمکو لازم ہے کہ بہت جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ کھانا وہان کھاؤ تو پانی یہان آکر پیو ہم تمہارے منتظر ہیں اور ایک نامہ اسی مضمون کا [illegible] دوسرے والوں کو روانہ کیا لقا سے کہا کہ اچھا [illegible] حمزہ یہان آئیگا تو اُسے حال معلوم [illegible] عشرت میں مصروف ہوا اسکو تو میں چھوڑ [illegible] اب حال ہماسو سنان لشکر اسلام کا [illegible] یاروں کی لقا کے ساتھ خبر کیواسطے آئی کہ ہمیں لقا کہان ٹھہرتا ہے اور کون اسکا کفیل [illegible] سامنے لقرہ کوہ کے درختوں کے نیچے آ ٹھہرے ہوے تھے صبح کو جو دیکھا تو لشکر لقا کا نام و نشان وہان نہ پایا چہار طرف دوڑے کہیں سراغ نہ لگا بلند درختوں پر چڑھکر جو دیکھا تو دریا کے اُس پار خیمے لقا کے معلوم ہوے آپس میں کہا کہ اُس پار دریا کے چلکر دریافت کرنا چاہیے کہ لقا کی دستگیری کی ہے کون کفیل ہوا ہے بغیر تحقیق کیے حضور بادشاہی میں کیا جا کر عرض کرینگے ایک نے کہا کہ [illegible] یہان کارخانہ [illegible] کا ہے بغیر [illegible] دوسرے نے کہا کہ ہان یہ سچ ہے مگر یہ تو حال نہیں معلوم کہ کونسا ساحر ہے [illegible] اُس پار جانے سے کچھ حال مفصل نہ معلوم ہوگا آخرکار [illegible] جاسوس مشکیں دم [illegible] کے نیچے رکھکر شناوری کرتے ہوے روانہ ہوے [illegible] اسکے قریب کنارے کے پہونچے وہان وہ جو طلسم [illegible] ہوا تھا اُسکے زیرے میں [illegible] آواز [illegible] کی پیدا ہوئی شعلہ ہاے آتش زمین سے نکلے اور [illegible] دونوں عیاروں پر دوڑے عیاروں کی یہ حالت ہوئی کہ مارے [illegible] کے ہاتھ پاؤں اُنکے پھول گئے شناوری بھول گئے چاہا کہ اُدھر سے پھریں [illegible] جاتا ہے [illegible] کہ یارو ہم تو گرفتار بلا ہوے بس وہ عیار دیکھتے تھے کہ شعلہ آتش اُنکو لپیٹ کر دریا میں [illegible] جو زبان [illegible] کر لشکر اسلام میں آئین پرچہ اخبار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو دیا عمرو نے بنظر اشرف شاہنشاہی گذرانا بادشاہ

ملاحظہ فرماکر صاحبقران کو دیا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا بلاؤ پہلوان عادی کو کہ پیش خیمہ طرف نقرہ کوہ کے روانہ کرے
خسرو اور بادشاہ اسلام نے بلکہ تمام سرداران عالیمقام نے عرض کیا کہ حضور اور صاحبقران تشریف لیجائیں تو ساعت سعید
دکھواکر کوچ فرمائیں اسواسطے کہ یہ دربند فرعونیہ ہی کارخانہ سحر کا ہی امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ حضور نجومیوں
کو بلوائیں ساعت سعید دکھوائیں اسیوقت حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو چوبدار روانہ ہوا بعد ایک گھڑی کے
چارون بھائی آکر حاضر ہوئے نیم تخت اُنکے بیٹھنے کو دیا بالتعظیم کی اور کہا کہ آپ دل میں ملاحظہ فرماکر کہئے کہ کسدن اور
کونسی ساعت ہمارے نقرہ کوہ پہ جائیں اُنھوں نے اسیوقت زائچہ کھینچا بعد ایک دو گھڑی کے دست ادب بستہ عرض کیا کہ
نقرہ کوہ پر قران نحس ہی جو بعد دو مہینے کے حضور تشریف لیجائینگے تو بہت اچھا ہی یہ قران نکل جائیگا فرمایا بہت اچھا
ان چارون بھائیوں کو خلعت ہوئے چار توڑے اشرفیوں کے ملے وہ تو چلے گئے صاحبقران نے کہا میں
نجومیوں کے کہنے پر کبھی عمل نہیں کیا اور یہ کبھی سچے نہیں ہوئے کذب المنجمون برب الکعبہ جو مرضی الٰہی ہی کسیطرح نہیں ٹلتی
ہوئی تقدیر تبدیل نہیں ہوسکتی عمرو بولا حمزہ خواجہ زادون کے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوتا دو مہینے بعد اُدھر جائینگے
بادشاہ اسلام نے بھی سمجھایا کہ چندروز توقف فرمانا مناسب ہی فرمایا میں نہ مانونگا اور پہلوان عادی کو بلاکر حکم
دیا کہ جلد پیش خیمہ شہر سکندریہ کی طرف روانہ کرو عادی بموجب حکم پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا اپھر تو تمام لشکر میں غلغلہ ہوا اور
سبکے خیمے روانہ ہوئے نقارہ کوچ کا بجنے لگا تب امیر چاہتے ہیں کہ آپ بھی سوار ہوں کہ ہرکارے نے خبر دی کہ کل سے
گرب غازی کی حالت ہی بخار بہت شدت سے ہی کہ بیہوش ہی فرمایا خدا فضل کریگا اور اشقر پہ سوار ہوئے تھے کہ اندلیس
پہونچا عرض کیا کہ گرب کا بہت برا حال ہی زبیدہ شیرگیر نے عرض کیا ہی کہ حضور ذرا دیکھتے جائیں صاحبقران مع فرزندو
آئے زبیدہ شیرگیر نے سلام کیا آنکھون میں آنسو بھر لائی امیر نے اُسے گلے سے لگایا گرب کے بدن پر جو ہاتھ رکھا
تو ایسا گرم تھا کہ قریب تھا ہاتھ میں چھپالا پڑجائے صاحبقران مع فرزندان پریشان رونے لگے عمرو نے وقت
پاکر عرض کیا کہ اس بیمار پر رحم کیجئے چندروز ٹھہر جائیے دیکھئے تو کیا حالت ہی تمام چہرہ تمتمایا ہوا ہی آنکھیں
سرخ ہیں عجب کیفیت ہی فرمایا کہ [illegible] پیش خیمہ پہلے سے کا ہیکو جہان ہی وہین رہے
فرمایا یہ کبھی نہ ہوگا اور خواجہ بزرگمہر [illegible] گرب کو ساتھ لیجاؤن انھوں نے عرض کیا
کہ آب و ہوا سکندریہ کی بہت ناقص [illegible] اچھا نہیں ہی امیر نے زبیدہ شیرگیر کو گلے سے لگاکر کہا
کہ ای فرزند تم بھی یہیں رہو خدا فضل کریگا گرب شفا پائیگا ہم تمھیں جلد بلا لینگے زبیدہ شیرگیر خوب روئی اور
بدیع الزمان سے لپٹ کر بحالت تباہ کی بدیع الزمان بھی خوب رویا ایک کہرام مچا ہوا تھا غرض امیر نے خواجہ
[illegible] اسید کو علاج کیواسطے وہیں چھوڑا اور سہیل کو بہت تاکید کی کہ گرب سے خبردار رہنا کہ اسی ثنا میں
گرب کو ذرا ہوش آیا امیر کو پھر اندر بلایا اور لپٹ کر صاحبقران سے خوب رویا کہ حضور کو ایسا سفر درپیش ہوا
اور غلام ہمراہی سے محروم رہا فرمایا جو مصلحت الٰہی تمھارا یہیں رہنا مناسب ہی خدا تمھارا نگہبان ہی غرض سب کو
گریان و نالان چھوڑکر آپ سوار ہوکر ملک سکندریہ کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ بعد قطع منازل وطی مراحل
مرحلہ پیمائی کرکے سکندریہ پہونچے بارگاہ شاہی برپا ہوئی تمام لشکر وہان اُترا چار گھڑی دن باقی تھا امیر عمرو
کو ساتھ لیکر تماشا دیکھنے کو نقرہ کوہ پر آئے وہ پہاڑ چاندی کا تھا اور دریا سامنے مانند سیماب بہتا تھا
پھول کنول کے پھولے ہوئے تھے عکس سبزہ جو نقرہ پر پڑتا تھا تو تمام پہاڑ مرقع مانی و بہزاد معلوم ہوتا
خواجہ کیا کیفیت و بہار ہی کہ کبھی یہ کیفیت نہ دیکھی تھی عمرو نے بھی تعریفیں کرنا شروع کین امیر نے کہا

سے آستین [illegible]
شیطان درگاہ [illegible]
لعنت آپ کی کرنا [illegible]
نیر لقا نے آسنے کی

وہ شخص اس دریا میں غرق ہو گئے [illegible] کہ گل نیلوفر میں سے شعلہ نکلا اور آدمی کو لپیٹ لیے وہ جل [illegible]
عمرو نے عرض کیا کہ میں نے آنکھوں سے تو نہیں [illegible] ہو تو میاں خیبری نے عرض کیا کہ پیر و مرشد میری آنکھوں کے
سامنے شعلہ ہاے آتش نکلے اور انکو لپیٹ کر لے [illegible] یہاں گل نیلوفر ہوں ادھر سے کوئی اس پار
جاوے اور خبر لقا کی لاوے ایک شاگرد ہے عمرو کا کہ نام [illegible] اسنے عرض کیا کہ غلام جا کر خبر لقا کی
لائیگا عمرو نے کہا کہ اے فریدون تو ہرگز جانے کا ارادہ [illegible] ہے اور امیر سے کہا کہ حمزہ یہ عیار
دیوانہ ہو گیا ہے آپ چلیے یہاں کھڑے رہنے سے حاصل کیا ہے فرمایا کہ [illegible] کو مار ڈالنا دیتے ہو وہ عیار تھا
ہے جانے کو تم ڈر ایسے رہتے ہو خواجہ موت زیست سب کے ساتھ [illegible] ہو تو کوئی اسکا کچھ نہیں کر سکتا
اور جو قضا ہے تو کہیں نہ بچیگا غرض فریدون تختہ کنول کو ایک طرف [illegible] کر کے پیٹ تلے رکھ کر شناوری
کرتا ہوا چلا یہانتک کہ نصف دریا طے کیا کہ امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھا [illegible] احمق تھے جو گل نیلوفر
کی طرف سے گئے دیکھو فریدون جا پہونچا عمرو نے آواز دی اے فریدون [illegible] دریافت کر کے آنا ہے
جواب دیا بہت اچھا خوب حال دریافت کر کے غلام آئیگا یہ کہتا ہوا قریب [illegible] تھا کہ دریا متلاطم ہوا
ایک نہنگ سیاہ پیدا ہوا اور فریدون کو نگل کر دریا میں غرق ہو گیا عمرو [illegible] فریدون کا افسوس کیا
اور صاحبقران سے کہا کہ حمزہ دیکھا تو نے یہاں کارخانہ سحر کا ہے یہ تمام دریا [illegible] ہے امیر وہاں سے
پھر کر داخل خیمہ ہوئے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ اس دریا اور پل اژدہا سے [illegible] کوئی معلوم
نہیں ہوتا ہے آدم کہیں نہیں آتی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ لوگ عاقل ہیں جانتے [illegible] اور
تیرا نام تمام زمانے میں مشہور ہے کہ حمزہ جس ملک پر گیا اسے فتح کیا ابھی شہنشاہ ساحران [illegible] کو
مار کر خداوندی زبرجد شاہ کی برباد کر کے آیا ہے اس سبب سے وہ چھپ بیٹھے ہیں امیر یہ سنکر [illegible]
مہینا بھر وہاں صاحبقران کو گذرا کہ ایکدن فرمایا کہ عجب اتفاق ہے کہ ہمکو عرصہ یہاں آئے [illegible]
پرسان حال نہیں ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ جنگ سے کنارہ کیے ہوئے ہیں [illegible]
طرف آیا ہے چھاپ مار کر چلا جائیگا ہم کیوں سامنا کرنے جائیں [illegible] صاحبقران کو یہ لفظ اچھا
ناگوار طبع ہوئی فرمایا کہ ابھی گھوڑا ڈالکر دریا میں اس پار جاتا ہوں یا حریفوں کو پیدا کرونگا یا جان اپنی دونگا یہ کہکر
تلوار ٹیک کر اٹھے ساتھ ہی انکے سب سردار بھی تلواریں ٹیک ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے باہر بارگاہ سے آکر گھوڑوں پر
سوار ہوئے بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا کہ تم مزاج سے صاحبقران کے کیا واقف نہ تھے جو ایسا کلمہ منہ سے
نکالا اب غضب ہوا کہ ادھر صاحبقران دریا میں گئے ادھر ہم سبھوں کا خاتمہ ہوا [illegible]
نادم ہوں کہ یہ کیا کہا میں نے اور دوڑ کر سامنے امیر کے آیا عرض کیا کہ اے قہرمان تنہا ان شیر مردوں میں چلا گیا
نہ جا سب کہینگے کہ عمرو نے حمزہ کو غیرت دلا کر دریا میں ڈبوا دیا فرمایا کہ تمھارا [illegible]
ہوئے نہ پھرونگا اور غصے کے مارے آنکھیں صاحبقران کی لال [illegible] کو مظفر و منصور مع رستم خان آتے دیکھا
ہوئے چلے جاتے ہیں اور پیچھے پیچھے تمام غازیان دیندار مجاہد [illegible] فرمایا کہ ابھی تمھاری [illegible] کو مگر خدا نے فضل کیا
لشکر سے لپٹا ہوا منت اور عاجزی کرتا ہوا چلا جاتا [illegible] نابکاروں کو مار کر شہیر و بیہ کو زخمی کر کے رستم خان
نہیں بچنے کا عمرو نے جب دیکھا کہ حمزہ [illegible] قہرمان کو گلے سے لگا لیا اور ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئے رستم خان
ایسا کرو کہ میری بدنامی مٹے اور حمزہ بچ جاوے [illegible] دربار برخاست کیا کھانا نوش فرما کر آرام کیا ادھر کا حال سنو کہ اس طرف شہزادہ [illegible]
[illegible] لگوا کے مرہم کی پٹی بندھوائی شہیرو بیہ کو ہوش آیا اپنے باپ سے کہا کہ
[illegible] کبھی ایسے بہادر نہ دیکھے نہ سنے اگر ایک ہاتھ اور مجھ پر مار دیتا میرا کام تمام تھا

باوجودیکہ مین نے اُسکے رفیق کو مار ہی ڈالا تھا لیکن اُسنے زخمی پاکر کچھ نہ کیا اور چھوڑ کر چلا گیا ای قبلہ و کعبہ مین نے تو غلامی آپکی اختیار کی اُسنے کہا کہ بیٹا اُسنے مجھکو داغ پسر سے محفوظ رکھا مین تجھسے پہلے اُسکا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہون شیرویہ نے کہا کہ پھر تامل کاہیکا ہی راتون رات اپنا مال و اسباب و لشکر ساتھ لیکر چلے چلیے صبح کو خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہو جیے یہ صلاح کر کے کوئی دو پہر رات گئے یہ دونون مع سپاہ لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوے صبح کو حمزۂ صاحبقران نماز صبح پڑھکر بارگاہ مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے بیٹھے اور سردار بھی آ آکر حاضر ہوے صحبت عیش برپا ہوئی نای ہوسنے لگا جام گردش مین آیا ناگاہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شیرویہ شیر سر اور شیر زاد شیر سر دونون پسر و پدر خدمت والا مین حاضر ہوے ہین فوج و لشکر ساتھ لیے ہوے آئے ہین فرمایا کہ بلاؤ جب وہ دونون بارگاہ مین آئے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا جو تمہین عرض کرنا ہو عرض کرو ان دونون نے عرض کیا کہ ہم غلامی کرنے کو شاہزادۂ بدیع الزمان کی آئے ہین کہ اس شہریار نے ہمکو دوبارہ زندہ کیا ہے اور سعید وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے خدمت مین بدیع الزمان کی رہے لشکر اُنکا قریب لشکر بدیع الزمان اترا اُدھر یہ خبر ہرکارون نے جاکر لقابدار سیہ پوش کو دی کہ شیر زاد اور شیرویہ دونون جاکر شریک لشکر حمزہ ہوے اسلام لائے کہا کہ مجھکو اُنکی پروا نہین ہے انھون نے زبردستی طبل جنگ بجواکر مقابلہ کیا تھا مین راضی بھی نہ تھا مین خود خدا پرستون کا کام تمام کرونگا اور نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا لقابدار سیہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسیوقت لشکر مین لقابدار نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح معرکہ کارزار مین آکر صف آرا ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نصیب دو سے کر چلے گئے بس لقابدار سیاہ پوش نے مرکب کو جولان کیا پہلے سکندر شاہ اور زہرو شاہ جو پہاڑ پر آکر بیٹھے تھے اُنکو سلام کیا بعد اُسکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ آلاگرد فرنگی مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی سے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جا تو خدا تمہارا نگہبان ہوا اور جام کا اسفریت عنایت فرمایا آلاگرد فرنگی اُسے پی کر بارہ گر مرکب پر سوار ہوکر سامنے لقابدار کے آیا لقابدار نے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے بیان کر جواب دیا کہ مجھے آلاگرد فرنگی کہتے ہین رفیق ہون شاہزادۂ علمشاہ رومی کا لقابدار بولا کہ بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ دین فرعون پرستی اختیار کر لقا کی اطاعت مین حاضر رہ نہین تو ہاتھ سے میرے مارا جائیگا آلاگرد پکارا کہ او کبر نابہنجار کندۂ ناتراش کیا بکتا ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے فرعون پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سنکر لقابدار نہایت برہم ہوا کہا کہ خیر معلوم ہوا حال تیرا لا اپنا حربہ کر کچھ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آلاگرد نے نیزہ مارا لقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ہاتھ سے نیزے پھینکدیے تلوارین کھینچین لقابدار نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا تھا کہ مارے آلاگرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا کہ لقا کو کیطرف سے ایک آندھی آئی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا دو گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ آلاگرد کا کھوپڑی ٹوٹی پڑا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاسۂ سر اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہے سیکڑون سوراخ مغز مین پڑے ہین فرنگی اسکی لاش اُٹھا کر لیگئے لقابدار نے پھر مبارز طلب کیا للکارا کہ ای خدا پرستو دیکھا تمنے کہ یہ کیونکر مارا گیا مجھکو محنت و مشقت بھی کرنا نہ پڑی اور جسے تمنا سے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو مالاگرد فرنگی سامنے اُسکے آیا بعد گفتگو کے مالاگرد نے چاہا تھا کہ تلوار لقابدار پر مارے کہ وہی آندھی آئی اور تاریکی چھائی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ مالاگرد کا لاشہ بھی اُسیطرح پڑا ہوا ہے اُسیطرح ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک کئی فرنگی مارے گئے علمشاہ رومی نہایت خشمناک ہوکر بادشاہ سے رخصت لیکر

لقا بدار کے مقابلے کو آیا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ آج بعد مدت کے دیکھیے
کہ کیا ضرب دست ہی ہے بزرگوار کی بدیع الزمان نے کہا کہ اے قاسم یہ ہم تم دونوں کا فخر ہے تمہارا باپ ہمارا
بڑا بھائی ہی بجائے قبلہ و کعبہ ہی مگر اس بلا سے خدا بچائے تو بڑی بات ہی یہ کہکر دعا مانگنے لگا قاسم بھی دست بدعا ہوا کہ
علمشاہ برابر لقا بدار کے پہونچا تھا گفتگو ہو رہی تھی کہ عمرو نے علمشاہ سے اشارہ کیا کہ لقا بدار کو مانند لنبہ کے
اٹھا لے اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارے کہ پیوستہ زمین ہو جائے پس علمشاہ پیادہ ہو کر دوڑا لقا بدار بر گھوڑے کے
پیٹ تلے گھس کر دونوں ہاتھ سے دونوں اگلے پاؤں بائیں ہاتھ سے پچھلے پاؤں مرکب لقا بدار کے پکڑ کر زور کیا کہ
لقا بدار کو مع مرکب اٹھا لیا لقا بدار تو مرکب سے کود پڑا علمشاہ نے مرکب کو زمین پر مارا کہ وہ مردہ صد سالہ
تھا لقا بدار علمشاہ پر دوڑا کہ او رومی غضب کیا تو نے کہ گھوڑا میرا مار ڈالا اور علمشاہ سے لپٹا کشتی ہونے لگی
کہ وہی آندھی پھر نمایاں ہوئی آن واحد میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے جو روشنی ہوئی دیکھا کہ علمشاہ
کا بھی وہی عالم ہی کہ کاسہ سر میں ہزار ہا سوراخ ہیں لاش زمین پر پڑی ہوئی ہی اور لقا بدار مرکب پر سوار عرصۂ
کارزار میں مبارز طلب کر رہا ہی صاحبقران نے جو یہ حال شاہزادہ علمشاہ رومی کا دیکھا گریبان چاک کیا
قاسم نے سر پیٹ لیا بدیع الزمان نے اپنے کو خاک میں ملا دیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ او لقا بدار تو نے اس شخص
کو مارا کہ میں جسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتا تھا پس قریب لقا بدار پہونچا تھا کہ وہی آندھی آئی اور تیرگی چھائی بعد
دو گھڑی کے روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا بھی پڑا ہی اور اپنے خون میں غلطان ہی کاسہ سر میں بھی
سوراخ پڑے ہیں نشان منقار معلوم ہوتے ہیں تمام باختری سر و پا برہنہ دوڑے قاسم نے لاشہ علمشاہ کا
اٹھوایا تھا تمام رومی اور فرنگی گرد اسکے پیٹتے چلے آتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان کی صدا کان میں پہونچی پس
وہیں سے تیغہ بلارک افراسیابی کھینچکر دوڑا آکر دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا تڑپ رہا ہی ابھی تک کسی نے اٹھایا
نہ تھا کہ قاسم برابر آگیا لاش سے لپٹ کر منہ سے منہ ملنے لگا پکارا کہ عمو جان بعد آپ کے لطف میری زندگی کا
اٹھ گیا اب زیست لاحاصل ہی ابھی سیر باغ جنان نہ کیجیے گا کہ خادم بھی آپ کے پاس آتا ہی اور لقا بدار سے کہا
کہ او حرامزادے میں تجھے مار کر مرونگا اور وہی تیغہ لقا بدار پر مارا کہ اسکے سر پر پڑا مگر اچٹ گیا لقا بدار نے قبضہ
پکڑ لیا کشتی ہونے لگی کہ یکایک وہی ابر تیرہ و تار آیا تمام عالم میں چھایا دو گھڑی کے بعد تاریکی دفع ہوئی دیکھا
کہ لاشہ قاسم کا بھی تڑپ رہا ہی پس امیر نے جو یہ حال دیکھا گریبان تو پہلے ہی علمشاہ کی لاش دیکھکر چاک کر چکے تھے
اب دونوں لاشوں کے بیچ میں گھوڑے سے اپنے کو گرا دیا اور لقا بدار سے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و آئین کی
کہ تو میری بھی مشکل جلد آسان کر دے بعد ان نوجوانوں کے زندگی منظور نہیں ہی لقا بدار بولا کہ میں نے
آج تو یہ نمونہ غضب خداوند فرعون شاہ تمہیں دکھایا ہی کل تم سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت
بجوا کر پھرا اسکندر شاہ نے لقا سے کہا کہ دیکھی آپ نے قدرت خداوندی کہ کیا حال کیا ان خدا پرستوں کا بختیارک
بولا کہ فی الواقع اگر یہی طور رہا تو خاتمہ ہو جائیگا خدا پرستوں کا یہی باتیں کرتے ہوئے اٹھکر چلے گئے لقا بدار تا
خیمے میں داخل ہوا مگر امیر نے دونوں لاشے اٹھوا لئے اور روتے ہوئے پیچھے ہتھیار تو صاحبقران کے
اور سرداروں نے رکھے ہیں کہ ایسا نہو امیر اپنے کو ہلاک کریں اور امیر کا یہ عالم ہی کہ کبھی بدیع الزمان کو
پکارتے ہیں کہ ہم سمجھے تھے کہ تم ہمارے بعد ہمارے پیری ہو گے ہم مرینگے تو ہماری مٹی عزیز کرو گے تم ہمکو تنہا
چھوڑ کر چلے گئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کبھی قاسم کو پکارتے تھے کہ اے قاسم ابھی تمہیں پوشیدہ حال [illegible]

رہا کرکے لائے تھے اور دلمین اپنے خوش ہوئے تھے کہ تمکو خورشید خاوری اور گیتی افروز سے ملا دینگے بیٹا تمام
آرزو دلمین ہماری خاک مین ملا دین دادا کی کمر توڑ گئے باپ چچا کا ساتھ دیا اب تم بغیر کیونکر جئینگے تمام ترک و خاوری
قاسم کی لاش کے گرد خاک اڑاتے ہوئے ادھر تمام باختری بدیع الزمان کے لاشے کے ساتھ پکارتے ہوئے چیخین
مارتے ہوئے کہ اے آقا تم جنت کو گئے ہمکو کسکے حوالے کیا ایک عجب تلاطم مچا ہوا تھا جب لاشین خیمے مین آئین مقبل
پکارا کہ صاحبو ہٹو خواتین معظمہ باہر آتی ہین لاکھو ایک ایک کو ڈھکیلتے تھے مگر کوئی نہ ہٹتا تھا ایک ایک پر ٹوٹا پڑتا
تھا جوش غم و الم مین کسی کو حواس بجا نہ تھے عورت مرد دیکھا تھے کسی کو ہوش نہ تھا ایک قیامت بپا تھی مین ان عورتون
سے سنکر کلیجے منہ کو آتا تھا عمرو نے جلدی جلدی صندوق بنوا کے کفن تیار کرا کے لاشون کو صندوقون
مین رکھوایا امیر ایک ان لاشون سے لپٹا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ ہم اور صورت دیکھ لین پھر یہ چہرہ کہان دکھائی دیگا امیر کے
تو آنسو تھم نہ سکے ہین سکتے کا عالم ہے فرش خاک پر بیٹھے آہ سرد دل پر درد سے بھر رہے ہین کہ ایکبار لاشین
اٹھین سب روتے پیٹتے ساتھ چلے صاحبقران فرماتے آتے ہین کہ ہمارے ماہ تابان مہر درخشان کو خاک مین
ملانے لیے جاتے ہین تا بدامنہ صحرا مین قبرین تیار کرا کے انمین لاشین دفن کین اب تینون قبرون پر شامیانے
کھڑے ہین جھاڑ کنول کے لوٹے روشن ہین صحیفہ خوان صحیفہ ابراہیمی پڑھ رہے ہین سبھون نے قبر پر فاتحہ پڑھا اور
وہان سے چلے مگر امیر تینون قبرون کے بیچ مین بیٹھے ہین اور بار بار قبرون کے بوسے لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ صاحبو
تمتو رہرو راہ عدم ہوئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کیونکہ اب تمہارے زندگی موت سے بدتر ہے ایک ایک دم خنجر کی
دھار ہے اب تنہا ہم اکیلے ہوگئے کوئی خدمت کے لیے ضرور چاہیے عمرو امیر کی یہ حالت دیکھکر رو رہا ہے اور کہتا ہے کہ حمزہ تو
کیون اسقدر پریشان ہے یہ سب کشتہ سحر ہین جب لقا بدار مارا جائیگا یہ سب زندہ ہو جائینگے ابو حمزہ یہ تینون
شخص ایسے نہ تھے کہ یہ لقا بدار بدفلوک روزگار ان پر یون غالب ہوتا اسوقت بادشاہ اسلام نے بھی عمرو کے کلام کی
تائید کی فرمایا یا صاحبقران عمرو سچ کہتا ہے کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ ظاہر قتل ہوئے ہین اور پھر زندہ
ہوئے ہین یقین مانیے کہ یہ کشتہ سحر ہین اور اگر ہمارے کہنے کا یقین نہو تو خواجہ زادون کو بلوا لیجیے احکام نکلوا لیجیے
یہ سنکر حکم دیا کہ بلا لاؤ خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو چوبدار گیا انکو لیکر آیا وہ چارون بھائی حاضر ہوئے سلام
کرکے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد سے پیشتر ہمنے علم نجوم مین انکا حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ کشتہ سحر ہین بعد ایک
زمانہ کے ان سے ملاقات ہوگی اگر اسکے خلاف ہو تو ہمین توپ دم کرا دیجیے گا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر
عرض کیا کہ لقا بدار سیاہ پوش نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران وہان سے یہ فرما کر اٹھے کہ صاحبو تمہین
پروردگار کو سونپا اور کل ہم بھی تمہارے پاس آتے ہین وہانسے بارگاہ مین آئے حکم دیا کہ کوس حربی بجے القصہ
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے ہوئے جسوقت نقیب
نقابت کرکے چلے گئے لقا بدار سیاہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا چوگان بن حمزہ صف سے نکلا سامنے
تخت شاہی کے آکر پیدل ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خداوند کریم حافظ حقیقی ہے اسی کے سپرد کیا
اور جام عنایت کیا چوگان جام پی کر سلام کرکے بارہ گر مرکب پر سوار ہو کر مقابلے کو لقا بدار کے گیا لقا بدار
سے گفتگو ہو رہی تھی نیزے ہاتھون مین بلند کیے تھے کہ وہی آندھی نمایان ہوئی دھواں دھار اندھیرا چھایا عالم ہوگیا
پھر جو روشنی ہوئی تو لاشہ چوگان بن حمزہ کا نظر آیا لوگ اسکے دوڑے روتے ہوئے خاک اڑاتے ہوئے لاشہ
اٹھا لیگئے بس یہ حال دیکھکر قاسم تیغ زن بیقرار ہوکر اجازت لیکر دوڑا اور جاتے ہی لقا بدار پر تلوار ماری

لیکن تیغ سے کچھ نہ ہوسکا لقا بدار کے زخم نہ پڑا کہ اسی اثنا میں وہ ہی تیرگی پھیلی کہ سارا عالم ظلمات ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے
جب روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ہاشم کا تڑپ رہا ہے اور سر میں سوراخ ہیں القصہ اسیطرح لقا بدار نے شام تک قریب
پچاس بہادروں کے مارے اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر خیمہ گیا دونوں لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں داخل ہوئے ایک
آٹھ سات روز کی میدان داریوں میں تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا تمام بہادران نامی مارے گئے ہر روز امیر لاشیں بہادروں
کی اٹھوا کر دفن کراتے پھرتے تھے عجب پریشانی لشکر اسلام میں تھی آخرکار مشیران سلطنت جمع ہوئے صلاح مشورے ہونے لگے
ہر ایک نے عرض کیا کہ اے شہریار سوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ اس مشکل کو آسان کرسکے اسطرح کی
مشکلوں میں خواجہ کام آتے ہیں انھیں کے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ حل ہوگا عمرو نے کہا صاحبو تم سب سچ کہتے ہو مگر میں بھی فکر میں
مستغرق ہوں کہ کیا کروں جو تم کہتے ہو وہ میں بجا لاؤں اسوقت امیر نے سار قعہ لاکھ روپیہ کا لکھکر صحن بارگاہ میں پھینکا کہ جو کوئی شہر سکندریہ
کی خبر لاوے اور حال لقا بدار کا دریافت کر آوے لاکھ روپیہ پاوے چالاک وحشتک خشت زرین سے کودے اور عرض کیا کہ
شہریار فدوی جانبازی کو موجود ہیں جہاں حکم ہو وہاں جاویں مگر ہر شخص اس کام کے لائق نہیں ہے یہ جامہ خواجہ صاحب ہی کے
جسم کے لیے قطع کیا گیا ہے سوا انکے اور کسی سے یہ کام نہ ہوگا عمرو نے سر اٹھا کر کہا کہ جس وقت سے علمشاہ اور بدیع الزمان
اور قاسم مارے گئے ہیں جگر کباب ہو رہا ہے اس روپیہ پر موقوف نہیں میں تو یونہیں جانبازی اور سر فروشی کو موجود ہوں
لیکن اسی فکر میں ہوں کہ کیا کروں اور یہ کہکر قدم اٹھا لیا صاحبقران سے کہا اسپر دستخط کیجیے کہ میں روپیہ خزانہ سے
لیکر جاؤں امیر نے اسیوقت رقعہ پر دستخط کر دیا کہ یہ رقعہ دیکھتے ہی بلا تامل روپیہ عمرو کو دیدیا جاوے عمرو نے اسیوقت جاکر
وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور روانہ ہوا کنارے دریا کے جا کر صورت اپنی تبدیل کرکے ٹہلنے لگا عمرو ایسا تند
و چالاک تین دن دوڑا کبھی دہنی طرف کبھی بائیں طرف آتا تھا مگر وہی دریا سے سکندریہ اور لقا کو وہ معلوم
ہوتا تھا چوتھے روز تھک کر کچھ درخت تھے وہاں پسینا خشک کرنے کو بیٹھ گیا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ اے عمرو
تو بھی ذلیل ہوئے کچھ پتا نہ لگا راستہ شہر سکندریہ کا نہ ملا کہاں جائیے کس سے پوچھیے کیونکر پتا لگے اسی فکر میں
سرنگوں تھا کہ ناگاہ دیکھا ایک قاز لقا کو وہ کیطرف سے اڑتی ہوئی آئی سامنے تالاب تھا وہاں آکر بیٹھی
مگر وہ قاز برابر فیل کے تھی رنگ ابلق تھا ایک رقعہ گلے میں اسکے پڑا ہوا تھا عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ قاز
اتنی بڑی نہیں ہوتی یہ قاز صرف نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کوئی ساحر ہے کہ پیغام کسی کا لیے جاتا ہے اسے مارکر دیکھ
کر رقعہ میں کیا لکھا ہے یہ خیال کرکے گوپھن سر سے کھول آگے گئے میں ہوا پانچ سیر کا پتھر دے کر جو چرخ دے کر
قاز کے سر پر مارا انشانہ پورا بیٹھا کہ مغز اسکا پاش پاش ہوگیا قاز تڑپنے لگی عمرو دوڑ کر پاس اسکے آیا گلا دبا
کر اسکا دم گھونٹ کر نکل گیا آواز غل و شور کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کہ ہائے میرا نام مرنجان جادو
ابو عمرو نے بہت ملال یہ جو اسکے بازو میں بندھے ہوئے تھے کھول لیے اور وہ رقعہ اسکے گلے میں سے
کھول کر اسے تو وہیں دفن کر دیا آپ اس رقعے کو پڑھا ایک جادوگر شہر سکندریہ میں رہتا ہے کہ نام اسکا
عنکبوت جادو ہے ابھی اسکی نئی شادی ہوئی ہے اور زوجہ اسکی اپنے میکے گئی ہوئی ہے اسنے رقعہ اپنے خسر کو
لکھا تھا کہ ان دنوں میں اس شخص کی فضا کر گئی ہے گھر بالکل اکیلا ہے جلد میری زوجہ کو سوار کرکے تالاب پہ لاکر
بٹھادو کہ میں اسے اٹھا کر شہر میں لیجاؤنگا اور نام اس گاؤں کا کہ جہاں خسر اسکا رہتا ہے لکھا ہوا تھا اور خسر کا
بھی نام لکھا ہوا تھا عمرو یہ دیکھکر بہت خوش ہوا صورت اپنی اسی جادوگر کی بنالی جسے مارا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ
جادوگر اگر شکل اپنی تبدیل کرلے اور وہ اسی حالت میں مارا جاوے تو پھر ہیئت اصلی پر آجاتا ہے بس عمرو نے

کپڑے کبوتر جادو کے اُتار کر خود پہنے اور رقعہ لیے ہوئے اُسی قریہ میں آیا کہ جہاں عنکبوت جادو کا گھر تھا
اتفاق سے وہ اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور دو چار آدمی اُسی قریہ کے اُسکے پاس موجود تھے کچھ
باتیں ادھر اُدھر کی ہو رہی تھیں کہ ان خدا پرستوں کے آنے سے راستہ شہر سکندریہ کا بالکل مسدود ہو گیا
ہے سمدھن میری ماندی تھی نہ معلوم اسکا حال کچھ معلوم ہوا نہ داماد کی کچھ خیر و عافیت سنی کہ اس اثنا میں عمرو پہنچا
اور وہ رقعہ اُسکو دیا کہ عنکبوت جادو نے بھیجا ہے اُسنے کہا خوب ہوا کہ تم آ گئے میں اسی فکر میں تھا اور سمدھن
کی تو خیریت ہے عمرو نے کہا رقعہ میں سب حال لکھا ہے ہمتو اُنکو بیٹی کو بھیج آئے چلا پھرنا [illegible] آنے اب عنکبوت
تنہا ہے رقعہ جو کھولکر پڑھا وہی حال اُسمیں لکھا ہوا تھا اُنکو بٹھایا آپ وہ رقعہ لیے ہوئے اندر آیا اور اپنی
زوجہ سے کہا صاحب غضب ہوا سمدھن تمہاری بیمار ہیں داماد اکیلا ہو گیا بیٹی کو تمہاری بلایا ہے کہ آکر گھر کو دیکھے
زوجہ اُسکی سمدھن کیواسطے رو پیٹی [illegible] کہا اچھا جاؤ اپنا گھر دیکھو [illegible] خدا پرست غارت ہو جائینگے تو ہم تمہیں
آکر دیکھ لینگے مگر ریحان جادو شوہر نے عنکبوت جادو کے باہر آکر عمرو کیواسطے پلنگ بچھوایا اُسپر سوزنی
بچھوائی پوریاں کچوریاں دہی اچار عمرو کے کھانے کے واسطے لایا عمرو نے خوب کھایا حقہ پیا پان نوش فرمایا
سوتے وقت ریحان جادو سے کہا کہ میں پچھلے پہر یہاں سے چلا جاؤنگا تم میری تلاش کرنا نہ انتظار کرنا اپنی
بیٹی کو سوار کر کے فلاں تالاب پر لیکر آنا عنکبوت جادو اُسے لیجائیگا اُسنے کہا اچھا اور اندر مکان کے
چلا گیا سو رہا عمرو کو نیند کہاں یہ اپنی فکر میں پڑے ہوئے تھے جب دو پہر رات گئی اُسوقت اُٹھے دروازہ بھیڑا
ہوا تھا اُسے کھولکر اندر آئے ڈیوڑھی میں سے آہستہ آہستہ آواز دی کہ ارے کوئی جاگتا ہے جب آواز کسی کی نہ آئی
تو اندر گئے دیکھا کہ سب غافل سوتے ہیں ایک جاگیر [illegible] سو رہی ہے جوانی کی نیند ہے کچھ تن بدن کا
ہوش نہیں [illegible] سرک گیا ہے ایک ہاتھ [illegible] چارپائی کی پٹی پر ہے عمرو واس صورت
اُسے دیکھکر بیچین ہو گیا لیکن اپنے کام سے مطلب رکھا جلدی سے بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے اُتار سے ایک
لنگوٹ باندھ دیا اُسکو زنبیل میں ڈال لیا آپ اُسکی صورت بنکر پلنگ پر اُسی حقیقت سے لیٹ رہے صبح کو
ریحان جادو اُٹھا باہر آیا دیکھا کہ پلنگ پر نہ غالیچہ ہے نہ تکیہ ہے نہ حقہ نہ کوئی شے نہیں ہے نہ کبوتر جادو
ہے چپ ہو رہا کہ شاید صبح ہی چلا گیا دل میں کہا کہ [illegible] ہوتا آفت لاتا کچھ کہتے نہیں بنتی سمدھیانہ سے
ایلچی آیا تو وہ بھی [illegible] غرض کہار [illegible] بلوایا سیانہ ڈولا [illegible] منڈھا ہوا تھا
[illegible] پوشش [illegible] کے ہار [illegible] ہوئے تھے غرض
وہ [illegible] اندر آیا [illegible] اسکی زوجہ نے بیٹی کو [illegible] کہ بیٹی اُٹھو [illegible] عمرو [illegible] ہوا تھا
کہ اماں جان کیا ہوا [illegible] بلایا ہے [illegible] پر رکھا ہے عمرو نے کہا اماں جان میں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

روتا جاتا ہے ریحان جادو ساتھ ہے دلاسا دیتا جاتا ہے کہ بیٹا نہ رو جلد پہنچو وہ لوگ آتے آتے آتی بالا سے پر بجا و پہنچا
ریحان جادو نے کہارون سے کہا کہ تم چوپایہ بنکر پیچھے آؤ وہ لوٹ گئے اور عمرو چوپایہ کے سوراخ میں سے
آسمان کیطرف دیکھ رہا ہے ریحان جادو ایک طرف کھڑا ہو کر لیکا یک نقارہ لو ایک طرف سے ایک عقاب بلند پرواز
نمایان ہوا اور قریب چوپایہ کے اُترا دونوں پنجوں میں چوپایہ کو تھام کر لے اُڑا ریحان جادو نے آواز دی
کہ تمھاری امانت تمکو پہونچی یہ کہکر چلا گیا عنکبوت جادو نے آواز دی کہ پہنچی امانت اپنی پائی اور یہ آواز
دیکے کر چوپایہ لیے ہوے گھر سے شہر میں آیا گھر میں لاکر اتارا آپ زمین پر لوٹ کر صورت انسان کی بنا
کہا کہ صاحب محافہ سے نکلو گھر کو دیکھو اب مقام شرم و لحاظ کا نہیں ہے اور دری جو چوپایہ پر کسی ہوئی تھی
آہستہ کھولا پردہ اٹھایا عمرو گھونگھٹ منھ پر ڈالے ہوے اُسمین سے نکلا دالان میں فرش کیا ہوا تھا وہان کر
چپکا بیٹھا گوشہ چشم سے تمام گھر کو دیکھا اور ساس کے واسطے رونے لگا کہ ہاے اماں جان تم ہمکو اکیلا کر گئین
دو دن بھی ہم دلھن بنے ہوے نہ رہے اسمین عنکبوت جادو نے کہا کہ صاحب جو ہونا تھا وہ ہوا تم رونا موقوف
کرو یہ حجاب دور کرو میں دربار جاتا ہوں جبتک واپس آؤں تم کھچڑی ماش کی میرے واسطے پکا رکھو سب
جنس گھر میں موجود ہے انھون نے چپکے سے کہا کہ اچھا بس عنکبوت جادو کپڑے پہن کر دربار کو چلا یہ کہتا گیا
کہ دروازہ بند کر لو خبردار کسی کو اپنے پاس آنے نہ دینا وہ تو باہر نکلا انھون نے دروازہ بند کر لیا اب مکان کو دیکھا
کہ ایک طرف کو چولھے بنے ہوے ہین ہانڈیان بٹلوئیان چمچے سب ظروف رکھے ہین کوٹھریون میں اناج بھرا ہوا
ہے کہیں گھڑون میں رکھا ہے ایک ٹوکرے میں پیاز لہسن رکھا ہے پانی کے گھڑے گھڑونچیون پر رکھے ہین ایک چوکا
دھر رکھا ہے کچھ کا کچرا اسکا گل گیا ہے نرکل دکھائی دیتا ہے گتا بالکل سڑ گیا ہے ایک طرف ایک سوپ چھلنی لٹکی ہوئی ہے ایک
جانب ایک میلی سی سوزنی بچھی ہوئی ہے سرہانے پیلا سا رکھا ہے اور دو کوٹھریان بند ہین عمرو نے انھیں کھولا
ایک میں اناج تھا دوسری میں کپڑا اور روپیہ اشرفی جواہر بھرا ہوا تھا عمرو نے سب اسباب اس کوٹھری کا نذر زنبیل
کیا اور پھر اسمین قفل دیدیا بعد اسکے جھاڑو لیکر تمام مکان کو صاف کیا اب کھچڑی دھو دھا کر زہر ہلاہل
اسمین ملا کر پکائی ایک پیالے میں آنب کا اچار تیل کا رکھا اور تھالی دھو کر چولھے پاس رکھکر چپکے آبیٹھے کہ
اسمین عنکبوت جادو نے آکر پکارا کہ صاحب زنجیر کھولو عمرو نے جا کر کنڈی کھولی پھر آکر بیٹھ گیا آواز دی
کہ صاحب آؤ کنڈی کھول دی ہے عنکبوت جادو اندر آیا دیکھا کہ مکان صاف و شفاف ہے سب چیزیں اپنے مقام پر
رکھی ہین کھچڑی تیار ہے بہت خوش ہوا کہ گھر والی نہایت صاحب سلیقہ ہے درباری کپڑے اُتار کے دھوتی باندھی
چولھے میں آکر بیٹھا کھچڑی تھالی میں نکالی عروس سے کہا کہ صاحب آؤ تم بھی کھاؤ انھون نے جواب نہ دیا جب دو تین
مرتبہ اسنے کہا تو آہستگی سے بولی کہ میں کھا لونگی تم میری فکر نہ کرو عنکبوت جادو نے خوب کھچڑی زہر مار کی ہاتھ
دھو کر پلنگ پر لیٹا تھا کہ درد پیٹ میں شروع ہوا بعد لمحہ بھر کے تڑپنے لگا عمرو اُسکے پاس آیا پوچھا کہ صاحب
کیسا ہوا عنکبوت نے کہا کہ میں اچھا ہوں کچھ درد اُٹھا ہے جاتا رہیگا تم نہ گھبراؤ یہی کہتا تھا کہ زیادہ
بیچینی ہوئی تڑپنے لگا عمرو رونے لگا کہ ہاے میں کیسی [illegible] ہاے عجب بدقدمی ہون
ساس کو کھایا اب خاوند کی یہ حالت ہے عنکبوت کے ہوش و حواس بجا [illegible] آخر
بیہوش ہو گیا بدن پانی ہو کر بہ گیا [illegible] عمرو نے لاش اسکی زمین
مین گاڑ کر لوٹ پوٹ دی اور سب اسباب عنکبوت جادو کا نذر زنبیل کر لیا اور آپ صورت عنکبوت جادو کی بنا

گھر مین قفل دے کر شہر کی سیر کو چلا تھا کہ دیکھا سواری لقا اور سکندر شاہ کی نمایان ہوئی تمام جلوس ساتھ تھا بختیارک لقا کی خواصی مین بیٹھا تھا خواجہ عمرو نے دل مین کہا کہ دوپہر کیوقت ہے کافر کہان جاتے ہین دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ شہناز جادو شہناز کوہ سے آتا ہے لقا اور سکندر شاہ کی مدد کو یہ اُسکے استقبال کو جاتے ہین عمرو خدمتگار کی شکل بنکر سواری کے ساتھ ہو لیا شہر سے باہر سواری آئی تھی کہ ابر سیاہ اُٹھا اور اُسمین سے پرکالہائے آتش اُڑتے نظر آئے اور چالیس ہزار ساحران غدار نمایان ہوئے کوئی قاز کوئی قرقرے پر کوئی فیل کوئی گرگدن آتشین پر کوئی اژدر آتش فشان پر سوار اور سردارون کے آگے آگے تریان چھنکتی ہوئین ناقوس بجتے ہوئے آگے آگے علم و نشان کہ جنکے پھریرون مین سے پرکالہ آتش نکلتے ہوئے اور ایک اژدر آتش فشان تخت جواہرنگار مرصع کار کسا ہوا شہناز جادو اُسپر سوار چلا آتا ہے مگر یہ جادوگر نہایت حسین ہے تاج مرصع سر پہ رکھے ہوئے کہ اُس تاج پر موتیون کی جال بندی کا کام ہے اور چار لعل بے بہا اُسپر نصب ہین اور جامہ پشم کا کہ اُسمین تمام سنجاف تمامی کی ٹکی ہوئی ہے پہنے ہوئے ہے کمربند بہت بھاری بنارس کا کمر سے بندھا ہوا ہے پٹکا سفید ورق کا ماتھے پر دیا ہوا ہے جھولی تاس تمامی کی لگی ہوئی ہے ایسا خوبصورت ساحر کبھی عمرو نے نہ دیکھا تھا غرض اُسنے آکر سکندر شاہ سے ملاقات کی لقا کی قدمبوسی حاصل کی ساتھ ساتھ اُنکے تمام شہر کی سیر کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا سکندر شاہ اہتمام کرتا ہوا لایا باعزاز تمام مسند پر بٹھایا لیکن عمرو بن امیہ ضمری شہناز کے تاج کا عاشق ہو گیا ہے اس فکر مین ہے کہ کسطرح اس سے تاج لیکر اُسے محتاج کیجیے اور شہناز جادو لقا سے مخاطب ہے کہ آپ خداوند ہژدہ ہزار ملک باختر ہو کر بادیہ گردی کرتے ہوئے ملک بہ ملک خراب پھرتے ہین باعث اسکا کیا ہے لقا نے کہا اے شہناز مین ایسا دماغ کہانسے لاؤن جو اسکا حال بیان کرون یہ بیر شیطان درگاہ ہے آپ سے مفصل کہیگا بختیارک نے اُٹھکر عمر کو ہلا کر ہیجڑا کیا شہناز صورت مسخی دیکھکر بہت ہنسا اور نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا بتایا شہناز نے کہا کہ آپ سگ سفید کے سگون مین ہین خیر کچھ حال بیان کیجیے اُسوقت بختیارک نے حال صاحبقران کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اے شہناز ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنکا علاج کسی سے نہین ہو سکتا شہناز بولا نام اُنکا کیا ہے اسنے کہا نام مین نہین لے سکتا کسواسطے کہ نام لینے کے ساتھ ہی وہ یہان موجود ہونگے اور آنا اُنکا غضب ہے نہین معلوم کس کس کی شامت آجائیگی شہناز نے کہا کہ ایسا وہ بلا ہے کہا کہ خداوند سے پوچھیے لقا نے کہا کہ بختیارک سچ کہتا ہے وہ ایسا ہی شخص ہے کہ کوئی اُس سے عہدہ برا نہین ہو سکتا شہناز نے کہا کہ وہ کیونکر لشکر حمزہ سے یہان آسکیگا دریائے سکندریہ اور پل اژدہا بیچ مین حائل ہے اسکا نام تو لو بختیارک بولا کہ وہ ہوا کا خواص رکھتے ہین دروازے کو بند کرو تو دراڑون کی راہ آتے ہین نام اُنکا نہ پوچھو شہناز نے کہا کہ پھر اُنکا حال کیونکر معلوم ہو بغیر نام ہین پتا چلتا ہے بختیارک بولا پھر نام معلوم ہوگا تو آپ اُنکا کیا بنائیگا شہناز یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ملک جی تم مجھسے بھی مسخر کرتے ہو جلد نام لو اُسوقت بختیارک نے کہا ایک شرط سے مین نام لیتا ہون کہ دوسری مرتبہ کوئی نام اُنکا نہ لے شہناز نے اقرار کیا کہ کوئی دوسری مرتبہ نام اُنکا نہ لیگا اُسوقت بختیارک نے مع القاب نام لیا شہناز نے ہزار دفعہ عمرو عمرو پکارا کہ وہ بھلا آئے یہان تو اُسکو حال معلوم ہو جائے بختیارک نے کہا کہ وہ بیشک یہان موجود ہین اور اُٹھکر چارون کونون کو سلام کیا کہ یا مرشد کامل مین جانتا ہون کہ آپ یہان موجود ہین سلام میرا حضور کو پہونچے شہناز نے ہنسکر کہا کہ خداوند نے خوب سمجھکر مرتبہ شیطنت تجھے دیا ہے بختیارک نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا

کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ خواجہ فضل بازارگان کچھ تحفے لیے ہوئے حاضر ہیں کہا کہ بلاؤ اسے چوبدار باہر گیا ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایک مرد پیر منحنی قامت قباے صوف پہنے ہوئے دستار شیر وشکر کی سر پر رکھے ہوئے چوگزی ولایتی کمر میں لگا ہوا بدن میں رعشہ آکر لقا اور سکندر شاہ کو نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی خواجہ بیٹھے سکندر شاہ نے مزاج پرسی کی عرض کیا حضور کی دعا میں مصروف تھا اور شہناز کے تاج کی طرف دیکھنا شروع کیا بغور جھک جھک کر دیکھا شہناز نے کہا کہ خواجہ کیا دیکھتے ہو کہا کہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ ایسا بادشاہ اور یہ تاج دیکھنے جسمیں ایسا نالائق جواہر ٹنکا ہوا ہے یہ لعل نہیں ہیں لعلڑیان ہیں آپکو یہ زیبا نہیں آپ اور تاج سر پر رکھیے شہناز یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ خواجہ فضل یہ تم کیا کہتے ہو اس تاج میں تین سال کا خراج شہناز کوہ کا خرچ ہوا اور جواہر نایاب بہت تلاش سے ڈھونڈھ کر لگایا ہے اور تم ان لعلوں کو لعلڑیان کہتے ہو یہ تو لعل بیبہا ہیں خواجہ نے عرض کیا گستاخی معاف ہو لعل آپنے دیکھا نہیں ہے یہ دیکھیے لعل ایسا ہوتا ہے اور کمر سے ایک پوٹلی نکالی اسے کھولا دوسری تہ کھولی تیسری تہ کھولی ایک سات تہیں کھولکر ایک ڈبا نکالا اسے کھولکر ایک لعل اٹھارہ مثقال کا نکالکر شہناز کے ہاتھ میں دیا کہ دیکھیے لعل اسے کہتے ہیں شہناز نے ہاتھ پر رکھا اسکی جوت پڑنے لگی شہناز نے کبھی ایسا لعل نہ دیکھا تھا کہا کہ خواجہ واقعی لعل اسی سے مراد ہے مگر میرے تاج میں بھی لعل اچھے اچھے لگے ہوئے ہیں اور یہ کہکر تاج اپنے سر سے اتارکر خواجہ کے ہاتھ میں دیا کہ آپ دیکھیں تو سہی کہ جواہر اسکا کیسا ہے ذرا بغور دیکھیے عمر والے وہ ہاتھ میں لیا اور عینک لگا لکر آنکھ پر لگائی تاج کو دیکھنا شروع کیا ہر جواہر کو دیکھکر تیوری پر بل ڈالا موتی کو گرجا ہوا بتایا زمرد کو کہا مرجانی نہیں ہے یاقوت کو بتایا رمانی نہیں ہے لعل کو لعلڑی کہا الماس کو بہت ناقص بتایا اور کہا یہ بڑا عیب ہے اسمیں کہ پائدار نہیں ہے کسی پاس نہیں رہتا بختیارک تو بڑی دیر سے خواجہ کو دیکھ رہا تھا اب طرز سخن سے پہچانا کہ مرشد کامل ہیں ہنسکر کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہیں آپ کہ یہ کسی کے پاس نہیں رہتا شہناز جادو نے کہا کہ میرے پاس یہ مدت سے ہے بختیارک نے کہا کہ اب تو آپ کے پاس نہیں ہے شہناز نے کہا کہ میرے پاس نہیں تو کسکے پاس ہے بختیارک بولا کہ جب کسی دوسرے پاس آئیگا تو جانیئیگا کہ تمہارا ہے شہناز نے کہا کہ بس تم دیکھ چکے لاؤ تاج میرا مجھے دو خواجہ نے جواب دیا اے شہناز قیمت مجھے دو تاج مجھسے لو بختیارک نے کہا درست ہے شہناز نے کہا یہ گفتگو بیجا ہے آیا یہ تاج میرا ہے یا تمہارا خواجہ نے جواب دیا کہ جسکا ہے اسکے ہاتھ میں ہے اور اگر ایسا ہی ظلم ہے تو غلام ابھی فقط تاج لایا ہے اور اسباب باہر ہے تو وہ ہی فرمائیے کہ اسے لوٹ لیں ایسی بے ایمانی اچھی نہیں ہے کوئی سوداگر کاہیکو اپنا اسباب یہاں لائیگا شہناز کو خواجہ کی باتوں پر کچھ ہنسی آئی ہے کچھ غصہ جواب دیا کہ اے شخص کسی کو جوانی میں سودا ہوتا ہے تجھکو پیری میں جنون ہوا ہے میں نے تجھے دیکھنے کو دیا تھا خواجہ نے کہا اس بہتان سے کیا حاصل ابھی میں نے تاج آپکے ہاتھ میں بھی نہیں دیا بختیارک بولا خواجہ سچ کہتے ہیں اور یہ دروغگو ہیں شہناز نے برہم ہوکر کہا او حرامزادے تو بھی اسی کیطرف ہو بولتا ہے تاج اسکا کیونکر ہوا خواجہ فضل نے کہا کہ مانا میں نے تاج آپکا سہی مگر ہمارے شہر کی رسم ہے کہ اگر بادشاہ کوئی چیز کسی کو دیتے ہیں تو پھیر نہیں لیتے شہناز پکارا ارے کمبخت یہ ہمارے یہاں کی رسم نہیں ہے خواجہ نے کہا سنیے اول تو نحس ہے اسکا جانا ہی آپ کے پاس سے بہتر ہوگا دوسرے یہ کہ میں جہاں جاتا ہوں اپنے آئین پر عمل کرتا ہوں بختیارک نے کہا کہ بیشک خواجہ کا یہی دستور ہے کہ جو چیز انھوں نے لی پھیر کر نہیں دی ہم مدت سے آپکی رسم جانتے ہیں شہناز نہایت برہم ہوا کہ او حرامزادے تو کیوں بیچ میں بولے جاتا ہے معلوم ہوا تیرے اسکے کچھ سازش ہے غور سے دیکھا کہ شہناز بختیارک کیطرف مخاطب ہوا اپنے دل میں کہا کہ اب وقت چلدینے کا ہے اور جست کرکے

سکندر شاہ پاس پہونچا ایک دھول اسکے سر پہ مار کر تاج لیا کہ وہ دھول کھا کر گرا بعد اسکے لقا کا بھی تاج لیتا ہوا
چلا کہ اسمین بختیارک نے قلمبند ان دونون ہاتھون پر رکھکر کہا کہ اسے بھی لیتے جایئے نذر غلام کی ورنہ پیچھے عمرو
نے چلتے وقت پاؤن کے انگوٹھے کے سہارے سے وہ بھی لے لیا اور جست کرکے نقارخانے پر جا پہونچا اور وہانسے بازار مین
ہو رہا طرفۃ العین مین غائب ہو گیا شہناز نے اپنے ساحرون سے کہا کہ پکڑ لاؤ اسے جانے نہ پائے ساحر عمرو کے
پکڑنے کو روانہ ہوئے بختیارک نے اٹھکر شہناز کو تین تسلیمین کین کہ مین نے آپ سے کہا تھا اسکا نام نہ کوئی لے
آپ نے نہ مانا آخر یہ صورت ہوئی آپ کہتے تھے کہ یہ اژدہا دریائے سکندریہ پر حائل ہے دیکھا آپنے کوئی چیز حائل ہوئی
کیونکر وہ آئے اور تاج آپکا لے گئے شہناز نے کہا یہ کون تھا بختیارک بولا جی وہی ہے جسے بندہ کہتا ہے دشمنان
تاج ستانندہ ریش کافران مہتر والاگہر یعنی عمرو بن امیہ نامور ہے شہناز جادو بہت پشیمان ہوا اور کہا ای
بختیارک تونے ہمکو اسوقت کیون نہ آگاہ کیا بختیارک نے کہا کہ مین کیا کرون جو آپ نہ سمجھین مین اشارہ کرتا
گیا تھا مارے ڈر کے برملا نام نہ لے سکتا تھا کہ اگر مین نام لونگا تو مجھکو مرشد کامل زندہ نہ چھوڑینگے اور کسی
انکے لیے کچھ نہ ہو سکیگا مثل مشہور ہے کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ خوف سے کہکر نہ کہہ سکا کہ یہ
عمرو ہے شہناز نے کہا ملک جی اب وہ جائیگا کہان لوگ اسکے تعاقب مین گئے ہین ابھی گرفتار کیے لاتے ہین بختیارک
بولا کہ کسی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا یہ سب روتے گئے ہین ہوسکی خبر لائینگے یہی باتین تھین کہ لوگ پھر کر آئے چھکے چھوٹے
ہوئے شہناز نے پوچھا کہ تم جسکے پکڑنے کو گئے تھے اسے لائے سبھون نے عرض کیا پیر و مرشد اسکو ہم پکڑتے
وہ تو ہوا کا خواص رکھتا ہے یہانسے نکلتے ہی نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا بختیارک نے کہا وہ
ایسے ہی ہین ای شہناز غنیمت جانو کہ وہ یہانسے چلے گئے مصرع ع رسیدہ بود بلائی ولی بخیر گذشت ورنہ تو خدا جانے
کیا آفت آتی شہناز نے کہا کہ ملک جی یہ مین کیا اسے چھوڑونگا جہان وہ گیا ہوگا وہین سے گرفتار ہو کر آئیگا بختیارک
نے کہا ای شہناز دور کرو کیا حاصل اسنے کہا کہ مجھکو تاج کا بڑا رنج ہے مین اس سے تاج ضرور لونگا دو شاگرد تھے
شہناز جادو کے ایک کا نام ناصر جادو دوسرے کا نام غضنفر جادو ہیں ان دونون سے کہا کہ تم جاکر جہان
عمرو ملے اسے پکڑ لاؤ انھون نے عرض کیا عمرو تو سوداگر بنا یہان آیا تھا صورت اصلی اسکی ہم پہچانتے نہین کہ
کیسی ہے بختیارک نے کہا صورت کا نقشہ کھینچ دونگا تم انہین لا سکوگے یہ کہکر صورت عمرو کی بیان کی ناصر
غضنفر دونون جانور کی صورت بنکر چلے بختیارک نے کہا ای ناصر و غضنفر جیسے تو بل لو افسوس اب کا ہیکو صورت
تمہاری دکھائی دیگی زندہ کا ہیکو پھروگے وہ دونون ہم پہونچکر بختیارک کو گالیان دیتے ہوئے روانہ ہوئے
لیکن عمرو اپنے قصری ساحرون کے خوف سے ہراسان و ترسان صورت اپنی ایک ساحر کی بنا کر دریا کی طرف
روانہ ہوا آگے سے طلسم پار کرکر لشکر اسلام مین پہلے ہیرا ایک کی نگاہ سے بچتا ہوا دریائے سکندریہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک طرف دھوبی کپڑے دھو رہے ہین کنگھا کرتے ہین تنا و تنے ہوتے ہین کپڑے سوکھ رہے ہین پٹیالے کھنچے
ہوئے ہین پانی مین جھاڑے دیتے ہین کوئی دھوبی لیکا رہا ہے کہ میان میلے کپڑے دھلوا لو ایک ہی مین نکلا جاتا
ہے آدھے سیکڑون کپڑے دھوبی کو دیتے ہین آپ لنگی باندھے نہا رہا ہے سبزہ فرش در فرش معلوم ہوتا ہے کھائے
ہین پھینکے ہوئے ہین وہ سمندر رنگ برنگے ہین لیٹے ہوتے ہین سو سب رنگ کو پانی کے لیے ہین پہلو
نالا ہی دیکھے جیسے رہتے ہین اگر ہم کی آواز مین باندھی ہین پیپل کے درخت کے گرد پھرے ہین زیر درخت لشکر
ایک گھٹا اٹھی ہی اسمین ایک بار ایسا شور ہوا کہ آسمان سے بوند بوند پانی بھادون کی صورت پڑتا ہی نہ تھا

تو جادوان اسپر چڑھے ہوئے ہین کہ اسمین ایک جادوگر نہایت مسن پیران جادو نام نہا کر آیا کمبلی پر بیٹھکر پوجا
کرنے لگا کھنوہ چندن کی بازون پر چھاتی پر لگانے لگا سیندور کا تلک ماتھے پر دیا عمرو نے آہستے دیکھکر اپنے دلمین
کہا کہ یہ بڑا کافر معلوم ہوتا ہی اسکو فریب دیکر مارا چاہیے یہ خیال کرکے سامنے پیران جادو کے آیا سلام کیا
پاس آکر بیٹھ گیا باتین کرنے لگا کہ کچھ تمنے اور بھی سنا عمرو عیار کیا غضب کر گیا اسنے پوچھا کیا ہوا کہا کہ تاج شہنشاہ
کا چھین کر لیگیا اسنے کہا عمرو اس پار سے اس پار کیونکر آیا کہا کہ اسکا علم سامری جمشید کو ہی وہ آیا جبھی او چلا بھی
گیا ابھی پیران جادو شہنشاہ جادو نے حکم دیا ہی کہ جو کوئی عمرو کو پکڑ لاے مین دولت دنیا سے اسے نہال
کر دونگا اگر ہمارے تم شریک ہو تو چلکر عمرو کو پکڑ لاوین اور جو انعام ملے اسکو حصہ بانٹ کر لین پیران جادو بولا
کہ مین نے تو عمرو کی صورت بھی نہین دیکھی کہا کہ مین تو اسے پہچانتا ہون وہ بولا اچھا مین شریک ہون کہا کہ پھر
تامل کا ہیکا ہی اس نے کہا اچھا سحر کرو اڑکر چلو عمرو بولا تم کیسے پرانے جادوگر ہو تمنے اتنی عمر ابھی کہان گنوائی اب
مین بھی سحر کرون اور تم بھی سحر کرو اس سے کیا حاصل اگر سحر سے دونون آدمی نہین چل سکتے ہم تو ابھی نوسیکھے
ہین یا دوسرے تم اپنے سحر سے لیچلو یا دوسرے ہم اپنے سحر سے تمکو لیجائینگے دیکھنا کتنا سبک اڑا لاتے ہین پیران
نے کہا اچھا مین اپنے ہی سحر سے لیے چلتا ہون عمرو نے کہا برا نہ ماننا مین نے اس سے کہا کہ تم ابھی نہائے ہوئے ہو
اور مین نے رسوئین تک نہین کی منہ تک نہین دھویا عمرو کی تلاش مین پھرا کیا یہ وقت آگیا جب شہر مین کہین نہ ملا
تو مین نے کہا کہ اب پار چلکر ڈھونڈھنا چاہیے بس پیران جادو نے نکالکر رائی سرسون ماش سر کے دانے سحر پڑھکر
جو مارے اسیوقت وہ دونون اڑکے دریا کے پار آئے پیران جادو نے کہا اب چلو لشکر حمزہ مین ڈھونڈھو عمرو
کہان ہی عمرو یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا پیران جادو بھی چاہتا تھا کہ اٹھے کہ عمرو نے خنجر کھینچکر جو مارا پشت پر اسکی تڑاکہ
سینے کو توڑ کر پار گذر گیا دوسرا خنجر اور مارا تیسرا اور مارا کہ وہ تڑپ کر دار البوار کو پہونچ گیا عمرو تو گلیم عیاری
اوڑھکر لشکر اسلام کیطرف بھاگا مگر پیران جادو جو مارا گیا اسکے پیرون نے شور و غل مچایا ساحر جو دریا پر
تھے وہ لاشہ پیران جادو کا اٹھا کر خدمت مین شہنشاہ جادو کی لاے اور تمام حال بیان کیا کہ عمرو اس نقرہ سے
اسے دریا پار لیگیا اور قتل کرکے لشکر حمزہ کو چلا گیا بختیارک نے ایک ہاتھ سر پر رکھا دوسرا ہاتھ چوتڑ پر رکھکر
ناچنا شروع کیا اور پکارا کہ صلواة بر محمد و آل محمد و لعنت بر لات اعلی و منات سفلی اور شہنشاہ سے کہا شہنشاہ اپنے
کیونکر مرشد کامل پار چلے گئے انکو نہ دریا نے روکا نہ اژدہے نے ضرر پہونچایا وہ بلا سے بیدرمان آفت جہان ہین
شہنشاہ بولا کمبخت ابتو شاگرد میرے کے ہو گئے ہین بختیارک نے کہا انکا لاشہ آئیگا شہنشاہ نے فرمایا
ہوا کہ تو کیا فال بد منہ سے نکالتا ہی چپ رہ مگر ادھر جو عمرو بن امیہ ضمری پیران جادو کو مار کر بھاگا اسے بار
بارگاہ شاہی مین پہونچا اور پکارا حمزہ مجھے بچانا حق [illegible] اور پہلوانان لشکر [illegible] کہ عمرو تاج شہنشاہ جادو
لاے بھاگا آتا ہی اور مین خبر کچھ نہین خدا جانے کون شہید اگر کیا [illegible]
آخر [illegible] پکارتے کہ اوی بیٹا عیاری خیر تو ہی مفصل حال بیان کرو کہان [illegible]
لاے عمرو نے تمام حال بیان کیا امیر نے پوچھا کہ کہو کیا کیا لوٹ کر لاے عمرو بولا کہ حمزہ ایک پرانی ٹوپی ملی ہی
پہلوان عادی پکارا کہ او عمرو کیا وہ تاج مانند تاج نفد [illegible] ہی عمرو نے برہم ہوکر کہا او عادی کیا
تاج تو میری بات مین دخل دیا کر پادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہزار کہو مانا تو ہم [illegible] دیکھین عمرو
نے عرض کیا کہ قبلہ اتنا لڑ جادوان کو حکم دیں کر رہا کو لوٹ لین اور [illegible] تو سارے زمانے کو لوٹتا ہی پادشاہ اسلام

فرمایا کہ اچھا ہم دیکھیں تو سہی کہ کیا لائے ہو عمرو نے زنبیل سے نکالکر تاج سامنے رکھدیا غرض قیمت اسکی تولاکھو
طلب ہوئی عمرو کو روپیہ مل گیا اور تاج خزانے میں داخل ہو گیا عمرو نے کہا کہ حضرت شہناز جادو کو میں نے دیکھا
کہ ایک بلاے بیدرمان آفت جہان ہے جلد حصار اسم اعظم گرد لشکر کے کھینچیے کہ کوئی ساحر داخل لشکر نہو سکے فرمایا
کہ تمام لشکر یکجا ہو جائے تو میں حصار کھینچوں ہرکارون نے سب طرف حکم پہونچایا تمام لشکر سمٹ کر یکجا ہو گیا
امیر مرکب پر سوار ہوئے عمرو ہمراہ رکاب ہوا امیر نے نیزہ ہاتھ میں پکڑا اور اسم اعظم پڑھکر گرد لشکر کے خط کھینچا
وہ خط کھینچکر سامنے دریا کے کھڑے ہوئے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ یہاں سے دریا کتنی دور ہوگا عمرو نے کہا کہ
کوئی پانچ سو گز کا فاصلہ ہے امیر نے کہا ابھی اس سے زیادہ ہوگا عمرو نے کہا میں ناپ کر دکھا دونگا آخر کو عمرو اس [illegible] تو وہاں [illegible] گئی عمرو حصار سے
باہر نکلا اور زمین ناپتا ہوا دریا کی طرف چلا آتا ہے کہ ناصر جادو عقاب بنا ہوا عمرو کو ڈھونڈھ رہا تھا دیکھا کہ
عمرو دریا کی طرف چلا آتا ہے دونوں کندھے دبا کر عمرو کو اٹھا کر آسمان پر پہونچا عمرو چلایا کہ حمزہ مجھے جادوگر
پکڑے لیے جاتا ہے بچا جلدی امیر نے دیکھا کہ واقعی عمرو کو ایک جانور اٹھائے لیے جاتا ہے گھوڑا اٹھا کر
للکارتے ہوئے چلے کہ او حرامزادے میرے یار وفادار کو کہاں لیے جاتا ہے مگر مقبل نے تیر کمان میں
پیوستہ کر کے عقاب پر مارا کہ سینے پر جو اسکے پڑا پشت کے پار گذر گیا عمرو اسکے پنجے سے چھوٹا اور زمین کی طرف
چلا امیر نے مقبل کی تعریف کی کہ مرحبا کیا خوب تم نے تیر مارا ہے اور مرکب بڑھایا کہ زمین پر نہ گرنے پائے ہوا
سے [illegible] زمین پر گریگا تو چوٹ لگیگی اس خیال میں مرکب بڑھایا تھا کہ قضا سے کیا اتفاقات روزگار تھا کہ
ناصر جادو کا عنصر جادو کہ چیل کی شکل بنا ہوا تھا اسنے دیکھا کہ بھائی تیرا مارا گیا عمرو چھوٹ گیا پھر تو عمرو کو لینے
چھوڑتا ہوا آسمان سے [illegible] کی طرح جھپٹا مار کر عمرو کو پنجے میں دبا کر ہوا ہوا [illegible] کہ ایسا نہو کہ پھر کوئی تیر پہلے سے
عمرو تو بیہوش ہو گیا تھا ادھر امیر نے دیکھا کہ عمرو کو دوسرا جانور لیکر چلا گیا امیر روتے ہوئے کف افسوس ملتے
ہوئے پھرے فرمایا کہ میں نے خواجہ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا اسی سے اپنے یار باوفا کو لونگا مگر لاش ناصر جادو
کا ساحر اٹھا کر خدمت میں شہناز جادو کی روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں لقا بیٹھا ہوا ہے اور سب سردار
موجود ہیں بختیارک نے شہناز سے کہا کہ ابتک ناصر و عنصر عمرو کو لیکر نہ آئے اسنے کہا کہ بلکہ ابھی وہ چھپا
ہوا ہوگا اور وہ ساحر اسکی تلاش میں ہونگے جسوقت دیکھینگے پکڑ لائینگے بغیر اسکے گرفتار کیے ہوے نہ آئینگے بختیارک نے
کہا کہ وہ زندہ تو نہیں آئینگے شہناز نے کہا کہ عجب تو مرد کیسا وہمی ہے [illegible] نکالتا ہے [illegible] منہ سے نکالتا ہے
یہی باتیں تھیں کہ ساحر لاش ناصر جادو کی لیکر آئے اور سامنے شہناز کے رکھدی بختیارک پکارا کہ مر گیا
تو مبارکباد اے شہناز دیکھا تھے ہم کہتے نہیں کہ مرشد یہ کوئی بلا ہے اسے شہناز نے ان ساحروں سے
حال پوچھا کہ کیونکر ناصر مارا گیا اور عنصر کیا ہوا انہوں نے تمام حال عرض کیا شہناز نے کہا خیر عنصر تو عمرو
کو لاتا ہے بختیارک نے کہا جب وہ یہانتک آئے تو ہم جانیں اور ہم تو اسے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اے شہناز وہ کبھی
زندہ پھر کر نہ آئیگا اور عمرو چھوٹ جائیگا یہی باتیں ہو رہی تھیں اور انتظار میں تھے کہ عنصر عمرو کو لاتا ہوگا
کہ اسی عرصہ ایک پہر دن کا گذر گیا نہ عنصر آیا نہ عمرو کو لایا بختیارک نے کہا اے شہناز تمہیں ہمارے کہنے کا
یقین نہیں ہے دیکھا تم نے ابھی تک عنصر جادو عمرو کو نہیں لایا عمرو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے اسکو مرنے کا [illegible]
نہیں ہے شہناز نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ کی خبر تو لا اسنے عرض کیا بہت اچھا اور جسم
ہوا سے روانہ ہوا لیکن حال سنیے عمرو کا کہ عنصر جادو عمرو کو پنجوں میں دبائے ہوئے اڑا ہوا چلا جاتا ہے

کہ عمرو کو جو ہوش آیا اپنے کو گرفتار پایا اور دیکھا کہ ایک ظالم کے پنجے میں تو پھنسا ہوا ہے کہا کہ اے عزیز تو کون ہے اور مجھے کیوں گرفتار
کیے ہوئے لیے جاتا ہے وہ بولا او ساربان زادے تو نہیں جانتا مجھ کو نام میرا عنصر جادو ہے تو تاج سمنتا جادو کا لیکر بھاگا
ہے ہم دو بھائی کہ شاگرد تھے شہنشاہ کے میرے بھائی کو آئے تھے ایک بھائی تو ہمارا مارا گیا اب میں تجھے شہنشاہ کے پاس لیے جاتا ہوں عمرو نے کہا اے
عنصر جادو تم مجھے شہنشاہ کے پاس نہ لیجاؤ میں تجھے بہت سی مقدار دولت دونگا کہ تم رکھنا یہ سنکر عنصر بولا او ساربان زادے میں تجھے مار کر اپنے
بھائی کے خون کا عوض لیتا مگر شہنشاہ کا ارشاد اور حکم ہے کہ شہنشاہ تک پہونچا دیں عمرو مایوس ہوا اور دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار بچا اس مصیبت سے
کہ [illegible] سواری قمرزاد بن حمزہ کی ادھر سے آتی تھی وہ دشت پر سوار دیو [illegible]
آتے تھے کہ ایک دیو کی نگاہ پڑی کہ ایک جانور ایک آدمی کو مانند [illegible] کے لٹکائے ہوئے چلا جاتا ہے اس دیو نے
جلدی سے قمرزاد کو دکھایا کہ وہ ایک جانور کسی آدمی کو دبائے لیے جاتا ہے قمرزاد نے کہا کہ وہ انڈا ساحروں کا
ہے اور لشکر [illegible] کو ادھر ہمارا گذرا ہے ایسا نہو کہ کوئی جادوگر لشکر اسلام میں سے کسی کو پکڑ لیے
جاتا ہو اسے جلد اس جانور اور آدمی کو پکڑ لاؤ دیو وہاں سے چلا عنصر نے دیکھا کہ ایک دیو پیچھے آتا ہے چاہتا تھا
کہ [illegible] کے نیچے دیو بلا سے آسمانی کی طرح آیا اور سر پر آیا ایک ہاتھ سے اسکی گردن پکڑی ایک ہاتھ میں عمرو کو
لے لیا مگر قمرزاد ایک پہاڑ پر آ کر ٹھہرا پوچھا دیو لایا آدم زاد کو ایک دیو نے عرض کیا کہ یہی لیے آتا ہے کہ اتنے میں
دیو [illegible] عمرو کو لیے ہوئے سامنے ہو گیا قمرزاد نے عمرو کو پہچانا کہا غضب ہو گیا تھا کہ
قمرزاد نے عمرو جان کو پکڑ لیا [illegible] کوئی جادوگر [illegible] سے کہا کہ تو کہاں سے [illegible]
[illegible] حکم ہو کہ [illegible] دیو [illegible] ساحر کو [illegible]
[illegible] عمرو کو جو ہوش آیا قمرزاد کو مسند پر بیٹھے دیکھا اور دیو پری گرد و اطراف [illegible]
حیران ہوا کہ یہ خواب تو دیکھ رہا ہوں یا بیداری ہے کہ قمرزاد نے اٹھکر سلام کیا پکارا کہ عمرو جان آپ [illegible]
میں عمرو نے آنکھ کھول دی اور پوچھا کہ مجھے ایک جادوگر لیے جاتا تھا وہ کیا ہوا قمرزاد [illegible]
[illegible] جو ساحر کی جان میں جان آئی قمرزاد نے کرسی جواہر نگار پر خواجہ کو بٹھایا احوال [illegible]
عمرو نے کہا کہ بابا تمام لشکر تباہ ہے [illegible] گرفتار ہیں عجب پریشانی ہے کہا کہ اگر مرضی [illegible] ان دونوں سے
[illegible] جادوگر کو دیو [illegible] سے کھلوا دوں عمرو نے کہا ای قمرزاد ایسی حرکت [illegible]
[illegible] اور نفرت کلی ہو جائیگی قمرزاد بولا میں خلاف مرضی [illegible] ہاتھوں [illegible]
[illegible] عمرو کو دیں اور کہا کہ [illegible] سے مجھے پدر [illegible] قدمبوس کرا [illegible] شاہ پر نثار کروں [illegible]
[illegible] ملاقات [illegible] ہو جائیگی اور وہ جواہر [illegible] کشتی اور کشتی پوش زنبیل میں ڈال [illegible] الزمان [illegible]
کہ یہاں سے شہر [illegible] کتنی دور ہے ایک دیو نے کہا کہ وہ سامنے شہر [illegible]
[illegible] عمرو قمرزاد سے رخصت ہوکر روانہ ہوا قمرزاد بھی سوار ہوکر چلا گیا لیکن عمرو [illegible]
[illegible] لشکر اسلام کا پتا نہ لگا اپنے دل میں کہا کہ عمرو تو دیو [illegible] کے سامنے
میں تو [illegible] اسی خیال میں پھرتے پھرتے دن تمام ہوا اخر شب کی نمایاں [illegible]
[illegible] رات بہر میں بسر [illegible] صبح کو [illegible] جو خبر [illegible] ہوگا [illegible] رات کو راستہ [illegible]
[illegible] دیکھا [illegible] سب [illegible] ہاتھ سے [illegible] سوچتا [illegible] پکارا کہ [illegible]
ایک درخت بلند تھا [illegible] شاخیں توڑ کر چھال اسکی [illegible] اسکا [illegible] صاحبقران کو

اگر تو سو بھی جائیگا تو کوئی گزند جانوران درندہ سے نہ پہونچیگا کہ یکایک ماہ تابان آسمان پر چمکا روشنی مین
اسکی دیکھا کہ ایک روشنی زمین پر معلوم ہوتی ہی بغور جو دیکھا تو ایک گنبد بلور کا معلوم ہوا اور گرد اسکے
چبوترہ بلور کا تھا اور کھڑکیان بھی بلورین تھے ایک نور کی حالت تھی اور دیکھا کہ اس گنبد مین تکیے ہین اور نقش و نگار سے سجے ہوے
ہین جیسے اپنے کہا کہ اس گنبد مین چلکر سو رہیے پھر خیال گذرا کہ کسی بلا کا مسکن نہو یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ یکایک
چاندنی موقوف ہوئی تاریکی نمایان ہوئی دیکھا کہ ایک لکہ ابر چاند پر چھا گیا ہی پھر جو دیکھا تو ایک جانور عظیم ہی کہ چلا آتا ہی
اور پر و بال اسکے مثل چھپرون کے ہین اور منقار مانند نیزہ کے اور پانون مانند ستون پانند کے بس وہ آکر اس چبوترے پر
اترا اور پنجے آدمیون کو زمین پر رکھدیا اور خود لوٹ کر شکل آدمی کی بنا اب دیکھا عمرو نے کہ ایک جادوگر مہیب صورت ہی کہ
اسنے دروازہ گنبد کا کھولا اور وہ جو آدمی ساتھ لایا تھا انکو گنبد کے اندر لیگیا اور بعد تھوڑی دیر کے اکیلا گنبد سے
باہر آیا چبوترے پر بیٹھا و خادم آسکے انھون نے فرش کر دیا تکیہ لگا دیا پلنگ بچھا دیا کچھ کھانا لائے اسنے خوب
زہر مار کیا پھر شراب پینے لگا گزک کھانے لگا تنبورہ خادمون نے لاکر رکھدیا وہ اسے بجا کر گانے لگا یہانتک کہ
قریب دو پہر رات گئے وہ خواب خرگوش مین گرفتار ہوا عمرو بھی لیٹ رہا کوئی چار گھڑی رات باقی تھی کہ ان دونون خادمون
پانون دابے کہ اے عنقا جادو اٹھیے وقت آپ کے جانے کا آگیا وہ کافر بیدار ہوا جلدی سے اٹھکر نہایا
جو کر کے سرا مین بیٹھا آگ روشن کی کچھ پھول جلاے کہ دھوان ان پھولون کا آسمان پہ جا کر جمع ہونے لگا عنقا جادو
[illegible] الی مین رکھے اور پارچہ سرخ انپر اڑھا دیا اور آپ زمین پہ لوٹ کر وہی جانور بنکر اس خیال کو
چھوڑتا [illegible] سونے لگا اور دونون کو لیکر چلا عمرو بھی گلیم عیاری اوڑھکر ساتھ اس دھوئین کے پیچھے روانہ
ہوا [illegible] جاکے لقمہ کوہ پر قائم ہوا یہان دونون لشکرون مین طبل جنگ رور بجتا ہی تھا بدار سیاہ پوش
ہو کے پھرتا آتا ہی مبارز طلب کرتا ہی اس روز سکندر فرخ لقا مقابلے کو آیا عمرو دیکھتا تھا کہ ایک آندھی چلی اور دھوان
کا ساحر اٹھا کر محیط ہو گیا بعد اسکے جو دیکھا لاش سکندر کی پڑی ہوئی ہی کہ جیسے مغز اسکا کوئی جانور کھا گیا ہی عمرو
سوچ مین بھنتا ہیں سردار اسیطرح مارے گئے شام کو وہ دھوان جدھر سے آیا تھا اسیطرف روانہ ہوا عمرو بھی ساتھ اسکے
ہوا ہوگا اور وہ ساحر [illegible] لاشین انکی اٹھوا کر [illegible] نہایت پریشان پھرے اودھر لقا بیار سیاہ پوش خوش و خرم ہوا
کہا کہ وہ زندہ تو نہین آخر اس دھوئین کے گلیم عیاری اوڑھے چلا آتا تھا جب اس گنبد بلور کے پاس پہونچا دیکھا کہ وہ
یہی باتین تھین کہ ساحر لاش [illegible] جادو چبوترے پر اترا اور سکندر فرخ لقا وغیرہ کو گنبد مین کیا اور آپ فرش کروا
تو مبارکباد [illegible] اور کہا کہ آج اسے مارنا چاہیے یکایک زمین کی صورت بنا کر سرخ جوڑا پہنکر
حال پوچھا کیون ناصر مارا گیا بیہوش اور اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رونا شروع کیا عنقا جادو کے
کو لاتا ہی [illegible] کہا جیسا آئی اٹھکر اسیطرف چلا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک عورت منھ چھپائے ہوے
زندہ [illegible] جسنے ہاتھ اسکا پکڑ لیا کہ تو کون ہی کیا مصیبت تجھپر پڑی ہی جو روتی ہی اسنے پلنگ پوش
کہ اس [illegible] دیکھا یا عنقا جادو عاشق ہو گیا پوچھا کہ صحرای لق و دق وادی بے کسنا ہی مین تم
یقین نہین [illegible] کہا کہ کیا حال تم اس مصیبت زدہ گرفتار بلا کا پوچھتے ہو مین سوداگر بچی ہون ابھی شادی میری
نہین ہی [illegible] قافلہ غرق ہو گیا مین ایک تختے پہ بہتی ہوئی اس صحرا مین پہونچی ہون کوئی نہین کہ میری
[illegible] عنقا جادو نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو جہان کہوگی وہان مین تمہین پہونچا دونگا اسنے کہا کہ مین تمہین
[illegible] کہان جاؤنگی تمہاری کنیزی کرونگی عنقا جادو اسے ساتھ لیے ہوے چبوترے پر آکر بیٹھا کھانا منگوا کر

چھوٹ گیا صورتین اُنکی اصلی ہوگئین مگر علمشاہ کو ہرچند نہلایا دھلایا لیکن اُسکی وہ حبشی کی صورت نہ مٹی آخر اسلیے کہ اُسپر عمرو نے جام استحاق کا پانی ڈالا تھا وہ کب اصلی صورت ہونے والا تھا انجام کار قاسم نے عمرو سے کہا کہ دادا جان آپ مجھسے وہ روپیہ بھی لیجیے جو پدر بزرگوار کو دیا ہی اور دو ہزار روپیہ اور لیجیے انکو صورت اصلی بنا دیجیے عمرو نے قاسم کا کہنا نہ مانا بہت سی الحاح و زاری کے بعد قبول کیا اور پھر جام استحاق مین پانی بھرکر علمشاہ پر ڈالا اسوقت وہ رنگ سیاہ علمشاہ کا دور ہوا اور رنگ اصلی نمودار ہوا صاحبقران نہایت مسرور ہوئے بخشش فرمایا ہر سردار کو باعزاز و اکرام گلے سے لگا کر بارگاہ مین بٹھایا ہی لیکن حال سنیے لشکر کفار کا کہ ہرکارون نے جاکر یہ خبر سکندر شاہ اور لقا کو دی کہ لقا بیدار سفیدپوش عمرو بن امیہ ضمری ہی اور اُسکے ساتھی سب سرداران حمزہ ہین یہ سنتے ہی بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ کیون سکندر شاہ جو مین نے کہا تھا وہی ہوا یا نہین اور شہناز جادو نے کہا کہ دیکھی کرامت آپنے اس پیادے کی شہناز نے کہا کہ یہ خون عنقا سے جادو اور خورشید جادو کا تھا نہین جانا گیا دیکھنا اُنکے خون کے عوض مین کس کس کو مارتا ہون اور سکندر شاہ اپنا لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا مقابل لشکر اسلام اپنی بارگاہ کو استادہ کرایا تخت پر آکے بیٹھا لقا تخت خداوندی پہ قائم ہوا صحبت عیش برپا ہوئی جام گردش مین آیا دو سردار مین سکندر شاہ کے پہلوان کہ ایک کا نام ہیر کوہی دوسرے کا نام ہمسار کوہی دونون نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین ہم کل ان خدا پرستون سے سامنا کرینگے بختیارک بہت ہنسا اور کہا کہ یہ بیچارے کیا سرداران لشکر اسلام سے عہدہ برآ ہونگے خیر بجوا دیجیے طبل جنگ کل یہ بھی دیکھا جائیگا دیکھیے انکی لڑائی سکندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی کڑکڑایا رات بھر دونون لشکر مین تیاری رہی صبح کو عرصۂ کارزار مین آکے صف باندھکر کھڑے ہوے جسوقت نقیب لقا بیت کہہ کے چلے گئے ہیر کوہی و ہمسار کوہی اپنے گینڈون کو اڑا کر سامنے تخت سکندر شاہ کے آے آکر سلام کیا اجازت میدان چاہی سکندر شاہ بولا فرعون شاہ تمھارا نگہبان ہی یہ دونون پھر گینڈون پر چڑھکر میدان مین آئے خوب کاوے کر بایا اید اُسکے مبارزطلبی کی لشکر اسلام سے شاہزادہ نما ورسیاہ ملاسب قاسم اور بدیع الزمان کر لشکر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر ان دونون کے مقابلے کو آئے لیکن اُنکا وزنی سے گفتگو ہوئی اُن دونون نے فرعون کی تعریفین کین اُنھون نے لعنت کی وہ حملہ آور ہوئے نیزے مارے اُنھون نے چند [illegible] نیزے کے ہوالی کیے اُن دونون نے تلوارین ماری قاسم نے تلوار ہیر کوہی کی چھین کر کمر بند مین ہاتھ ڈالکر فاش زمین اُٹھا لیا اور کہا کہ لعنت کر فرعون شاہ پر وہ بولا کہ جب نہین ہون تو فرعون شاہ پر نثار کرون قاسم نے یہ سنکر اُسے آسمان پر اچھالا اور گرتے ہوئے کو چوررنگ کیا ہمسار کوہی کی تلوار بدیع الزمان نے رد کرکے جو تلوار ماری شانہ کیا دو کر کے چار ٹکڑے ہو گئے بختیارک نے شہناز سے کہا کہ دیکھیے خدا اپنے دونون کی بہتری شہناز جادو بولا کہ ابھی اب کوئی ایسے عہدہ برآ ہوگا لقا پکارا اے شہناز اب ہاتھ میرا تو اور داس تمھارا ہی تمھاری ہی دستگیری سے پاؤن میرا یہان قائم ہی شہناز بولا مین تمام خدا پرستون کو مار ڈالونگا اور آپ سا ایک سائل مین لیکن تخت خداوندی پر بیٹھا دیکھا آسمان تو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آکر مقیم ہوے شب کو بعد فراغ آب و طعام سکندر شاہ آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا لقا تخت خداوندی پہ بیٹھا شہناز جادو بھی آیا لگا جام چلنے لگے ناچ ہونے لگا جب نشہ شراب [illegible] ہوا شہناز پکارا کہ مجھے طبل جنگ کل بجوائیے [illegible] قسمت طبل جنگ بجا ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو

پہونچا ای فرمایا کہ رضینا بالقضاء اللہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی نوازش میں آئے اسوقت نقارۂ رزمی نوازش میں
آیا صدا نقارے کی گونجی لشکر میں تیاری ہونے لگی کہ عمرو نے خدمت حمزۂ صاحبقران میں آکر عرض کی یا امیر کل سامنا
ہی شہناز جادو کا اسی کے نام پر طبل بجا ہی بہتر ہی کہ آپ اسم اعظم پڑھکر ایک حصار گرد لشکر اسلام کے کھینچ دیجیے
امیر باتوقیر نے عرض عمرو کی قبول کی اور فرمایا بہتر اسیوقت سقون کو طلب کیا آپ اشقر پر سوار ہوئے عمرو بھی ساتھ ہوا
اب حد لشکر پر تشریف لائے اور نیزے سے خط دیتے ہوئے روانہ ہوئے اور سقے اس لکیر پر پانی ڈالتے ہوئے چلے جاتے
تھے کہ ایک مقام پر پہونچے دیکھا امیر نے کہ کچھ سوار آگے لشکر سے کسیقدر فاصلے پر پڑے ہوئے ہیں فرمایا کہ جاؤ اور
انسے کہو کہ آکر لشکر سے ملحق ہو جائیں میں ان سب کو بھی احاطۂ اسم اعظم میں لے لوں کہ شر کفار اور سحر ساحران غدار سے
محفوظ رہیں عمرو تو بموجب فرمان صاحبقران والاشان یہ حکم لیکر اسطرف روانہ ہوا اب رات بہت کم باقی رہگئی
ہی امیر باتوقیر اسیطرح حد کھینچتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ دور سے ایک شتر سوار پیدا ہوا اور آتے آتے جب قریب
امیر کے پہونچا دیکھا امیر نے کہ ایک بادشاہ چاک گریبان باحالت پریشان چلا آتا ہی آکر پوچھنے لگا کہ زلزلۂ قاف تسلی
بخش بیکسان فریادرس غریبان یعنے امیر حمزۂ صاحبقران کہان ہیں اور اسکے بعد اور بہت سی تعریفیں امیر کی کہیں
امیر نے فرمایا کہ اے بھائی تیرا آنا کیسے ہوا اور مذہب تیرا کیا ہی عرض کی اسنے کہ میں فرعون پرست ہوں اور بادشاہ
ہون کوہ علاقا کا ایک بیٹا میرا نور نظر ہی کہ اسکو سانپ نے کاٹا ہی سارے جوگی اور درویش جمع ہیں لیکن کسی سے
اچھا نہیں ہوتا اسوقت ایک درویش نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل ملے تو یہ فورا اچھا ہوجاے جب میں نے اس سے پوچھا
حفظ ہیکل کہان ہی اور کسکے پاس ہی تو اسنے بتلایا کہ حمزۂ صاحبقران عالیشان کے پاس ہی امیر نے فرمایا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل
میں ہی ہون اور حفظ ہیکل بھی میرے پاس ہی لیکن اگر تو خدا پرست ہوجاے تو یہ حاضر ہی اسنے کہا کہ بدل و جان مجھکو منظور ہی یہ کہکر
مرکب سے کود پڑا اور قدمبوس ہوا امیر نے حفظ ہیکل کو اتار کر اسکو دیا اسنے شکر کیا اور چند پھول امیر کے پیشکش کیے امیر نے فرمایا کہ
پھول میری جانب سے اپنے فرزند کو دینا اور خدا پرست کرے اور حفظ ہیکل لیکر آنا اے بھائی یہ حفظ ہیکل گویا جان ہی حمزہ کی
خدا کے نام پر میرا جان و مال سب حاضر ہی اسنے عرض کیا اے امیر انشاء اللہ بہت جلد مع اپنے فرزند و رفقا کے حفظ ہیکل لیکر
حاضر خدمت ہونگا یہ کہکر اور سلام کرکے امیر کو چلا پیٹھ موڑ کر ان پھولوں کو ایک شیشے میں ڈالا اور منھ اسکا انگشت سے محکم
بند کرلیا اسنے شیشے کے منھ کو بند کیا اور ادھر صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوکر پشت مرکب سے زمین پر
آرہے ادھر یہ سب سقے بدحواس قریب امیر کے آئے اور حال صاحبقران دیکھکر عمرو کو چلائے کہ خواجہ جلد آؤ
ذرا دیکھو تو یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو چلا ہی آتا تھا مگر اس آواز کو سنکر اور جلد دوڑ آکر دیکھا تو حال امیر کا تباہ پایا
آنکھیں پھری ہوئیں رنگ متغیر آثار مرگ چہرے پر ظاہر آمد و شد نفس سے معلوم ہوتا ہی کہ زندہ ہیں ورنہ نبضیں بھی
ساقط ہیں پوچھا عمرو نے ان سقون سے کہ یکایک یہ امیر کو کیا ہوا انھوں نے بیان کیا کہ ایک شتر سوار صحرا کیطرف سے
آکر حفظ ہیکل صاحبقران سے مانگ کر لیگیا اسیوقت وہ چلا تھا کہ ادھر امیر غش کھا کر پشت مرکب سے زمین پر گرے
عمرو پکارا کہ غضب ہوگیا ضرور وہ کوئی ساحر تھا اور ایک نعرہ سے کا مار کر پہلو میں صاحبقران کے گر پڑا اور سقے
پھر ایکطرف لشکر کے روانہ ہوئے اب تاریکی شب کی برطرف ہوتی جاتی ہی اور آثار صبح کے نمایان ہوئے ہیں لیکن اب
حال بیان کیا جاتا ہی اس شتر سوار کا کہ وہ حفظ ہیکل امیر کی لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوا ہی اور موقفین لشکر کی
آراستہ ہوچکی ہیں شہناز جادو اور سکندر شاہ آگے لشکر کے کھڑے ہیں کہ یہ جاکر پہونچا اور اسکو دیکھتے ہی
شہناز اپنے اژدر آتش فشان سے کود پڑا اور بطور کفار سلام کیا اسنے کہا کہ اے شہناز کہدیا سکندر شاہ سے

کہ نامہ تیرا پہونچا اور دلنواز جادو آکر اپنا کام کرکے چلا گیا اور ای شہناز جادو مین حفظ ہیکل حمزہ کی لیکر حمزہ کو
بیکار کیے جاتا ہون اب جسطرح تیرا جی چاہے حمزہ کا اور لشکر حمزہ کا کام تمام کر یہ کہکر راہی ہوا شہناز جادو اسکے
سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا شہناز جادو نے سکندر شاہ سے کہا کہ یہ دلنواز جادو وزیر بادشاہ
طلسم عجائب تھا جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا دلنواز تو ادھر روانہ ہوا ادھر عیارون نے خبر لیکر امیر با توقیر کی خدمت شاہی مین
حاضر ہوے اور باحال پریشان آکر تمام واقعہ جو کچھ کہ امیر پہ گذرا تھا عرض کیا بادشاہ اسلام نے تاج سر سے پھینک دیا
اور مع سرداران لشکر اسلام اور فرزندان امیر عالیمقام روانہ ہوے جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے
ہوے ہین آثار مرگ ظاہر ہین رنگ چہرے کا متغیر ہی فرزندان امیر نے خاک اڑانا شروع کی گرد امیر کے سب جمع ہوے
عمرو سینے پیٹ پیٹ کر کہہ رہے ہین کہ خواجہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو امیر سے لپٹا ہوا پکار رہا ہی کہ ای بندہ نواز
عمرو ای تاج لشکر ظفر اثر ای شمع شبستان صاحبقرانی ای گل گلزار خلیل نرجانی ای کس بیکسان ای یاور غریبان
اس سفر مین اپنے عمرو کو ہمراہ نہ لیا کبھی ایسا نہین ہوا کہ مجھکو آپنے اپنے ساتھ نہ لیا ہو ہر مقام پر مین ساتھ رہا
امیدوار ہون کہ جلد مجھے طلب فرمائیے جلد اس خدمتگار کو پاس بلائیے عمرو بعد آپ کے ایک لحظہ نہ جیتا
یہ کہتا تھا اور روتا تھا بادشاہ اسلام خاک پر لوٹ رہے ہین تمام دن یہی حال رہا قریب شام کہا تو خوشی ہم
اپنے خیمون مین پھرے اور سرداران اسلام امیر کو میدان مین سے اٹھا کر لائے اور پلنگ پر ڈال دیا تمام
تھا ہین مشغلہ نکل آئین قیامت برپا ہوئی بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون کو بلوایا انھون نے رمل سے حال
دریافت کرکے عرض کیا کہ قبلہ عالم صاحب امیر اور تمام حاضرین لشکر پہ آیا ہی مگر مآل بخیر معلوم ہوتا ہی حضور خاطر
رکھین اگرچہ اہل اسلام بہت سے صدمے اٹھائینگے لیکن انجام کار فتح پائینگے پس خواجہ زادون کو
اشرفیون سے دیکر رخصت کیا مگر اسطرف جو کفار تھے پھر داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش برپا ہوئی جام
گردش مین آیا شہناز نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل لشکر
کا کام تمام کرونگا اسیوقت طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہی مین آئے اور عرض کیا کہ طبل جنگ
بجا ہی کل شہناز جادو میدان مین آئیگا شاہ نے کہا کہ ہم سب آمادہ مرگ ہو رہے ہین جو ہماری قضا ہی یہان
تیکھے ہم خود چاہتے ہین کہ ہمارا جلد خاتمہ ہو جائے بعد ایسے آقا کے جینے کو دل نہین چاہتا القصہ طبل
بجا صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے شہناز جادو اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا مرکب سے
اترا چوکہ موم کا تیار کرکے اسمین بیٹھا نہایا تکیہ سیندور کا ملتے پر دیا تھال مین سب اسباب سحر رکھا ہوا
اسمین سے ماش کا آٹا لیکر ایک مونڈھا بنایا اور ایک نازنین موم کی بناکر اسپر بٹھائی اور اسم سحر پڑھکر
دم کیا کہ وہ مونڈھا مع نازنین زمین مین دھنس گیا بعد اسکے ایک مرکب اور ایک سوار موم کا بناکر روئی کے
پہل پر اسے رکھکر اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی کا پہل مع راکب و مرکب اڑکر ابر سفید بنکر آسمان پہ قائم ہو گیا
اور زمین پر دو برج بنکر تیار ہوے ایک برج پر نازنین سرخ پوش دوسرے برج پر ایک نازنین سبزپوش
بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ابر سفید رنگ جو آسمان پر قائم تھا اسمین سے صدا ایسی رعد بلند ہوئی وہ ابر شق ہوا اور
ایک سوار بادلہ پوش پیدا ہوا اور میدان مین مرکب کو جولان کیا اور بلبلا کر مرکب روک کر مبارز طلبی کی
دستک جب کی طرف سے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مرکب اڑا کر سامنے تخت
بادشاہی کے آیا مجرا کیا رخصت میدان چاہی فرمایا ای قاسم تیغ زنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہو تا عرض کیا کہ

رنگ کیا دیکھتا ہے کہ ادھر جان حالت جان کنی مین ہین سامنا ساحرون کا ہی انسے عہدہ برآ ہونا معلوم سبقت کرنے مین
ناموری ہی کہ پہلے قاسم نے جان اپنی نثار کی فرمایا کہ اچھا جاؤ تمھین خدا کے سپرد کیا قاسم جام پیکر اور واقف انجام
مرکب پر سوار ہو کر اس سوار کے مقابلے کو چلا کہ اس نازنین سرخ پوش نے آواز دی کہ شاہزادے مین تجھپر سے
دلدادہ و فریفتہ ہون اور تجھکو میری خبر نہین واہ معشوق ایسے ہی ہوتے ہین قاسم نے پھر کر جو اس نازنین کو دیکھا
مائل و مبتلا ہوا اور مرکب چمکا کر برابر اس نازنین کے آیا کہا کہ ای محبوب جانی اگر میری خواہان ہو تو آؤ مین تمھین ساتھ
لیچلون یہان میدان مین بیٹھنے سے کیا علاقہ اور ہاتھ بڑھایا کہ اسے اٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار کرے اس نازنین
کے ہاتھ مین چوب یاقوت رنگ تھی اسنے قاسم پر ماری کہ زرسے دیکھتا ہی کہ سامنے شہناز جادو کھڑا ہوا اور تو
بد لحاظی کرتا ہی بس چھڑی کا قاسم پر پڑنا تھا کہ قاسم گھوڑے پر سے کودا اور دیوانہ ہو کر زیر برج یاقوت بیٹھا
اور روتا ہوا مرکب کو لیکر پھر گیا اس سوار نے پھر مبارز طلب کیا ابکی بار بدیع الزمان کہ عاشق صاحبقران
ہی بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر میدان مین آیا کہ اس نازنین سبز پوش نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان اسقدر
بیمروتی پکر باندھی عاشق کیطرف دیکھتے بھی نہین ہان صاحب کاہیکو دیکھو گے اپنی خوبصورتی پر گھمنڈ ہے یہ آواز سنکر
بدیع الزمان نے جو پھر کر اس نازنین کو دیکھا از خود رفتہ ہو گیا پکارا کہ ای جان جہان و ای محبوب جان ستان مجھے
نہ معلوم تھا کہ تم مجھپر عاشق ہو تا ہین تجھے سوا تمھارے کسی سے مطلب نہین اور گھوڑا پھیر کر اسی نازنین کے پاس آیا
کہ پہلو مین اسکے جا کر بیٹھے اس نازنین نے چھڑی زمرد رنگ اٹھا کر بدیع الزمان پر ماری کہ او بد لحاظ سامنے
شہناز جادو کے بیٹھے بے ادبی اب سے بیٹھ چھڑی پڑتے ہی بدیع الزمان گریبان پھاڑ کر دیوانہ ہو کر زیر برج
زمرد بیٹھ گیا اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا سرداران قاسم ترک خاوری سب آکر قاسم سے پوچھنے لگے کہ ای شہریار اپنے
کیا حال بنایا ہی سب دوست راستی آپ کو نام رکھتے ہین کہ صاحبقران اس حالت مین گرفتار ہین قاسم مسحور
بیخبر تھا جو اس سے آکر لپٹا کپڑے پھاڑ کر دیوانہ ہو کر وہین بیٹھ گیا ادھر باختری بدیع الزمان کو آکر سمجھانے لگے
وہ بھی دیوانے ہو کر بیٹھے شام تک تمام باختری اور ترک خاوری دیوانے بن بنکر ان برجون کے نیچے بیٹھے اور
اکثر کو وہ سوار ہاتھ پکڑ کر برج مین لیجا کر اٹھا لیگیا اور اسی ابر مین غائب ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر
وہان سے پھرے بادشاہ اسلام آکر داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران کو اسی حالت سکرات مین دیکھا اور رو دیے
اور پکارا سبکو کہ یا صاحبقران آج قاسم اور بدیع الزمان کو شہناز جادو نے مع انکے لوگون کے گرفتار
کر لیا امیر بیہوش تھے جواب کون دیتا ادھر شہناز جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا رات گذری صبح کو میدان مین
آیا ادھر لشکر اسلام آکر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب و نصیب دے کر چلے گئے شہناز نے آسمان کیطرف
دیکھا البرق و الترا الصقی کی ہولی ابر شق ہوا اور وہی سوار بادلہ پوش نمودار ہوا آکر میدان مین کھڑا ہوا مبارز
طلب کیا اگلی سردار نکلے جو دست راستی تھا اسے نازنین سبز پوش نے بلا کر دیوانہ بنایا جو دست چپی تھا اسے
نازنین سرخ پوش نے طلب اپنے مسحور بیخبر کیا اور جو سردار قلب لشکر سے نکلا اسے سوار بادلہ پوش اٹھا کر لیگیا
اسیطرح چند دن کی میعاد اندر ہی مین تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار طلسم ہو کر ان برجون کے نیچے بیٹھے
سامنے ان دونون نازنینون کے بیٹھے عجب تلاطم لشکر اسلام مین تھا سواے بادشاہ اسلام اور امیر الدین ملک
ہشیار اندی تدبیر کے کوئی باقی نہ تھا مقبل وفادار پاس سے امیر کے ایک دم جدا نہ ہوتا تھا فرمایا بادشاہ نے یہی
کہ بیا غازی کو دربند سے جلد بلانا چاہیے امیر کے حال پر ملال سے واقف کرنا ضرور ہے تو جا کر مقبل بادشاہ سے

کرب غازی کی طلب کا روانہ کیا یہان کرب غازی غسل صحت کر چکا ہی ارادہ ہی کہ نقرہ کوہ کو روانہ ہو اپنا
پہونچا حال صاحبقران سے آگاہ ہوا جلد تر کوچ بکوچ روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا تمام لشکر پریشان نظر آیا
بادشاہ اسلام کو تنہا پایا امیر کو حالت سکرات مین دیکھکر قدمون سے لپٹکر خوب رویا اور پکارا کہ ای آقا غلام
آپکو اس حال سے کیونکر دیکھے اور روتے روتے بیہوش ہو گیا عمرو نے کرب کی خبر سنکر آیا کرب کو ہوش مین لایا
بادشاہ اسلام عمرو کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا کیا یونہین لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا عمرو نے پکارا
شہریار مین موجود ہون جو ارشاد ہوا سے بجالاؤن تمام مشیران سلطنت خواجہ بزرجمہر سب آکر جمع ہوے
تدبیرین ہونے لگین اب خواجہ بزرگ امید بھی کرب کے ہمراہ آگئے ہین بعد بحث و مباحثہ کے یہی صلاح ہوئی
کہ وہ ساحر جو حفظ ہیکل امیر حمزہ صاحبقران کی لیگیا ہی جبتک گرفتار نہوگا یا مارا نہ جائیگا صاحبقران
ہوش مین نہ آئینگے عمرو نے کہا کہ وہ جادوگر خدا جانے کدہر سے آیا تھا اور کدہر چلا گیا سب نے کہا کہ خواجہ اسکا دریافت
کرنا سواے آپکے اور کسی سے نہوگا عمرو بولا کہ میری جان بھی کام آسکے تو دینے کو حاضر ہون جاتا ہون جسطرح
ممکن ہوتا ہی دریافت کرتا ہون یہ کہکر لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا اور راستہ مین غور طلب یہ کیا کہ عمرو کس سے
حال دریافت کریگا بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا کہ بختیارک سے ضرور حال ہوگا اسی سے خوب معلوم ہوگا
صورت بدلکر لشکر کفار مین داخل ہوا یہان بختیارک بارگاہ سکندر شاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ بلا یکبارگی
جنبش مین آئی حیران ہوا کہ یہ حرامزادی بیوقوف کیون جنبش مین آئی کیا مرشد تیرے پاس آتے ہین نام عمرو کا لیکر
رگ پر ہاتھ رکھا دھڑکنا رگ کا موقوف ہو گیا جان پر صدمہ ہوا کہا اے غضب مرشد تیری فکر مین کیون آتے ہین
تو چلکر اپنے خیمہ مین بند و بست کرکے بیٹھو لیکن یہ خیال کرکے پیٹ پکڑکر لوٹ گیا ہاے درد ہاے درد پکارنے لگا
تھا اور سکندر شاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا کہ یہ درد کبھی کبھی میرے اٹھا کرتا ہی سکندر شاہ نے کہا کہ
بید کو بلواؤ بختیارک بولا کچھ بید کی حاجت نہین علاج اسکا یہی ہے اپنے خیمے مین جاکر آپ سے کر لونگا
یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اپنے تخت پر سوار ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص نہ آنے پاوے اور آوے تو اسے پکڑ لینا
وہ بولے کہ آپ ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم فوراً گرفتار کر لینگے کہا کہ حرامزادو جب کوئی میرے سر پہ آجائیگا
تو مجھسے اشارہ نہو سکیگا ارے ملک الموت کے سامنے آواز نکل سکتی ہی کم سب بڑے حرامخور ہو سب کو برطرف
کر دونگا یہ کہکر جلد اپنے خیمے کیطرف چلا عمرو نے دیکھا کہ بختیارک جاتا ہی جلدی سے مشعلچی کی شکل بنکر دستی
روشن کرکے لیکے دوڑا برابر بختیارک کے پہونچکر اسقدر دستی بلند کی کہ قریب تھا داڑھی بختیارک کی
جلجاے بختیارک نے کہا او مشعلچی تو کیا اندھا ہی سوجھتا نہین مجھے کیا مجھے جلادیگا اور بغور دیکھا ارے
یہ تیسرا مشعلچی کسکا ہی عمرو نے بائین آنکھ کا تل سے دکھایا اب بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین قریب تھا
کہ جان نکل جاے اشارے سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ کمال بیادبی ہی کہ غلام سوار حضور پیدل اشارہ کیا
کہ چپکے چلے چلو بختیارک مثل قالب بیجان چلا جاتا ہی جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا تخت پر سے اترا عمرو نے اشارہ
کیا کہ آپ آگے چلیے لوگون نے کہا کہ اگر کچھ اندیشہ ہو تو کہ دیجیے پھر آپ کہیے گا کہ عمرو آیا مجھکو لوٹ لیگیا بختیارک نے
کہا تم بڑے حرامخور ہو عمرو کبھی چوتھی بار نے مجھے نہین آتا یہ کہکر اندر چلا ایک آدمی نے کہا کہ تیسرا مشعلچی کون ہی کہا اسکا
باپ ہی تو کون ہی کیا میرا نالیق ہی اور اندر خیمے کے جاکر دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور عمرو کو پاس بلاکر پیرون پر
گر پڑا کہ مین تو حضور کا غلام ہون ہمیشہ سے مطیع اسلام ہون عمرو بولا کہ اس بدذاتی سے باز آ و ہم اندون

نہایت پریشان ہین صاحبقران کی وہ حالت ہی کوڑی کوڑی کو تنگ ہین بختیارک نے کہا کہ مین نے دو ہزار روپے
نقد رکھے ہین وہ حاضر ہین عمرو نے وہ روپے اور کپڑے پلنگ فرش سب لیکر زنبیل مین رکھا پھر کہا کہ ملک جی آج ہم ایک
کام کو تمھارے پاس آئے ہین اگر تمنے سچ کہا تو خیر ورنہ بے ریب کنبہ بھر جان سے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا پیرو مرشد
غلام کبھی کوئی خبر حضور سے نہ چھپائیگا جو غلام کو معلوم ہوگا مفصل عرض کریگا حضور پوچھین عمرو نے کہا کہ ملک جی
سچ بتاؤ کہ یہ جادوگر جو حرز ہیکل حمزہ کی لیگیا ہی کہان رہتا ہی کیا نام ہی اسکا بختیارک نے کہا کہ دلنواز جادو اسکا
نام ہی بادشاہ ہی طلسم عجائب کا ہی مگر راستہ اس طلسم کا غلام کو نہین معلوم اگر مجھے مار ڈالنا آپ کو منظور ہو تو یہ حاضر
کیا ضرور ہی سر حاضر ہی عمرو نے کہا اگر تمھین معلوم نہین تو ممکن ہی کہ تم ششہناز جادو سے معلوم کروگے بختیارک
بولا وہ طریقہ ارشاد ہو کہا کہ ہم خدمتگار بنکر تمھارے ساتھ چلینگے قلمدان تمھارا لیے تمھارے سر پر کھڑے رہینگے تم
ششہناز جادو سے پوچھنا معلوم ہو جائیگا اسنے کہا بہت اچھا مین موجود ہون کہا کہ پھر دیر کا ہیکی ہی اٹھو چلو
بختیارک اسیوقت اٹھکر باہر آیا خچر پر سوار ہو کر چلا راہ مین عمرو نے کہا کہ سنو ملک جی تم ہو بڑے حرامخور اگر رستے
بطور سابق نام میرا کسی چھل وغیرہ پر لکھکر یا رقعے مین لکھکر کسی کو آگاہ کیا تو تجھسے برا کوئی نہین مین اپنے کو تو زندون مین
شمار نہین کرتا مگر تجھے جان سے مار ڈالونگا جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک پکارا کہ پیرو مرشد پہلے سے وہ رخنہ بندی کرتے ہین
کیا مقدور ہی غلام کا جو کسی طور سے نام حضور کا ظاہر کرے غرض بختیارک بارگاہ مین آکر اپنی کرسی پر بیٹھا لیکن
ہوش بدن مین نہین ہی ششہناز جادو نے دیکھا کہ رنگ بختیارک کا متغیر ہی پوچھا کہ ملک جی کیا ابھی درد نہین گیا
جو چہرہ تمھارا اداس ہی بولا کہ نہین آپ کے اقبال سے سب طرح اچھا ہون مگر ایک مقدمہ مین کمال متردد و متفکر ہون
پوچھا کہ وہ کیا مقدمہ ہی کہا کہ مبادا وہ حرز ہیکل حمزہ کا ہاتھ آجاے اور اسم اعظم حمزہ کا کھل جاے اور حمزہ ہوش مین
آئے تو غضب ہو جائیگا ششہناز نے کہا کہ ملک جی یہ امر بہت مشکل ہی کون طلسم عجائب مین جائیگا اور طلسم فتح کرکے
دلنواز جادو کو مار لیگا یہ پوچھکر بختیارک چپ ہو رہا تھا کہ عمرو نے پیچھے سے ایک ٹہوکا دیا کہ ملک جی راہ تو دریافت
کرو بختیارک نے کہا کہ ای ششہناز جادو خدا پرستون نے بہت طلسم فتح کیے ہین اس طلسم کو بھی فتح کرینگے
ششہناز جادو نے کہا کہ وہاں کا راستہ ایسا ہی کہ کوئی طلسم تک نہ جاسکیگا بختیارک نے کہا کہ کیا کوئی بلا راہ مین ہی
اسنے کہا اول تو راہ مین ایک دشت پرخار ہی اس سے گذرنا دشوار ہی اور اگر اس سے بمشکل طی بھی کیا تو پھر بیابان لالہ زار ہی
مکان ہی لالہ زار جادو کا جو کوئی نا دانستہ اس لالہ زار مین جائیگا صدا تڑاخ کی لالہ کے پھولون سے پیدا ہوگی اور شعلہ
آتش نکلکر اس شخص کو جلا دیگا اسکے بعد دریای نرگس زار ہی اسمین اگر کوئی اجنبی جائیگا تو وہ پھول صدا اسکے سبب
دے کر آنکھون کی صورت ہو جائیگا اور اس شخص کو دیکھتے ہی پانی کیطرح بہا دیگا اور اگر اس سے بھی گذرا
اور پہونچا طلسم عجائب مین تو لوح اسکی معدوم ہی نہ کوئی ساحر طلسم جانتا ہی نہ بادشاہ طلسم کو معلوم ہی پھر کیونکر کوئی
لوح پائیگا اور طلسم کو فتح کریگا بختیارک نے یہ سنکر کہا کہ ای ششہناز جادو جو ہونا تھا وہ ہو چکا جو کوئی
اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی مارے اسکا کیا علاج مثل ہی کہ خود کردہ را درمان نیست غضب کیا تمنے
کہ سارا احوال بیان کردیا حرامزادے اس کیفیت سے آگاہ [illegible] گفتہ در و دیوار ہم گوش دارد و دیدہ و دانستہ طلسم کو برباد کرا
ششہناز پکارا او بیحیا آپ ہی تو نے حال پوچھا [illegible] اب یہ باتین بناتا ہی کہ تو سہی یہ کہکر کیا ہی بختیارک بولا
یہ امر اتفاقی ہو عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب یہ حرامخور رحال [illegible] پھر ایک ٹہوکا دیا کہ تو نے بدذاتی پر کمر
باندھی بختیارک نے پھر کر دیکھا عمرو نے کہا اب چلو بختیارک [illegible] اٹھا عمرو تو راہی لشکر اسلام

ہوا بختیارک بارگاہ مین پھر کر آیا شہناز جادو نے کہا ارے تو اتنی دیر مین اچھا ہو گیا پکارا کہ میرے ساتھ
ملک الموت تھے یعنی مرشد کامل وہ سب حال سن گئے اب طلسم برباد ہوا شہناز جادو بولا کہ تو نے بہت نہ کہا کہ
عمرو میرے ساتھ ہی تو خود اپنے ساتھ اُسے لایا تھا دلھو دکر مجھسے حال پوچھا معلوم ہوا تو غدار ہے ستون سے ملا ہوا ہی بختیارک
نے کہا کہ مجھسے زیادہ اُنکا دشمن کون ہوگا وہ جو تمنے سنا ہو باپ مارے کا بیر میرے تو باپ کو اُسنے مارا مین تو انکا دشمن
جان تشنۂ خون ہون لیکن اگر ایسا نہ کرون تو مارا جاؤن جب مجھے یہان لایا تھا پہلے اقرار کروا لیا تھا کہ خبردار اگر
تو نے اشارۃً کنایۃً کسیطرح میرا حال بیان کیا تو تجھے مار ہی ڈالونگا اُنکا حال سمجھ لے کیا اپنی جان دیتا شہناز جادو
بولا ہو بڑے بدذات مگر اس سے خاطر جمع رکھو اس طلسم کی لوح نہین ہی کوئی اس طلسم کو توڑ نہ سکیگا یہان یہ گفتگو ہی
مگر عمرو جو وہانسے لشکر اسلام مین آیا تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا اور کہا کہ اب کوئی ایسا ہو کہ جا کر طلسم
فتح کرے اور حفظ ہیکل حمزہ کی لاسے بادشاہ اسلام بولے مین خود جانے کو موجود ہون یہ سنکر کرب پکارا مین
سرفروشی کو مستعد ہون عمرو نے کہا خواجہ زادون کو بلوا لیجیے جسکے نام پر طلسم کشائی نکلے وہ جاسے اور یون
جائیگا تو گرفتار طلسم ہو جائیگا اُسیوقت خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو بلایا اُنھون نے رمل مین ملاحظہ کر کے
عرض کیا کہ وہ شخص جاسکے جسے عیاری مین بھی دخل ہو اور زور و قوت مین اگر برابر نہین تو قریب قریب صاحبقران
کے ہو عمرو پکارا کہ یہ صفتین سواے کرب غازی کے اور کسی مین نہین کرب پکارا کہ مین جاؤنگا سعادت ہی میری اور
ہوا عمرو کرب کو اپنے خیمہ مین لایا اور کہا اے کرب تو میرا فرزند مشہور ہی جہان عیاری کا کام آپڑے وہان پہلوانی
کو دخل نہ دینا اور رنگ و روغن عیاری بنا کر کیسہ مین بھر دیئے کرب رخصت ہونے کو امیر کے پاس آیا امیر کو اُسی
حالت سکرات مین پایا کرب اگر آنکھون کو تلوون سے ملنے لگا پکارا کہ اے آقا اب مجھے رخصت کیجیے مین جاتا ہون
حفظ ہیکل لیجیے اور رو کر اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یاد کیا اُسوقت امیر حمزہ
شاہ ولایت کے ہوش مین آے کرب قدمون سے لپٹا ہوا تھا امیر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے کرب
مین نے تجھے سپرد کیا تیرے مولا کو وہی نگہبان ہین یہ کہکر پھر بیہوش ہو گئے شام ہو چکی تھی قصد کیا تھا کہ شب
بسر کرکے صبح کو جاے مگر خواجہ زادون نے فرمایا کہ آج جانے کا دن بہت خوب ہی عمرو نے کرب سے کہا کہ آج باہر جا
کرنا ضرور ہی آج تمھین بختیارک کے گھر مین لیجاکر رکھین صبح کو طلسم کا راستہ لینا کرب نے کہا اے پدر بزرگوار لشکر
دشمن مین جانا منھ مین اژدہے کے جانا ہی کہا کہ بیٹا یہی جرأت ہی کہ حریف کو آگاہ کر سکے کرب لو لائیے آپ کہئے
باہر نہین چلیے اور سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مار کر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہان بختیارک کی رگ بدذاتی
پھر جنبش مین آئی اور اُسے معلوم ہوا کہ مرشد تیرے پاس آتے ہین لقا اور شہناز وغیرہ کی آنکھ بچا کر باہر نکلا
چلا تھا اپنے خیمے کو کہ عمرو چوپالے سے سر باہر نکالکر پکارا کہ ذرا یہ عرضی ملاحظہ فرما لیجیے اُسکو لیکر جو پڑھا لکھا تھا
کہ منم عمرو بن امیہ ضمری کچھ کام کے واسطے تمھارے پاس آیا ہون بس یہ چپ رہ سکے کو دیکھا کہ آپ بعد مدت
تشریف فرما ہوے آنکھین ترس گئین آپ کے دیکھنے کو خواجہ نے بھی چوپالے سے نکلکر پاؤن اسکا پکڑ لیا کہا روتن
کہا کہ چوپالا لیجا بختیارک اپنے خیمے مین لایا دیکھا کہ تمھین ایک [illegible] پوش او چلے آتے ہین عرض کیا کہ یہ کون ہین
کہا کہ کرب ہے لاور بختیارک کا رنگ اُڑ گیا عرض کیا کہ [illegible] نے ان کو میرے خیمے کرب کو کیون لاے
عمرو بولا کہ کرب طلسم عجائب کے توڑنے کو [illegible] کچھ خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اب بختیارک نے تن من [illegible]
آئی کرب کی دعوت کا سامان کیا بخوبی [illegible] دہشت کے رات بھر نہین سویا کہ دو گھڑی [illegible]

پہر رات پچھلی باقی تھی کہ عمرو نے کرب سے کہا سوار ہوا اور بختیارک سے خطاب کیا کہ چلیے آپ بھی چلکو بیابان خارستان
انکو پہونچا آئیے بختیارک نے کہا کہ اگر میرے قتل کا ارادہ ہی تو مین یہین موجود ہون عمرو نے خنجر ہاتھ مین لیا اور کہا
کہ او حرامخور رحم کیا تیرے دشمن ہین بختیارک کانپ کر زمین پر گرا اور پکارا کہ آپ دشمن ہونگے تو دوست کون ہوگا
عمرو بولا کچھ ضرورت ہی اسواسطے مین تمہین لیجاتا ہون بختیارک ساتھ ہو عمرو سرحد بیابان تک لایا کرب
کو رخصت کیا کرب تیر سے خارستان کاٹتا ہوا روانہ ہوا عمرو نے بختیارک کو بالکل برہنہ کیا درخت سے باندھا
اور کہا خبردار افشائے راز نہ کرنا نہین تو مار ہی ڈالونگا اور بالفعل سیر بیابان کی کر وہ بختیارک بلبلایا کہ مجھکو
آپ یہان کیون چھوڑے جاتے ہین کوئی جانور درندہ مجھے پھاڑ کر کھا جائیگا کہا کہ کوئی تیرے پاس نہ آئیگا خاطر جمع
رکھو اور چند نقش اُسکے گلے مین باندھ دیے کہ جب کوئی جانور تیرے پاس آئیگا تو اپنی گردن ہلانا وہ بھاگ جائیگا
عمرو تو یہ کہکر چلا گیا پانچ چار گھڑی رات عجب عذاب سے اُسپر بسر ہوئی صبح کو ہر آیندہ و روندہ سے کہتا تھا کہ مین
درخت سے بندھا ہون ایک ظالم مجھے باندھکر چلا گیا کسی نے نہ سنا کہ بکتا کیا ہی ادھر صبح کو خیمے مین بختیارک کے
ڈھونڈھیا پڑی خدمتگارون نے تمام خیمہ چھان مارا مگر کہین پتا نہ پایا آخرکار یہ صلاح ہوئی کہ دو دو چار چار آدمی
چارون طرف ڈھونڈھنے جائین قضا سے کار دو چار خدمتگار تلاش کرتے ہوئے وہان بھی پہونچے اُسے درخت سے
کھولا بختیارک نے کہا کہ کیون حرامزادو یہ حال میرا عمرو کے ہاتھون کروایا سبھون نے کہا پیر و مرشد ہم کیا کرین
بغیر آپ کی اجازت ہم کسی پر ہاتھ نہین ڈال سکتے بختیارک نے کہا کہ اگر مین بتاتا تو میری جان جاتی اور تمسے اُسکا
بال بیکا نہ ہوسکتا غرض اسیطرح برہنہ لقا پاس آیا سکندر شاہ نے کہا کہ یہ کیا حال تونے بنایا اُسنے تمام کیفیت بیان کی
شہناز بولا کہ رات بھر عمرو تیرے گھر مین رہا اور تو نے ہمکو خبر نہ کی بختیارک نے کہا کہ جان اپنی کھوتا تو آپکو خبر ہوتی
دوسرے یہ کہ اُسکو جنگل سے نجات کیونکر پاتا اے شہناز جلد خاتمہ لشکر اسلام کا کرو ورنہ حمزہ ہوش مین آیا تو پھر کچھ
نہوگا اُسنے کہا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن اُدھر عمرو بن امیہ ضمری کرب کو رخصت کرکے داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ اسلام
سے تمام حال بیان کیا فرمایا خواجہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر مثل ہی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک
کرب غازی طلسم فتح کرے حفظ ہیکل حمزہ صاحبقران کی لاوے جبتک شہناز جادو کا ہیکو چھوڑیگا
خاتمہ لشکر کا ہوجائیگا ایک آدھ روز مین جو سوار باقی ہین وہ بھی گرفتار ہوجائینگے بعد اُنکے ہم پر نوبت آجائیگی اسکی
تدبیر کرنا ضرور ہی یہی باتین تھین کہ خبر ہرکارون نے دی کہ آج سکندر شاہ نے شہناز جادو کی دعوت کی ہی
بڑی تیاری ہی عمرو نے خدمت بادشاہی مین عرض کیا کہ شہریار غلام جاتا ہی اگر بن پڑتا ہی تو شہناز کو لاتا ہی
چالاک نے عرض کیا کہ بابا جان مین بھی آپکے ساتھ چلون کہا کہ تمبھی ہمسے الگ جاؤ ساتھ چلنا مناسب نہین ہی
چالاک بولا بہت اچھا اور ایکطرف کو روانہ ہوا مگر عمرو بن امیہ ضمری صورت بدلکر داخل لشکر کفار ہوا دیکھا
کہ لقا اور سکندر شاہ شہناز جادو کو ساتھ لیے ہوئے شہر سکندریہ مین داخل ہوئے تمام شہر آئینہ بند
ہر گلی کوچہ مین خلائق کا ہجوم عام ہی دکانون کے ستون زنگین ہین سائبانون پر تاس بادلہ و کمخواب کے تھان
بچھے ہوئے ہین سکندر شاہ خود عصا ہاتھ مین لیے ہوئے آگے آگے سواری کے اہتمام کرتا جاتا ہی شہناز جادو
آدمی نہایت حسین ہی نیمہ جواہر نگار پہنے ہوئے کمر بند مرصع کار کمر سے باندھے ہوئے تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے
نقارہ بجتا ہوا چلا آتا ہی گرد ہجوم ساحرون کا ہی آہستے آہستے دیوان خاص مین پہونچا وہان سکندر شاہ نے سارا
بنایا ہی اور زر بفت کے ڈلوائے ہین مسند تمامی کی بچھوائی ہی ارباب نشاط حاضر ہین شام ہوچکی ہی عمرو تو صورت

ایک فراش کی نہ کرا ایک طرف کھڑا ہو رہا شہناز جادو مسند پر آ کر بیٹھا ایک طرف لقا و سکندر شاہ و بختیارک
وغیرہ بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا قضا سے کار اتفاقات روزگار ایک طرف محل سرا سکندر شاہ
کی اسکے کوٹھے پر ایک قصر بنا ہوا ہی اسمین چلمنین پڑی ہوئی ہین شہناز جادو نے دیکھا کہ تیلیان ان چلمنون کی
مانند خطوط شعاع آفتاب کے روشن ہین اور وہ برج برج آفتاب معلوم ہوتا ہی ایک نور کی اسمین لہر ہی
اور وجہ اسکی یہ ہی کہ یہان بیٹی سکندر شاہ کی زلف آرا بانو بیٹھی ہوئی ہی اسکے آفتاب جمال کی روشنی
پھیلی ہوئی ہی لیکن صورت یہ ہی کہ وہ شہناز جادو پر عاشق ہوئی ہی شہناز کیطرف دیکھ رہی تھی شہناز
کی نگاہ جو ادھر پڑی اور ایک نازنین مہر تمکین کو جلوہ گر پایا بس تیر عشق کھایا کہ جگر مشبک ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی کلیجا تھام لیا عمرو یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ وہ نازنین اسپر مائل و مبتلا معلوم ہوتی ہی اور یہ بھی بیقرار جان بشیدا
ہوا ناگاہ اس نازنین نے رومال اوپر سے پھینکا کہ اسمین بٹوا زربفت کا تھا اور اس بٹوے مین کچھ چکنی ڈلیا
الائچیان تھین اور ایک رقعہ اسکے ساتھ تھا شہناز نے تو اسے رومال پھینکتے ہوے نہین دیکھا لیکن عمرو
دیکھ رہا تھا چپکے چپکے جا کر اسے اٹھا لیا اور شہناز کو لا کر دیا اسنے کہا یہ کیا ہی کہا غلام کو نہین معلوم لیکن
قصر پر سے کسی نے یہ پھینکا ہی شہناز نے پوچھا آپ سے گرا ہی یا کسی نے پھینکا ہی کہا کہ پیر و مرشد حضور کو جو کھانا
کسی نے پھینکا حضور نے خیال نہین کیا شہناز نے رومال جو کھولا تو دیکھا عطر سے بسا ہوا تھا اور ایک رقعہ بھی
تھا پوچھا کہ تو کسکا آدمی ہی کہا کہ حضور کے نئے نوکرون مین ہون شہناز اپنے دل مین خوش ہوا بٹوا کھولکر ڈلی الائچی کھائی
کہا کہ شمع اٹھا لا وہ اٹھا لایا پوچھا کہ تو کچھ پڑھا ہی کہا کہ جی الف کو لٹھا اور بے کو بلینڈی جانتا ہون شہناز ہنسا کہ تو بڑا
مسخرہ ہی اور رقعہ کھولکر پڑھا عمرو نے دیکھا کہ اسمین لکھا ہوا تھا کہ اے شہناز جس روز سے کہ تم شہناز کوہ سے
یہان آئے ہو اور ہمنے تمھین دیکھا ہی ہم دلدادہ و فریفتہ ہو رہے ہین اور تمکو ہماری خبر بالکل نہین ہی جان اللہ معشوق
ایسے ہی جفاکار ہوتے ہین جو چاہو جفا کرو مگر کبھی تو رحم بھی کیا کرو یہی چاہتے ہو کہ تمھارے فراق مین گھل گھل کر
مرجائین بہت بہتر خون ہمارا تمھاری گردن پر ہوگا اتنی آرزو ہی کہ ایک مرتبہ تمھین بٹھا کر اپنا درد دل سنا لین پھر
اسکے مرجائین شعر ... رہ ہون کے پہنچے وہ بھی دل کی حسرت یہی آرزو ہی اور تم صاحب اختیار ہو جسطرح
چاہو ملاقات ... بھی لکھا ہوا تھا کہ اگر جلد تمنے ملاقات کی صورت نکالی تو بہتر
ورنہ دو ایک رو ... شہناز تو بیچین ہو گیا او عمرو نے بھی سب مضمون رقعہ کا
پڑھا اپنے دل مین ... شہناز نے رقعہ پڑھکر سر اٹھا کر قصر کیطرف دیکھا ملکہ نے
چلمن اٹھا دی شہناز ... دیکھا کہ صورت حور کی تھی دونون زلفین رخسارون پر
چھوٹی ہوئی تھین بیند ... مین بس شہناز بیتاب ہو گیا اسطرف چلمن پڑ گئی ادھر
شہناز کی آنکھون پر پردے پڑ گئے بیقرار ہوکر اٹھا عمرو نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ مین دروازے کے ادھر آتا ہون
مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ دروازے کیطرف روانہ ہوئی عمرو بھی اسیطرف چلا لیکن سکندر شاہ نے شہناز سے پوچھا
کہ خیر باشد آپ کیون اٹھے کہا کہ مین عیار حمزہ سے خائف ہون اپنے خیمے مین جا لگا وہان خوب بندوبست ہی جو عمرو
کوئی وہان نہ آسکیگا بختیارک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین مگر کھانا تو نوش فرما لیجیے بعد اسکے تشریف لیجائیے گا غرض
دسترخوان بچھا کھانا انواع انواع طرح کا لا کر سامنے لگایا گیا شہناز نے بسبب جلدی کے کچھ کھایا کچھ نہ کھایا
دل مین خیال بندھا ہوا تھا کہ حیف ایسی معشوقہ مجھپر عاشق ہو اور مجھے خبر نہو اگر ہوتی تو ابتک وصل سے شاد ہوتا

اب چلکر جلد اُسے اپنے پاس بلا لیجیے اور آرزوے دلی اپنی نکالیے جلد لیے ہاتھ دھوکر اُٹھا سوار ہوکر اپنے خیمے میں
گیا ادھر عمرو نے جو ملکہ سے اشارہ کیا تھا کہ مجھے کچھ کہنا ہے اور ملکہ نے اشارے سے کہا تھا کہ ادھر دروازے پر
آؤ عمرو ادھر کو روانہ ہوا ملکہ خوشی خوشی قصر سے نیچے اُتری ساتھ والیوں نے کہا کہ ملکہ مبارک ہو مدت سے آپ
اسیر عاشق تھیں آج تو جواب سوال وصل کا درمیان میں آیا سچ میں تو ہم شریک تھے اب خوشی کی خبر بھی تو سنائیے
کہا کہ رنڈیو تم خیلہ ہو گئی ہو ابھی مفصل حال مجھکو معلوم نہیں ابھی میں تمسے کیا کہوں اور تم تو میری محرم راز ہو
و ہمراز ہو جو امر ہوگا تمسے پوشیدہ نہ رہیگا یہانتک کہ زیر قصر آئی محلدار سے کہا کہ دیکھو تو کوئی آدمی شہناز کا
آیا ہے تو اُسے اندر ڈیوڑھی کے بلاکر مجھے خبر دے وہ وہانسے باہر آئی یہان عمرو دروازے پر موجود تھا کہ محلدار نے
دیکھا کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہوا ہے عقل سے دریافت کیا کہ یہی شہناز جادو کا فرستادہ ہے بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو
کہا کہ بندۂ خدا وہ بولی کہ کیا شہناز جادو کے آدمی ہو یہ بولا کہ ہان کہا کہ ہمارے پاس آؤ اور ہاتھ پکڑ کر پردے کے
پاس لائی کہ جہان کوئی نامحرم نہ جاسکتا تھا اور سب کو علٰحدہ کرکے پردے کے پاس عمرو کو کھڑا کیا اور جاکر ملکہ سے
کہا کہ وہ آدمی آیا ہے پردے کے پاس کھڑا ہے ملکہ خرم و شادان دوڑی اکیلی پردے کے پاس آکر کھڑی ہوئی ادھر عمرو
اکیلا کھڑا ہوا تھا ملکہ جانتی تھی کہ یہ شہناز کا محرم راز ہے پوچھا کہ کیا شہناز جادو نے پیغام بھیجا ہے عمرو نے
کہا ملکہ آپ تنہا ہوں تو عرض کروں بولی میں تنہا ہوں کوئی میرے پاس نہیں ہے جو کچھ کہنا ہو وہ کہو عمرو نے ایک
چکنی ڈلی عطر میں بسی ہوئی دانت سے کتری ہوئی ملکہ کو دی کہ یہ شہناز جادو نے اپنے دانت سے جھوٹی کرکے
بھیجی ہے اور قسم دی ہے کہ ملکہ تمھیں ہماری جان کی قسم کھا لینا اور کہا ہے کہ اے ملکہ تم خاطر جمع رکھو مجھکو ابتک حال معلوم
نہ تھا میں آج تمھیں ضرور بلاؤنگا ملکہ یہ سنکر بہت خوش ہوئی اُس ڈلی کو کھا لیا کھاتے ہی بیہوشی طاری ہوئی جھوم کر
چلی تھی کہ عمرو نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور آپ ملکہ کی صورت بنکر مسکراتا ہوا اندر آیا مصاحبوں
نے سلام کیا پوچھا کہ بلا لیا ہمیں بھی خوشخبری سنائیے ملکہ بولی وہ آدمی شہناز کا نہ تھا کوئی اور آدمی تھا
جنھوں نے کہا بلا لیں آپ مالک ہیں سچ چھد ستم اٹھانے کو ہم تھے خوشی میں ہمیں خبر بھی نہیں شاید آپ کو یہ گمان ہے
کہ ہم غمازی کرینگے جو آپ ہمسے چھپاتی ہیں بلا لیں یہ گمان آپ کو ناحق ہے مگر معلوم ہوا کہ خوشخبری سننا ہماری قسمت میں
نہیں ہے ملکہ ہنس پڑی اور کہا کہ آج وصل کا وعدہ ہوا ہے یہی باتیں کرتی [illegible] بالاے بام آئی فرش بچھوایا مسہری
پر زینت [illegible] یانہ ہوئی لیکن اسطرف شہناز جادو اپنے خیمے [illegible] ت کیا چار ساحر ہمراز
جو اُسکے تھے کہ ایک کا نام سیماب جادو دوسرے کا نام [illegible] نام عقاب جادو چوتھے کا
نام طیران جادو ہے یہ چارون پاس آکر بیٹھے لیکن صورت [illegible] ہو رہے ہیں کہ آج کچھ شہناز کی
عجب کیفیت ہے بیتاب و بیقرار ہے چہرہ متغیر ہے جیسے کوئی کسی [illegible] ق ہوتا ہے پوچھا کہ آج آپکا حال کچھ اور
دیکھتے ہیں جیسے کوئی کسی پر فریفتہ ہوتا ہے بس یہ سنتے ہی شہناز جادو رونے لگا آہ کھینچکر کہا کہ صاحبو کیا
کہوں جو مجھ پر گذری ہے کس سے حال اپنا بیان کروں اُن چارون نے کہا کہ ہم آپکے غلام ہیں جسپر آپ کا دل آیا ہے
اگر وہ آسمان پر ہوگا تو اُسے لا دینگے شہناز بولا میں جانتا ہون تم ایسے ہی رفیق جانباز ہو اور یہ کہکر اپنا حال
بیان کیا اور کہا کہ وہ مدت سے مجھپر عاشق ہے مجھکو معلوم نہ تھا اب وہ منتظر ہوگی تم جاکر مع پلنگ اُسکو اٹھا
لاؤ میں تیاری شب ماہ کی کرتا ہوں یہ سنکر چارون جادوگر روانہ ہوے یہان عمرو ملکہ کی صورت بنا ہوا پلنگ
پر پڑا ہوا تھا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ چار عقاب اُڑتے ہوے پیدا ہوے آسمان پر ٹھہر کر اُنھوں نے دیکھا

شروع کیا ملکہ کو دیکھا کہ مسہری کے نیچے پلنگ پر سوتی ہے وہیں سے کندے دیا کر گرے اور پلنگ کو اٹھا کر
لے اڑے لیے ہوئے سامنے شہناز جادو کے تخت پلنگ آیا عمرو نے اپنے کو سوتے میں ڈال دیا وہ
چاروں جادوگر پلنگ رکھکر چلے گئے شہناز جادو اٹھکر قریب پلنگ کے آیا دیکھا کہ ملکہ کا عجب عالم ہے جوانی
کی نیند میں غافل سو رہی ہے دوپٹہ سینے پر سے سرک گیا ہے دونوں پستان مانند قبۂ نور یا گوے بلور کے کھلے ہوئے
ہیں کرتی سرکی ہوئی پیٹ مانند تختۂ الماس کے نمایاں پائنچے جو اوپر چڑھ آئے ہیں تو دونوں رانیں مانند گردن
حور یا مشعل نور سے معلوم ہوتی ہیں بس یہ عالم دیکھتے ہی نعوذ باللہ منہا کی حالت ہوئی شہناز پہلے ہی عاشق ہو
رہا تھا اب قریب سے جو یہ عالم دیکھا بسمل ہو گیا پاؤں دبانے لگا کہ ملکہ بیدار ہو ایسا سوئی ہے تم سو جاتی ہو صاحب
اٹھو عمرو نے انگڑائی لیکر دوسری طرف کی کروٹ لی شہناز نے پھر پکارا کہ صاحب اٹھو تو دیکھو کہاں آئی ہو میں نے
تمہیں بلوایا ہے غرض کئی مرتبہ کے جگانے میں آنکھ کھول کر دیکھا اور جلدی سے دوپٹہ سے سینے کو چھپا لیا پائنچے
پائنچا درست کیا شہناز سے کہا کہ صاحب ہماری محبت سے تم نے ہمیں بلایا نہیں تو کاہیکو ہماری خبر لیتے شہناز
نے کہا سچ ہے عاشق تمہیں ہوں غرض اسباب عیش مہیا تھا شراب چلنے لگی اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب
سچ کہو کسی اور پر بھی تم عاشق تھے شہناز نے کہا کہ نہیں جسکو جی چاہتا ہے اسے ایسا ملکہ نے کہا سچ ہے تم ہماری کس
قدر کیا جانو ہم سے پوچھو کہ جب سے تمہیں دیکھا ہے ایک دم چین سے نہیں رہتے دن رات تڑپتے روتے دعائیں مانگتے
گذرتا تھا بارے خدا نے دعا ہماری مستجاب کی کہ دعوت میں ہماری تمہاری آنکھیں چار ہوئیں اور ہمکو حال
ہمارا معلوم ہوا شہناز بولا ای ملکہ قسم ہے مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ میں نے خوب ضبط کیا میں نے تو جس وقت سے
تمہیں دیکھا ہے بیقرار تھا یہانتک کہ تمہیں بلا لیا اب البتہ آرام آیا اور جبتک مجھے خبر نہ تھی میں مجبور تھا ملکہ تم معاف
کرو کہا کہ صاحب سب تمہیں معاف ہے مگر شکر ہے کہ وہ سب غم والم مفارقت خوشی کے ساتھ مبدل ہوئے غرض تھوڑی
باہم شراب پی شہناز نے ایک نشہ شراب میں سینہ پر ملکہ کے دوڑایا اور بفور شوق سے بیقرار ہو کر کا
قصد کیا عمرو پیچھے سرکا کہا کہ صاحب ہوش میں آؤ میں اسکی خواہاں نہیں ہوں اور آج شب اول ہے میں کیا میں
بھاگی جاتی ہوں شہناز بولا ملکہ تم انکار نہ کرو عمرو نے کہا کہ میں پیشاب کر آؤں پھر جو تمہیں منظور ہوگا وہ
کرنا یہ کہکر عمرو اٹھا شہناز بولا میں لوٹا ساتھ لیے چلوں یہ کہکر اٹھا عمرو آگے یہ پیچھے کوئی دو قدم چلا تھا کہ لوٹا شہناز
سے لیکر ملکہ قنات کی آڑ میں ہوگئی اور جلد پیشاب کرکے دوسری طرف سے نکل کر مسند پر بیٹھ گئی شراب و کباب
سب کو آغشتہ بدارو سے بیہوشی کیا یہاں شہناز نے ملکہ کو آواز دی کہ صاحب پیشاب کر چکیں یا نہیں ملکہ نے
آواز دی کہ صاحب کسے پکارتے ہو میں تو یہاں چلی بھی آئی شہناز دوڑا کہ ملکہ ہزار جانیں میری تمہاری اس
چالاکی پر قربان ہیں اسوقت کیا عالم ہے تمہارا کہا کہ صاحب بیٹھو تو شراب تو پیو اور جام بھر کر اپنے ہاتھ سے
پلایا اور گلے میں ہاتھ ڈالدیئے کہا کہ دیکھو کیا چاندنی ہے اٹھو سیر شب ماہ تو کریں شہناز اٹھکر کھڑا ہوا کہا کہ ملکہ
تم ہمیں جلاتی ہو ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اب چلکر سیر کریں گے پلنگ پر لیٹیں شہناز بھی ہنستا ہوا چند قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مار کر گرنے لگا عمرو نے اور ایک لات ماری کہ وہ اور بھی بیہوش ہو گیا اب عمرو
چھاتی پر اسکی چڑھا اور خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اسے ذبح کرے کہ کسی نے ہاتھ پیچھے سے پکڑ لیا کہا کیا کرتے ہیں عمرو کا
رنگ سفید ہوگیا تھا دیکھا تو چالاک ہے کہا ای فرزند تو کہاں عرض کیا کہ حضور میں نقب کنی کرکے یہانتک
آیا تھا مگر بروقت پہونچا آپ نے غضب کیا تھا اگر اسے مار ڈالتے تو ابھی گرفتار ہو جاتے مارے جاتے

آپ ایسا عاقل اور اسوقت ایسی نادانی کی حرکت کرے عمرو نے کہا کہ بیٹا پھر مین کیا کرون چالاک بولا بابا جان آپ شہناز کیصورت بنیے مجھکو ملکہ کیصورت بناکر محل مین بھیجدیجیے شہناز کو زنبیل مین قید رکھیے تھوڑے سب کافرون اور ساحرون کا علاج کیجیے جب کرب دلاور طلسم فتح کرکے آوے اسوقت اسکا مارنا کچھ مشکل نہوگا عمرو نے چالاک کو گلیسے لگایا اور کہا کہ ای فرزند تو جو مجھسے دعوی ہمسری کا کرتا ہے بجا ہے تو بیشک میرا جانشین ہے چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا مین غلام ہون مجھے آپسے کیا نسبت ہے عمرو نے وہی کیا جو چالاک نے صلاح دی تھی چالاک کو انہین جادوگرون کے ساتھ محل مین بھجوادیا اور آپ شہناز کیصورت بنکر سو رہا صبح کو بارگاہ مین آیا تھا اور سکندر شاہ کو طلب کیا اپنی کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی پلچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا بختیارک نے اٹھکر شہناز جادو کو سلام کیا اور کہا کہ آپکو اب استیصال خدا پرستان مین کیا تامل ہے تہماسک ملکہ جی میرے پاس دلنواز جادو کا پیغام آیا ہے کہ مین اگر تمھارے شریک ہوتا ہون ہم تم ملکر خدا پرستون کا کام تمام کرینگے مین اسکا انتظار کررہا ہون وہ آیا اور خدا پرستون کو مارا تم گھبراؤ نہین وہ صبح وشام مین یہان آیا چاہتا ہے اور ملکہ جی تم کہتے ہو کہ اما دکھرہ طلسم کشائی کو گیا ہے اسے طلسم مین سرگردان رہنے دو مالک طلسم دلنواز یہان آیا چاہتا ہے اب خدا پرستون کو تم مردہ سمجھو بختیارک چپ ہو رہا عمرو کو تو انتظار ہے کرب غازی کے چھوٹنے کا

اب چند کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

اب سنیے کہ وہ بہادر رہ وران شیر ژیان تیر سے خارستان کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے صبح سے تین پہر تک درخت خار مغیلان کاٹے پہر دن باقی تھا کہ اس خارستان سے باہر نکلا سبزہ زار دیکھا وہاں سے چلا ایک پہاڑ پاس پہونچا دیکھا کہ وہ کوہ عجب کیفیت پر ہے انواع اقسام کے گلہاے رنگا رنگ پہولے ہوئے ہین ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی آتی ہے چشمہ ہاے آب مصفا جاری ہین جا بجا آبشار گر رہی ہے اور آگے بڑھا دیکھا کہ فرسخ در فرسخ وہ صحرا دشت ہاے لالہ سے مملو ہے اور عجب کیفیت ہے اس لالہ زار کی کہ ہر پھول دانے کا یاقوت کا معلوم ہوتا ہے مگر اسکا نیلم کا ہے پتے اسکے زمرد کے ہین مگر عمرو سے جو سنا تھا کہ تختۂ لالہ زار مکان ہے لالہ زار جادو کا عقل سے معلوم کیا کہ یہی وہ مقام ہے یہی وہ سدراہ طلسم ہے اسیوقت رنگ روغن عیاری نکالا چہرے پر ملا صورت اپنی ایک بیمار کی بناکر کہ تمام بدن مین آبلے ہین پیپ اور خون انسے بہہ رہا تھا اوپر کوہ کے آکر کھڑا ہوا بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین لالہ زار کے بنگلا خس کا بنا ہوا ہے اور خس کو منقش اور تار ابریشم سے بنایا ہے اور پردے صندلی رنگ کے چار طرف پڑے ہوے ہین غلام گردش بادلے کی ہے ایک پلنگ مرصع کار اسمین بچھا ہوا ہے ایک ساحر اسپر بیٹھا ہوا ہے کرب نے ایک پتھر بہت بڑا سا پہاڑ سے اکھیڑا اور اس لالہ زار مین پھینک کر آپ لیٹ رہا پتھر کے گرنے سے ایک غل ہوا اور شعلہ آتش نمایان ہوے وہ لالہ زار آتش بہار ہوگیا اور اس خس کے بنگلے مین سے ایک ساحر نکلا کہ تمام بدن اسکا آگ کا تھا لنگ باندھے ہوے قشقہ پیشانی پر کھینچا ہوا ڈھونڈتا ہوا نکلا جب برابر کرب کے آیا ٹھوکر ماری اور پوچھا تو کون ہے یہان کیون آکر پڑا ہے نہایت سے ٹھوکر کے چھینٹ آبلے ٹوٹے پیپ خون بہنے لگا اس بیمار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا او ناخدا ترس بے رحم تو کون ہے کہ مرے ہوے کو مارتا ہے مین خواہان مرگ ہون دعا مانگتا ہون کہ جان میری نکلجاے نہین نکلتی ہر دم آزاری سے تنگ ہے کیا حاصل لالہ زار جادو تھا نادم و پشیمان ہوا استفسار حال کیا کہ تجھے یہان کون لایا اسنے کہا کہ جبتک روپیہ میرے پاس تھا عزیز آشنا بھی آپہنچتے تھے جب مفلس ہوا کچھ پاس نہ رہا اب کوئی شریک حال نہین ناچار اسطرح کا لاحق ہے یہان اپنے کو

گیسے بنا ہوا لایا تھا کہ کوئی جانور مجھکو کھا جاوے تو اس عذاب سے نجات پاؤں ابتک کسی نے نہیں پوچھا لالہ زار جادو کو رحم آیا بہت اشرفیاں کمر سے نکالکر کہا کہ لے اور جا اپنا علاج کر عیار نے کہا میرے ہاتھ کہاں کہ میں لوں آپ نے رحم کیا یہ تو میری چھاتی پر رکھدیجیے لالہ زار جادو جھکا کہ چھاتی پر اشرفیاں رکھدے کہ عیار نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل گرا کہ عیار اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دم لینے کی مہلت نہ دی گلا گھونٹ کر مار ڈالا بس تمام وہ لالہ زار آتش زار ہوگیا ایک دھواں اٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا شور گیرودار کا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتہ میرا نام تھا لالہ زار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ لالہ زار ہے نہ وہ بنگلہ ہے میدان ہیں لاشہ اُس جادوگر کا پڑا ہے عیار نے کپڑے اسکے اتار لیے اور لاش کو ایک جنگل کے پیچھے دبا دیا اور اپنی صورت لالہ زار جادو کی بنا کر روانہ ہوا برابر دروہ نرگس زار کے پہونچا دروہ عجیب پرفضا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی ہے سوا تختہ نرگس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کٹورہ اسکا الماس کا ہے ڈنڈی اسکی عقیق زرد کا جو پھول زمین پر گرے ہیں مانند چشم حیرت نگران ہیں عیار ایک پتھر اس نرگس زار میں مارکر خود اپنا ادھر سے چھپ لیا آنکھیں بند کرلیں کہ چشم نرگس سے تاکہ دو چار ہو محفوظ رہے مگر اس نرگس زار میں بارہ دری اقرہ صدف کی تھی کہ کور کا عالم پیش تھا اور پردے تمامی کے آویزاں اس میں سے ایک ساحر سیاہ فام زشت رو کریہ منظر پیٹھ نکال کر دھواں ناک سے کانوں سے اسکے نکلتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دود دوزخ سے پیدا ہوا ہے دھواں اٹھتا ہوا اسکو چلا جب تختہ نرگس سے باہر آیا دیکھا کہ لالہ زار کھڑا ہے پوچھا کہ اے برادر رحم کدھر آئے کہا کہ بھائی تمہارے دیکھنے کو جی چاہا تھا تمہارے سحر کے خوف سے دور سے پتھر مارا تھا کہ تمکو خبر ہو جاوے کہ کوئی آیا ہے کس واسطے کہ سحر ہر ایک کا اسی سے تعلق رکھتا ہے نرگس جادو نے کہا بہت آپنے تشریف لائیے اسنے کہا بھائی کیا کہوں سنا ہے کہ عیار حمزہ جو کشندہ جادوگران مشہور ہے وہ طلسم کی طرف آتا ہے آپ خبردار رہیں نرگس جادو بولا کہ بھائی پہلے تو وہ تمہارا راہی ہے تمہارے بعد مجھ پر نوبت آئیگی کہا کہ بھائی یہ تو نشانہ میں اسیواسطے تمہارے پاس آئے ہیں کہ آج تمسے مل لیں کچھ زندگی کا اعتبار نہیں ہے خدا جانے زندہ بچیں یا نہیں اور ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ بھائی مل تو لو ادھر سے نرگس جادو چلا آتا ہے اسنے بھی ہاتھ پھیلا دیے دونوں ہمبغل ہوئے عیار نے اُس سے لپٹ کر ایسا زور کیا کہ سب پسلیاں اسکی کڑ کڑ کر ٹوٹ گئیں وہ اصل جہنم ہوا روح پرواز کر گئی غل شور کی آواز بلند ہوئی دھواں اٹھا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی چل رہی تھی پانی برس رہا تھا پھر اسکے حال تباہ کرتے تھے کہ گذر رہے تھے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتہ میرا نام تھا نرگس جادو بود اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ نرگس زار ہے نہ وہ بارہ دری ہے صاف میدان معلوم ہوتا ہے لاشہ اُس ساحر کا پڑا ہوا ہے عیار اسکو بھی گاڑ کر روانہ ہوا کوس آیا ہوگا کہ ایک تالاب عظیم معلوم ہوا اور اسکی داہنی بائیں طرف دو چبوترے تھے طلائی اور نقرئی طلائی نقرئی چبوترے پر تھے اور دونوں طرف دو کوہ طلائی اور نقرئی نظر آئے لب گرداں تالاب کی بلوریں تھی پانی مانند سیماب کے موج مار رہا تھا اور اُس طرف تالاب کے قلعہ تھا فولاد کا کہ برج اور فصیلیں اسکی آراستہ اور پیراستہ تھیں لیکن چار برج تھے سب پر صیقل کیا ہوا تھا جو مہر انکا برابر چمکتا ہوا نظر آتا تھا اور ہر برج میں ایک ایک غول نفیر طلائی ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑا ہوا تھا اور قلعہ کے دروازے پر ایک بنگلہ پڑا ہوا تھا اسمیں ایک نازنین مہ جبین گلرو سیمیں تن تخت زرنگار پر بیٹھی ہوئی تھی عیار یہ منظر دیکھ کے تالاب پر بیٹھا ہاتھوں میں پانی اٹھایا کہ کلی کرے پھر دو پانی میں ہاتھ ڈالا اُسکے ساتھ غولوں نے نفیریں بجانا شروع کیں پانی تالاب کا متلاطم ہوا دونوں پہاڑوں سے آگ برسنے لگی غلغلہ دار و گیر برپا ہوا عیار نے یہ حال دیکھکر پانی سے ہاتھ کھینچا

دور پہنچکر کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ اُس تالاب کا پانی شق ہوکر ایک زورق پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین نہایت حسین لباس فاخرہ پہنے ہوئے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی چند انیسین گرد و جوانب مین بیٹھی ہوئی تھین کہ وہ کشتی کنارے پر آئی چبوترے پر فرش ہوگیا وہ آکر بیٹھی کرب دیکھکر اُسکو مائل ہوا اور اُس نازنین کے سامنے ناچ گانا ہونے لگا کہ ایک مرتبہ اُس نازنین نے کرب کو آواز دی کہ ای شہریار یہان تشریف لائیے مین آپ کی مدت سے مشتاق تھی آرزو دلی خدا نے پوری کی کہ آپ یہان تشریف لائے آئیے قدم رنجہ فرمائیے معلوم ہوتا ہی کہ آپ دور سے آتے ہین گرد چہرے پر پڑی ہوئی ہی آئیے منھ دھوئیے کنیز خدمتگذاری کو موجود ہی کرب نے جو یہ سخن نرم اور شیرین اُس لب نازک سے سنے عشق دہ چند ہوگیا چلا تھا اُسکے پاس کہ خیال مین گذرا ای کرب آقا تیرا عالم سکرات مین پڑا ہی لشکر مین وہ تلاطم ہی تجھکو یہان عشق و عاشقی سوجھی ہی اور یہ نازنین کیا تیری آشنا ہی یہ تمام کارخانہ طلسم کا ہی یہ پانی کے اندر سے پیدا ہوئی ہی ایسا نہو کہ تجھے لے ڈوبے تو ساری آبرو خاک مین ملجاے اور تو گرفتار رہا ہو جائے جلد چل یہان سے اور درگاہ جناب ایزدی مین رجوع کر اگر فضل اُسکا شریک حال ہوگا تو تو طلسم فتح کریگا یہ خیال اپنے دل مین کرکے بھاگا ہرچند وہ نازنین پکاراکی کہ او بیمروت کہان جاتا ہی ہمکو بسمل چھوڑے جاتا ہی کرب نے پلٹ کر دیکھا بھی نہین جتنے کہ وہ نازنین کشتی پر سوار ہوکر تالاب مین غائب ہوگئی کرب صحراے سبز و خرم مین پہونچا کچھ میوہ جنگل کا کھایا چشمہ آب سے پانی پیا وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارا اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کہ آکر غلام کی مدد کیجیے یہانتک کہ دعا مانگتے مانگتے صبح ہوگئی اُسوقت آنکھ کرب غازی کی لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہی خوشبو چلی آتی اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سوا سوارون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور ایک بادشاہ جلیل القدر تخت زر نگار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پہ پھرتا ہوا دکھائی دیا پاس کرب کے پکارا کہ السلام علیک ای کرب دلاور نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان کرب نے جواب سلام دیا اُس بادشاہ نے کہا کہ مین فرستادہ ہون تمھارے مولا کا بیان کرو کیا مطلب ہی تمھارا کہا کہ مین آپکے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہو لون تو مطلب اپنا عرض کرون کہا کہ نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہی مین بہت بڑا بادشاہ تھا مگر اب فاتحہ کا محتاج ہون کرب یہ سنکر رو دیا کہا آپ بجا فرماتے ہین کہ دنیا سراے فانی ہی سکندر نے پھر پوچھا کہ مطلب تمھارا کیا ہی کرب نے تمام حال صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ مین حفظ ہیکل لینے کو آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے لیجاؤن سکندر نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل لینے کو آئے ہو تو تمھین ملجائیگی اور اگر طلسم فتح کرنے کا ارادہ ہی تو یہ امر بہت مشکل ہی کیونکہ لوح طلسم بادشاہ طلسم پاس بھی نہین ہی طلسم کشائی کا ارادہ نہ کرو کرب نے کہا کہ آپ ایسا شخص میری مدد کرے اور طلسم نہ فتح ہو اور مین واپس جاؤن یہ نہوگا کہا کہ اچھا کسی جگہ غفلت نہ کرنا اور چار تعویذ دیے کہ انھین چار کونون پر گاڑ کے بیچ مین بیٹھکر اسم سحر پڑھنا اور ایک کتبہ دیا اور چند باتین کانین کہین کہ وقت پر بیان کی جائینگی آنکھ کرب غازی کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا وہ چارون تعویذ اور کتبہ اپنے پاس دیکھکر خوش ہوا آکر خواب سچا ہی پس اُٹھکر وضو کیا نماز صبح کی پڑھی اور اُن چارون تعویذون کو چار طرف گاڑ کے خود بیچ مین آنکر بیٹھکر اسم پڑھنا شروع کیا کہ یکایک ایک ہوا سے تند چلی ابر پیدا ہوا اور وہ ابر چھٹ گیا اُسمین سے کچھ اونٹ نمودار ہوئے کہ اُنپر اسباب بارگاہ لدا ہوا تھا فراش سوار تھے جب وہ اونٹ زمین پر آ فراش اُترے بارگاہ استادہ کی بعد اُسکے وہ فراش کرب غازی کی خدمت مین حاضر ہوئے سلام کیا

ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہم حکم سے اپنے آقا سکندر ذوالقرنین کے آپ پاس آئے بارگاہ لائے چلکر اسمین رونق افزا ہوجیے کرب وہانسے اٹھا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ چار سو ستون سونے کے مرصع کار ہین اور ایوان شاہی ہی اسکے آگے سائبان منقش کہ اسمین جھالر بادلے کی پاسکا اسپر مروارید لگی ہوئی ہی فرش ولایتی قالینون کا کیا ہوا ہی مسند مکلل بچھا ہی بچھی ہوئی ہی چار سو گلدستے کہ زمرد و یاقوت والماس کے پھول انمین نصب ہین رکھے ہوئے ہین کرب اس سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے دلمین کہا کہ یہ خیمہ بدیع الزمان کے خیمہ سے کم نہین ہی خدا فضل کرے طلسم فتح ہو تو یہ بارگاہ تیرے ہاتھ آئے بس مسند پر آکر بیٹھا مکتوب کو کھولا ایک اسم اسمین لکھا ہوا تھا اُسے پڑھنا شروع کیا اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آسمان کیطرف دم کیا ایک دم نہ گذرا تھا کہ آسمان پر سے ایک تخت پیدا ہوا قریب آیا تو دیکھا ایک نازنین پریزاد نہایت حسینہ و جمیلہ اُسپر بیٹھی ہوئی ہی مگر آثار حزن و ملال چہرے سے اسکے ظاہر ہین آنسو بھرے ہوئے ہین بلکہ صدف چشم سے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین اور کاکلین مانند موے سنبل پریشان ہین تخت سے اُترکر کرب کے پاس آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی اور عرض کیا اے شہریار مین نے آپسے کوئی بدی نہین کی لوح طلسم کہ معدوم تھی وہ آپکے واسطے لائی ہون اور کسی کو یہ حال ابتک نہین معلوم تھا کہ لوح میرے پاس ہی اور مجھکو کوئی جہان مین نہ پاتا مگر بحکم مالک طلسم سکندر ذوالقرنین کے آئی ہون یہ لوح حاضر ہی لیجیے مگر میرے ساتھ بدی نہ کیجیے گا یہ کہکر لوح دونون ہاتھون پر رکھکر کرب کے سامنے لائی وہ لوح زمرد کی تھی یاقوت کے حرف اُسپر نصب تھے مگر کرب کی نگاہ جو اُس نازنین پر پڑی تو اُس پر ہزار جان شیفتہ و فریفتہ ہوا ایک ہاتھ سے تو لوح لی دوسرے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ سامنے گری کرب تڑپکر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مگر دل کرب کا اسکے واسطے بیقرار و بیتاب تھا کسواسطے کہ دیکھتے ہی عاشق ہوگیا تھا نہایت اپنے دلمین بھی مین تاسف کیا کہ یہ عجیب طلسم ہی کہ حسن کو قتل کرواتا ہی ساتھ ہی اسکے یہ خیال آیا کہ اے کرب آفتاب اس عالم کرب ہی ہین سب نثار ہین بس خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح کرے وہ نازنین پکاری اے بہادر یہ مین لوح دینے کو لائی ہون تو مجھے قتل کرتا ہی کیا خطا مین نے تیری کی ہی اور یہ کیا بہادری ہی عورت پر آزمائی جاتی ہی کرب نے کہا کہ اسکا خدا عالم ہی کہ مین اپنے نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا ہون خدا جانے تیرے قتل کرنے مین کیا اسرار ہی ہاتھ کرب کا کانپ رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین ادہر وہ نازنین رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ مجھے معلوم ہوا کہ بے نیل مقصود ہم اٹھ جائینگے آپکی کچھ تقصیر نہین ہماری قسمت کی خوبی ہی یہ روتی بلبلاتی رہی کرب نے آنکھین بند کرکے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر رگڑ دیا کہ صاف تن سے سر جدا ہوگیا کرب نے وہ سر ہاتھ مین لے لیا آنکھ کھولکر جو دیکھا بجاے سر چشمہ مروارید آبدار کا ہاتھ مین تھا کرب نے وہ موتی اپنے پاس رکھ لیے چند باتین جو سکندر نے کرب کے کان مین کہین تھین انمین سے ایک یہ بھی تھی کہ لوح دار کو ہرگز نہ چھوڑنا اور سر کو اُسکے اپنے پاس رکھنا کہ وقت پر کام آئیگا اب کرب لوح جو پائی اُسے پڑھکر وہ موتی ہاتھ مین لیکر اسی تالاب پر آیا بیٹھکر اُسکے کنارے پر وہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکھا ہوا تھا پڑھنا شروع کیا اور پڑھکر اُس تالاب پر دم کیا دیکھا کہ تالاب کے جو چار سو برج تھے انپر جو پردے اور جالیان پڑی ہوئی تھین وہ بند ہوگئین اور ڈھول جو برجون پر تھے نفیرین ہاتھ سے ڈالکر گرد اُس بنگلہ کے جمع ہوے طعن و تشنیع کرنے لگے کہ او شوخ دیدہ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہی جس شخص پر عاشق ہوئی ہی وہ باپ تیرا سنیگا تو کیا سلوک تیرے ساتھ کریگا اسکی محبت سے ہاتھ اٹھا او نازنین نے پکار کر کہا اے شہریار لاکھ عاشق ہون تو آپ پر نثار ہین سب آپکی محبت مین ہم سب ہین آپکو خدا رکھا کرے تو یہ سب سہل ہی کرب نے کچھ جواب نہ دیا اور بار بار اسم کو ختم کرکے تالاب پر دم کیا اور برجون کے پردہ نشین نازنینان حسینہ و جمیلہ نکلین اور اُس نازنین کے پاس آکر کہا کہ اے ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی عزت کا خیال کیا

باپ تیرا نامور تھا کیا تو نے اسکی عزت و آبرو کو خاک مین ملا دیا اور خوش و خرم بیٹھی ہوئی ہی کہ معشوق اس شوکت و شان سے
آیا ہی طلسم فتح کریگا سو یہ گمان تیرا غلط ہی اول تو وہ تیرا دشمن ہی تجھکو اپنا دوست نہین جانتا تو اسقدر حالت اپنی اسکے
عشق مین تباہ کیے ہوے ہی وہ بات تک تجھسے نہین کرتا اسے اپنے حسن کا غرور ہی دوسرے یہ کہ لوح طلسم جو اسنے
پائی ہی بھول گیا ہی بغیر لوح تیرے نہ ہو سکیگا تو اسکی محبت سے دستبردار ہو دیکھ کہ تو کس خاندان سے ہی تیرے خاندان مین
کسی نے ایسی حرکت نہین کی تو کیون اس غیر ملت مخبر زرپرست خدا پرست پر عاشق ہوئی ہی اور ہم اپنے واسطے نہین
کہتے تیرے واسطے کہتے ہین کہ باپ تیرا سن پائیگا تو خدا جانے کیا حال تیرا بنائیگا وہ نازنین یہ کلمے سنتی تھی اور روتی تھی
اور کہتی تھی کہ صاحبو مین نے تو اپنی جان اس شہریار پر نثار کی انجام عشق کا جان جانا ہی اور کرب بھی یہ سب کلام
تمھارا سن رہی ہی محبت اس نازنین کی دلمین زیادہ ہوتی جاتی ہی مگر سمر یہ بھی نازک نہین کرتا بولتا نہین کہ تیسری مرتبہ اسم
نام کرکے دم کیا ایک ابر تیرہ آسمان پر سے نمودار ہوا بجلی چمکنے لگی رعد کی صدا بلند ہوئی ابر شق ہو کر ایک تخت اسمین
دکھائی دیا اور ایک زن ساحرہ لباس چہل سالہ لباس مکلف پہنے ہوے اسپر بیٹھی ہوئی اور گردا گرد چالیس عورتین
بلاؤسون پر سوار اسکے ہمراہ تھین تماشا کہ وہ تخت برابر اس نازنین کے اترا اور اس زن چہل سالہ نے تخت سے اتر کر اس
نازنین کی بلائین لین اور کہا کہ ای فرزند میرے اوپر رحم کر کہ سوا تیرے کوئی اولاد میری نہین ہی یہ تو نے کیا غضب کیا
کہ شخص اجنبی پر عاشق ہوئی اور وہ خبر کہ ابھی ہی ابھی کچھ نہین گیا ہی اس رسوائی سے ہاتھ اٹھا اپنے باپ کے مزاج سے
تو واقف ہی کہ مین نے تیری پاس تالاب سے نکلکر اس جوان سے فقط گفتگو کی تھی کہ اسنے اسے مار ڈالا تو بھی اپنی جان کے
[illegible] پڑی ہی کیون کلام عاشقانہ کرتی ہی اس کشتۂ حسرت نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان ایسی مین ناچار ہون ہرچند
مین نے ضبط کیا مگر دل میرا نہین مانتا اب مین نے جان دینا گوارا کیا ہی لیکن اسکی محبت سے دستبردار نہ ہونگی جو کچھ
ہو سو ہو شعر [illegible] حرف عشق نسبت سراسر بیان ما و چون شمع بستہ [illegible] سر و سر زبان ما اسنے کہا کہ میری جان تجھکو تو عشق
سوجھا ہی اور مین تیرے واسطے [illegible] تو تجھکو محبت مادری کا حال معلوم ہوتا کہ دل پر
کیا گذرتی ہی اولاد کی [illegible] اپنی [illegible] ہی ارے کمبخت مجھکو پہلے مار لے تو پھر ایسی باتین کر ملکہ نے پہلے جواب دیا کہ اماں جان
مجھکو تم مُردون مین شمار کرو مین نے جان اپنی اس شہریار پر نثار کردی ہی جہان ایک بہن میری اسپر عاشق ہوکر
مرگئی مین اپنی جان دونگی اور ہرگز تمھارا کہنا نہ سنونگی آخرکار جب اسنے دیکھا کہ ملکہ نہین مانتی کہا تو جان بیٹا تیرا کام
اسنے جو چاہا ہے سو کر اور روتی ہوئی تخت پر سوار ہو کر چلی گئی کہ کرب نے چوتھی مرتبہ اسم دم کیا ابر سرخ آسمان پر
پیدا ہوا جب وہ ابر شق ہوا چالیس اژدہے نمودار ہوے ہر اژدہے پر دو دو حبشن زین پوش بچھائے ہوے
سوار تھین ہر ایک عجیب صورت تھی پر ابر ملکہ کے آگر اترین اور ملکہ سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ اب حقیقت
عشق و عاشقی کی تجھکو معلوم ہو جائیگی لعنت ہی اس محبت پر کہ تو نے اپنے کو ایسا رسوا کیا ہی اتنے مین ایک حبشن بولی
کہ بلا چاہیے دوسری نے کہا قید کرو تیسری نے کہا کہ مبادا باپ اسکا دلنواز جادو آزردہ ہو وہ تو یہ باتین
کرتی تھین اور ملکہ [illegible] پریشان غل انعکاس رہی ہی اور یہ شعر پڑھتی ہی شعر [illegible] شمشیر [illegible] ہرچہ
آید بسر ما [illegible] کرب نے پانچوین مرتبہ اسم پڑھکر دم کیا کہ دیکھا آسمان پر سے چار تخت پیدا ہوے اور ہر ایک تخت
پر ایک ساحر لباس مکلف پہنے ہوے اور ایک تخت پر ایک کشتی مین ایک صندوقچہ مقفل ہو اسپر رکھا ہوا اتنے مین ساحر
اس تخت سے اسے اترے ان چارون نے سلام کیا اور کہا کہ ای گیسو بریدہ ہرگز اپنے اطوار سے دستبردار نہین ہوتی آن
[illegible] نے کہا کہ کیون اپنی جان سے بیزار ہوئی ہی [illegible] اس جوان کی دوستی سے ہاتھ اٹھا کر [illegible]

کہ اس نازنین نے جواب دیا کہ جانسے جانا قبول جہانسے جانا منظور الفت سے اسکی ہاتھ نہ اٹھاؤنگی شعر جانسے جائین جہانسے
جائین ہرگز غم نہین پر نہ کوچے سے ترے ہم اٹھکے قاتل جائینگے وہ اُن سب نے کہا کہ ارے عاشق اسیر ہوتے ہین تو جو اُسکے
ساتھ الفت کرتا ہے وہ تو تیری بات بھی نہین پوچھتا تو زبردستی اسیر عاشق ہی ملکہ نے کہا کہ مجھے اُسکے بات کرنے سے غرض
نہین مین تو اُسکی صورت کی عاشق ہون یہ سنکر وہ سب برہم ہوے اور اُس کشتی کو آگے لائے اور صندوقچہ کھولکر
اُسمین ہتھکڑیان بیڑیان طلائی گلے کا طوق مرصع کار نکالا زنجیرون مین ملکہ کو جکڑا طوق مرصع گلے مین ڈالا کرب نے
چھٹی مرتبہ اسم تالاب پر دم کیا اُن ساحرون نے بکمال بیرحمی ملکہ کو کھینچکر تخت پر ڈال لیا ملکہ نے آواز دی کہ ای بہادر
دوران ای شیر زبان اب یہ مریض آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رخصت ہوتی ہے خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے اور
ہر آفت سے بچاسے ہمارا تو اب خاتمہ ہے ہماری تقدیر مین تو ناشاد و نامراد اٹھ جانا لکھا تھا تم طلسم کو فتح کرنا تو مزار پر ہمارے
ضرور تشریف لانا فاتحہ سے ہماری روح کو شاد فرمانا شعر بر سر تربت ما چون گذری ہمت خواہ بعد وفات ما بنگ تا مست شوم نعرہ
زنان برخیزم پہچیے خدا حافظ لو ہم سے غافل نہو جیو گا یہ کلمہ سنکر کرب کا یہ عالم ہوا کہ رونے لگا اور قریب تھا کہ اسم
ترک کرکے دوڑے کہ ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ ای کرب غازی ایسی لاکہ معشوقین حمزہ صاحبقران پر سے نثار
حیف ہے کہ وہ حالت سکرات مین ہون اور تجھے عشق و عاشقی سوجھے دور کر عشق مین عجب حالت اضطراب مین اسم
پڑھ رہا تھا کہ وہ ناپاک اُس نازنین کو قید کیے ہوے لیے چلے گئے کرب نے اسم تمام کیا ساتوین مرتبہ تالاب پر دم کیا اور اُس
کچھے کو سو ہیون سے تالاب مین پھینک دیا وہ فتنہ غلغلہ محشر بپا ہوا زمانہ تاریک ہو گیا نفیرین بجنے لگین نقارے گرجنے لگے
شور قیامت برپا تھا آواز کانون چلی آتی تھی کہ جیسے پانی کسی غار مین گرتا ہے بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا
کرب نے کہ تالاب بالکل خشک پڑا ہے تری تک نہین ہے پانی کا کیا ذکر اور ایک طرف ایک دروازہ معلوم ہوتا ہے اور اس
دروازے پر لکھا ہے کہ یہ دروازہ زندان طلسم عجائب کا ہے کرب نے لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس دروازے مین
تم جاؤ یہی راستہ ہے طلسم کا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ لوح نے تجھے زندان مین بھیجی ہے خیر ہرچہ بادا باد یعنی تالاب میں اترکر
دروازے کے اندر قدم رکھا چند قدم جاکر دیکھا کہ دروازے کا نام و نشان بھی نہین ہے وہی سبزہ زار معلوم ہوتا ہے
گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوے ہین درخت بلند لگے ہوے ہین جانور ان درختون پر بیٹھے ہوے ہین کرب کو
جو اُن جانورون نے دیکھا مانند انسان کے گویا ہوے افسوس کرنے لگے کہ یہ بھی مانند ہمارے اسیر طلسم ہوا
اور وحشی جمع ہوکر پکارے کہ ای عزیز ہم بھی تیری طرح انسان تھے اب اسیر طلسم ہوکر آدمی سے جانور بنگئے کرب نے
کہا کہ مین طلسم کشا ہون طلسم کو توڑکر تم سب کو قید سے رہا کرونگا یہ سنکر وہ سب وحش و طیر قہقہہ مار کر بیٹھے کرب
وہانسے چل نکلا کہ آواز چرخ کی کان مین آئی قدم آگے بڑھایا ایک کنوان نظر آیا کہ اُسپر ایک چرخ مانند فلک گردش مین
ہے اور قریب سو ہودون کے اُسمین نصب ہین گردش کر رہے ہین اور وہ چرخ آدھا پانی مین آدھا اوپر ہوا اور
ہر ہودے مین ایک حبشن بصورت مہیب چوب دست ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھی ہے اور ایک ہودے پر نکلا ہوا ہے
وہی نازنین جو کرب کے سامنے اسیر ہو گئی تھی غل و زنجیر پہنے ہوے بیٹھی ہے آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہین اور
وہ حبشنین اُسکو مار رہی ہین اور کہہ رہی ہین کہ اب بھی تو اُسکے عشق سے ہاتھ نہین اٹھاتی اس حال کو پہونچی
مگر یار کی یاد دلسے نہین بھلائی اور وہ رو کر پکارتی ہے کہ ای خدا اُسکو صورت اُسکی دکھا دے پھر میرا دم نکال لے
اور گرد اس چاہ کے شگوفہ ہاے بادام پھولے ہین اور ایک درخت چنار ہے بہت بلند اسپر ایک جانور بشکل ہما
بیٹھا ہوا ہے اور چرخ اور ہودون زرین کو دیکھ رہا ہے منقار اُسکی مانند سنان کے چمک رہی ہے لیکن اُس نازنین کی

کرب کو پیرو دیکھا پکار کر کہا کہ ای ثابت قدم کوچۂ وفاداری ماہ آسمان صدق و صفا الحمد للہ کہ جلد خبر اس غمگین کی لی بس
اسکا یہ کہنا تھا کہ حبشی نے چقماق سر پہ اس نازنین کے مارا کہ یار کو پکارتی ہی اور وہ چلائی کہ ای شہریار مجھے بچا سے کرب
بیتاب ہوکر دوڑا تھا کہ حالت صاحبقران کی یاد آئی کہ وہ بستر مرگ پر پڑے ہین اور تو معشوق کی مدد کو چلا ہی اور خدا جانے
یہ کون ہی یہ لوح تو دیکھ کہ اسمین کیا لکھا ہی یہ خیال اپنے دلمین کرکے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای سیاح عجائب
و ای شکنندۂ این طلسم اگر تو زندان طلسم مین پہونچے اور اُس نازنین کو گرفتار دیکھے اُسکے کردار پہ غافل نہونا اور
اُس سے کہنا کہ مین تیرا خواہان ہون اور قریب اُسکے جانا وہ ہاتھ اپنا تجھے دیگی تو ہاتھ اُسکا پکڑکر کھینچنا وہ ہودج پر سے
نیچے آرہیگی تو چھاتی پر چڑھکر اُسے ذبح کرنا اور وہ جانور عظیم الجثہ جو درخت پر بیٹھا ہوا ہی مرغ دہن بستہ اُسکا نام ہی
اُس سے کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ تو مدت سے منتظر اسی دن کا تھا لے اپنے دشمن کو آرزو تیری خدا نے پوری کی یہ کہکر
تو علیحدہ ہوجانا وہ مرغ بیتاب ہوکر درخت پر سے اُتریگا اور گوشت اُسکا کھا کر چاہیگا کہ اُڑ کر چلا جاے تو بجلدی تمام
جست کرکے پیٹھ پر اُسکی جا بیٹھنا اور کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ اس احسان کی تلافی مین تو مجھے بیابان ہفت پیکر
مین پہونچا دے وہ تجھے لیکر اُڑیگا جسوقت وہ تجھے بیابان مین اُتارے تو اُترتے وقت اُس مرغ کو مارنا اور سینہ
اُسکا چاک کرنا خنجر اُسمین سے نکلیگا اُسے اپنے قبضے مین کرنا مگر لوح سے غافل نہونا ہر وقت دیکھتے رہنا بغیر حکم لوح
کوئی کام نہ کرنا کرب نے موافق نوشتۂ لوح کے عمل کیا اور مار کر مرغ دہن بستہ کو لیکر خنجر روانہ ہوا مگر دلمین کہتا جاتا
تھا کہ یہ طلسم عجیب محسن کش ہی کہ جسنے احسان کیا اُسیکے مار ڈالنے کا لوح نے حکم دیا پہلے تو لوحدار کو بے قصور مارا اب
یہ صورت ہوئی کہ اس مرغ نے یہان پہونچایا تھا وہ بھی مارا گیا یہی باتین دل سے کرتا ہوا اُس صحرا سے پر فضا مین
چلا جاتا ہی کہ دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ فرش تمامی کا بچھا ہوا ہی پردے
زربفتی بندھے ہوے ہین قریب جو اُسکے آیا دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہوا ہی لوگ گرد و اطراف مین بیٹھے ہوے
ہین غور کرکے جو دیکھا تو وہی بادشاہ معلوم ہوا جو خواب مین آیا تھا یعنے سکندر ذوالقرنین کرب نے اپنے دلمین
کہا کہ یہ محسن ہی ملاقات کرنا اس سے ضرور ہی شکر اُسکے احسان کا ادا کرنا چاہیے قریب پہونچکر سلام کیا کہ سلام علیکم
یا سکندر ذوالقرنین و اہل مجلس کچھ جواب نہ آیا حیران ہوا کہ کیا سبب ہی کہ جواب کسی نے نہ دیا یا یہ سب بہرے ہین
کہ تیری آواز نہین سنتے اور قریب جاکر چلا کر کہا کہ السلام علیکم پھر جواب سلام نہ آیا اپنے دلمین کہا کہ یہ بیشک بہرے ہین
یا یہ کہ اُنکو بہرہ اسکا نہین ہی کہ جواب سلام دین اور آگے جاکر پکارا کہ ارے یہان بیٹھے صاحب سلامت کرتا ہون اور تم
جواب نہین دیتے پھر نہ صدا آئی جھنجھلا کر ایک شخص کے پاس آکر کان اُسکا پکڑ کر کہا کہ ارے جواب سلام نہین دیتا
اب معلوم ہوا کہ یہ سب پتھر کے پتلے ہین حیران ہوا کہ کیا صنعت ہی پروردگار کی ناچار اُس بارہ دری سے نیچے اُترکر
چلا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی مانند صواعق عزرائیل کے کہ ای خیرہ سر تیری یہ نوبت ہوئی کہ نقل صحبت سکندر
مین آیا ہی ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جائیگا پھر کر جو دیکھا تو ایک دیو مثل کوہ بلند کے چلا آتا ہی از سر تا پا
سفید رنگ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلد مین اُسکی بجاے خون سیماب بھرا ہوا ہی اور متحرک ہی اور دار شمشاد ہاتھ مین لیے
ہوے ہی بس برابر کرب کے پہونچکر وار کاری کرب نے وار اُسکی خالی دی اور ہاتھ تیغ آبدار کا کمرگاہ پر مارا کہ دو ٹکڑے
ہوے بس دونون ٹکڑون مین سے سیماب بہنا شروع ہوا ایک طرفۃ العین مین تمام میدان سیماب سے بھر گیا
کرب نے جو یہ تماشا دیکھا حیران ہوا لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ دیو سیماب کو کسی حربے سے نہ مارنا اور اگر
نادانی سے مارا تو نے تو طوفان عظیم برپا ہوگا اور اگر ایک قطرہ تیرے بدن پر اُس سیماب کا چھو گیا تو تو بھی پانی ہوکر بہ جائیگا

جہانتک بھاگا جاسے اُس سیماب سے بھاگنا کرب مجبور ایک بلندی پر آکر کھڑا ہوا اب جو دیکھا تو تمام صحرا میں ہوا سیماب کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا اور وہ سیماب نہایت متلاطم ہے ابھی کرب غازی اس سیماب کے جوش مارنے کو دیکھ رہا تھا کہ وہ عمارت بھی ڈوب گئی اور درخت بھی غرق ہو گئے اور ایک طرفۃ العین میں وہ ٹیلہ بھی ڈوبا جسپر کرب کھڑا ہوا تھا کرب گھبرایا بحالت اضطرار ایسے میں ایک درخت چنار تھا اُسپر چڑھ گیا سیماب یہانتک بلند ہوا کہ وہ درخت بھی ڈوبا اب کرب سے کوئی گز بھر کا فرق رہگیا ہے کہ گز بھر سیماب بلند ہو تو کرب بھی ڈوبے دعائیں مانگنے لگا کہ اے پروردگار و بواسطہ اپنے بندگان خاص کا اس ورطۂ ہلاکت سے مجھے نجات دے کہ دفعۃً اُس سیماب پر ایک ستارہ چمکا غور کرکے جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین ہے کہ اُس سیماب پر بہتی چلی آتی ہے متصل غوطہ کھاتی ہے اور اُبھر اُبھر کر پکارتی ہے کہ ہے کوئی بندہ کہ مجھکو اس ہلاکت سے نجات دے کرب اُسے دیکھتے ہی مائل ہوا اور کہا کہ اے نازنین گھبرا نہیں میں تجھے نکالتا ہوں مگر یہ تو ہی خیال میں گزرا کہ اے کرب تو لوح کو تو دیکھ کسواسطے کہ ایک مرتبہ دھوکا کھا کر تو اس خرابی میں پڑگیا ہے اب خدا جانے کیا ہوگا اور نہیں معلوم ہے کون لیس لوح کو نکالکر دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات اگر تو اس نازنین کو غرق ہوتے دیکھے خبردار اُسکی دستگیری نکیجیو کہ یہی سیماب جادو ہے تو خیال کرکے دیکھ اُسکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں ایک خال سرخ رنگ ہے کہ مثل چنگاری کے چمک رہا ہے تیر مار کہ اُسی خال پر پڑے لیس کام اُسکا تمام ہوگا اور جو اس خال سے تل بھر کا فرق ہوا تو پھر کچھ نہ ہوسکیگا تو مارا جائیگا کرب نے یاد کرکے اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابیطالب کو تیر جو مارا تو اُسی خال پر پڑا سیماب جادو کا کام تمام ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تھا آواز دار و گیر کی بلند تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام میدان جلا جاتا ہے بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیماب جادو و بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ پانی کا نام بھی کہیں نہیں ہے زمین پر بھی نشان نہیں معلوم ہوتی حیران ہوا کہ اے کرب کیا کارخانہ طلسم ہے اور وہاں سے آگے کو روانہ ہوا صحرا سے پرفضا دیکھا کہ جدھر کو نگاہ اُٹھ جاتی ہے نئی طرح کے پھول اور گیاہ معلوم ہوتے ہیں کہیں سفید پھول ہیں سفید ہی گھانس ہے سفید پانی چشموں میں بھرا ہوا ہے کہیں سرخ پھول ہیں تو وہاں کی گھانس ہے سرخ پانی جاری ہے اسیطرح سات رنگ کے پھول اور سات رنگ کی گیاہ اور سات رنگ کا پانی چشموں کا نظر آیا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دور سے ایک چبوترہ ہفت رنگ دکھائی دیا اور اُسپر سات معشوقیں سات رنگ کے لباس پہنے ہوئے مسندوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اسباب عیش مہیا ہے فرش کیا ہوا ہے ناگاہ اُن سبنے جو کرب کو دیکھا ایک اُنمیں سے پکاری کہ شہریار میں مدت سے آپکی مشتاق تھی جلد آپ تشریف لائیے دوسری پکاری کہ یہ جھوٹی ہے میں آپکی عاشق صادق ہوں مجھے کمال اشتیاق تھا آپکے دیکھنے کا آپ میرے پاس آئیے تیسری پکاری کہ صاحب یہ دونوں جھوٹی ہیں میرے پاس قدم رنجہ فرمائیے میں آپکی کنیز ہوں یہ سب میرے چھیڑنے کو آئی ہیں چوتھی پکاری کہ جس روز سے آپ طلسم میں رونق افزا ہوئے ہیں میں اُسی دن سے آپ پر عاشق ہوں پانچویں نے کہا کہ آپ جو تالاب بر ہنہ ہاتھ منہ دھونے کو بیٹھے تھے اور وہ کشتی پیدا ہوئی تھی میں ہی اُس کشتی میں آپکو دیکھکر مائل ہوئی تھی چھٹی پکاری کہ میں اُس بنگلے پر سے آپکو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوئی تھی ساتویں پکاری کہ یہ سب لوا لوس ہیں جھوٹی چاہت جتاتی ہیں میں آپکی عاشق صادق ہوں حضور مجھے سرفراز فرمائیں کرب نے کہا کہ تو اکیلا اور یہ سات ہیں انکے ساتھ کیونکر نباہ ہوگا لوح طلسم دیکھ کہ اُسمیں کیا لکھا ہے دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ ہفت صورت جادو یہی ہے چاہیے کہ ایک حملے میں ان ساتوں کے سر تن سے جدا ہوں ایک بھی بچیگی تو تو مارا جائیگا اور جو قتل ہونگی پھر زندہ ہو جائینگی اور تو دوسرا حملہ نہ کرسکیگا کرب نے اپنے دل میں کہا کہ اگر لوح بنانے والا تیرے سامنے ہوتا تو اُس سے پوچھتا

کر ساتون کو ایک حلے مین کیونکر مارون فکر کرنے لگا کہ ان ساتون نے کہا کہ اے صاحب یہان آؤ وہان کھڑے کیا سوچ رہے ہو کرب نے کہا کہ تم سات مین اکیلا کسکے پاس آؤن اور کسکے پاس نہ آؤن مگر تم سر سے سر جوڑکر برابر لیٹ جاؤ مین جسے پسند کرونگا اُس سے ہم صحبت ہونگا اُن سبھون نے کہا یہ بات بہت خوب ہے ہم سب برابر لیٹے ہین آؤ پسند فرما لو یہ کہکر ساتون سر جوڑکر برابر لیٹ گئین کرب برابر اُنکے آیا اور کھینچکر تلوار جو اُنپر ماری ساتون کے سر بدن سے قلم ہوئے کرب نے حکم لوح سے سر اُٹھاکر دامن مین رکھلیے ایک غل و شور برپا ہوا تاریکی چھاگئی دھوان اُٹھ رہا تھا آگ برس رہی تھی گیر و دار کی صدا بلند تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہفت صورت جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ چبوترہ ہے نہ بیابان لاشہ ایک ساحر کا بے سر پڑا ہوا ہے منزلون بیابان سبزہ زار ہے لوح دیکھکر ایکطرف چل نکلا کوئی چار فرسخ چلا ہوگا کہ ایک شعلۂ آتش نمایان ہوا دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان پر ایک سوار نابینا چلا آتا ہے اور پکار رہا ہے کہ اے طلسم کشا تو نے مجھے قید سے رہا کیا ہے ٹھہر جا کہ شکریہ تیرا بجا لاؤن مگر آنکھین نہین ہین کہ تیری زیارت کرون کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ بادشاہ قدیم طلسم کا ہے اژدر جادو اسکا نام ہے کرب برابر اُسکے آیا کہا کہ آنکھین تیری کیونکر روشن ہون اُسنے کہا کہ سر ہفت سر جادو کا آگ پر جلایا جائے تو آنکھین میری روشن ہون کرب نے کہا کہ سر میرے پاس ہے اور اسیوقت لکڑیان جمع کرکے چقماق پتھری سے آگ سلگا کر لکڑیان جلائین جب شعلے اُنمین اُٹھنے لگے سر کو آگ پر رکھ دیا وہ جلنے لگا چرا ہند جو اُسکی پھیلی کرب دور ہٹگیا مگر اُس سوار نابینا کی آنکھون مین جو دھوان اُسکا لگا آنکھون سے پانی جاری ہوا جب وہ جلکر خاک ہوگیا آنکھین اژدر جادو کی روشن ہوئین کرب کے قدمون پر گرا گرد پھر کر تصدق ہوا کرب نے پوچھا کہ حال اپنا بیان کر اُسنے کہا کہ اے شہریار مین سکندر کے وقت سے بادشاہ اس طلسم کا تھا دلنواز جادو میرا سپہ سالار تھا اُسنے نمکحرامی کرکے تمام ساحران طلسم کو اپنے شریک کیا مجھکو قید کرلیا ہفت صورت جادو کے ہاتھون مجھے نابینا کرایا سیاب جادو مجھپر متعین تھا جب یہ دونون مارے گئے تو مین قید سے چھوٹا خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکے ہاتھ سے مین دوبارہ زندہ ہوا اور اے شہریار آگے دربند ہے کوران جادو کا اور وہ ایک حرامزادہ ہے وزیر ہے دلنواز جادو کا اگر اُسے آپنے مارا تو بڑے مفسد کو مارا اور مین آپکے ساتھ ہون چلیے کرب لوح کو دیکھکر روانہ ہوا کوئی دو کوس آیا ہوگا کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اُسپر ایک ساحر مہیب صورت بیٹھا ہوا تھا آئینہ اُسکے سامنے رکھا تھا شعر خوانی مین مصروف تھا اژدر جادو باز بنا ہوا کرب کے سر پر اُڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ اُترکر کرب کے پاس آیا کہا کہ اے شہریار کوران جادو یہی ہے آپ اُسکے سامنے جائیگا وہ آئینہ اُٹھاکر روبرو کر دیگا بس عکس آئینہ پڑتے ہی آپ پانی ہوکر بہ جائیگا ترکیب اُسکے قتل کی یہ ہے کہ مین اُسکے پیچھے سے جاکر آئینہ اُٹھا لون وہ میری طرف پھریگا آپ تیر اُسپر مارئیگا کام اُسکا تمام ہو جائیگا کرب نے لوح کو دیکھا اُسمین یہی لکھا تھا کہ اژدر جادو سچ کہتا ہے کرب نے شیطان کوران جادو کو مارا وہ ہوا ٹر بالکل نابود ہوگیا اژدر جادو نے کہا اے شہریار آپ یہان ایک روز توقف فرمائین تو مین جاکر اپنی فوج کو لے آؤن تو پھر سامنا دلنواز جادو کا کرون فقط ایک دربند یہین ہلاچل جادو کا باقی ہے اور ہلاچل جادو بہن ہے دلنواز جادو کی بلا ہے سب دیوان آفت جہان ہے مین آلون تو چلکر اُسے قتل کیجیے کرب نے کہا اچھا جاؤ اژدر جادو روانہ ہوا کرب غازی انتظار مین اُسکے رہا یہانتک کہ وہ دن آخر ہوا رات گذری دوسرے دن پہر دن انتظار کیا اور وہ نہ آیا خیال مین گذرا اے کرب کیا تو اژدر جادو کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے آیا اُسکا انتظار تو کرتا کر رہا وہ اپنی جان بچاکر چلا گیا تو چل یہ لنشہ لوح تو تیرے پاس ہے اندیشہ کس بات کا ہے یہ خیال کرکے چل نکلا تھوڑی دور

آیا ہوگا کہ بیابان ہولناک وحشت انگیز معلوم ہوا کمال دقت سے اسے طے کیا پیاس کے مارے دم ہونٹھون پر آگیا تھا
کہ باغبان کی صدا کانون میں آئی گویا جان تازہ بدن بیجان مین پائی اُسی آواز کیطرف دوڑا کہ چار دیواری بلند کی نظر
آئی دروازہ بند تھا کھڑکی کھلی تھی کرب باغ کے اندر گیا ہوا سے سرد سے جان بدن مین آئی باغ نمونہ بہشت نظر آیا
نہرین سلسبیل آسا جاری تھین کرب نے نہرون سے پانی پیا فرحت حاصل ہوئی سیر کرتا ہوا روش باغ پر چلا جاتا ہے
کہ جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہان نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین کا ہجوم ہے
ناچ گانا ہو رہا ہے اور ایک حور وش پری تمثال مسند ناز پر مانند طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہے ہاتھ مین اسکے قینچی ہے
کاغذ کے چاند کتر رہی ہے اور انپر کچھ لکھتی ہے اور پانی کا حوض سامنے ہے اُسمین پھینک دیتی ہے اور دونون ہاتھون سے
اُن چاندون کی بلائین لیتی ہے کرب اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا آگے بڑھکر جو دیکھا تو اُن چاندون پر
اپنا نام لکھا ہوا پایا محبت چار چند ہوگئی مگر اُس نازنین کی جو کرب پر نگاہ پڑی اُٹھ بیٹھی کھڑی ہوگئی پکاری اے
شہریار آپکے تئین بلا لیا یہی دعائین مانگتی تھی کہ خدا آپکی صورت مجھے دکھا دے بارے آرزو سے دلی میری پوری
ہوئی اور دوڑ کر ہاتھ پکڑکر مسند پر لاکر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا جام شراب کا لبریز کرب کے ہاتھ مین دیا کرب چاہا کہ
اُسے پیے کہ ایک آواز آئی اے طلسم کشا کیون اسکے دام مین گرفتار ہوتا ہے اگر اس جام مین سے ایک قطرہ تیرے حلق مین
اُتر گیا تو جلکر خاک ہو جائیگا یہی جلا جل جادو ہے جام اُسی پر پھینک مار اور اسکے قریب سے دور ہو جا کرب نے
وہ جام اُسی پر مارا بس اسکے بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگی کرب تو دور ہٹ گیا وہ عورتین جو اُسکی مصاحب
تھین اُنمین سے جو آگ بجھانے کو دوڑی اُسکے بھی آگ لگ گئی حتے کہ وہ سب جلنے لگین دوڑین کہ جلکر اُس مفسد کو بھی لو
کرب نے اپنی طرف آتے جو دیکھا باغ سے باہر نکل گیا اب باغ کو دیکھا کہ ایک کرۂ نار معلوم ہوتا ہے درختون مین سے جابجا
شعلے پیدا ہو رہے ہین یہانتک کہ ایک ساعت بھر کے عرصے مین نام و نشان بھی اُس باغ کا نہ رہا سب باغ جلگئے
اژدر جادو نے آکر سلام کیا کہا اے شہریار غضب ہوگیا تھا اگر مین نہ پہونچون تو آپ مارے گئے تھے ایسی ہی کوئی
غفلت کرتا ہے اول تو میرا انتظار ... دوسرے یہان آئے بھی تو لوح کو نہ دیکھا کرب بولا کہ ہان مجھسے غفلت
تو ہوئی اور مین توکلت علی اللہ چل نکلا مگر ابتک لشکر تمہارا نہ آیا عرض کیا اے شہریار مین سبکو آگاہ کرکے جلدی کا
اسیواسطے چلا آیا تھا کہ ایسا نہو آپکے واسطے کوئی قباحت درپیش ہو تو پھر ہم کہین کے نہ رہینگے مگر اے شہریار
اب سب دربند طلسم فتح ہو چکے اب سامنا ہے دلنواز جادو سے غلام مقابلہ کریگا حضور کو زحمت نہ دیگا
یہ باتین تھین کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا اور اُسمین سے پرکالہ آتش اُڑتے ہوئے نمایان ہوئے کرب نے کہا اے اژدر جادو
فوج ساحرون کی آتی ہے عرض کیا اے شہریار یہ سب آپکے غلام ہین فوج میری ہے دیکھا تو ساحر اژدہون پر چلے آتے
ہین اور ایک ساحر مندیل سر پہ رکھے ہوئے فیل آتشین پر سوار اور فوج ساحرون کی اسکے ہمراہ آکر
اژدر جادو کو سلام کیا اژدر جادو نے کہا کہ جسنے مجھکو قید سے چھڑایا ہے جان بخشی کی ہے وہ یہی ہے اور
طلسم کشا ہے اسے سلام کرو ہماسے جادو نے کرب کو سلام کیا اور جملہ ساحرون کو لاکر قدمبوس کرایا خیمہ استادہ
ہوا کرب اُسمین داخل ہوا مگر جلا جل جادو کے مرنے سے قلعہ طلسم کا سامنے نظر آنے لگا تھا کرب آکر مسند پر بیٹھا
ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا اژدر جادو بیٹھا ہوا ہے ہماسے جادو چالیس جادوگرون سے جو چالیس ہزار
جادوگرون کے افسر ہین دست ادب بستہ سامنے موجود ہے چالیس ہزار جادوگرون کا لشکر گرد خیمے کے اُترا ہوا ہے
کرب نے کہا اے اژدر جادو ہم کئی دن سے بسبب خوف جان کے سوئے نہین ہین تمہارے باعث سے ہم سوئینگے اسلئے

ای شہریار آرام کیجیے مگر ہشیار سوئیے گا کسواسطے کہ قلعہ حریف کا سامنے ہے اور غلام تو نگہبانی حضور کی رات بھر
کریگا اور جتنے ساحر ہین میرے وہ بھی ہوشیار رہینگے حضور کی ذات کو کچھ اندیشہ نہین ہے آپ خاصہ نوش فرماکر
آرام کرین کرسب نے کھانا کھایا پلنگ پر لیٹا اژدر جادو نے سب ساحرون کو چوکی کیواسطے مقرر کیا اور آپ
ایک باز کی صورت بنکر قبہ بارگاہ پر بیٹھ گیا چارطرف دیکھنے لگا مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہے دلنواز جادو
لاکر بیٹھے اسکے پاس لاش لوحدار جادو کی آئی دلنواز نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا کہ یارو دیکھو یا تو اس لوحدار کا کہین
پتا بھی نہ تھا یا یہ آپسے اُس طلسم کشا پاس پہونچی ماری گئی معلوم ہوا کہ اب طلسم ضرور برباد ہوا اب نہین بچتا اور جتنے
ساحر ہین سب مارے جائینگے پھر لاشہ ذوفنون جادو کا آیا بعد اسکے مردہ مرغ دہن بستہ کا آیا پھر
سیماب جادو کا جنازہ اور ہفت صورت جادو کی ارتھی اور کوران جادو کے مرنے کی خبر پہونچی بعد اسکے
معلوم ہوا کہ جبلا چل جادو بھی واصل جہنم ہوئی دو دن مین لاش پر لاش اسکے پاس پہونچی پریشان ہوا کہا کہ
لشکر تیار ہو کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا یہ کہکے آپ محل مین چلا گیا زوجہ نے کہا کہ طلسم تمام ہوچکا سب ارکان
دربند رفیق مارے گئے ہمارا تو خاتمہ ہے کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی اژدر جادو بھی قید سے چھوٹا طلسم کشا
کا شریک ہوا افسوس کہ عزت بھی گئی جان و مال بھی برباد ہوا یہ کہکر رونے لگا بیٹی ہے اسکی شمشاد جادو وہ آکر
قدمون سے لپٹی اور کہا کہ اے پدر بزرگوار آج رات کو مین نے یا تو اپنی جان دی یا طلسم کشا کو پکڑ لائی آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے دلنواز جادو نے کہا کہ بیٹا وہ صاحب اقبال ہے تجھسے کچھ نہو سکیگا مفت مین تو داغ اپنا مجھے دیگی ہرگز
تو اسطرف نہ جا اُسنے کہا بابا جان ابتو مین نے جو ارادہ کیا وہ کیا جو ساحری جمشید میرے حق مین بہتر جانینگے
وہ کرینگے یہ کہکر روانہ ہوئی بیابان کو سب ابھی سویا نہین ہے تنہا پڑا ہوا ہے کہ دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک نازنین
نقب سے نکلی شمع اسکے ہاتھ مین روشن تھی مگر اسکے چہرے کے سامنے روشنی اسکی پھیکی معلوم ہوتی تھی آپ اسے
دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا پوچھا کہ اے ملکہ اقلیم حسن تم کون ہو حال اپنا بیان کرو حسب و نسب سے آگاہ کرو
شعر اگر ماہے ترا منزل کدام ست وگر شاخے ترا آخر چہ نام ست اپنا شعر تو اسکا سنکے آہ سرد کھینچی اور کہا
کہ صاحب مین ایسی ہی سوختہ قسمت ہون آپکا صاحب مجھے پہچانینگے یہ کہکر رونے لگی دو بار آپنے کہ صدقے ان کا کیا
اور آنسو مین سے گوہر آبدار اشک گرنے لگے ہاتھ کہ موتیون کا ہار اسکے گلے مین پڑا دریا کچھ آنسو جو نوک مژہ پر رکے رہے
ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیرون پر پیکان آبدار ابھی چڑھا سے ہین کہ جگر کو مشبک کر رہے ہین لیکا یا کہ یہ نازنین
اپنے رونے کا بیان کر اُسنے کہا کہ رونا اسکا ہے کہ ہم تو مدت سے دلدادہ و فریفتہ ہین اور تم کو خبر ہی کہ ہم
ہین اسقدر ہی نہین مین شہزادی وہی ہون جسکو آپنے قلعہ در دروازے پر بیٹھے دیکھا تھا اور لوگ مجھکو قید کرکے
لیگئے تھے مین بیٹی ہون دلنواز جادو کی شمشاد جادو میرا نام ہے کہ آپنے کہا کہ والله مین نہین پہچانا آتے ہی
مہر قبرانی سے آپنے کہا کہ کیا خاک پہچانون تیرا ذکر سنا ہے تو سوچ نہ کہ میرے خاندان کے قتل پر کمر باندھی ہے اور یہ اژدر جادو
ہمارے خاندان کا دشمن ہے اسکا بس چلیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا آپکے ہاتھ سے یہ دو ... حاصل ہی نہین
تو کیا طاقت اسکی کہ جسے برابری کرسکے یا مقابل ہو یہ وہی ہے جسنے میرے باپ کے اندھا کردیا تھا اور اس سے
کچھ نہوسکا اور مین جانتی ہون کہ وہ باز بنا ہوا قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہے آپکا جی چاہے تو بلاکر ملاحظہ کرو اسکے
پیرا جیسو کچھ معلوم ہوجائیگا کہ سچ کہا کہ صاحب کہتی ہوا ہوا تو بیٹھو اُسنے کہا جو غرض میری ہے طلب میرا
حاصل ہو تو بیٹھون آپنے کہا کیا مطلب ہے تمہارا بیان کرو وہ بولی کہ خطا میرے باپ کی معاف کرو بادشاہ

بچائیگی میرے باپ کو وہ اژدرجادو کو مار ڈالو کرب نے کہا ہو بلکہ ہم حق تلفی نہین کرتے اژدرجادو بادشاہ قدیم
ہی طلسم کا اور تمہارا باپ سپہ سالار ہی اُسکا تمہارے باپ کو اُسکا عہدہ دونگا اور اژدرجادو سے خطا معاف
کرا دونگا اُسنے کہا کہ یہی سنی مین نے قبول کیا آپ اگر مجھے کنیزی مین قبول کیجیے تو حاضر ہون کرب نے کہا کہ مین تمہین
خاتون محل بناؤنگا آؤ میرے پاس بیٹھو وہ نزدیک آئی کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور پلنگ پر بٹھا لیا اُسنے کہا کہ تمہارا
میری یہ لیاقت نہین ہی کہ برابر آپکے بیٹھون مگر تابعداری آپکے سہلا دونگی یہ ہی کام کنیزون کا ہی کرب نے کہا کہ صاحب
میرے ساتھ سو اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا اور پائینتی بیٹھکر پانون دبانے لگی دونون پانون اپنی گود مین لے
انگوٹھے پانون کے جو سینے سے مس ہوے کرب کو ایک لذت حاصل ہوئی اور کئی دن کا جاگا ہوا تھا سو گیا
اُس لڑکی نے کیا کام کیا کہ اُٹھکر پہلے تو رشتہ لوح کا کاٹ کر کرب کے گلے سے اُتار لی اور اسپے قابوئین کی بعد اُسکے
اسم سحر کا پڑھکر کرب کو غافل کیا پھر دیبائین پشتارہ باندھا اور صورت اپنی عقاب کی بنا کر دونون پنجون مین
پشتارہ کرب کا تھامکر کے اُڑی خیمے سے نکلکر قلعے کی جانب روانہ ہوئی اژدرجادو جو بانتظار بیٹھا تھا تمام اُسنے
دیکھا کہ ایک جانور عظیم خیمے کے اندر سے نکلا اور ایک پشتارہ پنجون مین دبائے لیے جاتا ہی یقین ہوا کہ کرب کو
کوئی ساحر پکڑ لیجاتا اپنے ساحرون کو آواز دی کہ یارو غضب ہو گیا کوئی ساحر طلسم کشا کو لیے جاتا ہی دوڑو یہ کہکر
آپ بھی پیچھے اُسکے دوڑا اور ساحر بھی لپکے مگر وہ لڑکی کرب کو لیے ہوے قریب دیوار قلعہ کے پہونچ گئی تھی کہ یہ
آپہونچا اور طمانچہ عقاب کے مارا عقاب اور سے پھر منقار سے منقار پنجے سے پنجہ ملگیا عقاب و باز سے لڑائی ہونے لگی
پشتارہ پنجے سے عقاب کے نکل گیا ساحرون نے پرورش سے ہوا اُسکو روکا اور باز و عقاب سے لڑائی ہوتے ہوتے
یہ صورت ہوئی کہ باز نے عقاب کو زمین پر گرا کر اُسکے سینے پر چڑھکر ایک منقار جو ماری سینہ کو توڑ کر دل سے پار نکل گئی
طائر روح اُس عقاب کا پرواز کر گیا غل و شور کی صدا بلند ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شاہدہ جادو بود
اژدرجادو نے لوح بھی اُسکے گلے سے اُتار لی اور پشتارہ کرب کا لیکے خیمے مین آیا پشتارہ کھولکر کرب کو اسم سحر
پڑھکر اُسکا ہوشیار کیا کرب نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے کو بندھا ہوا پایا اژدرجادو اور ساحر گرد و پیش
کھڑے پاس ہیں حیرت زدہ ہوکر پوچھا یہ مجھے کیا ہوا تمہارے ساتھ ایسا کیا کیا تھا وہ شخص میری مشکین باندھی یہین
اژدرجادو نے کہا کہ شہر یار یہ پری دلنواز جادو کی آپکو گرفتار کرکے لیے جاتی تھی اُسے مارکر آپکو چھڑا لایا
ہماری یہ خیال نہ تھی کہ آپکو باندھے کرب نے کہا واقعی وہ نقب کی راہ سے میرے پاس آئی تھی اور سب حال مفصل
بیان کیا اُسنے کہا شہریار یہ مین نے کہا تھا کہ غفلت نہ کیجیے گا آپ دیکھیے دو دن مین اُسکے دام مین آ گئے غرض صبح ہوئی
طبل جنگ بجا غرض خوش و خرم ہوے تعجب عیش میں ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن ادھر کا حال سنیے
شاہدہ جادو کا کہ ساحر سامنے دلنواز جادو کے لاش اُسکی دونون پارٹی پر رکھی کہ مین نے پہلے ہی سمجھایا تھا
کہ مار ڈالی جائیگی قضا اسکی لیے جاتی ہی آخر وہی ہوا اُسکی لاش کو جلا یا پھر لشکر اپنا ساتھ لیا اور قلعہ سے
باہر آیا خیمے مین بیٹھا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ نقارہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارے پر چوب پڑی
خبر لیکر سپہ دار اور کی خدمت مین پہنچے دعا کے عرض کیا کہ دلنواز جادو نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ کچھ غم
نہین ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے جب حکم نقارہ زری پر چوب پڑی چار پہر رات دونون لشکرون
مین تیاری رہی صبح کو صف باندھکر مقابل کھڑے ہوے دلنواز جادو نے اپنے رفیقون سے کہا کہ یارو
مجھے طلسم کشا یا کسی اور کا معلوم ہوتا ہی مین اُس سے لڑونگا تو مارا جاؤنگا ساحرون نے عرض کیا جب صنوبر کی

یہ حالت ہو تو واے بدحال ہم لوگون کے دلنواز جادو نے کہا کہ جاتا ہون میدان مین اگر اژدر جادو میرے مقابلے کو
آیا تو خیر اور اگر طلسم کشا آیا تو اُسکے قدمون پر گر دونگا یقین ہی کہ اُسے رحم آجاے یہ کہکر اپنے اژدر آتش فشان کو
بڑھاکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اژدر جادو نے کرب دلاور سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو جاکر مقابلہ کرون
آپ لڑائی کا تماشا دیکھیے کرب بولا ای اژدر جادو تم اُس سے دبے ہوے ہو اگر لڑوگے تو مارے جاوگے تمہارا
جانا مناسب نہین ہی میرے پاس لوح ہی میرا وہ کچھ نہ کر سکیگا تم یہین رہو یہ کہکر اپنے مرکب کو چمکایا میدان
کیطرف چلا جب پاس دلنواز جادو کے پہونچا اور اُسکی نگاہ کرب پر پڑی بند بند اُسکا کانپنے لگا ہوش و حواس
باختہ ہو گئے اژدہے سے اُترکر قدمون پر کرب کے گر کر کہا مین خطاوار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے کرب نے
کہا اے دلنواز جادو حفظ ہیکل صاحبقران کی مجھے دیدو تو مین خطا تمہاری معاف کرون اُسنے حفظ ہیکل
گلے سے اپنے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر نذر کی کرب نے حفظ ہیکل اُس سے لیکر اپنے گلے مین ڈال لی اور دلنواز
کو اپنے سینے سے لگایا اور اژدر جادو کے قدمون پر گرایا اور کہا کہ خطا اسکی معاف کرو یہ تمہارا ملازم قدیم
ہی اُسنے دلنواز جادو کو گلے سے لگا لیا خلعت دیا اب دونون لشکر ایک ہوے دلنواز جادو کرب کو
قلعے مین لایا تمام مال طلسم نذر کیا بارگاہ سکندری پیش کی کرب نے کہا کہ اب تم اسلام اختیار کرو سحر چھوڑو عرض کیا کہ کچھ
عذر نہین ہی مگر ہم ساحر مشمش جادو کی دست نگر ہین اُسوقت ہمسے کچھ نہو سکیگا بعد ساحر مشمش جادو کے
مارے جانیکے ہم سحر سے توبہ کرینگے کرب نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی دلنواز جادو نے کرب کی دعوت کی دوسرے
روز کرب نے کہا ای اژدر جادو و دلنواز جادو مین اپنے آقا کو حالت سکرات مین چھوڑ آیا ہون مجھے شہر
سکندریہ مین لیچلو مال و اسباب طلسم کا پیچھے چلا آئیگا اُسیوقت اژدر جادو اور دلنواز جادو کرب کو
تخت پر بٹھاکر خود دہنی بائین طرف بیٹھے پرواز کرکے شہر سکندریہ کو روانہ ہوے مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہی
لشکر اسلام کا جسوقت وہان کرب غازی نے حفظ ہیکل دلنواز جادو سے لیکر اپنے گلے مین پہنی اُسیوقت
یہان صاحبقران بیہوش پڑے تھے آنکھین کھولدین ہوش آگیا ہاتھ پیرون مین حرکت ہوئی بیس روز گذرے تھے
کہ کچھ نوش نہ فرمایا تھا [illegible] طلب کیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ امیر ہوش مین آے کھانا کھانے کو مانگا ہی فرط
خوشی سے سر و پا برہنہ دوڑے لوگ صاحبقران کو شوربہ [illegible] پلا رہے تھے کہ بادشاہ اسلام پہونچے امیر نے
سلام کیا اور چاہا کہ تعظیم کو اُٹھین اُٹھا نہ گیا بادشاہ اسلام دوڑکر لپٹ گئے اور پکارے کہ خدا نے ہم سب پر رحم
کیا کہ امیر ہوش مین آے برابر آکر بیٹھ گئے امیر نے سرداران اسلام کو پاس بلایا اور پوچھا کہ یہ سب کیا ہوے بادشاہ اسلام
تمام بربادی لشکر کی ہاتھ سے شمشاد جادو کے بیان کی فرمایا کہ عمرو کہان ہی کہا کہ کوئی بڑے دقت مین ساتھ
نہین دیتا خدا جانے کہان گیا ہی فرمایا مین اُسے خوب جانتا ہون وہ کبھی بیوفائی نہ کریگا جسوقت مجھے اُس سے
[illegible] تھا کہ مین اُسکا دشمن جان اور وہ میرا تشنہ خون تھا اُسوقت مین بھی اُسکو پاس میرا اور سرداران لشکر کا
بہت سا مقرر وہ تدبیر مین ہوگا غرض اُسدن امیر نے کھانا کھایا ہوش و حواس بجا ہوے اُسیوقت بادشاہ اسلام نے
حکم دیا کہ [illegible] طبل شادمانی بس طبل شادمانی کا بجنا تھا کہ تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ حمزہ صاحبقران کل دوپہر
ہوش مین آے ہین ہرکارے کفار کے جو دیکھتے وہ خبر لیکر لشکر کفار مین آے حال امیر کا بیان کیا بختیارک نے
صلوات پڑھی اور شمشاد عملی سے کہا کہ آپنے اسقدر تامل کیا کہ حمزہ ہوش مین آگیا اب کون اسکا کچھ کر سکیگا
شمشاد عملی نے کہا کہ کیا طلسم عجائب لوٹا دلنواز جادو مارا گیا مجھکو اس امر کا یقین نہین ہی ہرکارون نے

عرض کیا کہ طلسم عجائب کے اُٹھنے کا حال نہیں معلوم مگر حمزہ ہوش میں آیا ہے آج دوسرا دن ہے شہناز جادو
نے کہا کہ اگر حمزہ ہوش میں آیا ہے تو ابھی اُسکی بارگاہ میں جاکر اُسکا علاج کرونگا وہ ہیں ہم علم اُسکا بند کردونگا کس واسطے
کہ شہناز عملی کو کمال اشتیاق ہوا کہ حمزہ کو چلکر دیکھیے لقا اور سکندر شاہ سے کہا کہ لشکر و فوج تیار کرے حمزہ کو
لیکر آؤ میں چلکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتا ہوں اور تمام جادوگرون کو ہمراہ لیا اور تخت پر سوار ہوکر روانہ ہو جب
بارگاہ ہشامی میں پہونچا دیکھا کہ دنگلون پر غاشیہ پڑا ہوا ہے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہیں امیر دنگل پر بیٹھے
ہین کہ آسمان پر سے ایک تخت نیچے اُترا اور صاحب تخت نے صاحبقران سے صاحب سلامت کی امیر نے بسبب
خلق و مروت کے تعظیم دی کرسی بیٹھنے کو مرحمت فرمائی شہناز عملی بیٹھا اور کہا کہ حمزہ تجھے نصیحت کرنے آیا ہوں
اگر تو نے قبول کیا بہتر نہیں تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا امیر نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا اے شہناز جو کچھ
تجھے کہنا ہو کہ اُسنے کہا نصیحت میری یہ ہے کہ دین فرعون پرستی اختیار کر ونہین تو جو حال تمہارے سردارون کا
کیا ہے وہی تمہارا بھی ہوگا امیر نے فرمایا اے شہناز جس روز سے کہ مین سکندریہ پر آیا ہون آمادۂ مرگ ہون لیکن اگر
چاہا خدا نے تو اس شہر کو بھی مانند ام الجبال اور عنقلی آباد اور چاہ الیاس کے برباد نہ کیا ہوگا تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا
ہوگا اور لقا اور فرعون کے بارے میں سوا لعنت کے میری زبان سے اور کچھ نہ نکلیگا اور تو بھی اگر عقل ہو تو فصل دے
تو حال تجھپر کھل جائے شہناز عملی یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا اے حمزہ یہی شرط کہ تجھکو مع لشکر سمیت خاک سیاہ
کردون خداوند فرعون شاہ کو تجھ سا ایسا ہوا اور زادہ تک سجدہ نہ کریگا تو کیا ہو جائیگا اُسکی خداوندی میں کچھ خلل پڑیگا
امیر یہ سنکر نہایت برہم ہوئے اور کہا اے شہناز تو میرے سامنے سے چلا جا نہیں تو مارا جائیگا شہناز نے کہا
کہ حمزہ تو مجھے دھمکاتا ہے کیون شامت آئی ہے اور جو بلی تمہارے کی ہوئی تھی اُسمین ہاتھ ڈالا امیر نے دیکھا کہ اب
یہ شر کریگا تلوار کھینچ کر اُٹھے اور ارادہ قتل دو زمین قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے کہا کہ حمزہ عجیب ہے کہ دانستہ یگانہ کو
نہیں پہچانتا ہم تیرے دیکھنے کو آئے تھے تو چاہتا ہے مار ڈالے اور بائین آنکھ کا تل دکھایا امیر نے پہچانا کہ عمرو ہے
کہا کہ یہ کیا صورت تو نے اپنی بنائی ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر مین شہناز کو نہ پکڑ لیتا تو تمام لشکر کا اور تیرا خاتمہ ہو گیا
ہوتا اور ابھی افشائے راز میں انکار اور پکار کر کہا کہ حمزہ جا اپنے مقام پر بیٹھ نہیں تو نہیں معلوم کیا حال تیرا کرونگا
امیر تو بیٹھے شہناز عملی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے ساحرون سے کہا کہ مین حمزہ پر کسیطرح غالب نہیں ہوسکتا
اور دین کے مقدمے میں حمزہ نے مجھے قائل کردیا دین حمزہ کا بیشک برحق ہے مین تو مسلمان ہوا اگر تمہین بھی اسکا
وہما ہے تو اسلام لاؤ نہیں جہان جی چاہے چلے جاؤ سبھون نے کہا اے شہناز جادو ہم تمہارے ساتھ ہیں جو دین
تمنے اختیار کیا وہی دین ہمنے بھی قبول کیا ہمیں نہ فرعون سے غرض ہے نہ لقا سے علاقہ ہے شہناز عملی نے کہا
مرحبا صد مرحبا یہ کہکر پھر اندر بارگاہ کے چلا یہان صاحبقران بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھیے آپ
عمرو کی رفاقت حضور فرماتے تھے کہ خدا جانے عمرو کدھر چلا گیا ہے باتین یہ تھین کہ عمرو نے آکر عرض کیا یا امیر
ساحر شہناز کے مسلمان ہوئے امیر نے کہا الحمد للہ کہ اسی اثنا میں ایک ہوا سے تیز چلی اور ایک آسمان پر بادل
ہوا اگر بارگاہ پر قائم ہوا جب وہ شق ہوا تو ایک تخت اسمین سے دکھائی دیا جسوقت وہ نزدیک آیا دیکھا کہ کرب
ہے اور دو ساحر دہنی بائین طرف بیٹھے ہوئے ہیں قریب آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا اور جتنا ہیکل دونون
ہاتھوں پر رکھکر نذر دی امیر نے کرب کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت سے سرفراز فرمایا کرسی دونون
جادوگرون کو سامنے کیا احوال اُنکا عرض کیا کہ انہین ایک دلنواز جادو ہے ایک اژدر جادو ہے اور شہزادہ دیا

امیر نے انکو بھی خلعت دیے عمرو نے پھر شہناز جادو کو زنبیل سے نکالا فنیدر رفع بیہوشی دیا شہناز جو ہوش مین آیا
دیکھا کہ سامنے امیر کشورگیر اور بادشاہ اسلام بیٹھے ہین ایک طرف دلنواز جادو و اژدر جادو کو بیٹھے پایا عمرو کو
کھڑے دیکھا حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا بیداری عمرو نے کہا ای شہناز حیران کیا ہی مین تجھے پکڑ لایا ہون ساحر جتنے
تیرے ہمراہ تھے سب مسلمان ہو چکے طلسم تجاہل سبع فتح ہو چکا وہ دیکھ دلنواز جادو و اژدر جادو دونون موجود ہین
بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا شہناز نے اپنے دلمین کہا کہ عجب اقبال ہی حمزہ کا جبکہ دلنواز جادو
اور اژدر جادو اطاعت کر چکے تو میری انکے سامنے کیا ہستی ہی پکار کر کہا کہ مین نے بدل حمزہ صاحبقران کی اطاعت
قبول کی فرعون اور لقا پر لعنت کی عمرو نے اسیوقت شہناز جادو کو چھوڑ دیا وہ آکر قدمون پر امیر کے گرا بادشاہ کو نذر
دی امیر نے اسکو بھی خلعت دیا بعد اسکے عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شہریار جیلا لشکر تیار کر کے چلے
لقا اور سکندر رشاہ پیچھے پیچھے مع فوج و لشکر بے حد ہوسے آتے تھے اب قریب آگئے ہونگے امیر نے فرمایا کہ تم
لشکر میں اطلاع کرو مین چلتا ہون اور خود سوار ہو کر روانہ ہوے ادھر لقا اور سکندر رشاہ مع لشکر بے شمار قریب تھے
لشکر اسلام چلے آتے ہین بختیارک کہتا آتا ہی کہ ای سکندر رشاہ اور ای لقا کیون تم جاتے ہو لشکر اسلام تو
ایسے یہ شہناز جادو نہین ہی یہ مرشد کامل ہین حمزہ کو جو سنا ہی کہ ہوش مین آیا ہی تو بیقرار ہو کر اسنے دیکھنے گئے
ہین اور کبھی کہتا ہی کہ ای لقا سکندر رشاہ تو تمہارا بادشاہ ہی اسپر تو جو گذریگی سو گذریگی تو اپنے کو کیون غارت
کرتا ہی راستہ بھاگ تسمہ چھونیہ کو نہین پھر بھاگ جی دشوار ہو جائیگا لقا اور سکندر رشاہ دونون اسکی باتین
سنتے ہوے چلے آتے ہین کہ یہ حرامزادہ کیا واہی ہی وہان لشکر حمزہ کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اسے اور بھی کچھ سوجھتی ہی
بختیارک نے اپنے عیار سے کہا کہ تو میرا اسباب لیکر ناکے پر جا کر کھڑا ہو کر وقت بیوقت میرا مال حفاظت سے رہے یہی
باتین کرتے ہوے چلے آتے تھے کہ سامنے لشکر اسلام نمایان ہوا اور نعرہ صاحبقران کی آواز کانون مین آئی لقا کا
دل ہلگیا ساتھ ہی کوہ بچہ کے نعرے کی آواز بلند ہوئی بختیارک نے کہا کہ اب تو کہنا میرا سچ ہوا وہ حمزہ آپہونچا لقا
اسیوقت بھاگا کہ مین نے تقدیر کر دی مگر سکندر رشاہ کے لوگون سے تلوار چلنے لگی کرب غازی لڑتا ہوا برابر
تخت سکندر رشاہ کے پہونچا اسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اسے اٹھالیا بجائے سپر
رکھ لیا بس پھر لشکر بے سردار کب ٹھہر سکتا ہی فوج سکندر رشاہ کی شکست کھا کر بھاگی کرب نے سکندر رشاہ
کو ہاتھ سے رکھدیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے زندانخانے مین بھیجدیا لشکر مین طبل فتح بجا امیر نے اور تمام سردارون
نے آرام کیا صبح کو اٹھکر امیر کشورگیر نے نماز پڑھی بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے ڈانگل پر
متمکن ہوے فرمایا کہ لاؤ سکندر رشاہ کو جب وہ آیا بطریق فرعون پرستان اسنے سلام کیا امیر نے تعظیم دی
اور کرسی بیٹھنے کو عنایت فرمائی ساقی سے اشارہ فرمایا اسنے جام شراب کا سکندر رشاہ کو دیا سکندر رشاہ نے
امیر کو سلام کیا جام پیا جب دماغ اسکا گرم ہوا اب امیر نے تعریف پروردگار عالم کی شروع کی اور کچھ کلمے مذمت فرعون مین
ارشاد کیے سکندر رشاہ مرد عاقل تھا اسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون شاہ پر اور دین آپکا اختیار کیا امیر نے
اسے کلمہ سنایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا بعد اسکے امیر نے شہناز جادو سے کہا کہ اب تم ہمارے سردارون کو
ہمدوش لاؤ کہ وہ جیدان مین بیٹھے ہین دنکی دھوپ برات کی اوس انپر گذرتی ہی شہناز نے عرض کیا بہت خوب
حضور سوار ہو کر تشریف لیچلین امیر سوار ہوے شہناز ساتھ ہوا عمرو اور اژدر جادو اور دلنواز جادو بھی
ہمراہ تھے غرض آتے آتے وہان پہونچے کہ جہان وہ دو برج ہین اور دو نازنینین سر برہنہ پوش اور سبز پوش

اُنہیں بیٹھی ہوئی ہیں اور ایک ابر چھایا ہوا اُس ابر میں سے ایک سوار پیدا ہوا ہے اور سردار [illegible]
بنے ہوئے اُن دونوں بہ جون کے پیچھے ہیں اور اُن نازنینوں کو [illegible] رہے ہیں [illegible] ونے اُس
مقام پر پہنچکر چھوڑ دیا اور ریاش کے آنے کا ایک جانور بنایا اور اسم اعظم کا پڑھکر [illegible] پیدا ہوئی نکلے
اور جا پرواز کر کے شہنشاہ نے اُسے پکڑ کر صاحبقران کو دیا کہ اسکو ذبح کر کے خون [illegible] دن پر چھڑکیے
امیر نے اُسیوقت اسکو ذبح کر کے خون اُسکا سرداروں پر چھڑکا دفعتہً سب ہوش [illegible] ہوئے اور نازنینیں
اور وہ دار سب غائب ہو گیا میدان صاف تھا سب سردار آ کر امیر کے قدموں [illegible] سب کو گلے سے لگایا بارگاہ
میں لا کے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا خلعت پائے بعد اُسکے سکندر شاہ [illegible] بند کر کے امیر کو لیا
دعوت کی بعد اُسکے شہنشاہ جادو نے کئی ہزار روپئے عمرو کو دیئے [illegible] حال معلوم ہو کر میں سکندر شاہ
کی بیٹی پر عاشق ہوں سوا آپکے کوئی میری دستگیری کرنیوالا نہیں [illegible] خاطر جمع رکھو اور سب حال امیر
کہا امیر نے سکندر شاہ سے بیان کیا اُسنے اپنا فرزند فرمایا [illegible] آرا بانو کی شہنشاہ کے ساتھ
کر دی مگر چالاک بن عمرو نے شب عروسی طرفہ بلا لاکی کی [illegible] آرا بانو کی صورت بنا ہوا تھا جسوقت
سکندر شاہ دختر نقلی کو رخصت کرنے لگا دختر رو کر کہا [illegible] میری ایک بات تنہائی میں سُن لو سکندر شاہ
نے بیٹی کو گود میں لیا اور علیحدہ حجرے میں گیا اور پوچھا کہ [illegible] کہا کان میرے قریب لائیے تو عرض کروں
جیسے ہی سکندر شاہ جُھکا چالاک نے شراب بیہوشی [illegible] سکندر شاہ بیہوش ہو گر گیا چالاک نے سکندر شاہ
کی صورت تو اپنی بنائی اور اُسکا لباس خود پہنا اور [illegible] کی صورت سکندر شاہ کو بنایا اور اتنی بیہوشی
پھونک دی کہ دو گھنٹے ہوش نہ آئے اور وہ [illegible] گود میں آیا اسکو پالکی میں سوار کر دیا برات کو رخصت
کیا لیکن شہنشاہ جادو جو دولہا بنا ہوا [illegible] قریب آ کر فیل سے اُترا عروس کو پالکی سے اُٹھا لاکر
لئے ہوئے آیا مسہری پر لٹایا بعد اُسکے [illegible] جو آیا دیکھا تو عروس سوتی ہے شہنشاہ جادو نے اُسے
چونکایا جب وہ ہوش میں نہ آئی سمجھا کہ [illegible] ہی جوانی کی نیند ہے نہیں چونکتی اپنے دل میں کہا کہ تو مقصد
دلی اپنا حاصل کر پھر یہ ہوش میں آئیگی [illegible] کر کے حجاب کو دور کیا اور کھل کھیلا لیکن اسکے پیشتر
سکندر شاہ کو ایکم تبہ ہوش آیا دیکھا [illegible] کو برہنہ پایا اور شہنشاہ کو حرکت کرتا ہے تو دیکھا دونوں ہاتھ
اپنی کھینچ لینا اور کہا کہ ای شہنشاہ [illegible] لت بیجا ہے شہنشاہ نے کہا کہ جان جہان میں نے تمکو بڑی دیر تک چونکایا
تم بیدار نہ ہوئیں اب تم خفا کیوں [illegible] کہکر لیٹ گیا سکندر شاہ نے طمانچہ مارا کہ ای بیحیا نہیں مانتا تو لیکن [illegible]
شہنشاہ نے طمانچہ تو خالی [illegible] تم رنجیدہ کس سبب سے ہو سکندر شاہ نے کہا ای شہنشاہ تو کہتا کیا ہے
اس ریسے میں تیرا خسر ہوں [illegible] ماننے کا ان دونوں میں تو کشتم کشتالات کی ہونے لگی لیکن اور عمرو
صاحبقران سے کہا کہ [illegible] یہ تماشا دکھاؤں کہا بھئی کیا تماشا ہے کہا تمام عمر ایسا تماشا نہ دیکھا
ہوگا کہو تو جبتک تو کہیگا [illegible] کا عمرو بولا ای حمزہ اُسکے بیان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے جلد چلو نہیں تو
موقوف ہو جائیگا امیر [illegible] کار اپنے کہا کہ وہ تماشا پھر نہیں ہو سکتا کہا اچھا بھئی چلو غرض امیر
اور چند سردار عمرو [illegible] بھی روشنی صبح کی اچھی طرح نہیں ہوئی ہے کچھ تاریکی ہے کہ شہنشاہ کے
خیمہ کے قریب پہونچے [illegible] سکندر شاہ کہتا ہے کہ میں سکندر شاہ ہوں ای شہنشاہ تو ہوش میں آ
اور شہنشاہ کہتا ہے کہ [illegible] بھاگنے کیوں کرتی ہو اس سے کیا حاصل ہے [illegible] چھوڑ دو گی نہیں

اور [illegible] ہی ہی کہ عمرو نے صاحبقران سے کہا دیکھا آپنے امیر کو کچھ ہنسی کچھ غصہ کہ اسنے یہ کیا حرکت کی عمرو سے [illegible] پس ہو چکا اب شہناز سے کہدو کہ یہ سکندر شاہ ہی عمرو نے آواز دی کہ اے شہناز جادو کیا تمھین کچھ [illegible] کے ساتھ کسی فعل کرنے کا بھی شوق ہی اب شہناز نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی جلدی سے اٹھکر پاجامہ پہنا ادھر سکندر شاہ نے جو دیکھا کہ شہناز الگ ہوا جلدی سے خود بھی پاجامہ پہنا اب عمرو مع امیر اندر آیا اور کہا کہ اے شہناز تمھی خوب سعادت حاصل کی شہناز نے تو لگا دیکھی کرلی نہایت محجوب ہوا سکندر شاہ بھی شرمایا لیکن دونون جب کپڑے پہن چکے باہر آئے مگر شہناز ایسا معشوق کے عشق مین بیہوش تھا کہ اسنے آپنے (عمرو) کہا کہ معشوق میرا مجھے دلوا دیجئے آپنے خوب ذلیل کیا عمرو نے کہا کہ تم عجب نادان تھے بھی بغیر روپیہ کہین دنیا کے کام چلتے ہین غرض تین لاکھ روپیہ شہناز سے لیکر ملکہ زلف آرا بانو کو اسکے حوالے کیا شہناز وصل سے اسکے کامیاب ہوا صبح کو حمام کیا آکر صاحبقران کو نذر دی اب امیر نے جشن کیا اور دلنواز جادو اور اژدر جادو اور شہناز کو رخصت کیا یہ اپنے مکانون کو راہی ہوئے کرسی اسباب طلسمی صاحبقران کے روبرو کیا امیر نے حق قانونون کا اور مال بادشاہی اور ردہ کی عمرو کی لگا کر باقی کرسی حوالے کیا اور تمام شہر سکندریہ کو اسلام آباد کرکے بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈالوا دی بانگ صلوۃ بلند ہوئی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد جشن کے عمرو سے کہا کہ خواجہ حال اس راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران مآل بد اقبال لقا کے زبون خصال کا کچھ معلوم ہوا کہ یہ کافر بھاگ کر کہان پہونچا عرض [illegible] کہ دربند صحابیہ مین پہونچا ہی مصاحب شاہ نے اسے اپنے پاس دامن پناہ دیا ہی فرمایا ہمارا کوچ ہو دربند صحابیہ کیطرف آسیو قسمت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر نقارہ روی بج گئی ایک سے بعد ایک جانے لگا یہانتک کہ صاحبقران بھی راہی ہوئے

دو صفحے داستان دربند صحابیہ سے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا دربند سکندریہ سے بھاگ کر دربند صحابیہ مین پہونچا مصاحب شاہ لقا کو استقبال کر کے ساتھ اپنے لایا کمال عزت و تکریم سے پیش آیا دعوت و ضیافت کی بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ ہمارے خدا قسب مین ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہی تمنے کیا مجھکو بھی امن پناہ دیا ہی تم اتنے ہو کہ حمزہ سے لڑوگے یا اور کسیکا بھروسا تمھین ہو تو بیان کرو اسنے کہا ملک جی حمزہ تو یہان آنے دو اگر ہم اس سے لڑ سکے تو بہا نہین چلے جائیگا آپکا کیا ہرج ہی میری لڑائی کا تماشا دیکھئے بختیارک نے کہا اے مصاحب شاہ تم اس قابل نہین معلوم ہوتے کہ حمزہ اور سرداران حمزہ کا سامنا کرو اپنے سے کہ عہدہ برا ہوگے مصاحب شاہ بولا ملک جی مین تو ایسا ہی حقیر ہون مگر خدا وند فرعون شاہ مین بڑی قدرت ہی شاید حقیر کو غالب کر دے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ کیا مضائقہ ہی چند روز یہانکا بھی تماشا دیکھو بختیارک چپ ہو رہا الحاصل کوئی ایک ہفتہ یہان گذرا تھا کہ لشکر ظفر اثر پہونچا ہرکارون نے آکر خبر دی لقا تو کانپنے لگا تھا مگر مصاحب شاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کر شہر سے باہر نکل کر مقابل لشکر حمزہ اترے اور طبل جنگ بجے یہان حمزہ صاحبقران کو لکھ کر ایلچی مصاحب شاہ کو بھیجین کہ آواز طبل جنگ کی سنی اور ہرکارون نے بھی آکر تمام حال عرض کیا فرمایا کہ اب نامہ و پیام کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے غرض دونون طرف نقارے [illegible] رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدیگر صف [illegible] ہوئے مصاحب شاہ لقا اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمہور جہان سوز طوس بہادر [illegible] زن بادشاہ اسلام سے

رخصت لیکر مصاحب شاہ کے مقابل ہوا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے حسب و نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا کہ تو نے
دین قدیم اپنا یعنے لات پرستی چھوڑ کر دین جدید کیون اختیار کیا جمہور نے کہا او کافر جو دین حق تھا مین نے اختیار کیا
اور تو بھی مسلمان ہو نہین ذلیل ہوگا اُسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا لاحربہ اپنا کر یہ جمہور بولا کہ ہم خدا پرست پیشدستی
نہین کرتے مصاحب شاہ نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر جمہور پر مارا جمہور نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا
نیزہ بازی ہونے لگی ہنوز ختم نہوئی تھی کہ صحرا کیطرف سے بگولہ گرد کا اُٹھا اور وہ قریب آکر شق ہوا اُسمین ایک گاے
برابر چار فیل مست کے پیدا ہوئی کہ دم اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی اور دونون شاخین بھی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ نقرۂ مصقول کی ہین کبھی اس ہیئت کی گاے کسی نے نہ دیکھی تھی صاحبقران نے فرمایا کہ یہی وہ گاے ہے جو بہشت
راہ مین اس دریا کے اندر سے پکڑی تھی وہ بھی اتنی بڑی نہ تھی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر وہ گاے آکر جمہور اور
مصاحب شاہ کے بیچ مین حد فاصل بنکر کھڑی ہوئی پشت مصاحب شاہ کیطرف کی اور منہ جمہور کیطرف
کرکے حملہ آور ہوئی جمہور نے ایک تیر اُسپر مارا گاے نے شاخ پر روک کر اپنی شاخ جو جمہور پر ماری مرکب پر سے
گرا اُس گاے نے جمہور کو سینگون سے اُٹھا کر اپنی پشت پر ڈال لیا اور صحرا کیطرف لیے ہوے چلی گئی مصاحب شاہ نے
پھر مبارز طلب کیا اکی مرتبہ فضل بن ... گیا ... ہنوز مصاحب شاہ سے گفتگو ہو رہی تھی
کہ وہی گاے پھر پیدا ہوئی اور فضل کو بھی اُسیطرح اُٹھا کر لیگئی غرض شام تک بارہ سردار گرفتار ہوے طبل
بازگشت بجا دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے امیر نے فرمایا کہ ایسا طلسم کا ساحر ہے کہ کبھی یہ نہ دیکھا تھا
کہ گاے پہلوانون کو اُٹھا لیجاے بعضون نے عرض کیا کہ اے شہریار ... ایسی بزرگ ... گاے
نہین دیکھی عمرو نے کہا حمزہ یہ گاے نہین ہے کوئی ساحرہ ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دو گھڑی رات گذری تھی کہ غلغلہ
ہوا لوگ غل مچاتے ہوے برابر بارگاہ شاہی کے پہونچے امیر نے کہا یہ شور کیسا ہے دریافت کرو لوگون نے جا کر
پوچھا اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا ہرچند پوچھا وہ کچھ نہ بولے آخر امیر خود سوار ہو کر کنارے لشکر کیطرف آئے دیکھا
کہ گرد لشکر کے فوج بیہودون کی ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے حلقہ باندھے ہوے تماشا دیکھ رہے کھڑی ہے فرمایا
کہ کسی واجب القتل کو بلاؤ جب وہ آیا اُس سے فرمایا کہ تو ان بیہودون مین سے نکل کر اُسطرف جا تجھکو کوئی نہ قتل
نہ کریگا وہ قید سے رہا ہو کر چلا جب ان بیہودون کے پاس پہونچا اُنمین سے دو بیہودون نے جدا ہو کر اُس شخص
کو پکڑ کر بیچ مین ... دیا اور پھر وہ جا کر اپنی جگہ مین ملگئے امیر یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوے عمرو نے کہا اے
شہریار ان بیہودون نے گویا ہم سبکو قتل کیا ہے اور ایسی قید ہے کہ ایک شخص باہر نہین جا سکتا تمام لشکر مقید ہو گیا
جو مرضی الٰہی وہ ہو رہا تھا اُن بیہودون کے ہاتھون مین خود بخود گرد کے آتشین روشن ہو گئے اور وہ آگ ...
تا آسمان اُچھالتے تھے وہ آگ مثل شفق ہوتے تھے اور اُنمین سے ہزار اشارے گرتے ہوے معلوم ہوتے تھے
صبح تک یہی تماشا رہا دو گھڑی رات رہے سے وہ بیہودے غائب ہو گئے مصاحب شاہ نے رات کو طبل جنگ
بجوایا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے اُس روز بھی اُس گاے نے شام تک ... سردار
گرفتار کیے شام کو دونون لشکر پھر گئے مگر بختیارک نے جو خبر بیہودون کی سُنی نہایت خوش ہوا کہا کہ ...
حمزہ کے واسطے خوب ہوا اور مصاحب شاہ سے پوچھا کہ اس گاے کی حقیقت ... بیان کرو اور ...
کیسے ہین انکی حقیقت کہو اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سب عنایت اور مہربانی خداوند فرعون شاہ کی ہے ...
کہ یہ گاے کون ہے اور بیہودے کہان سے آئے ہین بختیارک نے کہا کہ اب لشکر حمزہ پر جسوقت زیادہ تباہی آئیگی

تو مرشد کامل جستجو کرینگے معلوم ہو جائیگا مرصاحب شاہ بولا کہ جی مرشد سے کیا ہو سکیگا اب دو چار دن میں
خاتمہ ہی لشکر حمزہ سے ایک متنفس زندہ نہ بچیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ الالقصہ ونکو لڑائی مرصاحب شاہ کی او ر نانکا کا
اور بکڑ لیجانا سرداروں کا اور شب کو جا ہمرہ بسیر ون کا رہتا تھا کوئی جستجو کو نکلکر جا نہ سکتا تھا چند روز میں تمام لشکر اسلام
اسیر ہو گیا صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور دو چار مشہور سلطنت رہگئے مشہور ہوئے لگا کہ کہیا گیتی
بجو اس نگا سے سے بچیہ آخر کو امیر نے رقعہ پچاس ہزار کا لکھکر بارگاہ میں پھینکا فرمایا کہ جو کوئی علاج اس نگا کا
کرے یہ رقعہ اسکا ہی عمرو نے رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ اللہ روپیہ مجھے عنایت ہو تو میں جاتا ہوں امیر نے اسیوقت روپیہ
نقد منگوا کر دیدیا عمرو اسباب عیاری اپنے خیمہ سے لیکر روانہ ہوا بعد طویل وہ نگا سے آتی تھی اسیطرف چلا تمام
صحرا چھان مارا کہیں نشان نپایا قریب شام ایک تالاب پر پہونچا کہ تالاب بہت بڑا ہی اور گرد اسکے سبزہ ہی گھاس
رنگا رنگ پھولے ہوئے ہیں درخت میوہ دار لگے ہوئے ہیں ہوا سے سرد چل رہی ہی چاند آسمان پر نکلا ہوا ہی
چاندنی چٹکی ہوئی ہی عمرو حالت یاس و نا امیدی میں چادر بچھا کر وہاں بیٹھ گیا اور زنبیل تھیلیاں درست کر کے
باواز حزین کچھ گانے لگا کوئی دو گھڑی رات گاتے ہوئے گذری تھی کہ پانی سے تالاب کے جوش مارا اور شق ہوا
اس پانی میں سے ایک تخت نکلتے نظر آیا اسپر ایک جوگی بیٹھا ہوا تھا جٹا اسکی خاکستری بھبھوت منہ پر ملا ہوا آنکھیں
لال چندو گلے میں پڑا ہوا بت بازوؤں پر بندھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہوا اسکا سیندور کا دیا ہو منہ سے کانوں تک
پہلے ہوئے کوئی اسی نوے برس کا سن القصہ وہ تخت سے اترکر عمرو کے پاس آیا عمرو اسے دیکھکر ڈر گیا مگر وہ
آکر چھپکا بانسری سنا کیا بعد اسکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چل عمرو نے کہا کہ میں پانی میں کیونکر اترون کہا کہ
تو آ توسہی تجھے پانی نہ معلوم ہوگا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر تالاب پر مارا کہ وہ پانی جم گیا تختہ بلور کے ہو گیا
عمرو اسکے ساتھ آیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اسکے اندر زینہ بنا ہوا ہی اندر اسکے گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت نما ہی
آگے بڑھا ایک بارہ دری چھت پردوں سے آراستہ دیوار گیریاں جھاڑ کنول بے انتہا لگے ہوئے نظر آئے فرش
کیا ہوا دیکھا مسند بچھی ہوئی پائی شمعوں کا فوری فروزاں تھیں اسباب عیش مہیا وہ جوگی مسند پر آکر بیٹھا عمرو کو
اپنے سامنے بٹھایا آپ کھانا کھایا عمرو کو کھلایا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ فی نوازی کیجیئے مجھے دولت دنیا سے
نہال کردونگا اور تو روتا کیوں ہی حال اپنا بیان کر عمرو نے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام بتائیں مجھے بیان کیجیئے اور یہاں
صحرا میں تنہا رہنے کا سبب کیا ہی یہ فرمائیے تو پھر میں عرض کروں اسنے کہا کہ نام میرا نگا ؤ آتشبار جادو ہی ہمیشہ
میں تنہا رہتا ہوں عیال و اطفال میرے سب ہیں مگر مجھکو تنہائی پسند ہی اور مجھکو بھبھوت اصلی سے واسطہ ہے اگر کوئی
نہیں دیکھا میں پوست گاؤں میں رہتا ہوں اب تو اپنا حال بیان کر عمرو نے کہا کہ میں کلانوت تھا خانہ ان کیان کا
خدا پرست ہوں ہنسے وہ گھر برباد کیا میں تباہ ہوا دو لاکھ ہزار روپیہ مجھے ملتے تھے خوش و خرم تھا اب کوئی پوچھتا
نہیں نان شبینہ کو محتاج ہوں ہاں یہ خدا پرست غارت ہوں تو پھر کوئی مجھ پوچھے انکے دور میں تو میں گردش اسی
اور باتیں کرتے کرتے عمرو نے دیکھا کہ مجھ کو نشے مستقل ہیں پوچھا کہ اس میں کیا خرابی نہ مرکار کا ہی اسنے کہا کہ اے کلانوت
میں لشکر حمزہ کا کام تمام کر چکا ہوں اب ایک دو روز میں خاتمہ ہی اور ان کو ٹھیوں میں سب سرداران حمزہ کے
قید ہیں میں جا کر انھیں پکڑ لایا ہوں عمرو نے کہا کہ خدا آپ کا بہت سا بھلا کرے کہ آپنے ان مفسدوں کو غارت کیا
نگاؤ آتشبار جادو نے کہا کہ اے کلانوت اب تو پھر اسیطرح سے بانسری بجا کر گا جسطرح وہاں بجا رہا تھا عمرو بولا کہ
اعلی اعلی مراتب ہیں بلیان لون ابکی زمین سے بہتر بجاؤنگا گا ؤنگا اور وہ تو میں گا نہ تھا اپنے حال پر روتا تھا

اب آپ مجھ سے سنیے اور بانسری کی قلقلیاں درست کر کے بجانے لگا یہ حالت اسکی ہوئی کہ مست ہو گیا جھومنے لگا عاشق
ہو گیا ایک دو گھڑی بجا کر عمرو چپ ہوا اُسنے کئی ہزار دینار عمرو کو دیے اور کہا کہ پھر بجا عمرو پھر بجانے لگا اور گانے لگا
جب چپ ہوا اُسکی مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر دیا اور کہا کہ پھر گاؤ عمرو نے پھر بانسری ہاتھ میں لی اب آتشبار جادو
روپیہ اشرفی جواہر دیتا جاتا ہے اور فرمایش کرتا جاتا ہے کہ گائے جاؤ اس اثنا میں عمرو نے اپنی بغل میں سے گلابی
شراب کی نکالی اور منہ اسکا کھولا خوشبو جو اسمیں سے نکلی وہ جادو گر بیچین ہو گیا کہا کہ اسمیں سے تھوڑی سے
مجھے دو عمرو نے کہا بلیاں لوں یہ تو میری زندگی کا سہارا ہے ہم لوگ اسے جیون مول بوٹی کہتے ہیں یہ اگر نہ ملے گی
تو مر جاؤنگا اُسنے کہا کہ میں تجھے بہت سی دونگا کہا کہ خدا آپکو سلامت رکھے آپ منہ کھولیں میں اپنے ہاتھ سے
آپکے منہ میں ڈالدونگا اُسنے آنکھیں بند کر لیں منہ کھول دیا عمرو نے تمام گلابی منہ میں ڈالدی اور کہا کہ یہ منہ آپکا
کاہیکو ہے غار ہے سب گلابی اُنڈل گئی اب میں کیا کرونگا کہا کہ صبح کو پھر اسکے قرابے تجھے منگوا دونگا عمرو پھر گانے لگا
وہ سنتے سنتے عالم مستی میں ناچنے کو اٹھا کہ بیہوشی نے دھلما پچھاڑا الٹکر گرا عمرو اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا نکالا خنجر
گلے پر اسکے رگڑا دیا پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ رویین تن ہے ایک دو پتھر بڑے بڑے ڈھونڈھ کر لایا ایک اسکے سر تلے
رکھا دوسرا اوپر سے پھینک کر جو مارا تو سر اُسکا پاش پاش ہو گیا وہ واصل جہنم ہوا آندھی چلی زمانہ تاریک ہو گیا
غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ ہائے مارا میں مرا گاؤ آتشبار جادو بعد روشنی جو ہوئی دیکھا
کہ باغ کسی وقت کا پڑا ہے اور بارہ دری بھی نہایت کہنہ ہے مگر پیچھے تہ خانہ میں عمرو بھی کلالوت کی صورت بنا ہوا
قیدیوں پاس گیا کہ میں کلالوت ہوں گاؤ آتشبار جادو کا تمہاری نگہبانی کیواسطے مقرر ہوا ہوں اگر تم سب
مجھے زر نقد عنایت کرو تو میں تمھیں قید سے چھوڑ دوں بعضوں نے کہا کہ ہمارے پاس یہاں روپیہ کہاں ہے اسنے کہا کہ
لاکھوں لشکر حمزہ میں ہو تمکو دیدینا بعضوں نے کہا کہ ہمارے پاس قلم دوات کہاں اسنے کہا کہ وہ بھی موجود ہے
غرض بعضوں سے نوشتہ لکھوا کر مہر کروا کر اپنے پاس رکھا بعد اُسکے ظاہر کیا کہ میں عمرو بن امیہ ضمری ہوں مارا
ہے مینے گاؤ آتشبار جادو کو باہر آؤ دیکھو لاش اسکی پڑی ہے سب بہت خوش ہوئے عمرو نے تمام مال و اسباب
ہر منزل گاؤ آتشبار جادو کا لیکر نذر زنبیل کیا اور سب سرداروں کو ساتھ لیکر پھر رات کے رستے
لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا یہاں طبل جنگ بجا ہی تھا صبح کو لقا اور مصاحب شاہ سوار ہو کے
میدان کیطرف چلے بختیارک کو پرچہ گذرا کہ آج رات کو وہ بھیرہ نہیں آسکے بختیارک نے پوچھا کہ ای
مصاحب شاہ بس یقین جانو کہ آج وہ گا سے بھی نہ آئیگی اور لقا سے کہا کہ یہاں کا بھی خاتمہ ہو چکا جو سامان
بھاگنا ہو بہا لو لقا نے ایک دھول بختیارک کے ماری کہ گر گیا واہی بکتا ہے مصاحب شاہ خفا ہوا کہ بیجا
جنگ کی فال بد تو منہ سے نکالتا ہے القصہ دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے مصاحب شاہ میدان میں
آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام میں سے شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر مقابلے کو آیا
لگا وزن ہوا کہ مصاحب شاہ گرد برد ہو گیا اسلحہ کرایا یوں میں ہر کسب کو پھر مقابل ہوا مصاحب شاہ
نام پوچھا علمشاہ نے نام اپنا بیان کیا مصاحب شاہ نے کہا کہ ای لعین حمزہ اسپنے اوپر رحم کر اور فرعون شاہ کو
سجدہ کر لقا کی طاعت میں رہ بلکہ حمزہ کو بھی سمجھا کہ یہ آئین تیرے واسطے بہتری ہے علمشاہ نے کہا کہ او کافر ہم لعنت
کرتے ہیں فرعون شاہ پر جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر کوتاہی نہ کر مصاحب شاہ تاب نہ لا برہم ہوا اور اٹھا کر
نیزہ شاہزادے پر مارا علمشاہ نے چند طعن میں نیزہ اُسکا جدا کیا اُسنے تلوار ماری شاہزادے نے کبھی

تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال دیا زور کشمکش ہونے لگے آخر کار علمشاہ نے اسے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا چاہتا تھا کہ چھاتی پر سکین باندھیں چنانچہ صاحب شاہ نے ہر طرف دیکھا کیا وہ گا سے نہ آتا تھی ندا آئی تجھ کیا رنگ لگا را
اے صاحب شاہ آن گا اور انتساب پر دو آن انتساب تیرا تمہارا مرد بادشاہ گلے نہ آنکھ ہیئے تو بیٹوں کی خبر سنکر تیرے پہلے ہی کہہ دیا
تھا اب تم جاؤ اسلام لاؤ ہم بھی رخصت ہوتے ہیں لیکن اور علمشاہ نے جسوقت صاحب شاہ کو پکڑ لیا فوج
صاحب شاہ کی علمشاہ پر دوڑ پڑی شاہزادے امیر حملہ آور ہوا لشکر صاحب شاہ سے لڑائی ہو رہی تھی کہ عمرو
بھی مع سرداران لشکر اسلام پہونچا غرض ایک جنگ ہوا انجام کار کفار شکست کھا کر بھاگے اہل اسلام لڑتے ہوئے چلے
آئے اندر قلعے کے لڑائی ہونے لگی قلعے والے قتل ہونے لگے یہاں تک کہ رعایا نے دوہائی حمزہ صاحبقران کی پہنچی
امیر نے فرمایا کہ اب اہل قلعہ کو نہ قتل کرو یہ سب بیچارے ہیں عمرو نے سفید پھریرہ اڑایا قتل و قمع موقوف ہوا بادشاہ اسلام
ایوان شاہی میں آکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحب شاہ کو سامنے بلوایا تلقین ہر ایمان اسلام کیا وہ از سر نو صدق
مسلمان ہوا عمرو نے گا آتشبار جادو کے مارنے کا حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے خلعت دیا عمرو نے تو شہ
سرداروں کا سامنے کیا امیر نے فرمایا کہ تمہی نے محنت کی ہے یہ بھی روپیہ خزانے سے لو اور رقعہ خزانچی کے نام
لکھ دیا عمرو دعائیں دیتا ہوا رقعہ لیکر گیا اور روپیہ خزانچی سے گنوا کر داخل زنبیل کیا غرض تمام شہر
صاحب شاہ کا اسلام آباد ہوا جا بجا مسجدیں بنیں بتخانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی سکہ بادشاہ اسلام
نام پر جاری ہوا امیر نے جشن کیا ہی صبح کا وقت ہی قلعے سے باہر تشریف لائے ہیں کنارہ دریا کے بیٹھے ہوئے سیر کی
کیفیت دیکھ رہے ہیں کہ دور ایک سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھنے لگے سب وہ سیاہی نزدیک آئی دیکھا تو جہاز ہیں
جسوقت وہ جہاز قریب آئے تو دیکھا کچھ لوگ سیاہ پوش ہیں اور ایک تابوت سیاہ پوش میں رکھا ہوا ہے یہاں تک کہ جہاز
کنارے پر آ لگے اب جو دیکھا کہ یہ تو کہ خاوری ہیں غرض وہ سوار تھے قاسم سے حسن خان تہمتن خان الماس خان وغیرہ
لاش قیماس خان خاوری کی لیے ہوئے سامنے امیر کے تشریف لائے قاسم کو دیکھکر خوش ہوئے قدموں پہ لپٹے
قاسم نے ان سب کو گلے سے لگایا صاحبقران نے حال قیماس خان کا پوچھا کہ کس کے ہاتھ سے مارا گیا ہوا ان سب نے
ایرج کا فرخ کرنا اور لندھور کا عاشق ہو کر ایرج کے ساتھ ہونا اور شہر فرنگو شیہ کا قتل ہونا اور قیماس خان کا
ایرج کے ہاتھ سے مارے جانا بیان کیا قاسم کو بڑا رنج ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا صاحبقران اب غلام کو رخصت ملے
کہ غلام جا کر اسی قنا پرست کو گوشمالی معقول دے صاحبقران نے فرمایا کہ تامل کرو کل یہاں سے جانا مگر بھی ایرج
اپنے مقصد و رہبر مارہ ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا غرض قیماس خان کی لاش وہاں دفن کر دی اور قاسم تیاری سفر میں مصروف
ہوا رات بھر علمشاہ اور بدیع الزمان دونوں قاسم کے پاس بیٹھے رہے ہی باتیں ہوا کیں کہ مدت کے بعد ملاقات ہوئی
تھی مگر پھر فراق قریب آیا ہے ترک قد ڈالوا یا گلے ملتے تھے روتے تھے لوگ کہتے تھے کہ پیر و مرشد خدا اجتماع المتفرقین ہے جس
ملا دیگا غرض صبح کو قاسم تو گریاں و نالاں ادھر راہی ہوا بدیع الزمان اور علمشاہ ادھر پھر آئے بعد قاسم کے
جانے کے امیر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ حال لقا کا بیان کرو کہ کہاں فرار ہوا ہے عرض کیا کہ لقا دربند محرابیہ میں داخل ہوا
محراب شاہ نے اسکی دستگیری کی ہے فرمایا چلو ہم بھی کوچ کر دربند محرابیہ کو غرض امیر حمزہ صاحبقران والا شان
مع لشکر نصرت اثر قطع منازل و طے مراحل کوچ بکوچ جانب دربند محرابیہ تشریف شریف ارزانی فرماتے ہیں

ابتدا دوسرے داستان چوتھی دربند محرابیہ کے بیان سے جاتے ہیں

کہ راقم بیان کرتا ہے کہ جب دربند محرابیہ میں پہونچا محراب شاہ اسکو استقبال کر کے لیگیا دعوت و ضیافت میں مصروف ہوا

بختیارک نے کہا اے محراب شاہ ہمارے تعاقب میں کیا ایسا شخص زبردست آتا ہے کہ کوئی اُس سے عہدہ برا نہیں ہوتا تمام سلطنتیں اور
خدائیان اُسنے برباد کر دین ہمین یہان سے خداوند فرعون شاہ پاس جانے دو محراب شاہ نے کہا کہ اگر ہم سے کچھ نہ ہو سکیگا تو ہم آپ سے
بچینگا بختیارک نے کہا کہ کچھ زبان سے تو کہیے کہ آپ نے کیا تدبیر کی ہے محراب شاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا بختیارک نے
لقا سے کہا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہیں ہے یہ رات کو بھاگ کر اپنے چلا گیا دوسرے روز محراب شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر حمزہ کا آپہونچا
دوسرے دن محراب شاہ تحفے اور نذر کی کشتیاں ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کیا کہ شہریار ایک مشکل ہے اگر آپ
حل کیجیے تو غلام مسلمان ہو حضور عقدہ کشا سے جہان ہین یہ بھی عقدہ حضور سے حل ہوگا فرمایا کہ بیان کرو عرض
کیا کہ شہریار یہاں سے تین فرسخ پر ایک غار ہے کہ اُسے غار جمشید کہتے ہیں اور ایک دیو وہان رہتا ہے نام اُسکا
دیو اشکال ہے نہایت حرامزادہ بد افعال ہے اکثر آتا ہے اور شہر کے آدمیوں کو کھا جاتا ہے اُسکے ہاتھ سے سب جان بلب
ہین اور اُس غار مین خزانہ جمشید ہے اُسکا وہ نگہبان ہے جو اُسے مارے گنج جمشید اُسکے ہاتھ لگا اور مشہور ہے کہ جو صاحبقران
ہوگا وہ اُس دیو کو ماریگا امیر نے فرمایا کہ اے محراب شاہ کل ہم تمہارے ساتھ وہان چلینگے غرض دوسرے دن
امیر گھوڑا اٹھا کر روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا کہ غار عمیق ہے اور ایک طرف ایک چبوترہ بنا ہے کہ طول و عرض اُسکا
دو ہزار گز کا ہوگا اور گرد اُسکے سبزہ ہے گلہاے رنگارنگ پھولے ہین ہوا سرد چل رہی ہے ایک دیو تخت پر سوتا ہے
پڑا ہوا سوتا ہے محراب شاہ تو خوف سے دیو کے دور رہگیا تھا امیر نے پاس اُسکے جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خواب
خرگوش سے بیدار ہو وہ دیو چونکا امیر کو دیکھا پکارا کہ او آدمیزاد تجھ کو ابلیس نے میرے کھانے کے واسطے
بھیجا ہے امیر سے حلق مین کو دیتا کہ مین تجھے بلبلا کر نگل جاؤنگا دانت لگاؤنگا ڈرو امیر نے کہا کہ او اجل رسیدہ
نہین جانتا تجھے کہ مین زلزلہ قاف کو جو کہ سلیمان ہون آیا ہون کہ تیرا کام تمام کرون تو نے بہت بہانے آدمیون کو
ایذا پہونچائی ہے دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ سنکر دیو اشکال بہت ہنسا کہا کہ تو نے نام زلزلہ قاف کا سن پایا ہے مانا
زلزلہ قاف جبدت آسمان پری کہان تو مین تیری انگلی مین نہ آؤنگا اور ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کر حلق مین ڈالے
جب ہاتھ دیو کا نزدیک امیر کے آیا پیچھے کو ہٹ کر بڑھ کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کھینچا اپنی طرف کو دیو بلبلا گیا اور سامنے امیر کے
جھک گیا امیر نے چاہا کہ گردن اُسکی پکڑین دیو نے ہاتھ چھڑا لیا پیچھے کو ہٹا اور درخت شمشاد اٹھا کر امیر پر مارا امیر نے
دار خالی دی وہ زمین پر پڑی کہ زمین مین ہمرا تک دھنس گئی دیو پکارا کہ آدمزاد کہو کہ شاید تیرا قبلہ مین
ملکر کہرا ہو گیا افسوس مجھے کہ ناہی نصیب نہ ہوا امیر نے نعرہ کیا اور کہا ابلیس ہے کسکو تو نے بار احترافت
تیرا مین موجود ہون اور کھینچکر تیغ صمصام جو اُسکی کمر پر مارا دو ٹکڑے ہو کے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا
محراب شاہ پکارا شہریار سبحان اللہ اور آفرین ہے تیرا تصدق ہو ہاتھ چوما امیر اُس غار مین تشریف لیگئے
دیکھا تو کوٹھے مقفل ہین انہین کھولا تو زر و جواہر انہین بھرا ہوا تھا عمرو سے کہا کہ باربرداری لاؤ اور یہاں سے
لیچلو عمرو نے عرض کیا کہ شہریار آپ جو اب تک جو باربرداری کا ہو وہ مجھے دیجیے یہ مال آپکا ہو گیا دون فرمایا اچھا
کیا مضائقہ ہے عمرو نے سب مال زنبیل مین ڈال لیا اور لشکر مین آکر نصف امیر کو دیدیا امیر نے اجبیرہ اُسکا اور دیکھ
عمرو کے حوالے کی محراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام شہر محرابیہ اسلام آباد ہوا ایک روز امیر
کنارے دریا کے بیٹھے ہین کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا اور ہوا سرد چلنے لگی عجب کیفیت تھی کہ سیاہی ابر کی چھائی ہوئی
تھی کشتیان دریا مین چھوٹی ہوئی تھین نواڑہ لوگ کھیل رہے تھے امیر نے فرمایا کہ مچھلی شکار کھیلنے کو جی چاہتا ہے
محراب شاہ نے کہا کہ پیرو مرشد یہان شکار ہے فرمایا کہ اگر شکار یہان بہت ہے تو مجھے وقف کر دیا ہے کیا ہی جا

شکار کھیلے عمرو نے جو دقت کا نام سنا اپنے شاگردوں سے کہا کہ قراولون سے کہو کہ شکار بیابان کا لشکر میں پہنچین اور منع کر دو کہ کوئی قصاب آج لشکر میں گوشت نہ بیچے ہمارے شکار کا گوشت بکیگا غرض امیر عمرو کو ہمراہ لیکر شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے باقی اور سردار بھی اپنے اپنے رفیقوں سمیت مشغول صید و شکار ہوئے کہ سامنے امیر کے ایک ہرن بھاگا ہوا گذرا امیر نے اسکے تعاقب میں گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر اس ہرن کو صید کیا عمرو نے گوشت ہرن کا نکالکر اسکے کباب کا ارادہ کیا امیر نے کہا کہ خواجہ وقت دوپہر کا ہے کوئی باغ کہیں ہو تو چلکر اسمیں ٹھہرین عمرو تلاش میں نکلا تھا کہ دور سے ایک باغ بہت پرتکلف کا دکھائی دیا عمرو آیا امیر کو ساتھ لیا آپ خدمتگار کی صورت بنکر ہمراہ ہوا کہ شاید کوئی دشمن ہو تو مجھے نہ پہچانے غرض آکر باغ میں داخل ہوئے اسباب اتار پھرنے لگے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خوب ہوا جو ہم اس باغ میں چلے آئے نہیں تو بیگنت جاتے عمرو نے کہا شہریار درست ہے سیر کرتے ہوئے بارہ دری میں پہونچے آواز رقص و سرود کی کان میں آئی دیکھا تو بارہ دری کے دروازے پر دے پڑے ہوئے ہیں چلمنیں چھوٹی ہوئی ہیں امیر نے تلوار سے چلمن اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوگن بیٹھی ہے اور آگے اسکے رقص و سرود ہو رہا ہے اور وہ عالم محویت میں آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھی ہے امیر بنگاہ اول اسپر عاشق ہوئے اور وہیں سے کھڑے ہوئے دیکھا کیے اسکو خبر بھی نہ تھی کہ کوئی آیا ہے یا نہیں بعد ایک ساعت کے امیر اوپر آئے آکر بیٹھ گئے عمرو بھی ہاتھ باندھکر پیچھے کھڑا ہو رہا بعد چار گھڑی کے جب وہ رقص و سرود موقوف ہوا جوگن نے سر اٹھاکر امیر کو دیکھا مائل و مبتلا ہو گئی زبان سے کہ عشق اللہ ہو ابھی بات بھی نہونے پائی تھی کہ آواز نقارے کی دروازہ باغ پر آئی جوگن نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا ہٹ جائیے ایک شاہزادی میری ملاقات کو آتی ہے کچھ دیر ٹھہر کر چلی جائیگی آپ پھر تشریف لے آئیگا امیر وہاں سے ہٹ گئے جوگن نے اپنے کو بنایا سنوارا بعد ساعت بھر کے ایک زن خورد سال نہایت خوش جمال سکھپال میں سوار پیدا ہوئی اور پیچھے اسکے کچھ باندیاں اور کچھ عورتیں سوار تھیں یہانتک کہ وہ زن جمیلہ سکھپال سے اترکر جوگن کے سامنے آئی اور کئی ہزار روپیہ سرخ نذر دیے جوگن نے بہت سی شفقت اسپر فرمائی اور اسکو وہ جوگن پاس سے باہر آئی ہنڈولہ وہاں گڑا ہوا تھا اسپر بیٹھی گانا شروع ہوا لیکن امیر جو باغ سے باہر آئے بیقرار ہیں کہ کیونکر اندر جاؤن اور تماشا اس صحبت کا کسطرح دیکھوں عمرو سے کہا کہ خواجہ کسیطرح تم مجھے اندر باغ کے لیچلو کہ میں ایک نگاہ جوگن کو دیکھ لوں عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ جوگ تیرے جوگ کا معلوم ہوتا ہے خدا جانے اسکی محبت کا کیا انجام ہوگا اور حمزہ اب تو بوڑھا ہو چکا عشق و عاشقی تجھے زیبا نہیں ہے ہر شخص سن سے تعلق رکھتی ہے چل یہاں سے اپنے لشکر کو امیر نے کہا کہ خواجہ دلپر کچھ اجارہ نہیں ہے میں نہایت بیچین ہوں واللہ جبتک مطلب دلی اس جوگن سے حاصل نہ کرلونگا یہاں سے ہرگز نہ جاؤنگا عمرو نے کہا کہ یہ کہو بڑھاپے میں جنون ہوا ہے بڑھ بس لگا ہے امیر نے کہا کہ تم کچھ ہی کہو میری جان پر صدمہ ہے عمرو نے کہا کہ بیٹا عشق ہے کوڑی خرچ نہ کرینگے اور معشوق پاس جائینگے وہی مثل ہے زر نیست عشق ٹین ٹین امیر نے کہا کہ خواجہ روپیہ تو یہان نہیں ہے مگر تم مجھ سے لکھوا لو لشکر میں چلکر لے لینا غرض عمرو نے دو ہزار کا رقعہ لکھوا کر مہر کروا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ حمزہ میں تدبیر کرلوں تو لیچلوں یہ کہکر سامنے سے چلا گیا ایک ٹیلا تھا اسکی آڑ میں جاکر رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی اور ایک اژدہا مقوے کا بنایا اسپر سوار ہو کر تیغ صاحبقران کے آیا امیر نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر چلا آتا ہے جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنا شروع کیا مگر مطلق اسم اعظم نے اسپر اثر نکیا وہ اژدر سوار قریب آیا امیر تلوار پکڑکر اٹھے عمرو قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ حمزہ کیا مجھے ماریگا اب امیر نے معلوم ہوا کہ عمرو ہے فرمایا کہ بھئی عجیب صورت تمنے بنائی ہے تجھ سے بہتر عیار نہیں ہوگا عمرو نے امیر سے کہا کہ حمزہ تو بھی

صورت اپنی تبدیل کر ڈالا کہ جو صورت تم چاہو بنا لو تمہیں اختیار ہے عمرو نے امیر کو بھی صورت جوگی کی بنا کر پیچھے اژدہے
سوار کر لیا اور نکل جو اس اژدر کی سواری وہ باغ کے اندر آیا تو عورتوں نے ساحرہ جانکر تعظیم دی تو تیری کی عمرو نے جوگن کی طرف
دیکھ کر کہا کہ بچہ خوش رہو جوگن نے کہا کہ بابا جی بڑا کرم کیا درشن آپکے دیکھنے سے مجھ فرمایئے عمرو اژدر سے اتر امیر کا
ہاتھ پکڑ کر جوگن کے پاس آکر بیٹھا جوگن نے جام شراب کا دیا اور کہا کہ میں نے بڑے بڑے ساحروں کی آنکھیں
دیکھی ہیں ہمنشین سامری و جمشید ہوں تم نے کیا نام رکھا ہے جوگن عمرو کی باتیں سنکر بہت خوش ہوئی اور پھر جام
دیا کہ اسے تو پیجیے عمرو نے پھر لیا غرض دونوں میں خوب گفتگو ہوئی اسی اثنا میں وہ شاہزادی جو آئی تھی سوار ہو کر
چلی گئی کسیکو اسکے جانیکی خبر بھی نہ ہوئی امیر نے عمرو کے کان میں کہا کہ خواجہ تم اسکے سپرد کرو میں نے اسکی محبت میں
فقیری اختیار کی مجھے کسی سے سروکار نہیں ہے اتنے دنوں میں تم لشکر کیطرف چلے جاؤ [illegible] ہو کر کہا عمرو نے جواب دیا
کہ حمزہ چپ رہو اس سے حاصل کیا ایسا نہو کہ افشائے راز ہو جائے اور ہم تم دونوں گرفتار ہو جائیں آخر کار عمرو نے
جام شراب کا لبریز کر کے بیہوشی اسمیں ملا کر جوگن کے ہاتھ میں دیا جوگن نے اسکے ہاتھ سے لیا منہ کے برابر لائی چاہا کہ پیے
کہ بو دارو سے بیہوشی کی دماغ میں پہونچی جام کو نہ پیا دیکھا امیر اور عمرو کو کہا کہ خوب ہوا کہ تم تشریف لائے میں تو مشتاق
تمہاری بیٹھی تھی میں نے تمہیں پہچانا کہ تم عمرو ہو اور یہ امیر ہیں تمہیں نے تو میرے باپ کو آتش بار جادو کو مارا ہے میں
تمہیں ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب تم کہاں میرے ہاتھ سے بچکر جاتے ہو تو سہی نام میرا سلسلہ جادو ہے اپنے باپ کے خون کے
عوض میں تمہیں اسطرح ماروں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمہارے حال پر گریہ و زاری کریں اور تجھکو ذرا رحم نہ آئے
امیر کو جو یہ معلوم ہوا کہ ساحرہ ہے نفرت کلی ہوئی عمرو نے خنجر کھینچا کہ مارے [illegible] ہو کر رہ گیا اور
اس ملعونہ نے چند دانے ماش کے پڑھکر مارے کہ زبان امیر کی بھی بند ہو گئی [illegible] نام لیکر شمشاد کا
کہا پکاری دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل پیدا ہوا سلسلہ جادو نے کہا کہ ای شمشاد جادو
میں نے عمرو کو تجھے دیا تو لیجا اسکے کباب کر کے کھا شمشاد جادو زنگی تو عمرو کو لیکر چلا گیا اور سلسلہ جادو نے امیر کو
اپنے پاس لا کر بٹھایا کہا کہ ای حمزہ تو میرے اوپر عاشق ہوا ہے میں بھی تجھے دوست رکھتی ہوں گو کہ تیرے باعث سے باپ میرا
قتل ہوا مگر محبت سے میں تجھے کچھ کہہ نہیں سکتی آ تجھسے صحبت ہو امیر نے کہا ای سلسلہ جادو پہلے بیشک مجھکو محبت
تجھ سے ساتھ ہوئی تھی مگر اب جیسے مجھے معلوم ہوا کہ تو ساحرہ ہے نفرت کلی ہو گئی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے اور سحر کو
ترک کرے تو میں تجھسے صحبت ہوں اسنے کہا کہ ای حمزہ ایسا تو نے میرے باپ کو مارا اور دوسرے سوال اسلام کا کرتا ہے
معلوم ہو جاتیگی کیفیت دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہوں [illegible] قتل امیر ہوئی لیکن عمرو کو آدمی شمشاد زنگی وہانسے
کھینچتا ہوا لایا کہ او ساربان زادے تو نے ایک زمانے کے ساحروں کو مارا ہے سب کا خون تیری گردن پر ہے [illegible] دیکھ تو
تجھے کسطرح سے مارتا ہوں اور جادو زمین کا [illegible] ستون میں عمرو کو باندھا اور [illegible] عمرو [illegible] چھریاں کاٹنے
[illegible] لا کر رکھے چھری ہاتھ میں لی کہ گوشت عمرو کا کاٹ کر کباب کرے عمرو نے دیکھا کہ قضا سر پر آپہونچی
لگا بدعا مانگنے کہ ای خالق ارض و سما بچا مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے [illegible] ابھی دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت
پہنچا کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا شمشاد زنگی نے دروازہ کھولا دیکھا کہ فضل جادو ہے کوکا [illegible] دیکھ [illegible]
بندھے ہوئے پایا پوچھا کہ او شمشاد کیوں تو نے اسے باندھا ہے کہا کہ ملکہ سلسلہ جادو نے مجھکو اسکو دیا ہے کہ کباب
کھا جا فضل نے کہا کہ وہ لڑکا کہاں ہے میں آیا ہوں اسکے پیچ مارنے یہ کہکر ایک نیزہ شمشاد زنگی کے مارا [illegible] کہ
اسکے سینے پر لگا اور پشت کو توڑ کر پار گذر گیا شمشاد واصل جہنم ہوا فضل نے عمرو کو کھولا اور پوچھا کہ خواجہ [illegible]

عمرو نے کہا ای فضل اس بارہ دری مین سلسلہ جادو کے پاس قید ہین نہین معلوم اُسنے کیا سلوک اُنکے ساتھ کیا
فضل بولا چلیے مین اس لکاتہ کو مارونگا یہ دونون بارہ دری مین آئے پردہ اُٹھا کر اندر گئے دیکھا کہ سلسلہ جادو
تو نہین ہی مگر امیر کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور تمام ایوان مین خون بہ رہا ہی عمرو نے ایک چیخ ماری اور پکارا کہ ای آقا سے
عمرو وای مولا سے عمرو ہاے یہ تجھکو کیا ہوا کسی سفر مین تو نے مجھے نہین چھوڑا سب جگہ تو مجھکو ساتھ لیے گیا اس سفر مین
مجھکو ساتھ نہین لیا عمرو بعد تیرے زندگی نکریگا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ فضل جادو عمرو سے
لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ یہ کیا کرتے ہو لاش تو انکی لیجا کر انکے وارثون تک پہونچاؤ پھر جو چاہنا کرنا آخری خدمت اپنے
آقا کی ادا کرلو یہ کہکر فضل بھی روتے روتے بیہوش ہوگیا عمرو فضل کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ای فضل ہمکو
سمجھاتے تھے یا اپنی جان دیے دیتے ہو جبھی ہوش مین آؤ اور عمرو نے سر اُس رستم عالم کا اُٹھا لیا منھ سے منھ ملنے لگا
فضل لاش سے امیر کی لپٹ گیا القصہ لاش کو چارپائی پر ڈالکر باہر لائے وہان اشقر دیوزاد کھڑا ہوا تھا عمرو نے
پکار کر کہا کہ ای اشقر آقا تیرا عدم کو سفر کر گیا ہم تو بے وارث ہوگئے یہ لاش ہی اُسکی اشقر نے جو لاش دیکھی زمین پر
گرا لوٹنے لگا سر پٹکنے لگا عمرو نے اشقر سے لپٹا کہا کہ ای اشقر لاش اپنے آقا کی لشکر مین پہونچا دو تو پھر ہم تم دونون
تقدیر پاس چلینگے یہ کہکر لاش صاحبقران کی اشقر پر ڈالی اور کہا کہ ای اشقر بعد حمزہ کے زندگی بدتر از مرگ ہی عمر
نے لاش اشقر کو لے لیا اور دہنے بائین طرف عمرو اور فضل جادو گریان و نالان روانہ ہوئے مگر حال سنیے
سلسلہ جادو کا کہ اُسنے ایک پتلہ ناش کے آنے کا امیر کی صورت کا بناکر ذبح کرکے ڈال گئی تھی اور آپ عقاب کی صورت
بنکر امیر کو پنجے مین پکڑ کر اڑی ہوئی پردہ ظلمات کو جاتی تھی اور امیر بیہوش تھے کہ بحکم خالق عز و جل اسی راہ سے گہرزاد
لشکر دیوون کا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ دیکھا ایک عقاب کے پنجے مین ایک آدم لٹکا ہوا چلا جاتا ہی دیوون سے کہا
کہ اس جانور کو مع آدمی لاؤ مقرر یہ کوئی ساحر ہی دیو دوڑے اُس عقاب نے چاہا کہ بچ کر نکل جاے ممکن نہوا قصد
سوار کیا تھا کہ دیو لپکے آکر گلا اُسکا دبا لیا اور اُسکے پنجے سے صاحبقران کو لیا سامنے گہرزاد کے لائے گہرزاد نے
صاحبقران کو پہچانا کہا کہ غضب ہوا تھا کہ پدر بزرگوار کو کیسا لیجاتا تھا امیر کو مسند پر لٹایا وہ جو دیو اُس ساحرہ کو
پکڑے ہوئے تھا رال اُسکی ٹپکی پڑتی تھی گہرزاد نے اُس دیو سے کہا کہ کھا جا اسے بس وہ دیو اُس لکاتہ کو حلق مین
رکھ گیا اب صاحبقران ہوش مین آئے گہرزاد نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا امیر نے پوچھا وہ جوگن
کہان ہی اُسنے عرض کیا کہ ایک عقاب حضور کو پنجون مین لیے جاتا تھا غلام نے اُس سے حضور کو چھڑایا اور وہ
عقاب ایک ساحرہ تھی اُسے دیو کھا گیا امیر بہت خوش ہوئے اور تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ زندگی تھی کہ تم
پہونچ گئے نہین تو یہ لکاتہ خدا جانے کیا سلوک کرتی اور اے گہرزاد عمرو بھی گرفتار ہوا تھا اُسکا حال کچھ معلوم ہی عرض
کیا کہ غلام آگاہ نہین فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو عرض کیا کہ ہمشیرہ ملکہ قریشہ سلطان قہقہہ سر چشمہ پر گئی ہین
غلام اُنکی کمک کیواسطے جاتا تھا راہ مین حضور کو دیکھا کہا کہ اچھا ہم جلد ہمارے لشکر مین پہونچا دو تم جس جان
جاتے تھے ادھر جاؤ گہرزاد نے اسیوقت صاحبقران کو تخت پر سوار کروایا دیوون سے کہا کہ جاکر قبلہ و کعبہ کو
پہونچا آؤ دیو اسیوقت امیر کو لیکر روانہ ہوئے جب بارگاہ شاہی مین پہونچے دیکھا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہین ہی
سناٹا پڑا ہی اور باہر بھی کوئی نہین معلوم ہوتا اور لشکر مین ایک حشر برپا ہی فراشون سے پوچھا کہ بادشاہ اسلام
کہان گئے ہین سب سوار کیا ہوئے یہ غل اور رونا کیسا ہی آستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کے دشمنون کے
مارے جانے کی خبر آئی تھی کہ شہر یار لاشہ لیے ہوئے آتا ہی سب روتے پیٹتے بحال تباہ گئے ہین امیر نے فرمایا

کہ مین تو زندہ و سلامت ہون تم جلد جا کر ان سبکو خبر کرو کہین ایسا نہو کہ کوئی غم مین میرے ہلاک ہو جاے غرض یہانسے
روانہ ہوے ادھر بادشاہ اسلام اور بدیع الزمان اور عملشاہ وغیرہ آکر لاش صاحبقران سے لپٹے ہوے ایک ایک کا
منھ سے منھ ملے رہا ہی خون سے لیکر اپنے چہرے پر لگاتا ہی عمرو کے اور اشقر کے روتے روتے آنسو خشک ہو گئے ہین
فضل چھپا اور سن ملا آتا ہو تمام لشکر خاک سر پر اڑاتا ہی کہ اس اثنا مین لوگ پہونچے اور عرض کیا کہ صاحبو یہ کیا
بدشگونی ہی امیر تو زندہ و سلامت بارگاہ مین موجود ہین کسیکو یقین نہ آیا بادشاہ اسلام نے مقبل سے کہا کہ تم جاکر
دیکھو یہ سچ کہتے ہین یا جھوٹ مقبل یہانسے روانہ ہوا ادھر امیر بارگاہ سے باہر نکل آئے ہین دروازے پر کھڑے
ہوے ہین جو دیکھتا ہی وہ حیران ہوتا ہی مارے خوف کے کوئی کچھ کہتا نہین کہ مقبل پہونچا دیکھتے ہی قدمون سے آکر
لپٹا عرض کیا کہ شہریار خبر آپکی سلامتی کی سنکر کسیکو یقین نہین آتا فرمایا کہ جاکر سبکو خبر دو مقبل خرم و شادان آیا
اور سبھون سے کہا کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون پھینکو اس لاش کو عمرو سے کہا ای مقبل [illegible]
کسی عیار نے یہ شعبدہ کیا ہوگا حمزہ زندہ کہان اور خوب رویا کہ ای آقا مجھے جلد اپنے پاس بلا لیجیے [illegible]
کو جو خبر ہوئی کہ حالت عمرو کی غیر ہی قریب ہی کہ ہلاک ہو جاے اسوقت انھون نے نعرہ صاحبقرانی [illegible] کیا تھا اور
مین زندہ ہون تم کسکی لاش لیے ہوے آتے ہو سردار جو گرد لاش کے حالت تباہ کرتے [illegible]
عمرو کا بھی شبہ مٹا دوڑا قدمبوسی کو ادھر سے صاحبقران آتے تھے عمرو کو [illegible] کی گردن پر پڑی کہ قلم
امیر نے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا کیفیت پوچھی عمرو نے سب ماجرا [illegible] نقابدار نے [illegible] دوڑا فوج بھی نقابدار کی
چلا تھا اسیوقت پھینکوا دیا امیر نے اشقر دیوزاد کو بہشت [illegible] لیا کہ مدد کرو نقابدار کی غرض لگی تلوار چلنے
قدمبوسی حاصل کی بارگاہ مین آکر بیٹھے تمام حال اپنا [illegible] غلغلہ حشر برپا ہوا لوگ قہورے کے دو پہر تک لڑتے
کہ تم یہان کیونکر پہونچے تھے عرض کیا کہ بعد قتل [illegible] بند ہوے نقابدار بفتح و فیروزی پھرا امیر نقابدار کی تعریف
آیا کہ حضور کی زیارت کرتے ہوے عنقلی آباد [illegible] مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی کہ یہ عرض کرتا آتا ہی کہ ای شہریار مجھکو
ایک باغ مین پہونچا وہان یہ ساخہ دیکھا [illegible] نقابدار کو دیکھکر عجب حالت ہی میری کہ بیان نہین کر سکتا ہون
کیا اور فرمایا کہ ہم جشن کرینگے غرض [illegible] سے ہو رہے ہین کہ ایک ساتھ بچے پیدا ہوے ایک بچہ بادشاہ اسلام کو
ہوا کہ نقاب [illegible] عملشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کرب غازی کو اور ایک
[illegible] قہورہ [illegible] ہاتھیون سے پیٹ تلے اور گھوڑون سے لشکر کے پیچھے ہوتا ہوا بھاگا
اسپ [illegible] حال [illegible]
کہ لقا جو [illegible] بھاگا [illegible] تمام لشکر ہراسان ہوا قران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر [illegible]
روزگار سے [illegible] کو تخت پر بٹھا دیا شہ نے انکار بھی کیا قران نے کہا یہ وقت انکار کا نہین ہی
[illegible] کی خبر [illegible] کارون نے خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار نامی
معروف ہوا [illegible] ہو گئے [illegible] لقا کے پاس جو نادان جمع تھے انسے کہا کہ دیکھا [illegible]
دوسان لقا [illegible] انھون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو بڑا [illegible] قہورے نے زخم [illegible]
دیا کہ [illegible] نے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہو تو ان سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا اور [illegible]
پہونچا [illegible] اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام
بارگاہ [illegible] غائب ہو گئے لقا بدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے عیارون سے کہا کہ تم [illegible]
خوب [illegible] اسلام کو سنا اور کہنا کہ تم کسیطرح پریشان نہ ہونا اگر کفار ارادہ رزم و پیکار کا
اس [illegible] موجود ہین مگر تم تلاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون [illegible]

گر قہور کرگدن سوار نے طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کہ اب ناے کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی نقارہ زری
بجے رات بھر دونون لشکرون مین تیاری ہوئی صبح کو میدان داری ہوئی صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر
چلے گئے قہور لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیا ہور خون آشام مرکب کو چمکا کر
سامنے تخت شاہی کے آیا دعا و ثناے بادشاہی بجا لایا مجرا کیا اجازت میدان چاہی بعد اجازت مرکب پر سوار ہو
مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نیزے ہاتھون سے پھینک دیے قہور نے تلوار کھینچکر فضل پر
ماری سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی کرتا دو برد اتر گئی زخم کاری لگا اسنے دستانہ مارا تلوار چھینا کر نکل گئی چادر خون کی
جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اسکو لوگ لیگئے یہ تو پھر گیا اور بھائی فضل کے مقابلے کو گئے وہ بھی زخمی ہوے
شام تک قہور نے کوئی بیس سردار زخمی کیے اور مارے شام کو طبل بازگشت بجوا کر یہ کہکر پھر گیا کہ اے خدا پرستو
پکار کر کہا کہ کل تمھارا کیا حال کرتا ہون ادھر تو یہ کافر پھرا ادھر صاحبقران نے زخمیون کو ہمراہ لیکر مراجعت فرمائی
جراحون کو بلوایا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگوائے کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے عرض کیا کہ قہور نے
گزر لوٹنے لگا [illegible] فرمایا بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ نجے رات گذر گئی صبح کو دونون لشکر میدان
[illegible] پاس چلینگے [illegible] مین آیا قہور نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی برابر رہے ایک پہر تک تلوار چلا کی آخر کار
[illegible] اسکو لے لیا اور [illegible] بائیس آدمی زخمی ہوے اور مارے گئے غرض کہانتک عرض کیا جاے
[illegible] ایک پتلا [illegible] سردار زخمی ہوے اور شہید ہوے آٹھوین روز قہور جسوقت
[illegible] مین [illegible] ہوئی پردہ ظلمات کو جاتی تھی [illegible] اپ سبون کا استیصال کرونگا اور ملک بھی دیکھا تھے کہ مین
[illegible] کا [illegible] کہ دیکھا ایک عقاب [illegible] اور اور جری ہو مگر آج میدان سے صحیح و سلامت پھر کر
[illegible] آدمی لا [illegible] کوئی [illegible] ہم کہا کہ ایک تو تمکو غرور ہو گیا ہی دوسرے یہ کہ اب
[illegible] آکر گلا اسکا دبایا اور [illegible] صاحبقران مین تمھاری بچائیگا یا مار ڈالیگا یا زخمی کریگا
صاحبقران کو [illegible] کہا کہ غضب ہوا تھا کہ [illegible] مجھکو زہرہ شاہ نے کچھ بھی کر شیطان
پکڑے ہوے [illegible] ان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام
رکھ گیا اب صاحبقران ہو [illegible] مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی
کہاں [illegible] عرض کیا کہ ایک عقاب حضور کو [illegible] غلام نے [illegible] کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار اٹھا کہ
عقاب ایک ساحرہ تھی [illegible] تمام حال بیان کر کے دھوم ہرکارے دونون طرف
پہنچ گئے نہین تو یہ لڑکا [illegible] کیا سلوک کرتی [illegible] نشان چالیس ہزار سوار نشان
کیا کہ غلام آگاہ نہین فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو عرض کیا کہ ہمشیرہ ملکہ قمر لیشیہ [illegible] سے خفشی رنگ کے تھے
غلام [illegible] آتا تھا راہ مین حضور کو دیکھا کہا کہ اچھا ہمین جلد ہمارے [illegible] زنجیر طلائی لٹکی [illegible]
[illegible] اسیوقت صاحبقران کو تخت پر سوار کروایا دیوون [illegible] پاون کی بعد [illegible]
پہونچا [illegible] اسیوقت امیر کو لیکر روانہ ہوے جب بارگاہ شاہی مین پہونچے دیکھا کہ [illegible]
سنا تا پڑا ہی اور باہر بھی کوئی نہین معلوم ہوتا اور لشکر مین ایک حشر برپا ہی فراشون سے [illegible]
کہاں گئے [illegible] سوار کیا ہوے [illegible] عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور [illegible] نے پھر مبارز طلب کیا لقا [illegible]
مارے جانے کی خبر آئی تھی [illegible] تے پیٹے بجال تباہ گئے [illegible] جو لقا بدا [illegible]

۴۰

نے رگون مین جوش مارا ایک محبت پیدا ہوئی مگر یہان نقابدار برابر قمہور کے گردن سوار کے آیا نگاورزن ہوا گیندا
قمہور کا کوئی آٹھ دس قدم پیچھے ہٹگیا گرتے گرتے سنبھلا کوک مار کر گنیندا اچھیلا اور کہا کہ او نقابدار گمنام تو کون ہی
جو میرے مقابلے کو آیا ہی مجھسے تو سامنا خدا پرستون سے پڑا ہوا تھا بہتر یہ ہی کہ جسطرف سے آیا ہی اسیطرف چلا جا نہین تو
مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار پکارا کہ او کافر مین بھی ادنے غلامان حمزہ صاحبقران سے ہون آیا ہون کہ تجھکو
تنبیہ معقول کردن قمہور نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا حال تجھے اجو جسم یہ تو رکھتا ہی نقابدار بولا ہم اہل اسلام مین پہلے
نہ کرینگے قمہور پکارا کہ میرا حربہ غضب ہی خداوند فرعون شاہ کا کہا کہ وہ غضب تیری جان پر نازل ہوگا قمہور نے
غضبناک ہو کر برچھا مارا نقابدار نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین نقابدار نے
نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے غضبناک ہو کر تلوار ماری نقابدار نے بڑھکر تلوار سپر پر روکی کہ قبضہ اور دو نہالے سپر پر تشنا
ہوا صاف آسیب سپر تلوار اسکی رد کردی اور پکارا کہ او کافر سے تو ضرب ندوی ضرب من نوش کن پس بشادی دل
فراموش کن پدر و جھنبون گذشتہ نوبت ماست ہر یکے پنج روز نوبت اوست یہ کہنا کہ خبردار رہ کہا تھا اور
کھینچکر تیغ آبدار جوہر دار قمہور پہ مارا اسنے سپر پر روکا تھا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر پڑی کہ خود و دوالغتہ
عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر تا دو ابرو آ ترآئی قمہور نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گنیندے کی گردن پر پڑی کہ قلم
ہوئی قمہور اور گنیندا دونون گرے فوج قمہور کی نقابدار پر دوڑی نقابدار نے نیزہ دوڑا فوج بھی نقابدار کی
دوڑ پڑی ادہر سے بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کو اشارہ کیا کہ مدد کرو نقابدار کی غرض لگی تلوار چلنے
مانند ملک الموت گرم ہوا نقابدار نے لاش پر لاش گرا دی غلغلہ حشر بپا ہوا لوگ قمہور کے دو پہر تو لڑے
بعد اسکے پسپا ہونے لگے آخر شکست کھا کر بھاگے قلعہ بند ہوئے نقابدار بفتح و فیروزی پھرا امیر نقابدار کی تعریفین
کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ بھئی نقابدار عجب بہادر مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی کرب عرض کرتا آتا ہی کہ اے شہریار مجھکو
کسی نقابدار کے ساتھ محبت نہین ہوئی مگر اس نقابدار کو دیکھکر عجب حالت ہی میری کہ بیان نہین کرسکتا ہون
یہی باتین کرتے ہوئے قریب بارگاہ شاہی کے پہونچے ہین کہ ایک ساتھ بچے پیدا ہوئے ایک بچہ بادشاہ اسلام کو
اور ایک بچہ صاحبقران کو اور ایک علمشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کرب غازی کو اور ایک
شیر افگن کو اٹھا لیگیا عمرو نے جو یہ تماشا دیکھا ہاتھیون کے پیٹ تلے اور گھوڑون کے شکم کے نیچے ہوتا ہوا بھاگا
انجام کار وہ ساتوان بچہ عمرو کو ڈھونڈھکر لیگیا تمام لشکر ہراسان ہوا قران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر بیسردار
منتشر ہوجاے جلد پیچے ہاشم تیغزن کو تخت پر بٹھا دیا ہاشم نے انکار بھی کیا قران نے کہا یہ وقت انکار کا نہین ہی
حکم تمام لشکر مین ہاشم کا جاری ہوا ہرکارون نے خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار نامی
اور ستر و سات آدمی غائب ہوگئے یقین ہم تمہا لیگئے لقا کے پاس جو ہزادان جمع تھے اسنے کہا کہ وہ بچہ تھا غضب
[illegible] ہی بے جوان سبکو اٹھا لیگئے انھون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی قمہور کے زخم
[illegible] لگ چکے ہین بیٹھا ہوا ہی اسنے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہوئے تو ان سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا ادہر
نقابدار [illegible] سبز پوش پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام
اور عمرو اور چار سرداران نامی غائب ہوگئے نقابدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے عیار سے کہا کہ تم جاؤ
صاحبقران [illegible] حبشی کے پاس ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ تم کسیطرح پریشان نہ ہونا اگر کفار ارادہ رزم و پیکار کا
کرینگے تو اسنے ہی [illegible] سامنا کرنیکو موجود ہین مگر تم تلاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون

اُنھیں اُٹھا لے گیا جب پیغام نقابدار کا قران کو پہونچا عرض کرا بھیجا کہ میں خود ڈھونڈھنے جاتا ہوں اور عیاروں کو
بھی بھیجتا ہوں چالاک بن عمرو بھی گیا ہی یہ کہکر آپ بھی تلاش صاحبقران میں روانہ ہوا مگر حال گزارش کیا جاتا کہ
صاحبقران وغیرہ کا کہ آنکھ جو ان سبھوں کی کھلی ایک تاریکی دیکھی کہ رات سے زیادہ اندھیرا ہی اور آواز بلبلان
خوش الحان کی چلی آتی ہی حیران تھے کہ ہم کہاں ہیں اور کون ہمیں لایا ہی کہ اس اثنا میں روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ایک
معشوق ہر ایک کے پہلو میں لباس پرتکلف پہنے ہوئے بیٹھی ہی اور باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی اسباب عیش
مہیا ہیں ہر ایک معشوق نے جام شراب کا ہر ایک کو دیا ہر ایک نے جام تو لے لیا مگر پوچھا کہ تم کون ہو اور ہمیں
یہاں کون اُٹھا لایا ہی اُن ساتوں نے کہا کہ ہم نواسیاں ہیں گاؤ آتشبار جادو کی تم سبھوں نے ہمارے نانا کو مارا
ماں کو مارا ہم عوض اُنکے خون کا لینے کو تمھیں اُٹھا لائے تھے اور قصد تھا کہ قتل کرتے مگر صورتیں جو تمھاری دیکھیں
ہم تم سبھوں پر عاشق ہوئے اب تم سے صحبت ہو مطلب دلی ہمارے حاصل کرو نہیں تو ہم تمھیں مار ڈالینگے
صاحبقران وغیرہ چاہتے ہیں کہ انکار کریں عمرو نے اشارے سے کہا کہ انکار نہ کرنا نہیں مارے جاؤگے اور میں
ان سبھوں کو ٹھیک بنا لونگا تم اپنے ہمسبو لو میں سمجھ لونگا بس ہر ایک نے ہر ایک سے کہا کہ یہ کیا بے لحاظی ہی کہ ہمارے
بزرگ و خسرد سب سامنے بیٹھے ہیں انکے سامنے کیونکر ہم تم سے اختلاط کریں اُن سبھوں نے کہا کہ اچھا چلو علیحدہ
علیحدہ مکانوں میں بیٹھو غرض اُنہیں سے ایک ایک اپنے عاشق کو لیکر مکان علیحدہ میں آ بیٹھی پہلے عمرو اپنی معشوقہ کو
لپٹا لگا بوسہ بازی کرنے لگا شراب میں بیہوشی ملا کر اُسے پلائی جب وہ بیہوش ہوئی تو عمرو وہاں سے اپنی وضع
شرابیوں کی بنائے ہوئے پہلے صاحبقران پاس آیا کہنے لگا کہ حمزہ ایسی معشوقہ تیرے پہلو میں بیٹھی ہی تو اس سے
ہنستا بولتا نہیں یہ کیا ہو رہا ہی اور مارے نشے کے عجیب حالت ہی کہ پانوں ڈالتا ہی کہیں اور پڑتا ہی کہیں امیر نے کہا
کہ خواجہ آؤ عمرو آ کر بیٹھا گلابی شراب کی اُٹھالی پہلے آپ جام پیا بعد اُسکے ایک جام اُسکو پلایا اور ایک جام امیر کو
دیا بعد اُسکے اُس ساحرہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی کہ بادہ اور زیادہ بدمست ہوئی امیر سے لپٹی امیر ہاتھ اُسکا
پکڑ کر پلنگ کیطرف لیچلے تھے کہ وہ بیہوش ہو کر گری چاہا صاحبقران نے کہ اُسے ذبح کریں عمرو نے دوڑ کر ہاتھ
پکڑ لیا کہ ابھی ٹھہر جاؤ اسکے مارنے میں افشاے راز ہو جائیگا سبکو ساتھ ہی قتل کرینگے یہ کہکر وہاں سے بادشاہ اسلام
کی صحبت میں آیا آواز دی کہ شہریار خانہ زاد بھی حاضر ہی یہ تو یہاں تنگ بیٹھے ہی تھے عمرو کی آواز سنتے ہی
جان آگئی پکارے کہ خواجہ جلد آؤ عمرو بھی شکل اپنی بنائے ہوئے آیا اور کہا ای شہریار آپ رنجیدہ کیوں بیٹھے
ہیں شراب پیجیے اپنی معشوقہ کو بلاسے دیکھیے میں کیا عمدہ شراب لایا ہوں اور یہ کہکر شراب کا جام دیا اُس جادوگرنی
کہا کہ اے ساقی مجھے بھی تو جام دے عمرو نے کہا سب سے پہلے تمھیں دونگا اور ساری گلابی اُسکو پلا دی وہاں سے
نکلکر بدیع الزمان و کرب کے پاس چلا قصہ مختصر ساتوں کو عمرو نے بیہوش کیا اور سبکو قتل کیا ہر ایک نے
پہنچا اپنی معشوقہ کا سر کاٹا ایک غل اور شور برپا ہوا تھا کہ اُڑنے لگی تاریکی چھا گئی [illegible] عمرو کے ہاتھ آیا
جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ باغ اُس کیفیت پر نہیں ہی اور کچھ کوٹھے بند [illegible] میں آدمی قید ہیں
کسی میں گھوڑے کسی میں ہتھیار ہیں امیر نے اُن سب قیدیوں کو چھوڑ دیا گھوڑے [illegible] انکو دیے بعد اُسکے
اُسی مکان میں ایک دروازہ زمین میں لگا ہوا دیکھا [illegible] امیر نے [illegible] فرمایا
کہ خدا جانے یہ نقب کیسی ہی کہاں گئی ہی عمرو نے کہا کہ [illegible] ہوگا [illegible] بند کر دونگا
فرمایا بھی اپنا حق لے لینا باقی مال خزانوں کا ہی کہا [illegible] غرض [illegible]

معاملہ طے ہوا عمرو نے فتیلہ عیاری روشن کیا اور نقب کے اندر چلا دعائیں مانگتا ہوا ...
بہت سا چلے جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچا کہ نقب وہاں تمام ہوئی تھی یہ متحیر ہو کر وہاں کھڑا ہو رہا ...
آواز آدمیوں کے بولنے کی آئی اب جو کان لگا کر سنتا ہے تو آواز لقا اور بختیارک کی چلی آتی ہے معلوم ہوا ...
قلعے میں آئی ہے پھر واپس آ کر صاحبقران سے حال بیان کیا اسیوقت صاحبقران مع بادشاہ اسلام و
سرداران عالیمقام نقب میں داخل ہوئے آہستے آہستے زیر تخت لقا پہونچے لقا قہور سے کہہ رہا ہے کہ تو نے دیکھا کہ
میں نے حمزہ کو غضب میں اپنے کیا ... کبھی حمزہ میرے غضب سے نہ نکلیگا بختیارک کہہ رہا ہے کہ ...
جو قافیہ تنگ کر رہا ہے اسکا علاج کون کریگا قہور کہہ رہا ہے کہ مارنا اسکا میرے ذمہ ہے ...
نیچے تخت لقا کے ہاتھ ... بختیارک نے دیکھا کہ تخت لقا کا بلند ہوتا جاتا ہے ...
ہوا کہ اتنے میں نعرہ صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی لقا کود کر بھاگا حمزہ صاحبقران نے تخت کو دے ...
اب نعرہ بادشاہ اسلام اور عالمشاہ بدیع الزمان اور کرب اور شیر افگن اور عمرو کا بلند ہوا تلواریں علم کیے ہوئے
نقب سے نکلے قہور کے نوکروں سے تلوار چلنے لگی قہور پکارا کہ ... حمزہ کو جانے نہ پائے ... خوب چلی
ہو رہی ہے اور لوگ قہور کے تیار ہو کر چلے آتے ہیں عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا بلندی پر چڑھ کر سفید مہرہ بجایا
ہاشم نے جو آواز سفید مہرے کی سنی اسیوقت سوار ہو کر دروازہ قلعہ کا توڑ کر مع فوج قلعے کے اندر در آیا غلغلہ
محشر انگیز برپا ہوا قلعے میں لڑائی ہونے لگی ادھر بدیع الزمان سے اور قہور سے مقابلہ ہوا تھا قہور نے تلوار ماری
بدیع الزمان نے تلوار اسکی چھین کر کمر بند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پیچھے سپر ہاتھ پر رکھ لیا تھا صبح سے دوپہر تک
لڑائی رہی بہت قلعے والے قتل ہوئے آخر چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ دہائی ہے حمزہ صاحبقران کی دہائی ہے
بادشاہ اسلام کی ہم رعایا ہیں ہمکو قتل نہ کیجیے فرمایا کہ بھئی ہمنے ان سبکو امان دی اب انھیں قتل نہ کرو ...
تلواریں میان میں کیں نقارہ فتح بجنے لگا بادشاہ اسلام ایوان شاہی میں آ کر تخت پر بیٹھے ... گذرنے لگیں ...
آ کر نذر دی حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے صاحبقران اور ہاشم کو خلعت دیا پھر ... سامنے شہر کو خالی کیا قہور
کو بلا کر تلقین دین اسلام فرمایا قہور نے کلمہ ... مسلمان ہوا پھر تو تمام شہر اسلام آباد ہوا ...
لگیں بجانے تو شنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی بعد اسکے قہور نے سبکی دعوت کی امیر ...
بارگاہ میں آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران اور تمام سردار ...
ہوئے کہ اسمیں عیار لقا برق بنفشہ پوش آیا صاحبقران کو مبارکباد دعا و ثنائے بادشاہی بجا لایا ہاتھ باندھ کے
عرض کیا کہ لقا برق بنفشہ پوش نے التماس کیا کہ خدا نے فضل کیا کہ آپ نے سب جھگڑوں سے نجات پائی اب میں
چاہتا ہوں کہ اپنی آزمائش بلا زبان حضور سے کروں اور طبل جنگ ... فرمایا کیا مضائقہ ہے
ہم بھی یہی چاہتے ہیں اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے عیار لقا برق چلا گیا دونوں لشکروں میں شب ...
معرکہ آرائی ... جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقیب ... دے کر نکل گئے اسوقت لقا ...
چمکا کر میدان میں آیا خوب جگہ ... ہاتھ لگا ...
... میں بسر ہوئی ... ہوا اور ... جا کر لقا برق سے مقابلہ کروں ... لقا ...
... کرب غازی نے ... اپنے تخت بادشاہی ...
... مشتاق لقا ... کرب غازی ...

بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور اڑا کر گھوڑے کو مقابل لقا بدار سوا پہلے دونوں ہم نگاہ ہوئے بعد اُسکے لقا بدار نے
دیکھا ایک بہادر بے نظیر کو کہ چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن تاج کج سر پر رکھا ہوا بھورے بھورے بال تاج سے باہر
نکلے ہوئے گریبان مانند صبح صادق کے چاک آنکھوں میں لال لال ڈورے وحشت کے چھوٹے ہوئے زرہ آستین
ملکی ہوئی یہ بہ مشہور پایا جاتا ہے لقا بدار نے پوچھا امیدوار ہوں کہ نام نامی سے آپ کے آگاہ ہوں کہا کہ نام میرا
کرب دلاور ہے لقا بدار نے مرکب سے اتر کر سلام کیا اور کہا کہ آپ جو میرے مقابلے کو تشریف لائے ہیں تو میں حضور
کے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں کس واسطے کہ آپ نظر کردہ شیر یزدان شاہ مردان ہیں مگر خیر آزمائش ضرور ہے کرب
بہت مسرور ہوا اور کہا اے لقا بدار تم مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو القصہ بعد گفتگو نیزے ہاتھوں میں لیے گئی نیزہ بازی
ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی انجام کار کرب نے نیزہ لقا بدار کا ہوا پر کیا لقا بدار نے خشمناک ہو کر عمود گران
اُٹھا کر مارا کرب نے شمشیر پر روک کر چاہا کہ اپنا گرز لقا بدار پر مارے کہ عمرو دوڑا ہوا آیا کہ صاحبقران اپنے سر کی قسم
دیتے ہیں کہ تم گرز لقا بدار پر نہ مارنا کرب نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے کہ لقا بدار نے کہا اے دلاور آپکو قسم ہے
ملک حمزہ صاحبقران کی آپ گرز مجھ پر لگائیے تو تمام مارئیے کرب نے عرض کروا بھیجا کہ امیر میں ناچار ہوں کہ لقا بدار
قسمیں دیتا ہے یہ کہکر ایک ہاتھ شمشیر سکندری مارا لقا بدار نے بجلی گرز کرب کا روکا مگر مرکب لقا بدار کی ٹوٹ گئی
لقا بدار غضبناک ہو کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو مارے کرب مرکب سے کود پڑا پیادہ ہو کر سامنے آیا
پس لقا بدار بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑ پڑا اور کرب نے بھی اسلحہ جنگ دور کیا دونوں میں کشتی ہونے لگی چار
شبانہ روز کشتی رہی پانچویں روز پہر دن باقی تھا کہ لقا بدار کرب کو ریل کر دوڑا کرب نے زور اسکا سنبھالا اور آپ
اسکو ریل کر لے دوڑا نو دس قدم پر لیجا کر دونوں بازو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنے زمین پر آشنا ہوئے چاہا کہ
لنگر مارے کرب نے ڈال کر ہاتھ کمر زنجیر میں زور کیا لنگر اسکا اکھیڑ کر سر سے بلند کیا اور زمین پر پٹکدیا کھول کر تو اسکا زنجیر
فولادی کا مشکیں باندھیں لیکر واپس پھرا حمزہ صاحبقران سے نہایت خوشنود و کمال مسرور مراجعت فرمائی
پانچ روز کے سب تھکے ماندے تھے دربار نہ کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو نماز پڑھکر بارگاہ میں آکر بیٹھے دربار معمور
ہوا حکم دیا کہ لاؤ لقا بدار کو اسوقت زندان خانے سے لقا بدار کو لاکر حاضر کیا لقا بدار نے سلام کیا فرمایا کہ بند نقاب
کا اسکا منہ پر سے دور کرو نقاب جو دور ہوئی ایک آفتاب چمکا اور ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ ابھی کوئی پندرہ
سولہ برس کا سن ہو گرد گل رخسار کے سبزے نے نمایش نہیں پکڑی شعلہ حسن کے دو دو ہی آثار سروری و سالاری
چہرے سے ظاہر ہیں صاحبقران نے پوچھا کہ اے بہادر نام تیرا کیا ہے اپنے حسب و نسب کو ظاہر کر لقا بدار نے
کہا کہ نام میرا رستم بن کرب ہے بلکہ یمن بانو سے پیدا ہوا ہوں یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے
کرب تو باغ باغ ہو گیا بیٹے کو گلے سے لگایا قید اسکی دور کر کے امیر کے قدموں پر ڈالا امیر نے اُسے سینے سے لگایا
پیشانی چومی خلعت دیا رستم خوش ہو کر اپنے لشکر کو بھی لایا سب افسران فوج کو قدمبوس کروایا خلعت دلوایا امیر
بہت سی نوازش فرمائی عمرو نے عرض کیا کہ پر نور شہریار کرب تو میرا فرزند ہے اسکو بھی چاہتا ہوں کہ اپنا پسر خواندہ
کروں فرمایا کیا مضائقہ ہے یہ تمہاری خوشی منظور ہے عمرو نے اُسیوقت نذر گذرانی رستم خوش ہو نذر دلوائی
اور پیش بہا ہے امیر نے عمرو کیطرف دیکھا اور کہا کہ اے خدا نے ایسا بیٹا تمکو عطا کیا اور بخوشی
اسے فرزند کیا ہماری دعوت کرنا تمہیں لازم ہے فرزند کرنا ایسا آسان نہیں ہے کہ کیسے عمرو نے کہا حمزہ تو مجھے
نادار سمجھکے یہ کلمہ کہتا ہے میں مفلس و نادار نہیں ہوں اگر تیری دعوت شاہانہ سے سوا امان نامور

دسپاہ کرونگا اور آپکے تیسرے دن دعوت کرونگا امیر نے دیکھا کہ عمرو دعوت کرنے پر مستعد ہوگیا فرمایا کہ خواجہ تمنے
منہ سے کہا ہم دعوت کھاچکے اب تم ارادہ دعوت کا نہ کرو عمرو نے کہا حمزہ اب کیا ہوتا ہے میں ارادہ مصمم کرچکا اب بغیر دعوت کیے
نہ رہونگا فرمایا کہ بھئی ہمنے ہنسی سے کہا تھا تم کیوں مستعد ہوگئے ہم نہیں چاہتے کہ تمپر یہ بار ہو
عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ بھی ناموری تیری ہے کہ ایک ادنے عیار تیرا [illegible] تمام لشکر حمزہ کی دعوت کی [illegible]
میں اب نہ مانونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ اچھا تم دعوت فقط ہماری اور بادشاہ اسلام اور تمام سرداران کی کرو
اور سب لشکر کی دعوت کا ارادہ نہ کرو اس صورت میں تمہارا روپیہ کم خرچ ہوگا عمرو بولا کہ حمزہ اگر میں دعوت
کرونگا تو ایک متنفس باقی نہ رہیگا اور حمزہ یہی تو ایک دعوت میں کرتا ہوں بادشاہ اسلام نے چپکے سے کہا کہ سب
لشکر کے باورچیوں کا گلا کاٹیگا عمرو تو اشارہ کنایہ سب سمجھ جاتا ہے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار غلام سبکو روپیہ
نقد دیگا اگر انسے میں نے خرچ کروایا تو میرا نام کیا ہوگا بادشاہ اسلام چپ ہورہے اور امیر سے کہا
کہ جو عمرو کی میزبانی کا خیال ہے تو بہر نوع اسکے ساتھ سلوک کریگا اب تو عمرو مستعد ہے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا
اور کہا کہ خواجہ اگر یہی تمہاری خوشی ہے تو ہنسی دعوت قبول کی جاؤ تیاری کرو عمرو اسیوقت اٹھا اگر کوتوالی
چبوترے میں بیٹھا زنبیل میں سے توڑے روپیوں اشرفیوں کے نکالکر ڈھیر کردیے کئی لاکھ روپیے کا انبار
ہوگیا اور تمام لشکر کے باورچیوں کو بلایا اور ہر ایک سے کہا کہ یہ روپیہ لو اور اپنے اپنے سرداروں کے مزاج کے موافق
کھانا پکاؤ اور جو کھانا انھیں مرغوب ہو وہی پکاکر کھلاؤ اور باقی جتنا عملہ ہے سبکو کھانا [illegible] اور حلوائیوں کو
بلاکر انسے ہاتھیوں کو [illegible] پہونچے [illegible] تمام [illegible]
لو لیکر [illegible] عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیں سبکو کھانا برابر پہونچیگا بعد اسکے عمرو نے [illegible] لشکر کی [illegible]
بلوایا اور کچھڑی سکے [illegible] دیکر کہا کہ سب [illegible] تیار رہیں جس وقت ہم طلب کریں اسیوقت [illegible] حاضر ہوں
انہوں نے دعائیں دیں کہا کہ سب [illegible] تیار رہینگے بعد اسکے عمرو اٹھا چلا تلاش [illegible] کہ کوئی مقام اچھا
ہو تو وہاں دعوت کروں تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ کوہ [illegible] میں پہونچا ایک درہ [illegible] کو دیکھا کہ نہایت سرسبز
و شاداب ہے آبشار [illegible] گر رہی ہیں اور ایک [illegible] ہیں [illegible] مانند [illegible] گلہا [illegible] رنگارنگ
کھلے ہوئے ہیں اور [illegible] عمرو نے اس مقام کو پسند کیا اور [illegible]
کہیں کہ اس سے بہتر مقام لطیف اور سیرگاہ معقول کہیں نہیں ہے [illegible] بارگاہ [illegible]
غلام کو عنایت ہو کر یہاں استادہ کراؤں امیر نے [illegible] پہلوان [illegible] کو بلاکر حکم دیا کہ [illegible] خواجہ [illegible]
بارگاہ شاہی لیجاکر استادہ کراؤ [illegible] عرض کیا بہت اچھا اور بڑا بڑا [illegible]
شکم [illegible] کیوں بکتا ہے [illegible] میں خوب کھانا کھلاؤنگا غرض پہلوان [illegible] نے بارگاہ [illegible]
استادہ کرائی [illegible] اسکے گرد و اطراف میں سرداروں کے خیمے برپا ہوئے [illegible]
بادشاہ اسلام داخل ہوں اسیوقت [illegible] کو حاضر ہونا [illegible]
مبتلا کردے سب اپنی اپنی تیاری میں مشغول ہوئے ایک سے [illegible]
[illegible] دو گھڑی پیشتر [illegible] ہر ایک اپنی آرائش کررہا ہے [illegible]
[illegible] بلایا ہے [illegible]
[illegible] بانسری بجا رہا ہے [illegible] ایک کی لڑکی [illegible]
[illegible] جب قریب پہونچے [illegible]

ڈال لیے ہین کانون کی لو مین ایک ایک نتھی پڑی ہوئی ہی سفید پائجامہ سرخ نیفے کا پانون مین سفید دوپٹا سر پر سبز
کاجل سے درست آکر حاضر ہوئین بس اُدہر تو صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور سرداران والا احتشام داخل
بارگاہ ہوئے اور اُدہر طائفے مبارکباد گانے لگے کرب اور رستم خود دونون کمر باندھے ہوئے مصروف خدمتگذاری
ہین ساقی نیچے موجود ہین یکطرف نعمت خانہ کھڑا ہوا ہی اُسی کے پاس آبدارخانہ میخانہ بخشی خانہ موجود ہی خوب ناچ
ہو رہا ہی ایک سمان بندھا ہوا ہی کہ اسیتنے مین عمرو آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خاصہ نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے گا
ایسے وقت مین کسکا اُس صحبت سے اُٹھنے کو جی چاہتا تھا بھوک پیاس گئی ہوئی تھی امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تم تو تنگ
کرتے ہو مین ابھی کھانا نہ کھاؤنگا جب عمرو نے بہت اصرار کیا تو مجبوری صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ
سرداران والا مقام نعمت خانے مین آکر بیٹھے دسترخوان بچھا کھانا چُنا گیا سبنے کھانا کھایا بہت تعریفین کین ہاتھ
دھو کر گلوریان کھاکر پھر صحبت مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا سب سردار مشغول عیش و عشرت
ہین بارگاہ کی قناتین اُٹھوا دی ہین دریا کی کیفیت چراغان کا تماشا شب ماہ کی بہار دیکھ رہے ہین عکس ماہتاب
پڑ رہا ہی سطح آب نورانی ہو رہی ہی چارطرف کو صحبت رقص و سرود برپا ہی کسیطرف ڈھولک بج رہی ہی کہین
کہار سب جمع ہین ہیرک بجا رہے ہین مست ہین گا رہے ہین کہین دھوبی اکٹھا ہین گھڑا بج رہا ہی ٹھنڈے ہو رہے ہین کہین
ہلال خورون کا جماؤ ہی ڈھرفنج رہے ہین دہیڑا لی رہے ہین کہین اہیری راگ ہو رہا ہی تاڑی چل رہی ہی کہین صدری
بیٹھے ہوئے مصروف شرابخواری ہین کتھک کا لونڈا ناچ رہا ہی کہین کنبڑے تنباکو والے جمع ہین دف لیے رہے ہین کہین
مشائخ جمع ہین قوالی گانا ہو رہا ہی عجب غلغلۂ عیش و نشاط ہی امیر نے فرمایا کہ بھئی ہیچ اس کیفیت کی صحبت کہین نہین
دیکھی سب خوش و خرم بیٹھے ہوئے ہین لیکن عمرو نے سب کاروبار سے فراغ حاصل کر کے صاحبقران اور چیلا لاک
سے کہا کہ بھئی تین دن سے ہمارا پانون نہین ٹھہرا اگر تم کہو تو دو گھڑی آسائش کرین مگر خبردار کسیکو کسی چیز کی تکلیف
نہو ان دونون نے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے ہم یہان کمر باندھے موجود ہین کیا طاقت جو کسیکو کسی شی کی تکلیف ہو
عمرو اسوقت سرو سہی تن کے خیمے کو چلا یہان ملکہ سرو سہی تن انتظار عمرو کا کر رہی ہی ابھی تک کھانا ابھی نہین کھایا
کہ اسمین عمرو پہونچا ملکہ پکاری کہ کیون صاحب اب دھکڑون سے نجات پائی کہا کہ ملکہ مین سیو نکر جلدی چلا آتا اب
فراغت ہوئی تو آیا غرض کھانا منگوایا دونون نے ساتھ بیٹھکر کھایا بعد اُسکے سرو سہی تن نے کہا کہ خواجہ آج جی
چاہتا ہی کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم بھی تمہارا ساتھ دین عمرو نے کہا اچھا اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ خود
ہفت پیوندی نے کی کمر سے نکالکر قفلیان اُسکی درست کین سرو سہی تن نے اپنا دائرہ منگوایا غلاف اُسکا
اُتارا عمرو گانے لگا یہ دائرہ بجانے لگی عجب سمان بندھا ہوا ہی کہ قضا سے کا رصدا بانسری کی بادشاہ اسلام
کے کان مین آئی بیچین ہو گئے مقبل سے فرمایا کہ عمرو کو جلدی لاؤ مقبل نے عرض کیا کہ شہریار وہ اپنی معشوقہ
پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہی وہ کب آنے والا ہی فرمایا کہ تم جاؤ تو سہی مقبل ناچار روانہ ہوا دروازے پر آیا اور
محلدار سے کہا کہ جاکر خواجہ سے کہو کہ صاحبقران نے یاد کیا ہی محلدار نے جاکر پیغام مقبل کا پہونچایا
بس یہ سنتے ہی سرو سہی تن نے دائرہ ہاتھ سے پٹک دیا اور کہا کہ مین پہلے ہی جانتی تھی کہ تجھکو یہان بیٹھنا لیگا
عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ خفا ہوئی کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اور ... مقبل سے کہا کہ اوکا کا بیٹا ... لوٹا ای سے اس
... کی وار گزار اگر اسوقت نہ آؤنگا اور تو یہان سے جا ... ایک ڈانٹ ... عمرو نے کہا ...
... سے عرض کیا وہ نہین آتا کہتا ہی کہ نوکری بھی مین نے کی امیر ... بادشاہ ... سر وہ مال ناموا ...

اور یہان عمرو پھر بانسری بجانے لگا آواز بانسری کی پھر بارگاہ مین آئی بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر کسنے بد طینت کو
بلایا چاہیے کیا مرضی ہے کہ رہا ہو امیر تو اسی سوچ مین بیٹھے ہی تھے سر اٹھا کر کرب غازی و رستم خو سے
کہا کہ تم دونون جا کر عمرو کو لاؤ دونون نے اٹھکر سلام کیا اور حیران و پریشان روانہ ہوے کہ ہمکو صاحبقران نے
ناحق بھیجا ہے ہماری انکے سامنے کیا لیاقت ہے ادھر عمرو نے منت سماجت سے ملکہ کو منایا ہے اور پھر دونون گانے
بجانے مین مصروف ہوے ہین کہ کرب غازی و رستم خو پہونچے اور دونون نے عمرو اور ملکہ سرو سہی تن کو
سلام کیا عمرو تو ان دونون کو دیکھتے ہی نہایت برہم ہوا یقین ہوا کہ یہ دونون مجھے لینے آئے ہین پکارا کہ انکو
جوانمرد گوارا ہے تم کیون آئے ہو اسوقت تمہارا آنیکا کام تھا عرض کیا کہ ہم نہین آپ کے سلام کیواسطے حاضر
ہوے تھے کہا کہ مین خوب جانتا ہون مطلب تمہارے حاصل نہونگے سرو سہی تن نے کہا کہ ارے کیون خفا ہوتا ہے
آؤ تم میرے پاس بیٹھو اور دونون کی بلائین لین اپنے پہلوون مین بٹھالیا پیشانیون کو بوسہ دیا کرب نے
کان مین کہا کہ والدہ صاحب عزت ہماری آپ کے ہاتھ ہے کہ ہم بحکم صاحبقران خواجہ کے لینے کو آئے ہین اگر خواجہ
ہمارے ساتھ گئے تو فبہا نہین تو ہم اپنے کو ہلاک کرینگے ملکہ نے دونون کو تسلی دی اور کہا کہ کیا طاقت ہے اسکی جو
تمہارے ساتھ نہ جاے اور عمرو سے خطاب کیا کہ جا یہ تجھے لینے کو آئے ہین عمرو نے کہا کیون او ناشدنیو
مین تمہارے آتے ہی آگاہ ہو گیا تھا مین اڑتی چڑیا کو پہچانتا ہون اسوقت کبھی نہ جاؤنگا ان دونون نے کچھ جواب
نہ دیا سر جھکا کے رہے سرو سہی تن نے کہا تیرا یہ نصیبا تھا کہ یہ تیرے بیٹے کہلاتے ہین اٹھ جا انکے ساتھ اپنا فخر جان ایسے
سعادتمند کہین ہوتے بھی ہین یہ سعید ازلی ہین کبھی تجھے جواب نہ دینگے عمرو نے کہا کہ صاحب تم میرے درمیان
دخل نہ دو ایسی اولاد کس کام کی جو باپ کی راحت نہ چاہے ایسی اولاد مری بھلی یہ دونون تو سر جھکا کے
ملال عمرو بگڑ رہا ہے آخر سرو سہی تن نے ان دونون کو تو گلے لگایا اور عمرو سے کہا کہ جو تو انکے ساتھ نہ جائیگا
جوتیان ابھی نکلوا دونگی حبشنون سے کہونگی کہ وہ تجھے باہر پھینک آئینگی انکو تو کیون رنجیدہ کرتا ہے
گوارا نہین اور نہایت برہم ہوئی عمرو ناچار و مجبور پاتا ہوا اٹھا کہ خدا ناخلف اولاد کسیکو نہ دے یاد و جست و خیز کرکے
ساتھ چلا یہ دونون پیچھے چلے آتے ہین جب سامنے امیر کے لائے عمرو کی تیوری چڑھی ہوئی تھی دیکھتے ہی کہنے یہ جوگنین کون تھین
کہ تمہارے توسلے اسوقت مجھے کیون بلایا ہے تو کچھ نہین سمجھتا ہے کہ یہ تھکا ہوا ماندہ ہے بلانے سے مرا یا کہ او نظر کردہ علی عمران
ان لوگون کو کر مجھے کھینچ لائے کہیے کیا کام ہے امیر نے کہا او بے حیا تجھکو شرم نہین آتی ارے بے ور تم ہمیشہ سے جان بخش عمرو
تعلق رکھتی ہے اور تو بھاگا بھاگا پھرتا ہے تجھکو جہان پناہ نے یاد کیا ہے مین نے نہین بلایا عذر کیا کہ پیر و مرشد یہ بار گران
تو غلام ہون مگر خوب جانتا ہون کہ کرب و رستم خو کا بھیجنا تیری ہی شرارت ہے کیا کرون عرض کیا بہت اچھا غلام
نہین جانتے کہ اسمین بادشاہ جمجاہ نے کہا اے خواجہ اسوقت جی چاہتا ہے کہ تم بانسری برق فرنگی بیک خطائی و سفر بلخی ان
کہ خواجہ واقعی تمہاری آواز نے ہمین بھی بےچین کر دیا اور یہ جتنے سردار ہین اگر اسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو
کام گویون کا ہے مین کیون گانے لگا بادشاہ اسلام نے مع لاہوتیون پر عاشق و شیدا تھے حلوا ہے یہ چاہتے تھے کہ
ہوا اچھا بہتر مین اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ ادھر اہی ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہو لیا
درست کین اور نیچہ پر رکھکر دھیمی دھیمی آواز بانسری کی خلوت خانہ محبوب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے
عالم ہوا عمرو بانسری بجا رہا ہے چہار طرف سے احسنت وای یار جاودانی اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے
آدھا ستارے تو ٹے جب قریب پہونچے دیکھا کہ آنکھ وہان بیچل جہان میرا معشوق ہو گا ہے درخت سے خطاب کرتا ہے

آگے ہوا اور ساتھ جوگنین پیچھے ہین وہ جو آگے ہی کفنی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی مالا مروارید کا پہنے ہوئے تھی سینگ سیلی
ناگ سے آراستہ پیراستہ دونون ہاتھون مین سمرنین زمرد و یاقوت کی بھبوت خاکستر مروارید کا ملا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
گویا ابر تنک مین آفتاب آگیا ہی اور وہ ساتون جوگنین جو پیچھے تھین وہ بھی نہایت حسینہ اور جمیلہ تھین یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ساتھ ماہ تابان کے ستارے چلے آتے ہین غرض وہ آٹھون جوگنین اُس مجمع مین آکر کھڑی ہو گئین اور باشتیاق تمام
بانسری سننے لگین جسکی نگاہ اُنپر پڑی بسمل تیغ ابرو ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ یا تو سب تیری طرف مخاطب تھے یا اُنکا یک
اور طرف کو نگاہین پھر گئین بس مڑ کر جو نظر کی ایک ماہ کامل کو جلوہ گر پایا دیکھا کہ بھبوت چہرے پر ملا ہوا ہی گویا ایک شمع کہ
فانوس سفید رنگ کے اندر روشن ہی بس تیر عشق جگر پہ کھایا زخم محبت نے تڑپایا اُس جوگن نے کہا کہ عشق اللہ ہی عمرو
نے جواب دیا کہ سارا عشق ہی آپ لیے کرم کیجیے اُسنے جواب دیا کہ بابا ہم فقیر ہین یک نظر سے خوش گذر جاتے اُدھر سے بادشاہ اسلام
حمزہ صاحبقران پکارے کہ شاہ صاحب ایک لحظہ تو قدم رنجہ فرمائیے پھر چلے جائیے گا اور کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی
جوگن آکر بیٹھی اور ساتون جوگنین سر پر ہاتھ باندھکر کھڑی ہو گئین سب سردار اُسی جوگن کو دیکھ رہے ہین عمرو کی
ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی گلشن جمال کی گل چینی کر رہا ہی اپنے دل مین عمرو کہہ رہا ہی کہ ای عمرو یہ جوگ بجوگ سے خالی نہین اور
حسن کا اُسپر جوگن کے یہ عالم ہی کہ پروانے کبھی شمع پر گرد پھرتے ہین اور کبھی شمع کو بھولکر اُس جوگن کے شمع رخسار پے
نثار ہونے لگتے ہین دوہا سے دیپک اوت جوت لکھ دونون ایکہی رنگ پات وارین کہ اوت جلین بھگت پھرت پتنگ
عمرو عالم حیرت مین ہی بانسری بجانا بھول گیا ہی کہ اُس جوگن نے عمرو کیطرف دیکھا اور کہا کہ صاحب کیا فقیر کا آنا ناگوار
ہوا فقیر تو مشتاق بانسری کا ہو کر آیا ہی اگر ناگوار نہو تو بجائیے اور گائیے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ صورت تمھاری
دیکھی ہی خوب ہی شاید یہ سیرت بھی پر مائل ہو پکارا کہ مین بسر و چشم بانسری بجانے کو موجود ہون آپ سنیے آپکے
سے کہا نہ بجاؤنگا تو پھر کسکے سامنے بجاؤنگا آپ پر تو جان تک نثار ہی یہ کہکر بجانے لگا اور گانے لگا ایسا بجایا اور گایا
[illegible] مجلس بیخود ہو گئی اور سبکے آنسو جاری تھے وہ جوگن حالت وجد مین تھی بے اختیار تعریفین کر رہی تھی
عمرو اسوقت اُن کی آنکھون سے جاری تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا اسکے منہ پر باندھ دیا
کہ اسمین عمرو پھولا پھلا ہوا ہی کہ گوہر آبدار اُسمین سے گر رہے ہین اور اُسکے ساتھ کی جوگنین بھی رو رہی تھین کوئی
فراغت ہوئی تو آپ جو نے بانسری ہاتھ سے رکھی آدھ گھڑی تک تو یہی سمان بندھا رہا بعد اُسکے جو ہوش آیا تو ایک
چاہتا ہی کہ تم بانسری بجاؤ اور وہ جوگن اٹھ کھڑی ہوئی اور دست نگارین و پنجۂ خورشید نما اٹھا کر دعا دی کہ خدا اُن
ہفت پیوندی کی کمر سے کھلے اور صاحبقران دوران مع فرزندان صحیح و سالم رہین اور دعا دے کر جانا
آتا تھا عمرو کہنے لگا یہ دائرہ صاحب آپ کا بستر کہان ہی کہا کہ فقیرون کا بستر فرش خاک ہی اور تم کیون پوچھتے ہو عمرو
کان مین آئی پوچھین ہو سکے مقبول حاصل کرون کہا کہ جو ارادہ فقیر خانے پر آنے کا ہی تو عقیق کوہ مین ملاقات ہو گی پھر
پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہی وہ کب آنے والا تھی گئین عمرو پکارتا تھا کہ یہ بسمل چھوڑ کر جانا اچھا نہین ایک دو نگاہ کی جاے
جلد اُسنے کہا کہ جا کر خواجہ سے کہو کہ صاحب وہ چلا آیا مگر سنتا کون ہی طرفۃ العین مین وہ غائب ہو گئی بس جبکہ
یہ سنتے ہی سروسہی قد نے دائرہ ہاتھ سے گر پڑا اسے وہ گئی اسکے سر پلا آئی ہا خاک مین ملگئے تماشائی [illegible]
عمرو نے جو دیکھا کہ ملک خفا ہوئی کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا دار کا سر اٹھا کر زانون پر رکھا رومال سے گرد منہ کی پاک
کی دیر گزرا اگر اسوقت نہ آؤنگا اور نہ یہان سے جاؤنگا [illegible] دیا اُنھا پوچھا کہ وہ جوگن کہان گئی سبھون نے کہا
اُسی سے عرض کیا وہ نہین آیا کہتا ہی کہ نوکری بھی مین نے دی [illegible] میرا کہنا عمرو کا پکڑے ہوئے بیٹھے عمرو نے کہا

کر حمزہ سے مجھے رخصت کر کر مین اس جوگن کو دیکھ آؤن فرمایا کہ خواجہ ہوش و حواس اپنے درست کرو دیوانے
نہ بنو فقیرون کا کہان ٹھکانا ہی سنا نہین ہے کہ سومنا فرستے کرتا نہین کوئی پیت مثل ہی کہ جوگی ہوے کسکے
میت ایسا نہو کہ اس جوگن کے پیچھے جانے مین کچھ جوگ تمپر پڑجاے اور خواجہ مین نے ایسا سودائی ہوجاتے
تمکو کبھی نہین دیکھا مین تمھین نہ جانے دونگا جب امیر نے دیکھا کہ یہ کسیطرح کہنا نہین مانتا کہنے لگے خواجہ تم ہمکو تو سمجھاتے
تھے کہ حمزہ تجھکو کیونکر عشق لگا ہی دیوانہ ہوا ہی آدمی وہ کام کرے جو سن پر زیبا ہو ہان بھئی ہمتو بیشک بوڑھے ہین ہمکو نازیبا ہے
تم ابھی جوان ہو تمپر عشق و عاشقی سب زیبا ہی لیکن عمرو کا یہ عالم ہی کہ تصویر خیالی اسکی آنکھون مین پھر رہی ہی دمبدم
ولولہ جنون سلطان عشق کی فوج عمرو کے دل پر چڑھائی ہی کچھ سوجھتا نہین دنیا و مافیہا فراموش ہی دیکھا کہ صاحبقران
ہاتھ نہین چھوڑتے تب کہا کہ حمزہ ہاتھ میرا ٹوٹا جاتا ہی تو اس زور سے پکڑے ہی کہ ہڈی پر صدمہ ہے صاحبقران نے
ہاتھ ڈھیلا کیا تھا بس عمرو نے ہاتھ چھڑا کر کہا لے حمزہ خدا کو سپرد کیا یہ غلام رخصت ہوتا ہی فرمایا کہ اے مونس و جان نثار حمزہ
عمرو بھی تیرے ساتھ ہی مین تجھے تنہا نہ چھوڑونگا عمرو کچھ نہ بولا اور جست کرکے باہر خیمے کے گیا امیر بھی دوڑے
امیر آئے دیکھا تو عمرو کا پتا نہین امیر روتے ہوے پھرے وہ انجمن جشن غمکدہ ہو گئی راوی کہتا ہی کہ وہ جو سردار
جوگنون کی تھی اسپر تو عمرو شیدا ہوا اور ان چھوٹی جوگنون پر چھ عیار جو شاگرد ان مین عمرو کے تھے وہ فریفتہ
ہوے اور دیوانہ وار انکے پیچھے روانہ ہوے لیکن مہتر قران نے دیکھا تھا کہ عمرو اس جوگن پر مائل ہوا ہی تو آتے
راہ مین سدراہ ان سبکا ہو کر خنجر کھینچکر کہا کہ جبتک تم سب اپنا نام و نشان نہ بتاؤگی مین ہرگز تمھین جانے نہ دونگا
مہتر قران کا ایسا رعب انپر چھایا کہ قدم آگے نہ بڑھا سکین وہ جوگن کہ قران جسپر مائل ہوا تھا اسنے کہا کہ او
موے سونڈی کا لے حبشی روسیاہ تو کیون ہمارا سدراہ ہوا ہی کچھ تیری شامت آئی ہی ابھی ایک پنجہ مارونگی کہ ٹھیا سی
گردن مڑ جائیگی تجھے کیا واسطہ تو کیون ہمارا پتا پوچھتا ہی جا اپنا کام کر مہتر قران نے کہا کچھ ہی ہو جبتک تم اپنا مسکن
نہ بتاؤگی مین نہ جانے دونگا اس جوگن نے کہا کہ ہمین کسیکا ڈر نہین ہے بتا دیا کہ ہم کوہ عقیق مین رہتے ہین اور
نام ہماری ملکہ کا یاقوت ملکہ ہی بادشاہزادی ہین کوہ عقیق کی قران یہ سنکر راہ سے ہٹ گیا وہ جست و خیز کرکے
چلی گئین قران پھر کر چلا آیا مگر ادھر بعد عمرو کے چلے جانے کے امیر نے اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے یہ جوگنین کون تھین
اور عمرو بھی نہین معلوم اسکے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگی مہتر قران کیطرف دیکھا فرمایا کہ اے نظر کردہ علی عمران
تم نے دیکھا کہ عمرو دیوانہ وار وحشی مثال یہانسے نکل گیا اور کوئی اسکے ساتھ نہین ہی اور تم اپنی پیشہ سے جان بخش عمرو
مشہور ہوا اب بھی مین نے عمرو کو تمھارے سپرد کیا مین تمسے لونگا پہلے تو قران نے عذر کیا کہ پیر و مرشد یہ بار گران
اس ناتوان سے نہ اٹھیگا فرمایا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ مین جسکے سپرد عمرو کو کرون عرض کیا بہت اچھا غلام
جاتا ہی بعد اسکے چالاک سمک یلتاقی ابوالفتح اصفہانی گلباد عراق برق فرنگی بیرک خطائی سعد یمنی ان
سبھون سے فرمایا کہ تم سب یہان ہو اور افسر تمھارا آوارہ ہو کر گیا ہی اگر اسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو ایسے عمر
و کوڑی کے ہو جاؤگے جا کر اسکی مددگاری کرو یہ بھی ان جوگنون پر عاشق و شیدا تھے خدا سے یہ چاہتے تھے کہ
کہین امیر ہمسے فرمائین تو ہم جائین بس ایک کے بعد ایک راہی ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہی کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا
جاتا ہی عجب عالم ہی کہ خانہ چشم کا شانہ مطلوب قصر دل خلوت خانہ محبوب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی
دیوانہ وار پکارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ ارے محبوب جانی واے یار جاودانی اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے
کبھی کسی جانور سے کہتا ہی کہ تو راہبر ہو جا مجھے وہان لیچل جہان میرا معشوق ہی کبھی درخت سے خطاب کرتا ہی

کہ تو ہی بتا وہ نونہال حسن کہاں ہے کبھی ہوا سے مخاطب ہوتا ہے کہ تو پیام مجھ ناکام کا جا کر اس سے دے کہ سن جان ہو نقش
مری آنکھوں پر رحم کھا وقت مسیحائی ہے دلبس یہی کہتا ہوا چلا آتا ہے کبھی یہ خیال بندھا کہ سامنے سے یا تو شوخ دلربا
چلی آتی ہے پکارا کہ آپ نے کیا مہربانی فرمائی یہی تو میں چاہتا تھا کہ آپ ایک مرتبہ صورت زیبا ہی دکھا جائیے
اور خوشی خوشی دوڑا کہ معشوق سے جا کر ملے کہ وہ صورت خیالی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئی بیقرار
ہوگیا پکارا کہ کیا خطا اس غلام سے ہوئی جو آپ خفا ہو کر چلی گئیں اسے چاندسا مکھڑا دکھا کر اشکباری دیدے ہائے
لگے صبر و قرار اور اشکباری دیکھے یہ کہکر چاہتا تھا کہ سر اپنا دے مارے کہ دفعۃً قران پہونچا اور دوڑ کر لپٹ گیا
کہ استاد یہ کیا آپکو ہوگیا ہے اپنے حواس و ہوش بجا کیجیے عمرو نے پھر جو قران کو دیکھا کہا کہ بیٹا ہوش و حواس
سب معشوق کے ساتھ گئے اب یہ عالم ہے کہ نہ قرار دلکو نہ تاب جسکو نہ خواب چشم کو آپ میں ہے خدا الٰہی ہے جان
میری عجب طرح کے عذاب میں ہے یہ کہکر رونے لگا قران نے کہا کہ استاد میں مکان اسکا جانتا ہوں آپ جو یہاں
بیچاو لگا یہ سنتے ہی قران کے قدموں پر گرا کہ سچ کہو تم اسکا مکان جانتا ہے بتا وہ کہاں رہتی ہے قران نے کہا کہ
تحقیق کو میں مسکن اسکا پوچھا کہ تمھیں کیونکر معلوم ہوا کہا کہ جب وہ جانے لگی تھیں تو میں جا کر سد راہ ہوا تھا
جبتک انھوں نے نام اور مقام اپنا نہ بتایا میں نے انکو آگے نہیں بڑھنے دیا عمرو نے کہا کہ کبھی تجنے معشوق کو
آزردہ کیا یہ تمھیں لازم نہ تھا تمنے بہت برا کیا قران نے اپنے دل میں کہا کہ واہ نیکی برباد گناہ لازم کہ عمرو کا پھر
وہی عالم ہوگیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا وہ ابیات بکنے لگا بیہوش ہو گیا معشوق کو پکارا کہ اسے اسوقت پاس
میرے پہونچیے تو واہ واہی پھر قصہ بعید بہ سنکر گیا تو پھر کہا قران نے کہا کہ استاد آپ گھبرائیے نہیں میں اپنا
بیچالک معشوق کے پہلو میں بٹھا کے دیتا ہوں عمرو نے کہا کہ بیٹا اچھا میں چلا چلتا ہوں کہ ابھی اٹھتا ہوں اور عیار
بھی پہونچے عمرو کو سلام کیا ساتھ ہو لیے مگر یہ مقدور نہ تھا کہ مانع ہوتے یا اسی طرح کی نصیحت کرتے جسکے ساتھ عمرو کے
چلے جاتے ہیں کہ ایک ایسے ریگستان میں تشنگی سے قریب ہلاکت پہونچے عمرو کو تو جنون تھا اسے تو بھوک پیاس کچھ
نہ معلوم ہوتی تھی بے پروا چلا جاتا تھا قران اسکے ساتھ قدم بقدم چلا آتا تھا لیکن یہ چھیوں عیار آگے بڑھے
پانی کی تلاش میں کہ دور سے دیکھا کچھ جانور ایک طرف اڑ رہے ہیں سمجھے کہ پانی یہاں ضرور ہوگا دوڑے اسطرف کو کچھ دور
درخت سبز معلوم ہوئے سبزی انکی آنکھوں میں کھپ گئی پیاس بجھ گئی اور جلد جلد چلے دیکھا تو نیچے درختوں کے
ایک سفید شامیانہ کھڑا ہے فرش سفید بچھا ہوا ہے اور ایک عورت چہل سالہ لباس سفید پہنے وہاں بیٹھی ہے اور ایک
تخت پر لنگی کھاروے کی بچھی ہوئی ہے اسپر ایک خرفے کا ساگ پڑا ہوا ہے آبخورے کورے کورے پانی انمیں
بھرا ہوا رکھے ہیں گھڑے گھڑونچیوں پر رکھے ہوئے ہیں صافیاں انپر پڑی ہوئی ہیں یہ سب بیتابانہ دوڑ
آکر آبخورے اٹھانے کہ پئیں اس عورت نے کہا میاں دھوپ سے چلے آئے ہو ذرا ٹھہر کر پانی پیو اور یہ پانی تو گرم
ہو گیا ہو اندر سے میں پانی لاتی ہوں وہ پیا چھیوں عیاروں نے ایک ایک دو دو آبخورے پانی پیا اور دو دو
آبخورے ہاتھوں میں اٹھالیے کہ دو ساتھی ہمارے اور ہیں انکو پلا کر ہم لیے آتے ہیں اس عورت نے کہا میاں گھڑا
اٹھا لیجاؤ اسیواسطے ہی یہ چھیوں ایک ایک آبخورہ لیکر چلے تھے کہ بیہوش ہو کر گرے وہ عورت خنجر برہنہ بکف
آئی کہ انھیں ذبح کرے اور چالاک کی چھاتی پر چڑھکر بیٹھی اسے ہوش میں لائی اور کہا کہ ہم تو بڑا نام سنتے تھے
تم عیاروں کا نام دیکھا کچھ نہیں ہو چالاک نے کہا کہ جا انصاف ہم کشتہ تیغ ابرو ہو چکے ہیں تم جسطرح چاہو
قتل کرو اسنے کہا کہ ہو ... نہیں تجھے ذبح کرتی ہوں خوب لذت عاشقی کی چکھاتی ہوں یہ کہکر خنجر گلے پر رکھا

چاہا کہ گرز دست لیکا یک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او لکاتہ کیا کرتی ہے ٹھہر کہ آیا میں یہ پھر کر دیکھنے لگی کہ کون ہے کہ حلقے کمند کے
گلے میں پڑے اور جھٹکا پڑا کہ یہ گری ایک بلائے سیاہ چھاتی پر آ کر چڑھ بیٹھی اور کہا کہ او مردار غضب کیا تھا تو نے اپنی بلا کر
آبرو لی تھی اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ زندہ و سلامت بچ جاوے اور خنجر کھینچا کہ اُسے قتل کرے کہ ایک آواز آئی
مہتر قران یہ کیسے دو بچے بیٹھے ہو خبردار قتل کرنا یا تو آواز آئی تھی یا عمرو سامنے آ گیا دیکھا ایک نازنین کو کہ قران
اُسکی چھاتی پر چڑھا بیٹھا مستعد قتل ہے کہا کہ بھئی کیوں اسے مارتے ہو یہ کون ہے قران نے کہا کہ اُستاد یہ کوئی مکار
ہے انھیں جوگنوں کے ساتھ کی ہے ان چھوٹوں عیاروں کو مار چکی تھی کہ میں پہونچ گیا اُنکی زندگی تھی کہ بچ گئے عمرو نے اُس
عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ اس جلاد کے ہاتھ سے چھوڑوں تو حال اپنا بیان کروں عمرو نے قران سے کہا
کہ بھئی چھوڑ دو اسے قران ناچار اُسکی چھاتی پر سے اُترا وہ اُٹھکر علیحدہ کھڑی ہوئی عمرو نے قسم دی کہ سچ بتاؤ نام
تمہارا کیا ہے اُسنے کہا کہ نام میرا شعلہ شمشیرزن پوچھا کہ وہ جوگنیں کون تھیں اُسنے کہا آگاہ ہو کہ ایک بادشاہزادی ہے
عقیق کوہ کی کہ نام اُسکا ملکہ یاقوت ملک ہے فن عیاری سے اُسکو شوق ہے تمام عقیق کوہ میں تریا راج ہے مرد کا نام
نہیں ہے سات کوس پر عقیق کوہ سے اُسنے باغ بنوایا ہے تین لاکھ عیارنیاں اُسکی شاگرد ہیں علاوہ دہر آفت روزگار ہے
ہم اُسکی سات مصاحبین ہیں ایک الماس بادپا اُسکی وزیرزادی دوسری شعبدہ لقب زن اپنے کام میں یگانہ
آفاق تیسری غنچہ آہو چشم کہ اپنا مثل نہیں رکھتی چوتھی صنوبر خنجرزن پانچویں سمن کمندانداز چھٹی نصرت بادپا
کہ نظیر اُسکا نہیں ہے ساتویں میں سب سے کم میں ہوں ملکہ نے خبر ورود لشکر اسلام سنی تھی کہ دربند قہقہور پر آ اُترا ہے اور
عیاران نامی اُس لشکر میں ہیں اس وجہ سے جوگن بنکر سات عیارنیوں سے گئی تھیں پھرتے مرتب فرمایا کہ عمرو مع
عیاروں کے ادھر آتا ہے اُسے گرفتار کر لاؤ میں نے دیکھا تو ان عیاروں میں کوئی عیار نہیں ہے مگر جو کچھ ہے یہ حبشی ہے پوچھا
کہ یہاں سے مکان ملکہ کا کتنے فاصلے سے ہے اُسنے کہا کہ دس فرسخ کا فاصلہ ہے عمرو نے پکارا کہ او شعلہ شمشیرزن تم ملکہ سے
اتنا کہدینا کہ وہ قتیل محبت دل بستہ الفت مشتاق جمال آتا ہے خبر اپنے عاشق کی لینا ضرور ہے اُسنے کہا کہ تو ملکہ سے
کیا سمجھکر عاشق ہوا ہے آئندہ یہ سودا ہوگا تو جیتے جی میں موت کر تو کبھی [illegible] کبھی ہوگی کہاں وہ آفتاب فلک [illegible]
کہاں تو جن مانس ایسے اپنے موافق کی ڈھونڈھکر اُس پر عاشق ہو قران نے کہا کہ او مردار زبان اپنی سنبھال کر بات کر
حضرت کے گھر میں ایسی ایسی لونڈیاں پڑی ہوئی ہیں وہ بہو حضرت کے تصدق [illegible] وہ [illegible] کہ تو نے
حضرت بنا رکھا ہے یہ کہکر وہ تو جست و خیز کرتے چلی گئی قران ان چھوٹوں عیاروں کو ہوش [illegible] سبکو
سرزنش کی کہ تم ایسے باولے بنگلے تھے سبکو وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ میں پہونچ گیا [illegible]
گمان بھی نہ تھا کہ یہ مکان عیاروں کا ہے ورنہ ہم کیوں فریب میں آتے [illegible] چلے ہوئے
بدحواسی میں گر پڑے پانی میں کچھ نہ سوچا گرفتار ہو گئے اب [illegible] غرض اب قران نے بھی
پانی پیا عمرو کو بھی پلا پاد ہانسے آگے روانہ ہوئے قران تو [illegible] چھوٹوں عیار آگے بڑھے چلے جاتے
ہیں باتیں کرتے ہوئے کہ بھئی آج تو ایک عورت کے ہاتھ [illegible] سبک ہوئے مگر بھئی وقت ہی تو ہے
ایسا بھی ہو جاتا ہے آتے آتے اب چار گھڑی دن باقی ہے حرارت [illegible] چلی ہے کہ سامنے سے ایک قصبہ دکھائی دیا
اور آگے اُس قصبے کے ایک درخت برگد کا بڑا سا دیکھا کہ [illegible] ہر لوگ پانی بھر رہے ہیں اور ایک
لونگ چڑھے والا خوانچہ لیے ہوئے بیٹھا ہے اُس میں پھلکیاں [illegible] سب کچھ موجود ہیں ایک ہنڈیا میں چٹنی
بہرے وہ سینہ کی بھری ہوئی ہے اور وہ لونگ چڑھے والا [illegible] سر پہ باندھے ہوئے مرزائی انگرکھا پہن

پائجامہ گاڑھے کا پاؤں میں تمام کپڑوں پر تیل کے دھبے پڑے ہوئے پکار رہا ہے کہ لونگ چڑے ہیں گرما گرم ان چھوؤں عیاروں نے چار چار چھ چھ پیسے کے لیکر کھائے مزے کے جو معلوم ہوئے اور لیکر کھائے پانی پینے کو چلے تھے کہ بیہوش ہو کر گرے وہ لونگ چڑے والا نہ تھا شعبدہ نقاب زن تھی مصاحب ملکہ یاقوت ملک کی خنجر کھینچکر دوڑی کہ انھیں قتل کرے کہ آواز شیر کی آئی پھر کر جو دیکھا اُسی لباس سیاہ کو پہنے مہتر قران کو دیکھا کہ شل فیل دمان کے چلا آتا ہے جان بچا کر بھاگی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ صاحب تم کھڑی رہو اب میری بات سنتی جاؤ کوئی تمھیں کچھ نہ کہیگا وہ کھڑی ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے ملکہ کی کون ہو اُسے کہا نام میرا شعبدہ نقاب زن ہے مصاحب ہوں ملکہ کی کہا کہ پیغام ہمارا ملکہ کو پہونچا دینا کہ آپ کا شیدا مشتاق دیدار آتا ہے اُسنے کہا اچھا کہدیا جائیگا یہ کہکر وہ تو روانہ ہوئی قران سب عیاروں کو ہوش میں لایا کہا کہ واہ جی واہ اتنا تمھیں سمجھایا تھا کہ فریب میں کسی مکار کے نہ آنا اور پھر تم غافل ہو گئے سبھوں نے سر جھکا لیا کہا کہ خلیفہ ہمیں ذلت پر ذلت حاصل ہوئی جو آپ کہیے وہ بجا ہے غرض وہاں سے قصبہ کیطرف چلے دیکھا کہ ایک میوہ فروش دوکان لگائے ہوئے بیٹھا ہے کشمش پستہ چھوہارے بادام سب قرینے سے سجے ہوئے ہیں ایک طرف ایک ٹوکرے میں ولایتی انار ایک ٹوکرے میں سیب رکھے ہوئے ہیں ایک چھبڑی میں سرخ سرخ رنگترے ہیں وہ چھبڑی سامنے اُس میوہ فروش کے رکھی ہے پکار رہا ہے ع مزہ انگور کا ہے رنگتروں میں ۔ اُن چھوؤں عیاروں نے وہ رنگترے لیے اور چھیلے کہ کھاویں بس چھلکے کا چھیلنا تھا کہ غبار بیہوشی آلود اُس میں سے اُڑا دماغ میں اُنکے گیا سب بیہوش ہو کر گرے وہ میوہ فروش کہ صنوبر خنجر زن تھی چمک کر اُٹھی خنجر برہنہ ہاتھ میں لیکر چلی تھی کہ اُنکو قتل کرے کہ آواز آئی خبردار ہو آیا میں پھر کر جو دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی کون ہے کہ سالوں جامے کندے کے پٹے کو سر پہ لٹکائیں اور وہ گری قران اُسپر جھپٹ بیٹھا کہا کہ معلوم ہوا تم لڑکا تابین (?) سب طرف پھیلی ہوئی ہو ام (?) یعنی پکڑ کر چاہا کہ قتل کرے کہ عمرو نے آواز دی او جلاد کیا کرتا ہے ارے میاں تمکو سوائے قتل کرنے کے اور کوئی کام نہیں یاد ہے قران بولا استاد آپکی مرضی یہ ہے کہ یہ سب عیار مارے جائیں میں تماشا دیکھوں عمرو نے کہا کہ یہ نالائق ہے بیٹھے غرض قران کے کہنے سے عمرو نے اُسے چھوڑ دیا عمرو نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ صنوبر خنجر زن مجھے کہتے ہیں اُسکو بھی عمرو نے پیغام دیا وہ بھی چلی گئی قران اُن سبھوں کو ہوش میں لایا بہت لعنت ملامت کی کہ تم لوگوں نے خوب نام پیدا کیے سبحان اللہ کیوں چاہیے سب چپ تھے گویا منھ میں زبان نہیں تھی وہاں سے آگے روانہ ہوئے اندر قصبے کے داخل ہوئے دیکھا کہ دوکان حلوائی کی لگی ہوئی ہے گیس کے (?) چراغ جل رہے ہیں خوانچوں میں مٹھائی انواع انواع اقسام کی رکھی ہوئی ہے جیسے بہشت کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور چراغ جو خوانچوں کے اندر رکھے ہیں روشنی انکی مٹھائی میں سے چھن چھنا کر نکلی ہے تو عجب کیفیت معلوم ہوئی ہے اور ایک زنجیر میں گھنٹہ لٹکا ہوا ہے کوڑی پیسوں کا غلہ آگے حلوائی کے رکھا ہوا ہے گماشتے مٹھائی بنا رہے ہیں ایک طرف پوریاں پک رہی ہیں ترکاری بھن رہی ہے برفی کی لوزیں کٹ رہی ہیں سوہن حلوے کے لڈو بن رہے ہیں کنڈے سے کڑھائی میں چڑھا سلگ رہے ہیں قوام تیار ہو رہا ہے سب کچھ دیکھ کے تو جھٹ ہی مٹھائی خرید کر کے خوب کھائی پانی پیا اُٹھکر چلے تھے کہ خلیفہ کو اور اُستاد کو بھی کھلائیں کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہو کر گرے وہ دوکان میں ایک عورت اُٹھکر دوڑی کہ اُن سبھوں کو اسیر کرے مگر خدا کی قدرت تھی کہ وہ حبشی نہ آتا ہو کہ اسیوقت نعرہ ہوا کہ او تیرہ روزگار آیا میں وہ آکودکر ملحد ہوئی قران نعرہ لیکر دوڑا تھا کہ عمرو پہونچا قران کو منع کیا اور پکار کر کہا کہ نام تو اپنا بتا اُسنے جواب دیا کہ نام میرا سیدانکہ زن باد رفتار ہے مصاحب خاص ہوں ملکہ کی عمرو نے اُسے بھی پیغام زبانی وہ تو چلی گئی قران اُن عیاروں کو ہوش میں لایا اور سبھوں سے کہا کہ تم کیسے کیسے عیار ہو کیا کیا اعتبار زبان تمنے کی ہے

یہان یہ کیا غضب تیرا نازل ہوگیا ہے کہ ہر بار مکر ہین آجاتے ہو گرفتار ہو جاتے ہو اسپکو ذلیل و رسوا کرواتے ہو
ہم بھی تمھارے ساتھ ذلیل ہوتے ہین سبھون نے کہا کہ خلیفہ حق بجانب آپ ہے حقیقت مین یہان تو ہم ایسے ہی ذلیل
ہوئے جو چاہیے سو فرمایئے ہم قابل اسیکے ہین مگر اب رات ہو چکی تھی آگے نہ بڑھے قران نے عمرو سے کہا کہ استاد
شب اسی قصبے مین بسر کیجیے کہا کہ چلو کوئی سرا ڈھونڈھو تو وہان رہین چھوڑین تیسا رمضان کی تلاش مین روانہ
ہوئے عمرو و قران پیچھے پیچھے چلے آتے ہین کوئی دو چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ آواز گانے کی کان مین آئی اور آگے
بڑھے دیکھا کہ ایک مجمع ہے خلقت لگے ہوئے ہین اور ایک لڑکا ٹھک کا تھال اسکے ہاتھ مین چوکی جاتی ہوئی ہاتھ
رہا ہے تھال ہر ایک کے سامنے لیجاتا ہے وہ دو چار ٹکے اسمین ڈال دیتا ہے یہ بھی گھس پل کر پہونچے انکی طرف دیکھا وہ گانے لگا
اور ناچنے لگا بس ایک مرتبہ توڑا جو لیتا ہے تو چوکی جو تھال مین روشن تھی وہ بجھ گئی پھرتی سے اسنے دوسری
چوکی روشن کی اور رو ناچنے لگا ہوا سامنے انکے آیا ان سبھون نے بھی تھال مین کچھ ڈال دیا مگر دھوان اسمین
چوکی کا جو دماغون مین انکے پہونچا یہ چھون بیہوش ہوکر گرے وہ طفل باہوش کہ سمن گندا نداز تھی چوکیا ہاتھ
پھینک کر دوڑی خنجر کمر سے نکالتی ہوئی کہ قران کے نعرے کی آواز بلند ہوئی ادھر تو نعرہ ہوا ساتھ ہی اسکے
قران نیفہ پکڑے ہوئے وہین ہے جو دھوان وہ بھاگ کر دور کھڑی ہوئی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ اے اپنے سے
تو آگاہ کرو کہ پوچھے معشوق تجھے آئی ہے اسنے کہا کہ نام میرا سمن گندا انداز ہے انیس ہون ملکہ کی اے عمرو ملکہ کی
عاشقی کا دم نہ بھر اول تو صورت تیری بدتر تمام عالم سے دوسرے ملکہ کو مرد کے نام سے نفرت ہے جدھر سے آیا ہے ادھر
ہی ہو جا نہین مارا جائیگا جان تیری جاتی رہیگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ ویسے مین ناچار ہون فریفتہ
ہو چکا ہون انجام عشق جان کا جانا ہے سر معشوق کی نذر کرنے آیا ہون ہرچہ بادا باد سر راہ تن رسید بجانان
یا جان ز تن بر آید دست از طلب ندارم تا کام من بر آید یہ جا کر اسکے قدمون پر سر رکھ دونگا اور کہونگا کہ تیرا
دم تیرے قدمون سے پیچھے ہی دلکی حسرت یہی آرزو ہے تو اسنے وہ چاہیگی رحم کریگی چاہیگی قتل کریگی اسنے کہا کہ تجھکو
سودا ہوگیا ہے یہ کہکر چلی گئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا سب نے اسی سرا مین رات اسی قصبے مین بسر کی
صبح کی نماز پڑھکر روانہ ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک ہرن سامنے سے نمایان
ہوا چھوٹون عیارون نے ارادہ کیا کہ اسے گرفتار کرین اور کباب کرکے کھاوین ہرن سامنے سے بھاگا برق
اسکے تعاقب مین چلا اور عیار بھی پیچھے پیچھے دوڑے مگر وہ ہرن تھوڑی دور جاکر رکا برق سمجھا کہ یہ تھک گیا ہے
لاؤ اسے پکڑلون حلقہ کمند کے کشادہ کرکے قریب آیا تھا کہ ہرن نے جست کی سر پر سے برق کے پھاند گیا
اور ہوا مین اسی ہرن کے حلقہ کمند کے حلق مین برق کے پڑے یہ حیران تھا کہ یہ بلا کہان سے آئی جھٹکا جو دیا
برق گرا اسنے دار و بیہوشی دماغ مین اسکے پھونک دی اور چاہا کہ اسے قتل کرے وہ پانچون عیار بھی پہنچے
اور پیچھے پکڑ پکڑ دوڑے وہ عیارہ بھی دوڑی لگا نیچے چلنے اسنے ان پانچون کو بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا وہ پانچون
بیہوش ہوکر گرے اب اسنے چاہا کہ ان سبکو مارے کہ استر قران حبشی پہونچا اور دوڑا اسپر وہ بھی دوڑی کہا او
موے حبشی تو ہی رہ گیا تو سبکو بچایا ہے مین تجھے بھی مارتی ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور کچھ مارا قران نے
نیفے پر روکا اور سر پر نیفہ مارا اسنے خالی دیا کئی بار ردوبدل ہوئی انجام کار کمند لگی چلنے ایک مرتبہ قران نے
کمند ماری کہ گلے مین اسکے پڑی قران نے چاہا کہ کھینچے کہ وہ صفا حلقے سے نکلکر بھاگی اور پکاری کہ
نظر الا آ ہو چشم ابھی پکڑ لیا جاتا ہے یہ کہکر روانہ ہوئی عمرو ہرچند پکارا کیا پھر وہ نہ ٹھہری چلی گئی قران سب

عیاروں کو ہوش میں لایا اور بہت خفا ہوا کہ یاروں تمنے کلیجہ پکا دیا ہے ہر مقام پر ذلیل ہوے اور ہمکو بھی رسوا کروایا
وہ سب چپ ہیں کچھ جواب نہیں دیتے غرض وہانسے آگے کو روانہ ہوے تھوڑی دور آے تھے کہ عقیق کوہ
سامنے دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ کبھی نہ دیکھا تھا کہ سرخ تو پہاڑ اور پھول داؤدی کے ازپا لیں تا قلہ کو پھولے ہوے
شام شفق کا جلوہ دکھائی دیتا تھا چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی تھی ہوا سے سرد چل رہی تھی قریب جو آے تو دیکھا
کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا ہے منقش سے گندھا ہوا ہے پردے صندلی رنگ کے اس میں بندھے ہوے
ہیں عمرو اس بنگلے کیطرف چلا چھوٹے عیار ساتھ تھے اور مہتر قران عقیق کوہ دیکھنے آگے بڑھگیا تھا اور ان چھوٹے
عیاروں سے کہگیا تھا کہ بھئی تم استاد سے خبردار رہیں ایک کام کو جاتا ہوں ابھی چلا آؤنگا سبھوں نے کہا تھا خلیفہ
آپ جائیے ہم ہوشیار رہیں الحاصل عمرو اور وہ چھوٹے عیار اوپر آے دیکھا کہ ایک جوگن بنگلے میں بیٹھی ہوئی ہے
بھبھوت اسکے ملا ہوا ہے شنجرفی تہمد بندھی ہوئی ہے شنجرفی دوپٹہ اوڑھے ہوے ہے بال سر کے چھوٹے ہوے ہیں
مالا اور راج کا ہاتھ میں رام رام جپ رہی ہے اور آگے اسکے ٹھیکرا رکھی ہوئی ہے آگ اسمیں گڑی ہوئی ہے دھواں
اٹھ رہا ہے دو چار سچے مد اسپنے ناریل وغیرہ رکھے ہوے ہیں ایک طرف کونڈے سونٹا رکھا ہے عمرو نے اس جوگن کو
دیکھتے ہی معلوم کیا کہ بحق رسیدہ ہے مطلب دلی اس سے بر آئیگا سامنے اسکے آکر کھڑے ہوے اس جوگن نے سر اٹھا کر
دیکھا اور کہا کہ بابا بیٹھ جا بصدق پانی بیٹھ عمرو سلام کر کے بیٹھ گیا وہ چھوٹے عیار بھی گرد و اطراف میں بیٹھ گئے وہ جوگن
دو گھڑی کے بعد مالا جپتی ہوئی اٹھی باہر گئی عمرو اور چھوٹے عیار بھی اسکے ساتھ چلے دو چار قدم گئے تھے کہ
بیہوشی نے غلبہ کیا سب بیہوش ہو کر گر پڑے یہ جوگن خود بلکہ یاقوت ملک ہے اور وہ جو ٹھیکرا اسکے سامنے رکھی تھی
اور اس میں جو دھواں اٹھ رہا تھا وہ بیہوشی آلودہ تھا کہ ان سبھوں کے دماغ میں جو گیا بیہوش ہو کر گرے یاقوت ملک
نے چھوٹے عیاروں کو تو وہیں پڑا رہنے دیا اور عمرو کو حلقہ ہائے کمند میں گرفتار کر کے چادر عیاری میں باندھ کر پیٹھ پر پشتارہ
لگا لیکر روانہ ہوئی دو چار قدم چلی تھی کہ خیال میں آیا کہ اری یاقوت ملک اگر تو عمرو کو سر راہ لیچلتی ہے تو ایسا نہو وہ بلا
سیاہ مل جاے اور اگر وہ ملگیا تو اسے چھین لیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ راہ نقب سے چل کہ تجھے کوئی نہ دیکھے بس یہ خیال
اپنے دل میں کر کے پکڑ کر خنجر نقب کھودتی ہوئی عمرو کو لیکر روانہ ہوئی قضائے کار اتفاقات سے رہنما مہتر قران
جو ان عیاروں سے جدا ہو کر گیا تھا قریب عقیق کوہ پہونچ کر خیال گذرا کہ تو نقب کنی کرکے یاقوت ملک کی خوابگاہ
میں اسکو پہونچا اور اسکو گرفتار کر کے لا اور استاد کے حوالے کر کہ قصہ فیصل ہو جاے یہ تصور کر کے لب دریا سے
نقب کھودتا ہوا چلا ادھر سے یہ جاتا تھا ادھر سے یاقوت ملک آتی تھی قبیلہ عیاری دونوں کے ہاتھ میں روغن
تھا ادھر سے اسنے خنجر مارا کہ سوراخ ہو گیا ادھر سے اسنے بغدہ مارا کہ منہ نقب کا کھلگیا نگاہیں چار ہوئیں قران نے
پہچانا یاقوت ملک کو پشتارہ بر دوش دیکھا یقین ہوا کہ یہ استاد کو پکڑے لیے جاتی ہے نعرہ کیا کہ کب چھوڑتا ہوں
کہ تو خواجہ کو اسیر کرکے لیجاے یاقوت ملک قران کو دیکھکر پیچھے کو بھاگی مہتر قران اسپر دوڑا اسنے دیکھا کہ تو
گراں بار ہے تجھسے بھاگا نہ جائیگا بلکہ گرفتار ہو جائیگی دور کر اس پشتارے کو پھر سمجھ لینا مثل مشہور ہے کہ بھاڑ میں جاے وہ
سونا جس سے ٹوٹے کان بس اسیوقت پشتارہ عمرو کا کھولکر پھینک دیا اور خنجر مار کر اوپر سے مہرہ توڑ کر نقب سے
نکلکر بھاگی مہتر قران نے عمرو کا پشتارہ جو پایا تو پھر تعاقب اسکا نہ کیا پشتارے کو نقب سے باہر لاکر گرہ پشتارے کی
کھولی عمرو کو نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ عمرو کی جو کھلی دیکھا کہ حلقہ ہائے کمند میں بندھا ہوا ہے اور قران سامنے
کھڑا ہوا ہے پوچھا کہ بھئی کیا خطا ہے میری جو تمنے مجھے باندھا ہے اگر سودائی سمجھکر باندھا ہے تو مجھکو جو سودا ہے عشق کا ہے

رہ جانے کا نہین اور اگر کوئی جرم میرے ذمہ ہی تو اُس سے آگاہ کرو قران نے کہا استاد آپ فرماتے کیا ہین مین آپ کو کیا باندھونگا آپ فرمایئے کہ آپ پر کیا گذری اور چھوٹون عیار کہان ہین عمرو نے احوال جوگن کے پاس پہونچنے اور مع عیارون بیہوش ہو کر گرنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب اُن چھوٹون کا حال مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری قران نے کہا کہ استاد وہ جوگن یاقوت ملک تھی آپکو پکڑے ہوئے نقب کی راہ سے لیئے جاتی تھی اور مین بھی نقب کھودتا ہوا عقیق کوہ کو جاتا تھا اثناے راہ مین میرے اُسکے نقب کے اندر مقابلہ ہوا اگر وہ اپنا رہ چھوڑ کر نہ بھاگتی تو مین بغیر گرفتار کیے نہ چھوڑتا عمرو نے کہا کہ ای قران تو نے غضب کیا ہاے قریب تھا وہ سب سے مجھکو جدا کیا قران نے کہا کہ استاد ہم تو خاکین ہوگئے تھے آپ کے عشق نے ہمکو کہین کا نہ رکھا تھا اب چلیے دیکھین کہ اُن چھوٹون کا کیا حال ہی دونون وہان سے اُس حسن کے بنگلے پر آئے دیکھا تو چھوٹون عیار بیہوش پڑے ہین اور وہ منقل لیکن جل رہی ہی قران نے معلوم کیا کہ یہ دھوان جو اُٹھ رہا ہی بیہوشی آلودہ ہی دماغ کو اپنے بند کر کے اُس منقل کو بجھایا عیارون کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ایک دم بھر ہم تم سے الگ ہوے تھے کہ آپ بھی گرفتار ہوئے استاد کو بھی گرفتار کروا یا ای یار دیکھو یہ کچھ کوئی غیب ہی دیکھے اور نے عورتون کے ہاتھ سے وہ ذلتین ہم سبھون نے اُٹھائی ہین کہ ہائے ہائے سبھون نے عرض کیا کہ خدا لیکن قسمت مین ہماری ذلتین بڑی تھین ہمارا یہ حال ہو کہ جی چاہتا ہی کچھ کھا کر مر جائیں القصہ وہان سے روانہ ہوے تھوڑی دور راستہ تھا کہ باغ ملکہ یاقوت ملک کا معلوم ہوا دیکھا کہ آگے باغ کے ایک دریا ہی اور اُس پر پل ماہی پشت سونے کا بنا ہوا ہی اور اُس پار تختہ لالہ زار کھلا ہوا ہی گویا آگ لگی ہوئی ہی اور اُس پار پل کے دوپہرا پھیلا ہوا ہی اور اُسی پر سے آنے جانے کا راستہ ہی اور اسی سامنے عقیق کوہ ہی کہ منتظر قران نے عمرو سے کہا کہ استاد مین آپکو اب آگے نہ جانے دونگا جبتک یاقوت ملک استقبال کو آپکے نہ آئیگی عمرو نے کہا ای قران اُسکو کیا غرض ہی جو وہ میرے استقبال کو آئیگی مین اُسکا بلایا ہوا نہین آیا ہون شوق دیدار مجھے خود لایا ہی مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین پاس جاتا ہی کنوان پیاسے پاس نہین آتا سو تشنہ سوئے آب میگردد روان * آب سوے تشنہ کی گردد روان * قران بولا استاد آپ شہنشاہ عیاران ہین آپکی ہتک حرمت ہوتی ہی ہم خاکین ہوئے جاتے ہین ہمکو مار ڈالیئے پھر چلے جایئے عمرو نے کہا کہ بھائی تم مجھے مارے ڈالتے ہو کہ چار پار کوس سے دلدار مین نہین جانے دیتے ہو یہ کیا دوستی ہی جان اللہ ہی باتین ہو رہی تھین کہ وہ ساتون عیار چیپان ملکہ کی چھاچھین لباس بہت تکلف کے زیور جواہر نگار پہنے ہوے کمر مین گٹھڑیان پڑتے ہوئے گانٹیان بندھی ہوئی لیکن پانے عیاری کے جسم پر آراستہ چست و چالاک نوخاستہ سامنے دکھائی دین اور عمرو سے کہا کہ یا ملکہ یاقوت ملک آپکی مشتاق ہین چلیے قران نے کہا تمہاری ملکہ کے پاؤن مین کیا مہندی لگی ہوئی تھی جو خود استقبال کے واسطے نہ آئی الماس بادپا نے کہا کہ او موئے حبشی تجھکو کون بلانے گیا تھا تو کیون یہان آیا تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے پھر کر چلا جا کوئی تیرے آنے کی غرض نہین رکھتا قران نے کہا کہ موا تو مین تمھین پر ہون اچھا جاؤ گر جو چاہتی ہو کہتی ہو حضرت سے ناچار ہون نہین تو ایک لٹھ مین تمہاری ملکہ کو باندھ مولا تا اُسنے کہا کہ بڈھے موے تو میری ملکہ کا نام نہ لے ارے موے جیتے جی ملکہ کی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کر دون عمرو پکارا کہ بی بی تم تکرار نہ کرو مین تمہارے ساتھ چلتا ہون اور قران سے کہا کہ بھائی تمہارا جی تو کہنا ہو گیا قران چپ ہو رہا عمرو پکارا کہ صاحبو چلو اُن عیارنیون نے کہا کہ آپ آگے چلیے عمرو بولا یہ ہرگز نہوگا تم آگے ہو مین تمہارے پیچھے چلونگا وہ ساتون آگے عمرو اُنکے پیچھے پیچھے قدم بہ قدم رکھتا ہوا چلا جاتا ہی قران عمرو کے

ساتھ ساتھ نگہبانی کرتا ہوا چلا آتا ہی باقی چھوٹن عیار دہنی بائین طرف چلے آتے ہین نصف پل پر پہونچے تھے
کہ آواز تڑاکے کی ہوئی حلقہاے کمند پاؤن مین چھوٹن عیارون کے پڑے وہ جھکے تھے کہ اُن حلقون کو دور کرین
ہاتھ بھی پھنس گئے چھوٹن گولا لاٹھی ہوگر گرے قران نے کہا کہ کیون صاحبو یہ تم دعوت کے واسطے لیچلی ہو یا عداوت
کرتی ہو لیسے شعبدے بہت سے کیے ہین اور دیکھے ہین وہ عیار بچیان پکارین کہ یہ تو گھر عیارون کا ہی مگر تم مین کوئی
قابل عیاری کے نہین یہان ہی بات جو کچھ ہی تو ہی عمرو تو سودائی بنا ہوا ہی قران نے کہا تم سب پر عاشق ہوہو کر ہوش و حواس انکے جاتے
رہے ہین اُن سبھون نے کہا کہ بات بھی تیری عیاری سے خالی نہین ہی یہ کہکر ان عیارون کو حلقہاے کمند سے رہا کیا
اور عمرو تو انھین کے قدم بہ قدم چلا جاتا تھا قران اپنے دل مین خوش ہی کہ استاد غافل نہین ہین غرض آتے آتے باغ
مین پہونچے الماس بادپا سے کہا کہ جاکر اپنی ملکہ سے کہو کہ شہنشاہ عیاران تشریف لاے ہین انکی قدمبوسی کو حاضر ہو
اور عمرو سے کہا کہ استاد اب آگے نہ جانے دونگا آپ چاہین مجھے مار ڈالین عمرو تو خون جگر پیکر چپ ہورہا الماس بادپا
نے کہا کہ ارے تجھکو کسی نے بلایا تھا جو تو ایسی باتین بناتا ہی ملکہ کی پاپوش بھی نہ آئیگی مہتر قران نے کہا کہ ہم تو فقیر کا
تکیہ جانکر آے تھے کہ جاکر کچھ بھیک اُسکے ٹھیکرے مین ڈال دینگے یہان آکر معلوم ہوا کہ کارخانہ شاہی ہی
خیر حضرت بھی ہمارے شہنشاہ ہین ملکہ اپنا فخر و افتخار جانکر اگر باعزاز و اکرام لیجائیگی تو خیر نہین تو ہرگز حضرت
آگے نجائینگے عمرو نے کہا ای قران کیون مجھے سچ دیتے ہو ناحق کی تکرار نکالتے ہو قران نے کہا اگر اس مقدمہ مین
آپ دخل دینگے تو اپنے کو ابھی خنجر سے ہلاک کر دونگا الماس بادپا نے اندر جاکر کر سیان بھیجین عمرو اور ساتون عیار
کرسیون پر بیٹھے قران لگا سمجھانے کہ پیر و مرشد ذرا آپ اپنے ہوش و حواس بجا کیجیے ایک طرفۃ العین مین یاقوت ملکہ
کو گرفتار کر دیجیے گا عمرو بولا ای قران قسم ہی خدا کی جب سامنا اُسکا ہو جاتا ہی صبر و طاقت ہوش و حواس سب جاتے
رہتے ہین مین مجبور ہون کیا کرون اور سمک سے کہا کہ میان دیکھو تو ملکہ کیا کرتی ہی قران نے کہا تو ہمین غضب ہین
گرفتار کر دیا ہی ہان معشوق پاس جاے کو روکا ہی عشق و عاشقی مین اولوالعزمی نہین رہتی ہی ہمکو انھون نے
پیر مغان بنایا ہی قران چپکا کھڑا ہوا سن رہا ہی کہ یہان الماس بادپا نے یاقوت ملک سے کہا کہ باہر باغ
عمرو آکر ٹھہرا ہی وہ مرد اجنبی روسیاہ آسیب دیا تھا مجھے آگے نہین آنے دیتا وہین اُسنے روکے ہوے ہی مین نے
کرسیان اسکے واسطے بھیجی ہین یاقوت ملک نے کہا ای الماس بادپا حقیقت مین وہ شہنشاہ عیاران ہی
مین خود چلکر اُسے لاؤنگی اور کہا کہ لاؤ ہماری پوشاک کہ ہم کپڑے بدلکر عمرو کو لینے جاتی ہین کشتیان پوشاک کی
لاکر لگائی گئین عمرو کو جو اپنا عاشق سمجھی ہی تو قتل کرنے کیواسطے سرخ جوڑا پہنا اور زیور بھی یاقوت نگار
بدن پر آراستہ کیا عطر حنا کا ملا پھولون کا گہنا اوپر سے پہنا بیچھو کا بنکر ایک عجب نازو انداز سے چلی سے کہ باد از دید نش
مہرگز نماند وجود پارسایان رنگینیے و شوخی کہون کیا سنگار اُسنے ایسا کیا کہ سب زیور اُسکا تھا یاقوت کا
ہی یکرنگی اُسکی نمودار تھی کہ پوشاک بھی اُسکی گلنار تھی یہ مطلب تھا جب رو برو ہو جیئے تو اس سے بہت سرخرو ہو جیئے
اور ساتون مصاحبین بھی مانند بنج سیارہ کے ہمراہ ایک ایک دریا جو اہر مین غرق چار سو عیار بچیان ناصح ایش
در گوش اُسکے ہمراہ مانند طاؤس بالناز کے سامنے عمرو کے آئی عمرو بیٹھا ہوا دروازۂ باغ کیطرف دیکھ رہا تھا
کہ پہلے سمک نے آکر خبر دی کہ ملکہ یاقوت ملک آتی ہی قران نے رومال سر پر عمرو کے ہلانا شروع کیا عمرو نے کہا ای قران
کیون مجھے ستاتے ہو قران بولا آپ چپکے بیٹھے رہیے کہ اس اثنا مین دروازہ باغ مین سے فانوسون کی روشنی
دکھائی دی عمرو تو اسیطرف دیکھ رہا تھا کہ بعد فانوس برداروں کے ملکہ یاقوت ملک نظر آئی کہ چہرہ مثل ماہ تابان

روشن گرد ہجوم سیارگان بس ملکہ کو دیکھتے ہی پکار اسے آمدی بنشین زمانے بندۂ خواہشت شوم پا بر فرق نشین کہ
بر خیزم و قربانت شوم پر اور چاہا کہ ملکہ کی تعظیم کیواسطے اٹھے قران نے کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے نزدیک
آنے دیجیے عمرو بولا کہ او کمبخت کیون رنج دیتا ہی کہ اتنے مین ملکہ قریب آگئی اب عمرو اٹھ کھڑا ہوا ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ
ڈال دیا عمرو کا یہ عالم ہوا کہ وہ پنجۂ خورشید نما دست نگارین جو ہاتھ مین آیا تمام جسم کی جان ہاتھ مین آگئی اور ملکہ
عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے بہزار عشوہ و ناز جانب باغ چلی عمرو گل چینی گلشن جمال کرتا ہوا چلا آتا ہی مارے خوشی کے
پھولا نہین سماتا ہی یہانتک کہ دروازۂ باغ کے پاس پہونچی ملکہ ٹھہر گئی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ چلو عمرو نے کہا کہ تم
صاحب خانہ ہو آگے بڑھو ملکہ بولی کہ تم مہمان عزیز ہو تمھارا آگے چلنا مناسب ہی عمرو بولا اچھا مین چلتا ہون اور جست کر
دروازے کو پھاند کر اندر آیا ملکہ نے الماس یادوپا سے کہا کہ دیکھا تو نے اسکو لوگ بیہوش بتاتے ہین یہ تو لاکھ ہوشیار کا
ہوشیار ہی اسنے کہا کہ بلاؤن بجا ہی غرض ملکہ بھی اندر باغ کے آئی عمرو سے خطاب کیا کہ تجھکو دروازے سے آنے مین
شاید کچھ اندیشہ معلوم ہوا جو آپ دروازہ پھاند کر آئے عمرو بولا کہ مین جست کر کے نہ آتا مگر اسوقت کچھ یونہین دل مین آگیا
قصہ مختصر عمرو وہان سے چلے باغ بہتر از فردوس برین پایا بڑے درختون کی سرو رختی کی ہوئی چھوٹے درختون کی
موزونی حد کمال کو پہونچی ہوئی نہرین جاری طرفہ گلکاری طائرون کی زمزمہ پیرائی لاجواب ہر پھول نادر ہر ثمر نایاب
سیر کرتے ہوئے قریب بارہ دری کے پہونچے بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ تھی فرش ہو سکا نہ آسمین کہا ہوا اچھا
مسند پر تکلف صدر مین بچھی ہوئی تھی ملکہ نے عمرو سے کہا کہ آپ اس مسند پر رونق افزا ہو جیئے اور اپنے وسیلے اور
مسند طلب کی عمرو بولا اس مسند کے نیچے خانہ ہی اور پاؤن جو رکھا وہ مسند خندق مین گر پڑی ملکہ بہت خفا ہوئی کہ
ارے یہ تمنے کیا دعوت مین عداوت کی کوئی ایسی حرکت بھی کرتا ہی عمرو بولا آپ خفا ہوون یہ مکان عیارون کا ہی
یہان ایسا ہی ہوتا ہی ملکہ نے کہا خیر آپ دوسری مسند پر بیٹھیے عمرو نے آہستہ ہی پاؤن سے اٹھایا اسکے نیچے کانٹے
تھے ملکہ الماس یادوپا پر بہت خفا ہوئی اسنے عرض کیا کہ بلاؤن عیارون کے نشان اسیر لگے ہوتے ہین عمرو پکارا
سچ ہی اسمین شک نہین القصہ مسند اور منگوائی ملکہ اور عمرو ایک مسند پر بیٹھے الماس یادوپا ملکہ کے سر پر رومال ہلانے
لگی مہتر قران عمرو کے سر پر کھڑا ہوا مگس رانی کرتا تھا باقی خواصین دست ادب باندھ کر کھڑی ہوئین عیار عمرو کے نیچے ایک
دیوار سے لگی ہوئی تھی وہ دیوار چوبی تھی دفعۃً جو گری وہ سب اسکے نیچے دب گئے تڑاقے کی آواز جو ہوئی
عمرو نے پھر کر دیکھا دیوار چوبی عیارون پر حائل ہوئی ہنسا ملکہ سے کہا کہ مین ان باتون کو خوب جانتا ہون کہ تمنے
دیوار چوبی مین عیارون کو گرفتار کیا ہی چھوڑ دو انکو ملکہ نے حکم دیا کہ دیوار چوبی اٹھالو تختہ جو اٹھا عیار ظاہر ہوے
اور صورت اسکی یہ تھی کہ دیوار چوبی چھت مین بندھی ہوئی تھی اسنے جو کھینچا وہ گر پڑی عیار دب گئے جب دوسری طرف
سے کھینچا پھر وہ دیوار بلند ہو گئی عیار رہا ہو گئے مگر سب شرمندہ و پشیمان تھے ملکہ نے بھی نگاہ حقارت سے انہین
دیکھا الماس یادوپا نے کہا کہ بلاؤن راہ مین ان سب کو کئی کئی بار گرفتار کیا ہی البتہ یہ دو عیار انمین ہین باقی خیریت ہی
یاقوت ملکہ نے مہتر قران کیطرف دیکھکر کہا کہ تمھاری بہت تعریفین سنی ہین مہتر قران بولا ای ملکہ جو کچھ ہین
حضرت ہمارے ہین ہم سب انکی غلامی کا بھی مرتبہ نہین رکھتے مگر اندنون مین حضرت کسی شغل پر عاشق و شیدا ہین
ہوش مین اپنے نہین ہین نہین تو کیا مقدور رہی کسیکا کہ سامنے انکے نام عیاری کا زبان پر لاسکے ملکہ یاقوت ملکہ
یہ کلمہ سنکر پکاری کہ ای عزیز مرحبا صد مرحبا یہ تعریف تیری خالی عیاری و فطرت سے نہین ہی کسواسطے کہ اگر یہ گرفتار
ہو گئے تو تیرے کہنے کی جگہ ہی کہ عمرو آپ مین نہ تھا خود رفتہ تھا مجھکو معلوم ہوا کہ برا ہے نام تو نے انہین سر گروہ کیا ہے

جو کچھ ہے ان عیاروں میں تو ہی ہے قران نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ خواجہ کے غلام بھی مجھسے اچھے ہیں لیکن چالاک بن عمرو باتوں سے ملکہ یاقوت ملک کی نہایت برہم ہوا ایک چوکی جو ایک ستون بلند پر میدان میں نصب تھی کہ اسپر عیار بچیاں اکثر کثرت نیچہ زنی کی کیا کرتی تھیں اور وہ ستون زمین سے ستر گز بلند تھا چالاک جست کرکے چوکی پر آیا اور پکار کر کہا کہ ہم تو واقعی کچھ جانتے نہیں ہیں مگر ہاں کوئی کہ مجھ ذلیل سے یہاں آکر مقابلہ کرے سب عیارنیوں کے رنگ اڑ گئے ہوائیاں منہ پر چھوٹنے لگیں مگر شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے آئی اور عرض کیا کہ سرکار حکم ہو تو میں جا کر اس سے مقابلہ کروں پہلے بھی میں نے اسے گرفتار کیا تھا اب بھی گرفتار کیے لاتی ہوں ملکہ بولی جا مانع تیرا کون ہے بس شعلہ وہاں سے جست کرکے چالاک کے پاس آئی اور اس چوکی پر ستون کا چار پانچ گز سے زیادہ جگہ نہ تھی غرض خنجر کھینچ کے لگی خنجر زنی ہونے کچھ دیر تک سیدھے کھڑے کھڑے خنجر زنی رہی بعد اسکے دونوں بیٹھ کر ہاتھ کی بھی جھپکی جاتی تھی پانوں کا بھی سہارا چھوڑ دیا تھا بس یا تو بیٹھے بیٹھے خنجر چل رہے تھے یا ایک مرتبہ دونوں لیٹ جاتے یا پلٹیں کھا جاتی ہیں اسطرح دونوں کرتے رہے تھے چالاک پکارا جان صاحب کیا آرزو ہے دل ہم بالائی ہو یہی آرزو تھی کہ تم برابر ہمارے لیٹی ہو سو خدا اسکے فضل سے تم آپ ہی ہمارے پاس لیٹ گئیں بس یہ سنکر شعلہ جو چپکا ہو گئی کہنے لگی کہ سو رہ تجھکو گور میں سلاتی ہوں غرض خنجر چلتے چلتے شعلہ شمشیر زن کا پانوں جو پھسلا اس چوکی پر سے گری چاہتی زمین کیطرف غل ہوا کہ شعلہ گئی گذری کہ صاحبقران نے دوڑ کر بر پر رکھ کے اٹھا لیا اور سامنے ملکہ یاقوت ملک کے لا کر رکھ دیا شعلہ تو بیہوش ہو گئی تھی اسپر گلاب چھڑکا گیا وہ ہوش میں آئی یاقوت ملک نے قران کی بہت سی تعریف کی اور چالاک سے کہا کیوں نہو تم بھی تو عمرو ثانی ہو گیا اب ہے تمہاری غرض تھوڑی دیر عیش میں پا ہوئی ملکہ نے شراب طلب کی گلابیاں لا کر سامنے رکھی گئیں ملکہ نے ایک گلابی ہاتھ میں اٹھائی اور جام لبریز کرکے کہا کہ خواجہ جی چاہتا ہے کہ ایک جام تم ہمارے ہاتھ سے پیو عمرو پکارا کہ اے ملکہ عین آرزو ہے اگر زہر دو گی تو امرت ہی لاؤں گا دیجئے یہ کہکر ان سے جام لے لیا چاہا کہ پیے قران جھکا تھا کہ کان میں کچھ کہے کہ عمرو نے تیوری چڑھا کے کہا کہ چپکا کھڑا رہ کیوں مجھکو ستا رہا ہے اور جام پی گیا اور گلدستہ پھولوں کا نکالکر سونگھنا شروع کیا کہ یہی گلدستہ رافع بیہوشی تھا دوسرا جام ملکہ نے دیا وہ بھی عمرو نے پیا ایک سات جام اسکے ہاتھ سے پیے مگر گلدستہ عیاری سونگھے جاتا تھا بیہوشی اثر نہ کرتی تھی اور کہتا تھا کہ ملکہ یہ شراب کچھ تیز نہیں ہے اگر بیہوشی اسمیں ملا دو تو تیز ہو جائے ملکہ یاقوت ملک نے کہا کہ خواجہ بیہوشی مہمان کو نہیں دیتے کہ اسمیں عمرو نے قران سے کہا کہ میاں وہ گلابی اٹھا لاؤ تو ہم بھی ملکہ کو جام پلائیں قران یہ سنکر گلابیوں کی کشتی پاس گیا دیکھے کہ کسی پر شک نہوا کہ قران نے کیا شراب میں ملایا لا کر گلابی عمرو کے ہاتھ میں دی عمرو نے جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا اسنے بھی جام بے اندیشہ انجام پی لیا اور مقابہ منگوا کر مسی ملنے لگی کہ بیہوشی نے مطلق اثر نہ کیا آپس میں باتیں ہو رہی ہیں کہ یاقوت ملک نے کہا خواجہ ہمارے تمہارے میدان میں مقابلہ ہو اگر میں غالب ہو لی تمکو اختیار ہے جسطرح چاہو گی پیش آؤنگی اور اگر تم مجھپر غالب ہوے میں تمہاری کنیز ہوں یہی میری شرط ہے کہ جو مجھپر فن عیاری میں غالب ہو اور مجھے گرفتار کرے وہ میرا شوہر ہے عمرو نے کہا ملکہ میرے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں کیا مجھسے لڑو گی اسنے کہا کہ خواجہ میں یہ نہیں جانتی تم مکاریوں کی باتیں میرے ساتھ نہ کرو یا تو عشق کا نام نہ لو اور جو عشق جتاتے ہو تو مستعد ہو کر سامنا کرو عمرو بولا خیر جیسا آپ فرمائیں گی ویسا ہی ہوگا میں اپنی جان آپ پر نثار کروں گا ملکہ نے کہا کہ پہلے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران ذوی الاحتشام

(۲۶)

ـے آؤ ہم انکے سامنے پیش ہو تمھارے مقابلہ ہو عمرو نے کہا کہ ملکہ اختیار ہے امیر حمزہ پر بیشک ہر طرح ہوگا اسے لاؤنگا اور کسیکو میں نہیں لاسکتا یاقوت ملک بولی کہ اچھا تم حمزہ کو تو لاؤ اور ون کو ہم بلوا لینگے اور یاقوت ملکہ نے کچھ کان میں الماس بادپا کے کہا اُسنے کان میں شعبدہ کے کہا شعبدہ اُٹھکر چلی گئی یہان ملکہ نے عمرو سے کہا ہم تمھارے گانے کے بہت مشتاق ہین عمرو بولا میں آنکھوں سے حاضر ہون سنیئے اور سازندوں سے کہا کہ تم ساز بلاؤ یاقوت ملکہ خود تنبورہ بجانے لگی عمرو نے بھی جوڑی ہفت پیوندی کی نکالی قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور گانے لگا سب تعریفین کر رہے ہین ملکہ بھی کمال محظوظ ہے اور یہ حالت ہے کہ جب عمرو چپ ہو رہتا ہے تو ملکہ گانے لگتی ہے عمرو تعریفین کرنے لگتا ہے اور ساز بجا کر ملکہ کا ساتھ دیتا ہے کبھی دونون ساتھ گانے لگتے ہین جب کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی کھانا کھایا پھر گانے بجانے کی صحبت ہوئی رات بھر عجیب لطف کی صحبت رہی ابھی اچھی طرح صبح نہین ہوئی ہے عمرو بھیرویں گا رہا ہے ملکہ تعریفین کر رہی ہے کہ قریب چھ ہزار عیار چھپن کے پشتارہ بدوش آکر حاضر ہوئے ہین پشتارہ سامنے ملکہ یاقوت ملکہ کے رکھدیے ملکہ نے جو کھلوا دیکھا عمرو نے کہ تمام سرداران لشکر اسلام ہین غرض ان سبھون کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش میں آئے عمرو کو معشوق پاس بیٹھے ہوئے دیکھا کہ عطر کی بو بدن سے چلی آتی ہے پھولون کا گہنا پہنے ہوئے ہے رات بھر کا جو جاگا ہے تو خمار نیند کا ہے آنکھوں میں لال لال ڈورے چھوٹے ہین جماہیان چلی آتی ہین فرش پر جتنین پڑی ہوئی ہین زیور ہاے بیبہا جھلک رہے ہین یاقوت ملک سی معشوق پہلو میں بیٹھی ہوئی ہے بدیع الزمان کرب غازی حملشاہ وغیرہ نے اُٹھکر عمرو کو سلام کیا یاقوت ملک نے ان سبھون کو سلام کیا اور کہا کہ میں کنیز ہون آپکی میں نے آپ کو بلوایا ہے کسیطرح کی تکلیف آپ کو ہوئی ہے تو معاف کیجیے صاحبقران یہان تشریف لائیں آپ یہان جلوہ افروز رہیے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم جا کر امیر عالیمقام اور بادشاہ اسلام کو لاؤ عمرو بولا بہت اچھا ملکہ نے کہا کہ پھر جلد جاؤ عمرو کا کب جی چاہتا تھا کہ اسکے پاس سے اُٹھے مگر ناچار مجبور اُٹھا اور لینے کو صاحبقران کے روانہ ہوا یاقوت ملک سے خدمتگذاری میں سردارون کی مصروف ہوئی مگر یہان بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہین امیر ونگل پر جلوہ گر ہین کہ خبر ہوئی رات کو تمام سردار اپنے خیمون سے غائب ہو گئے امیر نے یہ سنتے ہی سر نیچا کیا فرمایا کہ البتہ اتفاق عمرو کے لگائے ہین ایک مرتبہ ہوا تھا کہ تمام عیار اپنے سردارون کو پکڑ لیگئے تھے مگر اب یہ کیسا ہوا کہ سات ہزار عیار ایکایک آگئے اور سبکو پکڑ لیگئے عیارون کو بلا کر کہا کہ ارے میان خیمون میں جا جا کر دیکھو کہ یہ سردار کیونکر غائب ہو گئے ہین کوئی بلا سماوی نازل ہوئی یا زمین توڑ کر کوئی آیا یہ ہوا کیا عیارون نے عرض کیا کہ پیرو مرشد ہر ایک کے خیمے میں نقب لگی ہوئی ہے اور پیچھے عورتون کے معلوم ہوتے ہین امیر اور حیران ہوے ابھی فکر میں تھے کہ عمرو ہوتا تو معلوم کرتا کہ یہ کام کس کا ہے سردار اپنے حالون گرفتار ہوے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے آج یہ تماشا ہے کہ عمرو کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی کہ کیا آپکے ساتھ گئے تھے انہین سے بھی کوئی خبر نہیں آیا یہی باتین تھین کہ آواز نقارون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری چلا آتا ہے مگر عجب حال ہے کہ چہرے کا رنگ زرد ہے لب پر آہ سرد ہے چشم پُر آب ہے حالون اضطراب ہے لیکن عطر کی بو بدن سے چلی آتی ہے عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے حال اپنا بیان کرو عمرو نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ حمزہ میں تمکو لینے آیا ہون لقیر پیر اور بادشاہ اسلام کے چلیے فقیر [illegible] امیر نے کہا خواجہ تمھارا معاملہ تو ایک طرف یہان اور ہی سانحہ ہوگیا رات کو تمام سردار بستر خواب سے غائب ہو گئے کچھ اسکا بھی سراغ لگاؤ عمرو نے کہا حمزہ کوئی غائب نہین ہوا سب اچھی طرح سے ایک جگہ ہین ملکہ یاقوت ملک کے ہین وہ انکی خدمت کر رہی ہے قصہ یہ ہے کہ ان کو کیون [illegible] انکو بلایا عمرو نے کہا کہ مجھسے یاقوت ملک نے کہا تھا کہ خواجہ تم جا کر امیر کو سردارون سمیت لے آؤ میں نے کہا

کہ مین حمزہ کو لا سکتا ہون سرداروں پر میرا اختیار نہین ہے اس بنا پر اسنے عیاروں چیلون کو بھیجکر سبکو جمع و منگوایا اب
حضور تشریف لیچلین تو پھر سب سے آپکے فیصلہ ہو جائے امیر نے فرمایا کہ خواجہ مین وہان جاکر کیا کرونگا میرا وہان کیا کام
ہے عمرو نے کہا حمزہ تجھکو مین ضرور لیچلونگا فرمایا کہ اچھا ہم چلینگے مگر تم ہمین کیا دوگے خواجہ ہم تم سے جس کام کو کہتے ہین تم
بغیر کچھ لیے وہ کام نہین کرتے ہو ہم بھی بغیر لیے تمھارے ساتھ نہ جائینگے عمرو نے کہا حمزہ مجھ غریب پاس کیا ہے جو مین تجھے
دونگا فرمایا تمھارے پاس سب کچھ ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بھئی اور کچھ نہ سہی مگر ایک دن دعوت تو کرو عرض کیا بہت اچھا
بعد انفصال کے مین دعوت حمزہ صاحبقران اور شہریار زمان کی کرونگا فرمایا اچھا تم سے اتنا بھی بہت ہے اور امیر کے کان مین کہا
کہ از خرس موئے بس ست جب جاتے بھوت کی لنگوٹی ہی غنیمت ہے اور اسیوقت حکم دیا کہ ہمارا کوچ ہو عقیق کوہ کیطرف
القصہ کوچ بکوچ قریب عقیق کوہ کے آکر خیمہ برپا کیا لشکر تمام اتر پڑا یاقوت ملک نے سنا کہ لشکر صاحبقران
آپہونچا سرداروں سے ہاتھ باندھکر کہا کہ اب آپ تشریف لیجائین کنیز کے باعث سے تکلیف تو بہت آپ صاحبون کو ہوئی
سبھون نے کہا اے ملکہ ہم تم سے بہت راضی ہین تمنے ہمکو بہت آرام سے رکھا ہم جاکر تعریفین تمھاری صاحبقران سے
کرینگے اور وہ اپنے سوار ہو ہو کر روانہ ہوئے جب خدمت صاحبقران مین پہونچے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا تعریفین
ملکہ یاقوت ملک کی کرنے لگے کہ ہمکو بہت چین سے رکھا مگر عمرو مبہوت عشق بنا ہوا بیٹھا ہے اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے

چاہنے والون پہ اپنے نہ وہ بیداد کرین
مین انھین بھولکے بیٹھون وہ مجھے یاد کرین

کہین ایسا نہو کیا تاسے وہ فریاد کرین
ہم کرین اپنی وفا اور وہ کرین ہم پہ جفا

انقلاب ایسا ہی دکھلا دے کبھی چرخ فلک
ہم انھین شاد کرین وہ ہمین ناشاد کرین

امیر کہہ رہے ہین کہ خواجہ تمنے آگے جسطرح فتنہ عیارہ کو سر میدان گرفتار کر لیا تھا اسے ہی پکڑ لاؤ عمرو کہہ رہا ہے کہ حمزہ
وہ وقت اور تھا یہان تو وہ حالت غیر ہے جہان اسپر نگاہ پڑی اور سامنا اسکا ہوا ہوش و حواس جاتے رہتے ہین
دنیا و دین سب فراموش ہین اسکا علاج کیا کرون یہی باتین ہو رہی تھین کہ عرض ہوئی ملکہ یاقوت ملک دروازہ
حاضر ہے فرمایا کہ بلا لو چوبدار باہر گیا بعد لمحہ بھر کے ملکہ اندر بارگاہ کے آئی عجیب عالم تھا کہ ہم تقدیر مین پہنے ہوئی گاتی نہ
ہوئی چہرہ مانند مہر درخشان کے روشن بانے عیاری سے بہ زیور آراستہ آتے ہی صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو سلام
کیا کرسی مرحمت ہوئی ملکہ بیٹھی عمرو ملکہ کیطرف دیکھ رہا ہے ٹکٹکی بندھی ہوئی ہے کہ جام شراب گردش مین آیا امیر ملکہ کیطرف
مخاطب ہوئے فرمایا کہ اے یاقوت ملک سردار ہمارے تمھارے بہت ممنون ہین تمنے خوب انکی خاطر و مدارات کی عرض ہوئی
کہ مین کنیز ہون مجھسے کچھ خدمت آپکی ادا نہین ہوئی اور شہریار یہ کنیز عرضی لیکر حاضر ہوئی ہے آپ حضور ملاحظہ فرمائین
اور جو مناسب ہو سرفراز ہو جائے فرمایا کہ لاؤ عرضی دیکھین کیا لکھا ہے یاقوت ملک نے کمر سے عرضی نکالکر دونو
ہاتھون پر رکھکر پیشکش کی امیر نے لیکر ملاحظہ فرمایا دیکھا تو اسمین بعد تعریف و عنوان کے اور القاب ستایش کے لکھا ہے کہ
اے صاحبقران نامدار یہان عقیق کوہ مین شہر تاراج ہوتا ہے مرد کی صورت سے مجھکو نفرت ہے کنیز حضور کے لشکر
کیطرف فقط سیر کو گئی تھی عیار حضور کا عمرو بن امیہ ضمری کنیز پر عاشق ہوا اور پیچھے پیچھے کنیز کے آیا کنیز نے اسکی خاطر
و مدارات کی اور اس سے کہا کہ تم اگر فن عیاری مین مجھپر غالب آؤ تو مین تمھاری کنیز ہون اور اگر مین غالب ہوئی تو مجھے
اختیار ہے چاہون قتل کرون چاہون بخشون اور حضور کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ عیار حضور کا اگر حضور کے
سامنے اقرار مجھسے لڑنے کا کرے تو مین موجود ہون اگر اسنے سر میدان مجھکو گرفتار کیا تو وہ میرا مالک ہے اور جو مین اسپر
غالب ہوئی تو ہم بھر زندہ نہ رکھونگی پھر حضور یا سرداران حضور مین سے کوئی دعوی اسکے خون کا مجھسے نہ کرے آپ
مہر قتل نامہ پر کر دیجیے اور جو یہ منظور نہین ہے تو عمرو کو منع کیجیے کہ دعوی عشق کا اس کنیز کے ساتھ نہ کرے

کہ سو جب میری رسوائی کا ہوا امیر نے جو قتل نامہ عمرو بن امیہ ضمری کا پڑھا غصے سے کانپنے لگے فرمایا کہ ای یاقوت ملک
اگر تو نے میرے سرداران کی خدمت نہ کی ہوتی تو بہت بری طرح اسوقت پیش آتا حمزہ کو خدا اسدن کے لیے نہ رکھے کہ عمرو
کے قتل نامے پر مہر کرے خبردار یہ ذکر میرے سامنے نہ کرنا ملکہ یاقوت ملک نے پہلے ہی عمرو سے کہا تھا کہ اگر حمزہ تمہارے
قتل نامے پر مہر کر دیگا تو میرا تمہارا مقابلہ میدان ہوگا اور جو مہر نہ ہوئی تو پھر نام میرے عشق کا نہ لینا اب جو امیر کو خشمناک
دیکھا عمرو سے کہا کہ لو خواجہ خبردار اب تم نام عشق و عاشقی نہ لینا مجھ سے کچھ سروکار نہیں یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی عمرو نے
دیکھا کہ اب یہ جاتی ہے پس دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکہ تم بیٹھو میں مہر کرا دیتا ہوں یہ کہہ کر اسے بٹھایا اور آکر
صاحبقران کے قدموں پر سر رکھدیا اور کہا کہ ای حمزہ میں مدت سے تیرا خدمتگذار ہوں میرا حق تجھ پر بہت ہے
خدا کے واسطے میرے قتل نامے پر مہر کر دے کہ مجھے معشوق کی آزردگی گوارا نہیں ہے مہتر قران رو کر پکارا کہ ای شہریار
خواجہ سرشار بادۂ عشق ہیں انہیں کچھ نہ ہو سکیگا بیشک مارے جائینگے [illegible] قران کیطرف دیکھا کہ کیا واہیات
بکتا ہے اور امیر سے کہا کہ جو آپ مہر نہ کرینگے تو میں اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں ہلاک کر ڈالونگا امیر نے فرمایا کہ ای عمرو تو جانتا ہے
کہ میں عدل و انصاف کے مقام پر خاطر اپنے بیٹے کی بھی نہیں کرتا اگر میں مہر کر دونگا اور پھر کچھ ہو جائے طرفداری تیری نہ کر سکونگا
عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یاقوت ملک [illegible] مار ڈالیگی سو اسواسطے کہ جب میں اسے دیکھتا ہوں
عقل و ہوش میرے پراگندہ ہو جاتے ہیں مگر ناچار ہوں کہ معشوق کو آزردہ کرنا گوارا نہیں ہے جی نہیں چاہتا کہ بیزار
ہو کر اس صحبت سے اٹھ جائے تو مجھ پر رحم کر اور قتل نامے پر مہر کر دے [illegible] نہایت ممنون منت اور مرہون احسان
ہونگا ورنہ تمام عمر کا میں حق خدمت بحل کر دونگا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور لوگوں سے رو کر فرمایا کہ کیا گردش فلکی
ہے کہ قتل نامے پر عمرو کے مجھسے مہر کروائی جاتی ہے لیکن عمرو [illegible] ہوا ہے کہ میں بغیر مہر کروائے ہوئے سر نہ اٹھاونگا
امیر نے ناچار و مجبور مہر منگوا کر سامنے عمرو کے [illegible] مہر کر دی عمرو نے کہا کہ حمزہ اپنے ہی ہاتھ سے تو مہر کر دے
ناچار صاحبقران نے مہر کر دی بادشاہ اسلام کی بھی مہر [illegible] ہو گئی اور سرداروں کی مہریں اور گواہیاں بھی ہوگئیں
جب وہ محضر تیار ہو چکا عمرو کے ہاتھ میں دیا [illegible] ملکہ یاقوت ملک کے حوالے کیا کہ یہ قتل نامہ حاضر ہے
یاقوت ملک نے [illegible] کہا کہ خواجہ [illegible] صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو برا کر کے مانند بجلی کے
کوند کر چلی گئی بعد اسکے جانے کے امیر نے عمرو کو کہا کہ خواجہ میں [illegible] سمجھ لینا کہ اگر تمہارے واسطے
کچھ نوع دگر ہوئی تو یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہونگا لیکن تمہا[illegible]ونگا اور میرا خون بھی تمہاری
گردن پر ہوگا عمرو نے کہا [illegible] ہم غلام [illegible] اپنی خبر [illegible]
جائیگا تو اسکو سر [illegible] خواجہ [illegible] چاہیئے کہ تم اپنے ہوش میں ہو
بچا کر اس سے [illegible] ہوں اپنی تیاری کرتا ہوں فرمایا
کہ اچھا جاؤ پس عمرو و حمزہ صاحبقران [illegible] آیا اور [illegible] آدم صفی اللہ اپنی زنبیل سے
نکالی بلا کر فراشان [illegible] دستکو اسے استادہ کرایا اور آپ اسکے اندر [illegible] تمام عیاروں کو مہتروں کو بلایا
چنانچہ چاروں مہتروں کو خدمتیں تقسیم کیں گلہا و عراقی کو مشعل خانہ دیا مہتر [illegible] فرنگی کو میخانہ حوالے کیا [illegible]
کو آبدار خانہ حوالے کیا ترک خطائی کو باورچی خانہ سپرد کیا سمک بلداقی ابوالفتح اصفہانی چالاک بن عمرو
سرہنگ [illegible] ان چاروں کو چاروں دروازے بارگاہ کے سپرد کیے امیہ بن عمرو کو طلایہ کی گشت پر مقرر کیا
بعد اسکے مہتر قران حبشی کو بلا کر کہا کہ ای جان بخش عمرو میں عشق میں یاقوت ملک کے دیوانہ ہو رہا ہوں اپنی

حفاظت جان کی خدمت میں نے تجھیں سپرد کی قران نے کان پر ہاتھ رکھا کہ یہ بار گران مجھ سے نہ اٹھ سکیگا عمرو نے کہا
کہ بیٹا اور کوئی اس قابل نہیں ہے کہ جسکو یہ خدمت دوں قران نے کہا ایک شرط سے میں قبول کرتا ہوں کہ آپ بے اطلاع
میرے کوئی کام نہ کریں اور نہ کہیں جائیں اور نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائیں پئیں عمرو نے کہا کہ یہ سب مجھکو قبول ہے جو تو کہیگا
وہ کرونگا جب یہ قول و قرار ہو چکا اب عمرو بن امیہ ضمری تخت بادشاہی پر بیٹھا تاج حضرت آدم کا سر پر رکھا دلق جامہ
گلے میں پہنا کہ اس جامے کی صورت یہ تھی کہ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ ہو جاتا تھا مثل گرگٹ کے طرح رنگ
بدلتا تھا اور بلا کر اہل خدمت کو خلعت دینا شروع کیا اگرچہ خلعت کیا تھا کہ ایک ایک ٹکڑہ چیتھڑوں کا انکا اصل سبب نے
خلعت پہنکر نذریں گذرانیں ادھر ملکہ یاقوت ملک کا خیمہ استادہ ہوا تین لاکھ عیار بچیوں کا لشکر کہ سونا ہے اتر پڑا
خیمے استادہ ہوئے بازار آراستہ ہو گئے یاقوت ملک آ کر بارگاہ میں بیٹھی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا اتنے میں
آکر ملکہ نے حکم دیا کہ نہیں طبل جنگ اسیوقت نقارے پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کل مقابلہ عیاران لشکر اسلام یہی ہیں کارروائی
آکر خبر شاہ عمرو کو دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ بجوایا ہے کہا کہ بھئی گردش فلکی ہے کہ عاشق و معشوق میں لڑائی ہوتی ہے
کہا کہ اچھا ہمارے یہاں بھی طبل جنگ نہیں یہ طبل جنگ نہیں ہے ہماری کوچ کا نقارہ ہے بیٹوں سے کہا کہ خداوند نعمت
آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں ایک طرفۃ العین میں آپ اسے پکڑ لائینگے عمرو نے کہا ہاں بھئی تم سچ کہتے ہو خیر جو کچھ ہوگا صبح کو
دیکھ لیا جائیگا القصہ رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار گرد و اطراف میں
مہتر قران چنور ہلاتا ہوا ساتھ تھا اس صورت سے میدان میں آکر پہونچا لنگر کے نیچے تخت رکھا گیا اور عیار
بھی اپنے لنگروں کے نیچے صندوق عیاری پر جا کر بیٹھے ادھر سے ملکہ یاقوت ملک تخت پر سوار ساتوں
جلیس مانند سیارہ کے گرد تین لاکھ عیار بچیاں پیچھے نہایت شان و شوکت سے ملکہ نمودار ہوئی اسکا بھی
تخت لنگر کے نیچے رکھا گیا اودھر سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی کہ بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہمراہ
مع سرداران ذیشان ہمراہ عیاروں سے علیحدہ آکر کھڑے ہوئے دیکھا دونوں طرف کے عیاروں کو فرمایا کہ یہ لڑائی
دیکھنے کی ہے ایسی معرکہ آرائی کبھی نہیں ہوئی الغرض جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نسب وغیرہ کہہ چکے
الماس بادپا اپنے صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت مانگی یاقوت ملک نے
کہا کہ مجھے اور عمرو سے وعدہ سپہ انداری کا ہے … نے کیوں قصد کلنے کا کیا ہے وہ بولی ہم کچھ کہیں کیواسطے
ہاں پہلے ہم آپ پہ نثار ہولیں پھر آپکو اختیار … دیکھیے تو سہی کہ کسطرح سے ان عیاروں کو گرفتار کرکے
لاتی ہوں ملکہ نے کہا کہ اچھا جاؤ خداوند … تمہارا نگہبان ہے الماس بادپا نے سلام کیا اور وہیں سے
جست کی آسمان پر چلی گئی پچاس ہاتھ … کھینچکر لگی نیچے کے ہاتھ لکا ایک زمین کیطرف گرنے لگی تھی کہ نیچے
سے ٹک کر کے پاؤں تلے رکھا اتنے سہارے … سے اور بلند ہو گئی … بلانے لگی بجلیاں چمکانے لگی کوئی چار
گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ اتری چار گھڑی … بعد زمین پر آئی تو پسینہ پسینہ تھی ایک لمحہ ٹھہر کر نعرہ کیا کہ اے عیاران
لشکر اسلام جسکا جی چاہے ہمارے مقابلے کو آئے بس پوری بات اسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ نعرہ کردہ علی عمرا
حسب الحکم بندہ گران مہتر قران حبشی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر اس سے
مقابلہ کروں عمرو نے کہا کہ اے مہتر قران تم اسے جا کر پکڑ لاؤ گے یاقوت ملک کا کمال سنا ہوگا قران بولا کہ
حکم ہو تو جا کر سر اسکا نذر کروں کہا کہ ابھی یہ بھی گوارا نہیں ہے قران نے کہا کہ میں اسیر کوئی صدمہ نہ کرونگا اسکو
چشم زخم نہ پہونچنے دونگا بہ حسب اقبال سے پکڑ لاؤنگا کہا کہ جاؤ ابھی مددگار تمہارا نگہبان ہے قران سلام کرکے

میدان کو چلا بہت آہستہ آہستہ الماس بادپا نے دیکھا کہ وہی سواحبشی آتا ہے دل میں کہا کہ گیا ملا خاطر جمع سے آہستہ آہستہ
آتا ہے جیسے کسی سے لڑائی نہیں ہے جب قران اسکے قریب آیا الماس بادپا پکاری کیا تجھے چلا نہیں جاتا جو اتنی دیر میں یہاں
آیا قران نے کہا کہ میں دوڑ کر کس پر آتا کوئی حریف اپنا مجھکو نظر نہیں آتا الماس نے کہا کہ میرا وجود تیرے سامنے کچھ نہیں ہے
خیر معلوم ہو جاویگا ہوشیار رہو حربہ ہاتھ میں لے قران بولا کہ صاحب تمہارے واسطے اور ہتھیار میں نے تجویز کیا ہے اس
سے بہت خوش ہوگی اسنے کہا کہ موسے باتیں نہ بنا میں تجھے مار ڈالونگی قران نے کہا کہ میں مدت سے تمہارا مرا ہوا ہوں اسنے گوپین
سے کھولی اور کہا خبردار ہو مارتی ہوں میں پتھر بولا کہ ہمتو تمہارے مارے ہوئے ہیں اسنے غضبناک ہوکر پتھر مارا قران نے
خالی دیا اسیطرح جتنے پتھر اسنے مارے سب قران نے خالی دیے دو دونوں ہاتھوں میں گوپین لیکر دو دو پتھر
مارنے لگی مگر قران ایک پتھر ہاتھ میں پکڑ لیتا تھا اور دوسرے پتھر کو اسی پتھر سے چور کر دیتا تھا آخر جب جو پتھر مار کر تھکی اور
توبڑہ پتھروں سے خالی ہوگیا اسوقت اسنے کمند کے حلقے درست کرکے مارے قران نے خالی دیے خوب کمند زنی کی کچھ
نہوا انجام کار کھینچکر بارا قران نے وہ بھی خالی دیا اب بیرس پڑی قران اپنے کو بچانے لگا جب اس سے بھی کچھ نہوا تو خنجر
زنی کرنے لگی قران نے کہا کہ جان صاحب تم سب حربے اپنے کرچکیں اب ہم تمہیں پکڑ لیجاتے ہیں اسنے کہا موسے کہا پکڑنا سہل ہے قران نے
کہا کہ میں تو تمہیں کھلا رہا تھا دیکھو کیونکر تمہیں گرفتار کیے لیتا ہوں غرض یہ خنجر مار رہی تھی کہ قران نے پھرتی سے خنجر سمیت ہاتھ پکڑ لیا
کہ بس اب زیادہ کیوں ستم کرتی ہو رحم کرنا بھی لازم ہے اور دوسرے ہاتھ سے اسکو اٹھا کر لے بھاگا سامنے عمرو کے لاکر اسکی مشکیں باندھیں
اور زندان میں بھیجا عمرو نے قران کو خلعت دیا پینہ (?) ویسی طرح پھولوں کا عطا کیا مہتر قران نے پانچ اشرفیاں نذر دیں ابھی دو پہر دن باقی تھا کہ شعلہ
سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ کیا تو نے الماس بادپا کا تماشا نہیں دیکھا وہ تم سب پر غالب تھی جاکر گرفتار ہوئی اسنے
عرض کیا کہ واری جاؤں اس کالی بلا سے تو کوئی عہدہ برآ نہو سکیگا میں الماس بادپا نے مفت اپنے کو اسکے ہاتھوں گرفتار
کروایا باقی اور سب موے دیکھیے بھاگے ہیں راہ میں سو سو مرتبہ موؤں کو اسیر کرکے چھوڑ دیا ہے آپ کے اقبال سے
اب سر میدان جاکر پکڑ لاؤنگی ملکہ نے کہا اچھا جاؤ تم بھی میدان داری کرو فرعون شاہ نگہبان ہے القصہ شعلہ بھی ایک کروا
چلی آسمان پر اڑکر گئی وہاں اسلاح شوری دکھائی ... کے ہاتھ ... چار گھڑی کے بعد آسمان سے نیچے آئی جب زمین پر پاؤں
لگا ... سے مقابلے کو آسکے ادھر سے چالاک بن عمرو
سامنے تخت عمرو ... آیا ... میں جاکر اس سے مقابلہ کروں کہا کہ بھئی اچھا
جاؤ تم بھی ... چالاک ... شعلہ شمشیر زن کے آیا پکارا کہ اے
محبوب جانی میں تمسے لڑنے نہیں آیا ہوں میری جان ... معشوق سے لڑائی ہوئی ہے میں لڑونگا
اور دوڑ کر قدموں پر گرا کہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اسنے کہا کہ یہ کیا ... مجھے مار ڈالونگی مگر چالاک نے چالاکی تمام
سر اپنا اسکی ٹانگوں سے باہر نکالکر گردن پر سوار کرکے لے بھاگا شعلہ گردن پر اور دونوں ہاتھ اسکے پکڑ لیے تھے شعلہ
ہر چند غل مچایا کہ ارے یہ کیا مکاری کیا دغا بازی ہے ارے یہ کونسا ڈھنگ لڑائی کا ہے یہ پکارا کہ جان صاحب اور جن (?)
عیاری میں سوائے مکر و فریب کے کیا ہوتا ہے قصہ مختصر چالاک اسکو لیے ہوئے سامنے عمرو کے آیا اور اسکو زندان
میں بھیجا چالاک کو پھولوں کا طرہ عمرو نے دیا اسنے بھی نذر گذرانی مگر ملکہ یاقوت ملک اداس طبل بازگشت بجا کر
پھری ساتھ والیوں سے کہتی ہوئی کہ یہ عیار بڑے مکار ہیں ڈرنے کی چیز ہیں دیکھا کہ بدولت شعلہ کو کیونکر
لیگیا بارگاہ میں آکر داخل ہوئی مگر الماس بادپا کے نہونے سے نہایت پریشان تھی اور وہاں سے عرض کی کہ لالونہ
آپ رنجیدہ نہوں سلازم (?) اسی دن کیواسطے ہوتے ہیں خدا آپ کو سلامت رکھے آپ جس وقت عمرو کو پکڑ لائیں گے

الماس باد پا اور شعلہ دونوں چھوٹ آئینگی یاقوت ملک نے کہا کہ بجوا دو طبل جنگ کہیں جلد فیصلہ ہو جائے
اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی ادھر جاسوس نے خبر شاہ عمرو کو پہونچائی کہا اچھا بجنے ہمارے یہاں بھی نقارہ زری
بجے دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی عیار بجا بجا کر میدان کو آراستہ کرنے لگے اُدھر عیار بچیان سامان جنگ میں
مصروف ہوئیں مگر یاقوت ملک نے کوئی پہر رات گئے دربار برخاست کرکے کھانا کھایا پلنگ پر آکر لیٹی خیالمیں
گذرا کہ ای یاقوت ملک جنگ دو سردار و خدا جانے لڑائی میں عمرو و تجھ پر غالب ہو یا تو عمرو پر غالب آئے چلکر عیاری
کرکے عمرو کو پکڑ لا فیصلہ ہو جائے بس اپنی عیار بچیوں سے پوشیدہ ہو کر عمرو کے اسیر کرنے کو روانہ ہوئی اور ادھر
عمرو کے خیال میں گذرا کہ ای عمرو میدان میں تو لڑائیاں ہوا کرینگی تو چلکر یاقوت ملک اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لا اسی فکر میں
سویرے سے کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹا ایک گھڑی بھر کے بعد مردم چشم پر چلمن مژگان ڈال لی نفیر خواب بلند کی
عیار دونوں جانا کر سو گئے مہتر قران کلمہ ذرا جاگا تھا زرانچے سے کہا کہ بھئی اُستاد سوتے ہیں تم کہو تو میں بھی دو گھڑی
کے لیے لیٹ رہوں مگر تم ہوشیار بیٹھے رہنا اُسنے کہا کہ خلیفہ آپ شوق سے سوئیں میں بیٹھا ہوں مہتر قران تو
سو رہا زرانچہ بیٹھا ادھر دیکھ رہا تھا عمرو نے چپکے سے تکیہ کو اپنی جگہ لٹا دیا اور لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے آیا لوٹتا ہوا
قنات کے پاس پہونچا اور چاک کرکے نکلکر روانہ ہوا ایک چار گھڑی بعد قران جو چونکا زرانچہ کو آواز دی وہ بولا
میں جاگتا ہوں اُستاد سوتے ہیں قران نے جو خیال کیا تو نفیر خواب کی بلند نہ پائی اُٹھکر جو دیکھا تو پلنگ خالی
ہی اُستاد نہیں ہیں سر پیٹ کر کہا کہ زرانچہ ہم تیرے بھروسے سو گئے تھے تو نے غفلت کی اُستاد کہیں چلے گئے یہ کہکر
قران عمرو کے تلاش میں روانہ ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ ای قران اگر خدا نخواستہ اُستاد کسی بلا میں گرفتار
ہو گئے تو پھر تجھے اپنی جان دینا پڑیگی اور اُستاد ملیں تو اب تو زندگا دامنگیر ہو کہ آپ نے مجھکو محافظ جان بھی مقرر کیا ہی
اور آپ مجھے چھوڑ کر بھی نکل جاتے ہیں میری ذلت کے آپ درپی ہوتے ہیں یہ باتیں دل سے کرتا ہوا چلا جاتا ہی لیکن
عمرو جو یہاں سے نکلا یاقوت ملک کے خیمے کیطرف جاتے جاتے قریب ایک نالی کے پہونچا تھا کہ آواز نالہ وزاری کی
کانوں میں آئی کہ کوئی با آواز حزین کہہ رہا ہی کہ کوئی بندۂ خدا آئے بیچارہ درماندہ ایسا ہی کہ دادرسی کرے اور اس ظالم سے
مجھے نجات دے عمرو نے جو یہ آواز سنی دوڑا کہ دیکھوں کون کس پر ظلم کر رہا [illegible] دیکھا کہ ایک عورت
خوبصورت سر سے پاؤں تک زیور جواہر نگار سے آراستہ اسکو ایک زنگی [illegible] پیٹ تلواریں مار رہا ہی
اور وہ چلا رہی ہی سر سے پیر تک زخمی ہی عمرو دیکھتے ہی دوڑا اور للکار کر کہا [illegible] غضب کیا تو نے اس
عورت دست و پا شکستہ کو مار ڈالا کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے آیا میں اور خنجر کھینچکر کود پڑا وہ زنگی بھاگا عمرو
چاہا کہ اسکے پیچھے جائے اُس عورت نے کہا کہ ای عزیز اگر تو نے میرے حال پر رحم کیا ہی تو تو اسکے پیچھے نہ جا کس واسطے
کہ اگر تو اسکے تعاقب میں گیا تو یہاں اور کوئی اُسکا بھائی بند نکلکر مجھے مار ڈالیگا تیری مددگاری ضایع ہو جاویگی
عمرو یہ سنکر رُک رہا اور اُس عورت کے پاس آیا دیکھا تو سر تا پا خون سے بھر رہی ہیں اور وہ زمین پر پڑی ہی
عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ زنگی کون تھا اُسنے کہا کہ صاحب میں ساہوکار زادی ہوں اپنی سسرال سے
میکے کو جاتی ہوں کہاری پیچھے رہ گئے ہیں بدبخت آگے بڑھ آئی یہ تلوار کھینچے ہوئے آیا ہر چند میں نے کہا کہ یہ گہنا لیلے
میری جان چھوڑ دے اسنے نہ مانا مارے ڈالتا تھا کہ آپ آ پہونچے اب اگر آپ نے رحم کیا ہی تو اتنا اور احسان کیجیے
کہ سامنے میرا گھر ہی وہیں مجھکو گود میں اُٹھا کر پہونچا دیجیے آپکو اجر عظیم خدا دیگا اور اگر مال و اسباب کی خواہش ہی
تو یہ سب گہنا حاضر ہی عمرو نے کہا کہ اچھا آؤ میں تمھیں تمہارے گھر تک تو پہونچا دوں اور بچکا کہ اُسکو گود میں اٹھا لے

کہ اس عورت نے حلقے کمند کے عمرو کی گردن میں مارے اور کھینچا کہ عمرو گرا وہ عورت چھاتی پر عمرو کی چڑھ بیٹھی اور پکاری کہ باش او دزد بارہ بیگ گردن ساربان زادے منم ملکہ یاقوت ملک کیوں میں نے تجھے کسطرح گرفتار کیا اب دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہوں اور وہ خون اپنے بدن پرسے دور کیا جو پوست گاو کا اسکے بدن پہ تھا اب عمرو نے یاقوت ملک کو پہچانا کہا کہ ای جان جہان ہم تو پہلے ہی سے اسیر کمند زلف ہو چکے ہیں ہمکو گرفتار کرنے کی کیا حاجت ہی ~ حاجت دام و کمند سے نیست در تسخیر ما ؛ گردش چشمے بود بس حلقہ زنجیر ما ؛ اور میں تو بیشک مجرم وگنہگار ہوں اپنی خطا کا مقر ہوں کہ تمکو میں نے بدنام کیا کہ یاقوت ملک پر عاشق ہوں کچھ گواہ و شاہد کی حاجت نہیں ہی آپ شوق سے مجھے قتل کیجیے شعر مقر خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہیں ؛ مجھے جو چاہو کرو میں تو بے گناہ نہیں ؛ مگر واللہ آرزو سے دلی پوری ہو گئی یہی جی چاہتا ہی کہ تمھاری تنگئیاں ہمارے سینہ پر ہوں آپ شوق سے قتل کیجیے کہ اسے موت کی آرزو تھی ایسی قضا کسکو نصیب ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ موسے ابھی تجھکو زندہ باندھکر لیچلتی ہوں رات بھر قید رکھونگی صبح کو سبکے سامنے سر میدان قتل کرونگی عمرو بولا اختیار ہی جسطرح چاہیے پیش آئیے شہید تیغ ابرو کیجیے اسیر کمند گیسو فرمائیے ملکہ نے کہا کہ ای موسے دیکھو کہ کیسا کرتی ہوں اور نکالکر دارو بیہوشی عمرو کے دماغ میں دی اور حلقہاے کمند میں جکڑکر روانہ ہوئی خوشی خوشی لشتارہ سے جاتی ہی شب ماہ ہی چاندنی چھٹکی ہوئی ہی کوئی کوس بھر آئی ہوگی کہ زمین پر دیکھا کہ ایک ستارہ چمک رہا ہی خیال گذرا کہ یہ کیا شی ہی قریب آ کے جو دیکھا تو قبضہ خنجر کا الماس نگار نظر آیا چاہا کہ ہاتھ سے اٹھائے نہ اٹھ سکا زمین میں گڑا تھا گھوڑے سے اتر کر نکالا دیکھا کہ میان اسکا فولاد کا ہی مگر زنگ آلودہ ہی قبضہ میں ہاتھ ڈالکے خنجر کو کھینچا مگر کثرت زنگ سے کھنچ نہ سکا منہ کے برابر لاکر زور سے جو کھینچا میان سے اسکے گرد اڑے بیہوشی کا اڑا دماغ میں یاقوت ملک کے گیا بیہوش ہوکر گری مہتر قران حبشی دوڑکر آیا یاقوت ملک کو باندھکر پیٹھ پر عمرو کو اٹھا لایا خیمہ میں لاکر ایک پلنگ پر دونوں کو لٹاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو کی آنکھ جو کھلی پہلو میں معشوق کو پایا تو بہت گلے سے لگایا ادھر یاقوت ملک کی آنکھ کھلی عمرو کے پاس اپنے کو پایا کہا کہ خواجہ تمھیں تو اسیر کر چکی تھی تم نے نہیں مجھے گرفتار کیا یہ مہتر قران مجھے پکڑ لایا ہی اور اسکے پکڑ لانے کی سند نہیں ہی تم مجھے اسیر کروگے تو بیشک کنیزی اختیار کرونگی عمرو نے کہا ای ملکہ تم جاؤ خدا چاہیگا تو میں تمھیں سر میدان پکڑ لاؤنگا مہتر قران نے کہا کہ اب اسکا خاتمہ ہو چکا اب آپ کیوں اسے چھوڑتے ہیں عمرو نے نہ مانا کہا کہ مجھے معشوق کا آزردہ کرنا گوارا نہیں ہی یاقوت ملک سے خطاب کیا کہ آپ بے تکلف تشریف لیجائیں وہ اٹھکر چلی گئی قران نے عمرو سے کہا کہ استاد آپنے اپنا نقصان مجھکو معذور کیا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ بغیر تیری آگاہی کے کوئی کام نہ کرونگا پھر آپ مجھکو غافل کرکے کیوں چلے گئے اور یاقوت ملک کے ہاتھوں گرفتار ہوے اگر میں نہ پہنچتا تو وہ تو پکڑکر آپ کو لیجا چکی تھی میں کہیں کا نہ رہا تھا اب آپ اوسکو یہ خدمت سپرد کیجیے مجھسے یہ خدمت نہو سکیگی عمرو نے کہا ای مہتر قران تجھکو حال عشق و عاشقی کا نہیں معلوم جب مجھکو نصیب ہوتا معشوق کا بہلا معلوم ہوتا ہی بیخود ہو جاتا ہوں کچھ عہد و پیمان اسوقت یاد نہیں رہتا ہی ویسے ناچار ہوں ای قران یہ ہماری آخری خطا ہی تم بے آزردہ نہو قران چپ ہو رہا اب صبح ہو گئی تھی عمرو تخت پہ سوار ہوا تمام عیار ہمراہ تھے آکر میدان میں پہنچا ادھر سے لشکر یاقوت ملک کا ادھر حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام آئے ڈنکا پر اسپند ہوا امیر کو یہ خبر گذرا کہ یہ دن رات کو عمرو گرفتار ہو گیا تھا مہتر قران چھڑا لایا ملکہ یاقوت ملک کو بھی پکڑ لایا تھا عمرو نے اسے چھوڑ دیا صاحبقران نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ خواجہ تمنے غضب کیا جو یاقوت ملک کو چھوڑ دیا عمرو نے آداب عرض کروا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شہریار

حضور کے اقبال سے مین اسے سرمیدان پکڑ لاؤنگا مہتر قران کے پکڑ لانے کی سند نہین دیکھین ادھر جب صفین
صفین آراستہ ہو چکین عیارا اور عیارچیان اپنے اپنے صندوق عیاری پر قائم ہو چکین شعبدہ لقب ان
سامنے ملک کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی یاقوت ملک نے پوچھا کہ لڑکی کیون تو ہاتھ باندھے کھڑی
ہوئی ہی عرض کیا کہ بجا لاؤن اجازت میدان چاہتی ہون کہ جا کر ان سوداگر شہزادون یاقوت ملک نے کہا کہ
خیلہ ہوئی ہی راہ مین خدا جانے کیا پیچ تھا جو وہ تمھارے فریب مین آ کر گرفتار ہو گئے اب ہرگز تمھارے ہاتھ
نہ آئینگے اسنے کہا کہ حضور مین انکے فریبون سے خوب واقف ہو گئی ہون مین ان سبھون کو پکڑ لاؤنگی یاقوت ملک
کہا اچھا تو بھی جاوہ سلام کرکے میدان کو چلی خنجر کھینچکر ہاتھ خنجر کے لگاتی ہوئی کبھی نظرون سے نہان کبھی عیان
کبھی بالائے زمین کبھی فراز آسمان چار گھڑی تک خوب سلاح شوری کی اب میدان مین ٹھہر کر نعرہ کیا کہ جو ہمارا عاشق
ہو وہ میدان مین آئے پس بموجب اس نعرہ کے ابو الفتح اصفہانی کہ بدل اسپر مائل ہو اپنے صندوق عیاری سے کودکر
سامنے تخت شاہ عیاران عیار یعنے عمرو بن امیہ نامدار کے آیا سلام کیا رخصت میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ بیٹا
تم بھی اپنی حسرت دل پوری کر لو اپنی محبوبہ کو لے آؤ ہم عجب کمبخت ہین کہ آج بھی ناکام رہینگے لیکن ابو الفتح سلام کرکے
جست و خیز کرتا ہوا چمکتا ہوا سامنے اسکے آیا اور پکارا کہ اے جان من ہم تمھارے عاشق ہین جو تم کہو گی وہی
کرینگے جواب دیا کہ بیٹھ موئے مین شعلہ شمشیر زن نہین ہون کہ تمھارے فریب مین آ جاؤن سے خبردار رہو یہ نہ کہنا
کہ آگاہ نہین کیا تھا اور گوپھن کے کلے مین پتھر دھر کر مارا ابو الفتح نے خالی دیا اسنے دوسرا پتھر مارا اب ابو الفتح نے بھی
گوپھن سر سے کھولی اور آتے پتھر کو خیال کرکے پتھر مارا کہ دونون پتھر لڑ کر چور ہو گئے اب شعبدہ نے دو دستی پتھر
مارنا شروع کیے ابو الفتح ایک پتھر کو خالی دیتا ہی دوسرے پتھر پہ پتھر مارتا ہی کہ دونون چور ہو کر گر پڑتے ہین ایک
چار گھڑی تک خوب پتھر چلا یہانتک کہ توبڑے پتھرون سے خالی ہو گئے اب کمندین ہاتھون مین لین لگی کمند چلنے
آخر کار اس سے بھی مطلب نہ بر آیا کوئی کسی کے دام مین نہ آیا خنجر کھینچ لیے خوب خنجر بازی ہوئی کٹ کٹ کے خنجر چلا
پینترے کر خنجر چلا پیٹ کے بھی تیغ آزمائی ہوئی پاؤن کی چھپکی چلی یہانتک کہ دستہ خنجرون کے سر ٹکرا گئے دونون کے ہوش اڑ گئے
ہاتھون سے خنجر پٹک دیے پنجہ کھینچ لیے اب پنجہ چلنے لگا اب ایک گھڑی بھر کے بعد ابو الفتح پسپا ہونے لگا شعبدہ
شیر ہو کر اسپر چلی ابو الفتح پنجہ روکتا جاتا ہی اور پیچھے ہٹتا جاتا ہی اب وہانتک پہونچا کہ جہان منظور تھا بس آج پانو
جست کرکے نکل گیا شعبدہ نے بھی چاہا کہ دوڑ کر نکل جاؤن ابو الفتح نے خنجر دکھایا شعبدہ آگے نہ بڑھ سکی
مشک پر جو پیر اسکا پڑا تا ہو اسمین سے گرد اڑی شعبدہ تنورہ گرد مین چھپ گئی ابو الفتح نے بجلدی کمند مار کر اسے
پکڑ لیا اور صورت یہ تھی کہ ابو الفتح نے مشک کو دم دے کر زمین مین چھپا دیا تھا تیر شعبدہ کا جو اسپر پڑا وہ دبی
دہانہ اسکا کھلا ہوا نکلی خاک اڑی وہ تو گرد مین تھی کچھ نظر نہ آتا تھا ابو الفتح نے آسانی کمند مار کر اسے پکڑ لیا
اور لاکر عمرو کے سامنے موجود کیا نذر گذرانی عمرو نے نذر قبول کی اور خلعت پہنے وہی طرہ چھوڑون کا دیا اور شعبدہ
کو زندان خانے مین بھیجدیا اب دوپہر کا وقت تھا کہ غزالہ آہو چشم یاقوت ملک کے سامنے آئی سلام کیا اور کہا
کہ مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی آپکے سامنے جانبازی کرون یاقوت ملک بولی اے غزالہ کیون شامت آئی ہی
ایسے کچھ سودائی ہی یہ سب عیار بلا سے بدزبان آفت جہان ہین کیون گرفتار ہونے کو جاتی ہی غزالہ نے کہا کہ
بلائین جہان اور رون میری جانبازی کی کنیز کو بھی اجازت دیجیے کہ اپنے دل کی ہوس نکال لے کہا کہ اگر تیری یہی
خوشی ہی تو جا غزالہ سلام کرکے جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی مبارز طلب کیا مہتر برق فرنگی کہ پیسہ

شگفتہ و دلفگفتہ ہو عیاروں نے اُسے ڈھونڈھا کہیں نہ پایا دوسرا شخص مقابلے کو جا بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ معلوم ہی کہ برق اُسپر عاشق ہی عمرو سے آکر عرض کی کہ برق فرنگی لشکر میں نہیں معلوم ہوتا کہا کہ بھئی کوئی اور جا کر اس سے مقابلہ کرے شمامہ یا طاقی سامنے آیا کہ میں جا کر اسے پکڑے لاتا ہوں ابھی خواجہ عمرو نے اجازت نہیں دی ہی یہ بھی خیال ہی کہ اسپر برق عاشق ہی وہ بگڑ جائیگا غرض یہی دھیان آتا ہی کہ کیوں وقت پر چلا گیا فوراً یہ بات ذہن میں آئی کہ وہ اپنی فکر میں کہیں گیا ہوگا کہ دیکھا دامن صحرا کی طرف سے ایک آہو پیدا ہوا کہ رنگ اُسکا صندلی پیٹ سفید دونوں سینگ مانند زلف محبوبان کے پیچ کھائے ہوئے گلے میں زنگ طلائی پڑی ہوئی کہ جب چوکڑی بھرتا ہی آواز جھانجھ کی مانند ہوتی ہی بیچ میں سینگوں کے لٹو زمرد کا نصب کیا ہوا جھول بہت بھاری زربفت کی پڑی ہوئی گرد جھول کے مقیش کی جھالر وہ ہرن جست و خیز کرتا ہوا میدان میں آیا ادھر اُدھر وحشت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا غزالہ نے جو اُسے دیکھا یہ سمجھی کہ یہ ہرن کسی کا پالو ہی جھٹ گیا ہی تو اسے پکڑ لے ملکہ کے پاس لیچلو کہ اُسکا دل بہلے یہ پریشانی ہی یہ خیال اپنے دل میں کر کے ہرن کو چمکارنا شروع کیا خود بھی اُسکی طرف چلی وہ ہرن کان کھڑے کیے ہوئے آہستہ آہستہ قریب اُسکے چلا آتا یہ چمکارتی ہوئی آگے بڑھتی جاتی ہی جب ہرن قریب اُسکے پہنچ گیا غزالہ نے ہاتھ اُسکے سر پر رکھا پیار کیا ہرن نے سر اپنا ٹانگوں میں اُسکی ڈال دیا اور پیٹھ پہ اپنی سوار کر کے لے بھاگا ہمہوں نے دیکھا کہ غزالہ گردن پر ایک غزال کے سوار ہی کہ ایک مرتبہ وہ ہرن پکارا کہ ایہا الناس ہم برق فرنگی پکڑ لیچلا اپنی معشوقہ کو اب غزالہ نے ہر چند چاہا اُسکی گردن پر سے اُتر دن بھلا کب اُتر سکتی ہی یہانتک کہ مہتر برق فرنگی سامنے عمرو کے آیا عمرو بولا کہ بھئی تم لوگ بڑے نصیبہ ور ہو کہ اپنی اپنی معشوقوں کو پکڑ لاتے ایک ہم کمبخت ہیں کہ ترستے ہیں اُدھر ملکہ یاقوت مالک نہایت اُداس کمال پریشان طبل بازگشت بجوا کر پھری ادھر عمرو اپنی بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا مہتر قران سے کہا کہ عجب اتفاق ہی ہم ہر چند چاہتے ہیں [illegible] کوئی نہ مقابلہ ہو مگر چھین اور لوگ کود پڑتے ہیں ہمارا مطلب رہجاتا ہی قران نے کہا اُستاد وہ دن بھی آ جائیگا اور آپ اُسے پکڑ لاسینگا عمرو بولا کہ بھئی دیکھیے کیا ہوتا ہی یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یاقوت [illegible] بجوایا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی بجے دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی عیار [illegible] جنگ کو آراستہ کرنے لگیں عمرو کھانا کھا کر بیٹھا ہی کوئی پہر رات گئی ہی کہ یاقوت ملک ایک [illegible] بارگاہ میں آیا بارگاہ عمرو میں آئی گلباد عراقی بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ میں پاس سے ملکہ یاقوت ملک [illegible] کچھ کہلا بھیجا ہی گلباد نے کہا کہ کہو کیا کہلا بھیجا ہی وہ بولی کہ کچھ راز کی بات ہی سوا عمرو کے [illegible] اور یہ کہکر کہ پیغام سلام ہیں غیر سے کیونکر کہدوں گلباد نے کہا جب یہ طرح تو غیر ہی اسطرح [illegible] مجھسے کیوں چھپاتی ہو جلد مجھسے کہدے میں بھی خواجہ کا رازدار ہوں [illegible] کہونگی تم جاکر عمرو سے خبر کردو اگر وہ مجھے طلب کریگا تو اُس سے کہونگی [illegible] اُسکے پاس عمرو سے کہدو گلباد نے کہا میں تو ہرگز نہ کہونگا تو بڑی محرم راز ملکہ کی [illegible] بیان کر چلی جا یہ گفتگو یہانتک بلند ہوئی کہ عمرو کے کان تک آواز پہونچی کہ کون [illegible] ملکہ کا پیغام نہ کہونگی عمرو بیتاب ہو کر جلدی سے باہر نکل آیا کہا کہ کیا ہی کون ہی گلباد [illegible] پیغام لیکر آئی ہی عمرو نے کہا کہ صاحب کہو اُسنے کہا کہ آپ ذرا الگ [illegible] آئیں تو [illegible] اُسکے ساتھ ایک خیمے کی آڑ میں آکر سر جھکا دیا کہ کہو کیا ہی اُسکی معشوقہ نے [illegible] ساتوں حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ عمرو گرا بس چڑھ کر چھاتی پر بیٹھ گیا [illegible]

پشتارہ بدوش ہوکرے بھاگی یہان عمرو کو دیر جو ہوئی عیار دوڑے دیکھا تو عمرو وہان نہین ہے نہ وہ عیارنی ہے
بس غل ہوا کہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب عیار چار طرف دوڑے زانچہ عیار بھی تلاش مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا
ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش سامنے بھاگا جاتا ہے زانچہ نعرہ کرکے برابر اسکے جا پہونچا اور بچھیا مارا اُسنے بچھیا کو بچہ پر
روکا لگا نیچہ چلنے وہ سیاہ پوش باوجودیکہ پشتارہ بدوش ہے لیکن پھرتی اور چالاکی سے لڑ رہی ہے استنا مین
مہتر قران صاحب بغدہ گران لنڈکردہ شاہ مردان بیشہ مہتر قران بھی پہونچا بجلی جو دوست سے چمکتی دیکھی قریب
آیا دیکھا کہ دو عیار لڑ رہے ہین ایک پشتارہ بدوش دوسرا سبکدوش ہے نعرہ کیا کہ ارے تم کون ہو زانچہ نے
آواز پہچانی پکار کر کہا اے خلیفہ آپ وقت پر پہونچے ہین نے یاقوت ملک کو روکا ہے جلد آئیے قران دوڑا یاقوت ملک
نے دیکھا کہ غضب ہوا یہ بلاے سیاہ آ پہونچی اب تو بھی گرفتار ہو جائیگی دور کر اس پشتارے کو لیس یہ خیال کرکے
پشتارہ پھینک کر بھاگی مہتر قران پشتارہ اُٹھا کر لے آیا خیمے مین رکھا عمرو کو پشتارے سے باہر نکالا ہوش مین لایا
کہا کہ آپ نے استاد غضب کیا تھا ایسے آپ بیہوش ہین کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتے اگر مین نہ چلا آتا تو یاقوت ملک
آپکو گرفتار کرکے لیگئی تھی عمرو نے کہا کہ ہان بھئی خوشی مین پیغام معشوق کے پہنچتے ہوش نہ رہا گرفتار ہو گیا
اور ابھی قران مین ایسا بیہوش و مدہوش کبھی نہین ہوا تھا عرض کیا کہ استاد آپ بجا فرماتے ہین القصہ طبل جنگ
تو بج ہی چکا تھا فوج تخت پر سوار ہو کر سب عیارون کو ہمراہ لیے ہوے عرصہ کارزار مین آیا اُدھر سے ملکہ
یاقوت ملک کا تخت زرنگار پر سوار سیدالین آئی زمینگیر تخت رکھا گیا اُدھر سے بادشاہ اسلام دریا میر عالیجاہ تمام
سرداران با کرام تماشا دیکھنے کے واسطے ایکطرف آکر قائم ہوے لیکن جسوقت اور عیار چپکے اپنے اپنے
ہارنا شاہ پر قائم ہو چکین ایکا ایک صنوبر خنجر زن صندوق عیاری پیٹھ سے کود کر سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آئی
چار گھڑی نفرت سے پیران جاہی ملکہ نے کہا کہ ہمکو چھوڑ کر تو بھی چلی وہ بولی بلاؤن اور سب تو اپنا ہنر دکھا چکین چند
آخرکار اس نے بھی ہاتھی ہے کہ جاکر ہنر دکھاے یا اُن سبکے مانند مین بھی کام آؤن کہا کہ اچھا جا فرعون شاہ کے
بیٹھ کر خنجر چلا لیٹ سلام کرکے جست و خیز کرتی ہوئی چمک دمک دکھاتی ہوئی میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری
ہاتھون سے خنجر ٹیک دو میرے مقابلے کو بس پوری بات منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ سنجر بلخی جو اسیر عاشق ہو صنوبر
شیر ہوکر ناسپر چلی ابوالفتح سے آیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا کہا اچھا بیٹا جا تم بھی یاقوت ملک کو سینچ دو
جست کرکے نکل گیا شعبدہ بازی اچھلتا کودتا سامنے صنوبر خنجر زن کے آیا پکارا کہ صاحب ہم تمہارے عاشق
مشک پر جو تیر اسکا پڑتا ہو اُسکو یاد رہے جو حکم ہو بجا لاؤن اُسنے کہا کہ ہاتھ بکھر دوسے جنگ کا نیمبری قسمت
پکڑ لیا اور صورت یہ تھی کہ ابوالقتیر کا تھا یہ بولا کہ جانصاحب مین کانا ہون مگر کوتاہ نہین ہون شکست بانکر
دیا کہ اُسکا کھلا ہوا نکلی خاک اُڑی کہ موسے لڑائی رہنے آیا ہے یا گالم گلوچ کرنے آیا ہو دیکھو تو تیرا کیسا حال
اور دلاکر عمرو کے سامنے موجود کیا تیر سنگ مدہ چھوڑتی ہون یہ کہکر گوپھن سے گلے مین پتھر سے کر مارا سنجر نے خالی دیا
کو زندانخانے مین بھیجدیا ابخان کہ بوچھار کردی سنجر خالی دے رہا ہے ایک چوٹ نہین کھاتا ہے جب دیکھا اُسنے
کہ مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین دن ہاتھون مین گوپھن لیکر دستی پتھر مارنے لگی سنجر نے بھی اب گوپھن ہاتھ مین لی
اسنے کچھ سودائی ہے یہ سب عیار کہا ہو کہ دونون پتھر چور ہوکر گر پڑتے ہین تماشا یہ کہ ٹوٹا پتھر دونون سے خالی
بلاؤن جہان اور دن نے جانا ہفت میران ہوئی کمند ماری سنجر نے کمند بھی خالی دی خوب کمند بازی ہوئی
خوشی ہی تو جا غزالہ سلام کرکے سنجر کھینچ لیا اور سنجر پر برس پڑنے لگی خنجربازی ہونے لگے اپنے خنجر نکلے کہ تو کہین

لوٹ گئیں بارش میں مر گئیں خنجروں کو پھینک دیا پنجہ میان سے لیے گرد سے سپر کو اٹھا لے پنجہ زنی ہونے لگی
چار گھڑی تک خوب پنجہ چلا ایک مقام پر جو پنجہ صنوبر نے مارا سپر چست سے کوئی ہاتھ غبار بیہوشی اڑا اور دماغ میں
صنوبر کے گیا بس وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی لڑکھڑا کر گری عمرو اسے پکڑ کر سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے اسے
بھی طرہ پھولوں کا دیا خنجر زنی سے شکار کی صنوبر کو بھی جہان اور عیار بچیان میں قید کر دیا اب نسرین بانو اقبال دار
یاقوت ملک سے اجازت لیکر میدان میں آئی مبارز طلب کیا بزک خطائی عمرو سے رخصت ہو کر اسکے مقابل
ہوا سنگ اندازی گند بازی وغیرہ سے مطلب کسیکا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی آئی پنجہ عیاری چلنے لگا
ایکایک نسرین پسپا ہونے لگی بزک خطائی اسکے ساتھ چلا جاتا ہے یہانتک کہ نسرین گھات کی جگہ لا کر آ کے تو
جست کر کے اسپ سے چلی گئی بزک خطائی نے قدم وہان رکھا کنوئیں میں جا رہا نسرین نے پکاری وہ مارا اور جھک کر
دیکھنے لگی بزک خطائی نے دوسری طرف سے نکل کر حلقہ کمند کے نسرین پر مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری باندھکر
اسے سامنے عمرو کے لایا کہ استاد یہ حاضر ہے عمرو نے بزک خطائی کو بھی خلعت دیا اپنے ہی طرح پھولوں کا اسے
نذر دی نسرین کو اور عیاروں کے ہاتھ زندان خانے میں بھیجا یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر بارگاہ میں آیا بہت
پریشان پھری اپنی بارگاہ میں آئی پوشاک بدلکر بھی مگر دل بیٹھا جاتا تھا اب جلیسوں میں ہمن کشہ ان دنوں آتی ہی
آس سے کہا کہ اے ہمن دیکھا تو نے عیاران لشکر اسلام کو کہ کیا بدذات ہیں اور اس بزک خطائی نے تو عجب کر رکھا
اسے کہا کہ بلاؤں معلوم ہوا بھید اسکا کہ جب نسرین نے کنوان اسکے گرانے کیلیے کھودا تھا اس بزک خطائی نے
کنوان کھودتے اسے دیکھ لیا تھا اس سے دوسرا کنوان اسکے برابر کھودا اور بیچ میں لکڑی رکھی جب وہ
اسمیں گرا نسرین بھی دیکھ رہی تھی کہ بزک خطائی نے دوسرے کنوئیں سے نکلکر اس غافل شعبدہ بازی فلک کو پکڑ لیا
یاقوت ملک نے کہا سچ ہے وہ بیچاری گرفتار ہوئی مگر یہ لوگ بلاے بیدرمان آفت جہان ہیں ہمن نے کہا بلاؤں ابھی
جسوقت عمرو کو سر میدان پکڑ لاتی ہوں پس سب ہیچ ہو جائینگے اسنے کہا اے ہمن مجھکو یہ امید نہیں ہاں عمرو کو گرفتار کر لاؤگی
اور یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر تو طبل پر چوب پڑی ادھر یاقوت ملک دربار برخاست کر کے اپنی عیاریان
عیاری کی تدبیر میں مصروف ہوئیں یاقوت ملک نے پہنچ گرفتاری عمرو دردناک ہوئی ہمان عمرو بھی کر بارگاہ میں آیا
لباس ہم پہنکر خلعت میں بیٹھا پوچھا کیوں صاحب ہماری بازی ملکہ کے مقابلے کی کیا آپکی عرض کیا کہ اچھی مقابلے
گھایا وعدہ آئی اور ہمن کشہ ان دنوں کا باقی رہ گیا ہے اور سبکی لڑائیان ختم ہو گئیں عمرو نے ایک آہ سرد کھینچی اور رو کر
کہا کہ دیکھیے فلک تفرقہ انداز کیا کیا مشتاقوں کی جدائی میں تڑپاتا ہے اور لکھا ہے شعر من بیمار یار از من جدا افتادہ
است یا ہچنین مشکل گر من وارم کرا افتادہ است بوا ہے ہوتے بھی نہیں آئی کہ اس کشمکش سے چھوڑ دالے غات ہو جاتا
اور افسوس وہ جو اپنے دوست ہیں وہی دشمن ہیں خاصی طرح سے یاقوت ملک مجھکو پکڑ لیگی تمیں میں اسکے پاس
ہوتا وہ مجھکو قید کرکے اپنے سامنے نور کشتی دولت دیدار تو تھی نصیب ہوتی اور بالفرض اگر مار ڈالتی تو حیات
ابدی حاصل ہوتی شعر زندگی ہو گئی دنیا ... مرنے والوں کو حیات ابدی ہے ... اسی حالت میں
تھا کہ سرکاروں نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ بجوایا ہے کہا کہ اچھا اپنی سواری یہاں بھی طبل جنگ
بجے اور یہ کہکر اٹھا بارگاہ سے باہر آیا پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا وہ شب ماہ کی کیفیت وہ ہوا کی سردی وہ نسیم کی اٹکھیلیاں
عمرو کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے دیکھا ایک طفل ماہ طلعت سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھیں جنکی ابھی چودہ پندرہ برس کا
سن باسنے عیاری کے ہنر آراستہ و پیراستہ دکھائی دیا اور آکر عمرو کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ مجھکو کچھ خدمت

عالی مین گذارش کرتا ہی مہتر قران نے للکارا کہ حضرت کے پاس سے ہٹا عمرو نے کہا کہ بھئی کیون گھرکتے ہو یہ کچھ
کہیگا مین اس سے دو باتین سن لون مہتر قران چپ ہو رہا وہ طفل یا تو سہم گیا تھا یا عمرو کو اپنی پر جھک بیٹے دیکھکر
خواجہ کو سب سے علیحدہ لیگیا عمرو نے پوچھا کہ کہو بھئی کیا کہتے ہو اور حالت عمرو کی اس لڑکے کو دیکھکر یہ ہی کہ جی چاہتا تھا
کہ اس لڑکے کو سر پر چڑھا لون گلے سے لگا لون کلیجے مین بٹھا لون لیکن اسنے کہا کہ اے شہنشاہ عیاران مین درد
عشق مین گرفتار ہون غلام ہون ملکہ یاقوت ملک کا ایک عیار بچی ہی کہ نام اسکا دلآرام ملکہ کے گھر کی مختار
تھی وہ مجھپر مائل ہوئی مین اسپر شیدا ہوا ایک روز مجھکو اسکے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے جو دیکھا اِدھر تو مجھکو قید کیا
اُدھر دلآرام کو زندان خانے مین بھجوا دیا آج مین نے موقع پاکر عرض کروا بھیجا کہ اگر ملکہ مجھے چھوڑ دین تو مین عمرو کو گرفتار
کرلاؤن مجھکو ملکہ نے اپنے سامنے بلاکر قید سے رہا کیا اور کہا کہ اے مقبول اگر تو عمرو کو پکڑ لائیگا تو ہم دلآرام بخشینگے
سو قوت یہ ہی کہ مجھے دینگی اس بہانے سے چھوٹا ہون خواجہ سلامت مین آپ کے غلامون کی بھی برابری نہین کرسکتا
بھلا آپ کو مین کیونکر اسیر کرونگا مگر آپ کی خدمت مین آیا ہون اسواسطے کہ مین محرم راز ملکہ کا ہون خوب اسکے حال
آگاہ ہون اگر حضور دلآرام کو مجھے دلوا دین تو مین یاقوت ملک کو آپ کے ہاتھون گرفتار کروا دون عمرو نے کہا
اے مقبول قسم ہی مجھے اپنے دین و مذہب کی اگر تو یاقوت ملک کو میرے ہاتھون گرفتار کروا دے تو دلآرام اگر
کیا مال ہی بہت کچھ بخشدون بس اسنے کہا کہ خواجہ مین جاکر آپ کے انتظار مین فلان درخت کے نیچے بیٹھتا ہون کہا کہ
اچھا تو چل مین آتا ہون وہ لڑکا تو چلا گیا مہتر قران نے عمرو سے پوچھا کہ کہیے یہ لڑکا کون تھا کہان سے آیا تھا کیا کہتا تھا
عمرو نے برہم ہوکر جواب دیا کہ مین تمکو کیا بتاؤن نہ کہنے کا موقع ہو تو کیونکر کہون قران چپ ہو رہا عمرو اندر خیمے کے
آیا کھانا کھاکر ٹہلنے لگا ٹہلتے ٹہلتے قران کی نگاہ بچاکر نکل گیا جنگل کا راستہ لیا جیمین کہتا ہی اے عمرو لڑائی مین خدا جانے
تو اسپر غالب آئے یا وہ تجھپر غالب آئے اس سے بہتر یہی ہی کہ اگر یاقوت ملک ہاتھ لگے تو اُسے پکڑ لاؤ اور رفتار آگرے
اس لڑکے سے ملاقات ہو جائے دیکھیے وہ ملتا ہی یا نہین اور اگر حقیقت مین وہ عاشق ہی تو تجھے ملیگا اور اگر
دروغ گو تھا تو کاہیکو ملیگا پھر اپنے دل مین کہا کہ جھوٹا ہوتا تو تیرے پاس کیون آتا یہی خیال کرتا ہوا صحرا مین پہونچا دور سے
دیکھا کہ ایک درخت برگد کا ہی تھالا گرد اسکے بندھا ہوا ہی اسپر وہ لڑکا طول پاؤن لٹکائے بیٹھا ہوا ہی اشعار
عاشقانہ پڑھ رہا ہی شعر آرزو کوئی مدعا بر آتا یہ دعا مین کب اثر تھا + آپ ہی پاس تو نہ بیٹھی جو اک آسرے کا در تھا +
شب غم تھا کون اتنا کہ جو حال اس سے کہتا + جو خیال اسکو آیا وہ مرا پیامبر تھا + اور کبھی کہتا ہی کہ اے پروردگار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو بھیجدے اور اس سے سرخرو کر عمرو نے پکارا کہ ارے میان مین آیا اُسنے آگے بڑھکر سلام
کیا اور کہا آپ نے وعدہ تو پورا کیا اب چلیے عمرو اسکے ساتھ ہوا وہ اپنے ہمراہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور
آیا تھا کہ خیمے لشکر یاقوت ملک کے معلوم ہوے اور قریب آئے اب طلایہ گشت والون کی آواز کانون
آئی عمرو سے کہا کہ اب آگے نہ جائیے اور یہ جو خیمہ پر تکلف معلوم ہوتا ہی یاقوت ملک کا ہی مگر وہ اسمین ہی نہین
یہ فقط دکھانے کی ٹٹی ہی وہ خیمہ جو دور پڑا سا معلوم ہوتا ہی کہ خراب سا پیوند اسمین لگے ہین باہر سے اسکا ظاہر
کچھ نہین ہی اندر سے بہت تکلف کیا ہوا ہی اسمین یاقوت ملک سوتی ہی آپ یہان سے نقب کنی کرتے ہوے چلیے
غلام باہر باہر آتا ہی عمرو نے کہا اچھا اور بیٹھکر خنجر نقب کنی کرتا ہوا چلا ایک چار گھڑی کے عرصے مین دوسرا سر نقب کا
اسی خیمے مین نکالا دیکھا تو واقعی خیمہ بہت تکلف کا ہی اور ملکہ غافل پلنگ پر سوتی ہی اور وہ لڑکا بھی کھڑا ہوا
اسنے اشارہ کیا کہ آؤ عمرو اس نقب سے نکلا چاہتا ہی ارادہ پلنگ کیطرف جانیکا ہی کہ حلقہا سے کمند پاؤن مین

پڑے عمرو جھکا کہ یہ تیرے پاؤن مین کیا ہی کہ ہاتھ بھی کمند مین پھنس گئے لوٹ کر گرا عیار بچیون نے آکر مشکین
باندھ لین اور وہ لڑکا خود یاقوت ملک تھا پکاری کہ شاباش اے ساربان زادے دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر
تجھے اسیر کیا عمرو پکارا اے ملکہ مین گرفتار ہوا مین رہائی ہی اسنے کہا کہ رہ دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور جاکر
دوسرے خیمے مین بیٹھی عمرو کو سامنے ستون سے باندھ دیا عیار بچیون سے کہا کہ دیکھا اس موئے مکار کو کیونکر
اسیر کیا سب نے کہا کہ بلائین آپ ہی کا کام تھا اور ہر ایک نے قدم لیے ہاتھ چومے رات کوئی ڈیڑھ پہر باقی ہی عمرو
ستون سے بندھا ہوا کھڑا ہی یاقوت ملک شراب پی رہی ہی دُرد اسکا عمرو پر پھینک رہی ہی کباب کھا کھا کر
ہڈیان عمرو پر مارتی ہی عمرو کہہ رہا ہی کہ ملکہ یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے مارے جائین کیا جان کو چین آتا ہی
کیا جی کو راحت ملتی ہی وہ کہہ رہی ہی کہ موئے صبح کو اسکا حال معلوم ہوجائیگا اور وہ جو عیار بچیان ہین کوئی
اُنمین سے کہتی ہی اسکی ناک کاٹ ڈالو کوئی کہتی ہی کیا ذرا ذرا سی آنکھون سے ملکہ کو گھورتا ہی اسکے دیدے
نکالو کوئی کہتی ہی کہ ارے تو نے کبھی اپنی صورت آئینہ مین بھی دیکھی ہی ایسی صورت پر ملکہ کے ساتھ دعوی عاشقی
ہی عمرو چپکا کھڑا اسکی باتین سُن رہا ہی کلیجہ آتش ملامت سے بھُن رہا ہی دل مین کہہ رہا ہی کہ کیون اے فلک ناہنجار یہ
تو نے کیا کیا یون ہمین گرفتار کروا دیا اسی حالت مین تھا کہ دیکھا آسمان پر ایک بجلی چمکی اور سب بھی دیکھنے لگے بس
یا تو وہ آسمان پر چمکی تھی یا زمین پر آکر گری جسوقت قریب آئی دیکھا کہ الماس بادپا ہی اسنے آتے ہی ملکہ کو سلام
کیا بس ملکہ اسے دیکھتے ہی بشاش ہوگئی کہا کہ اے الماس بادپا کیونکر تو نے نجات پائی کہا کہ بلائین تمام عیارون مین
غل ہی کہ ملکہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لائی سب موئے بدحواس ہو رہے ہین کسیکو کسیکا ہوش نہین ہی وہ مرلیا
حبشی بھی کسیطرف کو گیا ہوا ہی ملکہ نے کہا ارے وہ بلاے بیدرمان آفت جہان ہی ارے چوکی پہرہ ہر طرف قائم
رہے ایسا نہو کہین وہ یہان بھی آجاے کہ اسمین الماس بادپا نے پوچھا بلائین وہ ساربان زادہ کدھر ہی کہا
کہ وہ سامنے بندھا ہوا ہی یہ بولی کہ درپائین آپ نے اسے پھر زندہ کیون رکھا ہی کیا اب آپ یہ چاہتی ہین کہ وہ
کانی بلا آکر اسے چھڑا لیجاے بلائین مین تو اسے زندہ نہین رکھنے کی اور تیغ کھینچکر دوڑی ملکہ پکارنے لگی کہ اے
الماس بادپا ارے ابھی نہ اسے قتل کر صبح کو میدان مین لیجا کر سب کے سامنے اسے مارینگے اُدھر اور عیار بچیان بھی
پکار رہی ہین کہ ارے ظالم منع کرتی ہین اسے قتل نہ کر الماس بادپا ایک کی نہین سُنتی یہانتک کہ عمرو کے پاس
پہونچی اور پیچھے سے رسی کاٹ کے عمرو کو گردن پر اپنی سوار کرکے نعرہ کیا کہ بدان و آگاہ باشید کہ منم مہتر قران
و مہتر زادہ صاحب بندہ گیران نظر کردہ علی عمران یعنے مہتر قران نعرہ قران سریع السیر چون باد بہاری ٭
جہان پر مینگند ور تیغ گذاری ٭ بلاے جان برادر کافرانم ٭ غلام حیدر و مہتر قرانم ٭ لیچلا مین استاد کو اپنے یہ کوئی
ایسا کہنے سجھے کہ روکنے اور جست کرکے قنات کے پار جا رہا عیار بچیان چلاتی دوڑین کہ لیجا پکڑنا جو قریب آیا
قران نے بندہ مارا کہ وہ ڈھیلا سا ہو لی کئی کمندین قران پر پڑین جھٹکا دے کر کمندون کو توڑ کر دس پانچ کو
مار کر صاف لیے ہوئے چلا گیا عیار بچیان دیکھتی رہگئین قران عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا تخت پر بٹھایا
کہا کہ استاد غضب ہوا تھا آپ فریب مین یاقوت ملک کے آگئے تھے اور وہ گرفتار کرکے لیجا چکی تھی اور مین بھی
اس ارادے پر گیا تھا کہ یا اپنی جان دون یا آپ کو چھڑا لاؤن الحمدللہ کہ عیاری بن پڑی عمرو نے کہا اے قران
عشق حیرانی کا سبب ہی مین دیوانہ ہو رہا ہون اپنے ہوش مین نہین ہون اس سے فریب مین آگیا اور کبھی دیکھا یا
کیا ہوتا ہی قران نے کہا استاد آپ ذرا اپنے ہوش درست کیجیے کیا حقیقت اسکی ہی اور اسمین وار سے ہون

کہ آپ جس امر کا قصد فرمایا کیجیے اس سے پہلے مجھے آگاہ کر دیا کیجیے عمرو بولا کہ بھئی اب ایسا ہی ہوگا القصہ طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا اب عمرو عرصۂ کارزار کی طرف چلا عیار ہمراہ آئے اپنے اپنے ہمگیروں کے نیچے ٹھہرے ادھر سے ملکہ یاقوت ملک عیار بچیوں کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئی ایک طرف سے صاحبقران بادشاہ اسلام تمام سرداران عالیمقام وارد میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے کہ سمن کمندانداز سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کیوں صاحب ایک تم باقی ہو سو تمھارا بھی یہ ارادہ ہے کہ ہمیں تنہا کر دو اسنے دست بستہ عرض کیا کہ قربان جاؤں اور میری ہمچشمیں تو اپنے اپنے نام کر گئیں ایک میں رہ جاؤں تو زمانہ کیا کہیگا غرض بمشکل ملکہ نے اجازت میدان دی سمن سلام کر کے وہیں جست کر کے آسمان پر گئی اور نیچے کے ہاتھ نکالنے لگی ابھرا ایک پہر کے پاؤں زمین سے آشنا ہوئے اب گھڑی بھر تک تیغ کے جوہر دکھائے بعد سلیح شوری کے مبارز طلب کیا کہ گلباد عراقی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ کبھی ہم بھی اپنی معشوقہ کو دیکھیں آؤ گلباد سلام کر کے جست و خیز کرتا ہوا سامنے سمن کمنداز کے آیا اور پکارا کہ ہم تو عاشق صادق ہیں کہو تو پاؤں پر سر رکھدیں سمن نے کہا کہ ہوش سے ہوشیار رہو اور پتھر کلہ کو میں دے کر خالی دیا سمن نے پے در پے پتھر مارے وہ بھی اسنے خالی دیے جب تو بڑا خالی ہو گیا اب ایک پتھر ہاتھ میں سمن کے ہے اسنے کہا کہ لے ہوشیار رہو پیوتا سر اچھل ہوا اور پتھر مارا گلباد نے کہا ہم تو جان فدا کیے دیتے ہیں اور وہ میں کمند ڈال کر وہ پتھر ٹکٹے پر گلباد کے پڑا کر ادا تڑ اسکے کی آئی اور گلباد اچھلکر گرا سمن دوڑی اور جھکی کہ مشکیں باندھوں بس گلباد نے سات ون ہاتھ کندہ کے گردن میں مارا اور جھٹکا دیا کہ وہ گری بس گلباد نے اٹھکر مشکیں باندھیں اور سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے بجائے خلعت وہی طرہ پھولوں کا عنایت کیا اسنے نذر گذرانی اب کوئی پہر دن باقی تھا یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی اور یہ کہتی گئی کہ خواجہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہے عمرو پکارا کہ کل یہ عاشق جانباز اپنی جان تم پر فدا کریگا یاقوت ملک اپنی بارگاہ میں آئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور سب عیار بچیوں کو کہا کہ کل تم سب اپنی اپنی تیاری کر کے ہمارے تخت کے ساتھ ہو لینا بچیوں نے عرض کی کہ حضور بہت خوب اور سب اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہوئیں ادھر عمرو کو خبر ہوئی یہاں بھی نقارہ بجا اور سب عیاروں کو حکم ہوا کہ بھئی کل ہم دولہا بنکر میدان میں جائینگے تم سب براتیوں کے لباس سے ہمارے ساتھ ہونا یہ ہماری آخری سواری ہے یا تو ملکہ کو بیاہ لاوے یا عروس مرگ سے ہمکنار ہوئے بس ادھر تو طبل جنگ بجا ادھر عیار اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہوئے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ بھئی کل مجھسے یاقوت ملک سے سامنا ہوگا خدا جانے کیا ہو آج میں حمزہ سے رخصت ہو آؤں قران نے کہا بہت مناسب ہے چلیے میں بھی آپ کے ساتھ ہوں عمرو وہاں سے روانہ ہوا یہاں امیر مقبل سے فرما رہے ہیں کہ تم جاکر ہمارے یار وفادار عمرو بن امیہ نامدار کو لے آؤ کہ ہم اسے دیکھ لیں کل اس سے اور یاقوت ملک سے سامنا ہے دیکھیے کیا ہو مقبل چلنے کو تھا کہ عمرو آیا اور بادشاہ کو مجرا کر کے امیر کو سلام بجا لایا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے عمرو قدموں پر جھکا تھا کہ امیر نے گلے سے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا تمھارا ہی جی چاہتا تھا کہ تمھیں دیکھ لیں کہو کل کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ ارادہ یہ ہے کہ دولہا بنکر میدان میں جاؤں اور خدا فضل کرے تو عروس کو بیاہ لاؤں یا عروس مرگ سے ہمکنار ہوں جیسے امیر نے فرمایا خواجہ ہماری زندگی کا مزہ تمھارے دم تک ہے اگر کچھ نوبت دگر ہوئی تو ہم یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہینگے مگر اپنی جان دینگے عمرو نے کہا حمزہ قضا سے تو چارہ نہیں ورنہ یاقوت ملک کیا ہے انشاء اللہ تعالی گرفتار کر کے آپ کے سامنے لاؤنگا امیر نے کہا خواجہ تمھارا

تو یہ دستور نہ تھا کہ تم سرنگون ہو کر حریف سے سامنا کرو تم تو جب لڑے صورت بدلکر لڑے عمرو نے کہا حمزہ معشوق
دھوکے کی لڑائی لڑنے کو جی نہین چاہتا اور مین کیا کرون ایسی طبیعت میری یاقوت ملک پر آئی ہی کہ جب اسکو
دیکھتا ہون بیخود ہو جاتا ہون ہوش و حواس بجا نہین رہتے فرمایا پھر کیا ہوگا کہا تیرے اقبال سے اچھا ہوگا
اور حمزہ یہ غلام تیرا کل کے دن عزت چاہتا ہی کہ دولھا بنکر میدان مین جاے اور تمام سرداران اسلام ساتھ
ہون امیر نے فرمایا خواجہ مین خود تمھارے ساتھ ہونگا اور تمکو میدان مین پہونچا کے بادشاہ اسلام کے سلام کو
جاؤنگا عمرو نے ہزارون دعائین دین اور لپٹ کر امیر سے خوب رویا بعد اسکے رخصت ہوکر اپنے خیمے کو راہی ہوا اور
سردارون پر تاکید کی کہ سب صاحبون کو چار گھڑی رات رہے سے براتی بنکر میرے ساتھ چلنا ہوگا سبنے عرض کی بچشم
حاضر ہونگے عمرو مع سرداران خیمے مین آیا کھانا کھا کر لیٹ رہا مگر خیال یار مین نیند کب آتی ہی ادھر قران یہ سوچا کہ
کل تو یاقوت ملک سے سامنا ہی اب استاد کہان جائینگے لیٹ رہا کئی راتون کا جاگا تھا آنکھ لگ گئی عمرو قران کو غافل
پاکر لوٹ مار کر قنات کے پاس پہونچا اور خنجر سے چاک کرکے نکل گیا نصف میدان طی کیا کہ خیال مین آیا کہ نقب کھود کے
یاقوت ملک کو پکڑ لانا چاہیے پس خنجر پکڑ کے زمین کھودنا شروع کی قضاے کار ادھر سے یاقوت ملک نقب کھودتی
کرتی ہوئی آتی ہی دونون سے نقب کے اندر ملاقات ہوئی فتیلہ عیاری دونون کے ہاتھون مین روشن تھے ایک نے
دوسرے کو پہچانا عمرو نے کہا اے محبوب جانی تمھارا اشتیاق ملاقات ہمکو لیے جاتا تھا الحمد للہ کہ صورت زیبا تمھاری
دکھائی دی یاقوت ملک نے کہا اے عمرو مین بھی تیرے پاس چلی تھی آؤ دو گھڑی یہان صحرا مین بیٹھکر ہم تم باتین کرین
صبح کو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض دونون نقب سے باہر نکلے دیکھا تو شب ماہ ہی کوڑیالا پھولا ہوا ہی چاندنی چھٹکی ہوئی
ہی سبزہ فرسخ در فرسخ ہی ہوا سرد چل رہی ہی رات قریب دو پہر کے آچکی ہی دونون باہم چلے جاتے ہین کہ کوئی جگہ
اچھی ہو تو وہان بیٹھین باتین کرین عمرو کہتا ہی کہ اے ملکہ مجھکو تو اپنا غلام سمجھیے ناحق کا فساد موقوف کرو ملکہ کہتی
ہی کہ ایسا ہی ہوگا میرا بھی یہی جی چاہتا ہی کہ خواجہ ہم ہون اور تم ہو ناچ راگ رنگ کی صحبت ہو یہ باتین کرتے کرتے
یاقوت ملک نے عمرو کو غفلت دے کر بیضہ بیہوشی مارا کہ عمرو چھینک مار کر بیہوش ہو کر گرا لیکن ایک ڈبیہ
یاقوت کی کمر سے عمرو کی نکل پڑی یاقوت ملک نے اس ڈبیہ کو اٹھا لیا اور کھولا اسمین سے غبار بیہوشی اڑا یاقوت ملک
بھی بیہوش ہو کر گری اور اسطرح گری کہ عمرو کے منھ سے منھ لگا گیا گویا عمرو کے جذب مائل نے اپنی طرف کھینچ لیا یہ دونون
بیہوش پڑے تھے کہ ادھر سے سماک بلطاقی لشکر یاقوت ملک کی سیر کرکے پھرا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ دو شخص
صحرا مین لیٹے ہوے ہین قریب آکر جو دیکھا تو عمرو اور یاقوت ملک کو پایا جی مین کہتا ہی کہ یاقوت ملک کو بھی استاد
سے محبت ہی کیا سینے سے سینہ منھ سے منھ ملاے دونون غافل سوتے ہین پھر خیال مین گذرا کہ اے سماک یہ کونسا مقام
سونے کا ہی تو انکو باندھکر یہان سے لیچل پھر دیکھا جائیگا یہ ارادہ کرکے چلا پھر خیال مین گذرا کہ اگر استاد جاگتے ہوتے
تو کیسا تجھپر خفا ہونگے یہ جو ذہن مین آیا پیچھے سرک گیا پھر سوچا اے سماک دیکھ تو سہی کہ سوتے یا جاگتے ہین دو قدم
آگے بڑھا تھا پھر ادب عمرو سے پسپا ہوا اسی حالت مین تھا کہ ادھر قران حبشی بھی عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا ادہر
پہونچا دیکھا کہ ایک شخص کبھی آگے بڑھ جاتا ہی کبھی پیچھے ہٹ آتا ہی قران نے دل مین کہا کہ مرد سودائی ہی جو آگے بڑھتا ہی
اور پیچھے ہٹتا ہی قریب جو آیا سماک بلطاقی کو پایا پکارا کہ اے سماک یہ تجھے کیا ہوا ہی کیون تانا بانا کر رہا ہی قران کی
آواز جو سماک کے کانون مین پہونچی گویا جان تازہ بدن مین آگئی پھر کر دیکھا کہا خلیفہ آپ اس وقت پہونچے یہان آئیے
اور تماشا دیکھیے قران بولا کہ کیسا تماشا مین استاد کو ڈھونڈھنے نکلا ہون سماک نے کہا استاد بھی تو یہان ہین جناب

مہتر قران آگے بڑھا دیکھا تو واقعی استاد غافل پڑے ہیں اور یاقوت ملک برابر بیٹھی ہوئی ہے سمک سے کہا معلوم ہوتا ہے
کہ استاد کو یاقوت ملک نے بیہوش کیا ہے اور استاد کی عیاری سے وہ بیہوش ہوئی ہے پھر تمھیں تامل کس امر کا ہے چلو دونوں
کو اٹھا لے چلیں سمک بولا میں اسی تردد میں تھا کہ عاشق و معشوق بیہوش ہیں کیونکر پاس جاؤں کہا کہ ابھی تمھیں کچھ خبر ہے
یہ کہکر قران قریب گیا اور عمرو کو اسی طرح بیہوش باندھکر پشتارہ پیٹھ پر لگایا سمک نے یاقوت ملک کا پشتارہ اٹھایا
دونوں لشکر میں آئے بارگاہ میں داخل ہوئے ایک پلنگ پر عمرو اور یاقوت ملک کو لٹایا فتیلہ دفع بیہوشی دیا پہلے
عمرو کی آنکھ کھلی یاقوت ملک کو پاس بیٹھے دیکھا گلے میں ہاتھ ڈالدیے یاقوت ملک کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عمرو کے پلنگ پر
پایا اٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ میں نے کئی مرتبہ تمھیں گرفتار کیا اور مہتر قران تمھیں چھڑا لایا آج تمھاری عیاری سے میں
بیہوش ہوئی مگر تم مجھے نہیں لاسکے اگر میری عیار بچیاں پہلے پہنچ جاتیں وہ اٹھا لیجاتیں اب بھی میں ہی تم پر غالب ہوں
تمھیں مناسب ہے کہ اب مجھے جانے دو اور بشرط میدان میں غالب آنیکی ہر چند مہتر قران منع کرتا رہا کہ یاقوت ملک کو
نہ چھوڑیے عمرو نے نہ مانا یاقوت ملک سے کہا بشوق جائیے مجھے آپ کو آزردہ کرنا گوارا نہیں ہے یاقوت ملک نے
کہا کہ خواجہ پھر اگر یہی ہے تو میری ساتوں عیار بچیوں کو بھی چھوڑ دو کہ میں ساتھ لیے جاؤں کل تو آخر میرے تمھارے فیصلہ ہے
اگر تم غالب ہوئے تو میں تمھاری کنیز ہوں اگر میں غالب آئی تو مجھے اختیار ہے عمرو نے کہا بہتر اور اسیوقت ساتوں
عیار بچیوں کو زندانخانے سے بلوا کر قید انکی دور کر کے ملکہ کے ساتھ کر دیا یاقوت ملک خوشی خوشی داخل اپنے
خیمے میں آئی اور بچیوں سے مشورہ کیا کہ عمرو مجھ پر عاشق ہی ہیں اپنے کو مثل عروس کے آراستہ کر کے میدان میں جاؤنگی کہ
وہ اور زیادہ فریفتہ ہو کر مدہوش ہو جائے اور میں اسیر کر کے سب کے سامنے لے آؤں سبھوں نے کہا بلا لوں بہت مناسب ہے
ملکہ اپنی آراستگی میں مصروف ہوئی اور عیار بچیاں بھی اپنی اپنی تیاری کرنے لگیں ادھر عمرو نے بعد یاقوت ملک کے جانے کے
رات تھوڑی سی باقی تھی قران سے کہا کہ لاؤ مجھے بھی آراستہ کرو قران نے خلعت شادی عمرو کو پہنایا سہرہ موتیوں کا
سر پر باندھا کہ تمام جسم عمرو کا اسمیں چھپ گیا اور تخت مرصع کار پر سوار کیا ایک لاکھ اسی ہزار فرغول اور بادھری کے
باندھنے والے [illegible] ساتھ ہوا اور تخت عمرو کا طرف میدان کے چلا تھا کہ حمزہ
صاحبقران مع سرداران عالیشان پہونچے عمرو نے سلام کیا امیر نے ہنسکر کہا کہ خواجہ آج تو نوشاہ ہو میں سلام کرنا
چاہیے باقی تمام سرداروں نے عمرو کو سلام کیا گرچہ آکر پایہ تخت کا پکڑا ایک پایہ بدیع الزمان نے تھاما ایک
عالمشاہ نے لیا ایک مہتر قران نے تھاما اسی سردار سپاس پر تکلف پہنے ہوئے مثل ہاتھیوں کے گرد تخت عمرو کے
ہوئے نوبت نقارہ بجتا ہوا شہنائی بجتی ہوئی بحشمت جمشیدی اور فر فریدونی سواری شاہ عمرو کی میدان میں
پہونچی ادھر سے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک تخت یاقوت نگار پر سوار جوڑہ بندھا ہوا تاج سر پر رکھا ہوا گھیرا
[illegible] سامنے موجود تمام عیار بچیاں آستینیں چڑھائے سامان عیاری کے بدن پر لگائے تخت کے ساتھ ہاتھ باندھے ہاہم
[illegible] میدان میں پہونچیں دیکھا عجیب ہنگامہ ہے کہ تمام لشکر اسلام [illegible] ادنی اعلی سب تماشا دیکھنے آئے ہیں
عالم ہجوم خلائق ہے حمزہ صاحبقران مع سرداران [illegible] جلو میں موجود ہیں یاقوت ملک نے الماس [illegible]
کہ [illegible] عمرو کا نوشاہ بنا کہ صاحبقران انکی جلو میں ہیں لیکن جب یاقوت ملک [illegible] صاحبقران
مع سرداران عالیشان بادشاہ اسلام کی خدمت میں آئے [illegible] بادشاہ اسلام [illegible] مخاطب
[illegible] عمرو [illegible] چلا آیا [illegible] یاقوت ملک کو گمان [illegible]
[illegible] صاحبقران کو [illegible] میدان [illegible]

رست ہوچکا ملکہ یاقوت ملک اپنے تخت پر سے جست کرکے آسمان [illegible]
شعلہ شوری دکھائی چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ آئی جسوقت پانون زمین پر [illegible]
عیارزنجیون کے سامنے آکر کھڑے ہوے ایک غول میں کمسنین تھیں ایک میں نوجوان عورتین تھیں ایک غول [illegible]
بوڑھیوں کا تھا اور چارون غولون کے چار رنگ کے لباس تھے بس یہ چارون غول بیس بیس گز کے فاصلے سے کھڑے ہوے
اور چند عیارزنجیون نے ایک درخت نقرۂ مصقول کا لاکر بیچ مین نصب کیا تھا کہ پتے اسکے زمرد کے تھے شاخین طلاے احمر کی
تھین ہر شاخ مین حلقہاے طلائی نصب تھے ہر حلقے مین خوشہاے مروارید آویزان تھے ملکہ یاقوت ملک گرد اس درخت کے
چکر مارنے لگی تین چکر مار کر غولمین زرد پوشون کے آکر گری بس اسکی بھی وہی صورت وہی زرد لباس اور وہی سن تھا
لگا نیچے چلنے دو گھڑی تک خوب نیچے چلا الماس باد پانے آواز دی کہ صاحبو کوئی پہچان سکتا ہے کہ ملکہ انمین کونسی ہے تمام
عیار زنجیون نے خیال کیا نہ پہچان سکیں ملکہ نے اس غول سے نکلکر تین چکر پھر گرد اس درخت کے مارے دوسری مرتبہ
سیاہ پوشون کے غول مین آکر گری انمین بھی نیچے چلنے لگا اور ملکہ کا وہی سن تھا وہی صورت تھی وہی سیاہ لباس تھا
دو گھڑی تک اس غول مین بھی کوئی ملکہ کو نہ پہچان سکا تیسری بار سبز پوشون مین جا کر گری وہی وضع وہی [illegible]
سرخ پوشون مین جا کر ملی تو وہی پوشاک وہی لباس وہی عمر تھی اب چارون غولون سے فراغت کرکے گوپھن ہاتھ مین
لیکر جس خوشہ مروارید پر پتھر مارا وہ خوشہ اڑ گیا الماس باد پانے کہا کہ بلا لون یہ تکلف نہین ہے کہ سارا خوشہ مروارید
آپنے اڑا دیا لطف یہ ہے کہ ایک موتی خوشے مین سے اڑ جاے اور موتیون کو خبر نہو ملکہ نے کہا کہ اچھا اور ایک پتھر مارا
تو ایک موتی اڑا دیا اور خوشے کو جنبش تک نہوئی واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین غرض ملکہ سب ہنر اپنے دکھا چکی
میدان مین تھمکر پکاری کہ خواجہ آؤ میرے مقابلے کو بس عمرو تخت پر سے اترا تمام عیار ساتھ تھے سبکو رخصت کر دیا آپ
سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آیا پکارا کہ سرو گلشن نازواے گلبن چمن انداز یہ گنہگار حاضر ہے سرنذر کرنے کو آیا ہے اگر قبول
ہو تو زہے عزو شرف یاقوت ملک نے کہا کہ یہ باتین مجھے پسند نہین اچھی طرح سے سامنا کرو ہوش و حواس درست کرو
عمرو نے کہا کہ مین کس سے سامنا کرون معشوق سے کوئی بھی آج تک لڑا ہے جو مین لڑونگا یاقوت ملک پکاری کہ مین معشوق تمہاری نہین
ہون تمہاری قاتل ہون عمرو بولا سب معشوق جفا کار و ظلم شعار ہوتے ہین مگر بعد مرنے کے عاشق کی قدر ہوتی ہے ملکہ بولی
ایسی باتین بہت سنی ہین بے خبر دار ہو مین بغیر مارے نہ چھوڑونگی عمرو پکارا کہ تم شوق سے قتل کر دو یاقوت ملک نے پیچھے ہٹی
اور گوپھن کے کلے مین پتھر دے کر مارا کہ سر اسکے عمرو نے وہ پتھر خالی دیا اور پکارا اللہ اکبر کہ جان کو تنہا دیست لطف آر
آزارے مکن پہ تیغے بکش کہ بزن تلخی نگو کارے بکن ملکہ نے دوسرا پتھر اور تیسرا [illegible]
کبھی اچک جاتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے کبھی دہنی طرف ہٹجاتا ہے کبھی بائین طرف چھپ جاتا ہے ملکہ نے [illegible]
مارنے لگی عمرو دونون سے بچنے لگا مگر گوپھن ہاتھ مین نہین لیتا کہہ رہا ہے کہ [illegible]
تو بڑا اسکا خالی ہوگیا اب ملکہ نے کمند مارنا شروع کیا عمرو کمند سے بھی بچ [illegible] ملکہ مار رہی ہے لیکن عمرو اسکے دام مین
نہین آتا آخر کار یاقوت ملک نے خنجر مارنا شروع کیا عمرو نے خنجر [illegible] ملکہ مین عاشق صادق ہون میرا ہاتھ
تم پر نہ اٹھیگا سبب وہ خنجر مار کر بھی تھکی کہا کہ رہ اب تیغ سے سر [illegible] نیچا سپاہی لیا لگی نیچے مارنے عمرو خالی
دینے لگا اور پکار کر کہا کہ ملکہ ہم تمکو عاشق صادق اپنا نہیں [illegible] اور ہمارا جینا تو عبث ہے اب جان اپنی تمپر قربان
ہین خیر جو چاہو ہماری وفا کا رہیگا عاشقان صادق مین [illegible] اب جونہی یاقوت ملک نے مارا عمرو نے سر جھکا
اور یہ شعر پڑھا شعر سر ندی پیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید [illegible] اب جونہی گردن پر پڑا ہے صاف گلا کو کاٹ کر

لنگلگیا سرتن سے جدا ہو کر گرا اور آواز گاو سے بریدہ سے بلند ہوئی شعر سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد + این بار
گران بود ادا شد چہ بجا شد ہوا اور لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا امیر سامنے کھڑے ہوئے جیسے یہ معرکہ دیکھا کہ
عمرو ہاتھ سے یاقوت ملک کے قتل ہوا جہان آنکھوں مین تیرہ و تار ہو گیا اشقر پر سے اپنے کو گرا دیا گریبان
چاک کیا پکارتے ہوئے دوڑے کہ اے یار وفا شعار اے مونس و غمخوار حمزہ آخر تو ہمرو راہ عدم ہوا جان اپنی معشوقہ کی
نثار کی ابھی ہمین بھی اپنے پاس بلا لو اپنے ساتھ لیچلو اور ہمہ کر سب غازی نے نعرہ جگر خراش بلند کیا کہ اے بیدرد
بیرنگ اور مجھکو اپنے ہمراہ لیے چلیے اور بادشاہ اسلام کو سکتا ہو گیا تھا جملہ سردار بھی رو رہے تھے لیکن یاقوت ملک نے
جو دیکھا کہ عمرو عاشق صادق تھا جان تجھپر نثار کی تو یہ نہ جانتی تھی کہ عمرو یون جان اپنی دیگا روتی ہوئی عمرو کے
سرہانے آئی اور جھکی کہ لاش عمرو کی اٹھائے پس عمرو نے کمند ماری کہ ساتون حلقہ کمند کے گلے مین یاقوت ملک کے
پہنچے جھٹکا دیا کہ زمین پر گری پس عمرو اُسکو باندھکر بھاگا اور پکارا کہ حمزہ مین زندہ و سلامت ہون اور پکڑ لایا
یاقوت ملک کو امیر نے نظر کر دیکھا کہ عمرو چلا آتا ہے پشتارہ یاقوت ملک کا پشت پر لگا ہوا ہے بے اختیار کہا کہ خواجہ تم
زندہ کیونکر ہوئے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین سنا اپنے سر پر اور ایک سر عیاری سے ہاتھ مین تھا پ بھر کر باندھا تھا
اُس سر کو مین نے کٹوا دیا اور گر پڑا جب یاقوت ملک میرے قریب آئی تو مین نے اُسے بہ فریب کمند مار کر پکڑ لیا
غرض امیر بہت خوش ہوئے اور یاقوت ملک سے پوچھا کہ اب تو تمہین کوئی محبت باقی نہین رہی یاقوت ملک بولی
کہ مجھکو کوئی محبت باقی نہین مین کنیز ہون عمرو کی چاہے مجھے بیچ دے صاحبقران نے خلعت دیا یاقوت ملک کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوئی اور وہان سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی سب عیار بچیون کو مسلمان کیا دوسرے دن دربار مین آئی امیر کو مجرا کیا
کرسی عنایت ہوئی یاقوت ملک اسپر بیٹھی صاحبقران نے فرمایا اے یاقوت ملک اب جا کر اپنے بیٹھو شادی کی تیاری
کرو اُسنے کہا کہ کنیز یہی پوچھنے کو حاضر ہوئی تھی القصہ بہت دھوم سے شادی عمرو کی یاقوت ملک کے ساتھ ہوئی اور قران کی
شادی الماس بادپا کے ساتھ اور چالاک کا عقد شعلہ شمشیر زن کے ہمراہ اور برق فرنگی کا نکاح غزال کے ساتھ اور ترک خطائی
کا عقد صنوبر خنجر زن کے ہمراہ اور شعبدہ نقب زن ابوالفتح کے ساتھ بیاہی گئی اور نسرین سنجر بلخی کے ساتھ
اور سمن کمند انداز کلباد کے ساتھ اور عیار بچیون کی شادیان اور عیاران لشکر اسلام کے ہمراہ ہوئین بعد اسکے
یاقوت ملک نے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران عالیمقام کی دعوت عقیق کوہ مین کی
پھر امیر وہان سے دربند فہور پر آئے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ لقا کا حال کچھ معلوم ہوا کہ وہ بھاگ کر گیا عرض کی کہ اب دربند شمیم
مین داخل ہو پہنچتے ہی پہلوان عادی کو حکم ہوا کہ جلد پیش خیمہ لیکر دربند شمیم کیطرف چلو عادی یہ حکم سنکر اُسیوقت بارگاہ صاحبقرانی لدوا کر روانہ

اب چند سطر داستان دربند ششم فرعونیہ یعنی دربند شمیم کے بیان کیے جاتے ہین

کزمرو شاہ باختری بھاگ کر سب دربند شمیم پاس پہونچا مالک وہاں کا زریان بن قنطور شاہ تھا اُسنے اپنے ہمراہیون سے
صلاح کی کہ زمرو شاہ بڑا بھائی ہے فرعون شاہ کا مدد کرنا اسکی جملہ واجبات سے ہے سبھون نے عرض کیا کہ درست ہے پس
زریان تحفے اور کشتیان نذر کے ساتھ لیکر خدمت لقائے بے لقا مین آیا اور عرض کیا کہ حضور نے جو یہان قدم رنجہ فرمایا
ہے تو شہر مین تشریف لیچلیے لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی اُسیوقت سوار ہو کر ساتھ اُسکے شہر قنطوریہ مین آیا لشکر باہر قلعے کے
اُترا آپ داخل قلعہ ہوا زریان نے دعوت و ضیافت کی بختیارک نے زریان سے پوچھا کہ آپنے ہمکو جو دامن پناہ دیا ہے کیا سمجھکر
دیا ہے ہمارے پیچھے ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہے اس سے کون سامنا کریگا نہ آپ خود ایسے معلوم ہوتے ہین نہ کوئی پہلوان آپکے
پاس ایسا ہے کہ حمزہ سے مقابلہ کریگا نہ کوئی عیار ایسا معلوم ہوتا ہے نہ کوئی جادوگر دکھائی دیتا ہے پھر آپ کیا کیجیے گا بہتر ہے کہ ہم

ہماری دعوت کر چکے اب ہمین رخصت دیجیے کہ ہم ملک فرعونیہ کو چلے جائین کسواسطے کہ اگر حمزہ آجائیگا تو بھاگنا مشکل
پڑجائیگا نریمان نے بختیارک سے کلام سنکر کہا کہ ملک جی تم مضطر ہو جو کچھ کہو وہ بجا ہی مگر تم خاطر جمع رکھو حمزہ یہان آئیگا
تو تدبیر اسکی قرار واقعی ہو جائیگی حقیقت مین ہم تو مقابل لشکر حمزہ نہین ہو سکتا مگر مددگار میرے ایسے ہین کہ لشکر حمزہ کا
ایک لحظہ بھر مین کام تمام کرینگے اور مین اپنے سب دوستون کو نامے لکھتا ہون انھین بلواتا ہون یہ کہکر سوچنے لگا سر جھکاکر
دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا اسیوقت خیال مین گذرا کہ قیطاس جادو دوستار بدل بھائی ہے ساحر ششمش جادو کا اسکو
اور مجھسے دوستی کمال ہے اور اس سے اکثر یہی وعدے رہتے ہین کہ جب کوئی وقت پڑ آئیگا تو ہماری دوستی کا حال کھلیگا
اے نریمان قیطاس جادو کو نامہ لکھو وہ دوست صادق ہے مقرر تیری مددگاری کریگا یہ خیال مین لاکر دبیر کو بلاکر
کہا کہ نامہ لکھو قیطاس جادو کو مضمون اسکا یہ ہو کہ خداوند باختر برادر بزرگ فرعون شاہ میرے پاس تشریف
لائے ہین اور لقا تعقب مین انکے خدا پرست چلے آتے ہین آپ کو لائق ولازم ہے کہ نامہ دیکھتے ہی کھانا وہان کھائیے
تو ہاتھ یہان آکر دھوئیے جلد تشریف لائیے ایک تو ہمارا حق دوستی آپ پر ہے دوسرے کفالت کرنا لقا کی لائق ولازم ہے
بڑی ناموری کا محل ہے جب یہ نامہ دبیر نے تیار کیا ایک عیار کو دیا کہ جلد اسے قیطاس جادو پاس لیجا اور اسکا جواب
لیکر جلد آ وہ نامہ لیکر روانہ ہوا نریمان نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب آپ ذرا اندیشہ نکرین دیکھیے کہ ہوتا کیا ہے
بختیارک نے پوچھا کہ کسے آپنے نامہ لکھا ہے نریمان بولا کہ تجھے کیا بختیارک نے کہا کچھ تو فرمائیے کہا کہ اے بختیارک
قیطاس کوہ مین بھائی ہے ساحر ششمش جادو کا قیطاس جادو اسکا نام ہے اسے مین نے بلایا ہے جب مین مقرب خداوند
فرعون شاہ تھا تو اس سے اور مجھسے کمال دوستی تھی یقین ہے کہ وہ نامہ دیکھتے ہی چلا آئیگا بختیارک نے کہا اے نریمان
تم خدا پرستون سے ابھی واقف نہین ہو انھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیے ہین ملکہ ماہ جادو کہ
شہنشاہ ساحران مشہور تھی اسے چاہ الاس کے اندر گھسکر مارا پھر اور جادوگرون کی کیا حقیقت ہے نریمان بولا
کہ ملک جی خدا جانے کس پیچ سے وہ ماہ جادو ماری گئی اسکی بھتیجی حمزہ کی شریک ہوگئی ورنہ وہ ماہ پر کون غالب
آسکتا تھا ملک جی یہان ایسا نہوگا تم خاطر جمعی سے یہان رہو غرض لقا عیش وعشرت مین مصروف ہوا بعد چند روز
ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہونچا لقا یہ خبر سنتے ہی مانند برگ بید کے کانپنے لگا رنگ زرد ہوگیا
جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہوگیا وہی لذت شکست کھاکر بھاگنے کی یاد آگئی بختیارک نے نریمان سے کہا کہ اے کاتب
کوئی تمھاری کمک کو نہ آیا ہمکو مفت مین گرفتار کروایا نریمان متردد ومتفکر لشکر شہر کیطرف چلا مگر یہان حمزہ صاحبقران
دنگل شوکت پر جلوہ گر ہین بادشاہ اسلام تخت شاہی پر رونق افروز ہین سردارون کا [illegible] بندھا ہوا ہے ناچ ہورہا
ہے جام شراب گردش مین ہے کہ روساے فرعونیہ جو بیٹھے ہوے تھے مانند قہور اور [illegible] صاحبقران
وغیرہ کے امیر نے انسے پوچھا کہ صاحبو ملک دشمن کچھ زبردست ہے یا کوئی پہلوان [illegible] عیار کا
اسے بھروسا ہے یا کوئی ساحر اسکا شریک [illegible] اپنے پاس [illegible]
کہ پیر ومرشد غلام کو خوب حال اسکا معلوم [illegible]
کیا جانے اور نہ کوئی پہلوان زبردست [illegible]
ہے جب تو وہ مقابلہ کو ہمارے لشکر کے مستعد ہے کوئی مددگار اسکا پوشیدہ ہوگا اور عمرو کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
خبر تو لاؤ نریمان بن قہقہور شاہ کی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خفیہ مددگار
اسکے ہین مین غافل گیا اور گرفتار ہوگیا پھر زندہ نہین بچنے کا امیر نے فرمایا کہ جیسی تمھارے پاس خدمت اعتبار کی ہے

اسواسطے بیچے کہا گیا عمرو نے کہا کہ شہریار مین خدمت اخبار سے درگذرا جسکو جی چاہے یہ عہدہ سپرد کیجیے امیر نے خلعت
اور دو توڑے منگوائے اور فرمایا کہ بھئی یہ خلعت اور روپیے اسکے ہین جو درۂ شبنم کی خبر لائے سمک یلطاقی خشت
زرین بیچکو دا کہ پیر مرشد مین موجود ہون خواجہ نے اگر اس خدمت سے ہاتھ اٹھایا تو کار سرکار بند نہ رہیگا اور چلا خاموش
کیطرف عمرو نے جو یہ دیکھا دوڑکر وہ روپیے اٹھا کر داخل زنبیل کیے اور خلعت پہن لیا اور کہا کہ حمزہ سہل کام سمجھکر سب دربار
ہاین مشکل پر کوئی نہین جاتا خیر یہ کام تو مین کرون پھر جیسے چاہنا کام اخبار کا دیدینا یہ کہکر وہانسے چلا باہر لشکر سے آیا تھا کہ
اودہر سے مہتر قران کو دیکھا کہ چلا آتا ہی اسنے سلام کیا اور کہا کہ استاد کیا ارادہ ہی آپ کہان چلے کہا کہ درۂ شبنم کی
خبر کو وہ بولا کہ خدا جانے طمع آپ کی کیا کریگی کہا کہ بھئی قرضدار ہون سے ناچار ہون قران نے کہا کہ استاد مین بھی ہمراہ
ہون کہا کہ بھئی اچھا چلو یہ دونون روانہ طرف لشکر کفار ہوئے جب قریب پہونچے تو دونون نے صورتین اپنی تبدیل کین
عمرو چوبدار کیصورت بنا قران اسکے نوکر کی شکل ہوا عصا کاندھے پر رکھکر پیچھے پیچھے ہو لیا جب دروازۂ بارگاہ پر
پہونچا عمرو نے عصا ہاتھ مین لیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ اقبال اور تمام سردار اسکے بیٹھے ہین کوئی غیر شخص نہین ہی
لوگون سے پوچھا کہ حاکم درۂ شبنم کا کہان ہی کہا کہ وہ ابھی قلعے مین گیا ہی عمرو دلمین سوچا کہ پھر یہان ٹھہر کر کیا کرے
چلکر قلعے مین اسکی خبر لین وہانسے پھرا قران کو ہمراہ لیے روانہ ہوا جب سامنے شہر کے پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند
قرق ہی کوئی اندر جانے نہین پاتا قران سے کہا کہ بیٹا اندر چلنا ضرور ہی صورت بدلنا چاہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری
نکالکر ایک گوشے مین جاکر باورچی کیصورت بنکر پگڑی پیشوان سر پہ دوہرا انگرکھا گلے مین پاجامہ پائون مین
کمر بندھی ہوئی دو چھریان اور ایک کفگیر کمر مین جابجا کپڑون پر گھی کے دھبے لگے ہوئے ادہر قران کو جو دیکھا تو ایک مزدور
کیصورت بنا ہوا ہی سیاہ ٹوپی پہنے ہوئے چہرہ واغانب فقط گوشت رنگئی ہی ایک عرقی بندھی ہوئی ایک چادر سر پہ
اسمین کچھ پیاز کچھ لہسن کچھ ترکاری عمرو نے جو یہ صورت دیکھی کہا کہ بیٹا مرحبا صد مرحبا اب یہ دونون وہانسے قلعے
کیطرف چلے جب دروازے پر آئے پہرے والون نے کہا کہ کیسے اندر جانے کا حکم نہین ہی عمرو بولا خیر ہم تو پھرے جاتے
ہین مگر بادشاہ جب کھانا مانگیگا تو تم جواب دے لینا یہ کہکر وہانسے الٹے قدم رکھتا ہوا چلا یہان جمعدار نے کہا کہ بھئی ہی یہ
کہ خاص وقت پر جو بادشاہ کو کھانا نہ پہونچا تو بیگار ہوگی اور باورچی ہمارا نام لے دیگا ناحق کی بدنامی ہوگی یہان بلاؤ
اسنے سپاہیون نے پکارنا شروع کیا کہ بھئی ادہو لو آؤ جمعدار صاحب بلاتے ہین کہان پھرے جاتے ہو پلٹ کر جوابدیا
کہ ہم آکر کیا کرینگے تمنے تو ہمین جانے نہین دیا اب بلاتے ہو سپاہی دوڑے جمعدار خود آیا اب کسیطرح یہ مناتے نہین
تھے ہین کہ رہے ہین کہ ہم نہ جائینگے آخرکار جمعدار نے پانچ روپیے دیکر رضامند کیا منا کر لایا اور کہا کہ اسطرف ایک باغ ہی
بادشاہ ادہر گیا ہوا ہی آپ اس جانب جائیے گا عمرو اور قران اوسطرف روانہ ہوئے جب سپاہیون کی نظر سے پوشیدہ
ہوئے یہ دونون خدمتگار کیصورت بنکر داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہی سبطرح کے پھول کھلے ہوئے ہین
انواع طرح کے درخت لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین جانور درختون پر بیٹھے بخوش الحانی مصروف حمد باری ہین
سیر و تماشا دیکھتے ہوئے بارہ دری کے پاس پہونچے دیکھا کہ بارہ دری دو رخی ہی ایک رخ ادہر ہی ایک رخ اسکا دریا
کیطرف ہی بادشاہ بھی اسیطرف ہی عمرو اور قران بھی اسیطرف کو گئے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت کم رو ہی مگر تاج سر پر رکھے
ہوئے کرسی زرنگار پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی اور دو خدمتگار اگالدان اور رومال لیے ہوئے کھڑے ہین عمرو اور
قران نے جاکر وہ اگالدان انکے ہاتھ سے لیے وہ خدمتگار چلے گئے عمرو اور قران ان دونون کے مقام پر شریان کے
پاس کھڑے ہوئے مگر شریان اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ افسوس تو مفت مین ذلیل ہوا القا کو ناحق اپنے پاس تو نے ٹھہرایا

اور کون کسیکی مدد کو آتا ہی جان دینا بہت دشوار ہی برے وقت میں کوئی کسیکا ساتھ نہیں دیتا شعر افسوس دل اپنا بھی تو اپنا
نہیں ہوتا ٭ ہاں سچ ہی کہ کوئی بھی کسیکا نہیں ہوتا ٭ اسی فکر میں تھے کہ ایک ابر تیرہ و تار نے قبطاس کو گھیر لیا شعلے اٹھے اور
طرفۃ العین میں اس باغ پر آکر گھر گیا اور اسمین سے بجلی چمکنے لگی رعد کے گرجنے کی صدا آنے لگی شعلہ ہاے آتش اسمین سے
نکلنے لگے ہیں شمیان بن قنطور شاہ سمجھا کہ یہ غضب خداوند فرعون شاہ تجھ پر نازل ہوا ہی تو لا بسبب اطلاع خداوند کے
لقا کو اپنے پاس جگہ دی کیا سمجھا میں ہونے کا بنے لگا ہو تو پکارنے لگا کہ اب ایسی خطا کبھی نہوگی عمرو حیران کھڑا دیکھ رہا
ہی کہ وہ ابر پھٹا اور اسمین سے ایک تخت نمودار ہوا اور پانچ چار تخت اسکے ساتھ اور تھے جب وہ تخت قریب آیا
اسپر ایک عورت ایسی دیو لی کے بیٹھی ہوئی ہی بیٹھا لیس انچ کا قد بال خشخاش چھوٹے ہوئے ہیں بال نہیں ہیں
معلوم ہوتا ہی کہ مار سیاہ اسکے سر کو لپٹے ہوئے ہیں تو ٹیسا منہ گالوں پہ داغ چیچک کے بڑے بڑے غار ہیں مہاسا
اٹھا ہوا مہاسے کے سرے پر ایک ایک بال مانند سوے فیل کے آنکھیں مانند کہربا زرد ماتھے پر شقہ کھنچا ہوا دونوں بھوویں کھچی
ہوئیں ہیں سینہ درکا دیا ہوا دونوں چھاتیاں مانند تھیلا لٹکے ہوئے ہیں پیٹ دونوں کے ٹنگی ہوئی بہت ہیبت ناک شکل
تھی بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے دونوں آنچل دونوں کاندھوں پر پڑے ہوئے بہت کہنی سے نکالے تنگ سینہ پیچھے نیچے
سرخ تاشے کا لہنگا پاؤں میں منہ سے شعلہ آتش نکلتے ہوئے عمرو یہ ہیئت دیکھتے ہی ڈر کا نپنے لگا ٹھٹھر گیا اپنے دل میں
کہا کہ اے عمرو خدا جانے اس سے کیا ایذا تجھے پہونچیگی جو یہ عالم تیرا ہوا ہی خدا جلد اہل اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے اور
جادوگرنی جب زمین پر آئی کوئی چالیس اسکی مصاحبین اور کنیزیں اسکے ساتھ تھیں آتے کہا اسے دیکھو تو کوئی
اس باغ کا ہی وہ ڈھونڈھنے لگیں ایک جگہ دیکھا ایک شخص تاج سر سے اتارے ہوے ہاتھ کو سینہ پر رکھے زمین پر
اوندھا پڑا ہوا ہی توبہ توبہ کر رہا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ مالک یہاں کا وہی ہی یہ ساحرہ کہ نام اسکا خورشید جادو ہی جھک کر اسکی
ہاتھ پکڑ کر شمیان کا اٹھا لیا اور کہا ارے کیوں توبہ توبہ پکار رہا ہی سیدھا ہو تو ہو کچھ حال تو بیان کر شمیان نے وہ
صورت مہیب جو دیکھی گھبرا گیا کہا کہ میں بیشک خطاوار ہوں جو چاہیے سزا دیجیے اسنے کہا خطا کیسی تیرا نام کیا ہی
اسنے کہا کہ نام بتاؤنگا تو خدا جانے آپ کیا کرینگی اسنے کہا کہ ایسے خوف نکر جو اس نہو اگر تو یہاں کا بادشاہ ہو اور شمیان بن
قنطور شاہ تیرا نام ہی تو آگاہ ہو کہ میں تیری مدد کو قبطاس کو دیسے آئی ہوں یہ کلمہ سنکر اسکی جان میں جان آئی
بولا کہ ہاں میں نے قبطاس جادو کو نامہ لکھا تھا اپنی کمک کیواسطے بلایا تھا میرا ہی نام شمیان ہی میں نے یہ آمد کسیکی
کبھی دیکھی نہ تھی یہ عالم دیکھکر ڈرا تھا کہ نہیں معلوم کیا آفت آئی ہی خورشید جادو نے کہا کہ جس وقت نامہ تمہارا پہونچا
میں اپنے باپ قبطاس جادو پاس بیٹھی ہوئی تھی نامے کو پڑھتے ہی قبطاس جادو نے کہا کہ شمیان میرا ارادت کا
دوست ہی میں اسکی مدد کو جاؤنگا میں نے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ کاہیکو تکلیف کرینگے میں جاکر خود اپنے [illegible]
سبکا کام تمام کرونگی ایک امین کار نہ چھوڑونگی بس میں رخصت ہوکر ادھر کو روانہ ہوئی یہاں جو آئی تو شمیان اس حال
میں مبتلا دیکھا شمیان بہت خوش ہوا اور کہا تمنے تو میری آبرو رکھ لی امیدوار ہوں کہ مجھکو اپنے نام نامی اور اسم
گرامی سے آگاہ کرو وہ بولی مجھے خورشید جادو کہتے ہیں شمیان نے کہا اے خورشید جادو لقا خداوند یہاں تشریف
یہاں اترا ہوا ہی پہلے اسکی زیارت کرلو کہا کہ بہتر ہی چلو پس دونوں ہاتھ پکڑے ہوے روانہ ہوے باغ سے نکلکر
ایک سواری پر دونوں سوار ہوے بارگاہ لقا میں آئے خورشید جادو نے لقا کو سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا کرسی
زرنگار پر آکر بیٹھی شمیان نے تعریفیں خورشید جادو کی از حد بیان کیں خورشید جادو نے لقا سے حال اہل اسلام
کا پوچھا لقا نے اشارہ بختیارک کیطرف کیا کہ یہ خوب جانتا ہی اس سے پوچھو بختیارک نے اٹھکر کو بلاکر سلام کیا

خورشید جادو نے نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا مع آبا و اجداد بیان کیا خورشید جادو ہنسی اور کہا کہ حال خدا پرستونکا بیان کر
بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک امیر اور اولاد امیر اور حقیقت ساحران عالم کے مفصل قتل ہونیکی بیان کی اور بعد اسکے کہا کہ جو شخص لشکر
تراشندہ کافران و قاتل ساحران ہے اسکا نام نہیں لے سکتا اس سے بھی آگاہ کر دیا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے خورشید جادو نے کہا کہ بلا سے جسکا تم نام نہیں
لے سکتے حال اس شخص کا مجھے خوب معلوم ہے وہ عیار حمزہ ہے کہ اسکے ہاتھ سے تمام زمانے کے ساحر مارے گئے ہین اور حمزہ کا بھی حال جانتی ہون
دونونکی تدبیر ہو جائیگی یہی باتیں تھیں کہ دو جادوگرنیاں [illegible] خورشید جادو کی نسرین جادو اور نسترن جادو آئین دونون
نے خورشید جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑی ہوئین خورشید جادو نے پوچھا کہ ارے تم کیون کھڑی
ہوئی ہو عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم تین روز مین لشکر حمزہ مین کسیکو باقی نہ رکھین سبکا استیصال کر دین کہا کہ دور ہو
مردارو تمنے بھی سحر مین اتنا دخل پیدا کیا بیٹھو اپنے مقام پر کیا ہنسی ٹھٹھا ہے لشکر حمزہ کا غارت کرنا ان دونون نے عرض
کیا کہ بلا اون اگر ہنو تو ہماری ناک مین کاٹ ڈالیےگا پھر خورشید جادو نے کہا کہ ارے تمکو سحر مین سلیقہ کیا ہے انھون
نے عرض کیا کہ اتنا ہمین رخصت دیجیے کہا کہ اچھا اگر تمنے تین دن مین خاتمہ نہ کیا اور چوتھا دن ہو گیا تو مجھسے برا کوئی نہین
اچھا جاؤ وہ دونون اسیوقت زمین پر گرین اور پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئین بعد کو خورشید جادو نے اسباب
سحر روانہ کیا بس یہ تماشا دیکھکر عمرو بارگاہ سے باہر نکلا قران سے کہا کہ چلکر بیٹا حمزہ کو اس حال سے آگاہ کیجیے اسنے
کہا بسم اللہ چلیے دونون لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے شام کو وہان سے چلے تھے شب تاریک تھی راستہ گم کیا رات
حیران و سرگردان رہے صبح کو راہ دریافت کر کے راہی ہوئے لیکن یہان حمزہ صاحبقران صبح کیوقت
بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہین کہ رات کو عجب تماشا ہوا کہ مین سونیکے واسطے پلنگ پر لیٹا
ہوا تھا کہ ایک کبوتر میرے پلنگ کے گرد تین بار پھر کر چلا گیا بادشاہ نے چپکے سے کانمین کہا کہ اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر
جو یاد کرتے ہین اسم اعظم بالکل فراموش تھا بس رنگ سفید ہو گیا فرمایا عمرو کل سے گیا ہے خدا اسکی خیر کرے یہی باتین
تھین کہ لشکر مین چار طرف سے ایک غلغلہ برپا ہوا فرمایا خبر تو لو یہ کیسا شور ہے لوگ خبر کو روانہ ہوئے غل اور زیادہ
ہوا صاحبقران گھبرا کر خود بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ چار طرف لشکر کے شعلہ ہائے آتش بھڑکتے معلوم ہوتے ہین
لوگ اسباب اپنا اپنا بغل مین دابے ہوئے اسطرف کو بھاگے آتے ہین پوچھا کہ کیا ہے عرض کیا کہ پیر و مرشد اوپر ابر
آتش چلا آتا ہے ہوا چلا آتا ہے نیچے دریا ہے لوگونکو ڈبوتا ہوا چلا آتا ہے اور چار طرف لشکر کے یہی صورت ہے کوئی باہر
جا نہین سکتا امیر یہ سنکر اور حیران و پریشان ہوئے فرمایا جو مرضی خدا کی کیا چارہ ہے اور سجادہ بچھا کر نماز پڑھی
اور گریہ و زاری دعا مین مصروف ہوئے مگر عمرو اور مہتر قران جو لشکر اسلام کے پڑاو پر آئے دیکھا جہان
لشکر تھا وہان ابر آتش سے آگ برس رہی ہے اور دریائے آب جوش مار رہا ہے دیکھے بائین طرف خوب دوڑے مگر
کہین پتہ لشکر کا نہ پایا ایک کشتکار سے پوچھا کہ لشکر جو یہان اترا ہوا تھا کیا ہوا اسنے کہا کہ پہر رات رہنے سے دریائے آب و
ابر آتش اسے گھیرے ہوئے ہے یہ سنکر عمرو بے اختیار روتا ہوا پھرا کہ ای آقا ہائے عمرو وائے مولا ہائے عمرو ہائے یہ کیا فلک نے مجھے دکھایا اور عمرو
ابتک تیرے زندگی نہ کریگا اور ای آقا ابھی ذرا تامل کرنا سیار باغ جہان نہ ہونا اس خادم دیرینہ کو اپنے پاس لینے دو یہ کہکر خنجر کھینچکر چاہتا تھا کہ اپنے کو
مارے کہ مہتر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ استاد آپ کیا کرتے ہین امیر اور تمام لشکر ابھی زندہ و سلامت ہے یہ انھین جادوگرنیون کی شرارت
ہے یہ دریائے آب و ابر آتش انھین کے سحر کا معلوم ہوتا ہے اور آپکو یاد نہین کہ انھون نے خورشید جادو سے تین دنکا وعدہ کیا ہے
ابھی تو ایک ہی شب گذری ہے جبتک تین روز نہ گذر جائینگے کسیکا کچھ نہ ہوگا چلکر تلاش کر کے ان لکاؤن کو ماریے پھر اگر امیر کو زندہ نہ پائیےگا
(۱۶۱) تو آپکو اختیار ہے عمرو نے کہا کہ اچھا تم بھی چلو اور بعد دونون روانہ ہوئے تھوڑی دور جا کر صلاح ہی کی کہ بہتر ہے کہ الگ الگ چلو بس ایک طرف عمرو

روانہ ہوا اور ایکطرف قیران عمرو کنارے دریاے آب کے آتے آتے ایک درۂ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ عجب فضا ہے کہ بہار ستان عجیب ہی ہوا گرم
چل رہی ہی درخت جلے ہوے ہین پتے کا انین پتہ تک نہین ہی ایک آدھ چغد درخت پر بیٹھا ہوا پھیلائے لڑ لڑ کر رہا ہی اور فصیل
کوہ پر ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہی اور ایک چرخا اُسکے آگے رکھا ہوا ہی اسمین بہر قلین شندی ہوئی ہین طاس پانی کا بھرا ہوا
اُسکے آگے رکھا ہی ہر مرتبہ وہ ساحرہ سحر کرتی ہی پنکھا پانی مین ڈبوتی ہی اور اُس چرخے پر مارتی ہی اُسمین سے بوندین پانی کی
گرتی ہین اور مواج ہو کر اسی دریاے آب مین جا کر ملتی ہین وہ دریا اور طغیانی پر آجاتا ہی عمرو نے
اپنے دلمین کہا کہ دریاے آب اسی قحبہ کے سحر سے ہی اسکو مارا چاہیے پس اُسی وقت ایک زن جمیلہ کی صورت
بنا اور پلنگا پوش اُوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر پیر بلی آواز سے رونا شروع کیا آواز رونیکی جو ساحرہ کے کانمین
پہونچی بیچین ہو کر اُٹھی کہ یہ کون مصیبت زدہ رو رہا ہی دیکھو تو سہی اور اُسی آواز پر آئی دیکھا کہ ایک عورت پلنگا پوش اوڑھے
ہوے رو رہی ہی آواز سے یہ پایا جاتا ہی کہ ابھی کمسن ہی اسنے پلنگا پوش اُسکے منھ پر سے اُٹھایا اور پوچھا کہ اے نوجوان تجھپر کیا
مصیبت پڑی ہی جو تو اس کرب سے رو رہی ہی اُس زن جمیلہ نے جو صورت اُسکی دیکھی سہم گئی پکار رہی کہ صاحب
اگر تم مجھے کھانیکو آئی ہو تو کھا جاؤ مین آپ اپنی زندگی سے بیزار ہون اُسنے کہا کہ کیا تو نے مجھے ڈائن مقرر کیا ہی یہ بولی
کہ پھر صاحب آپ کون ہین اسنے کہا کہ مین خورشید جادو کی مصاحب ہون اُسنے کہا معلوم ہوا کہ خورشید جادو
بڑی چڑیل ہی جو تجھ ایسی بلا اُسکی مصاحب ہی کہا ارے حیف وہ بادشاہزادی ہی قیطاس کوہ کی یہ بولی کہ کیا وہان
سب بھوت پلیت رہتے ہین اسنے کہا ارے کیا بکتی ہی وہان سب آدمی رہتے ہین یہ بولی تم ایسے آدمی ہونگے پوچھا کہ
مجھکو پھر تو کیا جانتی ہی یہ پکاری ایک بلا مین تجھکو جانتی ہون اُسنے کہا ان باتون کو جانے دے اپنا حال بیان کر یہ بولی
کیا حال سُنکر تو پشیمان کروگی اچھا سنو مین ایک سوداگر بچی ہون قافلہ میرا سب تباہ ہو گیا ماں باپ شوہر بھائی
دریا مین غرق ہو گئے مین ایک کمبخت تختے پر بیٹھی ہوئی بلکہ فرعونیہ مین نکلی یہان پہونچی اب آپ بتائیے کہ آپ کون ہین
اُسنے کہا کہ نام میرا نسرین جادو ہی مصاحب ہون خورشید جادو کی وعدہ کرکے آئی ہون کہ تین دن مین اسکے بہال
خراب سقون کا کردونگی دو روز ہو چکے ہین ایک روز اور باقی ہی مین اپنا کام بیٹھی کر رہی تھی کہ آواز تیری سنکر یہان
بیقرار ہو کر دوڑی خیر اب ماں باپ عزیز تو تیرے زندہ نہین ہو سکتے مگر جہان تو کہیگی وہان تجھے پہونچا دیا جائیگا اب
میرے ساتھ چل یہان کیون بیٹھی ہی کوئی جانور درندہ نکلیگا تو تجھکو کھا جائیگا کہا کہ پھر چلو تمھین مجھکو لیا اُسنے
کہا کہ بک نہین اور ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کوہ پر لائی اور پھر چرخہ پھرانے مین مصروف ہوئی اور آگے اُسکے خم شراب کے
رکھے تھے اُسمین سے شراب پینے لگی عمرو نے پوچھا کہ یہ آپ کیا پیتی ہین نسرین نے کہا شراب ہی تو بھی پی کہا کہ ہم کیون جگر
پیتی ہون اُسکے پینے کی کیا احتیاج ہی اور اس شراب مین سے تو ایسی بو سے بد آتی ہی کہ دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہی جب
مین آدمی تھی تو شراب کھنچوا کر پیا کرتی تھی اس شراب مین سے تو گو کی بو آتی ہی یہ کہکے منھ پھیر کر پلنگا پوش سے ایک شیشہ گلابی شراب کا
بغل سے نکالی نسرین نے پوچھا یہ کیا کرتی ہی کہا کچھ نہین کیا چیز ہی کہا چیز ہی نسرین نے اُٹھکر دیکھا کہ گلابی ہاتھ مین ہی اسمین
شراب کیتکی شفاف بھری ہوئی ہی دیکھتے ہی منھ مین پانی بھر آیا کہا کہ اسمین سے تھوڑی مجھے دے کہا یہ دو دن کی میری
زندگی ہی آپ خیال کیجیے کہ اس مصیبت مین کوئی چیز مین نے اپنے ساتھ نہ لی سوا اس شراب کے جانتی تھی کہ اس بغیر میری
زندگی دشوار ہی کہا تھوڑی سی مجھے بھی دے کہا ہو چکیگی تو مین خاک ہونگی نسرین برہم ہو کر منھ پھیر کر چلی کہ اپنے کام
مین مصروف ہوئی عمرو اس سے لپٹ گیا کہا کہ آپ خفا نہو جیسے مین اسے اپنی زندگی جانتی ہون آپ تھوڑی سی میرے ہاتھ سے
پی لیجیے اُسنے کہا کہ بیٹا مین تو ذرا سی مانگتی تھی لا تو اپنے ہاتھ سے میرے منھ مین ڈالدے یہ کہکر منھ کھول دیا آنکھ بند

کرلین عمرو نے ساری گلابی اسکے منھ مین ڈالدی اور لگا پیٹنے رونے کہ ہاے اب مین کیا کرون گی وہ تو ساری گلابی منھ مین جا رہی جسمین کا سبکو تھا فار تھا اسنے کہا کہ بیٹا تو آجکا دن ٹال کر کل تو جیسا کہیگی ویسی ہی شراب ہوا دونگی وہ چپکے چپکے رونے لگی ایک ساعت بھر کے بعد زبان اسکی شق ہوگئی بدن نیلا ہوگیا پیٹ پر ورم ہوگیا وہ تڑپنے لگی آخر کو واصل جہنم ہوئی عمرو نے جواہر اسکے بدن پر سے کپڑون سمیت اتار لیا اور نیمچہ عیاری سے سر کاٹ کر لیکر روانہ ہوا اور دلمین تصور کرتا جاتا تھا کہ چلکر دیکھو حضرت قران نے کیا کیا

اب چند کلمے داستان حضرت قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران دریاے آتش کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا درہ کوہ مین ایک عورت لنگ کھاروے کا باندھے ہوے بیٹھی ہوا ور دو منقل آتشین اسکے آگے جل رہی ہین اور وہ ساحرہ کالے تل ہاتھ مین لیتی ہی اور آہستہ کچھ پڑھتی ہی اور آگ پر ڈالتی ہی انمین سے شعلہ آتش اٹھتے ہین اور ابر آتش مین جا کر مثل برق کے ملتے ہین اور اس سے امواج گرتے ہین یہ دیکھکر حضرت قران نے صورت اپنی ایک ساحرہ کی بنائی قشقہ پیشانی پر کھینچا زنار گلے مین ڈالا جھولی کھاروے کی لگائی ایک اژدہا قوسے کا بنایا اسپر سوار ہوا اور ایک نامہ سر پر باندھکر سامنے لمعترن جادو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او لمعترن ملکہ خورشید جادو نے مجھے بھیجا ہی کہ جا کر دیکھ اسنے کیا کیا ہی بدھکر مشکین مردار کی سے آج تک تو نے کیا کیا لمعترن یہ سنکر تھر تھر کانپنے لگی کہا کہ ابھی تو دوسرا دن ہی اسنے کہا کہ تو نے دو دن مین آدھے لشکر کا بھی کام تمام نہ کیا لمعترن نے جواب دیا کہ مین ابھی کام مین مصروف ہون اگر بیکار بیٹھی ہوتی تو جگہ خفگی کی تھی ایک روز کا کام اور باقی ہی قران نے کہا کہ اگر تو اس کام مین نہوتی تو جھوٹے پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاتا دیکھ کہ اس نامے مین ملکہ نے کیا لکھا ہی پڑھ اسے لمعترن نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر کھولا یہ نامہ کو کھولتی چلی جاتی ہی لیکن کہین کچھ لکھا ہوا نظر نہین آتا سادہ کاغذ معلوم ہوتا ہی جب سب نامہ کھول چکی آخر مین لکھا ہوا تھا کہ او قحبہ تو چاہتی ہی کہ لشکر اسلام کا استیصال کرے حضرت قران حبشی کب تجھے زندہ چھوڑتا ہون بس اسنے سر اٹھا کر قران کیطرف دیکھکر چاہا تھا کہ کچھ سحر کرے قران نے ایک ہاتھ تبر سے لوگایا اسکا دبا یا دوسرے ہاتھ سے دونون ٹانگین پکڑ کر اٹھا لیا سر پیچ دیکر زمین پر مار کر پٹی لیپلی طوطیا سرمہ ہوگئی اور بیٹھکر چھاتی پر سر اسکا کاٹ لیا اور تلاش مین عمرو کی روانہ ہوا ادھر سے عمرو آتا تھا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی دونون نے اپنا اپنا کام بیان کیا عمرو نے کہا کہ بھلی تمہاری عیاری زبردست کی ہی مجھ تو زیر دستی کرکے آتے ہو قران نے کہا کہ استاد یہ سب آپکی جوتیون کا صدقہ ہی یہی باتین کرتے ہوے روانہ ہوے کہ اب چلکر دیکھیں کہ لشکر اسلام کا کیا حال ہی لیکن سلطان حمزہ اور بادشاہ جہانگیر لشکر اسلامیان اور سپہسالاران ایرانی وغیرہم بارگاہ شاہی مین ہین اور تمام لشکر گرد بارگاہ شاہی کے جمع ہی اور دریاے آتش اور ابر آتش ڈوبتا اور چلا آتا ہی یہ کیفیت ہی کہ دریا سے ایک ایک نہنگ نکلتا ہی اور جسکو سانس سے کھینچتا ہی وہ دو دو سو کو نگل جاتا ہی لشکر مین تلاطم پڑا ہی ابر آتش سے بجلیان کڑک کڑک کر گرتی ہین جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہین گھوڑے سے چراغ پا ہو رہے ہین ایک محشر بپا ہی تمام خیمے گرد و اطراف کے ڈوبتے چلے جاتے ہین اب بارگاہ شاہی سے دس بیس گز کا فاصلہ باقی رہگیا ہی سبکو یقین مرگ ہی ہر شخص دعا مانگ رہا ہی کہ پروردگار بچا اس آتش سوزان سے واسطہ ابراہیم خلیل اللہ کا اور محفوظ رکھ اس طوفان سے واسطہ نوح آدم ثانی کا ادھر گریب غازی اپنے مولا علی ابن ابی طالب کو پکار رہا ہی کہ یا مولا سب انبیا کی مدد کی ہی اس غلام کو بھی اس قسم رنج و بلا سے نجات دیجیے ہر ایک گریہ و زاری کر رہا ہی دعاے نجات مانگ رہا ہی کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا ۱۰

شعر زر شست بہت کشور کشائیش * بر آمد بہ ہدف تیر دعائیش * کہا تو وہ دریاے آب و ابر آتش پڑھتا چلا آتا تھا یا دریاے آب ٹھہر گیا بعد لمحہ بھر کے پیچھے ہٹنا شروع ہوا ایکا یک دریاے آب غائب ہو گیا بعد ایک لمحہ کے ابر آتش بھی نیست و نابود ہو گیا غلغلہ لشکر میں ہوا لوگ اپنا اپنا اسباب ڈھونڈھنے لگے [illegible] نے دیکھا کہ ایک چیز تک کہیں نہیں معلوم ہوتی اور کوئی خیمہ نہیں جلا ہی سب برقرار ہیں فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ وہ [illegible] گیا جیسے سحر سے دریاے آب و ابر آتش تھا اور واللہ یہ کام ہیسے یار وفادار عمرو بن امیہ ضمری کا [illegible] نہیں کہ عمرو و قران دونوں سر جادوگرنیوں کے لیے ہوسے پہونچے سلام کیا اور دونوں [illegible] لیے اور سب حقیقت بیان کی امیر نے گلے سے لگا یا خلعت دیا سب سرداروں سے [illegible] دیا کہ طبل شادمانی بجے یہاں تو نقارہ شادمانی گڑگڑایا مگر اب حال سنیے بارگاہ کفار کا کہ یہاں تمام لشکر [illegible] اور تیسرا روز ہی نسرین و نسترن کو گئے ہوے کہ خورشید جادو نے کہا بختیارک سے کہ ملک [illegible] لشکر حمزہ کی بھی تمہیں خبر ہی کہا کہ سنا ہی دریاے آب و ابر آتش گھیرے ہوے ہے آکر دیکھا تیتے دو کنیزوں نے میری کیا حال کیا لشکر حمزہ کا بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو اگر عمرو [illegible] اور وہ بھی اس بلا میں گرفتار ہو گیا ہی تو تو کنیزیں آپکی بچینگی نہیں تو مرشد خدا جانے آپسے کسطرح پیش [illegible] جادو نے کہا کہ ملک جی تم بہت عمرو سے خائف ہو بختیارک بولا آپ خائف کہتی ہیں میرا تو یہ حال [illegible] دیکھا یقین ہوا کہ ملک الموت آ پہونچے اور میں نہ ڈروں تو کون ڈرے کہ میرے باپ کا سر [illegible] ایسا نتک جوتیاں ماری ہیں کہ سر پر کوئی بال باقی نہیں رہا خورشید جادو نے ہنسکر کہا کہ دکھیں سر [illegible] پگڑی اتار کر سر سامنے کیا خورشید جادو نے دیکھا کہ واقعی کوئی بال سر پر نہیں رہا لگی ہنسنے [illegible] گذرا ہوگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور کہا کہ دو روز سے دریاے آب و ابر آتش جو لشکر حمزہ کو گھیرے ہوے تھا آج بالکل وہ نیست و نابود ہو اور لشکر حمزہ جسطرح [illegible] بلکہ طبل شادمانی بج رہا ہی بختیارک یہ سنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا اور پکارا صلوۃ بر محمد و آل محمد [illegible] ات اعلی و منات معلی کہا کہ ای خورشید جادو سنا تیتے نسرین و نسترن دونوں ماری گئیں مرشد [illegible] خورشید جادو نے کہا تو کیا واہیات بکتا ہی فال بد منھ سے نہ نکال اور اپنی ساتھ والیوں سے کہا [illegible] اور نسرین و نسترن سے کہنا کہ اسقدر تساہل تمنے کیوں کیا ہی صنوبر جادو نے کہا کہ بلا لاؤں [illegible] اور اسیوقت صورت عقاب کی بنکر روانہ ہوئی بعد دو ساعت کے لاشہ نسرین و نسترن [illegible] چونچوں میں دبائے ہوے لاکر سامنے خورشید جادو کے ڈالدیے خورشید جادو دیکھکر تھرا گئی بختیارک [illegible] کیا اور کہا کہ دیکھا تیتے کام مرشد کامل کا خورشید نے کہا ای بختیارک اب تیرے کہنے کا مجھے [illegible] اریان زادہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی آگر ایک ہی خون نسرین و نسترن کا ضایع نہ جائیگا دیکھ [illegible] تمام خدا پرستوں کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا خورشید جادو نہ رکھا ہوگا اور اٹھا کہا کہ آپ چلکر مجھے [illegible] تمام پر ہوگی کہ وہاں پر مکان اپنے واسطے بنا کر بیٹھوں کہ یہ عیار ڈر کی چیز ہی اپنی حفاظت آدمی کو [illegible] غیظ و غضب میں اٹھی غم سے نسرین و نسترن کے ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہوئی اور کہتی ہو [illegible] و نسترن تم مگر ہماری تو ڑ کنیں خیر تم تو خدمت میں سامری و جمشید کے پہونچیں ہم تمہارے قاتلوں [illegible] ونگے ہاے تم ہماری زندگی کا فرسے گئیں یہ کہتی ہوئی میدان میں آئی وہ جنتی دور لشکر تھا [illegible] ہانسے لشکر صاحبقران تھا اور لقا بھی مع سرداروں اپنے کے ساتھ تھا

شہریاران بھی تماشا دیکھنے ہمراہ آیا تھا کہ خورشید جادو نے نصف میدان میں چار سرکنڈے چار طرف گاڑے
آسمانی سفید اور زرد سوت لپیٹا اور رائی وبنولے سرسون کے دانے ہاتھ میں لیکر اسم سحر کا دم کر کرکے وہاں مارنا
شروع کیے کہ دو گھڑی بعد وہاں سے گرد وغبار کا تتق بلند ہوا کہ وہ مقام تاریک ہوگیا ساعت بھر کے بعد روشنی
ہوئی دیکھا کہ قلعہ مینائی تیار ہے کہ اسمیں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور چار برج چاروں کونوں پر
اور چار نردبانوں سے خون جاری ہے وہ آکر خندق میں بھرتا ہے اور خندق موج مارتی ہے اور چاروں دروازوں کے
قلعے کے چار اژدہے منہ پھیلائے بیٹھے ہیں اور اندر حلقے کے بنگلے مینائی معلوم ہوتے ہیں خورشید جادو نے
لقا سے کہا کہ میں نے تو اپنے رہنے کو یہ قلعہ مینائی بنایا ہے کہ بغیر میرے حکم کے پرندہ پر نہیں مار سکتا میں تو اسمیں
داخل ہوتی ہوں آپ جاکر طبل جنگ بجوائیے کہ کل میں عوض خون لنسرین ولنسترین جادو کا لونگی یہ کہکر اپنے
ہمراہیوں سمیت داخل شہر مینا ہوئی لشکر بھی داخل لشکر ہوا حکم دیا کہ نقارہ قدرت پر چوب پڑے کہ کل لشکر حمزہ پر
اپنا غضب نازل کرونگا اسیوقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جو اسپیان لشکر اسلام نے
خبر بادشاہ اسلام اور صاحبقران ذوالاحترام کو پہونچائی کہ عوض میں لنسرین ولنسترین کے خورشید جادو نے
بیچ میدان میں قلعہ مینائی بنایا ہے اور اسمیں جاکر ڈیرے عیاروں کے چھپی ہے اور طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ کچھ پروا
نہیں خدا ساز بزرگ است ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وبہ تائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی نقارہ بجا غرض
رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا ایکطرف دیکھا کہ بدیع الزمان
اپنے زرہ پوشوں سمیت چلا آتا ہے فرمایا خدایا اسے نظر بد سے محفوظ رکھیو یہ زینت بارگاہ ہے دوسری طرف علمشاہ کو دیکھا
فرمایا کہ یہ ستون بارگاہ ہے رکن صاحبقرانی ہے خداوند دونوں کو سلامت رکھیو یہی باتیں کرتے ہوئے میدان میں آئے
اودھر سے دیکھا کہ لقا تخت پر سوار بختیارک خواصی میں بیٹھا ہوا ایک طرف شہریاران تخت پر سوار فوج ہمراہ
مقابل لشکر صاحبقران صف باندھکر کھڑی ہوئی صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئیں نقیب نیب دیکر
چلے گئے کہ ہاں نمازیوں آج دن ہے نام کرنے کا شعر ستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
جسوقت نقیب ہٹ گئے دروازہ شہر مینا کا کھلا اور ایک تخت آتشیں نمودار ہوا اسپر خورشید جادو سوار آئی
آکر لقا کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا کہ تو میری بندی خاص الخاص ہے تقدیر کی میں نے کہ تو سب
خداپرستوں پر غالب آئیگی یہ سلام کرکے چاہتی ہے کہ میدان کو جائے کہ آسمان پر بجلی کڑکی اور ابر تند نظر آیا
یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ابر شق ہوا اسمیں سے چالیس عورتیں جنس پر سوار اور آگے آگے ایک نقابدار
مرصع پوش طاؤس پر سوار آکر سامنے خورشید جادو کے آکر مجرا کیا نقاب منہ پر سے دور کی خورشید جادو نے
حیات جادو کو دیکھا اور یہ حیات جادو بھانجی ہے خورشید جادو کی ماں تو اسکی جہنم واصل ہوگئی ہے
خورشید جادو نے اسے اپنی بیٹی کیا ہے آپ سے تعلیم کیا ہے اسکو علامہ دہر بنایا ہے حیات جادو نہایت
خوبصورت ہے مینہ جیسا ن موتیوں کی کنگھی ہوئی چہرہ مانند ماہ تابان کے پُر ضو بیس دوڑکر خورشید جادو کے
سینے سے لپٹ گئی اور کہا خالا اماں تمسے بات کرنے کو نہیں جی چاہتا ایسی تم باغ گل خنداں سے غائب ہوئیں اور
ایسی جلدی آگئیں کہ مجھکو خبر بھی نہیں کی ہائے زمانے کا لہو سفید ہوگیا ہے اور ہاں ہاں ہماری ہوئی تو ہمکو اکیلا
کاہیکو چھوڑتی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا اول تو تجھے فیلا س کوہ سے تیرے نانا نے جلد مدد اشکبا تھا
دوسرے یہاں لڑائیوں کے ہنگامے میں اسواسطے میں نے تجھکو آگاہ نہیں کیا اور ساتھ اپنے نہ لائی اور اسی فرزند

میرا سوا تیرے اور کون ہی اور خوب ہوا جو تو آگئی جا آجکی میدان داری تو کر دیکھون تو کیا کرتی ہی مین نے تجھ پر بڑی محنت کی ہی یہ وبساط میری تو ہی آج مین بھی اپنی محنت کا ثمر دیکھون لیکن لقا نے جیسے اسے دیکھا ہو مائل ہوا ہی خورشید جادو سے پوچھا کہ یہ تمھاری کون ہی کہا کہ یہ میری بھانجی ہی حیات جادو نے پوچھا خالا اماں یہ موا ریچھ کون ہی اسنے کہا کہ بیٹا یہ بڑا بھائی ہی خداوند فرعون شاہ کا خداوند باختری ہی اسے سجدہ کر اسنے کہا کہ مین تو اس بڈھے کو سجدہ نہ کرونگی اور اک ناز و نخرے سے سلام کیا لقا پکارا کہ میری بندی خاص لخاص ہی تقدیر کی مین نے کہ یہ کمخواب ہو خورشید نے کہا کہ لے بیٹا جا میدان مین حیات جادو بولی خالا اماں مین نے کبھی لڑائی دیکھی نہین مین کیونکر لڑونگی اور ان سنڈون سے سامنا کرونگی خورشید جادو بولی اب تک شرارت نہین کی مجھکو ستاتی ہی ارے یہ میدان جنگ ہی یہان ایسی باتین نہ کر جا دو آدمیون کو پکڑ لا زیادہ نہین کہا اچھا خالا اماں جاتی ہون اور طاؤس کو اڑا کر میدان مین آئی مگر حجاب سے سر جھکائے ہوئے ایک لمحہ کے بعد پکاری ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مرکب چمکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کیا اور کوئی نہ تھا میدان مین جانیکو جو تمنے سبقت کی عرض کی کہ ہین لوگ آگے پیچھے جاتے پھر مین کہانتک اندیشہ کرتا آخر میری بھی نوبت آتی اس سے پہلے جانا بہتر ہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہی بدیع الزمان مرکب پہ سوار ہو کر سامنے حیات جادو کے آیا اُس جادو نگاہ نے اس طرح دیکھا کہ بدیع الزمان بدل وجان مائل ہوا اُسنے کہا کہ ای شہریارا الحمد للہ کہ مصرع کار کہ خواستم ز خدا شد میسرم جسکے لیے مین آئی ہون اور تمکو دیکھا ہی دلدادہ ہوئی ہون بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ ای محبوب جانی اگر تم میری خواہان ہو تو میرے ساتھ چلو یہان کیون کھڑی ہو کہا کہ مین تو حاضر ہون مگر آپ مین لیاقت ہو کہ مجھکو اپنے ساتھ لیجا سکے اور اپنے گھر پہنچے بدیع الزمان گفتگو سے اسکی اور لپٹا جاتا ہی کہا کہ جان من ہمسے زیادہ عالم مین زبردست کون ہی ہم تمکو لیجائینگے اُسنے کہا کہ خالا اماں جو سامنے کھڑی ہین کہا وہ کیا رکھا ہی آؤ تم ہمارے ساتھ چلو اُسنے کہا اچھا یہ جام تو ہمارے ہاتھ سے پی لو اور ساغر سرخ رنگ سامنے کیا بدیع الزمان نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر لبون سے لگایا اور پی گیا بس یکبیک آنکھین بدیع الزمان کی سرخ ہو گئین اور بدمست ہو کر دوڑا کہ اس سے لپٹ جائے اُسنے ایک چھڑی طاؤس شو کہکر ماری چھڑی کے پڑتے ہی بدیع الزمان گھوڑے پر سے گرا اور مور کی شکل بنکر اڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا حمزہ صاحبقران آبدیدہ ہوئے مگر عالمشاہ مین تاب باقی نہ رہی وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا کہا او لکاتہ غضب بپا کیا تو نے مگر اب کہان جائیگی میرے ہاتھ سے اور بغیر اجازت بادشاہ کے برابر اسکے ہو کر تلوار ماری اُسنے چھڑی پر روکی دوسری تلوار اور ماری اُسنے وہ بھی روکی کہا کیون عورت پر تیغ آزمائی کرتے ہوئے شرم نہین آئی عالمشاہ چاہتا ہی کہ کچھ جواب دے اُسنے کہا بس تم اپنی چلا چکے اب ہمارا وار روکو اور وہی چھڑی طاؤس شو کہکر ماری کہ عالمشاہ بھی زمین پر گر کر مور بنکر اڑتا ہوا شہر مینا کو چلا حیات جادو میدان سے پھر آئی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا ابھی دن بہت باقی ہی شام تک تو میدان داری کر کہا بس خالا جان دو آدمیون کے پکڑ لانے کا اقرار تھا خلاف عہد نہ کیجیے بس دو آدمیون کو پکڑ لائی اب مجھسے کچھ سروکار نہین خورشید جادو ناچار طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لقا اپنے خیمے مین گیا شادیانے لشکر کفار مین بجنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام نہایت پریشان حال و اداس نہایت مضطر ہوئے تمام باختری گرد مرکب بدیع الزمان کے اور تمام رومی و فرنگی گرد مرکب عالمشاہ کے گریان و نالان چلے آتے ہین

اسطرح لشکر اسلام داخل بارگاہ ہوا امیر نے ہرکارون کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ لکاتہ میرے فرزندون کے ساتھ کیا کرتی ہی ہرکارے روانہ ہوے مگر یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اور اخگر جادو کے حوالے کیا بدیع الزمان اور علمشاہ کو اور کہا کہ صبح کو دیوان الکا ہوگا دوسرے روز صبح کو اپنے سامنے بلایا اور آپ نیچے ایک درخت انگور کے بیٹھی تھی ان دونون سے کہا کہ فرعون شاہ کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو تو مین تمھین چھوڑ دون اور اپنے باپ کو بھی سمجھا کیو آوان دونون نے کہا کہ لا کو لا کو لعنت ہی لقا اور فرعون شاہ پر کرور کرور لعنت ہی انکے پرستارون پر خدا اس روز تک ہمکو نہ رکھے کہ ہم حق پرستی ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرین خورشید جادو نے کہا ای اخگر جادو جلد انکو گردن مار اخگر جادو تلوار کھینچکر سر پر بدیع الزمان کے آیا علمشاہ پکارا ای اخگر یہ کیا ناانصافی ہی کہ تو میرے چھوٹے بھائی کو کہ بجاے فرزند ہی میرے سامنے قتل کرتا ہی پہلے میرا کام تمام کرلے تو اسپر ہاتھ ڈالنا مجھ مین طاقت نہین کہ مین لاشہ خونچکان اسکا دیکھ سکون اخگر جادو علمشاہ کیطرف متوجہ ہوا کہ اچھا پہلے تجھی کو قتل کرونگا اور آیا علمشاہ کے سر پر چاہتا ہی کہ تلوار مارے بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ او بیداد گر یہ کیا ظلم کرتا ہی یہ بجاے باپ کے ہین اور تو میرے سامنے انکو قتل کرتا ہی مجھسے مارا جانا انکا نہ دیکھا جائیگا تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی پہلے میرا خاتمہ کرلے تو انکو قتل کرنا اخگر جادو ادھر سے پھر کر چلا تھا کہ علمشاہ نے کہا او بادبخت کہان جاتا ہی مجھے پہلے قتل کر پھر اسپر ہاتھ ڈالیو اخگر ادھر سے پھرا تھا کہ بدیع الزمان نے گالیان دینا شروع کیا خورشید جادو نے جو یہ ہیرا پھیری دیکھی کہا کہ او اخگر تو ادھر سے ادھر جاتا ہی ادھر سے ادھر آتا ہی مار تلوار انکا کام تمام کر بس اخگر بدیع الزمان کیطرف تو چلی ہی چکا تھا بس تیغ ستم سے اوس گل بستان صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الزمان کے سر کو قلم کیا کہ سر اسکا جدا ہو کر گرا علمشاہ نے سر کو اٹھا لیا منھ سے منھ ملنا شروع کیا اور کہا کہ بھیا جلدی نہ کرو ہم بھی تمہارے پاس بہت جلد پہونچتے ہین یہ کہکر چیخ مار کر رویا کہ قلعہ مینا ہلگیا مگر اس بیکوالہ آتش دوزخ یعنی اخگر جادو نے تلوار لگائی کہ سر اسکا بھی تن سے جدا ہوگیا اور مسافر راہ عدم ہوا خورشید جادو نے کہا کہ لاشہ دونون کے لیجا کر شہر مینا پر آویزان کرو اور دونون سر خوانمین رکھوا کر اور کپڑا کچھ ان سے بند کرا کر کسی دیون سے کہوا کر حمزہ کے سامنے رکھوا آؤ اور کہتے آنا کہ یہ عوض ہی خون کسرین ولستر کا اخگر نے وہی کیا خوان لیکر روانہ ہوا یہان سرکار صاحبقرانی واسطے ان دونون کے متاسف و متالم ہین آنکھون سے آنسو جاری ہو رہے ہین فرما رہے ہین کہ اسوقت دل بیاختیار بیٹھا جاتا ہی جی چاہتا ہی کہ بے اختیار چیخین مار کر روؤن خدا میرے فرزندون کی خیر کرے [illegible] سردار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد خیر [illegible] سنینگے آپ کچھ وسواس نہ کرین کہ ایکا ایک سیاہ دروازہ بارگاہ پر ایک شعلہ آتش چمکا اور ایک شخص کہ جسم اسکا آگ کا تھا دیکھنے سے پایا جاتا تھا کہ ساحر ہی ایک خوان سر پر رکھے ہوے آیا اور سامنے صاحبقران کے رکھکر کہا کہ یہ عوض ہی خون کسرین ولستر کا [illegible] خورشید جادو نے بھیجا ہی یہ کہا وہ تو چلا گیا اور امیر بیتاب ہوے اور سب سردار اٹھکر [illegible] خوان جو کھلا سر بدیع الزمان اور علمشاہ کا دیکھا کہ گیسوان [illegible] رخسارہ زیبا پر لپٹے ہوے ہین اور فوارہ خون شہ رگ سے جاری ہی چشم حسرت کھلی ہی آثار تبسم ہنوز دہن سے نمایان ہین امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور سر بدیع الزمان کا اٹھا کر منھ سے منھ ملنے لگے اور پکارے کہ ای فرزند ارجمند وای اجل [illegible] خوش زندگانی حمزہ حمزہ کو برباد کرکے ای فرزند اگر سفر عدم کا درپیش تھا تو باپ کو کیون تنہا چھوڑ گئے اور کبھی علمشاہ کے سر کو اٹھاتے ہین اور فرماتے ہین کہ بیٹا تم تو ہماری کمر توڑ گئے ہم کسکے سہارے زندگی کرینگے آخر وقت مین باپ کو کچھ وصیت بھی نہ کر گئے او [illegible]

رومی و فرنگی و باختری رو رہے ہیں پکار رہے ہیں کہ ای آقا ہمکو کسکے حوالے کر گئے ہم کسکے ہو کر جئینگے کہ یکایک عمرو نے
آواز دی کہ صاحبو آنکھیں اپنی اپنی بند کرو خواتین معظمہ آتی ہیں اور ایک ایک کو گردنیں ہاتھ دے کر انکا لانا شروع کیا مگر
یہ کیفیت ہے کہ کوئی نہیں نکلتا آخر کو عمرو نے لاٹھیاں مار کر انکالا جسپا بھی کسی نے نہ مانا مار کھایا کیے لیکن کوئی باہر نکلا
عورت مرد سب ایک جگہ ہیں گردیہ بانو بدیع الزمان کا سر سینے سے لگائے ہوے ہی اور پکار رہی ہی کہ ای بیٹا کچھ مادر
ناشاد سے بات تو کرو مجھ سے تو بولو ایسے خفا ہو گئے کہ بات بھی نہیں کرتے جواب بھی نہیں دیتے بیٹا یہ ماں کیونکر جئیگی
ادھر رابعہ اطلس پوش علمشاہ کے سر سے لپٹی ہوئی ہی کہہ رہی ہی کہ واری بارہ برس بعد بیٹے سے ملے تھے اب تم
آپ سفر کر گئے ہائے قاسم جب پوچھیگا اسسے کیا جواب دونگی عجب حشر برپا تھا کہ عمرو نے گردیہ بانو سے کہا کہ تم تو نا
نہیجان ہو رہی ہو تم اور رو رو کر اپنے تئیں ہلاک کر دو گی صاحبو کہو تو جنت چلی ماتم کی خیر مناؤ کہ تدبیر حمزہ کے مارنے کی
کرتی ہو اسنے کہا کہ خواجہ ہم کیا کہتے ہو ارے جب کہ ایسا بیٹا مارا جاے اسسے کیونکر صبر آئے ہم ہر چند ضبط کرتے ہیں مگر
کہیں ہو سکتا ہی دل اندر سے ابلا آتا ہی غرض عمرو انکو سمجھا بجھا کر اندر لیگیا مگر امیر دونوں کے سر سینے سے لگائے
فرما رہے ہیں کہ کوئی جا کر لاشیں انکی لاے تو میں قاتلان سحر کو دفن کروں آخری خدمت تو انکی بجا لاؤں سیارہ
و اصمعہ کہ با حال پریشان کھڑے تھے عرض کیا کہ ہم جا کر اپنے آقاؤں کی لاشیں لائینگے یا اپنی بھی جان دینگے بعد انکے
مزا زندگی کا باقی نہیں کہ ایسے آقا ہم کہاں پائینگے عمرو نے رو کر کہا کہ ای فرزندو میں جانتا ہوں کہ تم رفیقان جانثار ہو
جاؤگے جانیں اپنی نثار کر دوگے داغ اپنا ہمارے دل پر دو گے ہیں سنتا کہ فرزندان حمزہ پر نثار کیا جاؤ خدا تمھارا نگہبان
یہ دونوں اٹھکر شہر مینا کو روانہ ہوے جب سامنے قلعہ مینا کے پہونچے دیکھا کہ گرد قلعے کے خندق خون سے لبریز ہو رہی
مار رہی ہی اور ایک اژدہا آنکھیں بند کیے منہ سے کف جاری دروازہ قلعے پر بیٹھا ہی اور تمام بدن سے اس اژدہے کے
شعلۂ آتش نکلتے ہیں سیارہ نے کہا ای بھائی اصمعہ تم یہیں کھڑے رہو میں پار جا کر دونوں لاشیں لیے آتا ہوں اگر
کہا میں بھی تمھارے ہمراہ ہوں سیارہ بولا کہ بابا کیا ہی اگر صحیح و سلامت بچ بچا تو لاشیں لایا اور اگر گرفتار
ہوا تو تم نکیے رہ ہو سکے یہ کہکر شہر مینا دم کر سینے کے نیچے رکھ شناوری کرتا ہوا چلا بیچ دریا تک بخوف و خطر چلا گیا
دلمیں خوش ہی کہ اب اسپار گیا اور لاشیں آتا رکھیے آیا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ اچھلا اور سیارہ کو نگل گیا
اور پھر غرق ہو گیا اصمعہ یہ دیکھکر خوف سے بھاگا اور ایک درخت کی آڑ لیکر نقب کنی شروع کی یہانتک کہ پاس دیوار
قلعے کے پہونچا خنجر اصمعہ کا جو دیوار قلعے پر پڑا اسمیں سے شعلۂ آتش پیدا ہوا اور وہ شیر بنکر اصمعہ پر دوڑا اصمعہ اس
بھاگ کر بچ نہ سکا سراسیمہ ہوا کہ شیر اسکی گردن پکڑ کے بھاگا صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ سر اصمعہ و سیارہ کے
کنگوروں پر چڑھے ہیں لاشیں بدیع الزمان و علمشاہ کی لاشوں کے پاس لٹکی ہیں یہ دیکھکر عیار عمرو کے
پاس آئے اور تمام حال بیان کیا عمرو نے پچھاڑ کھائی اور پکارا کہ تم دونوں اپنے اپنے آقا پر فدا ہوے ہمکو
کہیں کا نہ رکھا اور خنجر لیکا لگا کر چاہتا تھا اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر لپٹ گئے اور فرمایا کہ تم ہمکو سمجھاتے تھے کہ یہ گذشتہ
ہے ہیں خواجہ سیارہ و اصمعہ بھی گذشتہ ہو گئے ہیں تم کیوں اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو اس سے جا کر لقا کے
مارنے کی فکر کرو اور خنجر ہاتھ سے عمرو کے لے لیا عمرو نے کہا حمزہ میں نے بہتا جادوگروں کو دیکھا مگر خورشید جادو
کے مانند کسیکو نہیں پایا جس وقت یہ شکل اسکی دیکھی اسیوقت دل میرا دھڑک گیا تھا خود بخود ایک خوف طاری ہو گیا
تھا اور میرا بس چلیگا تو کیا بغیر مارے چھوڑ دونگا ابھی کہہ اس اثنا میں ہرکارے خبر لیکر آئے کہ لشکر کفار میں طبل
جنگ بجا ہی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی آخری گرج کا نقارہ بجے غرض چار پہر رات [illegible]

جنگ ہی صبح کو دونون لشکر میدانمین آے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال خورشید جادو تخت آتشین پر سوار میدانمین آئی اور مبارز
طلب کیا ادھر سے ہاشم تیغزن مرکب ہنا بڑھاکر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا خدا حافظ ہاشم سلام کرکے
پھرا اور مقابل خورشید جادو آکر تلوار ماری اُس تیرہ روچہرے نے کو سپر کیا تلوار اُچٹ گئی اور ایک چھڑی ماری کہ ہاشم تڑپ کر گھوڑے سے گرا
اور ہنس ہنس کر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا بعد اسکے اسفندیار گیلانی نکلا اسکو بھی خورشید جادو نے بازبینا کر اُڑا دیا چوگان
مین حمزہ گیا اور سے تیر مارنا شروع کیے لیکن جو تیر خورشید جادو پر پڑا کارگر نہوا اسنے بھی ایک ناریل مارا
کہ قریب چوگان کے آکر پھٹا اور اسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ چوگان اسمین چھپ گیا بعد اسکے وہ دھوان طرف
شہر مینا کے چلا گیا اور چوگان کا مرکب خالی نظر آیا معلوم ہوا کہ وہ دھوان اسے بھی قید کر لیگیا غرض شام تک
بیس بائیس سردار گرفتار سحر ہوے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر آے لقانہایت خوش
بختیارک کمال مسرور خورشید جادو کی تعریف کرتے ہوے لقا کہتا ہوا کہ اے بندگان من دیدید قدرت مرا
چہ قدرت کردم دیکھو کہ ایک ایک مین نے اپنے خاص بندون کو ایسی طاقت دی ہے کہ تمام خدا پرستون پر غالب
آجائین جو نادان ہین وہ کہہ رہے ہین کہ یا خداوند تو ایسا ہی ہے بختیارک خوش تو ہے لیکن یہ کہہ رہا ہے دیکھیے جسدم
مرشد کامل گرفتار ہون تو مین جانون کہ شاید فتح ہو نہین تو ہرگز خورشید جادو کی جان نہین بچیگی اس طرف امیر
باتوقیر باحال پریشان غم مین فرزندون کے گریان و نالان داخل بارگاہ ہوے متردد و متفکر بیٹھے تھے کہ نصیر سو گئی
گو لشکر کفار مین طبل بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی نقارہ کوچ بجے غرض رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین کہ دروازہ شہر مینا کا کھلا اور خورشید جادو فیل آتشین پر
سوار سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا تو بندی خاص لخاص ہے خورشید جادو میدان مین
آئی مبارز طلب کیا آلا گرد فرنگی سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت طلب کی فرمایا جاؤ خدا حافظ حقیقی تمہارا نگہبان
ہے پھر سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور نیزہ خورشید جادو پر مارا خورشید جادو نے
ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے آلا گرد کے نہ چھوٹا بس اسنے افسون کی کہ نیزہ جل گیا بس ایک بار اسنے پیچھے ہٹ کر
دستک دی دیکھا تو پردہ ہیبا پسینہ گرد کا بگولا اُٹھا اور آلا گرد کو اُڑا لیے چلا گیا یہ حال دیکھکر نہنگ بچہ دریائی کا
تاب باقی نہ رہی اجازت بادشاہ سے لیکر میدان مین آیا اور چوب دست گران سنگ آسمان رنگ اُٹھائے ہوے قریب
خورشید جادو کے پہونچا تھا کہ اسنے ناریل زمین پر مارا وہ شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا اور نہنگ بچہ کو
آکر گھیر لیا اور اُڑا لے ہوے طرف شہر مینا کے چلا گیا غرضکہ فرزندان امیر کا تو پہلے ہی روز خاتمہ ہو چکا تھا
آج بہت سے سردار بھی گرفتار ہوے غرضکہ چند روز کی میدان داری مین بہت سے فرزند اور سردار امیر با توقیر کے
خورشید جادو نے بازو عقاب نیل گنبد وہر بنا بنا کر اُڑا دیے اور دن کو تو یہ لگا تھ سرداروں کو پکڑ لیجاتی ہے
اور رات کو سرانکے کاٹ کر لشکروں پر پھینکوا دیتی ہے لاشین لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہے خورشید
اتنی بڑی ہوشیار ہے کہ شہر مینا سے باہر نکلتی ہی نہین جو عیار جانیکا ارادہ کرتا ہے وہ گرفتار ہو جاتا ہے امیر نہایت
رنج و صدمہ مین مبتلا ہوے ہین عمرو بھی حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے کوئی بات بن نہین آتی کہ جاسوسون نے
آکر خبر دی کہ شہر قنطورہ مین تیاری دعوت کی ہے حیات جادو اور خورشید جادو دونون جائینگی اور بڑی
دھوم سے آتشبازی بھی چھوٹیگی یہ سنکر چالاک بن عمرو اُٹھا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ پیرو مرشد جب دونون
کہ سیارہ و امیر دونون مارے گئے ہین جہان میری آنکھون مین اندھیرا ہے اب غلام بھی رخصت ہوتا ہے یا تو مین جاکر

یاران لکا تا کون کو اور یا اپنی بھی جان نثار کی عمرو نے کہا ای چالاک داغ امیہ و سیارہ کا میرے دل سے نہیں مٹا ہے
تم اپنا داغ دیے جاتے ہو ای چالاک عمرو بعد تیرے زندہ نرہیگا تو بجا مین جاؤنگا چالاک بولا ای پیر بزرگوار
خدا آپکو میرے سر پر سلامت رکھے اُسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ مین بغیر آپکے زندگی کرون یہ کہکر پیدا نہ ہوا راوی کہتا ہے
کہ جب اُس شیطان بادیہ ضلالت راندۂ درگاہ لقاے بے لقا اور نریمان پر وفاے ضیافت خورشید جادو
اور حیات جادو کی کی کہ بختیارک مصر ہوا تھا پیغام بھیجا خورشید جادو کو کہ کمال دل چاہتا ہے کہ ایک روز دعوت
صاحب کی کرون مین خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ مین ایک لمحہ کو بھی شہر مینا سے نہ نکلونگی پھر لقا نے کہلا بھیجا کہ آپ
ایک دن شریک صحبت ہو جیے خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ تمام عیاران لشکر اسلام میرے دشمن ہو رہے ہین اور
گھات مین لگے ہوے ہین مین ہرگز شہر مینا سے نہ نکلونگی تیسری بار بختیارک خود آیا کہ خداوند نے فرمایا ہے کہ آپ ایک
دو گھڑی کیواسطے قدم رنجہ فرمایے زیادہ نہ ٹھہریےگا خورشید جادو نے کہا ملک جی تمسے تعجب ہے کہ تم یہ کلمہ کہتے ہو جانتے ہو
کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہین انھون نے کیسے کیسے گھر ساحرون کے برباد کر دیے ہین بختیارک بولا آپ بجا فرماتی ہین مگر لقا
اور نریمان شاہ کی خوشی ہوگی اور بہت روپیہ لگا ہے وہ سب برباد جائیگا اسنے تو جب بھی انکار کیا مگر حیات جادو
دختر رسیدہ کہ ابھی کم سن ہے بچہ ہے اسنے کہا کہ خالہ امان دو چار ساعت کیواسطے چلی چلنا کچھ مضائقہ نہین ہے خورشید جادو نے
کہا چھوکری تو بیوقوف ہے تمام لشکر حمزہ تو میرا دشمن ہو رہا ہے تو یہ کلمہ کہتی ہے مین ایکدم تو باہر نکل نہین سکتی ہون
حیات جادو نے کہا کہ خالہ امان کون کیا قدرت رکھتا ہے کہ ہمارے آپ کے ہوتے صحبت مین آسکے دو گھڑی کیواسطے
چلنے مین کچھ نقصان نہین ہے بالکل نجانے مین خاطر شکنی لقا اور نریمان شاہ کی ہوگی خورشید جادو نے مجبور
ہو کر کہا اچھا ملک جی تم جاؤ مین ضرور آؤنگی کیونکہ خاطر اس لڑکی کی عزیز ہے بختیارک یہانسے خوشی خوشی لقا کی
خدمت مین گیا عرض کیا کہ خورشید جادو کو آنے پر راضی کر آیا ہون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے بھی تقدیر کی کہ خورشید جادو آئے
وہ آپ ضرور آئینگی غرض تیاری دعوت خورشید جادو کی شروع ہوئی اُسی باغ مین نریمان کے جسمین پہلے خورشید جادو اتری تھی
اسمین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے کہ اسکا ایک رخ دریا کیطرف ہے دوسرا رخ باغ کی جانب غرض چراغان کی تیاری ہوئی تمام درخت باغ کے
مخمل سے منڈھے گئے منقش گنبد شاخہا سے درخت مین لٹکوا دیے بادلہ کترواکر بالو مین ملواکر زمین پر چھڑکوا دیا خوب شب ماہ کی
تیاری ہوئی اور دور تک سفید فرش کروا دیا اسباب عیش چنا لیا طائفے آکر موجود ہوے استقبال خورشید جادو
کرنے لگے جب خوب تاریکی شب کی پھیلی دیکھا کہ پرکالہ ہاے آتش آسمان پر نمایان ہین بعد تھوڑی دیر کے دو تخت ہوا سے
زمین پر اُترے دیکھا کہ ایک پر خورشید جادو بیٹھی ہے دوسرے پر حیات جادو دونون تخت سے اُترکر صدر
مسند عزت پر آکر جلوہ فگن ہوئین اب وہ وقت ہے کہ کوئی دو ساعت رات آئی ہے خورشید جادو نے بختیارک
کیطرف دیکھکر کہا کہ ملک جی تم پہلے برسے اپنے بیگانے کو خوب پہچانتے ہو ذرا ایک ایک کو اُٹھکر دیکھ لو پھر ہم اپنا
بند دلبستہ کرینگے بختیارک نے کہا بہت خوب اور اُٹھکر ایک ایک سپاہی اور خدمتگار کو دیکھنا شروع کیا جسپر ذرا بھی
شبہہ ہوا صحبت سے نکلوا دیا اب چھنٹے ہوے لوگ رہگئے کچھ طائفے اور اُنکے ساتھ کے سازندے ساقی پیچھے سے سبکو خوب دیکھ
بھالکر رہنے دیے بعض طوائف کے ساتھ کے کسی سازندے کو بھی ملک جی نے شبہہ سے عیار کے نکلوا دیا وہ کہنے لگی کہ ابھی مین
کیا خاک گاؤن بختیارک نے ڈانٹا کہ وہ تیرا سازندہ حمزہ کا عیار تھا اُسنے کہا کہ میان میرے ساتھ کوئی عیار کیون نے لگا
مین خود ان خداپرستون سے جلتی ہون چاہتی ہون کہ کسیطرح یہ غارت ہون کہ خداوند نے مہلت پائین تو روز ناچ
دیکھیں گا تمسے مین ہمارا بھی بھلا ہو نہ کہ مین اپنے ساتھ کسی عیار کو لاؤنگی بختیارک نے ڈانٹا کہ چپ رہ اگر اب کچھ کہیگی

تو ناک چوٹی کتوا کر نکلوا دونگا تیل چھڑوا دونگا نہیں جانتی کہ عیار بلا کے ہوتے ہیں کہیں اسکو بیہوش کر کے ڈالدیا ہوگا آپ تیرے سازندے کی صورت بنکر چلے آئے ہونگے وہ بیچاری ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکی چپ ہو رہی ملکہ نے جتنے خوب اپنا شک رفع کر دیا اگر خورشید جادو سے کہا کہ اب کوئی عیار باقی نہیں ہے میں نے اپنا انتظام درست کر لیا خورشید نے کہا کہ اچھا ایک کوری بدھنی میں پانی منگواؤ فوراً حاضر ہوا خورشید جادو نے سحر پڑھکر اسپر دم کیا اور کہا کہ اسکے گرد صحبت کے چھڑک دو کہ جو کوئی غیر اس صحبت میں بغیر ہماری اجازت کے آئیگا تو الٹا لٹک جائیگا خدمتگار نے اسیوقت حکم کی تعمیل کی اب ناچ شروع ہوا اور صحبت غیر سے خالی ہے خطرہ کسیطرح کا نہیں صحبت عیش و نشاط گرم ہے جام چل رہا ہے مگر حیات جادو اوپر سے خورشید جادو کے حجاب زدہ بیٹھی ہے نشہ شراب کا چڑھ رہا ہے بیخودی بڑھتی جاتی ہے دماغ گرم ہے گھبرا کر اٹھی خورشید جادو نے کہا بیٹا کہاں جاتی ہے کہا خالہ اماں کہیں نہیں گرمی معلوم ہوتی ہے ذرا میں دریا کے کنارے بیٹھی ہوں یہ کہکر دریا کنارے آئی کرسی پر بیٹھی چاندنی کی سیر کرنے لگی دیکھا کہ دور سے روشنی پیدا ہوئی اور ایک مور پنکھی مانند ہلال کے نمایاں ہوئی سرے پر مور پنکھی کے طاؤس کی صورت بنی ہوئی فرش بادلے کا کیا ہوا شامیانہ کھنچا ہوا جھالر موتیوں کی اسمیں لگی ہوئی اور چار رنگا لنیں بارہ پندرہ برس کا سن کمسنی تمامی سے پہنے ہوئے آراستہ جوڑے بندھے ہوئے بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ڈانڈیں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی ہیں ڈاند کے سرے پر زنگار طلائی بندھی ہوئی کھیتی ہوئی چلی آتی ہیں اور ایک عورت چودہ برس کا سن نہایت ایک ناز و کرشمہ سے مسند پر بیٹھی ہوئی تھی برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن وہ جوانی کی راتیں مراد کے دن ہیں اور دو لڑکے ماہرو سامنے اسکے بیٹھے ہوئے طنبورہ ہاتھ میں بجا رہے ہیں کمال لطافت سے وہ مور پنکھی قریب آئی حیات جادو نے جو اپنی ہمسن کو دیکھا بیقرار ہوگئی پکاری کہ اے ہمشیرہ تمہیں قسم ہے اپنے دین و مذہب کی ذرا میرے پاس آؤ اسنے جواب بھی نہ دیا کہ کون پکارتا ہے مور پنکھی بجنب کشتی کنارے پر آئی حیات جادو جلدی سے کرسی پر سے اٹھکر کنارے دریا کے آئی پائنچے چڑھا کر پانی کے اندر اتری اور کہا کہ ہیں ہم پکارتے ہیں تم جواب تک نہیں دیتی ہو تمہیں ہماری جان کی قسم ہے ذرا ٹھہر جاؤ دو باتیں تم سے کر لوں اس نازنین نے کہا واہ کیا خوب جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام میں تمہارے پاس کیوں آنے لگی تم ایسی باتیں کرتی ہو جیسے بہت عرصے کا میل جول ہوتا ہے پہلے تم مجھے اپنے نام و نشان سے تو آگاہ کرو جواب دیا کہ ہمشیرہ نام میرا حیات جادو ہے بیٹی ہوں ملکہ خورشید جادو کی ایک دو گھڑی کیواسطے ہمارے پاس آکر بیٹھو کہ تم سے باتیں کرنے کو بہت جی چاہتا ہے اور ہیں اب اپنا بھی حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا اسنے کہا کہ میں سوداگر بچی ہوں قافلہ میرے باپ کا کنارے دریا کے اترا ہوا ہے میں شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو نکلی تھی اسطرف آنکلی مجھے مناسب نہیں ہے کہ غیر آدمیوں میں آؤں اگر باپ میرا سن پائیگا تو وہ صاحب غیرت مجھے کبھی زندہ نہ چھوڑیگا حیات جادو نے کہا واہ بوا مرد سے پردہ کرتے ہیں یا عورت سے بھی چھپتے ہیں تم خاطر جمع رکھو یہاں سوا میرے کوئی دوسری عورت بھی نہیں ہے اسنے کہا میں ہرگز نہ جاؤنگی یہ سنا تھا کہ حیات جادو کشتی پر چڑھ آئی اور گلے سے لپٹ گئی ہر چند اسنے کہا کہ بی بی کچھ خیر ہے واہ واہ اپنے حواس میں رہو تم ایسی لپٹ رہی ہو جیسے خاوند جورو سے فرض میں آکر لپٹا ہے صاحب ہٹو میرے پاس سے میرا پیچھا چھوڑو تم تو بلا کیطرح چمٹی ہو حیات جادو کہہ رہی ہے کہ اگر ہمارے تمہارے جان پہچان نہیں ہے تو اب ہوئی سہی ہم نے تم کو اپنی بہن کیا آؤ دوپٹہ بدل لیں یہ کہکر زبردستی اپنا دوپٹہ اسکو اڑھا دیا اسنے کہا کہ بوا تم بڑی بیشرم ہو لگی ہو گئیں ذرا ان چوری کے کیموؤں کو تو چھپاؤ کہیں ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے آکر پکڑ لے حیات جادو

بولی

قہقہہ مار کر اسکی باتون پر ہنسی کہا ہوا یہان کون ہی کہ دیکھیگا اب چلو اُسنے کہا کہ چلون کہان اُسنے سر قدمون پر
رکھدیا کہا کہ جہان ہم کہین سوداگر بچی کو مروت آگئی اپنے دوپٹہ بھی بدل لیا کہ تجھسے ایسی محبت کر لی ہو اب ظاہری
مناسب نہین ہی دوسرے پاؤن پر سر رکھے دیتی ہو دونون گلون مین ہاتھ ڈالے ہوئے پائنچے چڑھائے ہوئے
موربنگلہ سے اُتر کر کنارے دریا کے آئین سوداگر بچی نے کہا بہن یہ روشنی اس بارہ دری مین کیسی ہی اُسنے کہا
کہ ہوا ناچ ہو رہا ہی جی چاہے تو چلو دیکھو وہان سوائے لقا خداوند یا خنجر یا شہریان شاہ یا شیطان درگاہ بختیار
یا خالہ امان یا ملکہ خورشید جادو کے اور کوئی نہین ہی اسلیے چھپایا کیا اور بہن جو چاہنا خداوند سے مانگ لینا اُسنے
کہا ہان بہن تو چلو یہ کہکر دونون بارہ دری مین داخل ہوئین حیات جادو نے پہلے خورشید جادو سے ملاقات
کرائی بعد اُسکے لقا کو سلام کروایا اب سامنے دست بستہ سر جھکائے ہوئے بیٹھی خورشید جادو نے پوچھا یہ کون ہی
حیات جادو نے کہا کہ یہ سوداگر بچی ہی مین نے انکو بہن بنایا ہی اُنسے دوپٹہ بدلا ہی جبراً و قہراً یہان لائی ہون یہ تو
آتی ہی نہ تھین اب دختر سوداگر جسکی حجاب زدہ بیٹھی ہی اور حیات جادو خاطرداری مین مصروف ہی مگر دختر سوداگر
ہر مرتبہ تال دسم پر سر ہلاتی ہی حیات جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا تمھین علم موسیقی مین بھی دخل ہی اک نازو کرشمے سے کہا
کہ مین کیا جانون اور مسکرا کر نگاہ نیچی کر لی حیات جادو لپٹ گئی کہ تمھین ہماری جان کی قسم سچ کہو دختر سوداگر نے
کہا کہ ہان ہوا آگے کچھ سیکھا تھا اب بھول بھال گئی اگر کچھ یاد بھی ہی تو مارے لحاظ کے مجھسے نہ گایا جائیگا بزرگون کے
سامنے خلاف ادب ہی خورشید جادو نے بھی کچھ سن لیا و لین کہا یہ تیرا لحاظ کرتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی صاحب
تہذیب و لیاقت ہی اب تیرا بیٹھنا یہان مناسب نہین ہی یہ سوچ کر اُٹھ کھڑی ہوئی لقا سے کہا کہ رات قریب دوپہر کے
آ چلی اب میرے سونے کا وقت ہی مین تو جاتی ہون حیات جادو سے بھی کہا کہ بیٹا چل اُسنے کہا کہ خالہ امان آپ
چلیے مین دو گھڑی کے عرصے مین آتی ہون کہا کہ بیٹا دیر نہ لگانا دیکھو بہت ہوشیار رہنا نہین تو مین خود دوڑی
آؤنگی کہا نہین آپ نہ تکلیف کیجیے گا مین بہت جلد آتی ہون خورشید جادو نے کچھ پڑھکر دستک دی ایک شیر آتشین
پیدا ہوا خورشید جادو اُسپر سوار ہوئی وہ شیر پرواز پیدا کر کے اُڑا یہ تو اُدھر روانہ ہوئی لیکن اب حال سنیے
حیات جادو کا کہ یہ خورشید جادو کے جاتے ہی کھیل کھلی دختر سوداگر سے لپٹ پڑی کہا کہ بہن خدا کیواسطے
اب کچھ گاؤ دختر سوداگر نے ستر ہاتھ مین لیا اور گانا بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی گانے لگی

غزل

حسن جانا نکہ دین دشمن ایمان نکلا
کیون مرے دلسے ترا تیر کا پیکان نکلا
نالے بھی کر سکے وہ کیا دل کی نکالے نہ ہوس
کیا اثر ڈھونڈنے خود نالہ پریشان نکلا
فصل گل آئی ہوئے جانتے سے باہر وحشی
جانتا جسکو نہ پاسے ترا پیکان نکلا
کیا ہوا دم بھی نکلا اگر از ناکامی
تیر تک زخم مین انگشت بدندان نکلا
ہوئی ہر سرو سے آشفتگی عشق عیان
جان نکلی تو یہ سمجھے کوئی ارمان نکلا

عشق کا بندہ ہر اک گبر و مسلمان نکلا
دلکو ہمنے ترے کھینچنے سے چھوڑا یا لیکن
ہے لبی جسکا نہ اب تک کوئی ارمان نکلا
کچھ بھی اوگریہ نہ تھا میرے آنسو نہ تھمے
ہوگیا چاک سوا دامن وہ گریبان نکلا
زندگی مین نہ ہوئی کم خلش یاد مژہ
نہ نکلنا تھا نہ دلسے کوئی ارمان نکلا
کیا قبول اُسکو کرے ہمت دشوار پسند
آنکھ کا نور بھی نکلا تو پریشان نکلا
عشق ہی دونون جہانسے ہمین کھویا دے

آج کیا اُس سے لپٹکر کوئی ارمان نکلا
بل ہمقدر کا نہ اے گیسوے پیچان نکلا
گرفت یار مین حاصل نہوئی دلکی
اشک حسرت بھی نہ ہو کر کوئی ارمان نکلا
کھاکے زخم دل بسمل مین مزا اے قاتل
دلسے تا مرگ نہ خار غم ہجران نکلا
کچھ ستم دیدہ یہ افسوس نہ آیا کسکو
جان دینا بھی محبت مین جو آسان نکلا
قابل دید ترے عاشقون کی حسرت ہی
آرزو ایک ہی کافر یہ مسلمان نکلا

جس وقت دختر سوداگر یہ غزل گا کر چپ ہوئی ایک سماں بندھا ہوا کسی کے منہ سے واہ نکل رہی تھی کسیکی زبان سے آہ کی صدا بلند تھی لقانے کہا کہ اے قدرت کی خاص الخاص بندی کچھ اور گا کیا تونے قدرت کو خوش کیا ہے یہ کہکر بالا شانو کا خلعت اُتار کر سوداگر بچی کے گلے میں پہنا دیا بس یہ دیکھکر دختر سوداگر نے کہا کہ یا خداوند میں اسکی محتاج نہیں ہوں کہ چکا ہو یا میرے باپ کے پاس بہت کچھ ہے لقانے جواب دیا کہ تو بُرا نہ مان یہ عطیہ قدرت کا ہے اسے صندوقچے میں جواہر کے رکھدینا اسکی برکت سے کبھی خالی نہو گا اب دختر سوداگر نے سلام کرکے لے لیا اور کہا کہ اب تو مجھ میں گانیکا دم نہیں ہے تھوڑی شراب پلوائیے پھر تو گاؤں لقانے اسیوقت حکم دیا کشتی شراب و کباب کی سامنے دختر سوداگر کے لاکر رکھی گئی لقانے کہا کہ میرا بہت جی چاہتا ہے کہ تیرے ہاتھ سے شراب پیوں اُسنے کہا میری تو عین تمنا تھی میں آپ پر کیا منحصر ہے ساری صحبت کو پلاؤنگی یہ کہکر جام بھر کر سامنے لقا کے لائی ہاتھ سے اسکے جام لیکر غٹ غٹ کرکے چڑھا گیا اسنے اور جام دیا لقا نے وہ بھی پی گیا بعد اُسکے اسنے کئی جام لقا کو دیے اور سریان شاہ اور بختیارک کو بھی کئی جام پلائے اور جو کچھ گلابیان بچ گئیں خدمتگاروں کو تقسیم کردیں طائفوں کو بانٹ دیں وہ بھی خوشی خوشی سب اُسیوقت پی گئے اور نشے میں آکر لقانے کہا کہ اے دختر سوداگر اے خاص الخاص بندی ہاں کچھ گا یہ سنکر دختر سوداگر نے کہا بہت خوب اور یہ غزل گانا شروع کی

غزل

نہیں محروم غیروں پہ جفا بھی	کچھ آخر اس ستم کی انتہا بھی	کبھی خلوت میں اسکا دخل تھا بھی	نہ آئی شرم کو آتی حیا بھی
جو وہ چتون پہ ہیں تیغ کے شقّہ بازی	جدائی تک ہی بس ہو ویلہ بھی	پر آیا مدعا ایسا نہ ضد ہے	نہ لب تک آسکے حرف مدعا بھی
توجہ تو ہو اسکی جس طرح ہو	پڑھا دیتی ہے کچھ دلکو جفا بھی	وہ کب سنتا بھلا کہتا کسیکا	خموشی کچھ نہیں تیرا گلا بھی
ہوئی پاس اسکے جانے سے دم نزع	نفس کے ساتھ ٹوٹا آسرا بھی	رہا جب غرض مطلب تک سمجھ دم	نکرتے ضبط الفت کا گلا بھی
جو تھا بیزار جینے سے شب ہجر	نہ اس کمبخت کو آئی قضا بھی	فراہیاب کر دلکو سمجھکر	رہے ہائے شوق کچھ پاس حیا بھی
نگہ کے تیر کسکو ڈھونڈتے ہیں	کہیں سینے میں ہے دل کا پتا بھی	تعلق کرچکے تم ترک جس سے	تکلف ہے آرزو اسکا گلا بھی

ہنوز یہ غزل ناتمام تھی کہ اک مرتبہ حیات جادو اٹھی اور کہا کہ بڑا ظلم کا ڈر اور میں ناچتی ہوں یہ کہکر اٹھی تھی جیسے ہی تو پڑا ایک لڑکھڑا کر زمین پر گری اسکی ساتھ والیاں دوڑیں کہ اُٹھائیں دیکھیں کہیں چوٹ آئی نہیں آئی ہے یہ خیال کرکے چلی تھیں آگے پیچھے جھینکیں مار مار کر سب گر پڑیں لقا اور سریان ہاتھ میں ہاتھ پکڑے ہوئے نظر نہیں کرتے ہوئے آتے تھے خیال میں تھا آیا کہ انکو گلے لگائیے پیار کیجیے انکو خبر بھی نہوگی جو جب شعر پڑھتے ہیں صبح تک خوب ارمان بوسہ بازی وہ سوئیں وصل میں قسمت مری بیدار رہتی ہے مگر قریب پہونچے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرے اور لوگ مع بختیارک اُٹھانیکو چلے تھے کہ بیہوش ہو ہو کر گرے جب تمام صحبت بیہوش ہو گئی اب تو سوداگر بچی تلوار کھینچکر سرہانے حیات جادو کے آئی اور نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو پے کفار قاتل و سفاک یا جانشین عمر منم چالاک یہ نعرہ کرکے سر حیات جادو کا کاٹنے لگا لیکن بزرادی حیات کی یہ اشعار عبرت آمیز کلام حسرت خیز پڑھنے لگی غزل

جہاں میں کوئی نہ یوں ہنسا ہوگا	کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا	دیکھیے غم سے آپکے مرا جی	نہ بچیگا بچیگا کیا ہوگا
جسنے قصہ ہمارے نالے کا	سنا ہوگا اگر سنا ہوگا	دل زمانے کے ہاتھ سے سالم	کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجھ غمزدہ کا جس جسنے	جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا	دلکے پھر زخم تازہ ہوتے ہیں	کوئی غنچہ کہیں ہنسا ہوگا
دل بھی اے درد قطرۂ خون تھا	آنسوؤں میں کہیں بہا ہوگا		

چالاک کی یہ کیفیت ہے کہ کبھی آگے بڑھتا ہے کبھی پیچھے ہٹتا ہے کبھی ارادہ قتل کرنیکا کرتا ہے کبھی کمسنی پر حیات جادو کی رحم آجاتا ہے پھر یہ بھی خیال کرتا ہے کہ اسنے تیرے آوازا و دم پہچان لیا تو رحم نہ کھایا اسیوقت پکڑ کر لیگئی اور سر بھی کٹوا دیے یہ خیال دل میں کرکے آنکھیں بند کرکے ہاتھ تلوار کا مارا

کہ سر حیات جادو کا کٹ کر جدا ہو گیا لاش تڑپنے لگی غلغلہ و داروگیر برپا ہوا انہا نے خوب مال و اسباب لوٹ کر
شاگردوں کو دیا کہ لیکر چلو اور خود بھی اسباب باندھنے لگا انکو تو یہیں چھوڑیے مگر اب حال سنیے خورشید جادو
کا یہ کہ تا خواب خرگوش سے بیدار ہوئی دیکھا کہ حیات جادو ابھی تک نہیں آئی بیقرار ہو کر تخت سحر پر سوار ہو کر
طرف باغ نریمان کے روانہ ہوئی لیکن اسوقت پہونچی کہ چالاک حیات جادو کو مار چکا ہے اسباب باندھ رہا ہے
کہ لیکر جاوے کہ اک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ارے او مفسد غضب کیا تونے کہ چراغ خانہ پیر گل کر دیا کہاں جائیگا
اور گھیر کے ایک ہاتھ زمین پر مارا کہ چالاک وہیں زمین میں سما گیا خورشید جادو زمین پر اتری دیکھا تو لاش حیات جادو کی
تڑپ رہی ہے بس یہ دیکھتے ہی چالاک سے کہا کہ او موسے یہ تونے کیا غضب کیا ارے تجھکو اسکی جوانی پر رحم نہ آیا
تیرا ہاتھ کیونکر اسپر اٹھا ارے باغبان تاک پودے کو نہیں کاٹتے تیرا کیسا سخت دل تھا کہ تونے اس نونہال چمن خوبی و
گل بستان محبوبی کو پامال و تاراج کیا چالاک نے جواب دیا کہ او کیا تو نے کیونکر میرے شاہزادہ بدیع الزمان
اور علمشاہ کو مارا اور تیرا ہاتھ اُنپر کیونکر اُٹھا اور میں تو خاص تیرے مارنے کو آیا تھا لیکن تیری قضا نہ تھی کہ بچ گئی
اور اسکی موت آگئی تھی کہ ہاتھ سے میرے جہنم واصل ہوئی اب تو میں گرفتار ہو گیا جو تیرا جی چاہے سو کر دکھلا کیا ہم میں
اپنی جانسے خود بیزار ہوں کیونکہ بعد ایسے شہریاروں کے زندگی کا مزا نہیں خورشید جادو نے کہا اچھا موسے
تجھکو ابھی کہیں گھبراتا ہے یہ کہکر اسم سحر کا پانی پڑھ کر کے بختیارک اور لقا اور نریمان شاہ وغیرہ کے چہرہ پر چھینٹا دیا کہ
انکو ہوش آیا خورشید جادو نے کہا کہ واہ خوب تم نے ہماری دعوت کی ہم تو لٹ گئے کہیں کے نہ رہے بختیارک نے کہا کہ
خورشید جادو میں سوداگر بچے کے آتے ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ خورشید جادو
بہت ہشیار ہیں وہ بڑے بیٹے کو ہوشسے دریافت کر لینگی کیونکہ ساحر شمشیر ہے استاد کی آنکھیں دیکھے ہوئی ہیں جوابدیا
ملک جی اس چھوکری کے باعث سے اندھی ہو گئی اور اب سے میں بغیر اسکے کیونکر زندگانی کرونگی میں تو اسی سے اپنا جی بہلایا
کرتی تھی آنے پر راضی نہوتی تھی یہی چھوکری ضد کرکے مجھکو یہاں لائی بلکہ اسکو بھی اسکی قضا کھینچ لائی تھی یہ کہتی جاتی
تھی اور روتی جاتی تھی کہ دل میں یہ خیال آیا کہ اے خورشید جادو کہیں ایسا نہ ہو کوئی اور بلائے ناگہانی تجھپر بھی نازل ہو
مگر جلد لاش کو حیات جادو کی تخت پر ڈالا اور چالاک کو کمند سحر سے باندھکر ساتھ لیا اور روتی پیٹتی طرف
روانہ ہوئی جسوقت اندر شہر مینا کے داخل ہوئی لاش کو حیات جادو کی اپنے سامنے رکھا لپٹ کر لاش سے
کہ اے شمع محفل من وای گل بستان من ای باعث زندگانی اب تو داغ جاودانی ہو گئی افسوس ہے کہ تو قتیل اس مو
آئی تھی بلکہ تجھکو تیری قضا لائی تھی اب میں بغیر تیرے کیونکر جیونگی اور بال تمام سر کے نوچے پچھاڑ کھائی
خوب روئی پیٹی اخگر جادو سے کہا کہ جلد سر اس موسے کا کنگورے پر چڑھا دو اُس نے کہا بہت خوب حسب دستور
سر چالاک بن عمرو کا بھی کاٹ کر کنگورے پر چڑھا دیا لاش برابر اور لاشوں کے لٹکا دی خورشید جادو نے حیات جادو
کی قبر بنائی اور فقیرانہ لباس پہنکر بشکل قمری غم میں اس سرو قامت کے شور نالہ و فغان بلند کیا مگر اسطرف ہرکاروں نے
خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچائی کہ چالاک نے عیاری کرکے حیات جادو کو مارا مگر آپ بھی دام مکر میں اس رشک
سامری یعنے خورشید جادو کے گرفتار ہوا امیر دعا کرنے لگے کہ خداوندا بچانا چالاک بن عمرو کو اسنے بہت بڑا کام کیا
کہ چراغ گھر کا خورشید جادو کے گل کر دیا ہے اب وہ اسے زندہ کاہیکو چھوڑیگی کہ ناگاہ ایک دوسری جوڑی ہرکاروں کی
سامنے نمودار ہوئی گرد و غبار میں آلودہ پسینہ سر سے جاری منہہ پر ہوائیاں اُڑتی ہوئیں امیر نے کہا خدا خیر کرے
ہرکاروں نے عجز آگاہ پیشے سلام کیا و نامہ ترقی اقبال و جاہ دی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو آپ کے پیشخدمت نامدار

سر آسکا کنگورے سے پرے پڑا ہوا ہی اور لاش لٹکی ہوئی ہی یہ سنا تھا کہ عمرو نے گریبان پھاڑا سر زمین پر دے ملا کہ غش ہوگیا ور تے روتے ہچکی لگ گئی اور خنجر نکالکر چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ خواجہ کیون خسر الدنیا والآخرۃ ہوتے ہو ہین دیکھو کہ کیسے شیر سے بیٹے آنکھون کے سامنے سے اٹھ گئے اور جیتے بیٹھے ہین دیکھو اولاد کا غم ایسا ہوتا ہی کہ سوا صبر کے چارہ نہین ہوتا جسطرح ہمنے صبر کیا تم بھی صبر کرو بلکہ دشمن کے مارنے کی تدبیر کرو عمرو بولا کہ حمزہ میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین امیر نے مشیران سلطنت کو جمع کیا صلاح ہونے لگی سبھون نے کہا کہ سوا عمرو کے اور کسیکا یہ کام نہین ہی فرمایا کہ وہ تو بد حواس ہو رہا ہی مگر رقعہ پچاس ہزار تومان کا لکھکر صحن بارگاہ مین ڈالا کہ جو خورشید جادو کو مارے یہ اسکا ہی عمرو نے دوڑکر وہ رقعہ اٹھالیا اور کہا کہ کچھ امید مقرر نہین ہی شاہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ کا داغ دلپر ابھی چلا لاک کا غم دوبالا ہوا ہی زندگی اپنی مجھکو گوارا نہین ہی مین ابھی جاتا ہون یا تو اسے جہنم واصل کیا یا اپنی جان دی امیر رونے لگے گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ خواجہ تم ہرگز نجاؤ تمھارے ہوش و حواس بجا نہین ہین عمرو بولا کہ حمزہ تیرا صدمہ بھی دیکھا نہین جاتا اور ایسے مقام پر سوا عمرو کے کوئی جانبازی نہین کر سکتا جو کچھ ہو سو ہو مین ہی جاؤنگا اور حمزہ اب عمرو تجھسے رخصت ہوتا ہی دیکھیے پھر زندگی مین ملاقات نصیب ہو یا نہو امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا مجھسے ہوئی ہو اُسے معاف فرمائیے اسلیے کہ عمرو نے تجھسے الفت گستاخیان کی ہین یہ سنکر امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور فرمایا کہ اے زینت بخش تخت سلیمانی وا زیب دہ مسند صاحبقرانی مین بیکسان وا ای یار غریبان خبردار ہے کہ تو بھی بلا مین گرفتار ہو جاے حمزہ بہت تجھسے امید رکھتا ہی کہ ابد تیرے البتہ اوس میلا غفلت دشمنون کے محفوظ رہیگا اگر تجھے یقین مرگ ہی تو ہرگز نجا مجھکو ایکدم جدائی تیری گوارا نہین ہی اور تمھکو یاد سے لپٹ گئے کہ خواجہ فرزند ہون تو تمپر سے نثار کردون اور بادشاہ اسلام اور سرداران عالیمقام رونے لگے عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے دیکھا کہ مین نے کیسے کیسے ساحرون کو مارا ہی یہ کہاں کا تا ہی اسکو بھی جاکر واصل جہنم کرونگا یہ کہا کہ مجھکو رخصت ہی اور کہا کہ کوئی صاحب نہ گھبرائین لیکن دعا کا وقت ہی مین جانبازی کو جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے صاحبقران اور باقی سردار جب بارگاہ سے باہر آئے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دوستی نہین ہین دشمنی ہی کہ تو مجھے انگشت نما بناتا ہی کہ یہ مشہور ہو جائے کہ عمرو عیاری کرنیکو جاتا ہی فہم و فراست سے بعید ہی بس تشریف لیجائیے میرے حق مین دعا کیجیے امیر سردارون سمیت دعا کرتے ہوئے پھر آئے عمرو اپنے خیمہ مین آیا جو کچھ اسباب عیاری و درکار تھا لیا اور کمر مرگ پر مضبوط باندھکر روانہ ہوا بقصد قتل خورشید جادو جہان خورشید جادو غم مین حیات جادو کے صف ماتم بچھائے ہوئے چار سو جادوگرنیون سمیت سیاہ لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہی تخت پر قبر حیات جادو کی ہر دم قبر سے لپٹتی ہی اور پکارتی ہی کہ بیٹا حیات جادو ہمین آرزو تھی کہ تمھاری شادی کرینگے سو تم تو شادی مرگ سے ہمکنار ہوئے اب مین روسیاہ قیطاس کو مین جاکر کسکو کیا منھ دکھاؤنگی جو کوئی پوچھیگا کہ حیات جادو کو کہان چھوڑ آئین تو کیا جواب دونگی ہائے ہم تجھ ارمان زمانے سے ہم تجھ کہین نا شاد و نامراد جہان سے گیا ہائے کیا جانتی تھی کہ دشمنی مین آکے اوس مجھپر پڑ جائیگی کہ کشتہ ہی اشاد فتنے تھا کہین ملجائیگی کسکا کوسا لاگ گیا میری نوجوان کو کسکی نظر کھا گئی حیات جادو کیا جلد مجھے سوت لگی مین کہا اے وہ مونہ بسورون بھی ہین کرنے ہی تھی اور ساتھ والیان بھی رو رہی تھین کہ اخگر جادو نے آکر کہا کہ ملکہ بختیارک شیطان درگاہ خداوندی تھا کیطرف سے ماتم پرسی کا خلعت اور حاضری لیکر آیا ہی دروازہ پر شہر پناہ کے کھڑا ہی اخگر جادو سے کہا کہ آسے اندر قلعہ کے لے آ اخگر گیا اور اپنے ساتھ لے آیا بختیارک جب سامنے آیا رونے لگا

بختیارک

خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی حیات جادو کہو بیٹھے ہی مار گئیں یہ کہکر خوب روئی بختیارک نے گریبان چاک کیا رنگ کا
بعد اسکے خوان خاصے کے سامنے رکھے اور کشتیاں پوشاک کی لگائیں اور کہا کہ ای خورشید جادو مقدر میں یہی لکھا
تھا جاری ہوا اب گریہ و زاری نالہ و بیقراری سے کچھ فائدہ نہوگا شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال صد سال میتوان تبا
گریستن ۞ اب خداوند فرعون شاہ تمھین سلامت رکھے حیات سے ہزار کا عوض خدا پرستوں سے لو اور کون ایسا ہی جو حیات تھا
کیواسطے نہین رویا ہی جسنے ایکبر تبہ اسکو دیکھا ہی وہ روتا ہی خورشید نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر تصویر اسکی
میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہی ہر چند چاہتی ہوں ضبط کروں دل نہیں مانتا شعر نا رہا ہر چند میخواہم کہ پنہان
بر کشم ۞ دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن ۞ اور اب صبر کیونکی تو کیا کرونگی مگر لیکا یک صبر کیونکر آئیگا ابھی تو تازہ
کہا و ہی رفتہ رفتہ صبر آئیگا بختیارک نے کہا درست ہی اور ملکہ خورشید جادو یہ تمھارے پیٹ سے نہ پیدا ہوئی تھی
فقط تمنے اسے پالا تھا اسپر یہ محبت کا عالم ہی خورشید نے کہا ملک بختیارک محبت پالنے کی زیادہ ہوتی ہی اور مین نے
تو اسپر بڑی محنت کی تھی اسکی ماں اسکو دو برس کا چھوڑ کر مری تھی مین نے ننھی سی بوٹی کو پالا پرورش کیا اور سحر اسقدر
تعلیم کیا کہ اپنے برابر کر دیا تھا اور اسکو بھی مجھسے ایسی محبت تھی کہ میرے آنیکے بعد ایکدم فیلطاس کو وہ مین نہین رہی یہان
اکیلی چلی آئی آخر اپنی جان دی بختیارک نے کہا سچ ہی مگر ملکہ خورشید جادو اس درد میں تم کیسی مردہ ہو گئی ہو
ساتھ والیوں سے کہا کہ دو روز سے کھانا تو کھایا نہیں بختیارک بولا ای خورشید جادو تھوڑا کوئی ٹکڑا کھا لو
ارے کوئی ہی جلد پانی لاؤ منہہ ہاتھ دھلاؤ غرض خورشید جادو نے بجبر و کرہ ہاتھ دھویا نوالا توڑا اور پکاری کیون حیات جادو آج روز
نہیں تھی کہ تم جاری کر کے گی پاس آتی ہائے ہمیں تمھاری بکہتی کھانا نصیب ہوا اب صورت خورشید جادو کی یہ
کہ نوالا ہاتھ میں ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں بختیارک نے کہا کہ ملکہ اس تصور کو جانے دو کھانا کھاؤ خورشید جادو
نوالا منہ کے برابر لائی تھی کہ دھوان نوالے سے اٹھا خورشید جادو جھجکی لیکا یک پتلی پیدا ہوئی اور آستے پکار کر کہا ای
خورشید جادو اس کھانے میں بیہوشی ہی اور وہ پتلی غائب ہو گئی یہ پتلی پیر اسکا تھا یہ ساحرہ ایسی زبردست ہی کہ اسکا
پیر اسکی حفاظت کرتا ہی بس خورشید جادو نے نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا اور پکاری کہ باش او دزد عیار بکیا گردن تو
مجھکو بختیارک بنکے فریب دینے آیا تھا اگرچہ میں اپنے حال میں گرفتار ہوں کہ مجھے تن بدن کا اپنے ہوش نہیں ہی مگر ایسی
نہیں ہوں کہ تیرے فریب میں آجاؤنگی ای مکار تو نے غضب کیا تھا عمرو نے کہا ای ملکہ خورشید جادو آپ کیا فرماتی ہیں
کیا بارہ دری میں بھائے نظر آتے ہیں آپ غم میں حیات جادو کے مجنون ہو گئی ہیں دوست آپکو دشمن معلوم ہوتا ہی
ذرا مجھ پوچھکر بات منہ سے نکالا کیجئے خورشید پکاری او خیرہ سر تو سمجھے اور کوئی سمجھا ہی میں تجھے خوب پہچانتی ہوں
عمرو کو یقین ہو گیا کہ یہ مجھے جان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگ جاے خورشید جادو نے لے کہکر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین
پانوں عمرو کے پکڑ لیے خورشید جادو نے عمرو کو پکڑ کر سامنے ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ یہ کھانا پھینک دو کہ اسی
اثنا میں خبر ہوئی کہ بختیارک کھانا لیکر آیا ہی کہا بلاؤ بختیارک سامنے آیا سلام کیا کہا کہ میں نے سنا تھا ملکہ مرشد زادی نے
تشریف لائے تھے کہا کہ ملک جی دیکھو وہ بندے کھڑے ہیں ہمکو بیہوش کرنے کیواسطے آئے تھے سمجھے تھے کہ یہ غم میں مبتلا ہی چالاک سے
سو بیہوش پکڑے گئے ہیں بختیارک نے کہا آپ ہی کا کام تھا او عمرو کو سلام کیا اور کہا پیر و مرشد نے بارہا ایسے چالاک دیکھے
تھا مگر اتفاق یون ہوا تھا خیر لیکن آپکو قضا نہیں ہی کوئی آپکو مار نہیں سکتا آپ گرفتار ہیں جب بھی غالب ہیں
خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی ایک لمحہ تو اسے مہلت نہ دونگی ساتھ والیون سے کہا کہ بلاؤ کچھ کھانا چاہئے غرض خورشید
اسکو کچھ کھانا جو بختیارک لایا تھا نذر بار کیا ساتھ والیون کو بھی کھلایا بعد اسکے عمرو سے کہا کہ کیون او دزد عیار کیا گزنا

ٹکڑے ٹکڑے ساحروں کے نثار کر دیے عمرو نے کہا کہ خدا چاہیگا تو تیری بھی مینخ مارونگا بختیارک بولا آج ہی آپ تو
مرنا جانتے ہی نہیں انکو بیشک آپ مارینگے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی دیکھو ابھی سر کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے پرچہ کئے
دیتی ہوں اور کہا کہ بلاؤ اخگر جادو کو اسیوقت اخگر جادو حاضر ہوا کہا کہ جلد اسکو قتل کر اخگر جادو تلوار کھینچکر
سر پر عمرو کے آیا حکم کا منتظر ہی خورشید جادو نے دو حکم دیے ہیں تیسرا حکم دینے کو ہی اور بختیارک کہہ رہا ہی
کہ مرشد کو مرنیکی عادت نہیں ہی کوئی آپکا کچھ نہیں کر سکتا بھلا آپ مر گیا چاہیے کہ ایک تیلی کھڑا ہو کر سامنے خورشید جادو
بیٹھا اور پکارا کہ میں نامہ لایا ہوں قیطاس جادو کا سنتے ہی خورشید جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ میرے پاس آ وہ اسکے
ہاتھ پر آ بیٹھا خورشید جادو نے دیکھا کہ خط اسکے گلے میں پڑا ہوا ہی اسکو گلے سے نکال کر کھولا قیطاس جادو نے
لکھا تھا کہ نور نظر و ای قوت بصر بیرو مادر ای دانشمند ای فرزند ارجمند بیٹی خورشید جادو اگر وہ دزد بارگاہ سالار
سالار زادہ عمرو عیار ہاتھ تمہارے لگے تو ہم اسکی صورت سے نہایت مشتاق ہیں زندہ ہمارے پاس اسے
بھیجدینا اور اگر ابھی نہ گرفتار ہوا ہو تو کوشش کرکے اسے پکڑو اور اگر وہ گرفتار نہ ہوا تو لشکر حمزہ پر ہرگز فتح نہ
ہوگی اسکا پکڑنا لازم ہی اور ای بیٹا جب تجھے رخصت ہوئی تھیں اسوقت بھی میں نے انکو اسکے مکر و فریب سے آگاہ
کردیا تھا اور کام ملتوی رکھو مگر اسے جلد اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجدو یہ پڑھکر نہایت خورشید جادو خوش ہوئی
اخگر جادو سے کہا کہ تو عمرو کے سر پر سے ہٹ جا اسکی قضا یہاں نہیں ہی اور بختیارک کیطرف دیکھکر کہا کہ اگر اسکو میں نے
مار ڈالا ہوتا تو کیا روسیاہی پدر بزرگوار سے مجھکو حاصل ہوتی مگر شکر ہی سامری و جمشید کا کہ عمرو ابھی زندہ تھا
بختیارک بولا خیر باشد کیسے تو پکاری کہ باباجی مرے نامہ میں کیا لکھا ہی زندہ اسے طلب کیا ہی اگر یہ مارا جاتا
بھیجیئے بختیارک نے اشارے سے کہا کہ سر کٹوا کر بھیج دیجیے کہا کہ یہ نہ ہوگا اور اپنی ساتھ والیوں سے کہا کہ تم میں ہی
کوئی ایسا کہ اسکی قید قیطاس کو لیجاے کسی نے جواب نہ دیا بختیارک نے کہا کسکی شامت آئی ہی کہ قید مرشد کا لیکر
جاے خورشید جادو نے پھر دوسری دفعہ کہا کہ ہی کوئی تم میں ایسا کہ قید عمرو کی قیطاس کو لیجاے سبھوں نے بالاتفاق
کہا کہ بلاؤں کون یہ بار گراں اٹھاے جو یہ مکار چھوٹ گیا تو بدنامی کسکی ہوگی اور یہاں اپنے شہر کے شہر جادوگر کے
نثار کر دیے یہ وہ شخص ہی کہ چاہ الیاس کو جسنے برباد کیا ملکہ ماہ جادو شہنشاہ ساحران کو مارا ہمیں یہ سوالی
گوارا نہیں ہی خورشید بولی او مردار تم اس قابل نہیں ہو میں خود اسکی قید قیطاس کو روانہ کرونگی
اور اسیوقت ایک عرضی اپنے لکھی کہ ای پدر بزرگوار میں عمرو کو قتل کیا چاہتی تھی کہ اسیوقت نامہ آپکا پہونچا
میں نے حسب الحکم عمرو کو آپکے پاس بھیجدیا ہی آپ اسے دیکھکر سر کاٹ کے میرے پاس بھیجدیجیے کہ میں باقی خدا پرستوں کا
استیصال کرکے خدمت میں حاضر ہوں اور اب انکے قتل میں ایک دن کی دیر ہی ادھر سر عمرو کا آپنے بھیجا اور
میں نے باقی خدا پرستوں کا خاتمہ کیا فقط زیادہ حد ادب یہ خط لکھکر لفافہ میں کرکے مہر اپنی اسپر ثبت کی اور گلے میں
عمرو کے ڈالا اور ایک کوزے گلوٹے میں پانی منگوا کر گرد عمرو کے چھڑکا اور کچھ پڑھکر شیشہ تلی ہاتھ سے پٹخ کر گرد عمرو کے پھینکا
اور قفل آتشین سامنے رکھا پہلے تو گرد عمرو کے رائی سرسوں کے دانے پڑھکر مارے کہ ایکبار اوس پر گنبد شیشے کا گرد عمرو کے
بن گیا پھر کاڈو تل اس قفل پر مارے کہ اسمیں سے شعلہ بھڑک کر گرد اس گنبد کے قائم ہوا تب جادوگر دوسری دفعہ سحر کیا
وہ گنبد زمین سے اونچا ہوا معلق ہوا تیسری بار سحر کیا کہ وہ گنبد آتشین غن غن کرتا ہوا جادو نے آگے ہوا پر اسو ما آسمان
روانہ ہوا خورشید جادو نے کہا کہ دیکھا تمنے قید عمرو کی ہمنے کس ترکیب سے قیطاس کے دروازے تک وہ ابھی گنبد پہونچا کا
خوف ہی نہیں ہی سبھوں نے ہاتھ جوڑے قدم لیے کہ آپکا مثل نہیں ہی آپ خاص شاگرد ہیں سامری جب سامنے نیز جادو کی خورشید

کہا کہ صاحبو وہ تو مجھسے خوش ہی بلکہ یہ میرا اُسی طرح کا ہی حقیقت مین شاگرد رشید ہون بختیارک نے کہا اگر آپ خفا نہون تو کچھ عرض کرون کہا کہو کہا
ای ملکہ خورشید جادو تھی ایک بلا قیطاس کوہ پہنچی اب مرشد جا کر سبکو ماریگی ایک گرز زہر کھلتے خورشید بیت تھا ہولی کہا کہ شہر البیبیہ تھیں
کیا واہیات بکتا ہی فال بد منہ سے نکالتا ہی بختیارک بولا کہنا ہمارا معلوم ہو جائیگا اُسوقت ہم سلام کرینگے خورشید جادو لکاری اچھا
کیا مضائقہ ہی بختیارک تو افسوس کرتا چلا گیا کہ مرشد کیا خوب بچے ہین اور خورشید جادو و مہر قمر حیات جادو وا
کی مصروف گریہ وزاری ہوئی لیکن یہان شہر قیطاس کوہ مین قیطاس جادو تخت سلطنت پر متمکن ہی اور ساحران
نامی وگرامی گرد و اطراف مین کرسیون و سنگلون پہ بیٹھے ہین اور ذکر خورشید جادو و حیات جادو کا ہو رہا ہی کہ
وہ گنبد آتشین آسمان پر نمایان ہوا سبنے دیکھا کسی نے کہا کہ یہ موکل کسیکا جاتی ہی دوسرے نے کہا کہ ہان کسی جادوگر کا
سحر بھیجا ہوا ہی ایک بولا کہ ارے یہ گنبد تو یہین آتا ہی کہ اس اثنا مین وہ گنبد صحن بارگاہ مین اُترا دیکھا سبنے
کہ گنبد شیشے کا ہی اور گرد اسکے شعلۂ آتش ہین اور ایک شخص کہ جسمین سحر ہی اسمین بند ہی ایک خط گلے مین اسکے پڑا ہی
قیطاس جادو نے کہا کہ صاحبو پہچانو اسے یہ کون ہی ایک بولا کہ معلوم ہوتا ہی کسی نے جن کو قید کرکے بھیجا ہی کوئی
بولا کہ یہ دیو کی قسم سے ہی کوئی بولا کہ آدمی ہی قیطاس جادو نے کہا کہ یہ وہ شخص ہی جسنے شہر کے شہر ساحرون کے
نیست و نابود کر دیے خدائیان برباد کر دین یہ بڑا مکار یعنی عمرو عیار ہی میری فرزند دلبند ملکہ خورشید جادو نے
اسکو گرفتار کرکے بھیجا ہی یہ کہکر منتر کے دانے پڑھکر جو مارے تو گنبد شق ہوا شعلۂ آتش غائب ہو گیا عمرو زمین پر
بٹھا رہ گیا قیطاس جادو نے خط گلے سے نکالکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا سبسے کہا کہ یہ دیکھو خورشید جادو نے
بڑی مشقت سے اسے پکڑکر بھیجا ہی اور تاکید لکھی ہی کہ جلد سر کاٹ کر اسکا بھیجدو تو صاحبو اب شام تو ہو چکی ہی کل صبح
تمام خلائق کے سامنے اسے قتل کرونگا رات بھر کوئی ساحر اپنے پاس رکھے صبح کو ہمارے پاس لاوے کہ ہم قتل کرین سبنے
کانون پر ہاتھ رکھے کہ اس بلا کو کون اپنے پاس رکھے یہ مکار زمانہ ہی اگر چھوٹ گیا تو موجب ہماری تباہی کا ہوا اور اسی کے
باعث سے کیا ساحران شہر قتل ہوے ہم مین کوئی اپنے پاس نرکھیگا یہ سنکر قیطاس جادو متفکر ہوا اپنے دل مین کہا
کہ عمرو اپنے جی مین کہتا ہوگا کہ کوئی قیطاس کوہ مین ایسا نہین کہ تیری قید اپنے پاس رکھے بعد تھوڑی دیر کے سر
اُٹھا کر کہا کہ صاحبو ہمنے ایک شخص کو تجویز کیا ہی کہ لائق اس کام کے وہی ہی اور چوبدار سے کہا کہ جاکر ہماری دایہ
نرگس جادو کو بلا لاؤ چوبدار گیا ایک گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک پیرزال کہ سر کے بال اُسکے سفید ہین مانند
سن کے گالے کے سر ہو رہا ہی ہاتھ مین عصا ہی سر پر بندھا ہوا سیاہ فام ماتھے پر جھریان پڑی ہوئین صابری کُرتا پہنے ہوئے
اوپر تسمہ کمر مین بندھا ہوا نیلی سوسی کا لہنگا پانون مین پہنے نیلی اوڑھنی اوڑھے ہوئے اژدہے پر کاٹھی کسا ہوا
اُسپر سوار کبیر السن نہ منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت پلپلا ہین کو ہو سامنے آکر اُتری قیطاس جادو و ساحرون سمیت
تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا نرگس جادو نے دونون ہاتھون سے بلائین لین پاس آکر بیٹھی اور کہا کہ بیٹا آج مجھکو
کسواسطے یاد کیا ہی تیرا صدقہ کونے مین بیٹھی ہوئی کھاتی ہون تجھکو دعائین دیتی ہون قیطاس جادو نے کہا کہ
دائی امان تمکو ایک کام ضروری کیواسطے تکلیف دی ہی دیکھو تو وہ سامنے کون ہی نرگس جادو نے عمرو کو دیکھا پہچانا
کہا کہ بیٹا یہ بلا کیونکر تیرے پاس آئی بولا کہ تمہاری پوتی خورشید جادو نے دربند قسطلوریہ پر سے پکڑ کر اسے بھیجا ہی لکاری
کہ ارے پھر اسے مار کیون نہ ڈالا یہ تو علامۂ دہر ہی اسنے تو تمام خاندان ساحرون کے برباد کر دیے شفطلیا باد مین
مین موجود تھی جب اسنے وہانکے ساحرون کو مارا ہی بیٹا جلد اسے قتل کر قیطاس جادو نے کہا کہ ای امان ایک شب تو اسے
اپنے یہان قید رکھو نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا کیون تو اس بڑھاپے مین میرے منہ پر کلنک کا ٹیکا لگایا چاہتا ہی مجھسے نہوگا

کہیں قید اسکی اپنے پاس رکھون قیطاس جادو بولا ای امان میرے یہان کوئی امر قابل نہین کہ قید عمرو کی اسکے سپرد کردن
اور آج ہی رات بھرکا تو واسطہ ہی کل صبح کو تو مین اسے منگوا لونگا اور کشتی خلعت کی تو ہزار دیونگا منگوا کر سامنے نرگس جادو کے
رکھا اُسنے بہت سی دعائین دین اور کہا خیر خاطر تیری مجھے عزیز ہی یہ کہکر اُٹھی اور عمرو کا ہاتھ پکڑکر کھینچا کہ آمو شیطان سے
استاد عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ خدا اس لکاتے سے بچے نرگس آکر اپنے اژدہے پر بیٹھی عمرو کو پیچھے اپنے ڈال لیا
اور مکان مین اپنے آئی عمرو نے دیکھا کہ چہار دیواری کھنچی ہی کہگل گوبری کی ہوئی پوتا پھرا ہوا دو پلڑا چھپر پڑا ہوا
تمام صحن مین جھاڑو دی ہوئی ایک طرف چولھے بنے ہوے ہانڈیان اسپر رکھی ہوئین ٹلو ٹھیان تھالیان دھری
ہین ایک طرف چرخہ رکھا ہی اسکے پاس مٹی کی رکابی مین دو ایک ٹکڑیان روٹیان بنی ہوئی ایک سرکنڈے کا ٹکڑا رکھی
ہین چھوٹی رال رکھی ہی ایک طرف کوٹھریان اناج کی کسیمین گیہون کسی مین چانول کسی مین دال بھری ہی چھینکے پر
گھی کی ٹھلیا لٹکی ہی ایک مدریا سڑا سا جسکا کپڑا تمام اڑگیا ہی صرف نرکل باقی ہی رکھا ہوا ہی نرگس جادو نے
آواز دی دیکھا کہ اک دو کہاریان میلے لہنگے پہنے ہوے دوپٹہ کثیف اوڑھے ہوے وحشت صورتین آکر سلام
کیا کہا کہ ارے وہ پنجرہ تو لاؤ یہ جاکر ایک پنجرہ کسی گوشے مین رکھا تھا اُٹھا لائین نرگس نے پنجرہ لوہے کا تھا کہ جادو
عمرو کے منھ پر تار چڑھائے قفل دیا چھپر مین لٹکوا دیا اب ایک پیڑھی پر کہ کانس کے بندون سے بنی ہوئی تھی وہ
بھی ٹوٹی ہوئی سامنے بچھا کر بیٹھی دونون کہاریون نے ماشکی کھچڑی تیار کر رکھی تھی لکا کر کٹھری مین سامنے رکھی
تیل سے بگھار کا اک آم لکا لکر اسپر رکھدیا تھوڑا سا گھی پیچے پر رکھکر دیدیا اس لکاتہ نے وہ سب زہر مار کیا بعد اسکے
حقہ پینے لگی پھر کہاریونسے کہا کہ ارے میرا طنبورہ تو اُٹھا لاؤ وہ جاکر ایک طنبورہ ٹوٹا سا رنگ بھی اسکا اکھڑا ہوا
کھونٹیان بھی ہلتی ہوئین تار بھی زنگ آلود غلاف بھی اسقدر سڑا کہ ابرا بالکل ندارد استر مین بھی جا بجا چھید ہین
چھوڑو لپیٹ کر باقی رکھی ہی تو گدڑی کا جھونجھ معلوم ہوتا ہی غرضکہ شب ماہ تھی چاندنی مین بیٹھکر طنبورہ بجاکر گانے
لگی وہ دونون کہاریان تعریف کرنے لگین عمرو نے دیکھا کہ اس تحفہ کو آتا جاتا تو کچھ بھی نہین مگر شوق ہی دلمین کہا کہ
لا اُلہ تدبیر تو کرو اگر کارگر ہوئی تو خیر ورنہ قضا تو آہی چکی ہی یہ سوچ کر گو منھ بند تھا مگر نکی کی تان یہانسے انھون نے
سر طنبورے سے ملا کر لی نرگس جادو یا تو طنبورہ بجا رہی تھی یہ آواز خوش جو کان مین آئی طنبورہ ہاتھ سے رکھکر لگی سننے
کہ یہ آواز کسکی ہی مگر وہ تو اسنے طنبورہ رکھا اُدھر عمرو بھی چپ ہو رہا نرگس جادو نے چارطرف دیکھکر ان کہاریون سے
کہا ارے تمنے بھی کوئی آواز سنی تھی انھون نے کہا وریان ہم تو آپکی آواز کے عاشق ہین ساحری کی قسم بڑھاپے مین
تو یہ آواز آپکی ہی جوانی مین کیا عالم ہوگا نرگس نے کہا اب مین ایسی بڑھیا ہوگئی کہ مردار و تم بھی مجھے بڑھیا کہتی ہو
ہان اب کمسنی کا زمانہ نہین باقی کسی وقت مین تین لاکھون کے گلے کٹوا دیے ہزارون کو زہر کھلوا دیا اب بھی اگر کسی
جوان کو بلا آؤ تو تماشا دکھا دون وہ ڈر کے مارے چپ ہو رہین عمرو نے دلمین کہا کہ اللہ ری تیری خرمستی ابھی تک
چولہا روشن ہی نرگس پھر طنبورہ بجا کر گانے لگی عمرو نے پھر نکی کی تان کی نرگس کی جان آواز سے لڑی ہوئی تھی بس
طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا عمرو پھر چپ ہو گیا نرگس نے پھر ان دونون کہاریونسے کہا کہ کیون کہو تمھارے کان مین آواز آئی
جواب دیا کہ بلا لون ہان سچ تو ہی ہمنے بھی سنی کیا اچھی آواز ہی کہا ارے دیکھو کسکی آواز ہی کون ہی مرحبا شخص کیا کوئی
نہ معلوم ہوا کہاریون نے کہا کوئی آسمان پر گاتا ہوا جاتا ہوگا آپ طنبورہ بجائیے نرگس جادو پھر طنبورہ بجا کر گانے
لگی مگر سب طرف چوکنا ہونیسے دیکھ رہی ہی کہ عمرو نے پھر نکی کی تان لی اسنے دیکھا کہ پنجرے مین سے آواز آتی ہی پکاری
او موے معلوم ہوا یہ تو گاتا ہی ارے پنجرہ تو اس نگوڑے مارے کا اُتار لاؤ وہ دونون کہاریان پنجرہ عمرو کا اُتار لائین

نرگس نے کہا کہ اسے آپکا اشتیاق ہے کہا آہستہ بند پنجرے سے لٹکا کر کوٹھری کے اشعار سنکر آرام آیا لیکن ایک گانیکی
پنجرے میں آپ عمرو سے کہا کہ نا شور ... کیا آپ وہ کوٹھری کا سکے چپ ہوں یا نرگس پکاری اور کہا عمرو نے کہا دایہ صاحب
جو شخص قید میں گرفتار ہوا وہ یہ خیال ہوکہ مجھکو گردن مارا جائیگا وہ کیسا گائے گا اُنکا اندوہ کیا خوب قدر دانی آپکی ہو کیا
آپ اذیت میں مجھے کا اس ... پنجرے سے باہر نکالیے ہاتھ پانوں میرے تابوت ... پنجرے سے آ آ رہے کہ دشت
آواز کا جا سکے مجھے اچھی طرح سنیے نرگس جادو نے کہا او ہو سے تو مجھکو وہم ہوا تھا کہ اسی گانے کے قریب ہیں
پنجرے کو کوٹھری سے اُتروں ... بریاد کر دیکے میں تیرے ... نہیں آنیکی اور مجھکو رحم کرکے عمرو کو دا غنا شروع کیا عمرو نا چار ہو کر گانا

منزل ہجر سے انجام کو پاؤنگی کیونکر	ار آپ ... کو کریں وہ درد سے کوچہ ... کیونکر	اس ... کا سبب آنکھ بنا ہیں کیونکر
ہاتھ بگڑی ہوئی ایسی قسمت بنا ہیں کیونکر	... رہتی ہے تو تیر پالی ہوا اور کی	... نہیں دیکھیں جا ہیں کیونکر
شعلہ داغ دل آنسو سے بجھے کہتا ہے ہوا	روشنی کرتی ہیں گل تیز ہوا ہیں کیونکر	وہ سہاتی ہیں یاد آ کے ... زلف کی
... ملتی ہیں سر سے یہ بلا ٹالیں کیونکر	... تو کچھ کہتا ہے اور اُنکی ہے کچھ ...	ایسے دور ... والوں کو منا ہیں کیونکر
آہ کی تاثیر اگر تیری زبان رکھتی ہے	... وصال کی فرقت میں دعا ہیں کیونکر	یہ غزل گا کر عمرو چپ ہوا تھا کہ آ ...

پھر سیتوں سے داغنا شروع کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر گانے لگا لیکن دل میں کہتا ہے زدہ قصہ اگر چھوٹا
تو پہلے تیری بیخ ماروں گا لیکن اسکی یہ کیفیت ہے کہ جب عمرو چپ ہوتا ہے سیخ سے داغتی ہے اور گوائی ہے انہیں تو چھوٹ کر
لیکن ایک بیبی ہے قیطاس جادو کی نام اسکا مہتاب جادو ہے قیطاس جادو اسے بہت عزیز رکھتا ہے اسوقت
یہ باپ پاس سے اپنے گھر جاتی ہے طرف باغ گل خنداں کے راستے میں مکان ہے نرگس جادو کا جب قریب اسکے پہونچی
آواز گانے کی کانمیں اسکے آئی ... ہو گئی وہیں ٹھہری ساتھ والیوں سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے عرض کیا کہ نرگس جادو
آپکے والد کی دایہ کا مکان ہے کہا کہ جلد دروازہ کھلوا ؤ چوبدار نے دروازے کو ہلا دیا کہا کہ جلد دروازہ کھولو شہزادی
کھڑی ہوئی ہے نرگس عمرو کو مار رہی تھی آواز چوبدار کی کانمیں پہونچی نرگس جادو نے کہا جہاندیدہ ہو مجھکو
کہ مہتاب جادو آواز عمرو کی سنکر آئی ہے جلد سے پنجرہ عمرو کا کونے میں رکھ دیا اور کوٹھری کا پردہ لٹکا فرزانی
ڈالکر چھپا دیا اور دروازہ کھلوا دیا مہتاب جادو اندر مکان کے آئی نرگس جادو کو سلام کیا نرگس نے بلائیں
لیں کہا دایہ اماں خوب ... رہی ہو یہ کون تمہارے پاس گا رہا تھا نرگس بولی بیٹا میں صدقے میں قربان
میرے پاس گانے والا کون ہے میں اپنا جی بہلانیکو کچھ گا رہی تھی مہتاب جادو نے کہا دایہ اماں میں نے کیا تمہارا
گانا سنا نہیں تمہاری ایسی آواز کہاں جو میں نے سنی سچ بتاؤ کون تھا کہ میں نے ایسی آواز تمام عمر نہیں سنی تعجب خوشنما
آواز تھی کہ سنتے ہی جی بیقرار ہو گیا میں نے ایسی تاثیر نہیں دیکھی نرگس بولی صدقے میرے یہاں اور کون ہے مہتاب جادو نے
اپنے لوگوں سے کہا کہ ارے ڈھونڈھو تو یہاں ہے کوئی دایہ جان چھپاتی ہیں مفصل نہیں بتاتی ہیں لوگ اسکے سب طرف
لگے ڈھونڈھنے عمرو نے سمجھا کہ تمہارا کوئی تلاشی ہے آواز دی کہ صاحبو یہ میں بیچارہ مصیبت زدہ گرفتار بلا اپنے حال پر
روتا تھا گانا تو شے دیگر ہے مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ کون بولا اسنے کہا بیٹا گانیکی آواز اکثر اوپر سے
چلی آتی ہے مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ تو آواز اسی کوٹھری سے آئی ہے عمرو نے پھر آواز دی کہ میں اس کونے میں ہوں
پنجرے میں بند خواصیں اور کنیزیں مہتاب جادو کی دوڑ کر لحاف تو شک ہٹا کر پنجرہ اُٹھا لائیں مہتاب جادو
کہا کہ بیٹا یہ بڑا مکار عمرو عیار ہے تمہاری بڑی بہن خورشید جادو نے اسکو پکڑ کر بھیجا ہے کیا کسی کے ہاتھ آتا ہے
باپ نے تیرے ہر چند چاہا کہ کوئی اسے اپنے پاس رکھے کسی نے ایک شب کی حفاظت اسکی منظور نہ کی گو یہ قید ہے

تو باپ نے تیرے مجھے بلا کر اسکو دیا اور بہت تاکید کی کہ اسے بڑی ہوشیاری سے رکھنا یہ ایک بلا ہے روزگار ہی
تمام زمانہ کے ساحروں کو اسنے مارا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ جان اسکو مجھے دیجیے کہ رات بھر میں اسکو اپنے پاس
رکھونگی صبح کو لے لینا نرگس جادو نے کہا کہ قربان جاؤن یہ مال تمھارا ہی مگر میں اس مکار کو بغیر حکم قیطاس جادو
کیونکر دیدون اگر یہ تمھارے پاس سے چھوٹ گیا تو تمہین تو کوئی کچھ نہ کہیگا مجھکو سب رسوا کرینگے کہ تو نے کیا دلو چپ میں
پاس سفید کیے جو ایسے مکار کو کیون اس بچی کو دیدیا جان تک میری مجھپر نثار مگر اسکو مین نہ دونگی مہتاب جادو
یہ سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہا کہ دایہ صاحب معلوم ہوا کہ تم قیطاس جادو کی دوست ہو اور ہم دشمن ہین
اور روتی ہوئی اٹھی اور اپنے باپ قیطاس جادو پاس چلی اب وہ وقت ہی کہ قیطاس جادو پلنگ پر آکر لیٹا ہی
زوجہ اسکی ریحانہ جادو ہی اس سے باتین کر رہا ہی کہ صاحب سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ وہ مکار کہ نام جسکا عمرو
عیار ہی گرفتار ہو کر آیا صبح کو سر اسکا کٹوا کر خورشید جادو پاس بھیجدونگا یہی باتین تھین کہ مہتاب جادو روتی ہوئی
آئی اور زمین پر پچھاڑ کھائی کہ اب ہم دشمن ہین ہمارا جینا ناحق ہی ریحانہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہ بیٹا کچھ کہہ تو
کیا ہوا قیطاس جادو کہ بیٹی کا عاشق ہی اسنے دیکھا کہ مہتاب جادو نے بال نوچ ڈالے ہین کپڑے پھٹے ہین منہ طمانچون سے
لال ہی گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تو نے کیون حال اپنا تباہ کیا ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو ڈھیلے نکلوا ڈالون انگلی دکھائی ہو
تو ہاتھ اسکا قلم کروا ڈالون کس سے تجھے رنج پہونچا بیان تو کر مہتاب جادو روئے جاتی ہی ہچکی لگی ہوئی ہی آخر کو جب
ماں باپ بہت صدقے قربان گئے تو ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بابا جان ہم تو آپ کے دشمن ہین اور نرگس جادو
بڑی دوست ہین الله ہم ایسے بیگانے ہو گئے اور بے اختیار ہو گئے اور نرگس جادو مختار ہو گئین کہ اس بد معاش بے دین
عمرو کے لانے ... اور ہم مانگین عمرو کو تو ہمین نہ دین بس اب ہمارا جینا بیکار ہی ہم اپنی جان دینگے قیطاس جادو نے
کہا بیٹا یہ تو مقام شکر ہی کہ وہ ایسی تابع حکم ہی کہ اسنے عمرو کو تجھے بھی نہ دیا تو اور کو کا ہیکو دیگی کہا کہ ہاں بابا جان
وہ بڑی معتمد ہین ہم بے اعتبار ہین تو ہم ہین بس اب ہم زہر کھا لینگے قیطاس جادو نے کہا تیرے دشمن زہر کھائین جو تیری
خوشی ہوگی وہی کرونگا مہتاب جادو نے کہا اگر آپ میری زیست چاہتے ہین تو ابھی عمرو کو مجھے دلوا دیجیے قیطاس جادو نے
کہا اچھا چلو عمرو کو دلوا دون اسیوقت اسکو ساتھ لیکر سوار ہو کر نرگس جادو کے مکان کیطرف چلا یہان نرگس جادو
اپر مہتاب جادو کے جانے سے عمرو کو کہنے لگی کہ تجھے مارنے کیون تجھے چھپا دیا تھا تو کیون اڑا تو نے اس چھوکری کو مجھسے
رنجیدہ کروا دیا رات بھر مین تجھے اور وہ مرا کر دونگی تیرے وہ مکر و فند نہین جانتے ہین کہ کہکر مجھے گرم کر کے عمرو کو دانتی ہی
اور عمرو ہر مرتبہ بلبلا جاتا ہی کہ یکایک آواز آئی کہ دروازہ کھولو قیطاس جادو آیا ہی نرگس دوڑی قیطاس جادو
کی بلائین لین کہا کہ بیٹا اسوقت تم کیون آئے ہو قیطاس جادو نے کہا کہ تمھارے بڑھاپے کے شوق سے دوڑا آیا لاؤ
عمرو کہان ہی ہمارے حوالے کرو اسنے کہا کہ بیٹا تو مالک ہی جسے چاہے اسے دے مگر یہ مکار ہی مکر کر کے چھوٹ جائیگا تو
غضب ہو جائیگا قیطاس جادو نے کہا کہ اری یہ لڑکی جان دیے دیتی ہی یہ تو نچے جائیگی اگر چھوٹ بھی گیا تو پھر گرفتار
ہو جائیگا یہ کہکر پنجرہ عمرو کا مہتاب جادو کو دیا کہ بیٹا مگر بہت ہشیار رہیو اسے اپنے پاس رکھنا اسکے قریب مت آنا
اور خود سوار ہو کر اپنے مکان کو چلا گیا نرگس جادو نے اپنی دونون کنیزون سے کہا کہ قیطاس جادو نے چھوکری کو لاڈ مین
رکھا ہی اور مثل مشہور ہی کہ لاڈلی بیٹی چھنال اور لاڈلا بیٹا کانڑ و قیطاس جادو بہت خراب ہوگا بے یقین ہی کہ شہر
بھی مثل عنظلیا اور سکی ویران ہوگا مگر مہتاب جادو پنجرہ عمرو کا ساتھ لیے ہوے باغ گل خندان مین آئی پہلے تو تنہا
پھولی صحبت مین آکر بیٹھی اب عمرو نے دیکھا مہتاب جادو کو کہ منہ سے ہیان ہو تیوری چڑھی ہوئی چہرہ مانند شب چہار دہ

روشن سن بھی کوئی چودہ پندرہ برس کا عین شباب بیٹھے پیڑ اچھا رنیم سا ٹکا نا کمین پڑا ہوا کو ارپنے کا عالم عمرو دیکھتے بدل مائل ہوگیا مگر مہتاب جادو نے بیٹھتے ہی حکم دیا کہ ارے کوئی ہے کھانا لاؤ اور عمرو کو خبر ہے باہر نکالا پہلے کھانا کھلایا بعد اسکے کہا کہ خواجہ ہم مشتاق ہیں ہمیں بھی علم موسیقی کا شوق ہے عمرو نے کہا کہ ہاتھ پاؤں میرے بیکار ہیں میں کیونکر گاؤں بجاؤں مہتاب جادو تو سحر سے واقف نہیں مگر ساتھ میں سنبل جادو ساحرہ زبردست موجود تھی اُس سے کہا کہ اے سنبل جادو عمرو کے گرد حصار سحر باندھو کہ یہ کہیں جانسکے اور ردّ سحر کرکے ہاتھ پاؤں اسکے کھولدے سنبل جادو نے کہا بلا لوں بہت اچھا اور ایک کوری بدھنی میں پانی منگا کر اسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا اور گرد سیحت چھڑکوادیا بعد اسکے ماشکے دانے سحر دم کرکے مارے کہ ہاتھ پاؤں عمرو کے متحرک ہوئے اب عمرو نے ساز وہاں سے کہا کہ ساز ملاؤ اور ہمارا ساتھ دو سبنے کہا بہت خوب اور ساز ملانے میں مصروف ہوئے عمرو نے جوڑی ہاتھ پہوندی نے کی نکالکر قفلیاں درست کیں اور بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی شادان و فرحان گانے لگا غزل

بہت بھڑکی ہوئی ہے آتش گل صحن گلشن میں	کسی دن آگ لگ جائے نہ بلبل کے نشیمن میں	بلا ہی اشتیاق ذبح لیکر بہانہ قاتل
رگ گردن ہماری قتل کو ہے تیغ گردن میں	ہوئے ہیں شوق دید گل میں جو مرغ قفس مردہ	شناسا ہو تو صیاد اپنی بھولی
سلامت ہے اگر رو حشیوں ٹوٹینگی قید اکدن	مجھے صدا دیکر ہیں شوق سے زنجیر آہن میں	وہ پردہ میں باتیں اشتیاق دل بڑھانیکی
جنھیں جلوہ دکھانا ہے وہی چھپتے ہیں چلمن میں	نکل جائیگا لیکر جوش سودا خون فاسد کو	کہ سو شمشیر کھینچی ہے اک رگ مرے تن میں
قیامت تھیں گریبانگیر کیوں اپنے نگر کا بیوں	ابھی تک خون عاشق کے ہیں پنہاں تیرے دامن میں	وہ اس شوخ کی ہو دلربا کوئی کوئی قاتل
قضا فرق اسکے بتلادے ہمارے دوست دشمن میں	برابر رنج کے گو عمر بہار ہیں بکیوں آہیں	ترستے ہیں الفت کرو نہ لیتے ہیں
نہ سمجھا کچھ بھی ہمکو عشق کا انجام کیا ہوگا	پڑے تھے پاس اسکے آنکھ تیکیا پردہ گلشن میں	ہمارے داغ خون اے آرزو یہ رنگ لالہ

کہ جنکو شوق سے قاتل لیے پھرتا ہے دامن میں ۔ غرض عمرو ایسا گایا بجایا کہ مہتاب جادو ہمراہیوں سمیت محو ہوگئی اور ایسا اثر ہوا نہ رہا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بعضی جلیسیں مہتاب جادو کی اٹھ اٹھکے عمرو کے گرد پھرتی تھیں کوئی بلائیں لیتی تھی چار گھڑی تک عمرو بجایا گایا کیا بعد اسکے بانسری ہاتھ سے رکھدی اک گھڑی بھر تک تو وہی سماں بندھا رہا بعد اسکے ملکہ نے تعریفیں کرنا شروع کیں عمرو نے رو کر کہا کہ اے ملکہ مہتاب جادو میں گانا نہیں ہوں اپنے حال پر رو رہا ہوں جسکو ایسا غم ہو کہ صبح کو مارے جائینگے وہ کیا خاک گائیگا زیست ہماری مانند چراغ سحری کے ہے گانا تھا کہ یاد آ گیا جو آپنے سنا اور گانا بجانا تو جب دل خوش ہوتا ہے جب خوب ہوتا ہے مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ تم میری جان کے ساتھ ہو کیا طاقت کسیکی ہے جو تمکو میرے پاس سے لیجاسکے ہاں جب میں نہ ہونگی تو بیشک مجبوری ہے خواجہ تم خاطر جمع رکھو کسیطرح اندیشہ نکرو اور میں تمہیں چھوڑے دیتی ہوں لیکن میرے ساتھ دغا نکرنا کیونکہ ہم نے کوئی خطا نہیں کی ہے عمرو نے قسم کھائی کہ اے ملکہ میں تمھارے ساتھ فریب نکرونگا میں محسن کش احسان فراموش نہیں ہوں تیرے دشمن کو قتل کرتا ہوں جب عہد و پیمان ہو چکا ملکہ نے سنبل جادو سے کہا کہ دایہ اماں اب وہ حصار جو سحر سے باندھا ہے کھول لو اسنے کہا بہتر اور ردّ سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہوگیا مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ اب تم سو رہو صبح کو پھر دین سنینگے اور پلنگ عمرو کیواسطے بچھوادیا ملکہ بھی سو رہی عمرو بھی کئی روز کا جاگا تھا سو گیا جو کی پہرہ رات باقی ہوا دو گھڑی رات رہتے سے مہتاب جادو بیدار ہوئی عمرو بھی اٹھا منھ ہاتھ دھویا ناشتہ کیا بعد ملکہ کے سامنے آ بیٹھا اور گھڑی بھر میں یہ غزل شروع کی

اے فلک ظلم کی انتہا بھی ہے	درد دل کی کوئی دوا بھی ہے	قتل کرتا ہے بیکسے ظالم	آہ کچھ میرا تو بہت ہی ہے
وصل جانا اگر ہے نا ممکن	میری تقدیر میں قضا بھی ہے	او کے آ دیکھ لوں خدا کرتا	اے میری تقدیر کی ... بھی ہے

جب نہ کام کسی کا نہیں بنا تو گلا	کیا کروں ہے اثر دعا میں میری	چھوڑ سنا کا کیا گلا کرے کوئی	دشمن جان وہ ہو رہا ہی
کس سے پوچھوں کدھر گیا	چھوڑ دی کوئی رہنما ہی ہی	تو فرقت مکہ عمرو کے گانے پر تو عاشق ہی ہی	الہی چند ہوں کہ عمرو

کروں میں ہاتھ ڈالکر ویسے ہی اور عمرو کا بھی دل غم سے جو فراق سے بھر آیا تھا اور اپنے حال زار کا جو اس نے
دیکھا اپنے محبوب کے ہاتھ گلے میں ڈالکر رونے نے بیچین کر دیا یہ بھی زار زار رونے لگا مہتاب جادو اپنے آنچل سے
عمرو کے آنسو پونچھتی جاتی ہی مگر وہاں صبح کو قیطاس جادو جو سپہ سالار ہی اپنے ہاتھ منہ دھو کر دربار میں آ کر تخت حکومت
پر بیٹھا امرا اور جمع ہوئے اور دو سپہ سالار ہیں ایک کا نام مظفر جادو ہی اور دوسرے کا غضنفر جادو ہی
قیطاس جادو نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم جاؤ اور عمرو کو مہتاب جادو کے پاس سے لے آؤ یہ دونوں
سوار ہو کر دروازہ باغ گل خنداں پر آئے محلدار سے کہا کہ جا کر ملکہ سے کہو کہ مظفر اور غضنفر عمرو کو لینے آئے
ہیں جلد اس مکار کو بھیج دیجیے کہ ہم قیطاس جادو کے پاس لیجائیں محلدار روانہ ہوئی اور ملکہ کے سامنے آئی دیکھا کہ ملکہ ہاتھ گلے میں
عمرو کے ڈالے ہوئے تعریفیں عمرو کے گانے کی کر رہی ہی اور جھوم رہی ہی اور آنسو دونوں کی آنکھوں سے جاری ہیں
ایسی حالت دیکھی کہ یہ بھی محو ہو گئی جب ملکہ نے پھر کر دیکھا تو اسنے سلام کیا اور ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ مظفر اور غضنفر
آپ کے باپ کے بھیجے ہوئے عمرو کے لینے کو آئے ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ جا کر انسے کہدو کہ میں عمرو کو آج اور اپنے پاس رکھونگی
اور کل اسکا سنونگی کل آ کر عمرو کو لیجانا محلدار نے پیغام ملکہ کا آ کر ان دونوں سے کہا مظفر نے کہا کہ ہمکو حکم بادشاہ کا ہی
ہم قید عمرو کی ضرور لیجاوینگے مہتاب جادو نے جو کلام مظفر کا سنا نہایت غضبناک ہوئی اور دروازے پر آ کر کہا
کہ او نمک حرام تمہاری بھی لیاقت ہوئی کہ عدول حکمی ہماری کرتے ہو یہ شعر اکہ مار کر نکلوا دوں مظفر چاہتا تھا کہ پھر کچھ
جواب و سوال کرے کہ غضنفر نے کہا بھائی ہمیں تمہیں لازم نہیں ہی کہ اسکے منہ چڑھیں کیونکہ بادشاہ کی بیٹی ہی
اور چہیتی ہی رات کو نرگس جادو کا حال سنا کہ خود قیطاس جادو نے جا کر اسکی خاطر سے عمرو کو چھین کر حوالے کر دیا ہم
اگر تکرار کریں ایسا نہو کہ عتاب شاہی میں گرفتار ہوں یہ بیٹی ہی اسکا کیا اسکو دم بھر میں چاہتا ہی جو خاطر اسکی ہوگی اسکی
نہوگی چلے چلو جو اصل اصل ہی کہدو ہمیں تمہیں یہ حکم نہیں ملا تھا کہ جبراً قہراً عمرو کو چھین لاؤ غرض اسکے سمجھانے سے
مظفر خاموش ہوا اور کہا اے ملکہ آپ مالک و مختار ہیں ہماری مجال نہیں ہی کہ آپ سے زبان لڑا سکیں ہم جا کر قیطاس جادو سے
عرض کیے دیتے ہیں یہ کلمہ سنکر غصہ ملکہ کا فرو ہوا اور دروازے سے پھر کر قصر میں آئی عمرو سے کہا کہ وہ دونوں کے عمرو نے
ملکہ کو دعائیں دیں مگر مظفر و غضنفر نے جا کر تمام حال قیطاس جادو سے بیان کیا اسنے کہا کہ تجھے آزردگی مہتاب جادو کی
گوارا نہیں ہی جبتک وہ راضی نہوگی میں عمرو کو اس سے نہ لونگا غضنفر نے مظفر سے کہا کیوں بھائی کہو ہماری صلاح
کیسی تھی درست ہی یا نہیں اسنے کہا بھائی تم خوب سمجھے مگر یہاں عمرو نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا جب ملکہ سو رہی عمرو
وہاں سے اٹھکر علیحدہ درخت کے نیچے جا کر سو رہا ملکہ جو سہ پہر کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھویا عمرو کو تلاش کیا تو نہ پایا لوگ چاروں طرف
ڈھونڈنے لگے گوشہ باغ میں ایک درخت کے نیچے سوتا ہوا پایا ملکہ سے آ کر کہا کہ عمرو زیر درخت سوتا ہی ملکہ آپ آئی عمرو کو شانہ
ہلا کر جگایا اور کہا کہ خواجہ ہم بڑی دیر سے تمہیں ڈھونڈھ رہے ہیں ملکہ بے یقین ہی یہ نہ پتا چلا تھا کہ تم چلے گئے اور یہاں درخت
نیچے سونیکا کوئی موقع تھا عمرو بولا ملکہ لشکر کو ہر وقت میں ہوشیار رہنا چاہیے سوتے میں بھی غفلت نکرے اسوقت مجھکو نیند
بہت آئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اے عمرو ابھی دو جادوگر تیرے لینے کو آئے تھے وہ پھر گئے ہیں مبادا اتر آویں کسی اور کو بھیجا
کہ عمرو جس حالت میں ہو جا کر اٹھا لاؤ اور میں یہاں سوتا ہوتا تو سب تمہاری محنت برباد جاتی اور میں بھی کہیں کا نہ رہتا
اس خیال سے ایسے مقام پر جا کر سو رہا کہ کسیکا خیال بھی ادھر نہ آسکے اور میں تمہارا ممنون احسان ہوں تمھیں چھوڑ کر

کہاں جائیگا غرض ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہتی ہوئی قصر میں لائی کہ خواجہ تمہاری ہوشیاری اور دانائی کا کیا کہنا القصہ عمرو نے اُٹھکر وضو کیا نماز پڑھی اب ملکہ نے کہا خواجہ چلو سیر باغ کریں عمرو نے کہا اچھا اور ملکہ کے ساتھ ہو لیا اب یہ حالت ہے کہ عمرو کے گلے میں تو ملکہ کا ہاتھ ہے اور ملکہ کے گلے میں عمرو کا ہاتھ ہے دونوں سیر باغ کی کر رہے ہیں غرض تمام دن اسی کیفیت میں تمام ہو گیا عمرو نے کہا اے ملکہ چلو وقت نماز کا آگیا اور وضو کر کے اطاعت خدا میں مصروف ہوئے بعد اسکے صحبت آراستہ ہوئی سب سامان عیش و عشرت مہیا ہوا جب کوئی پہر رات گذر گئی ہو گی کہ ملکہ نے کہا خواجہ کھانے سے بھی فراغت کر لو عمرو نے کہا بہتر ہے اور ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا اور ہوشیاری چراغاں کی ہوئی اور ادھر [illegible] عمرو نے کہا [illegible] سے فراغت کر کے گانا بجانا شروع کیا غزل

دیکھیے عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہے
دلکو زلفوں میں پھنسا کر یہ پتہ پوچھنا [illegible]
گو نہ مشتاق ہمیں دل [illegible] وصال
پھر بھلا کسی [illegible]

لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہے
لیجیے دل [illegible] زنجیر سے کیا ہوتا ہے
تو ہی کہدے تری تصویر سے کیا ہوتا ہے
کیا بتاؤں کہ ترے تیر سے کیا ہوتا ہے

کھینچ ہی لائیگا اک روز [illegible]
اب سنا ہے کہ [illegible]
دوست کی جیب [illegible]
دیکھئے ہی [illegible]

زندگی چاہیے تاثیر سے کیا ہوتا ہے
اور کچھ آہ کی تاثیر سے کیا ہوتا ہے
پھر بھلا [illegible] فلک پیر سے کیا ہوتا ہے
دیکھو [illegible] تری شمشیر سے کیا ہوتا ہے

غرض دو پہر رات گئے تک یہی جلسہ رہا آخر عمرو نے کہا ملکہ بیچین ہو گئی اور یہ عالم ہو گیا کہ عمرو کے گرد پھرتی تھی اور بلائیں لیتی تھی غرض بدل عمرو پر مائل ہو گئی آدھی رات گئے عمرو نے کہا کہ خواجہ اب سو رہو زیادہ نیند نہ ہو اور آپ پلنگ پر لیٹ رہی عمرو کو اپنے برابر سلایا تمام میں تو لیٹتے ہی سو گیا مگر نیند کب آتی ہے خیال لگا ہوا ہے کہ ای عمرو خدا جانے حمزہ اور لشکر حمزہ کا کیا حال ہوا ہوگا ادھر ملکہ بھی سو گئی جب عمرو نے دیکھا کہ سوا ذات خدا کے کوئی بیدار نہیں ہے اول عمرو نے سبکو بیہوش کیا بعد اسکے ملکہ کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن عیاری لگا کر مہتاب جادو کی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا جب صبح کو اٹھا انہیں ملازمین سلام کر کے بیٹھنے لگیں ملکہ نے کہا کہ دیکھو عمرو کدھر ہے انھوں نے عرض کیا وہ جائیگا کہاں کہا دیکھو تو اب عمرو کی تلاش ہونے لگی تمام باغ چھان مارا لیکن عمرو کا پتا کہیں نہ پایا پہر دن چڑھا اسوقت مہتاب جادو چیخ مار کر روئی کہ ہائے عمرو مجھسے بیوفائی کر کے چلا گیا اب میں باپ کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ جب پوچھینگے کہ عمرو کو کیا کیا تو کیا جواب دونگی اور وہ مجھے ضرور لعنت ملامت کرینگے میں اپنے تئیں ہلاک کرونگی اور خوب روئی یہانتک کہ بال نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے دو ہتھڑ منہ پر مارتی ہے کہ ہائے عمرو تو مجھکو دغا دے گیا میں یہ جانتی تھی ہائے میں تجھے کہاں ڈھونڈھوں اور خنجر نکال کر گلے پر رکھ لیا چاہتی تھی کہ اپنے کو ہلاک کرے ساتھ والیاں لپٹ گئیں ہاتھ سے خنجر لے لیا ملکہ نے کہا ارے تمھارا ستیاناس جائے مجھے کیوں پکڑتی ہو مر جانے دو ایسے جینے سے مرنا بہتر ہے میں یہ روسیاہ باپ کو کیا دکھاؤنگی ارے مجھے چھوڑ دو اور تم یہاں سے دور رہو یہاں ملکہ کی تو یہ حالت ہے ادھر ایک کنیز اسکی ماں پاس سے اسکی خبر لینے آئی تھی جو یہ حال دیکھا الٹے پاؤں پھر گئی اور سب حالت اسکی ماں سے بیان کی اسنے جو یہ سنا کہ ملکہ اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہے بیقرار ہو گئی اور ریحانہ جادو نے قیطاس جادو سے کہلا بھیجا کہ صاحب جلد آؤ عمرو بھاگ گیا مہتاب جادو غیرت سے اپنی جان دیئے دیتی ہے قیطاس جادو یہ سنتے ہی بے تحاشا دوڑا اگر ریحانہ پہلے پہونچی دیکھا کہ مہتاب جادو پر گویا بھوت سوار ہے عجیب صورت ہے کہ منہ طمانچوں سے لال ہو رہا ہے [illegible] کپڑے پھٹے ہوئے ہیں سر کے بال نوچے ہوئے ہیں ریحانہ آکر لپٹ گئی کہ بیٹا یہ تو نے کیا حال اپنا بنایا ہے واری اگر عمرو غائب ہو گیا ہے پھر پکڑ آویگا تو کیوں اپنی جان دیتی ہے مہتاب جادو نے کہا کہ اماجان میں روسیاہ صورت پدر بزرگوار کو کیا دکھاؤنگی سامری جمشید کو مانگے مجھے مر جانے دو ریحانہ جادو بیٹی ہوئی ہے چھوڑتی نہیں کہ اتنے میں قیطاس جادو بھی آپہونچا ریحانہ پکاری کہ صاحب آؤ بیٹی کو سمجھاؤ کسیطرح نہیں مانتی مہتاب جادو نے شرم سے منہ اپنا زانوؤں میں چھپا لیا قیطاس جادو نے دلاسا دیا کہ بیٹا کچھ غم

عمرو بھاگ کر کہان جائیگا پھر پکڑا آئیگا مہتاب جادو نے کہا کہ بادا جان کل کو جو کچھ فتور اُسنے برپا کیا تو یہی ہوگا کہ مہتاب کو
اُسکو چھوڑ کر قتل کرو ایا مین اپنی جان دونگی کہ یہ بدنامی نہ سنون ہاے عمرو ہماری جان لینے کو یہان آیا تھا اور تڑپی جاتی ہے
مچلی جاتی ہے کہا اچھا تم نہ چھوڑو گی تو غافل ہوگے مین زہر کھا لونگی کنوین مین گر دونگی جب قبطاس جادو نے دیکھا کہ مہتاب جادو
نہین سنبھلتی ناچار اسکو پکڑ دھکڑ کر سوار کر کے اپنے گھر مین لایا پلنگ پر لٹا دیا لیکن مہتاب جادو روئے جاتی ہے قبطاس جادو
اور ریحانہ ہر چند دلاسا دیتے ہین مگر نہین مانتی دن بھر اسیطرح گذرا نہ کھانا نہ پانی تمام گھر ہلاک ہے آخر روتے روتے سو گئی جب
قبطاس جادو نے بیچ مین پلنگ مہتاب جادو کا کیا ایک طرف اپنا پلنگ دوسری طرف ریحانہ کا پلنگ پاس خوف ہے کہ ایسا نہو
یہ سوتے سے اُٹھے اور ہم بھی سو جائین تو یہ زہر نہ کھا لے کنوین مین نہ گر پڑے اور ریحانہ سے کہا کہ صاحب تم سو رہو مین جاگتا ہون
ریحانہ سو رہی ہے عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ قبطاس جادو نے ریحانہ کو چونکا کے کہا کہ
صاحب تم ذرا اُٹھکر بیٹھو مین دو گھڑی لیٹ رہون اُسنے کہا تم شوق سے سوؤ مین جاگتی ہون قبطاس جادو لیٹتے ہی
سو گیا ریحانہ کی آنکھون مین نیند بھری ہوئی تھی لیٹ گئی کہ لیٹے لیٹے جاگا کرونگی ایک لمحہ بھر کے بعد سو گئی عمرو تو جاگتا تھا
پہلے آہستہ آہستہ آواز دی اماں جان بادا جان جب کوئی نہ بولا اور دونکو پکارا کسی نے جواب نہ دیا چپکے سے اُٹھکر پہلے تو
پروانے بیہوشی کے چراغ کی لو پر مارے اس خیال سے کہ شاید کوئی جاگ اُٹھے تو سارا کھیل بگڑ جائیگا جب خوب بیہوشی
اُڑ کر اپنا اطمینان کر لیا قبطاس جادو کی زبان مین سوزن دے کر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن عیاری
لگا کر اسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا صبح کو جو اُٹھا ریحانہ جادو سے کہا کہ صاحب میری مہتاب جادو کہان ہے
اسی لیے مین تمکو چونکا کر لیٹا تھا تم سو گئین وہ غیرت دار تھی نکل گئی یا کنوین مین گر پڑی ہاے مین مہتاب جادو کو
کہان پاؤنگا ہاے میری جان کہان گئی مین بغیر تیرے کیونکر زندگانی کرونگا اور ریحانہ سے کہا کہ قطامہ تجھسے سمجھونگا
ذرا مہتاب جادو کو ڈھونڈھوا لون میری تو جان جائیگی مگر تجھکو مار لونگا تو مرونگا یہ کہکر پوشاک سرخ پہنکر بارگاہ مین
آیا روتا ہوا کہ ہاے میری مہتاب جادو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا سب امرا وزرا جمع تھے سلام کیا مگر قبطاس جادو
روئے جاتا ہے کہ ہاے مہتاب جادو مین نے تمام عمر اپنی ضایع کرکے تجھکو پایا تھا مین تو تیرا عاشق تھا ہاے معشوق آ
مونس و غمخوار میری تو کہان گئی تجھے کہان ڈھونڈھون اور تمام ساحرون سے حکم کیا کہ جاکر تلاش کرو شاید مہتاب جادو
کہین ملجاے وہ مارے شرمندگی کے سر پھوڑ لنگی ہوگی اور رہا جو اگر آج تم سے رات تک اُسے نہ پیدا کیا تو اپنی بھی جان دونگا
اور کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اس تخت سلطنت کو آگ لگا دونگا اور تمام شہر کو ویران و خراب کر دونگا ساحر تیار ہو کر
تلاش کو روانہ ہوے یہان قبطاس جادو روئے جاتا ہے کہ ہاے مہتاب جادو اور چوبدار سے کہا کہ جاکر نرگس جادو کو
بلا لا جو کچھ کیا اس قحبہ نے کیا نہ عمرو سے وہ گانا سنتی نہ یہ آفت آتی جلد اس مردار کو لا چوبدار بھی نرگس جادو
چلے ہوے تھے کہ کبھی گرتے ایک جسکو نہاں دیا تھا پانچ سات چوبدار ملکر گئے اور نرگس جادو کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا
کہا چل قحبہ بادشاہ نے یاد کیا ہے اور گھسیٹتے ہوے اُسے لائے نرگس جادو پکاری مجھ منڈو کی کون تقصیر ہے جو اس ظلم سے بلوایا ہے
کہا کہ ہاے مہتاب جادو غایب ہو گئی ہاے اور تو جان سے بیٹھے کیون تو نے گانا عمرو سے سنا تھا جو مہتاب جادو اُسکی
آواز سنکر لیگئی پیر سے پہلے چاہ پلے اسکے غم سے مجھکو تو کیا کا تو رکھا رہے اس قحبہ کے میخ ہو لگی ٹھونکو اُسیوقت چوبدار
لوہے کی میخ اُٹھا لایا جیسے اُسنے پہلے ہی سے بنا رکھی تھی بس میخ جو اس قحبہ کے ٹھونکی گئی تو اتنی بڑی میخ تھی کہ تالو مین نرگس جادو
ٹھونکی گئی کہ یہ قحبہ تڑپ تڑپ کر فی النار والسقر ہوئی لاش اسکی فصیل پر پھنکوا دی بعد اسکے محل مین داخل ہوا ریحانہ
کہا کہ کیون او مردار تو نے میری مہتاب جادو کو ہاتھ سے کھو دیا اسی لیے مین تجھے چونکا کر آپ سویا تھا تو کیون جاگتی نہ رہی

نہ توسوئی نہ وہ غائب ہوجاتی اور تلوار کھینچکر ماری کہ ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوئے کچھ جادوگرنیاں اور کھڑی تھیں اُنسے
کہا کہ ارے کمبختو مجھے روکا نہیں نے ریحانہ کو مار ڈالا میں تو سودائی ہوا ہوں اب کیا تمہیں زندہ چھوڑونگا
اور جسجس کو ساحر سمجھا مار تلواروں ٹکڑے ٹکڑے اُڑا ڈالے اور اُسیطرح با تیغ خون آلود پھر بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھا
اتنے میں ساحر بھی آ گئے کہا کہ کیوں صاحبو میری مہتاب جادو کو ڈھونڈھا عرض کی ہرچند تلاش کیا لیکن کہیں پتا نہ لگا
کہا کہ خیر اب حکم کیا تمام شہر کے جادوگر جمع ہوں بموجب حکم تیس ہزار ساحر جمع ہوئے کہا کہ دست راستی علحدہ ہوں دست چپی
علحدہ پندرہ پندرہ ہزار ساحر دونو طرف ہوگئے اب مظفر و غضنفر کو سامنے بلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں بھیجا تھا کہ
عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ تم کیوں نہ لائے خالی کیوں پھر آئے مظفر نے کہا کہ پیرو مرشد میں تو اسپر راضی ہوا تھا
کہ عمرو کو لیکر جاؤنگا غضنفر مجھے پھیر لایا کہا کہ کیوں اے غضنفر تو کیوں مانع آیا اگر مظفر عمرو کو لے آتا تو یہ آفت نہ مجھپر
آتی او ساو دست راستیوں سے کہا کہ مارو غضنفر کو یہ حکم سنتے ہی وہ تلواریں کھینچکر غضنفر پر گرے اور اسکے ہمراہیوں
سمیت اسکے ٹکڑے اُڑا دیے بعد اسکے ادھر کے جادوگروں کو بلایا اور کہا اے مظفر تو نے یہ کیا کیا تیرا ایچشم تھا تو نے اُسے قتل کیا
اور راستی نمک حرام تھے کیوں دست راستیوں کو قتل کیا ارے ماروان نمک حراموں کو وہ جو آدھے جادوگر بچے تھے اُنھوں نے مظفر و
اُسکے ہمراہیوں کو قتل کیا اب جو ساحر باقی رہے اُسنے کہا کہ میں تو غصے میں تھا تم نے کیوں مظفر و غضنفر کو قتل کیا تمہیں
عذر کرنا لازم تھا ارے ہاں ماروان حرامزادوں کو اور لوگوں نے اُن جادوگروں کو قتل کیا لیکن کسی ساحر نے مارے
خوف کے سحر کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا کہ یہ دستاربدل بھائی ہر شمشیر ساحر کا ہمارا سحر اسکا کیا کر سکتا ہے سب میں ستے
مارے گئے اب حکم کیا اور جتنے جادوگر شہر میں ہوں انکو لاؤ کہ پاس کوئی رفیق میرا نہ رہا اب جتنے جادوگر شہر میں باقی
وہ بھی جمع ہوئے اُسنے کہا کہ کیوں صاحبو ہم تو اس مصیبت میں گرفتار ہیں کہ بیٹی ہماری جو چراغ خانہ تھی وہ
اسطرح برباد ہوئی تم اپنے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے ہو نہ ہمارے ساتھ ماتم میں شریک ہوئے نہ مہتاب جادو کو
ڈھونڈھا ارے ماروان جادوگروں کو سب جادوگروں کو قتل کروا دیا اب کہا کہ کوئی جادوگر کہیں باقی ہے لوگوں نے
عرض کیا کہیں نہیں کہا جیسے ایک منتر ایک تخم بھی آتا ہو اسے بھی لاؤ القصہ جب سب جادوگر مارے جاچکے اور
کوئی ساحر شہر میں باقی نہ رہا جو بچا بھی وہ خوف کے مارے نکل گیا قیطاس جادو نے کہا مہتاب جادو کے ساتھ
گھر بار میرا برباد ہوا تمام خاندان میرا قتل ہوا اب میں جی کے کیا کرونگا ارے جلد قناتیں کھڑی کرو اُسکے اندر چولھا
سلگاؤ اور کڑاہیوں میں تیل گرم کرو کہ میں اپنے کو ہلاک کرونگا سبنے کہا کہ ارے اس ظالم نے کتنوں کو ناحق الزام
دیدے کر مارا ہے یہ بھی جلد غارت ہو تو بہتر ہے کہ اسکے شر سے باقی لوگ تو محفوظ رہینگے سبنے جلد ہی جلد ہی قناتیں کھڑی کیں
آگ جلائی کڑاؤ میں تیل گرم کیا بعد اسکے قیطاس جادو سے عرض کیا کہ سب کچھ تیار ہے عمرو اندر گیا دروازہ بند کر لیا
قیطاس جادو کو زنبیل سے نکالا ہوش میں لایا اور کہا کہ اے قیطاس میں عمرو بن امیہ ضمری ہوں تمام شہر کو میں نے
قتل کیا اور سب جادوگروں کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے اگر دین اسلام قبول کر تو تجھے چھوڑ دوں اُسنے گردن
ہلائی کہ میں کبھی مسلمان نہ ہونگا بس عمرو نے اُسے اُٹھا کر تیل کے کڑھاؤ میں ڈالدیا کہ جل بھنکر تیل میں مل گیا اور
غلغلہ عظیم برپا ہوا تاریکی ہوگئی پانی برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے جب تار سحر برطرف ہوئے ایک آواز پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام من قیطاس جادو بود حیف جان دادم و بمطلب خود نہ رسیدم مکان سحر شکستہ و نابود شد
سنتے جاتا کہ قیطاس جادو مرگیا خوش ہوئے کہ ظالم فی النار ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی قیطاس جادو کا
باہر آیا سب لوگ اُسکے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا کہ صاحبو تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں سنتے ہی دستہ لیتے

عرض کیا کہ آپ ہمارے بادشاہ قیطاس جادو ہین کہا کہ قیطاس جادو تو واصل جہنم ہوا مین ہون ہر کہ داند
داند ہر کہ نہ داند بشناسد نعرۂ عمرو عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم * رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم * در مجلس خسروان
ساقی ملبوس و خم و شیشہ و ساغر ببرم * منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار آگاہ ہو کہ مین نے سب جادوگرون کو مع قیطاس جادو مارا اگر تم سب مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار
کرو تو خیر مین کچھ نہ کہونگا ورنہ ایک ایک کو قتل کرونگا یہ سنکر سب نے خیال کیا کہ واقعی دین مسلمانان برحق ہے کہ عمرو کس حال سے
آیا تھا اور کیونکر چھوٹا اور اکیلے نے اتنے ساحرون کو مارا دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ عمرو ہین تو ہمنے بدل و جان
آپکی اطاعت قبول کی اور فرعون پر لعنت کی عمرو تخت پر بیٹھا تمام شہر مین دھوم ہوئی کہ عمرو نے تمام جادوگرون کو
مارا اور آپ تخت شاہی پر بیٹھا ہے تمام شہر نے آکر اطاعت اختیار کی اب عمرو نے مہتاب جادو کو زنبیل سے نکالا
اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا وہ بھی از صدق مسلمان ہوئی اور کہا کہ خواجہ
مین تمھاری عاشق صادق ہون مجھے کسی سے سروکار نہین عمرو نے عقد اپنا مہتاب جادو سے کیا اور شہر مین منادی
کی کہ شہر مین کوئی یہ چرچا نکرے کہ عمرو نے قیطاس جادو کو مارا اور تمام ملک کو برباد کیا اور عمرو نے مہتاب جادو سے
کہا کہ مین جاؤنگا خورشید جادو کے قتل کرنے کو اور اسیوقت صورت اپنی ریحانہ جادو کی بنائی اور آپ مہاڈول پر
سوار ہوئے اور دو سو گاڑی اور تیار کی تھی کہ بیلونپر سلطانی بانات کی جھولین پڑی ہوئین سینگون پر سونے
چاندی کی سنگوٹیان چڑھی ہوئین اور زربفت زرکاری کی پوشش بھی بہت تکلف کی غرضکہ اس ساز و سامان سے عمرو
ہو شکل ساحرہ ریحانہ کی سوار ہوا اور ایک ساحر کو شکل عمرو کا بنا کر ڈال مین باندھکر خوانمین رکھوا لیا اور چلے بعد قطع منازل و مراحل قریب درۂ شہنم پہونچے

اب دو کلمے داستان مظفر و منصور ہو کر کہیں تا مہتر والا گوہر عمرو بن امیہ نامور کا قیطاس کو مار کے اور آنا خورشید جادو کے پاس اور دوسری مرتبہ گرفتار ہونا اور قتل کرنا

استادان سخنور و صاحبان ذی ہنر ادہم قلم کو عرصۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ مہتر ان عالم یعنی عمرو
بن امیہ نامدار بعد از بربادی کوہ قیطاس بصورت ریحانہ جادو کی بنکر قریب درۂ شہنم پہونچے لیکن خورشید
انتظار کر رہی ہے کہ سر عمرو کا آوے تو لشکر حمزہ کا استیصال کرون اور تخت تیار کرے دونون وقت اسکے لیے کہانا لاتا ہے
اور اہل اسلام کے قتل کی گفتگو کرتا ہی چلا جاتا ہے کہ بعد ہفتے کے ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ ریحانہ جادو قیطاس کوہ سے
آتی ہین خورشید جادو اسیوقت سوار ہو کر انکے استقبال کیواسطے روانہ ہوئی تھوڑی ہی دور آئی ہوگی کہ جلوس
نمایان ہوا بعد لگا اپنے جلوس کے مہاڈول ریحانہ کا نظر آیا اور دو سو گاڑیان پیچھے تھین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے ریحانہ سے
کہا کہ خورشید جادو آتی ہین ریحانہ نے کہا سواری روک لو غرضکہ سواری روکی خورشید جادو نے آگے بڑھکے سلام کیا
ریحانہ نے دعا دی اور آگے بلایا جب خورشید جادو قریب آئی ریحانہ نے سر گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند تجھمین حالت نہین
رہی ابتک غم حیات جادو کا بھولا نہین خورشید رونے لگی اور کہا کہ امان جان کیا بیان کرون اسکی صورت ابتک مجھے
نہین بھولتی ہر وقت آنکھونکے سامنے رہتی ہے تصویر اسکی کہا کہ سچ ہے جب تو تیری یہ حالت ہوگئی ہے غرض باتین کرتی ہوئی
شہر مین آئی قبر حیات جادو کی دکھائی اور اسکی قبر پر خورشید بہت روئی پیٹی ریحانہ نے خورشید کو پکڑ لیا کہا کہ بیٹا
اسقدر رنج و آہ و زاری نکرو کیونکہ اگر رونے پیٹنے سے مردہ جی اٹھے تو کچھ مضائقہ نہین ورنہ اپنی جان دینے سے کیا
نفع بقول عرفی کے عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال * صد سال میتوان بہ تمنا گریستن * بیٹا مقدر مین حیات جادو کے
یہی لکھا تھا ناچاری ہے اور مین بھی سنکر آئی تھی کہ حیات جادو ماری گئی مجھے یقین تھا کہ خورشید جادو اسے بہت چاہتی ہے

مبادا وہ اپنے تئین ہلاک کرے تجھکو جو آکر دیکھا تو عجب حالت تیری پائی ہین بیٹا اب صبر کر غم کی بھی انتہا ہی خورشید نے رو کر
کہا کہ ای والدہ ہر وقت حیات جادو آنکھوں کے سامنے رہتی ہی مین کیونکر بھولون ہر چند چاہتی ہون ضبط کرون مگر ضبط نہین ہوتا
یہی دل چاہتا ہی کہ چیخین مار کر رؤن ع ہر چند نہفتیم کہ پنہان بکشم دل نہین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن
ہر چند چاہتی ہون کہ دل سے بھلادون مگر نہین ممکن ریحانہ نے سینے سے لگایا کہا کہ ای خورشید حیات جادو تیرے پیٹ سے
نہین پیدا ہوئی تھی تو نے اسے پالا تھا اسکے واسطے یہ حالت ہی ہمارے جگر کو دیکھو کہ تیرے غم کھانے سے کیا ہمارے دل پر
گذرتی ہوگی تجھے ہمارے سر کی قسم اب یہ غم والم اپنے دل سے دور کر یہی باتین تھین کہ خبر ہوئی کہ ملک بختیارک لقا
کیطرف سے ریحانہ جادو کیواسطے ضیافت لایا ہی خورشید جادو نے کہا کہ بلالاؤ غرضکہ بختیارک آیا چار سو سینی
کھانیکی اور کشتیان پوشاک و جواہر کی لاکر گذرانی لیکن متردد و حیران ریحانہ کیطرف دیکھتا تھا خورشید جادو نے کہا کہ
اماں جان کچھ کھائیے کہا کہ تو جانتی ہی کہ مجھے مین دل نہین چاہتا اور ابھی بھوک بھی نہین ہی تو کھانے میرے واسطے رہنے دے
دو چار گھڑی کے بعد مین کھالونگی خورشید جادو نے کہا کہ اماں جان مین بھی تمھارے ساتھ کھاؤنگی اور کہا اماں جان کھانا
فلان مکان مین رکھوا دو اور وہین ریحانہ کیواسطے پلنگ بچھا تھا وہ خوان لاکر وہین چن دیے گئے ریحانہ پلنگ پر
جا لیٹی اور کہا پردے چھوڑ دو اسیوقت پردے چھوٹ گئے عمرو نے بیہوشی تمام کھانے مین ملائی مگر ایک قاب چھپا
اپنے واسطے رہنے دی دو گھڑی بعد اٹھ بیٹھی کہا کہ مجھے نیند نہین آئی اور خورشید میری وجہ سے بھوکی ہے جا خادمہ کی
عزیز ہی خورشید کو بلالاؤ اسیوقت خورشید دوڑی ہوئی آئی ریحانہ نے کہا ای فرزند آؤ کھانا کھالو غرضکہ دسترخوان بچھا
اور کھانا چنا گیا ریحانہ پکاری کہ بیٹا اب کھاؤ اور اپنے ہاتھ سے ایک نوالہ بنا کر دیا کہ کھاؤ اسنے نوالہ ہاتھ مین لے لیا
اور منھ کے برابر لائی تھی کہ نوالے مین سے شعلہ نکلا خورشید جادو جھجکی اور نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا بعد اسکے کچھ چٹکی
دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی خورشید نے پوچھا یہ کون ہی پتلی نے کہا یہ عمرو ہی اور یہ تمام کھانا بیہوشی آلودہ ہی جب
خورشید جادو نے ریحانہ کیطرف دیکھا ریحانہ بولی ای فرزند تجھے ابتک حیات جادو کا خیال ہی میرے سر کی قسم
کچھ کھالے خورشید پکاری او دزد بازیگر دون ساربان زادے غضب کیا تو نے معلوم ہوا کہ قیطاس کوہ کو ویران
کر آیا ریحانہ نے کہا ای خورشید تجھکو کچھ جنون ہوگیا ہی تو کہتی کیا ہی ہوش مین آ خورشید نے نعرہ کیا کہ اگرچہ مین
حالین گرفتار رہون مگر ایسی نہین ہون کہ تو فریب دے سکے مین نے پہلے ہی اسکا انتظام کر لیا تھا اور دیکھ تو یہ سحر کی پتلی
کیا بیان کرتی ہی اگر تو عمرو نہین ہی تو کیا میرا سحر غلط ہوا اب عمرو کو یقین ہوا کہ اسنے مجھے پہچان لیا کہا او لکاتہ ہان سبکو
مار کر آیا ہون اور تجھے کیا چھوڑونگا اور خنجر کھینچکر پہلو پر خورشید جادو کے مارا مگر یہ تھی ایک تو روئین تن دوسرے
حفظ سحر مین ہی خنجر پڑتے ہی ٹوٹ گیا عمرو بھاگا خورشید نے گیر کہکر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے پیر عمرو کے پکڑ لیے
خورشید نے دوڑکر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو آرزو دلکی اپنی پوری کی اب سچ کہ کہ قیطاس کوہ پر تو نے کیا کیا
عمرو نے کہا کہ سبکو قتل کیا کسیکو زندہ نہین چھوڑا اب یہان آیا تھا کہ اب تجھے بھی قتل کرون مگر تیری زندگی تھی کہ تو بچگئی
خورشید اپنے ماں باپ کے واسطے بہت روئی اور کہا کہ کوئی جاکر بختیارک کو بلالاؤ کہ اتنے مین جادوگر گیا اور یہان بختیارک اسیطرح کر
لقا کے پاس آیا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای لقا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مین دعا سے خبر پاتا ہون لقا نے کہا کیون کیون تو اتنا
گھبرایا ہوا کیون ہی بختیارک نے کہا کہ وہ آگئے تم نے کہا کون بختیارک نے کہا کہ مرشد کامل مین دیکھیے خورشید جادو
بچتی ہی یا نہین برا حال مرشد نے پھیلایا ہی لقا کہ رہا ہی کہ ای شیطان درگاہ خورشید جادو بہت سیانی ہی دیکھیے مکر و فریب مین
نہ آوے گی بختیارک کہ رہا ہی کہ یہ نہین ہو اتنے مین ایک جادوگر جا پہونچا بختیارک سے کہا کہ چلیے ملکہ نے یاد کیا ہی اسنے کہا

کہ خیر تو ہی اخگر نے کہا خیر یہی ہی جلدی چلیے بختیارک پھر سوار ہو کر شہر مینا میں آیا خورشید جادو کو سلام کیا خورشید نے کہا
ملک جی تم جو کہتے تھے وہی ہوا دیکھو وہ مکار گرفتار ہی تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کر کے آیا ہی ہمارے گھر میں کوئی
باقی نہیں رہا بختیارک نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا انکا یہی دستور ہی مگر اے ملکہ خورشید جادو تمنے کارنمایاں کیا
شعر عمر تو کس را نبود دسترس ٭ اینچہ تو کردی نکند ہیچ کس ٭ اے ملکہ خوب پہچانا تمنے اور کسیکا مقدور نہ تھا کہ مرشد کو پہچان سکتا
اور پھر کر عمرو کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد سلامت تو مار ڈالنے میں قصور نکیا تھا مگر قسمت میں یوں ہونا تھا ناچاری ہی
گو حضور گرفتار ہیں مگر کوئی آپکی پیشانی کندہ نہیں کر سکتا عمرو بولا ملک جی تمہاری بن پڑی ہی جسطرح چاہو چبا چبا کر
باتیں کرو لیکن خورشید جادو نے کہا کہ خواجہ بختیارک میں اسکو ایک دم تو زندہ چھوڑونگی نہیں اور اخگر جادو کو
آواز دی وہ حاضر ہوا کہا کہ جلد لیجا کر اسکا سر کاٹ لا اخگر جادو لیگیا ایک گھڑی بھر کے بعد حسب دستور سر کاٹ لایا
اور سامنے رکھدیا کہا کہ اسے کنگورے پر چڑھا دے وہ لیگیا بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ خورشید جادو سچ کہو کہ عمرو واقعی میں
مارا گیا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی مرنے میں بھی تجھکو شک ہوتا ہی بختیارک نے کہا البتہ میں نے آنکھوں سے دیکھا ہی کہ
لعل جادو نے شہر مشتری حصار کے سامنے اسیطرح قلعہ بنا چکا تھا اور اسیطرح سب خدا پرستوں کے سر کاٹ کر
کنگوروں پر چڑھائے تھے جب وہ ماری گئی سب خدا پرست زندہ ہو گئے اسواسطے میں نے تم سے پوچھا تھا اور عمرو کے
مرنے میں تو مجھے بڑا شک ہی خورشید جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر میں نے فی الحقیقت سبکو قتل کیا ہی بختیارک
یہ سنکر بہت خوش ہوا مگر خورشید جادو نے بال تو اپنے کھول دیے اور پیٹنے لگی کہ ہائے اے مادر مہربان و پدر بزرگوار اور
باقی عزیزوں کا نام لیکر روتی تھی اور پچھاڑیں کھاتی تھی بختیارک سمجھا رہا تھا کہ اے ملکہ خورشید جادو جو کچھ ہونا تھا وہ
ہو گیا اب تم کیوں اپنے کو ہلاک کرتی ہو خورشید روئے جاتی ہی اور کہتی ہی کہ ہائے عمرو نے گھر بار میرا برباد کیا مجھکو کہیں کا
نرکھا بختیارک سے کہا کہ ملک جی کل ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی تم جا کر طبل جنگ بجواؤ بختیارک وہاں سے لقا کے
پاس آیا اور کہا کہ یا خداوند عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کیا سب عزیزوں کو خورشید جادو کے مارا مگر خورشید نے
عمرو کو بھی مارا اب نہایت غضبناک بیٹھی ہی کہتی ہی کہ کل ایک مسلمان کو زندہ نچھوڑونگی طبل جنگ بجوائیے لقا نے کہا
میں نے یہی تقدیر کی تھی کہ عمرو قیطاس کوہ کو برباد کرے تو خورشید جادو وہانکی بادشاہ ہو اور سب خدا پرستوں کا
استیصال اسپر منحصر ہی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل حمزہ کو اپنے قہر و غضب میں گرفتار کرونگا یہاں نقارہ زنی کی
دھوم پڑی تھی کہ ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران میں آئے لیکن روتے ہوئے اور تمام حال بیان کیا کہ خواجہ
عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا وہاں سے خورشید جادو کی ماں ریحانہ کی شکل بنکر آئے تھے فکر میں قتل خورشید کے
مگر مقدر سے مجبوری ہی کہ گرفتار ہو گئے اور خورشید جادو نے اسیوقت سر انکا کاٹ کر برج قلعہ چڑھا دیا اور لشکر لقا میں
طبل جنگ بجا ہی یہ سنتے ہی امیر نے نعرہ کو دشگاف کیا گریبان چاک کر کے اپنے کو زمین پر گرا دیا خاک اڑا کر پکارے کہ اے
مونس و غمخوار و یار وفا شعار آخر تو نے اپنی جان دی اے عمرو مجھکو امید ہی کہ تو اس غم سے مجھے نجات دیگا لیکن تو نے
جان اپنی راہ خدا میں نثار کی مہر رجاب نے حمزہ فدا ہے نام تو باد العمرو تم ہمکو بے آس کر گئے اور اب تمام لشکر میں ایک
غلغلہ ہی کہ عمرو سے تو توقع تھی وہ بھی مارا گیا اب لشکر اسلام برباد ہوا مگر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی
طبل جنگ بجے معلوم ہوا کہ خاتمہ ہمارے صاحبقرانی کا میدان درپیش ہی ہونا تھا چنانچہ تمام عزیز و رفیق تو باغ فردوس کو
تشریف لیجا چکے عمرو ایسا رفیق جانی سا ہوا فراز راہ عدم ہوا اب حلاوت زندگی کی بدتر مرگ سے زیادہ ہی اور غم میں عمرو کے حشمت
و جنون پر لحاظ زیادہ ہوا جاتا ہی سب وقت رسید جو اب دیتی ہی فراش کیطرف دیکھکر فرمایا کہ بارگاہ کو اٹھا دو فرش

دور کرو اور فرش خاک پر مانند نقش پا کے بیٹھ باقی سردار اور اہل لشکر گرد اس شہریار کے جمع ہوئے فرمایا کہ صاحبو میں تم کو
کہتا ہوں کہ تم کیوں اپنے کو ہلاک کرو جہاں جہاں تمکو پڑے چلے جاؤ تمہارا کوئی متعرض نہ ہوگا صبح کو میں ہوں اور خاک اس
میدان کی ہے سبنے عرض کیا کہ اسوقت مصیبت میں آپکو چھوڑ کر کہاں جائینگے دنیا میں کیسے اپنا منھ دکھائینگے جہاں آپکا پسینہ
گریگا وہاں اپنا لہو بہائینگے شعر آن نہ بت باشتم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے جب ہم
جان نثار کرینگے تو آپ پر نوبت آئیگی اور اگر آپکو ایسا نامرد سمجھتے تھے تو جان نثاروں میں کیوں رکھا جب ان سبنے یہ جواب دیا
ملکاشش اسلامیان وا فسوس مسلمانان کریب غازی کیطرف دیکھکر رونے لگا کہ اے قبلہ دین ستون اسلام ہم تمھیں ایک خدمت سپرد کرتے
ہیں کہ تم ان چند شکستہ و پاشکستہ یعنی ناموس کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ کعبہ کو چلے جاؤ کہ کل ہمارا خاتمہ ہے بعد ہمارے مرنے کے ناموس
تو نہ برباد ہوئے تو کوئی نہ کہے کہ یہ ناموس حمزہ کا اسیر ہوا جاتا ہے سوا تمھارے دوسرا نہیں ہے کہ اس بوجھ کو سنبھالے کریب غازی نے
عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار غلام کو اسوقت میں رسوا کیجیے ہمیشہ حضور خاکسار کی عزت افزائی کیا کیے اسوقت میں مجھے
ذلیل نہ فرمائیے اب جو میں ناموس کے ساتھ گیا تو زمانہ کیا کہیگا یہی سمجھیگا کہ کریب اس حیلے سے اپنی جان بچا کر چلا آیا یہ امر
مجھسے نہ ارشاد فرمائیے یہ ننگ مجھکو گوارا نہیں ہے یہ گردن باریک متحمل اس بار گران کی نہوگی آخر ناچار شہریار گردون اقتدار نے
ملا ایک سیاہ و ارشاد سید جہانبانی مرد یکہ دیدہ شہریاری حسن العباد یعنی سعد بن قباد سے کہا کہ حضور ناموس کو لیکر تشریف
لیجائیں بادشاہ نے اپنی زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے حضور سے کہ آپ مجھکو رسوائے عالم کیا چاہتے ہیں اپنی جان
نثار کرونگا بعد نوبت آپکی آئیگی میں کبھی آپکو تنہا نہ چھوڑونگا صاحبقران ادھر سے بھی بیاس ہوئے آپ بلایا نظر کردہ علی
عمران صاحب بندہ گران یعنی مقبل قران حبش کو اور گلے سے لگا کر فرمایا کہ وصیت حمزہ کی تمھیں یاد ہے کہ اس جنت آرامگاہ نے
اپنے ناموس کیواسطے کیا کہا تھا کہ بعد میرے ناموس پر سوا تیرے کوئی بچانیوالا نہیں ہوا اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ سب ناموس کو
لیکر یہاں سے نکلجاؤ اور حفاظت سے خانہ کعبہ پہونچاؤ قران رویا اور عرض کیا کہ آرزو میری یہ ہے کہ میں بھی غلامان حضور پر
نثار ہوں فرمایا کہ جان دینے سے زیادہ یہ کام ہے جسطرح ہو ناموس کو اپنے ہمراہ لے جاؤ کار رستا نہ کر دو عرض کیا بہت خوب
میں موجود ہوں جب یہ راضی ہوا تو آپ صاحبقران محل میں تشریف لیگئے اور سرقدمین تن کو دیکھکر رونے لگے سفید
لباس پہنے ہوے سوگ میں حمزہ کے بیٹھی تھی فرمایا کہ فلک ناہنجار نے تجھے اس حال کو پہونچایا کہ افسر تیرا مارا گیا اب کل باری ہماری
ہے ہم اپنے عاشق صادق کی ملاقات کو جائینگے اگر کچھ پیغام کہنا ہو تو کہدو اسنے کہا کہ اے شہریار میں اپنے کو ہلاک کرونگی اور
بعد حمزہ کے دشوار روبار معلوم ہوتی ہے فرمایا اے سرقدمین تن کل تم اور گرد دیہیا برابر ہو جاؤگی حمزہ نے ہمارا ساتھ و باہم رفاقت
گرد دیہیا تو کی کرو رنڈاپا اپنا انکے ہمراہ کاٹو لیس یہ کلمات جو زبان مبارک سے نکلے خواتین معظمہ میں اک کہرام مچ گیا ہر طرف سے رونے کی
صدا بلند ہوئی امیر ایک ایک کو رخصت کرتے تھے کہ قران نے آواز دی صاحب جلد سوار ہو صبح نزدیک ہے اور رونیکو تو تمام عمر ہے
اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ ابھی فرصت ہے اعدا کو خبر نہیں ہے سبنے تمھیں اور چوٹیاں بڑھائیں گہنا بدن سے دور کیا زرہ سلاح پہنے
تمام تمھیں چوٹیاں زیور کشتی میں لگا کر صاحبقران سے پاس پہنچا کہ آپ ہمارے والی وارث تھے آپہی سے یہ سب کچھ تعلق رکھتا تھا
اک عالم محشر انگیز برپا تھا کہ قران نے اسی حالت میں سبکو سوار کیا اور ایک کھواسی ہزار عیار دلی علم کھولا اور گرد تھا فوج سوار ہو کر روانہ حضور اور عمرو

اب داستان مصیبت بیان بربادی مسلمانوں کی ہاتھ سے خورشید جادو کے بیان کیجاتی ہے

کرادیان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ صاحبقران دوران چراغ اسلامیان مسعد بن عیار و کریب
غازی نامدار طلسم خورشید سے باقی بچے تھے تمام رات رخصت ناموس اور وصیت میں بسر کی علی الصباح جب گریبان سحر چاک
ہوا آفتاب عالمتاب لرزان ترسان بارنگ زرد فلک سنبل پر نمایاں ہوا بادشاہ اور صاحبقران اور جمیع اسلامیان کفن

سر ولیسے باندہ مہیاسے قضا آمادہ مرگ ہوکر سوار ہوکر میدان جنگاہ مین آسے مگر اب وہ لوگ ساتھ ہین کہ جنھون نے
ارادہ مرجانیکا کیا ہے اور تمام لشکر بھاگ کر کوہستانون مین جاکر چھپا ہے تیلیون کی مثل خالی پڑی ہین کوئی بازار مین
نہین معلوم ہوتا اٹہائے جہونکے پڑے ہوئے ہین لیکن ایک فراش آنپر بیٹھا ہے تعجب سنا تاہی بادشاہ لشکر کو دیکھتے روتے
ہوکے میدان جنگ مین آئے ادھر سے لقاے بے لقا کمال شان وشوکت سے میدان مین آیا دست جنگ تیار ہوا کہ یکبار
شہر مینا کا دروازہ کھلا خورشید جادو تخت آتشین پر سوار اپنے ساحرون سمیت نکلی لقا کو مجرا کیا میدان مین آکر
کھڑی ہوئی اور پکاری کہ اے خدا پرستو تمنے تو میری خانہ بربادی کروائی کوئی عزیز میرا عمرو نے زندہ نہ چھوڑا مین بھی کیا
تمھارا نام لیوا باقی رکھونگی دیکھو کیا حال کرتی ہون آؤ میرے مقابلے کو بس یہ کلمہ سنتے ہی کرب غازی مرکب اڑا کر سامنے
تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے آئے اور فرمایا اے کرب غازی تم ٹھہر
بعد ہمارے میدان مین جانا ابھی تم بادشاہ پاس رہو کرب غازی نے عرض کیا کہ اے شہریار خدا آپکو زندہ و سالم رکھے غلام
پہلے نثار ہوگا اور اگر اپنے روکا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا امیر نے حسرت سے کرب کو دیکھا اور فرمایا بہتر جاؤ اپنی
داغ و کھاؤ پھر کرب مجرا کرکے چلا امیر نے دعا دی کہ خدا اسے بچائے ادھر کرب غازی گھوڑا اڑا کر برابر خورشید جادو کے
پہونچا خورشید جادو نے پوچھا تو کون ہے حمزہ کا کہ ابتک تجھے حمزہ نے بچایا کرب نے اتنا باتون مین غافل پاکے اسکو
بچا کر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین پڑ گئے بس کرب نے جھٹکا دیا کہ خورشید جادو منھ کے بھل زمین پر گرنے کو تھی کہ کچھ
پڑھکر سنبھلی او ناف کی کہ شعلہ نکلا اور کمند جلگئی بس پیچھے ہٹکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ برابر کرب کے گرا زمین شق ہوگئی
کرب مع مرکب زمین مین سما گیا اور اسنے پھر مبارز طلب کیا حمزہ صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے
بادشاہ نے تخت رکھوایا اور کہا کہ اے صاحبقران تمام عزیز و رفیق حضور پر سے نثار ہوچکے اب مجھکو میدان مین
جانے دیجیے کہ مین بھی جان اپنی فدا کرون اور سبکے سامنے سرخرو ہون کہ آپ نے میری یہ عزت و حرمت کی کہ بادشاہ کیا
ہمیشہ مجرا اسلام کیا سے اب میری آبرو اسمین ہے کہ مثل اور فرزندونکے جان اپنی فدا کرون صاحبقران نے فرمایا کہ اے
شہریار یہ کبھی نہوگا کہ مین اپنے سامنے حضور کو میدان مین جانے دون آرزو یہ ہے کہ مین تخت کو اسیطرح آباد چھوڑ دون
اپنی زندگی مین حضور کو میدان مین نجانے دونگا آخر بچکے گلے مین ہاتھ [illegible] آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
خورشید جادو پکاری کہ ارے تم دونون میرے مقابلے کو آؤ بس امیر بادشاہ سے جدا ہوکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین
چلے پیچھے بادشاہ اسلام بھی خنگ سیہ قیطاس پر بیٹھکر چلے خورشید جادو پکاری کہ اے حمزہ تیرے عیار کے ہاتھون
تمام گھر میرا جلا سارا شہر برباد ہوا اور مین اسی فکر مین ہون کہ تم خدا پرستونکا نام و نشان باقی نہ رکھون مگر مجھے رحم
آتا ہے اگر تو فرعون کو سجدہ کرے اور اطاعت لقا کی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون امیر نے فرمایا لاکھو لاکھو لعنت
فرعون و لقا پر کبھی مین باطل پرستی نہ اختیار کرونگا اور دوسرے یہ کہ تمام فرزند و رفیق میرے مارے جاچکے ہین
جیکر کیا کرونگا خورشید جادو نے کہا کہ اے حمزہ جو تو فرعون کو سجدہ کرے تو مین سبکو زندہ کرکے تیرے حوالے کردون
فرمایا لاکھو فرزند ہون تو راہ اسلام مین نثار کرون اور فرعون پر کرور لعنت کرون بس خورشید جادو نے
خشمناک ہوکر گنبد طلائی صاحبقران پر مارا کہ وہ برابر امیر کے آکر پھٹا اور چند قطرے سفوف کے اڑکر امیر پر پڑے کہ امیر
بیہوش ہوکر گرے لیکن بیہوش ہوتے وقت امیر نے تلوار ماری خورشید جادو پر تو نہ پڑی لیکن ایک سنگ گران کے
پڑی کہ قبضے تک اتر گئی اب امیر کو ہوش نہ تھا کہ کچھ پیدا ہوا اور اٹھاکر شہر مینا کو لیگیا بس یہ دیکھکر بادشاہ اسلام
تیغ بکف نعرہ زن خورشید پر جا پڑے تھے کہ خورشید جادو نے ہار اپنے گلے سے اتار کر سحر دم کرکے پھونکا کہ بادشاہ کے

بازو ونمین لپٹ گیا اور مشکین بند ہوگئیں اور کھینچکر خورشید جادو پاس لیگیا اُسنے کچھ مٹی اٹھاکر اسم سحر پڑھکر گرد بادشاہ کے ڈالدی کہ اک بگولہ اٹھا اور بادشاہ کو شہر مینا کیطرف اڑا لیگیا بعد اُسکے خورشید جادو نے روئی کا پہل نکالا اور اک چنگاری آگ کی اُسپر رکھکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ آسمان کیطرف اُڑ گیا اور بلند ہوکر پھیلا کہ اک ابر سرخ رنگ معلوم ہونے لگا اور ہوا سے گرم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی اب لشکر اسلام جدھر بھاگ کر جاتا ہے پناہ آگ سے نہین ملتی بعد اسکے ایک صراحی پانی کی لیکر اُسپر سحر دم کرکے زمین پر بہا دیا کہ وہ دریا بنکر موجین مارتا ہوا چلا اور چہار طرف سے لشکر اسلام کو گھیر لیا اوپر سے آگ برستی تھی نیچے سے پانی غرق کرتا تھا ایک پہر بھر کے عرصے مین تمام لشکر اسلام غرق طوفان سحر ہوا جس مقام پر اردو بازار تھا وہان بھی وہ دریا جا پہونچا اُسنے بھی ڈبو دیا اب نام و نشان اہل اسلام کا اُس میدان بلا مین باقی نہ رہا جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بچگئے خورشید جادو سبکو مٹا کر اب پھری اور لقا سے پکار کر کہا کہ تم اپنے لشکر مین جاؤ کل ہم قیطاس کوہ کو دیکھنے جائینگے اور وہان سے پھر کر آئینگے تو تمکو ملک سبائل مین بیلکر قیطول خدائی پر بٹھائینگے جبتک ہم پھر کر آئین تم جشن کرو لقا نہایت خوشنود کمال مسرور اپنے لشکر مین آیا اور تیاری جشن کی کرکے مشغول عیش و عشرت ہوا یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اختگر جادو سے کہا کہ ان تینون شخصون کے بھی سر کاٹ ڈال اختگر جادو نے بادشاہ صاحبقران کرب دلاور سبکے سر بیجا کر موافق دستور کاٹے اور کنگورون پر چڑھا دیے رات کو خورشید جادو نے ظہمان تمام آرام کیا صبح کو خواب خرگوش سے بیدار ہوئی کھانا زہر مار کیا بعد اسکے اختگر جادو سے کہا کہ جلد تیاری کر قیطاس کوہ چلنے کی اسیوقت اُس پرکالہ جہنم نے سر سب سرداروں کے کنگرون پر سے اُتار لیے اور نیزون پر چڑھائے اسپین سبکی انکیفون پر لدوائین آگے سر بادشاہ اسلام کا برابر اُسکے سر حمزہ صاحبقران کا نوک نیزے پر پیچھے اُسکے سر عمرو کا بعد اُسکے سر علمشاہ اور کرب غازی و بدیع الزمان نامور کا اور تمام عیارون اور سرداروں کے اور خورشید جادو اژدر آتش فشان پر سوار ہو کر اُسکے ساتھ کی جادوگرنیان قاض قرقرے طاؤس پہنین پر سوار نوبت نقارہ بجتا ہوا علم و نشان کھولے ہوئے ساتھ والیو کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو اس ساربان زادے نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا کہتا تھا کہ جادوگر کا تو نشان تک باقی نہین چھوڑا مگر مہتاب جادو کا حال نہین معلوم کہ اسکو اُسنے کیا کیا وہ کہتی ہین کہ بلاؤن اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہی ہین تو بچی ہونگی نہین جو سبکا حال ہوا وہی اُنکے دشمنون کا بھی ہوا ہوگا دوسرے روز آنا واپس اپنے قیطاس کوہ سے سنا کہ مہتاب جادو نے ہانکی بادشاہ ہیکل وش سے وہ ملگئی تھی عمرو نے اُسکو بادشاہ کیا تھا کہا خیر سمجھا جائیگا یہ تو اس شوکت و شان سے روانہ ہوئی لیکن

اب چند کلمے داستان ملکہ قریشیہ سلطان کے بیان کیے جاتے ہین

قریشیہ سلطان لڑائی پر کہ کرب بن قہقہہ کے گئی ہوئی تھی اُسکو شکست دے کر پھری ہر کوہ لیا جو دستہ برابر آکر شہر مین داخل ہوئی اور مسند پر بیٹھی تمام پریزادین سلطان ازرق پری سلاس پری جلاجل پری سیاہ کمر سیاہ کلاہ خواجہ عبدالرحمن جنی وغیرہ گرد و اطراف مین بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا مجلس عیش آراستہ ہوئی کہ دل قریشیہ سلطان کا خود بخود گھبرانے لگا ہر چند جی کو بہلایا مگر کسیطرح قرار نہ آیا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا کر خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ خواجہ عین خوشی مین میرے دل کی یہ حالت ہے کہ خود بخود وا منڈا آتا ہے تم ذرا علم نجوم مین حال میرے پدر بزرگوار کا تو دیکھو کہ وہ کسطرح سے ہین خواجہ نے اُسیوقت سوا ہاتھ زمین لیپ کر اسطرلاب آفتاب کے مقابل کیا اور تختہ تعاقل فرقہ تفکر کو یہ کنکر کھینچا کہ عندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو اور ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانہ رمل کے نگاہ مین کرکے احکام کو طرح دے کر رکھا اگر آنکھون سے آنسو بھر لائے ملکہ قریشیہ سلطان نے بدحواس ہوکر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ قران صاحب و نصیب لشکر اسمیت آیا ہوا اور سب گرفتار بلا ہین ستائیس پہر امیر اور زندہ ہین اگر اسمین کمک پہونچی اور حریف مارا گیا تو بچ جائینگے ورنہ دشمن کم سے

مارے جائینگے یہ سنتے ہی اسیوقت دیوان تیز پر کو ساتھ لیکر پردہ دنیا کو روانہ ہوئی اور دیو تند کسے کہا کہ تو شاگرد ہی
خواجہ عمرو کا تو آگے جا کر تلاش کر کہ لشکر بید بست گوار کا کہان ہی القصہ تیسرے دن قمر لیشیہ پردہ دنیا مین پہونچی اور دیو تند ک
ڈھونڈھتا ہوا سامنے میدان قیطاس کوہ کے پہونچا دیکھا تو سبزہ زار پر عمرو اور امیر اور بادشاہ اسلام اور سواران
عالیمقام نے چڑھے ہین اور ایک جادوگرنی اژدر آتش فشان پر سوار اور چند جادوگرنیان اسکے ہمراہ قاص قرقرے ہنس
وغیرہ پر سوار کال خوشہ دیکھی جاتی ہین لیس گریبان چاک کر کے روتا ہوا سامنے قمر لیشیہ سلطان کے آیا حال بیان کیا
قمر لیشیہ بیتاب ہو دوڑی اسیوقت پہونچی کر خورشید جادو سامنے دروازہ شہر قیطاس کوہ کے آچکی ہی ابھی داخل
نہین ہوئی ہی کہ قمر لیشیہ نے دیو و نشنہ کو کہا ان سب جادوگرنیون کو پکڑ لاؤ دیو جو پہاڑ سے دوڑے تو جا کو دین پکڑ کر
جادوگرنیون کو اٹھا لائے دیو شعر اب خورشید جادو کو اٹھا لایا قمر لیشیہ سلطان نے سر حمزہ صاحبقران کا اسکا
منہ دیکھنے ملنا شروع کیا اور خواجہ عبد الرحمن جنی سے کہا کہ یہ کیسی نجوم تھی تمہاری تمنے ستائیس پہر لیست مین امیر کے
بتاسے تھکے باقی ہین مین بیسوین پہر یہان پہونچی یہ کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ میرے احکام مین کبھی فرق نہین ہوا
خدا جانے کیا اسرار ہی اسکا عالم اللہ ہی کہ ملکہ قمر لیشیہ سلطان نے کہا دیو شعر اب سے کہ تو اس لکاتہ کو کھاجا اور دیوون کو
بھی حکم دیا کہ تم بھی کھا جاؤ ان سبکو لیو تو جیسے ان جادوگرنیون کو پکڑ لائے تھے منہ مین پانی بھر آتا تھا لیس جلدی سے
گولی ہولی بنا کر کھا گئے اور دیو شعر اب خورشید جادو کو مسالا کر کھا گیا لیس ایک غلغلہ دار و گیر پیدا ہوا اندھیری چلی زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا ویسا پڑنے لگے آگ سے پرکالے گرنے لگے دیو پیٹ پکڑ کر بیٹھ گئے زمین پر لوٹ رہے تھے ہر ایک کے پیٹ مین درد
تھا غرضکہ چار گھڑی تک ایک قیامت برپا رہی بعد اسکے آوازین پیدا ہونا شروع ہوئین کہ نام من اختر جادو بود و نام
من سہیل جادو بود و نام من ناہید جادو بود اسیطرح سے بہت آوازین آئین کہ کشتی مارا نام من خورشید جادو بود اب جو
روشنی ہوئی قمر لیشیہ سلطان کے ہاتھ مین سر حمزہ صاحبقران کا تھا دیکھا تو لگا بیان اسمین گھسی جاتی ہین اور ایک
اسم ارشی معلوم ہوتی ہی بخوردستہ جو دیکھا تو ناشتے آٹے کا سر بنا ہوا تھا خواجہ عبد الرحمن جنی سے کہا کہ یہ سر تو ناشتے
آٹے کا ہی خواجہ نے عرض کیا کہ اے ملکہ یقین جانو کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان زندہ و سلامت ہین
دریافت کیجیے کہ لشکر امیر کا کہان ہی وہ ہین چلیے اس شہریار کی تلاش کیجیے غرض وہ سر تو پھینکوا دیا اور لوگون سے
دریافت ہوا کہ درہ کوہ شبہ مین لشکر تھا لیس قمر لیشیہ سلطان اسیطرف روانہ ہوئی مگر حال گذشتہ کیا جاتا ہی گرفتاران
پنج والم و محبوسان قید غم اسیران تحریر یعنے امیر کشور گیر جہان ستان مع سرداران عالی شان کہ شہر مینا کے تہخانے مین
گرفتار تھے اور بامتقصد ہاتھ پاؤن مین قوت بالکل نہ تھی کہ دفعتہ وہ سستی اور کاہلی بر طرف ہو گئی عمرو نے کہا کہ خواجہ مجھکو
معلوم ہوتا ہی کہ خورشید جادو ماری گئی کسواسطے کہ اسوقت قوت میرے ہاتھ پاؤن مین معلوم ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ
مین بھی اچھا ہوں لیکن قید سخت مین ہی نہ بہ نہین اور بہاسے امتحان عمرو نے ایک جست لگائی لیس انکو دیکھکے بادشاہ اسلام اور سردار
بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھے اور پکارے کہ ہم بھی قید سے چھوٹے ہوئے ہین پیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ باہر نکلکر دیکھو تو عمرو
تہخانے سے باہر آیا دیکھا کہ چار سر کٹے چار کونون پر لٹکے ہین اور زرد اور نیلا سوت انپر لپٹا ہوا ہی اور اشقر دیو زاد
اسکے ہمراہ اور سردار اسکے مرکب بھی کھڑے ہین اور آنکھون سے آنسو جاری ہین شہر مینا کا نام و نشان بھی نہین ہی خوشی
خوشی آکر کہا کہ حمزہ خدا نے خورشید کو قتل کیا شہر مینا غارت ہو گیا امیر سرداران ہمیت تہخانے سے باہر آئے اپنے اپنے مرکبون پر
سوار ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ جا کر لشکر کی خبر لاؤ عمرو اسیوقت روانہ ہوا دو گھڑی کے بعد آ کر کہا کہ لقا نے جشن
کیا ہی شادی خوشی ہو رہی ہی اور لقا یہ کہتا رہا ہی کہ بڑے سے حمزہ کو غارت کر دیا اور بختیارک حرامزادہ بھی بہت

خوش ہی خبر سمجھا جائیگا ابھی مصلحت نہین بولا امیر نے کہا کہ خواجہ تم جاکر ہمارے لشکر مین خبر دو ہم چلتے ہین لشکر لقا کیطرف
عرض کیا بہت خوب۔ اور روانہ ہوا امیر لشکر لقا پر چلے مگر یہان لقا نے جشن کیا ہی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ صاحبو دیکھا
تمنے کہ وہ شخص دیرگیر ہی مگر سخت گیر ہی دیکھا کہ مین نے کیسا غضب ان خدا پرستون پر نازل کیا کہ سبکو ایک مرتبہ مٹا دیا سب پکارے
یا خداوند تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے اور لقا نے اکثر سردارون کو ملک بھی ابھی سے تقسیم کر دیے ہین نہایت خوش و خرم بیٹھا
کہ خورشید جادو آئے تو ملک سبائل کو جاوین کہ دفعتہ بختیارک کی رگ مادر بخطائی جنبش مین آئی پریشان ہوا کہ یہ کیا
سبب ہی خدا پرست سب مارے جا چکے اب کیا باعث ہی کہ اور زیادہ طبیعت پریشان ہوئی وہ مکان ویران معلوم ہونے لگا
گھبرا کر اٹھا کہ باہر تو جا کر دیکھون لقا نے کہا او بختیارک کہان جاتا ہی اُسنے کہا کیا عرض کرون آج مجھکو رنگ برا معلوم ہوتا ہی
اور آج مجھے یہ مکان ویران معلوم ہوتا ہی کہ آج یہان سے ہم بھاگینگے لقا نے کہا او مادر بخطا حمزہ مع فرزندون اور سردارون کے
مر چکا سر انکے نیزون پر چڑھا کر خورشید جادو و قیطاس کو دے گئی اور پھر تجھکو یہ باتین سوجھتی ہین بختیارک نے کہا کہ
یا خداوند مجھکو حمزہ کے مارے جانے کا یقین نہین ہی کسواسطے کہ ایکمرتبہ ہومان جادو نے حمزہ کا سر کاٹکر دروازہ دشت نگ
چڑھا دیا تھا جب وہ ماری گئی تو سب سردار زندہ ہوگئے اور یہ تو آپکی دیکھی ہوئی بات ہی کہ تھوڑی دیر ہوئی ہوا تند چلی تھی
اور تاریکی بھی ہوگئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خورشید جادو ماری گئی اور خدا پرست قید سے چھوٹے عجب نہین آتے ہین پینگ
لقا اور سردار اسکے اور نریمان بن قنطور شاہ خوب قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ اس مسخرے کو قارورے مین بھانے نظر آتے ہین
بختیارک نے کہا شہر مینا کی خبر تو منگوائیے بعد اسکے خوب ہنسیے گا یہی باتین تھین کہ نعرہ صاحبقرانی کی آواز بلند
ہوئی کہ ای کافران بے حیا و ای ناکاران پر دغا منم سلطان سلطانان صاحبقران حلقہ فگن گوش گردن کشان مردم
رباے زین جنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان ای کافر و کب چھوڑتا ہون تمھین کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجاؤ اور ساتھ ہی نعرہ
عالمشاہ کرب جابر بدیع الزمان وغیرہ کا ہوا بختیارک نے کہا اب کہو مجھکو تو خوب قارورے مین بھانے نظر آتے تھے اب
ان لوگون سے بچو یہ کہکر باہر نکلکر دیکھا کہ لشکر خدا پرست آپہنچے ہین تلوار چل رہی ہی لقا نے کہا ابھی انکا لشکر تو نہین آیا
وہ لوگ تنہا ہین اور اگر لشکر آجائیگا تو مشکل پڑ جائیگی بس پہنچنے ہی چہار طرف سے ہجوم کفار کا امیر اور سرداران امیر پر ہوا
تلوار چلنے لگی ادھر عمرو لشکر مین جو آیا دیکھا کہ لشکر والے سب صحیح و سالم ہین اور آپسمین کہہ رہے ہین کہ خورشید جادو
ماری گئی جو ہمپر سے دریاے آب و آتش دور ہو کر معدوم ہو گیا کہ عمرو سامنے سے آیا اور پکارا کہ صاحبو صاحبقران
سردارون سمیت زندہ و سالم ہین شہر مینا معدوم ہو گیا اور امیر لشکر پر لقا کے گئے ہین تم سب چلو شریک ہو یہ سنتے ہی
لشکر مین جان تازہ آگئی اور اسیوقت تیار ہو کر روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ صاحبقران سردارون سمیت لڑ رہے
ہین گرد لشکر لقا پر لقا دور سے پکار رہا ہی کہ ارے یہ خدا پرست زندہ نہ نکل جاوین کہ لشکر اسلام بھی آگیا اب بڑا ہی
کشت و خون ہونے لگا مگر یہ لقا پرست ہمیشہ کے بھگوڑے ہین سامنے سے بھاگنے لگے بختیارک نے لقا کو بھی ابھار کر
بھگایا [illegible] نزی قریب تخت نریمان بن قنطور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری کر سینے کا [illegible] پکڑ لیا اور کمر مین ہاتھ
ڈالکر [illegible] باقی تھا کہ بالکل فتح ہوگئی اب امیر میدان سے پھرے مگر عمرو سے کہتے ہوے کہ خواجہ نہین معلوم کس نے
خورشید [illegible] ہمارا کون مددگار رہا پیدا ہوا عمرو بولا کہ حمزہ معلوم ہو جائیگا اسوقت مین تو جسنے مدد کی بڑا کام کیا
[illegible] ابھی تک یہ نہین کھلا کہ باقی اسکا کون ہی یہی باتین کرتے ہوے داخل بارگاہ ہشامی ہوے دیکھا تو
ملکہ [illegible] بیٹھی ہوا امیر کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی مجرا کیا دوڑکر قدمون سے لپٹی امیر نے گلے سے لگایا فرمایا فرزند

تم کیونکر آئین اُسوقت قرلیشیہ نے نقل گذشتہ تمام بیان کی امیر نے فرمایا اے قرلیشیہ مین نے تمکو بامنع کیا ہو کہ تمھارے ساتھ دیو پری کا لشکر ہی تم میری مدد نہ کیا کرو میری زندگی تھی تو مین لاکھ طرحسے بچ جاتا عمرو نے کہا اے قرلیشیہ سچ ہی تو نے ناحق انکی مدد کی مجھکو قید سے چھڑا لیا ہوتا حمزہ کو اسیر پڑا رہنے دیا ہوتا تمنے بہت برا کیا جو انکو قید سے نجات دی قرلیشیہ سنے اور بھائیون کو گلے لگایا مگر امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جا کر تمام ناموس کو خوشخبری دو اور سبکو بھیجکر لاؤ عمرو نے عرض کیا بہت اچھا اور روانہ ہوا

اب شمہ از داستان پردگیان سرادق عصمت و گرفتاران رنج و مصیبت بیان کیے جاتے ہین

کہ غیبیہ حالت پرملالت مین ہمراہ نظر کردہ شاہ اولیا یعنے مہتر قران حبشی کے جانب کوہ کو روانہ ہوئے ہین عجب حال ہو کہ ایک طرف عمرو ارتون کے مارے جانے کا ایک طرف اندیشہ حریفون کا کہ مبادا تعاقب مین آئین اور مہتر قران بجلدی انکو لیے جاتا ہی اسقدر جلد گیا کہ ایک روز مین قریب سو کوس کے نکلگیا قریب دامنہ کوہ کے خیمہ برپا کیا لیکن عورات کو مثل شب تیرہ سیہ پوش ہوتی تھین اور بال کھولکر نوحہ و زاری کرتی تھین اور ہر صبح کو مثل سحر گریبان چاک کرتے وارثون کے غم مین ایک ایک کا نام لیکر روتی تھین اس روز سب خواتین نے کہا کہ واسطے خدا کے اے قران یہان مقام کرو کہ آج ان جنت مکانون کا سیوم تو کر لین ہمین اس زندگی سے موت بہتر ہی جو کچھ ہو سو ہو ہم نصیب تا حد رد دیہانسے نجا ئینگے اور آیندہ ورنہ خدا کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ سر حمزہ صاحبقران کا فرزندون سمیت خورشید جادو نیزے پر رکھکر قبطاس کوہ کو روانہ ہوئی اور لقا جشن مین مصروف ہی انتظار مین خورشید جادو کے قران نے ناچار ہو کر خیمہ استادہ کیا اور دہیار جو محرم تھے انکو گرد خیمے کے بٹھایا باقی دور دور رہ دو رابند ہکر بیٹھے کہ صدا خواتین کی انکو نہ سنائی دیے تمام خواتین نے ملکر رسم سیوم ادا کی اور مجلس ماتم برپا کی مہتر قران نے عمرو کے سیوم کی تیاری کی اُدھر غلغلہ خواتین محلسرا مین تھا کوئی علمشاہ کا نام لیکر پکارتی تھی یا بدیع الزمان کا نام لیتی ہی کہ بلا لون اچھے وقت سے جدا ہوئے تھے کہ پھر دیکھنا نصیب نہوئے وا رے ہم آخری خدمت نہ کر سکے ہم عجب سخت جان ہین کہ اس غم مین دم بھی نکل نہ جاتا اُدھر عیار عمرو کا نام لیکر روتے تھے کہ ہائے چراغ عیاری کا گل ہو گیا قران کی آنکھون مین دنیا اندھیری تھی سر و تن کی حالت تباہ تھی غلغلہ محشر انگیز برپا تھا وہ صحرا بے قیامت معلوم ہوتا تھا کہ ناگاہ عمرو بن امیہ نامور پہونچا آواز گریہ و زاری کی سنکر کلیجہ شق ہونے لگا مگر عیارون نے جو عمرو کو دیکھا حیرت زدہ ہوئے دوڑکر قران کو خبر کی کہ خواجہ آتے ہین قران بے وسواس دوڑا قدمون سے عمرو کے لپٹا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور مژدہ خوشخبری دیا وہانسے خیمے مین خواتین کے داخل ہوئے قران پہلے جا کر پکارا کہ صاحبو مبارک ہو کہ مہر سپہر عیاری یعنے عمرو بن امیہ ضمری آئے یہ سنتے ہی سبکو شادی مرگ ہو گئی لیکن کسیکو یقین نہین آتا دو چار کہاریان بھی آکر دیکھ گئین لیکن کسیکا کہنا صحیح نہین معلوم ہوتا جب عمرو خود اندر محل کے آیا تو سب گرد عمرو کے جمع ہو گئے اور اکثر مارے خوشی کے بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو آکر عمرو سے لپٹین عمرو نے ملکہ قمر چہر تاجدار کو دیکھا کہ زلفین گرد رخسارہ زیبا کے کھلی ہوئی ہین خاک سے آلودہ منہہ پر طمانچون کے نشان کہ جابجا سے عارض نیلے ہو گئے ہین اسی حال پر ملال سے قریب عمرو کے آکر قدمون سے لپٹی اور پکاری شعر اے پیک نازنین بستان خبر یار ما بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ خواجہ کہو کہ ہمارا افسر تاجدار پر کیا گذری عمرو نے کہا سب اچھی طرح سے ہین مگر مال ہمارا اسباب صرف ہوا اور تباہ ہو رہا ہی ملکہ بولی ہم دیتے ہر عورت اپنے وارث کا احوال پوچھ رہی تھی اور خوشخبری سنکر کہہ رہی ہی شعر ہین مژدہ گر جان فشانم روا ست ؛ کہ این مژدہ آسائش جان ماست ؛ القصہ عمرو نے سب خواتین کو سوار کیا اور اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جو تھے دن داخل لشکر ہوا تمام خواتین داخل محل ہوئین ملکہ قرلیشیہ سلطان سے ملاقات ہوئی ادائے شکر بجا لائین صاحبقران ذیشان مع فرزندان عالی مکان داخل محل ہوئے سب دوڑکر قدمون سے پہلے صاحبقران کی بلائین لین تصدقات

اُترنے لگے پھر ایک فرزند کے لیے ہر جگہ سے جہان گانہ تبیل ماش آتے تھے تہنیتین جو والی تھین ادا ہو رہی تھین اب امیر کشورگیر نے ملکہ قریشیہ سلطان کو رخصت کیا وہ پردۂ قاف کو روانہ ہوئی امیر باہر آکر بارگاہ مین بیٹھے نریجان بن قسطور شاہ کو طلب کیا فرمایا کہ اے نریجان دیکھو سب دربند والے داخلِ اسلام مین آچکے فرعون پر لعنت کی تم پرستش پروردگار عالم مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ شہریار مین بھی غلام ہون حضور کا مین نے لعنت کی فرعون پر اور اسکے پرستارون پر امیر نے کلمہ زبان پر جاری کیا نریجان کلمہ پڑھکر از سرِ صدق مسلمان ہوا امیر نے آہنگرون کو بلا کر قید کی سکی دور کرائی وہ رخصت ہو کر شہر مین گیا اور تمام رؤسا شہر کو بلا کر سمجھایا کہ مین نے تو دین حمزہ صاحبقران کا اختیار کیا دیکھو کس مصیبت مین خدا انکی مدد کرتا ہے تم بھی اگر مسلمان ہونا منظور ہو تو میرے شہر مین رہو ورنہ جہان تمھارا جی چاہے چلے جاؤ مین کسی صاحب کو روکتا نہین ہون سبنے کہا کہ ہم آپکے ساتھ ہین ہمین فرعون سے کچھ کام نہین ہمنے لعنت کی اسپر غرض تمام شہر مسلمان ہوا نریجان نے حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند کیا جاے اور دعوت کی تیاری ہو کہ مین صاحبقران کی دعوت کرونگا اور تھوڑا سا سپر تمام سردار اور رئیسون کو ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین آیا سبکو قدمون پر گرایا امیر ہر ایک سے بخلق پیش آے خلعت جدا جدا عنایت ہوئے اب نریجان شاہ نے دست بستہ عرض کی کہ غلام نے دعوت کی تیاری کی ہے کل حضور قدم رنجہ فرمائین تو خالی از غلام نوازی نہو گا فرمایا کہ دعوت تمھاری قبول کی نریجان شادان و فرحان پھر کر شہر مین آیا تیاری ضیافت مین مصروف ہوا دوسرے دن جاکر امیر کو مع بادشاہ اسلام و سرداران ذوالکرام شہر مین لایا دروازۂ شہر سے تا ایوان شاہی پا انداز ڈلوایا تھا کشتیان جواہر کی نثار کرتا ہوا لیے آتا ہے تمام بازار گلی کوچہ ہجوم خلائق انبوہ عالم ہے جو امیر اور فرزندان امیر کو دیکھتا ہے آفرین و تحسین کرتا ہے نریجان نے ایوان شاہی مین لاکر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا کشتیان نذر کی پیش کین امیر کے آگے چنی گئین ہر سردار کی تعظیم و توقیر کی اب ناچ ہونے لگا رات کو کھانا کھاکر آرام فرمایا صبح کو صاحبقران نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے یہان ہین سب توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنیاد پڑی سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا چہار طرف آوازۂ ان کی بلند ہوئی دوسرے دن صاحبقران شہر سے باہر تشریف لاے بارگاہ مین دنگل شوکت پر متمکن ہوے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہو لقاے بوم خصال کدھر بھاگ کر گیا عمرو نے کہا ظاہر ہے کہ فرعونیہ کو گیا ہوگا اور حضرت ہم آپ تو سب آفت مین گرفتار تھے کسکو تن بدن کا ہوش تھا اب خبر منگواتا ہون کہ کہان جاکر ٹھہرا کسنے دامن پناہ دیا فرمایا جلد خبرداروں کو روانہ کرو اور تاکید کرو کہ جلد خبر لائین عمرو نے اسیوقت ہرکارون کو روانہ کیا

اب داستان اُس بد خصال یعنی لقاے بوم خصال کی بیان کیجاتی ہے پہونچنا اسکا دربند قسطوریہ مین اور ملتجی ہونا فرعون سے اور گرفتار ہو کر جانا لقا بدذات فیلبند فیل سوار کے ہاتھون فرعون کے پاس

کہ لقا بھاگا بھاگ کر قریب دربند قسطوریہ کے پہونچا بادشاہ یہانکا قسطور شاہ ہے اور لقا بدذات قسطورہ پوش کہ چار ولایت لقا بدذات کا افسر ہے وہ یہان کا مالک ہے قسطور شاہ اسکا تابعدار ہے جب اسنے سنا کہ لقا سب دربندون سے شکست کھا کر اب یہان آیا ہے اسنے قسطور شاہ سے کہا کہ مین جاکر خداوند فرعون شاہ سے حال لقا کا بیان کرتا ہون جیسا حکم خداوند کا ہوگا ویسا تم کرنا ابھی اسکی ملاقات کو بھی نہ جانا یہ کہکر روانہ ہوا اور جاکر فرعون شاہ سے حال زہرہ شاہ باختری کا بیان کیا فرعون سنکر نہایت برہم ہوا کہا کہ ہمنے اپنا نائب مالک باختر مین اسکو کیا یہ ہمکو چھوڑ کر اپنی خدائی جتانے لگا ویسا ہی خراب ہوا قہر خدا پرستان کے ہاتھ سے ذلیل ہوا خیر جاؤ شقہ ہمارا لیے جاؤ جاو زرہ پوش ایک سردار زبردست [illegible] اُس سے کہا کہ تو یہ جاکر لقا کو دے اور اسے اپنے ساتھ لے آ جاو زرہ پوش بارہ ہزار زرہ پوش اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قسطور کوہ مین پہونچا قسطور شاہ سے ملاقات کی حال بیان کیا یہ دونون خبر لیکر ہو کر لقا پاس روانہ ہوئے یہان لقا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے گرد سرداران و رایاندھے بیٹھے ہین بختیارک سے لقا کہہ رہا ہے کہ اے شیطان درگاہ

کوئی ور نہ قنطور یہ سے ہمارے سامنے کیوں نہیں آیا نہ فرعون نے کسیکو بھیجا اور میں یوں فرعونیہ میں بغیر طلب نجاؤنگا
بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی نکوئی آپ پاس ضرور آئیگا یہی باتیں ہوتی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ قنطور شاہ اور
عاد زرہ پوش دونوں آتے ہیں کہ بعد ایک لحظہ کے وہ دونوں سامنے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے کرسیاں بیٹھنے کو دیں یہ دونو
بیٹھے اور عاد زرہ پوش نے وہ شقہ فرعون کا لقا کو دیا لقا نے اسے بختیارک کو دیا کہ پڑھو اسنے آہستہ با آواز بلند اسے پڑھا
لکھا ہوا تھا کہ اے لقا ہمنے تجھکو اپنا نائب کرکے باختر میں بھیجا تھا تو نے وہاں جا کر ہمکو فراموش کیا دہی تو اپنی سزا کو پہنچا خیر اب تو
ہمارے پاس شکست خوردہ آیا ہی تو عاد زرہ پوش کے ساتھ چلا آ ہم تقصیر تیری معاف کر دینگے بس یہ مضمون سنتے ہی لقا
نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ کس فرساق نے اپنا نائب کرکے مجھے بھیجا تھا یہ ایک ملک فرعونیہ کا مالک ہی اور چھوٹا بھائی ہی میرا
اور اسکو یہ غرہ ہی میں اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا تھا اور کیا کارخانہ تھا میرا کہ ادنی بندہ میرا پانچ سو ملک کا مالک تھا اس
فرعون کی میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں اور یہ نالائق آپ میرے استقبال کو نہ آیا میں ہرگز نجاؤنگا اور شقہ لیکر پھاڑ ڈالا
عاد زرہ پوش اور قنطور شاہ دونوں بگڑ کھڑے ہوئے پکارے کہ اے لقا تو نے خداوند کے شقے کو ذلیل کیا اچھا نہ کیا وہ
خداوند ہی سنیگا تو بہت برہم ہوگا لقا نے اپنے سرداروں سے کہا کہ پکڑلو ان دونوں کو لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے انہوں نے
بھی تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی ہرچند بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خود سری اچھی نہیں ہی تو دامن پناہ لینے آیا ہو تمہیں تحمل لازم
ہی لقا پکارا او فرساق تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہی القصہ خوب کشت و خون ہوا یہانتک کہ عاد زرہ پوش اور قنطور شاہ دونوں زخمی
ہوکر گرفتار ہوئے فوج انکی شکست کھا کر بھاگی لقا نے حکم دیا کہ ان دونوں کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ میں اسیر رکھو انکو تو قید کیا مگر کارخانہ خدائی
اپنے درست کیے جہان نامہ خداوندی سنا دکرا لی فرعون سے باغی ہوکر بیٹھا مگر لوگ عاد زرہ پوش کے بھاگ کر فرعونیہ میں گئے حال اپنے مالک کے گرفتار
ہونے کا بیان کیا فرعون یہ سنکر برہم ہوا اور لقا بدار قلندر رفیل سوار قہقہہ کو حکم دیا کہ تو جاکر لقا کو پکڑ لا وہ اسیوقت چالیس ہزار
سوار سے روانہ ہوا اور لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ لقا بدار قہقہہ سامنے گھسا چلا آیا سلام کیا بعد وہ نامہ کے بیٹھا اور
نامہ فرعون شاہ کا گزرانا لقا نے نامے کو پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا نہایت خشمناک ہوکر کہا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہی
اور مجھے اسطرح کے کلمے کہتا ہی سرداروں میں خودی و بزرگی لازم ہی اس نامعقول نے میری بزرگی نہ سمجھی تو میں بھی اسکے پاس
نہ جاؤنگا اور کسیطرف چلا جاؤنگا لقا بدار قہقہہ نے کہا کہ اے لقا تجھسے آگے کی ملاقات ہی میں از راہ دوستی تمہیں
سمجھاتا ہوں کہ تم خداوند فرعون شاہ پاس دامن پناہ لینے آئے ہو تمہیں لازم ہی کہ عجز و انکسار کرو کہ تم خداوند کو برا
کہتے ہو اور اسکے فرستادہ یعنی عاد زرہ پوش کو قید کیا ہی اگر اپنا ساتھ لو اور میرے ساتھ چلو بخوشی اور نہیں تو
تم بھی جانتے ہو جیسا میں ہوں مجھکو حکم ہی کہ اگر لقا بخوشی آئے تو تو ساتھ لے آنا نہیں تو جبراً قہراً باندھکر لیکے آنا
لقا نے جو یہ کلمے سنے مانند گرز کے چلا یا منہ حقیقت کسیطرح سرخ ہوگیا پکارا او قلندر قہقہہ خود منہ سے بڑی کیا طاقت
ہی کہ ذرا بھی کم کر سکے اور میرے ساتھ یہ بے ادبانہ کلمے تو کرتا ہی اور اپنے سرداروں کیطرف دیکھکر کہا کہ پکڑلو اس بے عقل
اور قتل کرو سرداران لقا چہار طرف سے دوڑے لقا بدار پکارا کہ تم کیا میری پشتم کندہ کروگے مگر معلوم ہوا کہ تم سبکی
شامت آئی ہی یہ کہکر لقا بدار اپنے منہ سے اٹھائی اور پکارا برمن نگر شما یار کہ لشناسی مرا بس جسنے سنی اسکا دیکھا
ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا ایک لحظہ بھر میں سب لقا سب بیہوش ہوگئے لقا بدار نے اپنے لوگوں سے کہا کہ باندھ لوان سبکو
یہ سنتے ہی سب ملکر لقا کو پانچسو سرداروں سمیت باندھ لیا اسیر غل و زنجیر کرکے اعرابون پر ڈال لیا اور لشکر لقا سے کہا
کہ تم سب ساتھ چلو اور مال اسباب لدوا کر ہمراہ لے لیا اور روانہ کوچ کرکے وارد فرعونیہ ہوا لقا کو پیچھے چھوڑکر
آپ خدمت میں فرعون شاہ کی آیا ملازمت حاصل کی اور تمام حال بیان کیا حکم ہوا کہ لقا کو ہمارے سامنے لاؤ اور

لشکر اسکا باہر شہر کے آتارو بموجب حکم کے لقا اور بختیارک کو سامنے لائے لقا پکارا سلام میرا اسپر ہو جو مجھے خداوند برحق
جانے فرعون پکارا کہ او لقا میں نے تجھکو ملک باختر میں اپنا نائب کرکے بھیجا تھا تو خود خدا بن بیٹھا دیکھا کیا ذلت ہوئی تجھے لقا
پکارا او قرمساق دروغ گو تو نے مجھے کب اپنا نائب کیا تھا اور دوڑکر فرعون سے لپٹا وہ لقا سے لپٹا لگی لات مکی چلنے اور
ڈارھیان ایک دوسرے کی پکڑے ہوئے تھے کبھی لقا اوپر فرعون نیچے اور کبھی فرعون اوپر لقا نیچے دونوں کتے کیطرح اینچتے
دم چڑھے ہوئے تھے آخر لقا فرعون کو دبوچ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا لگا گھونسے مارنے اور فرعون پکارا ای بندگان من
مرا دریابید اری مجھے بچاؤ اور بختیارک اچھل رہا تھا کہ ہاتھ کسی کا رسے چپٹی کا جیسے کہ لقا بدار قہقہہ [illegible] بس
اپنی دکھائی لقا بیہوش ہوا اسنے پکڑ لیا غل و زنجیر میں گرفتار کیا فرعون شاہ کو ہوش آیا حکم کیا کہ اسے لیجاکر زندانخانے میں گرفتار
رکھو بختیارک نے سجدہ کیا اور خوشامد فرعون کی کی باتیں بنانے لگا کہ یا خداوند میں نے بہت سا سمجھایا لقا کو مگر وہ راہ راست پہ
نہ آیا آخر خراب ہوا فرعون بختیارک سے بہت خوش ہوا اور سر دست خلعت وزارت منگوا کر بختیارک کو دیا اور عیار کو اپنے
بلایا کہ نام اسکا ہماسہ دوندہ ہے اور محرم رازہی اسکا کہا کہ تو جا کر دریا کے کنارے وہ جو چبوترہ ہی جسپر درخت برگد کا ہے کھڑے ہو
پکارنا کہ یا خداوند مشمش جادو فرعون شاہ نے آپکو بندگی عرض کی ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ آج حضور کلبہ احزان کو اپنے قدم مبارک سے
منور و ممتاز فرمایئے کہ مجھے مطلب عرض کرنا ہے ضرور تشریف لایئے گا ہماسہ دوندہ گیا اور چبوترے پر کھڑے ہو کر دریا کیطرف
منہ کیا اور جو کچھ فرعون شاہ نے کہا تھا بیان کیا دریا سے آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ہماسہ دوندہ کانپ گیا آواز آئی کہ جو تو نے کہا
وہ ہم نے سن لیا اب تو جا پاسی پہر رات گئے ہم اسکے پاس آئینگے ہماسہ دوندہ نے آکر پیغام فرعون کو پہونچایا فرعون نے سر شام
صحبت آراستہ کی پہر رات گئی ہوگی کہ گھٹائے ابر پیدا ہوئے اور تمام شہر فرعونیہ پہ چھا گئے آہستہ آہستہ قصر فرعون کیطرف
چلے جب نزدیک پہونچے دھواں سیاہ نکلا اور ایک صورت مہیب اسمیں سے ظاہر ہوئی کہ قد تو پچاس ارنج کا اور دو شاخین سینگ کی بالا
سر پر سیاہ بھنگی قسم سے لپیٹے ہوئے معلوم ہوتی ہیں کانوں میں مندرے پڑے ہوئے بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے سرخ تافتی کا
لنگ بندھا ہوا گٹھر بہت بھاری لادے ہوئے جھولی گھاس کی لگی ہوئی اسمین اسباب سحر ہو جو جنبد گلے میں پڑا ہوا
فرعون کے پاس آیا لوگ ڈر کر بھاگے مگر فرعون نے جو اسکو دیکھا اٹھکھڑا ہوا سلام کیا ہاتھ اسکا پکڑ کر اپنے تخت پر اپنی جگہ
بٹھایا اب خلوت ہوگئی دونوں شراب محبت پینے لگے فرعون نے حال لقا کا بیان کیا مشمش یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور
کہا کہ ای فرعون تو نے یہ کیا غضب کیا کہ لقا کو اپنے پاس بلایا اسکے غضب میں ایک اژدہا ہے ہفت سرا تاہر اسکے ساتھ ایک یار
ہی کہ شہر کے شہر ساحروں کے اسنے غارت کر دیئے ہیں میں نے اسکی دہشت سے دریا میں رہنا اختیار کیا ہے میری بہن ملکہ وامہ جادو
چاہ الماس میں گھسکر مارا فرعون نے کہا کہ ای مشمش جادو مجھسے خطا ہوئی اب میں لقا کو نکالے دیتا ہوں ساحر مشمش نے
کہا کہ ای فرعون اب نکالنا اسکا اور برا ہے اور خدا پرست اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو نے ایک تو لقا کو بلایا بڑا بھائی تھا تیرا
اسکی عزت و آبرو کی ہوتی نہ کہ تو نے اسکو قید کیا خیر جو کچھ تو نے کیا خوب کیا اب جلد اپنے امرا روسا کو بھیج کہ اسکو سمجھاویں
کہ ای لقا چلکر خداوند کو سجدہ کر کہ مقدمہ تیرا درست ہو جاوے اور خداوند اقرار کرتا ہے کہ اگر تو آکر مجھے سجدہ کریگا تو قدرت
اپنی تجھے دکھا دونگا چند روز میں تیرے بندگان خدائی کو نیست و نابود کر دونگا اور ملک باختر تجھے دونگا کہ پھر تو بخوبی خدائی
کیا کریگا اور اگر تو خودی و بزرگی کو کہتا ہے تو مرتبہ خدائی میرا بڑا ہے اور تیری خدائی برباد ہو چکی یہ سنکر لوگ زندانخانے میں گئے
اور جو کچھ کہنا تھا سب لقا سے کہا اور سمجھایا کہ اگر کمر فاہیت اپنی چاہتے ہو تو چلکر فرعون کو سجدہ کرو کہ مطلب تمہارا جلد
سرانجام پاوے لقا نے کہا کہ میں کبھی اسکو سجدہ نہ کرونگا بختیارک اور مشور وزیر نے بہت سمجھایا کہ لقا راضی ہوا اور بختیارک سے
کہا کہ ای لقا چند روز کا یہ کارخانہ ہے خدا پرست اسکو مار کر ہلاک کرینگے پھر وہی تو خدا ہے اور میں تیرا شیطان بخوف لن

اک دو چار روز تماشا دیکھے لقا سجدہ کرنے پر راضی ہوا سینے جا کر فرعون سے کہا کہ لقا سجدہ کرنے پر راضی ہے حکم دیا
کہ لقا کو حمام کرواؤ اور سرداروں سمیت خلعت پہنا کر ہمارے سامنے لاؤ جب لقا صحبت میں آیا دور سے دوڑ کر سجدہ کیا
فرعون بہت خوش ہوا لقا کو اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور بہت سے تحفے دیئے اور منصور وزیر سے کہا کہ جو کچھ مال و اسباب
و خزانہ لقا کو درکار ہو بغیر میری اطلاع دیدیا اور ساحر ششمش نے بھی بہت سا تسلی دلاسا دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھ
تمہارا ارادہ ہوگا وہی ظہور میں آئیگا بعد اسکے تخلیہ محض ہوا اور فرعون نے کہا کہ اے ششمش جادو یہ سب جاہ و جلال
و دولت و اقبال آپ ہی کے تصدق سے ہے ورنہ میں کیا کہوں جو نام خدا کی کا لوا انہوں بندگان خدا بی زمرد شاہ باختری
کہ باختر سے تا زبرجد لگار اور دہانے سے تا فرعونیہ تعاقب میں اسکی آئے ہیں اور ملک کے ملک مسخر کر لیے ہیں اور ابھی تک تعاقب میں
چھوڑتے چلے آتے ہیں یہاں بھی ضرور آئینگے لہذا آپکو لازم ہے کہ اپنے دست قدرت سے کوئی دستگیری معقول کیجیے تاکہ میرے واسطے
دن پر دن ترقی ہو ساحر ششمش نے کہا اے فرعون تو خاطر جمع رکھ اور کہا کہ تیری ایسی حفاظت کرونگا کہ بحکم تیرے کوئی شہر
فرعونیہ میں نہ آسکیگا ہاں جلد کچھ دستے کاغذ کے منگوا اور سب کی وصلیاں بنوا ملازموں نے اسیوقت دستے کاغذ کے لاکر
وصلیاں تیار کیں ساحر ششمش جادو نے ان وصلیوں کی بہت قینچی کاٹ کر تیار کیں اور ہر ایک پر اسم سحر لکھا اور کچھ پڑھکر
پھونکا کہ اسیوقت ان پیرقوں نے صورت علموں کی پیدا کی اب ساحر ششمش نے کہا کہ ان پیرقوں کو لیجا کر گرد شہر کے
نصب کرو کہ یہ طلسم ہے جو خدا پرست بغیر حکم تیرے شہر میں آئیگا الٹا لٹک جائیگا بعد اسکے کورے برتن میں پانی منگاکر
اسم سحر اسپر دم کیا فرعون کو دیا کہ اسے ایک تالاب میں ڈلوادو کہ پانی اسکا کبھی کم نہوگا چاہیے بادشاہ ہفت کشور نیز خوش
اگر پیئے اور جو کوئی چاہے کہ پیرقوں سے باہر جا سکے اسپر پانی اسی تالاب کا چھڑک دیا جاوے وہ بخط چلا جائیگا اور پھر آئیگا اور
اگر کوئی غافل پیرق کے نیچے آئیگا بیہوش ہو جائیگا اور اس پانی کے چھڑکنے سے ہوش میں آئیگا بعد اسکے کہا اے فرعون
مجھے تین مہینے سات دن نہایت سخت ہیں کہ اسمیں خوف جان ہے اسواسطے میں پوشیدہ ہوتا ہوں تاکہ کوئی مجھکو نہ دیکھے
جبتک یہ ایام نحس مجھپر سے دور ہوں تو اس طلسم کے اندر عیش و عشرت میں بسر کر اگر خدا پرست آئیں انسے ہرگز نہ لڑنا
جب یہ زمانہ نحس نکل جائیگا میں اگر ایک خدا پرست کو زندہ چھوڑونگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی نہ میں تیرے پاس آونگا
یہ کہکر اسیوقت وہاں سے غائب ہو گیا فرعون نے بموجب حکم ساحر ششمش جادو کے پیرقوں کو تین کوس شہر سے آگے بڑھا کر
گڑوا دیا اور پانی ایک تالاب میں ڈلوا دیا اور واسطے آزمائش کے دو ایک آدمیوں کو بھیجا وہ پیرقوں سے باہر گئے اور پھر جو
آئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے جب پانی انپر چھڑکا تو ہوش میں آئے اور جسپر پانی چھڑک کے بھیجا وہ اچھی طرح چلا گیا اب فرعون
و لقا دونوں عیش و عشرت میں مشغول ہوئے

اب چند کلمے داستان لشکر ظفر پیکر کے اور ایلچی گری رستم خوب بن کرب کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ امیر بعد جشن کے خبر لقا کی سنکر درہ تنقیم سے کوچ کر کے دربند پر تشریف لائے تا اک دربندی لیے قسطور شاہ
فرمیشہ والا میں حاضر ہوا اطاعت امیر کی اختیار کی از صدق مسلمان ہوا شہر میں لیگیا دعوت کی تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک
روز امیر قلعہ سے باہر آئے بارگاہ میں بیٹھے منشی عنبر قلم سیہ فام رقم سیف دوالیدین کو بلایا اور فرمایا کہ نامہ کا مسودہ درست
کر کے لاؤ کہ ہم دیکھیں وہ گیا بموجب ارشاد عالی مسودہ درست کر کے لایا حاضر خدمت کیا اسے ملاحظہ فرمایا جو لفظ کہ
فرعون کا جاہ و جلال سنکر لکھے تھے انسے کاٹ دیا اور لفظ بنا دیا اور فرمایا کہ صبح کو اسے صاف کر کے لانا اور دربار
برخواستہ ہوتے وقت فرمایا کہ سب صاحب سویرے سے آکر موجود ہوں غرض دوسرے دن تڑکے سے دربار معمور ہوا منشی نے
نامہ پیش کیا مقبل وفادار نے چوکی مخمل زرکش بچھائی اسپر نامہ بشاہت سپر شمشیر جامہ کلاہ عفریت بیڑا پان کا رکھا امیر نے

سب سرداروں کیطرف دیکھا اور پکارے کہ ای بہادران حق شناس و دلاور نشینان بارگاہ گردون اساس میں چاہتا ہون
کہ ایک بہادر اس نامہ کو لیکر جائے اور فرعون سے جواب باصواب اسکا لیکر آئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک گھڑی کے بعد پھر
صاحبقران پکارے کہ ای تہمتنان ظفر پیکر و ای بہادران لشکر تم سے چاہتا ہون کہ ایک شخص اس نامے کو لیکر جائے [illegible]
عمرو نے کہا کہ حمزہ کون ایسے مقام خوفناک پر جائے اپنی جان دینے اور ذلت اٹھانے اول تو راستہ وہاں کا مسدود و بہر طلسم [illegible]
کوئی وہاں جا نہیں سکتا جسکو وہ بلائے وہ جاتا ہی دوسرے نامے کی شرطیں اس سے ادا کرنا دشوار ہی صاحبقران یہ کلام سنکر
نہایت رنجیدہ ہوئے اور ایک لمحہ تامل کرکے آواز دی کہ ای غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کوئی تم میں ایسا نہیں کہ اس نامے کو
لیکر فرعون کے پاس جائے اور ارادہ یہ ہوا کہ اگر ابکی کوئی نہ جائے تو تم خود ایلچی ہوکر چلو مگر افسوس کہ زمانہ کہیگا کہ حمزہ کے اتنے
سردار تھے کوئی اتنا نہوا کہ ایلچی ہوکے آتا یہی خیال تھا کہ رستم خو بن کریب اپنے دنگل پر سے اٹھا اور امیر با توقیر کو مجرا کیا اور عرض کی
کہ اگر حکم عالی ہو تو یہ غلام نامہ لیجائے امیر نہایت خوش ہوئے پاس بلایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا ای رستم تو نے
تمام بارگاہ کی آبرو رکھلی سب سردار حیران ہوئے کہ رستم خو نے بڑا دل کیا اور کریب کی تو یہ حالت ہوئی کہ گھونسہ کلیجے پر لگا
بنگاہ حسرت رستم خو کے منہ کو دیکھنے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ رستم ایلچی گری پر مستعد ہوا کہا ای حمزہ یہ ایلچی گری کیا جانے نادان لڑکا
ہی وہاں جاکے ذلیل ہوگا نامے کو بھی ذلیل کر ڈالیگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ محبت سے یہ کلمے کہتے ہو مگر رستم خو نے عزت
میری بارگاہ کی رکھلی اور خواجہ عمرو اگر رستم خو نہ جاتا تو میں خود ایلچی ہوکر جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ کوئی لشکر حمزہ میں ایسا
نہ تھا کہ ایلچی گری کرتا حمزہ خود ایلچی ہوکر آیا یہ سنکر عمرو رو دیا کہا کہ ای شہریار میں نے اسکو اپنا فرزند کیا بہت دوست رکھتا تھا
میری خاطر سے اسے معاف کرو وہاں راہ نہیں ہی پھندے گڑے ہیں جو انکے نیچے جاتا ہی الٹا لٹک جاتا ہی اور [illegible]
کہ مشہور ہیں ایسے مقام پر طفل ناکردہ کار کا بھیجنا مناسب نہیں ہی رستم خو نے جو یہ کلمہ سنا آگے بڑھکر عرض کیا ای شہریار
با وقار غلام کے باپ نے اور بھائی نے کیسے کیسے کام کیے ہیں پایہ عزت بلند کیا ہی اور علم شوکت آسمان پر پہونچایا ہی غلام
بھی چاہتا ہی کہ کوئی کام ایسا کرے کہ جس سے نام ہو یا مارا جائے میں نے سب فتنے اور بلائیں وہاں کی سنی تھیں مگر میں آمادہ مرگ ہوکر
چلا ہوں جانتا ہوں کہ وہاں سے زندہ پھر آنا مشکل ہی درگاہ جناب باری قدس الٰہی میں یہی دعا ہی کہ وہاں جاکے ہاتھ سے غلام کے
کار نمایاں ہو اور نام شہریار کا بلند کرکے جان اپنی نثار کرے صاحبقران نے پھر اسے گلے سے لگایا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اگر
زندگی اسکی ہی تو یہ بخیر و خوبی پھر آئیگا اور قضا ہی تو یہاں بھی نہ بچیگا اور رستم خو نے کہا ای پدر بزرگوار اگر آپ مجھکو نہ بھیجیںگے
تو اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا عمرو نے کہا کہ جاؤ تمہیں خدا کو سونپا نگہبان ہی رستم خو نے عرض کیا کہ تین روز کی غلام کو مہلت
ملے کہ تدارک اپنی تیاری کی کرکے جائے فرمایا کیا مضائقہ ہی رستم خو اسوقت اپنے خیمے میں آیا اور رات کو عمرو کے خیمے میں گیا سلام
کیا قدم بوسی بجا لایا عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند اسوقت کیوں آئے ہو عرض کیا کہ غلام کو بے سرانجامی سے
نہایت ملال ہی ابھی تک کوئی طلسم میں نے فتح نہ کیا کہ اسی کا مال ہوتا امیدوار ہوں کہ حضور جو کچھ میری شادی میں صرف
کرتے وہ روپیہ لگا کر میری ایلچی گری کا سامان درست کر دیں کہ میں ساتھ تکلف کے فرعون کے پاس جاؤں اگر زندہ پھرا تو سب مال
آپکا ہی اگر جان اپنی نثار کی تو جانیے گا کہ شادی میں رستم خو کے صرف ہوا غلام آپکا ہوں چاہتا ہوں کہ اچھی طرح جاؤں
عمرو رو دیا کہا کہ بیٹا میری جان تیرے کام آئے تو میں موجود ہوں سب سرانجام تیرے جانے کا میں درست کر دونگا رستم خو نے کہا
کہ میں چاہتا ہوں پانچ ہزار سوار سب نقرہ پوش ہوں اور پانچ نشان وہ بھی نقرئی ہوں عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا اور تیاری میں
مشغول ہوا ستاروں کو بلا کر توڑے روپیوں کے دیے اور کہا پانچ ہزار جوان کا اسباب مع مرکب نقرئی تیار کرو دس ہزار ستار
بیٹھا دیے کہ دو روز میں کل اسباب تیار ہو گیا عمرو کام کرنے میں مصروف تھے لیکن آنکھوں سے آنسو جاری تھے ادھر ان نے

رستم خوے کی اُسے بلایا اور گلے سے لگایا اور خواتین بھی جمع تھیں سب رستم خوے کی جوانی پر رو رہی تھیں اور حسرت کی
نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں ماں نے سر سے پاؤں تک بلائیں لیں اور کہا بیٹا خدا تجھے بیاہ کے لائے تو سہنا کروں اور سہاگنوں کو
کھلاؤں غرضکہ خواتین میں تاک جشن کا سامان تھا ناگاہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ عمرو نے تیاری رستم خوے کی ایلچی گری کی کی ہے کل
بتجکر وہ جائیگا فرمایا کہ سر راہ راؤٹی استادہ ہو کہ ہم وہاں بیٹھکر تماشا دیکھینگے القصہ صبح کو امیر عالی مقام مع بادشاہ اسلام و فرزندان
نامدار جاکر بیٹھے کہ دیکھیں ایلچی کس شان و شوکت سے جاتا ہے سب منتظر بیٹھے تھے کہ سواری رستم خوے کی نمودار ہوئی
پانچ ہاتھی نشان کے آگے آگے جھولیں نقرئی اُنپر پڑی ہوئیں فیلبان علمدار بھی نقرہ پوش مستکوں پر ہاتھیوں کے آئینہ بندھے ہوے
زنجیریں نقرئی اُنکی سونڈوں میں لپٹی ہوئی اور پیچھے اُنکے نوبت کے ہاتھی اسی تیاری سے اور پھر ہاتھی شترنالیں جھٹی ہوئیں اور
خاصبردار برچھی والے سب دریاے نقرہ میں غوطہ مارے ہوے اور پیچھے اُنکے مرکب باساز و یراق نقرہ اور رستم خوے سر سے
پاؤں تک دریاے نقرہ میں غوطہ مارے اور سب سوار بھی نقرہ پوش اور جب باگ گھوڑوں کی لیتے ہیں نال نقرہ سموں سے جھڑ جھڑ کے
اور عکس آفتاب جو اُنپر پڑتا ہے تو ہزارہا چاند زمین پر پڑے معلوم ہوتے ہیں اور پھر وہ غائب ہو کر سموں میں نصب ہو جاتے ہیں
صاحبقران یہ سامان دیکھکر بہت خوش ہوے بادشاہ اسلام نے خلعت عمرو کے ہاتھ رستم خوے کو بھیجا اُسنے سلام کیا نذر
گذرانی مگر پاس ادب بادشاہ سے رستم خوے پیدل ہوا نوبت بجنا موقوف کروا دی بادشاہ نے فرمایا اے رستم خوے ہماری
خوشی یہ ہے کہ تم ہمارے سامنے سے نوبت و نقارہ بجاتے ہوے جاؤ ہمنے معاف کیا رستم خوے سلام کر کے مرکب پر سوار ہو
روانہ ہوا امیر و بادشاہ نے اُٹھکر بارگاہ میں آئے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ساتھ رستم خوے کے خفیہ تو اسکے پیچھے جاو عمرو نے
کہا اے شہریار احوال وہاں کا سنکر کوئی جا نہیں سکتا فرمایا کہ خواجہ کئی مرتبہ تمنے یہی کہا مگر مفصل حال وہاں کا نہیں بیان کیا کچھ کہو
عرض کیا اے شہریار قلعہ فرعونیہ سے تین تین کوس آگے جھنڈیاں نزدیک نزدیک گڑی ہیں جو کوئی اُنکے نیچے جاتا ہے الٹا
لٹکا جاتا ہے فرمایا کہ اگر تم نہیں جا سکتے تو خدمت اخبار کی اور کسیکو دو وہ جائیگا عمرو بولا جسکو چاہیے عنایت کیجیے امیر نے
خلعت اور ایک توڑا اشرفیوں کا منگاکر رکھا اور پکارے کہ اے عیاران لشکر اسلام جو اپنے خدمت اخبار سے دست بردار
ہوے جسکا جی چاہے یہ خلعت اور روپے اور رستم خوے کی خبر کو جاے سمک بلطاقی خشت زرین سے کودا سامنے آیا دست بستہ
عرض کی اے شہریار غلام یہ خدمت بجا لائیگا لیکن عمرو سمک کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا وہ گرد خلعت اور روپیہ تو اُٹھا لیا کہا او جوانا
کبھی بھی تونے کوئی کام کیا ہے اے بانوفیر سے کہا کہ خیر اب تو یہ خدمت میں بجا لاتا ہوں بعد اسکے اختیار ہے جسے چاہیئگا دیجیئگا یہ کہکر
عقب میں رستم خوے کے روانہ ہوا لیکن رستم خوے جو نواحی فرعونیہ میں پہونچا عیاروں کو کہا کہ تم آگے جاکر بلند شہر فرعونیہ
اور مجلس فرعونان کی خبر لاؤ عیار موافق حکم کے روانہ ہوے جب قریب پہونچے دیکھا کہ علم رنگارنگ چار طرف شہر
فرعونیہ کے زمین میں گڑے ہیں حیران ہوے کہ یہ علم کیسے ہیں متردد ہیں کہ یہ کیفیت اسکی کیونکر دریافت کریں کہ دیکھا ایک
لکڑہارا چلا آتا ہے عیار اسکے قریب گئے اور چپکے یار بنایا نقل و شیرینی وغیرہ اسے دی اور کہا کہ یہ ساحری کی زندگی ہے وہ کھا
اسیوقت بیہوش ہوا عیاروں نے اسے اُٹھا کر ایک گوشے میں لاکے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ یہ علم کیسے گڑے ہوے ہیں اسکو [illegible]
کہا کہ میں یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں مجھکو حال معلوم نہیں ہے [illegible] نیچے جاکر اُلٹے لٹکتے ہیں تو مگر کرتا ہے کہ نہ بتائیگا تو ابھی سے
مار ڈالینگے یہاں لکڑیاں لیجا کر شہر میں بیچتا ہوں اور کہتا ہے کہ میں یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں اُسنے مارے خوف کے کہ جان جاتی ہے
سب حال بیان کیا عیار یہ سنکر نہایت غمگین ہوے اسے تو چھوڑ دیا اور مشورہ کیا کہ کسطرح داخل شہر ہوں ممکن نہیں اب
توکل خدا پر کر کے روانہ ہوے جب سایہ میں علموں کے پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے اُلٹے لٹک گئے بعضوں کے چہرے اُنکے
مارے کہ علموں کو جلادیں کچھ نہ ہوسکا اسیر ہوگئے لوگوں نے شہر فرعونیہ کے جو اُنھیں دیکھا کہ دو تین عیار بیہوش اُلٹے لٹکے ہیں

اُن کرا وروں سے ذکر کیا رفتہ رفتہ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہوگئی ہمارے دو نادرہ عیار فرعون نے جو سنا اُسیوقت جاکر دیکھا
کہ عیار بیہوش پڑے ہیں پہچانا کہ یہ عیار لشکر اسلام کے ہیں حقیقت سے علمون کے آگاہ تھے یہاں پہونچکر غضب فرعون میں
گرفتار ہوسے جاکر خدمت فرعون میں عرض کیا کہ چند عیار علمون کے نیچے بیہوش پڑے ہیں معلوم نہیں کون ہیں مگر لباس
وصورت سے انکی معلوم ہوتا ہی کہ عیاران لشکر اسلام سے ہیں جو اُنکے حق میں ارشاد ہو وہ عمل میں لایا جائے فرعون نے
حکم دیا کہ انھیں ہمارے سامنے لاؤ ہما عیار گیا اور اُنھیں اُٹھوا لایا فرعون نے کہا کہ انھیں ہوش میں لاؤ اسیوقت
تالاب سے پانی آیا اور منھ پر اُن عیاروں کے چھڑکا گیا کہ وہ ہوشمیں آئے اُٹھے صحبت عجب دیکھی لوگ بہادر و شجاع بیٹھے دیکھے
اور ایک گبر قوی ہیکل کو تخت پر بیٹھے دیکھا لقا اور بختیارک کو پہچانا معلوم کیا کہ یہ مجلس فرعون کی ہی ہاتھ باندھکر کھڑے
ہوے فرعون نے کہا سچ بتاؤ تم کون ہو جو سچ کہا تو جان بخشی کردونگا ورنہ دروغ بولے تو بغیر مارے نچھوڑونگا عیاروں نے
دیکھا کہ اگر سچ نبولے تو مفت جان گئی عرض کیا یا خداوند ہم سب خدا پرست ہیں نوکر ہیں رستم خوسے ہیں کہ بھیجا ہم آئے تھے
کہ حال شہر کا اور آمد و رفت دریافت کرکے اپنے آقا سے بیان کریں فرعون نے کہا کہ رستم خو کے کون ہی اور کسلیے خبر یہاں کی
منگوائی ہی عیاروں نے عرض کی کہ رستم خو سے جو نواسا ہی صاحبقران کا وہ امیر کیطرف سے بہ رسم ایلچی گری یہاں آیا ہی
ہم اُسکے بھیجے ہوے یہاں آئے تھے گرفتار ہوگئے یہ سنکر فرعون نے کہا کہ یہ لوگ غریب ہیں اور نوکری انکی یہی ہی کہ
خبر نیک و بد دریافت کرکے اپنے آقا کو پہونچاتے صیغہ نوکری کا قائم کیجیے ایکبار انکو خلعت و زر دے کر چھوڑ دیجیے بختیارک نے
عرض کیا یا خداوند یہ لوگ قابل خلعت نہیں ہیں انکو قتل کیجیے کہ پھر کوئی یہاں نہ آئے فرعون نے کہا یہ حالت جو تو کہتا ہی ہو لیکن
تیرے مشورے سے ہوئی میں خداوند ہوں ایک عالم کو پیدا کیا ہی تیرے کہنے سے ان عیاروں کو کہ خبر پہونچانے والے ہیں
چہار طرف کی کبھی نہ قتل کرونگا اگر مار ڈالونگا تو نام میرا بھی یہ بدی مشہور ہوگا کہ فرعون کیسا عادل تھا کہ بیگناہ
عیاروں کو قتل کیا بہتر یہی ہی کہ انپر شفقت کرکے رخصت کروں کہ جاکر اپنے آقا سے تعریف میری خداوندی کی کریں
یہ کہکر خلعت منگواے عیاروں کو دیے اور زر نقد بھی عطا کیا اور سمجھا دیا کہ جو کوئی بے اطلاع میری یہاں آئیگا وہ اسیطرح
گرفتار ہوجائیگا اور رستم خو سے کہدینا کہ خبر تمہاری خداوند کو پہونچ گئی ہی ابھی جھنڈیوں کے اندر آنے کا ارادہ نہ کرے
جب آدمی ہم بھیجیں تو اُسکے ساتھ چلا آئے لیکن تنہا آئے لوگوں کو اپنے وہیں چھوڑ آئے اگر خود آرائی کریگا تو اسیطرح
گرفتار ہوگا جو تجھے کہ طریقہ مروت کا تقاضا یہی ہے سمجھا دیا اور ہما عیار سے کہا کہ انکو اپنی سرحد سے باہر کرآ ہما ان عیاروں کو
لاکر اپنی سرحد سے باہر کردیا کہا کہ جاؤ وہ رخصت ہوکر راہی ہوے اور رستم خو کی خدمت میں پہونچکر تمام حال بیان کیا
مگر رستم خو ایکدن مقام کرکے دوسرے دن سامنے جھنڈیوں کے آیا گھوڑے کو روکے کھڑا تھا کہ عمرو بھی خدمتگار بنا ہوا
وہاں پہونچا رستم خو کے گھوڑے کی باگ پکڑلی اُسنے کہا کہ ارے تو کون ہی جو باگ پکڑتا ہی چھوڑدے عمرو نے کہا الفریاد
میں ہوں عمرو بن امیہ ضمری رستم خو نے کہا کہ بابا جان میں کہاں تک کھڑا ہوا انتظار رہوں عمرو نے کہا دو چار عیاروں کو
پیچھے جھنڈیوں کے بھیج کہ حال اُس جگہہ کا معلوم ہو ہمارا رستم خو نے دس سوار دن کو روانہ کیا سوار جھنڈیوں کے
پیچھے پہونچے بیہوش ہوکر گر پڑے اسطرح تک گئے رستم خو سے یہ حال دیکھا متحیر ہوا کہا کہ ای پدر بزرگوار میں کیونکر فرعون کے
پاس جاؤنگا عمرو بولا اسیواسطے کسی سردار نے آنے کا اقبال نہیں کیا کیسے سردار بارگاہ حمزہ میں تھے بیٹا یہاں کا رخانہ
سحر کا ہی بے تامل کام کرنا خوب نہیں ہی کہ اُن عیاروں نے عرض کی کہ ای شہریار ہمسے فرعون نے کہا تھا کہ ہم کسیکو بھیجیں
تو اُسکے ساتھ ایلچی آئے عمرو نے کہا کہ سنا تو نے تامل کرنا لازم ہی دیر آید درست آید رستم خو جیسا کھڑا ہوا ہی لیکن یہاں
فرعون نے بعد رخصت کرنے عیاروں کے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کسے کہتے ہیں بختیارک نے عرض کیا کہ حمزہ ایک

شخص زبردست کو واسطے آزمائش کے بھیجتا ہی کہ نادہ جا کر دیکھ آئے کہ وہان پہلوان کیسے کیسے ہین اور ایلچی آتا ہی تو کشتی
کرتا ہوا زبردستی اپنی دکھاتا ہوا اور آداب نامے کے بیان کیجے کہ یہ سب ادا کرتا ہی جب نامہ دیتا ہی فرعون یہ سنکر
حیران ہوا کہا کہ ای بختیارک پھر کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند چاہیے تو یہ کہ کسیکے ہاتھ ایلچی سے نامہ منگوا لیجیے
اور نامہ نہ دے تو تنہا اُسے بلا لیجیے فرعون نے قلندر فیل سوار جھقہہ کیطرف دیکھا اور کہا کہ تم پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر
جاؤ اگر ایلچی تمھین نامہ دینے پر راضی ہو تو نامہ لے آؤ نہین اُسے تنہا اپنے ساتھ لے آؤ کہ اتنے مین وہ سوار جو بھیجے تھے
رستم خوے کے بیہوش ہوے تھے بھا عیار اُٹھوا کر سامنے لایا کہا کہ انھین رہنے دو اور نقابدار کو روانہ کیا وہ اپنے لوگون
سمیت روانہ ہوا یہان رستم خوے کو جو صدمہ ہوا اُسے اضطراب ہوا عمرو سے کہا کہ ابھی تک کوئی لینے نہین آیا مین کبتک
کسیکا انتظار کرون جو کچھ ہو مین جاؤنگا اگر گرفتار ہونگا تو بھی فرعون کے پاس پہونچونگا مطلب اُسکے پاس پہونچنے
ہی سے ہی عمرو نے کہا ایک گھڑی بھر اور توقف کرو عمرو ہر مرتبہ روکتا ہی اور رستم خوے جلدی کرتا ہی کہ ایک مرتبہ نقابدار جھقہہ فیل سوار
نمایان ہوا عمرو پکارا دیکھا ای رستم خوے وہ نقابدار آپہونچا مگر نقابدار نے جھنڈیون سے باہر آکر رستم خوے صاحب سلامت کی
پوچھا کہ تو ہی ایلچی ہو کر آیا ہی کہا کہ ہان اُسنے کہا کہ لا نامہ خداوند پاس لیجاؤن اور اُسکا جواب لا دون رستم خوے نے
کہا مین نامہ فرعون کے ہاتھ مین دونگا اور کسیکو نہ دونگا نقابدار نے کہا تو تنہا میرے ساتھ چلنا ہوگا رستم خوے نے کہا
مین کسیکو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا معلوم ہوا کہ خداوند تمھارا ڈرتا بھی ہی نقابدار نے کہا تم سچ کہتے ہو ایلچی بغیر کوئی خداوند کے پاس
جا نہین سکتا تیری خاطر ایسی عزیز ہی کہ تجھے تنہا بلایا ہی رستم خوے نقابدار کے ساتھ ہوا سب لوگون کو اپنے وہین چھوڑا
بعض لوگ کہ جانباز و سرفروش تھے اُنھون نے گھوڑے اُٹھائے کہ ساتھ اسکے آقا کے جائین لیکن جو زیر علم پہونچا
بیہوش ہو کر گر پڑا نقابدار پکارا کہ صاحبو یہ بارگاہ زہرو شاہ اور زبرجد شاہ کی نہین ہی یہ بارگاہ فرعون شاہ کی
ہی بغیر اُسکے حکم کے کوئی نہین جا سکتا بلکہ پرندہ پر نہین مار سکتا وہ سوار کہ بیہوش ہوے تھے اہل سلام نے کمند مین
باندھ کر کھینچا اور اپنے لشکر مین لاے رستم خوے نقابدار کے ساتھ روانہ ہوا مگر عمرو حیران ہی کہ کسطرح پیچھے رستم خوے
کے جاسے اور خبر دریافت کرے اسلیے ارادہ کرتا ہی پھر فکر کرکے رہجاتا ہی کہ ایک شہدے کو گلیم عیاری اُڑھا کر کہا کہ
ان جھنڈیون کے نیچے انگوٹھی میری پڑی ہی اُٹھا لا تجھے پانچ روپے دونگا اور مطلب یہ کہ اثر گلیم کا دیکھے کہ
یہان بھی اسکا اثر ہی یا نہین شہدا جسوقت جھنڈیون کے نیچے پہونچا ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ گلیم تو اُڑ کر الگ
جا پڑی وہ بیہوش ہو کر گرا اُلٹا ہو کر لٹک گیا عمرو یہ دیکھکر بہت ڈرا گلیم تو اپنی پیٹھ سے اُٹھالی اور دعا مانگنے لگا
کہ پروردگار مجھکو بھی رستم خوے کے پاس پہونچا کہ اگر خبر نہ پہونچاؤنگا تو خدمت اخبار کی نکلجائیگی اور ذلت بھی ہوگی
حالت اضطراب مین دعا مانگ رہا ہی کہ ایک مرد نے پیچھے پشت سے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای نظر کردہ ہفت پیغمبران
حیران کیون کھڑے ہو عمرو ڈرا کہ ایسا نہو یہ کوئی بلا ہو مثل مشہور ہی کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہی کہا کہ
آپ کون ہین کہا تجھکو اس سے کیا مطلب مین ترا دوست ہون کہا کہ مجھے آپسے خوف معلوم ہوتا ہی نام اپنا بیان کیجیے
کہا کہ نام میرا ادلوس حبشی ہی عمرو نام اسکا سنکر خوش ہوا کہا کہ رستم خوے ایلچی ہو کر گیا ہی مین اُسکی خفیہ نویسی کو
جا نہین سکتا ادلوس حبشی نے کہا کہ خاطر جمع رکھو سہل مین پہونچ جاؤگے مین پہلے سے سمجھا تھا کہ ایلچی صاحبقران کا
فرعون پر جائیگا خواجہ بھی ضرور ہمراہ ہونگے اور جانا انکو دشوار ہوگا مین اسیواسطے یہان آیا تھا یہ کہکر آبخورہ پانی کا
اندل سے نکالکر عمرو کو دیا کہ اسکو اپنے پاس رکھیے اور تھوڑا سا اس پانی مین سے پی لیجیے کچھ اپنے اوپر چھڑک لیجیے اور
بسم اللہ کہکے چلے جائیے کچھ ضرر آپکو نہوگا یہ کہکر ادلوس چلا گیا عمرو وہ پانی اپنے اوپر چھڑک کر روانہ ہوا صاف

نکلا چلا گیا صورت ایک خدمتگار کی بنکر رستم خوسے کے ہمراہ ہوا لیکن رستم خوسے جو ہمراہ نقابدار کے شہر فرعونیہ کی کرتا ہوا پہنچے
گنبد مینا کے پہونچا نقابدار سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُسنے کہا یہ نشستگاہ فرعون شاہ ہے وہاں سے آگے بڑھا دروازہ قیطول تک
پہونچا دیکھا کہ دیواریں قیطول کی سنہری اور روپہلی گنگا جمنی ہیں ایک اینٹ تو سونے کی ہے اور اینٹ چاندی کی ہے اور گرد حاشیہ
لاجورد کا ہے اور تمام عمارت زرنگار ہے لعل و یاقوت و فیروزہ و الماس کے نگینے نصب ہیں اور عجائبات دنیا کے وہاں موجود ہیں
اور دروازے پر دونوں طرف نقابدار صف باندھے کھڑے ہیں اور ہر نقابدار کے ساتھ چالیس چالیس ہزار آدمی ہیں اور
اوپر قیطول کے سات ٹکڑے ابر کے ہفت رنگ قائم ہیں اور شعلہ آتش اسمیں سے نکل رہے ہیں اور نیچے قیطول کے سات
نہریں پانی کی سات رنگ کی بھری ہوئی ہیں رستم خوسے دیکھکر متفکر ہوا نقابدار سے پوچھا کہ یہ ابر و دریا کیسے ہیں اُسنے کہا کہ
وہ ابر رحمت و غضب ہیں اور یہ دریاے غضب و رحمت ہیں بحکم خداوند کے ساتھ ایک پلک لکہ ابر کا محیط عالم ہوجاتا ہے اور
یہ نہریں ایک دریاے عمیق ہوجاتی ہیں اودھر عیار نے قیطول پر جاکر فرعون سے عرض کیا کہ نقابدار ایلچی کو لے آیا وہ زیر
قیطول حاضر ہے کہا ایلچی کو ہمارے سامنے بلاؤ پہلے دو نمرود نے آکر نقابدار سے کہا کہ خداوند نے ایلچی کو بلایا ہے نقابدار
رستم خوسے کو ساتھ لیکر قیطول اول پر آیا دیکھا رستم خوسے نے کہ ہزار سردار زرہ پوش کھڑے ہیں اور طبقہ دوم میں
تمام ارکان دولت امیر و وزیر حاضر ہیں اور تیسرے طبقے میں نقابدار بخت یار کے شہور وزیر روشن تاجدار وغیرہ بیٹھے ہیں اور
فرعون شاہ چاہ برحیثیت کے تخت پر بیٹھا ہے اور وہ تخت سونے کا ہے جواہر اسمیں لٹک رہے ہیں گوہر بیش قیمت رستم سامنے
فرعون کے آکر کہا کہ سلام میرا اُسپر ہے جو خدا کو واحد جانے اور پیغمبر کو اُسکے برحق سمجھے یہاں تو کسی نے جواب سلام
نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا تمام کفار نے بل کہا اگر رستم خوسے نے دیکھا کہ سب بیٹھے ہیں بیٹھنے کو جگہ نہیں نہ کوئی جگہ
خالی نظر آتا ہے ہیں طرف فرعون کے سپہ سالار دست راست کا ... کو وہ بیٹھا تھا دوسا فی استثر ... بلا رہتے تھے
اور وہ فرعون کو بھی خیال میں نہ لاتا تھا رستم خوسے نے اُسکے پاس جاکر سلام کیا اور کہا کہ اے بہادر ایک پہر کے واسطے جگہ
اپنی خالی کر دے کہ میں بیٹھ کر جواب و سوال کر کے چلا جاؤں پھر اپنے مقام پر بیٹھ جانا اُسنے بخت یار کی سمت آنکھ ملائی کہ
میں دنگل پر سے اٹھ جاؤں اُسنے اشارہ کیا کہ خبردار نہ اٹھنا ورنہ ذلیل ہوگا وہ بیہوش کود پہلوان تھا رستم خوسے نے کہا
اے لڑکے تمام بارگاہ میں تو مجھی کو ذلیل سمجھا ہے جو دنگل سے نہیں اٹھتا ہے میں نہ اٹھوں گا جا کہیں اور بیٹھ رستم خوسے نے کہا
میں زبردستی تجھے اٹھاؤں گا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ اٹھا دے چاہا کہ رستم خوسے کا ہاتھ پکڑے کہ رستم خوسے نے جلدی سے
ایک ہاتھ تو ہاتھ میں دیا دوسرے ہاتھ سے گلو فشاری کی ایسا مارا کہ کہنی سمیت ہاتھ رستم خوسے کا سر کمین میں گھس گیا مشقق
شق ہوگیا وہ شقی تڑپ کر واصل جہنم ہوا رستم خوسے نے لاش اُسکی ٹانگ پکڑ کر پھینک دی اور آپ اُسکے مقام پر بیٹھا
جتنے پہلوان تھے لرز گئے فرعون شاہ نے کہا اے بندگان من دیدی قدرت مرا یہ بیہوش کودہ پہلے مجھکو بھی خیال میں
نہ لاتا تھا دیکھا کہ ایلچی نے کیا حقارت ایک گھونسے سے مروا ڈالا اُسنے کہا یا حضرت اور نہ مجھکو بولنا ایسا ہی ہوتا ہے حضرت تم ...
اہل دربار سے آنکھ ملائی ہنسنے لگا ... کر لی اب رستم خوسے نے نعرہ کیا کہ منم نامہ دار ... حیرت ... امیر عالی شان فرعون نے
کہا کہ لاؤ نامہ رستم خوسے نے کہا کہ پہلے شرطیں ماننی ہونگی اور کہا تو نامہ ملے پوچھا کیا شرطیں ہیں کہا پہلے نثار ... اُسکے نثار
مجھپر سے فرعون نے حکم دیا کہ لاؤ خوان نثار نامہ کے واسطے اُسیوقت خوان حاضر ہوئے کہا دو ایلچی کو رستم خوسے بولا لٹا دو
کہ غریب و فقیر لوٹ لیجائیں اُسیوقت خوان لٹنے لگے عمرو جو خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا دیکھا کہ ... خوب لوٹنے کو دوڑے لیں
عمرو نے جال حضرت الیاس کا نکالکر مارا کہ پگڑیاں تک لپیٹ آئیں تمام مال سمیٹکر زنبیل میں رکھ لیا کسیکے ہاتھ کچھ نہ لگا بلکہ پگڑیوں کے
سبب جوتا چلا فرعون نے کہا کہ نکالو قرمساقوں کو اتنا مال لوٹ لیے اور پھر لڑ رہے ہیں بخت یار نے کہا کہ ان بیچاروں کے ہاتھ

کچھ نہین لگا اور پگڑیان گھاتے مین گئین فرعون پکارا کہ پھر کون لیگیا کیا جنکا حق تھا وہ لیگئے پوچھا کہ وہ کون ہی کہا کہ بعد نامہ پڑھے جانے کے عرض کرونگا فرعون چپ ہو رہا ایلچی سے کہا اب تو نامہ دے کہا کہ ابھی کچھ شرطین باقی ہین بولا کیا شرطین ہین کہا کہ ساٹھ قدم پیشوائی نامے کی اور تین استقبال میرے اور سات سلام نامے کو اور تین سلام مجھے کر اور دونون ہاتھ پھیلا کر سامنے آ تو مین نامہ دون یہ سنتے ہی فرعون نہایت برہم ہوا کہا کہ ای ایلچی یہ باتین بادشاہ کرتے ہین خداوند نہین کرتے ہین رستم خوے پکارا کہ بغیر اسکے نامہ نہ دونگا فرعون نے غصے سے کہا کہ ارے نامہ چھین لو لوگ دوڑے مگر رستم خوے بن کر اپنے دنگل سے جست کر کے تخت پر فرعون شاہ کے آیا اور ایک طمانچہ مارا کہ فرعون گرا رستم خوے چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور خنجر ناف پر رکھدیا اور کہا کہ اب چھین لو نامہ فرعون نے اپنے کو مجبور پا کر کہا ای ایلچی جو تو کہیگا وہی کرونگا کہا کہ استقبال کر اسنے کہا کہ مجھے چھوڑدے تو استقبال کرون رستم خوے نے کہا کہ اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون جبتک جواب نہ لیلونگا ہرگز نہ چھوڑونگا اسنے کہا پھر نامے کا استقبال کیونکر کرون کہا کہ تخت اپنا یہانسے اٹھوا اور وہ دس قدم آگے بڑھا کر رکھا جاے تو نامہ دون اسیوقت فرعون نے حکم کیا کہارون کو کہار وہان کہان تھے فرعون کے سردارون نے ملکر تخت اٹھایا لا کر دس قدم پر رکھا اب رستم خوے نے کہا کہ سلام نامے کے اور میرے بجالا اسیوقت فرعون نے تسلیمین کین اب نامہ دیا فرعون نے بختیارک سے کہا کہ پڑھو اسنے آواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد تعریف الہی اور نعت رسالت پناہی کے مرقوم تھا کہ ای فرعون تجھے لازم ہی کہ دعوی خدائی کا جو کرتا ہی اس سے باز رہ بادشاہی کر کہ خدائی خلاق جہان کو مسلم ہی کفر کو ترک کر دین اسلام اختیار کر اور لقا بختیارک فرامرز وغیرہ کو کہ میرے دزد ہین انکو باندھکر اپنے ساتھ لے آ در دولت پر حاضر ہوا اور اگر خلاف اسکے کیا تو سوا مرگ کے چارہ نہین ہی اسی واسطے سمجھانے کے لکھا ہی دیکھ کہ لقا اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا اسے باطل تھا اور زرچہرشاہ مالک پردۂ ظلمات تھا نصیحت پر میری عمل نہ کیا کس طرح کو پہونچے اگر تو نے بھی خلاف کیا تو اس سے بدتر تیرا حال ہوگا قطعہ اگر بشنوی انچہ کردم پیام ؛ ترا ملکت تو بر من حرام ؛ دگر نشنوی روز یابی گزند ؛ بتیر اشنوانم بہ تنگ بلند ؛ فرعون نے یہ سنکر اپنے ہاتھ سے پشت نامے کے جواب جنگ لکھدیا اور رستم خوے کو دے کر کہا کہ لیجا رستم خوے نے کہا تو چلکر مجھے جھنڈیون سے باہر پہونچا دے تو چھوڑونگا فرعون نے کہا ای ایلچی مین وہان تو نہ جاونگا رستم خوے نے نوک خنجر غرق کی کہ بلبلا گیا کہا اچھا چلتا ہون تجھے پہونچائے دیتا ہون اور حکم کیا کہ ارے تخت میرا اٹھاو تخت اسکا کہارون نے آکر اٹھایا کوئی ہزار بارہ سو کہار لگے تھے رستم خوے اسیطرح چھاتی پر سوار آگے آگے تخت فرعون کا پیچھے انبوہ خلائق ہر ایک کہہ رہا تھا کہ جس روز سے فرعون نے خدائی کی کبھی ایسا ذلیل نہوا تھا کہ آج ہاتھ سے ایک ایلچی کے جیسا ذلیل ہوا اب قلعے کے دروازے پاس پہونچا کہا کہ ای ایلچی اب تو مجھے چھوڑدے رستم خوے بولا کہ جھنڈیون سے باہر چلکر چھوڑونگا نہین تو تجھے مار ڈالونگا ناچار فرعون وہانسے بھی روانہ ہوا یہانتک کہ جھنڈیون سے باہر آیا عمرو پیشتر اس سے تالاب کا پانی اپنے اوپر چھڑک کر نکل گیا تھا لیکن فرعون جب قلعے سے اتر کر چلا تھا تو ساتون نہرین پانی کی اور ساتون ابر اسکے ساتھ ساتھ تھے سایہ ان ابرونکا فرعون کے سر پر تھا وہ نہرین اور ابر بڑھتے جاتے تھے یہانتک کہ فرعون ایلچی کو جھنڈیون سے باہر لایا رستم خوے فرعون کی چھاتی پر سے اتر کر اپنے لشکر مین آیا اور وہانسے گھوڑے کی باگ لی ادھر بختیارک نے فرعون سے کہا کہ اگر ایلچی نکلگیا تو غضب ہوا آپکو ذلیل کیے ہوے جاتا ہی اگر قدرت ہو تو گرفتار کیجیے فرعون نے غضب مین آکر ہاتھ زمین پر مارا اور پکارا کہ ای دریاے غضب لینا اس ایلچی کو جانے نپاے بس بمجرد آواز دینے کے اور ہاتھ مارنے کے ایک نہر دریا سے مواج ہوگئی اور رستم خوے کو مع فوج غرق کر دیا کچھ لوگ جو آگے عمرو کے ساتھ چلے گئے تھے وہ بچ گئے باقی سب غرق ہوے فرعون شہر مین آیا وہ ابر و دریا بدستور ہو گئے رستم خوے اپنے لوگون سمیت زیر قیطول بندھا کفر اٹھا بدن مین طاقت نہ تھی فرعون نے رستم خوے کو اپنے سامنے بلایا اور کہا

کہ کیون یہ وقت تجھے نہ معلوم تھا اب کچھ نہین گیا ہی دیکھ میرا تحمل اور بردباری کہ تونے میرے ساتھ کیا زیادتی کی اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے تو چھوڑ دون رستم خو نے للکارا کہ او کافر تو وہی ہی کہ تجھکو جوتیان مارتا ہوا جھنڈیون تک لیگیا تھا اور تجھسے کچھ نہ ہوسکی تھی اب سحر کے زور سے تونے مجھے گرفتار کیا لاکھ لاکھ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر تو جسطرح چاہے مجھے قتل کر اگر زندگی ہی تو بچونگا اور قضا آگئی ہی تو مارا جاؤنگا فرعون نہایت برہم ہوا کوتوال کو بلاکر حکم دیا کہ شب بھر اسے قید رکھو اور صبح کو جھنڈیون کے باہر لیجاکر دار پر کھینچکے تیرباران کرنا وہ رستم خو کو لیگیا اور حکم دیا کہ باہر حصار کے میدان خونی تیار رہو ہرکارے سے خبر لیکر روانہ لشکر اسلام ہوے لیکن عمرو بن امیہ ضمری لشکر اسلام مین پہلے پہونچا تھا امیر کو سلام کیا مژدہ خوشخبری دیا کہ ای حمزہ جیسی ایلچی گری رستم خو نے کی ہی آج ایسی ایلچی گری کسی نے نکی ہوگی اور تمام حال بیان کیا امیر نے خوش ہوکر حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے عمرو محل مین آیا یہان رستم خو کی دروازے پر کھڑی رو رہی تھی کہ عمرو نے خوشخبری دی کہ کیون روتی ہی بیٹا تیرا آتا ہی وہ قدمون پر عمرو کے گر پڑی کہ بابا جان سچ کہتے ہو یا میری تسکین کیلیے یہ کلمات زبان پر لاتے ہو کہا کہ تیرے سر کی قسم سچ ہی سن لے تمام لشکر مین طبل شادمانی بج رہا ہی وہ سجدے مین گر پڑی اور کہنے لگی پروردگار تیرے قربان کہ تونے بیٹے کو میرے زندہ وسلامت مجھسے ملایا مگر کھڑی ہوئی راہ دیکھ رہی ہی کہ ایک پہر کے بعد ہرکارون نے آکر خبر گرفتار ہونے رستم خو کی پہونچائی کہ دریاے سحر مین گرفتار ہوگیا صبح کو اسے تیرباران کرینگے کہ یہ سنتے ہی دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا امیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے امیر نے فرمایا ای بہادرو کسکو محبت تھی بیہوش ہوکر کوئی اسکی مدد کو جائے یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اپنی دنگل سے اٹھکے مجرا کیا عرض کی جو ارشاد عالی ہو تو یہ خدمت غلام بجا لائے فرمایا اچھا کیا مضایقہ ہی جاؤ سپرد پروردگار کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر نکلا بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا وہان فرعون صبح کیوقت لقا بختیارک اور سرداران نامی وپہلوانان گرامی کو ساتھ لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا کہ اس جگہہ سے تمام میدان صحرا اور وہ قتلگاہ سبکا سامنا ہی نجواج زحل پیشانی کوتوال شہر فرعونیہ جھنڈیون سے باہر میدان خونی تیار تھا دارین کھڑی تھین رستم خو کو مسلسل ومطوق لائے زیر دار بٹھایا جلاد نے پکارا ای عزیز جو کچھ کہنا ہو کہدے جو پینا ہو پیلے جو وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے کیونکہ وقت تیرا آخر ہی رستم خو نے کہا کہ اگر تم مین سے گذر کسیکا لشکر صاحبقران مین ہو تو خدمت بادشاہ جمجاہ اور امیر گردون بارگاہ اور کرسی عالیجاہ و بدیع الزمان ملائک سپاہ مین عرض کردینا کہ غلام آپکا فرعونیہ مین بے یارومددگار مسافر راہ عدم ہوا جلادون نے کہا کہ یہ وصیت کسی سے ادا نہوگی کہا تو اپنے کام مین مصروف ہو جلادون نے رسی بیڑیون مین باندھی اور چرخے پر پھینکی اور ہاتھ مین لپیٹ کر حکم کا منتظر کھڑا ہوا نجواج پکارا جلد اسے کھینچ کر تیرباران کرین اور ان خطا شعارون نے تیر کمانون مین پیوستہ کیے کہ بلند ہو تو تیرباران کرین رستم خو نے عالم یاس مین دعا مانگنا شروع کیا نجواج زحل پیشانی نے برہم ہوکر کہا کہ ارے جلاد اسے دار پر کھینچ اور جلاد چاہتا ہی کہ کھینچے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ جانب صحرا سے ستون گرد وغبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ وتار کردیا اور کڑکے نقارون کی آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی اسکے بدیع الزمان کا نعرہ ہوا دونون لشکر خروج کفار پر گرنے لگے تلوار چلنے بدیع الزمان بہت کافرون کو مار کر برابر رستم خو کے پہونچا اور رسی کاٹ دی جلاد نے تلوار بدیع الزمان پر ماری کہ مغضوب خداوند کو تونے چھوڑ دیا بدیع الزمان نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک ایک ہی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے اور رستم خو سے کہا کہ ای فرزند نکل چلو پس رستم خو نے اسیوقت جھٹکا مارا کہ زنجیر وطوق کو توڑ اٹھکر جلاد کی تلوار لی ایک سوار برابر کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ قیدی چھوٹا چاہتا ہی تلوار رستم خو پر ماری رستم نے بچلدی تمام وار اسکا بیکار کرکر خالی دیا اور ایک ہاتھ

کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ٹانگ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گرا آپ جست کر کے اُسکے مرکب پر بیٹھا لڑنے لگا کرب بجواج
زحل پیشانی کے قریب پہونچا اُسنے نعرہ کیا کہ او خدا پرست تونے غضب کیا کہ معبود خداوند کو چھوڑ کر بیٹھا لیکن کہان جائیگا
غضب خداوندی سے بچ کر یہ کہکر تلوار ماری کرب نے وار اُسکا سپر پر کاٹا اور تلوار ماری کہ پا سر پر لگی تھی یا زمین کو بوسہ دیا
بدیع الزمان نے کہا کہ اے کرب دلاور رستم خو کا یہاں سے جلد نکال لے چلنا مناسب ہے اُسنے کہا بہت بہتر اور سینے ایکطرف کو
گھوڑے ڈالدیے جو سامنے آیا ماری تلوار کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک ہی طرف سینے ریلا کر دیا یہانتک کہ راستہ پیدا کر لیا فوج
وسپاہ نکلکر چلے لیکن قبل انکے آنے کے بختیارک فرعون سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند آپنے ایلچی کو واسطے قتل کے جھنڈیوں سے
باہر نکالدیا ہے اگر یہان ہوتا تو شاید مار ڈالتا خدا پرستوں کو تو مرنے کی عادت نہیں ہے فرعون کہہ رہا ہے کہ مین تجھکو عاقل جانتا ہون
تجھسے عجیب ہے کہ ایسے کلمہ زبان پر لاتا ہے بختیارک کہہ رہا ہے یا خداوند آپ پر ظاہر ہو جائیگا کہ اسی اثنا مین بدیع الزمان و کرب
پہونچے رستم خو کو رہا کیا بجواج کو مار کر روانہ ہوے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند دیکھا آپنے مین جو کہتا تھا وہی ہوا یا نہین
فرعون نے کہا یہ جائینگے کہان ابھی انھین قہر خداوندی مین گرفتار کرتا ہون اور نہایت غیظ و غضب سے ابر سفید کیطرف
دیکھکر کہا کہ لیجا ان خدا پرستوں کو اور دوسری بار ابر سرخ رنگ کیطرف دیکھکر کہا کہ یہ خدا پرست جانے نہ پائین بس
حکم سے وہ دونوں ابر کے ٹکڑے پھیل کر محیط ہونے لگے کہ تمام صحرا کو گھیر لیا آواز گڑگڑاہٹ کڑکڑاہٹ کی بلند ہوئی بدیع الزمان
و کرب و رستم خو سے گھوڑے دباکر شگاف کوہ مین پوشیدہ ہوے لیکن اس ابر سرخ سے آگ برسنے لگی اور ابر سفید سے بارش سنگ
ہونے لگی لیکن وہ تینوں دلیر چھپے ہوے تھے لیکن انکو کچھ ضرر نہ پہونچ سکتا تھا مگر لوگ بدیع الزمان و کرب کے اکثر شعلہائے آتش سے
جلگئے اکثر پتھروں سے کچل گئے بہت مجروح ہوے لیکن فوج بھی ان دلیروں کی منتشر ہو چکی تھی کوئی اسیر نہوا تمام صحرا مثل
قعر جہنم کے ہو رہا تھا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے پتھر برس رہے تھے آخر ناچار فرعون نے ابروں کو بلا لیا وہ اُسیطرح
ٹکڑے ہوکر سر پر قائم ہوگئے فرعون ندامت زدہ مغموم ہوکر داخل شہر ہوا بختیارک نے فرعون کو اداس پاکر کہا یا خداوند کوئی
خداوند ایسا باقی نہین رہا کہ ہاتھ سے خدا پرستوں کے ذلیل نہوا ہو اور ہماری تو کیا گنتی تھا اور زیر حد شاہ پر شرمندہ ہوئی
ہے اور ارباب نشاط کو بلاکر مشغول عیش و طرب کیا اُدھر صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک فرعونیہ تک بٹھا دی کہ دمبدم کی
خبر پہونچتی تھی زیر تیغ بیٹھنا رستم خو کا اور پہونچنا کرب و بدیع الزمان کا اور مارنا بجواج زحل پیشانی کا اور چھڑانا
رستم خو کا اور ابروں کا پہونچنا ہرکارے دمبدم بیان کرتے تھے امیر کو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہے کہ تینوں سردار
سلامت پہونچے اپنے دنگل سے اٹھکر رستم خو کو چھاتی سے لگایا بدیع الزمان و کرب کی بھی تعریف کی پیار کیا
بادشاہ نے رستم خو کو سات پارچے کا سات خلعت دیے اور بدیع الزمان و کرب کو تین تین خلعت عطا فرمائے امیر نے
کرب کیطرف دیکھکر فرمایا کہ بیٹے نے تمھارے وہ کام کیا ہے کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہ ہو سکتا بعد اُسکے عادی کو بلاکر حکم
دیا کہ پیش خیمہ فرعونیہ کیطرف روانہ کر وہ اُسیوقت تیاری کر کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا وہ تین منزلہ زمین چھوڑا

اب چند سطریں لکھی داستان لشکر کشی کرنا صاحبقران کا فرعونیہ پر بیان کیے جاتے ہین

ہرکاروں نے خبر فرعون کو دی کہ حمزہ نے شہر قسطنطنیہ سے کوچ کیا ہے کل میدان فرعونیہ مین نزول اجلال ورود اقبال فرمائیگا
فرعون نے کہا کہ کل ہم گنبد مینائی پر بیٹھکر تماشا دیکھینگے کہ فوج حمزہ کی کسقدر ہے یہ خبر امیر با توقیر کو پہونچی کہ فرعون لشکر کو دیکھیگا
اُسیوقت سب فرزندوں اور انکے بادشاہوں اور سرداروں کو طلب کیا اور حکم دیا کہ سب صاحب پوشاک نفیس پہنکے
کوچ کرین کیونکہ وہ ملعون یعنی فرعون لشکر کو دیکھیگا غرض صبح کو فرعون اور لقا اور بختیارک اپنے سرداروں کو
لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا اور فوج ساتھ تجمل کے گذرنے لگی بختیارک ایک ایک کا نام و نشان بتانے لگا پہلوان

[illegible] لیکر آئے بعد اُنکے اور سردار آنے لگے جسوقت سواری بدیع الزمان کی آئی بختیارک نے کہا کہ یہ داماد ہے فرزند تھا کا اسی نے تمام باختر کو زور شمشیر قبضے مین کیا غرض ہر شخص کا بیان کیا جاتا تھا یہانتک کہ سترہ روز تک صبح سے تا شام لشکر آیا کیا اٹھارھوین روز بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران کمال عظم وشان سے داخل بارگاہ ذوالاحتشام ہوئے فرعون نے جو یہ لشکر بے پایان دیکھا خائف ہوا کہ اس لشکر غدار سے کون عہدہ برا ہوگا بختیارک سے کہا کہ مین طرفۃ العین مین اس سب لشکر کو غارت کر دونگا تو تماشا قدرت خداوندیکا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی اور دو ٹکڑے زمین پر مارا کہ ای دریا ہائے غضب و واہی ابرہاے قہاری جلد جا کر حمزہ کو غارت کرو ایک زنارہ بچکر نہ جانے پائے ابھی لشکر اسلام اچھی طرح قائم نہوا تھا کہ ساتون ابرون نے آکر گھیر لیا اور ٹوٹ ٹوٹ کر برسنے لگے ابر سفید سے برابر بارش سنگ ہو رہی تھی جس سے ہزارہا اہل اسلام کچلکر مر گئے سیکڑون زخمی ہوئے اور ابر سرخ سے آتش فروزی شروع ہوئی کہ جیسے شعلہ لپک کر گرا جلا کر خاک کر دیا اور دریاؤن نے چہار جانب سے گھیر لیا اور مہر دل سے غرق کرنا شروع کیا ایک طرف بھاگ کر بھی جا نہین سکتے لشکر مین ایک تہلکہ ہی تمام فوج سمٹی ہوئی گرد بارگاہ چلی آتی ہی صاحبقران غل سنکر بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ دریا مانند سمندر کے جوش مارتا ہوا چلا آتا ہی امیر اشقر پر سوار ہوئے بارگاہ کو بار کرانا شروع کیا آمادہ مرگ ہوا سے قضا ہوئے ایک ایک سے وصیت کرنے لگا عجب عالم یاس ہی کوئی بچنے کی توقع نہین ہی اوپر سے آتش فی و سنگ انداز ہلاک ہی نیچے سے دریا ڈبو رہے ہین یار با کا غل ہی کوئی قرآن سر پر رکھے ہوئے واسطہ محمد و آل محمد کا دے رہا ہی کوئی پروردگار خیر سے اس بلا کو دفع کر محل مین ایک حشر بپا ہی عورتین بال کھولے ہوئے دعائین کر رہی ہین منتین مان رہی ہین جسوقت عمرو نے قریب امیر کے آکر گلیم اُتاری اور کہا کہ یا صاحبقران جلد اسم اعظم پڑھیے یہ ابر و دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین اُسیوقت امیر نے اسم اعظم پڑھکر ابر و دریا کیطرف دم کیا کہ وہ ابر و دریا ساکت ہو گئے بڑھنا اُنکا موقوف ہوا امیر نے بار دگر اسم پڑھکر پھونکا کہ ابر وہی لگا ہوکر بھر گئے اور دریا وہین نابلد ہوکر اپنی جگہ پر چلے آئے فرعون نے دیکھا کہ ابر و دریا پھر آئے اور لشکر حمزہ کو ضرر نہ پہونچا بختیارک سے کہا کہ یہ دریا کیونکر پھر آئے جہان مین نے بھیجا ہی یہ خالی کبھی نہین پھرے کام کو سرانجام دے کر آئے یہ اتفاق نیا ہی کہ ابر و دریا دونون پھر آئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ ابر و دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین اور حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسنے باطل السحر پڑھکر پھونکا ہوگا یہ ابر و دریا پھر آئے جبتک اسم اعظم حمزہ بند نہوگا یہ ابر و دریا لشکر حمزہ کا کچھ نہ کر سکینگے فرعون نے کہا ای بختیارک اسم اعظم کی تدبیر ہو جائیگی اسی اثنا مین شام ہوئی فرعون پوشیدہ طور سے بوقت شب کنارے کنارے دریا کے آیا اور اسی جگہ جسپر برگد کا درخت ہی کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای دستگیر فرعون شاہ واہی باعث خداوندی ای پاور اب یہ بندہ تیرا نہایت ذلیل ہوتا ہی ان خداپرستون نے بہت سر کھایا ہی بس ایکبار دریا متلاطم ہوا اور ساحر شمشش اسمین سے نکلا کہا کیا ہی فرعون نے سلام کیا اور سارا حال بیان کیا کہ ابر و دریا جو کبھی خالی نہ پھرے تھے وہ بے نیل مقصود پھر آئے سنا ہی کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی جبتک اسکا اسم اعظم نہ بند ہوگا ابر و دریا بیکار ہین ساحر شمشش نے کہا کہ ای فرعون مین نے تجھسے کہا تھا کہ ابھی خداپرستون سے سامنا نہ کرنا جبتک ایام نحس میرے برطرف ہون عیش و عشرت مین بسر کر تو نے نہ مانا کیون ابر و دریا لشکر حمزہ پر بھیجے جو بے اعتبار ہوا مین حصار طلسم بند آیا تھا تو چپکا اسمین بیٹھا رہتا تو نے اپنا زور خدائی کا جتانے کے واسطے ابر و دریا کو بھیجا آخر ذلیل ہوا اور مین ناچار ہون دو مہینے سات دن ابھی باقی ہین کہ اسمین مین دم نہین مار سکتا سر اُٹھا کر آسمان کیطرف دیکھ نہین سکتا زمین پر قدم نہین رکھ سکتا تجھسے کس طرح کی توقع نہ رکھ سا بعد ان دو مہینے کے جو کچھ تو کہیگا وہ مین کرونگا فرعون پاؤن پر گر پڑا کہ آپ دستگیری نہ کرینگے تو بہت

تو لیل ہونگا اسوقت ساحر شمشش نے دریا کیطرف دیکھکر آواز دی کہ ای ختقار جادو یہان آؤ دیکھا کہ دریا سے ایک مچھلی
تڑپکر باہر آئی اور صورت انسانی اپنے پیدا کی کہ رنگ سیاہ نہایت مہیب صورت دست بستہ سامنے شمشش جادو کے
کھڑی ہوئی اور یہ ساحرہ معتمد ہے شمشش جادو کی اس سے کہا کہ ای ختقار جادو تم فرعون کی مدد کو جاؤ اور حمزہ کا اسم اعظم
بند کرکے مددگار فرعون کی رہو اسنے کہا بہت خوب فرعون سے کہا کہ آپ چلیے مین اپنا انتظام کرکے آتی ہون اور ساحر
شمشش مع ختقار جادو دریا مین چلا گیا فرعون وہانسے اپنے مکان مین آیا کچھ دیر بیٹھا ہوگا کہ آواز رعد کے گرجنے کی
آئی اور شعلہ آتش چمکا کہ تمام دربار کی آنکھ مین جھپک گئین جو آنکھ کھلی تو فرعون کو نہ پایا سب متحیر تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کوئی
کہتا تھا کہ خداوند اپنی قدرت کی نیرنگیان دکھاتے ہین کہ نظروں سے غائب ہو جاتے ہین لیکن وہ شعلہ جو چمکا تھا ختقار جادو
آئی تھی اور فرعون کو دربار سے علیحدہ لے آئی اور کہا کہ اگر یہی غفلت ہے تو خوب خدائی کیجیے گا مجھکو آپ بلا آئے اور خود دریا
مین بیٹھے رہے آنے کی خبر مشہور ہو جائیگی تو عیار حمزہ کے فکر کرینگے اب اسباب سحر منگائیے کہ مین اسم اعظم حمزہ کا بند کرکے یہانسے
بیابان موسیقار کو چلی جاؤن کہ وہ مقام میرے شوہر موسیقار جادو نے طلسم بند کر دیا ہے وہان پرندہ پر نہین مار سکتا
فرعون نے اسیوقت اسباب سحر اس سے پوچھکر سب منگوا دیا اب اسنے کہا کہ آپ دربار مین جا بیٹھیے مین اپنا کام کرون اور
ایک پنجہ سحر کے ہاتھ فرعون کو بھیجدیا یہان دربار مین سب متحیر بیٹھے تھے کہ وہی شعلہ چمکا آنکھین ہر شخص کی جھپکین اب
جو دیکھا تو فرعون اپنے تخت پر موجود ہے سبنے سجدہ کیا اور پوچھا کہ یا خداوند اسوقت کیا مصلحت تھی کہ آپ نظروں سے ہمکو
پوشیدہ ہوگئے تھے فرعون نے کہا کہ شیطان کا رخنا اپنی خدائی کے درست کرنا منظور تھے اسلیے گیا تھا بختیارک سمجھ گیا
کہ کوئی ساحر آکر لیگیا تھا اسطرف ختقار جادو نے خون خوک سے چوکہ دیا اور آپ نہائی بھی اور بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا
اور ایک پتلہ موم کا بنا کر اسکے شکم پر سو سوئیان مارین ایک دو سوزن دلمین چبھو دی پھر اس پتلے کو اچاری مین بند کیا ایک
پورا اسکو اسپر ڈھانک کے موم سے درازین برابر کر دین اور اٹھکر نہائی اور ایک رقعہ فرعون کو لکھا جسکا مضمون
تھا کہ اب جسطرح جی چاہے حمزہ کو قتل کرو اسم اعظم مین نے بند کر لیا اور مین یہان رہونگی تو مجھکو کھٹکا عیارون کا ہے
اب مین بیابان موسیقار مین جا کر قلعہ الماس گون مین رہونگی بلکہ راستے مین ہفت درہ بھی ہے آتشبار جادو دریا بار جا
کو بھی ہوشیار کرتی جاؤنگی اور روئی کا پہل لیکر اسپر کچھ اسم سحر دم کیا کہ وہ صورت ایک کبوتر سفید کی بنا منقار مین اسکی نامہ
دیا اور کہا کہ ای طائر سحر یہ نامہ فرعون شاہ کو دے آ اور خود طرف ہفت درے کے روانہ ہوئی ادھر فرعون دربار مین
بیٹھا ہوا خدائیان بگھار رہا تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ آیا اور نامے کو گود مین اسکی ڈالکر غائب ہوگیا فرعون شاہ نے نامہ
پڑھا اور حکم دیا کہ ابھی طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو نہ غارت کیا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ پایا ہوگا
ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ تمام لشکر مین فرعون شاہ کے شہرہ ہے کہ اسم اعظم امیر کا بند ہوگیا امیر نے براے امتحان
جو اسم اعظم یاد کیا بالکل فراموش تھا واسطے تسلی کے کہدیا کہ وہ جھک مارتا ہے جھوٹ کہتا ہے مجھے یاد ہے عمرو نے اشارے سے پوچھا
کہ حمزہ سچ ہے امیر نے کنایۃً فرمایا کہ بالکل فراموش ہے عمرو نے کہا حمزہ مین نے روز اول کہا تھا کہ فرعونیہ مین بلائین ہین امیر نے
فرمایا کہ خواجہ انتقام ہمارا یہین مقدر تھا عمرو نے روکر کہا حمزہ مین مجبور ہون کہ عقل میری کام نہین کرتی امیر نے ایک رقعہ
پانچ ہزار اشرفیون کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی اس بلا کو دفع کرے یہ اسکا ہے عمرو نے رقعہ تو اٹھا لیا اور کہا
جاتا ہون جانبازی کرونگا آگے جو مرضی خدا کی یا میری موت یا زیست سبکے ساتھ ہے امیدوار ہون میرے جرم عفو فرمائیے امیر نے
فرمایا کہ خواجہ اگر خوف جان ہے تو نہ جاؤ مرگ انبوہ جشنے دارد عمرو بولا کیا یہان موت کا سامنا نہین ہے اس سے ہاتھ پانون
ہلا کر مرنا بہتر ہے یہ کہکر چلا تھا کہ ابر نظر آیا اور بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر عمرو کی پکڑ کر اٹھا لیگیا

اور سوے آسمان روانہ ہوا اور عمرو پکارا کہ حمزہ مین کہتا نہ تھا کہ دشمن میری فکر مین لگے ہوے ہین خیر اگر زندہ بچے تو پھر تجھکو
آکر دیکھا نہین تو ملک لوت کے پنجے مین تو ہین امیر جبتک اٹھین اٹھین کہ یہ کیا شے عمرو کو لیے جاتی ہی کہ عمرو نظر سے غائب ہوئے
امیر عمرو کے لیے رونے لگے اور سب سردار بلکہ تمام لشکر عمرو کیواسطے متاسف ہوا امیر تو بیہوش ہوگئے کہ جسکو سامنا موت کا
بندھا ہوا ہی عمرو سے امید تھی وہ یون گیا چالاک سے کہا کہ بھئی جاکر خواجہ کی تلاش کرو عرض کیا کہ مجھکو خود فکر ہی یہ کہکر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان پہونچنا عمرو کا ملکہ ناہید قمر طلعت کے پاس اور جانا ہفت در سے مین اور مارنا ختیار جادو
آتشبار جادو و دریابار جادو کا اور اسم اعظم یاد آنا صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

لیکن عمرو کو جو نیمو والسے لیکے چلا عمرو پکارا یا الغیزر اگر تو مجھے کھانے کو لیے جاتا ہی تو بدن مین میرے گوشت نہین ہی فقط ہڈیان
ہین وہ بھی تلخ کیونکہ مین افیون بہت پیتا ہون اور اگر قتل کرنے کو لیے جاتا ہی تو مجھ بیگناہ کو کیون قتل کریگا مین نے آجتک
کسیکو مارا نہین ناحق مجھے لیے جاتا ہی ارے جو قاتل ہین ساحرون کے انھین پکڑ مین عمرو نہین ہون بلکہ عمرو نے مجھے
اپنی شکل بنادیا ہی اپنی حفاظت کے لیے سر چند چلایا پکارا کیا کچھ آواز نہ آئی ہوا کی گرہ مین پھنسکر بیہوش ہوگیا ایک مدت کے بعد جو
جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہین میوہ تر و تازہ انمین لگا ہوا ہی
مرغان چمن خوش الحانیان کر رہے ہین نہرین جوش مار رہی ہی ایک طرف مسند پر ایک ماہ کامل کہ بارہ دری مین جلوہ گر دیکھا
عمرو حیرت کیا تو پہچانا کہ یہ خواہر دینی ملکہ ناہید قمر طلعت ہی اسنے اٹھکر سلام کیا دونون ہاتھون سے بلائین لین اور لاکر مسند پر
بٹھایا کہا بھیا بہوزمانے کا سفید ہوگیا ہی کہ تم دیار فرعونیہ مین آئے اور کبھی ہمسے ملاقات بھی نہ کی عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ یہ ناحق کا
شکوہ ہی مجھکو کیا معلوم تھا کہ تمھارا مکان یہان ہی کس سے پوچھتا کون بتاتا شکوہ مین کرتا تو بجا تھا کہ کبھی تمنے مجھکو بلایا نہین
تمھین اختیار تھا اور اب بلایا اور بلایا بھی تو ایسا بیخبر کہ قریب تھا کہ مارے دہشت کے ہلاک ہوجاؤن کوئی اسطرح بیخبر بلاتا ہی
اور وہ لانے والا کہان ہی ملکہ نے کہا کہ میرا کوکا ہی شمس جادو وہ لایا ہی کہا کہ وہ کہان ہی مین اسکی صورت تو دیکھون ملکہ نے
شمس جادو کو بلایا عمرو نے دیکھا کہ مرد پیر پارلیش سفید ٹیکا سیندور کا ماتھے پر عمرو نے بہت شکوہ اس سے کیا کہ میان بابا ہین
تمنے ہمسے کچھ نہ کہا اسنے کہا کہ وہان موقع نہ تھا کہ مین آپسے کہتا اب عمرو نے ناہید سے کہا کہ بہن عجیب وقت مصیبت مین تمنے
ہمین بلایا کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہی اسنے کہا کیونکر عمرو پکارا فرعون نے طبل قہاری بجوایا ہی کل بر وردیا لشکر اسلام کو غارت
کرینگے اسوقت مین بلوانا ناحق تھا اگر بلوایا ہی تو مدد کرو اور تم بہن سے تو آتشنا ملین اچھی تھین کہ ملکہ جادو وطاؤس جادو
برق جادو وغیرہ نے کیسی کیسی مدد کی ناہید نے کہا بھیا جو مجھسے ہوسکیگا ہرگز اسمین کوتاہی نکرونگی خواجہ جو کچھ کہو وہ مین
سر آنکھون سے بجالاؤن عمرو بولا کہ ہمشیرہ تم جاکر اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا حال تو فرعون سے دریافت کرو کہ کسنے بند کیا ہی
اور وہ کہان ہی ناہید بولی مین ابھی جاتی ہون اور پوشاک نفیس پہنکر عطر ملکر خوب بناؤ سنگار کرکے فرعون کے پاس
روانہ ہوئی فرعون دربار خدائی مین بیٹھا تھا کہ ناہید کے آنے کی خبر سنکر بہ حواس اندر محل کے آیا ناہید نے اٹھکر سلام کیا
فرعون نے خلوت کی اور ناہید سے پوچھا کہ ملکہ آج تم بعد مدت کے آئی ہو خیر تو ہی ناہید بولی کہ مین نہایت متردد ہوکر
آئی ہون حقیقت تو یہ ہی کہ یہ سب خوبی تمھاری باعث سے ہی سنا ہی مین نے کہ ابر و دریا لشکر حمزہ پہ گئے تھے حمزہ نے
انھین پھیر دیا اب معاملہ بڑا ایسا کیونکر ہوگا فرعون نے ہنسکر کہا کہ ملکہ یہ امر جو تمنے کہا سچ ہی مگر اب اسم اعظم حمزہ کا بند کروادیا ہی
کل سب خدا پرستون کا استیصال ہوجائیگا کہا کہ مجھکو یقین نہین ہی کسنے اسم اعظم حمزہ کا بند کیا فرعون نے کہا اے ملکہ مین مفصل
نہین بیان کرسکتا کہ در و دیوار ہمہ گوش ہین اور ناہید نے برہم ہوکر کہا کہ تم مجھسے چھپاتے ہو معلوم ہوا کہ مین تمھاری دوست
نہین ہون دشمن ہون خیر پھر دشمن کا پاس بیٹھنا ناحق ہی یہ کہکر اٹھی فرعون ناہید کو بہت چاہتا ہی سینے سے لگا لیا اور سبب

حال جانا ساحر شمس کے پاس اور وہانسے خنقار جادو کا لانا اور اسم اعظم بند کروانا اور جانا خنقار جادو کا ہفت در میں
سب بیان کیا ناہید نے کہا کہ اب مجھے تسلی ہوئی اب آپ جائیے دربار میں میں بھی جاتی ہوں یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی عمرو کے پاس
آئی تمام حال بیان کیا عمرو بولا ای ہمشیرہ جہان یہ تمنے کیا ہی مجھکو ہفت در سے میں بھی پہونچا دو ناہید نے کہا اچھا اور شمس جادو کو
بلا کر کہا کہ انکو عوضے ہی خواجہ کو ہفت در سے میں پہونچا آؤ اسنے کہا کہ ملکہ مجھے عذر نہیں لیکن اگر کسی نے دیکھ لیا تو میں مارا جاؤنگا
اور تم بدنام ہوگی کہ وہانکا ایک ایک پتا ایک ایک لونا سحر سے بھرا ہوا ہی ملکہ نے کہا دیکھے جی جو کچھ ہو سو ہو خواجہ کو وہان
پہونچا دو شمس جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں تمھین ہفت در سے میں پہونچا کر پھر نہ ٹھہرونگا فورا چلا آؤنگا عمرو نے کہا
میں اتنا ہی میں چاہتا ہوں کہا تو آؤ لیچلوں عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ اگر پھر میں تمھارے پاس آنا چاہوں تو کیونکر
آؤں شمس جادو نے ایک تعویذ عمرو کو دیا کہ اسے اپنے پاس رکھو جب کبھی چاہو کہ ملکہ ناہید کے پاس آؤ تو اس تعویذ کو
دانت تلے دابنا اسیوقت میں تمھین اٹھا کر لے آؤنگا غرض عمرو ناہید سے رخصت ہوا اور شمس جادو اپنی پشت پر سوار
کرکے لیکر روانہ ہوا سامنے ہفت در سے کے لا کر اتارا اور کہا کہ خواجہ جب تم ساحرون کو مار دو گے تو پھر کسیکی لیجانے کی ضرورت
نہو گی طلسم برطرف ہو جائیگا لشکر اسلام سامنے معلوم ہونے لگیگا یہ کہکر شمس جادو چلا گیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے
اندر ہفت درسے کے داخل ہوا دیکھا کہ سب زمین آئینہ کی ہی فرسنگ در فرسنگ تک زمین میں آئینے نصب معلوم ہوتے ہیں
اور ایک طرف کوہ زمرد اور دوسری طرف کوہ آئینہ ہی اور اس میدان میں ایک درخت ہی کہ پتے اسکے سبز اور پھل مانند چہرہ
پریزاد کے ہیں گویا تمام درخت پر پریزادین بیٹھی ہین اور نیچے درخت کے فرش بہت تکلف کا اور دو ساحرہ بیٹھی ہین ایک
سفید پوش ہی دوسری سرخ پوش عمرو دیکھتا تھا کہ ان دونون نے آواز دی کہ ای خنقار جادو ای بیمروت کہان جاتی ہی
وہ بولی تمھارے ہی پاس آتی ہون عمرو نے دیکھا کہ شیشہ اسکے پاس ہی دونون نے پوچھا کہ ہمشیرہ اس شیشے میں کیا ہی
کہا کہ تم جبسے مجبور تھین حمزہ کا کچھ کر نسکتی تھین وہ اسمین بند ہی یعنے اسم اعظم حمزہ کا ان دونون نے خوش ہوکے کہا
کہ ہمشیرہ بڑا کام کیا تمنے نہین تو ہمسے کچھ نہو سکتا خنقار جادو نے کہا کہ اب مین بیابان ہوسیقار کو جاتی ہون ملکہ لاس کو نین
خفا ظلمت سے بیٹھو نگی تمسے بھی اطلاع کو نکل آئی تھی کہ ذرا یہ دن ساحرون پر سخت ہین ہوشیار رہنا انھون نے کہا ہمشیرہ یہ مقام
بھی تو طلسم بند ہی یہان کون آسکتا ہی اور بعد مدت آئی ہو چلی جانا جلدی کیا ہی ایک آدھ جام شراب کا تو پیو خنقار جادو نے
کہا جو خوشی تمھاری القصہ خنقار جادو بھی آکر شریک صحبت ہوئی اور شراب خواری کرنے لگی عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ جلد کسی
تدبیر سے انکو مارنا چاہیے اور مقدم مارنا خنقار جادو کا ہی کیونکہ یہ اگر نکل گئی تو اسم اعظم بند رہجائیگا غواص عقل کو
بحر بے پایان فکر میں غوطہ زن کیا دو گھڑی بعد گوہر مطلب اسکے ہاتھ لگا ایک طفل ماہ طلعت خوبصورت بنا کہ سن کوئی
پندرہ برس کا عین شباب بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے زنجیر نقرائی کمر میں بندھی ہوئی حرکات دیوانے پن سے کرتا ہوا
کبھی پتھر کو پتھر سے ہٹاتا تھا اور کبھی تنکے منھ میں چباتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی روتا تھا کبھی گاتا تھا کبھی ناچتا تھا طوق طلائی
ہاتھ پاؤن میں اور زنجیر طلائی گلے میں پڑی ہوئی ان تینوں نے جو ایسے جوان کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوگئین چاندنی
رات تھی عکس ماہ و ستارہ آئینہ میں جا بجا جلوہ نما تھا اور یہ دیوانہ صورت اپنی آئینہ میں دیکھکر کبھی پتھر مارتا تھا کبھی گلولہ
مارتا تھا جب چوٹ ہاتھ میں لگتی تھی تو منھ سے پھونکنے لگتا تھا غرضکہ دیوانگی کی حرکتیں کرتا ہوا انکے برابر جو آیا تو بیٹھ گیا
شراب گلابی سے اندیل کر بے تکلف پی لی ان تینوں نے آپس میں کہا کہ ایک تو دیوانہ تھا دوسرے شراب پی اب دیکھیے کیا ہو
اور دیوانہ ہر ایک کو نگاہ محبت سے دیکھتا ہی ہر ایک دل میں کہ رہی ہی کہ دیوانہ مجھکو پیار کرتا ہی مگر دیوانہ ایکبار اٹھکھڑا ہوا
اور قلقاریان مارتا ہوا صحرا کیطرف بھاگا ان تینوں نے کہا سچ ہو کہ دیوانہ کبھی کسی بات کا اعتبار نہیں ای کمبخت چلا گیا

اور غائب ہو گیا بعد لمحہ بھر کے دیکھا کہ پھر دیوانہ چلا آتا ہے پھولوں کا گلدستہ ہاتھ میں ہے کچھ پھول کان میں کھنسے ہوئے ہیں اور کچھ کان میں
آتے آتے وہیں آیا جہاں یہ تینوں مرید ابلیس تھیں بیٹھ گیا پھول بانٹنے لگا جب خنقار جادو کو پھول دیتا ہے تو آتشبار جادو
و دریابار جادو یہ شعر پڑھتی ہیں شعر گل پھینکے ہیں غیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی ٭ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی ٭ غرض کہ دیوانے نے
پھول بانٹ کے اس شیشے کی شراب اس شیشے میں اس شیشے کی شراب اس شیشے میں کرنا شروع کی اور ایک ساغر بھی پلایا اور خنقار جادو
سے لپٹا اور چھاتی پر اسکی چڑھ منہ کھولکر شراب اسکے منہ میں انڈیل دی دریابار جادو و آتشبار جادو کو رشک ہوا لیکن دیوانہ
خنقار جادو کو چھوڑ کر آتشبار جادو و دریابار جادو سے لپٹا انہیں بھی باری باری بہت سی شراب پلائی بعد اسکے پھر آتشبار جادو سے
لپٹ گیا کہ میں تمہارا عاشق ہوں یہ کہکر سینے پر ہاتھ ڈال دیا ادھر سے پھر کر دریابار جادو کی چٹکی لی خنقار جادو کی گردن میں باہیں ڈالدیں
اب دیوانے کی یہ کیفیت ہے کہ ہر ایک سے گرمیاں کر رہا ہے یکایک سبکو چھوڑ کر اٹھکے بھاگا یہ تینوں جادوگرنیاں اٹھکر دوڑیں کہ ارے ظالم
کہاں جاتا ہے ہمیں دغا دیے جاتا ہے دو چار قدم چلی تھیں کہ بیہوش ہو کر گریں عمرو نے پکڑ خنجر تینوں کو پہلے تو برابر لٹایا بعد اسکے ایک ہی
ہاتھ میں سبکا کام تمام کیا شمشیر باطل السحر کا تو پڑ ڈالا مگر انکے مرتے ہی اندھیری چلی آتشباری برف باری ہوئی آوازیں آئیں کہ ہائے ہمارا
نام تھا آتشبار جادو و دریابار جادو و خنقار جادو بعد اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ تو وہ کوہ ہے نہ وہ نہریں نہ آئینہ کی نہر
صحرا ہے پُر آشوب ہے تمام زمین پر جیسے ہو گئی وہ درخت نابود ہو گیا عمرو نے تمام مال و اسباب لیا یہاں تک کہ کپڑے بھی اتار لیے
لشکر اسلام کا راستہ لیا تھوڑی دور آیا تھا کہ لشکر اسلام دکھائی دیا صبح ہو چکی تھی دوڑا ہوا امیر کے سامنے آ گر پڑا اور کہا حضرت
مجھسے کچھ نہیں ہو سکتا بھاگ آیا نہیں تو بلا میں پھنستا ایک تو خود امیر متردد بیٹھے تھے دوسرے عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا فرمایا
کہ کیا ہوا کچھ حال تو کہہ عمرو نے کہا اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا خوب یاد تھا عمرو کو گلے لگایا بہت خوش ہوئے عمرو نے
سب سو لیے کہا کہ خبر فرعونیہ کی لاؤ فرعون صبح کو بارادہ قتل لشکر اسلام اٹھا تھا وزیر نے اسے کہا کہ [illegible] کہا کہ
لشکر اسلام کا کام تمام کریں حضور روز بہ جو فرعون کے پاس سے دربار خدائی میں آیا دیکھا کہ ابر تو [illegible]
پہلے کے پہلے تنظیلو نہر پڑے ہیں اور وہ جو دریا تھے وہ نالیاں خشک پڑی ہیں ایک بوند پانی انہیں نہیں
بیان کیا فرعون نے سنتے ہی تاج سر سے دے مارا اور وہ ساحر کہ ہمیشہ خدمت فرعون میں کار و بار ضروری سے ساحر [illegible]
اس سے کہا کہ جا کر ہفت درے کی خبر تو لا وہ گیا دیکھا کہ تینوں جادوگرنیوں کے مردے پڑے ہیں اور لاشیں برہنہ ہیں کپڑے تک
نہیں اور صحرا کہ دور تھا اب قریب معلوم ہوتا ہے تینوں لاشوں کو اٹھا کر فرعون کے پاس لایا اسے تو یہیں چھوڑیے

اب چند کلمے داستان آنا قندیل جادو و شکیل جادو بیٹیوں کا خنقار جادو کے بیابان موسیقار سے اور دربار سے جانا بیان کیے جاتے ہیں

لیکن حال گذارش کیا جاتا ہے خنقار جادو کا کہ جسوقت یہ مری تو قلعہ الماس گون کہ اسکے سہرے بیابان موسیقار میں بنا ہوا تھا
نیست و نابود ہو گیا اور جیسے یہ ساحرہ خدمت میں ساحر ہمیشہ کے آئی تھی دو بیٹیاں اسکی کہ نام ایک کا شکیل جادو اور دوسری کا
نام قندیل جادو ہے اپنے شوہر یعنے موسیقار جادو کے سپرد کر آئی تھی وہ انہیں سحر تعلیم کیا کرتا تھا ایک روز موسیقار جادو
بیٹھا ہوا سحر اپنی دونوں بیٹیوں کو تعلیم کر رہا تھا کہ یکایک تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور قلعہ الماس گون نظروں سے غائب ہو گیا
موسیقار جادو گھبرا گیا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دستک دی کہ ایک جانور پیدا ہوا اس سے پوچھا کہ حال خنقار جادو کا بیان کر اس نے تمام
کیفیت اول سے آخر تک داخل دربند فرعونیہ پر امیر کے شکر گیر کا اور اسم اعظم بند کرنا خنقار جادو اور مارا جانا عمرو کے ہاتھ سے
بیان کیا موسیقار جادو نے دونوں بیٹیوں سے کہا کہ ہم نمکخوار قدیم ہیں خداوند فرعون شاہ کے ماں نے تمہاری حق غلامی ادا کیا
ہم کو لازم ہے کہ ایسے وقت میں چلکر خداوند کا ساتھ دیں یہ سنکر یہ دونوں بیٹیاں شکیل جادو و قندیل جادو بہت روئیں پیٹیں
اور کہا [illegible] ہمکو بھی بعد والدہ صاحبہ کے زندگی دشوار ہے ہم ابھی دربند فرعونیہ پر جاتے ہیں اور انکے قاتلوں کو مار کر

سوگ پڑھا بیٹھے موسیقار جادو نے کہا کہ بیٹا وہ جگہ نہایت خوف کی ہے اور تم ابھی نادان ہو اگر کچھ نوعد گزند ہوئی تو میں کہیں کا نہ ہونگا یہ دونوں مچل گئیں اور کہا کہ ہم ضرور جائینگے جبتک مادر مہربان کے قاتلوں کو نہ مارینگے ہمکو قرار نہ آئیگا اور اگر آپ ہمیں نہ جانے دیجیے گا تو ہم اپنے گلے کاٹ کر مر جائینگے اور خنجر کھینچکر گلو پر رکھلیے موسیقار جادو ناچار ہوا اور کہا کہ اچھا تم چلو آج کے تیسرے روز میں آجاؤنگا یہ کہکر شکیل جادو سے کہا کہ میرے قریب آؤ وہ پاس آئی موسیقار جادو نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر ماسکے میں شکیل جادو کے نشتر دیا اور خون لیکر اس پتلی پہ چھینٹا مارا کہ وہ اٹھ بیٹھی اور ساتھ چکر گرد شکیل جادو کے مار کر گود میں موسیقار جادو کے آبیٹھی اور موسیقار جادو جو کچھ سوال کرتا تھا اسکا جواب دیتی تھی بعد اسکے قندیل جادو کو قریب بلایا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر آگ بارہ دمی جب وہ آگ روشن ہوئی تو اسپر چھینٹا پانی کا دیا کہ پھر نکلنا موقوف ہوگئی دھواں ہونے لگا قندیل جادو سے کہا کہ اسے پھونک اور آپ کچھ پڑھنے لگا قندیل جادو نے پھونکا اسمیں سے لو اٹھی موسیقار جادو نے اس سے ایک چراغ روشن کیا اور ان دونوں کو رخصت کیا اور بروقت چلنے کے کہدیا کہ عیاروں سے ذرا ہوشیار رہنا اور تین دن تم میدانداری کرو چوتھے روز تو میں آہی جاؤنگا یہ دونوں سلام کرکے طاؤس سحر پہ بیٹھکے روانہ ہوئیں اب حال سنیے دربار فرعون کا کہ یہ خنقار جادو کے مرنے سے نہایت ملول کمال غمگین متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کروں کہ یکایک بجلی چمکی اور ایک ابر سپید نظر آیا اسمیں سے دو جادوگرنیاں طاؤس سحر پہ سوار دربار فرعون میں آئیں فرعون کو سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوندا آپ طبل جنگ بجوا دیجیے کل ہم ان خدا پرستوں سے سامنا کرینگے اور عوض اپنی مادر مہربان کے خون کا لینگے اور کچھ اسباب سحر طلب کیا اور کہا کہ ہم اپنے انتظام کو جاتے ہیں آپ طبل جنگ بجوا دیجیے فرعون نے اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ نقارۂ نبرد پہ چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے بادشاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے اور دو جادوگرنیاں آئی ہیں وہ مقابلہ کرینگی فرمایا خدا اسے مانند رنگ است ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگی بجے اسیوقت نقارہ پہ چوب پڑی سب اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہو دربار برخاست ہوا سرداروں نے اپنے اپنے خیموں میں جاکے آرام کیا لیکن حال گذارش کیا جاتا ہے شکیل جادو اور قندیل جادو کا کہ انہیں نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ایک دن کی میدانداری ہم کریں اور دوسرے دن کی تم یہ صلاح کرکے میدان جنگ میں آکر دست راست سپاہ نبرد قریب دو کوس کے فاصلے پر قندیل جادو نے قلعۂ بلور میں ضرور سحر تیار کیا اور دست چپ کی طرف شکیل جادو نے قلعۂ زمرد میں سحر سے بنایا لیکن آج کی میدانداری چونکہ قندیل جادو کے ہاتھ تھی اسنے خون خوک سے چھڑکا دیا اور ایک نیل کنٹھ کو چھوڑ کا کیا بعد اسکے کچھ ماش کے دانے پڑھکر مارے کہ وہ بولتا ہوا اڑ گیا ادھر امیر اپنی بارگاہ کو دربار سے جاتے تھے عمرو کہہ رہا تھا کہ حمزہ اسم اعظم سے غافل ہو ناکل ساحر سے سامنا ہے ایسا نہو کہ وہ اسم اعظم بند کریں امیر نے فرمایا مجھے یاد ہے یہ کہکر پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو دیکھا کہ ایک نیل کنٹھ سر پر چکر مار رہا ہے لیکن نیل کنٹھ سات چکر لگا کے اڑتا ہوا قلعۂ بلور میں کو چلا گیا قندیل جادو انتظار میں بیٹھی تھی کہ وہ جانور بولتا ہوا آکر اسکے ہاتھ پر بیٹھ گیا بس قندیل جادو نے منقار اسکی پکڑ کر سوزن دے دی اور ایک پنجڑے میں بند کرکے لٹکا دیا یہاں رات بھر نقارہ بجا صبح کو فرعون گنبد مینائی پہ چڑھا تھا اور تخت تارک بعض سرداران نامی آکر بیٹھا ادھر سے لشکر اسلام صف آرا ہوا بادشاہ اسلام تخت پر سوار امیر چالیس قدم لشکر سے آگے مع حبیب صاحبقران کھڑے ہوئے ہیں کہ یکایک جانب دست راست سے کچھ قندیلیں اڑتی ہوئی بالا سے ہوا نظر آئیں آگے آگے ایک قندیل بند کیا اسمیں ایک زن جمیلہ بیٹھی ہوئی اور قندیلیں خالی اسکے ساتھ قریب گنبد مینائی کے آکر فرعون کو سلام کرکے میدان میں ایک نیزہ بلند بالا سے ہوا قندیل ٹھہر گیا قائم ہوئی اور قندیلیں اسکے سر پر سایہ فگن تھیں کہ اسنے آواز دی اے خداپرستو وہ شخص میرے مقابلے کو میدان آئے کہ جسنے میری مادر مہربان یعنی ملکہ خنقار جادو کو

مارا ہی تھا سنتے ہی عمرو تو میدان میں پیچھے پھرا اسنے آواز دی کہ اگر وہ نہیں آتا تو کوئی اور ہی نکلے یہ سنتا تھا کہ آلاگرد فرنگی سردار شاہزادہ رومی کے
اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کلہ عفریت عنایت ہوا آلاگرد سلام کر
جام پی کر بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا پکارا کہ اے عورت تو کیا مردوں سے مقابلہ کریگی اسنے ایک قندیل کیطرف انگلی سے اشارہ کیا کہ فوراً
وہ قندیل زمین پر گری اور تتق گرد بلند ہوا اسمیں سے ایک سوار نیزہ بکف سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ پیدا ہوا اور سامنے آلاگرد کے آکر للکارا کہ
مجھسے مقابلہ کر اور نیزہ مارا آلاگرد نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی گھوڑوں کی گشت سے تتق گرد اسقدر بلند ہوا کہ دونوں چھپ گئے
بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ مرکب آلاگرد کا خالی ہے اور اسیطرح قندیل بلند ہوئی لیکن قندیل میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھواں
بھرا ہوا ہے یہ ماجرا دیکھکر سارے لشکر کو حیرت ہوئی لیکن مالاگرد کو تاب نہ رہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا تیر کمان میں
جوڑکر مارا لیکن تیر قریب قندیل کے پہونچکر جلگیا اور اسیطرح قندیل سے سوار پیدا ہوا کہ ہاتھ میں سوار کے کمند تھی مالاگرد کے
پھینکی اور جھٹکا دیا کہ مالاگرد زمین پر آیا گرد اڑی اور اسی گرد میں قندیل بلند ہوکر سر پر قندیل جادو کے قائم ہوئی لیکن جو
قندیل سردار کو اسیر کرلیجاتی ہے اسمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھواں بھرا ہوا ہے یہانتک کہ پھر بھی کل سردار علمشاہ کے پکڑے گئے
یہ دیکھکر شاہزادہ علمشاہ رومی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور بغیر اجازت لیے میدان سے تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر دوڑا کہ اے جادو
غضب کیا تونے کہ سب سردار میرے پکڑ لیے ابھی اسنے قندیل کیطرف اشارہ نہیں کیا تھا کہ علمشاہ نے قریب جاکر کمند پھینکی
جھٹکا دیا لیکن قندیل جادو کہ قندیل سحری بند کمند سے مثل شعلۂ آتش کے نکل گئی اور کمند علمشاہ کی جلگئی اسنے انگلی سے
اشارہ کیا تھا کہ اسیطرح قندیل زمین پر گری اور گرد اڑی گرد سے سوار گرز گران سر اٹھائے پیدا ہوا اور علمشاہ پر
گرز مارا شاہزادے نے بچالی تمام گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ایک شعلہ تھا کہ جانب فلک کے چلا گیا مرکب
علمشاہ کا زمین میں کسیقدر دھنس گیا تتق گرد بلند ہوا اب جو دیکھا تو اسیطرح گرد سے قندیل بلند ہوئی کہ دھواں اسمیں
بھرا ہوا تھا جب گرد ہر طرف ہوئی تو مرکب علمشاہ کا خالی تھا تمام رومی و فرنگی یہ حال دیکھکر بیتاب ہوئے گریبان چاک کیے
خاک سروں پر ڈالی امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا شاہزادہ بدیع الزمان نامور گریبان پھاڑتا ہوا تیغ کھینچے ہوئے میدان میں
آیا قریب نہ پہونچا تھا کہ قندیل زمین پر گری سوار پیدا ہوا تلوار چلنے لگی گھوڑوں کی گشت سے غبار اٹھا جسمیں دونوں سوار
نظر سے نہاں ہوئے گرد میں چھپ گئے اسیطرح قندیل غبار سے بلند ہوئی اور مرکب بدیع الزمان کا خالی اب باقی رہوں تک
بھی گریبان پھاڑے اک تلاطم برپا ہوگیا الغرض شام تک کل بیٹے امیر کے اور ناگفتہ سردار اسیر ہوگئے شام کو طبل بازگشت بجا ہنوز کوئی
میدان سے پھرا نہیں ہے لیکن قندیل جادو اپنی قندیلوں سمیت بلند ہوتی جاتی ہے اور گنبد بلند میں کا رخ کیا ہے کہ آسمان پر اک
ستارہ چمکا اور آن واحد میں قریب قندیل جادو کے آیا دیکھا تو اک قندیل ہے لیکن اسمیں سے کھڑکی پیدا ہوئی اور پری پیکر ایک
نازنین نے نکالا یہ معلوم ہوا کہ برج نور سے آفتاب کا ظہور ہوا چودہ پندرہ برس سولہ کا سن چڑھتی جوانی کی راتیں مراد کے
دن نہایت حسین صاحب تمکین کہ قندیل جادو کو سکتا ہوگیا پوچھا کہ اے خواہر تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو اسنے کہا کہ
تمھاری محبت کھینچ لائی مجھکو خداوند سامری نے بھیجا ہے کہ قندیل جادو کو گل حیات اسکا دے آؤ کہ اسے نہایت حفاظت سے
رکھنا اور خداوند نے یہ گل حیات تمھارا خود تیار کرکے مجھے دیا ہے لو ہیں لے یہ حفاظت رکھنا یہ کہکر ایک پھول ہاتھ میں قندیل جادو کے
اسے روکا لیکن بجنیبار کے یہ تماشا دیکھکر فرعون سے کہا کہ عجیب قصا قندیل جادو کی آنکھیں ہوں نہ ہوں ہم مرشد کامل
ہوں جو ساحر زبردست آتا ہے اسے تو مرشد بہت ہی جلد مار ڈالتے ہیں فرعون ہنسا اور کہا کہ اے بجنیبار کیا کہتا ہے
عمرو آسمان پر سے کیونکر آئیگا اور وہ سحر بھی جانتا ہے بجنیبار کہنے لگا کہ وہ ایسا کچھ جانتے ہیں کہ سحر کی حقیقت نہیں
اسنے میدان میں آتے ہی آنکھیں اسکی بھی تھا دعوی باتیں ہو رہی ہیں اسطرف قندیل جادو نے پھول ہاتھ میں لیا

عجب طرح کی خوشبو آتی ہے کہ بے آپ سے سونگھنے لگی ہے کہ ایک مرتبہ چھینک مار کر قندیل جادو بیہوش ہوئی اور زمین پر گر گئی ساتھ ہی
وہ قندیل کہ جسمین نازنین بیٹھی تھی وہ بھی زمین پر گری ہاتھ میں نازنین کے کمند تھی قندیل جادو کو کمند مار کر کھینچ لیا اور
آواز دی کہ باش ای کفاران بیحیا و نابکاران بیدغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن امیہ نامدار بختیارک تو صلواۃ پڑھنے لگا تا دفعتا یہ حال دیکھ
فرعون کو حیرت ہوئی کہ یہ کونسی عیاری تھی اہل اسلام مع امیر اکرام و بادشاہ عالیمقام متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ادھر عمرو نے
قندیل سے نکالکر قندیل جادو کو ذبح کیا اور آواز دی کہ اسنے ہمسے کہا تھا کہ سر میدان مقابلہ کرے جسنے خنقار جادو کو
مارا ہو سو دیکھ لیں کہ میں نے بھی اسے سر میدان مارا لیکن مرنے سے اسکے آندھی سیاہ چلی کہ جتنی قندیلیں تھیں سب گل ہو گئیں
آگ برسی خاک اڑی دیر تک یہی کیفیت رہی بعد کتنی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود اور قلعہ
بلورین کا کہیں پتا بھی نہ لگا یہ دکھائی دیا کہ کچھ ٹکڑے شیشے کے پڑے ہیں لیکن جتنی دیر تک آندھی چلا کی اتنی دیر میں
خواجہ صاحب نے سارا انتظام اپنا درست کر لیا کہ قندیل اپنی زنبیل میں رکھ لی گہنا قندیل جادو کا کپڑوں سمیت اتار کر
داخل زنبیل کیا اور خود بہیئت اصلی سر اس ساحرہ کا لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی میں حاضر ہوئے جب آندھی برطرف
ہوئی تو سب سردار بھی عقب میں عمرو کے آئے امیر نے سب کو گلے سے لگایا عمرو کو بادشاہ نے خلعت دیا امیر نے جدا روپیہ
عنایت فرمایا طبل شادیانی بجا ادھر فرعون نہایت ملول گنبد مینائی سے اتر کر قیلولہ سوم پر آکر تخت پر بیٹھا کہ ایک
کبوتر جنگلی اڑتا ہوا آیا ہاتھ پر فرعون کے بیٹھ کر گونجنے لگا فرعون نے دیکھا کہ گلے میں اسکے نامہ بندھا ہوا ہے کھولکر پڑھا
لکھا تھا کہ یا خداوند معلوم ہوا ہمیں کہ آپ بڑے عادل ہیں دوست دشمن کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں اپنا اس عدالت کو رہنے دیجیے
اور انتظام اپنی خدائی کا درست کیجیے زوران خدا پرستوں کا توڑ لیے دیکھیے کہ انہوں نے کیسے کیسے ظلم کیے ہیں یہاں تک
کہ میں میری قندیل جادو بھی مار گئی لیکن آپ طبل جنگی بجوائیں کل میں مقابلہ کرونگی اور عوض اپنی ماں اور بہن کے خون کا
لونگی یہ دیکھکر فرعون نے حکم دیا کہ نیچے طبل جنگ بجا نقارہ رزمی پہ چوب پڑی اور آواز نقارے کی گونجی ہرکارے خبر لیکر
لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے یہاں دربار جمع ہے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہیں امیر کشور گیر ذیشان شوکت پر متمکن ہیں
سب سردار جمع ہیں تعریفیں عمرو کی ہو رہی ہیں جملہ سرداروں نے حسب توفیق عمرو کو دیا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ خواجہ
یہ قندیل کیسی تھی امیر نے پوچھا کہ کیا کوئی منتر اسکو کسی زوجہ سے اپنی یاد کر لیا تھا ملکہ جادو نے بتا دیا تھا یا طاؤس جادو نے
حاصل کیا تھا خواجہ کچھ کہو تو عمرو نے کہا کہ حضرت جب یہ ساحرہ میدان میں آئی تو آپکو یاد ہوگا کہ اسنے مجھپر طعن کی تھی کہ جسنے میری
ماں کو مارا ہے سر میدان مجھسے مقابلہ کرے میں اسوقت مصلحت سے ٹال گیا فکر کر رہا تھا کہ کیا کروں قریب شام میں نے خدمت
حضرت داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی لگالی اور معجزہ طلب کیا کہ وہ بصورت قندیل ہو گئی جسوقت یہ میدان داری
کرکے چلی تھی میں نے سر میدان عیاری کر کے اسے مارا بادشاہ نے اور صاحبقران نے عمرو کی فراست کی بہت تعریف کی یکایک
جوڑی ہرکاروں کی پسینے میں غرق گرد میں اٹی بد حواس آئی اور بعد دعا و سلام بادشاہی کے دست بستہ عرض کیا کہ
طبل جنگی لشکر فرعون میں بجا ہے اور کل بہن قندیل جادو کی شکیل جادو مقابلہ کریگی فرمایا کچھ پروا نہیں یہاں بھی
بفضل ایزدی نیچے طبل جنگی بموجب حکم کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی بادشاہ نے دربار
برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیموں میں آئے غرضکہ رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی اور ستارہ سحری فلک پہ چمکا لشکر اسلام سے
آواز اذان بلند ہوئی فوج کفار میں ناقوس پھونکنے لگے بت پرستی ہونے لگی غرضکہ سب اپنے اپنے عقائد دین سے فراغت
کرکے میدان کارزار میں آئے فرعون مع لقا بختیارک و چند سرداروں کے گنبد مینائی پر آکر بیٹھا ادھر صاحبقران

بادشاہ اسلام میدان میں آئے بعد صف آرائی نقیب نیب دے کر نکل گئے ہیں کہ دیکھا ایک تخت دست چپ کیطرف سے بالا ہوا
اُترتا ہوا آیا میدان میں آکر قائم ہوا کہ اُسپر ایک نازنین مہر تمکین بصد تزئین جلوہ افروز تھی کہ نور جمال سے اُسکے صحرا روشن ہو گیا تھا
ایکبارگی اُسنے آواز دی کہ اے خدا پرستو بڑے بڑے ظالم ہیں تمنے کہ خداوند کو ستایا گھر کے گھر ساحروں کے برباد کر دیے لیکن کہاں تک
جاؤ گے تمہارا وباری ہے بجکر جسے تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے پہلوان عادی کہ جبسے یہ آئی ہے اُسپر عاشق ہو چکے
ہیں سامنے تخت بادشاہی کے آئے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہے عادی میدان میں آیا اور پکارا
کہ اے یار جانی واے محبوب جادو ادائی تمہاری محبت ہمیں کھینچ لائی ہے ہم لڑنے نہیں آئے ہیں اُسوقت اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو میرا
عاشق ہے تو میرے پاس رہیگا کیوں گھبراتا ہے اور ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ آواز تڑاقے کی
آئی اور تتق گرد و غبار بلند ہوا بعد ایک گھڑی کے وہ گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک عمارت تیار ہے کہ جسمیں ہزار ہا دروازے ہیں
اور سب بند ہیں اب شکیل جادو نے ایک لٹ اپنے بالوں کی توڑی اور اُسمیں سے دو بال کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینکے کہ وہ رسن
بنکر مشکیں عادی کی باندھکر قریب اس عمارت کے کھینچ لیگئے اور اُسکا ایک دروازہ کھلا عادی اُسمیں چلا گیا اب وہ دروازہ
بند ہو گیا بختیارک نے دیکھکر کہا ترکیب تو اچھی ہے لیکن سلسلہ مرشد یا مرشد ادھر انکو چھوڑیں غرضکہ دن بھر میں اپنے ساتھ ستر
سردار اسیر کیے اور آپ تخت اڑا کر اسیطرح قلعہ زمردی میں کہ اپنے سحر سے میدان میں اپنی حفاظت کیلیے تیار کیا ہے اُسمیں چلی گئی
دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے فرعون تقدیر میں بگھارتا ہوا گنبد مینائی سے اترا امیر نہایت ملول کمال پریشان داخل بارگاہ
ہوئے عیاروں پر تاکید کی کہ جلد اسکی تدبیر کرو سب عیار اُسیوقت اپنی اپنی فکر میں سرگرداں ہوئے لیکن عمرو کو آج امیر نے اپنے پاس سے
جدا نہیں کیا خواجہ زادوں نے بھی منع کر دیا ہے کہ اس رات عمرو کہیں نہ جائیں کہ اپیر سخت ہے ادھر یہ ساحرہ یعنے شکیل جادو
قلعہ میں آئی بیٹھی ہوئی شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے بگولا گرد کا اُڑا شکیل جادو غور سے دیکھنے لگی
کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ وہ گرد قریب آئی اور اُسمیں سے ایک گاے پیدا ہوئی کہ بھاگی ہوئی چلی آتی تھی گلے میں اُسکے گھنٹی پڑی
ہوئی تھی ماتھے پر ایک تختی سونے کی لگی ہوئی غور سے دیکھا تو اُسمیں لکھا ہوا کہ گاے سامری ہے دیکھکر شکیل جادو بہت
خوش ہوئی اور سوچی کہ اسے پکڑ کر پالنا چاہیے یہ سوچ کر گنبد سے نیچے آئی اور قریب اُس گاے کے پہونچی لیکن وہ گاے
منہ اٹھائے چہار طرف گھبرائی ہوئی دیکھ رہی ہے کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا شکیل جادو نے کہ ایک شیر ڈکارتا ہوا تعاقب میں
اُس گاے کے آتا ہے شکیل جادو سمجھی کہ یہ اسی کے خوف سے بھاگی آتی ہے جلدی سے ایک تیغ کچھ پڑھکر پھینکا کہ ایک دیوار
درمیان میں شیر کے حائل ہو گئی شکیل جادو نے گاے کے پاس آکے ہاتھ پشت پر پھیرا وہ گاے اسے اپنے حال پر شفیق پاکے
منہ پاؤں پر ملنے لگی اور اُس گاے نے منہ اپنا پیٹ کی کھولیں اور سرتا نگوں میں ڈالکر شکیل جادو کو اٹھا لیا
اور زخمہ کیا منہم چالاک بن عمرو کھال گاے کی تو ایک خول کیطرح الگ جا پڑی ہے چالاک نے نیمچہ عیاری مارا کہ سر شکیل جادو کا
جدا ہو گیا ایک زلزلہ ہونے لگا زمین لرزی آتشباری برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام میرا
شکیل جادو بود چالاک نے دیکھا کہ گنبد زمردین نیست و نابود ہے چالاک نے کھول اسکا انبار اسباب مال و اسباب لیکر
راہی ہوا اور وہ شیر جو اسکے تعاقب میں آیا تھا وہ ایک شاگرد اسکا تھا کہ اسے شیر کی شکل بناکر دھوکا دینے کو لایا تھا
ادھر امیر بارگاہ بادشاہی میں نہایت متردد بیٹھے تھے کہ دیکھا ہوا سے سنسناتی امیر سمجھے تھے کہ آندھی آتی ہے کیا یکایک ستر سردار
امیر کے اسیر سحر ہوئے تھے ایکبارگی بارگاہ میں گھس آئے امیر متحیر کہ یہ کیا معاملہ ہے عمرو نے کہا کہ کل تو مقام حیرت نہیں کسی عیار
اُس جادو کو جہنم کو مارا ہوگا ہنوز امیر پوچھنے پائے تھے کہ اُن سرداروں نے اپنے اپنے ڈنگاوں پر بیٹھکر کہا کہ یا امیر یکبارگی ہمارے
ہماری آنکھوں میں جھپک سا نشا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید میں نہ پایا دیکھا کہ میدان نہیں کھلا ہوا ہے ہم یہیں ہیں بخوبی عیار

چلے آتے کہ اسی اثنا میں چالاک بن عمرو سر شکیل جادو کا لیے ہوئے پہونچا امیر نہایت خوش ہوئے چالاک کو خلعت دیا عمرو اس سے بہت جلے کہ اسکو خلعت ملا روپیے ملے مگر مجھے کچھ نہیں دیا لیکن سرداروں نے سر جو شکیل جادو کا دیکھا متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شاید بزور سحر حسین بنکر آئی تھی اسلیے کہ اب تو اسکی وہ شکل نہیں ہے سیاہ رنگت ناک چپٹی دانت بڑے بڑے آنکھیں مچنید ہی ہیں امیر نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے یہاں تو نقارۂ شادمانی بجا لیکن فرعون جو پلٹ کر دربار میں آ بیٹھا شراب پینے لگا نشۂ شراب میں حکم دیا کہ طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستوں کو ہاتھ سے شکیل جادو کے قتل کراؤنگا بختیارک سمجھا کہ قضا شکیل جادو کی آگئی اب مرشد جلد تدبیر کرینگے یہاں نقارہ بج رہا ہے کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی آئی بدعا دے کر عرض کیا لشکر حمزہ میں طبل شادمانی بج رہا ہے اور گنبد زمرد میں غائب ہے اور وہ عمارت جو بیچ میدان میں تھی وہ بھی نہیں نظر آتی سب سردار بارگاہ میں پہونچ گئے کہ دوسری جوڑی ہرکاروں کی آئی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو نے شکیل جادو کو مارا بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا کہ مرشد زادے کیا کم ہیں ایسے ویسوں کو تو یہی دیکھ بھال لیتے ہیں فرعون دلمیں پشیمان بیٹھا ہے کہ میں نے ناحق نقارۂ قہاری بجوایا اب کل اور بھی خفت ہوگی یہ اسی سوچ میں حیران و پریشان ہے

اب چند کلمے داستان کا موسیقار جادو کا بیابان موسیقار سے آورد و روز تک بیدادی کرنا اور تباہی لشکر اسلام کی بعد اسکے مارا جانا ہاتھ سے مہتر قران کے

لیکن موسیقار جادو نے جب اپنی دونوں بیٹیوں کو رخصت کر دیا آپ سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا ایک چبوترہ بلور کا بنایا اسپر ایک چراغدان رکھا اور چراغ حیات قندیل جادو کا رکھکر برابر اسکے چوکی زمرد کی بنا کر اسپر وہ پتلی جو شکیل جادو کی زندگی کی مجیز تھی اُسے بٹھایا تھا ایک روز گذرا تھا شام قریب تھی کہ موسیقار جادو نے دیکھا کہ جھونکا ہوا کا آیا اور چراغ گل ہو گیا پتلی نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ ہائے بہن قندیل جادو تمہیں عمرو نے مار ڈالا موسیقار جادو سحر تیار کر رہا تھا یہ ماجرا دیکھکر رونے لگا سمجھا کہ قندیل جادو کا بھی خاتمہ ہوا اب اسنے یہ ارادہ کیا کہ کل ہی یہاں سے چل ایسا نہو کہ شکیل جادو بھی کچھ گذر جائے دوسرے روز سامان اپنے چلنے کا درست کرکے دو گھڑی رات گئے منقل آتشیں اپنے سامنے رکھکر کچھ پڑھکر کالے تل اسمیں جلائے کہ دھواں اُسکا اُٹھکر سر پر اسکے قائم ہوا کہ یکایک وہ پتلی بھی جلکر خاک ہوگئی موسیقار جادو نے گریبان چاک کیا دستار سر سے پھینکدی بہت رویا پیٹا معلوم ہوا کہ شکیل جادو بھی ماری گئی لیکن خود لوٹ پوٹ کر ایک جانور کی شکل بنکر اُسی دھوئیں میں پوشیدہ ہوکر طرف ملک فرعونیہ کے راہی ہوا فرعون بعد مرنے شکیل جادو کے متردد بیٹھا تھا ارادہ کر رہا تھا کہ کسیکو ساحر ششمش کے پاس بھیجوں کہ یکایک آواز صاعقہ کی آئی ہوا میں تیزی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک بادل پیدا ہوتا چلا آتا ہے جب وہ ابر بہت نزدیک ہو گیا تو ایک جانور مہیب فیل پیکر اسمیں سے نکلکر سامنے فرعون شاہ کے آ کر بیٹھا کہ فرعون جسم میں اسکی ہزارہا سوراخ تھے اور اُنمیں سے آواز ہر ساز کی پیدا تھی بس وہ جانور زمین پر لوٹ گیا اور شکل انسانی اُسنے پیدا کی فرعون نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ رو ہے کہ بال قبیلہ قبیلہ چھوٹے ہوئے منہ پر بھبھوت ملا ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں گویا غم میں کسی کے مبہوت ہو رہا ہے فرعون نے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے اسنے عرض کیا کہ بندہ ساحری ہوں نام میرا موسیقار جادو ہے زوجہ میری خفقار جادو حضور پر نثار ہوئی دونوں بیٹیوں کو اپنی میں نے آپکی مدد کو بھیجا تھا وہ بھی ہاتھ سے عیاروں کے نہ بچیں یا خداوندا آپ پریشان نہوں کل میں ان سبکو سر میدان اسیر کرونگا اور تین روز میں کل خدا پرستوں کا استیصال کر دونگا بختیارک نے کہا اے موسیقار جادو اگر یہی ارادہ ہے تو رات کو شیر چین رہنا کہ گرد شیر کے خداوند ساحران یعنی ششمش جادو نے طلسم باندھ دیا ہے کہ یہاں کوئی نہیں آ سکتا اگر اسکے باہر رہوگے تو دغا اٹھاؤ گے تمہاری دونوں بیٹیوں نے بھی حصار قائم کیے تھے لیکن وہ نادان تھیں حصار سے باہر نکل کر ماری گئیں تم خبردار رہنا اسے

باہر نہ جانا موسیقار جادو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا فرعون شاہ جیسے یہ آیا ہی بھول گیا ہی کہتا ہی کہ ای بندگان من
ویدید قدرت مرا مین نے اسی سے خیال سے طبل تماری بجوایا تھا شکیل جادو کی تو عمر مین نے اتنی ہی لکھدی تھی غرضکہ
موسیقار جادو نے کچھ اسباب سحر فرعون سے طلب کیا اور قریب اس تالاب کے جسمین پانی مشمش نے پڑھکر ڈلوایا تھا جاکر
خون خوک سے چوکہ دے کر ایک نالی کھودی بطور گنبد ٹیلے کے اور اسمین کچھ چنگاریان آگ کی ڈالدین بیچمین اسکے بیٹھکر کچھ
تارے شیشے کے ڈالدیے اور کچھ سحر پڑھا کہ آن واحد مین ایک گنبد تیار ہوا کہ راستہ اسمین جانے کا نہ معلوم ہوتا تھا گرد خندق کے
آگ روشن تھی اور وہ گنبد عجن عجن گھوم رہا تھا اور آواز ساز کی اس سے پیدا تھی اودھر امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ موسیقار جادو فرعون کی مدد کو آیا ہی فرمایا کچھ پروا نہین لیکن عمرو نے کہا کہ حمزہ مین بارہا عرض کیا تھا کہ وعدہ
مین بہت بلائین ہین تو نے نہ مانا یہان جان ہم سبکی لینے آیا امیر نے فرمایا خواجہ اگر تم مرنے سے ڈرتے ہو تو بھی چلے جاؤ ہم جوکچھ ہوگی
دیکھینگے عمرو نے کہا کہ مین اپنے مرنے سے نہین ڈرتا ہون مجھسے تو خداوند کریم سے وعدہ ہوچکا ہی کہ جب مین تین مرتبہ موت
مانگونگا تو مرونگا مین نے ابھی ایک مرتبہ بھی اس بری چیز کا نام نہین لیا خیال تیرا اور سب لشکر کا ہی کہ تیرے سبب سے مجھے بھی خدا سے
موت مانگنا پڑیگی امیر نے فرمایا خواجہ اگر قضا ہی تو جہان ہونگے نہ بچینگے اور موت نہین ہی تو اس موسیقار جادو سے کیا
حقیقت ہی سر میدان مارینگے غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون مین آکر سو رہے رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا امیر بادشاہ اسلام مع سرداران عالیمقام جدال
و قتال پر کمربستہ ہوئے کہ دیکھا امیر نے شہر فرعونیہ کیطرف سے ایک آندھی سیاہ اٹھی ہوا تند چلنے لگی اور ایک جانور بہ شکل
موسیقار فیل پیکر اڑتا ہوا آیا کہ اسکے پرونکی ہوا سے تمام صحرا مین آندھی کی کیفیت تھی وہ جانور زمین پر گرکر لوٹا اور شکل
انسانی پیدا کرکے بیچ میدان مین کھڑا ہوا اب دیکھا امیر نے کہ لشکر فرعون سے کچھ لوگ نکلے کہ ہاتھ مین کسی کے نے تھی کسی کے پاس
رباب تھا کسی پاس چنگ کوئی پیالیان جل ترنگ کی لیے ہوئے غرض سو آدمی کے قریب ساز لیے ہوئے آئے اور گرد اس
ساحر کے بیٹھکر بجا بجا کے گانے لگے امیر یہ تماشا دیکھکر نہایت متحیر ہوئے کہ ہو کیا ماجرا ہی کیا آج ان لوگون سے لڑنا پڑیگا دیکھیے
فلک کیا دکھاتا ہی لیکن اس جادوگر نے ایک تخم عجیب نکالکر زمین پر ڈالا اور کچھ سحر پڑھکے پانی بہایا کہ اسیوقت اکھوا پھوٹا اور
آن واحد مین ایک درخت بلند تیار ہوا اور اسمین سے ہزار شاخین پیدا ہوئین اور ہر ہر شاخ ہزار ہزار گز بڑھگئی اور
ہزار ہزار جانور کوچک بشکل موسیقار ایک ایک شاخ پر بیٹھے نظر آئے اور انکی چونچ مین صد صد سوراخ ساز کا انداز تھا اور ایک
جانور سبز رنگ چوٹی پر اس درخت کی بیٹھا ہوا تھا وہ اپنے مقام سے اٹھا اور سر صحرا جانوران کے بیچ مین چکر کرکے پھر اسی درخت پر
جا بیٹھا سارے لشکر نے اسے تیر مارے لیکن جو تیر قریب اسکے گیا جلکر خاک ہوگیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسم اعظم تیرا بند ہوگیا
امیر نے یاد جو کیا بالکل فراموش تھا بس رنگ رو متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون عمرو بھی رونے لگا لیکن جسوقت
یہ درخت بلکہ تیار ہوا وہ گروہ لشکر فرعون مین چلی گئی اب موسیقار جادو نے زیر درخت کھڑے ہوکر پکارا کہ جسے تمنائے
مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے پہلے ایک آدمی سردار بادشاہ سے اجازت لیکر یار او بجنگ گیا لیکن صد صد سوراخ ساز مین
ایسا محو ہوا کہ تصویر کیطرح زیر درخت کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے صدا ساز کی اسقدر پھیلی اور ایسا اثر ہوا ایسا اثر
ہر شخص کے دل پر کیا کہ بغیر اجازت دس دس بیس بیس سردار گھوڑے اٹھا اٹھا کے چلے گئے گھوڑ پر درخت گیا تصویر کی تھا
نہ ہاتھ پانون مین طاقت معلوم ہوتی نہ ہوش و حواس بجا تھے یہانتک کہ یہ حالت ہوا کہ رسالے کے رسالے چلے جاتے ہین
امیر کشورگیر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین بادشاہ کانون مین انگلیان دیے ہوئے ہین کہ صدا ساز نہ آئے
حفظ ہیکل کی سبب بچے ہوئے ہین سردارون میں سے ... باقی رہگئے ہین اور ایک آدھ سردار کہ جسنے کانون مین انگلیان

دسے لی ہین وہ بجا ہوا ہے شام تک نصف لشکر سے بھی زیادہ زیر درخت صورت تصویر لگ سکتے ہین گیا شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نہایت اُداس کمال پریشان پھر کر داخل بارگاہ ہمایونی ہوئے عمرو پر تاکید
کی کہ کچھ تدبیر کرو عمرو کہ رہا ہے کہ یا امیر میری عقل نہین کام کرتی کہ کیا کرون کیا نکرون دوسرے یہ کہ یہ ساحر حصار شمشیر مین
رہتا ہے دنکو آسمان پر سے آتا ہے مین کیا کرون کہ صدا طبل جنگ کی آئی عمرو نے کہا امیر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے عمرو بھی تدبیر کے لیے نکل گیا رات بھر عیارون نے کوشش کی لیکن حصار شمشیر کے اندر
نہ جاسکے بلکہ جو گیا پلٹ کر نہ آیا سب سپر سحر موسیقار جادو ہوئے کہ زمانہ شب کا برطرف ہوگیا عمرو ناچار واپس آیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے امیر بادشاہ اسلام خیمہ سے برآمد ہوئے راستہ میدان کارزار کا لیا ادھر فرعون گنبد مینائی پر
آکر بیٹھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نشیب دے کر چلے گئے تھے کہ وہی ہوا سے تند چلی اور موسیقار جادو شکل
موسیقار بالک فرعونیہ سے اُڑتا ہوا آیا زیر درخت لوٹ لگا کہ ہیبت اصلی بکٹرا ہوا اور مبارز طلب کیا آدمی جو گیا وہ زیر
سکتے مین رہ گیا اور موسیقار جادو نے ایک قسم کا باجا اپنی جھولی سے نکالا اور بجانا شروع کیا کہ اُسکی آواز سے صدائے
ساز کو ترقی ہوئی اور ہر طرف پھیلنے لگی آخر کو کل لشکر امیر کا سکتہ زیر درخت پہونچ گیا کہ رب دلاور بھی مسحور ہوکر زیر درخت
چلا گیا شام کو امیر بادشاہ اسلام عمرو مقبل صاحبقران سوا اسکے کوئی چار بھی باقی نرہا غرضکہ طبل بازگشت بجا موسیقار جادو نے
کہا کہ خیر آج تو حمزہ بچ گیا لیکن کل کہان جائیگا یہ کہکر اسنے وہ ستالی دی کہ جتنے جانور درخت پر بیٹھے تھے وہ اپنے اپنے مقام
اُڑے اور جنگل سے منقارون مین اور پنجون مین لکڑیان خشک اُٹھا اُٹھا کر لانے لگے اور گرد درخت کے جمع کرنے لگے
موسیقار جادو پلٹا فرعون گنبد مینائی سے نیچے اُترا دربار مین آیا ہر ایک سے کہتا تھا کہ دیکھا تمنے کہ حمزہ کا لشکر ایک بندہ خاص
میرے کیونکر اسیر کیا کل ان سب خدا پرستونکو اُسکے ہاتھ سے غضب خداوندی مین اگر نہ گرفتار کروایا ہوگا اور آتش
قہر سے نہ جلوایا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ رکھا ہوگا لیکن بختیارک نے فرعون سے کہا کہ یا خداوند موسیقار جادو
کہلا بھیجیے کہ آج اس حصار سے باہر نہ نکلے کیونکہ جیسے ڈرتا ہے ابھی وہی باقی ہین بعد رشتہ کامل ابھی تک اسیر نہین ہوئے فرعون نے
اُسیوقت ایک عیار کے ہاتھ نامہ بھیجا کہ آج کی شب اور کل کے دن حصار سے باہر نہ نکلنا یہین بیٹھے بیٹھے سحر کرنا یہ عیار اُسیوقت
روانہ ہوا پر گنبد پہونچکر آواز دی کہ اے موسیقار جادو خداوند فرعون شاہ نے کچھ کہلا بھیجا ہے دیکھا کہ تڑاقے کی آواز
بلند ہوئی گنبد سے کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین سے سر ایک جادوگر نے نکالا اسنے کہا کہ یہ نامہ بھیجیے موسیقار جادو نے دستک دی ایک
کبوتر پیدا ہوا ہاتھ پر اس عیار کے بیٹھ گیا تیز رو سبک رفتار اسکے آگے بیٹھا گو پچنے لگا تیز رو نے نامہ نکال کر ہاتھ پر رکھا کبوتر منقار مین
دبا کر اُڑ گیا جاکر موسیقار جادو کو دیدیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ آج کی شب کل کا دن حصار سے باہر نہ نکلنا جو کرنا ہو یہین بیٹھے بیٹھے
کرتے کام لینا اسنے جواب نامہ کا لکھدیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ عیار وہان سے چلا لیکن رات اندھیری تھی راستہ بھول کر قریب
جھنڈے لونکے چلا گیا بیہوش ہوکر آئنا لشکر گیا وہان اسکے آنے کی دیر جو ہوئی فرعون نے کہا دوندہ سے کہا کہ کیا سبب
جو تیز رو سبک رفتار ابھی تک جواب لیکر نہین آیا ہمارے دوندہ نے ایک اور عیار روانہ کیا لیکن یہ پوچھا ہی ڈھونڈھتا ہوا
تو ہاتھ مین اسکے فتیلہ بیہوشی روشن ہوا سے تو یہین چھوڑ سے حال گذارش کیا جاتا ہے صاحبقران با اقبال کا کہ میدان جنگ سے
جو پلٹے ہین دیکھتے ہین کہ نہ کوئی سردار ہے نہ فرزند ہے نہ لشکر ہے یہانتک کہ کوئی خدمتگار بھی نظر نہین آتا بازار لشکر کے اُجڑے پڑے
ہین ہر طرف سناٹا ہو کا عالم خیمہ خالی چھپا و سیان اُجاڑ ہر طرف خاک اُڑ رہی ہے بادشاہ مع صاحبقران و عمرو داخل بارگاہ ہوئے
کوئی ہرکارہ تک نہین کہ خبر ملاکر فرعونیہ کی لاے امیر ذکل پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے امیر نے فرمایا خواجہ سپر
فرعونیہ کی کیونکر معلوم ہو کہا کہ حمزہ عقل چہرہ دیتی ہے کہ طبل ضرور بجانا ہوگا فرمایا یہ تو سچ ہے مگر ہمارے یہان تو کوئی اتنا بھی نہین

باقی کہ نقارہ ہمارے سفر کا بجائے عمرو نے کہا حمزہ روپیہ ہو تو اور آدمی ہو کر سکتے ہیں فرمایا ہم آدمی کہاں لیتے آئینگے عرض کیا
کہ زمین سے پیدا ہو جائینگے بھوکے مصیبت کے مارے کہاں نہیں ہیں فرمایا کہ اچھا سبھی کہو تو رقعہ لکھدیں عرض کی بہت اچھا
امیر نے لاکھ روپے کا رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا عمرو نے زنبیل میں رکھ لیا فولادی کیل کہ بیچ ہو سے لگا کر ہاتھ لگتے سب ہی چلے
جاتے تھے سبکو لیجا کر نقارہ کے پاس بٹھادیا اور ہاتھوں میں چوبیں باندھ دیں کہ ہاتھ اٹھنے لگے اس قاعدے سے پڑتے تھے معلوم
ہوتا تھا کہ نقارچی بجا رہے ہیں اب عمرو نے کہا کہ حمزہ اب خبردار رہنا میں اب اپنی فکر میں جاتا ہوں امیر نے فرمایا بھئی اچھی طرح
ہوشیاری سے کام کرنا کہ اتنے میں مہتر قران حبشی سامنے سے آیا امیر نے فرمایا بھئی تم ہیں تو خدا نے بچایا کہاں تھے مہتر قران
کچھ جواب نہیں دیتا جب کئی بار امیر نے پوچھا اور جواب نہ پایا تو اشارے سے پوچھا سمجھے کہ کانوں میں ... ہاں وہی ہو گی جب تو
بچا اور مہتر قران نے واقع میں اسقدر روئی اپنے کانوں میں ٹھونس لی تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا اب اشارہ امیر کا سمجھا دست
ادب بستہ عرض کیا کہ مخدرات عصمت کو اس میدان سے دور لیجا کر خیمہ برپا کر آیا ہوں کہ وہ سحر سے محفوظ رہیں امیر نے فرمایا
ای مہتر قران بڑا کام کیا لیکن مہتر قران پہلے ہی سب خواتین کو سوار کر کے لیگیا تھا اور کچھ عیار حفاظت کے لیے ہمراہ
لیتا گیا تھا کہ وہ سب سحر سے محفوظ تھے بعد ازاں قران نے عرض کیا کہ حضور کی خواتین نے عرض کرا بھیجا ہے کہ اپنا دیدار ہمکو
دکھا جائیے کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے ایک مرتبہ آپکو دیکھ تو لیں فرمایا میں بادشاہ کو تنہا چھوڑ نہیں سکتا عرض کیا کہ ظل اللہ
بھی تشریف لیچلیں فرمایا اے مہتر قران آج ہی رات تک تو بادشاہی ہے اور ہماری صاحبقرانی ہیچ تو خانہ ہے ابھی سے
کو ویران کرونگا اور اے قران ہمارا اسلام آخر سبکو پہونچا دینا اور اب تم پردہ نشینوں ان سب کو کیا شکستہ کو لیکر بیلے جاؤ
مہتر قران مصلحت سمجھکر سلام کر کے چپکا ہو رہا اتنے روانہ ہوا عمرو بھی رخصت ہوا دونوں ہمراہ چلے عمرو نے قران کو گلے سے
لگایا اور کہا بھئی ناموس سے ہمارے خبردار رہنا ہم تو جاتے ہیں یا تو آج موسیقار جادو حرامزادے کو مارا یا جان اپنی دی
قران نے کہا غلام بھی ہمراہ چلے عمرو نے نہ مانا قران مجبور ہو لیسے روانہ ہوا غرضیکہ عمرو نے جاکر جہاں خیمے مخدرات
کے تھے اپنے شاگردوں کو اپنی طرف سے نائب کر کے حفاظت ناموس کے لیے چھوڑا اور آپ کچھ عیاری کچھ سامان لیکر راہی ہوا لیکن
مہتر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سیدھی راہ چھوڑ کر درخت موسیقار کے سایہ سے بچتے ہوئے کانوں میں انگلیاں دیے ہوئے
گلیم عیاری اوڑھے ہوئے قریب شہر فرعونیہ کے پہونچے لیکن سوچ رہے ہیں کہ جھنڈیوں کے اندر کسطرح جاؤں دیکھا
ایک عیار ہاتھ میں فتیلہ عیاری روشن کیے کچھ ڈھونڈھ رہا ہے اور ہاتھ میں اسکے ایک آبخورہ ہے کہ پانی اسمیں بھرا ہوا ہے ۔۔
وہی عیار ہے جو ڈھونڈھنے تیز رو سبک رفتار کو نکلا تھا دیکھا اسنے کہ تیز رو الٹا پڑا ہوا ہے یہ جا کے پانی لایا ہے شیر جیسے پینے
کو لایا ہے قریب آکر چاہتا تھا کہ چھینٹا پانی کا منہ پر دے کہ دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین زیور سے پانوں تک بیٹھی ہو
بیٹھی رو رہی ہے لیکن ہزار جان سے عاشق ہو گیا پہلے اسے ہوشیار نہ کیا بیتابانہ دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ اسے پیاری تو کون ہو دیکھتا
جاو وانی تم کہاں بیٹھی اسنے بیچول کہاں اسنے کہا کہ میں غمزدہ کیا حال اپنا بیان کروں مصیبت کی ماری ہوں اپنے شوہر کے
ساتھ اپنے میکے سے سسرال جاتی تھی اسنے کہا کہ میں ذرا پیشاب کر لوں تم یہیں ٹھہرو وہ تھوڑی دور جا کے ٹھہرا تھا کہ کچھ قزاقوں نے
آکر اسے مار ڈالا مال اسکا چھین لیا میں یہ دیکھکر ایک درخت کی آڑ میں ہو گئی تھی اسلیے بچ گئی وہ سب اسے قتل کر کے چلے گئے
کاش میں بھی مرجاتی اور وہ مجھے قتل کر ڈالتے تو بہتر تھا اسنے کہا کہ تم کیوں گھبراتی ہو ہمارے ساتھ چلو اپنا گھر سمجھو ہمارے گھر میں
رہو جو کچھ میں میسر ہو اسے قبول کرو اسنے کہا اچھا میں چلتی ہوں تم ایسے آئے جیسے بے مانگی مراد ملی اب تمہیں کیسا برتی
ہوں جہاں کہو چلوں میرا کون پوچھنے والا ہے اس عیار کا دل اسکی باتوں پر آیا جاتا ہے ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو وہ عورت ایسی کہ کچھ دور گئے سے
گرا دیکھا تو ایک سپاہی ہے اس عیار نے کہا اسمیں کیا ہے کہا کہ میرا شوہر سوداگر تھا اسنے ایک لعل سات لاکھ کو لیا تھا وہ میرے پاس تھا

اس سے بجھ گیا یہ سنتا تھا کہ اسکے شہر میں پانی بھر آیا کہا کہ میں تو دیکھوں دلمیں کہہ رہا ہے کہ سونے کی چڑیا ہاتھ لگی اس عورت نے
وہ ڈبیا اٹھا کر ایک ہاتھ سے کھولی نہ کھل سکی آبخورہ پانی کا اس عورت کو دیا اسنے پوچھا اسمیں پانی کیسا ہے کہا کہ
بغیر اسکے پیئے شہر فرعونیہ میں نہیں جا سکتا اب دلکو اس عورت کے اور ایک قوت حاصل ہوئی لیکن اس عیار نے ڈبیا کو
قمقمہ کے برابر لا کے زور کرکے جو کھولا تو ایک لخلخہ اڑا اور وہ عیار چھینک مار کر بیہوش ہوا اس عورت نے نعرہ کیا کہ منم عمرو
بن امیہ ضمری اسیوقت خنجر سے اس عیار کو ذبح کیا مال و اسباب کپڑے تک داخل زنبیل کر لیے آپ اسکی شکل بنکر
پانی اپنے اوپر چھڑک کر [illegible] گذرے دیکھا کہ ایک عیار اور بیہوش پڑا ہے اسنے بھی ذبح کیا کپڑے اسکے اتارنے لگے دیکھا کہ
ایک دو پرچہ پگڑی سے اسکی نکلے انمیں پڑھا ایک میں تو لکھا تھا کہ اے موسیقار جادو ہوشیار رہنا بختیارک کیطرف سے
لکھا تھا کہ [illegible] وہ ذرہ دستکار ہے ایک اگر دن [illegible] گرفتار ہوگا لڑائی نہ سر ہوگی عمرو نے دلمیں کہا کہ اچھا حرامزادے کہاں جاتا
ہے اگر زندگی باقی ہے تو [illegible] لونگا اور دوسرے میں مرقوم تھا موسیقار جادو کیطرف سے کہ عمرو اور حمزہ کی آج ہی رات کو تدبیر
ہو جائیگی میں سحر [illegible] جہاں ہونگے پکڑ بلاؤنگا عمرو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اب جلد اس عیار کی شکل بنکر کچھ تدبیر کرنا چاہیے کہ
ایک پنجہ گرا اور عمرو کو اٹھا لے گیا عمرو [illegible] گیا کہ غضب آگئی آنکھیں بند کرلیں بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک پنجرے
میں بند دیکھا سامنے ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا لیکن موسیقار جادو نے جب عمرو کو گرفتار کر لیا نامہ فرعون کو لکھا میں نے عمرو
کو پکڑ لیا القصہ [illegible] ہوئی فرعون گنبد [illegible] پر آکر بیٹھا لقا بختیارک و [illegible] سردار بھی ہمراہ تھے دیکھا کہ تمام لشکر امیر کا زیر درخت
کل سرداروں [illegible] ہے اور [illegible] ڈھیر کی ڈھیر لگی ہوئی ہیں ایک جانور لا لا کر [illegible] جمع کر رہے ہیں امیر کشور گیر اسفندیار
سوا بادشاہ [illegible] تخت [illegible] پہلو افروز ہیں دیکھا ہوا اسے تند چلی اور موسیقار جادو منقار میں پنجرہ عمرو کا
لیے ہوئے آیا درخت میں لٹکا دیا اور پکار کر کہا [illegible] قریب کیا تو میرے مقابلے کو نہ آئیگا یہی دعوی شجاعت کا کرتا ہے امیر ان کلمات کے
سننے کی کہاں تاب [illegible] ہیں بادشاہ سے عرض کی کہ اب مجھکو اجازت ہو یہ کہکر حفظ ہیکل گلے سے اتار کر بادشاہ اسلام کی گردن میں
ڈالدی بس حفظ ہیکل کا گلے سے اترنا تھا کہ امیر دیوانہ وار دوڑے ہوئے اس درخت کے قریب آئے کہ درخت سے ایک شاخ
جھکی اور کمر میں امیر کی لپٹ گئی امیر بند ہو کر رہ گئے بادشاہ اسلام نے یہ دیکھکر گریبان پھاڑا اور بے اختیار ہو کر دوڑے اور
[illegible] ہیکل گلے سے اتار کر پھینک دی کہ اسیطرح دوسری شاخ درخت کی نیچی ہو کر بازوؤں میں
بادشاہ کے لپٹ گئی [illegible] موسیقار جادو نے فرعون سے کہا کہ میں ابھی ان سبکو جلائے دیتا ہوں یہ کہکر
منقار [illegible] روشن کی اور [illegible] پڑھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک شاخ درخت کی نیچی ہوئی اسپر سے ایک جانور اڑ کر اسکے ہاتھ پر
آ بیٹھا کہ منقار میں اسکی ہزار ہا سوراخ تھے لیکن ایک سوراخ بند تھا اسے بھی موسیقار جادو نے کھولکر جلد سے اڑا دیا
وہ جا کر شاخ درخت [illegible] اور اس سوراخ سے ایک [illegible] ایسی پیدا ہوئی کہ جس سے شاخ درخت میں آگ لگ گئی اب
موسیقار جادو [illegible] شاخ سے جانور پکڑ کر چھوڑتا ہے اسمیں آگ لگ جاتی ہے جسوقت یہ شاخ آخر کو جلائیگا اسوقت سحر ختم ہوگا اور
سب [illegible] آگ لگ گئی یہ مصروف سحر ہو کہ یکایک آواز نقارے کی بلند ہوئی دیکھا کہ جانب صحرا سے پانچ فیل سبز رنگ سبز ڈنکا ہوتا ہوا اور
نوبت خانہ بجتا ہوا پیچھے اسکے [illegible] ساحر ایک ساحر قوی جثہ اژدر پر سوار کہ اژدر قلابہ آتشیں چھوڑ رہا ہے آواز یا سامری یا
جمشید کی بلند ہوا اور نوبت نقارہ [illegible] کہ صدائے ساز بالکل سنائی نہیں دیتی فرعون لقا بختیارک سب متحیر
کہ یہ کیا ماجرا ہے لیکن اس ساحر نے آواز دی کہ او موسیقار جادو حرامزادے مغضوب درگاہ سامری تو میرے سامنے ورنہ
ابھی تیرا [illegible] موسیقار جادو [illegible] خداوند سامری [illegible] تھا کہ موسیقار جادو ٹھہر گیا
اسنے دوسری آواز دی کہ آتا ہے یا [illegible] آؤں موسیقار جادو نے دیکھا کہ یہ ساحر نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے اور فرستادہ سامری

اس سے ڈرنا چاہیے اگر تو اُس سے ماجرے ہی نکریگا تو مارا جائیگا جلد سے یہ سوچ کر تو ترک کیا اژدر آتش فشاں پر جو دیکھی سوار ہو کر
چلا کہ خداوندگی میں نے ایسی کونسی خطا کی ہے میں تو آنکے دشمنوں کو قتل کرنے کی کوشش و تدبیر میں مصروف ہوں پھر کیوں ترک کر کے
آپکے خوف سے چلا آیا قہار جادو نے کہا حرامزدے حبشی مشتمش جادو نے خداوند سامری کو بھول کر دعوی خداوندگی کیا
ہے سامری کو بہت برا معلوم ہوا کہ یہ مجھے بھول گیا خود خداوند بن بیٹھا اسپر تین مہینے لیے سخت کر دیئے کہ یہ انہیں مغروران
خداپرستوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور لوگ مغضوب خداوند کا شہر یہ ہوا اچھال ہی شہری کہ مسلمانوں کو قتل کرے یہ مسلمان غضب میں
خداوند سامری کا یہ منشا تھا کہ موسیقار جادو نے کہا میں ابھی ان سب مسلمانوں کو جلا دونگا لیکن پہلے تیرا تو خاتمہ کر لوں پھر تو خداوند
مشتمش جادو کو برا کہتا ہے یہ کہکر اژدر اپنا برابر اژدر قہار جادو کے لایا قہار جادو نے جب دیکھا کہ یہ سامنے آگیا ہے زد میں ہے بس
قہر و غضب میں آکر ایک ڈنڈا پشت پر اپنے اژدر کے مارا کہ یا توجہ اژدہا قلابازی کھاتا یا نیچے چھوڑ رہا تھا یا ایک بگولا گرد کا اس زور سے نکلا
کہ موسیقار جادو کو خاک بسر کر دیا بلکہ خاک میں ملانے کی تدبیر کر دی کہ موسیقار جادو چھینک مار کر اپنے اژدہے پر سے
قلابازی کھا کر گرا قہار جادو نے نعرہ کیا کہ باش ای کافر بیحیا منم مہتر مہتران و بہتر بہتران صاحب لعبدہ گران نظر کردہ علی عمران
یعنی مہتر قران اور دوڑ کر لعبدہ مار کر گرنہوا دیکھا کہ یہ کافر روئیں تن ہے تھیلیاں بارود کی نکالکر اسپر ڈالیں اور دو رتیچمک
حقہ آتشبازی مار کر آگ لگ گئی خرمن ہستی اس ملعون کا جلکر خاک ہوا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا زمین کو زلزلہ
ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو تو دیدیم جان دادیم و مطلب خود ندیدیم
جو روشنی ہلکی دیکھا تو نہ وہ درخت ہے نہ جانور ہے لاش اس جادوگر کی پڑی ہے لیکن پوست تک جل گیا ہے کچھ بت سونے چاندی کے
پڑے ہیں قران نے سب سمیٹ کر اپنے قبضہ میں کیے ادھر سارا لشکر مع صاحبقران ہوش میں آیا امیر اپنے خیمے
لیکن عمرو جو چپ تا دیکھا کہ لکڑیوں کا انبار ہے جال الیاسی مار کر سمیٹ سمیٹ کر سب نذر زنبیل کر لیں امیر بارگاہ میں داخل ہوئے
طبل شادمانی بجا مہتر قران بھی دربار میں آیا امیر نے سات خلعت دیے بادشاہ نے سات خلعت اور ایک کروڑ روپیہ
عنایت کیا مہتر قران نے سب خواجہ سلامت کے آگے لا کر رکھدیا اور عرض کیا کہ استاد آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے عمرو نے کہا
بابا یہ سب مال تمہارے پاس سے تلف ہو جائیگا میں بحفاظت اپنے پاس رکھونگا جب چاہنا لے لینا یہ کہکر نذر زنبیل کر لیا قران نے
وہ بت جو موسیقار جادو کو مار کر پائے تھے پیش کیے کہا کہ تھی ابھی اسکے کپڑے بھی بیش قیمت ہونگے وہ تمنے کیوں چھوڑ دئے
قران نے کہا وہ روئیں تن تھا اس سے میں نے اسے جلا دیا کپڑے بھی جلگئے آپ بہت خفا ہوئے اور کہا کبھی جو روئیں تن ہو
اسے جلاتے نہیں ہیں یہ کام اناڑیوں کا ہے پتھر سے سر کچل دیتے ہیں قران سرنگوں ہوا اور عرض کیا کہ بجا ہے آپ استاد ہیں میں
شاگرد میرے آپ کے کچھ فرق ہونا ضرور ہے خواجہ نے بھی قران کو خلعت عطا کیا یعنی ایک کلاہ کاغذی جسمیں پنی لگی ہوئی
ایک طرہ جھوٹے تاروں کا لگا ہوا قران نے سلام کرکے لیکر فخر سے اپنے سر پر رکھ لیا امیر نے فرمایا کہ ناموس کو لے آؤ قران
روانہ ہوا لیکن خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جسکو لکڑیاں جلانیکی ضرورت ہو وہ مجھسے مول لے اور کہیں سے نہ لاسے ورنہ جرمانہ دینا پڑیگا
اور ایکطرف ٹھیکیاں لگاکر نیلام کر لیا تین ہزار روپے کی لکڑیاں بیچی وہاں فرعون بے سامان ہو کر گنبد مینائی سے دربار میں
آیا وہ ساحر کہ اسکے پاس حرف کار ہائے ضروری کے لیے رہا کرتا ہے پاس ساحر مشتمش کے بھیجا عرضی بھی لکھی اور حال مارے جانے
خنقار جادو وغیرہ کا غائب ہونا ابر و دریا کا اور آگ برسے جانا قندیل جادو و شکیل جادو کا پھر آنا موسیقار جادو
کا اور قتل ہونا اور لکھا تھا کہ ای باعث خداوندی فرعون میرے واسطے [illegible] مشتمش کچھ مجھسے غافل نہو جیسے وہ ساحر
عرضی لیکر روانہ ہوا بختیارک خوب ناچا اور فرعون شاہ سے کہا کہ [illegible] میں تو کہتا تھا کہ ان خداپرستوں کو مرنیکی
حاجت ہی نہیں ہے یہ حبشی کچھ نہیں معلوم کہاں چھپا ہوا تھا یا خداوندان عیار [illegible] سامنے تو جادوگروں کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے

ایسا جھٹ پٹ مار ڈالتے ہیں کہ کچھ دیر بھی نہیں لگتی فرعون نے کہا ملک جی یہ خدا پرست جائینگے کہاں میرے ہاتھ سے مگر نقابدار
یہ رنگ دیکھکر فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ یا خداوند یہ سب لاحاصل تھا ہم تمام لشکر حمزہ کا کام تمام کرینگے آپ طبل جنگ
بجوائیے فرعون پکارا ہاں نے ستر ہزار برس ہشتیر کی تقدیر کی تھی

داستان لڑائی نقابداروں کی اور عمرو کا نقابدار آہنپوش بنکر انکو پکڑنا اور مارنا

راوی کہتا ہے کہ فرعون نے موسیقار جادو کے مرنے سے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی
پر چوٹ پڑی ہر کاروں نے خبر امیر کو دی امیر خوش و خرم بیٹھے ہیں ناموس سے ملکر آئے ہیں گویا بار دگر زندگی ہوئی ہو محلیں سجی تھی
کونے ہوئے تھے سبکی چراغی خواجہ صاحب کو ملی ہو انھوں نے نذر دی تھی تعریفیں ہوتیں قران حبشی کی ہورہی ہیں یہ وہی
خلعت کاغذی کی ٹوپی عطیہ خواجہ عمرو کا پہنے ہوئے خشت زرین پر کھڑے ہیں کہ خبر ہوئی فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے
یہ سنکر فرمایا امیر نے کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وہ نائید ربانی کوس حربی بجے جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق میں بہتر
جانیگا وہ کریگا اسیوقت طبل سکندری پر چوٹ پڑی نقارے کی صدا بلند ہوئی تمام لشکر میں خبر ہوئی ہر ایک اپنی تیاری
کرنے لگا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے ہمراہ تمام سردار معرکہ کارزار میں آکر کھڑے
ہوئے فرعون آکر گنبد مینائی پر بیٹھا القا بخت نابکار روشن تھا جدار منور وزیر فرعون کا سب آکر بیٹھے چار دن
نقابدار اور سب سردار میدان میں آئے مقابل لشکر اسلام آکر کھڑے ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں لیکن فرعون
نے منور وزیر کو واسطے انتظام لشکر کے بھیجدیا نقیب نہیب دیکر پیچھے ہٹ گئے سب سردار نگران تھے کہ دیکھیں کون نکلتا ہے
کہ ملکر فرعون سے عاد زرہ پوش اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے گنبد مینائی کے آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی فرعون
پکار اکر جاسپرد کیا اپنے پیدا قدرت کو تو سب خدا پرستوں پر غالب ہوگا عاد زرہ پوش بار دگر گینڈے پر سوار ہوکر نکلا میدان میں آکر
خوب سا کر گرد نکو جولان دیا اسوار طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ زنگبار رفیق کرب نامدار سوسعدم بہتر باز زنگی
گھوڑے کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اسلام کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ تجاوز نے جام قلمہ سب
عنایت فرمایا اور بہتر باز کیا عاد سوار حقیقی تمہارا نگہبان ہو بہتر باز زنگی پا مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا مسماۃ بل
عاد زرہ پوش کرتا اور زرن ہوا عاد زرہ پوش نے سال پوچھا کہ تو کون ہے بہتر باز زنگی نے نسب و نسب بیان کیا آسمانی
کہا ہو بہتر باز زنگی دیکھتے ہیں اور خداوند فرعون شاہ پر کیا ایمان لاؤ کہا صبح قوت طاقت تعالی کی ہو آسجدہ کر فرعون
کو بہتر باز نے کہا یہ سب لاکھ لعنت ہو فرعون شاہ پر
اور آسکے پیشوا اور پیروں پر سنکر عاد زرہ پوش بہت غضبناک ہوا کہا او تمہارا زبان دراز زبان کو روک لا حربہ اپنا
بہتر باز زنگی نے کہا ہم اہل اسلام ہیں اول حملہ کبھی نہیں کرتے ہیں تو پہلے اپنا حربہ کر جب تیری ضرب سے خدا بچائیگا تو خنجر
بہتر باز زنگی نے کہا کہ اس کا جواب نیزہ سے ہوگا عاد زرہ پوش نے ہاتھ میں گرز لیا
پر اٹھا کر بہتر باز زنگی پر چلایا اس نے ڈھال پر روکا عاد زرہ پوش نے گرز مارا گرز پر آ تشکی
پڑا اور نکلی اسکے پیٹ میں پیٹ چوتڑ دون میں اور
بہتر باز زنگی پکار آکر اسکی خبر لو دیکھو تو
کیا حال اسکا ہوا عاد زرہ پوش معلوم نہیں ہوتا پانی کے چھینٹے
گر کر جہنم کو پہنچا ایک جھلملا نکلا سے
بہتر باز زنگی نے پھر سوار طلب کیا عاد مقابلے کو آیا

تلوار چلی تریا زنگی نے وار اُسکا رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا ع گردن جدا ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا النش عاد مقابلے کو
آیا نیزہ تریا زنگی پر مارا تریا زنگی نے نیزہ اُسکا چھین کر وہی نیزہ مارا کہ سینے سے پار گذر گیا اور پھر پکارا کہ ای کافرو اور کسی کو میرے
مقابلے کو بھیجو نظیر عاد مقابل ہوا رہ پشت نہنگ مارا تریا زنگی نے ارے کو اُسکے تلوار سے کاٹا اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا پورا بیٹھ
بیٹھا کہ کاندھے پر تلوار چلی ورزیر بغل اتری دو ٹکڑے ہوئے ذکر عاد نکلا تلوار تریا زنگی پر ماری تریا زنگی نے تلوار اُسکی چھین کر
میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور اچھالا اگر نے ہوئے کو جو رنگ ہوائی کا تاکہ مانند غبار تریا زنگی جسم پر ہوا اسکا ٹکڑے ہو الغرض اتنا ذکر
واصل جہنم کیا فرعون نہایت ملول کمال آزردہ اس گنبد مینائی سے آفتاب گیا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے لقا فرعون شاد
کے پاس گیا مجبتیار کرتے کہا یا خداوند یہ لوگ خدا پرستو نے عہدہ بر انہو نگے لڑینگے تو یہ لقا بدار کہ آگے بھی انہوں نے لشکر حمزہ کو
پریشان کیا تھا اور رفاہ لے آئے تھے اور اب بھی کچھ ہوگا تو انہیں سے ہوگا فرعون نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اور کل سوا لقا بداروں کے اور کوئی میدان میں نہ جاے اُسیوقت طبل جنگ بجا ادھر صاحبقران تریا زنگی پر سے
زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ میں لائے خلعت دیا خوش خوش بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہرکاروں نے خبر طبل جنگ کی پہونچائی اور یہ بھی
کہدیا کہ کل سوا لقا بداروں کے کوئی میدان میں نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ حمزہ غضب ہوا ان لقا بداروں سے کون عہدہ بر آ ہوگا آگے
اپنے شہر مشتری حصار میں مقابلہ ہو چکا ہے پھر کیا حالت ہوئی تھی کوئی عہدہ بر آ نہو سکا امیر نے فرمایا کہ بھئی صبرنا بالقضا تن
بتقدیر جو مرضی الٰہی اور حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے اُسوقت نقارہ بجا غرض رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدیگر ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیب ... ویکر چلے گئے لقا بدار قلندر فیل سوار خیمہ
فرعون سے اجازت لیکر میدان میں آیا پکارا کہ ای خدا پرستو تم بھی خوب واقف ہو کہ پہلے تمہارا کیا حال کیا تھا سو تمہیں ہو کر فرعون
کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو نہیں تو سب میرے ہاتھ سے ذلیل و زبون ہوگے یہاں سے اہل اسلام نے جواب بازگیا کہا
کہ لعنت ہے فرعون و لقا دونوں پر لقا بدار غضبناک ہو کر پکارا کہ آؤ میرے مقابلے کو دیکھو کیا حال تمہارا کرتا ہوں بس تریا زنگی بادشاہ
رخصت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا لقا بدار نے کہا تو وہی ہے کہ کل سات عاد دیو نکو مارا تھا کہا کہ ہاں وہی ہوں آج تجھے مارونگا لقا بدار نے
کہا کہ تجھے قسم ہے نمک حمزہ کی کہ جو گرز تو نے کل عاد زرہ پوش پر مارا تھا وہی مجھ پر بھی مار تریا زنگی بولا ہمارے یہاں پیشدستی نہیں کر
تو اپنا حربہ کرلے تو پھر ہم بھی حملہ آور ہوں لقا بدار پکارا کہ تو دیکھ میرے پاس لوہے کی قسم سے کوئی حربہ نہیں تریا نے کہا کہ پھر تو کاٹ کیسے
لڑیگا لقا بدار نے کہا کہ میں تجھے اپنا حربہ دکھا دونگا تریا پکارا تو خبردار رہ اُسنے کہا میں خوب خبردار ہوں بس تریا نے تیز نیزہ سو من کا
گرز اُٹھا کر لقا بدار پر مارا لقا بدار نے سر اپنا آگے بڑھا دیا کہ گرز سر پر پڑتے ہی اچٹ گیا کچھ اثر نہوا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ... نکلا اور
پکارا کہ بس تو حربہ کر چکا اب دیکھ میرا حربہ اور بند نقاب کا منہ پر سے دور کیا پکارا ع رہن نگر زمین نگر تماشا یہ کہ ابشنا سی ہمراہ
تریا کی نگاہ جو اُسکے منہ پر پڑی ہنسی لگا قہقہے مارنے ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا لقا بدار نے مشکیں تریا کی باندھ کر
بھیجدیا عیار لشکر فرعون سے آکر لیگئے آلاگرد فرنگی بالاگرد فرنگی کبی ازلال کبی زلزال نہنگ ... وغیرہ پانسو نفر بہادر دن
چڑھے تک اسیر ہوئے لقا بدار قہقہہ میدان میں پھر گیا اب لقا بدار سیاہ پوش گریان میدان میں آیا اور یہ خلاف قہقہے ... کے لوگ
رو بخس اسکا دیکھکر روتے روتے بیہوش ہو جاتے ہیں اب اسنے مبارز طلب کیا غرض اُسنے بھی دو پہر تک ... ایک سو بیس سردار
اسیر کیے دوپہر کو لقا بدار زرد پوش سفرعہ زن نکلا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے فضل بن گیاہ سوار خود آشام مقابلے کو
آیا خوف سے آن دونوں لقا بداروں کے آنکھیں بند کرکے تلوار لقا بدار پر ماری لقا بدار نے تلوار پر زانو مارا کہ تلوار ہاتھ سے فضل کے
گر پڑی اور دوسرا تازیانہ مارا کہ فضل مرکب سے بیہوش ہو کر گر پڑا اُسکی مشکیں باندھ لیں اسیطرح شام تک پچیس سرداروں کو اسیر کیا طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے فرعون فرحان و شادان آیا صاحبقران غمگین و ملول پھرے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا الغرض

بھی طبل جنگ بجوایا رات کو خفیے آدھا لشکر اسلام کو وہ صحرا میں چھپا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صف قتال و جدال آراستہ
ہوئیں نقیب با نہیب سے کر چلے گئے آج لشکر فرعون سے زریجان فیل سوار میدان میں آیا بہت لاف زنی کر کے مبارز طلب کیا
ہاشم تیغ زن بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی برابر رہے زریجان نے گرز ہاشم پر مارا گرز تو ہاشم
نے رد کیا مگر مرکب مارا گیا ہاشم نے دوسرا گھوڑا طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر اپنا گرز زریجان پر مارا اُسنے بھی رد کیا تلوار چلی زریجان نے
تلوار پکڑ لی اب کشتی ہونے لگی ہر قدم پر قد زریجان کا گز بھر بڑھتا جاتا تھا تا بشبانہ روز کشتی رہی قد زریجان کا آسمان تک پہونچ گیا
تیسرے روز ہاشم کو باندھ لیگیا امیر نہایت رنجیدہ خاطر پھرے داخل خیمہ ہوے پریشان بیٹھے تھے کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی فرمایا
ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے القصہ ایک ہفتہ جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے آج پھر نقابدار قلندر قہقہہ
لگا شام تک پچاس ساٹھ سردار گرفتار کر لیگیا اب یہ کیفیت ہے کہ ایک ایک روز سر نقابدار میدان داری کرتا ہے یہانتک کہ زریجان فیل سوار آیا
ہے اور علمشاہ سے مقابلہ ہوا بعد از لگاوزنی و نیزہ بازی نوبت گرز کی پہونچی زریجان نے گرز مارا مرکب علمشاہ کا مارا گیا لیکن مرکب
[illegible] لاکر دیتا تھا علمشاہ اسی خیال سے دوسرے مرکب پر بیٹھکر آیا تھا بعد اسکے علمشاہ نے اپنا گرز دو دستی مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ
پڑا فیل زریجان کا غرق زمین ہوگیا زریجان نے پیدل ہو کر گرز کی دوسری ضرب ماری کہ یہ مرکب بھی مارا گیا علمشاہ نے بھی دوسری ضرب مار
مقابلہ میں آکر ماری کہ طبقہ زمین کا ہل گیا اور زریجان سینے تک زمین میں دھنس گیا بختیارک نے فرعون سے کہا کہ دیکھا آپنے لشکر حمزہ میں کیسے
کیسے زبردست ہیں فرعون بھی متحیر ہوا امیر دعا کر رہے ہیں کہ خدا اسے بچائے لیکن زریجان طبقہ توڑ کر نکلا اور جوش غیظ و غضب میں لپٹ گیا علمشاہ
بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لیکن قدم زریجان کا جب اپنی جگہ سے بڑھتا ہے قد بھی گز بھر بڑھ جاتا ہے دونوں طرف سے زور ہو رہے ہیں راو شاہ
استادہ ہیں سردار تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں یہانتک کہ سات روز تک کشتی رہی بختیارک نے فرعون کو صلاح دی کہ ابھی دو تین روز
اور لڑیگا عبث دیر ہوگی نقابدار قہقہہ کو بھیجے کہ وہ صورت اپنی علمشاہ کو دکھائے بس بیہوش ہو جائیگا فرعون نے صلاح
اسکی پسند کی اور نقابدار قلندر قہقہہ سے کہا کہ تو صورت اپنی علمشاہ کو دکھا نقابدار نے آکر صورت اپنی دکھا کر علمشاہ کو بیہوش کیا
اور باندھ لیگیا یہانتک کہ کل سردار چند روز میں اسیر ہوگئے بارگاہ محفل تصویر تھی ذلگون پریشان پڑے ہوے تھے کہ پھر خبر
طبل جنگ کی پہونچی ناچار امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی بجے اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر زبان
پر لائے شعر سرکشی ہیچ ز شمشیر چہ میباید ہرچہ آید بر سر من با نصیب معلوم ہوا کہ اختتام ہماری صاحبقرانی کا میدان فرعون
میں ہونا ہے اور اب نصیب ہوگا کہ میرے سامنے میرے فرزند جو باقی رہگئے ہیں جان اپنی نثار کریں اور داغ انکا میرے دل پر ہو
سب سے پہلے میں جاؤنگا اور جان اپنی دونگا تاکہ کسیکا غم نہ دیکھوں باقی ماندہ فرزندوں اور بادشاہ نے کہا کہ یہ نہوگا
کہ ہم آپکو میدان میں جانے دیں پہلے ہم اپنی جانیں نثار کرینگے تو آپکی نوبت آئیگی عجب غلغلہ لشکر اسلام میں برپا تھا عمرو سر
جھکائے ہوے بیٹھا تھا دریاے فکر میں غوطہ زن تھا سر اٹھا کر امیر کے قدموں پر گر پڑا رو کر کہا کہ حمزہ تجھسے داغ فرزندوں کا نہ د
جائیگا اور مجھسے داغ تیرا نہ دیکھا جائیگا بہتر یہی کہ پہلے میں جان نثار کر لوں تو آپ پر نوبت آئے کچھ بعد از سرین کن فیکون شد
شدہ باشد امیر کو عمرو کے کلام سے حیرت ہوئی پھر اپنے دلمیں کہا کہ عاشق تمھارا ابھی تمکو اس حال میں دیکھکر اسنے یہ ارادہ کیا ہے
فرمایا کہ اے عمرو یہ کیا بات ہے تم یہ ارادہ نہ کرو یہ اعتراف بعد آواز نہیں ہے کہ جا کر مار ڈالو گے بیچار بلائیں ہیں جو حال ہمارا ہوگا
وہ تمھارا ہوگا مثل مشہور ہے کہ مرگ با انبوہ جشنے دارد اور اے سوس حمزہ و اے رفیق و شفیق حمزہ حمزہ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ تجھ ایسا
رفیق سامنے میرے مبتلا ہووے اور عمرو کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ حمزہ مع فرزندوں تجھپر سے نثار ہو بعد اسکے [illegible]
عمرو نے رو کر کہا کہ حمزہ میں تیرا غلام ہوں [illegible] اور آنکھ بھر آئیں امیر نے جبراً و قہراً خموشی اختیار کی عمرو بادشاہ
سے اجازت لیکر نقابدار بنا میدان میں آیا قلندر حبشی کہا تھا حبشی سے تدبیریں لیکر نام پر اپنے طبل جنگ بجوایا نقابدار کو چاہتی دیکھ

شروع کیا مرسل درآئے مرسلی مین عمرو بارگاہ ہشام مین آیا رخصت ہوا القصہ شب گذری عمرو صبح تک حاضر نہ تھا
قران کو بلایا اور اسباب سپہ انکا طلب کیا سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور اشقر پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب سعادت [illegible] تھا کہ کہیں مکر
میدان ہوئے عمرو وہانسے نکلکر غائب ہو گیا امیر نے عمرو کو یاد کیا لوگون نے کہا کہ ابتک تو ہمین تھا اب نہین دکھائی دیتا [illegible]
خوب ہوا جو چلا گیا مگر افسوس ہی کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور پھر غائب ہو گیا یہ فرمایا کہ یہی خوب ہوا جو وہ [illegible]
اسکے بعد میرے ناموس میرا بچائیگا جانفشانی کریگا اور تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ عمرو طبل جنگ بجوا کر غائب ہو گیا بہت برا کیا [illegible]
کہ رہے ہین کہ میان عمرو کا یہی طریقہ ہمیشہ سے وہ غائب ہو کر لڑتا ہی سب مین یہ چرچا ہی مگر امیر مع سرداران کفن پوش
ہوئے مسند خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی اور کہا کہ اے خاک تو لحد ہو جیو ہماری اور جامہ کو کفن قرار دیا [illegible]
پیٹی ہو ط باندھکر میدان مین آئے ادھر سے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا تخت پر اور سرداران و نقابدار [illegible]
[illegible] صف باندھکر کھڑے ہوئے بعد صف آرائی کے نقیب نعرے دیکر چلے گئے تھے کہ نقابدار قلندر میدان مین آ [illegible]
[illegible] پکارا کہ کہان ہی وہ ساربان زادہ کہ جسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا آئے میرے مقابلے کو صاحبقران یہ سنکر
شرمندہ ہوئے مہتر قران نے کہا بھئی دیکھو خواجہ نے ہمین ذلت دلوائی ارے میان تلاش کرو خواجہ کو نقابدار نے کہا وہ گیا
مقابلے کو ڈر کر بہانہ لینے بھاگ گیا اور جسکا جی چاہے وہ آئے امیر نے مرکب بڑھایا تھا سامنے تخت بادشاہی کے آئے تھے
سرداران نے عرض کیا کہ ہم حضور کو نہ جانے دینگے پہلے ہم جان نثار کرلین بعد آپ جائیے گا یہی تکرار ہو رہی ہی اور نقابدار
[illegible] کہ رہے وہ دو چار حاجت بیٹے لڑو امیر فرمارہے ہین کہ مجھ مین طاقت یہ کلمے سننے کی نہین ہی مین خود جاؤنگا یہی کہ رہے تھے
[illegible] اٹھی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی کسکی کمک آئی کہ دلہا گرد سے ایک نقابدار آئینہ پوش پیدا ہوا اور سر سے
[illegible] تک مع مرکب دریائے آہن مین غوطے مارے ہوئے تھا نیزہ ہاتھ مین تلوار کمر مین لگی ہوئی اور گھوڑا دبلا پتلا [illegible]
[illegible] جاتا تھا [illegible] مقدمہ مین رکھی ہی تو اسکی گرمی سے گھوڑا اچھلتا ہی آکر نقابدار کے مقابل ہوا اسنے کہا کہ ارے
[illegible] ہی نام تو اپنا بتا اسنے کہا ملک الموت قابض ارواح کافران نقابدار نے کہا کہ مجھے مقابلہ خدا پرستون سے ہی تو کیون
[illegible] آگو دا اسنے کہا کہ مین بھی [illegible] بادشاہ سے ہون نقابدار قلندر نے کہا کہ کیون تیری شامت آئی ہی جا [illegible]
[illegible] سے چلا جا آئینہ پوش نے کہا کہ او یاوہ گو تیری کمبختی آئی ہی بھاگ جا نہین باندھ کر لیجاؤنگا نقابدار قلندر آگ ہو گیا
[illegible] پہلے تجھے مار لون تو بعد خدا پرستون سے سمجھ لونگا آئینہ پوش نے کہا کہ پہلے تیرا ہاتھ کر لون تو پھر اور دیکھے
ہون نقابدار قلندر نے کہا کہ تو حربہ اپنا کر آئینہ پوش پکارا کہ میرے پاس ہوتی تک تو ہی نہین [illegible]
حربہ کر قلندر نے کہا کہ اچھا میرا حربہ مانگتا ہی لے دیکھون کیونکر بچتا ہے اور پکارا کہ [illegible]
[illegible] اور نقاب کا منہ پر سے اٹھا دیا ادھر سے آئینہ پوش پکارا [illegible] خود [illegible]
[illegible] مگر نقابدار قلندر نے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا ساتھ آئینہ [illegible]
[illegible] انھون نے آکر [illegible] ڈالکر لشکر مین [illegible] لیکر صحرا کو چلے [illegible]
[illegible] طلب کیا ایک نقابدار مقابلے کو آیا اسنے بھی بعد گفتگو [illegible] کے نقاب منہ [illegible]
[illegible] دیکھکر [illegible] روتے بیہوش ہو گیا [illegible] اسکی بھی مشکین باندھ لیگئے آئینہ پوش [illegible] آئی ہو وہ [illegible]
[illegible] سامنے [illegible] سوار اپنا ہاتھی بڑھا کر سامنے آیا کہ [illegible]
آئینہ پوش غضب کیا تو نے [illegible] دو شاہیون کو [illegible] گرفتار کیا [illegible] کہان جاتا ہے [illegible]
[illegible] آئینہ پوش پر وار اسنے نیزہ [illegible] خوب نیزہ بازی ہوئی کہ [illegible] بیکار ہو گئین

سے دانتوں کو پھینک دیا تب بہار نے عمود گران سنگ ہاتھ میں اُٹھایا اور چاہا کہ آئینہ پوش پر مارے وہ سامنے سے
بھی طبل جنگ بہار نے پکارا کہ میں تجھے چھوڑتا کب ہوں تو نے دو بھائیوں کو میرے گرفتار کیا ہے میں انکو تجھ سے لونگا یہ کہتا ہوا غضب میں
ہو نقیب آئینہ پوش کے چلا جاتا ہے آئینہ پوش اُسے لگائے ہوئے وہاں لایا جہاں چاہ خس پوش کر رکھے تھے کہ منہ اسکا بہت فراخ
ناگہاں شیخ بہار کے ہاتھی کا پاؤں جو اُس چاہ پر پڑا تب بہار مع فیل اُس چاہ میں گرا اُدھر سے آئینہ پوش نے پلٹ کر ایک گرز ایسا
لگایا کہ گرد و غبار کا بھی بلند ہوا اور ساتھ نقابدار آئینہ پوش کے دو ہزار عیار قلندر زرہ پوش زنگولہ بند تھے بورے سے خس و خاشاک
تلوار لئے ہوئے اسکے پاس تھے ادھر تو بہار انہیں گرا عیاروں نے بورے سے مارکر اس چاہ کو پاٹ کر زمین کے برابر کر دیا نقابدار
تنبیہ کرکے آئینہ پوش پھر دن پہلا باقی تھا کہ میدان میں آکر پکارا کہ اے کافران بے حیا وہ ابھی ناب کاران بد ذات نکلو میرے مقابلے کو اور نقابدار
ہمارے ہمراہ صفدر شمشیر زن باقی ہے کیوں نہیں آتا مجھ سے لڑنے آئے تو اسکا کو مزا چکھا کر اسنے کو تیرے مارون کہ پوست تمام بدن کا ازار
لگا اشارہ فرو ساتھ ہی بتلادوں مجھے ان نقابداروں کے مارنے کا منتر یاد ہے نقابدار زرد پوش کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہے اپنے دل
کہہ رہا ہے کہ نہیں بچاؤ تو میرے پکڑے گئے اور مارے گئے تو جاکر کیا اسکی پشیمانی کریگا مفت میں تو بھی مارا جائیگا ناحق اپنی جان دیا
کیا فائدہ چپکا کھڑا ہوا ہے جواب نہیں دیتا یہاں نقابدار آئینہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ اے فرعون پرستو یہ نقابدار زرد پوش
میدان میں نہیں نکلتا تو اور کوئی میرے مقابلے کو آئے ارے کیا تم سب نامرد ہو گئے یہ پکار رہا ہے وہاں سب چپکے سن رہے ہیں
بختیارک نے پکارا کوئی آپکے مقابلے کو نہ آئیگا کسکی طاقت ہے کہ آپ سے مقابلہ کرے کہ فرعون شاہ کینہ جیسا بچ کر اطبل باز گشت
بجا کافر اپنے خیموں کو پھر گئے نقابدار آئینہ پوش صحرا کو چلا گیا امیر بادشاہ اسلام سرداران ذوالاحترام نہایت خوشنود
کمال مسرور بجانب بارگاہ پھرے ہزار زبان تعریفیں نقابدار آئینہ پوش کی کرتے جاتے ہیں کہ عجب طرح کا بہادر ہے کہ بہار
ایسے شخص کو پیوند زمین کیا اور ان دونوں نقابداروں کو کیا بد آدمی پکڑا ہے واہ واہ واہ سرکاروں نے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ
میں خیمہ اس نقابدار کا ہے یا ہے سرکارے گئے تمام صحرا کو چھان مارا کہیں سراغ نقابدار کا نہ لگا پھر کر آئے احوال امیر یا تو فقیر سے بیان
کیا فرمایا کیا انتہا ن پچھتایا ... درباریر خاست کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا دو پہر رات گئے لشکر فرعون شاہ میں غلغلہ ہوا
کہ کوئی نقب کنی کرکے نقابدار زرد پوش کو پکڑ لیگیا دیکھا تو نقب کا پتہ لشکر کے اندر ہے فرعون یہ خبر سنکر اور بھی پریشان ہوا
بختیارک نے کہا یا خداوند یہ نقابدار آئینہ پوش مرشد کامل ہادی رہنما تھے فرعون و لقا نے کہا کہ او مخولیے عمرو میں اتنی
طاقت کہان کہ بہار ایسے زبردست کو یک ضرب پیوند زمین کرے بختیارک بولا انکی اس سے بھی زیادہ طاقت ہے مگر اُدھر
صبح کو امیر نماز صبح سے فراغت کرکے بارگاہ میں آئے بادشاہ کو مجرا کیا دنگل شوکت پر تمکن ہوے اور سردار سلام کرکے اپنے
دنگلوں کرسیوں پر بیٹھنے لگے ذکر نقابدار آئینہ پوش کا ہونے لگا سب تعریفیں کرنے لگے کہ دیکھا عمرو بن اُمیہ ضمری سفید
دُشالا اوڑھے چلا آتا ہے بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے کمال خوشی سے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا کہ نقابدار آئینہ پوش نے کام نقابدار زرد
تمام کیا عمرو بولا کہ حمزہ مجھکو راہ میں نقابدار ملا تھا عجب شخص ہے مجھسے کروڑ روپے لیے نقابدار و کے قتل کے مقدمے میں لیے
اور مجھسے کہہ دیا تھا کہ حمزہ سے پیغام میرا پہونچا دینا کہ بعد فراغ جنگ فرعون نوبت آگئی ہے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسنے مجھپر احسان
عظیم کیا ہے مگر نقابدار اکثر الاف زن بھی ہوتے ہیں اور کہاوت تمہاری کہ جسنے جسم حیا پر تیغ بیچائی ڈال لیا اسکا اعتبار
نہیں ہے اور خواجہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ نقابدار کون ہے عمرو نے کہا میں نہیں جانتا یہ کہکر بیٹھا بادشاہ صاحبقران اور سب سردار
بیدار ہوئے خواجہ تمہیں معلوم ہو حال نقابدار کا تو بیان کرو امیر نے فرمایا کہ تمہیں ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو اور قصہ
کہانی [illegible] کروڑ روپیہ دو نگا عمرو پکارا کہ حمزہ نقابدار آئینہ پوش میں تھا امیر بولے کہ خواجہ تمنے کیا عمرو کیا جو نقابدار
پکڑا عرض کیا کہ شہریار آئیں روز حضور نے فرمایا تھا کہ خواجہ تجھسے رنج فرزندوں اور سرداروں کا نہ دیکھا جائیگا پہلے

میدان مین جاؤنگا او[...] کہ سب سے پہلے جان اپنی ہم نثار کرینگے تو آپکی نوبت آئیگی اور مین چپکا بیٹھا فکر کر رہا تھا کہ کیونکر ان نقابدارون کو ماریے پس اسیوقت خیال مین گذرا کہ جسطرح سکندر ذوالقرنین نے علاج یہی کا حکیم ارسطو سے کروایا تھا اسیطرح تو بھی انھین مارا اور انکھون مین یوہیکی زہر تھا کہ جو کوئی آنکھ اسکی دیکھتا تھا زہر اسکا اسی پر کارگر ہوتا تھا حکیم ارسطو نے بڑا سا آئینہ بناکر جوہی سامنے کیا اسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اسکا زہر اسی پر جاکر پڑا کہ وہ پانی ہوکر گیا مین نے بھی یہی تدبیر کی کہ نقابدار آئینہ پوش بنکر گیا انھون نے صورت اپنی جو آئینہ مین دیکھی آپ ہی ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوگئے مین نے انھین اسیر کیا اور زنجیران فیل سوار کو کنوین مین گرا کر پکڑا نقابدار زرد پوش کا اسکے خیمے سے بیہوش کرکے پکڑ لایا اور سرداران لشکر اسلام کہ قید تھے سبکو چھڑا لایا امیر نے فرمایا کہ خواجہ وہ سب نقابدار تمھارے پاس ہین عمرو بولا کہ رونمائی اور کرور روپیہ دیجیے تو آپکے حوالے کرون اور سردارون کو بلوا کر سامنے کیا سبنے ملازمت حاصل کی امیر نے کرور روپیہ اور چار ہزار تومان منگا کر رونمائی کے دیئے عمرو نے چارون کو لاکر سامنے رکھدیا دو کے منھ تو کپڑے سے بند تھے ہتھیارے سے فل و زنجیر مین گرفتار تھے اور دو کے ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی تھین امیر نے سردارون سے فرمایا کہ مارو ان حرامزادون کو ٹکڑے ٹکڑے کرو تمام سردار تلواریں کھینچکر دوڑے اور مارنا شروع کیا لیکن خراش تک انکے بدن پر نہ پڑا امیر حیران ہوئے اور فرمایا کہ خواجہ تمھارے سے یہ مارے بھی جائینگے کہا حمزہ روپیہ کام کریگا ملک الحدیث بغیر روپیہ نہین آئینگے امیر نے ہزار روپیہ اور دیے عمرو نے چولھا بڑا سا بناکر کڑھاؤ تیل کا لا آگ اسمین جلا کر سیسہ کر کے [...] مین گرم کرکے منھ مین نقابدارون کے پلادیا کہ اسیطرح خشار ووے سب جلگئے فی النار والسقر ہوئے تڑپ تڑپ کے مر گئے حکم دیا کہ لاشون کو پاے فیل مین باندھکر تمام لشکر مین پھراؤ مگر ہرکارے جو فرعون کے خبر کیواسطے آئے ہوئے تھے خبر دریافت کرکے خدمت فرعون شاہ مین گئے پہلے بد دعا دی بعد اسکے حال بیان کیا کہ نقابدار آئینہ پوش عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ ان سب نقابدارون کو پکڑ لیگیا اور سیسہ پلاکر مار ڈالا بختیارک تو یہ سنکر ٹھٹھا کو سے پر ہاتھ رکھکے لگا تادھنا ناچنے پکارا صلواۃ بر محمد و آل محمد لعنت بر لات اعلی و منات معلی مین نے پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ مرشد کامل ہادی سنہا ہین خداوند تعالیٰ میرا کہنا جھوٹ جانا تھا اب سبکو میرے کہنے کا یقین ہوا مگر فرعون شاہ یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوا دست تحمل پا مرسپارا اور دربار سے اٹھکر چلا گیا رات کو ساحر شمشش پاس پہونچا کہ سوا فرعون اور ساحرون کے کوئی مکان سے ساحر شمشش کے نہین تھا اور مکان اسکا دریاے اخضر و قلزم و محیط سہ موجی مین تھا کہ تینون دریا ایک جگہ ملتے ہین اور وہان ایک بندر ہی اپنے ٹاپو اسپر چبوترہ ہی سنگ مرمر کا اسپر ایک درخت برگد کا ہی فرعون اس جگہ جاکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای دستگیر فرعون شاہ دامی باعث خدائی فرعون سرشت و پاشکستہ کی دستگیری کیجیے نہین تو کام میرا تمام ہی جب خوب چلایا اور رویا بعد اسکے دریا متلاطم ہوا اور اندر سے پانی کے ایک نہنگ سیاہ رنگ نکلا اور لوٹکر آدمی کی شکل بنا مگر مہیب صورت چالیس گز کا قد تھا آکر فرعون سے کہا کیا ہی فرعون اس سے لپٹ کر رویا اور تمام حال خنقار جادو و آتشبار [...] بار جادو کا مارا جانا بعد اسکے آنا شکیل و قندیل جادو کا اور قتل ہونا پھر موسیقار جادو کا [...] بدارون کا اور قتل ہونا سب بیان کیا ساحر شمشش نے کہا [...] تو اے بیوقوف [...] ے دیا رہے وہ جو طلسم کی صورتون پر بند معا ہوا تھا وہ اپنی صورتین دیکھکر ہنستے ہنستے رو[...] وگئے عمرو پکڑ لیگیا فیل سوار کو کنوین مین گرا کر پکڑا زرد پوش خیمے مین آکر بیہوش کرکے لیگیا اور مین نے تو تجھسے منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے نہ لڑنا ارے کمبخت بیوقوف تو لایق خدا ہی خدائی کو خراب کیا اور اب چھپر اکیس دن بہت سخت ہین کہ خوف جان ہی خبردار اب میرے پاس نہ آنا اگر [...] آفت [...] گا اور اگر تو آئیگا تو مین یہ سمجھونگا کہ کوئی عیار آیا ہی اسیوقت مار ڈالونگا فرعون نے کہا کہ مین

ہرگز نہ آؤنگا ساحر مشمش نے کہا کہ تو اکیس روز تک جشن کر ناچ راگ رنگ مین معروف رہ بعد ان ایام نحس کے گذرنیکے
ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا فرعون تو مایوس ہوکر اٹھکر چلا گیا مگر ساحر مشمش عمرو کے حالات سنکر
اور بھی خائف و ترسان ہوا اُسیوقت اپنے وزیر یعنی زلزلہ جادو کو بلایا اور کہا کہ تم لشکر جادوگرونکا ساتھ لیکر
ہفت درے کے اسپار اترو اور کسی کو دریا کیطرف نہ آنے دینا اُسنے کہا بہت خوب اور اپنے بھائی کو بلایا کہ نام کالو اطلاع جادو تھا
اور لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اب مشمش جادو نے ساتھ ساحرون کو کہ اُسکے ہمنشین تھے بلایا اور کہا کہ تم جاو ہفت درکا
انتظام کرو اپنے اپنے درہ کو بند کرو کہ کوئی حریف اُدھر سے نہ آنے پاوے ساتون جادوگر ہفت درے کو روانہ ہوئے
بعد اُسکے کوکب جادو سے کہا کہ تم دریا کا کنارہ مسدود کرو کہ دریا بالکل کسی کو نظر نہ آوے کوکب جادو بھی روانہ ہوا
اگر طلسم اسنے بنایا کہ وقت پہ بیان کیا جائیگا اور زلزلہ جادو لشکر اپنے ساتھ لیکر ہفت درے پر اترا اور یہ لشکر
تین لاکھ ساحران زبردست کا تھا لیکن فرعون ناچار مجبور پھر کر اپنے مکان مین آیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر
جھنڈیون کے ہی اندر چلا آوے اب چند روز لڑائی موقوف رہے اکیس روز تک مین جشن کرونگا بعد جشن کے ان
خدا پرستون کا کام تمام کرونگا بختیارک اپنے دل مین سمجھا کہ یہ اپنے ساحر مشمش پاس رات کو گیا تھا وہان سے اسے
جواب صاف ملا اُسنے کہا ہوگا کہ یہ میرے ایام نحس رفع ہوجائیں تو مین خدا پرستون کا کام تمام کرونگا لقا سے کہا
یا خداوند یہ ایام کا بھی خاتمہ ہوچکا کیواسطے کہ آپ کو یاد ہی جب وامہ جادو پر زبرجد نگار مین ایام نحس آلے اور اُسنے گرد
شہر زبرجد نگار کے طلسم باندھا ہی اور آپ چاہ الماس مین جاکر چھپے زبرجد شاہ جشن مین بیٹھا اور حمزہ اور عمرو نے
جاکر چاہ الماس کے اندر وامہ جادو کو مارا اسیطرح اب بھی مرشد ساحر مشمش کو ڈھونڈھکر مارینگے اور جب ساحر
مشمش مارا گیا تو پھر فرعون سے خدا پرستونکی بیخ کندہ نہوسکیگی لقا نے کہا کہ ای بختیارک ساحر مشمش کا مارا جانا
بہت دشوار ہی بختیارک نے کہا اسی اکیس روز مین سن لیجیے گا کہ مرشد نے کام ساحر مشمش کا تمام کیا یہان تو
یہ چرچا اور فرعون صحبت عیش و عشرت مین بیٹھا مگر ہرکارون نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ لڑائی فرعون نے
موقوف کی جشن مین بیٹھا لشکر کو جھنڈیون کے اندر بلالیا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سبب اسکا کیا ہی عمرو نے عرض کیا
کہ مجھے کیا معلوم کہا کہ بھئی ضرور اسے دریافت کرنا چاہیے یہی باتین ہورہی ہین کہ ایک کبوتر آسمان پر سے پیدا ہوا اور
رقعہ میری گود مین ڈالکر چلا گیا پھر بالا ہوا جاکر آواز دی کہ اسے پڑھ لیجیے لکھے پر اسکے عمل کیجیے یہ کہکر راہی ہوا سب
حیران تھے کہ یہ کبوتر کسکا پیغامبر تھا امیر نے جو اٹھاکر پڑھا اسمین ملکہ ناہید قمر طلعت کیطرف سے لکھا تھا کہ ای
شہریار مین چارون نقابدارون کی سردار نقابدار قمر طلعت روپوش تھی میری طرف سے آداب تسلیمات پہونچے اور
لکھا تھا کہ یا صاحبقران پہلے بھی مین نے عمرو کو بلایا تھا اور حال دریا پار جادو وغیرہ کا بتایا تھا اب بھی کام ضروری
ہی عمرو کو میرے پاس بھیجدیجیے اور کسی کو اس امر کی خبر نہو امیر نے رقعہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور عمرو کیطرف دیکھکر کہا کہ خواجہ
تم ہمسے اپنا حال پوشیدہ کرتے ہو سچ کہو کبھی ناہید پاس گئے تھے عمرو سمجھا کہ یہ رقعہ ناہید نے بھیجا ہی عرض کیا کہ وہ ہی
جو اس روز مجھے لیگیا تھا وہین لیگیا تھا فرمایا اب بھی تمہین ضرور ضرور بلایا ہی جلد جاؤ تامل نہ کرو عمرو نے عرض کیا
بہت خوب اور اُسیوقت دربار سے چلا گیا ایک گوشہ مین جاکر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبایا اسیوقت شمس جادو
آیا اور عمرو کو اٹھا لیگیا سامنے ملکہ ناہید کے بٹھادیا ناہید نے ہاتھ عمرو کا پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب دعوت
مہیا کیا عمرو نے پوچھا مجھکو کیون یاد کیا ہی کہا کہ بھیا واسطے خبر لشکر اسلام کے کہ نقابدار بلا سے بد ہین عمرو نے کہا
مین نے اُنھین مار ڈالا ناہید نے کہا کہ بھیا اب ساحر مشمش کی تدبیر سے غافل نہو عمرو بولا کہ ہمشیرہ وہ

نہایت زبردست ہی ہمسر سامری کہلاتا ہی مگر جو مکان اُسکا مجھے معلوم ہو تو بیشک علاج اُسکا کرون ناہید بولی کہ چھپا سوا فرعون اور ساحرون کے مکان اُسکا کوئی نہین جانتا عمرو نے کہا تمکو بھی تو ضرور معلوم ہوگا ناہید بولی کہ اگر مین جانتی ہوتی تو ضرور تمسے کبھی نہ چھپاتی مگر اتنا جانتی ہون کہ ساحر مشمش دریاے محیط و اخضر و قلزم مین رہتا ہی جہان پر سہ موجہ ہی اُسمین ایک جزیرہ ہی اُسپر چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اور اوپر چبوترہ کے درخت برگد کا ہی وہان فرعون جاتا ہی اور ساحر مشمش وہان آتا ہی اور راستہ اُسکا خشکی کیطرف سے سوا ہفت درہ کے نہین ہی اور وہ راہ خوف سے تمہارے مسدود کی ہی رات کو فرعون ساحر مشمش کے پاس گیا تھا اُسنے جواب صاف دیا کہ ان ایام نحس مین مجھسے کچھ نہوگا فرعون مایوس پھر آیا اور ساحر مشمش نے اپنی حفاظت کے لیے اُسی ہفت درے پر کہ جہان تمنے جاکر خشقار جادو وغیرہ کو مارا تھا سات ساحر نامی کہ سرنام جادو دلبرام جادو والفران جادو ولفران جادو وترسان جادو ومجمر جادو وزنار جادو کو مقرر کیا ہی اور ہفت درے کے اُدھر اپنے وزیر اپنے زلزلہ جادو کو مقرر کیا ہی وہ لشکر بے پایان لیے ہوے وہان پڑا ہوا ہی اور اپنا ساحر مشمش ایام نحس کے باعث سے پوشیدہ ہوا ہی فرعون سے کہدیا ہی کہ اندر چھبیس دنون کے بیٹا جو کوئی تیرے پاس نہ آسکیگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی بعد ان ایام نحس گذر جانے کے مین آؤنگا اور ایک دشمن کو تیرے زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ فکر کرنا ساحر مشمش کی ضروری ہی مین نے اسی خبر کیواسطے تمھین بلایا تھا کہ آگاہ کردون اور اگر خواجہ یہ ایام نحس ساحر مشمش کے گذر گئے تو پھر کوئی اُسکا کچھ نہ کر سکیگا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ خدا کریم ہی مین جاکر حمزہ سے یہ سب حال بیان کرتا ہون اور رسپلہر شمس جادو کے ہمراہ آیا لشکر اسلام مین تمام حال بیان کیا صاحبقران با اقبال نے فرمایا کہ علاج مشمش جادو کا ضرور ہی اور اسکی صلاح ہونے لگی انجمن مشورے کی منعقد ہوئی ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا خواجہ عمرو کے اور کسی کی یہ طاقت نہین ہی کہ ہفت درہ کو پاک کرے عمرو نے کہا کہ حاشا ثم حاشا مین نہ جاؤنگا تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی دیکھا امیر نے کہ عمرو نے صاف انکار کیا اُسوقت لاکھ تومان کا رقعہ لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی جاکر ہفت درہ کے ساحرون کو مارے یہ لاکھ روپیہ وہ لے وہ رقعہ پڑا ہوا ہی لیکن کوئی ارادہ نہین کرتا آخر کو عمرو نے اُٹھا اور پکارا کہ آج وہ لوگ کہان ہین جو ہمسے ہمسری کرتے ہین آئین کام کو سرانجام دین بلکہ پانچ ہزار اس لاکھ روپیہ کے علاوہ مجھسے لین چالاک وسمک دونون سر جھکائے کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا سب سردارون نے کہا خواجہ کوئی تمہارا ہمسر نہین ہی سوا تمہارے کسی کی طاقت نہین ہی کہ ایسے کام کرے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون جو زندہ رہا تو پھر آکر قدمون کو چومونگا امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے معین لشکر ظفر اثر اے عمرو بن امیہ ضمری ناموری خدا تیرا نگہبان ہی

داستان جانا شہباز عرصۂ عیاری کا ہفت درہ مین اور مارنا ساتون جادوگرون کو

کہ عمرو امیر اور بادشاہ اور تمام سردارون سے رخصت ہوکر صحرا مین آیا تعویذ کمر سے نکالکر دانتون کے نیچے دبایا پنجہ اُٹھاکر پاس ناہید کے لایا عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ مدار کار قتل ساحران ہفت درہ کا اسی کام پر مقرر ہوا ہی اب مجھے ہفت درہ مین پہونچا دو ناہید روئی اور کہا کہ خواجہ وہان جانا مناسب نہین ہی سب تمہارے دشمن ہین عمرو نے کہا اے ہمشیرہ سوا میرے کون تدبیر کرنیوالا ہی ناہید نے شمس جادو کو بلایا تمام حال بیان کیا شمس جادو متفکر ہوگیا کہا کہ اے ملکہ میرا جانا وہان موجب بدنامی کا ہی جو کوئی آگاہ ہوگیا تو سب مار ڈالینگے ناہید بولی اے شمس جادو زیست عمرو کی وابستہ زندگی حمزہ سے ہی اور زیست میری وابستہ ذات عمرو سے ہی اور عمرو مرنے پر کمر باندھے ہی جسطرح ہو عمرو کو وہان پہونچاؤ شمس نے کہا بہت خوب عمرو ناہید سے رخصت ہونے لگا اُسنے گلے مین باہین ڈالدین اور خوب روئی القصہ شمس جادو عمرو کو ہفت درہ پر لایا اور عمرو کو چھوڑ کر سحر غائب کرکے چلا گیا

عمرو کلیم عیاری اوڑھکر آگے روانہ ہوا جاتے جاتے دیکھا کہ درہ یاقوت کا ہی اُسپر بنگلہ مینائی بنا ہی اسمین ایک جادوگر
بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور کوئی اُسکے پاس نہین ہی تنہا ہی عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا لا صورت اپنی ایک
پریزاد کی بنائی دو پر زمرد کے بازوؤن پر چسپان کیے لباس زرین زیب تن کیا گہنا جواہر کا پہنا سامنے درہ کے
ایک بلندی پر کھڑے ہو کر یا چنا شروع کیا چار گھڑی دن باقی ہی ہوا سرد چل رہی ہی شفق پھولتی جاتی ہی جانور
درختون پر بسیرا لینے چلے آتے ہین کہین نگاہ سرتام جادو کی اس پریزاد پر پڑی نشہ شراب مین صورت اُسکی ایسی
بھلی معلوم ہوئی کہ عاشق ہو گیا چپکے سے اُٹھا پیچھے سے پریزاد کے دبے پاؤن آکر پہلے کچھ سحر پڑھکر دم کیا پھر اُسکو
پکڑ لیا پریزاد نے ڈر کر حیران حیران اُسکی طرف دیکھا اور کہا کہ مین خود آفت رسیدہ ہون مجھکو کیون پکڑا ہی اسنے کہا
کہ اے محبوب جانی تمپر کیا آفت ہی بیان تو کرو چلو بیٹھو تو سہی اور ہاتھ پکڑے ہوئے بنگلے مین لا بٹھایا عمرو نے دیکھا
کہ ہاتھ پاؤن میرے بے حرکت ہو گئے رو کر کہا کہ ابھی تک تو ہاتھ پاؤن میرے اچھے بھلے تھے اب حس و حرکت جسم کی
جاتی رہی ہی شاید ملک الموت روح میری قبض کر رہے ہین سرتام جادو نے کہا کہ میرے سحر سے حس و حرکت تمہارے
جسم کی جاتی رہی ہی یہ حالت تمہاری ہوئی ہی مین ابھی رد سحر کرونگا کہ ہاتھ پاؤن تمہارے قابو مین ہو جائینگے مگر
تم اپنا حال تو کہو کہ یہان کیونکر آئی ہو عمرو نے کہا کہ مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ میرے ساتھ تم بھی آفت مین گرفتار ہو جاؤ
سرتام جادو نے کہا کہ تم مفصل کہو تو پریزاد نے کہا کہ ایک دیو ہی افرغم اُسکا نام ہی وہ مجھپر عاشق ہوا میرے
پاس آیا مجھسے عشق اپنا جتایا مین نے انکار کیا وہ مجھسے لپٹا مین چھوڑ کر بھاگی ایک بار وہ بھی میرا لوٹا اُڑنے کی طاقت
بھی نہ رہی یہان پہونچی تھی کہ تم پکڑ لائے اور وہ میرے پیچھے ضرور آتا ہوگا اسلیے مین کہتی ہون کہ وہ دیو تم انسان
اُسکا کیا کر سکوگے مین تو عورت تھی مجھے پکڑ لائے مگر اُسکا بہت بڑا اندیشہ لگا ہوا ہی سرتام جادو نے کہا کہ وہ یہان
آئیگا تو کیا کریگا مین ساحر ہون اگر ہزار ہا دیو آئین تو بھی کچھ نہین کر سکتے مگر تم ڈرتی ہو تمہارا خوف مین مٹائے
دیتا ہون یہ کہکر اسم سحر کا پھر پڑھکر پھونکا ایک منقل سامنے رکھی تھی کہ شعلہاے آتش اُسمین سے بھڑک کر
ہر طرف صحرا مین پھیل گئے تمام میدان آتش بہار ہو گیا کہا کہ اے جانی دیکھا تم نے اب کسکی طاقت ہی کہ یہانتک آسکے
اور ارادہ کرے تو جلکر خاک ہو جاے عمرو نے کہا ابتو مین تمہاری کنیز ہون ہاتھ پاؤن تو میرے کھولدو اُسنے
ماش کے دانے کچھ پڑھکر مارے کہ حس و حرکت عمرو کے بدن مین آئی ہاتھ پاؤن قابو مین ہوئے اب سرتام جادو نے
اسباب عیش سامنے اسکے مہیا کیا جام شراب کا بھر کر دیا کہ لو صاحب پیو عمرو نے جام لیکر اُسکے ہاتھ سے پی لیا
اور کہا ایک جام آپ بھی پیجیے کہ نشہ خوب ہوا ہاتھ پریزاد کے سینے کیطرف دوڑایا کہا کہ صاحب جلدی نکرو مین تمہارے
پاس سے کہین جاتی نہین ذرا ٹھہرو خوف میرا مٹنے کا جب رفع ہو پھر جو چاہنا سو کرنا اور مین دو روز کی بھوکی ہون
سرتام جادو اُٹھا کھانا لینے گیا عمرو نے سودہ الماس شراب مین ملا رکھا سرتام جادو پوریان کچوریان مٹھائی
وغیرہ لایا عمرو کے سامنے رکھی عمرو نے خوب کھایا بعد اسکے آپ شراب خالص پی سرتام جادو کو پلائی سرتام جادو
جیسے ہی جام پیا اُسکے پیٹ مین درد ہوا لگا تڑپنے پریزاد یہ دیکھکر رونے لگی کہ ہاے یہ تمھین کیا ہوا اسنے کہا تم گھبراؤ
نہین اچھا ہو جاؤنگا آخر سودہ الماس نے دل جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ ساحر تڑپ تڑپ کر مرگیا وہ بنگلہ غرق غرق کی
صدا دے کر سب غائب ہو گیا تمام پہاڑ کی رونق جاتی رہی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرتام جادو بود عمرو نے
مال و اسباب اسکا لیا خود اپنی شکل بنا اور دوسرے درہ کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ کوہ زمرد معلوم ہوا
[illegible] نکلی وہ پہر یا کا پھیلا ہوا نظر آیا عجب بہار معلوم ہوتی تھی پہاڑ پہ بارہ دری زمرد کی بنی ہوئی تھی اسمین ایک

جادو گر لباس پر تکلف پہنے ہوئے بیٹھا تھا تاج سامنے ہور ہا تھا اسنے جاکر سلام کیا لیسراہم جادو تعظیم کیو اسطے اٹھ کھڑا
ہوا لکارا کہ آؤ بھائی الخیر تو ہی کیون تم اپنا درہ چھوڑکر یہان آئے کہا کہ بھائی کیا بیان کرون ابھی کل کی بات ہی کہ عیار حمزہ نے
اسی ہفت درے مین آکر خنقار جادو و آتشبار جادو و دریا بار جادو وغیرہ کو مارا تھا اب سُنا ہی کہ وہی بکار ہماری
فکر مین آیا ہی تمکو اطلاع کرنے آیا ہون کہ غافل ہونا لیسراہم جادو نے کہا کس کی مجال ہی کہ ہماری تمھاری زندگی مین یہان
آسکے جبتک ہم زندہ ہین کوئی ادھر کا رخ نہین کرسکتا اور آؤ بھائی اب آئے ہو تو دو گھڑی بیٹھو ان خیالون کو دل سے
نکال ڈالو شعر گذشتہ خواب و آیندہ خیال است ٭ غنیمت دان ہمین دم راکہ حال است ٭ سرنامہ جادو نے کر بیٹھا لیسراہم جادو
جام شراب کا ہاتھ مین دیا کہ بھائی اسے پیو خیالات فاسد دل سے نکال ڈالو عمرو نے جام شراب کا اُسکے ہاتھ سے لیا ایک
تھوڑا سا پیا اور کہا بھائی کیا بدبو اس شراب مین سے آتی ہی کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہی یہ شراب بہت خراب ہی
اور نقصان رکھتی ہی کہا کہ بھئی کیا کہتے ہو شراب تو بہت اچھی ہی دیکھو نہین اور جام اُسکے ہاتھ سے لیکر پیا کہا سچ کہتے ہو
ایک بدبو تو اسمین ہی عمرو نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا اسے تو پیو لیسراہم جادو نے اسمین سے ایک جام جو پیا
دماغ معطر ہوگیا ازحد تعریفین کین کہا کہ بھئی یہ شراب تمھارے پاس کہان سے آئی کہا کہ بھائی مین نے خود بنوائی تھی یہ شراب
خانہ ساز ہی کہا کہ بھائی ہمین بھی بنوا دو کہا اچھا مین ابکی بہت سی بنوا لونگا تمھین بھی دونگا اور اٹھا کہ لو بھئی اب ہم جاتے ہین
تمکو فقط اطلاع کرنے آئے تھے ہر چند اصرار کیا کہ بھئی اتنی دور سے آئے ہو تو گھڑی بھر تو ٹھہرو نہ مانا کہ بھائی گھر اکیلا ہی اور
عیار مکار ملا ہے ہر آفت جہان ہی یہ کہتا ہوا چلا لیسراہم جادو اُسکے ساتھ پہونچانے کو اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ
مارا بیہوش ہوکر گرا عمرو نے دیکھا کہ کوئی اُسکے اُٹھانے کو بھی وہان سے نہ آیا سمجھا کہ یہ سب سحر کا کرشمہ ہی اصلی کوئی نہین ہی عمرو
خنجر کھینچکر اُسکے گلے پر رکھدیا ہر چند رگڑے دیے لیکن پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ یہ مردِ رُوئین تن ہی دو پتھر بڑے بڑے لاکر
ایک سر کے نیچے رکھا اور دوسرے کو چرخ دے کر سر پر مارا کہ مغز اُسکا پارہ پارہ ہوگیا اُسکا مرنا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا برف باری آتشباری ہوئی دھوان اُٹھا کیا بعد تھوڑی دیر سے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم لیسراہم جادو و بود
روشنی جو ہوئی [illegible] آدمی کا نام ونشان ہی اور نہ وہ بارہ دری فرش وغیرہ کچھ نہین معلوم ہوتا درہ پہاڑ کا
ویران پڑا ہی [illegible] عمرو نے مال و اسباب اُسکا لیا کپڑے تک اُتار لیے اور وہان سے آگے روانہ ہوا کوئی آدھ کوس
آیا ہوگا کہ درہ [illegible] معلوم ہوا دیکھا کہ پھول لاجوردی رنگ کے پھولے ہوئے ہین اور شامیانہ تمامی کا
کھنچا ہوا ہی [illegible] ترسان جادو بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور ایک معشوق بصد کرشمہ و ناز اُسکی بغل مین بیٹھی ہے
اور چند سا[illegible] باندھے کھڑے ہین ناچ ہو رہا ہی عمرو صورت ایک کلاونت کی بنا کہ پگڑی لپیٹون
سر پر جامہ گلے [illegible] ند کا پانون مین پہنے ہوئے آیا سلام کیا ترسان جادو نے کہا تو کون ہی کہان سے
آیا ہی کہا کہ اعلیٰ [illegible] ت ہون زلزلہ جادو کے لشکر سے آتا ہون ترسان جادو نے کہا بیٹھو یہ سلام
کرکے بیٹھ گیا پوچھا [illegible] تک مین عرض کیا کہ سنتا تھا اس جا ان خداپرستون کا کہ وہ ایسے ایسے
خائف ہین کہ لشکر [illegible] ین میلو م گھبرایا کہ اب کسی نے سنا تو ن چل کھڑا ہوا کہ کہین اور روزگار کرونگا ادھر
آیا یہ صحبت دیکھی [illegible] کہ آپ قدردانی فرمائینگے یہین پڑ رہونگا ترسان جادو نے کہا کہ اچھا پھر کچھ
بجاؤگا عمرو نے [illegible] کہ تم اگر کچھ ساتھ دوگے تو خیر ہم بھی کچھ گا لینگے سب نے ساز ملائے عمرو نے
[illegible] شروع کیا بعد اسکے یہ غزل گائی

غزل

بیان کیسا ہو رخ [illegible] پائد چیدہ جلوہ ہین گا	جو عکس پڑ جائے اس جبین کا ستارہ ذرہ ہو ہو زمین کا

عیاں ہر جامے سے نور پیکر تمام تمثال بدن میں اختر — شعاع خورشید روز محشر ہنسا ہے ہر تار آستین کا
غضب ہے زلف کا بار جانی عیاں ہے درد شکم نہانی — سٹے ہیں داغ جگر نشانی الم ہے دلکو نہیں نہیں کا
پری کی صورت حسین ہیں آنکھیں کسی کی ایسی نہیں ہیں آنکھیں — غزال صحرائے چین ہیں آنکھیں جو تل ہے دانہ ہے مشک چین کا
اسی کا جلوہ جہان میں ہے وہی ہے وہی ہر مکان میں ہے — وہ جسم میں ہے وہ جان میں ہے نشان بتلا کون کیا مکین کا
دل اسکا بیتاب ہے الم سے تجلی ہیں برق و شرار ہے ہے — تڑپ تڑپ کر مریں جو ہم سے نہ فلک ہو فلک زمین کا
خیال گیسو سے پرشکن ہیں کفن کا عالم ہے پیرہن میں — اثر سے مار گزیدہ تن میں بنا ہے ہر تار آستین کا
دکھا کے گیسوئے پرشکن کو بڑھایا الیہ غم و محن کو — کہ میرے ہر تار پیرہن کو لقب ملا مار آستین کا
غزل جو اے برق نظم کی ہے جیسا ناسخ کی پیروی ہے — کرم سے آپکے فلک بنے ہیں بڑھا ہے رتبہ اس زمین کا

غرض ایسا سماں بندھا کہ تمام اہل صحبت اور ترسان جادو بہت محظوظ ہوئے بہت کچھ انعام دیا اور پوچھا کہ تو شراب بھی پیتا ہے کہا بابا کیوں نہ پیؤں یہ تو ہم لوگوں کی جنم گھٹی ہے ترسان جادو نے جام شراب کا دیا اور کہا کہ تھوڑی تو ہی پی مجھکو بھی پلا عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا زہر ہلاہل ملا کر جام بھر کر پیش کیا کہ اُسنے غٹا غٹ کر پی لیا بس پیٹ پھولنے لگا یہانتک کہ آخر کو شکم اُسکا پھٹ گیا اور روح کا فر جہنم واصل ہوا اسطرح تاریکی ہوئی کہ سارا زمانہ پردۂ ظلمات ہو گیا جب روشنی ہوئی تو صبح ہو چکی تھی عمرو چوسٹھے در کیطرف روانہ ہوا دن بھر پوشیدہ رہا رات کو اور ساتھیوں کے قتل کی تدبیر میں چلا صورت ایک ہرکارے کی بنائی ڈالی میوے کی لگا کر پاس مضراب جادو پاس آیا کہ زلزلہ جادو نے بھیجا ہے مضراب جادو نے دیکھا کہ سیب بہت خوش رنگ ہیں ہرکارے کو انعام دیا سیب لیکر رکھ لیے ہرکارے نے کہا کہ غریب پرور زلزلہ نے تاکید کی تھی کہ اپنے سامنے سیب کھلانا یہ سُنکر مضراب جادو دیکھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہے جب مجھکو بھیجے ہیں تو میں کھاؤنگا دوسرا یہاں کون ہے جسے دونگا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے جلدی سے دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور وہ چیخی کہ اے مضراب جادو یہ عمرو ہے تین دره دیبان کر چکا اب آپکی فکر میں آیا ہے بس یہ سُنا تھا کہ مضراب جادو نے گھیر کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ تین جادوگروں کو مارا اسطرح کہ خبر بھی نہوئی لیکن یہاں تیری قضا لائی تھی کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے ابھی تجھکو قتل کرونگا ارے تیرے ہی خوف سے خداوند جمشید نے چھوڑ کیا ان قائم کیں تھیں یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر اُٹھا عمرو کو یقین مرگ ہوا اور سمجھ گیا کہ ایک ڈبیا کمر سے عمرو کے گر کر کھل گئی دیکھا مضراب جادو نے کہ اُسمیں سے ایک لعل کوئی ساڑھے آٹھ مثقال کا نکل پڑا بس منھ میں پانی بھر آیا دلمیں کہا کہ وہ جو سُنا تھا سچ نکلا کہ عمرو بڑا روپیہ والا ہے اب پہلے اس سے روپیہ لینا چاہیے پھر قتل کرنا مناسب ہے اُس لعل کو ہاتھ میں اُٹھا کر پاس لایا کہا کہ اگر تو اپنا سب مال دیدے تو میں تجھے چھوڑ دوں عمرو نے کہا جان بھی لیجیے مال بھی حاضر ہے لیکن عمرو تو مجھے نہ بنایئے مضراب جادو نے کہا او فیلیا ابھی تک تو مکر سے نہیں باز آتا لا مال عمرو نے کیسے دیر کی ڈبیا کھول اُس سے بڑی نکالکر دی کہ لیتے جایئے دیکھتے جایئے مضراب جادو نے ڈبیا لی کچھ ہلکی معلوم ہوئی خیال گذرا کہ کہیں خالی نہو اُسیوقت کھولکر دیکھا کہ ایک لعل اُس سے کچھ بڑا ہے کہ مگر وہ لعل چٹکا اور اُسمیں سے دھواں اُڑا کر مضراب جادو بیہوش ہوا چھینک مار کر زمین پر گرا سنبھل نہ سکا عمرو نے جال مار کر اپنے قریب کھینچا خنجر گلے پر پھیرا کا گر نہوا کیونکہ وہ آہنی بدن تھا ہتھوڑا اور ادردی نکالکر مار ا کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے ہوگئے وہ بس غل ہوا کہ ظلم ہوا ... کہ ہم آنسے جو چلتا بہار ساعت بعد ایک جو روشنی ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مضراب جادو بود اپنا عمرو نے مال و اسباب سمیٹا

بھی لیا اور صورت اپنی ایک طفل ماہ جبین کی بنائی جوڑی نے کی ہاتھ مین لی سامنے نصران جادو کے پہونچا وہ بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا تھا کہ جہان عمرو ہو سحر سے بیکر پکڑ لاؤن اور قتل کر ڈالون کہ ساحر ہمنش کو دور فاصلہ پر کھڑا ہی پایا اسباب سحر لیکر بیٹھا ہوا اور کر رہا ہی کہ سحر تیار کرے کہ ایک طفل ماہ جبین کو دیکھا کہ پندرہ برس کا سن عنفوان شباب کا نہین ڈر پڑا ہوا جوڑی نے کی ہاتھ مین حیرت زدہ لگا ہوا سے چار طرف دیکھ رہا ہی نصران جادو نے پکار کر اولڑکے تو کون ہی یہان کیونکر آیا لڑکا ڈرتا ہوا قریب آیا ہاتھون کو جوڑ کر کہا کہ مین ادھر باپ میرا دلون لقا داد جان مرادہ ہمراہ شخرد زلزلہ جادو کے نوکر ہین میری شامت کہ سیر کو نکلا تھا راستہ بھولکر ادھر نکل آیا لشکر کا زلزلہ جادو کے راستہ نہین ملتا نصران جادو نے کہا مین تجھے پہونچا دونگا تھہر انہین بیٹھ جادو سے لڑکا سلام کرکے بیٹھا کہا کچھ اپنا کمال آپ بھی دکھلایئے نصران نے کہا تو بڑا ذہین معلوم ہوتا ہی اپنا کمال تجھے کیا دکھاؤن کہا جو مین کہون کہا اچھا پہلے تو اپنا کمال دکھا تو مین بھی دکھاؤنگا لڑکے نے سازندون سے کہا ساز ملا کر میرا ساتھ دو اور بانسری بجانا شروع کیا خوب بجایا بہایا تھا کہ نصران جادو بیخود ہو گیا اور مالا مروارید کا گلے سے اتار کر دیا لڑکے نے اپنے گلے مین پہن لیا اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہمسے بیباک اسے خلوت مین ذرا رہنے دے	آج تو شوخیون کو اپنی حیا رہنے دے	پاس اپنے کوئی دن اور اسے کیا رہنے دے
لپس ہو تو دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے	اے ہجوم غم و ہم دل ہی ترا گھر لیکن	کسی حسرت کو بھی کہنے مین بچا رہنے دے
شکر کی جا ہی شکایت کا نہین وقت ابھی	وصل سے دن شب فرقت کا گلا رہنے دے	آپ مین آئے غم ہجر سے مر جائیگا
بیخودی تو نہ مرے ہوش بجا رہنے دے	میری بربادیون پر خاک گلیون مین اڑا	ان ہو خواہ ہو تکو باد صبا رہنے دے
جب نہو تیرا سہارا ابھی شب ہجر کی ہو سہا	دلمین اپنے کوئی فرقت زدہ کیا رہنے دے	ساتھ سنگ کیا گرد رہے پا اپنکو اے کشش
ورنہ دلمین کوئی پیکان گڑا رہنے دے	فیصلہ کرکے مرا جائینگے شب وصل	ہان تو نہین دل کی تڑپ نشتر جدا رہنے دے
کسی جلوے کا اشتیاق انگ شوق سے ہی	دو گھڑی دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے	دلکو ہو نذر وہ زلف بنا کر بوسے
پاس اپنے اسے اب میری بلا رہنے دے	دیکھ دلمین غیر نہ شوخ لگا ہی سحر نرم	ابھی دامن مین چھپا اسکو چھپا رہنے دے
جسمین سے پیدا ہو صفائی کی کبھی کچھ صورت	دلمین ای گرد ملال اتنی تو جا رہنے دے	دیکھ بیتابی دل بڑھتی ہی گھٹتی ہے
سینے پر ہاتھ ذرا بہر خدا رہنے دے	ہونٹ نہ دم ہی تو سے لگا لیگا لہ کوئی	اپنا احسان شب ہجر قضا رہنے دے
آرزو جلوۂ محبوب ہی غارتگر ہوش	کوئی کسطرح حواس اپنے بجا رہنے دے	

اس غزل کے گانے پر عجیب عالم ہوا کہ نصران جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا آنکھون پر وحشت چھائی آثار عشق چہرے سے پیدا ہر ہوئے لڑکے سے کہا کہ میری جان و مال کا تو مختار ہی لیکن اپنے پاس سے تجھے نجانے دونگا تیرے باپ کو بھی یہین بلا دونگا لیکن لڑکے کی بیدلی بیقراری ہی کہ گانے گاتے تھک گیا ہی ہانپ رہا ہی منھ سرخ ہو گیا کہا کہ ابھی آپنے دوسرا کمال میرا نہین دیکھا کہا وہ کیا جرا ہد یا کہ مین ساقی گری بھی خوب کرتا ہون کہا پھر کس وقت کے لیے اٹھا رکھی ہی سب سامان موجود ہی کہا کہ ابھی سہی لیس گھنگرو نگو سے پانون مین باندھے پیشواز پہنی جام شراب کا بھر کر سر پر رکھا اور گاتا ہوا ناچتا ہوا سامنے آیا جام شراب کا دیا نصران جادو نے خوشی خوشی جام شراب کا لیکر پی لیا اور ساتھ مالے مروارید کے اس لڑکے کے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ تیرا عدیل و نظیر نہین ہی غرض دو تین جام متواتر پلا کے کہ خوب بیہوشی اپنا اثر کیا اور خود ناچتا ہوا اٹھا تھا کہ بیہوشی سے لیٹا تخیہ مار کر لڑکا گرا عمرو سے آپ بھی نے تیغ کیا اللہ نصرت کا ٹکڑا دیا بلکہ سہی ترکیب ہر بیہ کی بھی کی لاش پھر ساحری کا ٹھیک کر کی تھی اب یہان سے آگے روانہ ہوا جب پہونچ تو پہونچا دیکھا کہ یہان کا انتظام ستہ ہی کہ چار دیواری باغ کی کچھ بھی ہوئی ہی دروازۂ باغ پر ایک ٹکڑا گران

اٹھائے ہوئے بیٹھا ہی عمرو بہت خائف ہوا اور دیواریں اسقدر بلند کہ جانا ناممکن تھا لیکن دروازہ باغ کا کھلا ہوا
تھا چارطرف پھرنا شروع کیا جدھر جاتا ہی دروازے پر ایک دیو مہیب کو دیکھتا ہی فکر میں ہی کہ کیا کروں بس
ایک مقام پر بیٹھ کے دہائی کھینچنا شروع کی کہ یا سامری بچائیے یا جمشید مدد کو آئیے یہ آواز جو اندر باغ کے کانوں
محمل جادو کے پہونچی گھبرا کر باغ سے باہر آیا کہ دیکھوں کس پر کون ظلم کر رہا ہی باہر باغ کے آکر دیکھا کہ ایک شخص
میلا کپڑے پہنے ہوئے زمین پر لوٹ رہا ہی پوچھا ارے تو کون ہی یہ تجھے کیا ہوا وہ چلایا کہ کیا بیان کروں کون
ہوں اگر اپنے مالک تک پہونچ جاؤں تو بتاؤں کہ کون ہوں ابھی اسی باغ کے قریب سے چار آدمی آ کے لوٹ لے گئے سب
میرا مال اسباب چھین لے گئے خوب باغ میں بیٹھ کر ڈاکہ زنی کرواتا ہو معلوم ہوگا محمل جادو نے کہا کچھ دیوانہ ہوئیں
تیرے بچانے کو باغ سے نکل آیا کہ تو سامری کی دہائی دے رہا تھا الٹا مجھی کو چور بناتا ہی یہ وہی مثل ہی کہ نیکی برباد گناہ
لازم آخر تیرے پاس کیا مال تھا جواب دیا کہ دو توڑے اشرفیوں کے ایک خلعت کچھ تھوڑا سا کھانا تھا محمل جادو نے
کہا جھوٹے تیری باورچیوں کی تو قطع ہی تو دو توڑے اشرفیوں کے کہاں سے لایا تھا کہا کہ میں باورچی تو بیشک ہوں
لیکن زلزلہ جادو کے یہاں کا باورچی ہوں مجھے انعام میں ایسے ایسے توڑے بہت ملا کرتے ہیں تم ایسے ٹھگوں سے
تھوڑی سابقہ ہی کہ اور کپڑے تک لے لینے کا ارادہ رکھتے ہو یہ سنکر محمل جادو سوچا کہ یہ زلزلہ جادو کے یہاں کا
باورچی ہی جبھی اس سختی سے گفتگو کرتا ہی آسانی کہا کہ آج تو میرے یہاں رہ اور کھانا پکا میں تجھے چار توڑے
دونگا کہا پہلے تو لگا تمہارا کیا اعتبار محمل نے کہا پھر تو وہی بکے جاتا ہی ارے ابھی کیا تو نے چور سمجھا ہی یہ کہکر بالا لاکھ
روپیہ کا اسکے گلے میں پڑا تھا مجھے میں اتارکر دیدیا کہ لے اس سے زیادہ تجھے کون دیگا یہ چار توڑوں سے زیادہ کا مال
ہی عمرو نے لیکر نذر زنبیل کیا محمل جادو نے کہا کہ اب چل آنکھیں بند کر عمرو نے آنکھیں بند کرلیں محمل جادو نے
کچھ منتر پڑھا اب جو عمرو نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک قصر میں بیٹھے دیکھا محمل جادو کو مسند پر پایا تو جوڑ کر کہا کہ جو کچھ
میں نے آپکی شان میں عرض کیا معاف ہو کہا ابھی ہنسے معاف کیا جو کچھ کہو وہ منگا دیا جائے عمرو نے حسب ضرورت
مصالحہ مانگا اور ایک قنات کھڑی کی اسمیں گیا محمل جادو نے سب چیزیں بھیجنا شروع کیں لیکن عمرو نے اگر ایک
دیگ کی ضرورت تھی تو دو مانگیں انہیں اسیطرح لونگ الاچی جوز جوتری زعفران مشک عنبر گلاب کیوڑا ضرورت
سے دگنا منگا لیا جب سب چیزیں آگئیں حکم دیدیا کہ اب یہاں کوئی نہ آنے پائے کیونکہ ایسے ویسوں کے پرچھاویں سے
کھانا خراب ہو جاتا ہی اور آپ باطمینان تمام چولھا بنا کر کھانا پکانے میں مصروف ہوا محمل جادو نے ایک آدمی
یہاں سا تو پہنچا دروازے پر بھیجا اور زنار جادو سے کہلا بھیجا کہ بھائی آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا زنار جادو اسی وقت
آ ہوئے آ کھیتے پہ بیٹھکر آن واحد میں آ پہونچا لیکن گلے میں زنار جادو کے ایک سانپ مانند جنیو کے پڑا ہوا تھا
محمل جادو نے پوچھا اے زنار جادو اسمیں کیا وصف ہی کہا کہ اے برادر میں نے اسکو بڑی محنت و مشقت سے بنایا ہی
اسمیں یہ خوبی ہی کہ سامنے دشمن کے ڈالدوں تو یہ پانچ سو کوس تک تو دشمن کو بجانے دیگا اور راہ ہو کر دوڑیگا اور
پکڑ لائیگا اور میں دشمن سے محفوظ رہونگا یہ کہکر اس سانپ کو ڈبیا میں بند کر لیا اور اپنے پاس رہنے دیا اتنے میں
شام ہوئی صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا پہر رات گئی ہوگی کہ باورچی سامنے آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کھانا
تیار ہی کہا کہ لاؤ وہ باورچی آپ ہی دست کھانے لانے لگا پلاؤ قورما قلیا کباب شیرمال باقرخانی غرضکہ ہر قسم کا کھانا
لاکر سامنے چنا کہ خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا محمل جادو نے بغیر کھائے ہوئے تعریفیں کرنا شروع کیں
اور خلعت منگوا کر باورچی کو دیا اب زنار جادو سے کہا بھائی صاحب آئیے زنار جادو بھی آ بیٹھا دونوں نے ملکر

خوب کھانا زہر مار کیا اب دونوں کھانا کھاتے جاتے ہیں اور تعریفیں کرتے جاتے ہیں زنار جادو نے کہا کہ ہمنے اس
مزے کا کھانا زندگی میں کبھی نہ کھایا تھا مگر اب کچھ اثر بیہوشی کا ظاہر ہونے لگا زنار جادو نے کہا کہ ای محمل جادو
مجھکو یہ باورچی عمرو عیار معلوم ہوتا ہے اس کھانے سے کچھ دوران سر ہونے لگا محمل جادو نے کہا کہ ہاں مجھکو بھی کچھ
خبر ہو کھانے میں خوشبو بہت ہے ہمیں برداشت اسکی نہیں ہے ابھی کھانے اس سے زیادہ بھاری ہوئے ہیں کہ ایک
نوالہ ہر کس و ناکس نہیں ہضم کر سکتا زنار جادو بولا میں تمانونگا اور وہی سانپ ڈبیا سے نکالکر پھینکا کہ پکڑ لا اسے
عمرو نے گلیم اوڑھ لی زنار جادو چاہتا تھا کہ سانپ کو اپنے پکڑ لوں کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا محمل جادو کہ دوسرا
نام اسکا مخمور جادو بھی ہے اٹھانے کو اسکے اٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا باقی اور لوگ بھی جتنے تھے جو اٹھا بیہوش ہو کر
گرا عمرو نے خنجر پکڑ کر سبکو ذبح کر ڈالا ایک شور و غل ہوا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سر جاکے زالکے
پتلے کچھ نہ ہو سکا آوازیں آئیں کہ کشتی مرا نام من زنار جادو و محمل جادو بود حیف جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم
اب جو روشنی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ بارہ دری ہے نہ وہ دیو ہیں لشکر سامنے معلوم ہوتا ہے روانہ
روانہ ہوا یہاں امیر عمرو کے لیے دعائیں کر رہے تھے متردد و متفکر خدا پر بھروسا کیے ہوئے تھے ناگاہ
عمرو آیا سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار آپکے اقبال سے ہفت درہ کو پاک کیا دیکھیے وہ
سامنے لشکر زلزلہ جادو کا معلوم ہوتا ہے امیر بہت خوش ہوئے عمرو کو گلے سے لگایا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا

اب داستان صف کشی زلزلہ جادو کی اور آنا ساحروں کا مدد کو صاحبقران نامدار کی

لیکن خبر مارے جانے ساحروں کی زلزلہ جادو کو پہونچی کہ عمرو نے ہفت درہ کو پاک کیا زلزلہ جادو نے بہت
افسوس کیا اور کہا کہ اگر عوض انکے خون کا ان خدا پرستوں سے لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو رکھا ہوگا اور فرعون کو
کہلا بھیجا کہ ہفت درہ پر جو ساحر متعین ہوئے ہیں انکو عمرو عیار نے آکر مارا اگر میں عوض ان سبکے خون کا لونگا تم طبل جنگ بجواؤ
میں سرمیدان حمزہ سے لڑونگا فرعون نے جو ساحروں کے مارے جانے کا حال سنا نہایت غمگین ہوا بختیارک نے
صلواۃ پڑھی تا دھنا نا چا اور کہا کہ یا خداوند دیکھا آپنے کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہے جادوگر کو تو زندہ چھوڑتا ہی نہیں
خصوصاً جو خدا پرستوں سے برخلاف ہو فرعون نے کہا ملک جی اب زلزلہ جادو غضبناک ہوا ہے کسی کو لشکر
اسلام میں سے زندہ نہ چھوڑیگا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ خدا پرست وہ ہیں کہ انھوں نے دمامہ جیسا دو کو
چاہ الماس میں گھسکر مارا یہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتے فرعون نے کہا کل دیکھ لینا کہ کیا تماشا ہوتا ہے
اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران میں حاضر
ہوئے یہاں سب دربار جمع ہے تعریفیں عمرو کی ہو رہی ہیں کہ ایسے زبردست جادوگروں کو اسطرح مارا یہ خواجہ ہی کا
کام تھا دوسرے کا حوصلہ نہیں پڑتا واقع میں کہ تاج عیاری کا انھیں کے سر کے واسطے موزوں ہے اور تخت عیاری کی
زیب انھیں سے ہے سب تعریفیں خواجہ کی کر رہے ہیں کہ ہرکارے پسینے میں غرق گرد میں آلودہ دم چڑھا ہوا
دعا و ثنائے پادشاہی بجا لائے اور عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو زلزلہ جادو سے سامنا ہے
صاحبقران نے فرمایا رضینا بقضائہ تن بہ تقدیر ہیں بفضل ایزدی ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی بجے اسیوقت کوس حربی
نوازش میں آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو لشکر اسلام میدان میں آیا صفیں بندھ گئیں سب سردار دست راست و چپ
اپنی اپنی جگہ پر آکر قایم ہوئے تخت پادشاہی بیچ میں صاحبقران بالیس قدم آگے بڑھ کر نشانہ صاحبقرانی استقرار سے
کھڑے ہوئے ادھر فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا الغرض باعث فرعون پہنچے دلاور شہر فرعون نے لشکر کو

اب انتظار زلزلہ جادو کا ہوتا ہے کہ صاحبقران نے عمرو سے کہا خواجہ رات کو عجب تماشا دیکھا کہ میں پلنگ پر
سونے کے واسطے لیٹا ہوں کہ ایک کبوتر آ کے تین مرتبہ میرے پلنگ کے گرد پھر کر چلا گیا اور اتنا بڑا کبوتر بھی میں نے
نہیں دیکھا کہ برابر مرغ قوی کے تھا عمرو بولا ای شہریار اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا بالکل اسم اعظم
یاد نہ آیا محو مطلق تھا عمرو نے کہا وہ کبوتر اسی لیے آیا تھا اور کہا کہ خبردار اب کسی سے نہ کہنا نہیں تو تمام لشکر بدحواس
ہو جائیگا امیر چپ ہو رہے کہ دیکھا ہفت درہ سے ایک ابر تیرہ و تار بجلی چمکتی ہوئی شعلہ آتش نکلتے ہوئے نمایاں
ہوا ہوا تند چلنے لگی کہ آن واحد میں وہ ابر میدان جنگ میں پہونچ گیا جب ابر شق ہوا تو پہلے آٹھ اژدر آتشین نمایان
ہوئے کہ تخت مرصع کسا ہوا تھا اسپر زلزلہ جادو بیٹھا ہوا تاج سات کنگرے کا سر پر رکھا ہوا اور ہر کنگرے سے شعلہ
آتش نکلتے ہوئے آکر میدان میں قائم ہوا بعد اسکے تیس ہزار ساحر خوک و ببر و فیل و کرگدن سحر پر سوار ظاہر ہوئے
پشت پر زلزلہ جادو کے صف باندھ کر کھڑے ہوئے ناقوس پھونکتے ہوئے تریاں ڈھپر بجتے ہوئے آوازیں یا سامری
یا جمشید یا مشتمش کی بلند کمال عظمت و شان سے میدان جنگ میں صف آرا ہوئے کہ ایکبار زلزلہ جادو نے آواز دی
کہ باش ای گروہ خدا پرستان وای فرقہ مسلمانان تمنے بڑے بڑے ظلم کیے ہیں کہ ساحران عالم کو مارا ہے اور یہاں جیسے
آئے ہو خداوند فرعون شاہ کو بھی آزار پہونچاے اور ساحروں کو خداوند مشتمش کے مارا مگر تمھارے اوپر رحم
کرتا ہوں اگر اب بھی کہنا میرا مانو اور آکر فرعون شاہ کو سجدہ کرو تو خطا تمھاری معاف کروں اور نہیں تو ایک
طرفۃ العین میں کام تمھارا تمام کرونگا ایک کو تم میں سے زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے اہل اسلام نے جواب دیا کہ او
کافر کیا بکتا ہے ہم لعنت کرتے ہیں فرعون پر اور اسکے پرستاروں پر تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر خدا اے بزرگ است
یہ سنکر زلزلہ جادو نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ معلوم ہوا شامت تمھاری آگئی ہے قضا سر پر ہے میرے ہاتھوں سے
کہاں جاؤ گے بچکر اور ایک ترنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور زمین پر پھینکا کہ ترنج پھینکنے کے
زمین جابجا سے شق ہونے لگی اور لوگ لشکر اسلام کے زمین میں سمانے لگے بعد اسکے ایک گولا فولادی کچھ پڑھکر
اچھالا کہ وہ بلند ہوکر پھٹا اور اسمیں سے دھواں نکلا اور مثل ابر کے محیط ہونے لگا بجلی چمکنے لگی صدا رعد کے
گرجنے کی آنے لگی پرکالہ آتش چپ چپاک گرنے لگے آگ لگانے لگے کہ یکایک ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور زمین پر
آکر شق ہوا اور اسمیں سے ایک ساحر دیو طلعت مہیب صورت سیاہ رنگت پیدا ہوا کہ قد کوئی ایک سو ساٹھ
ارش کا تھا کان مانند فیل کے دانت مثل خوک کے دونوں بازوؤں پر پر پرواز ایک پنجرہ اسکے ہاتھ میں لٹکتا ہوا
آیا جتنے ساحر تھے مع زلزلہ جادو دوڑ کر خاک قدم اسکی لیکر آنکھوں میں لگانے لگے کہ انیس و ہمنشین ساحر
مشتمش کا تھا طائر جادو اسکا نام ہے اور اس پنجرے میں کئی ہزار جانور مثل لال کے سرخ رنگ بند تھے
کھڑکی کھولکر ان جانوروں کو اڑا دیا اور ہاتھ سے اشارہ لشکر امیر کی طرف کیا اور خود پنجرہ خالی ہاتھوں میں لیے
ہوئے جدھر سے آیا تھا اسیطرف اڑتا ہوا چلا گیا زلزلہ جادو پھر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اور ساحر اپنی اپنی
سواری پر بیٹھے اب زلزلہ جادو نے پھر سحر کیا کہ زمین میں زلزلہ پڑگیا لشکر امیر کا تہ و بالا ہونے لگا بعد اسکے
جہاں سے زمین شق ہوئی لوگ لنڈھکتے ہوئے اسیطرف گڑھے میں جا رہے کہ پھر وہ زمین برابر ہوگئی ادھر وہ جانور
جو طائر جادو اڑا گیا تھا انھوں نے یہ آفت برپا کی کہ جسکے سر پر بیٹھے وہ پتھر کا ہوکر رہگیا اب لوگ مارے خوف کے
ہاتھ سے جانوروں کو اڑانے لگے بعضے چھپان ہلا رہے تھے ایک شور برپا تھا ادھر ہزارہا آدمی غرق زمین ہوگئے ہیں
ادھر ہزار زمین میں سماتے چلے جاتے ہیں بس بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام دست مناجات بدرگاہ

قاضی الحاجات بلند کیے اور اس حالت اضطراب مین دعائین مانگنے لگے کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اگر
زندگی ہماری باقی ہے تو ان طائرون کے ظلم سے جلد نجات دے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا از قدرت سبحان
لم یزل و عزیز عز و جل ایک لکہ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی اسمین سے آنے لگی جب وہ
ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک نازنین سفید پوش بہشتی پر سوار چالیس عورتین عقب مین باز و قرقرے پر
سوار چلی آتی ہین آکر صاحبقران کو سلام کیا نام اس نازنین کا ملکہ محروق جادو ہے بعد اسکے دوسرا ابر
طاؤس رنگ پیدا ہوا کہ چمک پر اسکی نگاہ نہ قائم ہوتی تھی اسمین سے طاؤس جادو مع ساحران ام الجبال
نمایان ہوے آکر صاحبقران کو سلام کیا مگر ملکہ محروق جادو نے دیکھا کہ تمام زمین مین زلزلہ پڑا ہے اور زمین
شق ہوتی ہے لوگ اسمین سمائے جاتے ہین بس ایک گنبد طلائی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکر زمین پر مارا
کہ زلزلہ موقوف ہوگیا اور ابر سے باران سنگ ہو رہا تھا ہزارہا مجروح ہو رہے تھے اور ملکہ محروق جادو
نے نزول کیا طاؤس جادو پرواز کرکے آسمان پر گئے اور ایک اسم پڑھکر مارا کہ ابر شق ہوکر منتشر ہوگیا اور
باران سنگ موقوف ہوا کہ یکایک اور ابر سفید رنگ نمایان ہوا کہ بارش مروارید اسمین ہو رہی تھی آکر
قائم ہوا جب ابر شق ہوا مکلل خان جادو اور ادیوس جنی اور تمام ساحران طلسم گوہربار کی ہزار کی
جمعیت سے آکر قائم ہوے امیر کو سلام کیا کہ اور ابر پیدا ہوا اسمین سے فضل جادو مع ساحران عمقلی آباد
پہونچا مجرا کرکے کھڑا ہوا تھا کہ اور ابر اٹھا خضران جادو و ساحران کشمیر ساتھ لیے ہوے آیا یہ قائم ہوا تھا کہ
اور ابر آیا عجوبہ جادو و اندر کوہ او رمار و چاہ کے ساحرون سمیت آئے بعد اسکے آتش حصار کے جادوگر آئے
اور شہریار جادو و طلسم ہزار اسپ کے ساحر لیے ہوے آیا بعد اسکے طلسم جان بن جان کے ساحر جنون جادو
اور ناہید جادو کے ساتھ آئے بعد اسکے اور ابر اٹھا اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب کے ساحر آئے
غرضکہ شام تک جادوگرون کا تانتا بندھا رہا لیکن جو آیا وہ شریک حمزہ صاحبقران ہوا زلزلہ جادو یہ دیکھکر
نہایت حیران و پریشان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ سب ہمیشہ ہمارے یہان شادی غمی مین شریک
ہوتے تھے اب انکا حال مفصل معلوم ہوا کہ یہ سب خدا پرستون کے شریک ہین خیر اگر ان سے کچھ نہ ہارا ہوگا تو تمام
اپنا زلزلہ جادو نہ رکھا ہوگا اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا ادھر صفوف جنون حیرت زدہ گنبد مینا سے
اٹھا بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپنے کسقدر ساحر حمزہ صاحبقران کے شریک ہوئے کہا
کیا کر سکینگے مگر دل مین اپنے نہایت غمگین ادھر امیر حمزہ صاحبقران دوران زمان فرحان و شادان
داخل بارگاہ ہوے سب جادوگرون کی دعوت کی اور محروق جادو اور مکلل خان جادو سے
کہا کہ تدبیر ان جانورون کی کرو ہر ایک نے عرض کیا بہت خوب اور اسیوقت مصروف فکر ہوے
دونون نے بازو بحری اور جرہ شکرہ اسیطرح کے شکاری جانور بنا بنا کر چھوڑنے جو باز شکرہ
ان جانورون سے گیا مارا گیا کسی سے وہ جانور دفع نہوے کوئی سحر اثر کارگر نہوا سب ساحرون نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ پیر و مرشد سحر ساحر شمشش کے بنے ہوے معلوم ہوتے ہین کہ اسنے طائر جادو
کے ہاتھ بھیجے ہین ہم مین کسی کی طاقت نہین ہے کہ رد سحر ساحر شمشش کا کر سکین امیر حمزہ صاحبقران
عالی شان یہ سنکر نہایت متردد و متفکر ہوے فرمایا کہ جو مرضی خدا کی کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ نور ملک مغربی کے لشکر مین لوگ ذرا غافل ہوے تھے کہ وہ جانور سرون پر انکے آکر

بیٹھ گئے پانچ سو آدمی پتھر کا ہو کر رہ گیا کہا کہ بھائی کوئی غافل نہو ہر ایک چوری اور چھپی ہاتھ میں لیے
ہو دس آدمی سو ہیں تو دس اُنکی حفاظت کریں جسطرح کبوتر اڑاتے ہیں اسیطرح ان جانوروں کو
بھی غل مچا مچا کر اڑا دیں کہ جانور کسی پر بیٹھنے نہ پاویں یہ حکم جو پہونچا تمام لشکر میں ایک شور ہو کا
بلند ہوا کوئی ایسا نہ تھا جسکے ہاتھ میں چھپی نہو وہاں زلزلہ جادو نے کہ سمد طبل جنگ بجوا دیا
یہ خبر امیر حمزہ صاحبقران نامدار کو پہونچی فرمایا ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی طبل جنگی بجایا جاوے جو پروردگار عالم ہمارا بہتر چاہیگا وہ کریگا یہ حکم محکم شیم سنکر طبل جنگ
یہاں بھی بجا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے عمرو
بن امیہ ضمری نامدار اسباب عیاری سے آراستہ و پیراستہ چھپی ہاتھ میں لیے ہوے اپنے سردار
امیر حمزہ صاحبقران ذیشان کے سرپر ہلا رہا ہے اور کبھی سفید مہرہ بجا دیتا ہے کہ وہ جانور اسکی
آواز سے اڑ کر بھاگ جاتے ہیں ادھر لشکر اسلام میدان میں آیا سرداروں نے صفوف دست راست
اور دست چپ کو آراستہ کیا اور ادھر فرعون شاد آکر گنبد مینائی پر بیٹھا لقا اور بختیارک فوج
لیکر زیر دیوار قلعہ فرعونیہ کھڑا ہوا اسطرف سے لشکر زلزلہ جادو کا میدان کارزار میں آیا لیکن
بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نشیب و فراز کہکر چپ ہو گئے تھے کہ لقراط جادو نے اژدر آتشین اپنا
بڑھایا اور سامنے زلزلہ جادو کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ خداوند شمشش تمہارا نگہبان
ہے وہ سلام کرکے بار دگر اژدر پر بیٹھکر میدان میں آیا اور پکارا کہ ای ساحرو ہمیں تو معلوم تھا کہ تم سب
ہمارے شریک ہو ہمیشہ شادی غمی میں آتے تھے شریک حال ہوتے تھے لیکن آج حقیقت تمہاری
کھلی کہ تم خدا پرستوں کے دوست ہمارے دشمن ہو خیر بہتر ہوا جو ابھی حال تمہارا کھل گیا اسپر یہ طرہ
کہ آئے ہو خداوند ساحر شمشش کے مقابلہ کو حال کھل جائیگا دیکھو اب بھی کچھ نہیں گیا ہے اگر اپنی جان کی
خیر چاہتے ہو تو خدا پرستوں سے جدا ہو کر رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ ہم خطائیں سبکی معاف
کر دینگے نہیں سب مارے جاؤگے اور ایک زندہ نہ بچیگا جب یہ مزخرفات بک چکا تو ادھر سے جواب
ملا کہ کیا جھک مارتا ہے اور کیا بیہودہ گوئی کر رہا ہے ہم سب جانیں اپنی راہ خدا میں نثار کرنے آئے ہیں
یا تو امیر حمزہ صاحبقران فتحیاب ہوے یا ہم بھی اُنکے ساتھ مارے گئے بخشے جو ہوسکے قصور
نکر خدا ہے بزرگ است لقراط جادو یہ کلمات سنکر آگ بگولہ ہو گیا اور مارے غصے کے کانپنے لگا اُسی
غیظ و غضب میں پکارا کہ جسے تمنائے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو اسطرف سے محروق جادو
سامنے تخت شاہی کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حکم ہو تو میں مقابلے کو جاؤں فرمایا خدا کو
سپرد کیا ہے محروق جادو سلام کرکے بار دگر اپنے ہنس پر سوار ہو کر میدان میں آئی لقراط جادو نے
کہا ای محروق جادو تو بھتیجی ہے شمامہ جادو کی خدا پرستوں کی طرفداری کرتی ہے ارے تجھے چاہیے کہ ان
خدا پرستوں سے اپنے اور عزیزوں کے خون کا عوض لے نہ کہ اُنکی طرفداری ہے محروق جادو نے
جواب دیا او ناکارہ جہالت میں مارے گئے وہ اصل جہنم ہوے ہیں اپنی عاقبت کیوں خراب کروں جہانتک
زور چلیگا تم سبکو مارونگی اور اپنی بھی جان دونگی اور شمشش حرامزادہ کیا کریگا خدا ہے بزرگ است
اور یہ سنا تھا کہ لقراط جادو نہایت برہم ہوا اور نعرہ کیا کہ او چھوکری زبان درازی مت کر سینہ دیکھو

زبان شیریں نہ ملی بجائے خداوند شمشیر کو تو برا کہتی ہوا اور زمین پر لوٹکر اژدر آتشین بنکر دوڑا محروق جادو بھی اژدہا بنکر
دوڑی آپسمیں قلاب آتشین چلنے لگے دو گھڑی تک اژدہے بنکر دونوں لڑا کیے مطلب بر آری نہ ہوئی بقراط جادو
اژدہے سے ہاتھی بنگیا محروق شیر بنکر دوڑی گھونسہ اور طمانچہ چلنے لگا گھڑی بھر تک یہ لڑائی بھی رہی اور مطلب
کسی کا حاصل نہ ہوا کہ محروق نے ہیئت اصلی ہوکر ایک ترنج سحر ستک پر ہاتھی کے مارا کہ وہ زخمی ہوا اور بصورت
اصلی ہوگیا اور گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور اسقدر گرد اڑی کہ محروق اسمیں چھپ گئی لیکن محروق نے
بڑی ہوشیاری کی ایک ترنج جھولی سے نکالکر مارا کہ گرد برطرف ہوئی اب محروق نے ماش کے دانے جھولی سے
نکالے دوسرے ہاتھ میں ترنج سحر لیا دانے پڑھکر بقراط جادو پر مارے کہ بنگاریاں بنکر اسپر گرے وہ ردسحر میں
مصروف تھا کہ ترنج محروق نے مارا سینے پر بقراط جادو کے پڑا کہ مثل تیر کے توڑکر نکلگیا تڑپکر زمین پر گرا پھڑکنے لگا
آندھی چلی آگ برسی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی اور ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بقراط جادو بود لہب یہ دیکھکر
بھائی بقراط کا سقراط جادو میدان میں آیا محروق تو سر بقراط کا لیکر خدمت صاحبقران میں آئی امیر نے اور سرداروں
نے بہت تعریف کی ادھر سقراط جادو نے مبارز طلب کیا کہ طاؤس جادو اجازت لیکر میدان میں آئی سقراط جادو
اژدہا بنکر دوڑا طاؤس جادو گینڈا بنی لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک لڑائی رہی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا اخیر
سقراط جادو شیر بنا طاؤس جادو ارنا بنی لڑائی ہونے لگی پرکالہ آتشین اڑ رہے تھے لیکن طاؤس جادو نے سحر
تمام کیا لڑتے لڑتے غائب ہوگئی اور سقراط جادو متحیر تھا کہ سر پر اسکے ایک سنگ گران گرا کہ ہزار ٹکڑے سر کے
ہوگئے اور سقراط جادو بھی سقر کو چلا گیا آندھی چلی آگ برسی طاؤس جادو سر اسکا کاٹکر لے آئی کہ بہرام جادو لشکر
زلزلہ جادو سے نکلا اور پکارا کہ او چھوکرا و غضب کیا تمنے کہ ان دو ساحروں کو مارا کہ باز زلزلہ جادو کا توڑ دیا لیکن اب
میرے مقابلے کو آؤ تو معلوم ہو بس فضل جادو اجازت لیکر گردن سحر اڑا کر میدان میں آیا بہرام جادو نے تلوار میان سے
کھینچکر کچھ اسم سحر دم کرکے آسمان کی طرف پھینکدی کہ وہ برق بنکر فضل پر گری لیکن اسنے بھی سپر سحر سر پر قائم کی لیکن
زخمی ہوا بس غیظ و غضب میں آکر گولہ فولادی بہرام پر مارا اسنے ہنسکر ہاتھ میں پکڑ لیا یہ ساحر سحر پر اپنے بہت مغرور تھا
کہ شاگرد رشید یہ زلزلہ جادو کا بس گولے کا ہاتھ میں لینا تھا کہ آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اور گولہ پھٹا ایک ترنج آہنی
نکلکر سینے پر بہرام کے پڑا کہ توڑکر نکلگیا بہرام زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر مرگیا فضل سر اسکا لیکر پھرا ادھر سے
عجائب جادو ایک جانور مہیب و عجیب پر سوار زلزلہ جادو سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا خضران جادو
بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابل ہوا دیکھا عجائب جادو کا قد کوئی سوا گز کا ہے رنگ روسیاہ ہاتھ پاؤں
نیلے گوش مثل گوش فیل کے بینی ندارد صرف دو سوراخ سانس لینے کے لیے بنے ہوئے ہیں سینے تک جسم آدمی کا
کمر سے نصف بدن دیو کا ہے پاؤں مثل گھر کے ہیں نہایت ساحر زبردست بھائی زلزلہ جادو کا ہے فضل کو
دیکھتے ہی گولا فولادی زمین پر مارا کہ تتق گرد بلند ہوا کہ میدان میں سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب بعد تھوڑی دیر
کے گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ تمام صحرا میں لالہ زار پھولا ہوا ہے کہ آن واحد میں وہ لالہ زار غائب ہوگیا اور
نرگس زار نظر آنے لگا کہ یکایک وہی نرگس زار سنبلستان ہوگیا غرضکہ ہر شخص اسکے عجائبات میں محو ہوا کہ یکایک
وہ سنبلستان کشت زعفران ہوگیا لیکن خضران تو مصروف ردسحر تھا باقی ساحران اسلام پر ہنسی طاری ہوئی اور
خودبخود اس کشت زعفران کو دیکھکر قہقہہ مارنے لگے کہ خضران جادو نے سحر دم کیا اور دستک دی کہ وہ سحر
جو اسنے رات بھر میں تیار کیا تھا اسکا اثر ظاہر ہوا کہ ایک ابر گرجتا ہوا آیا اور سنگ باری ہونے لگی کہ تمام

کشت زعفران نیست ونابود ہوگئی عجائب جادو نے ترنج مارا کہ وہ منتشر ہوگیا اور خود اژدر دوسر بنکر خضران پر دوڑا
خضران نے لکیر زمین مین کھینچکر دو تھپڑ مارا کہ ایک دیوار درمیان مین دونون کے قائم ہوگئی اور خود تیر مار کر غرق
زمین ہوگیا لیکن عجائب جادو ساحر زبردست ہی دوڑکر ٹکر ماری کہ دیوار اراراکر گری اب یہ دیوار کے ٹکڑے ہٹا ہٹا کر
خضران کو دیکھ رہا ہی کہ کہان پر دبا ہوا ہی کہ پشت سے زمین شق ہوئی اور نعرہ خضران کا ہوا جب تک یہ سنبھلے سنبھلے
تیغہ پڑا کہ دو ٹکڑے ہوئے خضران سر اسکا بھی لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اُدھر سے عزائب جادو
بھائی اسکا میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ہیمونہ جادو سامنے تخت شاہی کے آئی اجازت خواہ ہوئی فرمایا حافظ حقیقی
نگہبان ہی ہیمونہ بھی سحر اپنا اسی خوف سے تیار کر چکی تھی کہ فوج مشمش سے مقابلہ آسان نہین ہی بس میدان مین
آتے ہی دستک دی کہ سحر اسکے ہزار ہا بندر پیدا ہوئے اور افسر انکا ایک بہت بڑا جنگا دری بندر تھا آتے ہی
عزائب جادو کو گھیر لیا اسنے بھی جلدی سے گنڈلا کھینچا اور حد سحر قائم کی کہ کوئی بندر اُسکے اندر نہ آسکا اور جھولی سے
اپنی موم نکالکر صورت لنگور کی تیار کی اور پیٹ مین اُسکے بہت سے دانے رائی سرسون کے بھر دیے اور دو اسکے
ہاتھ کے پڑھکر مارے کہ وہ لنگور اُچھلکر ان بندرون پر دوڑا اور ایک ایک بندر کی گردن مروڑکر پھینکنے لگا لیکن
اُس بندر سے سامنا ہوا کہ جو سب کا افسر تھا پکیتی چلنے لگی اُدھر عزائب جادو عقاب بنکر اُڑا کہ نکلجاؤن اور دیگر
گرون تو آکر لڑون ہیمونہ جادو باز بنکر اُڑی عقاب کا پیچھا کیا سدراہ ہوئی اب اُدھر تو باز وعقاب مین لڑائی
ہونے لگی ادھر بندر نے لنگور کا پیٹ پھاڑ ڈالا کہ لنگور تو مر گیا مگر شکم سے اُسکے ہزار ہا لنگور پیدا ہوئے اور
فوج ہیمونہ سے لڑنے لگے اب ادھر تو باز وعقاب مین پنجہ چل رہا ہی اُدھر لنگورون اور بندرون مین لڑائی
ہو رہی ہی کہ یکایک باز وعقاب لڑتے ہوئے زمین پر گرے بس یہ دیکھنا تھا کہ بہت سے بندر دوڑے اور آکر گھیر لیا
لنگور بھی دوڑے لیکن بندرون نے پورا محاصرہ کر لیا اور ہیمونہ پری نے عقاب کو پکڑکر گردن مروڑ ڈالی پر پرزے
نوچکر پھینکدیے گوشت نوچکر کھا گیا بس زمانہ تیرہ وتار ہوگیا زمین کو زلزلہ ہوا آگ برسی خاک اُڑی بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کہ ہئی مرا نام من عزائب جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کی پڑی ہی کہ گوشت
بدن پر بالکل نہین ہی بندر نوچ نوچکر کھا گئے ہین سر ہیمونہ جادو نے ہاتھ مین ہی لاکر صاحبقران کے نذر کیا پیرون پر
ڈالدیا بندر جیدھر سے آئے تھے اُسی طرف چلے گئے لنگور غائب ہوگئے غرضکہ شام تک بارہ ساحران زبردست
لشکر زلزلہ جادو کے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے زلزلہ اپنے خیمے مین آیا مسند
پر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا اسنے اپنے رفیقون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو ان خدا پرستون
سے لڑکر بہت بھائی اور رفیق میرے مارے گئے مگر کل اسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور نشہ
شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر لشکر اسلام مین پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا
چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا سے نبرد ہوئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین نقیب
نہیب دیکر چلے گئے تھے سب نگران تھے کہ دیکھین کون میدان مین نکلتا ہی فرعون گنبد مینائی پر سے تماشا دیکھ رہا ہی
لقائے بے لقا ایک طرف فوج لیے کھڑا ہی کہ زلزلہ جادو خود اپنے اژدہے کو بڑھاکر میدان مین آیا اور پکارا کہ
ای ساحران عالم مجھے تمپر افسوس آتا ہی کہ کیون اپنی جانین مفت دیتے ہو آؤ سجدہ کرو فرعون شاہ کو کہ مین خطائین
تم سب کی معاف کرادون اور عوض خون کا اپنے بھائیون رفیقون کے نہ لون ورنہ ایک آن مین غارت کردونگا
ادھر لوگ للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہی جھنجھلاکر زلزلہ جادو نے مبارز طلب کیا ادھر سے مکلل خان جادو

کہ پہاڑوں میں ساحری ہی اور سب ساحروں سے زبردست ہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مقابل میں زلزلہ جادو
کے کھڑا ہوا زلزلہ جادو نے کہا کہ ای مکلل خان ہم تجھے نہایت بزرگ جانتے تھے اور عزت تیری سب ساحروں
میں زیادہ تھی تو ناحق جاکر خدا پرستوں سے ملا اب بھی ہمارے شریک ہو جا اسنے جواب دیا کہ کیا بکتا ہی ہم غلام ہیں
صاحبقران کے اُنکے قدم پر جان اپنی نثار کرینگے تجھپر ہمیشہ لعنت کرتے رہینگے یہ سنا تھا کہ زلزلہ جادو غیظ و غضب میں
آکر فیل مست بنکر دوڑا مکلل خان جادو شیر بنکر دوڑا لڑائی ہونے لگی ایک پہر تک یہ ہنگامہ رہی کہ فیل گھونسہ مارتا ہی
اور شیر طمانچہ مارتا ہی دونوں غلطاں ہیں کہ زلزلہ جادو غائب ہوا آکر شیر کو پیروں سے مسلنے لگا یہ دیکھکر ساحران اسلام
نے زلزلہ جادو پر سحر کیا لیکن کارگر نہ ہوا قریب ہی کہ مکلل خان جادو ہاتھ سے زلزلہ جادو کے مارا جاے امیر اُسکے
واسطے افسوس کر رہے ہیں عجب ایک غلغلہ عظیم لشکر میں برپا ہی بادشاہ اسلام تاج سر سے اُتارے دعا مانگ رہے ہیں
اور سب اہل اسلام خدا کو پکار رہے ہیں اُدھر فیل نے سونڈ میں اپنی گردن شیر کی لپیٹ لی ہی پاؤں سے گرد باکے
چاہتا ہی کہ چیر کر پھینکدے کہ یکایک آسمان پر ابر تیرہ و تار نظر آیا اور آن واحد میں اُس میدان میں پھیلکر قائم ہوا
آواز رعد کے گرجنے کی آنے لگی بجلی چمک رہی ہی کہ ایک مرتبہ صدا گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور بجلی چمککر اُسی طرح فیل پر گری
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مکلل خان بیہوش تھا مگر اب اُس ابر سے ہزار در ہزار برقیں چمک چمککر گرنے لگیں کہ لشکر
میں زلزلہ جادو کے ایک تہلکہ مچگیا اور کافر مر مر کے فی النار والسقر ہونے لگے ہر ایک سحر کرتا تھا لیکن برقیں کسی شی سے
نہ رکتی تھیں آواز یا ساحری یا جمشید کی بلند تھی ادھر لشکر اسلام متحیر کہ یہ کون غضب الٰہی اس لشکر کفار پر نازل ہوا ہی
یہانتک کہ تھوڑی دیر میں سارے لشکر کا خاتمہ ہوگیا اب دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا اور اُسمیں سے ملکہ برق جادو بھانجی
مامہ جادو کی تخت پر سوار پیدا ہوئی کہ دونوں ہاتھوں میں پرکالہ آتش لیے ہوے تھی جسوقت اشارہ کر دیا بجلیاں
چمک چمککر گرنے لگیں آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا امیر کی خدمت میں تسلیم بجا لائی صاحبقران بہت خوش و کمال مسرور ہوے
عمرو پکارا ای ملکہ برق جادو تمنے وہ کار نمایاں کیا کہ سبحان اللہ ہم تو سمجھے تھے کہ تم نہ اوگی بارے یہ وقت آئیں اگر تم
نہ پہنچو تو مکلل خان مارا گیا تھا اور کوئی ساحر اتنا بھی نہ تھا کہ زلزلہ سے مقابلہ کرتا ای محبوب جانی عجب کام کیا برق
بولی بس واہیات نہ بک ادھر امیر نے حکم دیا کہ لشکر زلزلہ کا اسباب لوٹ لو سارا لشکر دوڑ پڑا عمرو نے سب سے پہلے
پہونچکر جال مارنا شروع کیا تمام نقد اُڑا دیا غرضکہ مال و اسباب کفار کا لوٹ کر خرم و شاداں پھرے اُدھر فرعون
نہایت ملول کمال غمناک پھرا انجیتیارک نے کہا یا خداوند بس خاتمہ ہوا ساحر مشمش کا اب مرشد ایک آدھ روز میں
اُسے مار ڈالینگے فرعون بولا چپ رہ فال بد منہ سے نہ نکال ادھر بادشاہ نے برق جادو کو خلعت عنایت کیا
ضیافت کی کہ اسی درمیان میں خبر آئی کہ پانچہزار آدمی پنچھی کے ہوکر رہگئے امیر نے برق جادو سے کہا کہ ان جانوروں
کی تدبیر کرو اُسنے حال پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہیں کہا کہ ایک ساحر کہ نام اُسکا طائر جادو تھا وہ لاکر چھوڑ گیا ہی
برق جادو نے کہا کہ میں اگر اُسکو دیکھوں تو تدبیر کروں کوئی شخص مکان اُسکا دریافت کرکے مجھسے کہے خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نے کہا بی بی اگر مجھپر آوازہ ہی تو میں ہرگز نہیں جانے کا مجھسے کچھ نہ ہوگا برق جادو بولی کہ تجھسے کبھی کبھی
کچھ ہوا ہی جو اب ہوگا عمرو پکارا کہ صاحب تم ساحرہ زبردست ہو مامہ جادو کی بھانجی ہو جو کچھ ہوگا تمہیں سے
ہوگا برق بولی کہ ارے میں اُسے دیکھوں تو کچھ کروں یا بغیر دیکھے عمرو بولا کہ بی بی جو بندہ ہو یا بندہ امیر نے دیکھا
کہ عمرو جی چُراتا ہی نہیں جاتا رقعہ پانچہزار تومان کا لکھکر صحن بارگاہ میں پھینکا کہ جو کوئی طائر جادو کی خبر لاے وہ یہ انعام
خزانے سے لے عمرو نے کہا کیوں صاحبو کوئی ہی کہ طائر جادو کی خبر لاے کسی نے جواب نہ دیا آخر عمرو نے خود رقعہ اُٹھالیا

اور کہا کہ حمزہ اسپر دستخط کر دے کہ مین خزانچی سے لے لون صاحبقران نے اسی وقت دستخط کر دیا عمرو خزانے سے فورًا روپیہ لیکر روانہ ہوا اگر تھیلی ہاتھ مین ہلاتا ہوا کہ مبادا کوئی جانور سر پر بیٹھ جائے تلاش مین طائر جادو کی روانہ ہوا دن بھر تلاش کی کہین پتا نہ لگا دوسرے دن پھر روانہ ہوا دوپہر کا وقت تھا کہ ایک روشنی صحرا مین معلوم ہوئی لیکن دور پر بس اُسی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہی اور گرد اُسکے تختہ لالہ زار کا پھولا ہوا ہی قضائے کار یہی مکان طائر جادو کا ہی اور طائر جادو واسطے سیر کے گنبد سے نکلا ہی عمرو نے جو اُسے دیکھا پہچانا نہایت خوش ہوا کہ مکان تو اس حرامزادے کا معلوم ہوا گلیم اوڑھ لی کہ مبادا مجھے یہ دیکھے اور صورت تیری مشہور ہی پہچانے اور ایک پلے نیچے ایک درخت کے بیٹھکر فکر کرنے لگا اور طائر جادو کی طرف دیکھ رہا ہی کہ کیونکر اسے قتل کیجیے یہ تو اس فکر مین تھا کہ ہوا سے گلیم اُڑکر سر سے گر پڑی عمرو کو مطلق خبر نہین ناگاہ طائر جادو کی نگاہ عمرو پہ پڑی اور بخوبی پہچانا سمجھا کہ یہ تیرے قتل کی فکر مین آیا ہوگا اور ساحر مشمش اسی کے خوف سے پوشیدہ ہی بس یہ خیال کرکے ایک دوستخط زمین پر کھینچکر مارا کہ عمرو آدھا زمین مین غرق ہو گیا اسوقت عمرو آگاہ ہوا کہ گلیم تیرے سر سے اُڑ گئی ناچار ہو کر گلیم جلدی سے اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لی طائر جادو نے قریب آکر ہاتھ پکڑکر عمرو کو کھینچا اور کہا او قاتل ساحران دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون تجکو لیے چلتا ہون ساحر مشمش کے پاس وہ بہت خوش ہوگا ای دزد باریک گردن فتنہ انگیز تیرے خوف سے ساحر مشمش ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہی عمرو نے کہا مین وہ نہین ہون جسے تم سمجھے ہو مین نے کسی جادوگر کو نہین مارا اور میرے بدن مین گوشت نہین ہی فقط پوست و استخوان ہی طائر جادو نے کہا او مکار مین تجھے چھوڑتا کب ہون اور عقاب کی شکل بنکر دونون پنجون مین عمرو کو دبوچکر اُڑا اور ساحر مشمش کے پاس روانہ ہوا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ اب صورت بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی دفعتًا آ پہونچی حالت یاس و اضطراب مین دعا مانگنے لگا اور آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ مثل مشہور ہی جسکو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے + بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہووے + ابھی زندگی عمرو کی باقی تھی کہ دعا عمرو کی مستجاب ہوئی کہ اُدھر سے سواری قمرزاد کی آتی تھی دیو تندک ساتھ تھا آگے آگے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور آدمی کو پنجے مین دبوچے لیے جاتا ہی تندک اُسپر دوڑا اُسنے چاہا کہ سحر کرے تندک نے گلا اُسکا پکڑ لیا اور عمرو کو چھڑا کر سامنے قمرزاد کے لایا قمرزاد نے عمرو کو دیکھا پہچانا تندک سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ کوئی ساحر ہی جو خواجہ کو پکڑے لیے جاتا ہی قمرزاد نے کہا کہ لا اسے کھا جا یہ تو خدا سے چاہتا تھا اور اسی امید پہ پکڑ کر لایا تھا بس جلدی سے اُسے ہاتھ مین مسلکر گولیسی بنا کر حلق مین ڈال گیا بس ایک شور و غل ہوا تاریکی ہو گئی تندک کے پیٹ مین ایسا درد ہوا کہ زمین پر لوٹنے لگا بیرون نے اُسکے بہت ہاے واویلا مچائی کچھ نہ ہوا آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر جادو بود حیف جاندادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب عمرو کو ہوش آیا سامنے قمرزاد کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا کہ ای قمرزاد مین تجھین حقیقت مین دیکھ رہا ہون یا صورت تمھاری خیالی ہی قمرزاد پکارا کہ خواجہ آپ کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا تھا اُس سے چھڑایا ہی حقیقت مین آپ میرے پاس ہین عمرو قریب آکر بیٹھا دل کو تسکین ہوئی خوف مرگ دفع ہوا کہا کہ بیٹا عجب حال ہی لشکر اسلام کا اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ بیٹا ہم تو کوڑی کوڑی کو تنگ ہین قرض لیکر کھاتے ہین مدعیون کا بلوا رہتا ہی حمزہ ایسا خسیس ہو گیا ہی کہ سوا تنخواہ کے اور ایک پیسا نہین دیتا قمرزاد نے کشتیان جواہر کی منگوا کر پیش کین عمرو نے بہت سی دعائین دیکے سب کو نذر زنبیل کیا اب قمرزاد نے کہا کہ خواجہ مجکو مدد کو پدر بزرگوار کی بھیجا ہے اُنکے تمام دشمنون کا ایک طرفۃ العین مین کام تمام کر دونگا عمرو نے کہا بیٹا تو مزاج سے حمزہ کے واقف ہی کہ اُسکو دیو پری کی مدد سے نفرت ہی اور

خورشید جادو کا حال اور آنا قمر لیشہ بیسلطان کا اور اسکو مارنا بیان کیا اور کہا اس احسان کا یہ ثمر ملا کہ حمزہ قمر لیشہ پہ بہت
خفا ہوا اگر تم قریب لشکر اسلام کے رہو مین وقت اور موقع دیکھکر تمھین بلا لونگا اور اب تم مجھے لشکر اسلام مین پہونچا دو
قمر زادو نے ایک دیو سے کہا کہ تو جا کر سامنے لشکر اسلام کے خواجہ کو چھوڑ آ دیو عمرو کو پہونچا کر چلا گیا عمرو وہان سے
تیسرے روز لشکر اسلام مین آیا یہان تمام دربار جمع سب فکر مین بیٹھے ہین کہ عمرو تین روز سے گیا ہوا ہے نہین معلوم
اسپر کیا گذری امیر نے خواجہ زادو نسے کہا ہے کہ بیٹی دیکھو تو عمرو خیریت سے ہے برق جادو بھی پشیمان د
کہ مین کیون جادوگر کی تھی جو عمرو گیا دلین دعائین مانگ رہی کہ حسرت یہ ہے کہ بیقرار ہو کر رو دے کہ دروازہ
بارگاہ سے عمرو بن امیہ ضمری نمایان ہوا آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا برق جادو نے کہا کہ خواجہ کیون
طائر جادو کی کوئی فکر کی کہا کہ بی بی اسے جہنم کو بھیجا برق جادو پکاری کہ جانور تو اسیطرح موجود ہین کہا
کہ مین اس سے لاچار ہون اور میری جان تو خدا نے بچائی وہ مجھے پکڑ کر ششمش جادو کے پاس لیے جاتا تھا
کہ قمر زادو نے اسے دیو سے پکڑوا کر پھکوا دیا مجھے بچالیا ابھی تو دیو مجھے پہونچا کر گیا ہے یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی
کہ دو ہزار آدمی اور بہر سک ہو کر رہ گئے امیر نے گھبرا کر کہا کہ اے برق جادو فکر ان جانورون کی کر دانے ستم
کیا مین کیا کوتاہی کرتی ہون اور بہت جانور بارہ جواب بجری بنا بنا کر اڑائے کہ ان جانورون کو صید کرین کچھ نہوا اور کسی
ہاتھ وہ جانور نہ آئے اور اسم اعظم نے بھی اثر نہ کیا صلاحین ہونے لگین ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی سے
انکی تدبیر نہوگی عمرو نے کہا سبحان اللہ سب صاحبون نے یہ سیکھ لیا ہے کہ جو کام کریگا عمرو کریگا ارے صاحب عقل کہ ناخون
تو شعور پیدا کرو سمجھ کر بات کیا کرو جبکہ ساحران عالم جمع ہین انکے پشم کندہ نہین ہوتی اسم اعظم سے کام نہین نکلتا تو مجھسے
کیا ہوگا لیکن ساحر ششمش کے مرے یہ جانور دفع نہونگے سب یہ جواب سنکر چپ ہو رہے اور عمرو بھی چپکا ہو کر بیٹھا فکر کرنے لگا ایک
مرتبہ اٹھکر بارگاہ سے باہر آیا اور صحرا مین جا کر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبایا کہ نجمہ پیدا ہوا اور عمرو کو لیگیا سامنے ناہید
قمر طلعت کے بیٹھا دیا ناہید دوڑ کر لپٹ گئی کہ بھیا آؤ آج کدھر نکل آئے عمرو بولا کہ ہمشیرہ عجب مصیبت ہے لشکر
اسلام پر کوئی آدھا لشکر تقریباً ہو گیا ہے اور وہ جانور کسی طرح دفع نہین ہوتے ساحرون سے بھی رد سحر نہین ہوتا میرے
نزدیک جب تک ششمش جادو کا ہے چند روز مین خاتمہ ہو جائیگا اور افسوس ہے کہ تم کچھ ہمارے کام نہ آئین دیکھو برق جادو نے اسطرح
تمام لشکر کی معاونت کی ہے تجھ سے کچھ کام نہین نکلتا ناہید نے کہا کہ پھر مقصد تو اپنا بیان کرو آخر مین کیا کرون خواجہ آجتک
جو تمنے کہا وہ مین نے کیا اب جو کہو وہ کرون عمرو بولا اے ہمشیرہ مین چاہتا ہون کہ حال ساحر ششمش کا مفصل معلوم ہو
کہ کہان رہتا ہے اور کیونکر مارا جاسکے ناہید نے کہا کہ بھیا اب تک تو مین نے چھپایا کہ فرعون مجھے بہت محبت رکھتا ہے اور میرا
بھی گھر بار برباد ہوگا مگر اب دوستی دین اسلام مین سب کچھ مین نے چھوڑا سب کو ترک کیا اب صاف صاف تجھسے کہدیتی ہون
خواجہ کنارہ پر دریا سے قلزم کے ایک جادوگر ہے کہ نام اسکا کوکب جادو ہے اسنے واسطے نگہبانی ساحر ششمش کے
طلسم باندھا ہے کہ کنارہ معدوم ہو گیا ہے وہ مارا جائے تو کنارہ دریا کا معلوم ہو وہان پر ایک سرو ہے اخضر و سبز و قائم
اسکا اسمین ساحر ششمش نہنگ کی صورت بنا ہوا اکیلا رہتا ہے اور آگے پیچھے اسکے ہزارہا ماہیان شیر سر و شتر سر و فیل سر و گاو سر
وغیرہ پر بیجرہ اور اسباب ضروری اسپر لدا ہوا اسا ئدا اسکے رہتے ہین لیکن اتنا تو حال مجھے معلوم ہے زیادہ اس سے
مین بھی نہین جانتی بلکہ فرعون کو بھی زیادہ اس سے نہین معلوم ہے اب آپ جسطرح ممکن ہو اسکے مارنے عمرو بولا خیر خدا
چاہیگا تو تدبیر اسکی ہو جائیگی اب مجھے رخصت کرو ملکہ ناہید نے ششمس جادو سے کہا کہ بھائی کو پہونچا آ
ششمش اسی وقت عمرو کو اپنی پشت پہ سوار کر کے لایا اور لشکر اسلام مین اتار کر چلا گیا یہان لوگون نے کہا کہ

عمرو بہ وقت کہین چلا گیا سچ ہے برے وقت کا کوئی ساتھی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکا چلے جانا بیجا ہے کیونکہ کام کے لیے اسی کو جانا پڑتا ہے کہانتک وہ جانبازی کرے کبتک اپنی جان کو نہ ڈرے لیکن امیر فرماتے ہین کہ رب کعبہ عمرو کی جان میری جان کے ساتھ ہے کبھی وہ اس بلا مین چھوڑ کر مجھکو نہ جائیگا کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ کہان تھے عمرو نے کان مین صاحبقران کے سب حال کہدیا اور کہا کہ حمزہ جبتک کوکب جادو نہ مارا جائیگا کنارہ دریا کا جہان ساحر ششمش رہتا ہے نہ معلوم ہوگا فرمایا کہ خواجہ یہ بھی تمھین سے ہوگا عمرو نے کہا حمزہ یہ کام بڑے ساحرون کا ہے امیر نے برق جادو کی طرف دیکھا وہ بولی کہ مین ایک نگاہ اسے دیکھ لون پھر مارنا اسکا کچھ مشکل نہین ہے عمرو نے کہا کہ دکھانا اسکا ذمہ میرا ہے آپ میرے ساتھ چلیے برق جادو پکاری کہ مین موجود ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خدا تم دونون کا نگہبان ہے برق جادو اسی وقت ہنس پر سوار ہوئی اور اڑ کر چلی عمرو پیچھے پیچھے سایے کو دیکھتا ہوا چلا

داستان مارا جانا کوکب جادو کا ہاتھ سے برق جادو کے

برق جادو تو بالاے ہوا چلی جاتی ہے عمرو ہنس کو دیکھتا ہوا مانند باد صرصر کے اڑتا ہوا چلا جاتا ہے تمام دن ڈھونڈھتا صحرا بھر کو چھان مارا لیکن کہین پتا کوکب جادو کا نہ معلوم ہوا قریب شام ایک قلعہ فولادی کا معلوم ہوا کہ مانند پہیا کے گردش مین تھا اور گنبد مین ستارے جڑے ہوئے تھے اور گرد قلعہ کے خندق ہے کہ اسمین سیماب بھرا ہوا ہے عمرو اس قلعہ کو اور ستارون کو دیکھکر حیران ہوا دفعتہ وہی برق جادو زمین پر اتری عمرو نے کہا کہ مجھے طلسم کوکب جادو کا یہی معلوم ہوتا ہے برق جادو نے کہا کہ ہان خواجہ طلسم کوکب یہی ہے یہین چاہیے مگر خواجہ رات بہت بیتنی سے بسر ہوگی عمرو نے کہا کہ اے محبوب جانی تمھارے دم کے واسطے فرش پلنگ شراب کباب سب سامان عیش موجود ہے لیکن قلعہ سے دیکھکر برق جادو نے کہا کہ مین ابھی ہنس پر سوار درخت پر بیٹھی رہونگی عمرو پیرون پر پڑا کہ ملکہ مین تمکو اسی واسطے یہان لایا ہون کہ ہم تم عالم تنہائی مین بیٹھینگے ہنسین بولین گے کیونکہ موت زیست سب کے لیے ہے آرزو تھا وصل کی باقی نہ رہے ساحر ششمش سے سامنا ہے خدا جانے کیا ہوگا حسرت دل کی تو نکلجاے برق جادو تیوریان چڑھاکر بولی بس چپ رہ ساتھ اپنے ایسی گفتگو نہ کرنا مجھے یہ باتین بھلی نہین معلوم ہوتین جا تو جہان چاہے بیٹھ مین درخت پر ہونگی عمرو نے کہا ملکہ مین تمھین بانسری سناؤنگا تم خفا ہو اور کوئی حرکت گستاخانہ سرزد نہوگی برق جادو تو بانسری کی عاشق ہے کہا کہ خواجہ بغیر بنسے بولنے کا مضائقہ نہین ہے عمرو بولا کہ مین غلام ہون غرض عمرو نے زنبیل سے فرش نکال کر بچھایا پلنگ مسہری دار لگایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اب دونون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے بھوک سب کو لگی تھی عمرو نے کھانا ہر رنگ کا نکال کر برق جادو کو اپنے ہاتھ سے نوالے بنا بنا کر کھلایا برق نے نوالے بنا کر عمرو کو کھلائے بعد اسکے جام شراب گردش مین آیا غرض کہ عجیب لطف کی صحبت تھی کہ جنگل مین منگل تھا اب برق جادو نے کہا کہ وعدہ پورا کرو خواجہ ہم بانسری کے مشتاق ہین عمرو نے کہا ابھی اور بانسری نکال کر قفلیان درست کرکے بجانا شروع کیا خوب بجایا اب برق نے کہا کہ خواجہ کوئی دل چلی غزل شروع کرو عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

درد فرقت کبھی جدا نہوا	چین سے دل نہوا تھا نہ ہوا	نالہ کو عرش تک رسا نہوا	بسپت اپنا تو جو صلا نہوا
تیرے نالون کی بھی شکایت کی	ظلم کا ہے کچھ گلا نہوا	وہ گئے لیکن اے غم فرقت	پاس سے ہاے تجھے جدا نہوا
اسپہ کیا گذری ہجر مین ایموت	جیسے تیرا بھی آسرا نہوا	یون تو ارمان کو تڑا نکلنے کا شوق	وصل کی شب یہ جو صلا نہوا
مجکو بیچین کرکے فرقت مین	درد کو بھی سکون ذرا نہوا	ہنس پڑے وہ بڑی خوشی ہے	جب یہ عقدہ کسی سے وا نہوا

دل پرایا ہوا محبت مین | اور اپنا وہ دلربا نہوا
غیر سے بھی وہ ہو لیے پوشیدہ | تجھسے یہ کام اچھا نہوا
یہ ہوا تجھسے دوستی کرکے | کہ عدو اپنا اک زمانا ہوا
آرزو اعتبار یار کا کیا | لے گئے دل دوست پھر نہوا

فائدہ پھر مری برائی سے | جب عدو کا بھی کچھ بھلا نہوا
درد گو دونون پہلوون مین ہا | پر طرفدار ایک کا نہوا
تھین وہ زنجیر ہجر کی کڑیان | کہ کبھی ختم سلسلا نہوا

غرضکہ عمرو ایسا بجا یا گایا کہ ملکہ برق جادو نہایت محظوظ ہوئی دو پہر رات گئی دونون عاشق و معشوق پلنگ پر لیٹے بوس و کنار ہوا کیا برق جادو تو سو رہی عمرو جاگا کیا گل چینی گلشن جمال کی کیا کیا صبح کو برق جادو بھی بیدار ہوئی ہاتھ منہ دھویا عمرو نے برق کی خاطر سے پھر بانسری بجائی اور بھیرون مین یہ غزل گائی

غزل

حسینون کے خیال آ آ کے یون دل سے نکلتے ہین
کہ دم بھی تیرے جانبازون کے مشکل سے نکلتے ہین
کسی کی روح بعد ذبح یہ فریاد کرتی ہے
سخن مطلب ہی کے گفتار سائل سے نکلتے ہین
نہ جبتک خود اٹھا لے بار ہم اٹھتے نہین ہرگز
بجائے خون وہی ہر زخم بسمل سے نکلتے ہین
وہ شبنم ہو کے گرتے ہین سحر تک دامن گل پہ
یہ مشکل کام اپنے جذبۂ کامل سے نکلتے ہین
ترقی لاغری کی ہو اسیری کا نہین کچھ غم
ہمارے دل کے ارمان تیغ قاتل سے نکلتے ہین
خلش تلوون کی جاتی ہے پہونچکر کوئے جانان مین
لگا ہین سکے اپنے دیدۂ دل سے نکلتے ہین

ستا لیلیٰ ادا جب طرح محمل سے نکلتے ہین
دلون کی خیر ہو یارب کہ کچھ گھر سے نکلتے ہین
ہم آغوش خم شمشیر قاتل سے نکلتے ہین
مری صحرانوردی سے حذر پانو نہین کرتے
سرافرازی کا خلعت پاکے محفل سے نکلتے ہین
حسینین اپنی طرف کھینچے ہوئے ہو جذبۂ کامل
جو آنسو رات کو پھر چشم عنادل سے نکلتے ہین
اثر ہو ہمہ ظاہر سوز باطن کا یہ فرقت مین
کہ دو اک روز مین قید سلاسل سے نکلتے ہین
جو تیرے بزم مین چلتے بھی ہین وہ آنکھین کھینچتے
یہ کانٹے راحت و آرام منزل سے نکلتے ہین
وہ جیا کے پھول جو سونگھے ہوئے اپنے کف داغ دل

بھلا ارمان تو لب تک آتے ہین دل سے نکلتے ہین
کلیجے چھید جاتے ہین اسکی محفل سے نکلتے ہین
مری باتون مین بوسہ کی طلب کے کیون نہ پہلو
کہ ہر ہر گام پر نالے سلاسل سے نکلتے ہین
لہو ہوتے رہے تا زیست جو ارمان ہی قاتل
کہین وہ تیر بھی اے چارہ گر دل سے نکلتے ہین
اثر اٹھتا کشیدہ خاطری کا اسکے دکھلانا
کہ چھالے ہو کے اکثر شعلے مرے دل سے نکلتے ہین
گلے ملنے کی امیدین بر آتی ہین دم آخر
کہان شکوہ زبان شمع محفل سے نکلتے ہین
کسی کو ڈھونڈتے وقت مین کچھ دیدار یار
ہم اسکی اک نشانی لیکے محفل سے نکلتے ہین

وہ نالے آرزو کے جا بجا ہین فرط ضبط سے کیونکر | جو ہو ہو کر پریشان تنگی دل سے نکلتے ہین

غرضکہ خوب ملکہ برق کو محظوظ کیا اب آفتاب نکل آیا عمرو نے کہا کہ ملکہ اب تم جاؤ مین کوکب حرامزادہ سے سمجھ لونگا برق جادو نے کہا خواجہ تمھاری دانائی سے بعید ہے کہ مجھے تم رخصت کیے دیتے ہو لوگ نہ بدنام کرتے تھے تو بدنام کرینگے کہ کیا سبب جو برق جادو اکیلے پھر آئی اور کوکب کو نہ مارا بغیر اسکے مارے میرا جانا مناسب نہین ہے اب تم ایسی کچھ تدبیر کرو کہ کوکب جادو گنبد سے باہر آئے تو مین سہل مین اسے مار لون عمرو نے کہا اچھا اور تمام اسباب اٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا برق جادو تو ہنس پر سوار ہو کر ایک درخت چنار پر جا بیٹھی اور عمرو وہان سے فکر کرتا ہوا چلا قریب قلعہ کے پہونچکر ٹھہرا ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک گھسیارا مصیبت کا مارا گھاس چھیل چھیل کر جمع کر رہا ہے عمرو اسکے پاس آیا دو اشرفیان زنبیل سے نکال کر مصری کی بنی ہوئی اسے دین کہ تو جاکر دیوار قلعہ کی چھوکر چلا آ مین اسکے بدلے دو اشرفیان تجھے دیتا ہون وہ کمبخت لالچ مین آکر اشرفیان لیکر قلعہ کی طرف دوڑا اخندق کے قریب پہونچا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی اور گنبد سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اسپر گرا کہ وہ جل کر خاک ہو گیا عمرو یہ حال دیکھکر کانپ گیا لیکن بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک ساحر اسی قلعہ مین سے نکلا کہ ایک تھال سونے کا اسکے ہاتھ مین تھا اسمین اسباب سحر لگا ہوا تھا جہان کہ وہ ستارہ ٹوٹ کر گرا تھا وہ جگہ خالی تھی اسی مقام پر ایک گولی موم کی بنا کر رکھی کچھ پڑھکر اسپر دم کیا کہ وہ مثل ستارہ کے چمکنے لگی

عمرو گلیم اوڑھے ہوئے پھرا کہ دیکھو کوکب جادو بھی ہے برق جادو کہ رات بھر کی جاگی ہوئی تھی آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی عمرو نے ہوشیار کیا کوکب جادو کو دکھایا احوال اُس آدمی کے جانے کا بیان کیا برق جادو نے ہنس کو اپنے آسمان کی طرف اُڑایا اور اُس گنبد قلعہ سے بلند ہوئی سر پہ کوکب جادو کے بالا سے ہوا قائم ہوئی کوکب جادو ستارہ قائم کرکے اُٹھا تھا کہ قلعہ میں جاوے کہ برق جادو نے ہاتھ کو جنبش دی کہ صدا کڑکڑاہٹ کی ہوئی اور بجلی چمک کر کر سر پہ کوکب جادو کے گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اک غلغلہ ہوا جہان تاریک ہوگیا خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا کہ نعش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے نہ وہ گنبد ہے نہ قلعہ ہے نہ خندق ہے دریا کا کنارہ صاف معلوم ہوتا ہے برق جادو اور عمرو پھر کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے لیکن عمرو نے کپڑا اور اسباب کوکب کا جو لیا برق سے بہت خفا ہوئی کہ تیری خست سے حد ہے عمرو نے کہا بی بی مال موزی نصیب غازی تم پڑھی لکھی ہو مطلع معلوم ہوتی ہو یہاں امیر کشور گیر منتظر بیٹھے تھے کہ عمرو اور برق دونوں سر کوکب جادو کا لیے ہوئے پہونچے اور تمام حال بیان کیا امیر نے بہت تعریف برق جادو کی کی اور خلعت دیا بعد اُسکے عمرو سے بزبان عربی کہا کہ خواجہ کہو رات بھر تم نے خوب مزے کیے معشوق بغل میں تھے عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ بس تیری بدگمانی سے پناہ ہے امیر نے کہا کھاؤ تو ہمارے سر کی قسم عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سر پر رکھ دیا کہ سوا ہنسی ٹھٹھے کے اور کچھ نہ تھا لیکن عمرو نے جو امیر کو خوش دیکھا ذکر قمرزاد کا چھیڑا کہ حمزہ وہ آرزو سے قدمبوسی رکھتا ہے فرمایا کہاں ہے عرض کیا اجازت ہو تو لے آؤں ارشاد ہوا کہ اچھا لاؤ عمرو لشکر سے باہر آیا وہ دیو کہ قمرزاد نے عمرو کے پاس متعین کیے ہیں ایک دیو ہر وقت پوشیدہ حاضر رہتا ہے وہ عمرو کو اُٹھا کر قمرزاد کے پاس لایا قمرزاد عمرو کو دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ عمرو جان آپ مجھکو بھول گئے تھے کہا کہ نہیں میں کہہ گیا تھا کہ موقع دیکھ کر ذکر تمہارا چھیڑونگا اب اسوقت میں نے دیکھا کہ حمزہ خوش ہے ذکر تمہارا کیا اب چلو میرے ساتھ اسی وقت قمرزاد اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر بارگاہ صاحبقرانی میں قدمبوسی حاصل کی امیر نے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم لشکر اپنا ہمارے لشکر سے دور صحرا میں اُتار دو
قمرزاد نے لشکر اپنا بہت دور اُتارا آپ خدمت صاحبقران میں حاضر رہا

اب داستان عجائب بیان تہلکہ بحر عیاری کی مارنا ساحر ششمش کو دریا میں جاکر گزارش ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ صاحبقران نے فرمایا صاحبو خواجہ اور ملکہ برق جادو نے تو کوکب جادو کو مارا اب دریا کا کنارہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے اب تدبیر کرنا ساحر ششمش کی ضرور ہے کس واسطے کہ اگر یہ ایام بھی اسی سے گزر گئے تو پھر وہ مارا نہ جائیگا سب نے عرض کیا کہ شہریار ہم سب تو کہہ چکے ساحر ششمش سے نہیں لڑ سکتے ایک یہی اُسکی زبردستی ظاہر ہے کہ جانور جو اُسکے سحر کے بنے ہوئے ہیں ہم نے ہر چند سحر کیا لیکن وہ آج تک نہیں ہٹے یہ ہم سامری ہے ساحر کی مجال نہیں ہے کہ اس سے سامنا کر سکے ہم سے ساحر ششمش کا کچھ نہو سکیگا جو کچھ ہوگا خواجہ سلامت سے ہوگا امیر مخاطب ہوئے عمرو کی طرف فرمایا کہ خواجہ سوا تمہارے مارنے والا ساحر ششمش کا نہیں ہے عمرو بولا کہ حمزہ ساحر ششمش ساحر ہے میرا اُسکا مقابلہ کیا دوسرے یہ کہ وہ دریا میں رہتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں دریا سے کسقدر ڈرتا ہوں کہ کشتی کو کھٹولا ملک الموت جانتا ہوں مجھ سے کچھ نہو سکیگا اُس وقت صاحبقران نے ایک کروڑ اشرفیوں کا توڑا کرکے صحن بارگاہ میں پھینکا کہ جو ساحر ششمش کو مارے یہ کروڑ اشرفیاں اُسکی ہیں اور لوٹ شہر فوعونیہ کی اُسے معاف ہے عمرو نے وہ رقم تو اُٹھا لیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران یہ بھی ساتھ ہی شرط ہے کہ جس جس سردار کو میں چاہوں اپنے ہمراہ لیتا جاؤں اور وہ جانے میں انکار کرے تو لاکھ روپیہ جرمانہ دے امیر نے

ع

وہ نوشتہ بھی سربمہر کر دیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے تو رقعہ لیا اور بائیں ہاتھ سے ہاتھ امیر کا پکڑا کہ اٹھیے میرے ساتھ ہو لیجیے فرمایا کہ یہ حمزہ پہنچ رہی ہے میرے ساتھ دغا کرتا ہی تو میرا اور یہاں کیا کام ہے عمرو بولا اگر آپ کو انکار ہی تو کوئی اور کاہے کو اقرار کریگا اور جرمانہ داخل کیجیے اب میں ہرگز نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیجیے گا یا ساحر شمشش کا مارنا ہنسی ٹھٹھا ہے امیر یا تو تیر اٹھا کر کھڑے ہوئے کہا تو جا ہم بھی چلتے ہیں تمہارے ہمراہ ہوں بعد اسکے عمرو نے کرب غازی اور بدیع الزمان اور علمشاہ رومی اور قمر زاد کو ساتھ لیا کسی نے انکا سبب پوچھا عمرو نے قمر زاد سے کہا کہ تم لشکر ساتھ لیکر پہلے جاکر دریا پر اترو اور نشان بتا دیا کہ فلاں مقام پر اترنا قمر زاد تو لشکر ساتھ لیکر روانہ ہوا عمرو نے عیاروں میں حضرت مہتر قران کو ساتھ لیا بادشاہ اسلام کو دین پناہ صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر فرعون معرکہ آرائی کرے تو سکندر فرخ لقا چوگان ہاشم وغیرہ موجود ہیں اُس سے لڑینگے اور عمرو نے چالاک کو اپنی صورت بناکر اپنا قائم مقام کیا اور برق جادو کو ہمراہ لیا باقی ساتھ والوں کو وہیں چھوڑا اور کنارہ دریا کا راستہ لیا امیر عمرو سے ہنستے آتے ہیں کہ خواجہ برق جادو سے خوب بدلہ لیا عمرو بولا حمزہ کسی کا سردار ہے طوفان اٹھا ہیں کیوں تو کسی کو بدنام کرتا ہے امیر نے فرمایا جب تم کوکب جادو کے مارنے کو گئے تھے برق کو ساتھ لیگئے تھے عمرو بولا حمزہ وہ علیحدہ بستی ہیں میں اُس سے دور رہتا امیر نے کہا کہ کھاؤ تو قسم اسوقت عمرو نے مفصل حال بیان کیا غرض کنارے دریائے محیط و اخضر و قلزم کے پہونچے وہاں خیمہ قمر زاد نے پہلے سے ایستادہ کروا رکھا تھا اُسمیں داخل ہوئے کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو اٹھے نماز پڑھی دعا مانگی اور کنارے دریا کے آکر آپ میں کہو ہاتھوں میں لیکر دریا میں دیکھنا شروع کیا کہیں ساحر شمشش نہنگ کی صورت بنا ہوا ہو تو دکھائی دے کسی کو نظر نہ آیا آخر سب مجبور و ناچار وہاں سے اٹھکر چلے آئے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مجکو تو میں نے یہی بتا دیا تھا کہ یہاں سے خوب دیکھا اور یہاں ساحر شمشش کہیں نہیں معلوم ہوتا امیر نے فرمایا کہ میں لشکر میں جاکر فرعون کو مار دونگا پھر حال ساحر شمشش کا بھی معلوم ہو جائیگا عمرو نے کہا حمزہ وہاں بھی تو ساحر شمشش نے طلسم باندھ رکھا ہے جھنڈیاں گرد شہر کے گڑی ہوئی ہیں کہ شہر فرعونیہ میں کوئی جا نہیں سکتا جبتک ساحر شمشش نہ مارا جائیگا کچھ نہ ہوگا فکر قتل ساحر شمشش کی مقدم ہے فرمایا سو تمہارے اور کسی سے فکر اسکی نہ ہو سکیگی عمرو نے کہا ایک شرط سے میں اسکو مارنے دریا میں جاتا ہوں کہ برق جادو کا عقد میرے ساتھ ہو جائے امیر نے برق جادو کو الگ لیجا کر خوب سمجھایا اُسنے عرض کیا کہ میں کنیز ہوں راہ اسلام میں جان تک میری کام آئے تو نثار کرنے کو موجود ہوں مگر اسمیں شرط یہ ہے کہ چاہ الماس کے خراج سے سروکار نہ رکھے امیر نے عمرو سے کہا جو تم چاہتے ہو وہ تو برق جادو نے قبول کیا بشرطیکہ تم چاہ الماس کے محاصلات سے خبر نہ ہو عرض کیا کہ غلام کو منظور ہے غرض دونوں طرف سے نوشتہ و خواندہ ہوئی کاغذ پر شاہدوں کی مہریں ہوگئیں ایک کاغذ عمرو کے پاس رہا ایک برق جادو کے پاس اب عمرو دریا کے فکر میں غوطہ زن ہوا العبد یہ کہ ایک تدبیر خیال میں آئی اُسی وقت نجاروں کو لشکر سے بلا کر انکو نقشہ بنا کر دیا کہ اس صورت کا صندوق بناکر تیار کرو کہ دریا میں پڑے تو مچھلی کی صورت معلوم ہو نجاروں نے علیحدہ قنات کھڑی کروا کر اُسمیں بیٹھکر صندوق مچھلی کی صورت کا بنایا اور چہار طرف اُسکے چار آئینے لگوائے کہ آپ میں کہ اُسمیں احوال پانی کے اندر کا مفصل معلوم ہو اور دونوں طرف اُس کے منہ پیچھے کے دو سوراخ ایسے رکھے کہ اُسمیں سے آمد و رفت ہاتھ کی بخوبی ہو اور ان سوراخوں پر بھی آئینے نصب کروائے اور درزیں اُسکی موم سے بند کروا دیں کہ پانی اُسمیں سرایت نہ کرسکے جب وہ صندوق تیار ہوا انجاریکر آئے عمرو نے رنگسازوں کو بلایا کہا کہ اسپر رنگ ایسا پھیرو کہ مچھلی میں اور اسمیں فرق نہ معلوم ہو رنگسازوں نے ویسا ہی رنگ پھیرا اب عمرو نے امیر سے کہا حمزہ غلام رخصت ہوتا ہے عفو تقصیرات کا امیدوار ہے کہ موت زیست سب کے ساتھ ہے خدا جانے زندہ پھر آنا ہو یا نہ ہو

امیر دوڑ کر عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا خواجہ ہرگز تم جانے کا ارادہ نہ کرو بھی مرگ انبوہ جشنے دارد جو سب پر گذریگی وہ تم پر
بھی گذر جائیگی عمرو بولا کہ حمزہ یون جان دینے سے حاصل کیا ہاتھ پیر ہلاؤ کیون نہ مرین شاید مدد پروردگار ہو کہ
وہ حرامزادہ ہاتھ آجائے بس میرے واسطے دعا کیجیے کہ مین فتحیاب ہون عمرو کی باتون پر کلیجے شق ہوتے تھے کرب
دبدیع الزمان وعلمشاہ سب لپٹے ہوے روتے تھے غلغلہ حشر انگیز برپا تھا آخر عمرو نے کھانا پانی کئی دن کا اپنے
پاس رکھا اور پھر سب سے رخصت ہوا برق جادو بھی آبدیدہ ایک طرف کھڑی تھی اُسنے بھی امام ضامن بازو پر عمرو
کے باندھا کہا کہ خدا کو سپرد کیا ہے عمرو صندوق کھولکر اندر اُسکے گیا اور دونون ہاتھ سوراخ سے باہر نکالے اور
کمند آصفائے باصفا کا ایک سرا صندوق مین لپیٹکر ہاتھ مین لیا دوسرا سرا امیر کے ہاتھ مین دیا اور ایک چرخی لکڑی
کی دائی امیر سے کہا کہ اب صندوق میرا اُٹھا کر دریا مین پھینکدو اور بعد میرے ناموس میرا تباہ نہ ہو مین آپکے
سپرد کرتا ہون امیر صندوق کو گلے لگاکے رو رہے تھے کرب وغیرہ بھی لپٹے ہوے رو رہے تھے کہ عمرو نے امیر سے
کہا ای شہریار اب زیادہ مجکو خلائق مین رسوا نہ کیجیے کہ عمرو ساحر شمشش کی فکر مین جاتا ہے صندوقچہ میرا ای چرخی پر
دریا مین ڈالدیجیے اور سرا کمند کا اسی ریت پر باندھ دیجیے جب کمند کو جنبش ہو آپ جانیے گا مین نے ساحر شمشش
کو پکڑا اُسی وقت کمند کھینچ لیجیے گا یہ کہکر دروازہ صندوقچہ کا بند کر لیا اور کمند سے معجزہ ملاعب کیا کہ ای کمند تو دراز
ہو جا امیر نے صندوقچہ عمرو کا ریت پر سے دریا مین پھینکا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے سرا کمند کا لیے ہوے انتظار
مین بیٹھے تھے آنکھین لڑی ہوئی تھین کہ جب عمرو کمند ہلاے تو اُسے کھینچین لیکن وہ نہنگ بحر عیاری اُس بحر بلا مین پہونچکر
تلاش مین ساحر شمشش کے روانہ ہوا اور صندوقچے مین کل لگائی تھی کہ جس طرف دل چاہے کل کے زور سے
صندوقچے کو پھیر لیجیے عمرو نے تین روز تک تلاش نہنگ کی کیا تہ زمین تک ڈھونڈھ مارا کہین پتا ساحر شمشش کا
نہ لگا دل مین کہا کہ ای عمرو تا ہمیشہ تیرے ساتھ دغا کی کون اپنے گھر کی بربادی چاہتا ہے اور نہین تو ساحر شمشش
انسان ہو اور انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس گرداب بلا مین زندگانی کرے یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا اور
آئینہ آب مین سے چہار طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک دریا متلاطم ہوا دیکھا کہ بڑی بڑی مچھلیان بھاگی چلی آتی ہین اور
پانی صاف ہوتا جاتا ہے اور پانی کی موجون اُٹھنے کا غل ہے اور پر کا کھلے آتش اُٹھتے معلوم ہوتے ہین عمرو گھبرایا
کہ یہ پانی مین کیسی آگ لگی ہوئی ہے لیکن خیال کیا اور سمجھا کہ یہ مقرر آمد ساحر شمشش کی ہے کنارے ہوکر دیکھنے لگا کہ ہوا
تیز چلی پھر دیکھا کہ لکہ ابر درہ کوہ سے نکلے چلے گئے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نہنگ عظیم کوئی دوسو گز کا قد اور تمام بدن منقش
اور سر پر ایک بڑا سا سینگ منہ سے شعلہاے آتش نکالتے ہوے چوپا طرف دریا کے سیر کرتا ہوا نکلا عمرو نے اپنے
دل مین کہا یہی ساحر شمشش ہے صندوقچہ کی کل کو پھیر ادھر اُس نہنگ کے آیا اور کمند آصفائے باصفا کا حلقہ بناکر
شاخ مین نہنگ کی مارا اور کھینچا کہ کمند شاخ سے گذر کر گلے مین اُس نہنگ کے آئی اور مضبوط ہوئی ساحر شمشش
حیران ہوا کہ یہ کیا بلا تجھپر نازل ہوئی چاہا کہ اُسے توڑے وہ کب ٹوٹتی ہے جو جو زور کرتا ہے گلے مین پیوستہ ہوتی جاتی ہے
سانس تنگی کرنے لگی تڑپنے لگا عمرو نے کمند کو ہلایا یہان امیر ہر وقت اُس کمند کو دیکھا کرتے ہین ریت کے سرے مین کمند
بندھی ہے کھانا پینا سونا جاگنا سب اُسی مقام پر مقرر کیا ہے تین شبانہ روز گذرے اور کمند کو حرکت نہ ہوئی
امیر کو وہم ہوا کہ شاید عمرو گمشدہ کر گیا یا کوئی اور آفت پڑی بس تیغ مارکر عمرو کے لیے رونے لگے اور کہتے تھے
کہ ای حرز بازوے اسلامیان وای ہیکل بازوے صاحبقران ای انیس و مونس حمزہ وای عاشق
معشوق حمزہ واسطے خدا کے صورت اپنی مجھے دکھا کہ اب مجھ مین طاقت تیری جدائی کی باقی نہین

اس حالت اضطراب مین چاہا کہ دریا مین گر پڑے کہ جہان میرا یار گیا ہو ان مین بھی جاؤن لگا کرب وبدیع الزمان
وعلمشاہ لپٹ گئے اور کہا کہ اے شہریار جلدی نہ کیجیے ادھر برق جادو رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ افسوس فلک نے
ہمکو بے وارث کردیا ہمارا چاہنے والا نہ رہا غرضکہ کنارے دریا کے ایک قیامت برپا تھی کہ دیکھا کمند کو حرکت ہوئی خلل ہوا
کہ کمند ہلی امیر تو عاشق ہین عمرو کے راستہ دیکھ رہے تھے بمجرد حرکت کے پکڑا کمند کو کھینچنا شروع کیا ایک ساعت بھر مین صندوقچہ
عمرو کا ریت پرے ہوکر زمین پر گرا امیر دوڑ کر لپٹے کرب وبدیع الزمان وغیرہ سبھی لپٹے ہوئے تھے عمرو صندوقچہ کھولکر
باہر آیا صاحبقران کے قدمون سے لپٹا امیر عمرو کو گلے لگا کر رو دئے کہا کہ خواجہ اگر آج تم نہ آتے تو مین دریا مین کود پڑتا
اپنی جان دیتا عمرو بولا کہ اے شہریار مین تلاش مین تھا اُس کا فرغدار یعنے ساحر ہشمش کی فرمایا کہ پھر کچھ پتا لگا عرض کیا
کہ اے شہریار مین کمند مین باندھکر اُسے چھوڑ آیا ہون حمزہ اتنا بڑا نہنگ ہیبتناک کبھی نہ دیکھا تھا دو سو گز کا تو اُسکا
قد ہے اور کوئی پندرہ یا بیس گز کی شاخ اُسکے سر پہ ہے رستم دیکھے تو زہرہ آب ہوجائے آدمیون اُسکی بڑے بڑے نہنگ
گھڑیال سوئس نکر وغیرہ بھاگے جاتے تھے اور ابر کے لکے سایہ فگن شعلے منہ سے نکلتے ہوئے جب اُسے مین نے دیکھا کانپنے لگا
مگر مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ تیسرے دن تو اب اسکا پتا لگا ہے یہ چلا گیا تو پھر کاہے کو ملیگا بس اپنے دل کو دلیل کرکے
اُسکے پاس اپنے صندوق کو لیگیا اور حلقہ کمند کا شاخ پر اُسکی مارا اُسنے اُچھل کر اپنے کو کھینچا وہ حلقہ اُسکے گلے مین
پہنچی ہوگیا جب وہ گرفتار ہوچکا تو تڑپا اور بھاگا مین نے کمند سے معجزہ طلب کیا کہ اے کمند تو دراز ہوجا جہان تک یہ بھاگے
بڑھی ہوجا اب گرفتار تو مین کرچکا کھینچنا آپ کا کام ہے اُسے کھینچ لائیے کیونکہ آپ صاحبقران ہین مین دبلا پتلا ہون امیر نے
سردارون سے کہا کھینچو کھینچو زور کرو بس علمشاہ کرب بدیع الزمان قہرزاد سب نے باری باری کھینچا کسی سے نہ کھینچا
اُسکے بعد خود امیر نے خدا کو یاد کرکے زور کیا دو چار ہاتھ کھینچا پھر تڑپ کر نکلگیا کئی زور صاحبقران نے کیے دو چار ہاتھ
کھینچا پھر زور کرکے ملا گیا اب صاحبقران نے علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ سب کو شریک کرکے زور کیا
لیکن ساحر ہشمش ایک پہاڑ مین لپٹگیا تھا ایک ہاتھ بھی نہ کھینچا آخر سب عاجز ہوئے امیر نے فرمایا خواجہ تمہین کھینچو گے
تو کھینچیگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھ مین اتنا زور کہان مگر وہ ہیہو تو مین کھینچوا دون امیر نے پانچہزار تومان عمرو کو دیے اُسوقت
عمرو نے کمند ہاتھ مین لی اور معجزہ طلب کیا کہ اے کمند تو گز بھر کی ہوجا سب دیکھتے تھے کہ کمند جو ایک مرتبہ کھینچی تو ایک
نہنگ عظیم الشان اُسی چرخ پر سے ہوکر چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا کہ زمین پر غار ہوگیا تھا اور سب نے جو نہنگ کو
دیکھا خائف ہوئے مگر وہ نہنگ مانند ماہی بے آب کے تڑپ رہا تھا اور زمین اُسکے تڑپنے سے شق ہوئی جاتی تھی گلا
تو کمند مین پھنسا ہوا تھا مگر نتھنون سے پھنکار مارتا تھا کہ شعلہ آگ کا نکلتا تھا از بسکہ کمند معجزے کی تھی نہ جلتی تھی
نہ ٹوٹتی تھی اور گلے مین نہنگ کے پیوستہ تھی پہر بھر تک وہ تڑپا آخر کو سست ہوا ایک سرا کمند کا عمرو کے ہاتھ مین
دوسرا سرا نہنگ کی گردن مین جب نہنگ سست ہوا عمرو نے کہا کیون حرامزادے ہشمش جادو تو نے مجھے بڑی
محنت لی دیکھا کیونکر پکڑا تجھے او حرامزادے تو سمجھا تھا کہ عمرو پانی سے ڈرتا ہے نہ آئیگا مین تیرے لیے آگ مین جاتا اور
تو نے وہ جانور جو سحر کے بناکر بھیجے سب کا ناک مین دم ہے آدھا لشکر تیرا کا ہوگیا ہم تو عاجز ہوکر تھکا کر لے آئے کہ دیکھا
کسی طرح جان نہین بچتی مگر خدا نے فضل کیا کہ ہاتھ لگگیا او حرامزادے دیکھ تجھے کس طرح مارتا ہون عمرو کلمات طعن آمیز
کہہ رہا تھا اور وہ سن رہا تھا جواب دینے کی تو قدرت نہ تھی گلا کمند مین پھنسا النفس در قفس پیچیدہ تھا چکا نگاہ حسرت
دیکھ رہا تھا یقین مرگ ہوگیا تھا کہ عمرو نے امیر سے کہا آپ دیکھتے کیا ہین قتل کیجیے اس حرامزادے کو امیر نے سردارون
سے کہا کہ یارو اس کا فکر کرو ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کردو سنتے ہی علمشاہ رومی بدیع الزمان کرب … اور

قمرزاد تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے آن واحد مین صدہا تلوارین پڑگئین مگر یہ روئین تن آہنین بدن ہر غلط تک نہ پڑا جو
تلوار پڑی اُچٹ گئی امیر نے خود تیغ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کچھ نہ ہوا رونگٹا تک نہ کٹا جو تلوار پڑی تھی ساحر شمشش ہنستا تھا
اور اب لسکے اوپر گھنڈ بھر ادر سخت باقی رہ گیا اُسنے اپنے جسم ظاہری کی تدبیر کر لی ہے کہ کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ سمجھے ہوئے ہے
کہ اتنا زمانہ گذرا اور مین چھوٹا پھر میری موت نہین ہے لیکن امیر باتوقیر نے مجبور ہو کر عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تمھین ایسے
مارو گے تو یہ مریگا عمرو نے کہا حمزہ رشوت کچھ دو ن تو ملک الموت کو بلاؤن صاحبقران نے فرمایا کیا واہیات
بکتے ہو ملک الموت نے بھی کہین رشوت لی ہے مگر تم اسکی قتل کردا کی پانچہزار تومان ہمسے لو عمرو نے کہا یہی چاہتا ہون
امیر نے روپیہ منگوا کر عمرو کو دیئے عمرو نے روپیہ تو نذر زنبیل کیے اور بڑا سا کرچھا نکالا آگ جلوا کر سیسہ اُسپر گرم کیا جب سیسہ خوب
پگھلا عمرو واُس کرچھے کو اُٹھا کر شمشش کے برابر نہنگ کے لایا نہنگ نے منھ بند کر لیا عمرو نے ہتھوڑا داؤدی نکالکر جو منھ پر مارا چوکا دانتونکا
ٹوٹکر حلق کے اندر جا رہا ایک درچہ ہو گیا عمرو نے سیسہ اُسمین پلا دیا بس سیسہ اسکا احشا رودے پردے جلاکر خاک ہو گئے تڑپنے لگا
ایک چار گھڑی تڑپا آخر کو جہنم واصل ہوا ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سنگباری ہوئی اولا برسا کیا بعد پہر بھر کا ل کے
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ساحر شمشش بود سیرون نے اُسکے بہت خاک اُڑائی لیکن کچھ تدبیر نہ ہوسکی خاک اُڑا کر چلے گئے
اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر جسیم القامت مرا ہوا پڑا ہے سلاخ شیشے کی چھ تڑونکے درمیان سے گذر گئی ہے بال سر کے پیرون تک
ہین اور سیاہ فام ہے تہ پنتالیس ارنج کا ہے لنگ کہاروے کا بندھا ہے بت شانے سے کہنی تک بندھے ہین عمرو نے دیکھا کہ بت
چاندی سونے کے جواہر نگار ہین کھولکر نذر زنبیل کر لیے بعد اُسکے امیر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی پاے فیل مین بندھوا کر آگے
سواری کے لیچلو امیر نے عمرو کو خلعت ایسا عنایت کیا کہ آج تک کسی کو نہ دیا تھا برق باد و نے کہا کہ خواجہ یہ وہ کام
تمنے کیا ہے کہ کسی سے نہ ہو سکتا شعر غیر تو کس راہنبود دسترس + آنچہ تو کردی نکند ہیچ کس + خواجہ ہم ساحر تھے لیکن ہمارا
حوصلہ نہ پڑا کہ ساحر شمشش کو ڈھونڈتے یا اُس سے سامنا کرتے یہ دل و جگر تمھارا ہی تھا عمرو نے کہا بی بی یہ سب تمھاری خاطر
سے مین نے کیا غرض حمزہ صاحبقران لاشہ ساحر شمشش کا پاے فیل مین بندھوا کر لیکے روانہ ہوے رخ لشکر اسلام کا کیا
مگر یہان شہر فرعونیہ کا حال سُنیے کہ اُدھر تو ساحر شمشش مارا گیا اُدھر شہر فرعونیہ مین زلزلہ ہوا گنبد مینائی کرچیان ہو کر
اُڑ گیا اور وہ جھنڈیان کہ ایک ایک علم معلوم ہوتا تھا وہ کاغذ بیرقین بنکر رہ گئین لڑکے اُسے لوٹکر لیگئے بختیارک نے
وہ تاریکی اور زلزلہ جو دیکھا فرعون سے کہا کہ ساحر شمشش مارا گیا فرعون پکارا او فرمساق کیا واہیات بکتا ہے خبردار
ایسی بات پھر منھ سے نہ نکالنا نہین تو مار ڈالونگا کہ بعد دو گھڑی کے خبر آئی کہ گنبد مینائی کرچیان ہو کر اُڑ گیا اور وہ جھنڈیان
کہ ایک ایک علم معلوم ہوتی تھین وہ کاغذ کی ہو گئین لڑکے لوٹکر لیگئے بختیارک یہ سُنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا فرعون
حیران و پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ پہر دن رہے خبر آئی کہ حمزہ صاحبقران نے ساحر شمشش کو مارا عمرو دریا کے اندر
گھسکر اُسے پکڑ لایا لاشہ اُسکا پاے فیل مین بندھا ہوا حمزہ کے ساتھ آتا ہے یہ سُنتے ہی فرعون تو بیٹھے جی مر گیا بختیارک
نے کہا کہ مین نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کس واسطے کہ جب ساحر مرتا ہے تو اُسکی بنائی ہوئی شی مٹجاتی ہے غرض فرعون آکر
اپنے قصر پر بیٹھا لقا بختیارک سب اسکے پاس بیٹھے دیکھا کہ لاشہ ساحر شمشش کا پاے فیل مین بندھا ہوا لیے آتے ہین فرعون
نے پچھاڑ کھا رونا پیٹنا وہان سے اُٹھا تمام شہر فرعونیہ مین ماتم برپا ہوا شہر بھر سیاہ پوش ہوا لیکن امیر داخل لشکر ہوے
بادشاہ سے ملازمت حاصل کی تمام حال بیان کیا کہ خبر آئی وہ جو لوگ پتھر کے ہو گئے تھے وہ سب انسان ہوے
سنگینی اُنکی برطرف ہوئی فرمایا کہ یہ سب شعبدہ ساحر شمشش کے جادو کا تھا عمرو نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا
شہنشاہ گیتی پناہ نے بہت بھاری خلعت دیا کہ اس عرصے مین یہ خبر اخبار رائج فرعون کا ساحر شمشش کے غم مین اور

احوال شہر فرعونیہ کا گذرا تھا کہ جھنڈیان تو شہدے لوٹ لیگئے اور گنبد مینائی کہ ایک ایک اینٹ سونے اور چاندی کی
معلوم ہوتی تھی اب وہ اینٹین سنگ سرخ کی معلوم ہوتی ہین عمرو بیا اخبار پڑھکر بہت اخبار نویسون اور جاسوسون پر خفا ہوا
کہ کوئی ایسی خبر وحشت اثر لاتا ہی خبردار اب اسطرح کی خبر نہ سُناتا اُنھون نے عرض کیا کہ اسمین غلامون کا کیا قصور ہی
جو کچھ وہان ہوتا ہی ہم ٹھیک ٹھیک لکھتے ہین عمرو کو ہول کے مارے دست آنے لگے برق جادو نے کہا کہ خواجہ مین
تمھین ایک گنبد مینائی کے عوض دو بنا دونگی عمرو نے کہا کہ مجھے مکان سحر سے کام نہین ہی مجھکو مطلب زر و مال سے
ہی غرض امیر نے عمرو کو بیس ہزار تومان دیئے اور بادشاہ نے بھی خلعت وزارت ساعنایت لیا سردارون نے بھی حسب
لیاقت دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو اب تو غم نہین ہی عمرو نے کہا حمزہ غم تو کب رفع ہوتا ہی مگر خیر آنسو پونچھ لیے بعد اسکے
امیر سب ساحرون کی طرف مخاطب ہوے کہ صاحبو تمسے اقرار اسلام لانے کا ساحر شمشش کے مارے جانے پر تھا اب
وہ عنایت خدا سے جہنم واصل ہوا اب تم سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہو سب نے عرض کیا کہ ہمین انکار کب ہی امیر نے
سب کو کلمہ تلقین کیا سب ساحر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ تیاری جشن کی کرو عمرو نے کہا ای شہریار
اسی جشن مین شادی غلام کی برق جادو کے ساتھ کر دیجیے امیر نے برق جادو سے کہا اُسنے عرض کیا کہ مین کنیز ہون
مجھے عذر کب ہی غرضکہ جشن ہوا اور شادی عمرو کی برق جادو کے ساتھ ہوئی امیر نے نکاح خود پڑھا عمرو وصل سے برق جادو
کے کامیاب ہوا بعد اسکے تمام ساحرون کو امیر نے رخصت کیا سب اپنے اپنے ملک کو گئے ملکہ مہتاب جادو قبیلا کوہ
کو روانہ ہوئی عمرو قرق شیر و بیر کے باعث سے بیوہ تھی وہ ساتھ امیر کے رہی برق جادو نے عرض کیا کہ کنیز چاہ الماس
کو جائیگی یہان بیر دست ہو کر رہنا ساتھ عمرو کے نہ رہیگی عمرو کا جب جی چاہیگا ملاقات کو میری چلا آئیگا امیر نے فرمایا کہ
ای ملکہ برق جادو کوئی قبائل عمرو سے کچھ خلقی نہ کریگا کیا مقدور کسی کا جو تمھین ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے اسلیے کہ
سب کو میرا بھی پاس خاطر ہی برق جادو نے کہا ای شہریار چاہ الماس کا بند و بست کون کریگا فرمایا کہ اولوس جنی کو
بھیجو برق جادو نے اولوس جنی کو اپنا نائب کرکے روانہ چاہ الماس کیا برق جادو نے پردہ نشینی اختیار کی
لیکن حال فرعون کا سُنیے کہ مرنے سے ساحر شمشش کے نہایت اُداس بیٹھا ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ بختیارک
نے کہا یا خداوند فرعون شاہ کارخانہ آپکی خدائی کا شمشش جادو کے دم تک درست تھا اب کہیے کب ہوگا اگر
خدا پرستون نے طبل جنگ بجوایا تو کون مقابلہ کریگا فرعون نے کہا ای بختیارک مین اپنے دوستون کو نامے لکھتا ہون
سب مدد کو آئینگے بختیارک نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو پہلے حمزہ سے چالیس روز کی مہلت مانگ لیجیے بعد اُسکے اپنے
مددگارون کو نامے لکھیے فرعون نے کہا ای بختیارک ہمنے کئی ہزار برس سے بہتر یہی تدبیر کی تھی حقیقت مین تو وزیر
باتدبیر ہی اُسی وقت دبیر سے نامہ لکھوا کر عیار کے ہاتھ خدمت صاحبقران مین روانہ کیا یہان دربار جمع ہی سب سردار
موجود ہین خبر پہونچی کہ ایلچی فرعون کا آتا ہی فرمایا آنے دو ہمارے دو بندہ آیا مجرا کیا نامہ پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا
لکھا تھا کہ یا حمزہ صاحبقران مین چالیس روز کی مہلت آپ سے مانگتا ہون امیر نے اپنے ہاتھ سے پشت پر لکھدیا
کہ کیا مضائقہ ہی اور ای فرعون اب بھی ہوش مین آ دعوی خدائی کا ترک کر معبود حقیقی کو پہچان جتنے تیرے ملک مین
سب تجھکو بیدونگا بلکہ خراج بھی نہ لونگا دیکھ تجھکو بڑا بہروسا ساحر شمشش کا تھا اُسے عمرو نے کسطرح مارا جب قضا آتی ہی
پھر نہین ٹلتی ہزار پردون مین چھپے کیا ہو سکتا ہی یہی دلیل ہی خدا کے قادر مطلق ہونے کی غرضکہ بہت سے کلمات
نصیحت آمیز لکھکر نامہ عیار کو دیا اور خلعت سے سرفراز فرمایا وہ خوش خوش [illegible] نامہ دیا فرعون
مہلت پاکر بہت خوش ہوا اور اُسی وقت دبیر کو بلوا کر حکم دیا کہ نامہ ہمارے دو[illegible] حمزہ سے اور

مقابلہ ہے اور تمام پہلوان اور گردن کش مارے گئے ساحر بھی کام آئے کوئی لڑنیوالا باقی نہیں ہے اگر حق دوستی ادا کرنا ہو
تو آؤ اور شریک حال ہو کہ دوست وہی ہے جو برے وقت میں کام آئے شعر دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی + نامہ کو دیکھتے ہی کھانا وہاں کھاؤ تو ہاتھ یہاں دھو جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ
ایک نامہ سپہ وزیر بن صرصر کو بھیجا اور ایک نامہ زبور شاہ زرنگاری کو روانہ کیا اور ایک نامہ بدر بن زلازل
پیکپھی پاس ارسال کیا ایک نامہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو لکھا اور جا بجا سب طرف سے نامے
روانہ کیے آپ مصروف عیش و عشرت ہوا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ فرعون نے ہر طرف نامے لکھے ہیں لوگوں کو
اپنی مدد کے لیے بلایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں ہے مدد پروردگار میں کسی سے نہیں ڈرتا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ باہر سے
بارگاہ کے آواز زنگولوں کی بلند ہوئی عمرو نے کہا دیکھو تو عیار کہاں سے آئے ہیں کہ چوبدار باہر گیا آکر عرض کیا
کہ ملک یا ختر سپہ عیار آئے ہیں امیر نے فرمایا انھیں سامنے ہمارے لاؤ جب وہ سامنے آئے وعا و ثنا بجالائے
عمرو نے دیکھا کہ شبرنگ بن قران و جانسوز بن قران ساتھ چند عیاروں کے آئے ہیں عمرو نے ہر ایک کو
گلے سے لگایا نوازش کی اور حال یا ختر کا پوچھا انھوں نے کہا کہ ایرج نے بڑے ظلم کیے ہیں کوئی شہر نہیں چھوڑا
کہ جسے برباد کیا ہو اور لوگوں کو ایذا نہ پہونچائی ہو فرنگوشیہ میں چکیون خاور یون کو قتل کیا اخنم بن جمشید اخنمی
شہید ہوا عظمی آباد میں ملکہ جادو کو غوجان دریاباری کے ساتھ منسوب کیا اُس شیرزن نے غوجان کو
پہچان کیا اور بھاگی ایرج نے اُسے ہفت درہ عظمی آباد پر جا گھیرا اسد بن کرب غازی نے نقابدار بنکر
ملکہ جادو کو گٹھیوں پر سوار کرکے قلعہ ذوالامان کو روانہ کیا آپ لشکر ایرج پر شبخون مار کر چلا گیا بعد اُسکے
ایرج قلعہ ارستو حصار پر پہونچا چاہا کہ مال و خزانہ قبضے میں کرے سرہنگ بکی نے بڑے بڑے کام کیے کہ مالک بن
ملکوت شاہ کو پکڑ لیگیا ایرج عیاری کرکے قلعہ میں گیا سب کو چھڑا یا غلاموں کو آپ کے قتل کیا سرہنگ کی
بھی آخر کو شہید ہوا مال و خزانہ آپ کا ایرج نے برباد کیا یہ خبر سنتے ہی عمرو نہایت غیظ میں آیا امیر سے کہا کہ شہریار
اگر جا کر یا ختر میں اس بزانجیکے کو سزائے معقول دی ہوگی اور مال و اسباب اپنا نہ لیا ہو گا تو نام اپنا مہر سپہر عیاری
سے رکھا ہو گا اس آفتاب پرست نے غضب کیا کہ کچھ میرا پاس و لحاظ بھی نہ کیا خوب اسنے میری اُستادی کا حق ادا کیا
حمزہ میں اب ایک دم یہاں نہیں ٹکنے کا امیر نے دیکھا کہ عمرو خزانے کے لٹنے کا حال سنکر ہوش میں نہیں رہا ہے
فرمایا کہ اچھا خواجہ جاؤ اور اپنا مال و اسباب لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر جلد یہاں آؤ اُن سب سے کہو کہ اگر اپنی
آزمائش کرنا ہو تو آئیں جسکو خدا دے وہ صاحبقران زمانہ ہے عمرو نے کہا حمزہ ایسا ہی ہو گا سب کو شہر فرعون میں لاؤنگا
غرض اُسی وقت عمرو نے سامان سفر مہیا کیا اور ایک ایک سے رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن امیر بارگاہ میں بیٹھے ہوئے
سراپچے سامنے سے کھلوا دیے تھے سیر صحرا کی کر رہے تھے کہ بیابان سے بگولہ گرد کا اُٹھا جب وہ گرد غلطان یہاں
قریب آئی تو دل گرد سے ایک پیادہ سر برہنہ پیدا ہوا آکر سامنے بارگاہ سلیمانی کے کھڑا ہوا لوگوں نے اُس سے پوچھا
تو کون ہے کہاں سے آیا اُسنے کہا کہ شاطر ہوں بخیل یا ہرو کا درشہر سیقولیہ سے آیا ہوں عرضداشت لایا ہوں مدعا یہ
کہ پہلے سامنے صاحبقران کے پہنچاؤ کہ جواب و سوال کرکے چلا جاؤنگا امیر نے خبر سنکر اُسے بلایا اُسنے عرضی گذرانی
امیر نے کھولکر اُسے پڑھا دیکھا کہ سالم عرب اتالیق بخیل یا ہرو کا اُسنے لکھا ہے کہ یا صاحبقران دوران از قضائے الٰہی
بخیل یا ہرو دار دنیا سے عالم بقا کو کوچ کر گئے تابوت میں سے امانت رکھا ہے اور تمام مال و اسباب نقد و جنس
سربمہر جا بجا رکھا ہے اب اس مقدمے میں جیسا حکم ہو ویسا کیا جاوے اطلاعاً گذارش کیا گیا صاحبقران نے

یہ پڑھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش میں آئے آنکھوں سے آ
ور زبان پر تھا کہ ہائے بھائی تم ہمکو چھوڑ گئے اور ایسے گم ہوئے کہ کہیں نہ ملو گے اب ہم تمہیں کہاں [illegible] آیا ہر دن ملکہ گیتی افروز کو
خوب پیٹے بہت حالت تباہ کی تین روز تک سیاہ پوش رہے بعد اسکے اسی بہار کے [illegible] اور تو بہتر ہی نہیں لیکن زبدہ آفتاب پرست
عجیل کا لشکر مظفر میں پہونچا اور ایک راوی روایت کرتا ہے کہ اب قاسم کو [illegible] تو شمیم زنگی کو دیا کہ یہ نامہ [illegible] کر
مال و اسباب عجیل کا اپنے قبضے میں کرو اور ناموس کو اسکے قلعہ ذوالامان
اسکے کہنے کے مطابق قاسم حکم امیر سے روانہ ہوا بعد چند روز کے سیقولیہ روانہ ہوا وہاں سلیمان شاہ بارگاہ میں بیٹھا ہے
کو ساتھ کیا اور آپ ناموس مال و خزانہ ساتھ لیکر قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا زنگی سامنے آیا نامہ دیا سلیمان شاہ نے
اس سے پوچھا کہ تو کچھ حال ایرج کا جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے اسنے جواب دیا کہ اب اسکا لکھا یہ ہے کہ یہ ناموس صاحبقران
کہ شہر کو تباہ کرے قاسم نے کہا کہ سبب شہر کے تباہ کرنے کا کیا ہے اس اجل رسیدہ [illegible] نت دیکھ نہیں سکتا پہلے میں قتل کرونگا
ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہے چاہتا ہے کہ اسکو اہل اسلام سے چھین لے یہ کلمہ سنتے ہی جہان [illegible] و سلیمان شاہ فارسی نے
کھینچکر تیغہ بلارک افراسیابی کو مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور مال و خزانہ مع ناموس [illegible] بدیع الزمان قلعہ ذوالامان
سپرد کیا کہ تم لیکر آنا میں یہاں سے جلد جاؤنگا اور آپ تنہا سیارہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہ خیال [illegible] داشت چاہی ادھر
اس آفتاب پرست کو سزا سے معقول اور گوشمالی دونگا

ایدھر کلمے داستان داراب کشور کشا کے بیان کیے جاتے ہیں

تا ایرج کو عرضی لکھی [illegible] کام

کہ داراب کشور کشا نے بیدر بن زلازل بد جنسی کو پکڑ کے ملک سنبان میں چاہ کے اندر قید کیا ہے اور آپ [illegible] روانہ کیا
سے کوچ کرکے برابر قلعہ سنگینہ ملک حمران کے آیا اہرمن اور سارنج بن اہرمن نے دروازہ بند کر لیا شاہ کا
نے قلعہ کا محاصرہ کیا دوسرے روز پیغام بھیجا کہ اے اہرمن بہتر ہے کہ خزانہ بدیع الزمان کا میرے سپرد کر دو
جواب بھیجا کہ میں ایک حبہ اسمیں سے نہ دونگا تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر داراب یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور بہت
تدبیریں کیں کہ کسی طرح قلعہ لوں کوئی تدبیر نہ چلی قلعہ ہاتھ نہ آیا اسواسطے کہ قلعہ پہاڑ پر ہے اور گھاٹیوں پر پتھر
تراشے ہوئے رکھے ہیں راستہ تنگ ہے ایک سوار کے سوا دوسرا نہیں جا سکتا یورش کرے تو کیونکر کرے ناچار
متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ خبر پہنچی کہ بہمن جادو بیدر بن زلازل کو چھڑا کر لے گئی اور رنج زیادہ ہوا ارادہ کیا کہ قلعہ
کو وہ تنہا جاؤں مالک اژدر نے منع کیا کہ ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا داراب ناچار و مجبور وہاں سے کوچ کر [illegible] اور
شہر زرین پر آیا شہر زرین میں [illegible] بدیع الزمان کی طرف سے جمشید و خورشید مالک ہیں اور [illegible] سپہ
سالاری اسنے سنا کہ داراب قلعہ سنگینہ سے ملک حمران پر گیا تھا وہ قلعہ ہاتھ نہ آیا اور بیدر بن زلازل
کو پکڑا تھا وہ بھی چھوٹ گیا اب ادھر آتا ہے جلدی سے اسنے عرضی شاہزادہ نور الدہر کو لکھی کہ اے شہریار ملک اژدر
[illegible] اسکو [illegible] دست [illegible] سے داراب کو لیکر آیا ہے [illegible] چاہتا ہے کہ تمام علاقہ بدیع الزمان
کا داراب کے ہاتھوں برباد کرے اور شہر زرین پر آیا ہے ہم میں اتنی قدرت و طاقت نہیں ہے کہ داراب سے
مقابلہ کر سکیں جلد ہماری خبر لیجیے نہیں تو ہم سب مارے جائینگے اطاعت اسکی نہ کرینگے پس یہ عرضی لکھکر
سر بمہر کرکے عیار کو دی کہ پہونچا کر خدمت میں شاہزادہ نور الدہر کے پیش کرنا وہ عیار عرضی لیکر روانہ ہوا پاس سے
ناظری [illegible] ہوا اڑا ہوا چلا جاتا تھا اتفاقاً [illegible] عیار کا [illegible] میں پڑا ہوا تھا
اور [illegible] بیٹھا ہوا اسپر [illegible] تھا کہ دیکھا ایک عیار کمال چستی و چالاکی سے چلا جاتا ہے [illegible] شہاب [illegible] کہا

مقابلہ ہوا اور تمام پہلوان ان کی طرف سے آتا ہی خدا جانے کہان جاتا ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوکے دوڑا عیار کو روکا
تو آ کر اور شریک حال ہوکے بدتکو بلاتا ہی وہ غضنفر کے پاس آیا سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غضنفر نے پوچھا کہ
در پریشان حالی و درماندگی ہم تم نے تمام احوال داراب کا بیان کیا اور کہا کہ عرضی طربدخان کی شاہزادہ
ایک نامہ پرویز بن ہرمز کو بھیجا اور نے عرضی اُس سے لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا کہا پھر نور الدہر پاس جانے کی
کچھ بھی پاس ارسال کیا ایک نامہ صادر کو پڑا کرتا ہون اور اُسی وقت بوق بجائی لوگ اسکے تیار ہونے لگے
روانہ کیجیے آپ مصروف عیش و عشرت ہوا بارہ ہزار قزاق تیار ہوگئے تھے غضنفر اُس عیار کو ساتھ لیکر تیری
اپنی مدد کے لیے بلایا ہی فرمایا کچھ پروا نہیں کا خیمہ آکر سامنے شہر زرین یعنی شہر ونم کے استادہ ہوا لشکر داراب کا
بارگاہ کے آواز زنگولون کی بلند ہوا اور اسی ہزار نیزہ دار مالک اژدر کے علاوہ اُسکے ہین غضنفر دن تو دامن
کہ ملک با ختر سے عیار آگئے ہین نے دروازہ قلعہ کا بند کروالیا مستعد جنگ ہوکر بیٹھا کہ عیار نے آکر غضنفر کا حال
عمرو نے دیکھا کہ شہر تنگ ہاہی طربدخان پہ سنکر چپ ہو رہا مگر غضنفر بن اسد دو پہر رات گئے آکر لشکر داراب
گلے سے لگایا نوازش کی بارہ ہزار تلوار برسنے لگی آب پرستون مین ایک ہنگامہ قیامت نا برپا ہوا داراب
کہ جسمے برباد کیا ہوا تا مین اسکے ساتھ جلتی ہوئین آتے آتے وہان پہونچا جہان غضنفر لڑ رہا ہی اور قتل کر رہا ہی
شہر ہوا غلطی آدمی تلوارین مار رہا ہی ایک غلغلہ ہی آب پرست بھاگتے پھرتے ہین کوئی منہ پر چڑھ نہین سکتا
پہچان کیا اور بس کر رہے ہین کوئی آب پرست مقابلہ نہین کرسکتا کہ داراب نے نعرہ کیا اور دیوانے کہان جاتا ہی
ملکے جادو کے آیا مین کیا مجکو ایرج کی طرح سمجھا ہی غضنفر پکارا او آب پرست دھولی بچے عمرو کے تصدق سے
ایرج ترپاک ہوا ہی مین تجکو ایرج سے بدتر جانتا ہون اور یہ کیا مردمی اور جرأت ہی کہ تو بیابان والون کو تنگ کرتا ہی
ملکوی بہادری کا ہی تو قلعہ ذوالامان مین سب جمع ہین وہان چلکر لڑ آزمائش اپنی کر ان لوگون کو کیون تنگ کرتا ہی
مین چلتا ہون تو بھی قلعہ ذوالامان پر چل اُدھر سے داراب پکارا کہ تو نے اتنے لوگ میرے مار ڈالے ہین مین کیا
تجھے زندہ چھوڑتا ہون غضنفر پکارا کہ مجھکو تو کیا حلوا سمجھا ہی یہ کہکر تلوار ماری داراب نے سپر پر روکی غضنفر نے
دوسری تلوار ماری داراب نے وہ بھی روکی پھر تو غضنفر پس پڑا کہ داراب کو روکنا مشکل پڑ گیا مگر شاگرد بھی عمرو کا
ہٹ نہین کہاتا ہی غضنفر نے دیکھا کہ آب پرست مارنہین کہاتا بس کچھ سوچکر تلوار باگ پر گھوڑے کے ماری کہ
فرمانچہ گھوڑا پامال ہوکے چلا داراب گھوڑے کو روکنے لگا کہ غضنفر نے تلوار جو ماری گوشہ سپر کو قلم کرکے سر پر
اُنگلی کے پڑی کہ تین اُنگل اُتر گئی داراب نے دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر نکل گئی مگر سر سے خون جاری ہوا زخم
سر تھا چاہا کہ غضنفر کا تعاقب کرے وہ گھوڑا اُڑا کر اتنے عرصے مین دور نکل گیا کہا کہ تجکو مار ڈالنا منظور نہین ہی
اور بوق بجا کر اپنے قزاقون سمیت راہی ہوا داراب زخمی ہوکر اپنے خیمے مین آیا وہ لوگ جو مارے گئے تھے اُنکی لاشین
اُٹھوائین وارثون کو اُنکے تسلی دی اپنے زخم مین ٹانکے لگوائے اور لشکر اپنا آراستہ کرکے شہر زرین سے دست بردار ہوکر
قلعہ ذوالامان کا راستہ لیا انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑتے ہین

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج نے لاہوت شاہ کو پہلے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ کیا ہی وہ کوچ بکوچ قریب شہر ذوالامان کے
پہونچا مظفر بن حنیف خون آشام نے قلعہ ذوالامان کو آراستہ کیا آپ فوج لیکر باہر آیا اُدھر سلیمان شاہ لشکر
آراستہ کرکے ملک سبابل سے باہر آیا ادھر لاہوت شاہ کا لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا لاہوت شاہ نے

دبیر کو بلا کو حکم دیا کہ نامہ لکھو سلیمان شاہ کو اس مضمون کا کہ مین ایرج کی طرف سے یہان آیا ہون ملکہ گیتی افروز کو ایرج کے واسطے بھیجدو اور ناموس عمرو کا ملکہ سرو سیمین تن میرے واسطے لیکر چلے آؤ تو بہتر ہی نہین تو زبدۂ آفتاب پیکر آتا ہی تمہے مار کر چھین لیگا تمہارے سمجھانے کو یہ نامہ لکھا ہی جب نامہ لکھا جا چکا تو شہیم زنگی کو دیا کہ یہ نامہ تو جا کر سلیمان شاہ فارسی کو دے اور جواب اسکا لے آ شہیم زنگی نامہ لیکر روانہ ہوا وہان سلیمان شاہ بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایلچی لاہوت شاہ کا حاضر ہی کہا بلا لو جو شہیم زنگی سامنے آیا نامہ دیا سلیمان شاہ نے دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے اُسکے سلیمان شاہ آگاہ ہوا جواب اُسکا لکھدیا کہ یہ ناموس صاحبقران دوران ہی اور ہم اسی کی حفاظت کے لیے یہان ہین ہماری زندگی مین کوئی انکی طرف دیکھ نہین سکتا پہلے ہمین قتل کریگا تو انکی طرف رخ کریگا اور ایرج آئیگا تو کیا کریگا شہیم زنگی جواب نامے کا لیکر روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی نے ایک نامہ تو نور الدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ ذو الامان پر ایرج کی طرف سے لاہوت شاہ آچکا ہی اب آمد ایرج کی خبر لگی ہوئی ہی آپ جلد تشریف لائیے نہین تو ناموس برباد ہوگا اور ایک عیار کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کیا اور چند نامے ملک باختر والون کو لکھے اعانت چاہی ادھر شہیم زنگی نے نامے کا جواب لاکر لاہوت شاہ کو دیا اُسنے پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اُسی وقت ایرج کو عرضی لکھی کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو سلیمان شاہ سے طلب کیا تھا وہ نہین دیتا برسر فساد ہی بغیر آپ کے آئے کچھ کام نہ نکلیگا یہ نامہ جو ایرج کو پہونچا اُسی وقت طرماسپ بن طہماس کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے روانہ کیا اور آپ بھی لشکر آراستہ کر جہازون کشتیون پر سوار کرکے پیچھے طرماسپ کے روانہ ہوا اور ادھر نامہ سلیمان شاہ کا جو نور الدہر کو پہونچا نامہ پڑھتے ہی لشکر مین حکم دیا کہ تم سب سفر یا ہم بر تابدار کے ساتھ آؤ مین چلتا ہون مجھے قلعہ ذو الامان پر جلد پہونچنا چاہیے یہ کہکر یکہ و تنہا گھوڑے پر بیٹھکر روانہ ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ پیچھے کو لگکر گرا اور اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھلی ایک دیو سامنے کھڑا دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار یہی گنہگار آپکو لایا ہی کہا کہ کیا کام ہی وہ رونے لگا کہا کہ تجھے اس قدر و قامت پر روتے ہوئے شرم نہین آتی اپنے مطلب تو اپنا بیان کر کچھ نام و نشان سے تو آگاہ کر کہا کہ نام میرا دیو پھرادر ہی مگر نامراد ہون تجھے اسواسطے لایا ہون کہ میرا دل [illegible] کہا کہ مراد اپنی بیان کر دیو پھرادر نے عرض کیا کہ مین ایک پریزاد پر عاشق ہون اور وہ مجھے محبت رکھتی ہی ایک روز مین اپنی معشوقہ کو اپنے پہلو مین لیے بیٹھا تھا سیر گلزار کر رہا تھا کہ دوازدہ ہاش آیا اور میری معشوق پر عاشق ہوا مجھسے کہا کہ اس پریزاد کو مجھے دیدے مین نے انکار کیا وہ زبردست تھا مجھے [illegible] کر بٹھا دیا اور میری معشوقہ کو لیکے چلا گیا مین اُسکے واسطے بیقرار ہون آپ شہزادہ نور الدہر ہین میرا معشوق چھڑا دیجیے کہا کہ مکان دوازدہ ہاش کا کہان ہی عرض کیا کہ پردۂ کوہ قاف مین کہا کہ تو مجھے وہان لیچل کہ مجھے بہت دور دنیا مین بہت جلد جانا ہی لیکن پہلے تیری معشوقہ کو تجھے دلا دونگا تو جانے دیگا اُسنے کہا بہت خوب اور [illegible] روانہ ہوا قریب مکان دوازدہ ہاش کے لا کر اُتارا اور [illegible] بتایا کہ وہ سامنے مکان دوازدہ ہاش کا ہی مین وہ رہتا ہی نور الدہر نے کہا تو یہین موجود رہ مین جا کر اُسے سزا دیتا ہون دیو پھرادر بولا مین حاضر ہون نور الدہر یہان سے چلا اور دوازدہ ہاش کے مکان مین بیخوف و خطر چلا آیا اُسوقت پہونچا کہ دوازدہ ہاش بیٹھا ہوا پریزاد سے کہہ رہا ہی کہ تو کچھ قبول کر نہین تو مار ڈالونگا وہ پریزاد کہہ رہی ہی کہ بھلا جان دینا گوارا ہی مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی اور اگر زبردستی کریگا تو اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگی [illegible] دوازدہ ہاش غصہ کر رہا ہی کہ سامنے سے نور الدہر [illegible]

دیو پکارا کہ او آدمزاد کہاں سے آیا ہے کہ شاہزادے نے اُس پریزاد کو دیکھا کہ پہاڑ اُسکے بند بند سے ہوئے ہیں اور دیو اژدہاش
شقیق کر رہا ہے کہ نورالدہر نے نعرہ کیا او قرمساق ظالم تو نے غضب کیا کہ دیو مراد کی معشوق کو چھین لایا آیا ہوں کہ تجھکو
سزا دوں منم نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان نورالدہر بن بدیع الزمان دیو اژدہاش پکارا کہ او آدمزاد تو مجھے
دھمکاتا ہے دیکھ تیری کیسی حالت کرتا ہوں اور دوڑ کر وار شمشاد شاہزادے پر ماری نورالدہر نے اُسے خالی دیا
وار زمین پر پڑی کہ خاک میں درآئی گرد اُڑی دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہوا نورالدہر
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار حریف تیرا میں موجود ہوں جسکو تو نے مارا اسکا کام تمام کیا یہ نعرہ کر کے ہاتھ سے دیو کے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تا دیر کشتی رہی ایک مقام پر نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ شانے سے ہاتھ اُکھڑ آیا
دیو بلبلاتا ہوا بھاگا نورالدہر نے اُس پریزاد سے کہا کہ چل دیو مراد تیرے واسطے بیقرار ہے پریزاد شاہزادے
کے ساتھ ہوئی اُدھر سے دیو مراد آتا تھا دوڑ کر شاہزادے کے قدموں سے لپٹا الغرض ہوا وہاں سے
اُس پریزاد سمیت اپنے مکان میں نورالدہر کو لایا دعوت کی نورالدہر نے کہا اے دیو مراد خدا نے فضل کیا تو اپنی
مراد کو پہونچا اب مجھے پردۂ دنیا میں پہونچا دے اُسنے کہا میں غلام ہوں جہاں فرمائیے وہاں لیجاؤں اور اپنی معشوقہ
کو اپنے مکان میں چھوڑ کر شاہزادے کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے روانہ ہوا چوتھے روز پردۂ دنیا میں پہونچا
گذر بشہر عجم کی طرف سے ہوا دیکھا کہ لشکر عظیم وہاں اُترا ہوا ہے نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ میں زمین پر اُتر کے
دیکھوں کہ یہ فوج کسکی ہے دیو مراد شاہزادے کو زمین پر لایا نورالدہر نے دیکھا کہ بدر بن زلازل کھینچ قلعہ پر یورش
کئے چلا جاتا ہے اور قلعہ پر سے گولہ پڑ رہا ہے وہ کافر دکرتا ہوا چلا جاتا ہے نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ اسکو تو
پکڑ لا دیو مراد گردن بدر کی پکڑ کر اُٹھا لایا نورالدہر قلعہ کے اندر آکر اُترا تھا پہریہ قہرمان نے آکر دست بوسی کی
نورالدہر نے حکم دیا کہ بدر بن زلازل کو لیجا کر زندانخانے میں اسیر رکھو اور آپ فوج لیکر قلعہ سے باہر آیا اور
لشکر بدر پر گرا قتل کرنا شروع کیا تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیا فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی نورالدہر پھر
قلعہ میں آیا تھا پہریہ قہرمان نے دعوت کی مگر لشکر بدر کا بھاگکر برہمن جادو کے پاس گیا تمام حال بدر کے گرفتار ہونے کا
اور نورالدہر کے آنے کا بیان کیا برہمن نے کہا کہ میں ہر چند اُس نالائق سے منع کرتی ہوں کہ تو خدا پرستوں
سے ارادہ نہیں [illegible] کہ بدر کی رہائی کے واسطے روانہ ہوئی یہاں نورالدہر نے دیو مراد کو رخصت کیا
آپ عیش و عشرت میں مصروف ہوا رات کو بیہوش سویا تھا کہ برہمن جادو آئی ناگاہ نورالدہر پر نظر پڑی
دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوئی پہلے سحر کرکے شاہزادے کو بیہوش کیا اور اُٹھا کر اپنے پاس رکھا بدر بن زلازل
کو زندان سے رہا کرکے جزیرۂ فندق میں لائی بدر نے کہا کہ اے ملکہ برہمن جادو اس نبیرۂ حمزہ کو میرے حوالے کر
کہ میں قتل کروں اُسنے کہا کہ بیٹھ نامراد و نالائق تجکو اس سے کیا سروکار ہے اُسنے کہا اگر تم مجھے نورالدہر کو
نہ دو گی تو میں تمہارے پاس نہ رہونگا چلا جاؤنگا اُسنے کہا جا میں تیری خواہاں نہیں ہوں بدر بن زلازل تو بہ
چلا گیا اب یہ نورالدہر کو صحبت میں لائی اور ہوشیار کیا آنکھ جو نورالدہر کی کھلی اپنے کو غیر صحبت میں پایا
ایک جادوگرنی کو دیکھا برہمن جادو نے کہا کہ میں تجھپر عاشق ہوں اور تیری محبت میں اپنے دوست قدیم کو میں نے
نکالدیا نورالدہر بولا اے برہمن جادو ہمارے خاندان میں کوئی جادوگر سے صحبت نہیں ہوتا تجھے تیرا مطلب
حاصل نہ ہوگا اُسنے کہا تو میں تجھے مار ڈالونگی شاہزادے نے کہا اگر میری قضا تیرے ہاتھ ہے تو مار ڈال اُسنے ہر چند
چاہا کہ شاہزادہ کسی طرح راضی ہو نورالدہر راضی نہ ہوا جھنجھلا کر برہمن نے کہا کہ اچھا رہ جا صبح کو تیرے

کباب کر کے کھاؤنگی اور کہا کہ اسوقت اسکو لیجا کر زندانخانے میں رکھو لوگ لیگئے قید میں بند کیا لیکن بیٹی جو برہمن جادو کی
تھی نام اسکا مشک افشان جادو وہ اسکو نورالدہر کی جوانی پر رحم آیا رات کو اُسے زندانخانے سے نکالکر صندوق
میں بند کر دریا میں بہا دیا صبح کو برہمن جادو نے کہا کہ لاؤ نورالدہر کو میں کباب کھاؤنگی لوگ جو زندانخانے میں
گئے تو شاہزادہ کو نہ پایا جا کر برہمن جادو سے کہا کہ نورالدہر غائب ہو گیا برہمن کو نہایت غصہ آیا پکاری کہ
ارے ایک کا پیٹ چاک کرونگی نہیں تو سچ بتاؤ کہ نورالدہر کیا ہوا آخر کو لوگوں نے ڈر کے مارے کہدیا کہ ملکہ
مشک افشان جادو یہاں آئی تھیں بس سنتے ہی جا کر اپنی بیٹی کو پکڑا پوچھا کہ او کمبخت تو نے اُس خدا پرست کو
کیا کیا اُسنے کہا کہ اماجان میں نے اُسے دریا میں بہا دیا برہمن بہت خفا ہوئی اور کمال رنجیدہ ہوئی بہت برا بھلا کہا
مگر اب کیا ہوتا ہی بدر جوش سے بگڑ کر چلا جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچا دل میں سوچ رہا ہی کیا کروں میں ناحق
چلا آیا غرضکہ رات وہیں بسر کی صبح کو پیچھا اُٹھا کر لیگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے برہمن جادو کے پایا پوچھا کیوں
یاد کیا ہی برہمن نے چھوٹتے جانا نورالدہر کا بیان کیا بدر نے کہا صاحب وہ نادان بچی تھی نادانی سے ایسی
حرکت اُس سے سرزد ہوگئی تم کاہے کو غصہ کرتی ہو غرض اب برہمن اور بدر سے صحبت گرم ہوئی یہ دونوں
مصروف عیش و عشرت میں ایک روز بدر اور برہمن بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہیں کہ نشہ شراب میں
گیتی افروز یاد آئی آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور رونے لگا برہمن نے پوچھا کہ ارے تو کیوں روتا ہی کیا ہوا
بدر پکارا کہ برہمن کیا کہوں میں ایک مدت سے گیتی افروز پر عاشق ہوں میری جان اُسپر جاتی ہی اور
دنوں میں سنتا ہی میں نے کہ لاہوت شاہ قلعہ ذوالامان پر آیا ہی چاہتا ہی کہ گیتی افروز کو ایرج کے دامن
سے میں جا کر خدا پرستوں کو مار کر گیتی افروز کو لے آؤنگا مجھکو قلعہ ذوالامان جانے کی رخصت تو دے
اور میری مددگار بھی رہ یہ سنکر برہمن آگ ہوگئی کہا کہ او نابکار میں نے تمام زمانے کا چین تجھے کر دیا تیرے واسطے
ہر وقت جان پر کھیلے رہتی ہوں کہاں کہاں سے تجھکو چھڑایا اور تو میرے سامنے سوت کا نام لیتا ہی او سنگدل تجھے
تجھکو شرم نہیں آتی اور کبھی تو خدا پرستوں پر غضبناک ہوا جواب تو یہ باتیں بناتا ہی تیرے واسطے میں نے
خفتان مریخ بند بنائی اور پھر تو یہ باتیں میرے منہ در منہ کرتا ہی خالا کا عشق تجھے چرایا ہی خبردار پھر میرے
سامنے ایسا ذکر نہ کرنا بدر نے کہا کہ برہمن جادو میں مرتا ہوں گیتی افروز پر ایک مدت سے میری جان
اُسپر جاتی ہی اور تو کیسی میری عاشق ہی کہ محبوب کو میرے نہیں لا دیتی جب تو میرے برے وقت میں کام نہ آئی
تو میں کیا تجھے لیکر چاٹونگا اور تو نہ شریک ہوگی تو میں اکیلا جاؤنگا اپنی معشوقہ کو لاؤنگا اور اگر وہ ایرج کے ہاتھ
لگگئی تو پھر رو پیٹکر رہ جاؤنگا میں بغیر جانے نہ رہونگا تجھکو شغل سے تجھے کام نہیں بس یہ سنا تھا کہ برہمن جادو نے
ایک دو ہتڑ اسکی پیٹھ پر مارا کہ جا اپنے کئے میں نے خفتان بھی تجھکو بخشی تو جہنم واصل ہو بدر جوش میں آ
سوکر بدر برہم ہوکر اُٹھا خیمہ سے باہر آیا اپنے لشکر کو آراستہ کیا لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت تھی ذوالامان کی روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان نورالدہر کے بیان کئے جاتے ہیں

کہ صندوق شاہزادہ نورالدہر کا بہتا ہوا جہاز پاس ابوالقاسم سوداگر کے پہونچا ابوالقاسم دیسلمان تھا
اُسنے صندوق کو نکلوایا کہ دیکھا سمجھا تھا کہ اسمیں مال ہوگا مال تو نہ پایا ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش اُسمیں پڑا ہوا ہی
حیران ہوا کہ یہ کون ہی پھر حالا کہ جب پڑھا معلوم ہوا کہ نورالدہر بیٹا صاحبقران الزمان کا ہی ہر چند تدبیر کی ہوش میں لیکن
شاہزادہ ہوش میں نہ آیا آخرکار عاجز ہوکر دل کو طرف پچھونگا تھا اسکے رنجیدہ کیا اور رونا ماتم شروع کی

کہ یکایک خضر علی نبینا وعلیہ السلام نمایاں ہوا اور ان حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ رد سحر ہوا شاہزادہ ہوش میں
آیا قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نور الدہر نے ابو القاسم سے پوچھا کہ اب تم کسطرف جاؤ گے
اُسنے کہا کہ ملک سباحل کو جاؤنگا نور الدہر نے کہا ہاں اسی طرف چلو ابو القاسم کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز شاہزادہ
واسطے شکار کے جہاز سے اترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نور الدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہرن
بھاگا اب آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نور الدہر آخر قریب ایک باغ کے پہونچکر اُسے صید کیا اور اٹھا کر صید کو بخوف و خطر
داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہے کہ بیچ میں نہر ہے ایک عمارت بارہ دری باغ سرسبز و شاداب ہے میوہ لگا ہوا ہے
گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے آنکھوں میں تری آتی ہے غرضکہ نور الدہر سیر باغ کی کرتا ہوا چلا آتا ہے
کہ کوئی جگہ موقع کی ہو تو وہاں بیٹھکر ہرن کے کباب لگا کے کھانے کہ پائین کی گمک کی صدا کان میں آئی اُسی طرف کو
روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین کا آپ یہ سوچے کہ
خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے بس چاہا کہ اُدھر سے پھرے کہ یہاں اُن جلسے والیوں کی نظر جو شاہزادے پر پڑی غل ہوا
کہ ارے یہ نامحرم کہاں سے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متحیر ہو کر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بے مثال پر پڑی
بیساختہ منہ سے واہ دل سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان حسین سے آثار شاہی و شہریاری چہرے پر ہویدا ہیں پکار کر کہا
کہ ارے یہ کوئی مسافر ہے جو یہاں آسائش کی جگہ دیکھکر آگیا ہے اور عالی نسب معلوم ہوتا ہے اسے بلا لو ہمارا مہمان ہے
میں آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہاں تشریف لائیے ہماری ملکہ آپ کو بلاتی ہیں آپ یہاں سے کیوں
پھرے جاتے ہیں اور کوئی یہاں ایذا رسان نہیں ہے یہ سنکر نور الدہر پلٹا اور اُس صحبت میں آیا نگاہ ملکہ پر پڑی ایسا
ماہ حسن کو جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق زار ملکہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانیوالیاں
سرود میں ملکہ نے جام شراب کا بھر کر بعشق میں شاہزادے کے دیا نور الدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم حال اپنا بیان کرو
کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ ای شہریار پہلے اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اور یہاں آنے کا حال بیان کیجیے تو میں بھی
عرض کروں نور الدہر نے کہا کہ میں نبیرہ حمزہ صاحبقران ہوں اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعہ ذو الامان کو
جاتا تھا راہ میں یہ سانحہ درپیش ہوا ایسا اتفاق کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید تو کیا لیکن آپ کی کمند زلف میں اسیر ہوا
اب ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ملک منصور حصار
ہے بادشاہ وہاں کا ذو القاب زنگی ہے میں اُسکی بیٹی ہوں ملکہ ماہ مہپارا نام ہے اُس باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپکا
گلزار حسن دیکھکر کلی میں گلشن جمال ہوئی نور الدہر نے کہا کہ مذہب تمہارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہوں
زمرد شاہ باختری اور کوئی خدا بھی ہے نور الدہر نے کہا کہ ای ملکہ لقا کیا فاسق ہے اُسمیں اتنی قدرت کہاں ہے جو
کسی کو پیدا کریگا یہ کیا خدا کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے سب ملک اُسکے چھین لیے قیلول ثانی اُسکے
برباد کردی اب وہ بھاگ کر فرعون جنبہ کو گیا ہے اُسپر لعنت کرو دین اسلام اختیار کرو اُسنے کہا اگر یہی ہے تو میں نے لعنت کی
لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر نور الدہر نے کلمہ بتایا ملکہ نے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اور اپنی سہیلیوں
کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام ارغوانی گردش میں آیا اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا ای شہریار میں
آپ کی کنیز ہوئی مجھکو آپ سے علاقہ ہے جہاں آپ جائیے لیچلیے یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے نور الدہر نے کہا ای ملکہ ہمارے
خاندان میں اسکا عیب ہے عورت کو ساتھ لیکر بھاگتے نہیں اگر خدا فضل کریگا تو تمہارے باپ کو مسلمان کر کے تمکو
لیجاؤنگا ملکہ بولی کہ چھپا جو اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہیں تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگے

نور الدہر پکارا ای ملکہ تم ابھی مجھسے واقف نہین ہو تبھی ہماری جرأت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار اور
لاکھ اور کروڑ سب برابر ہین تم دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اور اگر تم اجازت دو تو جا کر بارگاہ مین گھسکر ذوالقاب زنگی کو پکڑ لاؤن
ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم و گمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جا کر اُسے پکڑ لاؤگے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو پکڑنے کو
نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ میثا کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہوکر گئی اور خلوت مین
ذوالقاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہوکر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ
او لکاتہ تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہی خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مار کر آپ وہان سے
دربار مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے
ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا علمدار دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی
اور پکاری کہ ورپان غضب ہوا آپ کا باپ فوج لیے ہوئے آیا ہی باغ کو گھیر لیا ہی اب اندر باغ کے آتا ہی یہ سنتے ہی
ملکہ کی رنگت سفید ہوگئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبرائی ہو وہ آتا ہی آنے دو کیا کریگا ہمارا کچھ
اندیشہ کا مقام نہین ہی اُسنے کہا ہان صاحب مین تمہارا سا دل کہان سے لاؤن اور مصیبت والیان بھاگ گئیں لیکن
کوئی کسی طرف کوئی کسی جانب جا کر چھپی کہ سامنے سے ذوالقاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس
بیٹھے ہوئے نعرہ کیا کہ او بے ادب نا موس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے اور تلوار کھینچ کے دوڑا نور الدہر پکارا او کافر بے ناموس میرا ہی تو یہان گھس آیا ہی سزا اسکی معقول پائیگا اور جس طرح
بیٹھا تھا با طمینان تمام ہتھیار باندھ ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذوالقاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اُسوقت
شاہزادہ دونون گھٹنے ٹیک کر اٹھا آئی تلوار خیال مین کرکے بچکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ تلوار کھینچ لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کرکے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ چارون شانے چت گرا چاہا کہ اُٹھے کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے کہ نور الدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہوگیا
شاہزادہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کندہ زانو کو دبا کر کہا کہ حالا ورشناختن پروردگار ہی میری کوئی بہتر یہ ہی کہ دین
اسلام اختیار کر لعنت کر زہرہ و شاد باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور بہشت
لقا کی پس سنکر زنگ کفر بالکل دل پر سے دور ہوا اور آئینہ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذوالقاب زنگی نے کہا
ای شہریار مین نے غلامی آپ کی اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین ہی مین نے اُسپر لعنت کی نور الدہر نے
کلمہ طیبہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ ای شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نور الدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور
اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی
بتخانے توڑوائے سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ میثا کا ساتھ نور الدہر کے ہوا
ایک ہفتہ شاہزادہ یہان رہا بعد اُسکے ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لیکر کوچ بکوچ ملک سبائل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعہ ذوالامان کے بیان کیے جاتے ہین

ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہی اُدھر سلیمان فارسی و مظفر بن صفی نون آشام کا لشکر اُترا ہی اور نامہ پیام
ہو چکا ہی لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا سنکر حکم کیا کہ شب کے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ہرکارے جو لشکر
اسلام کے لگے ہوئے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ
بجا ہی کل ارادہ ہی اُنکا کہ معرکہ آرا ہے خبر دہندون سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی

کہ بموقع خضر علیہ بینا واکرو علیہ السلام نمایاں ہوا اور اُن حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ رد سحر ہوا شاہزادہ ہوش میں
آیا قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نورالدہر نے ابوالقاسم سے پوچھا کہ اب تم کسطرف جاؤگے
اُسنے کہا کہ ملک سبا کل کو چلونگا نورالدہر نے کہا ہاں اسی طرف چلو ابوالقاسم کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز شاہزادہ
واسطے شکار کے جہاز سے اترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نورالدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہرن
بھاگا آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نورالدہر آخر قریب ایک باغ کے پہونچکر اُسے صید کیا اور اٹھاکر صید کو بخوف و خطر
داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہے کہ بیچ میں نہر ہے ایک طرف بارہ دری باغ سرسبز و شاداب ہے میوہ لگا ہوا ہے
گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے آنکھوں میں تری آتی ہے غرضکہ نورالدہر سیر باغ کی کرتا ہوا چلا آتا ہے
کہ کوئی جگہ موقع کی ہو تو وہاں بیٹھکر ہرن کے کباب لگاکے کھانے کہ باتوں کی گمک کی صدا کان میں آئی اُسی طرف کو
روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین کا آپ یہ سوچے کہ
خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے بہتر ہے کہ اُدھر سے پھرے کہ یہاں اُن جلیسے والیوں کی نظر جو شاہزادے پر پڑی غل مچا
کہ ارے یہ نامحرم کہاں سے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متوجہ ہوکر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بیمثال پر پڑی
بیساختہ منہ سے واہ اور دل سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان جبین سے آثار شاہی و شہریاری چہرے پر ہویدا ہیں پکار کر کہا
کہ ارے یہ کوئی مسافر ہے جو یہاں آسائش کی جگہ دیکھکر آگیا ہے اور عالی نسب معلوم ہوتا ہے اسے بلالو ہمارا مہمان ہے
بس آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہاں تشریف لائیے ہماری ملکہ آپ کو بلاتی ہیں آپ یہاں سے کیوں
پھرے جاتے ہیں اور کوئی یہاں ایذا رسان نہیں ہے یہ سنکر نورالدہر لیٹا اور اُس صحبت میں آیا نگاہ ملکہ پر پڑی کیا
ماہ حسن کو جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق ہوا ملکہ نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانا سننے
سو خورتین ملکہ نے جام شراب کا بھر کر ہاتھ میں شاہزادے کے دیا نورالدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم حال اپنا بیان کرو
کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ اے شہریار پہلے اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اور یہاں آنے کا حال بیان کیجیے تو میں بھی
عرض کروں نورالدہر نے کہا کہ میں نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہوں اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعہ ذوالامان کو
جاتا تھا راہ میں یہ سانحہ درپیش ہوا یہانتک کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید تو کیا لیکن آپ کی کمند زلف میں اسیر ہوا
اب اے ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا اے شہریار یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ملک منصور حصار
ہے بادشاہ وہاں کا ذوالقاب زنگی ہے میں اُسکی بیٹی ہوں ملکہ ماہ مینا میرا نام ہے اسی باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپکا
گلزار حسن دیکھکر گلچین گلشن جمال ہوئی نورالدہر نے کہا کہ مذہب تمہارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ لقاپرست ہوں ہم
زمرد شاہ باختری کے اور کوئی خدا بھی ہے نورالدہر نے کہا کہ اے ملکہ لقا کیا فاسق ہے اُسمیں اتنی قدرت کہاں جو
کسی کو پیدا کریگا یہ کیا خدا کہ جو دوں کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے سب ملک اُسکے چھین لیے قبول خدائی اُسکے
برباد کردی اب وہ بھاگ کر فرعونیہ کو گیا ہے اُسپر لعنت کر دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا اگر یہی ہے تو میں نے لعنت کی
لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر نورالدہر نے کلمہ بتایا ملکہ نے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اور اپنی مصاحب والیوں
کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام ارغوانی گردش میں آیا اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا اے شہریار میں
آپ کی کنیز ہوئی لیکن آپ سے ملاقات ہی جب ہوئی چاہیے لیکن پہلے یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے نورالدہر نے کہا اے ملکہ ہمارے
خاندان میں اسکا عیب ہے عورت کو ساتھ لیکر بھاگتے نہیں اگر خدا فضل کریگا تو تمہارے باپ کو مسلمان کرکے تمکو
لیجاؤنگا ملکہ بولی کہ صاحب اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہیں تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگے

نور الدہر پکارا کہ ای ملکہ تم ابھی مجھ سے واقف نہین ہو تمنے ہماری جرأت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار اور
لاکھ اور کرور سب برابر ہین تم دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اور اگر تم اجازت دو تو جاکر بارگاہ مین گھسکر ذو القاب زنگی کو پکڑ لاؤن
ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم وگمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جاکر اُسے پکڑ لاؤگے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو پکڑنے کو
نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ مینا کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہوکر گئی اور خلوت مین
ذو القاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہوکر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ
او کٹنا تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہی خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مارکر آپ وہان سے
دربار مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے
ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا محلدار دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی
اور پکاری کہ دوہائی غضب ہوا آپکا باپ فوج لیے ہوئے آیا ہی باغ کو گھیر لیا ہی آپ اندر باغ کے آتا ہی یہ سنتے ہی
ملکہ کی رنگت سفید ہوگئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبراتی ہو وہ آتا ہی آنے دو کیا کریگا ہمارا کچھ
اندیشے کا مقام نہین ہی اُسنے کہا ہان صاحب مین تمھارا سا دل کہان سے لاؤن اور صحبت والیان بھاگ گئے لیکن
کوئی کسی طرف کوئی کسی جانب جاکر چھپی کہ سامنے سے ذو القاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس
بیٹھے ہوئے نعرہ کیا کہ او بے بادکن ناموس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے اور تلوار کھینچ دوڑا نور الدہر پکارا او کافر یہ ناموس میرا ہی تو یہان گھس آیا سزا سے معقول پائیگا اور جس طرح
بیٹھا تھا با طمینان تمام ہتھیار بالکہ ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذو القاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اُسوقت
شاہزادہ دونون گھٹنے ٹیککر اُٹھا آئی تلوار خیال مین کرکے جھٹکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کرکے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ چارون شانے چت گرا چاہا کہ اُٹھے کہ مونڈھے کی کھاکر بھاگون کہ نور الدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہوگیا
شاہزادہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کندہ زانو کو دباکر کہا کہ حالا در شناختن پروردگار چہ می گوئی بہتر یہ ہی کہ دین
اسلام اختیار کر لعنت کر زہرہ وشاہ باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور سرمست
لقا کی پر سنکر زنگ کفر کا دل پر سے دور ہوا اور آئینہ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذو القاب زنگی نے کہا
ای شہریار مین نے غلامی آپکی اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین مین نے اُسپر لعنت کی نور الدہر نے
کلمہ طیبہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ ای شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نور الدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور
اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی
بتخانے تڑوائے سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ مینا کا ساتھ نور الدہر کے ہوا
اک ہفتہ شاہزادہ یہان رہا بعد اُسکے ذو القاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لیکر کوچ بکوچ ملک سائل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعہ ذو الامان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہی اُدھر سلیمان فارسی و مظفر بن حنیفہ و نون آشام کا لشکر اُترا ہی اور نامہ پیام
ہو چکا ہی لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا شکر عام کیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا سرکار سے جو لشکر
اسلام کے لگے ہوئے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ
بجا ہی کل ارادہ ہی اُنکا کہ معرکہ آرا سے ہو مبرد ہون سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی

بجے طبل جنگی ہو جب حکم نقارۂ رزمی بجا دونوں لشکروں میں غلغلہ ہی کہ کل روز جنگ ہے دیکھیے کون مارا جاے کون زندہ بچے آپس میں ہنگامہ گیر ہونے لگے آلات حرب وضرب کو درست کرنے لگے غرضکہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر آکر مقابل یکدیگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہونے لگیں میدان تیار ہوا نقیبوں نے نہیب دی ابھی کوئی میدان میں نکلا نہ تھا کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا ہرکارے دونوں طرف کے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ کسکی کمک آئی ہے مگر گرد جب قریب آکر شق ہوئی تو دو سو علم نشانہ دار سوار کا نمودار ہوئے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اُسکے جلوس سواری گذرا جب جو دیکھا تو ایک بوڑھا شیر نہایت قوی ہیکل قوی بازو مرکب پر سوار اور دو نوجوان دہنی بائیں طرف آکر سلیمان شاہ کے پاس موجود ہوئے نام انکا ملک زرمان ہبر اور خسرو شیر دل اور محمل باختری تھا دو کو سلیمان شاہ کی آئے ہیں یہ قائم ہوئے تھے کہ ایک اور گرد اٹھی اور کامل خان و نوفل خان بن کنجاب لاکھ سوار کی جمعیت سے آکر سلیمان شاہ کے شریک ہوئے لاہوت شاہ انکو دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ دیکھو یہ سب لقا پرست تھے اب یہ خدا پرستوں کے شریک ہیں سب نے کہا کہ پیر و مرشد جائینگے کہاں آپکے اقبال ہم سب کا کام تمام کرینگے لاہوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہے کوئی ایسا جاے اور کام ان خدا پرستوں کا تمام کرے ایک پہلوان ہی کہ نام اُسکا صور بن صداق ہے گینڈے کو اپنے اُڑا کر سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا کہ جا سپرد کیا تجھے نیر اعظم آفتاب تابان کو بس یہ سلام کرکے بار دیگر مرکب پر سوار ہو کے میدان میں آیا خوب گینڈے کو جولان دیا بہت دیر تک ہاتھ نیزے کے نکالے بعد اُسکے مبارزطلبی کی اُدھر سے ملک زرمان ہبر سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا صور بن صداق لگا ورانہ ہوا دونوں مرکب برابر ہوتے ہی مسلکر الفوں میں مرکبوں کو ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا دیکھا ایک نے دوسرے کو صور بن صداق نے کہا کہ ای ملک زرمان ہبر تو آگے لقا پرست تھا تجھے یہ کیا ہوا کہ دین خدا پرستوں کا تو نے اختیار کیا اُسنے کہا او کافر لقا تو بھاگتا پھرتا ہے خداوند ایسے ہی ہوتے ہیں کہ بندوں سے خوف کرتے ہیں تو قابل لعنت ہی یہ سنکر صور بن صداق بہت درہم و برہم ہوا اور کہا کہ او بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہے خبردار ہتھیار سے تجھے گفتگو ہوگی لا حربہ اپنا کرلے کہ دل میں حسرت نہ رہجاے اُسنے جواب دیا کہ خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو میں اپنا حربہ کرلونگا صور بن صداق نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ملک زرمان نے نیزے کو نیزے پر روکا گئی نیزہ بازی ہونے آخر کو ملک زرمان نے نیزہ صور کا ہوائی کیا اُس کافر نے تلوار کھینچکر ملک زرمان پر ماری اسنے تلوار رد کی اور کھینچکر تیغہ آبدار جو مارا تو سپر کو صور کی کاٹکر سر پر پڑا تا دوابہ و اُتر گیا زخم کاری لگا صور نے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکالی لیکن سر سے چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا ملک زرمان نے کہا کہ اس کافر کو لیجاؤ اور کوئی مقابلے کو آئے صور بن صداق کو تو لے گئے لیکن حنیف بن احراق لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا کئی تلواریں ملک زرمان پر ماریں ملک زرمان نے سب وار رد کیے اور تیغہ آبدار کا ہاتھ جو مارا تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوئے کہ منصور بن ناصر میدان میں آیا لیکن ہاتھ سے ملک زرمان کے مارا گیا یہانتک کہ سات سردار لاہوت شاہ کے دوپہر تک مارے گئے تھے کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے قریب آکر گرد شق ہوئی سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا دکھائی دئے اور بعد اُسکے ہتھنالیں شترنالیں فیلبان بالوں کے اُسکے بعد مرکب تازی و ترکی وغیرہ باساز و یراق آراستہ و پیراستہ

دودو سائیس جوڑیاں ہاتھوں میں لیے ہوئے ہمراہ بعد اُسکے امیرزادوں کے غول خاصان کاندھوں پر رکھے ہوئے
بعد اُنکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے گذر گئے بعد ان سب کے ایک شخص تخت زرنگار پر سوار کمسن کوئی اٹھارہ برس کا
پوشاک نفیس پہنے ہوئے یہ بیٹا ہے یاقوت شاہ کا زلور شاہ اسکا نام ہے بیابان ہفت پیکر اور درۂ الوزیہ سے
اپنے چچا لاہوت شاہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پانچ سو پہلوان زبردست اسکے ہمراہ ہیں مثل شیر اس بن شناس
و میرہ زن اور برقاس بن ارماس خوک پیشانی اور قطروس بن اشکبوس شہردار اور قہرمان بن قہار و
شہردار و کاردان بن کہرام تیغ باز و اشراق بن شارق تیغ باز و اظہر بن مظہر پیل گردان وارفیل بن رامیل
خشت انداز وغیرہ کے اور سات لاکھ سوار ہمراہ آکر لاہوت شاہ کے شریک ہوا لیکن آمد میں اسکے شام ہوگئی
طبل بازگشت بجا لاہوت شاہ زلور شاہ کو ساتھ لیکر پھرا ایک طرف خیمہ اسکا استادہ ہوا اہل اسلام بھی پھر کر
داخل خیمہ ہوئے لاہوت شاہ نے سات روز تک زلور شاہ اور اسکے لوگوں کی دعوت کی بعد اسکے لشکر
اہل اسلام کا آیا زلور شاہ بولا کہ ان خداپرستوں نے ہمارے باپ اور دادا کو کیا کیا آزار پہنچائے ہیں اور یہ
جتنے پہلوان میرے ہمراہ ہیں ان سب کے باپ اور بھائی اور چچا خداپرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں یہ
سب عوض خون کا لینے آئے ہیں اور میں تو جب تک ایک ایک سے بدلا نہیں لیتا ہوں مجھے آرام و چین نہیں ہے بس
اتنے میں برقاس نے کہا کہ ان خداپرستوں کی حقیقت کیا ہے اگر کل ہی ان سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا برقاس
بن ارماس نہ رکھا ہوگا آپ طبل جنگ بجوائیے دیکھیے کیونکر سر میدان دشمنان خداوند کو مارتا ہوں اسی وقت
طبل جنگ بجا اُدھر خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بیٹھے ہوئے تھے سلیمان شاہ
سے کہا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے ہم جانبازی و سرفروشی کو حاضر ہیں حکم دیا سلیمان شاہ فارسی نے کہ ہمارے
لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے پروردگار عالم ہمارے حق میں بہتر چاہیگا وہ کریگا حکم
حکم ادھر بھی طبل جنگ بجا دونوں لشکروں میں رات بھر تیاری رہی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ فارسی
مع فوج میدان میں آیا لشکر صف آرا ہوا اُدھر سے لاہوت شاہ اور زلور شاہ مع اپنے پہلوانوں اور فوج
کے میدان میں آکر مقابل لشکر اسلام کھڑے ہوئے جب صف آرائی ہوگئی میدان تیار ہوا نقیب آکر للکارے کہ
کونسا بہادر ایسا ہے کہ نکلے میدان کارزار میں دیکھا کہ لشکر کفار میں علمہائے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے آواز
کرنا و دمامہ و نفیری شتری و دماموں کی بلند ہوئی اور برقاس بن ارماس نے اپنے گھوڑے کو اڑایا سامنے
تخت لاہوت شاہ و زلور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی اب ان دونوں کافروں نے کہا
کہ لقا خدا سے باختر تیرا نگہبان ہے برقاس بن ارماس بار دگر گھوڑے پر جھپک میدان میں آیا سراپا دکھایا
جب خوب عرق عرق ہوگیا ٹھہر کر مبارز طلب کیا ادھر سے ملک زربان بن سلیمان شاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد از تکاور زنی ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگا خوب تیغ زبان کے وار چلے آخر کو نیزے ہاتھوں
میں سنبھالے برقاس نے نیزہ ملک زربان کے سینے پر مارا نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے پچاس طعن میں ملک زربان
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا برقاس نہایت غضبناک ہوا تو ملک زربان پہاری اُسنے بچھ سپر وار رد کیا اور
ہاتھ تیغ آبدار کا جو مارا برقاس کے دو ٹکڑے ہوئے طویل بن بالا سپون میں آیا بعد از نیزہ بازی نوبت
شمشیر زنی کی پہونچی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کو طویل بھی ہاتھ سے ملک زربان کے مارا گیا سرخاب
بن مہتاب آیا وہ بھی مارا گیا شیر بن اشرار نکلا وہ بھی جہنم داخل ہوا حاصل کلام کوئی پہروں رہے تک سترہ سردار

زیور شاہ کے مارے گئے کہ یکایک جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا دو بیٹے غنچہ رو چین تن کے الجاے رو چین تن
اور ملجاے رو چین تن لاکھ سوار اور پیادوں سے پہونچے اور ملازمت لاہوت شاہ کی حاصل کی زیور شاہ کو
بجز اکیا دن کم رہگیا تھا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے و ملجاے
کو لیے ہوئے خیمے میں آیا دعوت کی ناچ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی الجاے و ملجاے نے لقا کو پوچھا کہ
خداوند کہاں ہیں لاہوت شاہ نے کہا کہ اپنے بھائی فرعون شاہ پاس ہیں اور حمزہ بھی وہیں ہیں خوب لڑائیاں
ہو رہی ہیں ان دونوں نے کہا کہ ان خداپرستوں کو مار کر یہاں سے چلکر خداوند کی مدد کرینگے اور کہا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے کل ان خداپرستوں کو مارنا ہمارا کام ہے لاہوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا اُدھر سلیمان شاہ
نامداری کے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا غرضکہ ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدگر
صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نقیب دیکھ رہے تھے کہ الجاے رو چین تن لاہوت شاہ سے
اجازت لیکر میدان میں آیا اور ہیبت یہ کہ پیراہن آب رواں کا پہنے ہوئے زمرد کے بیگے بازوؤں پر بندھے ہو
تاج سر پر رکھا ہوا گینڈے پر سوار میدان میں پہونچکر مبارز طلب کیا کہ آج بھی ملک زربان نے سلیمان شاہ سے
اجازت لیکر مقابل ہوا بعد تکاور زرتی الجاے نے کہا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے جواب دیا کہ مجھے ملک زربان کہتے
ہیں الجاے نے کہا کہ کل تو ہی نے صور ... ق کو زخمی کیا تھا اور کئی سرداروں کو مارا ملک زربان نے
کہا کہ قضا اُنکی تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے اُسنے کہا خیر معلوم ہوا لا اپنا حربہ جو کچھ رکھتا ہو ملک زربان
نے کہا کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے یہ ہمارا دستور نہیں کہ پہلے اپنا وار کریں تو پہلے اپنا حربہ کر لے
اُسنے کہا کہ میرا حربہ غضب ہے خداوند باختر کا ملک زربان نے کہا وہ غضب تیرے ہی جان پر نازل ہوگا یہ
سنکر الجاے برہم ہوا اور تلوار میان سے لی اور خبردار خبردار کہکر حربہ کیا ملک زربان نے تلوار رد کی اور اپنی
تلوار اُسپر ماری الجاے نے سپر کردیا تلوار جو سینہ پر پڑی جیسے گھڑیال سے گری اُچٹ جاتی ہے تلوار
ملک زربان کی اُچٹگئی الجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر ملک زربان کی کٹی اور تیغ سر پر پہنچی کرتا دو ابرو
اتر گئی زخم کاری لگا دستار ... تلوار تو جہانا کہ کھل گئی سر سے جا وہ خون کی باہر آئی چاہا اُس حرامزادے نے کہ اور
تلوار مارے کہ کام اُسکا تمام ہو کہ طور سرکن دوڑ پڑا للکارا کہ او کافر کیا کرتا ہے زخمی پر تلوار مارتا ہے ٹھہر کہ حریف
تیرا میں ہوں پہونچتا ہوا سامنے اُس کافر کے آگیا اُسنے ہاتھ اپنا روکا تھا اور کہا کہ تو نے میرے صید زبون کو بچا
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا طور سرکن بولا کہ زخمی کو مار ڈالنا کونسی بہادری ہے ایک پیر زال چاہے
تو سر اُسکا کاٹ لے الجاے بولا کہ زخمی بھی تو میرے ہی ہاتھ سے ہوا تھا خیر تو نے اُسے بچا دیا تو اب تجھے ... دیکھتا
غرضکہ بعد گفتگو کے ہتھیار لگی تلوار چلنے لگی تلواریں طور سرکن نے ماریں مگر کچھ نہ ہوا جو تلوار پڑی اُچٹ گئی اور
طور سرکن نے کئی وار الجاے کی کہی ... دیکھیں آخر کار زخمی ہوا ... مقابلہ کیا پھر ... تیغ
قضا کی لگی سر تن سے جدا ہو گیا شہید ہوا شام تک کوئی چار بہادر اور اُسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنے خیمے میں لایا جام شراب
گردش میں آیا کہ الجاے نے نشہ شراب میں پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام پریشان پھرے زخم میں ملک زربان
کے ٹانکے لگے چار ... تھے کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی ناچار اس طرف بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نقیب دیکھ رہے تھے

کہ الجاسے روئین تن میدان مین آیا ادھر احمد بن محمود نکلا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر ہاتھ سے الجاسے کے مارا گیا عمر بن زید نکلا وہ بھی شہید ہوا زید بن حارث آیا وہ بھی قتل ہوا اسی طرح کئی سردار درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے مین الجاسے مبارزطلبی کر رہا ہے کوئی اسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہے سلیمان شاہ مصروف دعا ہے کہ بیابان سے گرد اٹھی اور آوازین بوق کی بلند ہوئین کہ غضنفر بن اسد بارہ ہزار قزاق سے نمودار ہوا آکر سلیمان شاہ کو مجرا کیا سلیمان شاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا غضنفر سے لپٹ گیا کہا کہ ہم آپ کے نانا کے نمکخوار ہین آپ شاہزادے ہین غضنفر نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے بیان کیا کہ یہ پہلوان جو میدان مین کھڑا ہے روئین تن اور آہنین بدن ہے بہت سردار اسکے ہاتھ سے مارے گئے ہین کوئی اسکے مقابلے کو نہین نکلتا تھا کہ آپ پہونچے غضنفر نے کہا یہ شکار میرا ہے کہان جائیگا یہ کافر میرے ہاتھ سے بچکر ادھر الجاسے نے دیکھا کہ یہ وہی دیوانہ ہے جسنے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے پھر مبارزطلب کیا کہ ای خدا پرستو بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے غضنفر نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین ہون چھری تلے دم لے آیا مین اور اڑا کر مرکب سامنے الجاسے کے پہونچا بعد تکاورزنی کے الجاسے نے کہا کہ او دیوانے کہا لیتے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنس گیا قضا تجھے کشان کشان یہان لائی غضنفر نے کہا او حرامزادے تیری قضا سر پر کھیلتی ہے کوئی گھڑی کا تو مہمان ہے تجھے جہنم کو پہونچائے دیتا ہون بس یہ سنکر الجاسے نہایت غضبناک ہوا کہا کہ تجھے بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت کا دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر تلوار ماری غضنفر نے وہ تلوار اسکی روکی اور کھینچکر تیغۂ زرد روئین شگاف جو اسپر مارا تو سر پر بیٹھا کہ ساغری سے گذر گیا دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر لاہوت شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس خدا پرست کو تمام کفار تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے غضنفر انپر جا پڑا بعد ملکر سب قزاق غضنفر کے لوتین بجا بجا کر جا پڑے ادھر سے سلیمان شاہ نے لشکر پر تاکید کی کہ مدد کرو غضنفر کی تمام اہل اسلام جا پڑے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا دن بھر خوب کشت و خون ہوا بہت لوگ طرفین کے مارے گئے ہنگامۂ محشر برپا تھا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے ادھر غضنفر پر سے لوگ زرنثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے ادھر کفار لاشہ الجاسے روئین تن کا لیے ہوئے بھائی اسکا ملجاسے روئین تن روتا ہوا پھر لاش اسکی جلائی پھونکی اسے جہنم کو پہونچایا اب سب لکڑیان کھول کھول کر بیٹھے ہین کہ غضنفر بن اسد لشکر لاہوت شاہ پر آکر شبخون گرا قتل کرنے لگا ایک طرف سے آیا بیچ لشکر سے ہوتا ہوا دوسری طرف کو صاف نکلا چلا گیا کفار مین رات بھر تلوار چلی صبح کو پہچان پہچان کر علیحدہ ہوئے بہت کفار اس رات کو مارے گئے لشکر آدھا رہ گیا ملجاسے روئین تن دو روز غم مین بھائی کے رہا تیسرے روز اسنے طبل جنگ بجوایا کہ کل مین اپنے بھائی کے خون کا عوض اس دیوانے سے لونگا ادھر لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نقیب دیکھ چلے گئے ملجاسے روئین تن جوشان و خروشان میدان مین آیا نعرہ کیا کہ کہان ہے دیوانہ آئے میرے مقابلے کو غضنفر نے یہ سنتے ہی مرکب اڑایا اور مقابل آکر تکاورزن ہوا ملجاسے نے کہا ای دیوانے غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مار ڈالا آج دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون غضنفر پکارا کہ او نالائق مین تجکو بھی تیرے بھائی کے پاس پہونچا دونگا یہ سنکر وہ غضبناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین غضنفر نے نیزہ اسکا ہوا لی کیا ملجاسے نہایت برہم ہوا ڈالکر قبضے پر ہاتھ کھینچکر تیغ آبدار غضنفر پر مارا غضنفر نے ارادہ کیا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھینکر فاش زین سے اٹھالون یہ ارادہ کرکے گھوڑے سے کود پڑا تاکہ زیر بغل جائے وہان موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے الگ گیا اوپر سے تلوار جو پڑی تا دو ابرو اتر گئی غضنفر نے

جلدی سے دستانہ مارا اور گھوڑے کو سنبھالا اگرچہ زخم جو کاری لگا تھا غش آگیا اُسنے چاہا کہ اور تلوار مارے کہ غضنفر کا کام
تمام ہو کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او کافر دست خود را نگہدار کہ آیا میں اور یہ
نعرہ کر کے اُسکے برابر پہونچا آپ سامنا کیا غضنفر کو وہاں سے پھیر دیا ملجاے روئین تن نے کہا کہ غضب کیا تونے
کہ میرے بھائی کے قاتل کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اُسکے عوض میں تجھے مار ڈالونگا یہ کہکر وہی تلوار فولاد پہ ماری فولاد
نے تلوار اُسکی تلوار پر روکی اور اپنا وار اُسپر کیا لیکن تلوار ٹکرا کر اُچٹ گئی دو تلواریں فولاد نے ماریں دونوں اُچٹ گئیں
کوئی کارگر نہ ہوئی ایلی جو تلوار ملجاے نے ماری فولاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نہ رکسکی سپر کو قلم کر کے سر پر پہنچی
کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار کو کھینچا کہ نکل گئی چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا یہ حال دیکھکر عنادل شاہ
نے مرکب اپنا اُڑایا سامنے ملجاے روئین تن کے آیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ملجاے کے جسم پر خفیف ٹک
نہ پڑا اب جو ملجاے نے تلوار غصے میں آکر ماری یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک سات پہلوان اور چار سے مارے گئے
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے ہر ایک اپنے خیمے میں داخل ہوا ملجاے صحبت میں آکر بیٹھا
جام شراب گردش میں آیا اس کافر نے کئی جام پیے جب دماغ اسکا بادۂ کبر و نخوت سے گرم ہوا آتش شراب نے اپنا اثر دکھایا
نشہ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ بجا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہاں طبل جنگی بجا ساری رات
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر آکر مقابل یکدگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے جب میدان آراستہ ہو چکا
اور نقیب و نہیب دیکر چلے گئے ملجاے نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا سامنے تخت لاہوت کے آیا اجازت میدان چاہی کہا
کہ بہادر خداوند با خبر اور تیرا اعظم تیرا نگہبان ہو ملجاے بار دگر گھوڑے پہ بیٹھا اور میدان میں آیا بعد سلح شوری کے مبارز
طلب کیا ادھر سے بہرغار الکن نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی وار ردکیے آخر شمشیر لگائی
لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار زخمی ہوا اور کئی بہادر زخمی ہوئے بعض مارے گئے شام ہوگئی آخر طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر میدان سے پھرے لاہوت شاہ کمال خوشنود نہایت مسرور پھر کر داخل بارگاہ ہوا القصہ ملجاے روئین تن
کی ہو ہوتی تھیں کہ جام شراب گردش میں آیا کہ ملجاے روئین تن نے نشہ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
کوس حربی بجا ادھر اہل اسلام کمال پریشان پھرتے تھے کہ خبر طبل جنگ پہونچی یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ساری
رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں باندھ کر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے نقیب
نہیب دیکر نکل گئے کہ ملجاے روئین تن پھر لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سراپا دکھایا بعد اُسکے مبارز
طلب کیا آج ادھر سے مظفر برچھی خون آشام مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مظفر نے نیزہ
ملجاے کا ہوائی کیا اُسنے غصے میں آکر تلوار ماری مظفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور اپنا وار کیا تلوار اسکی سینے پر
پڑی بسلامت اُچٹ گئی فقط تک نہ پڑا ملجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر مظفر کی کٹی تلوار سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی
دستانہ مارا کہ تلوار تو کھینچا کر نکل گئی لیکن زخم جو کاری لگا غش طاری ہوا القصہ سات روز کی میعاد اندر لڑائی میں تمام
سرداران باختر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوگئے اور بہت سے درجہ شہادت پہ فائز ہوئے آٹھویں روز یہ میدان میں
کھڑا ہوا مبارز طلبی کرتا ہے کوئی لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کو نہیں نکلتا ہے سلیمان شاہ فارسی تاج سر سے اُتار کر ہو
دعا مانگتا ہے کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اسوقت مصیبت میں سوا تیرے کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس بلا کو دفع کرے
اور تا ہو سکے اہل حق کو بچا کہ سب ہماری اور انکی آبرو تیرے ہاتھ ہے ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا ایک ابر تیرہ و تار آسمان پہ نمایاں ہوا اور اسمیں سے آواز نقارے اور قرنا کی آنے لگی شور بلند ہوا

نقارے

کہ یکایک وہ ابر میدان مین پہونچکر شق ہوا اور اُسمین دیو پری کے گروہ نمایان ہوئے اور پچاس ہزار سوار آدمزاد گھوڑون پر سوار اور ایک تخت پر دس سوار اُنکو دیو لیے چلے آتے ہین اور اونٹون پر اسباب اور خیمہ وغیرہ لدا ہوا ہے اور ایک تخت پر ایک جوان ماہ طلعت بیٹھا ہوا تاج مکلل بجواہر سر پر اُسکے رکھا ہوا تختان مرصع نگار گلے مین اسکے پڑی ہوئی دیو پری جن گرد و اطراف مین آکر سلیمان شاہ کو سلام کیا نام اسکا سلیمان ثانی ہی بیٹا ہی عجیل باہو کا پردہ قاف مین بہت سے کام اسنے کیے ہین آکر صف باندھ کر کھڑا ہوا حال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ میدان مین طلجاے روئین تن کھڑا ہوا ہی اسکے ہاتھ سے بہت لوگ مارے گئے ہین اور صدہا زخمی ہوئے ہین اب کوئی اسکے مقابلے کو نہین جاتا کہ اسمین پھر طلجاے نے مبارز طلبی کی پس سلیمان ثانی نے سلیمان شاہ سے اجازت لی اور مرکب اپنا چمکایا برابر طلجاے کے پہونچا تھا کہ وہ کافر نگاور زن ہوا سلیمان ثانی کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور طلجاے کا گینڈا کوئی آٹھ قدم پسپا ہوا جھونک مین اُسکے پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے سنبھلا مسلکر رانون مین پھیر کر گینڈے کو مقابلہ کیا اور کہا کہ اے خدا پرست تو کون ہی جو آکر مقابل ہوا کہا کہ مین جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر طلجاے نہایت غضبناک ہوا پکارا کہ خبردار رہنا یہی تلوار ہی جو خدا پرستون کے خون سے آشنا ہو رہی ہی اسی نے سب کو مارا ہی اور زخمی کیا ہی یہ کہکر تلوار ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر چونکہ تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار قریب آئی سپر تو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا بر پا چھولا اور پنجہ پلی کو دراز کر کے تلوار پر جھپکی دی کہ تیغ چپٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑکر ہاتھ تلوار چھینلی اور ڈالکر زنجیر مین ہاتھ قاش زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا تھا اُسنے کہ سونڈنے کی کھاکر سنبھلے کہ کود کر گھوڑے سے مشکین اُسکی باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا لاہوت شاہ نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا ادھر سلیمان شاہ کشتیان جواہر کی سلیمان ثانی پر سے نثار کرتا ہوا لیکر پھرا بارگاہ مین آیا بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی حکم دیا کہ طلجاے روئین تن کو قید کرو صبح کو دیوان اسکا سمجھا جائیگا اُسکو اسیر تنل و زنجیر کر کے زندانخانے مین قید کیا رات کو آرام کیا صبح کو دربار ہوا سلیمان ثانی ذرنگ شوکت پر متمکن ہوا سلیمان شاہ فارسی تخت پر جلوہ افروز ہوا سردار گرد و اطراف آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ غضنفر بن اسد آتا ہی سلیمان ثانی نے دیو پری آدمزاد سب کو واسطے استقبال کے بھیجا اور ساتھ عزت و تکریم کے بلایا سلیمان ثانی خود بھی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا غضنفر دوڑکر لپٹگیا سلیمان ثانی بغلگیر ہوا دونون برابر بیٹھے باتین ہونے لگین غضنفر نے کہا بھائی صاحب آپ دیوون کو اپنے ساتھ سے رخصت کر دیجیے نہین یہ مشہور ہوگا کہ خدا پرست دیوون کی مدد سے کام کرتے ہین سلیمان ثانی نے سب دیوون پریون کو رخصت کر دیا اب غضنفر نے کہا کہ بھائی صاحب آپنے خوب اس روئین تن کو پکڑا ایک کو مین نے مارا تھا دوسرے کو آپ نے گرفتار کیا پھر اُسے زندہ کیون رکھ چھوڑا ہی سلیمان ثانی نے کہا کہ لاؤ طلجاے روئین تن کو اسی وقت اُسکو لوگ لاے کہ مشکین بندھی تھین ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق اسی ہیئت سے لاکر حاضر کیا اُسنے بطریق لقاپرستان سلام کیا سلیمان ثانی نے کہا کہ اے گبر مین نے تجھے کسطرح اسیر کیا اُسنے کہا کہ تو زبردست تھا مجھکو پکڑ لیا سلیمان ثانی نے کہا کہ دین لقاپرستی ترک کر اور دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا کہ ہزار جانین میری زمرد شاہ پر نثار کبھی مین دین تیرا اختیار نکرونگا کیونکہ تم خدا پرست کہتے ہو کہ خدا کو دیکھا نہین ہی عقل سے پہچانا ہی پھر مین خداے دیدہ کو چھوڑکر کبھی خداے نادیدہ کی پرستش نکرونگا یہ کلمہ سنکر سلیمان ثانی نہایت برہم ہوا اور ایک ترنج سامنے رکھا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر طلجاے کے منھ پر مارا وہ کافر نہایت غضبناک ہوا اور قید کو توڑ ڈالا برابر ایک شخص کھڑا ہوا تھا تلوار اُسکی کمر سے چھین کر

سلیمان ثانی پر دوڑا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے تلوار اسنے ماری گھبراہٹ مین سپر پر وار روکا لیکن سپر کٹی اور کوئی چار انگل
سر مین اُتر گئی یہ غش کھا کر گرا اور یہ کافر وہان سے دروازہ بارگاہ کی طرف چلا غضنفر نے دیکھا کہ اس نالائق نے سلیمان ثانی
کو زخمی بھی کیا قید بھی توڑی اور صاف نکلا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجائے
اُسنے کچھ نہ سنا اور باہر دروازے کے آیا مرکب سلیمان ثانی کی سواری کا کھڑا تھا اُسپر سوار ہوا اور بھاگا غضنفر بھی
باہر نکلکر گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب مین اُسکے چلا مگر ملجاے روئین تن بھاگا جاتا تھا اگر قریب لشکر لاہوت شاہ کے پہونچ چکا ہی
ہرکارون نے لاہوت شاہ کو خبر دی کہ ملجاے روئین تن چھوٹا ہوا آتا ہی بہت خوش ہوا اور تمام سردارون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا ملجاے نے لاہوت شاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ مین آکر دنگل پر اپنے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی دَور
جام شراب کا ہوا لاہوت شاہ نے حال پوچھا کہ کیونکر چھوٹکر آیا خدا پرستون کی قید سے کیونکر رہائی پائی اُسنے کہا کہ
سلیمان ثانی سے اور مجھسے بہت گفتگو سخت آئی قید توڑ کے اُسکو زخمی کرکے چلا آیا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ غضنفر
بن اسد مثل شیر خشمناک مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر بھائی کو میرے تو زخمی کرکے آیا ہی اب
مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر ملجاے کی طرف چلا اسنے اپنے دل مین کہا کہ ایک مرتبہ تو اسے زخمی کر چکا ہی ابکی بار سلے اور
پکارا کہ او دیوانے مین تیرا راستہ ہی دیکھ رہا تھا سو تیری قضا تجھے لے آئی غضنفر نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت
ہون اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچگیا معلوم ہوا کہ قضا تیری آج ہی یہ کہکے تلوار کھینچی اُدھر ملجاے نے بھی تیغ کھینچی اور
غضنفر پر ماری غضنفر نے تلوار اُسکی خالی دی ملجاے اپنے زور مین آپ ہی جا چکا تھا کہ غضنفر نے تیغ روئین تن شگاف
جو کمرگاہ پہ مارا دو ٹکڑے ہوگئے بس اُسکے مرتے ہی بارگاہ مین ایک غل ہوا کہ وہ ملجاے مارا گیا اور غضنفر مرکب اپنا
پھیر کر کافرون کو قتل کرتا ہوا پھرا لاہوت شاہ نے چاہا تھا کہ تعاقب غضنفر کا کرے کہ جوڑی ہرکارون کی آگئی پسینے مین
غرق گرد مین غرق بعد دعا کے عرض کیا کہ بدر بن زلازل چلا آتا ہی لاہوت شاہ یہ سنکر ٹھہر گیا اور تعاقب غضنفر
کی باز رہا اور پہلوانون کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور تابوت ملجاے کا اُسکے وطن کو روانہ کیا غضنفر ملجاے کو
قتل کیے ہوئے پھر کر چلا تھا کہ راستے مین اُسکے رفیق ملے حال پوچھا کہ تم سب کیون آئے ہو ہر ایک نے عرض کیا ای شہریار
ہمین صبر کب پڑتا ہی کہ آپ جائین اور ہم بیٹھے تماشا دیکھین غضنفر نے کہا کہ عنایت خدا سے مارا اُس کافر کو پھر کوئی میرے
سامنے پر نہ چڑھا مین چلا آیا یہ باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر سلیمان شاہ کا ملا اُس سے پوچھا کہ تم لوگ کہان چلے تھے کہا کہ آپکی
مدد کے واسطے کہا کہ پھر اب کیا ہی پلٹ چلو مین تو اُس روئین تن کو مار آیا سب خوشی خوشی پھرے کہ بعد اُسکے دیکھا کہ
سلیمان ثانی اس حال سے چلا آتا ہی کہ زخم سر بندھا ہوا غضنفر نے پوچھا بھائی صاحب یہ اس حال سے آپ
کہان چلے تھے سلیمان ثانی نے کہا کہ تم تنہا اُس کافر کے تعاقب مین گئے تھے میرے دل نے نہ مانا مین بھی گھسٹتا ہوا
غضنفر نے کہا بھائی صاحب عنایت پروردگار سے مار کر اُس نالائق کو آتا ہون سلیمان ثانی نے غضنفر کو گلے سے لگایا
اب یہ دونون ملکر پھرے داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن ادھر بدر بن
زلازل پہنچی آکر لاہوت شاہ پاس پہونچا ملازمت حاصل کی دنگل پر اپنے بیٹھا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی ہاتھ
اُٹھا کر دعا دی اور عرض کیا کہ طرماسپ بن طہماسپ ساٹھ ہزار سوار سے آتا ہی لاہوت شاہ نہایت خوشنود ہوا
اور حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی اور تمام سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سرے سے لشکر کے تا بارگاہ پانداز
ڈلوایا کمال عزت سے اُسے بلوایا ادھر جاسوسون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی کہ طرماسپ بھی آ پہونچا یہ
سنکر سلیمان شاہ نہایت متوحش ہوا سب نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر خدا فضل کریگا تو پائینگے اس کافر کو بھی مگر

طراسپ اگر لاہوت شاہ سے ملا دنگل شوکت پر بیٹھا اور دنگل اسکا سب سرداروں سے بالا دست بچھا لیکن طراسپ نے لاہوت شاہ سے کہا کہ آپ کی مدد کے لیے آیا ہون کہ مارکر ان خدا پرستون کو چھینکر ملکہ گیتی افروز کو دون زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان سے بچاؤن بدر نے جو یہ کلمہ سنا نہایت قہر و غضب سے طراسپ کی طرف دیکھا لاہوت شاہ نے کہا ای بدر تمھارے خشمناک ہونے کا کیا سبب ہی بدر پکارا یا خداوندزادے مین مدت سے ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور شہر اختم مین خداوند نے گیتی افروز کو مجھے دیدیا ہی مین اسی واسطے اپنی محبت ملکہ بر ہمین جادو سے بگاڑ کر آیا ہون کہ ملکہ گیتی افروز کو اپنے تصرف مین لاؤن اور کوئی لینے والا کون ہوتا ہی کیا حق رکھتا ہی اب اگر کوئی نام اسکا بے ادبی سے لے تو زبان اسکی گدی سے کھینچ لون طراسپ نے جو یہ کلمہ سنا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اور پکارا کہ او مادر بخطا زیادہ گو گستاخ ہیات نہ بک ارے یہان کہ زبدۂ آفتاب پرستان ہین عاشق ہونا یہان دوسرے کی مجال ہی کہ قصد بیجا کرے بہت تو نے جھک مارا جو یہان آیا اس ارادے سے زیادہ سر اٹھایا تو تو سزا پایا ابھی سر تیرا دھڑ سے کھینچ کر پھینک دونگا اور تو نہین جانتا کہ مین کون اور کسکا بیٹا ہون اور کسکا رفیق ہون بدر نے کہا او نالائق تو مجھسے یہ کلمہ و کلام کرتا ہی اور کھینچکر خنجر طراسپ پر مارا طراسپ نے ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا اور چھینکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا طراسپ چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور چاہا کہ دھڑ سے سر کھینچ لون کہ لاہوت شاہ نے ہاتھ طراسپ کا پکڑ لیا کہا کہ بس اب یہ اپنی سزا کو پہنچ گیا چھوڑ دو اسے کہ یہ پیغمبر زادہ ہی خداوند کا طراسپ اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے کہا کہ خبردار پھر گیتی افروز کا نام نہ لینا بدر نے کہا مجھسے خطا ہوئی لاہوت شاہ نے بدر کا ہاتھ پکڑ کر طراسپ کے پیرون پر گرایا طراسپ نے اسے گلے سے لگایا اب مل جلکر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے صحبت گرم ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب نشہ خوب ہوا بدر نے طراسپ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پہلے خدا پرستون سے مین لڑون اسنے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی بدر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی حکم دیا کہ خداے ما بزرگ است بجواب مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بقوت ایزدی بجے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ساری رات اسی حالت مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ مع شہنشاہ بن اسد و سلیمان ثانی میدان مین پہونچے لشکر کو آراستہ کر کے کھڑے ہوئے اس طرف لاہوت شاہ اور زلور شاہ تخت پر سوار عقب مین تمام فوج طراسپ اور بدر ہمراہ تخت کے دار ہوئے میدان مین پہونچکر صفون کو آراستہ پیراستہ کر کے کھڑے ہوئے کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کیا کہ کون ایسا بہادر ہی کہ میدان مین جنگ اور نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے کیونکہ شعر رستم بہ ازین بہ نہ بہرام رہ گیا۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا اور ایک روز مرنا ہر شخص کے لیے ہی لیکن ایسا مرنا کہ جس مین قیامت تک نام باقی رہے [illegible] گویا یہ صورت حیات جاودان ہی بس نقیب چپ ہوئے تھے کہ بدر بن زلال نے [illegible] مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اجازت چاہی کہا سپرد کیا تجھکو خداوند با غضب [illegible] آفتاب تابان کے اور جام شراب دیا بعد سلام چپکر سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر عازم میدان ہوا ہنوز مبارز اسنے طلب نہین کیا تھا کہ از پردہ صحرا گرد سے برخاست گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دریا سے گرد در زمین پیچیدہ [illegible] دیکھا اور گرد مارا ہوا کہ ہوا نے مارا گرد کو کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور اس گرد کے اندر سے [illegible] علم لشکر [illegible] سوار [illegible] پھرہرے علمون کے آبی رنگ کے ہر علم پر تعریف خداوند [illegible] بیات اسد بن زلال [illegible] شہنشاہ کی [illegible]

برچھی بردار جھنڈی بردار چوبدار جب سب جلوس گذر چکا تو تخت کشور شاہ کا نمایان ہوا آگے آگے داراب الگ اڑدہا
ہمراہ اُسکے چھ لاکھ سوار پشت پر میدان مین پہونچکر ایک طرف قائم ہوئے لیکن داراب نے بدر بن زلازل کو جو
دیکھا نہایت خوش ہوا ادھر بدر نے پھر مبارز طلب کیا تھا کہ داراب نے مرکب اپنا اُڑایا اور سامنے بدر کے آیا بدر
لگا در زلن ہوا کہ مرکب داراب کا حسب دستور پیچھے ہٹا اور گھوڑا بدر کا بہت پسپا ہوا لیکن سنبھل کر لونین جھک کر
پھر مقابل ہوا اور داراب سے کہا کہ او آب پرست تو یہان کیونکر آیا کہا کہ تیری تلاش مین یہان آیا سُنا کہ تو سائل ہو
گیا ہوا ہی مین بھی یہین آیا بدر نے کہا کہ تجھے قضا لیکر آئی ہی اور نیزہ داراب پر مارا داراب نے نیزے کو نیزے پر رد کیا
اور نیزہ طعن مین نیزہ ہاتھ سے بدر کے نکال دیا بدر نے غصے مین آکر تلوار ماری داراب نے اُسے رد کیا اور وار اپنا
دار اُسپر کیا لیکن تلوار داراب کی پڑتے ہی اُچٹ گئی اب داراب نے یہ ارادہ کیا کہ تلوار اسکی چھینلے اور اسے
تقاش زین سے اُٹھالے اور مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر ہی چلا کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا الان ہوکر چلا
داراب گھوڑے کو سنبھالنے لگا کہ بدر نے گھات پاکر تلوار ماری پورا وار سر پر بیٹھا کہ تا دوا برو تلوار بدر کی اُتر گئی
داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکالی گئی پگڑی اور خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا کہ داراب کو غش آگیا
گھوڑے سے گرا بدر نے چاہا کہ اور ایک ہاتھ مارون کہ سر اسکا جسم سے جدا ہو جاوے کہ سلیمان زرین زرہ دوڑا
اور کہا کہ او نالائق کیا کرتا ہو آیا ہین بدر پکارا تجکو بھی قضا لیے آئی ہی مگر سلیمان قریب پہونچا تھا کہ بدر نے
تلوار ماری سلیمان نے وار اسکا رد کیا اور اپنا وار اُسپر کیا مگر تلوار خفتان مرپیچ بند کے سبب سے جسم پر بدر کے
اثر نہین کرتی کئی وار بدر نے ہنس ہنسکر سینے پر روکے اور خبردار خبردار کہکر تلوار ماری سلیمان نے سپر چہرے کی
پناہ کیا لیکن تیغ نے سپر کو کاٹ کر خود کو دو کیا تا دو ابرو اُتر چکی تھی کہ سلیمان نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکلگئی اسی طرح
کئی سردار زخمی ہوئے دو ایک مارے گئے شام ہو گئی طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے ادھر
الاہو شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف مین دنگلون پر بیٹھے جام شراب گردش مین
آیا بدر نے چاہا کہ پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤن کہ طرماس نے کہا بس ایک روز تو لڑ چکا اب پھر دو چار دن کے
بعد لڑیو کل مین لڑونگا اور حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا ادھر سلیمان شاہ فارسی پھر کر داخل بارگاہ
ہوئے مین ذکر داراب کا ہوا کہ آج کی بلا داراب کے سر گئی کہ اسی اثنا مین خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی نقارہ
بجا اُدھر لشکر داراب مین بھی طبل جنگ بجا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا
اور شاہ فارس کی ہولی سپاہ نجم لرزان و ترسان استقبال کو بڑھان ہولی کہ صد نظر سے غائب ہو گئی تیرگی ظلمات مین جاکر
چھپی نسیم صبح چلنے لگی مرغان چمن یاد الٰہی مین مصروف نغمہ سنجی ہو گئے تمام عالم بیدار ہوا ہر ایک نے نقش خداوند کریم
کی اسپند اپنے طریقے پر ادا کی غرضکہ تینون لشکر میدان مین آئے صفین باندھ کر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے ابھی کوئی میدان
مین نہ نکلا تھا کہ پردہ ہیبا لا گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا سب نگران تھے کہ
دیکھین اب کون آتا ہی جب گرد شق ہوئی تو پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پہ
تصویر خداوند ستارہ پرستی کی مرقوم بعد اُسکے جلوس سواری کا پھر تخت اختر افروزان کا نمودار ہوا
تخت پر شیر ستارہ پرست کا گھوڑے پر سوار آگے آگے اور پیچھے تخت کے پانچ لاکھ ستارہ پرست دریا کے موجون کی
طرح ہاتھ ہوتے آکر ایک طرف قائم ہوئے کہ دوسری گرد اُڑی اب جو دیکھا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا
اور اُسکے جلو میں سواری کا سیتقول شاہ تخت پر سوار تور بج ماہ پرست مرکب پر بیٹھا ہوا پشت پر چار لاکھ سوار آکر

ایک جانب قائم نہ ہوا تھا کہ اور گرد اُڑی جمشید و خورشید و رستم خان بن گنجاب لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے اور
آکر لشکر سلیمان شاہ فارسی کے ملے اور صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے کہ اُدھر طرماسپ لاہوت شاہ سے اجازت لیکر
میدان میں آیا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو الگیتی افروز کو سوار کرکے لے آؤ میرے حوالہ کرو نہیں تو
سب کو قتل کر دونگا اور گیتی افروز کو زندہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیے تخت چین لیجاؤنگا دوسرے
اہل اسلام للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہے خبردار اب نام ملکہ عالم کا زبان پر نہ لانا ورنہ سر جنگ معقول پائیگا یہ سن
جھنجھلا کر طرماسپ نے مبارز طلبی کی رستم خان مرکب اُڑا کر سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے رستم خان بارہ گیر مرکب پر بیٹھا مقابل طرماسپ آیا طرماسپ لگا وزن ہوا مرکب
رستم خان کا پانچ قدم ہٹا اور گنبذ اطرماسپ کا چار قدم پیچھا ہوا مسلکر لڑائی میں ایک نے دوسرے کا سامنا کیا
بعد گفتگوے بسیار طرماسپ نے نیزہ مارا رستم خان نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا لگی طعنیں چلنے بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی لیکن مطلب براری نہ ہوئی آخر سر کا نیزہ تو نہ نکلا لیکن سنان نیزے کی طرماسپ نے نکالی رستم خان نے
غصے میں آکر ڈانڈ پر ڈانڈ مارا کہ دونوں ڈانڈیں ٹوٹ گئیں اب طرماسپ نے ساطور اپنا آرا بیچ پر سے اُٹھایا اور
خبردار خبردار کہکر مارا رستم خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ ساطور سپر سے کبھی رُکا ہی نہیں ہے سپر کٹی خود کے
دو ٹکڑے ہوئے تا دو ابرو اُتر گیا رستم خان نے دستانہ مارا ساطور توجھٹا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی
غش طاری ہوا یہ حال دیکھکر نوفل خان دوڑا رستم خان کو پھیر دیا آپ سامنا کیا بہت دیر تک نیزہ بازی رہی
آخرکار اُسی طرح ساطور سے یہ بھی زخمی ہوا کامل خان مقابلے کو آیا کئی تلواریں طرماسپ پر ماریں آخر جب اُسکا
زور رک سکا یہ بھی زخمی ہوا ملک غیور باختری مقابلے کو آیا کئی ساطور طرماسپ کے خالی دیئے کئی تلواریں
لگائیں طرماسپ نے بھی روکیں آخر جھنجھلا کر طرماسپ نے سپر ہٹا کر جھکر کا وار کیا پورا پڑا کہ دو ٹکڑے ہوگئے اور یہ
دیندار شہید ہوا یہ حال پُر ملال دیکھکر ملک اردوان جزیرہ نشین مرکب اپنا اُڑا کر سامنے طرماسپ کے آیا بعد
گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار طرماسپ پر ماری اُسنے پشت ساطور پر روکی اور اپنا وار یہ ہوشیار
غافل شعبدہ بازی فلک پر سوچا کہ اسے سپر سے نہ روکیے بلکہ سر دست پر ہاتھ ڈالکر اسی سے حربہ چھین لیجیے یہ
سوچکر آتے ساطور کو خیال میں کرکے گھوڑے کو اشارہ کیا وہ جانب بغل چلا تھا کہ ساطور کی گہرائی اور دست ساطور
گران کا سر پر ملک اردوان کے بیٹھا کہ کانسہ سر چور ہوا اور یہ بہادر بھی درجہ شہادت پر فائز ہوا شام کو
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن لاہوت شاہ طرماسپ پر نثار کرتا ہوا میدان
سے پھر داخل بارگاہ ہوا تخت پر بیٹھا طرماسپ اپنے دنگل پر بیٹھا جام شراب گردش میں آیا سر پیالے کئی جام
برابر پیے اور نشہ شراب میں پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام کمال مغموم تھا بہت متفکر پھر کر داخل بارگاہ ہوئے
زخمیوں کا علاج ہونے لگا جو شہید ہوئے تابوت اُنکے وطن کو بھیجے گئے ہیں کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی یہاں بھی حکم ہوا
طبل جنگ بجا رات تیاری میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرا دست بستہ ہوئے نقیب پکار چکا
تھی کہ پھر طرماسپ نے گھوڑا اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آکر اجازت لی اور رخ میدان کا تیار کیا
ہنوز مبارز نہیں طلب کیا تھا کہ ایک نمایاں ہوا جب وہ میدان میں پہنچکر شق ہوا تو نقابدار سبز پوش سبز
پوش سوار نمایاں ہوا اور شریک خدا پرستوں کا ہوا ادھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا تھا کہ نقابدار اسکے مقابلے کو
گیا لگا کا وزن ہوا کہ گنبذ اطرماسپ کا سات قدم پیچھا ہوا اور مرکب نقابدار اسکا تین قدم ہٹا بعد گفتگو کے ساطور

طرماسپ نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا رد و بدل ہونے لگی چند طعنین چلی تھین کہ نقابدار نے نیزہ
ہاتھ سے طرماسپ کے نکالدیا پس طرماسپ پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا سر میدان ہوائی کیا لیکن
خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچکر نقابدار پر مارا نقابدار
نے سپر پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی وار نقابدار کا رد کیا یہانتک کہ دن بھر تلوار چلی لیکن کام نہ نکلا
پس ایک مرتبہ طرماسپ نے غصے مین آکر تلوار ماری ادھر نقابدار نے سپر پہ وار اسکا کاٹا تھا لیکن تلوار دو انگل
سپر کو کاٹ گئی تھی کہ نقابدار نے جھٹکا دیا کہ تلوار طرماسپ کی ٹوٹ گئی اس گھڑی نے دوڑکر ساطور آرلبے پر سے اٹھایا اور
پکارا کہ یہ وار غضب نیر اعظم آفتاب تابان کا ہے لے اسے یہ کہکر ساطور مارا نقابدار نے چاہا کہ وار اسکا سپر پر
رد کرون کیونکہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے اشارہ کیا مرکب کو کہ زیر بغل جاکر ہاتھ کلائی پہ ڈالدون کہ گھوڑے نے
سکندری کھائی ساطور سر پر بیٹھا کہ خود کو کاٹتا دوا پہ وا اتر آیا نقابدار نے دستانہ مارا ساطور تو جھنا کر نکلگیا ادھر مرکب
پیران اسکا اٹھکر راہی ہوا شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے مگر طرماسپ نے پھر
طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ توکل بجا بجوا دیا غرضکہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر
دونون لشکر میدان مین آئے طرماسپ عرصہ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے جمشید خان نکلکر میدان مین
آیا خوب لڑا آخرکار زخمی ہوا غرضکہ شام تک بہت سردار زخمی ہوئے کئی مارے گئے یہانتک کہ سات روز کی میدانداری
مین کوئی لشکر اسلام مین اتنا باقی نہ رہا کہ میدان مین جاتا بلکہ جو سردار پہلے کے زخمی تھے کچھ زخم انکے بہتر ہوسے ہو چلے تھے
وہ بھی دوبارہ زخمی ہوئے اب کوئی لڑنیوالا نہین ہے طرماسپ پیہم مبارز طلب کر رہا ہے ادھر سب سر جھکائے کھڑے ہین
کوئی جواب نہین دیتا کہ پھر طرماسپ پکارا کہ باش ای گروہ خدا پرستان اگر تم ایک ایک نہین لڑسکتے ہو تو سب ملکر
میرے مقابلے کو آؤ اور نہین تو مین آتا ہون یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی نے تخت اپنا زمین
پر رکھوادیا اور کہا کہ مین آتا ہون طرماسپ نے باگ روکی ادھر سلیمان شاہ نے مرکب طلب کیا ابھی گھوڑا آنے نہ پایا تھا
کہ صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا کہ جیسے ایک سوار آتا ہے آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شیر بیشہ کلنگان
صاحب ساطور گران طہماس بن عمقوئیل دیو پرور ہے ایک غل ہوا کہ طہماس آیا مگر طہماس نے جو طرماسپ کو میدان
مین کھڑے دیکھا گینڈے سے اترکر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر کر گردن پہ بیٹھکر طرماسپ کی طرف چلا قریب پہونچا تھا
کہ طرماسپ کا وزن ہوا کہ [illegible] سینہ شانے سے شانہ بازو سے بازو سر سے سر ملگیا اور پھولون سے سپرون سے
چنگاریان اڑین طہماس کا گینڈا چار قدم پیچھے ہٹا اور طرماسپ کا کرگدن پانچ قدم پسپا ہوا اسلکر رانون کی چوٹ
مار مار کر گینڈون کو پھیرا ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا او نا ہنجار نطفہ شیطان او ظالم یہ تو نے کیا کیا کہ
پہلے تو بھائی کو میرے یعنی کلائین پر زور کو مارا بعد اسکے بیگناہ عمقوئیل دیو پرور کو بھی اس نامردی سے قتل کیا کہ
عورتین بھی تجھپر نفرین کرتی ہین ارے تجھکو خوف خدا آیا نہ عزیزداری کا خیال ہوا کہ یہ ہمارا دادا ہے دیکھ تو اسکے عوض
مین کیا حال تیرا کرتا ہون آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ مجکو تو نے شاہزادہ نورالدہر کے سامنے ذلیل کردیا
اور اسنے قسم دلائی ہے کہ اگر سر طرماسپ کا لانا تو مجکو صورت دکھانا نہین تو میرے سامنے ہرگز نہ آنا تو جب تک
تجھے مار کر سر تیرا انہین بھیجتا ہون قرار میرے دل کو نہین ہے کہ زیارت سے اسکی محروم ہون طرماسپ پکارا کہ ای پسر خلف
بیعقل اگر عمقوئیل دین آفتاب پرستی اختیار کرتا تو مین کیون اسکو مارتا میرے واسطے بدنامی ایسی کہ طرماسپ کا دادا
مسلمان ہے اس رفع بدنامی کے لیے مین نے اسکو مارا اور کلائین کو بھی اسی لیے قتل کیا اور تو اگر دین آفتاب پرستی

قبول کریگا تو تجھے بھی مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا شرم باعث سے بڑی بدنامی ہر سے لیے ہی غرضکہ بعد گفتگو کے بسیار
طرماسپ نے ساطور طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی حربہ اُسکا روکا
اب بڑے زور شور سے ساطور چلنے لگا سب لشکر دیکھ رہے ہین اور آسمان کہ رہے ہین کہ ایسی برابر کی لڑائی ہرگز دیکھی
گیا ہوتا ہی دونون زبردست ہین کوئی کسی طرح باپ بھی کا نہین رکھتا ہی غرضکہ یہانتک ساطور چلا کہ دونون حربے
بیکار ہوئے ہزار مین ایک ساطور دوسرے کو کسی قدر کاٹ جاتا تھا یہانتک کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اب دونون
دست و گریبان ہوئے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون کود پڑے اب کشتی ہونے لگی پھر پھیر کر کشتی
لیکن طہماس کو غصہ ہی قوت اسکی بہت بڑھی ہوئی ہی اور طرماسپ کئی میدانداریان کر چکا ہی کسیقدر تھکا ہوا بھی ہی لیکن
اُلجھا ہوا ہی زور کر رہے ہین کہ ایک مقام پر طہماس نے لنگر اسکا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا ایک ہاتھ گدی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے لگا تین پیچ دیے اور ایک جھٹکا ایسا
کہ خنجر سے سمیت دھڑ سے گردن کھینچ آئی ایک غل ہوا کہ وہ طرماسپ کو مارا لاہوت شاہ نے سر پیٹ لیا اور حکم دیا
فوج کو کہ مار لو اس عادی کو جانے نہ پائے لوگ طہماس پر دوڑ پڑے ادھر زرپوش شاہ نے اپنی فوج کو بھیجا وہ بھی چلی
لیکن طہماس نے سر طرماسپ کا فتراک مین باندھا اور کھینچکر زیر رکابی ساطور چلا پڑا جسکو ساطور مارا مع مرکب چار ٹکڑے
کر دیے ادھر سلیمان شاہ فارسی نے اپنے لشکر کو واسطے مدد طہماس کے بھیجا ادھر سلیمان ثانی کلک کو چلا غضنفر
اپنے قزاقون سمیت جا پڑا انقابدار یاقوت پوش بہتر سوار بھی کفار پر اپنی فوج سمیت جا پڑا الگی تلوار چلنے لگی ہنگامہ
ہوئی مگر طہماس نے ایکسر تیغ گمنیڈا اپنا اژدہا ہی جو سامنے آیا مارا ساطور کہ دو دو تین تین کے برابر سر قلم ہوئے یہ کیفیت
ہی کہ کفار ریلے کرتے چلے آتے ہین لیکن طہماس اسطرح سب کو قتل کرتا مارتا چلا جاتا ہی جیسے شیر غضبناک مجمع روباہان
شکار کھیلتا ہی یہانتک کہ تمام لشکر کو طے کرکے راستہ نکال لیا جس طرف سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا یہان کفار مین اور
اہل اسلام مین تمام دن تلوار چلی جب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے مگر لاہوت شاہ
کمال رنجیدہ و غمگین بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ تابوت زرین طرماسپ کا جلد اُسی وقت تیاری ہونے لگی آج لاہوت شاہ نے
دربار بھی نہین کیا صبح کو بارگاہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ تابوت طرماسپ کا تیار ہی حکم دیا کہ اسی بیس ہزار سوار
ساتھ لیکر اس تابوت کے ہمراہ خدمت ایرج نوجوان مین جائے وہ اسی طرف روانہ ہوا لیکن ایرج دریا سے اُترکر
تین منزل کوچ کرکے آچکا ہی قصد ہی کہ جلد قلعہ ذوالامان کو پہونچکر گیتی افروز کو دیکھے کہ سامنے سے گرد و غبار اٹھتا ہوا
ایرج نے ہرکارون کو حکم دیا کہ ارے جلد خبر لاؤ کہ کون آتا ہی کیونکہ یہ گرد الم معلوم ہوتی ہی دیکھتے ہی گرد کے دل
میرا ملکدر ہو گیا ہی ہر طرف نگاہون مین خاک معلوم ہوتی ہی کہ یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے اسکے بخور جلتا ہوا لوگ سیاہ پوش ہمراہ گریبان اُنکے پھٹے ہوئے ہائے طرماسپ وا طرماسپ
کی صدائین بلند خاک اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ایرج نے جو نام طرماسپ کا سُنا قریب تھا کہ روتے روتے گر پڑے
لوگون سے پوچھا ارے کیا ہی طرماسپ کو کسنے مارا یہ غل کیسا ہی کہ جس سے سینہ میرا شق ہوتا ہی کہ اتنے مین افسر
غمچہ پر رو دست ترین سامنے آیا اور حال بیان کیا کہ اسکے باپ طہماس ظالم نے اسے مارا کچھ نسبت فرزندی کی اُسے نہ آئی
دھڑ سے سر کھینچ لیا چلا گیا ہر چند لاہوت شاہ نے لشکر اسکے قتل کے لیے بھیجا لیکن وہ صاف نکلا چلا گیا
کسی طرح نہ اسیر ہوا نہ قتل ہوا بلکہ بہت لوگون کو مارا یہ سنا تھا کہ ایرج غصے سے تھرتھرانے لگا غم طرماسپ کا
دل پر چھا گیا جہان نظرمین تیرہ ہو گیا اور ایک نعرہ کرکے منگان کیا کہ ہائے طرماسپ یہ تو نے کیا کیا کہ بارگاہ مین

سونی کر دی آرام و قرار میرے دل کا لیگیا لطف زندگی جاتا رہا ای یار وفادار اب تجکو مین کہان سے لاؤن دل بیقرار
کو کیونکر سمجھاؤن یہان تک رویا اور حال اپنا تباہ کیا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا تمام لشکر کا یہ حال تھا کہ ایرج کو روتے دیکھ
ہر کس و ناکس رو رہا تھا اور نام طرماسپ کا ورد زبان تھا کہ بہزاد مرتد نے پانی کے چھینٹے منہ پر ایرج کے دیے
گلاب بید کیوڑا چھڑکا بعد گھڑی بھر کے ایرج کو ہوش آیا دوڑ کر صندوق سے طرماسپ کے لپٹا اور چاہا کہ لاش اسکی
نکالے منہ سے منہ ملے کہ انتر نے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان سر تو اسکا طہماس اُکھیڑ کر لیگیا یہ لاشہ بیسر ہی کہا
کہ وہ عادی کدھر گیا ہی انتر نے کہا خدمت نور الدہر مین ایرج نے کہا جہان ملیگا وہین اس عادی کو مارونگا یہ
کہکر بہزاد مرتد کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا تھا تب طہماس بن عنقویل دیو پر ورکا کیا وہ گھوڑا کہ
اشارون پر چلتا تھا زندگی مین کبھی پھندنا نہین چھوا یا تھا اسکو کوڑے پہ کوڑے مارتا ہوا سرپٹ لیے چلا جاتا تھا یہانتک
کہ کنارے دریا کے پہونچا ملاحون سے پوچھا کہ طہماس یہان آیا تھا انھون نے کہا کہ طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز
ہی یقین ہی کہ لشکر نور الدہر مین پہونچگیا ہوگا ایرج کچھ دیر چپ رہا متفکر تھا کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو پاؤن بعد
اسکے کہا کہ کشتیان لاؤ مین ضرور تعاقب مین اسکے جاؤنگا بہزاد نے کہا اب جانا آپ کا مناسب نہین ہی ایرج نے
کہا ای بہزاد جہان آنکھون مین میرے تیرہ و تار ہو رہا ہی جب تک طرماسپ کے خون کا عوض نہ لونگا اور اس
عادی کو نہ مارونگا قرار مجکو نہ آئیگا یہی باتین تھین کہ ارسلان شاہ پہونچا ایرج سے ملاقات کی حال پوچھا ایرج
نے کہا طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہی ارسلان شاہ بولا اب پھر چاہیے قتل کرنا طہماس کا اور روز یہ
مقرر رکھیے ایرج نے کہا دل میرا نہین مانتا کہ طرماسپ تو نہ ہو اور یہ عادی زندہ رہے قارن قمر بین نے کہا
ای شہریار با وقار ای صاحبقران نامدار زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان مین نے علم نجوم سے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ سفر دریا آپ کے حق مین اچھا نہین ہی اب مناسب یہ ہی کہ چلکر مفسدون کو مارئیے اور گیتی افروز کو اپنے
قبضے مین لائیے فال شادی کیجیے عزم غلط فرمایئے اب قلعہ ذوالامان قریب ہی اور اگر اس اثنا مین نور الدہر آگیا
تو ہاتھ آنا گیتی افروز کا مشکل ہی اور نور الدہر بھی آج کل مین آیا چاہتا ہی خبر لگی ہوئی ہی ایرج کو یہ رائے پسند آئی
کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور بن سعدان گرد کی
پہونچے اور کہا کہ ای ایرج نوجوان اگر تم تعاقب مین طہماس کے جاتے ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہین قلعہ ذوالامان
پر جا کے لیا کیجئے ایرج ناچار واسنے پھر کر داخل لشکر ہوا لاش طرماسپ کی ارنگ دستہ مین بھیجی
اور آپ قلعۂ ذوالامان کو بقصد فتح روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ہرمز تاجدار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار بعد جانے نور الدہر کے کوچ بکوچ قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طی مراحل ملک زابل
پر پہونچا کبرنگ بن کبرنگ شاہ نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور برج و بارہ کو جو آگے قلعہ کے تھا آلات حرب وضرب سے
آراستہ کیا اور راستہ پہاڑ کا استقدر تنگ تھا کہ ایک آدمی سے زیادہ وہان کسی طرح نہ جا سکے اور گھاٹیون پر
پہاڑ کے پتھر تراشے ہوئے رکھے تھے کہ اگر ایک ایک پتھر لڑھکا دین تو کام آدمی کا تمام ہو جاے ہرمز تاجدار وہان
آکر اُترا اور ایک عیار کو طلب کیا جب وہ آیا ایک نامہ لکھکر اسکو دیا جسکا یہ مضمون تھا کہ ای کبرنگ تو پہلے تو مسلمان ہوا
اب یہ کیا اندھیر ہی سنا سننا آئی کہ اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا توبہ کر اپنے افعال پر عیار گیا اور نامہ دیا کبرنگ نے
جواب لکھا کہ ای خدا پرستون مین دو برس جان سے مسلمان ہوا تھا اب آفتاب زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان

سلامت رکھے کہ اُسکے باعث سے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہی اب ایسا روشن دین ہی کب چھوڑتا ہون اور تمھین
کبھی یہان نہ آنے دونگا یہ سنکر ہرمز تاجدار تو چپ ہو رہا لیکن کشیدہ رو منارہ گردن عادیون نے عرض کیا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے یورش کر کے پہاڑ کو لیجیے اور قلعہ مین گھس چلیے ہرمز تاجدار نے حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی خبر کیرنگ کو ہوئی کہا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین کیونکر خدا پرست
پہاڑ پر آتے ہین غرضکہ دونون طرف نقارۂ رزمی بجا تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات اسی کیفیت مین بسر ہوئی
صبح کو ہرمز تاجدار تخت پر سوار تمام فوج ہمراہ رُخ پہاڑ کا کیا عادیان کشیدہ رو منارہ گردن برابر چلے جاتے ہین
اُدھر سے گولا پڑ رہا ہی توپخانہ رعد شکوہ گرج رہا ہی یہ لوگ تو گولون کو کھیلنے کی گولیان جانتے ہین بھلا کب مانتے ہین
برابر بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ پائین کوہ پہونچے اور پہاڑ پر چلے لیکن وہان سے پتھر جو لگائی پر سے لڑھکایا
کشتون کے پشتے لگ گئے کشتون کے سر چٹک گئے گر گر کر پس گئے ہڈیان پسلیان سرمہ سا ہوگئین ہرمز تاجدار نے کہا
کہ انھین منع کرو کہ اوپر پہاڑ کے نہ جائین اپنی جانین مفت نہ گنوائین عادی کشیدہ رو منارہ گردن اسی بات پر
اڑے ہوئے ہین کہ ہم بغیر پہاڑ کے لیے یہان سے نہ پھرینگے ایک غل شور برپا ہی یہان کیرنگ بیٹھا ہوا تھا الا کہتے
لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ طہماس طرماسپ کے مارنے کو گیا تھا سو اُسکا سر لیکر آیا اور دروازے کو
توڑکر شہر مین گھس آیا لوگون کو قتل کر رہا ہی اور چالیس ہزار عادی اُسکے ساتھ ہین بس یہ سنتے ہی حواس اُسکے اُڑ گئے
اور کہا کہ صاحبو جہانتک ہوسکے قصور نہ کرو یہ حکم دیکر تیسرے دروازے کی طرف بھاگا کہ نکل جاؤن یہان کشیدہ رو
منارہ گردن پہاڑ پر چڑھ آئے دروازۂ شہر کی طرف چلے ہرمز تاجدار بھی مع فوج قلعہ مین گھس آیا سُنا کہ طہماس
نے قلعہ فتح کیا لڑتا ہوا چلا آتا ہی اُدھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ہرمز تاجدار قلعہ کے اندر آگیا مگر کیرنگ
تیسرے دروازے کی طرف سے نکلا جاتا ہی طہماس نے حکم دیا فوج کو کہ تم تو شریک ہو بادشاہ کے اور مین اسکا فکر
کر لیتا ہون اور یہ تعاقب مین کیرنگ کے چلا شہر سے نکلگیا سُنا کہ اس طرف گیا ہی اُس طرف گینڈے کو ڈالا اُدھر
کیرنگ بھاگا ہوا چلا جاتا ہی کہ سامنے سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ ہوا شاہزادۂ نورالدہر
بن بدیع الزمان ذو القاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون جمعیت لیے ہوئے [illegible] کہا کہ سامنے سے
نورالدہر آتا ہی اُدھر سے بھی بھاگا نورالدہر نے پوچھا یہ کون جاتا ہی اُسے [illegible] جاسوسون نے
تمام ماجرا بیان کیا فرمایا کہ جلد اسکو گرفتار کرو جانے نہ [illegible] گھیر لیا تلوار چلنے لگی
یہانتک کہ تمام ساتھ والے کیرنگ کے مارے گئے [illegible] گرفتار ہوا [illegible] اتنا مین گرد بلند ہوئی دیکھا
نورالدہر نے کہ ایک بگولہ گرد کا نہایت زور شور [illegible] گرد قریب آکر شق ہوئی طہماس بیٹا عقیل دیو
نمودار ہوا اور آکر قدمون پر نورالدہر کے گرا [illegible] نورالدہر نے سر اُسکا نہایت شفقت و مہربانی
سے اُٹھایا اپنے زانو پر رکھا گرد منھ کی پاک [illegible] ہاتھ سے جھٹکا طہماس کو ہوش آیا جلدی سے اُٹھ بیٹھا
اور کہا کہ اے شہریار کیونکر اس غلام نواز [illegible] کرین اور سر طرماسپ کا پیش کیا اور رونے لگا
نورالدہر نے کہا اے طہماس کیا [illegible] ہی طہماس نے عرض کیا اے شہریار اس نالائق کے
مرنے کی تو خوشی ہی روتا اس [illegible] یکار نہ مارا جاتا تو حضور کی قدمبوسی سے محروم رہتا
مجلس مین آپ کی مجھکو کاہے کی جگہ [illegible] اس ناپاک کو مارا مین نے اور سر لایا اسکا [illegible] سرخرو ہوا شاہزادہ
نے بہت شفقت اسپر [illegible] وہ کارنمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوتا رفاقت اسی کا نام ہی اور

وہان سے شہر مین آیا یہان سرمز تاجدار نے شہر کو فتح کیا چہار طرف سے آواز بلند تھی کہ دُہائی ہے ہرمز تاجدار کی دہائی ہے شاہزادہ نورالدہر کی کہ اسی اثنا مین نورالدہر بھی پہونچا بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار بغلگیر ہوا دونون آکر ایوان شاہی مین بیٹھے رؤسا سے شہر آآکر نذرین دینے لگے ہر ایک کو خلعت ہوتا جاتا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ لاؤ کیر نک بن کبیر نک شاہ ازابلی کو اُسی وقت لاکر موجود کیا اُس کافر نے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا نورالدہر کے حکم سے کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے بعد جب حکم جام شراب کا لبریز کر کے کیر نک کو دیا اُسنے جام شراب کا نہ پیا بلکہ پھینک دیا نورالدہر نے کہا ای کیر نک بن کبیر نک تو آگے بھی مسلمان ہوا تھا اب تو آفتاب پرست ہو گیا بہتر یہ ہی کہ نعنت کر اپنے اعمال پر اور چھوڑ ان افعال کو دین اسلام اختیار کر تو مین تجکو چھوڑ دون اور تیرا ملک بھی تجکو دیدونگا بلکہ اور جو ملک مانگیگا وہ بھی تجھے دونگا اُسنے جواب دیا کہ مین پہلے لقاپرست تھا از روے ترس دین اسلام قبول کیا تھا اور اب جو مین نے ایسا دین روشن اختیار کیا ہی اسے کب چھوڑتا ہون جان دونگا مگر دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا نورالدہر یہ کلمے سنکر نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ اسے ہمارے سامنے چرخی پر کھینچ ہم اسے تیر باران کرینگے اُسی وقت جلاد حاضر ہوا اور اُس مرتد کو چرخی پر کھینچا جب وہ خوب بلند ہوا پہلے شاہزادہ بلند اقبال نے تیر اُس بد تقدیر و بد مآل پر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا پھر چہار طرف سے تیر پڑنے لگے کہ وہ خاک مذلت پر گرا ہی ہو مسافر دار البوار ہوا لاش کو اُس بدکردار کی مزبلے پر پھنکوا دیا بعد اُسکے حکم دیا شاہزادے نے کہ لاؤ ملاحون کو جسوقت وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ کشتیان پیدا کرو ہم تمھین بہت انعام دینگے اُن سب نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کیر نک بن کبیر نک نے ہزار ہا جہاز آپ کے آنے کی خبر سنکر ڈبوا دیئے فرمایا اُنکو نکلواؤ اور جہاز بھی تلاش کر کے لاؤ القصہ حسب الحکم وہ جہاز بھی نکالے گئے اور جہاز بھی آگئے شاہزادہ والا تبار مع فوج سوار ہو کر طرف قلعۂ ذوالامان کے بعد کروفر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لاہوت شاہ نے ایک ہفتہ غم طرماسپ کا کیا کہ مع لشکر سیہ پوش رہا آٹھوین روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ادھر سلیمان شاہ فارسی تخت پر بیٹھے ہین تمام دربار سرداروں سے معمور ہی ذکر ہو رہا ہی کہ طہماس نے کس دلاوری سے طرماسپ کو مارا لیکن بڑا سخت دل بھی ہی کہ اسے کچھ محبت بیٹے کی نہ معلوم ہوئی کوئی کہتا ہی کہ حق بجانب ہی طہماس کے کہ اُسنے کیسے کیسے صدمے ہاتھ سے طرماسپ کے اُٹھائے کہ باپ اسکا مفقود ہوا دیو بیر مارا گیا شیر دہن شہید ہوا کہانتک صبر کرتا کوئی کہ رہا ہی کہ کچھ ہوا لیکن مرنے سے طرماسپ کے حوصلہ کفار کا پست ہوا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے جو ڑی ہرکارون کی نمایان ہوئی پسینے مین غرق گرد سے آلودہ آتے ہی دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ لاہوت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی سلیمان شاہ نے کہا کچھ پروا نہین پروردگار ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اس طرف بھی طبل جنگی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدیگر صفین باندھ کر کھڑے ہو گئے میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر الگ ہو گئے تھے سب دیکھ رہے تھے کہ کون لشکر کفار سے مقابلہ کرنے کو نکلتا ہی کہ بدر بن زلازل کیشی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اور کہا کہ دیکھا آپ نے طرماسپ کس ذلت سے مارا گیا مگر رنج دینے کی سزا پائی مگر آپ کے اقبال سے سب خدا پرستون کو مار کر ایک گیتی افروز کو چھینے لیتا ہون لاہوت شاہ نے کہا ای بدر طرماسپ ایسا بہادر مارا جاے اور تو خوش ہو تجھے یہ بات سزاوار نہین ہی بدر لڑ لاؤ خداوند زادے جسنے زیادہ سر اُٹھایا ہی وہ پیشین خاک مین ملا ہی

اب مجکو اجازت میدان ملے کہا کہ جاؤ لڑو خدا سے یا خیر تمہارا نگہبان ہے بدر گیند سے گیند مارا کے میدان میں آیا اور مبارز
طلب کیا لشکر اسلام سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر میدان میں داخل ہوا مقابل آیا
بدر نے کہا ای نبیرۂ حمزہ بہتر ہے کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالہ کر دو ورنہ میں چلا جاؤں پھر کچھ متے سر
نہ رکھونگا غضنفر پکارا کہ او نالائق تو کیسے یہ کیا نخل آفتاب کیا ہے دیکھ ابھی [illegible]
معقول دیتا ہوں یہ سنکر بدر پکارا معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری بھی آئی ہے اور نبیرہ مارا غضنفر [illegible]
کی طعن چلنے ایک مقام پر غضنفر نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اب آتش غصہ میں آکر تلوار ماری غضنفر نے سپر پر روکی
اور اپنا وار کیا لیکن اسنے بھی رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی ایک مقام پر غضنفر نے سر پا کمر کا ہاتھ مارا کہ
پورا بیٹھا لیکن خط تک اسکے جسم پر پڑا ایکی بدر نے بھی دھوکا دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر پر غضنفر کے پڑا تا دوار
تیغ اتر آئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا نکلگئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا بدر چاہتا ہی کہ
دوسری تلوار مارکر کام تمام کرے کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر نعرہ کرکے دوڑ پڑا کہ او نالائق یہ کیا کرتا ہے کہ زخمی پر
تلوار مارتا ہے حریف تیرا میں موجود ہوں یہ کہکر آپڑا غضنفر کو پھیر دیا آپ مقابل ہوا بدر نے تلوار ماری شہاب
بن فولاد نے تلوار سپر پر روکی اور اپنا وار کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر شہاب بھی زخمی ہوا اور ایک
آدھ پہلوان اور زخمی ہوا دو چار شہید ہوئے یہانتک کہ شام ہوئی آخر طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی آرامگاہ
کو پھرے لاہوت شاہ بدر سے زرنثار کرتا ہوا بارگاہ میں لایا تخت پر بیٹھا ادھر سلیمان شاہ فارسی نہایت
ملول پھر کر داخل بارگاہ ہوئے غضنفر کے زخموں میں ٹانکے لگے کہ اسکو ہوش آیا خیال میں گذرا کہ ای غضنفر
یہ نالائق بدر یوں نہ مارا جائیگا تو چالاکی سے خفتان مریخ نہ چرالا یہ سمجھکر اپنے عیار کو بلایا جب وہ آیا اسکے کہا
کہ ہمارا لباس شبروی لاؤ اسنے کہا کہ کیا کیجئے گا جواب دیا کہ تو کیوں پوچھتا ہے تجھے کیا کام ہے عرض کیا کہ حضور
زخمی ہیں جو کچھ کام ہو غلام سے ارشاد فرمائیے کہ میں اسکو بجا لاؤں کہا کہ یہی اپنا کام اپنے سے خوب نکلتا ہے بدر کے
خفتان مریخ نہ چرانے جاتا ہوں اسنے کہا دو ایک دن صبر کیجئے زخم اچھا ہو لے پھر اختیار ہے کہا کہ اب تو [illegible] بدر
[illegible] میں نے جو ارادہ کیا وہ کیا اب میں کیا اس امر سے باز رہونگا ضرور [illegible] لگا [illegible]
یہی دستور ہے عیار نے ناچار لباس شبروی لاکر موجود کیا غضنفر نے سیاہ بانڈی گلے میں ڈالی [illegible]
پھر [illegible] سپر تلوار بغل میں دبا کر تنہا روانہ ہوا عیار بھی پیچھے چلا غضنفر نے اسکو بھی منع کیا عیار نے کہا کہ ایک
تلوار کا مارکر میرا کام تمام کیجئے تو البتہ ساتھ نہ جاؤنگا ورنہ ضرور جاؤنگا غضنفر چپ ہو رہا اب آگے آگے غضنفر
پیچھے پیچھے عیار لشکر کو طرح دیتے چلے جاتے ہیں سیر تماشا دیکھتے ہوئے بارگاہ لاہوت شاہ پاس پہونچے دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے
[illegible] ہے جام شراب گردش میں ہے تعریفیں بدر کی ہو رہی ہیں کہ یکایک دربار برخاست ہوا لوگ اٹھ اٹھ کر
اپنے اپنے خیموں کو گئے بدر بھی [illegible] اپنے خیمہ میں آیا کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹ رہا اور خواب
استراحت میں [illegible] ہوا غضنفر گرد خیمہ کے چکر مارتا ہے اور ہر طرف لوگوں کو ہوشیار پاتا ہے لیکن پیچھے خیمہ کے
آیا دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے کلی کھیل رہے ہیں عیار سے کہا کہ انہیں بیہوش کر اسنے ہوا کا رخ دیکھکر دوا
بیہوشی اڑائی خوشبو اسکی دماغ میں پہونچی کہ وہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے ان سب کے سر کاٹے اور قنات
چاک کرکے اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ خاصبردار پہرے پر کھڑا اونگھ رہا ہے اسکا گلا اس زور سے دبایا کہ آواز بھی
نہ نکلی باہر کی سانس باہر اندر کی سانس اندر گھٹکر دم نکلگیا خدمتگاروں کو مار سے [illegible]

اور دھواں اُسمین سے نکلا سب بیہوش ہوئے اب غضنفر نے کچھ عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بدر کے لیگیا جسوقت
اُسنے اوپر کی سانس کھینچی غضنفر نے پھونک دیا کہ دماغ تک بیہوشی سرایت کر گئی چھینک مارکر بیہوش ہوا اب غضنفر نے
دوڑ کر خفتان مرجنبند کا کاٹا اور لیکر راہی ہوا سیدھا کنارے دریا کے پہونچا اور خفتان مرجنبند کو دریا مین ڈالدیا
وہان سے اپنے خیمے مین آکر سو رہا صبح کو بیدار ہوا منھ ہاتھ دھو کر مسلح و مکمل ہوکر لشکر لاہوت شاہ کا راستہ لیا اور اُن
صبح کو بدر بن زلزال کی چشم جو بیدار ہوا دیکھا تو خفتان مرجنبند نہین ہے حیران و پریشان ہوکر ڈھونڈھنے لگا اتنے مین
ایک خدمتگار دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ فراش مرے پڑے ہین کوئی اُنکو قتل کر گیا اور اُسی طرف سے قنات چاک ہے
یہ معلوم ہوا کہ چور آیا تھا خفتان مرجنبند چرا لیگیا بدر روتا پیٹتا باحال تباہ لاہوت شاہ پاس گیا حال بیان کیا کہ میری
خفتان مرجنبند کوئی چرا لیگیا پوچھا کہ کچھ حال کھلا کہ کون لیگیا کہا کہ مین نہین جانتا کہ کون لیگیا لاہوت شاہ نے کہا
معلوم ہو جائیگا بدر نے کہا کہ مین تو کہین کا نہ رہا اب مجھے ایسی شی کہان ملیگی اور برہمن جادو بھی مجھسے خفا ہے افسوس
میرا ٹھکانا کہین نہ رہا مجھکو جیتے جی مار گیا اگر میرا سر بھی کاٹ لیجاتا تو اچھا تھا یہ کہہ رہا ہی اور رو رہا ہی لاہوت شاہ
دلداری کر رہا ہی کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر غل ہوا دیکھا کہ غضنفر بن اسد مانند شیر غضبناک کے چلا آتا ہی
ہاتھ تلوار کے قبضہ پر پڑا ہی آتے ہی بطریق اہل اسلام سلام کیا لاہوت شاہ نے کرسی منگواکر بچھوا دی غضنفر آکر
بیٹھا ساقی نے جام شراب کا پیش کیا عذر کیا غضنفر نے نہ پیا لاہوت شاہ نے کہا آپ کیون تشریف لائے ہین کہا
میرا جو ہے اُسپر کارگر نہ ہوا ہمارا زخمی ہوا رات کو آکر مین خفتان اسکے گلے سے اُتار کر لیگیا اب آیا ہون کہ یہ جسطرح
چاہے مجھسے مقابلہ کرے بدر نے جو یہ سنا کہا کہ ای غضنفر وہ خفتان تیرے کام نہ آئیگی مجھے دیدے کیونکہ میرے ہی
کام کی وہ بنی ہوئی ہی تجھکو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا غضنفر بولا مین جانتا تھا کہ خفتان اور کسی کے کام نہ آئیگی اور
اگر کام کی بھی ہوتی تو ہم لوگ ایسی چیز اپنے پاس نہین رکھتے ہم حفظ و حمایت خدا پر بھروسا رکھتے ہین بدر پکارا
ای غضنفر بتا تو خفتان کیا کی غضنفر نے کہا ای بدر مین نے رات ہی کو لیجا کر دریا مین پھینکدی اب خفتان
کہان بدر نے جو یہ سنا ایک نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے مجکو جیتے جی مار ڈالا اگر مین کیا تجھے زندہ
چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر دوڑا ہمہ قوت غضنفر کے سر پر پہونچکر ہاتھ تیغ کا مارا غضنفر نے پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا
بدر پر مارا اُسنے بھی سپر کو جو اپنی پناہ کیا لیکن تلوار نے غضنفر کی سپر کو کاٹا خود و ملغے کے دو ٹکڑے کرکے سر
بیٹھی کہ تا دو ابرو اُتر گئی بدر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکالی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ تھرتھرا کر غش
کھا کر گر پڑا غضنفر نے چاہا کہ نکل جاؤن لیکن لاہوت شاہ نے سردارون کو للکارا کہ لینا اس دیوانے کو جانے
نہ پائے اسنے غضب کیا اسنے کہ میری بارگاہ مین آکر پیغمبرزادے خداوند کو زخمی یہ سنتا تھا کہ سب سردار
اتھرہ کر کے دوڑ پڑے اُدھر فوج ہوشیار ہوئی غضنفر پر نرغہ ہوا تلوار چلنے لگی مگر غضنفر جس طرف مثل شیر غضبناک
کے جاتا سو سو کو شکار کرتا ہی یہانتک کہ لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر نکلا تلوارین مارتا ہوا چلا جاتا ہی غلغلہ دار و گیر
بپا ہی مگر غضنفر مضطر ہی کہ اس لشکر کثیر سے کیونکر نکلونگا جو کہ مانند مور و ملخ کے امنڈا چلا آتا ہی لیکن رفیق غضنفر
کے اسکے جانے کے بعد مسلح و مکمل ہوکر صحرا مین قریب لشکر لاہوت شاہ کے پھر رہے تھے کہ آقا ہمارا اکیلا گیا ہے
دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ یکایک لشکر مین لاہوت شاہ کے غلغلہ ہوا کہ دیوانے نے غضب کیا کہ بارگاہ مین خداوندزادے
کے پیغمبرزادہ خداوند کو مارا البتہ اسے جانے نہ پائے بس یہ سنتے ہی سب کے سب دوڑ پڑے بوقین بجا بجا کر
لشکر پر گرے قتل کرنا شروع کیا ادھر ہرکارون نے خبر لقا بد اطوار یاقوت پوش شتر سوار برانکو پہونچائی

کہ وہ اپنے لشکر سمیت آکر لشکر لاہوت شاہ کے قتل کرنا شروع کیا لیکن تیغ غضنفر نے جو دیکھا کہ رفیق بہت آ گئے ہیں
دل قوی ہوا اتنے میں دیکھا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی مدد کو آگیا اور خوش ہوا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا کہ حال
سلیمان شاہ فارسی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ دربار میں تخت پر بیٹھا ہے دربار معمور ہے ذکر غضنفر کا ہو رہا ہے کہ نہیں معلوم وہ
شیر بیشۂ شجاعت کیسا ہے کہ آج اسوقت تک دربار میں نہیں آیا کوئی عیار خبر تو لاوے اگر مزاج کچھ ناساز ہو تو میں خود
عیادت کے لیے چلوں سرکارہ گیا اور بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کیا کہ غضنفر دربار میں لاہوت شاہ کے گھس گیا وہاں
بدر بن زلازل بھی تھا کہ جسکے ہاتھ سے کل زخمی ہوا تھا آج اُسے بھی مجروح کیا سلیمان شاہ نے پوچھا کہ بدر کیونکر
زخمی ہوا اُسکے پاس تو خفتان ہر بیند ہے کہ جسکے سبب سے اُسکے جسم پر اثر نہیں کرتا عیار نے جواب دیا کہ خفتان غضنفر رات کو چرا لایا
اور دریا میں پھینکدی اب تنہا گھر گیا ہے اُسکی مدد ضروری ہے یہ سنکر سلیمان شاہ نے حکم دیا کہ ابھی ہمارا لشکر تیار ہو اُسی وقت
فوج میں کمربندی ہوئی جو جس کام میں تھا اُسے ترک کر کے مسلح و مکمل ہوا آن واحد میں تیاری ہو گئی سلیمان شاہ تمام
فوج کو لیکر لشکر لاہوت پر گرا ادھر سلیمان ثانی مع فوج مدد کو غضنفر کی پہونچا غرض خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ادھر دارا
نے خورشید و نور برج سے کہا کہ ہم تم بھی چلکر خدا پرستوں کے شریک ہوں اور لقا پرستوں سے لڑیں کچھ مطلب
نہیں ہے خورشید از بسکہ غضنفر سے جلا ہوا ہے کہا کہ ای برادر یہ کیا ضرور ہے کہ ہم کسی کو مفت اپنا دشمن بنائیں
خدا پرست اپنے کہاں کے ہمارے دوست ہیں سر لقا پرستوں کا گردن میں خدا پرستوں کے اور سر خدا پرستوں کا گردن
میں لقا پرستوں کے ہمیں کسی سے کچھ مطلب نہیں ہے چلو ہم تم تماشا دیکھیں دارا نے کہا اچھا یونہی سہی چلو تماشا ہی
دیکھینگے یہ آپس میں مشورہ کرکے گھوڑوں پر سوار ہوکر اپنے اپنے لشکر کی سمیت آکر کھڑے ہو کے تماشا دیکھنے لگے
دیکھا کہ غضنفر اور نقابدار یاقوت پوش و سلیمان ثانی خوب لڑ رہے ہیں اور لاہوت شاہ وزلبور شاہ
ہاتھیوں پر سوار ہیں فوج کو للکار رہے ہیں کہ خدا پرست زندہ نہ جانے پائیں اور چہار جانب سے نرغہ ہے کفار کا لشکر
بیحد و بے پایاں ہے قریب ہے کہ اہل اسلام شکست کھائیں کہ اس اثنا میں سلیمان شاہ فارسی پہونچا اور لشکر کفار پر
گرا اور نعرہ کیا ماروان لقا پرستوں کو بعد اُسکے رستم خان اور کامل خان اور لوئل خان اور جمشید و خورشید
بن گیتی سب اور ملک زمان ببر اور سہیر شکار الکن و تیمور باختری و نوشیرکی و ملک ارد و ان جزیرہ نشین
وغیرہ سب سردار ایک کے بعد ایک مانند سیل دمان کے پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اب اہل اسلام خوب جانبازی
کرنے لگے غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا ایسی تلوار چل رہی ہے کہ پیر چرخ اپنی چال بھول گیا ہے اور اسقدر کثرت ہے فوج کی
کہ میدان مملو ہے کہیں جگہ نہیں ایک سے ایک اسقدر بھڑا ہوا ہے کہ عجب نہیں جو لوگ مژگان سے بھی گلزار سینہ لالہ
کہ تلواروں کی قیچیاں بنگئی ہیں اُن قیچیوں سے سوا جامہ پہننے کے اور کوئی کپڑا قطع نہ ہوگا چار پہر دن تلوار چلی
گو شب تیرہ نے پردہ داری کی مگر انکا پردہ نہ رہا چار طرف روشنی ہوئی تلوار اسقدر چلی کہ خون کا دریا جاری ہوا
گو یا سب قرابت دار ہو گئے سب کا خون ملگیا اُس دریائے خون میں سر جو گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرداب
دریا میں پھر رہے ہیں بازو جو زرہ پوشوں کے کٹ کٹ کر گرے تھے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ مچھلیاں بہا لی ہیں بہہ کر
رہی ہیں قبضے تلواروں کے نہنگان خون آشام معلوم ہوتے ہیں یہانتک خونریزی ہوئی کہ یقین ہے سبزہ کبھی
وہاں روئیدہ نہ ہوگا اور اگر اُگیگا بھی تو لالہ مگر داغ بر دل عجب ہنگامہ تھا یہانتک کہ ایک شبانہ روز تلوار چلی
دوسرا دن ہوا غضنفر لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قیفال بن افوال سے سامنا ہوا کہ اُسنے غضنفر پر تلوار ماری غضنفر
نے اُسکی تیغ کا خالی دیا یہ پہلوان تیغہ لنگر دار باندھتا تھا جھونک میں جا کر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ غضنفر نے تلوار کمر پر ماری

کہ دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر اربہنگ للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے ارے اپنے زبردست
کو اس طرح مارا تجھے دیوانہ کون کہتا ہے تو بڑا ہوشیار ہے لیکن کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھ تیری کیا حالت
کرتا ہون اور قریب پہونچکر تیر مارا غضنفر نے تیر آسیب سپر پر رد کیا اور وہین سے تلوار لگائی کہ ہاتھ اربہنگ کا
مع تیر کمان کے دور جا پڑا اب غضنفر نے تیغہ سر پر مارا اسنے بائین ہاتھ سے سپر بلند کی لیکن تیغ نے فرق سپر کے دو ٹکڑے
پیالہ خود کو شکستہ کیا کاسہ سر مین در آئی کہ پیالہ عمر کو اسکے بھر دیا سارا نشہ اتر گیا اب جو غضنفر نے جھٹکا مارا مع
مرکب چار ٹکڑے ہوئے سرہنگ بھائی اربہنگ کا گرز اٹھا کر دوڑا کہ او دیوانے بھائی کو میرے تو نے مار ڈالا
مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون ادھر تو اسنے گرز اٹھایا ادھر غضنفر نے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹا اور گرز اسی کے سر پر گرا
مرگ ناگہانی مین مبتلا ہوا گویا اپنی قضا اپنے ہاتھ سے بلائی اور رنگ گرد نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے غضنفر کے
مارا گیا یہانتک کہ پانچ بھائی اربہنگ کے غضنفر نے مارے ادھر سلیمان ثانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اسی وقت
ارباق بن کمراق چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا ارباق نے تلوار ماری سلیمان ثانی نے پشت شمشیر پر تلوار رد کر کے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے طوفان بن بہراس نے سامنا کیا بھر کر تلوار ماری سلیمان ثانی
نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار چھینکا پھینکدی پکڑ کر کمر زنجیر کا بند اٹھالیا اور آسمان کی طرف پھینکا کہ نظر سے
غائب ہو گیا جب بعد ساعت بھر کے گرنے لگا تو اسے چوبرنگ ہوائی کا تماشہ حباب سرخ چشم سے مقابل ہوا اسنے
چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو اٹھا کر سلیمان ثانی پر ماری سلیمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
لیکن چوبدست جو پڑی آواز تڑاقے کی بلند ہوئی گرد اڑی مگر سلیمان نے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا غیظ و غضب مین
آکر مارا اسنے چوبدست اپر روکا تیغہ نے چوبدست کو مانند کدوے دراز کے دو ٹکڑے کیے خود و مغفر سر و گردن
چار آئینہ زرہ کمر زنجیر کا بند کاٹکر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسی طرح کئی سردار مارے ادھر
نقابدار یاقوت پوش بڑی شد و مد سے لڑتا ہوا چلا جاتا ہے ایک طرف سے سرہنگ قوی ہیکل اہل اسلام کو
قتل کرتا چلا آتا ہے کہ دونون کا سامنا ہوا سرہنگ نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے تیغہ آبدار سے
ارے کو قلم کیا اور دوسرا حربہ کیا کہ سپر کو کاٹا اسنے سر اپنا بچایا تلوار شانے پر ترچھی ہو کر پڑی کہ اجل کا نشانہ ہوا
تیغ زیر بغل اتر گئی اوپر کا منڈلا کٹکر گرا وہ ناری فی النار و السقر ہوا مہر آدمخوار نے دوڑکر دونون ہاتھ آہنی نقابدار
نقابدار نے پیترا بدلکر خالی دیا کہ وہ اپنے زور مین اوندھے منہ جا رہا اب نقابدار نے تیغہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے
ابر مہ بہرو زران بن بہران سپر سوار خنجر کھینچکر دوڑا نقابدار نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا کہ پورا ہاتھ
جنون کا بٹھا دو ٹکڑے ہو گئے مہران بن عندقار دوس نے نیزہ مارا نقابدار نے تیغ سے قلم کیا اور اپنا وار کیا اسنے
سپر اٹھائی تیغ نے سپر کو کاٹا خود و دماغ کو کاٹتی ہوئی سر پر پڑی نقابدار نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گئی اسنے دستانہ مارا
تلوار ترچھا کر نکالی لیکن مہران کو غش آ گیا لوگ اسے لیکر نکلے اب نقابدار زبور شاہ کی طرف چلا لوگ اسکے
جان توڑ توڑ کر لڑنے لگے راوی کہتا ہے کہ اسی طرح اور سرداران لشکر اسلام نے بھی ایک ایک دو دو سردار
کفار کے قتل کیے مگر نقابدار لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زبور شاہ کے پہونچا اسنے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا آسیب سپر پر رد کیا اور ایسی تلوار ماری کہ سپر کو اسکی کاٹ کرتا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا لوگ
اسکے لے بھاگے ادھر سلیمان شاہ فارسی ہاتھی پر سوار ہے تیر و کمان ہاتھ مین ہے کفار کو نشانہ کر لیا ہے تیر مارتا
چلا آتا ہے ادھر لاہوت شاہ لڑتا چلا آتا ہے کہ دور سے اسنے سلیمان شاہ کو دیکھا اس کافر نے تیر سلیمان شاہ پر مارا

وہ تیر سلیمان شاہ پر تو نہ پڑا مگر اسکا ہاتھی ترچھا ہو گیا تھا پیچھے سلیمان شاہ کے ایک سوار تھا اُسکے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا
وہ مرد مسلمان شہید ہوا اتنا دیکھ کے سلیمان شاہ نے بھی تیر مارا کہ لاہوت شاہ کے گلے پر بیٹھا اگدی تک پار گذر گیا ادھر
سے شاہزادہ سلیمان ثانی نے تیر لاہوت شاہ پر مارا کہ وہ تیر پشت سے پار گذر گیا پھر تو جوانان اسلام نے تیروں کی
بوچھار کر دی کہ لاہوت کو ہاتھی سمیت غربال کر دیا غضنفر بن اسد گھوڑا دوڑا کر برابر اُسکے ہاتھی کے آیا جست کر کے
اوپر گیا لاہوت شاہ تڑپ رہا تھا کہ خنجر سے سر کاٹ لیا اور نیزے پر چڑھا کر بلند کیا ادھر سلیمان ثانی نے علم قلم کیا
لوگ لاہوت شاہ کے شکست کھا کر جدھر منہ پڑا بھاگ نکلے زلور شاہ پہلے ہی بھاگا تھا بدر بن زلازل کچھ تھوڑا زخمی
ہو چکا تھا اسکو بھی لیکر لوگ بھاگے اہل اسلام نے انکا تعاقب نہ کیا مال و اسباب لوٹنے لگے تمام مال خزانہ خیمہ خرگاہ
اراؤلی جو کچھ تھا سب قبضے میں کیا ہر ایک مالا مال ہو گیا خزانہ پر شاہی پہرا ہو گیا باقی لوٹ معاف ہو گئی تھی غرض نقارہ
فتح بجنے لگا سلیمان شاہ فارسی مظفر و منصور خیمے میں داخل ہوا تمام سرداروں کو خلعت دیے لوٹ معاف کر دی جو
اسباب جسکے ہاتھ لگا تھا وہ اپنے تحت تصرف میں لایا سلیمان شاہ فارسی نے جشن کیا مگر حال بدر بن زلازل کچھ تھی کا
بیان ہوتا ہے کہ یہ جو زخم کھا کر بھاگا سیدھا جزیرہ فندق کی طرف چلا خوف راستے کا ایسا غالب ہوا کہ کسی طرف سے
بگولا گرد کا اٹھا اور یہ دو چار فرسخ بھاگ کر ٹھہرا جانتا ہے خفتان مرغیبند پاس نہیں ہے اور اہل اسلام نے شاید تعاقب کیا ہے
بھاگا بھاگ جزیرہ فندق میں پہنچا یہ خبر برہمن جادو کو ہوئی کہ بدر ذلیل و خراب ہو کر آیا ہے یہ تو اسپر بدل مائل ہے مگر کچھ
بیان دیتی ہے کہا بلاؤ تو اُسے اب ایسا کیوں یہاں آیا ہے اپنی خالا کو لینے گیا تھا جو یہاں کھا کے یہاں آیا لیکن بدر
جو سامنے آیا دوڑ کر برہمن جادو کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ اے ملکہ مجھ سے خطا ہوئی تقصیر میری معاف کرو اب مجھ سے ایسی
خطا کبھی نہ ہوگی اور رونے لگا برہمن جادو نے سر اُسکا پیروں پر سے اٹھایا کہا کہ حال تو بیان کر ہوا کیا اُسنے تمام سرگذشت
بیان کی اور کہا کہ اے مشفقہ مہربان اُس دیوانے نے خفتان مرغیبند میرے چھین کر دریا میں پھینک دیا اب میں بالکل
بیکار ہو گیا اُسنے کہا کہ اے بیوقوف و نالائق یہ کیا کیا تو نے میں نے تو ایک مدت میں اُسے بنایا تھا اب مجھ سے ویسی
خفتان کہاں بن سکتی ہے بدر نے کہا اے ملکہ میں اپنی جان دونگا اگر خفتان نہ ملیگی تو تمہارے سامنے اپنا گلا کاٹونگا اُسنے
کہا کہ جا موئے کل کا مرتا آج مر کہیں بیچا بیٹھے بدر نے اسی صدمے میں خنجر کھینچا چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے برہمن جادو
نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہا کہ خبردار تو اپنی جان نہ دے گو خفتان تو ویسی نہ بنیگی مگر جاتی ہوں اور اُسی خفتان کو
دریا سے نکال لاتی ہوں تو یہ کہہ کر ایک مشت خاک اٹھا کر سحر دم کر کے اپنے شانوں پر ملی کہ پر پرواز پیدا ہو گئے اور
اُڑ کر روانہ ہوئی آہستہ آہستہ کنارے دریا کے پہنچی کچھ اسباب سحر ہمراہ لیتی آئی تھی لب ساحل دریا کے بیٹھی
اور ایک بچہ خوک بھی ساتھ لائی تھی اُسکو ذبح کیا خون اُسکا تھال میں لیا تھوڑے خون سے چوکا دیا باقی خون میں پانی ملا کر اُس سے
نہائی اور اُس چوکے میں بیٹھی اور سحر پڑھنے لگی ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنایا اور اُسی خون و نمک سے اُسکا جسم خمیر کیا تھا
ایک اسم شروع کیا کہ جس سے ہاتھ پیروں میں اُسکے حرکت پیدا ہوئی آنکھوں میں اُسکے روشنی پیدا ہوئی دوسرا اسم
شروع کیا کہ وہ پتلا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ جو حکم ہو اُسے بجا لاؤں برہمن جادو نے کہا کہ جا دریا میں سے
خفتان مرغیبند ڈھونڈھ لا یہ سنتے ہی وہ پتلا دریا میں کود اسم [illegible] نے کچھ سحر اور پڑھا کہ تمام پانی ساکن ہو گیا
ایک پہر کے عرصے میں وہ پتلا خفتان ڈھونڈھ کر نکال لایا سامنے [illegible] کے رکھ دی اُسنے خوش ہو کر اُس پتلے
کے منہ میں تھوک دیا بس وہ گم ہو گیا بہت اصلی ہو گیا آنچ ہو چکی تھی [illegible] بدر کے پاس آئی بدر منتظر
بیٹھا تھا کہ برہمن جادو پہنچی اور خفتان بدر کو دی اور کہا کہ [illegible] محنت کی بدر خفتان کو لیکے

بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای شفیقہ آپ میرے ساتھ ایسا کرتی ہین جیسے کوئی مان اپنے لاڈلے بیٹے کی باتین اُٹھاتی ہی آپ نے
میرے لیے محنت کی تو مین بھی خدمت سے باہر نہین ہون یہ کہکر بہ تہین جا دوستے لپٹگیا اُسنے کہا کہ مولے یا تو مرا اتھا یا آب
پھر مستی سوار ہوئی کہ جورو کو امان کہنے لگا ہٹ میرے پاس سے بدر نے کہا امان کے کیا کوئی شاخ ہوتی ہی جیسے تم ویسے
امان غرضکہ خوب اپنا کالا منھ کیا اور دونون مصروف عیش و عشرت ہوے کہ اب یہان کا حال پھر بیان کیا جائیگا
اُدھر تمام کا فراش لاہوت شاہ کی سیہ ہوے روتے پیٹتے کوچ بکوچ خدمت ایرج مین روانہ ہوئے تھے ادھر ایرج
طی مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہی اب کوئی تین منزل ملک سبائل اور قلعۂ ذوالامان رہگیا ہی کہ تتق گرد و غبار
بلند ہوا اور آواز گریہ و زاری نالہ و بیقراری کی بلند ہوئی ایرج نے شاپور سے کہا کہ شیر اعظم خبر کرے اُس روز تو
لاش طرماسپ کی آئی تھی کہ اُسکا داغ ابتک دل پر سے مٹا نہین یہ نہین معلوم کسکا لاشہ ہی یہی باتین تھین کہ غل
ہاے لاہوت شاہ واے لاہوت شاہ کا ہوا ایرج یہ آواز سُنکے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جاے بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا
کہ اور زیادہ شور ہاے لاہوت شاہ کا بلند ہوا ایرج اپنے سرداروں سمیت اُٹھا اور آکر دیکھا تو لاشہ لاہوت شاہ
کا عریان نظر آیا ایرج یہ دیکھکر اُسکی لاش سے لپٹگیا اور پکارا کہ ای لاہوت شاہ تمنے حق رفاقت خوب ادا کیا
ہمارے اوپر اپنی جان تک نثار کردی شیر اعظم تمکو تجھسے یہ کہتا ہی اور روتا ہی کہ عجیب سرزمین ہی ملک سبائل اور قلعہ
ذوالامان کی کہ طرماسپ ایسے رفیق لاہوت شاہ ایسے دوست کو مردہ دیکھا اگر خبر اسکا عوض خدا پرستون سے
نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا غرض روپیٹکر لاشہ لاہوت شاہ کا صندوق مین رکھکر سیاہ مخمل سے
منڈھوا کر لوگون سے پوچھا کہ یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ پیر و مرشد تمام خدا پرستون نے تیرباران کیا کیا خبر سمجھا جائیگا
اور لاش کو اُسکی بیدنگرک کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد کوچ ہو طرف قلعۂ ذوالامان کے مجھے نہ سبائل سے
کام ہی نہ سلیمان شاہ فارسی سے مطلب ہی مین فقط یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان جہان ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین
لاؤن اور جاکر گوشہ نشینی اختیار کرون یہ کہکر دیلم شاط زنگی سے کہا کہ تم پیشخیمہ بارگاہ سلیمانی کا قلعہ ذوالامان کی طرف لیکر
روانہ ہو دیلم شاط اُسی وقت تیاری کرکے اپنے زنگیون سمیت روانہ ہوا بعد اسکے اور تمام لشکر کا بھی کوچ ہوا
ایک ایک سردار آگے پیچھے فوج لیکر روانہ ہوا جب قریب شہر ذوالامان کے پہونچا ایک غلغلہ شہر ذوالامان اور
ملک سبائل مین ہوا کہ ایرج فوج بے پایان سے آپہونچا سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے داراب کشورکشا
خورشید ستارہ پرست تورج ماہ پرست تینون ایک مقام پر صحبت آرا تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران
روزگار ایرج نامدار با سپاہ بیشمار یہان آتا ہی ہر ایک اپنے اپنے خیمہ کو روانہ ہوا راوی روایت کرتا ہی کہ ابتک
یہ جنگ و جدال تمام ملک سبائل پر ہوئی تھی اب سلیمان شاہ فارسی خبر آمد ایرج کی سُنکر ذوالامان کو روانہ ہوا
تمام فوج و لشکر و سرداران نامور اسکے ہمراہ ہین اُدھر داراب و خورشید و تورج بھی اپنے اپنے لشکرون سمیت
روانہ ہو گئے یہان یہ خبر حشمت اثر عمرو ندعیار نے ملکہ گیتی افروز کو پہونچائی ملکہ نہایت مضطر ہوئی مظفر بن
صنیغم خون آشام کو بلایا جب وہ حاضر ہوا کہا کہ ای مظفر سُنا تُمنے کہ وہ آفتاب پرست آتا ہی مین نے سودہ الماس
تیار کر رکھا ہی جسوقت وہ قلعہ مین داخل ہو جائیگا مین پانی مین گھولکر پی جاؤنگی مظفر نے عرض کیا کہ حضور کسی طرح
اندیشہ نہ فرمائین مین جانبازی و سرفروشی کو موجود ہون قلعہ کو مین نے نہایت آراستہ کر رکھا ہی دوسرے یہ کہ سلیمان
شاہ فارسی مع لشکر و اہل اسلام مدد کو موجود ہین حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائین تیسرے یہ کہ عرصی شاہزادہ نورالدہر کو
بھی لکھی ہی یقین ہی کہ وہ شہریار بھی آجائیگا یہ آفتاب پرست بھاگتا نظر آئیگا غرض بہت سے کلمات دلاسے کے

ملکہ گیتی افروز سے کہا اور رخصت ہوکر قلعہ مین آیا آراستگی مین مصروف ہوا دوسری عرضی اور لکھا شاہزادہ نور الدہر
کی خدمت مین روانہ کی جسکا مضمون یہ تھا اے شہریار عالی وقار واے مدح صاحبقران نامدار کہ پہلی عرضی کم نصیبی
سے آپ تک نہ پہونچی بیان کفار کی چڑھائی ہے ہم سب جانبازی و سرفروشی کو موجود ہین لیکن اس آفتاب پرست کم
اقبال کا ستارہ اوج پر ہے ہم اسکا کچھ نہ کرسکینگے اپنی جانین دینگے لیکن یہ مقدمہ ناموس کا ہے اگر جلد نہ تشریف لائیے گا
تو صاحبقران کو اور جملہ بزرگون کو اپنا کیا منہ دکھائیے گا اور ایک عیار کے ہاتھ اس عرضی کو روانہ کیا کہ جلد اپنے کو خدمت
مین شاہزادہ کی پہونچا وہ تو روانہ ہوا اب دوسری صبح ہی نماز پڑھکر کھڑے کھڑے تسبیح و ظیفہ کی پڑھ رہا ہے کہ یکایک بردہ
بیابان سے تق گرد و غبار کا بلند ہوا تمام عورتین برجون مین سے جھانک جھانککر دیکھنے لگین کہ وہ گرد مانند گرد کہ درست کے
بڑھتے بڑھتے قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے تین لاکھ زنگیان آدمخوار دکھائی دیے آگے آگے سب کے دلیم شاطر زنگی دریا
آہن مین ڈوبا ہوا سرسے ہوئے آرہ پشت نہنگ ہاتھ مین لیے ہوئے اتالا بارگاہ سلیمانی کا میدان مین پہونچکر ٹھہرا جگہ اچھی دیکھکر
بارگاہ برپا کرائی کہ تمام صحرا خیمون سے بھر گیا کہ دوسری گرد اڑی اور آن واحد مین اس گرد سے چالیس ہزار سوار
نمایان ہوئے آگے آگے سب کے بہزاد مرتد یہ نہ پہونچے تھے کہ اور گرد اڑی اور مرجان دریا باری اور بہسام بن
عوجان دریا باری پہونچے کہ اور گرد اڑی قارن بن بلوط کج گردن سقیل سپہر گردان پہونچے اسی طرح
تاشتا بندھ گیا ایک کے بعد ایک سرداران ایرج آئے مثل جمشید زنگی دیلم زنگی نصر طرز اول کشتی گیر وغیرہ کے یہ سب
پہونچکر گھوڑون سے یہین اترے ہین اسی طرح پرے جمائے کھڑے ہین جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ہے اور گرد تیرہ بلند ہوئی
کہ زمین سے آسمان تک ایک ٹیلہ نظر آنے لگا گویا وہ دیوار گلی آئینہ جلی ہے کہ سب اس طرف دیکھ رہے تھے سکتے ہوئے تھے
کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیچھے
اسکے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا اور ارسلان شاہ کا ایرج مرکب پری پیکر یا در فتار پر سوار لباس پر تکلف پہنے ہوئے
کمال شوکت و شان سے پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا کہ یکایک دوسری گرد ملک سبائل کی طرف سے بلند ہوئی اور
سلیمان شاہ فارسی لشکر بے پایان فوج فراوان سے مدد کو اہل اسلام کی پہونچا بعد اسکے دوسری گرد اڑی سلیمان ثانی
پہونچا تیسری گرد بلند ہوئی غضنفر بن اسد دلاور آیا اور گرد اڑی اسکی نقابدار یاقوت پوش شہسواران آیا اسکے
سب اہل اسلام مثل رستم خان بن گنجاب و نوفل خان بن گنجاب خورشید جمشید تورسر کن ببر خان ملک و دو
جزیرہ نشین ایک کے بعد ایک آیا یہ سب قائم ہونے نہ پائے تھے کہ اور گرد اڑی مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پاسے گرد در زمین پیچیدہ جب گرد شق ہوئی چھ سو علم نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے کشور کشا تخت پہلوی
داراب کشور کشا اسپ سبک رو پر سوار مالک اژدر ہمراہ بعد اسکے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی
جمعیت سے آیا بعد اسکے تور رج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے پہونچا ان سب کے خیمے بھی استادہ ہوئے ایرج شام
تک تماشا دیکھا کیا لوگون سے اپنے کہا کہ یہ سب بھی سے لڑنے آئے ہین مگر مثل ان شو سر کے بھی میرا نگان تیغ کا کچھ
نہین کر سکتا یہ میرے الف شمشیر آبدار مین سب کو مار ڈالونگا یہی باتین کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر آمد اسباب اسد
اپنے خیمے مین بیٹھے وہ رات گذری دوسرا دن ہوا صبح کو ایرج بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا سب سردار جمع ہوئے ایرج نے دبیر سے کہا کہ نامہ لکھو مظفر بن ضیغم خون آشام کو اس مضمون کا کہ اے مظفر
آگاہ ہو کہ لقا خداے باختر نے ملکہ گیتی افروز کو اور ملک باختر بخشی مجھے بخشا ہے اور قاسم نے جبراً قہراً گیتی افروز کو
لقا سے چھینا تھا اور اب قاسم زندہ بھی نہین ہے بس تجھے لائق و لازم ہے کہ نامے کو دیکھتے ہی ملکہ گیتی افروز کو سوار کر

میرے پاس سلے آئین تیری نہایت عزت وحرمت کرونگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو مین صاحبقران جہان ہون حمزہ میری
نہیب شمشیر سے بھاگکر ظلمات کو چلا گیا لندھور کہ اسکا جانشین اور نائب تھا اُسنے میرے پاس دامن پناہ لیا ہی
بیعت میری اختیار کی ہی میرے ہاتھ سے تو مفت مارا جائیگا ذلیل ہوگا اور تجھے قلعہ پر پھیر وساہی تو ایک لحہ بھر مین لے لونگا
اور گیتی افروز کو نکال لاؤنگا جس وقت دبیر نے یہ نامہ تیار کیا ایرج نے جام شراب بھر کر رکھوایا اور پکارا کہ میرے
سرداروں مین سے کوئی اس نامے کو لیکر جاسے اور جواب اسکا لاسے یہ سُنکر میعاد درشک دراز گردن اپنے دنگل
سے کود پڑا اور جام اُٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا بارگاہ سے نکلکر پانچہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب دروازہ
شہر پر پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ ایرج کا ایلچی آیا ہی کہا بُلا لو اُسے جب میعاد درشک دراز گردن
سامنے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا میعاد بیٹھا ساقی نے
بحکم مظفر جام شراب کا بھر کر دیا میعاد نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا پکارا کہ منم نامہ دار زبدۂ آفتاب پرستان
یعنی ایرج نوجوان مظفر بن ضیغم خون آشام نے نامہ طلب کیا اُسنے دیا مظفر نے دبیر کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھنا
شروع کیا مظفر نامے کا مضمون سُنکر آگ ہو گیا اور دبیر کے ہاتھ سے لیکر پھاڑ کے پھینک دیا اور کہا کہ اُس کرپاس فروش
بچہ بازاری نے جو یہ لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی کہدینا اُس سے کہ کیون شامت آئی ہی یہ ناموس ہی حمزہ عالیشان
صاحبقران دوران کا بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلا جا اور اب ایسے کلمات زبان پر نہ لا تھوک اور چاٹ اب یہ کہہ
کہ مین عاشق ہون ملکہ گیتی افروز پر نہین تو بہت ذلیل وخراب ہوگا بس نامے کا چیر کے پھینکنا تھا کہ میعاد درشک دراز گردن
آگ ہو گیا اور نعرہ کیا کہ باش اے خدا پرست غضب کیا تو نے کہ نامہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قلب اوران
ایرج نوجوان کا چیر ڈالا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچکر مظفر بن ضیغم خون آشام پر ماری مظفر نے
آتے تلوار خیال کر کے ڈھکیل دی کہ تلوار سپٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑکر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکے کمر زنجیر مین ہاتھ
زیر کیا کہ میعاد کو اُٹھا لیا مارا زمین پر چار دن شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر مشکین باندھ لین اور حکم دیا لوگونکو اسکے ہمراہ
جانے نہ پائین بس یہ سُنتے ہی ایک ایک پر چار چار جا پڑے اور سب کو پکڑ کر مشکین باندھ لین سب گرفتار ہو گئے ان
مظفر نے ارادہ کیا تھا کہ ان سب کے منہ کالے کرواکر نکلوا دے یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہلا بھیجا کہ مظفر ایلچی کا سر کٹوا کر
دروازے پر شہر کے چڑھوا دے اور لوگون کو اُسکے قتل کر مظفر نے وہی کیا کہ میعاد درشک دراز گردن کا سر کٹوا کر شہر کے
دروازے مین لٹکوا دیا اور آفتاب پرستان جو اُسکے ساتھ آئے تھے اُنھین بھی قتل کیا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
لوگون سے کہہ رہا تھا کہ یقین ہی مظفر بن ضیغم خون آشام میرے ایلچی کے ساتھ رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا بلکہ گیتی افروز
کو بھی لیتا آئیگا کیونکہ وہ مجھسے لڑ کر سر بر نہین ہو سکتا ہی ذکر ہو رہا تھا سردار بیٹھا اور درست کہہ رہے تھے کہ سامنے سے
چوڑ ہی ہر کارون کی آئی کہ سینے مین غرق خاک مین الٹی ہلکی اور دعاست ترقی اقبال وجاہ دیکر عرض کیا کہ ایلچی
زبدۂ آفتاب پرستان کا میعاد درشک دراز گردن کہ میعاد اُسکی زندگی کی ختم ہو چکی تھی ہاتھ سے خدا پرستون کے مارا گیا
سر اُسکا دروازۂ شہر پر لٹکا ہوا ہی یہ سُنکر ایرج نہایت برہم ہوا چاہتا تھا کہ غضب میں ابلیل جنگ بجواسے کہ بہزاد مرتد نے
چپکے سے کہا کہ زبدۂ آفتاب پرستان مجھے مفصل خبر پہونچی ہی کہ میعاد حکم سے ملکہ گیتی افروز کے مارا گیا مظفر کا یہ ارادہ
نہ تھا کہ اُسے قتل کرے اور معشوق جفا کار ہوتے ہین اُنکا شیوہ یہی ہی اسکو بھی محبت سمجھیے ایرج بولا تو سچ کہتا ہی مگر
مظفر نے تو کچھ جواب نہ بھیجا کیونکہ جب ایلچی کو مار ڈالا تو جواب کیا بھیجتا مین اب نامہ سلیمان شاہ فارسی کو لکھتا ہون
کیونکہ وہ مرد فہمیدہ ہی اور سن رسیدہ ہی نشیب وفراز عالم کو خوب جانتا ہی اُسکا جواب معقول ملیگا اور اُسی مضمون کا

نامہ لیکر معاد رشک دراز گردن کو دیا کہ تو یا کچھ تیرے واسطے خوف کی جگہ نہین ہے سلیمان شاہ مثل مظفر کے نہین ہے
معاد رشک دراز گردن نامہ لیکر چند آدمیون سے روانہ ہوا خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی حکم دیا کہ بلا لو ایلچی کو معاد
سامنے آیا کرسی عنایت ہوئی بیٹھا نامہ پیش کیا سلیمان شاہ فارسی نے دبیر سے پڑھوایا حاصل مطلب یہ تھا کہ ملکہ گیتی افروز
کو میرے سپرد کرو اس مضمون سے آگاہ ہو کر سلیمان کو نہایت غصہ آیا سردارون سے کہا پکڑ لو اس ایلچی نالائق کو معاد
رشک دراز گردن نے تلوار کھینچی گر لوگ چہار طرف سے دوڑ پڑے ہاتھ جس طرح اٹھا تھا اسی طرح رہ گیا لوگ لپٹ گئے
مشکین باندھ لین سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا کہ ناک اور کان اسکے کاٹ کر نکالدو اور اسکے ساتھ والون کو بھی نکلوا
دو یہ چاہتا کہ چھوڑ دو کہ وہ اس آفتاب پرست کو معلوم تو ہو کہ ناموس صاحبقرانی پر نگاہ بد ڈالنا ایسا ہوتا ہے اسی وقت
اسکی ناک اور کان لوگون نے کاٹ ڈالے اور رنگ سیاہی سے کالا منہ کر کے نکالدیا وہ لوگ اسی ہیئت سے سامنے ایرج
کے گئے ایرج نے جو اپنے ایلچی کی یہ حالت دیکھی آگ ہو گیا اور طیش مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زر
نوازش مین آیا ادھر ہرکارون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی یہان بھی کوس حربی بجا ادھر داراب آب پرست خورشید
ستارہ پرست تورج ماہ پرست سب کے لشکرون مین طبل جنگ بجا لندھور بن سعدان گرد جب ایرج کی بارگاہ
سے اٹھکر اپنے لشکر مین آیا اکسر ہشنگی وغیرہ نے لندھور سے کہا کہ اے رستم زمان اب آپ کا کیا ارادہ ہے اب تو
ایرج بالاعلان کہتا ہے کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور نامہ بھی بھیجا ہم لوگ کہ صاحب غیرت مشہور ہین مگر اب
انتہا کے بیغیرت ہین کہ ایرج بدلا ناموس صاحبقران کا نام اپنے عشق و عاشقی سے لیتا ہے ہمسے سنا نہین جاتا ہمکو لازم
ہے کہ ہم لڑکر اُسے مارین یا اپنی جان دین لندھور نے کہا تمہارا تو یہ قصہ ہے اور میرا یہ ارادہ ہے کہ میں جس وقت دیکھونگا
کہ ایرج کا روکنے والا کوئی نہ رہا سب ایسے گئے اور زخمی ہو گئے تو مین دروازے پہ قلعہ ذوالامان کے جا بیٹھونگا اور
اپنی جان دونگا لیکن ایرج کو اندر قلعہ کے نہ جانے دونگا آگے تمہارا ارادہ لڑنے کا ہے تو مین منع نہین کرتا مگر مین تمہارا
شریک نہین ہون یہ سنکر سب چپ ہو رہے مگر یہان سب لشکرون مین طبل جنگ آوازہ ہو رہا تھا ہر ایک اپنی تیاری
مین مصروف تھا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور نے مشرق سے طلوع کیا اور
سر پر نور پر بیٹھا کہ چمک ڈر سے تمام لشکر انجم گریزان ہوا تیرگی پردہ ظلمات مین جا کر چھپی ہر شخص نے اپنے اپنے طریقے پر پرستش
خداے یگانگی کی غرضکہ ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آئے ادھر سے اہل اسلام ایک طرف سے آب پرست
ایک جانب سے ستارہ پرست ایک سمت سے ماہ پرست آکر میدان مین صف آرا ہوئے نقیب نے [illegible] نکلنے
کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا سامنے تخت [illegible] بالکوٹ شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ
شیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہے ایرج سلام کر کے بارہ دیگر مرکب پہ چڑھکا عازم دشت قتال ہوا میدان مین پہنچکر
سراپا میدان کا دکھایا نیزہ زمین پہ گاڑ کر مبارز طلب کیا اس طرف سے غضنفر [illegible] سلیمان شاہ فارسی سے
اجازت لیکر مقابل ہوا ایرج نے کہا او دیوانے تو کیسے مقابلہ کو آیا ہے میرا کیا کر سکتا ہے یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا بہتر
یہی کہ تو میری بیعت اختیار کر مفت اپنی جان ہاتھ سے [illegible] غضنفر نے پکارا او کر یاس فروش یہ جو باتین ہین تو [illegible] کیا مار کر زخمی
اجازت نہین جنگ دو سردار دیا تیری فتح ہے یا میری تلوار سکی یا گرز کہ آج سب برابر ہین یہ سنکر ایرج نے نہایت غصہ
ہوا اور پکارا کہ او دیوانے جو کچھ حربہ رکھتا ہے کر لے تاکہ ہوس دل کی نکل جائے غضنفر نے کہا تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی
نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچا لیگا تو مین بھی وار کرونگا ایرج نے نیزہ اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر غضنفر پر لایا
غضنفر نے نیزے کو نیزے پہ لیا ملعون جھلنے لگا بڑی دیر تک نوبت گذری تھی کہ ایرج نے نیزہ غضنفر کا ہوائی کیا غضنفر نے

تلوار کھینچ کر ایرج پر ماری ایرج نے سپر پر روکی غضنفر نے دوسری تلوار ماری ایرج نے وہ بھی روکی پھر غضنفر برہنہ تیغ ا
سر سے پیر تک بے محابا مارا بلندی کی کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑ گیا غنچہ سا ہو گیا ہمہ تن چشم ہو تلوار روکتا رہا پھر ایک مقام پر
ہاتھ غضنفر کا تھما کہ سست پڑا تھا کہ ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر غضنفر کے پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا
تلوار تو چھنا کر نکل گئی پر چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا ایرج نے آواز دی کہ بچاؤ اس دلاور کو لوگ
اٹھا لیے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا شہاب بن فولاد اژدر گیر نکلا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہنچی کئی
تلواریں شہاب کی ایرج نے روکیں اور اپنا وار کیا یہ بھی زخمی ہوا تھا برابر یاقوت پوش اپنا مرکب چمکا کر سامنے
ایرج کے آیا ایرج سے کارزار ہوا مرکب برابر سے ملتے گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی کہ سنانیں ادھر ادھر ہو گئیں نوبت شمشیر زنی کی پہنچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ستارہ ایرج کا سب پر
غالب ہو تھا یہ بھی زخمی ہوا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ نکلوں کہ مظفر بن غضنفر تیغ خونخوار اٹھا
چہرہ دمکتا ہوا سامنے ایرج کے آیا ایرج نے جو مظفر کو دیکھا صاحب سلامت کی اور کہا کہ اے مظفر تو نے غضب کیا
کہ ایلچی کو جو مبارز الاولیٰ زمانے میں کسی نے آج تک ایلچی کو نہیں مارا مثل مشہور ہے کہ ایلچی پر آزار نیست مظفر نے
کہا او بد ذات تو نے ایسا واہیات نامہ کیوں لکھا تھا یہ ناموس ہمارا حمزہ ثانی ہے مجال نہیں ہے کسی کی کہ اس طرف آنکھ اٹھا
کر دیکھے جیسا تو نے واہیات لکھا تھا ویسا ہی اپنی سزا کو پہنچا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بھی تو میری اطاعت کر
تو میں اپنے لشکر کی سالاری تجھے دوں مظفر نے کہا او بد ذات سچ ہے تو اپنی حقیقت اور لیاقت کو بھول گیا تو وہی بد ذات بچہ
دروازے کا ہو کر اُس نے تجھے اس رتبے کو پہنچایا میں اپنے آقا کی رفاقت کبھی نہ کروں گا ایرج یہ سنکر آگ ہو گیا کہا او مظفر
معلوم ہوا اب قضا تیری میرے ہاتھوں ہے خیر لا آ جو کچھ کہ حربہ اپنا رکھتا ہو مظفر نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں ہمارا یہ دستور نہیں کہ
حربہ پہلے پیش دستی کریں ایرج نے کہا خبردار ہو اور نیزہ اٹھا کر مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے
چند طعن میں ایرج نے نیزہ مظفر کا توڑا کیا مظفر نے غضبناک ہو کر تلوار ماری ایرج نے بالائے سپر روکی
اور اپنی تلوار اسپر ماری کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہنچی تا دو ابرو اتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی
باہر آئی اسی حالت زخمداری میں زخم سر کو باندھ کر چاہا کہ تلوار مارے مگر سنبھالا نہ گیا غش آ گیا گھوڑے سے نیچے گرا ایرج نے کہا
اسے اٹھا لیجاؤ یہ اب زخمی ہو چکا ہے لوگ دوڑے مظفر کو پالکی میں ڈال کر لے گئے شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونوں
لشکر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے مظفر تو مع فوج قلعہ ذوالامان میں داخل ہوا سلیمان شاہ زخمیوں کو لیے ہوئے اپنے خیمہ
میں آیا اور غضنفر کے زخم میں ٹانکے لگے علاج ہونے لگا ادھر ایرج جو پھر کر بارگاہ میں داخل ہوا دنگل پر بیٹھا ہوا اور دستر
سے کہا میں چاہتا ہوں کہ کشتیاں جواہر کی اور پوشاک اور میووں کے خوان واسطے جان جہان آرا کے بھیجوں افروز نے
اُس نے کہا کہ مناسب ہے اسی وقت ایرج نے دو ہزار خوان تیار کروائے ہزار خوان میں جواہر اور پوشاک اور ہزار
خوان میں میوہ اور کھانے وغیرہ کی دو مرتبان بانات سلطانی اور مخمل کاشانی کی ان پر ڈال کر کنیزوں کے ساتھ کر کے روانہ کیا
جب خوان دروازہ شہر ذوالامان پر آئے یہ خبر مظفر نے جو شمشیر خونخوار کو پہنچی کہا خوان سب آنے دو اور کہا روزن کے لائق
چھین لو اکہ نکال کر کشتیاں وغیرہ کشتی افروز کو جو بیوی کہا کہ خوان یہاں لے آؤ اور اپنے سامنے منگوا کر میوہ اور کھانا
کو کھلوا دیا جواہر اور پوشاک حلال خوروں کو دیا اور عوض میں اُسکے کنکر پتھر اور گھاس اور گوبر بھروا کر بانچھ اور پر سے
ڈھکا کر کنیزوں کو کہا کہ یہ خوان ہماری طرف سے ایرج کو دیجیو اور نذر سرداری کشتی کی وہ خوان لیکر خدمت ایرج
میں روانہ ہوا بکاول نے خبر ایرج کو دی کہ اُدھر سے بھی خوان آپ کے لیے آئے ہیں ایرج نہایت خوش ہوا

اور سب سردارون سے کہا کہ ان خوانون کا استقبال کرو اور ہمارے سامنے لاؤ کیونکہ یہ تحفہ جہان جہان آرا مہر دل
مشتاقان کا بھیجا ہوا ہی سب سردار بحکم ایرج نامدار گئے اور خوان لیکر سامنے آئے ایرج نے کہا کہ کھولو ان خوانون کو
پہلا خوان جو کھولا اُسمین گوسپند بھرا ہوا تھا اور دوسرے مین کشکنجبین کوزہ اک بھرا ہوا دیکھکر حیران ہوا الغرض جب اول کشتی کپڑے پوچھا
کہ یہ خوان مظفر نے بھروا کر بھیجے ہین اُسنے کہا مظفر کا ارادہ تھا کہ ہم سب کے ناک کان کٹوا کر بھیجے کہ ملکہ گیتی افروز نے
خوان اندر منگوا لیے جواہر پشمینہ پوشاک حلال خورون کو دیدیا اور میوہ گدھون کو کھلوا دیا خوان بھروا کر آپ کے واسطے
بھیجے ہین بہزاد فرزند نے کہا ملکہ کمال محبت آپ کے ساتھ رکھتی ہین فقط آپ کے چھیڑنے اور ستانے کے واسطے یہ کیا ہی وہ کیا کرے
چہار طرف سے توگھری ہوئی ہی خدا پرستون نے اُسے قید کیا ہی اسکو یقین جانیے کہ وہ آپ پر فریفتہ ہی ایرج نے کہا
کہ اس سب کا ایک چبوترہ بناؤ کہ مین اُسپر بیٹھا کرونگا اُسی وقت مزدور آکر حاضر ہوئے دم بھر مین چبوترہ بناکر تیار کر دیا
ایرج اُسپر بچھونا کرواکے بیٹھا اور سینکڑون گھینچا ناچ ہونے لگا اُس روز طبل جنگ نہ بجوایا مصروف عیش و عشرت رہا
دوسرے روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر ہر طرف
پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی علاوہ لشکر اسلام کے داراب و تور شبیر و تور رحج کے لشکر مین بھی نقارہ
رزمی بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایرج مرکب چمکا کر یالکات
بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ داراب کے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور
داراب کشورکشا مرکب اپنا اُڑا کر سامنے تخت کشور شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جا خدا تیرا نگہبان
تمھارا نگہبان ہی داراب سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے ایرج کے آیا ایرج تکا و رزن ہوا مرکب اُسکا
سے ہٹنگے ایرج نے کہا ای داراب تو ان خدا پرستون کی طرفداری کیون کرتا ہی اور مجھسے کیون لڑتا ہی پھر جا
میدان سے مجھے تجھسے کچھ عداوت نہین ہی داراب نے کہا ای ایرج تیری حرکتین بہت بد ہین صاحبقران کی
تو یہ رعایتین کہ انھون نے ہماری تمھاری حفاظت کے لیے ایک ایک رفیق زبردست کو چھوڑا کہ انکی جسمانی کا
کبھی ضرر نہ پہونچا اور تم نے انکے ملکون کو ٹکڑے برباد کیا ہزار ہا آدمیون کو قتل کیا یہانتک کہ اب نا امید ہو کے انکی
خواستگاری کرتے ہو کر یہ مذہب مین زن شوہردار کو نگاہ بد سے دیکھنا روا ہی تجھکو لازم نہین ہی کہ ظلم بلکہ گیتی افروز
کا ریان پر لاے اس ارادے سے باز رہ اور انتظار صاحبقران کا کر وہ آئین اور اُسنے فیصلہ صاحبقرانی کا ہو سے پھر اختیار ہی
نہین تو ہم بیشک ناموس صاحبقرانی کی حفاظت کرینگے اور ای ایرج دیکھ یہ کیسے بے عقل کرتا حق اپنے کو رسوا نہ کر دیکھ
اپنا دوستون کو نہ کرا اول تو دیکھ لشکر سلیمان شاہ کا ستمدیدہ ہی اُسپر کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ رہیگا اسے حضور مین موجود ہی
وہ ایسا بیغیرت نہین ہی کہ تجھے ناموس صاحبقران پر قبضہ کرنے دیگا جان دینے پر مستعد ہو جائیگا تیرے کا آمد نور الدہر کی
لگی ہوئی ہی کہ وہ بجانے حمزہ صاحبقران ہی قریب ہی کہ آپ مفت کی بدنامی اپنے سر لینا سراسر عقل کے خلاف ہی دیکھ
پھر کہتا ہون کہ اس ارادے سے باز رہ یہ سنکر ایرج نے کہا اگر تم میرے ناصح بنکر آئے ہو تو مین مرتا ہون ملکہ گیتی افروز نامی
پہ لایا تھا مجلو عشق پکارتا ہی تھا ہم اُس سے زبردستی چھین لایا ہین بغیر اُسکے لیے ہوئے نہ جاؤنگا زمانہ ایک طرف ہو جائے تو مجکو
پروا نہین ہی جو تجھسے ہو سکے تو حضور نہ کر غرضکہ بعد از گفتگوے بسیار نیزے ہاتھون مین لیے مگر ایرج کہتا ہی کہ پہلے تو
حربہ کر داراب کہتا ہی کہ مین صاحبقران ہون پہلے وار اپنا نہ کرونگا اُدھر ایرج کہہ رہا ہی کہ مین خود صاحبقران ہون بڑی
دیر تک یہی بحث رہی آخر داراب نے کہا کہ مین طرفدار ہون خدا پرستون کا اور وہ پیشدستی نہین کرتے مین بھی پیشدستی
نہ کرونگا ایرج نے کہا معلوم ہوا کہ تجھے بہت غرا اپنی شجاعت کا ہو گیا ہی لے خبردار ہو یہ کہکر نیزہ مارا داراب نے

نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو ناگنین گتھ گئین جو بند ایرج باندھتا ہی اُسے داراب کھولتا ہی
جو بند داراب باندھتا ہی اُسے ایرج کھولتا ہی دونون ایک اُستاد کے شاگرد رشید ہین یہانتک کہ سنانین اور بنالین
نیزون کی بیکار ہوگئین ہاتھون سے پھینک پھینک گرز گران سنگ اُٹھائے اور پہلے ضرب گرز کی داراب نے لگائی ایرج
نے گرز کو گرز پر روکا کہ تڑاقے کی آواز بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تیغ گرد وغبار بلند ہوا کہ ایرج مع مرکب اُسمین
چھپ گیا داراب نے نعرہ کہا کہ زوم دستبرد کردم خبر لو آگر اسکی شاپور شیر دل چلا تھا کہ ایرج نے تودہ گرد سے نکل آواز دی
کہ جلد دوسرا مرکب لاؤ کہ گھوڑا میرا مر گیا شاپور مرکب دوسرا لیکر پہونچا ایرج اُسپر سوار ہوا اور کہا کہ اے اب روک میری ضرب
کو اور اُٹھا کے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سر پر پہونچ ویکدو اراب پر مارا داراب نے بھی گرز کو گرز پر روکا
کہ وہی کیفیت ہوئی مرکب کی کمر ٹوٹی عیار دوسرا مرکب لیکر آیا تودہ گرد مین گھسا دیکھا کہ داراب بیہوش کھڑا ہوا ہی اور
آنکھین بند ہین ناک سے پسینہ جاری مگر مانند ستون فولادی کے قائم عیار نے چاہا تھا کہ مُنہ پر پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کرے
کہ داراب نے آنکھین کھول لین اور مرکب کو اپنے مردہ پاکر دوسرے گھوڑے پر بیٹھکر پھر ایرج سے سامنا کیا دونون سے
تلوارین کھینچ لین یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخرکار داراب ایرج کے ہاتھ سے
زخمی ہوا اُسنے پھر سپار طلب کیا تورج ماہ پرست مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے بسیار تلوار چلنے لگی بڑی دیر تک ردوبدل
رہی آخر تورج بھی زخمی ہوا پھر ایرج پکارا اب کون میرے مقابلے کو آتا ہی کہ خورشید ستارہ پرست مرکب کو جولا کر میدان
مین آیا مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا ای خورشید تجھے تعجب ہی کہ تو خدا پرستون کی طرفداری کرتا ہی اسنے وہ حرکت
ناشائستہ کی جس سے میرا ہی دل خوب جانتا ہوگا غضنفر بنکر تجھے پیش آیا کہ ایسے شخص تجھے لیکیا اور پھر کیا تجھے اُسسے توقع ہی
میرے تیرے آگے بھی محبت تھی اب بھی اگر ایک ہی جگہ یکدل ہوکر رہتے تو بہت خوب تھا تجھے تو پرخاش نہ کر امیر اشرف کا ہی
خورشید نے کہا ای ایرج تو ایسا بد وضع ہی کہ پرائے ناموس پہ نگاہ بد کرتا ہی کسی کو وضع تیری پسند نہین ہی یا تو اس ارادے
سے باز رہ نہین تو لڑ مجھسے ایرج نے جھنجلا کر کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین تجھے دیکھ رہا ہون خیر نہین تو مانتا الا اپنا حربہ القصہ نیزہ بازی
ہوئی برابر رہے نوبت گرز کی پہونچی خاک اُڑی زلزلے آئے جسکی ضرب پڑتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مرکب مارے گئے
لیکن کام نہ نکلا آخر تلوارین کھینچ گئین بڑی دیر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین آخرکار خورشید بھی ہاتھ سے
ایرج کے زخمی ہوا شام ہو چکی تھی ایرج طبل باز گشت بجوا کر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا
ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پئے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ادھر اہل اسلام پھر کر داخل بارگاہ ہوئے ہین زخمیون کے زخمون پر ٹانکے لگائے
جا رہے ہین علاج ہو رہا ہی کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا ہمارا بھی بند کرو گا بجے کوس پکار
اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا لیکن بعد طبل جنگ بجنے کے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ یہ لوگ ہماری طرف سے
لڑکر زخمی ہوئے ہین انکی عیادت ضرور ہی گو کہ یہ وقت شب عیادت کو نہین جاتے ہین لیکن دل کو مہلت کہان صبح کو پھر
تلوار کا سامنا ہی کون زندہ رہے کون نہ رہے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کوئی صاحب میری طرف سے عیادت کو
اُن لوگون کی جائین یہ سنکر غضنفر بن اسد اور سلیمان ثانی دونون برابر دنگون سے کود سے سلیمان شاہ کہ عاقل و فہیم
ہی کہا کہ ای غضنفر تم نقابدار یاقوت پوش کی عیادت کو جاؤ شاہزادہ سلیمان ثانی داراب و خورشید و تورج کی عیادت
کو غضنفر مایوس ہوگیا نہین تو ارادہ اور ہی کچھ تھا غرضکہ غضنفر بن اسد اپنے بارہ ہزار قزاقون سے واسطے عیادت
نقابدار یاقوت پوش کے گیا وہان نقابدار اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کہ خبر آمد غضنفر کی پہونچی فرمایا بلاؤ جب غضنفر سامنے گیا

سلام کیا نقابدار نے دعاے درازی عمر دی اور اپنے برابر دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت کیا غضنفر بیٹھا نقابدار نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا بھر کر پیش کیا غضنفر نے نقابدار کو سلام کر کے پی لیا نقابدار نے بھی ایک جام پیا غضنفر نے مزاج پرسی کی تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا بعد اُسکے کہا کہ اب اجازت ہو تو رخصت ہون نقابدار نے کہا کہ جی چاہے تو آج یہین رہو دعوت ہماری قبول کرو عرض کیا کہ مین کب انکار کرتا ہون مگر سلیمان شاہ فاتح متردد ہون گے مین اُنکی طرف سے مزاج پرسی کو حاضر ہوا تھا مین پھر حاضر ہونگا نقابدار نے کہا بہتر غضنفر وہان سے اُٹھکر چلا آیا لیکن راستے مین یہ سوچا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو اپنی بزرگی جتاتا ہے دیکھنا چاہیے اپنے خیمے مین آکر عیار سے لباس شبروی طلب کیا اور آراستہ ہو کر سیاہ دُستالے کا جھرمٹ مار کر سپر تلوار بغل مین داب چل کھڑا ہوا اور بارگاہ نقابدار کے پہونچا گرد خیمے کے چرخ مارنے لگا دیکھا کہ لوگ ہوشیار ہین دروازہ بارگاہ کی طرف آیا دیکھا کہ دو چار سپاہی پہرے پر بیٹھے ہین اور حقہ پی رہے ہین دو گھڑی چل رہی ہے جلدی سے رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی ایک خاصبردار کی بنائی اور آکر اُنھین در بانون سے سلام علیک کی اُنھون نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھئی تم کیا کسی کے نوکر ہو کیا نیا نوکر تو نہین ہین بہت پرانا نوکر ہون درمیان مین چھوٹ گیا تھا اب پھر میری نوکری بحال ہوئی ہے اُنھون نے کہا کہ اچھا بھئی آؤ حقہ پیو بگڑ جا گیا ہے چھپر تمباکو سے لو دیکھو تو کیا خوشبودار ہے یہ کہکر ایک چلم بھر کی تمباکو کی حقہ بھر آگیا دم پڑنے لگے جینے دو گھونٹ پیے بہکلگیا اور ہر ایک کہ رہا ہے کہ بھئی اُنھین کا تمباکو ہمین بھی دینا غضنفر نے کہا لو بھئی یہ سیر بھر تمباکو ہے سب بانٹ لو یہ کہکر ایک پنڈا نکالکر رکھدیا سب ٹوٹ پڑے کوئی آدھی لیگیا کوئی بالکل محروم رہا اب آپسمین چوتی بیزار ہونے لگی ایک سے ایک چھینتا ہے غرضکہ لڑتے لڑتے سب بیہوش ہو ہو کر گرے غضنفر اندر بارگاہ کے آیا شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کہ وہ جلے اور دھوین سے اُنکے خدمتگار وغیرہ سب بیہوش ہوگئے غضنفر نے نقابدار کو بھی بیہوش کیا یہ معلوم ہوا کہ صاحبقران بیٹھے ہوئے ہین صورت بہت ملتی ہے غضنفر سمجھا کہ یہی کوئی عیار ہین امیر کے بند نقاب کا اُسی طرح باندھکر آپ راہی ہوا ہیئت اصلی سلیمان شاہ کی بارگاہ مین آیا اور سب کیفیت بیان کی وہان شاہزادہ سلیمان ثانی پہلے لشکر دار اب مین آیا جرداراب کشورکشا کو بھی کہ سلیمان ثانی آپکی عیادت کے لیے آتا ہے سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور جملہ سرداران سمیت مع بالک اثر در استقبال کو آیا بارگاہ مین لایا دنگل جواہر نگار پر بٹھایا اور بنہایت خلق سے پیش آیا لیکن شاہزادہ سلیمان ثانی بعد مزاج پرسی کے رخصت ہوا اور بارگاہ خورشید مین آیا اُنھی پہونہین استقبال کیا اور اپنا دنگل خالی کر دیا آپ دوسرے دنگل پر بیٹھا شاہزادہ سلیمان ثانی یہانسے بھی مزاج پرسی کر کے اُٹھ کھڑا ہوا لورج کے خیمے مین آیا اُسنے بھی استقبال کیا اور بنہایت ممنون ہوا شاہزادہ بعد استفسار مزاج یہانسے بھی رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کچھ دیر سویا ہوگا کہ آواز اذان کی کان مین آئی اُٹھا نماز پڑھی عازم میدان جنگ ہوا وہان دیکھا تو دونون لشکر آراستہ ہین نقیب نسب پڑھ رہے ہین کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ خیر آنحضرت نگہبان ہے ایرج سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھ کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا رستم خان ابن گشتاسب سامنے تخت سلیمان شاہ کے گیا اجازت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعن مین نیزہ رستم خان کا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تیغہ مارا ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جواب اپنا وار کیا سپر کٹی اور رستم خان زخمی ہوا دستانہ مار اٹھا ایرج نکالنی لیکن غش آگیا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا نوفل خان نکلا وہ بھی زخمی ہوا جمشید و خورشید بھی زخمی ہوا طوس سیمون سپہر نثار اکسن ملک اردوان جزیرہ نشین جمہور باختری سب زخمی ہوئے اور کچھ سردار مارے بھی گئے پہر دن چڑھا ہوگا

کہ شاہزادہ سلیمان ثانی مرکب اپنا چمکا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کبھی اسے دیکھا نہ تھا پوچھا ای خدا پرست نام
اپنا بیان کر کہا کہ مین برادرزادہ صاحبقران ہون بیٹا عجیل باہرو کا پردہ قاف مین پیدا ہوا ہون اسی باعث
سے مجھے پردہ دنیا کے لوگ کم جانتے ہین سلیمان ثانی میرا نام ہی ایرج کو یاد آیا کہ قصر البحرین سلیمانی مین اسی کی بہن
سے ملاقات ہوئی تھی کہا سلیمان ثانی سے کہ تمھارے باپ سے مجھسے بہت ملاقات ہی تم بیعت میری کر لو میرے ساتھ
رہو سلیمان ثانی نے کہا کہ او پاجی بیمروت تو ناموس صاحبقران کو بدنام کرتا ہی اور مجھسے بیعت طلب کرتا ہی تجھکو غیرت
نہین آئی کیا کیا تیرے ساتھ نورالدہر اور صاحبقران نے مروت و رعایت کی اُسکا عوض یہی تھا دیکھ داراب و
نوررج و خورشید کو وہ کیون ہماری طرفداری کرتے ہین جو مردون کی حرکتین ہین اُنسے ادا ہوتی ہین تو نالائق پاجی نامرد
ہی تجھسے ایسی باتین سرزد ہوتی ہین بس یہ کلمات جو ایرج نے سُنے آگ ہوگیا کہا کہ باش ای خدا پرست زیادہ زبان درازی
شیوہ شرافت کا نہین ہی گیتی افروز کہ لقا کی بیٹی ہی اور مجھکو لقا نے بخش دی ہی مین اُسکا دعوی نہ کرون اپنے حق کا دعوی
کرنے مین بیمروت و نامرد ہوگیا اور تم جو قہر و جبر سے چھین لائے ہو بڑے بہادر ہو معلوم ہو جائیگی بہادری تمھاری
غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک طعنین چلین مگر کچھ نہ ہوا برابر رہے دونون نے عمود گران سر اُٹھائے
وہ ضربین چلین کہ زمین کے طبقے ہلے پہاڑ تھرائے جگر گاؤ زمین کا قریب تھا کہ ہول سے شق ہو جائے مرکب مارے گئے لیکن
مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دو بجلیان کوندنے لگین بڑی دیر تک رد و بدل رہی ایک مقام پر
ایرج نے کتر بتا کر جو سر کا وار کیا گوشہ سپر کو قلم کیا خود دو بلغہ کاٹتی ہوئی تا دوابرو اُتر آئی جلدی سے دستانہ مارا تلوار
تو جھنا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی باہر آئی مگر اُس بہادر نے شداخت الحنک کا کھولکر زخم سر کو کسکر باندھا اور پھر
تلوار ایرج پر ماری اُسنے پشت شمشیر پر روکی اور دوسری تلوار جو ماری چاہا سلیمان ثانی نے کہ خالی دے نہ بچ سکا
چھپلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ وہ بھی زخمی ہوا اب سلیمان ثانی کو غش آگیا گھوڑے سے گر پڑا ایرج نے کہا اُٹھا لیجاؤ
لوگ سلیمان ثانی کو لیگئے پھر ایرج نے مبارز طلب کیا اور دو ایک سردار جو باقی تھے وہ بھی زخمی ہوئے دوپہر ڈھلے
تک پابند ہوگیا ہر چند ایرج پکارتا ہی کہ ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو ملکر آئین سلیمان شاہ نے دیکھا
کہ کوئی مقابلہ کرنے والا نہین رہا اور ایرج لاف و گزاف کر رہا ہی کہا کہ لاؤ مرکب میری سواری کا اور تاج سر سے
اُتار کر تخت پر رکھا خود کو زیب سر کیا پوشاک شاہی اُتار کر لباس رزمی زیب بدن کرکے مسلح و مکمل گھوڑے پر
بیٹھکر مقابل ہوا ایرج نے کہا ای سلیمان شاہ اگر تو میری بیعت کرے اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کرے تو کل ہفت
کی بادشاہت تجھے دون سلیمان شاہ نے کہا او بزا بچے کیا واہیات بکتا ہی اُس مریم عصر اور بلقیس زمانہ کا نام لیتا ہی
اور تو مجھے بادشاہ کیا کریگا اختر تو حمزہ صاحبقران کا بخشا ہوا میرے قبضے مین ہی بغیر میرے حکم بنا تو ہل نہین سکتا نورالدہر
کو تو دور سمجھا ہی وہ آیا ہی چاہتا ہی سر جنگ معقول تجھے دیگا ایرج نے کہا جب وہ آئیگا سمجھا جائیگا اب تو تم سب کو مار کر
اپنی جان و روح ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لاتا ہون سلیمان شاہ نے کہا کیا تاب ہی تیری کہ ناموس صاحبقرانی پر
قبضہ کرسکے القصہ بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین ایرج نے نیزہ سلیمان شاہ کا ہوائی کیا سلیمان شاہ
نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری ایرج نے باسیب سپر پر روکی اور عوض مین اُسکے اپنی تلوار لگائی کہ سپر کو قلم کرکے
خود و دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دوابرو اُتر آئی دستانہ مارا کہ تلوار تو جھنا کر نکل گئی اور اُسی عالم زخمداری
مین سلیمان نے تلوار ایرج پر ماری کہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑی کہ دو انگل کا زخم لگا ایرج نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار
گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کرگئی ایرج مع مرکب گرا آفتاب پرست دوڑ پڑے اُدھر سے اہل اسلام جا پڑے

تلواریں چلنے لگیں دونوں لشکر ملگئے غلغلہ دار و گیر بلند ہوا لاش پر لاش گرنے لگی ادھر ایرج کو دوسرا مرکب دیا وہ اُس
کو گھوڑے کی جھنگ جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر بیٹھکر لڑنے لگا خون کی ندیاں بہنے لگیں شام تک وہ دشت خون میں
دامن صحرائے نبرد کا لاشوں سے پر ہوگیا آخر کار طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ میں داخل ہوئے کہ
سلیمان شاہ و سلیمان ثانی اور جملہ سرداران نامی جو زخمی تھے سب کے زخموں میں ٹانکے لگ رہے ہیں کہ ہرکاروں
نے آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے کل پھر ارادہ میدانداری کا ہے سلیمان شاہ کو ہوش آچکا تھا کہا کہ اب ایرج کو
کون سامنا کرنیوالا باقی ہے مفت میں سب مارے جاوینگے بہتر یہ ہے کہ قلعہ ذوالامان میں چلے چلو لیکن غضنفر بن اسد
نے یہ صلاح دی کہ طبل جنگ یہاں بجوائیے تاکہ آفتاب پرست تعاقب نہ کریں ایرج کو اگر معلوم ہو جائیگا تو وہ
اسی وقت آکر گھیر لیگا اور قلعہ تک نہ جانے دیگا یہ صلاح سب کو پسند آئی اور طبل جنگ بجوا کر دو پہر رات گئے تک تیاری
کر کے مال و اسباب اپنا لیکر داخل قلعہ ذوالامان ہوئے اب کوئی میدان میں نہیں ہے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل
اٹھوالیا آگ خندق میں روشن کروادی یہاں صبح کو ایرج جو بیدار ہوا چاہا کہ مسلح و مکمل ہو کر میدان کو جاے کہ
ہرکاروں نے خبر دی خدا پرست رات کو بھاگکر داخل قلعہ ہوئے اب میدان صاف ہے ایرج نے کہا کہاں بھاگ کے
جا ئینگے میرے ہاتھ سے مگر دغا کی ان خدا پرستوں نے خیر ان سب کو قتل کرونگا اور حکم کیا کہ چہار طرف سے محاصرہ کر لو
آفتاب پرستوں نے محاصرہ کر لیا ایرج آکر داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب
سے گرم ہوا نشے میں آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر
سلیمان شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگ بجے قلعہ پر بھی نقارہ بجا لیکن مظفر نے گولہ اندازوں کو بلا کر بہت سا
انعام دیا اور کہا کہ تم جانبازیاں کر چکے اب عزت ناموس صاحبقرانی کی تمھارے ہاتھ ہے سب نے عرض کیا کہ دیکھیے
آپ کہ ہم نے کیا کیا القصہ رات بھر طرفین میں تیاری جنگ رہی صبح کو سلیمان شاہ فارسی اور چند سردار آکر فصیل
دروازے پر بیٹھے کہ سامنے سے لشکر کفار نمایاں ہوا ادھر سے ایک آدھ گولا پڑنے لگا لشکر کا کھڑا ہوا ایرج ابن نمشت مالک
بن ملکوت شاہ کا سامنے آیا ایرج مرکب بادرفتار پر سوار ساتھ ساتھ دیکھا قلعہ کو کہ مانند عروس شب اول آراستہ
ہے ایرج نے پکار کر کہا اے خدا پرستو اب بھی میری معشوقہ کو میرے پاس بھیجدو میں اُسے لیکر یہاں سے چلا جاؤں تمسے کچھ
سروکار نہ رکھوں اور اگر نہ دوگے تو قلعہ بھر کو قتل کرونگا اور اپنی محبوبہ کو لونگا قلعہ پر سے لوگوں نے گالیاں دینا شروع کیا
کہ او بزاز بچے کیا جھک مارتا ہے کیا واہیات بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج نے اپنی فوج کی طرف دیکھا سب نے
کہا کہ حکم ہو تو ابھی قلعہ کو لے لیں کہا انتظار کیا ہے جاؤ شیر اعظم تمھارا نگہبان ہے یہ سُنکر آفتاب پرستوں نے گھوڑے
اُٹھا دیے چلے یورش کر کے قلعہ کا رُخ کر لیا اُدھر لوگ قلعہ پر سے دوربینیں لیے ہوئے دیکھ رہے تھے اُنھوں نے دیکھا
کہ آفتاب پرست آتے ہیں سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ آفتاب پرستوں نے یورش کی ہے کیا حکم ہوتا ہے اُس وقت
ہوائی اُٹھا کر دی گولہ اندازوں نے سیبہ باندھلی اور گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد نشانہ جوش و خروش میں آیا آتشبار
کی بجلی چمکنے لگی دھوئیں کا ابر بنکر تیار ہوا گولہ مانند اولے کے پڑنے لگا بس وہ آفتاب پرست جو آگے بڑھے چلے آتے تھے
مع مرکب اُڑ اُڑ کر پیچھے والوں پر جا پڑے وہ اُنکے باعث سے جہنم واصل ہوئے باقی بھاگکر دور جا کر کھڑے ہوگئے یہاں
گولہ اندازوں نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہاتھ کو رکھ لو دیکھو کیا حال ہوا
آفتاب پرستوں کا گولہ اندازوں نے ہاتھ رکھ لیا دیکھا کہ ہزارہا آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہیں باقی بھاگ کے
دور کھڑے ہو رہے ہیں کہا کہ بجے طبل شادمانی ایرج نے دیکھا کہ فوج جو یورش کرکے گئی تھی ناکام ہوئی کچھ نہوا ہزارہا آدمی

مارے گئے اور قلعہ پر شاہ بانیچ رہے ہیں بس غیظ و غضب طاری ہوا کہا قسم ہے بیر اعظم کی ابھی جاکر قلعہ کو لونگا مالک بن
ملکوت شاہ نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تم قلعہ پر نہ جاؤ یہ تدبیر قلعہ کو لینا جلدی اچھی نہیں ہوتی ایرج نے کہا
پھر کوئی مددگار آجائیگا تو دیر ہوگی میں ابھی قلعہ کو لونگا اور گرز گران سر ہاتھ میں لیکر چلا ہندیوں نے لندھور سے کہا
آپ کس کا راستہ دیکھتے ہیں ہمیں تاب ضبط باقی نہیں لندھور نے کہا اتنا تامل کرو کہ ایرج دروازے قلعہ پر پہونچ جا
سب چپ ہو رہے اور لندھور نے دل کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اسوقت
میں آبرو رکھنے والا سوا تیرے کون ہے کسی کو مدد کے لیے بھیجدے کہ میری سبعت میں خلل نہ آنے پائے ادھر دیدبانوں
نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اب یکہ سوار آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہوگا کہا زد پر آنے دو جب ایرج نے چڑھائی میدان
طی کیا اسوقت پھر دیدبانوں نے عرض کیا کہ اب خوب زد پر آگیا ہے سلیمان شاہ نے ہوائی داغی گولہ اندازوں
نے توپوں کو جھکا کر سوت باندھ کر گولے مارنا شروع کیے توپچیاں در رعد شکوہ جوش و خروش میں آیا گولہ مانند اولے کے
برسنے لگا کہ خیمہ ظلمات در پھندوہ برق معلوم ہوتا تھا چار طرف سے گولہ پڑ رہا تھا ایرج رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا جو گولہ
داہنی طرف جاتا ہے اُسے جانے دیتا ہے جو بائیں طرف جاتا ہے اُسے بھی جانے دیتا ہے جو منھ کے سامنے آتا ہے اُسپر طمانچہ
گرز کا مارتا ہے گولہ اُسی طرف پلٹتا ہے خاک ریز پر گر پڑتا ہے خاک وہاں کی اڑا دیتا ہے تمام گولوں کو رد کرتا ہوا بر لب
خندق جا پہونچا یہاں گولہ اندازوں نے سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے اب کیا حکم
ہوتا ہے کہا ہاتھ رکھ لو توپوں پر دیکھو ایک آدھ گولہ قضا کا ضرور لگا ہوگا ہاتھ کا رکھنا ہوا کا چلنا دھوئیں کا برطرف ہونا
روشنی کا ہونا اب جو دیکھا تو ایرج سامنے قلعہ کے کھڑا ہوا ہے دامن گردان رہا ہے اور پکار رہا ہے کہ ای خدا پرستو
آیا میں کہاں جاؤگے میرے ہاتھ سے بچکر اور قلعہ پر سے ماتا منووالا ایرج پر مار رہے ہیں ایرج اس سے بھی بچتا ہے
دیوان سلیمان شاہ نے کہا کہ یارو اب وقت دعا کا ہے اور تاج سر سے اُتار کر دونوں ہاتھوں پر رکھکر دعا میں
مانگنے لگا کہ ای پروردگار اس پیرانہ سالی میں آبرو میری تیرے ہاتھ ہے اس آفتاب پرست کی شر سے مجھے
محفوظ رکھنا اور ناموس صاحبقرانی کا بھی ضرر ہے آگے جو مصلحت تیری بس ہنوز اس دعا مانگنے کی جانب صحرا سے
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا مگر ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو کہ دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل دریاے مواج کے بڑے زور و شور سے نمایاں ہوا یعنی شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان مع لشکر پہونچا ادھر ایرج نے جو نورالدہر کو دیکھا مایوس ہوکر قلعہ پر سے پھرا لندھور
نے سجدۂ شکر ادا کیا اور ہندیوں سے کہا کہ خدا نے آبرو رکھ لی نہیں تو مفت میں ایرج سے بُرے ہوتے اور سبعت
شکنی بھی ہوتی اب ناموس صاحبقران بھی محفوظ رہا یہ کہکر پھر گیا ادھر ایرج اپنے خیمے میں داخل ہوا مظفر بن
ضمیمہ خون آشام نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمت شاہزادے سے حاصل کی سلیمان شاہ سے ملاقات
ہوئی سلیمان ثانی غضنفر بن اسد وغیرہ سے ملاقات ہوئی ہر ایک سے شاہزادہ جھک جھککر ملا یہانتک کہ آتے
آتے داخل محل ہوا محلداروں نے بلائیں لیں اندر محل کے آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا وہ دوڑکر لپٹ گئی بلائیں لیں صدقے
قربان ہوئی کہا کہ بیٹا کہاں تمنے اتنی دیر لگائی تھی نورالدہر نے حال اپنا بیان کیا اُدھر سے رابعۂ اطلس پوش
گوہر بانو وغیرہ آئیں شاہزادے نے سب کو سلام کیا اُنھوں نے دعائیں دیں غرضکہ سب ایک جگہ بیٹھیں
ایک ایک نے حال پوچھنا شروع کیا نورالدہر نے کہا سُنا ہے میں نے کہ امیر ظلمات سے پھرے ہیں اور شاہزادہ
خاور سیاہ کو فیستہ پولتیبال جادو نے کُھڑا لیا ہے ساتھ اپنے لیے ہوئے آتے ہیں خورشید خاوری نے کہا

تمہیں تمہارے منہ کے قربان کیا خوشخبری سنائی ہے تمنے غرض نورالدہر بڑی دیر تک محل مین رہا بعد اُسکے باہر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا
اب سلیمان شاہ نے لشکر قلعے سے باہر نکالا خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا اُدھر سلیمان ثانی کا لشکر بھی قلعے سے باہر آیا داراب خورشید و تورج
وغیرہ نورالدہر کی ملاقات کو آئے شاہزادہ پیشوائی کر کے اُنھین لیگیا بہت تواضع تعظیم کی اسباب دعوت پیش کیا بڑی دیر
تک بیٹھے رہے باتین کیا کیے بعد اُسکے رخصت ہوکر چلے گئے بعد اسکے لندھور اور مالک اژدر بھی ملاقات
کو آئے شاہزادہ بخوبی اُنسے ملا اعزاز و اکرام بہت سا کیا مگر اس طرف ایرج جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا ہے بنہایت
اُداس بکمال پریشان ہے اور قطع امید ہوگئی کہ اب ملکہ گیتی افروز کا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے مگر اُسی حالت مین
خیال گذرا کہ ای ایرج تونے گیتی افروز کے لیے یہ محنت جانکاہی کی اور تمام زمانے کی بدنامی اُٹھائی مگر ملکہ
ابتک نہ ہاتھ آئی خاک اس زندگی پر اور کئی رفیق تیرے مثل طہماسپ اور لاہوت کے مارے گئے اُنکے خون کا
عوض لینا تجھے ضرور ہے یا تو تو مار نورالدہر کو اور ملکہ کو لے کہ لطف زندگانی ہو اور دغدغہ اُٹھاے یا اپنی جان بھی
دے بموجب شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید + دست از طلب ندارم تا کام من برآید + بس یہ ٹھانی
اپنے دل مین کر کے حکم دیا کہ بجے بلبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی گڑگڑایا کہ آواز سے اُسکی فلک تھرایا
ہرکاروں نے خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہونچائی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے بلبل جنگی
ادھر بھی حسب الارشاد کوس حربی نوازش مین آیا اُدھر سلیمان شاہ کے لشکر مین بھی بلبل جنگ بجا داراب و
خورشید و تورج کے لشکروں مین بھی نقارہ رزمی بجا چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر
میدان مین آئے جب میدان تیار ہو چکا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ لشکر مین ایرج کے علمہاے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و گاؤدم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج مرکب اپنا پھیر کر سامنے تخت
مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ تمھین سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان
کو ایرج سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان کی طرف چلا نگہ بریان کرتا ہوا ران و باگ کی گردش دکھاتا ہوا
وسط میدان مین آکر قائم ہوا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اُسکے مبارز طلب کیا ابھی کوئی مقابلے کو نکلا
تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ کہ آن واحد مین وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی
شعر ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر + رہ رفتن خویش گم کرد مہر + کہ ہوا نے مار اگر دکو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد
کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ساٹھ علم نشانہ ساٹھ ہزار سوار کا اور ہر پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی
مرقوم تھی بعد اُسکے پھرنا لین شترنالین چیپان بالون کی اور خاصبردار سقے جھجر کا ذکر کرتے ہوئے اور پیچھے نقابدار
سفید پوش گردن سیاہ پر سوار ساٹھ ہزار سوار لشت پر دریاے آہنین مین غوطہ مارے ہوئے چلے آتے ہین
ایک سمت کو صف باندھ کر ٹھہرے نقابدار نے حال معلوم کیا کہ ایرج میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے
بس سنتے ہی گینڈے کو اپنے چابک مار کر بڑھایا مقابل ایرج ہوا وہ نکا وزن ہوا نقابدار کا گینڈا چھ سات
قدم پیچھے ہٹگیا ایرج کا فرس چار پانچ قدم پیچھے ہٹا مسلکر الون مین مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا
ایرج نے کہا ای نقابدار تو کون ہے جو مجھسے مقابلے کو آیا ہے نقاب منہ پر سے دور کر تاکہ حال تیرا معلوم ہو
جواب دیا نقابدار نے کہ ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا ہے اور جب خدا نام عطا کریگا تو نام بھی
ظاہر ہو جائیگا ایرج یہ سنکر چپ ہو رہا کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا کہ تو بڑا مغرور ہے لا جو حربہ رکھتا ہو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے نقابدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کر لے جب خدا تیرے حربے سے بچائیگا اُس وقت

مین بھی حملہ کرونگا ایرج پکارا کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا اور نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا اپنے
نیزے سے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ ایک مقام پر ایرج نے ایسا بند باندھا
کہ نیزہ اُسکا ہوائی کیا نقابدار نہایت خشمناک ہوا اور گرز اپنا قربوس زین سے اُٹھا کر دوڑا اور دودستی گرز ایسا
پھر مارا ایرج نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا اور اپنا گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز ایرج کا روکا مگر گرنیکے
کی ٹوٹگئی نقابدار نہورہ گرد سے نکلکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو ایرج کے پی کرے ایرج مرکب پر سے کود پڑا
نقابدار ہتھیار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اُدھر سے ایرج جھپٹا لگی کشتی ہونے کلہ بکلہ مشت بمشت کشتی ہونے لگی یہانتک
کہ دن بھر گذرا شام ہوئی ہرطرف سے سرداروں کی راوٹیان استادہ ہوئین آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے رات
بھی گذری دوسرا دن ہوا وہی عالم دونوں کا تھا نہ اسکا دم پھرا نہ اسکی سانس پھولی ایک ایک سے برابر لڑ رہا تھا
وہ دن بھی تمام ہوا رات بھی گذری تیسرا دن ہوا کہ ایک مقام پر لا کر ایرج نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت پڑا چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھکر عیار کے حوالے کیا کہ لیجا قید کر صبح کو
پیش لایا جائیگا اور آپ بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر بھی اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے ایرج نے
بارگاہ مین آکر کھانا کھایا بعد اُسکے سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا جب سردار آ آکر بیٹھے دربار
معمور ہوا لندھور بھی سویرے سے آگیا تھا ایرج نے کہا لاؤ نقابدار کو داروغہ زندان اُسی وقت نقابدار کو
لایا اُسنے ایرج او اہل اسلام سلام کیا لندھور نے اور ہندیوں نے جواب سلام دیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب
اسکی منہ پر سے ہٹاؤ اُسنے بند نقاب کا جو کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان خوش شکل قوی ہیکل قوی بازو کوئی بیس برس
کا سن ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اسے پہچانتے ہین لندھور نے کہا کہ مین نہین پہچانتا مگر صورت سے
ثابت ہوتا ہے کہ طہماس کے عزیزون مین سے ہوگا ایرج نقابدار سے مخاطب ہوا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے سر
نیچا کر لیا اور کہا کیا نام اپنا بیان کرون ایک تو خود تیرے ہاتھ سے گرفتار ہوکر ذلیل ہوا دوسرے اور کو بھی
ذلیل کروا دون لندھور نے کہا برادر اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے خدا نے ایک کو ایک پر غالب کیا ہے کوئی کمزور
ہوتا ہے کوئی شہزور ہوتا ہے یہ رسم دنیا ہے اُسوقت نقابدار نے کہا کہ مین بیٹا ہون عقوبیل دیوپور کا بھائی ہون
طہماس کا سرخاب بن عقوبیل میرا نام ہے آیا تھا اس ارادے سے کہ اپنے باپ کے خون کا عوض لون فلک
نے مجکو ذلیل کروایا ایرج نے جو یہ سُنا کہ بھائی ہے طہماس کا شاپور سے کہا کہ اسے لیجا کر طہماس کے سپرد کرو اور
قید سرخاب کی رفع کروائی شاپور اُسے ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا وہان شاہزادہ نوزال بھی بارگاہ مین
بیٹھا ہے پر تاجدار تخت پر متمکن ہے اور سرداروں کا دورہ بندھا ہوا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہین معلوم نقابدار
کون شخص ہے کچھ خبر اُسکی معلوم نہ ہوئی چالاک عرض کرتا ہے کہ مین نے خبردار بھیجے ہین خبر آیا چاہتی ہے این سخن
در زبان بود کہ ہرکارے آئے اور عرض کیا کہ اے شہریار نقابدار چھوٹا بھائی طہماس کا ہے ایرج نے اُسے
رہا کرکے بھیجا ہے شاپور ساتھ لیے ہوئے آتا ہے طہماس تو یہ سُنتے ہی سُن ہوگیا کہ شاپور سرخاب کو لیے ہوئے آیا
نوزال سے مخاطب ہوا کہ زیبندہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان نے آپ کو سلام کہا ہے اور اسے بھیجا ہے یہ کہکر چلا گیا
اب طہماس نے اسے دیکھا اور کہا کہ تو اپنے کو نہ جانتا تھا کہ مین کمزور ہون یہان آکر آپ بھی ذلیل ہوا مجکو بھی ذلیل کیا
اس سے اگر تو مرجاتا تو بہتر تھا سرخاب نے کچھ جواب نہ دیا گردن جھکا لی عرق شرم مین تر ہوگیا اور وہان سے خشمناک چپکے
لشکرگاہ آیا اور رفیقون سے کہا کہ اب مجکو اپنی زندگی منظور نہین ہے اور بیان کیا کہ طہماس نے ایسا کچھ کہا اب مین جاکر

شبخون ماروں گا یا تو ایرج کو میں نے مارا یا اپنی جان دی سب نے کہا کہ ہماری جان آپ کی جان کے ساتھ ہے یہی
ارادہ ہی تو بسم اللہ غرضکہ دو پہر رات گئے تک سامان جنگ درست کیا مسلح و مکمل ہو کر لشکر ایرج پر شبخون کرا
قتل کرنا شروع کیا بس ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا آفتاب پرست بستر خواب سے اُٹھ اُٹھ کر مسلح و مکمل ہو ہو کر
نکلے تلوار چلنے لگی ایرج سوتا تھا کہ شاپور نے آکر جگایا پوچھا کیا ہی کہا کہ وہی بھائی طہماس کا جسے آپ نے مارا تھا
لشکر پر آپ کے شبخون کرا ہی یہ سنتے ہی ایرج جلدی سے اُٹھا اور اسلحہ بدن پر آراستہ کیا مرکب پر بیٹھکر اسی طرف
چلا جس طرف غلغلہ تھا وہاں سرخاب بن عنقویل نے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیئے ہیں کبھی تو ضرب
سے دس دس کو چھید لیتا ہی کبھی گرز سے لڑتا ہی کہ جس پر ضرب ماری پیوند زمین کر دیا کبھی تلوار سے سر قلم کرتا ہوا
چلا جاتا ہی جو مرنے کے قصد سے آیا اور پہلوان زبردست بھی ہو اُس سے کوئی کیا لڑ سکتا ہی لشکر کو روندتا ہوا
چلا جاتا ہی مگر قضا نے کار اُدھر سے ایرج اسکی تلاش میں آتا ہی دونوں کا سامنا ہوا ایرج للکارا کہ باش اے
عادی کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے بے تکلف ہو کر لڑا میرا کچھ نہ کرسکا تو اب شبخون کرا ہی تمام لشکر کو میرے تباہ و برباد
کر رہا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہوں اُدھر سے سرخاب نے نعرہ کیا کہ اے آفتاب پرست چھوڑتا تجھے کب ہوں
میں تو اپنی جان سے بیزار ہو کر آیا ہوں اور ہاتھ میں جو تلوار کھینچی ہوئی تھی ایرج پر ماری ایرج نے پشت شمشیر
پر روک کر ہاتھ تیغہ دودمہ سکندری بزور تمام جو مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ قضا کی کہیں
رکتی ہی یا تو سر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگ اُسکی لاش کو اُٹھا کر لے بھاگے روتے
پیٹتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں نور الدہر بارگاہ میں بیٹھا ہی مہر تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہی تمام سردار دنگلوں پر
حسب مراتب دورہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں طہماس سرنگوں تیور بدلے ہوئے پر بل مگر شرمندگی چہرے سے عیاں بیٹھا ہوا
کہ نور الدہر نے کہا اے طہماس برا کیا تم نے کہ اپنے بھائی کو سخت و سست کہا وہ جوان ہی ادھر آتا ہی تو بھائی ہی
ایسا نہ ہو کہ غیرت میں آکر اپنے کو ہلاک کرے طہماس نے عرض کیا کہ اے شہریار ایسا نامرد بدنام کرنیوالا ہو تو بھلا یہی
باتیں تھیں کہ آواز واویلا و امصیبتا کی بلند ہوئی اور لاش سرخاب بن عنقویل کی لیے ہوئے لوگ آئے اور سامنے
رکھکر حال بیان کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے یہ مارا گیا طہماس لاش بھائی کی دیکھتے ہی آگ ہو گیا خون نے جوش مارا
روز روشن آنکھوں میں تاریک ہو گیا سا طور پیٹا کہ اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر اُس آفتاب پرست کو نہ مارا ہوگا تو نام
اپنا طہماس بن عنقویل دیو پرور نہ پایا ہوگا نور الدہر نے کہا کہ اے طہماس سر میدان اُس سے سمجھ لینا نقارہ رزم کا
اپنے نام پر بجوا دو عرض کیا اے شہریار آگ تو اسوقت کلیجے میں بھڑکی ہوئی ہی میدان تک پہنچنے کی تاب کسے ہی یہ کہکر
بارگاہ سے باہر نکلا اور گینڈے پر اپنے سوار ہو کر گھوڑا کیا چلا بارگاہ ایرج کی طرف رفیقوں نے اُسکے کہا کہ ہم بھی
ہمراہ ہیں سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے اور جو میری مدد کو آئیگا وہ میرا دوست نہیں ہی بلکہ
دشمن ہی یہ کہکر یکہ و تنہا روانہ ہوا جب لشکر میں ایرج کے پہونچا اور گینڈے کو جولان دیا کہ شکل گیا لے کے چلا جاتا
کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اُسے روکے جو جھپٹ میں آگیا پامال ہو گیا اسکو خبر نہ تھی سیدھا بارگاہ کا تاکتا ہوا چلا جاتا تھا
یہانتک کہ نصف لشکر کو طی کر کے قریب بارگاہ پہونچ گیا ہی کہ لوگوں نے سامنے آکر روکنا چاہا اور گرز ان پر تیغ کیا
کتنے ہی آدمی پس گئے کتنوں کے منہ ہاتھ ٹوٹ گئے کتنے کچلکر مر گئے یہانتک کہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا اُتر کر گینڈے سے
سے اندر گیا دربان نے منع کیا تھا اُسے کوڑا مارا کہ گلے پر اُسکے پڑا گردن الگ ہو گئی یہاں مالکس بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا ہی ایرج دنگل شوکت پر جلوہ فگن ہی سردار تمام گرد و اطراف میں بیٹھے ہیں لشکر حضور مع اپنے رفقا بیٹھا ہے

ایرج لندھور سے کہہ رہا ہی کہ دیکھیے اب مفسدہ پردازی ان خدا پرستون کی کہ مین نے برادر طہماس کو اُسکے پاس بھیجا تھا اُس اجل رسیدہ نے رات کو میرے لشکر پہ شبخون مارا آخر مین نے اُسے قتل کیا لندھور نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان خوب نہ کیا تمنے لازم یہ تھا کہ اُسے پھر گرفتار کیا ہوتا ایکی قید رکھتے یہی باتین تھین کہ دروازے پر غلغلہ ہوا ایرج دیکھنے لگا کہ ببر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گردن ور آور طہماس بن عنقویل دیو پر نمودار ہی اور پکارا السلام علیکم سلام من دربن مجلس برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایکست و دین پیغمبر خدا برحق است لندھور نے مع رفقا جواب سلام دیا بعد اسکے طہماس نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست تو نے میرے بھائی کو مار غضب کیا کہ بازو میرا توڑ دیا آیا ہون اُسکے خون کا عوض لینے کو خبردار ہو ایرج عذر خواہی کے واسطے اُٹھا سپر تلوار بھی نلی کہ طہماس نے جوش غیظ و غضب مین ساطور ایرج پر مارا ایرج نے چاہا تھا کہ سپر اُٹھاؤن کہ ساطور سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا جلدی سے دستانہ مارا ساطور تو نکل گیا مگر دونون کلائیان زخمی ہوئین زخم کاری لگا بیہوش ہو کر سامنے طہماس کے گرا طہماس نے دوسرا ہاتھ ساطور کا بلند کیا تھا کہ کام ایرج کا تمام کرے کہ لندھور دوڑ پڑا اور پکارا کہ ای طہماس خبردار کیا کرتا ہی خبردار ساطور نہ مار نا زخمی کو قتل کیا چاہتا ہی کیا مردانگی ہی دوسرے یہ کہ مجکو حمزۂ صاحبقران نے فقط اسکی نگہبانی کے لیے یہان چھوڑا ہی مین ہرگز اسے قتل نہ ہونے دونگا بس ہٹجا یہان سے طہماس نے کہا او ہندی اسنے میرے باپ کو مارا تو تماشا دیکھا کیا اب میرے بھائی کو مارا مین ہرگز اسے زندہ نہ چھوڑونگا مین تیرا لحاظ کرتا ہون ہٹجا میرے سامنے سے نہین پہلے تجکو قتل کرونگا لندھور نے کہا ای طہماس یہ کیا جہالت ہی تجکو یاد نہین کہ صاحبقران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد سے ہی جو اسے ماریگا مین ہرگز اُسے زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ ذریات تک کو اُسکی قتل کرونگا بس اب جا کچھ اسکے مارنے سے بھائی تیرا زندہ نہ ہو جائیگا طہماس نے کہا ای لندھور اسمین سچ کہتا ہی کہ تو اسپر عاشق ہی نہین چاہتا کہ معشوق مارا جاے کیا خوب حمزہ کا کہا تو مانتا ہی کہ یہ ناموس صاحبقرانی کو بدنام کرتا ہی اور کو سنتا ہی جلد سرک درمیان سے لندھور پکارا مین ہرگز نہ ہٹونگا طہماس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا اسی کے ساتھ ہی خیر پہلے تجھے مارلون تو اُس سے سمجھ لونگا اور ساطور مارا لندھور سر اپنا بچا کر ترچھا ہوا کہ ساطور پھسلتا ہوا شانے پر لندھور کے پڑکر زمین مین در آیا لندھور نے پیر ساطور پہ رکھدیا اب طہماس نے ساطور کھینچا مگر کب کھنچتا ہی لندھور الپیاز بردست ساطور بقوت تمام دبائے ہوے ہی طہماس کہہ رہا ہی کہ ساطور چھوڑ دے مین بغیر مارے ہوے اس آفتاب پرست کے نہ جاؤنگا لندھور سے اور طہماس سے زور ہو رہے ہین جب طہماس زور کرتا ہی لندھور لنگر بیٹھا ہی ساطور نہین کھنچتا کہ اسی اثنا مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور پہونچا دیکھا کہ ایرج زخمی بیہوش پڑا ہی لندھور کے شانے سے خون جاری ہی مگر ساطور پیر سے دبائے ہی چھوڑتا نہین نورالدہر نے آواز دی کہ بس اب جانے دو دو کو زخمی کر چکے اور کیا قتل ہی کر ڈالوگے خیر پھر سمجھ لینا یہ کہکر ہاتھ طہماس کا پکڑ لیا طہماس نے سلام کیا اور کہا کہ آقا آپ کا حکم ٹال نہین سکتا ورنہ بغیر مارے اس آفتاب پرست کے نہ جاتا اور ساطور چھوڑ دیا اُدھر لندھور نے پیر اپنا ہٹا یا طہماس نے ساطور اپنا اُٹھا لیا مگر مالک بن ملکوس شاہ کو یقین تھا کہ آج ایرج نہ بچیگا ضرور مارا جائیگا اور تمام سردار ایرج کے سرپر تلوارین پکڑے کھڑے تھے مگر ہوا ایک کا نہ پڑتا تھا کہ طہماس کو روکے ایرج کو بچاوے شاہزادہ نورالدہر کا آجانا غنیمت ہوا شاہزادہ تو طہماس بن عنقویل دیو پر در کو اپنے ساتھ لیکر چلا گیا ایرج اور لندھور کے زخمون مین ٹانکے لگے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھی علاج ہونے لگا انکو یونہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت اسد بن کرب دلاور نے اسفندیار خان زرنجا بادی کو مارا ہے اپنے ملک زرائل کو روانہ ہوا اور
جو شہر زرائل کے پہونچا سنا کہ ایرج قلعہ ذوالامان کو جا چکا بہت افسوس کیا اسی رنج میں چلا آتا تھا کہ دیکھا
سامنے تق گرد و غبار بلند ہوا کہ ایک تابوت دکھائی دیا مخمل کا منگیرہ کھنچا ہوا اسکے نیچے تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے صندوق کے بخور ہوتے ہوئے لخلخے کے لوٹے جلتے ہوئے صحیفہ خوان آگے آگے صحیفہ پڑھتے ہوئے لوگ
سیاہ پوش ہمراہ چلے آتے ہیں اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ خبر تو لینا یہ تابوت کسکا ہے ضرغام گیا اور
حال دریافت کرکے آیا اور بیان کیا کہ یہ تابوت مظفر بن گیر بک شاہ زرائلی کا ہے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ
یہ بادیان بحری کو پکڑنے گیا تھا اسی کے ہاتھ سے مارا گیا اسد نے پوچھا کہ بادیان ہمیشہ سے یہیں رہتی ہے کیونکہ آج تک
جب آئے ہیں تو انھوں نے اسکی خبر نہ تھی ایک شخص نے بیان کیا کہ جب صاحبقران طہماس بن عنقودیل دیو پرور
کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اور گھوڑا انکو لیکے آیا تھا اسی دریا کنارے پہونچا تھا اسپر تو بیہوش وہاں گر پڑے تھے
مگر اشقر اس بادیان سے دریا کے اندر جا کر جفت ہوا اس سے گرہ بن اشقر پیدا ہوا تھا یہ وہی بادیان ماں گرہ
کی ہے اسد بادیان کی خبر سنکر بہت خوش ہوا تابوت پہ فاتحہ پڑھا اور ایک شخص کو کمین سے ساتھ لیا کہ پتا بتا
بادیان کا بتا آدہ ساتھ ہوا اسد کو کنارے دریا کے لایا اور مقام اسکے پیدا ہونے کا بتایا کہ یہاں سے وہ نکلتی ہے
اسد نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ صاحبو اگر بادیان ہاتھ آجائے تو اسپر سوار ہو کر ایرج سے مقابلہ کروں سبنے
عرض کیا کہ خدا فضل اپنا شریک حال کرے تو سب کچھ ہو ایک رفیق نے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ کے پاس تو
گرہ بن اشقر سا گھوڑا ہے بادیان کو پکڑ کر کیا کیجیے گا چلیے ملک سائل کو ایرج سے لڑیے اسد بولا جس بات کا
میں نے ارادہ کیا پھر بغیر اسکے سرانجام دیئے نہیں رہا اب جب تک بادیان کو پکڑ نہ لونگا یہاں سے نہ جاؤنگا
اور اگر یہاں سے بغیر گرفتار کیے بادیان کے چلا گیا تو تمام زمانہ مجھے کہیگا کہ اسد بادیان سے ڈر گیا اور پہلے ارادہ
اسکے پکڑنے کا کیا اور پھر واپس آیا غرضکہ خیمہ استادہ ہوا اسد رات کو وہیں رہا صبح کو دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
دیکھنے لگا دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ دریا حرکت میں آیا اور بادیان نے سر نکالا دریا پہ کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ جیسے کوئی زمین پر کھڑا ہوتا ہے اور بادیان نے جو دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک آدمی اور گھوڑے بہت سے
کھڑے ہیں سمجھی کیا گھوڑے تو رسیاں تڑا تڑا کر بھاگے بادیان آدمیوں پہ دوڑی اور لوگ تو دور دور بھاگنے لگے اسد
بن کرب غازی دامن گردان آستین چڑھا کر دوڑا بادیان نے اسد کو دیکھکر کان اور دم کھڑی کی دانتوں کو چمکا
دوڑی اسد بھی مردانہ وار چلا بادیان برابر آکر سیدھا ہوئی دونوں اگلے پیر اٹھا کر اسد پہ مارے اسد الگ ہوکے
پہلو میں ہو گیا پیر بادیان کے اس زور سے زمین پر پڑے کہ پنڈلی تک غرق ہو گئی اسد نے جلدی سے اچھلکر
کاکل اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ بادیان آگے آ گئی ایک گھونسہ بادیان کی گردن پہ مارا کہ وہ جھکی اسد جست کر کے اسکی
پشت پر آگیا بادیان نے جو حریف کو اپنی پیٹھ پر دیکھا لیکر دریا کی طرف بھاگی اسد نے چاہا کہ اتر پڑے روکے کب وہ
رکتی ہے تمام رفیق اسد کے پکارے کہ پیر و مرشد کو ڈبوئیگی دریا میں لیگئی تو غضب ہو جائیگا اسد نے ہر چند سنا
کچھ لوگ کمندیں لیکر دوڑے کہ اسے پکڑیں ممکن نہ ہوا بادیان اسد کو لیکر دریا میں غرق ہو گئی اسد نے
اندر پانی کے بادیان سے لڑنا شروع کیا دوپہر تک کامل لڑائی رہی پھر بادیان نے چاہا کہ اسد کو پامال کرے ممکن
نہ ہوا بادیان دہنے پہلو سے زمین پہ لوٹتی تھی تو اسد بائیں پہلو پہ جاتا تھا اگر وہ بائیں پہلو سے کروٹ لیتی تھی

تو اسد دہنی طرف ہوجاتا تھا مادیان بہٹ زمین پر گرتی تھی تو اسد پشت پر جاتا تھا اور گھونسے مارتا تھا دو پہر مین خوب اُسے ڈھیلا کیا جن کی طرح اُسپر سوار تھا دوپہر کے بعد مادیان دریا سے نکلی تو بہت سُست تھی یہان رفیق اسد کے جب سے اسد غرق ہوا تھا گریبان چاک کیے خاک اُڑا رہے تھے رو رہے تھے کہ قریب شام کے دیکھا کہ دریا کا پانی پھر متحرک ہوا اور مادیان دریا سے نکلی اسد اُسپر سوار تھا مادیان اُسی صحرا مین آئی اب درختون سے رگڑنا شروع کیا غرض پھر پھر کامل یہان بھی دوڑی کھینچا ہوئی پہلوؤن کو درختون اور زمین سے رگڑا مگر اسد نے اُسے نہ چھوڑا خوب مارا یہانتک کہ اُسے بولا دیا اب مادیان نے سر اپنا اسد کے سامنے جُھکا دیا اسد جدھر اشارہ کرتا تھا اُسی طرف وہ پھرتی تھی اب اُسے اسد چمکارتا ہوا گردن پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے لوگون مین لا یا دہانہ اُسکے مُنہ مین دیا باگ ہاتھ مین لی ایک پہر پھر خوب پھرا کہ مادیان مانند بکری کے ہوگئی اسد نے لاکر اُسے باندھ دیا جتنے رفیق تھے سب گرد پھرے تصدق ہوے ہاتھ چومے کہ شہریار آپ نے کار نمایان کیا ایک شب اسد وہان رہا اُس گھوڑی کو اپنے ہاتھ سے دانا گھاس کھلا یا اب وہان سے ملک زرائیل کو چلا تھا کہ یتق گرد غبار کا بلند ہوا اور ایک تابوت دکھائی دیا کہ ہنگامہ بہت تہلکہ کا اُسپر کھینچا ہوا نجور رہتا ہوا لوگ تمام سیاہ پوش اسد نے کہا ارے یہ کیا ماجرا ہے خدا خیر کرے ضرغام شیر دل گیا اور حال دریافت کرکے آیا بیان کیا کہ یہ تابوت ہے سرخاب بن عنقویل دیو پرور کا کہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہے اسد نے تابوت پر فاتحہ پڑھا تابوت کو رخصت کیا آپ ملک زرائیل مین داخل ہوا جہاز تیار رہتے اُسپر مع رفقا سوار ہوا ضرغام شیر دل کو عرضی دیکر پہلے خدمت نورالدہر مین روانہ کیا پھر آپ بھی بسر ایرج روانہ ہوا اسے راہ مین چھوڑ دیے

دوسری داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا علاج اسکا ہو رہا تھا بعد چند روز کے غسل صحت کیا آکر بارگاہ مین بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہونچائی اُسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور لشکروں مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات یونہین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آے بیلدارون نے نکلکر زمین کو ہموار کیا صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئی نقیب نہیب و بکر چلے گئے تھے کہ لشکر مین آفتاب پرستون کے علمہاے ظلمت جلوہ گری پر آے ایرج سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ ہیرا عظم آفتاب نگہبان تمھارا نگہبان ہوا ایرج تسلیم کرکے بارد گر مرکب پر بیٹھکر میدان مین کدبہ بیان کرتا ہوا ران و باگ کی حرکت دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار مین کھڑا ہوا بعد دم بھر کے دم اپنا آراستہ کرکے مبارز طلب کیا پکارا کہ ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو لشکر نورالدہر سے طہماس بن عنقویل دیو پرور اپنے کرگدن کو اُڑا کر سامنے تخت شہریار ہرمز تاجدار کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی فرمایا کہ پروردگار عالم تمھارا حامی و مددگار ہے طہماس سلام کرکے بارد گر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا ایرج اُس سے نگاور زن ہوا مرکب دونون کے حسب مراتب ہٹگئے مسلکر انون مین ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا کہ ای آفتاب پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچگیا آج کہان جائیگا مجکو بھائی کے مارے جانے کا بڑا رنج ہے ایرج بولا ای طہماس اُس روز مین غافل بیٹھا تھا کہ تو آپڑا اور میرے اوپر جسر کر بیٹھا آج اُسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا اور تو نے تو طہماسپ کو مارا ہے اُسکا عوض

تجھے لینا ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار نیزے ہاتھوں میں لیے اور نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ ایرج نے نیزہ
طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے غضبناک ہوکر ساطور ایرج پر مارا ایرج نے اُسے سپر پر روکا اسطرح کہ تیغ سپر
پر آشنا ہوا اور اُسکے عوض میں کھینچکر تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر خود دو بلند عرق چین زرہ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو
اُتر گئی طہماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون کا پرنالہ سر سے بہا کہ غش طاری ہوا آواز دی ایرج نے کہ
بیچاؤ اسے یہ اپنی سزا کو پہونچا یا لوگ طہماس کو اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ نوفل خان بن لنجاب نے مقابلہ کیا
خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا رستم خان نکلا اس سے بھی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار زخمی ہوا شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے اُدھر ایرج نے اپنی بارگاہ میں آتے ہی حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر شاہزادہ نورالدہر کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی بجا اور لشکر دونوں میں بھی جنگ کے
ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب
نہیب دیکے نکلگئے تھے کہ ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا بعد سلح شوری مبارز
طلب کیا ادھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی مقابلے کو نکلا دیکھا ایرج نے کہ یہ وہی ہے جو ایک مرتبہ زخمی ہو کر بھاگا کہا کہ
ای خدا پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہے آج پھر مقابلے کو آیا جواب دیا کہ او آفتاب پرست زخمی ہونے سے
کیا بہادری میں فرق آجاتا ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ تو طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا آج تو نے اُس سے پھر سامنا کیا تیرا
ہاتھ اُسپر پڑ گیا وہ زخمی ہو گیا اس سے جرأت میں فرق نہیں آتا ہے ایرج نے کہا خیر اب جو تیرے جی کے قصد ہوں کر
سلیمان ثانی نے کہا کہ ہمیشہ سبقت حریف پر ہمارا دستور نہیں ہے تو اپنے دل کی ہوس نکال لے ایرج نے کہا خبردار ہو
اور نیزہ اُٹھا کر مارا سلیمان ثانی نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار ایک
مقام پر ایرج نے بند باندھا سلیمان ثانی نے اُسے کھولا لیکن پورا نہ کھلا تھا کہ ایرج نے جھٹکا مارا کہ سنان نیزے
کی نکالدی سلیمان ثانی نے جھپٹ کر ڈانڈا ماری کہ دونوں ڈانڈیں پیچھے اُڑ گئیں ہاتھوں سے پھینک کر تلواریں
کھینچ لیں سلیمان ثانی نے تلوار ایرج پر ماری اُسنے بآسیب سپر رد کی اور عوض میں اُسکا
کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ چار اُنگل اُتر گئی جلدی سے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکالگئی مگر زخم کاری لگا چادر خون کی سر سے
باہر آئی لیکن وہ مرد میدان سنبھل کر چلا تھا کہ تلوار ایرج پر مار دوں کہ غش طاری ہوا لوگ دوڑے اور اُسے اُٹھا لیگئے
ایرج نے پھر مبارز طلب کیا ملک اردوان جزیرہ نشین سلیمان شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مقابل
ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملک اردوان نے غصے میں آکر تلوار ماری
ایرج نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملک غفور باختری نکلا
خوب لڑا نیزے کے بند باندھے تیغ کے جوہر دکھلائے آخر کار زخمی ہوا طور سرکش نکلا اُس سے بھی دیر تک رد و بدل رہی
آخر کار زخمی ہوا سیر خاراکن نے مقابلہ کیا ایرج نے نیزہ اُسکا نکال دیا تلوار چلی یہ بھی زخمی ہوا جمشید خان بن لنجاب
آیا خوب لڑا کئی تلواریں دھمکی کی لگائیں مگر ایرج کب چوٹ کھاتا ایک مقام پر غصے میں آکر جو تلوار ماری جمشید نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل فرس پنیر کے کاٹا خود و دو بلند عرق چین زرہ ڈوب کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو
اُتر گئی زخم کاری لگا بیہوش ہو کر گرا شام ہو گئی طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو چلے گئے ایرج نے بارگاہ میں
آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر دوں میں بھی نقارہ رزمی بجا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ابھی لشکر اسلام

کوئی نہ نکلا تھا کہ علمہاے لشکر آفتاب پرستان جلوہ گری پر آئے اور داراب کشور کشا مرکب کو جھکا کر سامنے تخت کشور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا جاؤ خداوند آبحیات تمھارا حافظ و نگہبان ہے داراب سلام کر کے بارہ دگر مرکب پر بیٹھ کے مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا اے داراب میرا تیرا ایک مقدمہ ہے تو کیوں مجھسے لڑتا ہے اُسنے کہا کہ اگر تو چند سے لڑنا موقوف کر کہ حمزہ ظلمات سے آجاے پھر مین تو سب اپنی اپنی آزمائش اُس سے کر لینگے جسکو خداوند آبحیات صاحبقران کرے وہ مالک تمام جہان کا ہو اور یہان اُس بہادر کا ناموس ہے یہان لڑنا مناسب نہین ہے مفت کی بدنامی ہے ایرج نے کہا اے داراب مین تو فقط لکھ گینتی افروز کے واسطے لڑتا ہون کہ لقا نے اُسکو مجھے بخش دیا ہے داراب نے کہا یہ وہی مثل ہے کہ موئی بچھیا باہمن کے نام لقا قاسم کے ساتھ شادی بھی کر چکا تو شنہ بھی دیکھا مجھکو کچھ غیرت اب ہے ہرگز تو اُسکا نام نہ لے اس ارادے سے باز رہ مین دوستانہ تجھے سمجھاتا ہون ایرج بولا مین تو جب تک زندہ ہون اس سے باز نہ رہونگا اور مین کچھ دیکر یہ کلمہ تجھسے نہین کہتا ہون تو اُسکا حامی بنکر آیا ہے لڑ لے داراب نے نیزہ اُٹھایا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو افعی زبانین نکالکر گتھ گئے بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر دونون ایک اُستاد کے شاگرد ہین سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہوکر ایرج نے گرز اُٹھایا داراب نے اپنا عمود ہاتھ مین لیا گرز چلنے لگا طبقے زمین کے لرزنے لگے تمام میدان مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ زلزلہ آیا ہوا ہے جسکے ضرب پڑی یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر مطلب اس سے بھی حاصل نہوا تلوارین کھینچ لین رد و بدل ہونے لگی گویا دو بجلیان برابر کوندنے لگین تمام دن تلوار چلی مگر ستارہ ایرج کا اوج پر ہے قریب شام داراب زخمی ہوا لوگ اسکے اُٹھا لیگئے طبل بازگشت بجا ایرج اُدھر گیا لشکر داراب اپنے مقام پر آیا اہل اسلام اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے لیکن ایرج جو بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر دنگل پر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہوگئے خبر شاہزادہ نورالدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو اُدھر سے آفتاب پرست میدان مین آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اہل اسلام نے اپنے لشکر کا پرا باندھا ایک طرف خورشید ستارہ پرست اپنا لشکر لیے ہوئے کھڑا ہے ایک جانب ایرج ماہ پیکر اپنی فوج سمیت پرا جماے استادہ ہے ایک جانب لشکر داراب ہے کہ علم لشکر آفتاب پرستان کے جلوہ گری پر آئے اور ایرج مرکب اپنا جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ خداوند نیر اعظم تیرہ خورشید تمھارا دستگیر ہے ایرج سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا بکلمہ بریان کرتا ہوا ران باگ کی گردش دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار مین پہونچکر خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری بسیار نیزے کو زمین پر گاڑا مرکب کو روکا ابھی مبارز طلب نہین کیا ہے مگر شاہزادہ نورالدہر کا ارادہ ہے کہ مقابلے کو نکلے کہ از پردۂ بیابان گرد سے نظر آئی مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اور آگے آگے گرد کے ایک بگولہ تھا اُڑتا ہوا چلا آتا ہے مگر نہایت تیزدم کہ قریب آکر وہ بگولا شق ہوا اور اُسمین سے ضرغام شیردل نمایان ہوا اگر ضرغام نے جو ایرج کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہے پکارا کہ او بزاز بچے ہوشیار ہو کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ وغا انجم سپہر شجاعت صف شکن و صفدر ساسین کرب دلاور آپہونچا ایرج نے کہا کہ ہزار مرتبہ کا وہ میرا بھگایا ہوا ہے آج آکر کیا کریگا ضرغام پکارا اے تاجرزادے جب آقا میرا اور تھا اب کچھ اور عالم ہے اب تو اُس سے

مقابلہ کریگا تو معلوم ہوگا ایرج نے کہا مین نے ایسی دھمکیان بہت سُنی ہین ضرغام نے کہا معلوم ہوا جاتا ہی وہ مرد
میدان آپہونچا ایرج بولا مین موجود ہون شوق سے آگے وہ دیوانہ مگر نورالدہر نے ضرغام کو قریب اپنے بلایا
اور حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت نظر کردہ مہ سنے کی بیان کی شاہزادہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی ایرج
حیران کھڑا سُن رہا ہی کہ اب اسد کچھ بدلگیا کوئی اور اسد ہوگیا یہ معرکہ کیا ہی کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور
اُسمین سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا اور تمام علمون کے پھریرے فیروزہ رنگ اور علمدار بھی فیروزہ پوش
ہاتھیون کی جھولین بھی فیروزہ رنگ فیلبان بھی فیروزہ پوش یہ سب جب گذر چلے تو ہتھالین شترنالین قیچیان باولنگے
خاصبردار وغیرہ سب لباس فیروزہ رنگ پہنے ہوے بعد اُسکے دیکھا تو سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے چلے آتے ہین
اور اسد دلاور بادپان بحری پر سوار چالیس رفیق گرد اطراف ہین اور چالیس ہزار سوار فیروزہ پوش پشت پر
اور مال وخزانہ لاانتہا ہمراہ ایرج اس شان وشوکت کو دیکھکر حیران رہگیا کہ یہ دیوانہ کہان سے اسقدر زر وجواہر
لوٹ لایا مگر اسنے جو ایرج کو میدان مین کھڑے دیکھا لشکر سے کہا کہ تم سب جاکر خدمت مین شاہزادۂ نورالدہر
بن بدیع الزمان کے حاضر ہو مین اس نیزہ باز کے مقابلے کو جاتا ہون لشکر تو اُدھر گیا آپ بادپان بحری کو
اُڑا کر سامنے ایرج کے آیا ایرج سنبھل بیٹھا اور اسد تکاور زن ہوا برابر سپر پہ سپر پڑی دونون قریب برابر کے
ہٹے سل سلکر دونون ہین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اب ایرج اور زیادہ حیران ہوا کہ تجھسے یہ کبھی
ہم تکاور نہ ہوا تھا آج یہ کیا ہی کہ تکاور مین برابر رہا ایرج نے کہا او دیوانے اتنے دنون سے تو کہان گم ہوگیا تھا
چھپکر بیٹھا تھا کہ کہین تیرا پتا نہ تھا اب جو آیا تو مجھسے سر بکف ہوکر لڑتا ہی کبھی اور بھی مجھسے تو اسطرح لڑا تھا اسد پکارا
ای تابرزادے جہان کہین تھا تیری خدمتگذاری کو آیا اب تیرے واہیات بکنے کا حال کھلجائیگا ایرج نے نیزہ ہاتھ
مین لیا اور کہا خبردار رہ اسد نے نیزے کو نیزے پر لپیٹا طعن بر طعن چلنے لگی بند بند ہنر دکھانے لگے بڑی دیر تک
نیزہ بازی رہی ہر چند چاہا ایرج نے کہ نیزہ ہاتھ سے اسد کے نکالدون ممکن نہ ہوا یہانتک کہ سنانین اور بنانین
بیکار ہوگئین ہاتھون سے نیزون کو پھینک پھینکدیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرپیچ کو
ہاتھ مین اُٹھایا کہا کہ دیوانے خبردار ہو کہ یہ طمانچہ ہی ملک الموت کا اور دو دستی گرز بقوت تمام مارا اسد نے
گرز فیروزہ جمشیدی اُٹھا کر اپنے چہرے کی پناہ کیا اور پکارا کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تراست پناہ دہ
دگر ندارم پناہ تو دارم گرز ایرج کا سر گرز پر پڑا کہ پھل ٹوٹ گئے دونون گرزون مین سے شرارے آتش کے نکلنے لگے زمین
حول سے شق ہوگیا مرکب زمین مین غرق ہوگیا اسد کے دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُسمین فرق نہ واقع ہوا
مگر پلک سے پلک بند ہوگئی ہر سر مو سے پسینہ جاری ہوا یہ تو تتورہ گرد مین چھپا ایرج پکارا کہ خبر لیا آکر دیوانے کی
دیکھو تو کیا حالت ہوئی ضرغام شیردل دوڑا قریب پہونچا گرد کے چرخ مار کے اندر گھسا دیکھا تو اسد بیہوش
کھڑا ہی آواز دی کہ ای شہریار آپ کس خیال مین کھڑے ہین ہوشیار ہو جیے کہ حریف زیادہ گرمی کرہا ہی آنکھ اسد
کی کھلگئی ضرغام کو سامنے کھڑے ہوئے دیکھا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیا عالم ہی اسد نے کہا کہ اس آفتاب پرست
نے بلا کی ضرب ماری تھی مگر بچایا پروردگار عالم نے یہ کہکر بادپان کو اشارہ کیا کہ وہ بیکبارگی زمین سے نکلا گرز اسد کے
ہاتھ مین گویا اُس برج خاکی سے آفتاب برآمد ہوا ایرج کو حیرت پر حیرت ہوتی جاتی ہو کہ الٰہی کیا ماجرا ہی اتنا شہزور
کیونکر ہوا اسد نے خبردار خبردار کہکر گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی گرز کو اپنے چہرے کی پناہ کیا تو ایک پیدا ہوا
شرارے آسمان کو نکلگئے جو حالت اسد کی ہوئی تھی وہی حالت ایرج کی بھی ہوئی مگر ایرج تو تتورہ گرد مین چھپا

کمر مرکب کی ٹوٹی وہ تڑپنے لگا اُدھر ایرج پر عالم بیہوشی کا طاری ہوا اسد پکارا آکر خبر لو اسکی دیکھو کیا حال ہوا شاپور
جھپٹ کر آیا چھاگل سے پانی نکالکر چھینٹے دیے کہ گرد ہٹی ایرج دکھائی دیا شاپور پکارا ہوشیار ہو جیسے حریف لاف و گزاف
کر رہا ہے ایرج ہوش میں نہ آیا شاپور نے پانی کا چھینٹا دیا آنکھ ایرج کی کھلی شاپور نے پوچھا کیا حال ہے ایرج نے
کہا اے شاپور مجھے حیرت ہے کہ اس دیوانے میں یہ زور یکایک کہاں سے آگیا قزاق تو ہے معلوم ہوتا ہے زور بھی کہیں سے
لوٹ لایا اے شاپور مجھے لندھور سے بھی گرز چلا مگر یہ ضرب لندھور کی بھی نہیں تھی یہ معلوم ہوا کہ مجھ پر ایک
کوہ گران پھٹ پڑا مگر بچایا نیر اعظم آفتاب تابان نے یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا کہ زمین سے نکلے دیکھا تو گھوڑا
تڑپ رہا ہے تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قایم کیا وہ گر پڑا اور سرد ہو گیا ایرج اُسکو چھوڑ کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب
اسد کے مارے اسد نے جو ایرج کو بارادۂ فاسد آتے دیکھا کہ مرکب پر کرنے کو آتا ہے کود پڑا اما دہان پر سے
سامنے ایرج کے آیا ایرج نے کہا او دیوانے تو نے اپنے مرکب کو بچا لیا اسد نے کہا تو نے ناحق اُس بے زبان
کے مارنے کا ارادہ کیا تھا ایرج نے کہا خیر میرا مرکب ایسا مارا گیا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا اسد نے کہا میں نے
دیدہ و دانستہ اُسے نہیں مارا میں کیا کروں کہ گرز کی تاب تیرا مرکب نہ لاسکا مر گیا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ تو
دیوانے کو کشتی میں زیر کر اور سپر تلوار ہاتھ سے رکھ اسد پر دوڑا اسد بھی مانند شیر کے چلا سپر تلوار اسنے بھی پھینکدی
تھی برابر آکر ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ تیری گردن پر رکھا ہے
حیران ہو کر اسد سے پوچھا کہ یہ زور تو کہاں سے لوٹ لایا تو وہ کمزوری کہ تو مجھسے ہاتھ نہ ملا سکتا تھا سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا
یا یہ شہزوری اسکا حال تو بیان کر اسد بولا کہ اے ایرج میں نے اپنی کمزوری سے تنگ جان دینے کا ارادہ کیا
گلے میں پھانسی لگائی اور لٹک گیا کہ دم میرا گھٹکر نکل جاوے اُسوقت آقا میرا غالب علی کل غالب اسد اللہ الغالب علیؑ
ابن ابیطالب تشریف فرما ہوئے مجکو بچایا میری جان بخشی کی مجھے نذر کردہ کیا یہ زور مجکو عطا فرمایا اور میرا حال
میں نے پوچھا فرمایا کہ ایرج اولاد حمزہ سے ہے بہتر یہ ہے کہ تو مسلمان ہوا ایسا نہو کہ تو کافر میرے ہاتھ سے مارا جاوے
ایرج نے کہا کہ زیادہ گوئی مت کر میرا باپ جیتا ہے اولاد حمزہ میں کیونکر ہوں اسد نے کہا معلوم ہو جائیگا غرض کہ
بعد از گفتگو سرگرم تلاش ہوے کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر سب سرداروں نے راوٹیاں اپنے قریب استادہ کرائیں
اور کشتی کا تماشا دیکھنے لگے ایک جانب نور الدہر ایک جانب لندھور ایک سمت مالک اژدر ایک طرف
خورشید ستارہ پرست ایک جانب تورج ماہ پرست یہ سب متحیر و متعجب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں کہ کسیطرح
کہیں پر زور بل میں اسد ایرج سے کم نہیں ہوتا برابر سے کشتی ہوئی یہانتک کہ دن بھر کشتی رہی رات ہوئی مشعلیں
دونوں طرف سے روشن ہوئیں سرداروں کو کھانا پانی حرام ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کون کسپر غالب آتا ہے نور الدہر
کی تو نگاہ کیا کہ جان لڑی ہوئی ہے اسی طرح تین دن اور تین شبیں گذریں چوتھے دن اسی کشمکش میں ایرج اسد کو ریلکر
لیچلا تھا اور اسد ایرج کو ریلے لیے جاتا تھا کہ ایرج نے ایک جگہ لنگر مارا وہاں موش خانہ تھا پیر ایرج کا موشخانے میں
جا رہا ادھر سے اسد نے زور کرکے ریلا ایرج کا کولا اُتر گیا زور تو ایرج نے سنبھالا پیر اپنا موشخانے سے نکالا اور چاہا
کہ اسد کو زور کرکے ہٹا دے کہ ہوا جو لگی کولے میں درد ہوا دونوں ہاتھ سینے پر اسد کے رکھدیے تھرتھرانے لگا
اسد نے کہا اے ایرج یہ کیا حال ہے ایرج نے کہا کہ پیر میرا موشخانے میں جا رہا تھا اس سے ٹوٹ گیا مجھ میں طاقت
کھڑے رہنے کی نہیں ہے اسد نے کہا خیر ہم تم پھر لڑینگے اب جاکر اپنا علاج کرو اور آواز دی کہ ایرج کو لیجاؤ
یہ بیہوش ہے لوگ دوڑے ہوئے آئے اور پالکی پر ڈالکر ایرج کو لیگئے اسد ادھر کو پھرا پاس نور الدہر کے آیا

سلام کیا چاہا کہ قدمبوس ہو نورالدہر نے ہاتھ چومے کہا کہ بھئی اب تم نظر کردہ ہوئے ہمین لازم ہے کہ تمھاری آبرو کرین اور ادب کرین اسد نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا مہر تاجدار کی قدمبوسی حاصل کی مہر نے اسد کے ہاتھ چومے غرضکہ نورالدہر اسد پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی نورالدہر نے کہا بھائی حال اپنا مفصل بیان کرو اسد نے از ابتدا تا انتہا تمام حال اپنا نظر کردہ ہونا اور طلسم فیروزہ جمشید کی فتح کرنا تورج بدرگ حرامی کی لڑائی اوریان ہجری کا پکڑنا سب بیان کیا نورالدہر کو مظہر بن گیرنگ کا بہت افسوس ہوا اسد سے کہا کہ کپڑے اُتارو تاکہ پنجہ حضرت کے نشان کی زیارت سے مشرف ہون اسد نے اسی وقت لباس اُتارا نورالدہر نے پشت کو اسد کی جس مقام پر پنجہ حضرت کا نشان تھا بوسہ دیا مہر تاجدار بھی زیارت سے مشرف ہوا سب سردارون نے آنکھین رگڑین لندھور نے یہ خبر سُنی واسطے زیارت کے آیا اُدھر مالک اژدر آیا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی اور جملہ اہل اسلام آئے سب زیارت سے مشرف ہوئے کہ اسی اثنا مین اندر سے خواجہ سرا آیا اور عرض کیا کہ خواتین مین تشریف لیچلیے اسد اُسی وقت محل مین داخل ہوا لیکن محل مین ایک غلغلہ ہوا ہر ایک عورت دوڑی پہلے زبیدۂ شیر گیر ان اسد کی آئی اُسنے بلائین لین گرد پھری بالو گرد پھری سب خواتین بلاگردان ہوئین اسد نے گیتی افروز سے کہا کہ بھابی جان مبارک ہو آپکو شیر یزدان شاہ مردان سے سُنا ہے کہ قاسم زندہ ہین اور قریب ہے کہ تشریف لائین غرض اُس شب اسد محل کے اندر رہا صبح کو وہان سے باہر آیا اُدھر ایرج کو جو لوگ اُسکے اُٹھا کر لیگئے تھے علاج کررہے کہ اُسکے ہو رہا تھا اُدھر اہل اسلام مطمئن بیٹھے مصروف عیش و عشرت تھے رات دن صحبت رقص و غنا رہی تھی مگر ایک روز جو اسد بن کرب دلاور کا دم گھبرایا برائے شکار کچھ رفیقون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا تین روز تک سرگردان رہا مگر کہین ایسے جانور نہ ملے کہ جنکا شکار کرتا تیسرے روز شام ہوگئی تھی اسد ایک درہ کوہ مین گیا کہ رات یہین بسر کرینگے صبح کو اور کہین تلاش کو نکلینگے دو پہر رات گئے رفیق تو اُسکے سو گئے گر اسد کو نیند نہ آئی درے سے نکلکر ٹہلنے لگا دور پر صحرا مین ایک روشنی سی معلوم ہوئی اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اس وادی پر ہول مین یہ روشنی کیسی اُسی طرف روانہ ہوا صرف غلام کو بھی ہمراہ نہ لیا جاتے جاتے دور نکل گیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک مقام پر چارطرف آگ روشن ہے بیچ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی ہے اسد یہ ماجرا دیکھکر ایک درخت پر چڑھ گیا اور وہین سے کئی تیر مارے لیکن جو تیر مارا وہ قریب اُس آگ کے پہونچکر جلگیا اندر نہ جا سکا اب اسد نے تماشا دیکھنا شروع کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے بعد چند ساعت کے دیکھا کہ آندھی زرد اُٹھی ہوا اس زور سے آئی کہ درخت جڑون سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے لیکن جس درخت پر اسد تھا مثل اُسکے جو درخت بڑے تھے وہ بچگئے جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ جس مقام پر وہ ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر پڑھ رہی تھی وہان ایک عمارت نگارخانہ بنی ہوئی ہے اور اُسکے چار دروازے ہین ہر ایک دروازے پر ایک ایک دیو گرز لیے ہوئے بیٹھا ہے اور اوپر ایک بنگلہ بہت عالی بنا ہوا ہے اُسمین ایک زن جمیلہ پندرہ سولہ برس کا سن بیٹھی ہے اسد یہ نیرنگ سحر دیکھکر متحیر ہوا لیکن اُس عورت کی نگاہ جو اسد پر پڑی فریفتہ ہوئی اُسی وقت اشارہ کیا اگلا دیوٹ کی نگاہون سے دیکھکر پکاری کہ اے جوان وہان درخت پر کیسے بیٹھا ہے یہان آ ہمبھی یہ تو ہی ہین شاہ عیاران کی جواب دیا کہ زہے نصیب میرے جو مجھے آپ نے طلب کیا لیکن مین وہان کیسے پہونچ سکتا ہون بقول شاعر شعر کیونکر پہونچے اُس پری پیکر کے پاس اُسکہ وہ در بارشاہ مری طاقت پرواز فقیرانہ + پہونچنا اُس عورت نے دستک دی کہ چار عورتین ایک تخت اُٹھاے ہوئے زیر درخت آئین اسد سے کہا چلیے ملکہ آپ کو طلب فرماتی ہین پہونچکر اسد دلاور درخت سے اُترا اُس تخت پر سوار ہو کر

بنگلے مین پہونچا لیکن یہ سوچا کہ ای اسد اسکے مکر و فریب سے بچا رہنا یہ وہی ساحرہ ہی لیکن اُس عورت نے باتین عشق آمیز کرنا شروع کین اسد بھی اُس سے لگاوٹ کی باتین کر رہا ہی وہ خواہان وصل ہوئی اسد نے دو چار مرتبہ بہانہ کر کرکے ٹال دیا یہانتک تین روز کا عرصہ گذرا تیسرے دن اُس عورت نے کہا کہ اگر آج تو نے انکار کیا تو مین تجھے نامرد جانونگی جب وہ گلے لپٹنے لگی اور منہ سے اُسکے بوسے ناگوار آئی اسد نے صاف انکار کیا وہ عورت کہ اصل مین ساحرہ تھی نہایت برہم ہوئی بولی کہ رہ تو بھی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون مین جب ہی تک تیری عاشق تھی کہ جب تک تو اپنی محبت جتاتا تھا اسد نے دل مین کہا کہ ای اسد بُرا کیا جو اس سے صاف کہدیا اور دارو ے بیہوشی اسد کے پاس تھی کہ اُسے بیہوش کرکے مارتا موقع نہین ملتا کہ اُسے مارے وہ اس سے غافل نہین ہوتی کیونکہ یہ ورحقیقت سب کو پہچانتی ہی کہا کہ دیکھ مردوے کیسا تجھے جلاتی ہون مین خوب جانتی ہون کہ تو مرنے سے نہین ڈرتا اور مین تجھے کیا مارون ابھی گیتی افروز کو واسطے ایرج کے بھیجے دیتی ہون اسی طرح کل ناموس حمزہ کو تباہ کردونگی کہ اُسنے تمام شہر ساحرون کے برباد کردیے چاہ الماس مین بلکہ دمامہ جادو کو مارا ہمکو کہین کا نہ رکھا یہ کہکر کچھ پڑھا اور دستک دی دیکھا کہ وہی چار پریان اُسیطرح تخت لیے ہوئے پیدا ہوئین سامنے آکر تخت رکھدیا دست ادب بستہ عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ جاؤ اور قلعہ ذو الامان سے گیتی افروز کو اور خیمہ سے ایرج کے اُسکو ایک تخت پر بٹھا کر لے آؤ اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اب غضب ہوا اور منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ ہم فقط محبت آزمانے کو تجھسے کشیدگی کی باتین کرتے تھے نہین معلوم ہوا کہ تمھین ہماری محبت بالکل نہین اور ہاتھ آگے ہوشیار جادو کے جوڑنے لگا ہوشیار جادو نے ہاتھ اسد پکڑ کر بانہین گلے مین ڈالدین مگر منہ سے اُسکے وہ بوسے بد آئی کہ دماغ اسد کا پریشان ہوگیا لیکن گلے سے اُس مردار کے لپٹ کر اس زور سے دبایا کہ ہڈیان پسلیان ٹوٹگئین وہ ساحرہ پھڑکنے لگی ایک شور و غل ہوا آندھی چلی آگ برسی وہ تمام عمارت کرچیان ہوکر اُڑگئی جب روشنی ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ہوشیار جادو بود اب اسد نے دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہی نہ کچھ ہی لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی سر اُسکا کاٹکر فتراک مین باندھ اور دہانے طرف درہ کوہ کے روانہ ہوا وہان صبح کو رفیق اسد کے جو بیدار ہوے اور اپنے مالک کو نہ پایا سب بہت پریشان ہوے دو روز تک ضرغام وغیرہ نے تلاش کی اور کہین نہ پایا تیسرے دن اُسی درے کوہ مین سب بیٹھے ہوئے رو رہے ہین کہ دیکھا بالاے ہوا ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ چار پریان اُسے اُٹھاے ہوئے ہین یکایک آتے آتے وہ زمین پر گرنے لگا ضرغام دوڑکر قریب آیا دیکھا تو چار پتلے بانس کے آٹے کے بنے ہوے پڑے ہین کہ جا بجا پیوند رنگ برنگ کے اُنکے دیے ہوئے ہین ضرغام شیر دل متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی اور اُن پتلون کو اُٹھا کر چلا تھا کہ سامنے سے اسد دلاور پیدا ہوا ضرغام دوڑکر قدمون سے لپٹا اور حال پوچھا کہ شہریار آپ کہان سے کہان تھے ہم لوگون کو تو بیٹھے جی مارے بغیر کہے سُنے کدھر تشریف لیگئے تھے اسد نے تمام کیفیت از اول تا آخر بیان کی ضرغام نے کیفیت تخت اور پتلون کی کہی اسد نے کہا یہ وہی بلائین ہین جو مجھکو بھی درخت پر سے بنگلے پر لیگئی تھین وہان سے اسد اپنے رفیقون مین آیا سب گرد پھرے تصدق ہوے سب نے حال پوچھا اسد نے کل کیفیت بیان کی القصہ وہان سے اسد اپنے لشکر مین آیا لیکن بعد جانے اسد دلاور کے سات آٹھ روز مین گزلا ایرج کا اچھا ہوا غسل صحت کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا محفل رقص قائم ہوئی ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ سنہری پر چوب پڑی آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا تمام رات

تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے بیلداروں نے تکمگر زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نمیب دیگر نکل گئے تھے کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا اور سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب درخشان تمہارا نگہبان ہو ایرج بار دگر مرکب پر سوار ہو اور وہاں سے بکمال جولان کرتا ہوا اور ان باگ کی نزاکت دکھاتا ہوا میدان میں آیا نیزہ کے ہاتھ نکالے خوب سرایا دکھایا جب عرق عرق ہوگیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور للکارا کہ کدھر ہیں وہ دیوانے نکلے میرے مقابلہ کو مگر نورالدہر اسد بگہ خوسے سے سترد تھے اور خود اراد نکلنے کا کیا تھا کہ بیابان سے شق گرد و غبار کا بلند ہوا اور آن واحد میں وہ گرد قریب آکر پھٹی دیکھا تو اسد بن کرب دلاور مع رفقا چلا آتا ہے رفیقوں کو خدمت میں شاہزادہ نورالدہر کے بھیجا اور آپ گھوڑے کو چمکا کر مقابلہ ایرج چلا نورالدہر نے ہر چند منع کیا کہ ابھی آج ہمیں لڑنے دو تم تو ایک مرتبہ مقابلہ کر بھی چکے ہو اسد نے نہ مانا کہا کہ بھائی صاحب اُس دن زخمی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا آج بانہ ہلاؤں گا یہ کہتا ہوا سامنے ایرج کے پہونچا ایرج لگا ور زن ہوا مرکب برابر آکر ہٹ گئے ایرج نے کہا او دیوانے اُس روز میں زخمی ہوگیا اس سے تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہاں جائیگا اسد نے کہا او کرپاس فروش بچہ بازاری تو مجھکو حلوا سمجھا ہے وہ خیال تیرے دل سے ابھی گیا نہیں اُس روز تجھے زخمی جانکر چھوڑ دیا آج نہیں چھوڑنے کا بغیر مجھکو گرفتار کیے نہ رہونگا غرضکہ بعد گفتگو کے نیزہ ہاتھوں میں سنبھالے اور نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانیں بنانیں بیکار ہوگئیں ڈانڈیں رہ گئیں آخر انکو پھینک پھینک کر ہاتھوں سے گرز اُٹھائے کہ زمین و فلک تھرا اُٹھے مرکب بارہا بیٹھ گئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کے اور باہم مقابلہ کیا لیکن گرز سے بھی مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی تا دیر تلوار چلی آخر ایک […] ایرج نے غصہ میں آکر جو ہاتھ تیغ دو دستہ سکندری کا مارا اسد نے ہر چند سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود دو پلہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو آ نزدیک دستانہ بارا تلوار تو جھٹکا کر نکلی مگر سر سے چادر خون کی باہر آئی ایرج نے کہا اے اسد دلاور اُس روز میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا آج تو زخمی ہوا یا […] ہوگا لڑتا اسد کو تو لوگ لے گئے ایرج نے پھر سیار زرطلب کیا کہ […] نورالدہر مرکب اپنا پھیر کر سامنے ہرہر تاجدار کے آیا اتر کر گھوڑے سے سلام کیا اجازت میدان چاہی […] اجازت نہیں پائی تھی کہ ایکایک از پردہ بیابان گرد ہی برخاست مگر گرد سرخ رنگ نہایت تیزی و تند […] تاجدار نے نورالدہر سے کہا کہ دیکھیے کون آتا ہے اور ہرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا مگر وہ گرد آن واحد میں قریب پہونچکر منشق ہوئی اور علم سرخ رنگ دکھائی دیے ہر نشان کے پھریرے پر بخط جلی الغث رسالت پناہی مرقوم تھی […] علم دکھائی دیے بعد اسکے ہتھنالیں شتر بالیں تھپیان بالونکی خاصبردار سرخ پوش جب سب […] سواری کا […] دیکھا تو سقے آب پاشی کرتے ہوئے اور زیر سایہ علم شیر پیکر نور حدیقہ و ساطت و شجاعت شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل بدخشان خونریز خاوری اور لاکھ زنگیان سیاہ رو آدم خوار ہمراہ لیکر میدان میں پہونچا ایرج کو سیار زرطلب کرتے دیکھا فوج کو وہیں ٹھہرایا آپ مرکب چمکا کر سامنے آیا ادھر لوگوں نے قلعہ نور الامان سے قاسم کو دیکھا نقارہ شادیانی بجنے لگا سب کو ایک عید ہوئی اُسیوقت خیر خواہ […] ہوئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ آ پہونچا مبارک سلامت کی آواز بلند ہوئی کنیز فیروز کو حمام کروایا پوشاک […] کی تیاری ہونے لگی مگر یہاں قاسم جسوقت سامنے ایرج کے آیا […] ایرج نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کو نواز دیا نکل گیا تھا آپ کیونکر چھوٹے قاسم ہر چند کہ غیظ و غضب

مین ہی کہ روز روشن نگاہون مین تاریک ہی مگر ساتھ اُسکے وہ محبت پیدا ہوئی کہ وہ غصہ فرو ہو گیا
کہا کہ اے ایرج وہ اژدہا نہ تھا وہ بوتی سال جادو بہن ومامہ جادو کی تھی مجپر عاشق ہوئی تھی مجکو اژدہا بنکر
نکل گئی تھی بارہ برس اُسکی قید مین رہا جب صاحبقران چاہ الماس مین تشریف لیگئے اور بوتی سال کو
مارا تب مین قید سے چھوٹا ایرج نے کہا اب صاحبقران کہان ہین کہا کہ ملک فرعونیہ مین ایرج نے
کہا کہ مجکو آپ سے کمال محبت ہی اور ابھی آپ بہت تھکے ماندے آئے ہین آج تامل کیجیے کل مجھ سے
لڑ لیجیے گا قاسم نے کہا کہ مین تھکا نہین ہون ایرج نے کہا کہ مین آج ہرگز نہ لڑونگا یہ کہکر پھر گیا قاسم
مجبور میدان سے پلٹا اور خیال مین گذرا کہ پہلے چلکر اُس عیارہ مکارہ کا کام تمام کرکہ اُسنے مجھے زمانے مین
رسوا کیا ایرج سے تو کہا کہ خیر تجھ سے کل سمجھا جائیگا اور آپ قلعہ کی طرف متوجہ ہوا سلیمان شاہ استقبال
کو آیا سلام کیا شاہزادہ سے لپٹا قاسم نے قدمبوسی حاصل کی اور کہا ای سلیمان شاہ مین اپنے ہوش مین
نہین ہون سلیمان شاہ بولا مین نمکخوار ہون آپ کے دادا حمزہ صاحبقران کا قاسم بولا دادا جان
آپکو بادشاہ کر گئے ہین ہم سب کو آپکی خدمت کرنا چاہیے یہ کہکر اندر قلعہ کے چلا کہ مظفر بن ضیغم خون
آشام نے دروازہ کھولا سلام کو جھکا تھا کہ قاسم نے ایک تازیانہ مارا کہ سر مظفر کا شق ہو گیا اُسے لوگ
اٹھا لیگئے قاسم اُسی طرح غضبناک چلا گیا یہانتک کہ داخل محل ہوا خواجہ سرا یا محلدار سامنے آیا اُسے تازیانہ
مارا وہ گر کر تڑپنے لگا یہانتک کہ قاسم قصر گیتی افروز مین پہونچا گیتی افروز قاسم کے آنے کی خبر سنکر نہا کی ہی
پوشاک نفیس پہنے ہی طلائی مسند پر بیٹھی ہی کہ قاسم کو آتے دیکھا اُٹھکر دوڑی اور قدمون کی طرف جھکی تھی
کہ قاسم نے چوٹی ملکہ کی پکڑکر جھٹکا دیا کہ ملکہ سامنے گر پڑی قاسم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون کہ کسی نے پیچھے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای قاسم یہ کیا کرتا ہی پھر کر دیکھا کہ ملکہ کر دیا بانو ہاتھ پکڑے ہی کہا کہ دادی جان آپنے ہاتھ میرا
کیون پکڑا ہی چھوڑ دیجیے کہ اسنے مجھ ایسے شخص آتش خو شعلہ مزاج کو بدنام کیا ہی مین نے کیسی کیسی جرائتین کین کہ
طلسم افراسیاب فتح کیا سات برس کے سن مین ترک نوشیروان کا تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی مین گھسکر بار اتمام زمانے
مین بہادری میری مشہور ہی یہ ناموس میرا کہلاتے اور اپنے کو دکھا کر آفتاب پرست کو اپنے اوپر عاشق کروائے
دادی جان مین اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا کر دیا بانو نے کہا کہ ای قاسم اسکی خطا ذرا نہین ہی یہ تو آج تک تیرے
غم مین سیاہ پوش تھی اب تمہارے آنے کی خبر سنکر اسنے تبدیل لباس کیا آج تک کبھی اسکو ہنستے بھی نہین دیکھا سوا
گریہ وزاری آہ و بیقراری کے کوئی شغلہ نہ تھا ایسی نیکبخت پاکدامن عورتین ہوتی بھی ہین قاسم نے کہا کہ پھر
ایرج نے اسے نہین دیکھا تو عاشق کیونکر ہوا کر دیا بانو نے کہا کہ بیان تم اُسے چھوڑ دو تو اگر اُسکی ذرا بھی خطا
ثابت ہو تو تم اُسے مار ڈالنا اور بغیر تحقیق کیے بے تقصیر قتل کرو تم جانو خدا کو جواب دے لینا مین اصل اصل
قصہ اسکا تمھارے سامنے بیان کرونگی تم سنو تو تم پر اسکی خطا اور بیخطا ثابت ہو جائیگی قاسم نے چوٹی گیتی افروز
کی ہاتھ سے چھوڑ دی اس اثنا مین خورشید خاوری رابعہ اطلس پوش وغیرہ بھی آئین قاسم کی بلائین لین
گرد پھرین تصدق ہوئین قاسم نے کہا کہ دادی جان ہان اب وہ قصہ بیان کیجیے کیونکر ایرج اسپر عاشق ہوا
وہ بولی کہ یہ قصہ تمام زمانہ جانتا ہی ہم سے بیان کرنے پر منحصر نہین ہی بیٹا قصہ اسکا یون ہی کہ تھا شہر گلگشت
مین جشن مین بیٹھا ہوا تھا کہ کوٹھے پر سے گرا ایرج نے دوڑکر اُسے بر وسے ہوا ہاتھون پر لیا زمین پر نہ گرنے دیا سامنے
زمین پر رکھ دیا تھا بہت خوش ہوا کہ جان اسنے بچائی پس اس خوشی مین انگوٹھی ہاتھ سے اتار کر اُسکو دی اور کہا

گویا خبر نہین نے تجکو دیا حمزہ نے مجھسے زبردستی چھین لیا تو اس سے لے اور بیٹی ہو بہرہ گیا نورجہان بیگم سپیدہ قدرت
ملکہ گیتی افروز کہ نہایت حسین وخوبصورت ہے کہ اسکا عدیل ونظیر زمانے مین نہین ہے اور مجھ سے بہرہ حمزہ نے یعنی قاسم
زبردستی چھین لے گیا تو اسے خداپرستون سے چھین لے کہ ایسی معشوقہ تجھے زمانے مین نہ ملیگی اس روز سے ایرج
اسے بدنام کرتا ہے دم عاشقی کا بھرتا ہے یہ سبب ہے اسکے بیہودہ بکنے کا اب بتاؤ کہ اسمین گیتی افروز کا قصور کیا ہے
ناحق وہ اسکو بدنام کرتا ہے ای فرزند بارہ برس ہوئے کہ ملکہ تیرے غم مین فراغت سے سوئی نہین جام شراب کبھی
منہہ کے قریب نہین لائی اب تیرے آنے کی خبر سنکر خورشید خاور بیگی نے تبدیل لباس کروایا ہے بالکل گیتی افروز
بیٹھا ہے قاسم یہ سنکر منفعل ہوا گیتی افروز کے سامنے ہاتھ باندھے عذرخواہی کی کہ ملکہ مجھے معاف کرو ملکہ بولی کہ
صاحب بارہ برس وہ رنج جدائی سہے آپ کے آنے پر یہ تقدیر مین لکھا تھا القصہ نذر ونیاز ہونے لگی ایک دھوم ہوگئی کہ
شہریار خاور سپاہ آیا قصر یاقوت جھاڑا گیا اسمین قاسم آکر بیٹھا تمام خواتین جمع ہوئین حال حمزہ صاحبقران کا
پوچھا عمرو کا حال سر رشتہ نہین تن ملکہ جادو وغیرہ نے پوچھا قاسم نے سب کی کیفیت بیان کی اب تیاری چراغان
کی ہونے لگی قاسم مشغول عیش وعشرت ہوا مگر ایرج جو بارگاہ مین اپنی پھر کر آیا امرا رفقا سب گرد وجوانب مین جمع ہوکے
صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی ایرج نے بہزاد کی طرف دیکھکر کہا کہ افسوس رقیب آپہونچا اور عیش مین مصروف
ہوا اور مین محروم رہا اسی حالت مین تھا کہ رات برج یاقوت مین تیاری چراغان کی دیکھی اپنے ملازمون سے کہا کہ
دامنہ کوہ مین بھی اسکی چراغان کرو اسیوقت ہزارہا مزدور لگ گئے چراغان کرنے لگے ہر درخت کو تمامی اور بادلہ
سے منڈھوایا منقش سے گنبد بنوا کر شاخہاے درخت مین لٹکوائے دو پہر رات گئے تک سب تیاری وہان بھی
ہوئی کہ تمام دامنہ کوہ روشن ہوگیا ایرج سامنے برج یاقوت کے بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا اور نگاہ طرف برج یاقوت
کے تھی جان لڑی ہوئی تھی مگر قاسم یہ روشنی دیکھکر بالاے بام آیا دیکھا کہ تمام دامنہ کوہ مین چراغان ہوا ہے
ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے بس آگ ہوگیا اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایرج پر مارا وہ ایرج پر تو نہ لگا
مگر مہاربن انفاس خون آشام کہ رفیقان لاہوت شاہ مین سے تھا ایرج اس سے بہت محبت رکھتا تھا
اسکے سینہ پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے اچھل کر گرا ایرج نے کہا یہ تیر کمان سے آیا کس نے مارا
اٹھکر جو دیکھا تو قاسم سامنے کھڑا ہے یقین ہوا کہ اسی نے مارا ہوگا پکار کر کہا کہ کونسی مردی ہے کہ دور سے
تیراندازی کررہے ہو اگر کچھ شجاعت کا دعویٰ ہے تو کرسامنا کرو قاسم بولا کہ صبح کو میرے تیرے مقابلہ ہوگا ایرج
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی کرچی لشکر اسلام مین بھی
کوس حربی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین میدان
آراستہ ہوا نقیب [illegible] نکل گئے ایرج مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا
اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہے ایرج سلام کرکے بارگیر پر سوار ہوکے
میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ ہاتھ لیکر خوب سلح شوری کی بعد اسکے نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ
کرکے مبارز طلب کیا ادہر سے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ابن حضرت خونریز جہاندار نے نکلکر مقابلہ کیا
ایرج نے تگاو دو کی [illegible] برابر ہٹ گئے بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا
حاصل نہوا سنانین اور نیزہ [illegible] بیکار ہوگئین [illegible] کہ زلزلہ آیا فلک
تھرانے لگا وزمین نے امان مانگی لیکن مطلب [illegible] حاصل ہوا [illegible] رد وبدل ہونے لگی

دن بھر تلوار چلی مگر مطلب حاصل نہوا آخر کار دونون دست و گریبان ہوکے کشتی ہونے لگی راوٹیان سردارون کے
گردوپیش استادہ ہوگئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی دن بھر کشتی رہی پہر رات بھر کشتی رہی اسی
طرح تین دن اور تین راتین گذر چکی ہین جو تھا روز ہی مگر دونون کی وہی کیفیت ہی کہ برابر لڑ رہے ہین قضاے کار
قاسم کو ایرج ریل کر کے نیچے لا اور پھر قاسم کا موڑھا نیچے جا رہا اور گولا اتر گیا ایرج یہ حال
دیکھکر واپس گیا قاسم کو بھی لوگ اٹھا لائے علاج ہونے لگا

اب چند کلمے داستان مہر سپہر عیاری کے بیان ہوتے ہین

کہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر ملک باختر کو روانہ ہوا تھا بعد چند روز کے ملک فرنگوشیہ
مین پہونچا تیر اسپ جنگلی نور الدہیر لی طرف سے مالک وہان کا تھا وہ عمرو کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا خواجہ
بڑی عزت و تکریم سے شہر مین لایا دو ہزار روپیہ پیش کئے عمرو نے نذر زنبیل کئے عمرو نے حال ایرج کا پوچھا اسنے
تمام حال شہر ارمنو حصار کا قتل ہونا اور عنطلی آباد کی بربادی سب بیان کی کہا تیر سمجھا جائیگا اسنے وہین آیا ہو
اور وہان سے چل نکلا شہر التتم مین پہونچا تمام شہر کو سیاہ پوش دیکھا خورشید حتمی استقبال کو آیا وہ بھی
سیاہ پوش تھا عمرو نے سبب سوگواری کا پوچھا اسنے کہا خواجہ بڑا بھائی میرا جمشید کہ بجاے باپ کے تھا وہ
ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہین ابتک اسکے غم مین سیاہ پوش ہون عمرو نے اسکی قبر پر جاکے فاتحہ پڑھا اور
کہا اے خورشید مین ملک فرنگوشیہ سے آتا ہون زادراہ میرے پاس نہین ہے اسنے دو ہزار روپیہ حاضر کئے عمرو
وہان سے بھی آگے چلا اور شہر مرضع حصار مین پہونچا اور روپیہ تحصیل کر وہان سے بھی آگے روانہ ہوا مشتری
حصار مین آیا وہان سے بھی بہت کچھ زر نقد لیا دعوت کھائی آگے روانہ ہوا شہر زرقا مین آیا گلباش وکلین نے
بہت خاطرداری کی روپیہ پیش کیا اور آگے روانہ ہوا اور کوہ مین آیا دوست واجب جہانگیر نے استقبال کیا
زر نقد پیش کیا عمرو نے نذر زنبیل کیا وہان سے عنطلی آباد مین آیا فضل جادو نے ملازمت حاصل کی نذر گذرانی
وہان سے بھی روانہ ہوا اور راستے پر پہونچا ایک راہ سامل کو گئی تھی دوسری قلعہ ارمنو حصار کو عمرو ارمنو حصار
کی طرف روانہ ہوا قریب جو پہونچا ایک بلندی دیکھی اسپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک قبر بنی ہے اور تعویذ قبر پر کچھ لکھا ہوا
ہے قریب جاکر جو پڑھا لکھا کہ اس قبر سرہنگ کی غلام عمرو عیار است پس یہ پڑھتے ہی عمرو رونے لگا پچھاڑین
زمین پر کھانے لگا کہتا تھا کہ اے سرہنگ تم کمر ہماری توڑ گئے ہمکو بیدست وپا کر گئے تمہاری قبر یہان کسنے
بنائی غرض خوب رو پیٹ کر قبر پر فاتحہ پڑھکر آگے روانہ ہوا وہان پہونچا جہان قلعہ ارمنو حصار تھا دیکھا کہ
قلعہ کا نام و نشان باقی نہین ہے اور اس سرزمین پر جو بوئے ہوئے ہین اور ایک مرد پیر دہقانی اسمین بیٹھا
ہوا ہے عمرو نے اس سے پوچھا کہ یہان قلعہ تھا اسے کسنے برباد کیا اسنے کہا کہ ایرج آفتاب پرست نے یہ قلعہ تباہ
برباد کیا تمام مال و خزانہ عمرو کا لے لیا چار ہزار غلامون کو قتل کیا یہ سنتے ہی نعرہ کوہ شگاف کیا خاک اڑانے لگا
وہ پیر دہقانی عمرو سے لپٹا کہ آپ کون ہین عمرو بولا کہ اے عزیز میرا ہی یہ قلعہ تھا میرے ہی غلام مارے گئے
تمام کمائی میری برباد ہوئی مین عمرو ہون اسنے کہا آپ تو نظر کردہ حضرت پیغمبران ہین ایرج قلعہ ذوالامان پر گیا ہے
جاکر اس سے لیجئے عمرو بولا آیا اسیواسطے ہون وہ مرد پیر عمرو کو اپنے گھر لے گیا دعوت کی عمرو نے وہ موضع اسکو بخش دیا وہان
سے آگے روانہ ہوا جب قریب قلعہ ذوالامان کے پہونچا بصورت اسد ل زیر قلعہ پہونچا دیکھا کہ چھ لشکر چھ طرف کو
اترے ہوئے ہین ایک طرف قلعہ ذوالامان ہے خیال مین گذرا کہ اے عمرو اس آفتاب پرست کو بلا کر روپیہ اپنا

لینا چاہیے اسی فکر میں تھا دیکھا کہ ایرج گھوڑے پر سوار چلا آتا ہی اور اُسوقت ایرج گھبرا کر با دلگیتی افروز
میں تنہا نکل آیا کہ شاید ملکہ بالاے قصر آئی ہو دیکھوں قلعہ کی جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی اور اشعار عاشقانہ
ورد زبان ہین اسی طرح سبزہ زار میں پہونچا عمرو ایک پیادے کی صورت بنا ہوا کھڑا تھا جب ایرج قریب آیا
عمرو کھنکھارا ایرج نے پھر کر دیکھا کہ ایک پیادہ کھڑا ہی اُسنے دعا دی کہ زبدۂ آفتاب پرستان اقبالمند رہین
ایرج نے کہا کہ کیا مطلب ہی بیان کر پیادے نے کہا کہ آپ اپنا مقصد بیان کیجیے ایرج نے ہنسکر کہا کہ تو
خوشطبعی کرتا ہی عرض کیا میری کیا طاقت ہی کہ خوشطبعی کرونگا ایرج نے کہا آخر کچھ تو حال اپنا کہہ اُسنے کہا آپ
اکیلے ہو جیے تو بیان کرون ایرج نے کہا میرے ساتھ کون ہی کہا یہ مراد نہین ہی آپکے ہمراہ ہزار دن نگاہ ہین میں
کسی گوشے مین چلیے تو عرض کرون ایرج نے کہا چلو عمرو ایرج کو ایک درخت کی آڑ مین لایا اور کہا کہ مین
عیار ہون ملکہ گیتی افروز کا وہ قاسم پر دلدادہ و فریفتہ تھی قاسم نے آتے ہی زد و کوب کی اب وہ اُس سے
بیزار ہی اور جدائی مین آپکی بیقرار ہی نقب کی راہ سے نکلکر کوہستان مین ٹھہری ہی مجھکو آپکی خدمت مین بھیجا ہی اگر
آپ اسکی خواہش رکھتے ہین تو میرے ساتھ چلیے مین اُس سے ملا دون ایرج نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ مارے
خوشی کے شادی مرگ ہو جاے کہا کہ ای عزیز اگر تو میری مطلوبہ سے ملا دے تو مین تجھے اُس رتبے کو پہونچا دون
کہ تیری خواہش سے وہ چند ہو اُسنے کہا ای شہریار چلیے پھر دیر کیا ہی ایرج نے اور لوگون کو وہین چھوڑا آپ
تنہا ساتھ اُس پیادے کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ اُس پیادے نے کچھ نقل و مصری ایک کاغذ مین
لپٹے ہوئے ایرج کے ہاتھ مین دیے کہ اسکو نوش فرمائیے ملکہ نے آپکے واسطے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے
سر کی قسم کھا لینا ایرج نے اُسے لے لیا خوشبو ایسی اُسمین سے نکلی کہ دماغ جان معطر ہو گیا ایرج نے اُسے چوما
آنکھون سے لگایا کھولکر کاغذ نقل مصری کھائی بس کھاتے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا چھینک آئی بیہوش ہو گیا
عمرو نے حلقہ کمند مین گرفتار کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے وہی صورت عیار کی بنا ہوا مالک
ملکوت شاہ پاس آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ آپکو زبدۂ آفتاب پرستان نے بلایا ہی مگر تنہا میرے ساتھ
چلیے غرض اسکی باتین مین مالک تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر اُسکے ہمراہ ہوا عمرو اُسے لیے ہوئے صحرا مین آیا اور حلقہ
کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور زنبیل مین قید کیا بعد اُسکے لندھور کی خوابگاہ مین جا کر اُسے بیہوش کرکے زنبیل کیا
وہان سے چلا دیکھا کہ داراب و نوروج و خورشید بعزم شکار گھوڑون پر سوار تنہا جاتے ہین عمرو بھی پیچھے پیچھے
ہمراہ ہوا آگے تھوڑی دور بڑھے ہوئے داراب و خورشید و نوروج ایک تالاب پر پہونچے گھوڑون سے اُترے اور
انتظار اپنے رفیقون کا کرنے لگے دیکھا کہ ایک شخص ہرن شکار کیا ہوا لیے آتا ہی پوچھا کہ تو کہان سے
آتا ہی عرض کیا کہ مین کبابی ہون حکم ہو تو کباب لگاؤن کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اُس شخص نے وہین چقماق سے
آگ نکالی نمک مرچ اور مصالح سب اُسکے پاس موجود تھے سیخین نکالکر کباب لگائے داراب و نوروج و خورشید
نے بہت تعریفین کرکرکے کھائے اور دم بھر مین بیہوش ہو ہو کر گرے عمرو نے اُن سب کو بھی نذر زنبیل کیا وہان سے
بارگاہ نور الدہر مین نقب دیکر نور الدہر کو بھی لیگیا اسد کو بھی گرفتار کیا اور دامنہ کوہ مین لا کر سب کو
کمند آصفائی یا صفاے باندھا اور سب کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش مین آئے ایرج کی جو آنکھ کھلی
عجب کیفیت دیکھی کہ سات آدمی سب سردار کیسے کیسے کہ ہر ایک کو دعوی مردی کا ہی ایک جگہ بندھے پڑے ہین لندھور
سے کہا کہ یہ کیا سحر کہ ہر لندھور نے کہا کہ یہ سب تمہارا اسیر ہوا ہی ہر چند مین نے تمہین سمجھایا کہ قلعہ ارسنو حصار کو

برباد نہ کرو مال و خزانہ عمرو کا نہ لوٹتے شانا اب دیکھو کیا ہوتا ہی تمنے چار ہزار غلام عمرو کے قتل کیے دیکھیے انکا عوض
کیا ہوتا ہی مشکین تو بندھ رہی ہین اور یہ قبیدہ وہ ہی کہ زور کیے سے بھی نہ ٹوٹیگی یہ کہکر آصفا کی با صفا معلوم ہوتی ہی
بلکہ اسی سے مین نے پہچانا کہ خواجہ عمرو سب کو پکڑ لاے ہین یہی باتین تھین کہ دیکھا عمرو سرخ لباس پہنے ہوے آتا ہی
دو چار غلام ہمراہ ہین ایک کرسی زرنگار بچھا دی عمرو اُسپر جلوہ افروز ہوا سب نے سلام کیا عمرو نے منھ پھیر لیا لیکن
عمرو ہمراہ سردارون کے عیارون کو بھی گرفتار کرکے لایا تھا مثل شاپور شیر دل اور فتاح کشوری وغیرہ کے
عمرو نے شاپور کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون او شاپور سہنہ جو تجھے فن عیاری سکھایا تھا تو اسی دن کے واسطے
کہ ایرج مال و خزانہ ہمارا لوٹے اور غلام ہمارے مارے جائین اور تو کچھ منع نہ کرے شاپور نے کہا کہ خواجہ
سلامت مین کیا کرون میرا کہنا کون سنتا ہی بے اختیار سردارون کو ہی عمرو نے اپنے شاگردون سے کہا کہ لاؤ چھڑیان
توڑکر وہ چھڑیان لیکر آئے عمرو نے تازیانہ ہاتھ مین لیکے پہلے ایرج کی طرف آیا اور کہا کہ کیون بزاز بچے مین نے تجھکو
پکڑ ایسے سے بچایا بادشاہ کیا پہلوان بنایا اُسکے عوض مین تو نے میرا قلعہ خاک سیاہ کیا غلامون کو میرے
مارا میری زوجہ کو اپنے نوکر کو دیا ایرج نے سر جھکا لیا اور کہا جو کچھ آپ فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہی سچ ہی
واقع مین یہ امر ہوے ہین مین شرمندہ ہون عمرو بولا کہ شرمندگی معلوم ہوئی جاتی ہی اور تازیانے مارنے لگا اتنے تازیانے
مارے کہ جا بجا سے بدن ایرج کا شق ہوگیا سراسر لہو کے بہنے لگے عمرو نے کہا کیون تاجر زادے اپنی سزا
کو پہونچا ایرج نے کہا کہ خواجہ آپ نے مجھے تو مال سے پاک کیا ہی مین خطاوار ہون اب مین سزا کو پہونچ گیا ابھی
ایسا قصور نہ ہوگا مال آپکا موجود ہی وہ پیچھے کیا منگوا لیجے اور غلام میرے جو مارے گئے ہین انکا خونبہا دے
ایرج نے کہا وہ بھی لیجیے اور دو لاکھ تومان اُسکے بھی لکھوا دیجیے اب عمرو نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا
کہ کیون حرامزادے زرد گوش تو بادشاہ تھا تو نے ایرج کو نہ روکا مالک پکارا کہ میری کیا تقصیر ہی میرا
کہا بھی نہ سنا عمرو نے دو چار تازیانے اُسپر بھی مارے مالک بلبلا گیا کہا خواجہ جو کچھ میرے پاس ہی سب
بھی لیجیے اور دو لاکھ تومان کا رقعہ لکھدیا اب لندھور کی طرف مخاطب ہوا کہ او ہندی دیدہ و دانستہ مال میرا
لٹوایا اور خیمہ میری ملکہ جادو کا کیا حال کروایا شہر کے شہر تو نے قتل کروائے اور تو کچھ کام نہ آیا میرا مال نہ بچوایا تجھکو
اسیواسطے صاحبقران با ختیار کر گئے تھے کہ ایک ایک کا قتل ہونا تو دیکھے میرے غلام مارے جائین اور تو تماشا
دیکھے سر ہنگ کی کہ میرے فرزند کی جگہ پر تھا تو نے اُسے اپنے سامنے قتل کروایا کافر پرستی تو نے کی لندھور نے کہا
خواجہ جو کچھ آپ فرماتے ہین بجا ارشاد کرتے ہین مگر مین نے جو کچھ کیا ہی موافق وصیت صاحبقران کے
کیا ہی اور مال آپکا مین نے بجنسہ اپنے پاس رکھا ہی اُسے لیجیے کہ نصف مال میرے پاس ہی اور جرمانہ بھی جو چاہیے
ہو وہ حاضر کیا جاے عمرو نے کہا اچھا تو تمسک لکھدے اول خونبہا غلامون کا میرے دے بعد اُسکے مال میرا دے
لندھور نے دو لاکھ روپیہ خونبہا غلامون کا لکھدیا اب عمرو اسد کی طرف متوجہ ہوا کہ تو نے کیون نہ بچایا تیرے
ہوتے مال میرا یون برباد ہوا اسد نے کہا دادا جان مین جتنا مال آپکا لوٹ لیگیا ہون سب بجنسہ قلعہ سرخان
مین رکھا ہی عمرو نے اُسے گلے سے لگایا کہ مرحبا صد مرحبا بعد اسکے نور الدہر کی طرف پھرا اور کہا کہ تو اپنے کو صاحبقران ثانی
بناتا ہی او بیٹے مال و اسباب کی حفاظت نہ کی وہ بولا دادا صاحب میرا کیا قصور ہی مین نہ عقلی آباد مین تھا نہ
ارسنو حصار مین اگر مین ہوتا تو کیا طاقت تھی کسی کی کہ آپ کے مال کی طرف نگاہ اُٹھاکر دیکھتا یا ناموس پر آپکے
زیادتی کرتا اور مجھسے جرمانہ پانچ لاکھ روپیہ لیجیے مین موجود ہون کہا کہ اولاد حمزہ مین تو بڑا ہی زیادہ دے

غرضکہ سات لاکھ تومان اس سے بھی لکھوا لیے پھر داراب کی طرف آیا اور کہا کہ کیوں صاحب تمنے ہمکو دھو دھا کر
پاک کیا اس رتبے کو پہونچایا کہ اب صاحبقران کہلاتے ہو اور ہمارا مال لٹا کیا ناموس کی بربادی ہوئی اور تمنے کچھ
خیال نہ کیا داراب پکارا کہ یا پیر زلال آپ کا احسان مین نے فراموش نہین کیا کسواسطے کہ مین دھوبی بچہ تھا گو کہ مجھمین
قوت تھی مگر اس رتبے کو آپ نے پہونچایا مین بھی ہمیشہ اہل اسلام پر فدا رہا میرے سامنے آپکا مال لٹتا اور مین بچاتا
مگر مین کیا کرون کہ وہان موجود نتھا اسمین میری کیا خطا ہے مجھسے بھی جو فرمایے وہ جرمانہ دون مین کسی طرح باہر نہین ہون
چار لاکھ روپیہ اس سے بھی لیے تین لاکھ خورشید سے اور دو لاکھ تورج سے بھی لیے اور عیارون کو انکے رہا کیا
شاپور گیا اور روپیہ چھکڑون پر لدوا کر سامنے عمرو کے لاکر ڈھیر لگوا دیا ادھر لندھور کا عیار روپیہ لیکر آیا اسیطرح
سب نے روپیہ منگا کر ڈھیر کروا دیا اب عمرو نے جال الیاسی بار کردہ سب روپیہ نذر زنبیل کیا اور سب کو قید سے
رہا کیا یہ سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے منتین مانی تھین نذر و نیاز کی کہ جانین بچ گئین مگر عمرو روپیہ لیکے
وہانسے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی مظفر بن ضیغم خون آشام استقبال کے واسطے
آئے ملازمت حاصل کی کشتیان پیشکش کین عمرو نے وہ سب بھی نذر زنبیل کین سلیمان شاہ نے حال صاحبقران
با اقبال کا پوچھا عمرو نے بیان کیا کہ عنایت الہی سے زیر جد نگار فتح کرکے اب ملک فرعونیہ مین ہین بہت اچھی طرح
سے ہین مگر اے سلیمان شاہ تم سوداگرون کو حکم دو کہ اکثر باختر سے میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جائین
کہ وہان ہر شی نایاب ہے سلیمان شاہ نے کہا بہت خوب اور اسی وقت سب سوداگرون کو بلاکر تاکید کی کہ جلد یہان سے
میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جاؤ عمرو اندر قلعہ ذوالامان کے داخل ہوا تمام شہر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو آیا ایک
ایک ملاقات کو دوڑا عمرو بھی ہر ایک سے ملتا ہوا دروازہ محل پر پہونچا خبر اندر ہوئی ایک تہلکہ مچ گیا کہ عمرو حمزہ صاحبقران
کے پاس سے آیا قاسم استقبال کو نکلا سلام کیا عمرو ساتھ قاسم کے داخل محلسرا ہوا خواتین دو زانو عمرو نے ایک ایک کو
سلام کہا گردیہ بانو رابعہ اطلس پوش وغیرہ نے حال صاحبقران کا پوچھا عمرو نے سب سے حال بیان کیا تاج شاہ
بدیع الزمان وغیرہ کی خیریت سے مطلع کیا سب خوش ہوئے ہزار ہا روپیہ عمرو نے تصدق لیا اب وہانسے ملکہ عادیہ کے
پاس آیا اسنے اپنی سرگذشت بیان کی عمرو نے کہا کہ مین نے بھی اسے ایسا مارا ہے کہ یہ آفتاب پرست جبتک
زندہ رہیگا یاد کریگا اور تمام مال قلعہ ارمنو حصار کا اس سے لیا ملکہ نے کہا خواجہ اب یہان رہوگے یا جاؤگے
عمرو بولا کہ ملکہ مین حمزہ کا عاشق ہون حمزہ میرا عاشق ہے تمکو عنطلی آباد پہونچا کر جاؤنگا اسی وقت تیاری کی اور
قاسم سے کہا کہ تم ناموس کو ساتھ لیکر ملک فرعونیہ کو چلو مین ان سب کو روانہ کرتا ہون ملکہ عادیہ کو عنطلی آباد کو
بھیجا وہان سے بارگاہ نور الدہر مین آیا ہرمز تاجدار کو سلام کیا تب مسرور ہوا اور کہا کہ الحمد للہ کہ آپکو شرف اسلام
حاصل ہوا اب تخت ایران آپکو مبارک ہو نور الدہر نے خواجہ کو سلام کیا عزت و توقیر سے اپنے پاس بٹھایا
کشتیان جواہر کی پیش کین عمرو نے کہا اے نور الدہر اب تم یہان کیون ٹھہرے ہو حمزہ صاحبقران فرعونیہ مین
ہین غلہ کا وہان قحط ہے چاہیے تمکو کہ غلہ چہار طرف سے جمع کرکے لیجاؤ اور خدمت مین حمزہ صاحبقران کی جلد پہونچو
نور الدہر نے کہا بہت خوب مین ابھی انتظام کرکے چلتا ہون وہانسے رخصت ہوکر بارگاہ لندھور مین آیا لندھور
نے بہت عزت و توقیر کی عمرو نے کہا اے دارا ے ہند امیر ملک فرعونیہ مین موجود ہین تم درہ قلماق کوہ کی طرف
سے گذر کر امیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور شہر زرائیل و ختم و ششتری حصار والون پر تاکید کردو کہ
غلہ و میوہ شہر فرعونیہ کو لیجائین کہ وہان سب چیزین نایاب ہین اور لوگ وہان کے نہایت تکلیف سے

بسر کرتے ہیں لندھور نے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت نامے لکھ لکھ کر روانہ کیے کہ ہر سوداگر کو لازم ہے کہ جنس ملک فرعونیہ
میں پہونچائے اور باقی غلہ و اسباب میرے ساتھ جائیگا خرید جمع کرو میں آتا ہوں وہاں سے عمرو بارگاہ ایرج میں
آیا ایرج مالک بن ملکوت شاہ مع سرداروں تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے لاکر اپنے برابر بٹھایا عمرو نے
کہا اے ایرج امیر جب تک ظلمات میں رہے اُنکی غیبت میں جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا اگر اب صاحبقران ظلمات
سے پھر کر ملک فرعونیہ میں آئے ہیں اب تم فرعونیہ پر جاؤ حمزہ سے سامنا کرو اگر اُنپر غالب ہو بہتر مالک ہو
تمام روے زمین کے اور جو مغلوب ہوئے تو شریک ہو لشکر حمزہ کے کہ حمزہ زمانے بھر پر غالب ہوا ہے ایرج
نے کہا بہت خوب آپ تشریف لیجائیں میں تیاری کرکے روانہ ہوتا ہوں عمرو وہاں سے بارگاہ داراب میں آیا
مالک و داراب نے بہت عزت و حرمت کی عمرو نے داراب سے کہا کہ ایرج بھی آزمایش کے واسطے فرعونیہ
کو جاتا ہے تم بھی فرعونیہ کو جاؤ آزمایش اپنی حمزہ سے کرلو داراب نے قبول کیا مالک اژدر نے کہا ہم کوچ کرکے
ابھی روانہ ہوتے ہیں عمرو اُنکو روانہ کرکے بارگاہ خورشید میں آیا خورشید نے تعظیم کی کشتیاں نذر دیں عمرو نے
سب نذریں قبول کیں اور کہا کہ اے خورشید ایرج اور داراب فرعونیہ پر حمزہ سے اپنی اپنی آزمایش کو جاتے ہیں
تم بھی جاؤ واسطے آگے تو ایرج کو بھی روانہ کیا بعد ان سب کو بھیجکے آپ بھی ملک فرعونیہ کا راستہ لیا ہر سردار
کو جدا جدا راستہ بتا دیا تھا اور کہدیا تھا کہ خبردار ایک راستے سے سب نہ جائیں سب نے اُسی وقت کوچ کرکے
تیاری کی لیکن لندھور نے جس وقت سے کہ نام امیر کا سُنا ہے کہ امیر ظلمات سے فرعونیہ میں آئے ہیں اشتیاق
ہوا ہے قدمبوسی صاحبقران کا کہ کسی طرح جلد پہونچے داراب گلبرگی سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہو کہ ہمارے
ارادے سے وعدہ تھا کہ آنے تک صاحبقران کے میں تمہاری بیعت میں رہونگا اور بارگاہ وغیرہ سب تمہارے
پاس رہیگی اب آقا میرا حمزہ صاحبقران آ پہونچا میں اُسکی خدمت میں جاتا ہوں بارگاہ و اسباب صاحبقران
میرے پاس بھیجدو داراب گلبرگی نے جاکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے اُسی وقت بارگاہ و طبل سکندری و علم
اژدہا پیکر وغیرہ سب بھیجدیا لندھور وہاں سے کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر ایرج نے دیکھا کہ سب جا چکے
قاسم نامور کو لیکر روانہ ہوا خیال میں گذرا کہ اب یہاں رہنا لاحاصل ہے چل ملک فرعونیہ کو حمزہ سے
مقابلہ کر اگر جاماسپ اعظم نے اور حمزہ کو زیر کیا تو پھر سب ملک و مال تیرا ہی ہے یہ خیال کرکے حکم دیا کہ کوچ ہمارا
ملک فرعونیہ کو اُسی وقت تیاری سفر کی ہوئی دوسرے روز کوچ ہوا بعد دو تین روز کے برابر بیشہ کانگان
کے پہونچے وہاں ایرج نے مقام کیا بارگاہ میں آکر بیٹھا دبیر کو بلاکر حکم کیا کہ نامہ لکھو صفدر شاہ کو اس
مضمون کا کہ خزانہ طلسم سکندری کا بار کراکر حضور پر نور میں لاؤ کہ سفر ملک فرعونیہ کا در پیش ہے دبیر نے اُسی وقت
مسودہ درست کرکے سُنایا ایرج نے بہت پسند کیا کہا صاف کرلاؤ جب نامہ تیار ہوا ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا
یکایک جوڑی ہرکاروں کی آئی دعا دیکر عرض کیا کہ رفیق لندھور کا دلبر جاد ہندی بارگاہ سلیمانی
لیے جاتا ہے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ میں موافق اقرار کے بارگاہ لندھور کو دیچکا اب اگر
بزور شمشیر چھینونگا تو ہرگز نہ دونگا چاہے لندھور خوش ہو چاہے خفا مالک نے کہا اس بارگاہ کی خواہش
سب کو رہی ہے اور یہ بارگاہ صاحبقران وقت کو زیبا ہے آپ شوق سے لیجیے ایرج نے اپنے سرداروں کی
طرف دیکھکر کہا کہ ہے تم میں سے کوئی ایسا کہ بارگاہ اُس ہندی سے چھین لائے دلیم شاطر زنگی یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا
کہنے لگا کہ یہ غلام اس کام کو سرانجام دے کہا جاماسپ اعظم تیرا نگہبان ہے دلیم بارگاہ سے باہر آیا اور

بیس ہزار سوار سے روانہ ہوا وہان پہونچا کہ جہان دیوبل جادو بارگاہ لیے جاتا تھا دیلم [illegible] کیا کہ او ہندی
کہان جاتا ہی آ پہونچا ہین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو بارگاہ میرے سپرد کر جس طرف سے آیا ہی ادھر چلا جا دیوبل پکارا
کہ او روسیاہ مین اپنے آقا کے حکم سے بارگاہ خدمت صاحبقران مین لیے جاتا ہون [illegible] یہ سنتے ہی دیلم
غضبناک ہوا اور دوڑا تلوار کھینچ کر قریب پہونچا تھا کہ دیوبل نے تلوار ماری دیلم نے [illegible] سپر پر روکا اور [illegible] وار دیوبل
پر کیا کہ سپر دیوبل کی کٹی تلوار سر پر پہنچی خود و بلند کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر گئی [illegible] تلوار [illegible] نکالی مگر [illegible]
خون کی سر سے جاری ہوئی زخم کاری لگا تھا بیہوش ہو گیا ہندی دوڑ پڑے تلوار [illegible] آ پڑے
دونون فوجین الجھین تلوار چلنے لگی مگر فوج [illegible] سردار کب [illegible] تھا آخر بھاگی دیلم نے بارگاہ اپنے
قبضے مین کی اور خدمت مین ایرج کی روانہ ہوا ایرج [illegible] واسطے بھیجا کہ اسے [illegible]
ہمارے سامنے لاؤ جب دیلم کو خلعت پہونچا نہایت خوش [illegible] مین ایرج کی چلا تھا کہ دامنہ صحرا سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز نعرے کی آئی کہ [illegible] کہان جاتا ہی لشکر آ اسد [illegible] شہسوار رزم کہ در رزم
جنگ [illegible] بدر رزم دل شیر و جرم پلنگ آ پہونچا [illegible] ہی مردہ دل ہو گیا یہ سمجھا تھا کہ اب بارگاہ
لیجانا مشکل ہی مگر ناچار دل کو قوی کر کے [illegible] زادے مین دامنہ کوہ مین شکار کھیلنے کے واسطے
آیا تھا کہ دیوبل کو زخمی دیکھا اس سے [illegible] لیے جاتا ہی ارے تیری یہ قدرت ہوئی کہ تو بارگاہ
چھینے اور ایرج تک پہونچا سکے [illegible] چھوڑ دونگا دیلم پکارا کہ او دیوانے کیون واہیات بکتا ہی
مین کیا تجھے پا بیکی کا رکھتا [illegible] تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ فیروزہ جمشیدی
کا مارا دیلم نے سپر کو [illegible] کو کاٹ کر سر پر پہنچا کہ خود و بلند عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتا ہوا تا دہن
اتر گیا دوسری تلوار [illegible] بچایا مگر تلوار چھچھلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ اسے بھی نشانہ کیا دیلم سے
کھینچتے کو [illegible] بچا اسد تلوار کھینچے ہوئے اور زنگیون پر جا پڑا جو درمیان مین آ گئے تھے
اور [illegible] زنگی قتل کیے کچھ بچکر دیلم کو لیکر نکل گئے اسد بارگاہ اپنے قبضے مین کر کے جانب
[illegible] ور آیا تھا کہ تتق گرد و غبار بلند ہوا جب گرد قریب پہونچکر شق ہوئی غضنفر بن اسد
نمایان [illegible] اسد کو سلام کیا اسد بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوا مگر غضنفر نے جو مقدمہ بارگاہ کا
دریافت [illegible] یا کہ کسی مکر سے تو بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچا کچھ سوچکے چہرہ اپنا پریشان کیا
اسد [illegible] بیٹے کو اداس پایا گلے لگا کر پوچھا کہ ای فرزند سبب پریشانی کا کیا ہی عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار
[illegible] زن ابرھفی ملازم مالک مین ملکوت شاہ خزانہ زرنگوشیہ واسطے ایرج کے لیے
جاتا ہی [illegible] یہ ہونے کے اسیر نہین کیا یہ سبب میرے ملال کا ہی کہ مفت خزانہ ہاتھ سے جاتا ہی اسد
[illegible] دہ نہ ہو بارگاہ اپنے پاس رکھ مین ابھی جاکر خزانہ اس سے چھینے لاتا ہون اسد فریب
[illegible] خزانہ لینے روانہ ہوا جب اسد جا چکا غضنفر بارگاہ اپنے ساتھ لیے ہوئے قلعہ نیمر کو روانہ ہوا
اسد [illegible] تمام قطع کر کے شیر وان ابرھفی کو ڈھونڈھتا ہوا روانہ ہوا ایک شبانہ روز تلاش کی مگر کہین
[illegible] نہ لگا ناچار پھرا یہ خیال گذرا اس ناہنجار نے میرے ساتھ فریب کیا یقین ہی بارگاہ لیگیا ہوگا پھر کر
[illegible] بارگاہ غضنفر کے سپرد کر گیا تھا دیکھا کہ نہ غضنفر ہی نہ بارگاہ ماتھے پر ہاتھ مارا ہاتھ کی پیٹھ دانتون سے
[illegible] سا کہ دیکھی حرکت اس [illegible] مجھے فریب نہ کرتا اور مجھسے لیکین بارگاہ

طلب کرتا تو کیا مین نہ دیدیتا اسنے مجھسے دغا کیون کی خبر سمجھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور آکر نور الدہر سے حال بیان کیا
شاہزادہ خوب ہنسا کہا کہ یہ بھی تمھارا ہی توبیٹا ہی الولد سر لابیہ اسد بولا بھائی صاحب مین نے کبھی اپنے باپ سے
دغا نہین کی کہا کہ یہ تمسے زیادہ ہوا وہ مثل ہی کہ چور سے کہے گھر موسے بیٹھا مگر یہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ دیوبل فا
زخمی پہونچا اور بیان کیا کہ دلیم شباط زنگی نے بارگاہ چھینلی لندھور غضبناک ہوکر چلا تھا کہ دلیم کو ایرج کی بارگاہ
مین گھسکر مارونگا اور بارگاہ لاؤنگا تمام سردار لندھور کے ساتھ تلوارین پکڑ پکڑ کر اٹھکھڑے ہوے تھے کہ
جوڑی ہرکارون کی پہونچی اور خبر دی کہ اسد دلیم کو زخمی کرکے بارگاہ لیگیا لندھور بولا اب مین جاکر کیا کرونگا
یہ تو پھر آیا ادھر ایرج منتظر بیٹھا تھا دیکھا کہ دلیم شباط زنگی زخمی چلا آتا ہی پوچھا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے کیفیت
اسد کے آنے کی اور زخمی کرکے بارگاہ لیجانے کی بیان کی کہا کہ جاکر اُس دیوانے کو مار کر ابھی بارگاہ مین لاؤنگا یہ کہکر
چاہتا تھا کہ سوار ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے اور بیان کیا کہ غضنفر بمکی بارگاہ اسد سے لیکر فرعونیہ
کو چلا گیا ایرج ہنسکر چپ ہو رہا مگر لندھور شوق قدمبوسی امیر مین کوچ بکوچ چلا جاتا تھا کہ کس طرح
اپنے آقا پاس پہونچون کہ درۂ قرطاس کوہ پر پہونچا سامنے درے کے اُترا خیمہ برپا ہوا چند عیارون کو خبر کیواسطے
بھیجا کہ جلد جاکر دریافت کرو کہ مالک اس درے کا کون ہی راستہ ہی یا نہین عیار گئے دو پہر بعد آکر عرض کیا
کہ پیر و مرشد قرطاس مردم در سائیہ ہزار آدمی سے درے کو گھیرے ہوئے ہی اور کہتا ہی کہ ادھر سے مین کسی کو نہ
جانے دونگا لندھور کسی اور طرف سے فرعونیہ کو جاے یہ کلمہ سُنکر لندھور برہم ہوا کہا کہ مین اسیطرف
سے جاؤنگا اور اُسی وقت کوچ کرکے متصل درہ کوہ کے اُترکر خیمہ برپا کروایا سُنا قرطاس مردم در نے
کہ لندھور بارادۂ رزم و پیکار آتا ہی وہ بھی لشکر ساتھ لیکر درے سے باہر آیا بارگاہ استادہ کروا کر بیٹھا جام
شراب گردش مین آیا دو تین جام پئے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا
ہرکارون نے خبر لندھور کو دی کہ قرطاس نے طبل جنگ بجوایا ہی لندھور نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے
یہان بھی کوس حربی لوازمش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفین باندھکر کھڑے
ہوے تیردارون نے نکلکر نشیب و فراز برابر کیا سقون نے آبپاشی کی گرد ہٹائی جب میدان تیار ہوا نقیب
نہیب دیکر نکلگئے تھے کہ قرطاس مردم در میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے رستم زمان لندھور بن سعدان نے
فیل اپنا بڑھا کر اُسکے مقابل ہوا اور کہا کہ اے قرطاس یہ کیا بات ہی کہ تو مجھسے لڑتا ہی اور راستہ میرا تو نے
روکا ہی مین فرقت مین اپنے آقا حمزۂ صاحبقران کے بیقرار ہون میرے تیرے کہان کی عداوت ہی قرطاس
نے جواب دیا کہ تو رفیق ہی حمزہ کا اور مین بندہ ہون خداوند فرعون شاہ کا حمزہ خداوند سے لڑنے گیا ہی مین
تجھے کب چھوڑتا ہون تو دشمن خداوند کا دوست ہی یہ سُنکر لندھور کو نہایت غیظ آیا کہا معلوم ہوا حال تیرا کہ
تو کافر ہی اور دشمن ہی میرے آقا کا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر لا جو حربہ رکھتا ہو تا کہ حوصلہ دل مین نہ رہجاے
یہ سُنکر قرطاس نے نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو اُسکے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین نیزہ
قرطاس کا لندھور نے ہوائی کیا قرطاس نے غیظ مین گرز گران سر اُٹھایا اور خبردار کہکر لندھور پر بالا
لندھور نے گرز اُسکا گرز پر روکا اور اپنا گرز سترہ سومن کا اُٹھاکر جو مارا قرطاس نے بھی گرز اپنا بلند کیا لندھور
کے گرز کو روکا مگر لنگر نہ سنبھال سکا دونون ہاتھ تھرا ے گرز چھوٹ پڑا سر پر گرا کہ گرز سر مین سر گردن مین گردن
سینے مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر کولون مین کولے گینڈے کی پشت مین گینڈا غرق زمین گرد اُڑی اور قرطاس

سع مرکب پیوند زمین ہو گیا یہ حال دیکھکر فوج اُسکی لندھور پر دوڑی ادھر سے لندھور کے لوگ دوڑ پڑے تلوار
چلنے لگی لندھور نے ایک ایک ضرب گرز مین چار چار پانچ پانچ کو پیوند زمین کیا ایک پہر لڑائی رہی آخر فوج نے راہ
شکست کھا کر بھاگی لندھور مع فوج درے کے اندر آیا مال و اسباب اپنے قبضے مین کیا بعد ازان فرعونیہ کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان داراب کشور کشا اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب و مالک اژدر دونون ہمراہ درۂ گنجش کی طرف سے فرعونیہ کو روانہ ہوئے ہین جاسوسون کو حکم دیا
ہی کہ حال راہ کا دریافت کر کے خبر دیا کرین اور منزل بمنزل کوچ مقام کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ برابر درے کے
آکر پہونچے خیمہ استادہ کروایا مگر دیکھا اس بیشے کو کہ درخت انواع اقسام کے لگے ہین گلہائے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین
ہوا سرد چل رہی ہی درخت میوہ دار لاانتہا لگے ہین اور ہر درخت کے نیچے میوہ ڈھیر ہی اس کثرت سے کہ کوئی
اٹھانیوالا اُسکا نہین ہی نہرین پانی کی جاری ہین جانوران رنگارنگ خوش الحان درختون پر بیٹھے زمزمہ پردازی
کر رہے ہین کہ آوازین اُنکی آسمان تک پہونچتی ہین اور صدائے ساز کا انداز ہی بہت جانورون کی آواز دف و
دائرہ طبلا سارنگی کے موافق معلوم ہوتی ہی جنگل اسقدر ہی کہ گویا وہ مقام خطۂ کشمیر معلوم ہوتا ہی داراب و مالک
نے اُس بیشے کو بہت پسند کیا فرحت حاصل ہوئی کہا کہ چندے ہم یہان رہینگے عجب مقام ہی یہان فرما ہی ملازمون نے
خیمے اُسی بیشے مین لاکر استادہ کیے مشغول داراب کا یہ ہی کہ صبح کو شکار کھیلتا ہی رات کو [illegible] راگ و رنگ [illegible]
رہتا ہی اسیطرح ایک ہفتہ وہان رہا جو جانور چارپایے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی آرام پایا بعد اسکے کوچ کیا اور گذر
داراب کا ایک ویرانے مین سے ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ دور سے کچھ لوگ نظر سے معلوم ہوئے داراب دیکھکر
مانند شیر غضبناک کے دوڑے اور پکارے کہ خبردار ادھر نہ آنا داراب گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا کہا کہ تم لوگ کون ہو جو
مانع ہوتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم دیہبان ہین اسواسطے بیٹھے رہتے ہین کہ جو راہ بھولکر یہان آوے اُسے منع کرین اس راہ
سے نہ جاوے داراب نے کہا اس راہ مین کیا کوئی آفت ہی اُنھون نے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر ایک اژدہا رہتا ہی کہ
یہان تمام اُسنے ویرانہ کر دیا ہی آدمی تو کیا کہ وحش و طیور و جانوران درندہ [illegible] داراب نے
پوچھا کہ مقام اُس اژدہے کے رہنے کا کہان ہی کہا کہ ایک درہ پہاڑ کا [illegible]
اژدہا رہتا ہی اور جس وقت وہ سر نکالتا ہی اور دم کشی کرتا ہی تو یہان تک [illegible]
چلے جاتے ہین یہ سنکر داراب نے کہا بس واہیات نہ بکو مین دور سے [illegible]
کہ مغز اُسکا پریشان ہو جائیگا اور پوست کشی کر کے اپنے ہمراہ لیجا[illegible] اُن نے کہا کہ اے پہلوان زمان
اس لاف و گزاف سے کیا حاصل جسوقت تو اُسے دیکھیگا زہرہ [illegible] زہر اُسی کا ہی کہ تمام درخت
و سنگ سیاہ ہو رہے ہین اور جسوقت وہ کبھی دریا کا رخ کرتا ہی [illegible] مارنے لگتا ہی داراب بولا کہ یہ
سب مین نے سنا ہی مین ابھی جا کر اُسے مارونگا اور چاہا کہ [illegible] روانہ ہو کہ اُسی وقت مالک اژدر
اور کشور شاہ پہونچے اور حال سے اژدہے کے خبردار ہوے [illegible] ہوسکے کہ ہرگز نہ جاو اس سے فائدہ
اگر آپ نے اژدہے کو مارا داراب نے مالک سے [illegible] سن چکا ہون کہ صاحبقران نے
کئی اژدہے مارے ہین مین بھی اگر اس اژدہے کو مار[illegible] صاحبقران سمجھونگا نہین تو دعوا
صاحبقرانی میرا بیکار ہی یہ کہکر روانہ ہوا چلا اژدہے [illegible] نے جانا کہ عمر داراب کی ختم ہو گئی
مگر داراب چلا جاتا ہی کوہ کی طرف کہ قریب [illegible] جا دیکھا کہ تمام سنگ و زمین گھستی ہی

معلوم کیا کہ اژدہا یہان پھرا چلا ہے کہ یکایک دور سے ایک غار دکھائی دیا کہ منہ اُسکا بہت کشادہ تھا بس گھوڑے
سے اُتر پڑا اور اُسکو کسی جگہ ہوتے نخل سے باندہ کر آپ غار کے قریب آکر نعرہ کیا لیکن کچھ آثار اژدہے کا
ظاہر ہوا دوسرا نعرہ کیا جب بھی وہ اژدہا نہ نکلا تب تیسرا نعرہ کیا بس اُسی غار مین سے ایک دھوان اُٹھا
زمین ہلنے لگی پہاڑ جنبش مین آگئے داراب سمجھ گیا کہ اژدہا نکلتا ہے بعد ایک لمحہ کے سر اژدہے کا غار سے نکلا کہ منہ
سے قلاب آتشین چھوڑ رہا تھا آنکھین دونون سُرخ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ساغر خون کے بھرے ہوئے
رکھے ہین دو دانت مانند دانت فیل کے نکلے ہوئے تھے کان بھی مانند کان ہاتھی کے تھے کبھی کانون کو مثل سپر کے
سر پہ لاتا تھا کبھی بدن اپنا پھیلاتا تھا غرضکہ وہ اژدہا مانند فیل جنگی کے نمایان ہوا دیکھا تو تمام جسم مین خار تیز
مثل سیاہی کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم مین نصب ہین اور راہ چلنے مین آواز چقا چاق کی بلند ہوتی تھی زمین کھدی
جاتی تھی آواز اُسکے خارون کے زمین پہ کھینچنے کی سُنی جاتی تھی داراب نے یہ صورت اور ہیئت جو اژدہا
کی دیکھی درگاہ الٰہی مین دعا کی سر کو خاک پر رکھا اور پکارا کہ یا خداوندا تو سبحان تو توانا ہے ہستی کو تو نے پیدا کیا ہے
اور تو زندہ رکھتا ہے تو زندے کو مردہ کرتا ہے اور مردے کو زندہ کرتا ہے خوب رویا اور بلبلایا کہ مجھے تیری مدد درکار ہے
اور کمر کو مضبوط باندھ کر اُسکی جانب چلا ہر چند فتاح کشوری عیار نے داراب کو منع کیا کہ پیر و مرشد پھر آئیے
اُسکی طرف نہ جائیے داراب نے نہ سُنا قدم اُسی طرف بڑھایا اور اتنا قریب گیا کہ بخوبی اژدہے کو دیکھا مین
ٹھیر کر زبان سے کمان ترکش سے تیر سہ پہلو کھینچ کر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے ایک تیر بالاے ہوا مارا بعد اُسکے
کمان کو زہ کیا پہلا طرف کھینچی اور دوسرا تیر جو مثل تیر سے کے تھا کمان مین لایا ایک قدم آگے بڑھا کہ قریب اژدہے
کے پہنچا اژدہے نے داراب کو دیکھا قلاب آتشین چھوڑی نفس کشی کی داراب جست کرکے دور ہٹ گیا زمین پاؤن کی
جلنے لگی جس جا تھا کہ سوختہ ہوگئی مگر داراب تیر کمان مین پیوستہ کیے ہوئے تھا آنکھ اژدہے کی تاک کر تیر مارا
کہ وہی آنکھ مین اژدہے کی سوفار تک غرق ہوگیا اژدہے نے سر اپنا دھنا داراب نے دوسرا تیر اُسکی دوسری
آنکھ پہ مارا کہ وہ بھی سوفار تک پیوستہ ہوگیا اژدہے نے سر اپنا پتھر پر مارا کہ پاش پاش ہوگیا دہنا کہ داراب
پہلا داراب جست کرکے پیچھے ہٹا اژدہا تڑپنے لگا مگر زہر اژدہے کا جو ہوا سے منتشر ہوا داراب کے دماغ مین
پہونچا تو وہ بیہوش ہوکر گر پڑا جتنے آدمی داراب کے پیچھے آئے تھے وہ بھی مدہوش ہوگئے مگر یہان
تک اژدہے کو [illegible] داراب اور کشور شاہ دور کھڑے ہوئے تھے دو تین بار داراب کے نعرے کی
آواز سنی پھر داراب اژدہے کے پاس پہونچ گیا مگر بعد اُسکے جو دیر تک آواز نہ آئی اور فتاح کشوری
کو خبر کو گیا تھا وہ بھی نہ آیا تشویش ہوئی ہر چند لوگون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کسی کا حوصلہ نہ پڑا اُسیوقت مالک اژدر
نے مرکب اپنا اُسی طرف جولان کیا اور داراب کی خبر کے واسطے چلا جاتے جاتے قریب شکستہ درے کے پہونچا
دیکھا کہ فتاح کشوری بیہوش پڑا ہے اور شاگرد اُسکے جو ہمراہ تھے وہ بھی بیہوش ہین اور آگے بڑھا چند قدم آیا ہوگا
کہ داراب کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ پاس ہی گرا ہے ہوش مین نہین ہے اور سامنے اژدہا مرا پڑا ہے سر اُسکا پھٹا
ہوا ہے عقل سے دریافت کیا کہ اژدہے کو داراب نے مارا اور اُسکے زہر سے خود بھی بیہوش ہوا ہے کشور شاہ
سے کہلا بھیجا غرض درازجا کر کشور شاہ کو اپنے ہمراہ لایا لشکر کے حکیم آئے نبض دیکھ کر مہرہ وغیرہ منگوا کر گھس کر پلا
اور داراب کو پلایا تھوڑی دیر مین داراب کو ہوش آیا مالک اژدر نے اس جرأت و ہمت کی بہت تعریف
داراب نے کہا کہ اب آپ اسکی پوست کشی کروائیے کہ ہم اپنے ساتھ لیجائینگے مالک نے اُسی وقت چار دن کو بلا

پوست کشتی کروا[...]ے اور کہا کہ لوگ نیزون کے بدلے یہ خار لیے رہین بعد اسکے داراب
نے تیاری سفر [...] کی اور وہانسے فرعونیہ کو روانہ ہوا اور بہت مشکل سے اس بیابان کو طی کیا خیمہ استادہ ہوا
کہ رات آرام سے [...] صبح کو [...] کرین مگر وہان وہ دیدبان کہ لنشواط زنگی کی طرف سے بیٹھے تھے اُنھون نے جو دیکھا
کہ اژدہے کو [...] اور [...] پوست کشتی کروا کے اپنے ساتھ لیے جاتا ہی جا کر تمام کیفیت لنشواط زنگی سے بیان کی اُسنے کہا
کہ کتنا لشکر اُسکے ساتھ ہی بیان کیا کہ چھ لاکھ سوار کی فوج ہمراہ ہی کہا دبیر سے کہ نامہ لکھو اس آب پرست کو کہ لشکر نے
اُسکے تمام حلاقہ میرا پامال کیا ہی بہتر یہ ہی کہ نعلبندی اور راہ داری دیکر ادہر سے چلا جاے نہین تو مین بزور اُس سے
لونگا اس راستے سے جانا مشکل ہوگا زنگیان آدمخوار میرے ساتھ ہین لشکر کو ایذا پہونچائینگے دبیر نے یہ سنکر اُسی وقت
نامہ لکھکر تیار کیا لنشواط زنگی نے ایک عیار کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان صبح کا وقت ہی داراب نے اُٹھکر منھ ہاتھ
دہوکر کھانا کھایا ہی خیمے سے نکلکر چلنے کا ملک فرعونیہ کو ارادہ کیا ہی کہ سامنے سے ایک بگولہ نہایت تیز و تند معلوم ہوا
آن واحد مین قریب آکر شق ہوا اور ایک عیار گرد سے آلودہ خاک مین اٹا ہوا پہونچا نامہ سر سے نکالکر داراب
کو دیا پوچھا داراب نے کہ تو نامہ کسکا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین عیار ہون لنشواط زنگی کا اُسی کا نامہ لایا ہون
داراب نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا غضبناک ہوکر کہا کہ پکڑو اس عیار نابکار کو ناک کان اسکے
کاٹ کر [...] نامہ [...] چ سے چاک کرکے گلے مین اسکے ڈالدو ملازمون نے موافق حکم کیا عیار باحال خراب سامنے
لنشواط زنگی کے [...] پہنچا تمام حال بیان کیا لنشواط نے جو ناک کان اُسکے کٹے ہوے دیکھے بہت برہم ہوا حکم کیا
کہ لشکر تیار [...] رہو مین اس آب پرست کو مارونگا تمام زنگی اُسی وقت مسلح و مکمل ہوے صبح کو لنشواط زنگی
[...] ادہر داراب نے بھی جسوقت عیار کے ناک کان کٹوا ے تھے اپنے لشکر کو بھی تیاری کا
[...] لشکر ہمراہ لیکر چلا ادہر سے لشکر داراب کا جاتا ہی اور اُس طرف سے
لشکر لنشو[...] آگاہ ہو گئی لنشواط زنگی نے اپنے لوگونسے کہا کہ اگر مین میدان مین
جاؤنگا تو میرے مقص[...] سے کو ارا ہی آیگا اور وہ نہایت زبردست ہی ہین
اُس سے عہدہ برا نہو سکونگا [...] ین لوگ اُسکے ہیبت سے ہماری بھاگ جائینگے
وہ تنہا رہ جائیگا بہر طریق پھر مار لینا اُسکو [...] ہی ایک مرتبہ
زنگیان آدمخوار نے یورش کیا آکر لشکر داراب [...] لک اژدر بھی تلوار
کھینچکر زنگیون کو قتل کرنے لگا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا [...] شتران کو پکڑ پکڑ کر چیر چیر
ڈالتے ہین اور آب پرست بھی جو زبردست ہین زنگیون کو مار[...] کی مثل شیر ہمہ کرکے ہر طرف
دوڑتا ہی اُس کو مقابلہ نہین کرتا ادہر داراب زنگیون کو قتل کرتا [...] تلوار ماری دو ٹکڑے ہو گئے
کہ لنشواط زنگی سے اور داراب سے سامنا ہوا لنشواط نے [...] تلوار سے گرز کو مثل کدو کے
قلم کیا لنشواط نے تلوار ماری داراب نے تلوار اُسکی چھین [...] توڑ ڈالکر یا خداوند آسمانہا سے
کہکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر چاہا کہ [...] واط پکارا الامان داراب بولا
بشرط ایمان اگر تو فرعون پر لعنت کرے اور آب پرستی [...] تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے
لعنت کی فرعون پر داراب نے اُسکے ہاتھ سے [...] داراب کے گرا دین آب پرستی
اختیار کیا اور پکار کر اپنے زنگیون سے کہا کہ [...] کر دین نے غلامی اس شہریار کی اختیار کی

سب علیحدہ ہوئے لنشواط نے رخصت طلب کی داراب نے اجازت دی لنشواط مع لشکر اپنے شہر مین آیا تمام ملک کو آئینہ بند کیا دعوت کی تیاری کرکے داراب کو لیگیا اور داراب تین روز وہان رہا تمام شہر کو آفتاب پرست کیا بعد اُسکے لنشواط زنگی سے کہا کہ اب مین ملک فرعونیہ کو تمزہ سے آزمائش کرنے کو جاتا ہون اور مع فوج روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان ایرج کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج کوچ کرکے فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا منزل بمنزل راہ طی کرتا ہوا جاتا تھا آتے آتے برابر ایک درہ کوہ کے پہونچا وہان خیمہ استادہ ہوا شاپور سے کہا جاکر خبر لاؤ کہ مالک اس درے کا کون ہے راستہ ہے یا نہین شاپور دیکھے خبر کے گیا اور حال دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ یہان کا ہامان زحل پیشانی ہے اور فرعون پرست ہے تمام درہ پہاڑ کا بند ہے اسقدر فوج اُسکی پڑی ہوئی ہے اور پہاڑ کے اُسکا قلعہ ہے قلعہ پر توپین چڑھی ہین کوئی قریب درے کے نہین جاسکتا ہے ایرج نے کہا اگر جانا بغیر اُلجھے نہو تو مین اس قلعہ کو لونگا ہے تو ادھر ارادہ قلعہ گیری مین ہے مگر ہامان زحل پیشانی نے شب ماہ تھی ادھر قلعہ کے فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر دیکھ رہا تھا کہ دور سے اسنے چراغ و مشعل کی روشنی دیکھی دوربین سے جو دیکھا تو لشکر کا پڑاؤ معلوم ہوا ہرکارون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے جاسوس گئے ایک پہر کے بعد آکر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہے مالک اسکا ایرج نوجوان ہے اور صاحبقران وقت ہے ارادہ اُسکا ہے کہ قلعہ کو لے ہامان بولا کہ یہ آفتاب پرست نہایت زبردست ہے اس سے سامنا کرنا بہت دشوار ہے اور یہ دشمن ہے میرا افرنگوشہ پر بھائی مرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا ہے عیارون کو اپنے بلاکر کہا کہ تم مین سے ہے کوئی ایسا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو پکڑ لائے کہ مین اپنے بھائی الکس بن لکنات زنگی کے خون کا عوض اس سے لون عنظر بادرفتار نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے مین جاکر اُسے پکڑ لاؤنگا اور رخصت ہوکر روانہ ہوا پہر رات گئی ہوگی کہ لشکر ایرج مین پہونچا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک خدمتگار کی بنا کر لشکر کو طی کرتا ہوا بارگاہ ایرج پاس پہونچا دیکھا تو لوگ بہت ہوشیار ہین نگہبان پاسبان سب جاگ رہے ہین آپسمین باتین کر رہے ہین کہ بھائیو بہت ہوشیار رہنا کیونکہ سامنا حریف کا ہے رات کو نہین معلوم کیسی گذرے یہ رنگ دیکھکر اُدھر سے پھرا پشت خیمے پر آیا دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے چپیس کھیل رہے ہین اسنے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی کہ سب فراش چھینکین مارکر بیہوش ہوے عنظر بادرفتار قریب آیا قنات چاک کرکے جھانکنے لگا دیکھا کہ دو سپاہی پہرے پر کھڑے ہین دو خدمتگار چپکے بیٹھے ہین شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے گرد دھوان اُنکا منتشر ہوا خدمتگار سپاہی سب بیہوش ہوے اب اندر خیمے کے آیا چادر عیاری ہلاکر روشنی گل کی بعد اُسکے کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اُسمین بیہوشی رکھکر قریب ایرج کے لایا جیسے ہی ادہر کی سانس لی تمام بیہوشی دماغ تک پہونچ گئی چھینک مارکر بیہوش ہوگیا جلدی سے حلقہ کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لگا کر روانہ ہوا تمام لشکر کو طی کیا طلایہ کی گشت سے گذرا بھاگا بھاگا دروازۂ قلعہ پر پہونچا دربانون کو بیدار کیا اُنھون نے دروازہ کھولا عنظر پشتارہ بدوش اندر آیا سامنے ہامان کے رکھا ہامان کو رات بھر انتظار کرتے ہوئے گذری ہے کہ یکا یک عنظر پشتارہ بدوش پہونچا کہا کہ لیجیے دشمن آپ کا حاضر ہے ہامان نے کہا بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوے عنظر کو خلعت پر زر عنایت کیا اور آہنگرون سے کہا کہ اس آفتاب پرست کو اسیر طوق و زنجیر کرو آہنگرون نے خوب قید گران ڈالی دوہری بیڑیان دوہرا طوق دوہری ہتھکڑی اب عنظر سے کہا اسے ہوش مین لاؤ عنظر نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج کی آنکھ کھلی بارگاہ عظیم نظر آئی متعجب ہوکر دیکھا آفتاب پرستان سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اور مجھے

لس خطا پر بلا و اگر اسیر کیا ہی ہامان نے کہا او آفتاب پرست تو نے بھائی کو میرے الکن بن کنات زنگی کو مارا ہی
مین بھی اسکے عوض مین قتل کرونگا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو غضنطر اسی وقت جلاد کو بلا لایا ہامان نے جلاد سے کہا کہ
قتل کر اسے جلاد نے چبوترہ ریگ کا تیار کیا اسپر ایرج کو بٹھایا سیاہ خنجر گردن پر کھینچا پوچھا جو کہنا ہو کہہ لے جو کھانا ہو
کھا لے کہ وقت آخر تیرا قریب ہی ایرج نے جواب نہ دیا جلاد نے پھر پوچھا ایرج نے غصے سے کہا کہ تو اپنا کام کر میری
کوئی حاجت نہین ہی اُدھر ہامان نے کہا کہ قتل کر دیکھتا کیا ہی جلاد دو حکمون کا اور منتظر ہی ہامان نے پھر جھلا کر کہا کہ
قتل نہین کرتا ہی دیر لگا رہا ہی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ اپنے حال زار پر زار زار رو رہا ہی کہ افسوس سب دل کی
حسرتین دل ہی مین رہین اسطرح قتل ہوتے ہین کہ کسی کو خبر نہین ادھر جلاد تیسرے حکم کا منتظر ہی اور ہامان حکم دیا چاہتا ہی
کہ ادھر سے منصور وزیر ہامان کا پہونچا جلاد کو منع کیا اور ہامان سے کہا آپ یہ کیا غضب کرتے ہین کہ اتنے بڑے سردار
کو قتل کروائے ڈالتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران وقت دیکھیے تو اسکے لشکر مین کیسے کیسے سردار ہین
اگر یہ قتل ہو گیا قلعہ کو تہس نہس کر دینگے یہ شخص آفتاب پرستون کی جان و قوت ایمان ہی اسکا قتل کرنا مناسب
نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو قید کیجیے ہامان نے کہا اچھا لیجا کر زندانخانے مین اسے قید رکھو لوگ ایرج کو کشان
کشان زندانخانہ تاریک و تنگ مین لائے در بند کیا زندانبانون سے کہا خوب نگہبانی اسکی کرنا مگر حال سنیے
لشکر ایرج کا کہ صبح کو بارگاہ ایرج مین غلغلہ ہوا کہ کوئی ایرج کو پکڑ لیگیا اُدھر مالک بن ملکوت شاہ تخت پر
آکر بیٹھا سردار دنگلون پر آ آکر بیٹھے جاتے ہین مالک کہہ رہا ہی کہ آج کچھ خود بخود دم گھبراتا ہی کیا سبب ایرج نوجوان
ابھی تک بارگاہ مین نہین آیا یہی باتین تھین کہ رفیق ایرج کے گریان و نالان پہونچے مالک بن ملکوت شاہ نے
گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی جلد حال بیان کرو انھون نے کہا کہ ایرج نوجوان بستر خواب پر سے گم ہو گیا یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ حیران ہو گیا اگر شاپور سے کہا کہ جا کر دریافت کرو کہ ایرج کو کون لیگیا شاپور اسی وقت
بارگاہ مین آیا بستر اعیار کا لگا ہوا پایا پیچھے قنات بھی چاک دیکھی معلوم کیا کہ کوئی عیا [illegible] آکر مالک بن ملکوت شاہ
سے بیان کیا کہ کوئی عیار آکر پکڑ لیگیا ہی مگر مین اُسے پہچانتا نہین ہون حکم دیا کہ ا [illegible] باؤ اور اور عیارون پر
بھی تاکید کرو کہ دریافت کرین کہ ایرج نوجوان کہان ہی کیسے پکڑا اسکا ہامان ہی عیار یہا [illegible] بد لباس لیکر چلے شاپور
شیردل ایک صحرا مین جا کر سوچا کہ کس تدبیر سے چلکر دریافت کرنا چاہیے خو [illegible] لہ سوداگر بنکر چلنا چاہیے
اس سے بہتر تدبیر نہین ہی اور پشت قلعہ کی طرف سے چلنا اور مناسب [illegible] ریت کا اہل قلعہ کا شبہ نہ ہو
سوچکر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور کچھ [illegible] لیکر روانہ ہوا پشت قلعہ پر
پہونچا لوگون نے ہامان سے خبر کی کہ ایک سوداگر اس طرف سے جاتا [illegible] بلا لو لوگ آئے اور شاپور سے
کہ صورت سوداگر کی بنا تھا کہا کہ بادشاہ ہمارا آپکو طلب کرتا ہی جو ا [illegible] تمہارا آفت مین تو پھنسا ہوا ہی
ہمین بھی کیا عذاب مین ڈالیگا سامنے قلعہ کے اتنا بڑا لشکر اترا [illegible] ہی اور بادشاہ نے ہمارے سردار لشکر
کو کہ نام اسکا ایرج ہی اور صاحبقران وقت ہی عیار سے [illegible] یہا ہی اسباب کا حوصلہ نہ ہوگا کہ ہمسے کرے
جب تک سردار اُنکا قید مین ہی کہا اچھا چلو اور ہمراہ [illegible] اندر قلعہ کے آیا ہامان کو سلام کیا اُسنے پوچھا
نام تمہارا کیا ہی اور کہان سے آتے ہو دست بستہ عرض [illegible] دش ہی آتا ہون ملک فرعونیہ سے جواہر
مال و اسباب بہت لایا ہی مین کچھ آدمیون سے تھ [illegible] نکلا تھا اسطرف بھی آگیا کیسے آپنے کیون
رحم طلب فرمایا ہی ہامان نے کہا کہ بیچنے کچھ اشیا [illegible] ہم بھی لینگے کہا بہت خوب ہامان نے

عنظر سے اشارہ کیا اُسنے کرسی لاکر بچھادی ہامان نے اشارہ کیا کہ بیٹھو مشکل فروش سلام کرکے بیٹھ گیا اور ایک ڈبیا جیب سے نکالی کہ مخمل سُرخ سے منڈھی ہوئی تھی ہامان نے پوچھا اسمین کیا ہی عرض کیا کہ دو لعل بے بہا ہین اور ڈبیا جو کھولی تمام وہ مقام روشن ہوگیا ہامان نے کہا قیمت انکی کیا ہی بس یہ سُنتے ہی سوداگر نے دونون لعلون کو ڈبیا مین رکھکر اُسی طرح بند کرلیا ہامان نے کہا ابھی یہ کیا ہمنے قیمت پوچھی تمنے لعل بند کرلیے کہا حضور یون تو بادشاہ مال دیکھکر خوش ہوتے ہین جب قیمت کہی جاتی ہی تو کوئی نہین لیتا اور ہزار بالنقص نکالتا ہی لوگون سے کہے سُنے پہ پھیر دیتا ہی یہ سُنکر ہامان نے کہا تم جو قیمت کہوگے ہم وہی دینگے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری ہم کسی کے کہے سُنے مین کیون آینگے کیا نگاہ نہین رکھتے ہین سوداگر نے بادشاہ کو پکار کے دو کرور روپیہ قیمت کے کہے اور ڈبیا آگے بڑھادی ہامان نے ارادہ کیا کہ اُٹھائے کہا پہلے روپیہ منگوا دیجیے پھر ڈبیا کو اُٹھائیے گا مگر نگاہ شاپور شیر دل کی عنظر سے لڑی ہوئی ہی کہ یہ عیار ہی پہچان نہ لے اسی کے خوف سے بادشاہ کو بھی خریدی پکا کر لیا ہی غرضکہ روپیہ لیکر قلعہ سے روانہ ہوا یہان بادشاہ نے ڈبیا کھولی عنظر نے کہا مین تو دیکھون ہامان نے اُسے بھی دکھایا عنظر بغور دیکھکر چپ ہو رہا کہ ہامان کو پیاس لگی پانی مانگا خدمتگار نے گلاس آگے بڑھایا ہامان نے ایک ہاتھ مین گلاس لیا وہ ہاتھ سے پھسلنے لگا چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے سنبھالون کہ دونون لعل چھوٹ کر جام مین جا رہے ہامان نے جلدی سے اُنھین نکالا اب جو دیکھا تو پانی سرخ ہو رہا ہی اور لعل سفید ڈلیان مصری کی معلوم ہوتی ہین کہا یہ کیا معرکہ ہی عنظر نے کہا کوئی عیار آپ کو فریب دیکر روپیہ لیگیا یہ مصری ہی چاہیے نوش کرکے دیکھ لیجیے بادشاہ نے زبان پر جو رکھا صاف مصری کا مزا معلوم ہوا ہامان نے کہا معلوم ہوا کہ یہ عیار آفتاب پرستونکا خبر کیواسطے آیا تھا جبھی تھا میرے ملازمون سے کہا تھا کہ ہم نہین آینگے تم خود دشمنون مین گھرے ہوے ہو اس فریب سے حال دریافت کر گیا مگر گیا پر دیا ہی اور عنظر سے کہا اب انتظام رکھو کہ کوئی قلعہ مین نہ آسکے ادھر شاپور شیر دل خبر دریافت کرکے روپیہ لیکر خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی آیا اور بیان کیا کہ زبدۂ آفتاب پرستان اسی قلعہ مین قید ہی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہو اُسی وقت کمر بندیان ہونے لگین ایک آن واحد مین لشکر تیار ہوگیا اب حکم دیا مالک نے کہ قلعہ کا محاصرہ کرلو لشکر نے چہار طرف سے گھیر لیا ہامان نے فصیل بند دروازے پر سے دوربین لگا کر دیکھا لا انتہا لشکر نظر آیا ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے پکار کر کہا کہ اگر بہتری اپنی جان کی چاہتے ہو تو ایرج نوجوان کو بھیجدو نہین تو تم سب مارے جاؤگے قلعہ ایک دم مین چھین جائیگا ادھر قلعہ پر سے جواب ملا کہ اگر تمنے قلعہ پر یورش کرکے لیا تو ہم ایرج کو اُسی وقت قتل کرڈالینگے اور ایرج کو زیر دیوار بٹھالا اور پکار کر کہا کہ تم آگے بڑھے اور ہمنے اسکا سر کاٹ کر پھینک دیا ناچار مالک بن ملکوت شاہ پھر کر داخل بارگاہ ہوا اور کہا کہ یہ قلعہ بغیر شیوۂ عیاری کے ہاتھ نہ آئیگا عیار فکر مین مصروف ہوے مگر اتفاقات روزگار ایک بیٹی ہامان کی کہ حسن مین یکتاے زمانہ ہی اور نام اُسکا ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو ہی جس روز کہ لوگ ایرج کو زندانخانے مین لاے تھے ملکہ اپنے قصر پر بیٹھی تھی کہ زندانخانہ زیر قصر واقع ہوا ہی اور نگاہ اسکی جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی ہی ہزار جان سے دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہی ہر دم ہجر مین نقشہ بدل گیا غم والم سے میل عیش و سرور سے بگاڑ ہر وقت یار کا خیال فرقت کا ملال کبھی اپنے اوپر نفرین کرنا کہ غیر شخص غیر ملت کا اُس سے محبت کس قسم [illegible] وہ شخص جیسا تیرا باپ دشمن اگر اپنے باپ سے دشمنی لینا ہو لیا اسکا عشق بجا ہی غرضکہ اس طرح [illegible]

... پر گذرے جب بہت بیقراری ہوئی یہ اشعار عشق آمیز زبان پر لائی غزل

وادی عدم کا اسی منزل کے برابر
بس جسے ہوتی نہیں تا زیست رہائی
قاتل کی کاوٹ بھی ہے قاتل کے برابر
آئے مرے مرنے کی خبر سنکے وہ خوش خوش
یہ آگ بڑی بھڑکی ہے ساحل کے برابر
جب ہجر میں لی سانس چھری چل گئی دل پر
دو چار بگولے جو ہیں محمل کے برابر
ارمان سے آسان ہے گو دم کا نکلنا

کی آہ لے فرشتہ ہیں سا کی بھی نہ پیدا
ہے رشتہ الفت بھی سلاسل کے برابر
الفت میں اسے گرگ بغل جانتے ہیں ہم
ہے بزم عزا عیش کی محفل کے برابر
کیا دور ہے لیجائے اگر دستے دل اس طرح
کھنچتے ہیں ہر دم خنجر قاتل کے برابر
پہلو رہے آباد جو اک درد محبت
لیکن یہ سہولت بھی ہے مشکل کے برابر

ہر راہ فنا کو بھی قاتل کے برابر
ہم اسکو سمجھتے کشش دل کے برابر
مشتاق شہادت کو کیے ڈالتی ہے ذبح
کب رشک میں دشمن ہے کوئی دل کے برابر
اک لاگ ہے آنکھو نے مرے دل کی لگی کو
سمجھے مرے دل کو جو کوئی دل کے برابر
بربادی مجنون کی خبر دیتے ہیں شہاب
سمجھون میں جدائی میں تجھے دل کے برابر
اس اس طرح کے اشعار محبت خیز

عشق آمیز جو پڑھے بیتابی دل بڑھی ضبط نہ ہوسکا سوچی کہ کچھ تدبیر ایسی نکالنا چاہیے جس سے وہ شہریار عالیوقار قید سے رہا ہو بس کچھ حلوا بیہوشی آمیز پکوایا اور اپنی دو چار رازدانون کو ساتھ لیکر دروازہ زندان پر آئی زندانبانون کو حلوا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ملکہ نے دشمن کی گرفتاری کی منت مانی تھی کہ جس دن قیدخانہ دشمن سے آباد ہوگا تو میں زندانبانون کو حلوا کھلاؤنگی کہاری سے لیجا کر زندانبانون کو دیا انھون نے ہزارون دعائین دیکر کھا لیا ایک آن واحد میں بیہوش ہوگئے اب ملکہ مع انیسون دروازہ زندان پر آئی سب کو چھوڑ کر تنہا داخل ہوئی دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے یہ فکر کر رہا ہے کہ ای ایرج بُرے پھنسے اب یہانسے چھوٹنا دشوار ہے کہ یکایک دروازہ زندان کا کھلا دیکھا ایرج نے کہ ایک نازنین حور تمثال شمع روشن ہاتھ میں لیے ہوے آتی ہے کہ جسکے نور حسن کے آگے روشنی شمع کی کم معلوم ہوتی ہے پروانے شمع کو چھوڑ کر اُس روے روشن کے گرد پھرتے ہیں ایرج بھی اُسے دیکھکر فریفتہ ہوا لیکن وہ حور وش قریب ایرج کے آئی ایک ہاتھ میں کھانا تھا سامنے ایرج کے رکھدیا کہا کہ ای شہریار نوش فرمایئے آپ نے قید میں طعام لذیذ کئی روز سے نہ نوش کیا ہوگا ایرج اُسکی گفتگو سے بھی بہت آمیز سے اور پینے لگا پوچھا کہ آپ کون ہیں اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار میں بیٹی ہون ہامان کی ملکہ شوخ نگاہ ہے اور میرا نام ہے جس روز سے کہ آپ کو دیکھا دل بیقرار تھا لاکھ ضبط کیا مگر کچھ کام نہ نکلا آخر بیتابی دل یہانتک لے آئی اور سوتے میں بھی لینے آئی ہون کہ قید آپ کی کاٹ دون ایرج بہت ہنسا کہ ان نازک کلائیون کے زور سے پھیکی کہا کہ کچھ قید کاٹنے کی حاجت نہیں ہے اور پکڑ کر قید کو بایسم اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا مارا کہ قید کو توڑ ڈالا اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ اپنے قصر میں لائی دیکھا ایرج نے کہ قصر نہایت پرتکلف ہے سب سامان عیش مہیا ہے ملکہ نے ایرج کو مسند پر بٹھایا لیکن رنگ ہر دم بدم متغیر ہوا جاتا ہے ایرج نے یہ کیفیت دیکھکر پوچھا کیون ای ملکہ کیا خوف ہے کس بات کا ڈر ہے کیون تمہارا چہرہ خرد بخود پژمردہ ہوا جاتا ہے عرض کی ای شہریار باپ میرا آپ کا دشمن جانی ہے جسوقت اُسنے خبر پہونچی یہانتک اگر مجھے اور آپ کو دونون کو قتل کریگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بموجب شعر جیبین در چشم زدن صحبت یار آخر شد * روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد * ای شہریار افسوس ہے کہ چند دن بھی عیش سے نہ بسر ہونگے ایرج نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم کچھ اپنے دل میں خوف و ہراس نہ کرو کہو تو بارگاہ میں تمہارے اُسے باندھ لاؤن اُسکے سرداران کے لشکر کے اڑاؤن ملکہ نے کہا ای شہریار آپ تنہا ہیں وہان لشکر کثیر آپ کیا کر سکتے ہیں اگر آپ سے وہان جانے کا

ارادہ کیا مین اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی بہتر یہی ہی کہ یہ جو چند ساعت کی زندگی ہی اسے عیش و راحت سے بسر کیجیے
غم کو دل سے دور کیجیے یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے ایرج نے آنسو اُسکے پاک کیے اب جام شراب گردش مین آیا
باہم اختلاط ہونے لگا مگر وہان زندانبانون کو جو ہوش آیا دیکھا کہ قفل زندان ٹوٹا ہوا ہی اندر آکر جو دیکھا قیدی
کو نہ پایا روتے پیٹتے اپنے مالک کی خدمت مین آے دست ادب بستہ حیران و ترسان عرض کی کہ ای شہریار عجب
واردات ہی کہ آپ کے قلعہ مین کوئی قیدی کو چُرا کر لیگیا ہامان زحل پیشانی پر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا کہا
جلد تلاش کرو جسکے یہان سے قیدی نکلیگا اُسکے گھر بار کو لٹا دونگا تمام قلعہ مین ڈھنڈھیا پڑگئی ہر گھر مین عورتین
گھستی پھرتی ہین کہ یہان قیدی بادشاہ کا ہی دیکھو جو چھپائیگا سزاے معقول پائیگا ہر ایک پر خوف طاری ہی کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی ایک شور و غل قلعہ مین برپا ہی ایک مرتبہ دو ایک عورتین دوڑی ہوئی پاس ہامان کے آئین
عرض کی ای شہریار جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا بیان کرو تمھاری جان تمکو بخشی عرض کی ای شہریار
اور تو کچھ ہم نہین جانتے مگر قیدی آپ کی بیٹی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو کے ساتھ قصر مین بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری ہی
یہ سُنکر ہامان کو نہایت غیظ آیا تلوار کھینچکر چلا کہ ابھی جا کر مار دونگا اور ہمراہ اُن عورتون کے داخل محل ہوا دیکھا کہ ایرج
ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا مےخواری کر رہا ہی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین گلون مین ہاتھ پڑے ہوے ہین بس یہ دیکھکر آگ ہوگیا
جہان نظر مین تیرہ و تاریک ہوگیا نعرہ کیا او آفتاب پرست تو نے غضب کیا کہ ناموس مین میرے خلل انداز ہوا
بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور جھپٹکر تلوار ایرج پر ماری ملکہ تو سہم کر الگ ہوگئی ایرج نے بجرأت تمام آتی تلوار
ڈھال مین روکنے بھٹکی دی کہ تلوار سپٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھینلی ڈالکر کمر خنجر مین ہاتھ پایا نعرہ اعظم آفتاب تابان
کہکر کہ مارا کہ سر سے بلند کر دیا سر پہ حربہ دیگر زمین پر مارا کہ چاردن شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا
چاہتا تھا کہ دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدون کہ اُسنے امان مانگی کہا بشرط ایمان اگر تو دین آفتاب پرستی اختیار کرے
تو مین چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون پر دین آپ کا اختیار کیا ایرج اُسکے سینے پر سے اُترا وہ ایرج
کے قدمون پر جھکا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ہمارے بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ کو بلاؤ ہامان
نے عرض کی بہت خوب اور وہان سے اُسی وقت اپنی بارگاہ مین آیا ایرج کو بھی ساتھ لایا حکم دیا کہ دروازے شہر
کے کھولدو جا کر مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کرو کہ ای شہریار اب آپ قلعہ مین بےخوف و خطر تشریف لائیے مین
غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی یہ سُنکر اہل دربار بہت گھبرائے کہ یہ کیا معاملہ ہی یا یہ دشمنی یا یہ دوستی
وہی عیار عنطر باد رفتار کہ ایک مرتبہ ایرج کو گرفتار کرکے لایا تھا خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی روانہ ہوا ہامان
مالک دربار مین شاپور سے کہہ رہا تھا کہ تم کچھ تدبیر نہین کرتے ہو زبدۂ آفتاب پرستان کیونکر رہا ہوگا شاپور
عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار مین کوشش سے غافل نہین ہون کہ سامنے سے چوبدار نے آکر عرض کی کہ عنطر باد رفتار
عیار ہامان زحل پیشانی کا حاضر ہی کہا بلاؤ عنطر اندر بارگاہ کے آیا سلام کیا دست ادب بستہ عرض کی کہ بادشاہ نے
ہمارے غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی اب آپ شوق سے قلعہ مین تشریف لیچلیے بادشاہ آپ کے
دیدار کا نہایت مشتاق ہی یہ سُنتے ہی آفتاب پرستون مین نہایت عید ہوئی اور مالک نے عنطر کو خلعت
اور تیاری کرکے روانہ ہوا اُدھر سے ہامان زحل پیشانی اور ایرج استقبال کو آے باعزاز و اکرام تمام
قلعے کے لاے تخت پر بٹھایا خود ہامان کرسی پر بیٹھا دعوت کی تیاری کی تمام شہر بھر کو آفتاب پرست کیا غرض
دو روز تک خوب جشن رہا ناچ راگ رنگ کی صحبت رہی دوسرے روز ہامان نے عرض کیا کہ

شوخ چشم نگاہ کج ابرو کو زبدۂ آفتاب پرستان کی کنیزی میں دیا مالک نے کہا ہمیں منظور ہے اب مالک نے کہا
کہ تم تیاری کرو ہم قلعہ سے باہر جاتے ہیں برات لیکر آئینگے یہ کہکر مالک قلعہ سے باہر آیا سامان شادی کا ہونے لگا
سہ پہر کے وقت ہامان نے مانجھا بھیجا ایرج مانجھا پہنکر بیٹھا اب تاریخ برات کی قارن قمر بین نے ٹھہرائی اب
جب تک دن برات کا آئے ایرج روز مانجھا پہنے ہوئے دربار میں آتا ہے تمام اہالیان دربار کی کلاہیں زر دیتیں
ایک روز ایرج دربار سے اٹھکر اپنے خیمے کی طرف جاتا ہے بہزاد مرد دیلم شاطر زنگی ہمراہ ہیں کہ یکایک برق چمکی
کہ آنکھیں سبکی جھپک گئیں اب جو دیکھا تو ایرج نہیں ہے بہزاد دیلم نے کہا یا اعظم خیر کرے یہ کیا معرکہ ہے روتے
پیٹتے خدمت میں مالک بن ملکوت شاہ کی آئے عرض کیا کہ ابھی ہم ساتھ ایرج نوجوان کے اُنکے خیمے کی طرف جاتے تھے
کہ ایک بجلی ایسی چمکی کہ آنکھیں ہماری جھپک گئیں پھر جو دیکھا تو زبدۂ آفتاب پرستان کو نہ پایا مالک نے اُسیوقت
قارن کو طلب کیا اور کہا کہ اگر یہ شادی راس نہ تھی تو تو نے کیوں نہ آگاہ کیا دیکھو اسطرح زبدۂ آفتاب پرستان
غائب ہو گیا قارن نے عرض کی کہ میں نے پہلے علم نجوم میں دریافت کیا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ درمیان میں
کوئی افتاد پڑیگی لیکن انجام بخیر ہوگا مالک نے کہا پھر ایرج کب تک ظاہر ہوگا قارن نے کہا آج کے تیسرے روز
جو برات کا دن ہے آپ رسوم شادی کے مثل سانچق مہندی کے بھیجیے برات کے روز زبدۂ آفتاب پرستان
آجائیگا انکو تو یہیں چھوڑیے مگر حال سنیے ایرج نوجوان کا کہ اسکو پنجہ اٹھا کر لیگیا تھا ایرج بیہوش ہو گیا تھا
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت آئین میں دیکھا کہ قصر پرتکلف میں مسند پر ایک نازنین بیٹھی ہے اور زر الفیہ اُسکے
سراسر ہے یہ دیکھکر ایرج نے پوچھا تو کون ہے اُسنے جواب دیا کہ عاشق ہوں تیری نام میرا دل افروز جادو ہے
لیکن واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ ساحرہ بعد قتل ششمش جادو فرعونیہ سے بھاگ کر آئی ہے اور اس صحرا میں سکنا
اختیار کیا ہے ایرج نے کہا میں ساحرہ کا وصل ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو وصل نہ قبول کریگا
تو میں تجھکو مار ڈالونگی اور اگر دل میرا شاد کریگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور بناؤنگی ایرج نے کہا میں عورت کی مدد
نہیں چاہتا ہرچند دل افروز جادو نے اصرار کیا ایرج نے نہ مانا اس ساحرہ نے ایرج کو ستون آہن سے بندھوا دیا
اور سحر سے ہاتھ پاؤں ایرج کے بیکار کر دیے اور آپ چلی گئی ایرج ہرچند زور کرتا ہے لیکن جس رسی میں بندھا ہوا ہے
وہ نہیں ٹوٹ سکتی دوسرے روز ساحرہ پھر آئی ساتھ اُسکے بہن اُسکی چشم افروز جادو بھی آئی اور ایرج کو دیکھکر
عاشق ہوئی کہا کہ بہن دل افروز یہ کون ہے اُسنے کہا یہ میرا گنہگار ہے چشم افروز نے کہا تمھارا گنہگار ہے تو ہمارا
دلدار ہے اسے ہمیں دیدو اسوقت دل افروز گھبرائی کہا کہ میں نے آپ کے لحاظ سے کہا کہ میرا گنہگار ہے ورنہ میں تو خود
عاشق ہو کر اسے لائی ہوں چشم افروز نے کہا او قحبہ تو نے مجھسے چھپایا کیوں تھا اب یہی تیری سزا ہے کہ اسے تجھسے
چھین لیجاؤں دل افروز نے کہا جب تک میرے دم میں دم ہے اُسوقت تک کوئی نہیں لیجا سکتا بہتر یہی ہے کہ
یہاں سے چلی جاؤ کہ تم بڑی ہو میں نے تمھارا بہت لحاظ کیا ورنہ سحر و ساحری میں تمسے کسی طرح کم نہیں ہوں یہ سنکر
چشم افروز نے کہا او تجھے اپنے سحر پر بڑا ناز ہے اب تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکر دل افروز جادو جلی ہوئی تو تھی ہی جلد
ایک گولہ جھولی سے نکالکر کھینچ مارا چشم افروز نے دستک دی کہ آنکھیں دل افروز کی جھپک گئیں لیکن اب جو
دل افروز نے آنکھ کھولکر دیکھا تو چشم افروز زمین پر پھڑک رہی ہے گولہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا ہے یہ وہ مارا کھا کر
پلٹی تھی کہ سر پر برق چمکی اور دل افروز کے دو ٹکڑے ہوئے اور چشم افروز لرزہ کر کے آسمان پر سے زمین پر گری
اب دیکھا ایرج نے اُس باغ میں آگ لگ گئی دھڑ دھڑ جلنے لگا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا وہ قصر بھی غائب

ستون بھی نذار داب جو روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود حیف جان ندادیم و بہ مطلب نرسیدیم
ایرج نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا اور چشم افروز کو سامنے دیکھا کہا کہ ارے تو بڑی ظالم ہے کہ اپنی بہن کو تو نے
مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ او ظالم تیرے ہی محبت مین یہ سب کچھ ہوا اب شرط محبت یہ ہے کہ تجھسے وصل قبول کر
ایرج نے کہا تو ساحرہ ہے یہ ہرگز نہ ہوگا یہان تو یہ رد و قدح ہے کہ یکایک دو نیچے پیدا ہوے ایک نے گلا چشم افروز کا
پکڑا دوسرے نے کمربند ایرج کا تھاما اور اٹھائے لیے چلا گیا اب جو آنکھ ایرج کی کھلی اپنے کو ایک صحرا مین دیکھا
کہ کھڑا ہوا ہون سامنے ایک دیو ہے دیو پکارا او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ معشوقہ کو میری مروا ڈالا مین نے
چشم افروز کو نکالیا لیکن تیرے باعث سے وہ ماری گئی تجھے زندہ نچھوڑونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر دیو نے ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھالون ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منھ زمین پر آیا ایرج
پشت پر اسکی چڑھ بیٹھا اور گھونسے مارنا شروع کیے کہ دیو کو بولا دیا توبہ توبہ کرنے لگا ایرج نے کہا مجکو
قریب قلعہ ہامانیہ کے پہونچا دے تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا اچھا غرضکہ دیو ایرج کو لیکر اڑکر طرف قلعہ ہامانیہ
کے روانہ ہوا یہان مالک بن ملکوت شاہ نے اس خبر کو ایرج کے غائب ہونے کی چھپایا اور رسوم شادی
ادا کیے یہان تک کہ دن برات کا ہوا چراغان کی تیاری ہوئی ایک بارگاہ نہایت آراستہ کی گئی قلعہ تک
بارگاہ سے دو رستہ ٹھاٹھ بندی ہوئی درخت صحرا کے تمامی سے منڈھے گئے یہانتک کہ رات ہوئی اب
سب تیاری ہو چکی ہے اور مسند خالی ہے دولہا کا پتا نہین مالک قارن تہمتن پر خفا ہو رہا ہے کہ اسوقت تک
زبدۂ آفتاب پرستان نہ آیا مین نے خبر بھی ظاہر نہ ہونے دی شاپور نے ایک سردار کو بشکل ایرج بنا دیا تھا
کہ وہ دنگل پر ایرج کے بیٹھا رہتا تھا یہی گفتگو تھی مگر شاپور شبیر دل انتظام کرتا پھرتا تھا درختون مین صحرا کے
روشنی کروا تا پھرتا تھا کہ دیکھا اسنے کہ یکایک ہوا ے تند چلی کہ تمام چراغ گل ہو گئے اور ایک پہاڑ زمین پر آرہا
اسنے فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو ہے اور زبدۂ آفتاب پرستان پشت پر اسکی
سوار ہے ایرج پشت سے زمین پر آیا دیو کو چھوڑ دیا شاپور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ ای شہریار آپ کے لیے
سب پریشان تھے جلد چلیے ایرج ساتھ شاپور کے چلا لیکن ہوا سے جو چراغ گل ہو گئے تھے سب یہ سمجھے تھے
کہ شاید آندھی آئی ہے مالک بن ملکوت شاہ مع جملہ سرداران نامی بارگاہ سے نکلا تھا کہ عیارون نے
بڑھکر خبر دی کہ زبدۂ آفتاب پرستان دیو پر سوار آیا اسی کے پرون کی ہوا سے چراغ گل ہو گئے تھے
یہ بھی شوق مین طرف صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہے شاپور ہمراہ مگر وہ دیو جو ایرج کو پہونچا کر کھڑا
دل مین سوچا کہ اب عیش سرا سٹ چکا دل افروز جادو ماری گئی زندگی تیری بھی عبث ہے تو نے اس آدمزاد
کو کیون چھوڑ دیا یہ سوچکر پلٹا اور قریب ایرج کے آیا ایرج نے صداے قدم جو سنی پلٹ کر دیکھا کہ وہی دیو
ارہ پشت ہنگ پکڑے ہوئے چلا آتا ہے ایرج سپر ابد لکر سامنے آیا دیو نے کہا کیا تو زندہ بچکر جائیگا یہ کہکر
ارہ مارا ایرج نے سپر ابد لکر خالی دیا ارہ زمین پر گرا خاک مین در آیا مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ یہ تماشا
کھڑے دیکھ رہے تھے ایرج بازو سے دیو کے لپٹ گیا یا بیر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا دیا کہ شانے سے
ہاتھ اکھڑ آیا دیو بلبلا گیا زمین پر تڑپنے لگا ایرج نے چھاتی پر چڑھ کے دھڑ سے سر کھینچکر پھینک دیا دیو اسی طرح
تڑپ تڑپکر مر گیا مالک بن ملکوت شاہ ایرج پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا
ایرج نہا دھو کر خلعت پہنکر مسند پر آکر بیٹھا اب مالک بن ملکوت شاہ اور جملہ سرداران

کہ ای شہریار آپ کہان تھے اور یہ دیو کون تھا ایرج نے سب کیفیت بیان کی سب سرداروں نے عرض کی کہ شیر اعظم نے آپ کو بچایا غرضکہ ناچ ہونے لگا رات بھر ناچ رہا نازنینان مہجبین طوائفین خوب ناچین گائین صبح کو برات قلعہ مین گئی ایرج اندر محل کے داخل ہوا سب سردار براتی بنے ہوے لباس پر تکلف پہنے ہوے آکر بیٹھے پھر ناچ شروع ہوا ایک نازنین یہ غزل گانے لگی

غزل

ٹلگیا وہ وقت بات اب بیمروت رہگئی
اشک چشم و سوز دل مین آگ ہی ابتک رہی
کیون کیا شکوہ کسی کا یہ شکایت رہگئی
زندگی بھر پھر نہ دنیا مین کہین کا وہ رہا
کیا کہین آمادہ ہو ہو کر طبیعت رہگئی
غم کے اُسکی آجتک ہی دل مین عاشق کے جگہ
ایک دن کہیا یان برسون قیامت رہگئی
دید کی حسرت وہ یون نکلے نظر آلی نہ دے
شکر ہی بات اپنی ای ضبط محبت رہگئی
وائے ناکامی نہ قاتل نے لگایا ایک ہاتھ
کونسی حال آرزو تیری نخافت رہگئی

کٹ گئے ایام فرقت دل کی وحشت رہگئی
عشق کا جھگڑا چکا انمین عداوت رہگئی
ملتوی ہین روز جدائی روز محشر ملگیا
جسکے دل مین کچھ دنون تیری محبت رہگئی
ناز سے جھگڑا چلا ہی کیا کوئی محشر خرام
ترک الفت ہوکے بھی باقی مروت رہگئی
مجھپہ کیون ظاہر نہین ہوتی جدائی کی سحر
ایک مدت آنکھ مین جو بیمروت رہگئی
تیغ اُٹھائے غیظ مین وہ قتل عاشق کو چلے
دل کی بس دل ہی مین ای شوق شہادت رہگئی

وقت آخر تو نہ آیا دل کو حسرت رہگئی
اک بلا سر سے ٹلی اپنے اک آفت رہگئی
تیرے یار ادینے کا ہم کر چکے شکر ای زبان
جب مرے گھر آئے برسون شام فرقت رہگئی
بے طلب جانے سے بزم یار مین بیٹھ وہیں
کیا ہوا کیون زلف مین آکے تربت رہگئی
فیصلہ وہ میرے اُنکے داد و بیداد کا
آگئے شاید بھیر کی شام فرقت رہگئی
جان گھٹ گھٹ کے اگر نکلی تو پھر کیا اسکا غم
جب کمر لچکی ارے کہکر نزاکت رہگئی
اُسکے کوچے سے نہ اُٹھنے کی تھی بھی ایک بات

اس طرح وہ نازنین اس غزل کو گائی کہ سمان بندھ گیا ادھر محل مین رسوم ادا ہوے دولہا دلھن کو گود مین لایا سکھپال مین بٹھایا آپ باہر آیا مبارکبادی گائی گئی طائفون کو انعام و اکرام ملا برات قلعہ سے باہر آئی جب چوتھی چالے سب ہو گئے ایک روز ہامان رمل پیشانی تھی بارگاہ مین ہی کہ ایرج نے کہا اب جلد ملک فرعونیہ پر اپنی آزمائش کے لیے چلنا چاہیے کل ہمارا کوچ ہو یہ سنکر ہامان نے آہ سرد کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا ایرج نے کہا ای ہامان یہ تمنے آہ کیون کھینچی آبدیدہ کیون ہوے آخر کیا صدمہ ہی تحقیق اُسنے کہا ای صاحبقران زمان وای زبدۂ آفتاب پرستان یہان سے دو منزل پر ایک قلعہ ہی کہ اُسے پیرو ین حصار کہتے ہین وہان ایک زنگی آدمخوار رہتا ہی کہ اُسنے تمام قلعہ کو اور نواح کو خراب کیا ہی وہ اکثر ادھر کو بھی رخ کرتا ہی تو یہان کے لوگ بھاگ جاتے ہین اور مین بھی چھپتا پھرتا ہون قریب ہوتا ہی کہ مارے حدمے کے جان نکلجاے سبب آہ کا یہ ہی کہ اب آپ یہان سے چلے جاینگے مین اُسی بلا مین گرفتار رہونگا ایرج نے کہا کہ پیرو ین حصار مین وہ زنگی رہتا ہی ہامان نے کہا نہین بلکہ اُسکے قریب ایک غار ہی اُسمین وہ رہتا ہی اور پیرو ین حصار کے لوگون کو تو کھا کر تمام کر دیا وہ شہر ویران پڑا ہی ہمارے یہان سے ایک آدمی روز اُسکے کھانے کے واسطے جاتا تھا اب جب سے آپ تشریف لائے ہین مین نے کوئی آدمی اُسکے واسطے نہین بھیجا دیکھیے اب وہ کیا آفت برپا کرتا ہی ایرج نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین بغیر اُسے سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا ہامان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی آدمی نہین ہی بلکہ کوئی بلا ہی آپ تشریف لیجائینگے پھر جو بلا آئیگی جھیلینگے ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون اگر تمام عالم پر غالب نہ ہوا تو صاحبقران کیسا سُنا ہی مین نے کہ حمزہ نے بہت سی بلائین دفع کی ہین راہ مین اکثر اژدہون کو مارا قسم ہی شیر اعظم کی بغیر اُسکو سزا دیے نہ رہونگا جب ہامان نے ایرج کو ایسا آمادہ پایا کہا مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون

ایرج نے کہا تمہاری کچھ حاجت نہین ہی یہ کہکر تنہا روانہ ہوا ہر چند اُسکے سرداروں نے مثل دیلم شیاط زنگی و بہزاد مرتد وغیرہ کے کہا کہ ہم ساتھ چلینگے لیکن ایرج نے سب کو منع کیا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی لیکن تمام بیابان کو طی کرکے جب ایرج قریب اُس قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ پروین حصار نہایت مضبوط ہی اور سامنے پہاڑ ہی بہت بلند سر بفلک کشیدہ اور راہ پہاڑ کی پیچ در پیچ ہی درہ کوہ سے نکلا ایک صحرا ہی اور نیچے پہاڑ کے ایک غار ہی مگر بہت عمیق ایرج نے اُس غار کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او زنگی سیاہ رو مردم آزار نکل غار سے بمجرد نعرہ کرنے کے ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل کہ غول اُسکو دیکھے تو راہ گم رہے گویا خدا تعالے نے دود دوزخ سے اُسے خلق کیا تھا دو دانت اُسکے مانند گراز کے باہر نکلے ہوے قد مانند مینار بلند کے دنیا اُس سے ترسان تھے اور تمام لوگ اُس نواح کے جو اُسکے کھانے سے بچے تھے مطیع و فرمانبردار تھے انواع اقسام کے کھانے رنگ رنگ کی شراب و کباب میوہ و نقل اُسے بھیجتے تھے اور ہر مہینے میں دو کنیزین اُسکے لیے بھیجتے تھے گویا خراج گذار تھے القصہ آواز ایرج کے نعرے کی سنکر حربے کی جگہ استخوان ماہی ہاتھ مین لیے ہوے نکلا سامنے آیا پکارا تو کون ہی ایرج نے کہا منم صاحبقران زمان ایرج نوجوان تمام زنگیان کو مین نے زیر کیا ہی دیلم شیاط زنگی میرا غلام حلقہ بگوش ہی آ میری اطاعت اختیار کر یہ مردم آزاری موقوف کر یہ سنکر وہ بہت برہم ہوا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں سے ایک گول پتھر اُٹھا کر ڈھلکایا جب وہ سنگ گران قریب ایرج کے پہونچا ایرج نے اُسے ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینک دیا کئی سنگ اُسنے پھینکے کچھ نہ ہوا ایرج نے سب رد کیے اب وہ زنگی وہی استخوان ماہی اُٹھا کر دوڑا اور قریب آکر وار کیا ایرج نے گرز مارا کہ استخوان کے ٹکڑے ہو گئے کسی قدر جو اُسکے ہاتھ مین باقی رہے وہ بھی اُسنے ایرج پر کھینچ مارے ایرج نے اُسے خالی دیا اور گرز اپنا بقوت تمام اُس زنگی پر مارا اُس بیوقوف نے سر پر روکا گرز جو سر پر پڑا مغز اُسکا پارہ پارہ ہو گیا خون ناک کان سے مانند فوارے کے جاری ہوا چرخ کھا کر زمین پر گرا ایرج نے جلدی سے سر اُسکا کاٹ لیا اور دیدبانوں کی طرف پھینکدیا آپ قلعہ پروین حصار مین داخل ہوا ہرکاروں سے کہا جا کر لاؤ ہامان دربندی کو اور ہمارے سرداروں کو ہامان یہ خبر سنکر دوڑا مالک بن ملکوت شاہ ایرج کے لیے دعائین کر رہا تھا یہ خبر سُنکے خوش ہو کر دوڑا ایرج نے لاشہ اُس زنگی کا دکھایا ہامان گرد پھر اتصدق ہوا دست بستہ عرض کیا کہ آپ نے وہ کارنمایاں کیا کہ اس نواح والون کی جان بچائی ایرج نے کہا اے ہامان آباد کر دو اس شہر کو اُسنے عرض کیا ایسا ہی ہوگا اور مال و اسباب قلعہ کا اپنے قبضے مین کیا چند روز وہاں استقامت کی کہ دیدبانون نے جا کر تمام کیفیت گرد و نواح بیان کی کہ وہ بلا تمہاری ایرج صاحبقران نے دفع کی اب وہ قلعہ پروین حصار مین موجود ہی سب رئیس قصبون اور قریون کے جمع ہوے اور صلاح کی کہ چلکر قاتل زنگی کو دیکھا چاہیے کہ وہ بہادر کیسا ہی تحفہ وہانکے عنبر و زعفران اور کپڑا ہر قسم کا تھا لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوے اور نذریں دیے اور شکر بجا لاے کہ آپ نے اس بلا سے نجات دی ایرج نے اُن سب کو آفتاب پرست ہونے کی ترغیب دی وہ سب آفتاب پرست ہوئے تمام علاقے کا مالک ہامان کو کیا وہاں سے پھر دربند ہامانیہ مین آئے یہاں بھی دو چار روز رہکر فرعونیہ کو روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ غلہ بہت سا فراہم کرکے ادھر جا بجا علم جدا ہو چکا تھا کہ غلہ جمع کرکے فرعونیہ کو بھیجو آپ روانہ ہوا

کوچ بکوچ متصل درۂ قلماق کوہ کے پہونچا ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا وہ جاکر خبر لائے کہ حاکم اس
درے کا بدر بن زلازل حبشی ہے خود تو بدر فرعون کو بمقابلہ حمزہ صاحبقران گیا ہے دو سردار اُسکی طرف سے
حاکم ہین کہ نام ایک کا سرخاب آہن کلاہ اور دوسرے کا مقاتل زرین کمر ہے فرمایا نیر سمجھا جائیگا اہراس زنگی
و اخراس زنگی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم جاکر لڑین اور اس درے پر قبضہ کرین فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ
یہ دونون ساٹھ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوے درے کے سامنے پہونچکر خیمہ استادہ کیا ہرکارون نے
خبر سرخاب و مقاتل کو پہونچائی کہ نورالدہر لشکر بے پایان اور فوج فراوان لیے ہوے آیا ہے کوئی دن مین بحر
لشکر اُسکا ہم چاہتا ہے کہ ادھر سے ملک فرعونیہ کو جاے یہ سنکر یہ دونون کہنے لگے کہ ہم ادھر سے ملک فرعونیہ
کو نہ جانے دینگے کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ نورالدہر تو وہین ہے آگے نہین بڑھا مگر دو رفیق اُسکے اہراس و
اخراس زنگی فوج لیکر درے پر آئے ہین یہ سنکر یہ دونون مسلح و مکمل لشکر لیکر درے سے باہر نکلے اور
طبل جنگی بجوایا ادھر اہراس و اخراس نے خبر سنکر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوکر صف بندی
صف آرا ہوے سرخاب و مقاتل دونون میدان مین آئے اور مبارز طلب کیے اہراس سرخاب
کے مقابل ہوا اور اخراس مقاتل کے سامنے آیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی گرز و نیزے سے مطلب
نہ حاصل ہوا سرخاب نے تلوار ماری اہراس نے رد کی اپنا وار کیا اُسنے بھی رد کیا سرخاب نے
دوسری تلوار ماری گھوڑے نے اہراس کے سکندری کھائی تیغہ سر پر پہنچا کہ تا دو ابرو اُتر گیا اہراس
چاہتا تھا کہ دستانہ مارے کہ سرخاب نے جھٹکا دیا تا جگرگاہ تلوار اُتر آئی اہراس شہید ہوا اُدھر
اخراس مقاتل سے لڑ رہا تھا کہ دیکھا بھائی مارا گیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا ہاے بھائی
کہکر طرف سرخاب کے جھپٹا کہ پہلے تجھے مارلون تو اس سے لڑونگا اور جھپٹ کر تلوار سرخاب پر ماری
اُسنے سپر پر رد کی لیکن پشت سے مقاتل نے آکر تلوار ماری کہ سر اخراس کٹ پڑا یہ بھی شہید ہوا
فوج انکی دوڑ پڑی ادھر سے سرخاب و مقاتل کا لشکر بھی آ پڑا لگی تلوار چلنے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر فوج
بے سردار کہان لڑ سکتی ہے آخر اپنے سردارون کی لاشین لیکر بھاگے اور خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کے حاضر ہوے
اور تمام حال اُنکے مارے جانے کا بیان کیا شاہزادے کو کمال صدمہ ہوا جنازے کی اُنکے نماز پڑھی اور
وہین دفن کروایا اور فرمایا کہ اس درے کا لینا جملہ واجبات سے ہے مگر جو یورش کرونگا تو درہ کوہ پہ توپین
چڑھی ہوئی ہین لوگ مارے جائینگے مگر حملہ تو کرونگا نہین مگر بہ تدبیر لونگا درے پر قبضہ کرنا ضرور ہے کہ اسد
بن کرب غازی نے چپکے سے کان مین کہا کہ بھائی صاحب آپ سامنے درے کے اُترے ہین اور طرف
جاکر داخل قلعہ ہوتا ہون ہرکارون کو لگا دیجیے کہ خبر رکھین جسوقت آواز میرے بوق کی قلعے سے آے
اُسوقت آپ یہان سے یورش کیجیے گا پھر گولا گولی کچھ نہ چل سکیگا درہ پہاڑ کا مع قلعہ ہاتھ آجائیگا یہ کہکر اُدھر
اپنے رفیقون کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا صبح کو شاہزادہ نورالدہر طرف درے کے کوچ کرکے سامنے قلعے کے
آکر اُترا اُدھر سے سرخاب و مقاتل نے درے پہ اور توپین چڑھوا دین کہ ہم اس نبیرۂ حمزہ کا سامنا نہین
کرسکتے مگر ادھر سے جانے بھی نہ دینگے القصہ اسد بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت کئی منزل
اُس طرف قلعے سے نکلگیا اور صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی قافلہ درست کرکے دوسرے دروازے
کی طرف آیا یہان سے لوگون نے پکار کر کہا کہ خبردار اس طرف نہ آنا اور ایک آدھ گولہ داغا اسد گولے کی زد

ہٹ آیا اور ایک عرضی لکھکر ضرغام شیر دل کو دی کہ اسے لیجا کر سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر کو دو اور جواب اسکا لاؤ ضرغام عرضی لیکر روانہ ہوا اور رومال ہلاتا دروازہ قلعہ پر پہونچا اور پکار کر کہا کہ عرضی خواجہ بازرگان کی لایا ہون کہ دونون مالکان قلعہ کو دون لوگون نے شہر قلماق سے چاہا کہ ضرغام کو پکڑ لیوین اور بیحرمت کرین ضرغام نے کہا صاحبو مین ایلچی ہون میرے بیحرمت کرنے سے کیا حاصل خواجہ بازرگان کی عرضی لایا ہون چاہیے کہ تم جاکر حال میرا سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر سے بیان کرو اگر مجھے طلب کرین فبہا نہین واپس جاؤن یہ کہکر دس بیس انگوٹھیان نکالکر ان لوگون کو دین خوب چلتے یار بنایا کہ اُن لوگون نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم تمھاری اطلاع کرتے ہین اور ایک جمعدار پیادہ گیا اور خدمت مین سرخاب و مقاتل کے حال بیان کیا وہ حال اُس عرضی کا سنکر جمعدار پر خفا ہوا کہا کہ مین نے تجھے غنیم کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا یا سوداگرون کے روکنے کو کہا تھا جلد جاکر اُس شخص کو مع عرضی کے حاضر خدمت کر وہ گیا اور بارگاہ مین لایا ضرغام نے سلام کیا عرضی گذرانی سرخاب و مقاتل نے پوچھا کہ تو کون ہے کسنے تجھے یہان بھیجا ہے کسکی عرضی لایا ہے کہا کہ خواجہ بازرگان نے یہ عرضی بھیجی ہے مین خواجہ کا نوکر ہون سرخاب و مقاتل نے وہ عرضی دبیر سے پڑھوائی اُسمین تحریر تھا کہ اے شاہان قلماق کوہ مین خواجہ بازرگان ہون بہت اسباب نفیس و اشیائے لطیف ہر شہر و دیار سے لیکر آیا ہون جاتا ہون شہر فرعونیہ کو کہ یہ اسباب بیجا کر لقا اور فرعون شاہ کی خدمت مین گذرانون باخبر سے آتا تھا سنا مین نے کہ نورالدہر لشکر لیے ہوے درے پر اترا ہے مین اُسکے خوف سے اور راستے سے آیا ہون آپ سے امیدوار ہون کہ قلعہ مین مجھکو آنے دیجیے جو اسباب کہ آپ کو درکار ہو آپ لیوین باقی لیکر شہر فرعونیہ کو چلا جاؤن عرضی پڑھتے ہی ضرغام شیر دل سے کہا کہ جلد جاکر تو اُس سوداگر کو لا اور سہمان راہ دار سے کہا کہ تو بپاکر اچھی طرح سے لا سہمان اپنے لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہو قافلہ باشی پاس آیا کہا کہ راہداری دیجیے تو چلیے ساٹھ روپیہ راہداری کے لیے سوداگرون کو ساتھ لیکر مع قافلے شہر قلماق کوہ مین داخل ہوا کاروانسرا مین قافلہ اترا سہمان نے جاکر دونون بادشاہون سے کہا کہ سوداگر کاروانسرا مین داخل ہوے کہا صبح کو ہمارے پاس لانا کہا بہت اچھا جب صبح ہوئی اسد اور فتاح پلنگینہ پوش لباس سوداگری پہنکر کشتیان نذر کی ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے سلام کیا کشتیان نذر کی گذرانی سرخاب نے خلعت دیا کرسیان بیٹھنے کو عنایت کین نگر دیکھا کہ چہرے پر خواجہ کے ایک جرأت و شجاعت پائی جاتی ہے بہت پسند کیا کہا کہ خواجہ کہان کہان پھرے لشکر حمزہ مین بھی کبھی گئے تھے کہا اکثر گیا ہون صحبت بھی اُنسے رہی ہے کہا کہ نورالدہر بارگاہ حمزہ مین کیسا سردار ہے کہا کہ نہایت زبردست بہادر مرد با مروت ہے شجاعت مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے سرخاب و مقاتل یہ سنکر بہت ہنسے اور کہا کہ بہادری اور شجاعت اُسکی معلوم ہوگی عرصے سے درہ قلماق کوہ پر پڑا ہے دیکھتے ہین کہ وہ کیونکر ادھر سے جاتا ہے یہ تو کیا ہے اگر دادا اُسکا حمزہ آئے تو وہ بھی نہ جاسکے اور اُسکی حقیقت کیا ہے ہمنے سنا ہے کہ حمزہ ایک بہادر زادہ مکہ ہے اب ایک ایک اولاد اُسکی شجاع و بہادر ہوگئی نوشیروان سے نمک حرامی کرکے حمزہ بنگیا حمزہ محسن کش ہے بس یہ واہیات کلمے جو اسد نے سنے تاب باقی نہ رہی پکارا کہ او منکر چپ رہو کیا غیبت مین حمزہ اور اولاد حمزہ کو برا کہتے ہو یہ اچھا نہین سرخاب و مقاتل بولے کہ تم اُنکے طرفدار ہو کہا کہ طرفداری پر کیا ہے جو بہادر ہوگا بہادر کی برائی نہ سن سکیگا سرخاب نے کہا کہ تم بہادر ہو ہمارے سامنے اپنی بہادری بیان کرتے ہو اسد نے کہا جسطرح ہو سکے ہمین آزمالو حال ہماری بہادری کا معلوم ہوجا

بس یہ کلمات سُنتے ہی حکم دیا کہ ارے پکڑلو انھین یہ سوداگر ہین یا طرفدار ہین مسلمانون کے لوگ چہار طرف سے
دوڑ پڑے اسد نے تلوار کھینچی اور اُن کافرون پر جا پڑا نعرہ شیرانہ کرکے تلوارین مارنے لگا نعرہ اسد
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ + اُدھر فتاح نے تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا
وہان رفیق اسد کے آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے تھے کہ اگر ہمارے مالک سے کچھ فساد ہو جا پڑین پس
جیسے ہی اسد کے نعرے کی آواز گوش زد ہوئی وہ بیچ تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے اندر قلعے کے گھس آئے
سمعان راہ دار نے روکا ابراہیم بن مالک آگے بڑھا سمعان نے نیزہ مارا ابراہیم نے نیزے کو نیزے پر
کاٹ کے نیچے دبا دیا کہ صاف ہاتھ سے سمعان کے نکلگیا اور اُسی نیزے کو پکڑ اُسے اُٹھا لیا کہ سمعان تڑپ تڑپ کر واصل
جہنم ہوا راہ کھلی تمام قزاق بوقین بجا بجا کر دوڑ پڑے اب گھمسان سے تلوار چلنے لگی اُدھر ہرکارے جو نورالدہر کے
لگے ہوئے تھے خبر شاہزادے کو پہونچائی کہ اسد دلاور قلعہ مین لڑ رہا ہے پس اُسی وقت مرکب پر بیٹھکر چل کھڑا ہوا طہماس
بن عنقول دلاور پرور ہمراہ رکاب ہوا اور سردار بھی چل کھڑے ہوئے اور اندر قلعہ کے گھس آئے پس ایک غلغلہ ہوا
چہار طرف تلوار چلنے لگی نورالدہر نے طہماس سے کہا کہ بھئی اپنے کو قریب اسد غازی کے پہونچاؤ اور اُسکی
کمک کرو دیکھو کسطرف ہے طہماس تلوارین مارتا ہوا چلا یہان اسد نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے ہین تلوارین مارتا چلا جاتا ہے کہ مقاتل زرین کمر سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی
چہینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا تلقین بدین اسلام کیا اُسنے کہا ہزار جان مین
میری نثار لقا پر بس یہ سُنتے ہی اسد غازی نے چکر دیکر زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہو گئے وہ شقی جہنم واصل ہوا
بس ایک غل ہوا کہ مقاتل قتل ہوا سرخاب نے جو سُنا کہ مقاتل مارا گیا دوڑا کہ جاکر عوض خون کا لون کہ اُدھر سے
طہماس بن عنقول دلاور پرور آتا تھا ان دونون کا مقابلہ ہوا سرخاب نے تلوار ماری طہماس نے پشت سپاہ پر
روک کر جو ہاتھ صاف کو رکر اُن کا مارا سر پر اُس مغرور کے پڑا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اب تو فوج کو تلوار کے
نیچے رکھ لیا دو پہر کامل تلوار چلی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہے آخر ہر طرف سے آواز الامان کی بلند ہوئی شاہزادہ
نورالدہر نے اپنے لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اُن سب کو امان دی رؤسائے شہر حاضر ہوئے نذرین دین
شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از سر صدق کلمہ کہکر مسلمان ہوئے پہر شاہزادہ تخت پر
جلوہ افروز ہوا حکم دیا کہ جتنے بتخانے ہین وہ توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنا ہوئی آواز اذان کی چہار طرف
بلند ہوئی تمام مال بدر بن زلازل کا قبضے مین آیا خزانے مین شاہزادہ نورالدہر کے داخل کر دیا گیا
لاشین کفار کی مع سرخاب و مقاتل ایک گڑھا کھدوا کر اُسمین ڈالوا دی گئین مگر ایک عیار کہ نام اُسکا عنبر باد پا
ہے پہلے وہ انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کا ملازم تھا جب شاہزادہ نورالدہر نے طلسم فتح کیا اور
انجم جادو مارا گیا تو یہ عیار وہان سے بھاگ کر برہمن جادو کے پاس آیا اُسنے نوکر رکھ لیا آج بھی عنبر شہر قلماق کو مین
موجود تھا اُسنے دیکھا کہ سرخاب آہنی اور مقاتل دونون مارے گئے مال و اسباب بدر کا برباد ہوا اُسنے جا کر
برہمن جادو سے تمام حال بیان کیا کہ سرخاب و مقاتل مارے گئے اور مال اسباب بدر کا برباد ہوا
برہمن جادو یہ سُنتے ہی آگ ہو گئی کہا دیکھو تماشا کہ کیا ہوتا ہے اس نبیرۂ حمزہ نے میرا گھر برباد کیا بقول شخصے
گھر چڑھ کے لڑنے آیا مین ایک گوشے مین چھپی بیٹھی رہتی تھی کبھی ان لوگون سے سامنا نہین کیا کوئی آزار نہین
پہونچایا لیکن اب مجبور ہون کہ اس موسے نے میرا گھر مٹایا تو مین کب چھوڑتی ہون لیکن دو بیٹیان ہین اُسکی

اور ایک بہن ہی کہ نام ایک کا زرنگار جادو دوسری کا نام گلبدن جادو تیسری کو زرافشان جادو کہتے ہیں
سبھوں نے کہا کہ بالفعل آپ تشریف رکھیے ہم ان دونوں کو پکڑ لائینگے اور گلبدن جادو رخصت ہوئی اُسی وقت ایک
اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور صورت عقاب کی زمین پر لوٹ کر بنی پرواز کر کے طرف لشکر شاہزادہ نور الدہر
کے روانہ ہوئی جب وہاں پہونچی ایک نخل پر بیٹھ گئی شب کو فکر میں ہوئی کہ نور الدہر کو اُٹھا لیجیے سیر کرتی ہوئی
چلی آتی ہی ایک ایک خیمہ کو بخوبی دیکھتی ہی قضائے کار سعادت شاہ نے اُس دن شب ماہ کی تیاری کی تھی بیٹھا ہوا
ناچ دیکھ رہا تھا گلبدن جادو سمجھی کہ یہی نور الدہر ہی اُسوقت تک توقف کیا کہ جب تک ناچ ہوا کیا جب صحبت
برخاست ہوئی اور سعادت شاہ پلنگ پر لیٹا اُسوقت گلبدن جادو نے گلدستہ سحر مارا کہ جسکی خوشبو سے
تمام نگہبان اور پاسبان بیہوش ہو گئے گلبدن جادو سعادت شاہ کو لیکر روانہ ہوئی جسوقت جزیرہ لندق
میں پہونچی برہمن جادو سے کہا کہ لائی ہوں دشمن کو کہا سامنے لا اُسنے سعادت شاہ کو سامنے رکھا برہمن نے
خوب سے دیکھا کہا ای گلبدن یہ نور الدہر نہیں ہی میں نے بارہا اُسے دیکھا ہی میں خوب پہچانتی ہوں خیر اسے
رہنے دو پیچھے کوئی اسکا خیر خواہ ہی ہوگا گلبدن نے کہا آج جا کر نور الدہر کو لاؤنگی زرنگار جادو بولی تو کیا
لائیگی میں لاؤنگی گلبدن نے کہا اچھا لاؤ کل میں بھی چلوں دونوں شب کے وقت ایک ایک سردار کو
دیکھتی ہوئی چلی آتی ہیں زرنگار جادو کی نظر طہماس پر پڑی دل سے کہا ہو نہو یہی نور الدہر ہو کیونکہ یہی سب
سے زبردست اور قوی معلوم ہوتا ہی یہ خیال کر کے گلہ میں پنجہ ڈالکر اُٹھا لیگئی گلبدن نے کیوان انجم سپاہ کو دیکھا
کہ شان و شوکت پر نور الدہر کا دھوکا ہوا گلبدن کیوان کو اُٹھا لائی سامنے برہمن جادو کے لیجا کر
رکھدیا برہمن نے دیکھا کہا ارے سردار ہیں کچھ نور الدہر نہیں ہی ان دونوں کو بھی زندانخانے میں بھیجدیا
آج سیمتن جادو نے کہا کہ میں جا کر نور الدہر کو لاؤنگی اور تھوڑی سی مٹی اُٹھا کے کچھ اسم دم کر کے شالوں پر ملی
پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے خیمہ و بارگاہ میں دیکھتی چلی آتی ہی کہ ایک بارگاہ نہایت
آراستہ و پیراستہ دیکھی کہ جسکا شمسہ مثل خورشید عالمتاب کے درخشاں تھا اندر اُس بارگاہ کے گئی اور
دو سرداروں کو لیگئی کہ نام ایک کا صدر ران ماہ منظر اور دوسرے کا دراج در در گوش تھا لیجا کر
برہمن جادو کو دکھایا اُسنے کہا یہ میرے جاسوس نہ تھے گا مگر یہاں شاہزادہ نور الدہر کو روز خبر پہنچتی ہی
کہ آج فلاں سردار گم ہو گیا اور آج فلاں بادشاہ غائب ہو گیا شاہزادے نے عیاروں پر تاکید کی کہ تلاش کرو
وہ سب تلاش کرتے ہیں عیاروں کو کمینگاہ میں بٹھاتے ہیں مگر انکو کوئی لیجانیوالا نظر نہیں آتا ناچار ہر روز ناصدا
سے آکر حال بیان کرتے ہیں کہ ہم ہر چند تلاش کرتے ہیں ہمکو خبر نہیں معلوم ہوتا کوئی آسمان سے آتا ہی یا زمین سے
نکلتا ہی مگر ہم بلائے ارضی و سماوی سے مجبور ہیں مگر وہاں وہ دونوں جادوگرنیاں روز آتی ہیں اور ایک دو
سرداروں کو اُٹھا لیجاتی ہیں برہمن نے عاجز ہو کر کہا کہ ارے تم ان سب کو لائیں مگر ابتک نور الدہر اور وہ
دیوانہ بانی فساد نہ گرفتار ہوا زرافشان جادو نے کہا کہ آپ مجھے شکل شمائل کا پتا دیجیے آج میں جاکر لے آؤنگی
برہمن نے دونوں کے نقشے کھینچ دیے زرافشان جادو زمین پر لوٹی اور صورت باز کی بنکر روانہ ہوئی اُس روز
اسد بن کرب غازی تیر کمان ہاتھ میں لیے واسطے حفاظت شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھا ہی شاہزادہ
نور الدہر اسد سے باتیں کرتے کرتے سو گیا زرافشان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ نور الدہر تو سو رہا ہی
اور وہی دیوانہ تیر و کمان ہاتھ میں لیے ہوئے طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی بس اسنے کچھ اسم سحر کا دم کیا اور ڈالنے لگی

اسد پر بار سے کہوا سے سو گیا زر افشان جادو نے ایک ہاتھ کمر میں اسد کے ڈالا اور دوسرا
ہاتھ کمر میں شاہزادہ نور الدہر کے دیا اور وہاں سے اڑی ایک قریب باغ کے خدمت میں برہمن جادو کے پہنچی
برہمن نور الدہر کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور اسکو لیکر تنہائی میں آئی ہوشیار کیا اور کہا کہ اے نور الدہر تو نے
سرخاب و مقاتل کو مارا شہر قلماق کوہ کو برباد کیا مال و اسباب بدر کا لوٹا میں نے تجھے قتل کرنے کو بلایا ہے
مگر کیا کروں دل میرا تجھ پر مائل ہے تو مطلب دلی میرا حاصل کر جو تیری مراد ہو گی وہ میں بر لاؤنگی نور الدہر نے کہا
اے برہمن جادو ہمارے خاندان میں کوئی ساحرہ سے صحبت نہیں ہوا تجھ سے مطلب دل نہ پاؤ گی پھر آ کے کہا اسنے کہا
تو مارا جائیگا جواب دیا کہ جان دینا گوارا ہے اسنے برہم ہو کر کہا کہ ارے اسے زندان میں لیجاؤ اور زر افشان
جادو سے کہا کہ ہاں اس دیوانے کو میرے سامنے لاؤ کہ جسنے تمام دنیا میں [illegible] کیا ہے سرخاب و مقاتل
کو مارا ہے زر افشان جادو اسد کو لائی اسد بیہوش تھا برہمن نے جو صورت زیبا اسد کی دیکھی بیدل ہو گئی
زر افشان جادو نے صحبت خاص کی اور اپنے کیا ایک حسین بنا کر بیٹھی اسد کو اسم پڑھ کر ہوشیار کیا اسد جو
ہوش میں آیا سامنے ایک نازنین خوبصورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا اپنے دل میں کہا کہ یہ ساحرہ جادوگرنی ہے
اور اسی نے سب کو گرفتار کر دیا ہے اسکو مارا چاہیے اٹھکر سلام کیا اور کہا کہ کیا آپ نے بلایا برہمن جادو
نے کہا ہاں میں نے تجھکو گرفتار کیا نور الدہر اور اسکے سرداروں کو بھی گرفتار کر لیا ہے اسلیے کہ [illegible]
سرخاب و مقاتل کو تم سب نے [illegible] مگر تجھے جو دیکھا دل میرا تجھ پر آ گیا جو تو اپنے وصل سے دل میرا شاد کرے
تو تجھے اور سب کو قید سے چھوڑ دونگی اور جو کہیگا وہ بجا لاؤنگی اور اگر انکار کیا تو مفت میں مارا جائیگا کہ
یہ سب مارے جائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اسد شاگرد حمزہ کا ہوشیار عیار ہو کہا کہ اے ملکہ میں تو
میں اور [illegible] سے سنکر [illegible] نادیدہ عاشق ہوا آرزو تھی کہ کسطرح آپکو دیکھوں [illegible]
پہونچوں کہ میری قسمت سے رسائی ہوئی کہ آپ نے خود مجھے بلا لیا میرے جگر کو دل سے [illegible] برہمن جادو
یہ سنکے محبت آمیز سے شاد و خرم ہو گئی زر افشان جادو سے کہا کہ تو اپنا اسپر [illegible] کہ میرا عاشق ہے
اسنے کہا بہت خوب اور اسی وقت اپنا [illegible] کیا کہ اسد کے ہاتھ پاؤں میں طاقت آ گئی پھر اثر سحر کا باقی نہ رہا
جا کر پاس برہمن جادو کے بیٹھا وہ اور بھی خوش ہوئی اور شراب طلب کی زر افشان جادو نے گلابی پیالہ ساغر
سب کچھ حاضر کیا برہمن نے اپنے ہاتھ سے ایک جام لبریز کیا اور سامنے اسد کے لائی اسد نے [illegible]
یہ شعر پڑھ کر جام پی لیا شعر دل ہو وہ چشم مست ہو ہر شراب ہو کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو اسد کی
اس عشق آمیز حرکت پر برہمن جادو اور بھی جاتی رہی اب اسد نے گلابی اپنے ہاتھ میں لی اور جام لبریز
کر کے برہمن جادو کو دیا وہ بھی پی گئی اسد نے کئی جام پلا کر اسے خوب مست کیا قضا سے کا [illegible] شعر دل
بھی ایک کنیز کی صورت بنا ہوا وہاں موجود تھا جب دیکھا کہ اسد خود عیاری کر رہا ہے چپ ہو رہا شاہزادہ
نور الدہر اور جملہ سردار اس صحبت میں موجود تھے مگر گرفتار سحر اسد حکمت عملی سے چھپا ہوا تھا مگر برہمن جادو
نے مست ہو کر ہاتھ گلے میں اسد کے ڈال دیے اور بوسے لینے لگی اسد بھی بوسے اسکی دہن کے لیتا
ہو مگر چپ ہی آخر کار اسد نے اسے گودی میں اٹھایا پلنگ پر لا کر ڈالا شلوار بند کو توڑ ڈالا برہمن جادو
سمجھی کہ اب مطلب دلی حاصل ہوگا اسد نے اسے برہنہ کیا [illegible] کرنے لگی کہ یہ تو کیا کرتا ہے اسد
چڑھ بیٹھا چھاتی پر اسکے حلقہ مارا کہ پسلیاں ٹوٹ گئیں [illegible] دبا لیا کہ روح قفس اسکی [illegible]

راستہ پاکر راہی سفر ہوئی پس ایک شور و غل ہوا آندھی چلی پانی برسا بیراسکے خاک اڑایا کیے مگر کچھ نہ ہوسکا آخر
آواز آئی کشتی مرا نام من بہمن جادو بود حیف جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم سیمتن جادو نے جو دیکھا کہ اسد
نے بہمن جادو کو مار ڈالا پکاری او دیوانے غضب کیا تو نے کہ ان کو میری مار ڈالا کب چھوڑتی ہون یہ کہکر
اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا تھا کہ پشت پر سے ضرغام شیردل نے خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے گلبدن جادو
پکاری ارے موذی ستمگر ہمارا برباد کر دیا میری ماں اور بہن دونوں کو مارا یہ کہکر چلی تھی کہ اسد تیر کمان سے
لا چکا تھا اب جو مارتا ہے سینے پر گلبدن کے پڑا کہ پشت سے پار گذر گیا یہ بھی گر کر تڑپنے لگی زرنگار جادو نے
دیکھا کہ سب مارے گئے اسنے پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلی تھی کہ خیر اسوقت تو مین جاتی ہون مگر سمجھا جائیگا
کہ ضرغام شیردل نے پتھر منجنیق مین رکھکر مارا کہ سر پر اس ساحرہ کے پڑا پتھرا کر زمین پر گری ضرغام نے خنجر سے
سر اسکا کاٹ لیا مگر زر افشان جادو پہر مار کر غرق زمین ہوکر بھاگی اسکا حال بر وقت گذارش ہوگا یہان
سب سردار قید سے چھوٹے دوڑ دوڑ کر جتنی عورتین تھین سب کو پکڑ لیا گلے دبائے کہ سحر نہ کر سکین جو سحر
نہ جانتی تھین وہ تو بچین باقی سب جادوگرنیان ماری گئین اب اسد نے سب کو مسلمان کیا یکایک یہ خبر
مشتہر ہوئی کہ بہمن جادو اپنے ہمراہیون سمیت ماری گئی تمام رؤسائے جزیرہ فندق حاضر ہوئے سلام کیا
ملازمت حاصل کی شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا سب مسلمان ہوئے تمام خزانہ بدر و بہمن کا
نور الدہر کے سپرد کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹے مسجدون کی بنا پڑی اب نور الدہر نے
عرضی ہرمز تاجدار کو لکھی کہ بفضل خدا سے بہمن جادو کو مع لواحقین مارا حضور یہان تشریف فرما ہون
یہان کی سیر کیجیے تو فتح نامہ روانہ ہو دن ضرغام شیردل کو وہ عرضی دیکر روانہ کیا یہان ہرمز تاجدار اور
سب سردار نور الدہر کے جو باقی تھے حیران و پریشان تھے کہ یہ آفت یکایک کیا آگئی کہ نور الدہر اور اسد
بھی غائب ہو گئے چہار طرف لوگ ڈھونڈتے پھرتے ہین کہین سراغ نہین لگتا ساتوان دن تھا کہ
ضرغام عرضی لیے ہوئے پہونچا ہرمز تاجدار کو سلام کیا عرضی گذرانی اور باقی حال بھی بیان کیا عرضی بھی
پڑھی گئی سب سنکر خوش و محظوظ ہوئے ہرمز تاجدار نے ضرغام کو خلعت دیا اور بہت نوازش فرمائی اور
حکم کیا کہ پیشخیمہ جزیرہ فندق کو روانہ کرو دوسرے دن کوچ کرکے روانہ ہوئے جب قریب پہونچے نور الدہر
مستقبال کو آیا اپنے ہمراہ لیگیا مکان مین بہمن جادو کے تخت حکومت پر بٹھایا شہر کی سیر کروائی جشن کیا
بعد اسکے صدر ان راہ منتظر کو وہان کا حاکم کیا دراج در در گوش کو شہر قلاق کوہ کی حکومت بخشی اور
تاکید کی کہ دشمنون سے خوب ہوشیار رہنا اور آپ کوچ کرکے فتح نامہ کو روانہ ہوا پانچوین منزل تھی کہ کئی افسران
فوج غائب ہو گئے شاہزادہ نور الدہر نے وہین مقام کیا اور حکم تاکیدی دیا کہ ہرکارے جاکر خبر دریافت کرین
کہ یہ کیا سانحہ ہے کوئی بلا یہان کہین ہے عیار چہار طرف خبر کو گئے دوسرے دن آکر عرض کیا کہ اے شہریار یہان سے
چالیس کوس پر ایک پہاڑ ہے وہان ایک دیو رہتا ہے کہ قرات اسکا نام ہے اسکے سبب سے یہ راہ مسدود ہے
جہان آدمی اس لاح مین نکل آیا اور وہ پکڑ لیگیا اور کھاگیا نور الدہر نے کہا ابھی جاکر اسے مارونگا ہرچند
اسد اور طہماس نے کہا کہ غلام آپ کے کافی ہین اس ایسے ہزار دیوون کو مار لینگے لیکن نہ مانا اور کہا
کہ ابھی اسمین ارادہ کر چکا ہر چہ باداباد یہ کہکر تنہا روانہ ہوا جب وہان پہونچا پہاڑ پر چڑھ گیا جاکر دیکھا تو
ایک سنگ پر دیو پڑا سو رہا ہے اور سامنے ایک مکان ہے اور اسمین کچھ آدمی معلوم ہوتے ہین

نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او کافر دم آرا اُٹھ کہ ملک الموت تجھے یاد کرتا ہی دیو قہراست خواب غفلت سے بیدار ہوا
دیکھا ایک آدمزاد کو کہ نہایت خوبصورت فربہ تیار کھڑا ہوا ہی قہراست پکارا ای آدمزاد تجھکو خداوند ابلیس نے
میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہی شاہزادے نے کہا کہ مین جان نکالنے آیا ہون یہ سُنکر دیو نے ایک چنگھاڑ ماری
کہ زمین ہلا گئی اور دونون ہاتھ مارے کہ شاہزادے کو اُٹھا کر حلق مین رکھ لے نورالدہر نے ہاتھ اُس نابکار
کے پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مُنھ کے بل سامنے آیا ایک گھونسا مارا کہ ہاتھ سر مین گھس گیا مغز اُسکا پریشان ہو گیا
دیو چیخ کھا کر زمین پر گرا اور تڑپا کہ پہاڑ ہلنے لگا آخر مر گیا وہ لوگ جو سامنے کھڑے تھے آکر قدمون پر گرے کہ
شہریار آپ نے کار نمایان کیا کہا کہ تمہی ہمارے عزیزون نے ہزار ہا دیو مارے ہین مال جو اُس دیو کا تھا
شاہزادے نے اپنے قبضے مین کیا اُن لوگون کو تلقین بدین اسلام کیا وہ سب مسلمان ہوے وہان سے
شاہزادہ اپنے لشکر مین آیا جن لوگون کو کہ دیو پکڑ کر لیگیا تھا اُنکو شاہزادہ اپنے ہمراہ لایا پھر کوچ کر کے
طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا لیکن حال بیان ہوتا ہی بدر بن زلازل کا کہ یہ واسطے مدد لقا کے طرف فرعونیہ
کے روانہ ہوا تھا کوچ بکوچ چلا جاتا تھا اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ سرخاب آہنی اور مقاتل زرین کمر
ہاتھ سے اسد و طہماس رفیقان نورالدہر کے مارے گئے بدر یہ سُنکر بہت برہم ہوا اُس روز اپنے وہین
مقام کیا کہ دوسرے روز خبر قتل برہمن جادو کی پہونچی بدر نے یہ سُنتے ہی مُنھ اپنا پیٹ لیا کہا غضب ہوا
ارے کمینے برہمن کو مارا ہرکارون نے بیان کیا کہ اسد نے عیاری کرکے مارا بدر نے کہا اب مین فرعونیہ
کو جا کر کیا کرونگا پہلے اس حمزہ کا کام تمام کرلون تو پھر فرعونیہ کو جاؤنگا لشکر کو لیکر پلٹ پڑا دوسری منزل
تھی کہ تلق گرد و غبار بلند ہوا اور کئی ہزار علم نشان نمودار ہوے بدر اُسی جگہ اُتر پڑا اُدھر لشکر شاہزادہ
نورالدہر کا آتا تھا کہ بدر بن زلازل سد راہ ہوا ہی شاہزادے نے ادھر اپنا لشکر اُتارا بارگاہ
استادہ ہوئی شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ہر تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا شاہزادہ زنگل جواہر نگار پر
متمکن ہوا سردار چپ و راست بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ طبل جنگ لشکر مین بدر بن
زلازل کے بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ زرین
پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو
دونون لشکر معرکہ آراے کارزار ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوے سردار جنگل تخل کا ... زمین کو
ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی نقیب نقیب دیکر نکل گئے تھے کہ بدر بن زلازل مرکب کو جھکا کر میدان مین
آیا سراپا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے سہمان زنگی نے
تخت ہر تاجدار کے آیا گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی فرمایا جاؤ خداوند کریم مالک و
مختار ہی سہمان سلام کرکے بار دگر رکب پر بیٹھ کر مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی اور
مطلب حاصل نہ ہوا گرز چلا برابر رہے یہانتک کہ نوبت شمشیر کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی
سہمان نے کئی تلوارین دھوکا دیکر لگائین لیکن بدر کے چہرے کا کچھ نہ آیا جب تلوار پڑی اُسکی
اثر نہ کیا بدر نے سر بنا کر کمر کا وار کیا کہ دو ٹکڑے ہوے وہ مرد مسلمان شہید ہوا اُسکے بعد زنگی نکلا کئی
تلوارین ماری کچھ نہ ہوا آخر اُسکا بھی انجام وہی ہوا سہراب زنگی نکلا پھر کامل لڑا لیکن بدر کا کیا کرسکتا ہی
کہ اُسکے پاس نشان مرگ نہ ہی ایک مقام پر بدر نے کمر بنا کر جو سر کا وار کیا سہراب بھی شہید ہوا لاش

اس غریب کی تڑپ رہی تھی بدر رہبار طلب کیا چاہتا تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست بگرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگاف ہوا اور دل گرد سے ہزار علم نمایاں ہوئے اور لشکر بے پایاں دکھائی دیا ہرکارے گئے اور خبر دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ پرویز بن ہرمز کسرا حصار سے دس لاکھ سوار کی جمعیت سے فرعون کی مدد کو جاتا ہی ہنوز یہ نہ پہونچا تھا کہ اور گرد اڑی اور زنبور شاہ سات لاکھ کی جمعیت سے پہونچا ان دونوں کی آمد میں دن تمام ہوگیا تھا بدر بن زلازل پرویز بن ہرمز اور زنبور شاہ کو لیکر پھرا داخل بارگاہ ہوا اور سامان دعوت مہیا کیا جام شراب گردش میں آیا ناچ ہونے لگا عین صحبت میں پرویز نے کہا ای بدر یہاں جنگ و جدل کرنے سے کیا حاصل ہی بدر نے تمام حال برہمن جادو کے مارے جانے کا بیان کیا پرویز بولا کہ اگر یہاں لڑائی ہوئی اور نور الدہر مارا گیا تو لوگ کہینگے کہ نور الدہر اکیلا تھا ان سب نے ملکر مار لیا بدر نے کہا کہ اب اگر میں نہ لڑونگا تو زمانہ کہیگا کہ بدر نور الدہر سے ڈر گیا پرویز بولا کہ ای بدر ہم اس بدنامی کو اسطرح دفع کرینگے کہ کسی کو گمان تمھارے پہلو تہی کرنے کا نہ ہوگا بدر بولا آپ کو اختیار ہی پرویز نے اسی وقت ایک نامہ نور الدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ ای نبیرۂ حمزہ صاحبقران فرعونیہ یہاں سے قریب ہی لقا اور فرعون شاہ اور حمزہ سب وہیں ہیں یہاں ہمارا تمھارا لڑنا بیکار ہی فرعونیہ میں چلکر لڑیے کہ سب دیکھیں اور داد مردی و مردانگی دیں یہ نامہ لکھکر عیار کے ہاتھ نور الدہر کو بھیجا ادھر شاہزادہ نور الدہر لاشیں شمیم زنگی وغیرہ کی دفن کرا کر بارگاہ میں بیٹھا ہی افسوس اپنے رفیقوں کا کر رہا ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ قاصد نامہ لیے آیا ہی شاہزادے نے فرمایا بلاؤ قاصد سامنے آیا نامہ پیش کیا شاہزادے نے نامہ دبیر کو دیا اسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی قاصد کو خلعت دیکر رخصت کیا جواب نامے کا لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمنے تحریر کیا ہم کو منظور ہی چلو میدان فرعونیہ میں انشاء اللہ مقابلہ ہوگا قاصد سلام کر کے روانہ ہوا ادھر مہرتاب جادو کی دختر پری نے جوش کیا کہ بیٹے کو جا کر دیکھوں نور الدہر سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ایک نظر جا کر فرزند کو دیکھ چلا آؤں اور اسکو نصیحت کروں شاید راہ راست پر آجائے شاہزادے نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر میرے نزدیک جانا آپ کا اُن کافروں میں مناسب نہیں اگر اُسے اسلام لانا منظور ہوتا تو وہ خود آپکے پاس چلا آتا اور مجھے یہ خیال ہی کہ وہ گمراہ ہی ایسا نہ ہو کہ آپ سے دغا کرے مہر چہر بولا نہیں وہ میرے ساتھ بدی کیا کریگا نور الدہر نے کہا تشریف لیجائیے آپ جائیں آپ کا کام جانے میں خوشی سے اجازت نہیں دیتا مہر چہر نے کہا میں جا کر تھوڑی دیر بیٹھکر چلا آؤنگا شاہزادے نے کہا کہ اگر آپ جاتے ہیں تو رات کو وہاں نہ رہیےگا مہر چہر بولا ایسا ہی ہوگا اور چند خادم اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قریب اُسکے لشکر کے پہونچا پرویز نے سنا مہر چہر آتا ہی بہت خوش ہوا اور اُسی وقت واسطے استقبال کے روانہ ہوا اثنائے راہ میں ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ میں آیا مسند پر بٹھایا صحبت عیش گرم ہوئی ناچ ہونے لگا ایک پریوش غزل گانے لگی

غزل

این چه شوریست که در دور قمر می بینم / همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم
هر کس روز بهی می طلبد از ایام / مشکل اینست که هر روز بتر می بینم
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است / قوت دانا همه از خون جگر می بینم
هیچ الفت نه برادر به برادر دارد / هیچ رحمی نه پدر را به پسر می بینم
دختران را همه جنگ است و جدال با مادر / پسران را همه بدخواه پدر می بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان | طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن | زانکہ این پند بہ از گنج گہر می بینم

جسوقت یہ غزل اُس نازنین نے گائی عبرت در و دیوار پر چھا گئی اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پرویز نے نصیحت کرنا شروع کی کہ پدر بزرگوار تعجب ہے کہ آپ نے دین قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا ہے بس ہنر اسی مین ہے کہ مجکو بدنام نہ کیجیے اور دین قدیم اختیار کیجیے کہ سب بزرگ اسی دین پر تھے اسنے یہ سنکر کہا کہ ای فرزند تو چند کلمے سن لے اگر تجکو پسند آئین بہتر ہے نا پسند آئین خیر پھر مین نہ کہونگا پرویز بولا کہیے اُسوقت ہرمز نے کہا جسوقت تک کہ مجکو حقیقت دین اسلام کی معلوم نہ تھی اور خدا کو مین نے نہ پہچانا تھا بادیہ ضلالت مین گمراہ سرگشتہ و تباہ تھا اب پروردگار نے مجکو راہ راست پر لگایا لذت دین اسلام کی مین نے چکھی معلوم ہوا کہ یہ دین برحق ہے کیونکہ پتھر مین اتنی قدرت تو ہے نہیں کہ وہ خود حرکت کر سکے یہ سب چیزین دنیا کی جسنے خلق کی ہین وہی خدا ہے کیونکہ کوئی چیز بے بنائے نہین بنتی ہے تو معلوم ہوا کہ دنیا کا بھی کوئی بنانیوالا ہے اور وہی خدا ہے اور خدا کی یہ صفت ہے کہ مثل بندون کے نہ ہو دیکھنے اور سننے مین محتاج ناک کان کا نہ ہو اور مین اسی واسطے آیا تھا کہ تو میرا فرزند ہے تجکو بھی راہ راست پر لاؤن کہ دین اسلام قبول کرے اور شرف اسلام سے مشرف ہو کر خدمت شاہزادہ عالیوقار مین جاکر شرف سعادت دارین حاصل کرے پرویز نے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپ بجا فرماتے ہین جو کچھ آپ نے ارشاد کیا مین نے بگوش ہوش سنا صبح کو مین آپ کے ہمراہ خدمت شاہزادہ نورالدہر مین چلونگا ہرمز بہت خوش ہوا اب پرویز نے چاپلوسی اور خوشامد شروع کی اور حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھنے لگا ہرمز تعریفین خلق و مروت و جرأت و قوت کی کرنے لگا بعد اسکے ہرمز نے کہلا بھیجا کہ صبح کو پرویز کو ساتھ لیکر آؤنگا میری نصیحت اُسنے مان لی مگر پرویز نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مسلمان ہو چکا اب راہ راست پر نہ آئیگا اسکو فریب سے پکڑ لینا چاہیے کہ اتنے مین ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے پرویز نے ہرمز سے کہا کہ کچھ نوش فرمائیے ہرمز نے کہا جو تمہاری خوشی غرضکہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا لیکن پرویز نے اپنے عیار سے کہا کہ کھانا ہرمز کے لیے بیہوشی آمیز لانا اُسنے ویسا ہی کیا ہرمز نے دو چار لقمے کھائے تھے کہ پیاس معلوم ہوئی پانی طلب کیا دو تین جام برابر پیے تھے کہ بیہوش ہو گیا پرویز نے کہا بلاؤ آہنگر والے کو وہ پہلے ہی سے حاضر تھے عیار بلا لایا تھا آہنگرون نے قید شدید مین ہرمز کو اسیر کیا پرویز نے ہرمز کو صندوق مین بند کروا یا اور زبور شاہ سے کہا کہ تم اسے کسری حصار مین لیجاؤ اور اچھی طرح انکو رکھو مین آؤنگا تو سمجھ لونگا زبور شاہ اُسی وقت راتا رات قید ہرمز کی لیکر طرف کسری حصار کے روانہ ہوا لوگ ہرمز کے کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ کر نورالدہر کی خدمت مین آئے اور حال گرفتار ہونے ہرمز تاجدار کا بیان کیا اور عرض کیا کہ رات ہی کو زبور شاہ کسری حصار کو قید لیکر چلا گیا نورالدہر نے ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ مین اسی واسطے منع کرتا تھا کہ آپ نہ جائیے میرا کہنا نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس کہ ہرمز تاجدار بے ترکیب قید ہوئے اسد نے جو نورالدہر کو رنجیدہ دیکھا کہا کہ بھائی صاحب آپ کچھ ملال نہ فرمائیے مین ابھی جاکر ہرمز کو چھڑا کے لاتا ہون اور اُٹھ کر بارگاہ سے باہر آیا پشت مرکب پر بیٹھکر بوق کو دم دیا تمام قزاق اسکے رفیق جو جہان تھا جس حال مین تھا جلدی سے گھوڑے کو آراستہ کرنے لگا دوسری بوق مین سب سوار ہو گئے تیسری بوق مین چل کھڑے ہوئے ادھر تو اسد مع قزاقون تعاقب مین زبور شاہ کے جاتا ہے

اور ادھر زلور شاہ بھاگا بھاگ قید شہریار سپہر مہر تاجدار کی لیے ہوئے چلا جاتا ہی مقام نہین کرتا تیسرے روز
سب بھوکے پیاسے تھے راستے مین ایک صحرا ملا کہ نہایت سبز و خرم تھا سب وہان ٹھہرے کہ ابھی کھولا نہ
کہ عقب سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا اور آواز ابلق کی آئی اسد دلاور بارہ ہزار قزاقون سے آکر قتل کرنے لگا
اور نعرہ کیا زلور شاہ کو دیکھکر کہ باش او کمبخت نابکار کہان جاتا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو قید مہر تاجدار
کو لیجائے زلور شاہ نے دیکھا کہ دیوانہ آپہونچا عنظر عیار بھی ساتھ تھا قید مہر کی اسکے سپرد کی کہ تو لیکر جا
مین سد راہ ہوتا ہون اور اگر دیوانہ تیرا تعاقب کرے اور تجھ تک پہونچ جاوے تو تو سر مہر کا کاٹ ڈالنا
کہ دیوانہ اسکو زندہ نہ لیجاوے عنظر پشتارہ مہر کا دوش پر لگا کر روانہ ہوا زلور شاہ نے لشکر سے کہا کہ
مار لو اس دیوانے کو جانے نہ پاوے لوگ زلور شاہ کے اسد پر ٹوٹ پڑے اسد اپنی تلوار کھینچ کر اتمام
رفیق اور قزاق اسد کے کفار پر بوقین بجا بجا کر بے قتل کرنا شروع کیا لگی تلوار چلنے اسد ہر مرتبہ حملہ کر کے
طرف تخت زلور شاہ کے جاتا ہی لوگ بیچ مین آجاتے ہین آخر کار اسد قریب تخت پہونچا ایک پہلوان بھی
کہ نام اسکا سہیم بن شہیم تھا للکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی اور قریب پہونچکر تبر مارا اسد نے تبر کو قلم کیا
اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے اب اسد تلوارین مارتا ہوا پاس تخت کے پہونچا اور
آواز دی کہ او کافر بیچلا تھا مہر کو آیا مین زلور شاہ نے کہا او دیوانے تیرے ہاتھ سے کیا بچکا ہوا ہی
آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار اسد پر ماری اسد نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر
ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچکر اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ
چار ون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکین باندھ لین فوج بے سردار ہوئی شکست کھا کر بھاگی اسد
نے پوچھا او کافر بتا تو نے مہر کو کیا کیا اسنے کہا اسے عنظر عیار لیگیا اسد نے زلور شاہ کو تو باندھکر
خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی روانہ کیا آپ تعاقب مین عنظر عیار کے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور
چلا تھا کہ دیکھا سامنے عیار پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی آیا مین دیکھا اس
حرامزادے نے کہ اسد نامدار آپہونچا جلدی سے اسنے سر کاٹ کر پھینکدیا اور بھاگا اسد نے دیکھا
کہ اس ظالم نے تو غضب کیا لاش کو تو رفیقون کے سپرد کیا کہ خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی بھیجو
اور آپ پیچھے اس عیار کے چلا کہا کہ حرامزادے کہان جائیگا آپ آگے آگے تو عیار ہی اور پیچھے پیچھے اسد نامدار
گھوڑا اڑائے چلا جاتا ہی عنظر بھاگتا ہوا قریب لشکر ایرج کے پہونچا لشکر ایرج کا دامنہ کوہ مین اترا تھا
عنظر خوف سے اسد دلاور کے لشکر مین گھس آیا اسد بھی بے خوف داخل لشکر ہوا گھوڑا سرپٹ اڑائے ہوے
چلا جاتا ہی جو جو سپاہ مین آیا پامال ہوا عنظر بدحواس بارگاہ ایرج مین گھس گیا اور پکارا کہ ای ایرج نوجوان
مجھے بچانے مین دامن پناہ لینے آیا ہون ایرج نے کہا تو کون ہی کسکے خوف سے بھاگا ہی عنظر چاہتا ہی کہ حال
بیان کرے کہ غل پڑا اور اسد مع مرکب درانہ بارگاہ مین گھس آیا دیکھا عنظر کو کہ ایرج سے باتین کر رہا ہی
نعرہ کیا کہ او کافر آیا مین اور کود کر گھوڑے سے عنظر کی طرف دوڑا عنظر جلدی سے ارسلان شاہ کے تخت کے
نیچے گھس گیا اسد نے تلوار ماری کہ ارسلان شاہ کو کاٹ کر تخت کو قلم کر کے کمر عنظر کے پڑی کہ دو ٹکڑے
ہوگئے ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کو میرے مارا اور تلوار پہ ہاتھ ڈالا تھا
کہ اسد نے پھر کر جو ہاتھ تلوار ... کو کاٹ کر سر پہ پڑا کہ تیغہ تا دو ابرو اتر گیا ایرج نے دستانہ مارا

پھینکا

تلوار تو چھپا کر نکلگئی لیکن چار در خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا ایرج کو غش آگیا دلیر شباط زنگی دوڑا کہ
او دیوانے ارے یہ کیا کیا تو نے کہ بادشاہ کو مارا زبدۂ آفتاب پرستان کو زخمی کیا جا سنبھالگا کہان میرے ہاتھ سے
بچکر یہ کہکر ارہ اسد پر مارا اسد نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا کمر پہ مارا کہ مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے ہوے بہزاد مرتد نے دوڑ کر پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی شمشیر پر روکی اور
اپنا وار کیا کہ یا تو تلوار سر پر چمکی تھی یا زمین مین اُتر گئی دو ٹکڑے ہوے مرجان دریا باری دوڑا کہ ارے
غضب کیا تو نے کہ دو سردارون کو مارا ایرج نوجوان کو زخمی کیا اور دوڑ کر تلوار ماری اسد نے اسکے
حملے کو بھی رد کیا اور ہاتھ جنیو کا مارا کہ تلوار شانے پر پڑی اور زیر بغل اُتر آئی وہ بھی جہنم واصل ہوا قارن
بن بلوط چرخ گردن سے مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے ارے تو سب کو قتل کیے جاتا ہی اور چوبدست
سر پر چرخ دیکر اسد پر ماری اسد نے چوبدست کو مثل خیار قلم کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے القصہ جتنے
سردار ایرج کے تھے اُس روز اسد کے ہاتھ سے سب مارے گئے اسد لاش پر لاش گرا کر غضنفر عیار
کا کاٹ کر فتراک سے باندھ کر روانہ ہوا آفتاب پرستون نے ہجوم کیا اُدھر سے قزاق لوتقین بجا بجا کر
آپڑے لگی تلوار چلنے آفتاب پرست تو ہمیشہ کے اسد کے مارے ہوے ہین تمام بھاگ بھاگ کر در
چلے گئے اسد رفیقون سمیت صاف نکلا چلا گیا یہان جب اسد جا چکا تو مالک بن ملکون شاہ کی
جان مین جان آئی زخم سر مین ایرج کے ٹانکے لگوائے بیٹے کی لاش پر خوب رویا حال تباہ کیا آخر ارتھی اُسکی
بنوائی اور جا کر مرگھٹ مین جلا پھونک آیا اور سردارون کی لاشین اُٹھوا کر اُنکے وطنون کو روانہ کین
ایرج نے ایسا زخم کھایا تھا کہ تیسرے روز ہوش وحواس اسکے بجا ہوے اپنا علاج کرتا ہوا طرف
فرعونیہ کے روانہ ہوا اور کہا کہ جب حمزہ کو زیر کرلونگا یہ دیوانہ بھی مطیع ہو جائیگا یہان نورالدہر بارگاہ
مین بیٹھا ہوا ہی جب سے اسد گیا ہی اُسی کا تصور بندھا ہوا ہی کہہ رہا ہی کہ خدایا نے کیا ہوا اسد لقاقیہ
مین زبور شاہ کے کیا ہوا ہی لیکن ہرکارے خبر کے واسطے گئے ہوے ہین تیسرا دن ہی کہ ابراہیم بن
مالک تابوت ہرمز کا قید زبور شاہ کی لیے ہوے آیا اور حال بیان کیا کہ اسد لقاقیہ مین غضنفر عیار نے کیا ہی
نورالدہر لاش ہرمز کی دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ افسوس قضا نے اسے مہلت نہ دی پر حسرت وارمان
دنیا سے گیا بہت رویا بعد اُسکے تابوت اُسکا درست کروایا لوگون کو ساتھ کر کے طرف ملک مدائن کے روانہ کیا
اور فرمایا کہ باغ داؤدی مین دفن کرنا زبور شاہ کو زندانخانے مین بھیجا کہ صاحبقران کے سامنے دیوان اسکا
کیا جائیگا اور فکر مین غرق ہوا کہ اُسکے دوسرے روز اسد سر غضنفر کا لیے ہوے آیا اور تمام حال بیان کیا
نورالدہر گلے سے لپٹ گیا کہ بھائی جامۂ شجاعت خداوند کریم نے تیرے جسم کے لیے قطع کیا ہی اسد کا یہ کارنامہ کرد
کہ یادگار زمانہ رہیگا اُسکے دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک فرعونیہ کے روانہ ہوا اسد ایک روز بعد
وہان سے روانہ ہوا اور رسد کا سامان درست کر کے خود بھی کوچ کیا

اب دوسرے داستان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ امیر حمزہ بارگاہ مین تشریف فرما ہین ذکر خواجہ عمرو کا ہو رہا ہی کہ خواجہ کو گئے ہوے عرصہ ہوا ابتک
پھرے نہین بادشاہ نے کہا کہ وہ اپنا مال و اسباب ایرج سے لینے گیا ہی جلدی کیونکر پھریگا یہی باتین تھین
کہ صحرا سے ایک بگولہ گرد نمایان ہوا اور آواز زنگولون کی بلند ہوئی دیکھا تو وہ بن امیہ عمرو آتا ہی امیر اُسے

دیکھکر خوش ہوے عمرو نے آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا گرد پھرا اور خطوط جو خواتین معظمہ کے لایا تھا پیش کیے
خوشیان دین تمام حال باختر کا بیان کیا امیر نے کہا خواجہ کچھ مال بھی اپنا لیا عمرو نے کہا کہ بھلا گئی ہوئی
چیز کہین ملی ہی امیر نے کہا بھلا آپ کی چیز جا سکتی ہی عمرو نے کہا نہ مین تیرے ساتھ آتا نہ میرا مال تباہ ہوتا دو کرور
روپیہ چرانے کا آپ کو بھی دینا ہوگا امیر نے کہا لیجیے لیکن سچ سچ بیان کیجیے عمرو نے کہا حمزہ خوب زد و کوب کی
مین نے اور مال اپنا ایرج سے لیا کہ اسی اثنا مین داروغہ جانور خانے کا حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ
شکار ملک فرعونیہ مین بہت ہی اور جانوران صید گیر بھی خوب تیار ہین صاحبقران نے رفقا سے کہا کہ بفضل
فرعون نے مہلت ملی ہی جب تک کمک اُسکی آوے سیر و شکار مین بسر کرین سب سردار کہ مشتاق تھے مدت
سے شکار نہین کھیلا تھا عرض کیا بہت خوب تشریف لیچلیے ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین امیر نے
حکم دیا کہ ہم صبح کو شکار کے لیے جائینگے جانوران صید گیر دروازے پر حاضر ہوے دوسرے روز صاحبقران
متوجہ شکار ہوے جب ایک صحرا مین پہونچے صید افگنی مین مصروف تھے شکار کھیلتے چلے جاتے تھے کہ سامنے
سے ایک گرد بلند ہوئی اور اُس گرد سے گلۂ آہوان نمودار ہوا اور آگے آگے اُن ہرنون کے دیکھا کہ ایک
ہرن عجیب و غریب خط و خال اُسپر تھے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ قابل اسکے ہی کہ مین بادشاہ کو نذر دون
اگر تم اسے زندہ گرفتار کرو تو پانچ سو تومان مین تمھین دونگا عمرو بولا مین ابھی پکڑے لاتا ہون اور اُسکے
تعاقب مین چلا امیر بھی مقبل وفادار کو ساتھ لیے پیچھے پیچھے عمرو کے چلے جاتے تھے کہ ایک دامنہ کوہ مین پہونچے
کہ نہایت سبز و خرم تھا مگر ہوا گرم چلتی تھی امیر مرکب سے اُتر پڑے گھوڑے کو چراگاہ پر چھوڑا مقبل سے کہا کہ تو
میرے واسطے کھانا کہین سے ڈھونڈھ کر لا کہ مین نہایت بھوکا ہون مقبل تلاش مین کھانے کی روانہ ہوا امیر
زین پوش پر بیٹھے سایہ درخت کا گھنا تھا امیر سو گئے اتفاقات روزگار دیو زرین اُدھر سے جاتا تھا کہ اُسکے
بہت سے بھائی بند امیر کے ہاتھ سے مارے گئے تھے امیر کو جو سوتے دیکھا ہوا سے نیچے اُترا اچھی طرح پہچانا کہ یہ
زلزلۂ قاف ہی اپنے دل مین کہا کہ خوب دشمن میرے ہاتھ لگا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیچلا کہ بردہ قاف
مین لیجاکر اسے مارا اور کباب کرکے کھا جب یہ بلند ہوا ہوا کے فراٹے سے آنکھ امیر باتوقیر کی کھلگئی دیکھا کہ دیو
لیے جاتا ہی پوچھا کہ تو کون ہی کیون مجھے لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ میرے بھائی بندون کو تو نے قتل کیا ہی تجھکو اسلیے
لیے جاتا ہون کہ اُنکے خون کا عوض قتل کرون امیر ہاتھ مین اُسکے تڑپے زور جو کیا ہاتھ سے دیو کے چھوٹے غلطان
و پیچان دریا مین گرے مگر یہان عمرو نے تعاقب کرکے اُس ہرن کو پکڑا امیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا ادھر سے
مقبل کو آتے دیکھا مقبل جو آیا دیکھا کہ صاحبقران اپنے مقام پر نہین ہین عمرو سے پوچھا کہ صاحبقران
کہان ہین عمرو نے کہا مین کیا جانون مین تو ہرن کو پکڑنے گیا تھا تو ساتھ تھا مقبل بولا مجھے کھانا لینے کو
بھیجا تھا عمرو یہ سنکر متردد ہوا جہان صاحبقران سوتے تھے وہان آکر جو دیکھا تو نشان دیو کی انگلیون کے
زمین پر پاے مقبل سے کہا کہ دیو حمزہ کو لیگیا ہی کہ اس اثنا مین دیو زرین پھر آیا عمرو کو دیکھا اُٹھا لیگیا
کہ یہ تو حمزہ سے زیادہ ہی مقبل ضمنک سے قیطاس کو لیکر بھاگا کہ چلکر لشکر مین خبر کیجیے لیکن دیو زرین عمرو
کو لیے ہوے پہاڑ پر آیا اور کہا کہ مین تجھے بھونکے کھاؤنگا عمرو نے کہا ای عزیز مین افیون اسقدر
پیتا ہون اور دبلا پتلا اسقدر ہون کہ صرف پوست و استخوان ہین وہ بھی کثرت افیون نوشی سے تلخ
ہو گئے ہین عمرو نے ہر چند منت و عاجزی کی دیو نے نہ مانا آگ روشن کی جب عمرو کو یقین مرگ ہوا رونے لگا

دعا مانگنے لگا کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ای کارساز ای بے نیاز تو نے مجھسے کوہ سراندیب پر وعدہ
کیا تھا کہ تو جب تک اپنے منھ سے اپنی موت نہ مانگیگا ملک الموت تیرے پاس نہ آئیگا اب ملک الموت کا
سامنا ہی ہنوز دعا عمرو کی ناتمام تھی کہ دیکھا لکہ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے دیوان
مہیب صورت دکھائی دیے اور دیوونکی گردنون پر آدمی سوار ہین اور ایک تخت مرصع نگار پر ایک نقابدار
سفید پوش اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلے آتے ہین کہ دیودن نے تخت زمین پر رکھدیا نقابدار تخت پر سے
کودا اور نعرہ کیا کہ اوحرامزادے چھوڑ دے خواجہ کو آیا مین دیو زرین دوڑا کہ آ اُسمین میرا بیٹا تھا
تجھے بھی کھا ونگا اور دونون ہاتھ بڑھائے کہ نقابدار کو پکڑے نقابدار نے ہاتھ دیو کے پکڑ لیے اور ایک
گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آیا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ دیو کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر سے سر کاٹ لیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا اب نقابدار نے جا کر عمرو کو کھولا کہ دیو نے
ایک رسی کا پھندا گلے مین ڈالکر کھونٹے سے انھین باندھ دیا تھا اور کہا کہ جاؤ یہان سے عمرو نے کہا ای
نقابدار کچھ حمزہ کا حال معلوم ہی نقابدار نے کہا کہ حمزہ پردۂ ظلمات مین شہید ہوا عمرو چلایا ای نقابدار
زبان اپنی بند کر کہ امیر زندہ و سلامت ہین یہی دیو زرین عالم خواب مین انھین اُٹھا کر نہین معلوم کہان
پھینک آیا نقابدار چپ ہوا عمرو سے کہا کہ حمزہ آئے تو میری طرف سے کہدینا کہ اسایش صاحبقرانی مجھے
دیدین نہین تو بزور سر میدان چھین لونگا اور تخت اُڑا کر روانہ ہوا عمرو لشکر کی طرف چلا لیکن امیر جو دیو کے
ہاتھ سے چھوٹے ایک دریا مین گرے پہلے تو یہ زمین پر پہونچا اب جو پانی نے اُچھالا امیر شناوری کرنے لگے
امیر بڑے بڑے دریاہاے پردۂ قاف مین پیرے ہوے ہین ایک دریا کو ایک دو گھڑی کی شناوری مین
طی کیا کنارے پر پہونچے ایک بیشہ سبز و خرم دکھائی دیا اُسی بیشہ مین چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا
ایک چنار کے نیچے بہت سے زنگی بیٹھے ہوے ہین آگ روشن ہی اور کچھ آدمی مردے ہین اُنکے کباب لگا رہے ہین
آپس مین ہنس رہے ہین قلقاریان مار رہے ہین کہ اُن زنگیون نے امیر کو آتے دیکھا خوش ہو کر کہا کہ
اس آدمی کو حضرت سلیمان نے ہمارے کھانے کے واسطے بھیجا ہی دیکھو تو کیا فربہ ہی گوشت اسکا نہایت مزے کا
چربیلا ہوگا ایک زنگی اُٹھا اور نعرہ کیا کہ او آدمزاد کدھر کہان جاتا ہی تو پیر القمہ ہی صاحبقران پکارے او ناپاک
مین لقمہ سخت آدم زنگی خوار ہون تمہارے مارنے کو آیا ہون وہ زنگی غضبناک ہو کر دوڑا کہ تو ہمین دھمکاتا ہی اور
دونون ہاتھ امیر پر مارے کہ امیر کو اُٹھا لے امیر نے ہاتھ بڑھا کر دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور جھٹکا دیا کہ وہ منھ
کے بھل زمین پر گرا ایک گھونسا سر پر اُسکے مارا کہ بھیجا ناک کان کے رستے سے بہ گیا مثل مینار کے زمین پر گرا
اور زنگی جو بیٹھے تھے اُسمین سے دو زنگی امیر پر دوڑے اور دونون برابر سے حملہ آور ہوے امیر نے دونون
ہاتھ بڑھا کر دونون کی کلائیان پکڑ لین اور لفیٹے جھینک جھینک سینے دونون کی گردن مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے امیر اُن دونون کی لاشین پھینکر اور زنگیون پر دوڑے وہ بھاگے کہ میاں
یہ آدم زنگی شکار آیا ہی بھاگو یہان سے دور جاکر پکارے کہ رہ ای آدمزاد اسقدر لشکر تیرے واسطے لاتے ہین
کہ اگر ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت نہ لیجا سکیگا یہ کہکر بھاگ چلے گئے امیر بیشہ کی سیر مین مصروف تھے
کہ گرد بلند ہوئی اور چالیس زنگی دراز قد پیدا ہوے اور پکارے کہ ای آدمزاد تو نے ہمارے بھائیون کو
مارا ہی کہان جائیگا اور دوڑے امیر پر امیر اُنپر دوڑے ابھی لڑائی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک زنگی

اُنکا سردار تھا اُسنے زنگیون کو منع کیا کہ خبردار اس شخص سے نہ لڑو کہ بادشاہ نے اسے بُلایا ہی وہ زنگی حکم سے اپنے
سردار کے رُکے مگر سردار زنگیون کا سامنے امیر کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ خبر آپکی ہمارے بادشاہ کو پہونچی
اُسنے ہمین آپ کے لینے کو بھیجا ہی فرمایا چلو ہم چلتے ہین زنگی تخت لیکر آے امیر کو اُسپر سوار کیا لیکر چلے تھوڑی دور
اُس بیشے سے آے تھے کہ ہشتاد زنگی دکھائی دیے کہ صف باندھے کھڑے ہین اور چار ہاتھیون پر تخت کسا ہی
اور ایک زنگی قوی ہیکل درشت چنگال تکیہ لگاے ہوے بیٹھا ہی امیر نے جو اُسے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا
اُسنے جواب سلام دیا اور کہا کہ آپ کون ہین اپنے حسب و نسب سے مجکو آگاہ کیجیے امیر نے تمام حال اپنا بیان کیا
جب اُسنے جانا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہین تخت سے اُترا دوسری مرتبہ باادب ہوکر سلام کیا اور عرض کیا کہ
ای شہریار عفو تقصیر کا امیدوار ہون مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا اور اپنے ساتھ امیر کو شہر مین لایا بارگاہ مین
لاکر تخت پہ بٹھایا مانند ملازمون کے خدمت کرنے لگا امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر برابر بٹھا لیا پوچھا کہ نام تمھارا
کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مجھے نریمان زنگی کہتے ہین نام اس شہر کا ہنروانہ ہی نام بیشے کا رمانیہ ہی اور یہ شہر
مجھے حضرت سلیمان نے بخشا ہی اُن پیغمبر کا یہان معجزہ ہی اور نزدیک اس شہر کے آصف بن برخیا نے ایک
ملک بنایا ہی اور وہان ایک مکان بنایا ہی سنگ مرمر کے صفحے بچھاے ہین اور اُسپر ایک تخت رکھا ہی اور ایک آدمی کے
شکل کا پتلا بنا کر اُسپر بٹھایا ہی جب شام ہوتی ہی تو چار فرسنگ تک کے جانور چرند و پرند جمع ہوتے ہین اور
اُس صورت پہ صدقے ہوتے ہین صبح کو اُس صورت سنگی سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی کہ سب جانور چلے جاتے ہین
کوئی نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی اگر آپ اس اسرار کو مجھپر ظاہر کرین تو مین غلامی آپکی اختیار کرون امیر نے
فرمایا تم مجکو وہان لیچلو اُس مکان کو دکھاؤ نریمان زنگی امیر کو ساتھ لیکر وہین آیا کہ جسکی تعریف کی تھی امیر
وہان ایک روز ایک شب رہے جو کچھ نریمان سے سُنا تھا سب آنکھون سے دیکھا امیر نے نریمان سے کہا
کہ ہمارے لیے سفید راوٹی استادہ کرادو اُسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی امیر وضو کرکے
اندر راوٹی کے داخل ہوے اور دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنا شروع کیا کہ ای خالق عالم مجکو اس
راز سے آگاہ کر بہت الحاح و زاری کی قریب صبح آنکھ لگگئی خواب مین حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہ السلام
کو دیکھا امیر نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت حال اس مکان حیرت نشان کا معلوم ہو کہ کیا سبب ہی
کہ رات بھر جانوران چرند و پرند اُس تصویر سنگی پہ تصدق ہوا کرتے ہین صبح کو صدا اُس تصویر سنگی کی
سنکر چلے جاتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند جب وقت موت میری قریب ہوا مجکو خیال گذرا کہ انگوٹھی میری میرے
مرنے کے بعد جسکے ہاتھ لگے گی وہ دعوی خدائی کا کرنے لگیگا اس انگوٹھی کے چھپانے کو یہ جگہ مین نے تجویز کی
اُس بت کے نیچے وہ انگوٹھی رکھی ہی اور طلسم بند ہوا دیا ہی صبح کو اُٹھکر تم اُس تخت کی طرف متوجہ ہونا جسوقت
قریب پہونچوگے تخت کے نیچے سے ایک اژدہا پیدا ہوگا اور وہ قطعہ آتشین تمپر چھوڑیگا خبردار ڈرنا نہین اُس
اژدہے کے منھ مین کود پڑنا ایک مکان مین پہونچوگے کہ تمام مکان سنگ مرمر کا ہی اور چھت مین اُسکے ایک میخ
طلائی نصب ہی اُسمین صندوق چوب صندل کا آویزان ہی اُسکو کھولکر انگوٹھی نکال لینا جہان وہ انگوٹھی ہوگی
جانور بھی وہین آئینگے یہ فرماکر حضرت نظر سے غائب ہوگئے امیر خواب سے چونکے نماز صبح پڑھی سجدۂ شکر بجا لاکر
عبادتخانے سے باہر تشریف لاے احوال نریمان زنگی سے بیان کیا وہ متفکر چپ ہوا فرمایا عدد بر و مددگار سے
انگوٹھی لاکر تمکو دکھا دینگے مگر ای نریمان مجھے اژدہا نگلجاے تو تم کچھ اندیشہ نہ کرنا کہ یہ علامت طلسم فتح کرنے کی ہی

پھر کر اُسی تخت کی طرف راہی ہوے قریب اُسکے پہونچے تھے کہ زیر تخت سے اژدہا قلابہ آتشین چھم ازبین اد
نمودار ہوا منہ کھولکر صاحبقران کی طرف دوڑا امیر جست کرکے اژدہے کے منھ مین کود پڑے نزبیان لیسون کو
دیکھا کہ ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پرکالہ ہاے آتش اُڑنے لگے تمام مکان دھوان دھار ہونے
لگا امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مکان بہت تکلف کا ہی صندوق بیچ طلائی مین لٹکا ہی امیر نے دردِ دبا کہ اس
صندوق کو اُتارا اسے کھولکر انگوٹھی نکالی دیکھا کہ اسم اعظم اُسپر کندہ ہی امیر انگوٹھی لیکر باہر آے اور انگوٹھی
نزہیان کو دکھائی اور اسم اعظم پڑھا کہ سب چرند و پرند اُسی وقت حاضر ہوے نزہیان زنگی نے قدمون کو
بوسہ دیا حلقہ بگوش ہوا امیر نے پھر جو اسم پڑھا تو ایک شیر اٹھارہ ہاتھ کا پیدا ہوا امیر اُسپر سوار ہوے اور
صحراے لق و دق مین جاکر اُس انگوٹھی کو دفن کردیا پھر وہانسے آے نزہیان زنگی شہر مین لایا دعوت کی
امیر دو روز یہان رہکر نزہیان کو ساتھ لیکر وہانسے اپنے لشکر کو روانہ ہوے جب قریب پہونچے ہرکارون
نے خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ صاحبقران باقبال تشریف لاتے ہین بادشاہ یہ سنکر خوش ہوگئے اور جملہ
سردارون سمیت واسطے استقبال کے آے امیر نے رستے مین بادشاہ کی ملازمت حاصل کی لشکر مین
بادشاہ کے قدمبوس ہوے بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوے بادشاہ نے فرمایا ہمکو بڑی تشویش
تھی جب سے عمرو نے آکر بیان کیا کہ امیر کو دیو اُٹھا لیگیا ہی ہر طرف ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے عمرو نے
کہا کہ نقابدار نے دیو زرین کو مار ڈالا اور پیغام دیا ہی کہ اسکے صاحبقرانی دیدہ و نہین تو ہم میدان
بزور شمشیر آکر لے لونگا امیر نے کہا خواجہ ایسے کلام واہیات مزخرفات بہت سے سنے ہین عمرو بولا کہ حمزہ اب
چار صاحبقران وہ جو آگے ہین تورج و خورشید و داراب و ایرج خصوصًا ایرج جو سب پر
غالب ہی اُنکی تو کچھ فکر کرو فرمایا خواجہ خدا جو بہتر جانیگا وہ کریگا غرضکہ تیسرا دن تھا امیر کو آے ہوے صحبت
عیش مین بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی نامیان خیبری و تومیان خیبری دوڑی ہوئی آئی دعاے
ترقی جاہ و جلال دیکر عرض کیا کہ داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان آ پہونچا امیر نے عمرو سے
کہا خواجہ خبر لاؤ عمرو یہان سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لندھور مع لشکر غلہ و اجناس
لیے ہوے آتا ہی عمرو لندھور پاس آیا لندھور نے سلام کیا حال صاحبقران باقبال کا پوچھا عمرو بولا
کہ اے لندھور حمزہ تجھسے نہایت بیزار ہی خبر جو سنی ہی کہ شہر فرنگوشیہ اور اختم قتل ہوا اور لندھور
دیکھا کیا اس سبب سے نہایت بیزار ہین لندھور بولا کہ خواجہ کوئی صورت صفائی کی نکالو ہمیشہ تمھارا خادم
ہون عمرو پکارا اے ہندی اس کام کو روپیہ چاہیے مفت ایسے کام نہین ہوتے ہین لندھور بولا خواجہ جو
کچھ روپیہ میرے پاس تھا مین قلعہ ذوالامان پر آپ کو دیچکا اس آمد و رفت مین میرا بہت کچھ صرف ہوا اب
میرے پاس کیا ہی ہان کچھ پان کھانے کو حاضر کرونگا اور پانچ ہزار روپیہ منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے لیکر روپیہ
تو نذر زنبیل کیا اور وہانسے خدمت امیر مین آیا کہا کہ حمزہ تو کس خیال مین بیٹھا ہی لندھور ایرج پر
عاشق ہوا ہی تجھسے لڑنے آتا ہی بڑا لشکر اُسکے ساتھ ہی فرمایا کہ خواجہ وہ میرا یار ہی براے خدا میری
اُسکے صفائی کرا دو عمرو بولا مجھسے کیا ہوگا مین نے ہرچند اُسے سمجھایا وہ نہین سمجھتا فرمایا کہ ابھی دس ہزار
روپیہ مجھسے لو اور مجھسے اُس سے صلح کرا دو عمرو بولا ایک طرح سے صفائی ہوتی ہی جو آپ اُسکے استقبال کے
فرمایا کہ ابھی سر کے بل چلونگا عمرو نے دس ہزار روپیہ امیر سے لیے امیر سرداران سمیت استقبال کے

انکا سردار ہوئے عمرو پیشتر لندھور کے پاس آیا کہ مین حمزہ کو تیرے استقبال کے واسطے لایا ہون لندھور گلے سے لگا ایسا خوش ہوا پانچہزار روپیہ عمرو کو اور دیئے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر امیر کشورگیر کے سامنے آیا سلام کر اپنے پیرون پر جھکا امیر نے اُسے گلے سے لگایا فرمایا کشتی مین بدل تجھسے راضی ہون اور ساتھ لیکر وہانسے روانہ ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے لندھور نے بادشاہ کو مجرا کیا نذر گذرانی پایہ تخت کو بوسہ دیا اپنے دنگل پر بیٹھا امیر نے حال ایرج کا پوچھا لندھور نے تمام سرگذشت بیان کی عرض کی شہریار بیدرد قلعہ جو قتل ہوئے تو اسد کے ورغلانے سے کیونکہ اُسکا ایک عداوت قلبی ایرج کے ساتھ تھی تو کون کو بہکایا ایرج کی بیعت نہ کرنے دی یہانتک کہ شہر فرنگو شیہ قتل ہوا اور اغشتم کی بھی یہی صورت ہوئی فرمایا کہ بھئی تم آجتک میرے حکم سے ایرج کی بیعت مین رہے میرے کہنے سے باہر نہ ہوئے مین تمسے بہت راضی ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے بادشاہی بجالانے کے عرض کیا آپکے فرزند عرب اسد دلاور بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آتا ہے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ بارگاہ اسکے ہاتھ کیونکر آئی اُسنے تمام حال عرض کیا کہ یہ اپنے باپ کو دغا دیکر لے آیا ہے امیر نے تبسم کیا لیکن غضنفر بہت سے تحفے اور اسباب لیے ہوئے آیا سلام کیا بادشاہ کے گرد پھرا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُسکے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا خلعت عنایت کیا فرمایا کہ بھئی دادا کی قدمبوسی کر غضنفر کرب دلاور سے آکر لپٹا کرب نے بھی بہت مہربانی کی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی دوسرے روز خبر آئی کہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری تمام حرم محترم کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے امیر نے کل سردارونکو واسطے استقبال کے بھیجا سب گئے استقبال کرکے قاسم کو لائے قاسم نے آکر سلام کیا پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا نذر گذرانی بادشاہ نے خلعت سے سرفراز فرمایا اب قاسم نے عالمشاہ کی قدمبوسی حاصل کی امیر اندر محل کے گئے سب خواتین کو دیکھا ہر ایک دوڑ دوڑکر قدمون سے لپٹی صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا بدیع الزمان و عالمشاہ بھی ہمراہ امیر کے آئے اپنی ماں کے قدمبوس ہوئے وہ گرد پھرین تصدق ہوئین رات بھر عجب صحبت رہی جو باتین تھین وہ ادا ہوئین صبح کو امیر بارگاہ فلک اشتباہ مین بصد حشمت و جاہ دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہوئے تمام سردار جمع تھے کہ نامیان خبری تو میان خبری سخن طلبی ابوالفتح اصفہانی وغیرہ [illegible] آئے بعد دعا و ثنا کے بادشاہی بجا کر عرض کیا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان آپہونچا امیر نے فرمایا سب سردار واسطے استقبال کے جاوین بدیع الزمان پہلے آکر بیٹے سے ملا شاہزادہ قدمون سے لپٹا خاک قدم ملی دیکھا چشم کی پھر تو تمام سردار پہونچے شاہزادے سے ملے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے نور الدہر نے پایہ تخت کو بوسہ دیا نذر گذرانی جو جو تحفے لایا تھا پیش کیے امیر کے قدمون سے لپٹا امیر نے مثل جان کے آغوش مین لیا پیشانی چومی اسد کا حال پوچھا کہ وہ تمہارے ساتھ کیون نہ آیا شاہزادے نے تمام حال اسد کا بیان کیا کہ شہریار جو جو کارنمایان اسد سے ہوئے وہ رستم سے بھی نہ ہوتے اب وہ نذر کرنیکو بھی ہو چکا ہے غلہ ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے امیر خوش ہوئے کہ اتنے مین ضرغام شیردل پہونچا اور عرض کیا کہ اسد شیردل آپہونچا امیر نہایت خوش ہوئے کہ غضنفر بہت مضطر ہوا امیر سے عرض کیا کہ غلام کو پدر بزرگوار مار ڈالینگے امیر نے فرمایا تم گھبراؤ نہ مین خطا تمہاری معاف کروا دونگا اور فرمایا لاؤ اشقر کو مین خود اسد کے استقبال کو جاؤنگا اُسی وقت اشقر حاضر ہوا امیر کشورگیر مرکب پر بیٹھکر اسد کے استقبال کو گئے تمام سردار

ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اثنائے راہ میں اسد نے صاحبقران کو آتے دیکھا بلند کرب سے کود از زین اتر
چومی سلام کیا کوئی سو قدم اسد بڑھا کہ امیر بھی پیادہ ہوئے تمام سردار بھی پیادہ ہوئے اسد نے چاہا کہ قدموں کو
صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے سر اسد کا دونوں ہاتھوں میں لیا اور جھککر پشت کو بوسہ دیا سب سرداروں نے
آکر آنکھیں اپنی پشت اسد سے رگڑیں ایک ایک گرد پھر القصدق ہوا اسد نے ارادہ کیا کہ امیر کے بلا گردان
ہوں امیر نے فرمایا کہ بھئی تم نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہو تمکو یہ امر زیبا نہیں ہے ہم جہاں تک ہو سکے تمہاری
بزرگی کریں تو بجا ہے اور خوب اسد سے بغلگیر ہوئے پھر کرب سے کہا کہ بھئی میں اس فرزند شیر دل سے بہت راضی
ہوں خدا بھی اس سے راضی ہو اور بھئی یہ نظر کردہ شاہ مردان ہو چکا ہے کرب نے بھی اسد کو گلے سے لگایا آنکھیں
چومی اسد کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند میں نے جو کچھ مال و اسباب کہ سکندر رومی ہیکلان عاد کا تھا ایسے شبخون
مارکر پیدا کیا ہے وہ سب میں نے تجھے بخشا اور مرکب ابرش گل اندام سکندری بھی بخش دیا اور تنفیر کہوس عاد
بھی سے اسد نے سلام کیا اور ہمراہ امیر کے بارگاہ میں آیا بادشاہ دروازے پر استقبال کے واسطے کھڑے تھے
اسد نے سلام کیا دوڑ کر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پشت کو اسکی بوسہ دیا گلے لگایا پھر تو تمام سرداران اسد سے ملے
امیر نے غضنفر کو قدموں پر اسد کے گرایا فرمایا کہ بھئی یہ تمہارا فرزند ہے خطا اسکی معاف کرو اسد نے اُسے اُٹھا لیا
گلے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا آکر اپنے دنگل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی لشکر کا رہنے فرعون والقا کے لگے ہوئے تھے
انہوں نے خبر پہونچائی کہ لشکر حمزہ کا دونا ہو گیا بارگاہ سلیمانی بھی آگئی اولاد حمزہ جو باختر میں تھی وہ سب آگئی اور
ایک ایک لشکر بے پایان فوج فراوان لیکر آیا ہے وہ دونوں کافر بولے کچھ اندیشہ نہیں ہے فرعون نے ہیرو شاہ
سے کہا کہ اپنے لشکر سے کہو کہ اسباب جنگ مہیا کرے ہرکاروں نے خبر حمزہ صاحبقران کو پہونچائی امیر نے
عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ کافر فرعون بلندی پر بیٹھے گا اور بادشاہ اسلام بہت پست ہونگے کوئی صورت ایسی نکالو
کہ تخت بادشاہی گنبد مینائی سے پست نہ رہے عمرو نے کہا حمزہ اسے روپیہ چاہیے مزدور لگائے جائیں فرمایا
پانچ ہزار روپیہ تو انعام کا تم لو اور جتنا روپیہ مزدوروں میں صرف ہو وہ مجھسے لو عمرو نے کہا آپ مجھے ہاتھ دو ہاتھ
گنبد مینائی سے بلند مکان لیجیے اور عمرو بیلداروں کو ساتھ لیکر سامنے گنبد مینائی کے آیا اور ایک ٹیلا بلند مٹی کا
پٹوا کر بنوایا ہزارہا مزدور بیلدار لگے تین روز کے عرصے میں وہ دمدمہ برابر گنبد مینائی کے بلکہ کچھ اونچا بنکر
تیار ہو گیا عمرو نے اوپر اُسکے خیمہ استادہ کرایا تخت مرصع بادشاہ کا بچھا کر سائبان زربفت چوبہائے طلا پر قائم کیا اور
کئی ہزار سوار واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور آکر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ حضور چلکر اُس دمدمے کو
ملاحظہ فرما لیجیے امیر مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی و بادشاہ اسلام سوار ہو کر آئے اُس دمدمے کو دیکھکر
بہت خوش ہوئے عمرو کو خلعت دیا وہاں سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہ جانب صحرا سے
گرد و غبار بلند ہوا اور پانچ سو علم ہاتھیوں پر آگے آگے نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے ہر علم پر لکھا ہے
خداوند پروین مرقوم بعد اُسکے طاؤس سواری کا گذرا دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست مرکب پر سوار تخت پر
اختر اختران پشت پر فوج پانچ لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت آگے ہمراہ میں خیمہ بپا کروایا خورشید مرکب سے
اُترا آکر بارگاہ میں بیٹھا جام شراب گردش میں آیا دو تین جام پیکر نشہ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
کل صبح کو حمزہ کا اور میرا مقابلہ ہے اُسی وقت نقارہ رزمی بجا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ خورشید ستارہ پرست
نے واسطے آزمائش کے طبل جنگ بجایا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پروردگار مالک و مختار ہے

ادھر فرعون کے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو تینوں لشکر مقابل یکدیگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے نقیب
نہیب و بکر نکلے کہ خورشید ستارہ پرست مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اختر اختران کے آیا
گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی کہا جاؤ خداوند پرویں معاون و مددگار ہی خورشید اجازت
لڑائی کی لیکر دوسری مرتبہ مرکب پر سوار ہو کر برچھے کے ہاتھ نکالتا ہوا میدان میں آیا بعد سلح شوری
بسیار مبارز طلب کیا اور کہدیا کہ سوا حمزہ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے صاحبقران
نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان کو قرق کرو اب کوئی نہ نکلے عمرو نے کلاہ نمد اُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ انیس
خود میدان میں نکلینگے تمام لشکر میں عمل جلوہ گری پر آئے سب سردار پیادہ ہو کر امیر کے پاس آئے امیر بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اجازت طلب کی فرمایا جائیے پروردگار آپ کا نگہبان ہے امیر سلام کر کے اشقر پر
سوار ہوئے چلے طرف میدان کے فرعون آگ گنبد مینائی پر بیٹھا ہی تھا اور جملہ سردار زیر گنبد مینائی کھڑے ہیں
اور ادھر بادشاہ اسلام اُسی دمدمے پر فروکش ہیں سب سردار نیچے دمدمے کے کھڑے ہیں امیر اشقر کو اُڑا کر
سامنے آئے خورشید نے عجب دبدبہ امیر کا دیکھا سلام کیا امیر نے بھی سر پر ہاتھ رکھا خورشید نے کہا یا
صاحبقران مجکو کمال آرزو تھی کہ آپ سے آزمائش کردن فرمایا کیا مضائقہ ہے خورشید بولا اپنا حربہ کیجیے
فرمایا کہ آج تک پیشدستی نہیں کی اُسوقت خورشید نے نیزہ امیر پر تولا پھر مارا امیر نے نیزہ اُسکا نیزے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی کے بعد امیر نے نیزہ خورشید کا چھڑا دیا خورشید نے برہم ہو کر گرز
مارا امیر نے گرز کو خورشید کے گرز سام پر روکا مگر گرز جو سر گرز پر بیٹھا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی خاک اُڑی
اشقر زمین میں دھنس گیا امیر گرد میں چھپ گئے بیہوشی طاری ہوئی عمرو نے جانا کہ امیر مارے گئے بیقرار ہو
اندر گرد کے گھسا امیر کو پکارا ای شہریار ہوش میں آئیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے امیر نے اشقر کو
اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا امیر گرد چہرے کی جھاڑتے ہوئے نکلے خورشید نے جھپٹکر تلوار ماری
اسم پہلوان کا جھگڑا انفصل کر گئی ہے امیر نے سپر کرشاسپ پر روکی اُسمیں سے پارہ نیچے پیدا ہوئے خورشید
کی تلوار کو پکڑ لیا خورشید نے ہرچند زور کیا تلوار نہ چھوٹی آخر پکار کر کہا صاحبقران کیسی سپر گری ہے آپکی کہ تلوار
نہیں چھوڑتی امیر نے کہا ای خورشید مجکو تلوار سے لڑائی منظور نہیں ہے تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہے اسمیں کوئی
شہزوری کی زور کی ظاہر نہیں ہوتی میں چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے کشتی ہو خورشید نے کہا میں کشتی میں بھی
موجود ہوں باہر نہیں ہوں مگر تلوار میری چھوٹ جائے تیغہ ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امیر نے پنجے اُسکے
ڈھیلے کردیے تلوار چھوٹ گئی خورشید نے تلوار میان میں کی گھوڑے سے اُترا ادھر امیر پیادہ ہوئے دونوں کشتی
لڑنے لگے ایک عالم تماشائی تھا دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے دونوں طرف سے روشنی آئی
سب سردار ادھر اُدھر کے جمع ہیں تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں کہ دیکھیے کون کسپر غالب آتا ہے اسی حالت
میں صبح ہوگئی دیکھا تو اُسی طرح پھر اکا کشتی کا شیدا ہوا ہے کسیکے زور میں کمی نہیں دم تک نہیں پھولا تھکنا
کسکو کہتے ہیں یہ دن بھی گذرا شام ہوئی غرضکہ اسی طرح پانچ شبانہ روز کشتی رہی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا
کہ اُسوقت خورشید نے آواز دی کہ یا امیر ہوشیار رہیے میں زور آخر کرتا ہوں امیر نے کہا بسم اللہ
خورشید نے کمر بند میں ہاتھ ڈالکر زور کیا لیکن امیر کو بالشت بھر زمین سے اونچے نہ کر سکے کہ چھوٹ گئے
اب خورشید نے کہا آپ زور کیجیے اور آپ بیٹھا امیر نے کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ المدد یا کبر جگر سے کھینچا اور زور کیا

اگر خورشید کا توڑا پہلا زور مین گرتا دوسرے زور مین تا بہ سینہ لائے تیسرے زور مین سر سے بلند کیا کر غرہ
صاحبقرانی سے گرز ہے بھاگ ہوا گئے سننے بہت بزدلون کے جگر شق ہو گئے بہت سے بیہوش ہو گئے کتنے گر گئے
اور آدمی بیچر کر بھاگ نکلے فرعون لعینہ مینائی پر شقر اگیا القصہ صاحبقران نے سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا اور
باندھ کر شکار مین خواجہ عمرو کے حوالے کیا کہ اسے اپنے پاس اسیر غل و زنجیر رکھو عمرو خورشید کو لیگیا ادہون رسم
مراجعت کی بجا لائے لقا اور فرعون شاہ سے کہا کل حال کھلا کہ خورشید حمزہ کا بیٹا ہے اپنا باپ کا
کہا بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے لیا وا سیاست بکتا ہے فرعون بولا اے لقا یہ بیٹا کر جاقل ہے اسکا خلاف نہین ہو
بیان دیہ گفتگو ہو گیا امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے دنگل پر جلوہ افروز ہوئے تمام
سردار آ آ کر اپنے دنگلون پر گرد و اطراف مین جمع ہوئے امیر نے کہا خواجہ خورشید کو لاؤ عمرو خورشید
کو لایا خورشید نے بطریق ستارہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی خورشید بیٹھا امیر نے
طرف ساقی کے اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا ساقی نے ساغر سے کا تنگ سامنے کیا خورشید نے امیر کو سلام کر
پی لیا اب امیر نے فرمایا اے خورشید مین نے تکو کیونکر زیر کیا ہے کہا جسطرح بہار بہادر دل کو زیر کرتے ہین
اسطرح آپ نے کرنا کیا امیر نے فرمایا اے خورشید دین اسلام اختیار کر مین تجھے مثل فرزندون کے سمجھونگا
خورشید نے کہا کہ ہمارے بزرگ بیرے اسی دین پر تھے مین مسلمان نہ ہونگا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے
نور الدہر وا سے کہا تم بھی سمجھا کر خورشید کو سمجھاؤ نور الدہر کو لیکے خورشید سے محبت کرتے
ہمراہ خیمے مین اپنے لا صحبت عیش برپا کی اور سمجھانا شروع کیا کہ بھی صاحبقران نے سب کو زیر کیا اور
تمپر کچھ مقرر نہین ہے اسلئے کہ تم اس دین مین تم ہم سے بھی کہتے تھے کہ وہ دن کب ہوگا کہ ہمارے آپکے بھائی
ہونگی اب خدا نے فضل کیا کہ صاحبقران با اقبال نے تمھین زیر کیا پھر اب تم دین اسلام کیون نہین اختیار
کرتے خورشید بولا اے شاہزادہ نور الدہر آپ جو کہتے ہین سب بجا اور درست ہے مگر دین اپنا نہین ترک
کیا جاتا ہے اگر مین مسلمان ہوا تو لوگ کہینگے کہ خورشید خوف جان سے مسلمان ہوا یہ ننگ مجھے گوارا نہین اگر
جان دونگا گر مسلمان نہ ہونگا رات بھر یہی صحبت رہی خورشید نے جو اسلام سے انکار کیا تھا پھر اقرار
نہ کیا صبح کو امیر سے آکر حال بیان کیا فرمایا صاحبقران نے کہ مین ناچار ہون اور حکم کیا لیجاؤ ذو الخمار عادی
کے حوالے کرو کہ اسے قتل کرے لوگ اسے لیکر ذو الخمار عادی پاس آئے اسنے لباس خورشید کا اتارا ایک
ہیکل اسکے گلے مین سے نکلی ذو الخمار نے چاہا کہ اسے اتارے کہ عمرو ادھر سے آتا نظر آیا عمرو نے کہا
ذو الخمار نے ہیکل گلے سے خورشید کے اتاری عمرو نے کہا اے ذو الخمار مین دیکھون اس ہیکل کو ذو الخمار نے
چاہا کہ پوشیدہ کرون عمرو نے دوڑکر ہاتھ سے اسکے چھین لی دیکھی تو اسمین جواہر اعلی بیش قیمت نصب ہین اور
ایک فیروزہ بہت بڑا ہے اسپر نام حمزہ صاحبقران کا لکھا ہے یہ دیکھ کر عمرو نے ذو الخمار عادی سے کہا کہ خبردار
خورشید کو ابھی قتل نہ کرنا اور خود دوڑتا ہوا خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا وہ ہیکل دکھائی اور کہا کہ یہ ہیکل
آپکی ہے امیر نے فرمایا ہان یہ ہیکل میری ہے عمرو نے کہا آپکو یاد ہے کہ یہ ہیکل آپ نے کسے دی تھی امیر نے
فرمایا مجھے خوب یاد ہے کہ مین نے ملکہ گردیہ بانو کو دی تھی عمرو وہان سے گردیہ بانو پاس آیا اور پوچھا کہ یہ
ہیکل تمنے کسے دی تھی اسنے کہا خواجہ مین نے یہ ہیکل بدیع الزمان کو پہنا دی تھی اب عمرو بدیع الزمان
پاس آیا پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے دی تھی بدیع الزمان نے کہا کہ مین نے ملکہ ماہ اختری کو دی تھی عمرو

پاس ماہ اختری کے آیا دریافت کیا کہ تمنے یہ ہیکل کسے دی تھی ماہ اختری ہیکل کو دیکھکر رونے لگی عمرو نے کہا ای ملکہ ماہ اختری جلد بیان کرو روؤ نہین اُسنے بیان کیا کہ مین حاملہ تھی باپ میرا اختران شاہ میرے قتل پر مستعد ہوا مین تو چھپ کر وہان سے بھاگی راستے مین وضع حمل ہوا لڑکا پیدا ہوا مین اُس لڑکے کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر یہ ہیکل اُسکے گلے مین پہنا کر جنگل مین چھوڑ کر بھاگی پھر مجکو نہین معلوم کہ وہ لڑکا کیا ہوا عمرو نے کہا ای ماہ اختری لو مبارک ہو خورشید تمھارا بیٹا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ میرا ایسا نصیبا کہان عمرو محل سے باہر آیا صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا لاؤ اختران شاہ کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا وہان اختران شاہ جب سے خورشید زیر ہوا ہی خبر دمبدم کی منگاتا ہی ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی یہانتک کہ خبر قتل خورشید کی پہونچی اختران شاہ نے ارادہ کیا کہ غم مین خورشید کے جان اپنی دیدون یکایک چوبدار صاحبقران کا پہونچا اور کہا کہ صاحبقران زمان نے تمھین جلد بلایا ہی حال خورشید کا پوچھینگے اختران شاہ اُسی وقت سوار ہو کر خدمت صاحبقران مین آیا سلام کیا امیر نے اُسے بٹھایا خورشید کو بھی طلب کیا عمرو خورشید کو لیے ہوے آیا جام شراب کا دور ہوا اب امیر نے اختران شاہ سے پوچھا کہ صحیح صحیح حقیقت خورشید کی بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہی اُسنے کہا پیر و مرشد مین شکار کو گیا تھا ایک نخل کے پاس پہونچا دیکھا مین نے کہ لڑکے کی رونے کی آواز آتی ہی دیکھا کہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا ایک لڑکا پڑا ہی مین نے اُٹھا لیا اور پرورش کی یہی خورشید وہی ہی اور یہ ہیکل خورشید کے گلے مین تھی اور جس کپڑے مین خورشید تھا وہ بھی موجود ہی امیر نے کہا منگاؤ اُس کپڑے کو اختران شاہ نے اُسی وقت وہ کپڑا منگایا وہ کپڑا امیر نے پاس ملکہ ماہ اختری کے بھیجا ملکہ ماہ اختری نے پہچانا اور کہا کہ یہ میری پیشواز کا کپڑا ہی اب بالکل ظاہر ہو گیا کہ خورشید بدیع الزمان کا بیٹا ہی امیر نے خورشید کی طرف دیکھکر کہا کہ اب تمھین اسلام لانے مین کیا عذر ہی تم کہتے تھے میرے بزرگ دین ستارہ پرستی پہ ہین اب تو ثابت ہو گیا کہ تم ہماری اولاد ہو خورشید اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کر ڈالی اور بطریق اہل اسلام غسل کیا خلعت پہنا امیر خورشید کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوے ماہ اختری سے کہا کہ یہ تمھارا فرزند ہی ملکہ ماہ اختری نے خورشید کو گلے سے لگایا پیار کیا سجدہ شکر بجا لائی گرد پھر بلائین لین تمام محل مین خوشی ہوگئی ہر ایک نے ماہ اختری کو مبارکباد دی خورشید باہر آیا شاہزادہ بدیع الزمان کے قدمون پر سر جھکایا اُسنے گلے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا نور الدہر بغلگیر ہوا صاحبقران عالیشان نے اختران شاہ سے کہا کہ اب تم دین اسلام قبول کرو اُسی طرح بادشاہ لشکر خورشید کے رہو وہ بھی اُسی وقت از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ بادشاہ اگر حکم ہو تو جاکر اپنے لشکر کو بھی مسلمان کر کے ساتھ لے آؤن فرمایا بسم اللہ اختران شاہ اُسی وقت اپنے لشکر مین آیا اور افسران فوج کو بلا کر کہا کہ مین تو مسلمان ہوا اگر تم سب کو میرا ساتھ دینا ہی تو تم بھی مسلمان ہوؤ نہین جہان چاہے رہو سب نے عرض کیا ہم آپکے ساتھ ہین جو آپ کی راے وہ ہماری راے اختران شاہ نے کلمہ تعلیم کیا سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے اور وہان سے اپنے اپنے رسالے مین آکر سب کو مسلمان کیا اب اختران شاہ اپنے لشکر کو مسلمان کر کے ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا لشکر مین امیر کے عجب خوشی تھی مگر غضنفر برادر خورشید یہ مسلمان ہونے کی خبر سنکر لشکر سے نکل گیا اور ایک درہ کوہ مین مقام کیا ذکر اسکا بر وقت ہوگا یہان امیر کشور گیر نے جشن کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق حاضر ہین شراب کباب سب

مہیا ہے جام مئے ارغوانی کا دور چل رہا ہے ایک نازنین مہر تمکین مصروف رقص و غنا ہے

غزل

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
آئینہ میں نہیں ہوں کہ حیران ہو گیا
مے تو حلال ہے جو پیے ڈھب سے بادہ نوش
زاہد بھی ہم میں بیٹھ کے انسان ہو گیا
گر دل بچھتا ہے مجھے تیرا اسہل ہے علاج
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہو گیا
کیا حال دل کہوں کہ دم عرض مدعا
آزار میری جان کو ارمان ہو گیا
میں بت پرستیوں سے مسلمان ہو گیا
قاتل نہ روک ہاتھ کہ رکتی ہے میری جان
میں توبہ کرکے اور پشیمان ہو گیا
اس غنچے میں سمائی ہے وحشت برنگ بو
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہو گیا
حاصل ہوئے مزے ترے خنجر کے عمر کو
تیر اعتاب حلق کا دربان ہو گیا
لوائی شہوشد کہ وہ داغ صنم پرست
کیا چاہیے ہوں کیوں تری چتون کو دیکھ کر
خنجر تو ابرو دم کا نگہبان ہو گیا
زندان بے ریائی ہے صحبت کسے نصیب
دل کتنی تنگیوں سے بیابان ہو گیا
حسرت کسی طرف ہے تمنا کسی طرف
سر پہ ہمارے مفت کا احسان ہو گیا
امید ہے کہ پھر عیادت کو وہ آئینگے
مسجد میں جا کے آج مسلمان ہو گیا

غرضکہ رات بھر عجب صحبت رہی عین صحبت میں خورشید نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران نامدار غضنفر مجھے دغا دیکر انگشتری مہر و ماہ اور اسپ باد خورشید رو بکن شگافت لیگیا ہے امیدوار ہوں کہ میرا مال مجھے دلوا دیجیے امیر نے اسد سے کہا کہ بھئی غضنفر کو بلا کر خورشید کا اسباب دلوا دو عرض کیا بہت خوب اور کہا ضرغام سے کہ لاؤ غضنفر کو دیکھو تو کہاں ہے ضرغام شیر دل گیا سارے لشکر کو ڈھونڈھ مارا کہیں نشان بھی لشکر غضنفر کا نہ پایا آکر عرض کیا کہ غضنفر اپنے اگون سمیت کہیں چلا گیا جب امیر پر ظاہر ہوا کہ غضنفر لشکر میں نہیں ہے خورشید سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ جسوقت وہ لشکر میں آئیگا میں اس سے تمہارا تیغہ گھوڑا انگوٹھی سب دلوا دونگا خورشید چپ ہو رہا صبح ہو گئی صحبت جشن برخاست ہوئی سب سردار رات بھر کے جاگے ہوئے اپنے اپنے خیموں میں آکر سو رہے گھر کارون نے خبر فرعون کو پہونچائی کہ خورشید ستارہ پرست پسر بدیع الزمان ہے تختیار کریے صلواۃ پڑھی اور خوب تا وسنا نا جاتا تھا سے کہا کہ سنا آپ نے مجھکو آپ واہی بنا گئے فرعون نے کہا ای تختیار کیا تو سچا ہے مگر نقابدار قنطورہ پوش یعنی ملکہ ناہید قمر طلعت نام بیٹی ہے منور روز بیر کی منسوب ہے روشن تاجدار کے ساتھ فرعون بھی ناہید پر مائل ہے اور ناہید عاشق ہے خورشید ستارہ پرست پر اسنے جو سنا کہ خورشید آتا ہے صاحبقران کا اسی رات کو مع اپنے مال و اسباب آکر خیمے میں عمرو کے داخل ہوئی عمرو نے بہت عزت و خاطر کی حال پوچھا کہ ہمشیرہ کیونکر یہاں آنا ہوا کہا بھیا میں مسلمان تو جب سے ہوں کہ تمنے جب سے مجکو بہن کہا اور میں عاشق ہوں خورشید پر یہ آپ خوب جانتے ہیں اب وہ مسلمان بھی ہوا لازم آپ کو یہ ہے کہ حق بھائی گری کا ادا کیجیے اور عقد میرا کوشش کرکے خورشید سے کروا دیجیے عمرو بولا ہمشیرہ گھبراؤ نہیں بی اسکا سرانجام ہو جائیگا اور سامان دعوت واسطے ناہید کے مہیا کرکے آپ خدمت میں حمزہ صاحبقران کی روانہ ہوا امیر دربار میں بیٹھے تھے کہ عمرو سامنے سے آیا سلام کیا پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا امیر سے عرض کیا کہ اے شہریار آپ کو معلوم ہے کہ نقابدار قنطورہ پوش یعنی ملکہ ناہید قمر نے کیسی کیسی لشکر اسلام کی مددگاری کی ہے فرمایا واقع میں ہم اُسکے ممنون ہیں عرض کیا کہ وہ رات سے میرے خیمے میں آئی ہے اور مدت سے مسلمان ہے مگر خورشید پر عاشق ہے اُسی کی محبت میں چلی آئی ہے چاہتی ہے کہ عقد خورشید کے ساتھ ہو جائے امیر مخاطب ہوئے خورشید کی طرف خورشید اسد سے کہ رہا ہے کہ اسی نے مجکو تیغہ اور انگشتری اور گھوڑا دیا تھا مدت سے یہ مجھپر عاشق ہے کہ امیر نے فرمایا خورشید تمہیں کیا منظور ہے اسد نے کہا نانا جان یہ آپ سے ملکہ ناہید پر عاشق ہے

انکی تو مرادیں آئی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ اسباب شادی مہیا کرو عرض کیا بہت خوب مگر اسعد نے امیر کے حضور گریہ
عرض کیا کہ نور شاہ مدت سے قید ہے فرمایا کہ حاضر کرو اُسی وقت حضرت نے نامی شہرہ زال قید نور شاہ کو لایا امیر نے
تلقین دین اسلام کیا وہ از راہ صدق مسلمان ہوا امیر نے خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ اسکے لیے استادہ ہوا
یہ کافر رات کو بھاگ کر چلا گیا صبح کو خبر امیر کو ہوئی صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے فرمایا کہاں جائیگا لیکن
ہرکارون نے خبر لائی ناہید قمر طلعت کی فرعون شاہ کو پہونچائی کہ داخل لشکر اسلام ہے اور خورشید کے
ساتھ شادی کی تیاری ہے فرعون نے منور وزیر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمہاری بیٹی نے کیا کیا منور وزیر
تو غیرت دار ہے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے کہا اے وزیر اعظم کچھ تمہارے اوپر یہی نہیں ہوئی ہے لڑکا
خدا سے با خبر کی دو بیٹیوں کو خدا پرست لیگئے فرامرز بن نوشیروان جیسے ہیں انکی بہن کو حمزہ لیگیا تم ہرگز
اسکا ملال نہ کرو منور وزیر صاحب غیرت ہے بختیارک کو کچھ جواب نہ دیا چپکا دالتے اٹھا ایک گوشے میں جا
خنجر نکال کر سینے پر زور کیا کہ پشت سے پار نکل گیا زمین پر گرا تڑپنے لگا آخر دم بھر میں تمام ہو گیا جب کچھ لوگ
ادھر سے آئے لاشہ اسکا پڑے دیکھا اُٹھا کر پاس فرعون کے لائے فرعون کو بڑا صدمہ ہوا لاشہ اسکا کفن دفن
کے بھجوا دیا ناموس میں آنسے کہرام پڑ گیا مگر بیٹا فرعون شاہ کا روشن تاجدار خبر لایا کہ ناہید قمر طلعت کی
لشکر صاحبقران میں چلی گئی اور پہنچا پیالہ تیار کیا پاس تھا کہ بیچ ادھر سے ایک عیار آتا تھا [illegible] کر
پیالہ ہاتھ سے لیا اور پھر فرعون کو دی فرعون نے روشن تاجدار کو بلایا گلے سے لگایا دلاسا دیا کہ میں
تیری معشوقہ کو منگا دونگا تو اپنی جان نہ دے اور التفات سے کہا کہ یہ فرقہ خدا پرست عجب طرح کا ہے کہ بزرگی
کا خطرہ نہ کیا جو کچھ کیا اپنا غضب آخر نازل کرتا ہوں بختیارک بولا یا خداوند میری صلاح پر عمل کیجیے تو عرض کروں
مطلب فرعون بولا کہ بعض امور خدائی کے ہیں اُسکی تقدیر میں نے تیرے اوپر مقرر کی ہے کیا صلاح ہے آئت کہا
کہ آپ نامہ حمزہ کو لکھیے کہ ناہید منسوبہ ہے روشن تاجدار کے ساتھ اور کسی کو بیاہنا روا نہیں ہے
کہ زن شوہر دار کی شادی دوسرے مرد کے ساتھ ہو اگر تو بہادر ہے اور دعوی مردی کا رکھتا ہے تو بلا
ناہید قمر طلعت کو سوار کر کے بھیجدے اور اگر دعوی بہادری کا نہیں ہے تو ہاتھ چوڑیاں پہنکر عورتوں میں
بیٹھ پس یہ نامہ پڑھکر حمزہ آگ ہو جائیگا اور ناہید کو سوار کر کے بھیجیگا اور آپ نامہ روشن تاجدار
کو دیکر روانہ فرمائیے فرعون یہ سنکر خوش ہوا بختیارک کو گلے سے لگایا اور نامہ لکھوا کر روشن تاجدار
کو دیا بختیارک سے کہا ایسا نہ ہو حمزہ غصے میں آکر روشن تاجدار کو مار ڈالے بختیارک نے کہا
حمزہ بہادر ہے کبھی ایسا نہ کریگا فرعون نے یہ سنکر روشن تاجدار کو روانہ کیا یہاں جاسوسوں نے
خبر عمرو کو پہونچائی کہ بختیارک نے ایسا کچھ لکھوا کر روشن تاجدار کے ہاتھ نامہ فرعون کی طرف سے بھجوایا ہے
عمرو اپنے خیمے سے بارگاہ صاحبقران میں آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار ایک عرض ہے امیر نے
فرمایا کہو عمرو نے کہا کہ بختیارک کے ورغلانے سے فرعون نے روشن تاجدار کو بھیجا ہے وہ آپ کے
پاس آتا ہے یہ مقدمہ عورت کا ہے اے شہریار زن مسلمہ کا فر کو دینا کس طرح درست ہے اور ناہید بیاہ لیے
زندہ نہ جائیگی امیر نے فرمایا خواجہ میں ایسا نادان نہیں ہوں تم اُسے آنے تو دو کہ بعد دو گھڑی کے
چوبدار نے آکر عرض کیا کہ بیٹا فرعون کا برسم ایلچی گری آتا ہے فرمایا آنے دو روشن تاجدار سامنے آیا بطریق
فرعون پرستان سلام کیا امیر نے جواب سلام کا نہ دیا دنگل آہنی بیٹھنے کو دلایا امیر نے ساقی کو اشارہ کیا

کہ دے اسے جام شراب کا ساقی نے بموجب حکم جام لبریز کرکے دیا روشن تاجدار نے کئی جام پیے اور نامہ نکالکر
امیر بالوفقیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوے مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے فرمایا کہ
ای عزیز اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں بہت بری طرح پیش آتا میرا کوئی بیٹا پوتا ناہید کو تیرے گھر سے نکال نہیں لایا
وہ مدت سے مسلمان ہوکر میرے لشکر میں چلی آئی ہیں نا انصاف نہیں ہوں کہ تجھ کافر کو اسے حوالے کردوں مگر تجھ سے
آنے سے اتنا کرتا ہوں کہ میں اسکو محافے میں سوار کرکے میدان میں بھیجدونگا تو طبل جنگ بجوا کر میدان میں نکل ادھر
سے خورشید تیرے مقابلے کو آئیگا جو غالب ہو وہ محافہ ناہید کا اٹھوا لیجاے روشن تاجدار نے کہا کہ مجھے
منظور ہے یہ کہکر وہاں سے اٹھا اور فرعون پاس آکر سب حال بیان کیا اسنے کہا کیا مضائقہ ہے مجھے یقین ہے کہ
تو خورشید کو ماریگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ادھر
امیر کشور گیر کی طرف بھی طبل جنگ بجا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر صحرا میں آکر
میدان مصاف میں ہوے محافہ لا ناہید پری طلعت کا میدان میں آیا فرعون کنبد مینائی پر بیٹھا بادشاہ اسلام
اسی دھرے پر متمکن ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نقیب و جرنگے روشن تاجدار میدان
میں نکلکر پکارا کہ جو طالب عروس ہو وہ آوے میرے مقابلے کو تاکہ اسے عروس اجل سے ہمکنار کردوں خورشید
مرکب کو جھپکا کر سامنے روشن تاجدار کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی خورشید نے چند طعن میں نیزہ
روشن تاجدار کا ہوا کیا اسنے خشمناک ہوکر تلوار ماری خورشید نے آسیب سپر پر رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار
کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوکے قتل ہوا کہ وہ روشن تاجدار مارا گیا دو غلام تھے اسکے کہ نام ایک کا قافش
دوسرے کا مبارک تھا دونوں تلواریں کھینچکر دوڑے اور حسب ہدایت خورشید کے آکر وار کیا خورشید نے
کلائیوں پر ہاتھ ڈالدیا اور تلواریں چھینکر پھینکدیں گردنوں میں ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھالیا اور تلقین دین
اسلام کیا جب انھوں نے نہ مانا تو سر ٹکرا دیے کہ بھیجے باہر نکل پڑے پھر مبارز طلب کیا معاذ زرہ پوش نکلا
بعد گفتگو معاذ نے حلقہاے کمند درست کرکے آنکر چاہا کہ خورشید پر مارے کہ ساتوں حلقے گرداب میں خورشید
کے پڑے معاذ نے کھینچا کہ کوکب عیار خورشید کا دیکھ رہا تھا کہ میرے آقا کو اسنے کمند میں گرفتار کیا
غضب ہوا ایک تیر جو ناوک کر اسپر مارا کہ سینے پر معاذ کے پڑا پشت سے پار گذر گیا گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے جہنم واصل ہوا عوق عاد نے دیکھا کہ میرے بھائی کو اس عیار نے مارا جلدی سے دوڑکر خنجر کوکب پر مارا
کوکب نے خالی دیا اور اپنا خنجر اسپر مارا کہ پشت سے پار گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا اور جہنم واصل ہوا
وسواس عیار نے جو یہ تماشا دیکھا پشت پر سے کوکب کے آکر کمند ماری اور چاہا کہ کھینچے اور گرادے
کہ مہتر قران حبشی دوڑ پڑا مثل باد صرصر کے پہنچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور
لفدہ کمر پر اسکی مارا کہ وہ جہنم واصل ہوا اور پھر ڈھول جنگی تھی کہ گرد و غبار کا ستون بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار
کردیا جسوقت گرد شق ہوئی تو پچیس سو علم ماہی پیکر نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایاں ہوے اور جلوس سواری کا
گذرا لہراسپ کے داراب کشور کشا مالک اژدر ہمراہ نمودار ہوا جسوقت لشکر داراب کا میدان میں
پہونچکر ایک جانب قایم ہوا مالک اژدر نے داراب سے کہا کہ بس اب میں خدمت میں اپنے آقا کے نامدار
کی جاتا ہوں اور رخصت لیکر پاس امیر کشور گیر کے آیا قدمبوس ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے مالک کو گلے
لگایا اور بہت شفقت فرمائی کہ یکا یک اور گرد اڑی اور آن واحد میں قریب لشکر شق ہوئی اور چار سو علم

نشانہ چار لاکھ سوار کا نمایاں ہوئے بعد اُن سب کے تورج ماہ پرست مرکب پر سوار میدان میں پہونچا ایک طرف اپنے لشکر سمیت اُترا خیمہ بارگاہیں استادہ ہوئیں تورج اپنی بارگاہ میں آیا داراب نے اپنی بارگاہ میں آکر قرار لیا شام ہوگئی تھی طبل بازگشت بجا امیر بھی مع لشکر میدان سے پھرے اُدھر فرعون بیٹے کے غم میں کمال پریشان ہوا لیکن یہان امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں پہلے عقد خورشید کا ناہید قمر طلعت سے کرلوں کیونکہ جنگ و جدل تو ہوا ہی کریگی عمرو نے کہا حکم کی دیر ہے سب سامان موجود ہے اُسی وقت تیاری ہوئی خورشید نے مانجھا پہنا امیر نے داراب اور تورج کو بُلاکر شریک شادی کیا برات کے دن امیر نے بہت سامان کیا کہ تمام دشت صحرا کے تالی سے منڈھوائے اور قندیلیں لٹکوائیں ہر طرف چراغان کی تیاری ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہے غرضکہ صحبت عیش و طرب آراستہ ہوئی نازنینان حور پیکر آکر مصروف رقص و غنا ہوئیں داراب و تورج بھی آئے شریک محفل ہوئے صبح کو برات گئی خورشید ناہید کو بیاہ کر حجلۂ عروسی میں لایا گوہر مقصد حاصل کیا ناہید اُسی روز حاملہ ہوئی اُس سے لڑکا پیدا ہوگا تورج نامے میں اُس سے بڑے بڑے کام ہونگے بعد شادی کے داراب صاحبقران سے رخصت ہوا اور کہا کہ میں اپنی آزمائش آپ سے کرونگا فرمایا بہتر کیا مضائقہ ہے داراب نے اپنے لشکر میں پہونچتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اُدھر امیر کے لشکر میں کوس حربی بجا اور لشکروں میں بھی نقارہ رزمی بجا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو چاروں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دیکر چلے گئے داراب کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے آج میرے آپ کے فیصلہ ہوجائے یا آپ صاحبقران ہیں یا میں ہوں امیر نے اشقر کو بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آئے امیر گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت نیچے رکھوا دیا غرضکہ امیر اجازت لیکر سامنے داراب کے آئے داراب نے سلام کیا بعد از گفتگو داراب نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے تا دیر نیزہ بازی رہی امیر بند باندھتے ہیں داؤ کھولتا ہے داراب بند باندھتا ہے تو امیر کھولتے ہیں ایک مقام پر امیر نے نیزہ داراب کا ہوائی کیا داراب نے گرز مارا امیر نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ دے مارا آواز تراقے کی بلند ہوئی گرد گرد کا اُٹھا امیر چھپ گئے پریں منہ سے پسینہ جاری ہوا اشقر زمین میں دھنس گیا عمرو دوڑا گرد کے دیکھ چرخ مار کر اندر گرد کے آیا پکارا یا امیر ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے امیر نے آنکھیں کھولیں کہا خواجہ واقع میں داراب نہایت زبردست ہے اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب امیر نے ہوشیار باش کہکر گرز اپنا داراب پر مارا داراب نے بھی گرز امیر کا زیر روکا کہ آواز تراقے کی بلند ہوئی اتنی گرد اُٹھا کہ داراب چھپ گیا فتاح عیار دوڑ کر اندر گرد کے گھسا دیکھا تو داراب بیہوش کھڑا ہے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا داراب کو ہوش آیا دیکھا تو مرکب غرق زمین ہے اشارہ کیا کہ گھوڑا اتنی دیر میں سرد بھی ہوچکا تھا دیکھا داراب نے کہ گھوڑا مارا گیا تلوار کھینچکر طرف امیر کے دوڑا کہ گھوڑے کو امیر کے پے کردوں امیر اُسے آتے دیکھکر خود بھی گھوڑے سے کود پڑے داراب امیر کو پیادہ دیکھکر ہتھیار رکھکر دوڑا اُدھر سے امیر چلے لگی کشتی ہونے سب لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے دوسرا دن ہے وہی کیفیت تھی یہانتک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن امیر نے لنگر داراب کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چار دانت شانے چت گرا کودکر چھاتی پر بیٹھے مشکیں باندھ کر عمرو کے سپرد کیا طبل بازگشت بجوا کر

میدان سے پھرے لشکر داراب کا نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا اُدھر فرعون و لقا داخل فرعونیہ ہوئے
امیر نے آکر خاصہ نوش کرکے آرام کیا صبح کو بارگاہ میں تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کرکے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے
اور عمرو سے کہا لاؤ داراب کو عمرو نے داراب کو لاکر سامنے موجود کیا داراب نے بطریق آب پرستان
سلام کیا امیر نے کرسی جواہر نگار پر اُسے بٹھایا اور زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ ہمنے کیونکر تمہیں زیر کیا داراب
نے کہا جسطرح بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ تم کسکے فرزند ہو سچ بیان کرو عرض کیا کہ میں بیٹا ہوں
سکندر رگاذر کا باپ میرا شہر کشوریہ میں موجود ہے امیر نے فرمایا اے داراب تو ہماری اولاد میں سے ہے سکندر کا
بیٹا تو نہیں ہے کہا کہ جسکا باپ زندہ ہو اُسے حرام کا نہیں کہتے ہیں باپ میرا موجود ہے امیر نے ارشاد کیا اے داراب
بدیع الزمان کو بھی ایک دھوبی نے پالا تھا آخر تحقیق کیا تو میرا فرزند ثابت ہوا داراب نے کہا ہوگا اسیا امیر
بالوقیر نے کشور شاہ کو بلایا اُس سے پوچھا کہ داراب کسکا بیٹا ہے اُسنے عرض کیا میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ
داراب سکندر کا بیٹا ہے امیر نے قہرزاد سے کہا کہ تم اپنے دیووں میں سے ایک دیو شیر سر کو بلاؤ قہرزاد نے سیٹی
بجایا دیو حاضر ہوا امیر نے دیو سے فرمایا کہ یہاں سے شہر کشوریہ میں جاکر سکندر رگاذر کو لے آ دیو نے عرض کیا کہ
میں اُسے کیا جانوں کیونکر پہچانوں فتاح عیار داراب کا موجود تھا اُسنے کہا میں چلتا ہوں سکندر کو لیے
آتا ہوں امیر نے فرمایا بہت بہتر ہے دیو فتاح کو لیکر شہر کشوریہ میں آیا سکندر رگاذر سے ملاقات ہوئی اُسنے
فتاح کو بیٹا سمجھکر گلے سے لگایا حال داراب کا پوچھا فتاح نے تمام حال بیان کیا اور کہا چلو حمزہ صاحبقران
نے تمہیں بلایا ہے جو کچھ راست راست ہو سامنے صاحبقران کے بیان کرنا اُسنے کہا اے فرزند ایسا ہی کرونگا اور
صندوق اپنے ساتھ لیکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اسلام کرکے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا امیر نے فرمایا اے
سکندر تو سچ سچ حال کہہ کہ داراب تیرا بیٹا ہے اُسنے کہا اے شہریار میں نے اسے پالا ہے سب اپنی دولت اسپر
صرف کی ہے فرمایا کہ یہ کیونکر تیرے ہاتھ آیا کہ تو نے پالا اُسنے عرض کیا کہ شہریارا ایک روز میں سویرے سے دریا گیا
کپڑے دھو رہا تھا کہ دیکھا میں نے ایک صندوق بہا چلا آتا ہے میں نے اُس صندوق کو دریا سے نکالا اور گھر میں
لاکر جو کھولا تو دو لڑکے اُسمیں سے نکلے کہ نال بھی اُنکی نہ کٹی تھی میں نے دائی کو بلایا نال کٹوائی دو دودھ پلائیاں کہیں
پرورش کرنا شروع کیا اور اُس صندوق میں ایک سفارشنامہ بھی تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی ان لڑکوں کو
پائے اور مثل فرزندوں کے رکھے وہ فیضیاب ہوگا کہ یہ لڑکے خاندان عالی سے ہیں اے شہریار میں نے انکے پڑھانے
لکھانے میں بہت سا اپنا مال و دولت صرف کیا ہے اپنی جان سے زیادہ انہیں عزیز رکھتا تھا فرمایا وہ سفارشنامہ
کہاں ہے اُسنے صندوق سے نکالکر امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے فرمایا کہ صاحبو اس خط کو پہچانو کہ کسکے ہاتھ کا خط
ہے لکھاس نگارا یہ خط میری بہن کا ہے امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ خط لیجاکر صنوبر بانو کو دکھاؤ عمرو اندر گیا اور وہ
خط صنوبر بانو کو دکھایا اُسنے کہا واقع میں یہ خط میرا لکھا ہوا ہے میں اللہ بخشی جسوقت وضع حمل ہوا تو باپ کے
خوف سے میں نے لڑکے کو صندوق میں بند کرکے سفارشنامہ رکھکر دریا میں بہا دیا تھا اور دوسرا لڑکا جو
تمہارا ہے کہ شگوفہ سے پیدا ہوا ہے عمرو نے صنوبر بانو سے کہا کہ مبارک ہو داراب تمہارا فرزند ہے اور
امیر سے آکر تمام حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے داراب کو گلے سے لگایا قصہ اُسکی دلیری کی عمرو نے
فتاح کو پیار کیا کشور شاہ مسلمان ہوا سکندر رگاذر بھی اسلام لایا امیر نے جشن کیا چراغاں کی تیاری
کی گئی صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی سردار دورہ باندھ کر بیٹھے ایک نازنین نے یہ غزل جناب نواب

لاڈلے مرزا صاحب بنارسی کی گانا شروع کی غزل ❊ وصل کا اسدم سماں دکھلائیں آپ

ہم کہیں کچھ اور شرما جائیں آپ
ہم ابھی گردن جھکا دیں پھر قتل
روغن بادام وان جلوائیں آپ
ہو مزا عاشق سے چھپنے کا جبھی
غیر سے جوڑا اگر کھلوائیں آپ

سُرخ جوڑا پھر پہنکر آئیں آپ
تیغ کھینچے سامنے تو آئیں آپ
وصل میں اسدم حیا کا ہو مزہ
بنکے عنقا حشر میں گئی آئیں آپ
ہی پریشان حال شیدا اسقدر

حسرتوں کا خون پھر کر جائیں آپ
کشتۂ چشم سیہ جیتنا ہین دفن
شرم بھی آسکے تو شرما جائیں آپ
زندگی کیونکر نہ ہو میری وبال
یا علی پھر دواب آئیں آپ

غرضکہ اسطرح وہ نازنین یہ غزل گاتی کہ سماں بندھ گیا یہاں تو جشن ہو وہاں خبر فرعون کو پہونچی کہ داراب کا لشکر لشکر حمزہ کے شریک ہوا اور داراب بیٹا امیر کا ہے فرعون نے لقا سے کہا کہ حریف دن پر دن زور پکڑتا جاتا ہے جلد طبل جنگ بجواؤ کہ انکا کام تمام کرون لقا نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر لیکر خدمت امیر میں حاضر ہوے دعا و ثنا سے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ لشکر فرعون میں طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا بہادر آراستگی میں مصروف ہوے حربہ ہاے جنگ کو درست کرنے لگے غرضکہ بارہ پہر رات تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر بھر کر آراستہ میدان نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دیکر نکلگئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ دریا کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد دو گھڑی کے دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان نمودار ہوا اُسپر ایک ساحرہ زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سوار اور چار تلواریں اُسکے سر پر چمکتی ہوئیں نمایاں ہوئی آن واحد میں قریب پہونچی ہرکاروں نے یہ خبر دریافت کرکے فرعون کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یہ بہن ہے ساحر مشمش کی شور انگیز جادو اسکا نام ہے فرعون سُنکر بہت خوش ہوا لقا سے کہا جاؤ استقبال کرکے لاؤ لقا وہاں سے چلا جب قریب شور انگیز جادو کے پہونچا وہ پکارتی ای عزیز میرے قریب نہ آنا نہیں تو مارا پڑیگا فرعون سے کہدینا کہ میں خدا پرستوں سے مقابلہ کرلوں تو آپ کی خدمت میں آتی ہوں لقا تو اُدھر پھر گیا یہ لکاتہ میدان میں آئی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای گروہ خدا پرستان تمنے احمد مشمش کو نہیں معلوم کیونکر مارا اگر اُسکے عوض میں تم سبکو نہ مارا ہوگا تو اپنا نام ملکہ شور انگیز جادو نہ پایا ہوگا آؤ میرے مقابلے کو دیکھو کیا ہوتا ہے بہزاد طوسی اجازت لیکر میدان میں آیا وہ دور سے پکاری کہ ای عزیز اگر زیست اپنی چاہتا ہے تو فرعون کو سجدہ کر بہزاد پکارا او مردار کیا بکتی ہے یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ شور انگیز نے اشارہ کیا وہ تلواریں جو اُسکے سر پر چمکتی تھیں ایک تلوار بہزاد پر گری کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا دھڑ اُس بیچارے کا زمین پر تڑپنے لگا وہ مرد مسلمان شہید ہوا دوسری جانب لشکر تورج کا تماشا دیکھتا تھا اُدھر رُخ کرکے پکاری کہ ہے کوئی تم میں کہ آسکے میرے مقابلے کو ہزیر نامے ایک پہلوان تھا اُسے جوش شجاعت بلکہ قضا دامنگیر ہوئی سہقول شاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا اُسی طرح اُس لکانہ نے تلوار کو اشارہ کیا سر سے پیر تک پڑی کہ دو ٹکڑے ہوے وہ بھی مانند بہزاد کے مارا گیا شور انگیز پکاری کہ ای خدا پرستو ای یاوہ پرستو اگر تمنے کل آکر فرعون کو سجدہ کیا تو بہتر ہے نہیں تو تم سبکو قتل کرونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر کیمپ گئی فرعون شاہ سے ملازمت حاصل کی صحبت عیش آراستہ ہوئی سجتا بارکے اُٹھکر سلام کیا شور انگیز وضع اُسکی دیکھکر بہت ہنسی نام پوچھکر اور زیادہ ہنسی اور کہا ملکہ جی تم تنگ ہوا

بختیارک بولا جب ساحر شمشش مارے گئے تھے اُسوقت آپ کہاں تھین اُسنے کہا کہ مین ظلمات مین گئی ہوئی تھی
بختیارک نے کہا اے ملکہ شور انگیز کیا بیان کرون کہ ساحر شمشش کس خرابی سے مارے گئے دریا کے اندر نہنگ بنے
ہوے پھر رہے تھے مرشد دریا مین گھسکر اُنکو پکڑ لاے اور شیشہ بلا کر مار ڈالا جادوگر کے تو جان کے دشمن ہین
شور انگیز نے کہا ملک جی مین اُدہر سے اُسے گرفتار کرونگی مین تو میدان مین دیکھا کی وہ عیار دکھائی نہ دیا بختیارک
نے کہا کہ وہ حریف کو دیکھکر غائب ہو جاتے ہین مگر عجیب بلا ہین شور انگیز بولی کہ ملک جی سب کو مارونگی بختیارک نے
کہا کہ خدا پرست سب پر غالب آے ہین شور انگیز نے کہا کس باعث سے بختیارک بولا ایک تو حمزہ پاس
اسم اعظم باطل السحر ہی دوسرے عمرو سر برندہ جادوگران ہی شور انگیز نے کہا اسم اعظم تو آج ہی بند کیے لیتی ہون
اور عمرو جسوقت ہاتھ آجائیگا اُسے گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا کچھ کرو خدا پرستون کو زندہ نہ چھوڑیئے وہ جوان
نے کہا کیا بکتا ہی القصہ شور انگیز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز
نقارے کی گرجی خبر لشکر امیر مین ہوئی کہ شور انگیز جادو نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی یہان بھی طبل جنگ
بجا لیکن لشکر مین ایک انتشار ہو گیا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی ایک ایک سے گلے ملنے لگا خطا بخشوانے لگا ہر نفس
آمادہ مرگ وہیاے فنا تھا یقین کامل تھا کہ جان نہ بچیگی یہان تو یہ حال وہان شور انگیز جادو طبل جنگ بجوا کر رات
کو ہوم خانے مین آئی اور ایک پتلہ موم کا بناکر اُسکے منہ اور دل پر سوئیان مار کے شیشے مین بند کیا دوپہر رات بیتے
خواب مرگ مین گرفتار ہوئی ادہر امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا کیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقیب دیکر چلے گئے تھے کہ شور انگیز جادو میدان مین آئی
مبارز طلب کیا ادہر سے بالا گرد فرنگی رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا
قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ شور انگیز جادو نے اشارہ کیا تلوار چمک کر سر پر گری کہ وہ مرد مسلمان شہید ہوا اسیطرح
بہت سے اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے امیر کا اسم اعظم بند ہی کوئی مقابلے کے لیے انھین جانے نہین
دیتا سب رکاب سے لپٹے ہوے ہین یہ لکاتہ مبارز طلبی کر رہی ہی بادشاہ دعا مانگ رہے ہین عجیب غلغلہ ہی
پرا بند ہی کوئی مقابلے کو نہین آتا شور انگیز پکارتی ہی اے خدا پرستو اگر تم نہین آتے تو مین تمپر آتی ہون اور چاہا
کہ اپنے اژدہے کو بڑھاے لشکر اسلام پر جاے کہ صحرا سے ناگہ گرد و غبار بلند ہوا اور آواز بوق کی کان
مین آئی غضنفر بن اسد بسیس ہزار قزاقون سے پہونچا لاشے اہل اسلام کے سامنے پڑے دیکھے غیظ و غضب
طاری ہوا مرکب اُڑا کر اُسکے مقابلے کو چلا اور نعرہ کیا کہ حریف تیرا مین موجود ہون آیا مین بختیارک نے
لقا سے کہا کہ یہ لکاتہ ماری گئی اب نہین بچتی لقا بولا حمزہ تو اسکے مقابلے کو آتا نہین یہ دیوانہ کیا کریگا بختیارک
بولا دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر اسد و کرب گھوڑے اُٹھا کر دوڑے اور غضنفر سے کہا کہ خبردار اسکے مقابلے کو
نہ جانا اگر قریب پہونچیگا مارا جائیگا دیکھو کہ امیر کشور گیر بھی اُسکے مقابلے کو نہین جاتے ہین غضنفر نے کہا حضور
تشریف لیجائین مین جاکر ابھی مارے ڈالتا ہون سحر اسکا مجھپر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر شور انگیز کی طرف روانہ ہوا نعرہ کیا
کہ او قحبہ آیا مین تیری خدمت گذاری کو شور انگیز پکارتی نزدیک تو آ غضنفر قریب اُسکے گیا شور انگیز نے
تلوار کو اشارہ کیا تلوار حملہ کر چلی تھی کہ غضنفر نے اسپ باد خور کو اُڑایا اور تلوار پر عکس انگشتری مہروماہ کا
ڈالکر پکڑ لی اور سامنے شور انگیز کے گھٹنے پر رکھکر زور کیا کہ تلوار کے دو ٹکڑے ہوے اور پھر مرکب اُڑا کر
آسمان پر گیا دوسری تلوار لایا اور توڑ ڈالی اسی طرح چارون تلوارین جو سر پر اُس لکاتہ کے تھین اُنکو

توڑ ڈالا اور افسردہ کہا کہ او مخبیہ خبیر جو کچھ تو نے کیا وہ کیا اب بھی باز آ اپنے فعل سے اُسنے کہا تو بھی ساحر معلوم ہوتا ہے
غضنفر تو لا میں ساحر پر لعنت کرتا ہوں لیکن ساحر کش ہوں یہ کہکر تلوار کھینچکر دوڑا اُسنے اپنے بال نوچکر سحر کرکے
پھینکے وہ اژدہے بنکر دوڑے غضنفر نے عکس انگشتری کا ڈالا کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آ گئے کسی نے غضنفر
کو گزند نہ پہونچائی اب غضنفر قریب اُسکے پہونچ گیا شور انگیز بیتاب ہوکر بھاگی اسم سحر کا دم کیا کہ دونوں
بازوؤں سے پیدا ہوئے اُڑکر آسمان کو چلی غضنفر نے دیکھا کہ یہ لگا نہ جاتی ہے اسپ باد خور کو اشارہ کیا وہ بھی
اُڑکر چلا عقب میں شور انگیز کے روانہ ہوا شور انگیز ہر چند اپنے کو بچایا کچھ نہ ہوا غضنفر سر پر پہونچگیا اور ہاتھ
تیغ بیدریغ میں شگاف کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے غضنفر زمین پر اُترا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز مہیب
مہیب پیدا ہوئی کہ شتی مرا نام من ملکہ شور انگیز جادو بود حیف تہا ندادیم وبہ مطلب خود نہ رسیدیم اسد نے دوڑکر
غضنفر کو گلے سے لگایا صاحبقران نہایت خوش ہوئے خورشید بھی دوڑکر لپٹ گیا کہ بھی کیا کار نمایاں کیا
یہ انگوٹھی تلوار گھوڑا میں نے بخوشی تمھیں دیا اب تم کچھ خیال دل میں نہ کرنا اور اپنے ساتھ خدمت صاحبقران
میں لایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا فرعون و لقا منتظر دیکھتا
پھر گئے کہ تورج ماہ پرست نے اپنے لشکر میں حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ لشکر
میں تورج ماہ پرست کے طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وبہ تائید ربانی بجے طبل جنگی
اُسی وقت کوس حربی بجا چار پہر رات تیاری میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و
قتال آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ تورج ماہ پرست مرکب بڑھا کر سیقول شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا اور پکارا کہ ای شاہان وای شہریاران میں اپنے میدان میں سوا حمزہ
صاحبقران کے اور کسی کو نہیں چاہتا کہ مقابلے کو میرے آئے اور اگر حمزہ مقابلے سے میرے خائف ہو تو
اسباب صاحبقرانی جیسے بارگاہ سلیمانی و علم اژدہا پیکر و طبل اسکندری وغیرہ کے امیر یہ آوازہ
سنتے ہی بغیر اجازت بادشاہ مرکب اُڑا کر دوڑ پڑے کہ آیا میں تورج تھا دم زن ہوا اور کہا کہ آفرین صد آفرین
کہ اس ضعیفی میں آپ کو یہ حرارت ہے مگر میں آپ کا حرب دیکھوں کہ کیسا ہے فرمایا کہ میں نے کبھی پیشدستی نہیں کی
تورج نے نیزہ صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر رد کیا لگی نیزہ بازی ہونے ایک مقام پر امیر نے
نیزہ تورج کا ہوائی کیا تورج نے غیظ و غضب میں آکر گرز مارا امیر نے وہ بھی رد کیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی اُس
بھی مطلب حاصل نہ ہوا دونوں مرکبوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن امیر
نے لنگر تورج کا توڑا سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور باندھکر عمرو کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوئے دربار نہ کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا صبح کو آکر بارگاہ میں بیٹھے عمرو سے
فرمایا کہ لاؤ تورج کو عمرو اُسی وقت لایا تورج نے بطریق ماہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
اور پوچھا کہ ای تورج تو کسکا فرزند ہے عرض کیا کہ سیقول شاہ کا بیٹا ہوں حکم کیا کہ لاؤ سیقول شاہ کو جب وہ
آیا سلام کیا امیر نے بعزت تمام اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای سیقول شاہ سچ سچ کہو کہ تورج کسکا بیٹا ہے اور اگر
جھوٹ کہا تو ابھی دیکھو اشارہ کرونگا کہ وہ کھال لیگا سیقول شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار میں شکار کے
واسطے گیا تھا دامن کوہ میں پہونچا ایک زن سیلہ کو دیکھا گود میں اس لڑکے کو لیے ہوئے بیٹھی ہے میں تنہا اُسکے پاس گیا

اور پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ لڑکا کسکا ہے اُسنے کہا کہ اگر تو حال میرا کسی سے بیان نہ کرے تو مین کہون مین نے قسم کھائی
کہ مین ہرگز کسی سے نہ کہونگا اُسوقت اُسنے کہا کہ مین زوجہ ہون ہاشم تیغزن کی حیات بانو میرا نام ہے یہ لڑکا
ہاشم تیغزن کا ہے مین اُس عورت کو اپنے گھر مین لیگیا بہت اچھی طرح سے رکھا ازبسکہ اُسنے ایذا بہت اُٹھائی تھی
بہت ناتوان ہوگئی تھی تین روز زندہ رہی آخر کو مرگئی اُسے دفن کر دیا اور اس لڑکے کو بجاے فرزند پالا تورج
نام رکھا صاحبقران نے جو حال سُنا بہت خوش ہوے اُسی وقت قید تورج کی دور کی اُسے گلے سے لگایا اور
پیشانی کو بوسہ دیا خلعت سلیمانی پہنایا ہاشم تیغزن کو نہایت شادی ہوئی فرزند کو گلے سے لگایا امیر نے
سیفقول شاہ سے کہا کہ تم دین اسلام قبول کرو اب بھی تورج کو تم اپنا فرزند جانو سیفقول شاہ ازبہر صدق
مسلمان ہوا تمام لشکر کو مسلمان کیا شریک اہل اسلام ہوا امیر نے صحبت عیش برپا کی ہرکارون نے یہ خبر
زمرد شاہ اور فرعون شاہ کو پہونچائی کہ تورج بھی حمزہ کا پوتا ہے حکم کیا کہ بجے نقارہ رزمی خبر امیر کو ہوئی کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے لشکر مین بھی بہ تائید ایزدی کوس حربی بجے اُسی وقت
نقارہ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے فرعون [illegible]
پر آکر بیٹھا القافوج کو لیکر پیچھے کھڑا ہوا ادھر بادشاہ اسلام دمدمے پر جلوہ افروز ہوے امیر پیچھے دمدمے کے
مع لشکر صفین باندھکر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ لشکر فرعون سے نقابدار
زرہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا خورشید یزدان پرست اپنے گھوڑے کو اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا
بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہو کر تیغہ مارا خورشید نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا تلوار چھنا کر
نکل گئی سر سے چادر خون کی باہر آئی چاہا اُسنے کہ دوسری تلوار مارے کہ تورج دوڑ پڑا اور کہا او کافر
خبردار اب زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اور آگے سامنا کیا خورشید کو پھیر دیا اُسنے کہا کہ او خدا پرست تو نے شکار
کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو پہلے مارلون تو پھر سمجھ لونگا یہ کہکر وہی تیغہ تورج پر مارا تورج نے سپر پہ روکا
اُسکے عوض مین اپنی تلوار اُس کافر پر ماری اُسنے پشت تیغ پہ رد کی اب رد و بدل ہونے لگی دو گھڑی تک
خوب تلوار چلی ایک مقام پر گھوڑے نے تورج کے سکندری کھائی تیغہ نقابدار کا سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا
دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا لوگ تورج کو اُٹھا لیگئے القصہ
شام تک کوئی چار سردار اُس نقابدار نے زخمی کیے اور پانچ پہلوان جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی کے پھر نقابدار میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کئی
سردار نکلے کچھ زخمی ہوے کچھ شہید ہوے یہانتک کہ تین روز کی میدانداری مین بہت سے اہل اسلام
مارے گئے اور کچھ زخمی ہوے چوتھے روز نقابدار مبارز طلب کر رہا تھا اسد گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت شاہی
کے آیا ہے پیادہ ہو کر اجازت طلب کی ہے ہنوز اجازت نہین ملی ہے کہ از پردہ بیابان گرد سے برخاست گرد
گرد تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا کہ ہوا
نے گرد کو گرد سے مارا ہوا کہ اور دامنہ گرد کا شگفتہ ہوا اور دل گرد سے تو سو علم ہاے زرین منقش
نوالا کہ سوار کا نمودار ہوے اور تمام علم مع نیل و فیلبان و علمدار سنہری پوش دریاے طلا مین غوطہ زن

زنجیرین طلائی سونڈون مین لپٹی ہوئین ہر علم کے پھریرے پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی مرقوم تھی اور جلوس
سواری کا گذر ۔ بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار خود کج کئے سر پر رکھا ہوا گھوڑا اچھلیان کرتا ہوا
پشت پر مالک بن ملکوت شاہ تخت پر سوار نو لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت پیچھے پیچھے آکر ایک سمت قایم ہوا
دیکھا کہ ایک عادی نقابدار میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہی ایرج نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین
موجود ہون آیا مین اور مرکب اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ایرج کو دیکھکر کہا کہ نہین معلوم تجھکو کہان سے کھینچکر قضا
تیری میرے سامنے لائی ہی تو نہین جانتا مین کون ہون منم عزرائیل فرعون شاہ ایرج پکارا مین تیری جان کا عزرائیل ہون یہ سنتے ہی
وہ بولا کہ لا حربہ ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون پیش دستی نہین کرتا تو اپنا حربہ کر جب نیر اعظم مجھے بچائیگا تو مین بھی وار اپنا کرونگا
اُسوقت اس کافر نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعنون
مین ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تلوار ماری ایرج نے باسپ سپر روکی اور ہاتھ
تیغہ آبدار کا جو اُسپر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تلوار ایرج کی جو پڑی صاف
سپر تلوار خود کو کاٹتی ہوئی سر پر پہونچی کہ مع مرکب چار ٹکڑے کئے اور زمین مین ڈوب کر نکلی ایک غل ہوا کہ وہ
عزرائیل فرعون مارا گیا اور ایرج نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو دیکھا تمنے کہ کیسے
پہلوان کو مین نے کسطرح مارا اسد نے جو یہ لاف و گزاف سنی پکارا کہ او کر یاس فروش بچہ بازاری اس
گھن کہا سے پہلوان کو مار کر غرہ کرتا ہی ایرج پکارا کہ ای دیوانے مین تجھے تو کہتا نہین مگر فرعون نے جو دیکھا
کہ عزرائیل قدرت تیرا مارا گیا حکم کیا کہ مارلو اس آفتاب پرست کو جانے نہ پاوے تمام فرعون پرست ایرج
پر دوڑے ایرج اُنپر جا پڑا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا وہ بھی فرعون پرستون پر
آ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ایرج از زبردستان روزگار ہی اور آگے بھی
آپ ایرج کے شریک تھے اب بھی ایرج کے شریک ہو جیسے لقا نے کہا ای بختیارک مین نے ستر ہزار برس
پیشتر یہی تقدیر کی تھی اور اپنی فوج سے کہا کہ یار و فرعون پرستون کو فرعون پرست حیران کہ یہ کیا ہی کہ لقا
فرعون سے بھی ہو گیا غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علحدہ ہوئے لیکن
لاکھون آدمی اس لڑائی مین مارا گیا لقا ایرج کے پاس آیا ایرج نے سلام کیا اور بہت عزت و حرمت سے
بارگاہ مین لایا لقا نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مین نے آ کے بھی دامن پناہ آپ پاس لیا تھا اب
ہاتھ میرا ہی اور دامن آپ کا ہی ایرج بولا ای زمرد شاہ مین نے جو تجھسے وعدہ کیا ہی وہ ہی ہوگا کہ بعد فیصلہ
حمزہ صاحبقران کے تجھین قیلولون پر بٹھاؤنگا غرض صحبت عیش برپا ہوئی ادھر فرعون شاہ بہت غم
کہ لقا سے سمجھونگا مگر ایرج نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین حمزہ سے سامنا کرونگا بختیارک
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان حمزہ کے پاس گھوڑا اشقر دیوزاد سا موجود ہی حمزہ تو اُسپر سوار ہوکر میدان مین
آئیگا تم کس گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلہ کروگے ایرج نے کہا ای بختیارک پھر اسکی تدبیر کیا ہی بختیارک
بولا کہ حمزہ کے پاس دو گھوڑے ہین ایک آپ جاکر حمزہ سے مانگ لایئے یا یہ کہ اسد کے پاس گردن
اشقر اور ماد یان بحری ہی اُسمین سے ایک مانگ لیجیے ایرج نے کہا مین اسد سے تو نہ مانگونگا مگر
حمزہ سے جاکر مانگ لونگا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا خدمت حمزہ صاحبقران مین جب دربارگاہ
پہونچا خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج آتا ہی فرمایا کوئی نہ روکے آنے دو ایرج بارگاہ سلیمانی کے اندر آیا

بادشاہ اسلام اور صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کیا جام شراب گردش مین آیا
ایرج نے کئی جام پیے کہ دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اب امیر نے پوچھا کہ ای ایرج کیونکر ادھر آنا ہوا عرض کیا
کہ یا صاحبقران مین چاہتا ہون کہ سر میدان آپ سے اپنی آزمایش کرون جو غالب ہو وہ صاحبقران ہو امیر
نے کہا مین موجود ہون ایرج نے کہا کہ آپکے پاس اسباب صاحبقرانی ہے وہ میرے پاس کہان آپ اس اسباب
کو اُتار کر مجھسے سامنا کیجیے اور گھوڑے آپکے پاس دو ہین ایک مجھے عنایت کیجیے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم
خنگ سیہ قیطاس لیجاؤ مگر یہ مرکب بادشاہ کی سواری کا ہے مین عاریۃً تمہین دیتا ہون ایرج نے کہا مجھے
قبول ہے امیر اُٹھے اور خنگ سیہ قیطاس پاس آے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر سمجھایا کہ ای سیہ قیطاس ہمنے
تمہین عاریۃً دو چار روز کے واسطے ایرج کو دیا ہے تم اُسکی سواری اچھی طرح دینا کہ ایرج ہماری اولاد مین
ہے کوئی غیر نہین ہے خنگ نے سر ہلایا کہ بہت اچھا امیر نے ایرج سے کہا کہ ابھی لیجاؤ ایرج خنگ کو لیکر
روانہ ہوا اپنے لشکر مین آیا زیر منگیرہ اُسسے بندھوایا آپ کھانا کھا کر سو رہا طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا چار پہر رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئی نقیب نقیب
دیکر چلے گئے ایرج نے پورا باگ کا لیا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا جا
شیر اعظم آفتاب تابان نگہبان ہے ایرج بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور سلح شوری کرتا ہوا میدان مین آیا
دم کو آراستہ کر کے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل
ہوا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند ضربین نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے تلوار ماری ایرج
نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا بہرام نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زور ہونے لگے آخرکار ایرج بہرام کو گرفتار کر کے لیگیا دوسرے روز
جمہور جہانسوز تیرزن نے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار سے بھی کچھ کام نہ چلا نوبت کشتی پر آئی
دو شبانہ روز کشتی رہی آخرکار رنگ جمہور کا ایرج نے توڑا اور سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا مشکین
عیار کے سپرد کیا طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھرا خاصہ کھا کر آرام کیا دوسرے روز طبل جنگ بجوایا لشکر
امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجا ساری رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے ایرج نے میدان مین
آکر پھر مبارز طلب کیا فرامرز نے سامنا کیا دوسرے روز یہ بھی زیر ہوا یہانتک کہ کل سرداران حمزہ صاحبقران
سوا علمشاہ اور قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر و لندھور و مالک اژدر و کرب و ہاشم کے اور سب
گرفتار ہوے اور پھر طبل جنگ بجا آج ایرج نے یہ کہکر طبل جنگ بجوایا کہ کل حمزہ سے مقابلہ کرونگا پھر امیر کشورگیر کو ہولی
فرمایا کہ ان سب صاحبون سے ایرج سے مقابلہ ہو چکا ہے کل مین سامنا کرونگا خدا میری آبرو رکھے تو
بڑی بات ہے دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی لوگ آپسمین گلے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہے ایرج ایسا زبردست ہے کہ اتنے سردار امیر کے گرفتار کر لیگیا امیر تک ہراسان ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے
عجب طرح کا غدر ہے سب بہادر آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہین کوئی تلوار کی دھار دیکھتا ہے کوئی بیمثت
کو تیز کرتا ہے کوئی تیرون کو زہر سے بجھاتا ہے کہ کل کفار سے سامنا ہے ادھر لشکر آفتاب پرستان مین بھی ایک
ہلچل ہے کہ اب کل فیصلہ ہو جائیگا اگر اقبال ایرج نوجوان کا اوج پر ہے تو حمزہ کو زیر کریگا کیونکہ اتنے سردار
اُسکے زیر کر لیے ہین غرضکہ اسی حال مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور وقت صبح آیا شاہ خاور تخت نور پر
جلوہ افروز ہوا خطوط شعاعی خنجر بکف لشکر انجم پر گرے کہ ایک آن مین کل تا قاف سے تا قاف بچھا دیا

لشکروں مین ورد یان بجین اہل اسلام اذانین کہکر مصروف نماز ہوے آفتاب پرستوں مین یا نیر اعظم آفتاب تابان
کی پکار ہوئی ایرج تیاری جنگ مین مصروف ہوا سلاح حرب تن پر آراستہ کرکے متوجہ عرصہ کارزار ہوا ادہر حمزہ
صاحبقران بعد فراغ فریضہ سحری مصروف مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہوے کہ ای کارساز ای بے نیاز
اس پیرانہ سالی مین شرم میری رکہہ لے کیونکہ سامنا ایسے نوجوان زبردست سے ہی تو ہی آبرو بخشنے والا ہے
وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر جسے چاہے تو عزت دے جسے چاہے ذلت دے اور آنکہوں سے آنسو جاری
ہین بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ عمرو بہی پہونچا اور امیر کی یہ حالت دیکہکر پکارا کہ پروردگار دعا حمزہ کی مستجاب کر اس
ضعیفی مین اسکی مدد کر امیر نے پہر کر عمرو کی طرف دیکہا اور کہا کہ خواجہ بسبب ناتوانی اور ضعیفی کے دعا کر رہا ہون
عمرو نے کہا کہ حمزہ خاطر جمع رکہو اپنے دل مین غم نہ کر عنایت خدا سے تیری فتح ہوگی جسنے تجہے صاحبقران کیا ہے وہی
مدد کریگا خوش و خرم سوار ہو کہ لشکر میدان مین پہونچ گیا ہی امیر اٹھے قبۂ مسلح و مکمل ہوے مقبل صندوق تبرکات پیغمبرون کا لایا
فرمایا کہ اسے لیجاو کہ ایرج مجہسے منع کر گیا ہے اور قریب اشقر کے آکر اسے پیار کیا اور سوار ہو کر دروازہ بادشاہی
پر آے سب سردارون نے سلام کیا کہ تخت بادشاہی برآمد ہوا امیر نے سلام کیا چپدار نے سلام کر دیا پہر اور
سردارون نے سلام کیا سواری بادشاہ کی چلی نوبت و نقارہ بجتا ہوا سلامی اُترتی ہوئی آکر قلب سپاہ پر تخت بادشاہی
قایم ہوا سردار دست راست و دست چپ پرے باندہ کر کہڑے ہوے امیر بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے
بڑہ کے زیر سایہ علم اژدہا پیکر متمکن ہوے اُدہر فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹہا فوج اسکی نیچے گنبد کے کہڑی ہوئی اُدہر
سے آمد لشکر ایرج کی ہوئی کہ مالک بن ملکوت شاہ اور لقا دونون ایک تخت پر سوار آگے آگے ایرج نوجوان
خنگ سبز قرطاس پر سوار دریاے آہن مین غرق پیچہے نولاکہ آفتاب پرست حلقہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند
دوش بدوش آکر دونون لشکر مقابل ہوے صفین باندہ کر کہڑے ہوے سردارون نے نکلکر درخت کاٹ کر پہلینے
سقون نے آبپاشی کی گرد بٹہائی نقیب نکلکر نہیبیا دینے لگے کہ کہان ہے رستم کہان ہے سام کونسا دلاور و نامدار ہے
کہ نکلکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹا دے انکا
سنکر جب دیکہنا چاہتا تہا کہ ہر بہادر کی رگون مین خون جوش مارنے لگا ہمتین بڑہ گئین پیرون کے بہی ولولے جوان
ہوگئے ہر شخص آمادہ مرگ و مہیاے قضا تہا کہ یکایک لشکر مین آفتاب پرستون کے علماے آفتاب پیکر
جلوہ گر ہوے آواز کرنا دمگا دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج نے پودا آگ کا لیا رکب
کو جہکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ سپرد کیا تجہے اعظم آفتاب تابان
کو ہاتہ مین ہاتہ دیا پنجہ خورشید درخشان کے وہی تمہارا نگہبان ہے ایرج نے سلام کیا اور مرکب کو جہکا کر بگد پریان
کرتا ہوا میدان مین آیا کہا لاو ہمارا اسباب تماشا شوری اُسی وقت چالیس ہاتہی کہ سونڈون مین اُنکے تلوارین
بندہی ہوئی تہین ایرج آگر اُن فیلان مست نے گرا اُن سب نے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے کسی ہاتہی کا سونڈا
کہینچ لیا کسی کے دانت اکہیڑ لیے کسی کی مستک پر گہونسا مارا کہ سر پہٹ گیا کسی کو ڈہکیل دیا اسی طرح چالیسون
ہاتہی مار ڈالے ہر طرف سے غل تحسین و آفرین کا بلند ہوا بعد اسکے تیر کمان مین پیوستہ کرکے طرف آسمان کے مارا
کہ وہ گرنے نہ پایا تہا کہ دوسرا تیر مارا کہ پیکان اس تیر کا سوفار مین پہلے تیر کے در آیا اور اُسے لیکر بلند ہوا وہ گرا
نہ تہا کہ تیسرا تیر مارا وہ اُسکو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بنا کر اُتارا ہر طرف سے صدا احسنت و مرحبا
کی بلند ہوئی پہر نیزے کے ہاتہ تلانا شروع کیے نیزہ ہاتہ مین گہوڑا رو مین چلا جاتا ہی ایرج مع نیزے گہوڑے

پیٹ کے تلے سے نکلگیا کبھی ایک رکاب پر کھڑے ہوکر نیزہ ہلایا بعد اُسکے چھلے انگوٹھیان پھینکین سنان نیزے پر
روکین کوئی نیچے نہ گرنے پائی پھر شاپور نے ایک ہاتھی فولاد کا بہت بڑا لاکر میدان مین قایم کیا ایرج نے جھپٹکر
گرز مارا کہ وہ غرق زمین ہوگیا اور ایک تالاب بنگیا پھر مزدورون نے زمین کھودکر اُسے نکالا اور میدان مین قایم کیا
ایرج نے دوڑکر تلوار ماری شاپور نے کہا ای شہریار وار آپ کا پورا نہین پڑا شاید تلوار اُچٹ گئی ایرج نے جھپٹکر
ایک لات ماری دیکھا تو نصف ہاتھی زمین پر گر پڑا اس صفائی سے دو ٹکڑے ہوے کہ معلوم نہ ہوا ہر طرف سے شور
احسنت و آفرین بلند تھا شاپور نے پھر ایک درخت طلائی حلقہ دار میدان مین لاکر نصب کیا کہ ہر حلقے مین خوشہ مروارید
نصب تھے ایرج نے جس خوشہ کو تیر مارا اُسے اُڑادیا شاپور پکارا اسکی سند نہین ہے ای شہریار ایک ہی موتی اسمین
سے اُڑجاے دوسرے کو خبر نہ ہو ایرج نے کئی بار ایک ایک موتی اُڑادیا اور خوشے کو جنبش بھی نہ ہوئی القصہ
ایسی سلحشوری کی کہ دونون لشکر دیکھکر محو ہوگئے اور تعریفین کرنے لگے ایرج جوش شجاعت مین پکارا
نعرہ ایرج منم ایرج شاہ عالیجناب + کہ ہستم غلامی رب آفتاب + اگر قلب دوران یاری کند + فلک
رحم بر خاکساری کند + اور آواز دی کہ سوا حمزہ صاحبقران کے اور کوئی امیر سے مقابلے کو نہ آے امیر نے
یہ آواز سُنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان فرق کرو عمرو نے کلاہ نمد اُچھالی سب پر ثابت ہوا کہ صاحبقران
خود نکلینگے سب سردار پیادہ ہوے آکر امیر کو گھیر لیا امیر پاے تخت بادشاہی کے آکر پیادہ ہوے سلام کیا
اجازت میدان مانگی بادشاہ نے تخت اپنا رکھوادیا گلے مین ہاتھ ڈالکر خوب روے کہ بادشاہی میری آپکے
دم سے ہے خدا آپکی عزت و حرمت رکھے اور جام کلہ عزت عنایت کیا امیر نے جام پیکر رنگ رکیب کو دست کیا
اور سوار ہوکر مانند باد تند کے واسطے چلے یہانتک کہ متصل مقبل وفادار پہونچے اور تلوار کھینچی اُسنے گھوڑا
چمکایا امیر نے تلوار گھوڑے کے سم پر ماری کہ چارون نعل گھوڑے کے اُڑ گئے اور اُسکو خبر نہ ہوئی گھوڑا سپاٹ
چلا گیا چہار طرف سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی دوست دشمن تعریف کرتے تھے ایرج کی رنگت زرد ہوگئی
امیر سامنے ایرج کے آے ایرج گھوڑا دوڑان ہوا کہ کوئی پانچ قدم اشقر پیچھے ہٹا اور ریخ قدم خنگ پیچھے
سرکا اب ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے سلام بہ تعظیم کیا امیر نے کہا ای ایرج یہ کیا کہ تمہارا لقب
فرنگو شیر اور اختم کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ یا امیر ایک روز اتفاقاً فرنگو شیر مین کوٹھے پر سے گرا تھا مین بچ
اُسکے برابر سوار و کا تھا اُسنے مجھے انگوٹھی اپنی اُتار کر دی کہ یا ختم مین نے تجکو دیا اور گیتی افروز کہ قائم
مجھسے زبردستی لیگیا ہے وہ بھی مین نے تجھے دی یہ سبب میری شورش کا ہے امیر نے جو نام گیتی افروز کا سُنا
آزردہ ہوکر کہا کہ ای آفتاب پرست زبان اپنی بند کر بازو اپنے کھول جو کچھ تجسے ہوسکے قصور نہ کر ایرج نے
کہا آپ پہلے اپنا حربہ کر لیجیے فرمایا یہ نہ ہوا ہے نہ ہوگا غرضکہ نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی آخرکار امیر نے
نیزہ ایرج کا ہوائی کیا جہان ایرج کی نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا اور دوڑکر اپنے اعراب پر سے گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب اُٹھاکر پکارا کہ یا حمزہ صاحبقران غضب کیا آپنے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا اگر یہ گرز لگا تو پھر ہی ملک الموت کا خبردار رہیگا یہ کہکر گرز صاحبقران پر مارا امیر نے
اپنے گرز پر روکا پکارے کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست و گرز ندارم پناہ تو دارم
یا قاضی الحاجات ای حافظ حقیقی ادھر گرز پر گرز پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون تک کر ہوگئے طبق
زمین کے ہلگئے یہ معلوم ہوا کہ میدان مین زلزلہ آگیا دونون ہاتھ امیر کے جسطرح ستون گرز تھے اُسمین خلل

شد واقع ہوا اگر زمین سخت نہ ہوتی اشقر کے دونوں زانو زمین سے جا لگے تھے زمین پر اس زور سے پڑا کہ دو دانت ٹوٹ گئے اشقر تھر تھر کانپنے لگا امیر بیہوش ہو گئے ایرج نے نعرہ کیا کہ زدم و لیسٹ کردم عمرو دوڑا گرد کے چرخ مار کر اندر آیا دیکھا تو امیر بیہوش ہیں اشقر کے سنوت ہوا ہاری ہے عمرو نے پکارا حمزہ ہوش میں آؤ کہ حریف زیادتی کر رہا ہے امیر ہوشیار ہوئے اشقر کو اس حال میں دیکھ کر اتر پڑے اصطبل کے پاس سے بادیان بحری کو منگوایا اس پر سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر دوسری ضرب ماری امیر نے پھر گرز کو رد کیا وہی حالت پھر ہوئی اور بلکہ بادیان کی لوٹی تڑپ کر مرگئی اب امیر نے گرد میں اشقر کو منگوایا اور ایرج کو دیا اور خنگ سیہ قیطاس پر آپ سوار ہوئے ایرج نے دوڑ کر تیسرا گرز مارا دونوں کہ خنگ سیہ قیطاس بھی تھر تھرا گیا جب امیر گرد سے نکلے تو دیکھا کہ خنگ کانپ رہا ہے اتر پڑے اشقر پکارا کہ آقا مجھی پر سوار ہو جیسے میری زندگی میں دوسرے گھوڑے پر نہ بیٹھیے امیر اشقر پر سوار ہوئے ایرج سے کہا کہ تین ضربیں تیرے ہاتھ کی میں اٹھا چکا اب ایک ضرب میرے ہاتھ کی تو روک ایرج نے کہا مشتاق ہوں امیر گرز اٹھا کے چلے ایرج نے قسم دی کہ آپ بھی دو دستی گرز مجھے لگائیے امیر نے دو دستی گرز ایرج پر مارا ایرج نے اپنے گرز پر روکا دونوں گرزوں سے شرارے آتش کے نکلے اگر زمین کا دل سے شق ہو گیا گرد میں اشقر زمین میں سما گیا کمر گیا کی لوٹی ایرج بیہوش ہو گیا ہر سر مو میں سے پسینہ جاری ہوا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیکھا یہ شورہ گرد میں تھا امیر نے پکار کر کہا کہ صاحبو آکر اسکی خبر لو دیکھو کیا گذری ہے یہ سنا پور دوڑا گرد کے چرخ مار کر اندر گھسا دیکھا کہ ایرج بیہوش ہے پانی کے چھینٹے دیکر ہوش میں لایا ایرج کی آنکھ کھلی گھوڑے کو سرتے دیکھا کود کر گھوڑا اتر پکا مر گیا ایرج پھر خنگ پر سوار ہوا اور تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا قریب پہونچکر تلوار ماری امیر نے پاسیپر پر روکا ایرج کا رد کیا راوی کہتا ہے اس جنگ ایرج میں امیر کے بدن پر اسلحہ سے بجز ان سے کچھ نہ تھا کہ ایرج نے دور کر ڈالا تھا غضبناک امیر نے اپنی تلوار ایرج پر ماری اسنے بھی پشت شمشیر پر روکی یہاں تک تلوار چلی کہ ہتھوں کی آریاں نکلیں آکر تلواریں ہاتھ سے پھینک کر ایک دوسرے پر دوڑا اور دست و گریبان ہوئے اور ایک روایت یوں ہے کہ آکر کرہ کھانے سے جانے کے ایرج اور گھوڑے پر سوار ہوا وہ گھوڑا تلوار سے صاحبقران کی مارا گیا ایرج اشقر پر دوڑا اور کاکل اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ کچھ بال نچ گئے اشقر غضبناک ہو کر منہ پھیلا کے دوڑا اور چاہا کہ سر ایرج کا دھڑ سے اتار لے امیر نے اشقر کو منع کیا اور کہا ای ایرج یہ کیا کیا تو نے کہ بال اشقر کے نوچ لیے اگر میں اس دیوزاد کو منع نہ کرتا البتہ تجکو ضائع کرتا یہ کہکر اشقر سے کود پڑے اور کہا ای ایرج اب کشتی ہماری تمہاری باقی رہی وہ بھی ہو جائے ایرج نے کہا کہ میں موجود ہوں دونوں دامن گردان آستینیں چڑھا کر سرگرم تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو دونوں طرف سے روشنی آگئی پھر کشتی ہونے لگی تماشہ بینوں کا ہر طرف سے ہجوم سب کو اس اشتیاق میں رہا تھا پینا حرام کر دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب ہو کون مغلوب اسی طرح سات روز برابر کشتی رہی وقت نماز صبح کا تھا کہ ایرج صاحبقران کو ریلکر لیچلا امیر دم کے بھروسے قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے یہاں آٹھ نو قدم تک ایرج ریل لیگیا وہاں جا کر جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے کمر تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہو گئے ایرج نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہو سکا لنگر امیر کا نہ اکھڑا ایرج نے ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ میں اپنا زور کر چکا اب آپ بھی زور کیجیے امیر نے اٹھکر بازو ایرج کے پکڑ لیا اور ریلکر لیچلے تو دس قدم لیگئے وہاں پہونچکر جھٹکا دیا دونوں گھٹنے زمین پر جا لگے

پر کر لنگر مارا کہ لپشت پا تک غرق زمین ہو گیا امیر نے بھی ہر چند زور کیا مگر لنگر نے ایرج کے جنبش نہ کھائی امیر
بھی ہاتھ اُٹھا لیے اور کہا ای ایرج ہم تم ہر لڑائی میں برابر رہے آل کار کیا ہوگا ایرج نے کہا جیسا آپ فرمائیں
ویسا کیا جاے امیر نے کہا ای ایرج کشتی کئی طرح کی ہوتی ہے عجمی ترکی ہندی عربی اور کشتیاں ہمارے تمہارے
بیچ میں ایک جنگ عربی باقی ہے ایرج نے کہا وہ کشتی کیسی ہوتی ہے فرمایا کہ تم چار زانو بیٹھو میں زور کرون میں بیٹھون چار زانو
زور کرو جو جیسے غالب ہو وہ صاحبقران ہے ایرج نے کہا یا امیر یا تو پھر چار زانو بیٹھنے میں لنگر تو قایم ہو نہ سکیگا مقرر
ایک دوسرے کو اُٹھا لیگا اور پہلے کون بیٹھے گا امیر نے فرمایا کہ پہلے میں بیٹھونگا تم تین زور مجھپر کرو اگر تمنے مجھے اُٹھایا تو بہتر نہیں تو
پھر میں تمپر زور کرونگا ایرج نے کہا یا صاحبقران آپ اس کشتی کو جانے دیجیے میں آپ برابر ہون نصف ملک میں آپ صاحبقرانی
کیجیے نصف مجکو دیجیے فرمایا کہ ای ایرج دو چھریان ایک میان میں نہیں رہ سکتیں دو بادشاہ در اقلیم نگنجند در دو درویش
ہیند ای ایرج دو صاحبقران کہیں رہ سکتے ہیں بغیر فیصلہ ہوے کچھ نہ ہوگا اس سے بہتر ہے کہ پہلے میں
پر زور کرو عمرو نے ہر چند کہا کہ حمزہ تو بوڑھا ہے پہلے ایرج کو بیٹھال امیر نے نہ مانا چار زانو
ہوا کہ اب تو لے امیر کو اُٹھایا اور کہا کہ یا صاحبقران آپ فنون سپہگری میں یگانہ
گئے ہیں اگر آپ دیوار آہن بنکر بیٹھینگے یا آہن زمانہ ہوسکے تو میں آپ کو اُٹھا لونگا فرمایا
لیتے ہو ایرج نے کہا دیکھیے اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ کیا کہ یا شیر اعظم آفتاب تابان گا
ن کا اُکھڑا ایرج آہستہ آہستہ اُٹھائے جاتا ہے اور غل ہوا کہ وہ حمزہ صاحبقران کو ایرج
نے اُٹھا لایا تمام اہل اسلام کی رنگت زرد ہوگئی عمرو پکارا کہ ای حمزہ بسبب پیری کے تو
پہلوان عادی کو کمر میں پھری باندھ دوں کہ لنگر بشر ابھاری ہو جائے امیر تو جو یہ کلمہ سنا
مانند ماہی بے آب کے تڑپے کمر بند ٹوٹ گیا زمین پر گرے اور بکمال طیش میں لنگر مارا
رستم ران تک غرق ہوگئے ایرج نے امیر سے کہا کہ ابھی تو کمر بند ٹوٹ گیا آپ ہاتھ سے میرے گرے
ابھی دو زور میرے باقی ہیں امیر نے کہا ای ایرج اب وہ وقت گذر گیا اب میرا لنگر نہ اُٹھیگا تم شوق سے زور کرو
ایرج نے کمر بند خوب کس کے باندھا اور پھر زور کیا اپنی لنگر نے جنبش نہ کھائی امیر نے کہا ای ایرج دیکھا تو نے اُ
کہا یا امیر ابھی ایک زور میرا اور باقی ہے امیر نے فرمایا وہ بھی زور کر لو ایرج نے خوب دم لیکر تیسرا زور کیا پھر
بالکل لنگر نہ ہلا تھککر ہاتھ اُٹھا لیا امیر نے پوچھا ای ایرج کیوں ہاتھ اُٹھایا کہا کہ دروغ گوئی بہادرون کو پیشہ نہیں
آتی میں نے آپ کو سب طرح آزما دیکھا میں سنکہ میں آپ کا کچھ نہیں کر سکتا ہاتھ اُٹھا لیا اب باری آپ کی ہے
امیر بولے تمنے تین زور کیے تو میں بھی تین زور کرون ایرج بولا آپ کو اختیار ہے میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں فرمایا
کہ اگر میں نے بھی تین زور کیے تو فوقیت کیا ہوئی ایک زور تو میں راہ خدا پر چھوڑتا ہوں دوسرا زور واسطے
خلق اللہ کے کہ سات روز سے بیتاب ہیں ایک زور میں تمپر کرتا ہوں اس ایک زور میں اگر میں نے لنگر تمہارا
توڑا فبہا نہیں پھر زور نہ کرونگا اب ہوشیار ہو کہ میں نعرہ کرتا ہوں ایرج نے کہا صحن اکشادہ ہے جتنا چاہیے
غل مچائیے امیر نے عمرو سے کہا کہ لوگون کو خبردار کر دو کہ میں نعرہ کرتا ہوں عمرو نے کلاہ سر سے اُچھالی سب
آگاہ ہوے کہ امیر نعرہ کرینگے روئی نکال نکال کر اپنے کانون میں اور گھوڑے کے کانون میں سب نے دی
کہ امیر نے دوہری زنجیر کمر میں ایرج کے خوب کس کے باندھی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آہستہ آہستہ مانند شیر کے
غرش کر کے طنطنہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچا نعرہ امیر چنان نعرہ زد بیہر شیر ل مصاف + کہ ہیچ از دو کوہ قاف ،

یکے نعرہ زد آن بخلقش دگر + کہ آہن دلے را دریدہ جگر + زد ریجو کیا لنگر ایرج کا اُکھڑا پہلے زد بین تا بہ کمر لائے
دوسرے زد بین تا بہ سینہ تیسرے زد بین سر سے بلند کیا ایک غل ہوا کہ وہ ایرج کو زیر کیا نور الدہر نے
اسد سے کہا کہ مجکو بھی صاحبقران نے یون ہی زیر کیا تھا مگر امیر نے ایرج کو سر پچ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ لشکر
بند بند کپا ایرج نے چاہا کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے امیر نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر چڑھ کر مشکین ... تھا
سے باندھین کہ اوسکند کو ایرج توڑ ڈالتا اور عمرو کے حوالے کیا کہ آج کی رات خوب حفاظت سے اسے اپنے پاس
رکھو کہ دشمن اسکے بہت ہین اگر کسی نے اسے چشم زخم پہونچایا تو تمسے سمجھونگا صبح کو حال اسکا دریافت کیا جائیگا
طبل بازگشت بجوا کر مراجعت فرمائی لشکر اسلام نہایت شادان و فرحان پھرا آفتاب پرست نہایت پریشان
الحال آدھا اس پھرے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اندھے کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی ای لقا چلکر فرعون
کے شہر میں ہو رہیں اُسنے کہا جو تیری رائے ہو تو فرعون کی طرف روانہ ہوا ادھر امیر آکر داخل بارگاہ ہوئے دربار کیا
خاصہ کھا کر آرام فرمایا مگر قاسم ایرج کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا خیمے مین گیتی افروز کے آکر بیٹھا
دونون بیٹے الک زاد و ملک شاہ دہنی بائین طرف بیٹھے قاسم نے دونون سے کہا ... ہے
آفتاب پرست نے مجکو جہان مین رسوا کیا اگر یہ مسلمان ہوا تو اور غضب ہو گیا کہ رقیب کو یا
موجود ہوا بہتر یہ ہے کہ اسکو مار ڈالیے مگر وہ عمرو کی قید مین ہے اُسپر ہاتھ ڈالنا مشکل ہے لیکن خدا ... بہر
قتل کیجیے یہ صلاح کرکے سیارہ عیار کو بُلا کر کہا کہ تم جا کر عمرو کو جسطرح ہو ہمارے پاس لاؤ سیارہ ... لیا
کہ بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا ادھر یہان عمرو ایرج کو قید آہن مین گرفتار کرکے اپنے شاگردون سمیت چوکی
دینے کو بیٹھا کہ سیارہ پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا عمرو نے کہا کیا ہے عرض کیا خلوت مین عرض کرونگا
عمرو سیارہ کے ساتھ گوشے مین گیا جب عمرو تنہا ہوا سیارہ نے عرض کیا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
نے آپ کو یاد کیا ہے کہا عمرو نے اولاد حمزہ کی بہت ہے مین کس کس پاس جاؤن سیارہ نے کہا آپکو بیٹے کو بلایا ہے
... خدا کیلئے ... دیا ہے کہ مجھے کچھ ضروری کام ہے مجھ غریب کے واسطے ہو آئیے عمرو بولا واسطے خدا کے جان تک
حاضر ہے ... اسی وقت ہمراہ سیارہ کے قاسم پاس آیا اُسنے اُٹھکر سلام کیا اور بعزت تمام اپنے پاس بٹھایا
... پیش کیے کہ یہ آپ کی نذر ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ اپنا مطلب تو کہیے جس واسطے مجھے بلایا ہے قاسم نے کہا
دادا جان آپ خوب جانتے ہین کہ اس آفتاب پرست نے مجھ ایسے باعزت کو کیسا بدنام کیا ہے اگر یہ مسلمان
تو ہوا غضب ہو گیا چاہتا ہون کہ یہ آفتاب پرست مارا جاے لاکھ روپیہ دیتا ہون اگر آپ ایرج جوان کو
میرے ... کہ مین اُسے مار ڈالون عمرو نے کہا ای قاسم اگر مین نے ایرج کو تجھے دیا تو نے اُسے قتل کیا
حمزہ مجھے تو کچھ نہ کہیگا مگر مجکو مار ڈالیگا مین روپیہ لیکر کیا کرونگا قاسم نے ایک صندوقچہ جواہر کا کھولکر دیا کہ
یہ بھی حاضر ہے عمرو نے جو وہ صندوقچہ دیکھا رگ طمع حرکت مین آئی دل سے کہا کہ یہ مال و اسباب ہاتھ لگ جاتا ہے
مگر ... جان ہے ای عمرو سونے کی کٹاری سے کوئی پیٹ نہین مارتا پیٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹے کان
یہ خیال دل مین ہے مگر جواہر کا صندوقچہ دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہے دریاے فکر مین غوطہ مارا بعد تھوڑی دیر
کے سر اٹھایا اور کہا ای قاسم ایک کام کرکہ نہ مین بدنام ہون نہ تو رسوا ہو اور آفتاب پرست مارا جاے
قاسم نے کہا جیسا آپ فرمائین ویسا مین کرون عمرو نے کہا کہ پہر رات رہے تم آکے مجھے خیمے کے کھڑے رہو
مین سب کو وہان سے ہٹا دونگا اور آواز دونگا کہ ای مالکان صندوق جواہر آؤ اپنی امانت لو تم اسیوقت آ کے

دونون بیٹون سمیت آنا ایرج کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلے جانا بعد اُسکے مین شور و غل مچا دونگا کہ کوئی ایرج کو
مار گیا اس تدبیر سے ہم تم دونون بدنام نہ ہونگے اور کام بھی ہوجائیگا قاسم یہ سُنتے ہی گلے سے عمرو کے لپٹ گیا کہا
سبحان اللہ کیا خوب تدبیر آپ سوچے واہ واہ عمرو نے کہا کہ اب مجھے جانے دو کہ مین جا کر تدبیر کرون قاسم
نے کہا بسم اللہ عمرو وہان سے صندوق جواہر کا لیکر باہر آیا اور لشکر کا ایرج کے راستہ لیا تھوڑی دور
آیا ہوگا کہ دیکھا ایک آفتاب پرست لشکر اسلام سے کھڑا ہوا آتا ہے عمرو سوچا کہ یہ کوئی جاسوس ہے پھر رستے
مین کمین بچھا کر پوشیدہ ہوا جب وہ آفتاب پرست اُس جگہ پہونچا عمرو نے جھپٹکا دیا وہ گرا آکر بیہوش کیا اور پشتارہ
باندھ کر اپنے خیمے مین آیا اور ایرج کو لیجا کر کسی اور جگہ پوشیدہ کردیا اور اُس آفتاب پرست کو ایرج کی
صورت بنا کر غل و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھا دیا اور اپنے عیارون کو بھی پہلے ہٹا دیا تھا کہ کسی پر یہ راز ظاہر نہو
اب سب کو بلا لیا جب پہر رات باقی رہی قاسم اپنے دونون بیٹون سمیت سیاہ پوش ہو کر آیا پشت پر خیمے کے کھڑے ہو کر
کھنکھارا عمرو سمجھا کہ قاسم آگیا تمام عیارون کو ہٹا دیا کسی کام کا بہانہ کردیا اور آواز دی کہ اے مالکان صندوق
اور اپنی امانت کو لو قاسم یہ سُنتے ہی چوب خیمہ کی اکھیڑ کر اندر آیا دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے قاسم وہ
غضبناک ہوا آنکھین سرخ ہوگئیں کانپنے لگا پکارا کہ او حرامزادے خوب تونے مجھکو بدنام کیا تھا اور تلوارین کھینچ
ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کر ڈالا خیمے سے نکل کر چلے تھوڑی دیر کے بعد عمرو نے غل مچایا کہ کوئی آکر
اور رونے لگا پچھاڑین کھانے لگا کہ ہائے زندہ آفتاب پرستان وای شاگرد رشید عمرو کہ اور عیار بھی
دوڑے ہوئے آئے ایک قیامت برپا ہوئی سب نے پوچھا کہ کیا ہوا عمرو نے کہا ابھی تین مشٹنڈے آئے
ایرج کو مار کر چلے گئے مین نے مارے خوف کے اُنکے سامنا نہ کیا وہ صاف نکلے عمرو صبح تک [illegible]
صبح کو امیر آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے سردار جا بجا کرسی دنگلون پر حسب مراتب آکر فروکش ہوئے امیر نے پایا عمرو
سے کہو کہ ایرج کو لیکر آئے لوگون نے عرض کیا کہ شہریار شب کو پہر رات رہے کئی شخص خیمے مین گھس آئے اور ایرج
کو مار کر چلے گئے عمرو اُسوقت سے ابتک رو رہا ہے امیر یہ سُنتے ہی گریان ہوئے اور فرمایا کہ افسوس ایرج [illegible]
تھا کہ دوسرا کم ہوگا اور خوب روئے اسد باوجودیکہ عداوت رکھتا تھا ہائے کا نعرہ مار خاک اُڑانے لگا کہ کیا جوان [illegible]
بدیع الزمان نورالدہر سردار اب کشورکشا وغیرہ نے حالت اپنی تباہ کی اتنے مین لاش ایرج کی اٹھکر
سامنے آئی امیر نے لاش ایرج کی دیکھکر فرمایا کہ اے مقبل جلد جا کر عمرو کو لاؤ مقبل اُسطرف روانہ ہوا یہان امیر نے
جو سردارون کی طرف دیکھا سب کو غمگین پایا مگر قاسم کو دیکھا کہ اپنے بیٹون سمیت خوش و خرم ہے ہرگز رنج و الم
چہرون پر ظاہر نہین بلکہ پیشانی کشادہ ہے صورت سے خوشی ظاہر ہے امیر نے دل مین کہا کہ سوا قاسم کے کسی
اور نے نہین مارا ہے یہ اسی کا کام ہے کیونکہ ناموس کو اسکے اُسنے بدنام کیا تھا اسنے عمرو کو رشوت دی ہوگی کہ اتنے
عرصے مین مقبل جا کر عمرو کو لایا عمرو نے سلام کیا دیکھا کہ صاحبقران نہایت غضبناک بیٹھے ہین اور رو رہے ہین
غم و غصہ چہرے سے ظاہر ہے لیکن امیر نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون صاحب ہمنے تاکید کرکے ایرج کو تمھارے سپرد
کیا تھا کہدیا تھا کہ دشمن اسکے بہت ہین ہوشیار رہنا تمنے ایسی غفلت کی کہ ایرج مارا گیا اور اسکے قاتل کا
بھی پتا نہ لگا سکے عمرو پکارا کہ اے شہریار مین بیگناہ ہون میری اسمین کیا خطا ہے فرمایا آخر حال تو شب کا بیان کرو
عمرو نے [illegible] یا کہ اے شہریار مین تین پہر رات تک عیارون سمیت بیدار تھا کہ تین سیہ پوش قوی ہیکل حرام خور
ناگاہ خیمے مین گھس آئے تلوارین ننگی ہاتھون مین تھین ایسی ہیبت اُنکی تھی کہ مین بدحواس ہوگیا

منھ بند ہو گیا کچھ مارے دہشت کے زبان سے نہ نکلا بس وہ یہ نگاہ غضب مجھے دیکھتے ہوئے ایرج پر جا پڑے مارے تلواروں کے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کیا بھاگ کر چلے گئے بعد اُنکے جانے کے میں نے غل مچایا ایک ایک کو پکارا کہ دوڑو کہ دیکھوں کدھر جاتے ہیں کوئی نہ معلوم ہوا فرمایا امیر نے کہ او دزد باریک گردن یہ سب باتیں مکاری کی ہیں تو نے خوب رشوت لیکر ایرج کو قتل کروایا عمرو نے کہا حمزہ جو محبت مجکو ایرج سے تھی وہ کاہے کو کسی کو ہوگی کہ میں نے اُسے فن سپہ گری بتایا صاحبقران بنایا تھا اور میں اُسے قتل کرواتا فرمایا یہ مکاری کی گفتگو مجھے پسند نہیں آتی باندھو اس مکار کو مقبل نے عمرو کو پکڑا کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ جلد اسکی گردن مارے تا کہ ایرج کے ساتھ دفن کروں اور قسم ہے مجھے کہ اگر بے مارے چھوڑ دوں تو نام اپنا حمزہ صاحبقران نہ رکھوں جلاد آنے جانے میں تامل کیا فرمایا خیر میں اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اور با شمشیر برہنہ اُٹھے عمرو نے کہا ای عرب بچہ تم بے وید تو کیوں اسقدر برہم ہوتا ہے ایرج کو مجھسے لیگا یا میری جان لیگا چھوڑوا دے مجھے کہ میں ایرج کو لا کر تیرے سپرد کروں فرمایا مجھے تو فریب دیتا ہے کہ میں تجھے چھوڑ دوں تو بھاگ جائے عمرو نے کہا میں لندھور کو ضامن دیتا ہوں یہ کہکر لندھور کی طرف دیکھا لندھور پکارا کہ یا صاحبقران میں عمرو کا ضامن ہوں اگر عمرو بھاگ جائے تو آپ اُسکے عوض مجھے قتل کیجیے گا فرمایا لندھور تم انہیں دخل نہ دو کہیں مردے زندہ ہوتے ہیں لندھور بولا کہ حضور عمرو کو چھوڑ دیں مجکو اُسکے عوض قید کریں امیر نے فرمایا کہ واللہ میں تجھے عمرو کے عوض مارونگا لندھور پکارا مجھے قبول ہے امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا لندھور کو قید کر لیا عمرو نے کہا ای دارائے ہند میں ابھی ایرج کو لاتا ہوں تم کچھ وسواس اپنے دل میں نہ کرنا لندھور نے دیکھا کہ عمرو بدحواس نہیں ہے القصہ عمرو روانہ ہوا قاسم نے اپنے بیٹا [illegible] یہ کیا معاملہ ہے ملک زادہ ملک شاہ نے کہا ای پدر بزرگوار یہ سب شعبدے ہیں عمرو اس [illegible] جان بچا کر چلا گیا ہے نہ آپ نے اُسکو مار ڈالا مردہ کہیں زندہ ہوا ہے ادھر امیر لندھور سے [illegible] کہ تم مفت جان دینے پر آمادہ ہوئے ایک مکار کے لیے میں دو چار گھڑی انتظار کرتا ہوں لندھور [illegible] شتباہ ہے امیر فرماتے ہیں کہ ابھی عمرو پر تاکید کروا اپنے لوگوں کو بھیجو کہ جلد ایرج کو لاے لندھور نے عرض [illegible] اچھا کہ ایک ساعت بھر کے بعد عمرو ایرج کو لیکر چلا ابھی پہونچا نہ تھا کہ یہاں امیر نے جلاد سے لندھور کو قتل کرے جلاد کو تامل ہوا ہے خود عقرب سلیمانی ٹیک کر اُٹھے کہ میں خود قتل کرونگا لندھور نے سر جھکا دیا کہ اتنے میں عمرو سامنے سے آیا کہا کہ حمزہ اپنی امانت لے اور ایرج کو سامنے کھڑا کر دیا امیر اُسے دیکھکر بہت خوش ہوے مگر خیال آیا کہ شاید عمرو کسی اور کو صورت ایرج کی بنا کر لے آیا ہو فرمایا کہ منھ اسکا دھو ملازموں نے اُسوقت گرم پانی سے منھ ایرج کا دھلایا دیکھا کہ صورت نہ بدلی امیر اُٹھے ایرج کی تعظیم کی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا قاسم نے جو دیکھا کہ ایرج زندہ ہے نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ عمرو نے تیرے ساتھ دغا کی خیر دیکھو تو کہ اب کیا ہوتا ہے مگر امیر نے ایرج سے کہا کہ تم ہمیں خوب آزما چکے اب ہم تیر غالب ہوے بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرو ایرج نے کہا کہ بیشک آپ نے مجھے زیر کیا مگر میں ہرگز دین آپ کا اختیار نہ کرونگا میرا ایسا دین روشن ہے میں اسے کیونکر چھوڑوں یہ کبھی نہ ہوگا امیر پیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہے نورالدہر سے کہا کہ تم ایرج کو اپنے ساتھ لیجاؤ صحبت عیش برپا کرو اور اسے خوب طرح سمجھاؤ بقول شاعر مصرع مرغ زیرک چون بہ دام افتد تامل بایدش جب اسکا غصہ فرو ہوگا جب یہ سمجھیگا نورالدہر اُسی وقت ایرج کو اپنے خیمے میں لایا صحبت عیش برپا ہوئی اسد سکندر رفیع لقا سلیمان ثانی خورشید تورج داراب طہماس سب گرد و اطراف ایرج کے آکر بیٹھے

ے ناب گردش میں آیا پھر ایک نے ایرج سے کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش صاحبقران ہیں
کیا ہے جنھے اطاعت اختیار کی ہے ای ایرج تم بھی جہالت کو ترک کرو مسلمان ہو ہمیشہ ہمارے
ہی تھی کہ خدا ایسا کرے کہ ہمارا تمھارا مقدمہ فیصل ہو جاے کہ ایک جگہ رہیں اب خدا نے فیصل کیا
ے ہو دین اسلام سے بہتر کوئی دین بھی ہے آفتاب و مہتاب و ستارے ہیں اور یہ بھی اُسی کے
آفتاب رات کو نہیں رہ سکتا اور مہتاب دن کو نہیں نکلتا کیا حکم ہے اُسکا برادر سہ خدائی پروردگار عالم
خلق کو زیبا ہے اور سزاوار ہے اور کوئی سوا اُسکے خالق نہیں ہے خوب رات بھر ایرج کو سمجھایا لگا ایرج
دیا کہ میں دین اپنا نہ چھوڑونگا مجھے مار سے جانا قبول ہے ناچار صبح کو امیر پاس لاے حال بیان کیا
زبان مبارک کو ثبوت وحدانیت الٰہی میں جنبان کیا اور اسقدر حمد و ثنا اُس خالق بے ہمتا کی بیان کی
صدا ے تحسین و آفرین بلند ہوئی ایرج نے بھی بگوش دل سنا او رجی میں قائل ہوا کہ بیشک یہی دین
شجاعت میں سر اُٹھا کر کہا کہ یا امیر اگر میں مسلمان ہوا تو کیا دیجیے گا اور اگر مسلمان نہ ہونگا تو کیا کیجیے گا فرمایا
ج اگر تو مسلمان ہوا تو مانند اپنے فرزندوں لور الدہر وغیرہ کے جانونگا اور جو کچھ تیرا ارادہ ہوگا وہی کرونگا
اور جو مسلمان نہ ہوگا تو قسم ہے خانہ کعبہ کی کہ بغیر قتل کیے نہ رہونگا یہ سنکر ایرج ہنسا اور کہا کہ امیر غضب کا کلمہ کہا
آپ نے اب اگر مسلمان ہوتا بھی تو نہ ہونگا لوگ کہینگے کہ ایرج ڈر کر مسلمان ہوا یا امیر آپ کو قسم ہے کہ میرا بند بند جدا کیجیے
جسطرح چاہیے قتل کیجیے اب میں مسلمان نہ ہونگا اور جلد جلاد کو بلائیے تاکہ اس کشمکش رنج و الم سے نجات پاؤں عمرو
نے کہا ای ایرج یہ سعادت کسی کو نصیب نہیں ہوئی کہ امیر اسطرح اپنی زبان گوہر فشان سے نصیحت کریں غضب ہے
اگر تم نہ مانو اور کلمہ سخت زبان پہ جاری کرو کسی وقت سواے حمزہ عرب کے اور کچھ نہ کہو ایرج نے کہا کہ مجھکو ہر وقت
لوگ کرپاس فروش بچہ بازاری تاجر زادہ کہا کیے ہیں میں نے اگر حمزۂ عرب کہا تو کونسی بڑی بات ہے اور میں تو
آمادہ مرگ ہو ایسے قصا ہوں جو میرے جی میں آجائیگا وہ کہونگا امیر نے یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے
فرمایا کہ یہ واجب القتل ہے قاسم اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا جد بزرگوار اسے آپ مجھے دیجیے کہ میں سزا اسکو
مجھے عنایت نہ کیجیے گا تو قسم ہے روح مطہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور بستر مبارک حضور میں اپنے
کرونگا فرمایا ای فرزند تجھے اختیار ہے لیجا اسے تیر باران کر ایرج تو یہ سنکر سرنگون ہوا قاسم نے سر زنجیر پکڑ کر کھینچا
کہ آ او آفتاب پرست اور ایسا جھٹکا دیا کہ طوق کا خار گردن میں ایرج کی چبھا خون جاری ہوا آنکھیں ایرج کی
غصے سے لال ہو گئیں اور ایسا جھٹکا مارا کہ سر زنجیر کا قاسم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زور کر کے قید توڑ ڈالی اور
خنجر ایک شخص کا چھینکر قاسم پہ دوڑا پکارا کہ ای خاوری کہاں جائیگا اب امیر نے جو دیکھا رگ ہاشمی جوش میں آئی
دنگل پر سے اُٹھے کہ او آفتاب پرست یہ تو نے قید توڑ ڈالی اور دوڑے ایرج کی طرف ایرج نے خنجر امیر پر مارا
امیر نے ہاتھ اُسکا مع خنجر پکڑ لیا اور لپٹ گئے چار گھڑی کی کشتی میں مشکیں باندھ لیں اور عمرو کے حوالے کیا کہ لیجا کر
قتل کر عمرو اور قاسم ایرج کو لیکر باہر چلے اندر سے بارگاہ کی طرف ارد بازار کے سے ملے بارگاہ شاہی میں ناموں
تھا تمام خواتین سرا پردہ اطلس پوش گردیا ناہ گوہر ملک وغیرہ سب عورتیں دیکھنے کو آئیں اور جوانی پر ایرج کے
افسوس کرنے لگیں گیتی افروز کی نگاہ جو ایرج پر پڑی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے خون عزیزی نے جوش مارا
دودھ چھاتیوں میں بھر آیا مہر مادری حرکت میں آئی بے اختیار رونے لگی گوہر ملک نے پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو
کیا ایرج کے لیے غمگین ہو گیتی افروز نے کہا ہمشیرہ کیا بیان کروں میں جب ایرج کو دیکھتی ہوں دودھ چھاتیوں میں

میری پھر آتا ہی اور مہر مادری جوش مارتی ہی گوہر ملک یہ سُنکر ہنسی اور کہا کہ سچ ہی وہ تمکو چاہتا ہو
ہی شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر + دگر دسلے دانا
کہ از دلہا بدل راہ باشد + گیتی افروز بولی کہ تم جو چاہو سو کہو مگر دیکھو کہ یہ دودہ کیسا ہی یہان تو
قاسم ایرج کو کوتوال چبوترے پر لایا اور ذو الخمار عادی سے کہا کہ جلد اسے قتل کر اُسی وقت اسد
موجود ہوا قاسم نے کہا کہ اسکو دار پر کھینچ کہ مین اسے تیر باران کرونگا اور بند بند اسکا جدا کرکے ملک با
تاکہ دشمنون کو عبرت ہو ایرج نے جو یہ کلمہ سُنا عمرو سے کہا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا آپ قاسم
سعی میری فرمایئن کہ قتل مجھے شوق سے کرے مین مرنے پر تو خود آمادہ ہوا ہون ڈرتا نہین مگر تیر باران
دار پر نہ کھینچے عمرو یہ سُنکر رو دیا اور قاسم سے آکر کہا کہ ایرج کو تیر باران نہ کرو بند بند اُسکا ہرگز جدا نہ
مرا نہ پائیگا تو قسم خدا کی کبھی صورت تیری نہ دیکھونگا قاسم نے دیکھا کہ عمرو نے قسم کھائی ہی کہا کہ جیسا آپ فر
ویسا ہی کیا جائیگا مگر دار پر ضرور چڑھاؤنگا اور ذو الخمار عادی سے کہا کہ اسے دار پر کھینچ یہی گفتگو تھی
اور اسد اور داراب اور خورشید پہونچے ایرج کو نصیحت کی کہ اب بھی مسلمان ہو کیون جان دیتے ہو ایرج
بولا قول مردون کا ایک ہی جو کہا وہ کہا ہرگز ہرگز آفتاب پرستی نہ چھوڑونگا رباعی تا در نہ رسد وعدۂ ہر کار
کہ ہست + سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست + تا سردی گرمی زمستان بخشند + پر گل نشود دامن ہر خار کہ ہست
سب سمجھا کر تھکے ایرج نے نہ مانا افسوس کرتے ہوے پھرے قاسم نے ذو الخمار عادی سے کہا کہ قتل کر اسے کیا
دیر لگائی ہی ذو الخمار ایرج کے پاس آیا لباس اُسکا اُتارنے لگا قاعدہ جلادونکا ہوتا ہی کہ جسکو گردن
مارتے ہین لباس اُسکا اُتار لیتے ہین کہ خون مین آلودہ نہ ہو ایرج کو برہنہ کرکے نطع پر بٹھایا خط سیاہ گردن
پر کھینچا کہ نگاہ ذو الخمار کی بازو پر ایرج کے جا پڑی بازو بند بہت نایاب دیکھا اُسے کھولا قاسم نے کہا کہ یہ کیا ہی ذو الخمار
[illegible] کچھ نہین قاسم نے کہا کہ مین تو دیکھون اور اُسکے ہاتھ سے لے لیا اسد دلاور الدہر و بدیع الزمان وغیرہ
[illegible] دیکھا پہچانا کہ یہ بازو بند قباد کا ہی کہ نوشیروان کے پاس تھا نوشیروان نے قارن دیوبند کو دیا تھا
[illegible] قارن کو مارا ہی تو عمرو نے بازو بند اُسکے بازو سے کھول لیا تھا اور امیر کے ہاتھ بھیجا تھا عمرو نے ذو الخمار
عادی سے کہا کہ تو ٹھہر جا ہرگز ابھی اسے قتل نہ کرنا مین حمزہ صاحبقران کو یہ بازو بند دکھا آؤن یہ کہکر جلد خدمت
صاحبقران مین آیا اور بازو بند ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے پہچانا پوچھا کہ خواجہ یہ کہان سے لاے کہا کہ ایرج کے بازو
پر سے نکلا ہی کہا کہ ایرج کو مار ڈالا عرض کیا کہ نہین ابھی اُسپر ہاتھ نہین ڈالا کہا کہ جلد جا کر اُسے لاؤ عمرو روانہ ہوا یہان
قاسم ذو الخمار سے کہہ رہا ہی کہ اس آفتاب پرست کو جلد دار پر کھینچ وہ کہہ رہا ہی کہ عمرو کو آلینے دیجیے قاسم برہم ہوکر
اُٹھا تلوار پر ہاتھ رکھا کہ تو میرا کہنا نہین مانتا کہ اتنے مین عمرو پہونچا قاسم سے کہا کہ امیر نے ایرج کو بلایا ہی جلد لیچلو قاسم
ناچار ہوکر ایرج کو دار سے کھولکر سامنے امیر با توقیر کے لایا امیر نے اُسے زندہ دیکھکر شکر خدا کیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا
اور فرمایا کہ ایرج سچ کہہ کہ یہ بازو بند کہان سے پایا ایرج نے عرض کیا کہ مین نے عہد طفلی سے اپنے بازو پر بندھے دیکھا
مجکو نہین معلوم کسنے باندھا امیر کو یقین ہوا کہ یہ ہماری اولاد سے ہی پھر فرمایا کہ اے ایرج اسلام اختیار کر ایرج نے
کہا کہ کلام مردون کا ایک ہی جب تک کہ حقیقت بازو بند کی ظاہر نہ ہوگی مین مسلمان نہ ہونگا اور مجھے کیونکر یقین ہو کہ
مین آپ کی اولاد سے ہون اسد اپنے دنگل سے اُٹھکر کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ یا امیر با توقیر جس وقت سے مجھے
علی شاہ مردان شیر یزدان نے نظر کردہ کیا ہی مانند سلمان فارسی کے موت سے بچایا ہی کمر بند صدائی مین نے

بیمار و رہے مجھے عطا ہو کہ میں ایرج کو پکڑوں اور قتل کروں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایرج نسل
ـے اور کسی کی قدرت نہیں ہے کہ اُسپر غالب ہو اور تو خبردار ارادہ اُسکے قتل کا نہ کرنا کیونکہ بہت جلد
ـے بھی فرمایا تھا کہ اُسکو تاجرزادہ نہ کہنا اور میں نے یہ مقدمہ میدان میں بھی ایرج سے بیان کیا تھا
ـر مجھے یاد ہے کہ تمنے کہا تھا اگر تجھکو کیونکر معلوم ہو کہ میں اولاد صاحبقران سے ہوں میرا باپ زندہ
ـلہ اتنے میں عمرو نے امیر سے کہا کہ دیکھیے ابھی ایرج کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ایرج آپ کی اولاد میں ہے
ـحبقران آپ یاد کیجیے کہ یہ بازوبند آپ نے کسے دیا تھا امیر نے ایک لمحہ تامل فرمایا اور کہا کہ خواجہ میں نے
ـس پوش کو دیا تھا تم جا کر اُس سے پوچھو کہ اُسنے کسے دیا تھا عمرو گیا رابعہ سے استفسار کیا اُسنے کہا
ـو یہ علمشاہ کے باندھ دیا تھا عمرو علمشاہ کے پاس لایا علمشاہ بولا کہ میں نے خورشید خاوری کو
ـحل میں آیا خورشید خاوری کو وہ بازوبند دکھایا اُسنے کہا میں نے قاسم کے بازو پر باندھ دیا تھا
کہا کہ میں نے ملکہ گیتی افروز کو دیدیا تھا جب زیر قبطول ملاقات ہوئی تھی عمرو گیتی افروز پاس گیا پوچھا کہ
ـاسم نے جو بازوبند تجھے باغ شبستان میں دیا تھا وہ تُنے کیا کیا گیتی افروز یہ سنکر بہت ردلی کہا کہ خواجہ
ـی گردش فلکی کا بیان کروں جب لقا نے لشکر اسلام پر جادوگروں سے برف باری کروائی ہے اہل اسلام قتل ہوئے
ہیں اور لوگ بھاگے ہیں تو میں اور فتنہ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگی میں حاملہ تھی راہ میں درد زہ نے بیچین کیا کچھ درخت
ایک مقام پر لگے تھے اور چشمۂ آب تھا وہاں میں اُتر پڑی لڑکا پیدا ہوا ایسا کہ مانند آفتاب کے چہرہ اُسکا روشن تھا
جلدی سے فتنہ نے نال کاٹا نہلا کر میری گود میں ڈالدیا کہ اُسی وقت فتنہ کے درد نے شدت کی اور اُسکے بھی لڑکا
پیدا ہوا وہ تمھارا لڑکا تھا اُسکو غسل دیا کہ اُسی وقت ایک جانب سے گرد اُڑی میں خائف ہوئی کہ شاید لشکر لقا آتا
میں آتا ہے بیرحمی کے ڈر سے اُن دونوں لڑکوں کو دامن پیشواز میں لپیٹا اور تھیلی جواہر کی اور سفارشنامہ لکھکر لڑکوں
کے پاس رکھدیا اور یہ بازوبند بازو پر باندھ دیا تھا عمرو نے کہا اے ملکہ یہ بازوبند ایرج کے بازو پر سے نکلا ہے میں نے
پہچانا لا کر صاحبقران کو دیا امیر نے ایرج سے پوچھا اُسنے کہا میرے پاس عہد طفلی سے ہے [illegible] مبارک ہو
کہ ایرج تمھارا فرزند ہے گیتی افروز یہ سنتے ہی مارے خوشی کے بیہوش ہو گئی عمرو باہر آیا امیر سے تمام حال بیان
قاسم کو مبارکباد دی وہ بھی نہایت خوش ہوا امیر نے ایرج سے کہا اب تمکو یقین ہوا کہ تم قاسم کے بیٹے ہو
ایرج بولا فرخ بازرگان موجود ہے اُس سے یہ حال دریافت ہو تو میں بھی جانوں اور یقین لاؤں امیر نے پوچھا
کہ فرخ بازرگان کہاں ہے کہا کہ شہر فرنگوشیہ میں امیر نے فرزاد سے کہا کہ ایک دیو سے کہو کہ جا کر شہر فرنگوشیہ سے
فرخ کو لاوے دیو نے کہا کہ کوئی آدمی پہچاننے والا میرے ساتھ چلے تو اُسے لاؤں شاپور شیر دل کہ آیا ہوا تھا
ساتھ ہوا دیو جا کر فرخ کو اُٹھا لایا امیر نے اُسکی تعظیم کی فرخ دست ادب بستہ کھڑا ہو کر آداب بجالایا امیر نے
بیٹھنے کی اجازت دی بعد تھوڑی دیر کے مخاطب ہوئے کہ اے فرخ سچ کہو کہ ایرج تمھارا پسر صلبی ہے اُسنے کہا کہ
اے شہریار میری کوئی اولاد سوا ان دو لڑکوں کے نہیں ہے امیر نے فرمایا تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی سچ کہہ
اُسنے قسم کھا کر کہا کہ ایرج میرا بیٹا ہے امیر نے فرمایا کہ تم جھوٹ دروغ کہتے ہو اُسنے کہا کہ کیا مجال فرمایا خیر بہتر ہے
نہ کہو اور اُسی دیو سے کہا کہ اسے آسمان پر لیجا کر چھوڑ دے کہ ہڈی پسلی اسکی سرمہ سا ہو جاوے اور اگر سچ کہنے کا
اقرار کرے تو نہ پھینکنا میرے پاس لے آنا دیو اُسی وقت مانند بلائے مبرم کے فرخ سے لپٹا اور لیکر آسمان کی
کی طرف چلا دیکھا فرخ نے کہ اب جان نہیں بچتی پکارا کہ یا صاحبقران اب میں سچ سچ کہونگا فرمایا کہ ہمارے پاس لا

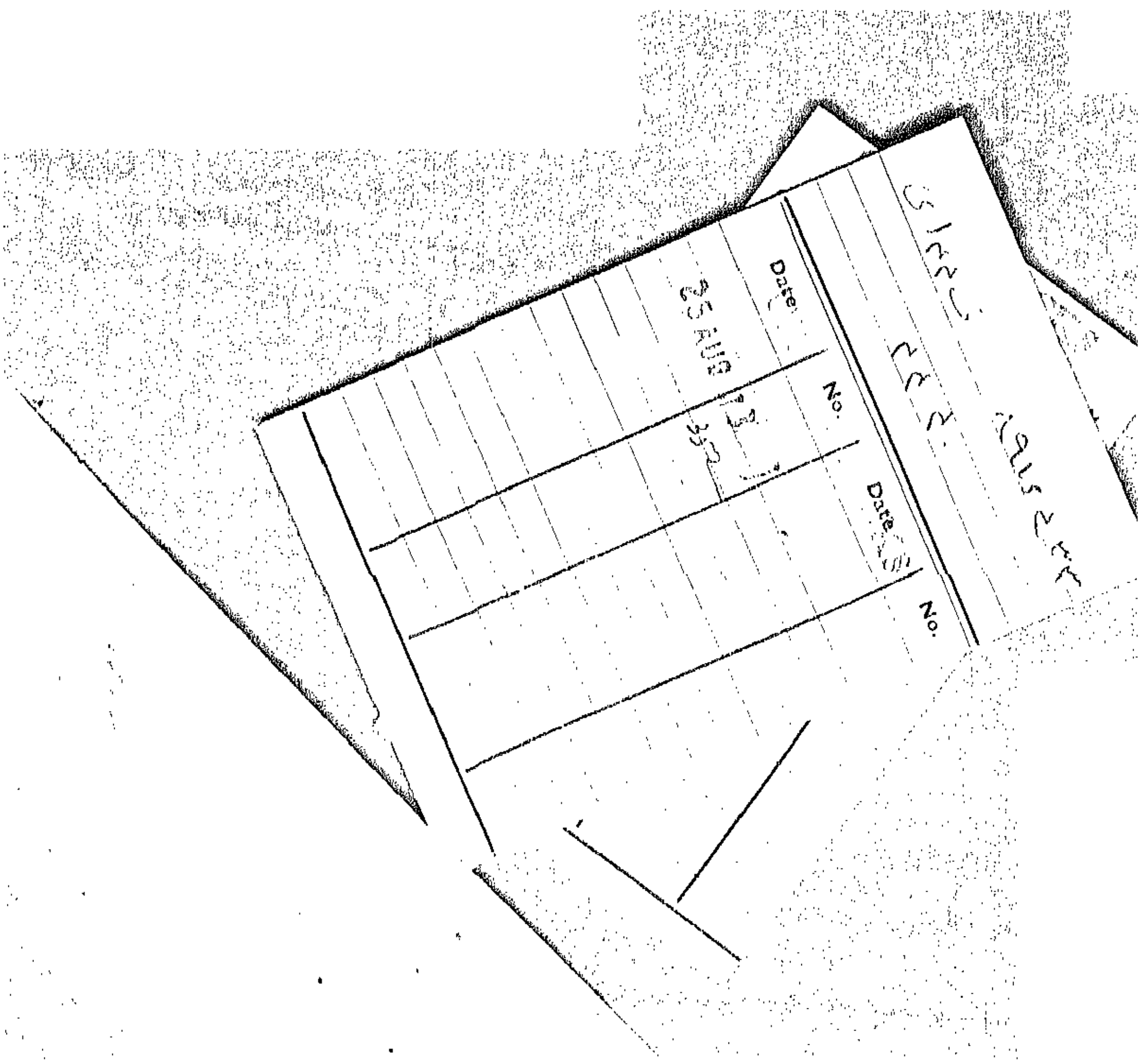
دیو فرخ کو سامنے لایا فرمایا امیر نے کہ کہو عرض کیا ای شہریار سچ تو یہ ہی کہ مین ترکستان سے آتا
پہونچا تھا کہ ایک درعہ درختون کا تھا وہان لشکر میرا اُترا اسباب بے انتہا میرے پاس تھا سب
مقام آذر کوہ تھا چشمہ پانی کا بہت صاف و شفاف تھا لب چشمہ ایک درخت تھا مین چشمے پر وا
سے کے گیا بیٹھا ہوا پیر دھو رہا تھا کہ آواز لڑکے کے رونے کی کان مین آئی جاکر جو دیکھا تو شاخ درخت پر
مین لپیٹے ہوے رکھے ہین مین اُنھین اُتار لایا دیکھا مین نے کہ ایک سفارشنامہ ہی اور ایک لڑکے کے با
بندھا ہوا ہی اور ایک جواہر کی تھیلی بھی ہی سفارشنامہ جو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ یہ لڑکا خاندان عالی سے
ہے اسے پالیگا رتبہ اعلی سے سرفراز ہوگا مین نے اُس لڑکے کا نام ایرج رکھا کہ جسکے بازو بند بندھا تھا
نام شاپور رکھا کہ شاپور کو عیاری سے شوق ہوا مین نے ان دونون کو کمال محنت و مشقت سے پالا کر اپنے
ساتھ لگادی اور اسطرح انھین رکھتا تھا کہ کوئی اولاد کو بھی نہ رکھتا ہوگا امیر نے فرمایا وہ سفارشنامہ مع
ہی عرض کیا کہ شہر فرنگ شہید مین میرے مکان کے اندر ایک کوٹھری مین بہت احتیاط سے رکھا ہی فرمایا کہ
سوار ہوکے جاؤ اور اُسے جلد لے آؤ عرض کیا کہ بہت خوب اور اُسی وقت دیو پر سوار ہوکے گیا ایک چار گھڑی
مین صندوق لیکر آیا امیر کو دیا امیر نے کھولا اُسکی توڑی اور کاغذ اور تھیلی جواہر کی اور دامن پیشواز کا نکالا نوشتہ
پڑھا مطابق فرخ بازرگان کے کہنے کے تھا عمرو سے کہا کہ ملکہ گیتی افروز پاس اسے لیجاؤ اور دکھا کر پوچھو کہ
یہ خط تمھارا ہی عمرو محل مین گیا گیتی افروز گوہر ملک وغیرہ سے کہہ رہی تھی کہ مجھے جو محبت ایرج سے تھی اب تم
سمجھو ن یہ حال کھلا کہ جب مین اُسے دیکھتی تھی چھاتیون مین دودھ بھر بھر آتا تھا اور مین اُسکے واسطے روتی تھی
اور پھر اپنے کو بپاس رسوائی ضبط کرلی تھی اور تم لوگ ہنستے تھے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہی یعنی ایرج کو محبت ہی
تو تم کو بھی اُس سے محبت ہی سب نے کہا ای ملکہ جو کچھ تم کہتی تھین سچ کہتی تھین مگر خدا نے فضل کیا کہ ایسا فرزند تمکو
ملا یہی باتین تھین کہ عمرو وہ کاغذ پیشواز کا دامن جواہر کی تھیلی لیے ہوے پہونچا کہ ملکہ دیکھو اسے پہچانو گیتی افروز
نے کہا خواجہ یہ میرا لکھا ہوا ہی اور وہ پیشواز نکلوائی جسکا دامن پھاڑ کر ایرج کو لپیٹا تھا وہ دامن اُس پیشواز
مین ملگیا عمرو وہ پیشواز اور دامن لیے باہر آیا امیر کو دکھایا قاسم کے ہاتھ مین سفارشنامہ دیا قاسم نے خط پہچانا
کہ گیتی افروز کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی امیر سے عرض کیا کہ غلام نے پہچانا بیشک یہ خط گیتی افروز کا ہی غرض ثابت ہوا
کہ ایرج فرزند ہی ملک قاسم کا عجب خوشی قاسم کو حاصل ہوئی امیر باغ باغ ہوے سب سردار شادان و فرحان
ہوے امیر نے ایرج سے کہا کہ ای فرزند اب تجھپر ثابت ہوا کہ تو میری اولاد سے ہی ایرج نے عرض کیا کہ آپ نے
اسطرح تحقیق فرمایا کہ سب پر آئینہ ہوگیا کہ مین آپ کی نسل مین سے ہون فرمایا کہ اب کلمہ پڑھو عرض کیا جو ارشاد ہو فرمایا کہ
پڑھو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ ایرج نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا امیر نے فرمایا کہ ایرج کو حمام مین
لیجاؤ تکزاد و ملک شاہ دونون بھائی ایرج کو حمام مین لیگئے ایرج حمام سلیمانی مین نہایا امیر نے کشتیان
جواہر کی اور قسم قسم کی پوشاک شاہانہ انواع اقسام کی انگوٹھیان خلعت سلیمانی جیغہ کلغی سرپیچ بھیجا کہ ایرج اسطرح آکے
ایرج بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی اپنے بدن پر آراستہ کرکے سامنے امیر با توقیر کے آیا سلام کیا نذر گذرانی امیر نے اُسکے
گلے سے لگایا پیشانی چومی اور فرمایا کہ دنگل ایرج کا سرداران دست چپ سے بالاتر بچھے ملازمون نے اُسی وقت دنگل
مرصع کار بچھایا ایرج سلام کرکے اپنے باپ ملک قاسم کے پاس بیٹھا عمرو بھی شاپور کو حمام مین لیگیا امیر نے اُسکے
لیے بھی خلعت بھیجا شاپور بھی نہا دھو کر خلعت پہنکر آیا نذر دیکر عمرو کے پاس بیٹھا عمرو کا یہ عالم کہ مارے خوشی کے

پ بیٹے عمرو کے شاپور سے گلے مل رہے ہیں شاپور ہر ایک سے جھک جھک کر ملتا ہی ادھر قاسم
ملے لگا رہے ہیں اور قاسم نے جو آزار ایرج کو پہونچا سکے اُنھیں یاد کیکے رو رہا ہی نور الدہر
ج سے علیحدہ کیا کہا کہ یہ وقت خوشی کا ہی اور آپ ایرج سے بغلگیر ہو کر خوب رو دیا جو اسد کرب
سلیمان ثانی داراب تورج بدیع الزمان اور سب شاہزادے اور سردار ایرج سے ملے
مجلس میں آتا ہی جھک جھک کر ملتا ہی امیر نور الدہر اسد سلیمان ثانی داراب تورج خورشید
بدیع الزمان اور شاہزادے سب ملے ایرج پر سے جواہر نثار کیا بعد اسکے عمرو نے شاپور کو لاکے
ے ڈالا امیر نے اُسے بھی گلے لگایا زر و جواہر عنایت کیا اُسنے قدم چومے بعد اُسکے نور الدہر کی قدمبوسی
شاہزادے کو کورنش اور تسلیمات بجا لایا امیر نے اُسے بہت سا مال و زر دیا عمرو کی خاطر سے مال د
بار ہو گیا عمرو نے سب مال نذر زنبیل کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا کہا کہ مبارک ہو کہ ایرج
ہی بیٹے کیسا دریافت کیا گیتی افروز سیر دن پر گر پڑی خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ بہشت میں بیٹا لیا چاہتی ہو
جہ میں کیا آپ سے باہر ہوں اور جواہر و زر عمرو کو دیا عمرو خورشید خاوری پاس آیا کہا او صاحب پوتا مبارک
ہی شل ہو کر لوپانہ جو تا اللہ نے دیا پوتا مفت میں پوتے والی آپ ہوئیں اور ساری محنت و مشقت مجھے کی
بنایا سنوارا ایرج کو میں خورشید خاوری نے بھی بہت سا مال و جواہر دیا اب عمرو وہاں سے باہر چلا تھا گیتی افروز
نے کہا خواجہ میں مشتاق ہوں ایرج کے دیکھنے کی عمرو نے کہا کہ میں جا کر ایرج کو لاتا ہوں تم سب تصدق کے
خوان تیار کر رہو یہ کہکر باہر آیا امیر سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ شہریار ایرج کو اندر بھیجئے کہ تمام خواتین مشتاق ہیں
خصوصا گیتی افروز چاہتی ہی کہ ایرج کو دیکھوں امیر نے ایرج سے کہا کہ بھئی اندر محل میں چلو ایرج اُٹھکر ہوا
قاسم علمشاہ نور الدہر بدیع الزمان اسد اور سب شاہزادے ساتھ ہو کر ایرج کو اندر لیگئے تمام خواتین
مشتاق کھڑی تھیں امیر کے استقبال کو آئیں ایرج نے ہر ایک کو سلام کیا ہر ایک گرد پھری بلائیں لیں پیشانی کو
بوسہ دیا زر نثار کیا عمرو ہر ایک کو بتلاتا ہی کہ یہ دادی ہی اور یہ چچی ہی اور جو روپیہ نثار ہوتا تھا وہ لے لیتا تھا
یہاں تلک کہ گیتی افروز کی بارگاہ میں پہونچا ملکہ منتظر کھڑی تھی ننگے پیر دوڑتی ایرج گیتی افروز کو پہچانتا تھا دوڑکر سر قدم پر
گرا گیتی افروز نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی جوش محبت میں چھاتیوں سے دودھ بہنے لگا مارے خوشی کے بیہوش
ہو گئی تمام خواتین دوڑیں گلاب کیوڑا چھڑکا کہ ہوش میں آئی زر و جواہر موتی اسقدر نثار ہوئے کہ قریب تھا کہ ایرج
اُسمیں غرق ہو جائے انبار ہو گیا تھا گو ایرج کہ دل سے گیتی افروز کا عاشق تھا اب جو حال کھلا کمال شرمندہ ہوا
جب محل سے باہر آیا اسد نے خوش طبعی کرنا شروع کی کہ کیوں ایرج مدت سے تمھیں آرزو تھی وصل کی اب وصل
گیتی افروز کا نصیب ہوا آرزو تمھاری بر آئی ایرج یہ سُنکر نہایت شرمندہ ہوا کہا کہ ای اسد یہ کیا ہنسی ہی
اسے چھوڑ دو اسد ہنستا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ میں آیا امیر نے فرمایا کہ بمقابل شاہزادہ نور الدہر صندلی ایرج
کی بچھا دو ایرج نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی کہ پروردگار اس دین میں پر میرا خاتمہ کیجیو اور پاؤں کو صندلی سے چوما
جا کر صندلی پر بیٹھا اور امیر سے عرض کیا کہ مالک بن ملک و رستم شاہ اور فرخ بازرگان کو بلا کر مسلمان کیجیے امیر
نے حکم دیا کہ جلد جا کر کوئی اُن کو لاوے اُسیوقت چوبدار نے جا کر کہا کہ امیر یا قرنے یاد کیا ہی دونوں خرم
و شاداں خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے امیر نے تعظیم و توقیر کرکے بٹھایا اور زبان مبارک سے ارشاد کیا
تم دونوں دین اسلام قبول کرو ایرج کے پاس بیٹھو دونوں کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے امیر نے

انھین خلعت دیا اور ملک فرنگو شیبہ مین فرخ بازرگان کو مالک بن ملکوت شاہ کا نائب کیا اُسے
اور نوروز بھی تھا ہر طرف لشکر مین ناچ رنگ کی صحبت آراستہ تھی عجب جشن امیر نے کیا تھا کہ کبھی
مین نہ کی تھی تمام لشکر کو ادنے سے اعلیٰ تک خلعت دیا تھا کہ کوئی باقی نہ رہا تھا تمام لشکر مین عجیب دھوم
نوبتین بج رہی تھین گھر گھر ناچ ہو رہا تھا چراغان نے رونق انجم سپہر کی گرد کر دی تھی جشن جمشید کی اسکے
نہ تھی چشم زمانہ نے ایسا جشن نہ دیکھا ہوگا صاحبقران نے اسقدر مال و زر لٹایا تھا کہ جسکا شمار نہ تھا حال
کی حقیقت نہ رہی تھی اور تمام لشکر یک رنگ سرخ پوش تھا دست راستی تک دبست چپی ہو رہے تھے وہ امیر
کہ گویا ہم رنگ ہو گئے تھے امیر کا دنگل برابر تخت شاہی کے تھا اور اور فرزندون سرداروں کے دنگل جدا
ہوے تھے دور اندھا ہوا تھا اور تمام سردار لباس جواہر نگار پہنے ہوے تھے اور شاہزادے تو دریاے
طلا مارے ہوے تھے اور بیچ مین طائفے چیدہ چیدہ ناچ رہے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو شاپور کی یہ
تھی بارگاہ حضرت آدم علیہ السلام برپا کی اسمین صحبت آرا تھا دولاکھ عیار جمع تھے انواع اقسام کے حقہاے آ
چھوٹ رہے تھے ایک ایک عیار نئی نئی طرح بنا کر لایا تھا اپنے اپنے فن دکھا رہے تھے عمرو دیوجامہ پہنے ہوے شاپور
کو پاس لیے بیٹھا تھا شاپور لباس پہنے ہوے انواع طرح کا جواہر اُسپر آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور چالاک و امیہ و
سیارہ و ابوالفتح کلبیا دبرق فرنگی ہیرک خطائی سنجر بلخی جواہرین لدے ہوے تھے اور طائفے بہت اچھے اچھے
سامنے ناچ رہے تھے اور عمرو قران ستم کار تھا سب سے زیادہ خوش تھا شاپور کہ عیار زبردست ہی قران کو نہایت
محبت اس سے پیدا ہوئی دوڑ دوڑ کر کام کرتا پھرتا تھا یہان تو جشن ہو رہا ہی مگر لقا نے جب دیکھا کہ ایرج گرفتار ہو گیا
بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ اب کیا تدبیر کرون مین اُسنے کہا کہ بہتر یہ ہی کہ چلکر فرعون کے پاؤن پر گر
اور تقصیر اپنی معاف کروا کہ ابھی اُسکی خدائی کا زمانہ بنا ہوا ہی لقا نے کہا کہ تدبیر کی ہین سنے کہ تو جاکر صفائی کر دے بختیارک
نے کہا کہ بہت اچھا اور اسی وقت خدمت فرعون شاہ مین روانہ ہوا جب دروازے پر فرعون شاہ کے پہونچا
عرض کر دیا بھی فرعون نے سامنے بلایا بختیارک نے جاکر مجرا کیا اور قدمون پر گر کر لوٹنے لگا سجدہ پن کرنے لگا خوب
فرعون کو خوش کیا فرعون نے پوچھا کہ ای بختیارک لقا کہان ہی بختیارک نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند لقا نہایت
شرمندہ ہی مارے خجالت کے خدمت مین حاضر نہین ہوا فرعون نے کہا کہ ای بختیارک دیکھا تو نے ہماری تقدیر
کو کہ اس آفتاب پرست کو کسطرح حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار کرا دیا اب لقا نے ناچار ہو کر پھر میری طرف رجوع کیا
خیر تیری خاطر سے مین نے تقصیر اُسکی معاف کی جا اور اُسکو میرے پاس لے آ بختیارک گیا اور لقا کو مع سرداران
اُسکے کے لایا اور فرعون کے قدمون پر گرایا فرعون نے اُسے گلے لگایا اور کہا کہ خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا لقا نے
کہا کہ ای فرعون اب ایسی خطا مجھسے نہ ہوگی فرعون نے لقا کو مع سردارون خلعت دیا لشکر بھی لقا کا آکر شریک لشکر
فرعون ہوا فرعون خوش و محظوظ بیٹھا ہی کہ جوڑی ہرکارے کی پسینے مین غرق گرد مین آلودہ آئی مجرا کیا ہاتھ اُٹھا کر دعا
دی بعد اُسکے عرض کیا کہ مقیاطلیس دندان اور بہرام فیلزور کوہ مقناطیس کی طرف سے اسی ہزار سوار کی جمعیت
سے آپکی مدد کو آ پہونچے فرعون نے یہ خوشخبری سنتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل شادیانی لشکر مین اسکے طبل شادیانی بجنے لگا
اور تمام سردارون کو حکم ہوا کہ جاکر مع لقا سب استقبال کرکے لائین لقا اور بختیارک کوئی دو کوس آگے ہوئے تھے کہ
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اُس گرد سے سوار کو برابر کر دیا سواری انکی ٹھہر گئی تھی جسوقت گرد شق ہوئی تو سو علم نشانہ لاکھ
سوار کا دکھائی دیے بعد اُسکے اور جلوس سواری کا ہتھنا لیون شترنالین تیغبان بانون کے اُسکے بعد خاصبردار

ے خاصیان کاندھون پر لئے ہوئے سامنے سے گذرے لعبا سے کمر کو باندھے
ہتھون مین لئے ہوئے لعبا سے ایک پہلوان زبردست کو دیکھا کہ گردن سیاہ
لوان اور زبردست چلا آتا ہے لقا نے ان دونون سے ملاقات کی اور ساتھ لیئے
ا دونون کافرون نے فرعون کو سجدہ کیا فرعون نے دست بخش اپنا انکی پیٹھ پر
ن جام شراب گردش مین آیا دونون کافر جب خوب نشے مین ہوئے اسوقت
اوند کون لوگ ہین کہ جنکے ہاتھ سے آپ عاجز آئے ہین اسوقت فرعون نے
لی ذات سے ہیر آئی مقیاط ببر دندان لقا کی بات مخاطب ہوا کہ آپ
ن کا لقا نے بختیارک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خوب بیان کریگا بختیارک نے شروع سے
ا سے انتہا تک بیان کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ خدایا از زبردستان کی
ے ان سب کو نہ مارا ہوگا تو ہم اپنا مقیاط نہ پایا ہوگا اور فرعون سے کہا کہ آپ
ن سب خدا پرستون کو مارونگا فرعون نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارے بامر جاسوس
ت صاحبقران مین آئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ
گی بجا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہے کیونکہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید
پروردگار عالم بہتر جانیگا کہ کیا کریگا اسی وقت عمرو بن امیہ ضمری اٹھکر نقارخانہ
سے نقارخانہ جمشیدی مین گیا داروغہ نے نذر گذرانی عمرو نے نذر انکی لیکر زنبیل کیا
ے غاشیہ اٹھا کر ڈال طبل سکندری پر مارا کہ آواز اسکی بلند ہوئی اور تمام لشکر کو
سب اپنی تیاری مین مصروف ہوئے رات بھر تیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران
ردار ساتھ لئے اشارہ کرتا ہوا آگے وعدہ گاہ مصاف مین پہونچے تخت بادشاہی
اسی دست راست کو دست چپ لیسوے چپ پر سے باندھ کر کھڑے ہوئے صاحبقران
الیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ادھر سے آندھی لشکر
فرعون تخت پر سوار آگے آگے لقا فوج کو ہمراہ لیے چلا آتا تھا ایک طرف کو مقیاط
نون دریا آہن مین غوطہ مارے ہوئے فوج انکی ساتھ ایک طرف کو
ہ لشکر اسلام کے صف باندھ کر کھڑا ہوا صفوف جدال آراستہ ہوئے لگین
دار درختون کو کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے تھے بیلچہ کار پست و بلند زمین کو ہموار
رہے تھے جب میدان تیار ہوگیا نقیبون نے نکلکر خبر دی کہ کہان ہے رستم
ن ہی سہراب کونسا بہادر نامدار ہے کہ میدان مین نکلے اور اپنے باپ دادا کا نام
ر کا ماشہ ... کے ... شور نقیبون کا ...
رگردن کو ... یا اور سامنے تخت فرعون شاہ کے آیا ...
لیون شاہ نے کہا کہ ... خواہ ...
ے بار دگر مرکب ... میدان مین آیا اور ...
اور جہاں ...

مرکب سے اتر کر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے کہا اللہ [illegible] نگہبان ہے جمہور یار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان میں آیا
سے سامنا کیا مبارز نگار زنی و نیزہ بازی نوبت شمشیر پہنچی مقیاط نے تلوار ماری جمہور نے مرکب کو جھپٹ
[illegible] پر ہاتھ ڈال دون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی [illegible] پر بیٹھا تا دوا برد اتر گیا جمہور نے دستانہ مارا کہ تلوار
ٹکڑے ہو پار دوزخ کی سمت باہر آئی زخم کاری لگا چاہا [illegible] سپر دندان نے کہ ایک تلوار ویسا لگا کہ سر جمہور کا بیکار
کہ فرامرز عیار دشمنی [illegible] دوڑ پڑا اور پکارا کہ او نامرد کیا لڑائی [illegible] ہاتھ اٹھاتا ہی مقیاط پکارا او خدا پرست تو نے مجھ
کو پھر سے بچایا اب [illegible] اور نہ سے دونوں کو قتل کرونگا [illegible] تلوار فرامرز پر ماری فرامرز نے آسیب روکی اور اپنا
وار کیا مقیاط نے بھی [illegible] فرامرز کا رد کر کے پھر تلوار ماری تو نہیں جا سکتی [illegible] تک تلوار چلی آخر فرامرز بھی زخمی ہوا
[illegible] زخمی ہوئے اور دو ایک شہید ہوئے مقیاط نے پھر مبارز طلب کیا اوکی مرتبہ شمشیر [illegible]
صاحب [illegible] و طہماس بن [illegible] در بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا مبارز نگار زنی
مقیاط سپر دندان نے نام پوچھا طہماس نے نام اپنا بیان کیا مقیاط نے کہا کہ تو ہمیشہ آتش پرست تھا اب
[illegible] کے شریک ہو گیا ہے طہماس نے کہا کہ یہ دین و مذہب کا مقدمہ ہے میں نے لقا کو [illegible]
خدا کی [illegible] اور اسلام قبول کیا مقیاط سپر دندان نے کہا کہ حال تیرا معلوم ہوا اب قضا تیری
تیرے سامنے [illegible] طہماس نے کہا کہ خبر معلوم ہو جائیگا مقیاط سپر دندان نے کہا کہ تو اپنا حربہ مجھ پر کر لے
طہماس نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں ہمارا دستور [illegible] نہیں ہے مقیاط سپر دندان بولا کہ
طالب ہی میرا [illegible] خداوند فرعون شاہ کا طہماس نے کہا کہ وہ تیری جان کے اوپر
مقیاط سپر دندان نے ویسی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا تھا [illegible] ماری طہماس نے اسکو سپر
جھکا کر [illegible] طہماس پکارا کہ [illegible] تو اپنا وار کر چکا اب [illegible] ماری یہ کہکر ساڑھے نو سو من
اسپر مارا اُسنے سپر تلوار دونوں کو اٹھا کر [illegible] کی پناہ [illegible] خداوند فرعون شاہ تو ہی ہے
جب گرز پڑا اسپر تلوار دونوں کے دو ٹکڑے ہوئے اور سر پر [illegible] کہ خود دو بلغہ و عرق چین زرہ
سر پر پڑا کہ اسکے جبڑے کو کاٹتا ہوا گردن سے [illegible] تک گذر گیا [illegible]
شیر [illegible] کے [illegible] کبھی ویران کر کے کبھی [illegible] اُس کے کنہ لنگ کے بوسہ دیا
ہوا کہ وہ مقیاط سپر دندان مارا گیا [illegible] تو اٹھکر [illegible] لگا پکارا کہ صلواۃ بر محمد و لعنت بر
لات اعلیٰ و منات [illegible] ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ [illegible] سکیگا آخرش کو مارا گیا یہ تو لقا سے
باتیں کر رہا تھا کہ بھائی مقیاط سپر دندان کا بہرام فیلزور [illegible] کا لاشہ دیکھا وہیں سے گریبان کو
چاک کیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے خدا پرست غضب [illegible] بہادر کو مارا کہ جس کا عدیل و نظیر نہ تھا
[illegible] کہاں میرے ہاتھ سے نہ مارا ہوگا تجھے تو نام اپنا [illegible] رکھا ہوگا یہ کہکر تلوار طہماس پر
ماری طہماس نے ساطور کے اوپر روکی اور رد کر کے [illegible] پر اسپر مارا بہرام نے ساطور کی خالی دیا
اور دوسری تلوار طہماس پر ماری طہماس نے ساطور کا [illegible] پر مارا کہ تین ٹکڑے ہوئے قبضہ اسکے
ہاتھ میں رہ گیا تھا پھر آکر طہماس کے منہ پر مارا طہماس نے خالی [illegible] اور پھر ہاتھ ساطور کا مارا کہ مع مرکب
[illegible] ہوئے یہ دیکھ فرعون شاہ پکارا کہ ارے مارا [illegible] عادی [illegible] غضب کیا [illegible] کہ ایسے دو پہلوان
[illegible] دو ٹکڑے [illegible] لگی [illegible] اور چلنے ادھر سے سب سے [illegible] فوراً الدہر طہماس کی مدد کو پہنچا


Date
No.
Date
No.
25 AUG